فہرست مضامین نقش کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم

جلد سوم محتاج وہ بے نیاز
چاہئے کے نونہال
سے وہ دیکھے جدھر
منقبت سے وہ سے شاد کام
باسبھی قدرت کے اندازہین
بجا ہے ہین سیر گلزار ہو
راسیہ ہر شیخ پرانے کنشت
رالہ سیمین سے آگاہ ہی
ست ہر طبیعت لڑی
مین

ہر اک خاطی اسکا درعفو باز
وہی جسکو چاہے کرے پائمال
ملے خاک کو مرتبۂ سیم و زر
رہے دین و دنیا مین وہ نیکنام
معے نہین ہین چھپے راز ہین
کوئی باغ بنواکے فی النار ہو
اسی سے ہو رنگ بہار بہشت
جہان دیکھو اعتدہی اللہ ہو
نہ مشکل بڑی تھی مگر اب پڑی

خدا نعت ختم انبیا حبیب خدا شفیع امم مالک حدوث و پہلے تاب مصطفی شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت شریف

دنیا پروردگار عالم نے کس عظم و شان سے بالا
فرمایا پیغمبرون سے مرتبہ بڑھا یا قریب پردۂ قدرت عاشق
از دنیا سے در رحمت باز ہوے کفار قریش ہر چند کہ دشمن
تنزانہ خانہ کعبہ جا کر بتون کو گرایا کفار سے کچھ نہ ہوسکا آخر اطاعت
اس نے دین لکے مسلمان ہوے بغض اپنا ما لکر ظاہر کیا مگر پروردگار
بین نے حبیب کو ماہر کیا لڑائیان فتح کین وصی پروردگار نے
پھر اسطرح اکر جسکا ئی نظیر نہ تھا جب ذوالفقار کھینچی جسم مین دشمنونکے
حق جس رہے آپ چلتے تھے وہ راستہ خوشبو ہوجاتا تھا جس کوئین
کیے جبن ڈالا و شیرین ہوگیا ابر سر پرسا یہ کرتا تھا کوئی حضرت سے
کل اسکا کیا معجزا ظاہر کیے ان فی معجزہ یہ ہی کہ مسجد مین وعظ فرما رہے
کعزوہ اور مسجد پر بلاطرگ بھاگنے لگا حضرت نے دریافت فرمایا
اکر ابرصہ

کیا ہو سب نے کہا ایک اژدر مہیب آتا ہو حضرت نے سب کو تسکین
خوف نہ کرو شہنشاہ جنات کا فرستادہ ہو میرے پاس مسئلہ پوچھنے
کو جنکے اعتقاد باطل تھے وہ گھبرا رہے تھے مومنان کامل مطمئن
آیا قریب آکر دہن اپنا گوش حضرت سے لگایا حضرت نے آہستگی
اژدہا پلٹ کر چلا گیا کل زبانون سے آپ ماہر تھے سب حال آپ
لوگون نے استفسار حال کیا کہ یا حضرت اژدہا کون تھا حضرت
جنات کو ایک مسئلے کی ضرورت پڑی اسنے اپنے ایلچی بھیجا تھا
جواب باصواب دیدیا ایسے ایسے معجزات ہزار در ہزار ہین ہم
کیا بیان کر سکین مگر درود پڑھو ان پر اور انکی آل پر

نظم

ہو عرش برین مکان احمد
فردوس آستان [illegible]

ہو قصر فلک مکان احمد
خورشید بدان [illegible]

جبریل سے بلکہ انبیا سے
تشبیہ ہو کہ [illegible]

عاجز رہے سیکڑون قوی دست
ہرگز نہ کہا [illegible]

خورشید سے ہو کہین زیادہ
ہر ذرہ آستان [illegible]

ہو پایۂ عرش نام جسکا
ہو زیب [illegible]

جتنے ہین رسول سب وہ ہونگے
محشر [illegible]

کتنے تھے عدو بیان سنکر
تھی [illegible]

ہم مدح کرین زبان کہان ہو
[illegible]

اعجاز نما ہین سب ائمہ
[illegible]

اعجاز مین ہو کلیم ثانی
[illegible]

ایمان کی ہوئی جو پہلے دعوت
حیدر [illegible]

حیدر ہین نگین خاتم شرع
اس [illegible]

احمد ہین جو قدردان علی کے
[illegible]

	ہین کرتی یاقوت		سنتا ہون مین داستان احمد	

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار
باب شبیر و شبر کاہ در خیبر زور بازوے پیغمبر قاتل عمرو و عنتر

سبحان الله امام مطلق دست زبردست کبریا وصی حبیب خدا غازی و مجاہد
راکع و ساجد صاحب کرامات مقبول بارگاہ خدا ایک ذات عالی درجہ
ذوالاصفات کیسے دکھائے کہ دشمن ہمیشہ عاجز رہے عدالت آپکی کتابون
مین مرقوم ہی سلطنت کی معلوم ہی اکثر فیصلے حاکمون نے بھیجے آنکو بحکم
خدا فیصل کر دیا بڑے بہادر پہلوانان عرب کو مارا جنگ خندق مین عمرو بن عبدود اتنا بڑا
پہلوان جب چڑھ کر آیا لشکر مین حضرت کے غریو ہوا حضرت نے اصحاب سے
فرمایا کہ تم مین کون ہی کہ جا کر اسکو روکے ایک صاحب نے جواب دیا حضرت
یہ بڑا صاحب طاقت ہی ایک قافلہ تھا مین بھی تھا اور یہ بھی تھا شب کو قزاق آئے
لوٹنے لگے یہ ہوا اسکے ہاتھ مین سپر نہ تھی اونٹ کو بجاے سپر اٹھا لیا
قزاق اس قدر دیکھکر بھاگ گئے مال اہل قافلہ نہ لیجا سکے مگر حضرت نے کچھ
اس کلام پر اعتبار کیا اور اپنے مقام سے اٹھکر عرض کی یا حضرت اگر حکم ہو تو
مین جا کر اسکو نذر کرون رسول مقبول نے بسبب فرط محبت کے جواب نہ دیا
پھر اصحاب سے سوال کیا سب نے سر جھکا لیے تب ہمارے حضرت نے اپنے دست
حق پرست سے عمامہ سر حیدر کرار پر باندھا کل سلاح جنگ جسم حیدر کرار پر آراستہ
کیے جبکہ علمبردار نصرت نکلکر چلے اور خیمے سے نکل گئے تو حضرت نے فرمایا آج کل کفر و
کل اسلام مقابلہ ہو رہا ہی ارشاد حضرت یہ تھی کہ کل اسلام جناب حیدر کرار اور کل
کفر و افسر اہل کفر عمرو بن عبدود تھا بڑھنا منہ حیدر
کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار جناب رسول خدا نے عمامہ سر سے اتار دعا
مانگی کہتے تھے ای پروردگار علی کو مظفر و منصور کرنا دعا حضرت قبول درگاہ

رب العزت ہوئی عمرو بن عبدود دیر تک حضرت سے لڑا اور سا کت ہو کر بہتر ضربین رد و قدح ہوئین آخر مین حضرت نے نعرہ کیا کہ او کافر ہشیار ہو جا کہ یہ ضرب ذوالفقار پڑتی ہی یہ کہکر حضرت نے ہاتھ مارا کہ سر عمرو بن عبدود دور جا کر گرا تمام لشکر کفار اس طاقت کو دیکھکر بھاگا جنگ احد مین سوا ے حضرت کے کوئی ہمراہ رکاب جناب اشرف انبیا نہ رہا حضرت امیر حمزہ اسی جنگ مین شہید [illegible] کیا جا [illegible] ہو کہ ایک شمہ بھی عدالت و سخاوت و شجاعت مین لکھ سکو ن عنان قلم [illegible] ہون کیا کیا صفت لکھون شاہ دلدل سوار جیسے ذوالفقار خدا نے دی ویسا [illegible] دختر عطا کی بقول [illegible] نظم

عرش اعلی سے سوا رفعت بام [illegible] — [illegible] قوسین [illegible] ادنی ہو مقام حیدر
جو سخن ہو وہ ہو آیات خدا کی تفسیر — [illegible] کا ہو کلام حیدر
جسطرف ہو گذر شاہ معطر ہو مشام — [illegible] زد و شن [illegible] ہو [illegible] اسم حیدر
سبزہ کیونکر نہ اگے خاک سے ہم شکل زبان — [illegible] وصت نامیہ بھی لیتی ہی نام حیدر
صورت اشک گرے آب بقا آنکھ سے — خضر پائے جو کوئی جرعہ جام حیدر
استخوان توڑتے ہین مفت سگان دنیا — آنیہ کھلنے کا نہین مغز کلام حیدر
کیا تعجب ہی جہنم سے اگر بچ جائے — منھ سے کافر کے نکل جائے جو نام حیدر
حسن تقریر سے ہو جاتے تھے کافر مسلم — کلمہ سب پڑھنے لگتے تھے سن کے کلام حیدر
پر تو چہرہ نہین پر تو خورشید سے کم — صبح سے کبھی کہین بڑھ کے ہو شام حیدر
چشم بد دور وہ آئینہ دو عالم ہین امام — آنکھ پر یوسف سے [illegible] غلام حیدر
واہ کیا حق نے عطا کی ہو انکھین قدر بلند — صفحہ عرش پہ مرتسم ہو نام حیدر
ہو تکبیر مین دکھاتے ہو مجھے کیا آنکھین — تمکو معلوم نہین ہم ہین غلام حیدر
دشمن و دوست کے کام آتے ہین وقت مشکل — ہر زمانے پہ عیان بخشش عام حیدر
پانؤن کعبے مین جو دوش نبی پر رکھین — پا سکے کون زمانے مین مقام حیدر
آسمان تک ذوالفقار شہ ذیشان روشن — ہو خمیدہ مہ نو بہر سلام حیدر

دوگل تازہ محمد کے نواسے ہیں اسیر		آج تک جنسے معطر ہے مشام ہستی

اُس وصی خاص کی کیا حمد و ثنا لکھوں میں امام عالی مقام وصی خیر الانام ہے اب ناظرین کو جانا سعد شہریار کا مرحلہ چہارم پر سنتا ہوں

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا سعد بن قباد کا مرحلۂ چہارم پر وحالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام عشرت پسند　　کہ پھینکوں فلک پہ خیالی کمند
مجھے جام صہبائے الفت پلا　　لکھوں سعد جمجاہ کا ماجرا
طبیعت کو حاصل ہو کچھ تو خوشی　　کہ ہر مرحلے پہ مصیبت بڑی
عمرو وہ جو مکار و غدار ہے　　زمانے کا اپنے وہ عیار ہے
نگوں اُس کے ہاتھ سے ہو سعد کا　　کہ لوح طلسمی ہے حیرت فزا
خبر لی ہر نیک و بد کی سبھی　　کہ ہیں قتل ساحر بہ لطف و خوشی
کریں مر آکے شیطان پرست　　ہیں سب اُسکے ہمراہ ایمان پرست
ہر اک حصول خار مغیلان ہوا　　قیامت کا ہر جا پہ سامان ہوا
جہاں کا یہی ہے نشیب و فراز　　کبھی سوز ہے اور کبھی رنگ ساز
قمال شاہ جہان بھی لکھو　　کہ اب داستان مرصع لکھو

چہرہ کشایان ماضی و حال و نکتہ سنجان خوش مقال اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف شہسوار وجلالت نشان خامہ رقم تیکنان این داستان جب فارغ مقدمۂ شمیم جاہ و جنگ عیاری عمرو سعد بن قباد نے بعد نماز صبح لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فتح مرحلۂ سوم مرحلۂ چہارم پہ اسطرح جاؤ کہ صبح کو اٹھکر جانب لوح پڑھتے ہوئے نیرنگ میں جاؤ عجائب وہانکے ملاحظہ کرو مسافر کا دیکھنا بہتر ہوگا سعد نے صبح کو اٹھکر صاحبقران سے عرض کی کہ غلام مرحلۂ چہارم پر جاتا ہے اگر

وہانکا شہباز بلند پرواز ہی غلام اسکے قتل کو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے
نور نظر مین بھی ساتھ چلونگا تمھاری تنہائی سے دل بیقرار ہی بادشاہ نے عرض کی
اے جد عالی تبار قید لگی ہوئی ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو حضور نے تو اکثر
طلسمات فتح کیے ہین آپ قاعدے سے بخوبی آگاہ ہین صاحبقران ناچار ہوے
مگر خواجہ سے فرمایا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری سعد کی مدد کو تم جام جہانتک
ہوسکے تعاقب کرو خواجہ عمرو بانہاے عیاری لگا کر سعد سے الگ روانہ ہوے
مگر بادشاہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے جب صحراے نیرنگ مین پہونچے اور لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ فلان اسم پڑھو بادشاہ نے وہ اسم ورد زبان کیا کہ آسمان
پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے اترا بادشاہ اسپر سوار ہوے
عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ جاتے ہین گلیم اوڑھکر پشت بادشاہ پر
طائر پر سوار ہوے طائر بہت تڑپا مگر سعد نے لوح کا عکس ڈالا طائر اڑتا ہوا
چلا تھوڑی دور جاکر منھ پھیر کر طائر مثل انسان کے گویا ہوا بادشاہ سے کہا کہ اے
طلسم کشا آپ کے ساتھ اور کون ہی بادشاہ نے فرمایا مین خود حیران ہون
نہین معلوم کسنے ساتھ دیا مگر آنکھ سے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون ہی بادشاہ
ہر چند پوچھتے ہین مگر خواجہ کب جواب دیتے ہین آخر طائر جاکر اک باغ مین
اترا عمرو پہلے ہی کود کر علٰحدہ ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا مگر وہ طائر بادشاہ
سے گویا ہوا کہ اے شہریار مین رخصت ہوتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیےگا یہ کہکر
وہ طائر رخصت ہوا عمرو دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ جہجاہ [illegible] ان [illegible]
رنگا رنگ کی سیر کر رہے ہین مگر جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو شاہزادیان
خدمت مین حاضر ہین اشارہ کر رہی ہین کہ ایک [illegible] نے [illegible] راجہ
نے زانوون پر ہاتھ مارا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا معاملہ ہی
جمشید نے کہا [illegible] حملہ شہبانہ پر گئے میر منشی کو بلاو کر نامہ لکھے
کہ نامہ بھیجا جاوے [illegible] میر منشی نے آکر نامہ تیار کیا مضمون نامہ [illegible]

ہوگا ایک جادوگر ہوکہ نام اسکا مراسم جادو ہو اسکو نامہ دیا مراسم ناسو لیکر چلا
شہباز اسوقت محل مین تھا نہ وجہ اسکی طیران زرین بال بیٹھی ہو اور ملکہ
ملکہ مشک افشان کہ ساحرہ بے نظیر ہو باپ سے باتین کررہی ہو کہ مراسم جادو
نے آکر نامہ دیا شہباز نے پڑھا جمشید نے لکھا تھا کہ اے بندہ من آگاہ ہوکہ اب
سعد تمھارے مرحلے کی جانب آتے ہین لہذا وہ تدبیر کرو کہ لوح طلسم جبین لو اور
طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو شہباز یہ نامہ پڑھکر بہت ہنسا جب زوجہ اسکی
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی تو اسنے کہا کیون صاحب اگر حکم دو تو مین جا کے
تدبیر کرون شہباز نے کہا صاحب تمھارا جانا بہتر نہین دختر نے عرض کی اے باپ
مین جاؤن شہباز نے کہا تم گھر سے بھی دیکھو چند شاہزادیان حیلون سے گئین اور
جاکر سعد پر عاشق ہوئین گھربار اپنا ویران کیا اب انھین کے ساتھ ہین ایسا
نہ ہو کہ تمپر کوئی زوال آئے مشک افشان نے کہا اے والد نامدار وہ سب
شاہزادیان بیوقوف تھین کہ اپنے کو آفت مین ڈالا ہمکو عشق والفت سے کیا
کام اگر حکم ہو تو جاکر آفت برپا کرون شہباز نے کہا مین اور ساحر کو بھیجتا ہون
یہ کہکر شہباز نے حکم دیا جلا پرداز کو بلاؤ کہ پہلو سے قصر سے ایک ساحرہ آئینہ
ہاتھوں مین لیے ہوئے حاضر ہوئی عرض کی کیا حکم ہوتا ہو شہباز نے کہا اے جلا پرداز
تو نے خبر سنی طلسم کشا میری فکر مین آئے اور باغ نیرنگ مین پہونچ گئے اور
یاقوت جنی باغ دلکشا مین پہونچا گیا ہو اب وہ وہین باغ مین ہین جلا پرداز
نے کہا وہ رنگ کرؤن کہ دیوانہ بنادون یہ کہکے چلی یہان بادشاہ نہایت حیران
و پریشان باغ ملاحظہ فرمارہے ہین ہر روش کو ملاحظہ فرماکر حیران ہورہے
ہین کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی سعد نے سر اٹھاکر دیکھا کہ پہلو سے
باغ سے ایک نازنین نہایت حسین وجمیل اور کئی شاہزادیان پشت پر یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اٹھی بھی نقاب عارض	ہوئی نگاہ کو کی آتی کثرت کہ بنگئی ہین خود حجاب عارض

کسے دکھاتے ہو انجمن مین جمال آئینہ تاب عارض
کہان یہ بو سنبل چمن مین کہان یہ نکہت گل چمن مین
یہی تو ہے حسن کی ہو گرمی تو ڈر رہا ہو نازنین مجھکو
ہزار جا کے ڈھونڈھتے ہین مگر کہان پائے چمن مین
اٹھے ہین لطف وصل کا جب کہ تم اٹھا دو وصال شمع
غرور جوبن پہ انکو ناحق ہین جو انی پہ ناز بیجا
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا تل
یہان [illegible] نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم
ہماری تربت پہ رو یا گلرو تو ہو گئی ساری قبر جل تھل
نظارہ باز و ملنے ہو مقابل تو سات پردے بھی ہون حائل
چمک چمکا آفتاب محشر نہ چھپکے اس سے کبھی دیدہ تر
نہ بھولتا ہون جمال انکا نہ بھولتا ہون جلال انکا

یہان تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض
انھین کا گیسو مثال گیسو انھین کا عارض جواب عارض
کہین پسینے کیطرح نہ جسمے گرے ٹپک کر نہ آب عارض
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزہ محو خواب عارض
حیا کا پردہ قطرہ کی چلمین حجاب دیدہ نقاب عارض
نہ معتبر حسن عارضی ہو نہ اعتبار شباب عارض
یہ نقطۂ انتخاب گیسو یہ نقطۂ انتخاب عارض
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
جب آئے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکا نہ جسمے گلاب عارض
جھلک نے کھا جائے اپنی ای دل وہ قمقمہ دیدہ ہو تاب عارض
خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
نظر مین ہو ای جلال انکا وہ جلوہ یہ عتاب عارض

سعد نے جو دیکھا پسینہ آگیا دل سے مائل ہوے اُس نازنین کو اِشارہ کیا اُسنے خود قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا کہ ای شہریار آپ تھکے ہوے آئے ہین سواری طائر کی خلاف پڑی ہو گی چلکر بارہ دری مین تشریف رکھیے سعد کو لاکر بارہ دری مین بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود کین اب وہ نازنین بیٹھی باتین کر رہی ہو مسکرا مسکرا کے کہتی ہو کہ ای شہریار جو آپکے لیے بہتر ہو وہ فرمائیے مین تدبیر کرون سعد نے فرمایا مجھکو منظور یہ ہو کہ تا بہ شہباز پہونچون اور تمھارا نام نامی کیا ہو اُس نازنین نے کہا میرا نام حیرت افزا ہو امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی کنیزی مین قبول فرمائیے سعد شہریار خود دل دادہ و دل فریفتہ ہو رہے ہین فرمایا کہ ای دلفریب مین چاہتا ہون کہ اِسی باغ مین رہون اور تم پاس ہو اُسنے کہا مین ہر وقت حاضر رہونگی اور اِس باغ کی رعنائی آپنے ابھی نہین دیکھی اِس کو نیرنگ دلکشا کہتے ہین حضور بہشت آرام پائینگے

اور یہین حاضر رہونگی مگر یہ حضور گلے مین کیا پہنے ہین سعد نے فرمایا یہ لوح طلسمی ہو اُسی
فتاحی طلسم ہوتی ہو اُسنے کہا ذرا ہمین دیکھون سعد کو منظور ہو کہ لوح طلسمی یہ دیکھین اور
احکام سے آگاہ ہون مگر اُس مہ جبین کی باتون ہین مصروف ہین حیرت افزا ہو تو خوشی
لوح مانگتی ہو سعد حیلہ کرتے ہین آخر ہنسکر اُسنے کہا کہ آپ کو جیسے یہ تختی عزیز ہو سعد نے
لوح اُتاری چاہا دیدون دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسپر عندلیب خوشنوا بیٹھی ہوئی
زار زار رو رہی ہو مثل انسان کے کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو لوح کو نہین ملاحظہ
کرتے کہ حال کھلجائے دیکھیے خدا انجام بخیر کرے سعد اُس طائر کو دیکھکر رک گئے
چاہا تختالوح نہ دیکھون اور دیدون لیکن اُس طائر کے کہنے سے دل دھڑکا ہاتھ کو
روک لیا حیرت افزا نے کہا کیون شہریار کیا کھٹکا ہوا اِس طائر کے کہنے پر نہ جائیے
یہ باغ دلکشا ہو سب طرح کے جانور رہتے ہین جب محل پاتے ہین بھٹکا دیتے ہین آپ
اپنے کو اس تردد مین نہ ڈالیے سعد نے کہا صاحب یہ لوح طلسم ہو اگر یہ پاس سے
نکلجائیگی تو میرے واسطے خرابی ہو اُسنے کہا مین لوح لیکر کہان جاؤنگی پاس ہی بیٹھی
رہونگی آپ ابھی لے لیجیے گا پھر ملاحظہ فرمائیے گا اِتنا احسان کیجیے کہ تھوڑی دیر کو
دیدیجیے سعد نے ناچار ہو کر ہاتھ بڑھایا کہ وہ طائر جو درخت پر تھا پرون سے
سر پیٹنے لگا اور بیقرار ہو کر کہتا تھا کہ واے افسوس اپنے کو کس بلا مین پھنسایا مگر
سعد نے کچھ خیال نہ کیا لوح حوالے کردی بس وہ نازنین جھک کر اُٹھی کہا اے شہریار
مین رخصت ہوتی ہون اب آپ باغ کی سیر کیجیے سعد نے ہاتھ بڑھا کر کہا یہ تختی تو
دیتی جاؤ اُسنے کہا یہ تختی شہباز بلند پرواز کے پاس جائیگی مین آپ کو نہ دونگی
سعد نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے مکر سے مجھسے تختی لے لی مین نہ جانے دونگا
سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہ لوح اِسکے ہاتھ سے لے لون مگر وہ تڑپ کے ہٹی اور
سحر کیا کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر طرف آگ جلنے لگی وہ نازنین تڑپ کر بلند ہوئی
اور پکار کر کہا یہ باغ آپ کو بہت پسند آیا تھا اب اِسی مین رہیے دیکھون تو کون
آپ کو نکالتا ہو یہ کہتی ہوئی چلی گئی اُسکے جاتے ہی سعد نے دیکھا کہ سب طرف

دیوارین آتش کی ہین شعلے بھڑکتے ہین مگر پاس سعد کے نہین آتے اہ لوح محفوظ
سگلے مین ہی چاہتے ہین یہان سے نکلون لیکن نکاسی کی کوئی صورت نہین جسطرف
جاتے ہین وہی دیوار آتش شعلہ ہاے سرکش گلا بیان شراب کی کشتیان کباب کی
جو رکھی تھین اُنمین آگ لگ گئی فرش تک جلکر خاک ہوا مگر سعد کے پاس آگ نہ آئی
حیرت افزا لوح کو لیے ہوے پاس شہباز کے آئی کہا اے شہنشاہ مین باغ دلکشا
مین اُنکو قید کر آئی مگر نہین معلوم کیا باعث ہے کہ آگ اُنکو نہین صدمہ دیتی شہباز نے
کہا تمنے بڑی خطا کی کہ لوح طلسمی لے لی اور لوح محفوظ چھوڑ دی جبتک وہ لوح
اُنکے پاس رہیگی آگ اُنتک نہ پہونچیگی جادوگرنی نے کہا اے شہنشاہ بھوکے پیاسے
تو مر جینگے مگر مین کیا عرض کرون مین نے کلیجے پر پتھر رکھ لیا اُس شہر یارہ کی صورت پر
دل فریفتہ ہے اس نگاہون سے مجھکو دیکھا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یہی دل چاہتا تھا کہ
لوح حوالے کر دون اُنکو اختیار ہو جہان چاہین جائین مگر آپ کی نمکخواری سے خیال
سے اُنکی صورت کا کچھ خیال نہ کیا شہباز نے کہا ہے صورت اُنکی سحر مجسم ہے کسکی مجال ہے
کہ اُنکی صورت دیکھے اور مائل نہ ہو تو نے بڑا کام کیا مشک افشان نے پوچھا
کہ کیون اے حیرت افزا صورت مین کیا تکلف ہے یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ صورت پر
مائل ہو جائین دل اپنا اختیار مین نہ رہے اپنے کو روکنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ خرابی
درپیش ہو وہ شاہزادیان بیوقوف تھین کہ جنھون نے گھربار اپنا تباہ کرایا اور
مسلمان سے میل کیا یہ نہ سمجھین کہ انجام اِسکا بُرا ہے یہ شخص قاتل ساحران ہے ہمارا خاندان
قتل ہو جائیگا پھر کہا لوح طلسمی ہم بھی دیکھین حیرت افزا نے کہا واری یہ لوح طلسمی ہے اسکا
دیکھنا مناسب نہین ہے نگوڑا یاقوت جنی ایک طائر بنا ہوا بیٹھا تھا وہ سعد کو
منع کرتا تھا کہ لوح نہ دیجیے مگر وہ بالکل بیمروت ہو رہے تھے مجھسے کہتے تھے کہ یہ مقام
ہمکو بہت پسند ہے اب یہین رہین گے مین چلتے وقت کہہ آئی کہ اِسی باغ مین رہیے
آپ کو بہت پسند ہے شہباز نے کہا یاقوت جنی کو مین لاتا ہون یہ کہکے شہباز چلا
اور حیرت افزا سے کہا تم جاکر آگ تیز کرو کہ طلسم کشا جل بھن کے خاک ہو جاے

یہان سعد بن قباد اندر اُن دیوارہاے آتشین کے کھڑے ہین تمام باغ آتش بہار
ہو رہا ہی مگر یاقوت جنّی کہ جسپر سعد سوار ہو کے آئے ہین اُسکو سعد سے بدل محبت
ہی وہ قطع جسپر سوار ہوے تھے وہ تو بنائی ہوئی اہل طلسم کی تھی مگر طائر خرد بنکر آیا
تھا سعد کو ہوشیار کیا مگر سعد ہوشیار نہ ہوے اور لوح حیرت افزا کو دیدی جب
یاقوت نے دیکھا کہ دیوارین آگ کی حائل ہوگئین مگر لوح محفوظ اُنکے پاس ہی
بچے رہین گے چاہا بلند ہوکر آسمان سے آواز دون درخت سے اُڑا آگ سے بلند
ہو گیا سعد کو دیکھا اُسی مقام پر کھڑے ہین شعلے بھڑک رہے ہین مگر اُنکے پاس وہ
شعلے نہین آتے لوح محفوظ ہاتھ مین ہی اُسکو چمکا رہے ہین مگر گرمی سے آگ کی اُنکو
پیاس کی شدت ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
اِس بلا کو دفع کر اِس آگ سے نجات دے اب شدت تشنگی سے کلیجہ جل جائیگا
یقین ہی گھبرا کر دم نکل جائیگا

نظم

جابجا گر دید از نور خدا روشن چراغ ‏— گشت اندر دار و اندر دل زنان دلدار روشن چراغ
نور وحدت گشت چون در خانۂ دل جلوہ گر ‏— شد تن خاکی از ان سر تا بپا روشن چراغ
مہر وحدت چون شد بر اوج کثرت آشکار ‏— گشت از لمعان نورش جابجا روشن چراغ
شرق و غرب و زیر و بالا و پیش و پس چپ و راست ہمہ ‏— شد ز انوار جناب کبریا روشن چراغ
ہر کسے گویا شد اندر راہ حق ثابت قدم ‏— می نہد اندر رہش آن رہنما روشن چراغ
گل بہی گردد نصر اندر بن بستان سراسر ‏— در دل ہر کس کہ حبیب از ضیا روشن چراغ

یاقوت جنّی نے جو اِس حال پر ملال مین بادشاہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا آواز دی
کہ ای شہریار اب تو ہوشیار ہو جیسے خوب طلسم کشائی کی لوح کھو دی اب غفلت کا
وقت نہین ہی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جیوا ... بیٹھا ہی
بیٹھے ہو ... سے آواز دے رہا ہی بادشاہ نے چاہا اُس سے کلام کرین ...
... آواز آئی کہ منم شہباز آسمان سپہر یاقوت نے قصد کیا بھاگون مگر شہباز
... جھپٹ کر گرا چکا ہین یاقوت کو سمجھا لیا یاقوت جانتا ہی

حال مین بھی بادشاہ کی مدد کرون اور مطلب کی بات کہدون مگر آواز نہین نکلتی ہو
زبان بند دل درد مند اشارے کر رہا ہو مگر شہباز نے یاقوت کو ایک تماچہ مارا
اور منھ پہ ہاتھ پھیر دیا یاقوت کو سوجھنا بھی موقوف ہوا اور مشکین باندھ کر
لیچلا مشک افشان کا یہ حال ہو کہ جسوقت سے حیرت افزا لوح دیکھ گئی ہو اور
حال بادشاہ سنا ہو دل کو بیقراری ہو آنکھون سے اشکباری ہو خاموش بیٹھی ہو کسی سے
کلام نہین کرتی مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ آپ کو اداس پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے
ہین مشک افشان کہتی ہو ہمارے والد کے مزاج مین بڑی سختی ہو حیرت افزا
نے بڑا ستم کیا کہ صورت بناکر دام مین طلسم کشا کو پھانسا اور لوح لے لی دیکھیے اسکا
کیا انجام ہو کیسی پھر گذر رہی ہے کہ آگ مین وہ پھنسے ہین تشنگی کی شدت ہو گی کسقدر
آگ مین حدت ہوگی یاقوت جنی کہ قوم جنات سے ہو مدت سے طلسم مین پہنا ہو
مگر اس سے نہ دیکھا گیا چاہتا تھا آگاہ کردون مگر وہ ایسے مبہوت تھے کہ آگاہ نہ ہوئے
اب یاقوت جنی کو گرفتار کرنے گئے ہین خداے نادیدہ اسکو بچاے کنیزون نے
کہا واری آپ کو خداے نادیدہ سے کیا مطلب ہو مشک افشان نے کہا تم
لوگ کیا جانو ذرا خیال تو کرو کہ مسلمان کیا دلیل لاتے ہین یہی انکا قول ہو کہ یہ
سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ مر گئے کچھ زور نہ چلا جمشید ثانی سحر کے زور
مین خدائی کرتا ہو اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ان سب باتون سے بری ہو
مین بھی اسی کو یاد کرتی ہون کنیزین کہتی ہین واری بات معقول ہو لیکن باپ دادا
ہمارے بیوقوف نہ تھے مشک افشان نے کہا جاؤ دور ہو جہالت کی باتین مجھسے
نہ کرو مین نہین معلوم کس فکر مین بیٹھی ہوئی ہون خداے نادیدہ یاقوت جنی کو
بچاے یہ باتین تھین کہ شہباز یاقوت کو لیے ہوے آیا ایک قفس آہنی مین
یاقوت کو بند کیا ایک قفل سحر لگا دیا لوح کو جھولی سے نکالا سامنے صندوق
رکھا تھا اسے کھولا اسمین لوح کو رکھا دو طائر بناکر پہلوے صندوق مین بٹھا دیے
اور یہ کہدیا کہ ہوشیار رہنا مشک افشان دیکھا کی حیران ہو کیا کرون دل مین

کھانا نہ کھایا ہر چند کنیزون نے کہا وارسی کھانا نوش کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بھوک نہین ہے
دل نہین چاہتا دن بھر تو اسی تصور مین گذرا شام کو شہباز نے شراب پی پلنگ پر
لیٹا سو گیا مشک افشان اپنے مقام سے اٹھی طرف صندوق کے چلی جیسے ہی
عکس اسکا صندوق پر پڑا وہ طائران پھڑپھڑکنے لگے مگر مشک افشان نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب صندوق کے پہونچی تو ایک طائر تڑپ کر اڑا شہباز پر
جا گرا اسکے سر پر منقار ماردی کہ شہباز نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ طائر نے
آکر مجھکو جگایا مشک افشان سحر کر رہی ہے مگر قفل صندوق نہین کھلتا شہباز نے
للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہے مشک افشان نے جو باپ کو بیدار دیکھا فوراً
کانپ گئی مگر شہباز نے ایک دستک دی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک برج شیشے کا
آکر مشک افشان پر گرا مشک افشان نے دیکھا کہ کوئی صورت نکاسی کی
نہین وہ گنبد سب طرف سے بند ہے سر جھکا کر بیٹھ رہی شہباز نے پکار کر کہا کہ اری
شوخ دیدہ دیکھ صبح کو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر پھر سو رہا مشک افشان اس
گنبد مین شیشے کے تڑپ رہی ہے ادھر خواجہ عمرو گوشے مین باغ کے جو چھپے تھے انھون
نے یہ سب معرکہ دیکھا گھبرا رہے ہین دل سے کہتے ہین کہ خواجہ بڑا غضب ہوا کہ
حیرت افزا پھر آکر کڑی آگ مین گھس گئی ہر چند شعلے چمکاتی ہے مگر کوئی شعلہ قریب
سعد شہریار کے نہین جا سکتی ہے یا سامری و جمشید آپ کے نام مین تاثیر نہ رہی
... سحر کرتی ہے اور کہتی ہے یہ وہ سحر ہے کہ جنگلون کو جلا دے مگر افسوس طلسم کشتا
پرتا ثیر نہین کرتا خواجہ نے جب دیکھا کہ دیوارین حائل ہین سعد نہین دکھائی
دیتے تو ناچار ہو کر گوشے سے نکلے حیرت افزا نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ناٹا
گوشے سے نکلا ہے اور آگ کو دیکھ رہا ہے نہایت ... صورت شاید
... سوچی کہ یہ قدرت خدا وند جمشید ثانی ہے کہ ... عیار معلوم ہوتا ہے جیسے ہی
خواجہ ایک طرف چلے حیرت افزا کڑک کر گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے چلی
ہر چند خواجہ چیخے چلائے مگر اسنے خیال نہ کیا حیرت افزا خواجہ عمرو کو ... جاتی ہے

راہ مین کوہ حیران ہی حیران جادو وہان کی حاکم پہاڑ پر بیٹھی ہو کنیزین گرد جمع ہین جلسہ آراستہ ہی حیران نے جو دیکھا کہ حیرت افزا کسی کو لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی کہ بدن بی حیرت افزا ہمارے کوہ کے سامنے سے جاتی ہو اور ہماری صحبت مین نہین آتی ہو حیرت افزا نے کہا بوا اسوقت ایک کار ضروری ہی اور وقت مین آؤنگی حیران نے کہا مین تو نہ جانے دونگی آکر بیٹھو ایک دو جام شراب کے پی لو پھر اختیار ہی حیرت افزا ناچار ہوئی زمین پر آئی عمرو کو ایک طرف اُتار دیا حیران نے پوچھا کیون بوا یہ کون ہی حیرت افزا نے کہا ظاہر اسعلیم ہوتا ہی عمرو عیار یہی ہی مین اسکو گرفتار کرکے لیے جاتی ہون پاس یاقوت جنی کے قید کرونگی حیران نے کہا یاقوت نے کیا خطا کی حیرت افزا نے کہا طلسم کشا کا دوست ہی ہمارا تمھارا دشمن ہی شہباز اسکو گرفتار کرکے لائے ہین ایک قفس آہنی مین اسکو بند کیا ہی وہ قیدی ہی اب اِنکو بھی لیجاکر وہین قید کرونگی حیران نے کہا کیون بوا یہ وہی عمرو عیار ہی جسنے دامہ وششمش کو مارا حیرت افزا نے کہا سنتی تو یہی ہون کہ اگر یہ نہوتا تو زبرجد نگار کبھی فتح نہ ہوتا یہ سنکر حیران اپنے مقام سے اُٹھی قریب آکر کہا کیون لنگوڑے تو نے دامہ کو مارا عمرو نے کہا پھر آپ کو کیون ناگوار ہوا وہ ہماری فکر مین تھی اسکی ہمنے تدبیر کی حیران نے ایک تمانچہ مارا اتراتے کی آواز ہوئی خواجہ تڑپ گئے ایک تین کروٹین لین دم نکلگیا حیرت افزا نے کہا بوا یہ تمنے کیا کیا اگر شہباز پوچھے گا تو مین کیا جواب دونگی یہ وہ شخص تھا کہ جسنا کشندہ ساحران نام تھا چاہ ماران دام الجبال وکاشمیر وکاشغرا ور عونتالی آبادونہ زبرجد نگار وغیرہ اِسی کے ہاتھ سے برباد ہوے شہباز تو ضرور پوچھے گا کہ عمرو کو گرفتار کرکے کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی دبلا پتلا ناتنیا اور بھوکھون کا مارا ہوا اسپر جو تمانچہ پڑا تڑپ کے مرگیا حیران حیران ہورہی ہی کہ میرے ہاتھ کا تمانچہ گویا تمانچہ ملک الموت کا تھا لتنے بڑے شخص کا مار یجانا تمام عالم مین خبر ہوگی کہا بوا حیرت افزا میری خطا کہ چھپا لو اور لاش اسکی یہین

جنگل میں پھینکدو شہبازہ سے ذکر نہ کرنا میں آکر کہدونگی کہ جنگل میں پھر رہا تھا ایک شیر نے
اُسکو مار ڈالا کوئی کچھ نہ کہ سکیگا ورنہ بدنامی ہوگی فرمائیں گے کہ ہم سب ساحروں کو
جمع کرنے مجمع میں عمرو قتل ہوتا تو سب یاروں کو خوشی ہوتی اب کوئی کیفیت نہ ہوئی
سب ساحر اپنا اپنا سحر کرتے ہر طرف سے اسپر بوچھار ہوتی حیرت افزا نے کہا جاکر
پھینک آؤ کنیزوں کو اشارہ ہوا کنیزیں ٹانگ پکڑ کر عمرو کو کھینچتی ہوئی لے چلیں مگر
خواجہ دل سے کہتے ہیں کہ ایسی عیاری نہ کیا کرو وہ تو جان جانا فقرہ تھا اب اصل
میں جان جاتی ہو سر ٹھکراتا ہوا تمام بدن غربال ہوگیا ہو مگر ضبط کررہے ہیں کھنچتے
ہوئے چلے جاتے ہیں راہ میں ایک کنواں ملا کنیزیں نوجوان ہنستی ہوئی قہقہے
مارتی ہوئی ایک نے کہا بوا مسلمانوں میں دستور ہو کہ نہلاتے بھی ہیں ایک غوطہ
اس کنوئیں میں دے لیں دوسری نے عمرو کو ڈھکیل دیا خواجہ پانی پر جاکر گرے
سمجھے کہ خواجہ یہ نوجوانیں تمکو مار ڈالیں گی اب نہ نکلو ایک پتھر اٹھاکر رسی میں
باندھدیا اور آپ کول میں چھپ رہے کنیزیں جو کھینچتی ہیں تو ٹھٹھے مار رہی ہیں
ایک کہتی ہو بوا ہلکا ہوگیا دوسری کہتی ہو بالکل بوجھ نہیں معلوم ہوتا آخر جب رسی
کو اوپر کھینچا تو دیکھا ایک پتھر بندھا ہو کنیزیں توبہ توبہ کرنے لگیں پکارتی ہوئی چلیں
کہ یا خداوند صدقے آپ کے کیا کمال کی بات ہو کہ آپ کو جو یہ مسلمان بُرا کہتے ہیں
مرنے کے بعد پتھر کے ہوجاتے ہیں اب صلاح ٹھہری کہ چلکر بی حیران کو دکھاؤ اور
بیان کرو کہ ہمنے جو عمرو کو نہلایا نگوڑا بے ایمان پتھر کا ہوگیا اب اِسپر جوتیاں مارو
اِس نگوڑے کے منھ پر تھوکو سب خواصیں ہنس رہی ہیں اور پتھر کو دیکھ دیکھکر کہتی
ہیں کہ خوب گول پتھر بنا ہو قدرت نے خوب کرامت دکھائی مرنے کے بعد بھی قدرت
میں کرامت باقی ہو ایک نے کہا بوا قدرت کا مرنا جینا کیسا چولا تبدیل کرگئے دنیا
کے لوگ کہتے ہیں مرگئے اُنکا وہی جاہ و جلال ہو دیکھو ابھی تو انسان تھا ابھی پتھر
ہوگیا یہاں حیران و حیرت افزا بیٹھی ہیں یکایک کنیزیں ہنستی ہوئیں نظر آئیں
حیران نے پکار کر پوچھا اری شفتلو کیا ہنستی ہو کیا دیکھا کیا پڑا پایا ایک نے کہا

داری کرامت ہمارے مذہب کی ظاہر ہوئی آج معلوم ہوا کہ بعد مرنے کے مسلمان
پتھر کے ہو جاتے ہین قدرت کو بُرا کہنے کا یہ مزہ پاتے ہین اپنی زندگی مین جو کچھ کیا بعد
مرنے کے اُسکا پھل پا یا ایک نے کہا بوا دیکھو نگوڑا منھ چڑاتا ہو دوسری نے کہا
اری حرامزادیو یہ موا مکار و غدار ہو جو کچھ اِس سے نہ ہو تعجب ہو جیران نے جھلا کر
کہا اری حرامزادیو یہان کیون آئین مگر آج یہ نیا عذاب دیکھا جو لوگ کتاب لکھتے
ہین اُنکو لکھ بھیجو کتاب مین لکھ دین کہ بعد مرنے کے مسلمان پتھر ہو جاتے ہین اِس
پتھر کو میرے پہاڑ سے دور پھینکو میرے سامنے نہ لاؤ مجھکو ہول آتا ہو کنیزون نے
پتھر دور جا کر پھینکا ایک اُنمین سے اُچھلتی ہوئی صحرا کی سیر کرنے لگی مگر بعد کنیزونکے
جانے کے خواجہ نکلے سر سہلاتے ہوے چلے دور سے ایک کنیز کو دیکھا اِس جنگل
مین پھر رہی ہو جوانی کا زمانہ پھول توڑتی پھرتی ہو کچھ پھول انگیا مین رکھے کچھ جوڑے
مین رکھ لیے کچھ پھول ہاتھ مین گاتی ہوئی جاتی ہو کہ مسلمان بعد مرنے کے پتھر کے
ہو جاتے ہین خواجہ یہ فقرہ سُنکر بہت ہنسے گلیم زنبیل سے نکالی سارا بدن گلیم مین
چھپا یا دونون ہاتھ اور سر کھلا ہوا رکھا اور ہاؤ کر کے دوڑے کنیز نے جو دیکھا
دو ہاتھ اور ایک سر دوڑا ہوا آتا ہو چیخ مار کر بیہوش ہو گئی خواجہ نے آزادے کے
کپڑے اُتارے زیور تو اُتار کر نذر زنبیل کیا وہی کپڑے پہنکر صورت بدلی ہنستے ہوے چلے
پُکار پُکار کے کہتے ہوے کہ آپ ٹھہر یئے مین آتی ہون وعدے کے خلاف تھوڑا
تمھارا کہنا بھی مانونگی جیران و حیرت افزا نے دیکھا کنیز ہنستی ہوئی آتی ہو جیران
نے پُکار کر کہا کیون شعلہ خیر تو ہو کس سے وعدہ کرتی ہو شعلہ بھڑک کر قریب آئی آکر
جیران کے سامنے گر پڑی کہا بی بی عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین آتی تھی کہ ایک
طرف سے آواز آئی بوا شعلہ ٹھہرو آگے نہ بڑھو مین نے پلٹ کر دیکھا جمشید ثانی
جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جب مین ٹھہری تو قریب آئے مجھکو گلے لگا لیا
منھ پر منھ رکھنے لگے مین نے کہا کیون خداوند کیا ارادہ ہو میرے گلے پہ ہاتھ
[illegible] مجھکو [illegible] علم [illegible] دیا اور [illegible] کہا ل عمر و عیار کے تحفا دیئے

مگر ذرا گوشے ہین چاو مین کچھ کہونگا ہین ہنستی ہوئی بھاگی آنکھین سے کہتی ہوئی آئی تھی
کہ تم ٹھہرے رہو مین آتی ہون آخر کھڑے کھڑے چلے جائین گے مگر میرا امتحان تو
لیتے مین تو بدآواز ہون کبھی غزل ٹھمری نہین گائی اب امتحان کرتی ہون یہ کہکر بایان
کھینچا سب ہصا ۔ ہصا ٹھیکہ بجانے لگی ایک کنیز گانے والی بیٹھی تھی اُسنے کہا لو ٹھیکہ تو
تم خوب بجا رہی ہو شعلہ نقلی گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے — برماتا ہوا دل کو نکلجائے جگر سے
واقف نہین ابتک مرے نالونکے اثر سے — او تو سہی دل پکڑے نکل آئیے گھر سے
حیران ہین بہاو رتری آنکھون کے ہنر سے — دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے — اس طرح رہا جاتا ہی تنہا مین شرر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی — اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے
اللہ مجھے جان کے بھی پڑ گئے لالے — کچھ دل تو سوا ہو گیا سوزش ہین جگر سے
منہ بوسے کا مشتاق ہو دیدار کی آنکھین — دیکھو تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے
کیا جانیے کیا بات ہی آمین کہ سر بزم — دیکھا کیے وہ مجھکو محبت کی نظر سے
ہنسے جو تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا — احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے
کیا ہوتا قدرت مجھے اللہ جو دیتا — آنکھون کو بدل لیتے ترے روزن در سے
یہ اشک محبت ہین غنیمت انھین سمجھو — لڑکون کو بچائے رہو لوگون کی نظر سے
کیا سیر گلستان سے ہون عشاق شگفتہ — بجھتی ہی کہین دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا — ناسخ کے مقلد ہین تلمذ ہی سحر سے

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کہتا ہی
بی شعلہ تم ہمیشہ سے گرما گرم ہو۔ قدرت تمپر عاشق ہوے شعلہ نے کہا مین فرمائشین
کرونگی قدرت سے کہونگی کہ مجھکو آسمان پر لے چلیے وہان جاکر دیکھون کیا عجائب
وغرائب بنا ہی ہین کہونگی فرشتون کو بھی دکھا دیجیے بہشت کا راستہ بتا دیجیے جہنم
کی آگ بجھا دیجیے کہنے مین سب سنہو ، یہی ہین اور حیران جادو کہتی ہی شعلہ تو تو آپ سے

باہر ہو گئی کہا واری اب مین کیا آپ کی کنیزون مین رہونگی خداوند سے ملک کی سلطنت
مانگونگی کہ مجھکو ایک ملک کی سلطنت دیجیے آپ سے ملاقات رہیگی جب آپ کی ملاقات
کو آؤنگی تو تمام جنگل فوج سے بھرجائیگا حیران کہتی ہو شعلہ زیادہ غرور نہ کرو ایسا
نہ ہو قدرت آزردہ ہوجائین کہا واری میخانے کی کنجی عنایت فرمائیے مین ساقی گری
کرون شاید یہ بھی کمال ہوسکے اور جو ناقص رہا تو قدرت سے تنکا بنت کرون کی
حیرت افزا حیران وپریشان بیٹھی ہو دل سے باتین کر رہی ہو کہ آج یہ نئی بات ہوئی
کہ شعلہ پر قدرت عاشق ہوے ہمارے بزرگ اس طلسم کے منتظم ہے کیا کیا کام
کیے خیرخواہیان بھی اسطرح کین کہ ہمارے مرحلے تک کوئی نہین آیا پہلے ہی مرحلے
پر گرفتار کرلیا گیا اب دیکھون انجام کیا ہو اگر ساقی گری بھی اسنے کرلی تو بیشک
ظہور قدرت ہو وہ کمال تو خاص عمرو کے واسطے ہو مگر آج اُس شخص کا خاتمہ ہوا
کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا ملک کے ملک ویران کردیے کاش کہ مین
یہان نہ ٹھہرتی میرے پیچھے سب کچھ ہوتا پھر دل مین کہتی ہو کہ اُسی کے مرنے کی یہ
خوشی قدرت نے کی اب شعلہ کے بڑے مرتبے ہونگے یقین ہو شہباز اسکو اپنا
سرتاج بنادے ہر شخص اسکا پاس کریگا یقین ہو کہ یہ منتظم طلسم ہو شعلہ بڑے مرتبے
پائیگی یہان حیران نے کنجی ازاربند سے کھولی سامنے شعلہ کے پھینکدی کہا لو
بی شعلہ تمکو اختیار ہو میخانے کو برباد کرو شعلہ نے کنجی اُٹھالی میخانے مین آکے
آواز دی ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکا جتنا جی چاہے
شراب لیجاے سب کنیزین دوڑین کسی نے قرابہ لیا کوئی کہتی ہو مین خُم اُٹھا لیجاؤن
ایک ہلڑ ہو گیا عمرو نے سب کو شراب بانٹ کر چند گلابیان درست کین کہ اُن مین
مَے ارغوانی بھری مکھڑے اُنکے تمامی سے باندھے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لائی
حیران نے کہا دیکھو صاحبو کیا قدرت کی عنایت کی برکت ہو کس سلیقے سے شراب
لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پی لو میرے بیلے بڑا مرتبہ ہوا کہ میری
کنیز پر قدرت عاشق ہوے اب مجھکو کسکی پرواہی ہرامر مین شعلہ سے کہونگی

کہ قدرت سے کہدے کہ یہ کام کردین اسی وقت وہ کام ہو جائیگا ظاہر مین لوگون کو تو
معلوم ہوا کہ عمرو مر گیا مگر یہ اسی کے مرنے کی خوشیان ہین جو قدرت نے کی ہین حقیقت مین
آج عجب دن ہی جو گھمنڈ کرون وہ بجا ہے ہو کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا کہ نظر کردۂ خداوند
ہوئی اب جو چاہیگی قدرت سے کہیگی کہ یا خداوند سب مسلمان غارت ہو جائین
اب طلسم بچ گیا اب تک لوگون کو یہ خیال تھا کہ طلسم فتح ہو جائیگا اب طلسم فتح نہین ہوسکتا
ہر مقدمے مین تشریف لائینگے پھر پکار کر کہا کیون بی شعلہ یہ تو بتاؤ تم وعدہ کرکے آئی تھین
اور وعدہ پورا نہین کیا شعلہ نے کہا بی بیٹھو قدرت آئین گے کھڑے رہین گے
جب مجھے فرصت ہوگی تب جاؤنگی روز آیا کرینگے جب گھڑی دو گھڑی انتظار کرینگے
تب مین جاؤنگی حیران کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحبو کیا گھمنڈ ہی قدرت کو انتظار
کرائیگی لگ کیون شعلہ قدرت کلان تھے یا خداوند خورد تھے شعلہ نے کہا جمشید ثانی
نے میرا ہاتھ پکڑا [illegible] نے جھٹک دیا آخر قدرت سے وعدہ کیا اب آئے ہونگے
جنگل مین پھر رہے ہونگے ملکہ حیران دل مین کہتی ہو حقیقت مین ظہور قدرت خداوند
ہی مین کہانتک فخر کرون کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا اب مین دعائین مانگونگی کہ مجھکو اور
مرتبہ عطا کیجیے شعلہ کہتی ہی مین آسمان پر جاؤنگی مین اس سے سب حال وہانکا پوچھونگی
کہ آسمان پر کون کون رہتا ہو سورج کہان جاکر چھپتا ہو چاند کیونکر برآمد ہوتا ہو اور
تارونکی کیا [illegible] ہمارا ستارہ کس برج مین ہو کہ بفیض خداوند کس برج مین ہو سب کچھ
حال معلوم [illegible] سب یہ دریافت ہوگا کہ ہمارا ستارہ فلان برج مین گیا پنڈت تو ان
سے پوچھتے ہین گے کہ اب کیا کرین پنڈت بتا دین گے کہ آج یہ کام کرو یہ برائی دنیا کی اب
ہم تک [illegible] آنکھین بڑے چین سے بسر ہوگی جو کام چاہین گے شعلہ سے کہکر کرالین گے
دشعلہ [illegible] گھنگرو پاؤن مین باندھے سازندون نے ساز ملائے شعلہ نقلی نے
گت ناچنا شروع کی

نظم

[illegible]	وہ جیہ کرنے لگا [illegible]
[illegible]	ماہ [illegible] پہ چھپا گیا بادل

	جسکی جانب بتا کے سسکی لی	دیگر	جان اسنے سسک سسک کر دی	
	تو الٹا آسمان کا تختہ قول		ایسا نہ تھا پارہ بدبھی لاحول	
	کھنچکے مرقد مین تان سین کی روح		تڑپی مانند طائر مذبوح	

کل اہل محفل کی عجب گت ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اور تعریفین کر رہے ہین کہ ای شعلہ کیا گرما گرم ہو کبھی آجتک ایسی گت نہ دیکھی تھی ہم لوگون کی بڑی گت ہو تمھاری کیا قسمت ہی کہ قدرت عاشق ہوے یہ کمال دیدیے اب تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہی شعلہ نے جھک کر جام اٹھایا اُس مین شراب لبریز کی دیکھنے والے کہ رہے ہین کہ اب کمال شعلہ کا ٹھنڈا ہوا چاہتا ہی مگر شعلہ نے جام سر پر رکھا اور ٹھوکرین لیتی ہوئی چلی اول سامنے حیرت افزا کے آئی مسکرا کر کہا ایسی بی بیون کو سرسے شراب پلانا چاہیے حیرت افزا نے خوشی خوشی جام لیا اور پی گئی پلٹ کر شعلہ نے دوسرا جام بھر اسی طرح توڑے لیتی ہوئی جست وخیز کرتی ہوئی سامنے حیران جادو کے آئی اور یہی کلمہ کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سرسے شراب پلانا چاہیے حیران جادو مثل آئینہ حیران ہو کر جام پی گئی اب تو شعلہ و نقلی نے دورہ باندھا کل اہل محفل کو شراب پلائی جو کنیزین کہ شراب اٹھا کرلے گئی ہین وہ بھی اپنے مقام پر پی رہی ہین کہ محفل مین ہنگامہ ہونے لگا دست درازی شروع ہوئی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچا کسی نے بہ نگاہ غور دیکھا اور کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ہی کمیدان نے کہا اس حرامزادے نے کیا اڈا مقرر کیا ہی دیکھنے والے نے کہا آپ بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا مارا بس کمیدان نے آہ کرکے کہا بھائی غضب کیا مونچھین نوچ لین جھٹکا دینے والے نے جواب دیا کوا اڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین ہی دوسرے نے کہا کیا پوچ ولچر اسطرح جا بجا کوئی کسی کو دھول مارتا ہی کوئی اُچک رہا ہی کوئی کہتا ہی آؤ مجھسے لڑلو مین کسی سے کمتر نہین ہون جب زیادہ ہلڑ ہوا تو حیران جادو نے برہم ہو کر کہا صاحبو یہ محفل ہی کو یا نہ الدینا یا ہی یہ کیا ہنگامہ ہی آرام سے بیٹھو ورنہ ...

سزا دونگی یہ کہتی ہوئی اُٹھی لڑکھڑا کر گری حیرت افزا بھی اُٹھکر گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین ل
ہو اُٹھا بر لب فرش ہوا تھوڑے عرصے مین ساری محفل بیہوش ہوئی خواجہ نے
جب سب کو بیہوش پایا تن کر نعرہ کیا نعرۂ [illegible]

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و طرار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاسے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے اول تو خواجہ نے سب کا زیور اُتار لیا بعض کا لباس جو بھاری دیکھا
وہ بھی لے لیا اب سوچ رہے ہین کہ کیا کرون آخر حیران جادو کو اُٹھایا زبان مین
سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو حیران کی آنکھ کھلی دیکھا
کل اہل محفل بیہوش پڑے ہین اپنے کو بندھا ہوا پایا اور عمرو کو ڈنڈا لیے کھڑا ہوا ہی
کہہ رہا ہی ای حیران سامری و جمشید پر لعنت کرو خداے نادیدہ کو سجدہ کرو ورنہ یہ
سمجھ لینا کہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا دیکھا تمنے کسطرح پہونچا ہون مقام
افسوس ہی کہ طلسم کشا قید ہین اور لوح شہباز نے لے لی بی حیرت افزا کا بھی
علاج کرونگا خیال کرو کہ پروردگار نے زمین و آسمان بنائے بہشت و دوزخ
چاند و سورج اگر سامری و جمشید خدا ہوتے تو موت انکو کیون آتی دیکھو یہ
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی سحر کے زور مین خداوند بنکر بیٹھا ہی ایسے ادیان
باطلہ کا اعتقاد کر بیٹھنا سراسر حماقت ہی خالق لیل و نہار ہمارا تمہارا پروردگار
ہی اُسکا اعتقاد کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اسطرح عمرو نے سمجھایا کہ زنگ کفر
آئینۂ دل سے دور ہوا حیران کے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے
نکالیے مین بدل اطاعت کرتی ہون عمرو نے زبان سے حیران کی سوزن نکالی
حیران جادو نے قید کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا کیون خواجہ اب کہو کیا

تم کو سزا دون خواجہ نے کہا آپ کا چہرہ روشن ہی یہ کہکر ہاتھ بڑہا یا حباب مار کر پھر جبران کو بیہوش کیا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جبران سمجھ گئی کہ یہ کامل و اکمل ہی اور نصیب بھی اسکا کامل ہی قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ مین جان و دل سے حاضر ہون جو حکم کیجیے وہ بجا لاؤن عمرو نے کہا مجھکو دربار شہنشاہ مین پہونچا دو ان سب کو یون ہی پڑا رہنے دو جبران نے کہا چلیے کس صورت پر چلیے گا عمرو نے کہا وہی شعلہ کنیز بنکر چلونگا انشاء اللہ رہائی سعد کی تدبیر نکالونگا اور یہ بھی سنا ہی کہ یاقوت جنی کو شہباز پکڑ لے گیا اُسکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگا شاید پروردگار اپنا فضل کرے ورنہ اپنی جان دونگا آج دو دن گذرے ہین کہ سعد شہریار باغ مین بے آب و دانہ ہین شہباز کا ارادہ یہ ہی کہ اُنکے قریب سحر تو نہین جا سکتا مگر تاثیر پہونچے جبران نے کہا حیرت افزا کو قتل کیجیے آگ وہانکی برطرف ہو جائیگی کیا تعجب ہی کہ عین وقت پر وہ بھی دربار مین آجائین عمرو نے کہا یہ بات خوب بتائی ہی عمرو نے حیرت افزا کو قتل کیا قتل سے حیرت افزا کے ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم من حیرت افزا بود سعد شہریار کہ دو دن سے بے آب و دانہ تھے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز کیا سعد کا پیاسا مرنا تھا اس مشکل کو آسان کر

زہے کریمی و زہے کارسازی نظم

تو آنی کہ آفریدی زیک قطرہ آب	گہر ہای روشن تر از آفتاب
پدید آوری از لطف گوہر پدید	بہ جوہر فروزان تو دادی کلید
چہ آہن تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر نشینی رنگ را
نیارد دہ ہوا تاکندی سبب	[illegible]
جہان را چنین خوبی آراستی	[illegible]
چہ گرمی و سردی و از خشک و تر	[illegible]
جہان را برکشیدی و بستی نگار	[illegible] شمار

الغرض [illegible] اپنے پچھواڑے دیوار مین آگ کی گرمی [illegible] سعد شہریار سے [illegible]

پروردگار کیا کچھ پھل وغیرہ جنگل کے توڑ کر کھائے اُس باغ پُر آفت سے نکلے باغ
سے نکلتے ہی دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہے دروازے پر اُسکے چند جادوگر بیٹھے ہین بادشاہ
طرف اُس قصر کے چلے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے ہوے مگر شہباز بلند پرواز اپنے قصر
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہو کہ حیرت افزا پلیٹ کر نہین آئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
حیران جادو اور ایک کنیز بڑی شوخ وشنگ پھولون کی پنکھیا جھلتی ہوئی ساتھ
ساتھ حیران کے ہو تخت آکر زمین پر اُترا حیران نے سلام کیا وہ کنیز بھی براے
تسلیم خم ہوئی شہباز نے پوچھا او حیران اسوقت کہان چلین کیونکر اتفاق آنے کا
ہوا حیران نے کہا او شہنشاہ آج عجب معرکہ گذرا منظور رہا کہ آپکو بھی دکھاؤن
ہمارے سامری وجمشید بڑے صاحب کرامت ہین یہ کنیز میری برسرکوہ پھر رہی
تھی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر سامری بیٹھے تھے اِسکو پکارا پہلے تو
یہ ڈری مگر جب قدرت نے تسکین دی تب قریب گئی گلے پر اِسکے ہاتھ پھیر دیا اور
یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کیا اور کچھ بھی اِس سے کہا مگر اپنے خوف سے
نہ ماناتا فرما گئے کہ بہت سے کمال ہمنے تجھکو دیے تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے
آئی اور مجھسے سب حال کہا مین نے کہا امتحان کرو ایسے مزے سے اِسنے ایک
غزل گائی کہ مین بیقرار ہوگئی پوچھا مین نے اِس سے کہ او یہ کمال کون سے ہین
اِسنے کہا سامری وغیرہ امیدوار ہون کہ آپ بھی سماعت فرمایئے شہباز نے کہا کیا
مضایقہ ہی کیون بی شعلہ کیا چاہیے ہو شعلہ نے کہا کنجی میخانے کی دیجیے شہباز نے
کنجی دی شعلہ تقلی نے میخانے مین آکر شراب بانٹی چند کنٹر الماس نگار کے لیکے
محفل مین آئی اور گت ناچی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

بدلی جو آئی باغ مین کس خوش ادا کے ساتھ
حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین
کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ
بس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی
الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
غیرون کی بزم مین تجھے دیکھا نہ جائے گا
بے وجہ بدلے نہ چل مجھے آنکھین دکھا کے ساتھ

کیون جان دیکے کیا تمہین بدنام کر دیا
ڈرتا ہون مین کہین تمہین خواہش کی ہو نہ جائے
ای دل وصال یار کی لذت ہی ہجر سے
یارب دعا یہی ہی کہ کٹ جائے اپنی عمر
رند و چمن مین رنگ جماؤ شراب کا
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہو صفیر

پھر کیجیو نہ چھیڑ کسی آشنا کے ساتھ
اچھا نہین ہی ربط بڑھانا جفا کے ساتھ
نادان زندگی کا مزہ ہی فنا کے ساتھ
مثل شب وصال کسی مہ لقا کے ساتھ
اُڑتی ہوئی بہار وہ پہونچی گھٹا کے ساتھ
غنچے ہین کرتے چاک گریبان صدا کے ساتھ

اور جام لبریز کر کے سرپر رکھا سامنے شہباز کے آکر سر جھکایا یہ کہکر کہ ایسے شاہونکو سر سے شراب پلانا چاہیے شہباز نے جام ہاتھ مین لیا کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا اسنو خواجہ گھبرا سے کہ خدا وندا خیر کیجیو مگر شہباز نے کچھ پڑھکر جام پر پھونک دیا کہ شراب چیخ مار کر بشکل خون ہو گئی اور اُڑ گئی جام ٹوٹا شہباز نے کہا تو کون خوجہ نے چاہا جست کر کے نکلجاؤن مگر شہباز نے گیر لیکے ایک دو تھپڑ مارا کہ خواجہ گرے جیران جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکلجاؤن شہباز نے کہا او فتنہ پرداز تو کہان جاتی ہی یہ کہکر سحر کیا کہ جیران بھی گری جیران کو گرفتار کر کے ایک قفس مین بند کیا اور عمرو کے منھ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا کہ رنگ و روغن اُڑ گیا عمرو کو دیکھکر پہچانا کہا او ظالم مین تیری فکر مین تھا تو نے اِسکو تسخیر کیا جیران کے ساتھ آیا اب کہان بچیگا سب اہالی محفل تعریفین کرنے لگے اور ربلا ہوا کہ عمرو گرفتار ہوا شہباز نے کہا مین اسی فکر مین تھا کہ یہ ساربان زادہ آئے تو اِسکو قتل کرون نہین معلوم ہی کہ حیرت افزا پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہین آئی آج دو دن گذرے ہین کہ طلسم کشا بے آب و دانہ ہین پھر آپ ہی کہنے لگا کہ وہ اب خاتمہ کر کے آئیگی جسوقت بھوک پیاس سے بیہوش ہو کر گرینگے لوح محفوظ اُتار لیگی سرکاٹ کر لائیگی ارے جلاد کو تو بلاؤ ایک زنگی سیاہ رو پہلو سے قصر سے تیغ ہاتھ مین آیا کہتا ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی کہا اس ساربان زادے کا سرکاٹ لے جلاد نے کوے کا خط گردن پر دیا اور خنجر چمکانے لگا خواجہ بیقرار و بیچین ہو کر پکار اُٹھے ای معبود حقیقی دادی رب تحقیقی

میری تیرے وعدے مین فرق آتا ہی آج تو ملک الموت کا سامنا ہی اے رب بے نیاز
اے خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا
دیگر	
ہر کس بکسے نازد و ما را تو بسے	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

جلا و شلنگیں اگا رہا ہی دمبدم نعرے کرتا ہی کہ تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوے پر قوت
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون اے شہنشاہ شہباز ذرا حکم سمجھکر دیجیے گا
شہباز نے کہا اے جیپا ماہدولت کو ڈر آتا ہی کل طلسم کشا کا بھی سر آجائیگا حمزہ کو خود
جاکر قتل کرونگا مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا ایک ایک کو اسطرح قتل کرون کہ
ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور کسیکو ترس نہ آئے یہ وہ ظالم ہی
کہ جسنے گھر کے گھر ساحرون کے مٹا دیے ملک کے ملک خالی ہوئے ہزارہا دیر
کھدے تصویرین خداوندون کی ٹھوکرون مین پڑی ہین آج کئی دن کا زمانہ ہوا
کہ اُڑتا ہوا جاتا تھا میرا گذر عنطلی آباد مین ہوا جس مقام پر دیر خداوندی تھا
دیکھا وہ کھدا پڑا ہی مسجدین جا بجا بنگئین مسلمان غل مچا رہے ہین وہ لفظین کہتے
تھے کہ میرے کان مین جو آواز آئی مجھکو سحر فراموش ہونے لگا جلدی سحر کر کے اُس
سرحد سے گذرا کاشمیر و کاشغر کا ویرانہ دیکھا تصویرین قدرت کی ٹھوکرون مین
پڑی ہین ہرچند کہ بہت ناگوار ہوا مگر سواے صبر و ضبط کے کیا چارہ تھا گھر پہ
آکر دیر تک رویا پکارتا تھا یا خداوندا آپ نے مسلمانون کو کیون پیدا کیا اب
انکو مٹائیے جادوگرون کی شان و شوکت بڑھائیے اسکا یہ ظہور ہوا کہ لوح
طلسمی آئی یہ ہماریان زادہ گرفتار ہوا وجلاد ہاتھ مار دے جلاد تنتا ہوا چلا
کہ چھلا ہاتھ مارون کہ دروازے پر بارگاہ کے ہاڑ ہوا اور آواز آئی نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجمل دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

شہباز نے جلاد کو اشارہ کیا ٹھہر جا اور ایک مصاحب سے کہا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہے
کسکے نعرے کی آواز ہے خونخوار جادو شہباز کا ہم پہلو باہر نکلا دیکھا بادشاہ اسلام
لڑ رہے ہیں صدہا ساحروں کو مار کر ڈالدیا ہے اور اندر بارگاہ کے آتے ہیں خونخوار
نے بڑھکر سحر کیا وہ گولا اسی مقام پر گرا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی جھلا کر اسم سحر پڑھتا ہوا تلوار
کھینچکر بڑھا سعد کے ہاتھ میں تیغۂ طلسمی علم ہے جیسے ہی خونخوار نے ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا خونخوار
کے دو ٹکڑے ہوئے آگے بڑھکر قرق زنجیر توڑ دی پردے کو نوچکر پھینکا شہباز نے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری سامنے سے
آتے ہیں تیغۂ خون آلود ہاتھ میں شہباز کے ہوش اڑ گئے مگر ناچار سحر کرنے لگا
سحر تاثیر نہیں کرتا مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ ہاں یارو مار لو ہائے کیا غضب ہوا
یہ جوان یہانتک کیونکر آیا نہیں معلوم حیرت افزا پر کیا گذری کہ یہ یہانتک
آگئے کسکو بھیجوں کون جاکر خبر لائے کئی ہزار مصاحب وخدمتگزار سعد شہریار پر
جا پڑے سحر کرنے لگے مگر سعد لوح محفوظ کو چمکا رہے ہیں سب کے سحر باطل ہو رہے ہیں
جسکو ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
بعض کہ رہے ہیں جان بچا کر نکل چلو بعض کہتے ہیں انکی اطاعت کرو جب شہباز
نے دیکھا کہ ساحروں سے سعد نہیں رکتے میری طرف آتے ہیں اور تو کچھ نہ بن پڑا
کچھ خاک زمین سے اٹھا کر شانوں پر ڈالی کہ پر پروانہ پیدا ہوئے اڑکر بلند ہوا
عمرو نے آواز دی اے فرزند یہ جانے نہ پائے سعد نے بڑھکر کمان کیانی کاندھے
سے اتاری ہی قصد کیا کہ تیر ماروں مگر شہباز بلند ہو گیا تھا ہاتھ روک لیا سعد نے
کہا بڑی خطا ہوئی مگر جملہ سرداروغیرہ فریاد کرنے لگے کہ ہم اطاعت کرتے ہیں اکثر
ساحر آکر قدموں پر گرے شاہ نے گلے لگا لیا سب ساحروں نے اطاعت اسلام
قبول کی حیران جادو بھی رہا ہوئی شاہ نے آکر صندوق کھولا لوح طلسمی نکالی
عمرو نے کہا یاقوت جنی وملکہ مشتاق افشاں سامنے کمرے میں قید ہیں انکو رہا

کیجیے بادشاہ نام مشک افشان سنکر حیران تھے کہ یہ شاہزادی کون ہو مگر جب یاقوت جنی
کو قفس سے نکالا تو یاقوت نے کل کیفیت ظاہر کی کہ اپنے باپ سے حضور کا ذکر سنکر
وہ مائل ہوئی رات کو آئی کہ لوح نکالون شہباز تو بڑا ہوشیار ہی فوراً جاگ پڑا سعد
شہریار نے مشک افشان کو نکالا مشک افشان شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوے
نکلی جمال جہان آرا دیکھکر گر دپھرنے لگی صبر نہ ہوسکا عرض کرتی تھی خدا آپ کو سلامت
رکھے کس زور وشور سے آپ پہونچے ہین جب آپ کی خبر آکر شہباز نے کہی اور
یاقوت کو گرفتار کرکے لایا تب مجھ سے صبر نہ ہوسکا قصد کیا کہ لوح نکال لون اور
جاکر حیرت افزا کو مارون ساعت بری تھی گرفتار ہوگئی سعد نے فرمایا شکر ہو کہ
مجھکو خدا نے یہانتک پہونچایا چاری جادوگر مطیع اسلام ہوے ہین عرض کررہے
ہین کہ حضور رہائی فسانہ نکل گیا ضرور آفت برپا کریگا بڑا مکار وحیلہ ساز ہو بہت بڑا
شعبدہ باز ہو حضور غافل نہ رہین غلام جاکر اسکو تلاش کرتے ہین دیکھ کے آتے
ہین مشک افشان نے کہا اے شہریار مجھکو اپنی جان کا خوف ہو اب اسکو قلق ہوگا
کہ بیٹی بھی اُس مقام پر رہی یاقوت جنی بھی رہا ہوگیا میرے قصر پر سعد شہریار نے
قبضہ کیا چلکر ان لوگون کو گرفتار کرون اگر حضور کی صلاح ہو تو مین دربار جمشید
مین جاؤن یقین ہو کہ وہین گیا ہوا اب اُس سے صلاح کرکے تدبیر کریگا سعد نے
کہا اے مشک افشان ایسا نہ ہو کہ تم گرفتار ہوجاؤ تو مجھکو بڑا قلق ہوگا تمھاری
انسانیت پر طبیعت کو وجد ہو مشک افشان نے کہا جب حضور ایسا معین و
مددگار موجود ہو تو مجھے کیا خوف مین قفس مین سے دیکھ رہی تھی جب خواجہ عمرو
گرفتار ہوے تو مجھکو یاس ہوئی کہ عمرو نے اتنی بڑی عیاری کی اور وہ خالی گئی
دل سے باتین کرتی تھی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی مگر خدا نے فضل کیا مجھکو بڑا
قلق تھا کہ خواجہ قتل ہوتے ہین حضور کو کیسا قلق ہوگا بہ تصدق پروردگار
آپ عین وقت پر پہونچے حضور نے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین نے لوٹ گیا کئی صندوقچے جواہرات کے کمر مین تھے وہ گر پڑے اب

مہاجن مجھے ذلیل کرینگے مگر خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے یہ تدبیر کرینگے تو آبرو
بچیگی اس بیان پر عمرو کے مشک افشان رونے لگی اور کڑے اپنے ہاتھ سے
اُتار کر پیش کیے خواجہ نے لیکر تہ زنبیل کیے اور فرمایا اے ملکۂ عالم یہ تو عشر عشیر
بھی نہین ہے مہاجن اسکو لے لین گے اور مجھکو قید کرینگے۔ مشک افشان اور زیور
اُتارنے لگی بادشاہ نے فرمایا اے مشک افشان اِنکے فقرات کا خیال نہ کرو اگر
عالم کی سلطنت انکو دیدوگی تو قرضہ ادا نہ ہوگا یاقوت جنّی نے گھبرا کر عرض کی کہ
حضور اِس مکان مین شہباز کا خزانہ ہے ہرچند کہ سعد نے اِشارے سے منع کیا مگر
یاقوت نے قصر بتا دیا خواجہ دوڑے اندر قصر کے گھس گئے دیکھا خم ہا ے
خسروی زر وجواہر سے مملو ہین خواجہ نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور یہ
کہکر پھینک مارا کہ اے جال جنجال ہوکر گر پوکوئی پیسا باہر نہ جانے پائے سب خزانہ
کھینچکر زنبیل مین رکھا اور زنبیل سے کچھ کوڑیان نکالین اُس مقام پر پھیلا دین
باہر نکلکر کہا اے یاقوت یہان تو حبہ بھی نہین ہے کچھ جھنجھی کوڑیان پڑی ہین سعد
نے کہا اب آپ کا قدم اندر گیا اب وہان کیا ہوگا خزانہ بیت المال مین پہونچا
اب کسکو ملسکتا ہے عمرو نے کہا اے فرزند تم تو ایسی باتین نہ کرو باپ تمھارے بڑی
مہربانی فرماتے تھے جب فرنگستان سے آئے ہین تو کئی لاکھ روپے مجھکو دیے
کہ سود سب ادا ہوگیا تھا مگر کئی ساحر تلاش مین شہباز کی چلے بعد جانے ساحرون کے
مشک افشان نے کہا مین بھی جاتی ہون جاکر شہباز کو اُٹھا کر لاؤن آپ کے ہاتھ
سے قتل کراؤن یہ کہکر مشک افشان بھی روانہ ہوئی مگر جمشید ثانی اپنے قصر
ہفت رنگ مین بیٹھا ہے شاہزادیون سے اختلاط ظاہری کر رہا ہے کہ آسمان پر
برق چمکی جمشید نے دیکھا کہ شہباز گھبرایا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شہباز
خیر تو ہے شہباز نے عرض کی یا خداوند سب سامان ہوگیا تھا مگر خدا اسے نادید د
نے آنکھ بدل کر سعد کی رہائی ہوئی وہ لڑائی پڑی کہ غلام بھاگ آیا اگر نہ آتا
تو قتل ہوجاتا جمشید کو سناٹا آگیا اور کہا اے شہباز تمپیر بڑا گمان تھا کہ تم بوح لیدگے

اسنے کہا کہ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ مشک افشان ہاتھ سے گئی ہین اُسکو گرفتار کر آیا تھا اب رہا ہو کر سعد کے پہلو مین بیٹھی ہوگی جمشید نے کہا مشک افشان کون ہی کہا کنیز حضور دختر حقیر نام مشک افشان کا سُنکر جمشید پوچھنے لگا کہ اُسنے کہین سعد کو دیکھ لیا شہبازہ نے کہا حیرت افزا جو لوح لیکر آئی اور تمام حال بیان کیا اُس بدنصیب نے بھی سنا بدحواس ہوگئی مین نے اُسی وقت دیکھا کہ اسکے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اُسوقت تو کچھ زور نہ چلا رات کو آئی تھی کہ لوح لیے جاؤن مین نے اُٹھکر اُسکو گرفتار کیا کیا جانتا تھا کہ سعد آجائین گے ورنہ قتل کر ڈالتا مجھکو بڑا اُس بدنصیب کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر نحیف وضعیف تخت پر سوار فوج بیشمار پشت پر آکر پہونچا جمشید نے جو اُس ساحر کو دیکھا کہا لو صاحب وہ ساحر آیا ہی کہ زمین کو ہلا دیگا پیران سحر طراز اسکا نام ہی برسون خدمت سامری بجا لاتا رہا سوئین کا انتظام کرتا تھا بزرگان دین کی آنکھین دیکھی ہین مگر کا بتلا ہی شیطان کا چھوٹا بھائی ہی چند مصاحب جائین اور اُسکو استقبال کر کے لائین یہ فکر کر لیگا چند مصاحبون نے جاکر استقبال کیا پیران سحر طراز سامنے آیا جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا ای پیران کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پیران نے کہا یا خداوند مین نے خبر سنی ہی کہ مرحلۂ چہارم پر طلسم کشا پہونچ چکا اور بڑے بڑے ساحر مارے گئے کچھ ساحر شریک ہوے آپ کے سامنے مقابلہ پڑا کچھ نفع نہوا منظور ہوا کہ چلکر صفائی کر دون لاش ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا پھول برسنے لگے مشک کی خوشبو آئی جمشید نے کہا ای شہبازہ یہ کون آتا ہی شہبازہ نے کہا یا خداوند طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ مشک افشان آتی ہین جمشید نے کہا تم تو اُسکو باغی بتاتے ہو پیران نے کہا یا خداوند شہبازہ طفل مکتب ہی اِسکو سحر مین کیا دخل ہی جو دل مین آیا وہ کہدیا اگر باغی ہوتی تو یہان کیون آتی ای شہبازہ تم کلام نہ کرنا مین باتین کر کے مطلب حاصل

کر لونگا کر ابر پھٹا اور مشک افشان جادو تخت پر سوار چند کنیزین گرد گھیرے ہوئے عہدے سب کے ہاتھ بنین آئی مشک افشان نے آتے ہی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے جو نوجوان شاہزادی کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا ادھر پیران سحر طراز جمال جہان آرا سے مشک افشان دیکھکر بیقرار ہوا جمشید چاہتا ہی گلے لگا لون اور کہتا جاتا ہی ای ہندی قدرت آجتک ہماری صحبت مین نہ آئین کہ پیران سحر طراز نے اٹھکر ہاتھ مشک افشان کا پکڑ لیا کہا ملکہ آؤ بیٹھو تم پر بڑی جفا گذری ہم بخوبی پہچان گئے کہ جمشید ثانی کی پرستار ہو مسلمانوں کی دشمن جو تمکو دوست مسلمانان کہے وہ بیوقوف ہی اور شہباز ہین بر اسے مقابلہ سعد شہریار جاتا ہون مشک افشان کو میرے ساتھ کر دو اسی کے ہاتھ سے سعد کو قتل کراؤنگا تب حال دوستی و دشمنی کھلیگا شہباز نے پوچھا ای ملکہ عالم تمنے کیونکر رہائی پائی مشک افشان نے کہا آپ کے چلے آنے کے بعد سب ساحر تو مطیع اسلام ہوے مجھکو سعد نے رہا کیا جب مین رہا ہوئی تو مین نے قصد کیا کہ گرفتار کرکے انکو لیجاؤن لیکن نہ بن پڑا عمرو نگاہ داشت کر رہا تھا میرا کچھ نہ چلا آخر مین بھاگ کر نکل آئی خداوند جمشید ثانی نے میری آبرو بچائی جمشید گہر ریزی زبان کی سنکر مبہوت ہو رہا ہی چاہتا ہی نہ جانے دون اپنی صحبت مین شریک کرون ادھر پیران بیقرار ہو رہا ہی چاہتا ہی اپنے ہمراہ لون اور مقابلہ سعد مین جاؤن وہان جاکر اسکو رضامند کر لونگا کیا انکار کر سکیگی ورنہ [illegible] کرونگا کہ مبہوت ہو جائے میرے دیکھے چین نہ آئے یہ سوچکر اپنے مقام سے [illegible] او شہباز تمھاری خوشی ہو کہ مین انکو ساتھ لیجاؤن اور سعد کو قتل کراؤن کہ سب کو آرام ملے شہباز نے کہا ای پیران تم جاؤ اسکو یہین [illegible] اس سے اور کام لونگا پیران نے گھبراکر کہا ای شہباز کیا مجھکو احمق جانتے ہو تمھاری دختر میری بجائے فرزند کے ہی دل مین کتنا ہی فرزند [illegible] گمان ہوتا ہی سامری نے بھی اپنے زمانے مین ایسا ہی کیا تھا لیکن وہ

خداوند تجھے اُنھین کون ٹوکتا کہا اے شہباز اسکے ساتھ ہونے سے روح کو راحت
قلب کو قوت ہوگی جمشید نے پریشان ہوکر کہا اے شہباز کیا نقصان ہی ملکہ کو ساتھ
اسکے جانے دو کچھ تدبیر کرکے شاید سعد کو گرفتار کرے مشک افشان حیران ہو
ر دیکھیے اس دشمن خدا کے ساتھ جانے سے کیا ہو تیور تو بہت بُرے ہین مگر کیا
رون آخر ناچار ہوکر شہباز نے بھی حکم دیا کہ اے اولو نظر ساتھ پیران کے جاؤ پیران
نے ملکہ کو تخت پر سوار کیا آپ طاؤس پر سوار ہوا جسقدر لشکر لایا تھا سب کو ساتھ
لیا کوچ کیا منزل در منزل جاتا ہی جب لشکر شام کو کسی مقام پر اترتا ہی تو مشک افشان
الگ بارگاہ مین چلی آتی ہی پیران جادو رات بھر تڑپتا ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر
ہر وقت جاری رہتے ہین نظم

اُٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے	جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار مین دی جان عاقبت ہمنے	زبان سے جو کہ کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا	جو سالکون نے بتائی ہمین وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی مین یہ ہوا حاصل	کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
گذر ہوا پس مردن صراط پر اپنا	کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

صبح کو جو اُٹھتا ہی غصے مین کسی سے کلام نہین کرتا خدمتگار پوچھتے ہین کیون حضور
مزاج کیسا ہی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا ہی یارو کچھ نہ پوچھو یہ شب فراق عجب آفت
لائی رات کو وہ شب غم کا سامنا تھا یقین تھا کہ کھا جائیگا شمعون کے شعلون سے
لوین نکلتی تھی پروانے جل جلکر خاک ہوے جب دم لبون پر آیا تب صداے مرغ سحر
بلند ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زاہدون نے غل مچایا میرے کلیجے پر چھریان
پھر رہی ہین مجھسے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال ہی ایک شب اپنے چند ملازمون کو اُسنے بھیجا کہ
جاکر ملکہ مشک افشان کو بلا لاؤ خادمون نے آکر کہا مشک افشان نے کہا
جاکر عرض کرو کہ مین نہین حاضر ہو سکتی پیران جادو جھلا کر اُٹھا کہتا تھا یہ کیا بات
ہو کہ ہم بلاتے ہین تشریف نہین لاتین ہمکو ملال ہوتا ہی ہم جاکر پوچھین کہ کیا باعث

کیون نہین تشریف لائین مشک افشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہو کہ ظاہرا
معلوم ہوتا ہو کہ پیران جادو بہ سر فساد ہو یہ ذکر تھا کہ پیران جادو آکر پہونچا مگر غصے
مین بھرا ہوا بیٹھ گیا کہنے لگا کیون ملکۂ عالم آپ شب کو تشریف نہین لائین مین نے
آپ کو دیر تک یاد کیا اور آپ نے سرفراز نہ فرمایا مشک افشان نے کہا کہ اے
پیران جادو مین اسواسطے تمھارے ساتھ آئی ہون کہ چلکر لشکر اسلام پر سحر کرو
مین بھی سحر کو زور دون اسواسطے نہین آئی ہون کہ تمھاری مصاحبت کرون خواہ
اسمین خلاف ہو خواہ بغیر خلاف ہو پیران جادو نے کہا پہر چار گھڑی شب کو بھی آکر
بیٹھیے کہ مجھکو تسکین رہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو جنون ہو جائے مشک افشان نے انکار کیا
پیران جادو کو کچھ بن نہ پڑا سوچا کہ ساحرہ زبردست ہو آفت برپا کریگی جان بچانا
مشکل ہوگی کہا جسطرح آپ کے مزاج مین آئے پھر اُس منزل سے کوچ کیا سعد بن
قباد کے ساتھ وہی چار سو ساحر ہین جو شہباز کے ہمراہی مسلمان ہوے ہین بیرون
قصر بارگاہ استاد کرائی ہو اسمین آکر بیٹھے ہین فیروزہ بن عمرو بھی آگیا خواجہ ایکطرف
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ آپ کے پاس آنے مین ہمارا بڑا نقصان ہوا حمزہ سے
چلکر سمجھونگا سعد فرماتے ہین کہ خزانہ تو آپ نے کل لے لیا اور پھر محروم رہے کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیران سحر طراز برائے
مقابلہ حضور آیا ہو مشک افشان تخت پر سوار ہین اور پیران جادو پایۂ
تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آکر پہونچا ہو اُسکا ارادہ ہو کہ آج رات کو سحر کرے
بادشاہ نے فرمایا خواجہ ذرا خبر تو لو عمرو نے کہا مین باہر نہین نکلسکتا اگر نکلونگا تو
مہاجن گرفتار کر لین گے سب سردارون نے کچھ روپے دیے تب خواجہ پتا سے
خبر چلے راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایک جادوگر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا اور
چشمے پہ پانی کے اُترا چاہا کہ پانی پیون خواجہ نے آواز دی او ساحر کیا کرتا ہو
خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جائیگا یہ کہتے ہوے بشکل ساحر سامنے آئے
آکر کہا بھائی اِس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہو سارا کف اُسکا اِس مین پڑا ہو پیتے ہی

پانی ہوکر بہ جاؤ گے کہاں سے آتے ہو کہاں جاؤ گے مین اِس صحرا کا نگہبان ہون جو
کوئی آتا ہو اُسکو منع کرتا ہون کہ پانی نہ پینا ساحر نے کہا مین خداوند کا نامہ دار ہون
سرفراز جادو میرا نام ہو مین نامہ لیکر بخدمت پیران جادو جاتا ہون شہباز نے
بھی بمقدمۂ حفاظت مشک افشان لکھا ہو کہ مین نے تمھارے کہنے سے ساتھ
کر دیا ورنہ مین گوارا نہ کرتا کہ مشک افشان تمھارے ساتھ جائے خواجہ نے
دریافت کرکے اُس ساحر کو پانی پلایا اور پانی پلا کے بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا
سرفراز کی شکل بنکر چلے جادوگر کو ایک گوشے مین ڈالدیا مگر جب لشکر پیران جادو کا
آکر پہونچا تھا تو ملکہ تخت پر تھین سعد بن قباد کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آنکھ
جو مشک افشان سے ملگئی تو مشک افشان نے اشارہ کیا کہ نہ گھبرایئے گا شبکو
یہ سحر کریگا مین مٹاؤنگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو بچاؤنگی سعد خاموش ہو رہے
مگر خواجہ جو پہونچے پہلے خیمہ مشک افشان کا ملا ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سرفراز
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پہلے ہمارے پاس آؤ خواجہ اندر گئے کہا نامہ خداوند کا
لایا ہون لیکن آپ سے کچھ تنہائی مین کہنا ہو کنارے لاکر مشک افشان کو بیہوش
کیا سامنے صندوق تھا اُسی مین بند کر دیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ
مشک افشان کی صورت بنے باہر آکر جوڑا ابھاری نکالکر پہنا زیور جمدہ سے
آراستہ ہوکر کہا مین براے ملاقات پیران جادو جاؤنگی پیران کو ہرکارون نے
خبر دی کہ آج ملکہ بڑے ٹھاٹھ سے آتی ہین پیران جان و دل سے مائل تھا بارگاہ سے
نکل آیا آنکھین فرش کرنے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپ نے آج
سرفراز کیا عمرو نے ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا اے پیران جادو مین خود تمپر دل دادہ
ہون لیکن تم جلدی نہ کرو تمھارا مطلب پورا ہوگا پیران جادو نہال ہوگیا اک
آنکھون کو فرش کرتا ہوا عمرو کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے ملکۂ عالم مین جانتا ہون کہ
آج روز عید ہو کہ آپ نے سرفراز کیا مین نیازمند ہون جو حکم کروگی وہ ضرور
بجا لاؤنگا مشک افشان نقلی نے کہا اے پیران مین یہ تدبیر کر رہی ہون کہ ہمیشہ

تمھارے ہی پاس رہنا ہو تم جلدی کرکے کام کو خراب کرتے ہو پیران خوش ہوگیا
ملکہ نے کہا ای پیران جادو شراب منگاؤ تمھارے ساتھ پیین پیران نے خادمونکو
اشارہ کیا گلابیان شراب کی لاکر رکھین پیران جادو نے جام لبریز کیا ملکہ نے کہا
مین پہلے نہ پیونگی تو یہ تم پی جاؤ اور گھائی سے پُڑیا بیہوشی کی ملائی جام پیران کو دیا
پیران کو کھٹکا ہو چکا ہو اس خیال مین کہ آج کیا ماجرا ہو کہ ملکہ آئین اور بے تکلف پیش
آئین تسکین بھی دی اقرار بھی کیا شراب بھی پلا رہی ہین ایسا نہ ہو کچھ فتنہ ہو جام
ہاتھ مین لیکر اسم سحر پڑھنے لگا ملکہ نے جو دیکھا اسم سحر پڑھتا ہو کہا ای پیران جادو
ہمکو معلوم ہوا کہ تمکو ہمسے شک ہو ہم نہ بیٹھین گے یہ کہکر اٹھین پیران نے جو دیکھا
کہ ملکہ اٹھی جاتی ہین منتین کرتا ہوا ساتھ چلا مگر سرفراز جادو جسکو خواجہ نے جنگل
مین ڈالدیا تھا کاہ فروشون نے اسکو بیدار کیا وہ وہان سے اٹھکر دوڑا سامنے
آکر آواز دی ای پیران جادو ہوشیار رہنا کس نے مجھکو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا
نامہ نکال لیا یہ کون ہو تم جسکی منتین کرتے ہوے آتے ہو خواجہ نے جھپٹ کے
ایک خنجر سرفراز کو مارا اور بھاگے سرفراز کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا خواجہ
اُس اندھیرے مین بھاگ کر نکل گئے پیران جادو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ
کیون بھاگ کر نکل گئین خیمہ مشک افشان مین آیا آکر صندوق سے ملکہ کو نکالا
پوچھا ملکہ یہ کیا معرکہ ہوا کون آپ کو بیہوش کرکے ڈال گیا یہ کہکر اوراق جمشیدی
نکالے انکو پڑھکر اپنے زانو پہ ہاتھ مارا کہا لو غضب ہوگیا ارے وہ عمرو عیار تھا
پہلے اسنے سرفراز کو بیہوش کیا پھر اسی کی شکل بنکر پاس ملکہ کے آیا ملکہ کی شکل بنکر
میرے پاس پہنچا تھا سرفراز جادو نے اپنی جان دی اور مجھکو آگاہ کردیا مگر
سارہ بان زادہ نکلگیا اگر مین جانتا کہ یہ عمرو عیار ہو تو گرفتار کرلیتا یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم
مین بالاے کوہ جاتا ہون جاکر سحر کرتا ہون کہ سعد بن قباد کو تکلیف پہونچے اور
ساتھی انکے پراگندہ ہو جائین مشک افشان نے کہا ای پیران جادو بالاے
کوہ نہ جاؤ ابھی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرو مین یہان سے تمکو نہ جانے دونگی غرض

پیران جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر کیا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا سعد بیٹھے تھے کہ ابر آکر گھر گیا برق چمکنے لگی رعد کی گرج پیدا ہوئی جو قریب سعد کے بیٹھے تھے وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ سے کہنے لگے ای شہریار ہمنے اطاعت اسلیے نہین کی کہ جانین دین برقین جو گرین کئی سو آدمی ہمارے زخمی ہوے دیکھیے برق گرہی ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیاح این عجائبات اگر ابر آسمان پر آئے تو خوف نہ کرنا لوح کو چمکانا ابر دفع ہو جائیگا یہ سحر پیران جادو کا ہی اس سے اپنے کو بچانا بادشاہ نے لوح کو چمکایا ابر پھٹ گیا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ابر غائب ہوا اگر پیران جادو نے جو دیکھا کہ ابر جاکر پلٹ آیا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی پھر اوراق نکالے معلوم ہوا کہ ای پیران جادو طلسم کشا صاحب لوح ہین پس اُنھون نے لوح کو چمکا دیا سحر تمھارا پلٹ آیا سعد پر کوئی سحر تاثیر نہ کریگا جو سحر جائیگا پلٹ آئیگا ایسا سحر کرو کہ بادشاہ لشکر سے نکل جائین اور جنگل مین جاکر کسی آفت مین پھنسین پیران جادو نے مخفی سحر کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بادشاہ نے یہان بیٹھے بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ میرا دل گھبراتا ہی مین برائے شکار جاؤنگا فیروزہ نے اُسی وقت سامان شکار مہیا کیا سعد سوار ہوے برائے شکار چلے جیسے ہی صحرا مین پہونچے آہوان دشت بھاگنے لگے ایک آہو کے پیچھے بادشاہ نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا چلا جاتا ہی بادشاہ اُسکے تعاقب مین گھوڑا [illegible] زمین قریب ایک باغ کے آہو پہونچا باغ مین گھس گیا بادشاہ بھی اُسکے پیچھے باغ مین آئے دیکھا گلہائے رنگارنگ وشگوفہائے بوقلمون -- باغ [illegible] سرا کی بہار زیر شجر پھولون کے انبار بادشاہ تماشا دیکھتے [illegible] ہین کہ ایک شجر سے ایک طائر اُترا گوشۂ باغ مین جاکر [illegible] کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز [illegible]

طفلی ہی سے سمجھے ہم تو ثنا خوان محبت	کتب مین پڑھا کرتے [illegible] دیوان محبت
لیتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلا دو ہمین سرو [illegible] محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن	تمری و ہنادل ہین اسیران محبت
یاد ابروِ دلدار کی رہتی ہی قمر کو	ہی ورد زبان مصرع دیوان محبت

بادشاہ یہ آواز سنکر اُسی طرف چلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اور ایک شاہزادی حسین وجمیل اُس خیمے مین بیٹھی ہو گا ئن گا رہی ہو کنیزین گرد حاضر ہین بادشاہ کو جو اُس نازنین نے دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے شہریار آئیے پیران نے مجکو حکم دیا تھا کہ سعد کو گرفتار کر کے لاؤ مگر مین نے حضور کو صحرا مین شکار کھیلتے دیکھا سرکار پر مائل ہوئی یہ باغ گل خیز میرے باپ نے میرے نام کا بنوایا تھا مین اِسمین آکر بیٹھی اِس خیال سے کہ حضور ضرور تشریف لائین گے شکر ہی کہ آپ آگئے مین حضور کو پیران جادو تک پہونچا دونگی جبتک پیران نہ قتل ہوگا آپ کو آرام نہ ملیگا سو طرح کے مصائب ہونگے بادشاہ تو بیٹھ کر اُس نازنین سے باتین کرنے لگے پیران جادو خوشی خوشی پاس مشک افشان کے آیا آکر کہا از ملکۂ عالم مین نے سعد کو ایسے مقام پر پہونچا دیا کہ اب وہان سے نہ اُٹھین گے گل بہار میری کنیز ہی اُسکو مین نے بھیجا ہی اُسنے جاکر شاہ کو دام [illegible] پھنسا [illegible] ہی بہ خاطر اُن کو بٹھا یا ہی اب مین ان سب کو تباہ کرنے جاتا ہون [illegible] عمرو کو بھی گرفتار کرون مشک افشان نے کہا جلدی جاؤ [illegible] نہ ہو بادشاہ ہوشیار ہو جائین پیران باہر نکلا اور ایک گو [illegible] کرنے لگا آسمان پر ابر آیا آگ برسنے لگی مشک افشان نے [illegible] دیکھا کہ لشکر اسلام پر آگ برس رہی ہی بیقرار ہو کر اُٹھی اپنے خیمہ سے نکل گئی خاک قبر جمشیدی اپنے پاس سے نکالی پڑھ کر گرد لشکر اسلام [illegible] پھینکی یا تو ہمراہیان سعد مین قیامت گھبرا کر اُٹھے تھے کہ نکلجائین اِس آگ سے ابھی جان جاتی ہین لیکن تاثیر خاک جمشید سے آگ برسنا موقوف ہوئی لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے مشک افشان لشکر کو بچا کر ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف باغ گل خیز کے

یہان اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو چاہتی ہو سعد کو پلائے اور سعد بھی ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ ہاتھ بڑھا دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا اور چاہا نوش کرین کہ رونے کی آواز کان مین آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا مشک افشان ایک نخل پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی سعد نے آنکھ ملائی پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کیا غضب ہو کہ آپ شراب اِسکے ہاتھ سے نوش کرتے ہین اسی جام کو اِسپر پھینک مارئیے حال کھل جائیگا سعد نے جام شراب اُس نازنین پر پھینک مارا ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن سحر کا اُتر گیا دیکھا ایک ضعیفہ گالون پر جھریان پڑی ہوئی کمر مین خم ہنس رہی ہو کہتی ہو ای شہریار آپ نے شراب مجھپر کیون پھینکی سعد نے فرمایا سامنے سے دور ہو اُس نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑون سعد نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اور آواز آئی کشتی مرا نام من دلفریب جادو بود مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور ملکہ مشک افشان اُتر کر زمین پر آئی آکر کہا ای شہریار اگر ایسی غفلت کیجیے گا تو لوح پھر قبضے سے نکلجائیگی اسکے مرتبہ اگر لوح نکلی تو پھر اُسکا ملنا دشوار ہوگا کدو کوشش بیکار ہوگی ملکہ مشک افشان سعد سے یہ باتین کر رہی ہین سعد جواب دیتے ہین کہ اب مین بہت ہوشیار رہونگا انشاء اللہ تعالے جاکر شہباز کو مارتا ہون مشک افشان نے کہا اب تو پیران جادو سے مقابلہ ہو مین رخصت ہوتی ہون سعد نے فرمایا ملکہ چند ساعت بیٹھو جاؤ پھر تم کو رخصت کرین گے نہ گھبراؤ تم عین وقت پر آئین آج تمنے بڑا احسان کیا مشک افشان نے جواب دیا کہ یہ شراب زہر آلود تھی پیتے ہی حضور پر حوا س ہو جاتے کلیجہ کٹ کٹ کے گرتا اُس حال مین وہ چڑیل لے لیتی نہین معلوم کیا صدمہ دیتی اگر مین دیر کر کے آتی اور دشمنان حضور کو زندہ نہ پاتی سر پٹک پٹک کے مرتی اپنے کو مشہور اور بدنام کرتی جو سُنتا وہ کہتا کہ یہ معشوق عاشق کش ہو مگر پیران جادو لشکر اسلام پر سحر کر کے پلٹا سمجھا کہ اب آگ برسے گی سب جل کر رہ جاوینگے وہان گرد لشکر خاک قہر جمشیدی

مشک افشان ڈال گئی تھی اُس کے سبب سے آگ نے تاثیر نہ کی پیران جادو نے
خیال کیا کہ مین اب سحر کامل کر چکا کوئی زندہ نہ بچیگا سوچا کہ چل کر باغ گلفشان کی خبر
لون کہ دلفریب نے کیا کیا یقین ہو کہ طلسم کشا کا خاتمہ کیا ہو سب کیفیت بھی ظاہر
ہو جائیگی یہ سوچ کر ڈھونڈتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا کہ مشک افشان کو سعد نے
آغوش مین لیا ہی بوسہ بازی کر رہے ہین پیران جادو نے آواز دی کہ او مکارہ
او گیسو بُریدہ مین تیرے مطلب کو سمجھا یہی مطلب تھا کہ مجھسے الگ الگ رہتی تھی اِس
شہریار کی خواہان تھی ارے یہ مسلمان زمین سحر سے تو بہ کرائین گے تیرا مرتبہ
گھٹائین گے اور ہماری محبت مین سحر کو کمال ہو گا وہ وہ سحر سکھاؤن کہ جس جلسے مین
جاے اور اُن سحرون کا ذکر کرے تو کاملین جواب دین کہ ایسے سحر نہین دیکھے
سب کو حیرت ہو میرے بھی دل کو قوت ہو تو نے شہباز کا نام بدنام کیا ملکہ
مشک افشان نے جو پیران جادو کو دیکھا گھبرا گئی مگر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی
کہ او پیران جادو سحر تو کر کہ آج تجھ کو معلوم ہو کہ سحر اسکا نام ہو پیران جادو زمین
پر آیا قصد کیا کہ سحر کرون سعد تلوار کھینچ کر دوڑے پیران جادو پیچھے ہٹا ملکہ
مشک افشان نے گولہ مارا پیران جادو نے اُس گولے کو موم کر دیا اور
جھولی پر ہاتھ ڈال کر ایک بیضۂ دندان فیل نکالا وہ پھینک مارا آسمان پر گرج
ہوئی ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا اُس مین مشک افشان بند ہو گئی
سعد نے جو مشک افشان کو اِس حال مین دیکھا بڑھ کر لوح چمکائی لوح کے
چمکتے ہی وہ گنبد شیشے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پیران جادو نے پکار کر آواز دی
کہ کیون مشک افشان اِس سحر کو دفع کیا وہ گھر سے کے مہرے سے پر مقابلہ
کرتی ہو مشک افشان نے بڑھ کر ایک گولہ طرف صحرا کے پھینکا اور آواز دی
کہ ای گلفروش اس پیرنا بالغ کو مست تو کر دے کہ ٹھنڈھی ہوا چلی اِسطرح کی
بوے خوش دماغ مین پیران کے آئی کہ جھومنے لگا اور ایک آواز کان مین
آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا **نظم**

درد سر کی مرے دوا کیا ہی | خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی
نہین کھلتا ہو ماجرا کیا ہی | دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف | ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
ای مسیحا بتا تو دے للہ | درد تنہائی کی دوا کیا ہی
کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو | یہ تو کہہ دو مری خطا کیا ہی
جان بنتی ہی کیون شب فرقت | مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی
زہر ابدا سے ہجر مین کھا لین | اور اس درد کی دوا کیا ہی
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا | جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی
محتسب گر نہین ہی شیشہ تو | یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی
کیون ہزبر آہ و نالہ کرتے ہو | خیر تو ہی تعجب ہوا کیا ہی

پیران جادو نے جو سر اُٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہی اُسکی منقار سے یہ صدا نکل رہی ہی جی مین کہتا ہی کہ ای پیران جادو یہ طائر کس چمن کا ہی کہ جسکو مثل انسان کے اشعار گانا آتے ہین پھر مشک افشان نے اور سحر کو زور دیا پہلو سے غول کے غول اور غٹ کے غٹ شاہزادیون کے نمایان ہوے رنگ کھیلتی ہوئین آتی ہین اور نعرے مارتی ہوئین اور آوازین دیتی ہوئین کہ ای پیران جادو خانہ رنگ آمیز مین تمھاری طلب ہی پیران جادو ہنس پڑا ملکہ نے سحر کو اور زور دیا چند نخل جو باقی تھے وہ بھی جھومنے لگے اُن عورتون نے آواز دی کہ ای پیران جادو تمکو ساتھ لیکر چلین گے پیران نے قصد کیا کہ اُن سب کے ساتھ جاؤن کہ زمین سے دھوان نکلا ایک ساحرہ نحیف اور ضعیف نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای پیران اسقدر نہ گھبراؤ کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے سر پر پیران کے سایہ ڈالا وہ جو ساحرہ زمین سے نکلی تھی اُسنے ایک چیخ ماری جلکر خاک ہوئی خاک اُسکی اُڑکر پیران پر پڑی خاک پڑتے ہی سحر اُترگیا پیران ہوش مین آیا للکار کر آواز دی کہ ای مشک افشان

اب اور کوئی تازہ سحر تیار کر و دیکھا تمنے کس طور سے مین نے سحر کو دفع کیا اگر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگا تو میرے سحر لیسے تیار رہین کہ جب مین بیہوش ہوجاؤن تو میرا اگر
تدبیر کرین اور مجھکو گرفتار نہ ہونے دین مین کسی بات مین کمی نہیں رکھتا ہون یہ
کہکر طرف مشک افشان کے چلا مشک افشان ہٹی سعد شہریار سامنے آئے
سعد شہریار نے جو لوح چمکائی پیران پیچھے ہٹا پکار کر کہا کہ اے شہریار آپ دخل
نہ دیجیے فقط تماشا دیکھیے سعد ہٹے مشک افشان و پیران سے سحر ہونے لگے
یہ تو بخوبی دل مین پیران کے خیال ہے کہ اگر مین غالب آؤنگا تو سعد نہ لیجانے
دینگے خواہ مخواہ بڑھکر روکین گے اپنر میرا سحر تاثیر نہیں کر سکتا یہ صاحب لوح ہین
یہ میری مجال نہیں ہے کہ لوح کو باطل کرون مگر مشک افشان کے سحر کا جواب
دے رہا ہے آپس مین دنگے اور سناٹے ہو رہے ہین کبھی آگ برستی ہے کبھی پانی
برستا ہے ایک کے سحر کو ایک روک رہا ہے ایک مقام پر مشک افشان نے
سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے چاہتے تھے کہ منقار کھولین زمزمہ سرائی کرکے
بولین کہ جھپٹ کر پیران قریب مشک افشان کے آیا کمر مین پنجہ دیکے اُٹھا
اور پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرا سحر دیکھا مین نے کیونکر مشک افشان
کو لیا اب تم کمان کو کاندھے سے اُتارتے رہو مجھتک تیر نہ آئیگا گوشے مین جاکر
بیٹھو چلایا کرو یہ کہکر نکلگیا سعد نے دیکھا کہ وہ طائر جو نئے آئے تھے وہ مرکر گرے
تڑپ تڑپ کر جان دی سعد نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر پیران
مشک افشان کو لیجائے تو مناسب یہ ہے کہ باغ سے باہر جاؤ جو شے ملے اور
سامنے آئے لوح کو دیکھکر کام کرو یہ نوشتہ دیکھکر سعد باغ سے باہر نکلے لیکن
پیران جادو جو مشک افشان کو لیکر چلا سوچا کہ اگر جمشید ثانی کے پاس
لیکر جاؤنگا تو وہ خود اسیر جان دیتا ہے شہباز بھی ضرور دخل دیگا مٹھی کی رہائی
کی کوشش کریگا مجھکو مشکل پڑیگی ایسے مقام پر لیجاکر قید کرون جہان قید کا خیال
نہ جاسکے یہ سوچکر طرف دریا کے چلا وسط دریا مین ایک مقام پر پانی خشک ہے

مشل تاپو کے ہو اُس مقام پر آکر اُترا ایک گنبد بنایا مشک افشان سے کہا کہ اے ملکۂ عالم مجھکو قبول کرو ورنہ اِس گنبد مین قید کرونگا عمر بھر رہائی نہ ہوگی اور یہان سے جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگا اُس لشکر پر جاؤنگا جہان صاحبقران ہین اور سعد کو بھی بھٹکا آیا صحرا مین پھرتے ہونگے اُس صحرا سے نہ نکل سکین گے وہ سحر سامری کیا ہو جس مین لوح سے حکم نہ نکلے مشک افشان نے جواب دیا کہ اے پیران جادو اگر تجھکو جان لینا منظور رہی تو ایک ہاتھ مار دے کہ خاتمہ ہو جاوے میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو جینا وبال ہو نظم

غیر کے ہاتھ مین شراب ہو آج
رشک سے دل مرا کباب ہو آج

روے جانان جو بے نقاب ہو آج
شرم سے زرد آفتاب ہو آج

روز یہ غل ہو اس خرابے مین
اسکا کوچہ اسکا پا تراب ہو آج

ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر
تیغ ہر ایک موج آب ہو آج

اے صنم روز عید قربان ہو
ذبح کرنا مرا ثواب ہو آج

کل تو بوسے پہ بوسے دیتے تھے
جان کسکا تمھین حجاب ہو آج

یہ مرا دود آہ چھایا ہو
آسمان پر نہین سحاب ہو آج

انور کس گل کے ساتھ سویا ہو
کہ پسینہ ترا گلاب ہو آج

اے پیران جادو اگر تو مجھکو قتل کرے تو دل سے راضی ہون مین نے خون اپنا بحل کیا قتل کر ڈال مگر یہ کلمات زبان سے نہ نکال جب تجھکو معلوم ہو کہ تو مجھکو قتل کرے اور مین یہی کلام کہے جاؤن یہ سُنکر پیران جادو نے مشک افشان کو اُس گنبد مین قید کیا زبان مین سوزن دیدی اور سر گنبد پر ایک ابر بنا دیا کہ اُس سے برق چمک رہی ہو یہان سعد شہریار اُس جنگل مین پھر رہے ہین جسطرف جاتے ہین راستہ نہین ملتا پھر بھٹک کر اُسی مقام پر آتے ہین پیران جادو یہ مضبوطی کر کے پلٹا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان وہ وقت ہو کہ امیر مقام صدر پہ ہین تخل شاہزادیان و میثاق کوہ گردان حاضر خدمت ہین امیر نے

جو ظلمت کو خالی دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ کیون اے میثاق کیا سبب ہوا
کہ بادشاہ کا حال معلوم نہ ہوا اور رہبرکارون نے خبر دی ہی کہ پیران جادو جسوقت
سے گیا ہی پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا آفت برپا کی ہو میثاق نے کہا غلام
برائے تلاش جاتا ہی سعد شہریار کو تلاش کرونگا جس مقام پر ہونگے مصروف خدمت
ہونگا اور ہدایت کرونگا کہ حضور لوح کو دیکھین اور اُسی کے حکم پر کام کرین
مشکل آسان ہوگی یہ طلسم عجب بلاخیز ہی پیران جادو وہ آفت کا ساحر ہی کہ
مکاری جس کا شیوہ ہی اور سعد شہریار جری بہادر صف شکن تیغ زن وہ
مکر وحیلے کو کیا جانین اُسکے مکر مین آگئے ہونگے یہ کہکر میثاق چلا صاحبقران نے
فرمایا خدا تمہارا حافظ ہی پروردگار وہ سامان کرے کہ تم سعد کو پا جاؤ یہ سنکر
میثاق بیرون بارگاہ آیا پرواز پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا کوئی دو کوس نکلا تھا
کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا کہ پیران جادو پینیے پینیے اِسی طرف آتا ہی میثاق
نے للکارا کہ او پیر نابالغ کہان گیا تھا کہان سے آتا ہی پیران جادو نے گولہ مارا
میثاق نے گولے کو معدوم کر دیا دونون زمین پر اُترے آپس مین سحر ہونے
لگے مگر میثاق نے ایک دستک دی اور پکارکر آواز دی کہ اے گھر بار تمہارے
آنیکا وقت ہی اسوقت مین کمی نہ کرنا کہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار اُٹھا پیران
نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گیا کہا اے میثاق اب تو جاؤ پھر تم سے سمجھ لونگا یہ کہکر بھاگا وہ
ابر سر پر میثاق کے سایہ فگن ہوا بعد جانے پیران کے میثاق نے ابر کو اِشارہ
کیا ابر ایک طرف چلا میثاق سائے مین ابر کے چلا آتا ہی چہار جانب دیکھتا
ہوا کہ کان مین آواز آئی کہ سعد شہریار گریہ کر رہے ہین ابر بھی اُسی مقام پر
ٹھہرا اب جو میثاق نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک صحرائے وحشتناک مین سعد
شہریار پھر رہے ہین وہ جنگل پرخس وخاشاک ہی جب بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین
تو فرماتے ہین کہ یہ ہمارے استقبال کو آئے ہین اگر گرد کے بونڈر لوا بیٹا تو یہ
حال ہی مطلع خاک اُڑا آتا جو تنہا بادیہ پیما آیا ہو غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا

اے مشک افشان جادو تمکو وہ دشمن خدا کہان لے گیا اور کس مقام پر پہنچا کر قید
کیا کیونکر تمہاری تلاش کرون کسطرح جاؤن میثاق نے جو بادشاہ کو سرگردان دیکھا
کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا جی مین کہتا ہی کہ ہمارے شہریار اس آفت مین مبتلا ہین
انکی رہبری کر کے ان اس آفت سے نکالون یہ سوچکر میثاق آسمان سے اُترا آکے
سعد کو سلام کیا سعد نے پوچھا اے میثاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میثاق نے عرض کی
صاحبقران آپ کے واسطے بیقرار ہین اسی خیال مین نکلا کہ حضور کو عرصہ ہوا
پیران جادو سے راہ مین مقابلہ پڑا مین نے بھی ابر گہربار کو طلب کیا اُس ابر
کو دیکھکر وہ بھاگا مین حضور تک پہونچا ابر گہربار نے رہبری کی کہ یہان تک آیا
ورنہ مین نہ آسکتا یہ سحر خاص اسی واسطے ہی کہ جو کوئی غائب ہو اُسکا نشان بتاتا
ہی دیکھیے سر پر ٹھہرا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا اے میثاق اس ابر سے کہو کہ یہ ہی ملکہ
مشک افشان کا پتہ لگائے میثاق نے پکارا کہ اے ابر گہربار جلد نشان
مشک افشان بتا کہ کس مقام پر ہی ابر کو جنبش ہوئی چرخ مار کر ایک جانب
چلا میثاق نے کہا اے شہریار آپ اسی مقام پر تامل فرمائیے مین ابر کے ساتھ
جاتا ہون اور بنتا ہی تو مشک افشان کو لاتا ہون بادشاہ تو اُسی مقام پر
بیٹھے میثاق کوہ گردان زیر ابر چلا جب زیادہ بلند ہوا تو ایک جانب دیکھا
کہ ایک ابر سرخ رنگ چھایا ہی برق اُس سے چمک رہی ہی اور ہر مرتبہ آواز
آتی ہی کہ اے آیندہ و روندہ خبردار اسطرف نہ آنا مگر میثاق ابر گہربار کو اشارہ کرتا
ہوا طرف اُس ابر سرخ کے چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا گرد دریاے زخار ہی
بیچ مین ایک مقام پر ٹاپو بنا ہی اسمین ایک گنبد ہی اُسپر ایک ابر چھایا ہوا ہی اور
اندر سے آواز آتی ہی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردش دوران غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے
اسکی جدائی دی ہی یہ دور دیگا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اب
زندگی گوارا نہین ہی

نظم

اب آنکھون سے پڑ نہ [illegible] کہ جیتے ہی
دل برنگ مرغ بسمل لوٹتا ہی

کہتے ہین شہرگ سے ہو اور دل قریب / گو بظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہے
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین / اُس قمر کے پائینچے کی گوٹ ہے
صورت فرہاد سر پھوڑون نہ کیون / بات جو اُنکی ہے اک سر چوٹ ہے
دونون جانب سے برابر عشق ہے / لوٹ اُسپر ہون وہ مجھپر لوٹ ہے
وصل کی شب بے حجابی چاہیے / اے پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہے
کیا تمہارے گورے پیٹ پر / اے حسین کرتی کی جالی لوٹ ہے
اٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے / ضعف سے روٹی کا ٹکڑا کوٹ ہے
لو اُسنے کس کھرے پن سے کہا / قلب مین کھوٹ نکلے ہوئی کھوٹ ہے

میثاق نے آواز پہچان کر کہا کہ اے ابر گہربار یہ صدا ہے دردناک تو مشک افشان کی ہے ابر گہربار کو اشارہ کیا ابر گہربار سامنے دو برج سے بلند ہوا موتی برسنے لگا ابر برج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گنبد پر سے ہٹا میثاق زمین پر آیا دیکھا یہ جو بات کرنے کا نشان ہے کسی نے سامنے گنبد کے چوکا دیا ہے میثاق نے بڑھکر مٹھی خاک اُٹھائی ایک پتلا بناکر پوچھا کہ تو کسکا سحر ہے پتلے نے ہنسکر کہا مین سحر ہون پیران جادو کا اِس مقام پر چھوڑ گئے تھے کہ کوئی آنے نہ پائے مگر تمنے ایسے موتی برسائے کہ دل کو وجد ہوا ہم تمہارے مطیع ہین میثاق نے پوچھا اِس گنبد مین کون ہے پتلے نے کہا صاف صاف ظاہر ہے کہ مشک افشان کو یہان قید کر گیا ہے جاکر دروازہ کھولیے میثاق دروازے پر آیا ہرچند چاہتا ہے دروازہ کھولون مگر دروازہ نہین کھلتا آخر ابر کو اِشارہ کیا ایک نازنین موتیون کے مالے پہنے ہوے ابر سے نکلی اُسنے ایک ٹھوکر ماری کہ دروازہ کھلگیا میثاق نے دیکھا کہ مشک افشان سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہے زبان مین سوزن ہے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان شدت تشنگی سے زبان منھ سے نکلی ہوئی میثاق کو جو دیکھا پانی کا اِشارہ کیا میثاق نے گہربار جادو سے کہا کہ ابر سے پانی لاؤ اور لاکر مشک افشان کو پلاؤ وہ نازنین جسنے دروازہ کھولا

تھا جستجو کرکے ابر مین گئی جام بلور مین کو پانی سے بھر کر لائی سامنے مشک افشان
کے پیش کیا مشک افشان نے جام پیا تو جان مین جان آئی اشارہ کیا کہ ای میثاق
سوزن ہماری زبان سے نکالو تو ہم کلام کرین میثاق نے بڑھکر سر زبان نکالی سوزن
نکلتے ہی مشک افشان نے سحر کیا کہ قبہ جسم سے دور ہوئی میثاق نے مشک افشان
کو ساتھ لیا پوچھا ای ملکۂ عالم تم پر یہ کیا آفت پڑی کہ تم یہان آکر پھنسین مشک افشان
نے تمام کیفیت بیان کی میثاق نے مشک افشان کو ساتھ لیا طرف سعد کے
چلے مگر پیران جادو جو بھاگ کر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی گھبرا کر رفیقون سے
کہا کہ سمناک جادو کو بلاؤ تو مین تدبیر آوارگی سعد شہریار کی کرون چند ساحر گئے
تھوڑی دیر مین ایک ساحرہ آئی سر چھاتا منہ پہاڑ آتے ہی کہا کہ ای پیران جادو
خیر تو ہے مجھکو کیون طلب کیا ہے پیران نے کہا ای سمناک اسواسطے تجھکو بلایا ہے
کہ جاکر سعد شہریار کو اُس جنگل مین ایسا آوارہ کرو کہ منزل مقصود پر نہ پہونچ سکین
سمناک نے کہا ای پیران جادو بیٹی میری گل اندام کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہے ہر کمال مین مشتاق ہے اُسکو روانہ کرون کہ وہ جاکر ایسا آوارہ کرے کہ بھوکے
پیاسے تڑپ تڑپ کر مرین اور لوح نہ دیکھین پیران نے کہا تمکو اختیار ہے جواب
جسطرح چاہو انتظام کرو تم آکر خبر دو کہ سعد آوارہ ہوے تو مین لشکر حمزہ پر جاکر
سحر کرون کہ جب سعد پلٹ کر آوین لشکر کو تباہ پاوین تب راضی ہون سمناک
پیران سے باتین کرکے پلٹی مکان مین آئی گل اندام بیٹھی تھی کنیزین گرد اُسکے کھیل
رہی تھی کہ سمناک گھبرائی ہوئی آئی کہا ای نور نظر پیران جادو پر وقت پڑا ہے
صحراے وحشت خیز مین جاؤ اور سعد کو آوارہ کرو مگر خبردار اُنسے ہرگز بات نکرنا
گل اندام نے کہا ابھی جاتی ہون ابھی جاکر آوارہ کرتی ہون ایسا آوارہ کرون
کہ راستہ نہ پاوین ادھر سے گل اندام چلی ادھر سعد شہریار کہ ہمراہ میثاق حیران
بیٹھے تھے گرد برد جادو کہ جو اس صحرا کی حاکم ہے ... نے اُسکے خبر دی کہ آپکے
جنگل مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین گرد برد نے کئی سو کنیزون کو اُنکے

ساتھ لیا طرف صحرا کے چلی دور سے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب تشش جہت افروز جہانداری ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوے ہین طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین ادھر ادھر گھبرا کر فرماتے ہین کہ دیکھین اس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو یا قضا لیکر اس جنگل مین آئی ہو بڑی مصیبت اٹھائی ہو دیکھین اسکا انجام کیا ہو لوح مین کچھ حکم نہین نکلتا گردبرد نے جو سعد کو اس حال مین دیکھا رحم آگیا کنیزون سے کہا بارگاہ استادہ کرو مین پھر سمجھونگی دوستی کے پردے مین دشمنی کرونگی یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی ایک کنیز سامنے کھڑی تھی کہ شعلہ رخسار اسکا نام ہو کہا ای شعلہ رخسار ذرا جا کر شہریار کو بلا لا کہنا آپ کے لیے فلاح ہوگی ہم اس صحرا سے نکال دینگے شعلہ رخسار چلی سامنے سعد کے آئی جمال بے مثال دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئی جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار آپ کس فکر مین ہین سعد نے فرمایا ای مہجبین آج کئی دن گذرے ہین کہ اس صحرا مین آوارہ و سرگردان ہون راستہ نہین ملتا لوح بھی خبر نہین دیتی پیران جادو بلا مین پھنسا گیا ہو شعلہ رخسار نے کہا بی گردبرد جادو آپ پر عاشق ہوئی ہین بنا ؤ کرکے بیٹھی ہین اپنے کو کمسن بنالیا ہو سعد نے کہا مین تو نہ جاؤنگا شعلہ رخسار نے آکر گردبرد کو جواب دیا کہ بی بی وہ نہین آتے ہین فرماتے ہین اس صحرا سے خدا نکالیگا ہمارا اخیر خواہ سردار کامل بیثاق گیا ہو وہ آتا ہوگا دیکھین کیا رنگ دکھاتا ہو یہ سنکر گردبرد خود اٹھی اور چند کنیزون کو ساتھ لیکر چلی آکر شاہ کو سلام کیا کہا ای شہریار آپ دھوپ مین کیون بیٹھے ہین وہان چلکر آرام سے بیٹھیے گردبرد نے اس نزاکت سے کہا کہ سعد شہریار فورا اٹھ کھڑے ہوے گردبرد جادو بہ اہتمام تمام سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئی سعد کو مقام صدر پر جگہ دی آپ ایک طرف بیٹھی کنیزون نے اشارہ کیا کنیزین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

دونا فروغ یار ہو حسن و جمال سے	ہوتی ہو ماہ نو کی ترقی کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہین قیل و قال سے	کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے

بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب | سچ تو یہ ہے کہ مجھکو ہے نفرت سوال سے
دل کو خیال رکھیو جانان غضب کا ہے | اس صید کو بلا کی محبت ہے جال سے
قانع ہو گر تو نعمت عظمیٰ سمجھ اُسے | ملجاے نان خشک جو اکل حلال سے
دنیا کے مکر سے نہین آرام ایک کو | ہر نوجوان تنگ ہے اس پیرزال سے
کہیا تو ر جلد ترک ملاقات ہو گئی | دو دن نبھے نہ اُس بت شیرین مقال سے

سعد شہریار یہ آرام بیٹھے ہین قضاے کار گل اندام دختر سمناک جو چلی تھی تمام صحرا مین ڈھونڈھتی ہوئی اُس مقام پہ پہونچی آواز گانے کی کان مین آئی یہ آواز سنکر آسمان سے اُتر آئی حیران ہے کہ کون جلسہ جماے ہوے بیٹھا ہوا ہے بارگاہ مین بے خوف چلی آئی دیکھا مقام صدر پر ایک جوان رعنا بیٹھا ہے کچھ خوف نہین اور ایک ساحرہ مکارہ اپنی صورت کمسن لڑکی کی بناے ہوے بیٹھی اسکے برابر باتین کر رہی ہے گل اندام نے ہنسکر کہا واہ بی بی سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہے مگر صورت کو بناتے نہین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک برق چمکی تاثیر سحر بے قوت ہوئی دیکھا ایک ضعیفہ کپڑے میلے کچیلے پہنے ہوے لیکن طاق و مشاق مکر و فن مین باتین کر رہی ہے گل اندام نے اِشارہ کیا کہ ذرا اپنی صورت تو ملاحظہ فرمائیے سامنے آئینہ رکھا تھا اُسکو جو گردبرد نے دیکھا اپنے تو صورت اصلی پایا چلا کر آواز دی کہ او لکاتا تو کون ہے کہ میرے ساتھ یہ فتور کیا صورت اصلی کو بدل دیا مین ایسے ایسے سحر بہت جانتی ہون گل اندام نے ہنسکر بادشاہ سے اِشارہ کیا کہ آپ کی معشوقہ بیٹھی ہے بادشاہ نے زانو ہٹایا بلکہ گردبرد کو بہت ناگوار ہوا کہا دیکھیے پاس سے نہ ہٹیے مین اس شوخ دیدہ کو ابھی سزا دیتی ہون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے شعلہ رخسار کہ کنیز گردبرد کی ہے اور بادشاہ پہ عاشق ہے اسنے گل اندام سے اشارہ کیا کہ اس مکارہ کو لیجیے گل اندام نے اِشارہ سے کہا بی شعلہ رخسار تمکو کیا خیال ہے شعلہ رخسار نے اُسی طرح سے اشارے مین جواب دیا کہ یہ گردبرد جادو براے گرفتاری سعد شہریار آئی ہے

مکر کر رہی ہے اور یہ ایسے سیدھے سادھے ہیں کہ اس صورت ناآشنا پر فریفتہ ہیں میں نہیں
چاہتی کہ اس شہریار کے پیچھے برائی ہو اس بلا سے نکل جاویں انکا خدا انکو مقصد
منظور کرے میں بھی اس مکارہ کی دشمن ہوں گل اندام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
گرد برد سمجھی کہ یہ اب سحر کریگی ایک ترنج جھولی سے نکالا گل اندام پر پھینک مارا
گل اندام نے اشارہ کیا کہ اس ترنج نے تاثیر نہ کی مگر سینے پر پڑا کچھ چوٹ لگی گل اندام
کو بڑا غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی آواز دی کہ او لکا تا اسکو توڑ رک کہ احوال
کھل جائیگا کون ایسا ہے کہ اس سحر کو روکے یہ وہ سحر ہے کہ اگر سامری ہوں تو انکو
کشتہ کرے ہرچند کہ وہ خود بنا گئے ہیں مگر توڑ اسکا نہیں بتایا یہ کہکر کارد کھینچ ماری
سینے پر گرد برد کے پڑی کہ توڑ کر پشت سے پار گذری مرتے ہی گرد برد کے باغ تمام
بھی جلکر خاک ہوئی چند کنیزیں جو سحر کی بنی ہوئی تھیں وہ بھی جلیں مگر شعلہ رخسار
بہت خوش ہوئی کہتی تھی حضور کیا کہنا آپ نے ایک بندۂ خدا کو آفت سے
بچایا کہ جنکو کسی بات میں انکار نہیں گرد برد جاکر بلا لائی سیدھے چلے آئے اب
اسکا ارادہ تھا کہ شراب پلا کر لوح لیں لوں شاید شہباز نے اسکو لکھا تھا کہ اگر
لوح طلسمی لینا تو لوح محفوظ نہ چھوڑنا اگر لوح محفوظ بھی انکے پاس رہیگی تب بھی
سحر تاثیر نہ کریگا مگر گل اندام مسکراتی ہوئی سامنے سعد شہریار کے آئی تنگ الگ
بیٹھ گئی بال کھولدیئے بوئے زلف معنبر جو دماغ میں شہریار کے پہونچی صورت
زیبا کو بصد حیرانی و پریشانی دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا صاف معلوم ہوتا تھا کہ
ماران سیاہ بل کر رہے ہیں یا گھٹا گھنگھور اٹھی ہے یا شب فراق کہوں یا کہ پردۂ
ظلمات سے مثال دوں دونوں عارض انور رشک شمس و قمر بینی مائل خود بینی
لب لعلیں مسیحا ہیں کہ جن میں ہزار طرح کی مسیحائی بھری ہے اگر مردۂ صد سالہ کو قم
کہیں تو وہ زندہ ہو دم محبت بھرے نرگس شہلا چشم حق بین سرو قد خورشید خد
شیریں عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار لباس پر بہار رعنائی و زیبائی
آشکار بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا برابر اپنے بٹھایا پوچھا صاحب تمھارا نام کیا ہے

ملکہ نے سر جھکا کر کہا مجھکو گل اندام کہتے ہین دختر سہمناک ہین آئی تھی کہ آپکو آوارہ
کرون مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ ہین نے اِس مکارہ کو مارا سعد نے فرمایا تمنے
سراسر احسان کیا ہم تمھارے ممنون ہوے۔ گل اندام نے کہا ہمارے دل نے
ہمسے یہ کام کرایا اے شہریار مجھے ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت ہے ملازمون کو جیطرح
قتل کیا کرتی تھی جہان ہین صبح کو سوکر اُٹھی آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی ملازمان مادر مہربان
چھپتے پھرتے تھے اگر کوئی سامنے آگیا ہاتھ ہلادیا اُسپر برق گری وارث اُسکے مادر
مہربان سے فریاد کرتے تھے تو مادر مہربان جواب دیتی تھین کہ کیون تم لوگ اُسکے
سامنے آئے تم لوگ جانتے ہو کہ اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہے لہذا ابین مطعون
ہون کہ یہ شاہزادی مردمار ہے مگر آپ کو دیکھتے ہی خود بخود دل کو محبت ہوئی اور
خواہش ہوئی کہ بدعت ساحران سے آپ کو بچایئے سعد فرمارہے ہین کہ مہربانی
تمھاری مجھکو تمنے بے تلوار قتل کیا گل اندام ہنس رہی ہے کہتی ہے آپ کو ایسے مقام
پر پہونچاؤن کہ آپ قصر شہباز کے قریب پہونچ جایئے اسی مقام پر پیران جادو
بھی ہونگا سب ایک ہی مقام پر آپ کو لیجاوینگے جسطرح لوح خبر دے اُسیطرح
اُسکو قتل کیجیے آگے مرحلۂ پنجم ہے سفاک سینہ زور وہان کا حاکم ہے وہان بہت ہی
احتیاط کی ضرورت ہے قدم بر قدم مکر کا سامنا ہے اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو گرفتار
ہو جایئے گا ہین آپ کے ساتھ رہونگی مکر سے اُن مکارون کے آگاہ کرتی جاؤنگی
یہ باتین تھین کہ سامنے سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا گل اندام نے کہا اے شہریار ذرا
ہوشیار ہو جایئے کوئی ساحر زبردست آتا ہے سعد نے کہا ہین ہوشیار ہون کہ وہ
ابر آکر پھٹا دیکھا میثاق ومشک افشان ایک تخت پر سوار ہین سعد کو مقام صدر
پر دیکھا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل کمسن پہلو ہین بیٹھی ہے کہا رہی ہے یہ دیکھکر
مشک افشان نے کہا اے میثاق دیکھو تو خیال کرکے کہ یہ شاہزادی کون ہے میثاق
نے کہا اے مشک افشان سعد شہریار مؤید من اللہ ہین صاف ہے یہ ہوتا ہے کہ اِس
صحرا کے حاکم کی دختر قتل کرنے کو آئی تھی مگر آکر دام عشق ہین پھنسی مشک افشان نے

شرما کر کہا میں تو سامنے نہ جاؤنگی سعد شہریار کو حجاب ہوگا میثاق نے کہا میں نوجوان
اسلیے کر میں انکار نہیں ہوں مشک افشان نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اگر موقع
دیکھیے گا تو مجھکو بلا لیجیے گا یہ کہکر مشک افشان باہر ٹھہری میثاق کوہ گردان اندر
آیا سعد میثاق کو دیکھکر خوش ہوگئے فرمایا اے میثاق کوہ گردان مشک افشان
کا بھی پتہ ملا عرض کی کہ اے شہریار پیران جادو نے جاکر ایک دریا کے ٹاپو میں قید کیا
تھا مگر ابر گہربار نے وہیں پہونچایا میں نے جاکر رہا کیا اگر حکم ہو تو آویں سعد نے
کہا انکو آنے سے کسنے منع کیا ہو ہم تو انکے انتظار میں تھے گل اندام نے گھبرا کر پوچھا اے
شہریار وہ کون صاحب ہیں سعد نے کہا مشک افشان جادو دختر شہیار کہ مثل تمھارے
وہ بھی خیرخواہ ہو قید ہوگئی تھی مگر میثاق کوہ گردان نے جاکر رہا کیا گل اندام
نے کہا ضرور بلا لیجیے ہم بھی قدم بوسی کریں میثاق نے مشک افشان کو بلایا وہ بھی
سامنے آئی گل اندام صورت مشک افشان دیکھکر شرما گئی جی میں کہتی ہو کہ ایسی
شاہزادیاں اس شہریار پر مائل ہیں میں سب میں ذلیل رہونگی مشک افشان بھی
باہم سلام کرکے بیٹھ گئی مگر شرمائی ہوئی گل اندام کو دیکھکر مشک افشان کو بھی
خیال ہو کہ کیا صاحب جمال ہو حقیقت میں بادشاہ کیا اقبالمند ہیں کہ ان شاہزادیوں نے
بدل و جان اطاعت کی ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا پھول برسنے لگے میثاق کوہ گردان
نے کہا بہار اعجاز بیان آتی ہیں مشک افشان حیران ہوگئی کہ بہار اعجاز بیان
و سرور از حسینان دریا سموم رنگیں پوش یہ سب شاہزادیاں دل و جان سے مطیع
اسلام [illegible] ہوکر پہنچے مگر یہ ثابت قدم رہیں کسی مقام پر نہیں
رہیں [illegible] خواہ جہان ہوا سے خواہ ہے اس محبت سے [illegible]
جمشید سے کیا [illegible] مگر ان شاہزادیوں سے الفت اسلام نہیں چھوڑی کہ
[illegible] بیان [illegible] حسینان [illegible]
[illegible] شہریار سب شاہزادیاں آپ کی
تلاش میں نکلی [illegible] بہت بیقرار ہیں خود آتے تھے

ہم سب نے روکا کہ آپ کا تکلیف فرمانا مناسب نہین ہی ہم لوگ تو ساحرین تلاش کرلینگے
آپ نہ پہونچ سکین گے تب صاحبقران رُکے گدا و شہریار اب مناسب ہی کہ آپ مقام
شہبازہ پہ جائیے ہم لوگ بھی پہونچ جاوینگے جنگ عظیم پڑیگی پیران جادو بھی اُسی مقام
پر ہی فوج اُسکی مقابل صاحبقران مین اُتری ہی بادشاہ نے طرف گل اندام کے دیکھا
گل اندام نے کہا سامنے صحرائے اژدران ہی جب حضور جاوینگے تو وہ سب اژدر
آپ کا قصد کرینگے کچھ خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اُسکے دہن مین داخل
ہوجیے پہلوے قصر شہبازہ مین پہونچیے گا سعد شہریار اُٹھے تینون شاہزادیان و
میثاق کوہ گردان قصد کرتے ہین کہ ہم اُڑین اور اپنے کو برابر شاہ کے پہونچائین
وہان سہمناک بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ گل اندام نے جاکر
کیا کیا کنیزین گیئن اور جاکر دیکھا کہ سعد شہریار و میثاق و بہار اعجاز بیان اور
ملکہ مشک افشان ان سب کے ساتھ گل اندام کھڑی ہنس رہی ہی اور تدبیرین
بتا رہی ہو کہ اژدرون سے بالکل خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اسم جانشینی لوح
پڑھکر اُسکے دہن مین پھاند پڑیے گا کنیزین یہ دیکھکر بھاگین سامنے سہمناک جادو
کے آئین آکر عرض کی واری غضب ہوا بی گل اندام جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئین
اور کئی شاہزادیان ہین اور ایک مرد جادوگر یہ سب طلسم کشا سے باتین کررہے ہین
اور آپ کی صاحبزادی قصر شہبازہ کا پتہ دے رہی ہین سہمناک یہ سنکر جل گئی کہا
لو غضب ہوا یہ گیسو بریدہ جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی میرا کچھ خوف نہ کیا مین ابھی جاتی
ہون گرفتار کرکے اُسکو پاس شہبازہ کے پہونچاے دیتی ہون کہونگی کہ اب آپ کو
اختیار ہی خواہ قتل فرمائیے خواہ بخشیے کیون صاحب یہ وہی گل اندام ہی کہ مرد کے
نام سے نفرت کرتی تھی سیکڑون بندگان سامری مارے اور کہتی تھی اتنے مرد قتل
کرونگی کہ عورات کو مرد ممکن نہ ہون اسنے کچھ بھی میرا پاس نہ کیا اور خوف نہ آیا وہ
آفت برپا کرون کہ طلسم کشا بھی حیران ہوجاے یہ کہکر سہمناک چلی اِدھر سعد شہریار
طرف صحرائے اژدران کے روانہ ہوے میثاق پر پرواز پیدا کرکے چلا اور ملکہ

بہار اعجاز بیان نے گلدستہ پھینکا ابر گلفشان ظاہر ہوا اُس مین چھپ کر چلی ملکہ
مشک افشان ایک جانب چلی گل اندام اکیلی رہگئی قصد کرتی ہی کہ جاؤن کہ سامنے
سے نعرہ ہوا کہ منم سہمناک جادو وا دخانہ خراب تونے اپنے کو خوب مطعون کیا
اب مین کسکو منھ دکھاؤنگی یہ منھ دکھانے کے لایق نہین رہا عجب طرحکا ظلم سہا
گل اندام نے چاہا سحر کرون کہ سہمناک نے جھولی سے ایک بچۂ خوک نکالا اُسکو
ذبح کرکے خون پھینکا گل اندام کی زبان بند دل دردمند سرنگون کھڑی ہوئی ہی
اور زار زار رو رہی ہی کہ اُس ساحرہ نے آکر گل اندام کو گرفتار کیا زبان مین
سوزن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی کہتی ہوئی کہ کیون او گل اندام اب بھی توبہ کر
گل اندام کہتی ہی اے مادر مہربان میری کیا خطا ہی سبکو نکلتی تھی آج کیون آپ اِسقدر
برہم ہین سعد شہریار کو ڈھونڈھا نہ پایا یہان آکر ٹھہر گئی اب آپ مجھپر یہ جرم مقرر
کرتی ہین مین سعد کے نام کی دشمن ہون جہان پاؤنگی سر کاٹ کے لاؤنگی یہ سنکر
سہمناک نے کہا تو دشمن خداوند ہی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی پاس شہبانہ کے مین
ضرور لے چلونگی گل اندام نے کہا آپ کو اختیار ہی سہمناک کہتی ہی وہ شاہزادیان
کہان گئین اُنکو بھی اگر پاؤن تو سزا دون اور وہ شاہزادیان کون ہین اوربی
مشک افشان نئی نئی بگڑی ہین جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین شہبانہ وہ
سزا دیگا کہ جواب نہ دے سکینگی یہ کہکر بیٹی کو لے چلی گل اندام نے جھلا کر کہا اے
مادر مہربان جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے مین سعد پہ کیا تنہا عاشق ہوئی تمام حسینان
طلسم اُنپر مایل ہین بہار اعجاز بیان و سرور حسینان و دیگر شاہزادیان کہ جن پر
خداوند دوجہان دیتے تھے نکل آئین اور سعد کی شریک ہوئین مین بھی ان سب کا ساتھ
دونگی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے آپ میری ماں نہین ہین میری دشمن ہین یہ
سنکر سہمناک جھلاتی ہوئی گل اندام کو لیے ہوے قصر شہبانہ مین آئی شہبانہ نے
گل اندام کو اس حال مین دیکھا گھبرا کر کہا اے سہمناک اِسنے کیا خطا کی سہمناک نے
[illegible] یہ تقصیر ہی صاحبزادی [illegible] مشک افشان سعد کے ساتھ ہین

اب قصر بچانے کی تدبیر کیجیے ان مفسدون نے پتہ بتا دیا جب مین پہونچی ہون تو سعد جا چکے تھے کنیزون نے جا کر دیکھا کہ سعد وشک افشان وغیرہ مگر قصر مین نکلے ہین اب آپ تدبیر کیجیے شہباز نے قصر سے نکلکر حکم دیا کہ سب لشکر تیار کر و اور خبردار آمادہ رہو جب آتے ہوے کسی کو دیکھو تو فوراً اجاپڑو زندہ نہ چھوڑو یا مشکین باندھ لو لاکھ جادوگر جو گرد قصر کھڑے تھے مسلح ہو کر کھڑے ہوے انتظار مین ہین کہ طلسم کشا آئے تو اسکو مارین لیکن سعد شہریار سب سے رخصت ہو کر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوے دو کوس راستہ طے کر چکے تھے کہ صحراے اژدران مین پہونچے دیکھا صدہا اژدر وہان پھر رہے ہین اسقدر شگفتہ ہین کہ ٹہلتے پھرتے ہین ایک طرف ایک اژدر کلان منھ کھولے ہوے سعد سے اشارے کر رہا ہے کہ اسطرف آئیے درختون پر طائر خوش وخرم غل مچا رہے ہین جنکی آوازون سے یہ ثابت ہوتا ہے نظم

مستان شب مستی در میخانہ نہ بندند ۔۔۔ دردا بہ رخ محرم و بیگانہ نہ بندند
تا راز نہان دل او فاش نگردد ۔۔۔ اول دہن شیشہ و پیمانہ نہ بندند
در بزم طرب شمع اگر نور نہ بخشد ۔۔۔ خاکستر من بر پر پروانہ نہ بندند
ارباب سخن عمر گرامی بہ تعب رفت ۔۔۔ تا کی سخن پوچ بہ افسانہ نہ بندند
تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد ۔۔۔ مخفی بہ توہم عہد بزرگانہ نہ بندند

یہ صدائین سنکر سعد کو بھی وجد ہے مگر وہ اژدر جو دہن کھولے بیٹھا ہوا ہے اسطرف چلے اور اژدہے بڑھکر روکنے لگے سعد جب لوح چمکا دیتے ہین تو وہ اژدہے ہٹ جاتے ہین جب سب اژدہون نے قصد کیا وہ اژدر جو دہن کھولے ہوے ہے اسنے مثل انسان کے آوازدی کہ منم خاموش جنی اونا لا ئقو یہ طلسم کشا ہین اگر جان کا خوف ہے تو سد راہ نہ ہو طلسم کشا کو مجھ تک آنے دو کہ مین انکو تا بہ قصر شہباز پہونچا دون جب یہ پکار کر اس اژدر نے کہا تو سب اژدر ہٹ گئے بادشاہ قریب خاموش جنی کے پہونچے تو دیکھا کہ اژدر نہین ہے ایک طائر پرندہ ہے کہ پر کھولے بیٹھا ہوا ہے سعد بحکم لوح اسپر سوار ہوے وہ طائر اڑتا ہوا اچلا بلندی پر سے سعد نے

دیکھا کہ لاکھوں ساحر ایک قصر کے گرد پرا باندھے کھڑے ہین اسباب سحر ہاتھون مین سپر و
شمشیر بھی لیے ہوے ہین شہباز قصر سے حکم دے رہا ہو کہ یارو سحر نہ کرنا بلوہ کرکے گرفتار
کر لینا ایک طرف پیران جادو آمادہ کھڑا ہو مگر شہباز یہ کہ رہا ہو کہ کیون اے پیران یہ تو
بتاؤ کہ یہانتک آنکو کون پہونچائیگا کونسی سواری اُنکے پاس ہو پیران کہ رہا ہو کہ
خاموش جنی اسی خدمت پر مقرر ہی مین زبان سے خداوند مردہ کی سن چکا ہون
کہ خاموش جنی طلسم کشا کو پہونچائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ سعد شہریار
پشت پر ایک طائر کی سوار طائر اُڑتا ہوا آتا ہی سب ساحر ہوشیار ہو گئے مگر طائر نے
سعد کو لا کر بیچ مین ساحرون کے اُتارا سعد کے ایک ہاتھ مین لوح اور دوسرے
ہاتھ مین شمشیر برہنہ یعنی تیغ طلسمی آتے ہی نعرہ کیا کہ یا شیدا ای کافران بیحیا ای نابکار ان
پُر دغا اب کہان جاؤگے نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران

ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا مگر سعد شہریار لوح چمکا رہے ہین اُسی
لوح کو کبھی مثل سپر چہرے کی پناہ کرتے ہین سب ساحر نابینا ہوتے جاتے ہین بعض
آپس مین لڑنے لگتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مگر قتل کرکے
ہوشیار ہوا چلا رہا ہو کہ ہائے ای فرزند نوجوان تو میرے ہاتھ سے مارا گیا قرطاس جادو
کہ پہلوان بھی ہی اور سحر مین بھی دخل کامل رکھتا ہی ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ
یارو ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون گینڈا بڑھا کر قریب آیا للکارا کہ ای سعد میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری ضرب خالی نہ
جاتی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقہ غلامی میرا گوش جان مین ڈالتے کفن پہن
منھ چھپا کر قبر مین پڑ رہتے اب تمسے مقابلہ ہی خداوند لکھ گئے ہین کہ ای قوت بازو
عدو ای زینت پہلوی روز جنگ قدم نہ ہٹانا یہ مقام شہبانہ ہی یہان سے بچنا دشوار ہی
جرأت دیکھا رہی ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُبھا دے

ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہتے ہوئے سر کو بتاکر کے ہر ہاتھ مارا کہ اُس مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر تھرا گئے آپس میں کہتے تھے کہ وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا نور زمین تک تھا مگر بادشاہ پر وہ بلوہ ہی کہ بادشاہ کو جنگ و شدائد جب ساحروں کا بلوہ دیکھا تو شاہ نے دست دعا بلند کیے کہا اٹھ کر اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز و اے بندہ نواز اِس مشکل کو آسان کر

نظم

خداوند ملک جہان کارساز	خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خدا ست	نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند	بہ گنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مال دار	گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بندہ پرور بود گر مملکت	کند صاحب ملک و سامان ساز
کسے را بخواند بہ قرب وصال	رہا ساز و از بند زندان آز
و بندہ را جو در د بیا ندا	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پذیرد نہ ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان سے آواز آئی منم ہیثاق کوہ گردان آتے ہی ہیثاق نے ایک گولہ مارا کہ جادوگر سر ٹکرانے لگے سہمناک جادو قریب تفس گل اندام کھڑی ہے اور کہ رہی ہے کہ دیکھ تیرا وہ گھڑا اب مارا جائیگا گل اندام جواب دیتی ہے کہ انکا خدا مدد کریگا کہ ہیثاق اگر کرا تھیرا نہ جادوگروں میں لڑ رہا ہے جب گولہ مارتا ہے تو جادوگر سر ٹکرانے لگتے ہیں کہ دوسری طرف سے ابر گلنار پیدا ہوا آتے ہی ابر پھٹا شہباز نے دیکھا کہ اب ملکہ بہار اعجاز بیان آتی ہیں آتے ہی پھول برسانے لگیں جسپر پھول پڑا وہ جلکر خاک ہو گیا شہباز و پیران و سہمناک کس کس طرح پر رہ وکتے ہیں مگر بہار اعجاز بیان کا

سحر عالم گیر ہی قتل ساحران کی تدبیر ہی مگر جادوگر گھبرے ہوئے ہیں بہار انجاز بیان
بست کر کے آگ میں سے نکلتی ہی جیب گلدستہ مار دیا ابر سے پھول برسنے لگے اسقدر
پھول برسنے کی برتی ہی کہ پھولوں کا جا بجا انبار ہی اور ساحروں کو راستہ چلنا دشوار ہی
بعض نے یہ دل اٹھا لیے ہیں آنکھو سونگھنے پھرتے ہیں دیوانہ وار وحشی مثال غل
مچاتے ہیں گل اندام قفس سے دیکھ رہی ہی کہ بہار انجاز بیان و میثاق کوہ گردان
کس زور شور سے لڑ رہے ہیں شہباز و پیران کا سحر دفع کر دیتے ہیں اور اپنا سحر
غالب کیے ہیں کہ پیران جادو کا سر زخمی ہوا شہباز کے سامنے روتا ہوا آیا کہا
اے افسر میں تو زخمی ہو گیا دل میں ہول ہی کہ کہاں جا کر چھپوں ان دونوں ساحروں
نے قیامت برپا کر دی طلسم کشا جس جانب گیا صفوں کو درہم برہم کر دیا سحر اپنا
تاثیر نہیں کرتا جادوگر رنگ سحر سے آگاہ ہیں جنگ شمشیر سے ناواقف آوازہ دو
اندروں سے تیر اندازی کریں شاید کوئی تیر پڑ جائے یہ سنکر شہباز نے آوازہ دی کہ اے
تم لوگ سحر نہ کرو تیر اندازی کرو حریف پر زوال ہی سب جادوگروں نے تیروں کی
بوچھاڑ کی جب ہزاروں تیر گوشوں سے چلتے ہیں تو ایک نہ ایک تیر سینے پر سعد کے
پڑ جاتا ہی جسم سے جو سر اٹھے خون کے بلند ہوئے گل اندام بیقرار ہو گئی اور دل
سے دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز شہریار کو اس آفت
سے بچالے اور ان تیر اندازوں کے تیر خطا کریں انکے جسم تک نہ پہنچیں لیکن
میثاق نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا لڑتا ہوا قریب سعد شہریار کے آیا اسطرح کی
[illegible] جیب نکالیں کہ سب تیر قلم ہو گئے پیران نے پکار کر کہا او نامرد [illegible] کے گرفتار
کر لو کیا ایک ہی تیغ سے سب کو مار ڈالیں گے سب جادوگروں نے [illegible] کیا [illegible] بہار
و میثاق لاکھ لاکھ کوشش کرتے ہیں مگر اسقدر فوج کا [illegible] نہیں
ہلنا بھی [illegible] سب چاہتے ہیں کہ سعد کو گرفتار کریں کمندیں مارتے ہیں [illegible]
[illegible] تار ہیں خوب فوج کا [illegible] ہو گیا سعد شہریار [illegible] تنگ کر رہے ہیں [illegible]
[illegible] کبھی لوح کو نکالا [illegible] کوئی [illegible] کی نہیں

جبلتی عاجز ہو رہے ہین عرض کرتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز بلوے سے اِن ساحرون کے بچالے اگر موت قریب ہی تو حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے یہ بلوہ نہین سنبھلتا **نظم**

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے — **دیگر** — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا دیکھا کہ بائین طرف سے ابر یاقوت رنگ پیدا ہوا بہار اعجاز بیان گھبرائین کہ اب کس کی آمد کا نشان ہی کہ ابر آکر پھٹا سامنے سے دیکھا سب نے کہ ملکہ **مشک افشان** گوہر بار طاؤس زرین بال پہ سوار آکر پہونچین آتے ہی دیکھا کہ شہر یار والا قدر بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین بہار اعجاز بیان و **بیثاق** کوہ گردان سحر کر رہے ہین چاہتے ہین بلوے کو مٹائین مگر دس ساحر ہٹ جاتے ہین تو پچاس اُسی مقام پہ آتے ہین ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو مگر بادشاہ اِس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ لاکھون ساحر بھاگتے پھرتے ہین **مشک افشان** نے آتے ہی ایک دستک دی کہ خوشبو آئی ہزارہا طائر درختون پہ پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز سنانے لگے **نظم**

نکالے خوب ابد نیچ مین نے حوصلے دلکے — دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
غضب ہو گر جو دیکھا آج اُس سفاک نے مجھکو — ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے
اچھوتا ہی تم اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہی — مجھے ڈر ہی نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے
نہایت ناز ہی صاحب کو اپنی خوش بیانی پہ — ذرا گلشن مین چلکر چھیڑے سینے عنادل کے
فشار قبر سے تو اے زمین ایذا نہ دے ہمکو — ذرا تو چین لینے دے تھکے ماندے ہین منزل کے
غش آیا حسن لیلیٰ دیکھکر مجنون کو صحرا مین — قیامت ہی ہوا سے اُڑ گئے پردے جو محمل کے
شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہی — ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے انکی محفل کے

روان رہتا ہی دریا آنسوؤنکا چشم گریان سے	گمان ہین آشناؤنکو مری مرگ ناگہانی پہ ساحل سے کے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سعادت	گئے ہین اپنے احباب اقربا سے گلے مل کے

یہ اشعار پڑھ پڑھکر طائر آشیانون سے اُڑے سرون پر ساحرون کے چرخ مارنے
لگے جسپر سایہ ڈالا وہ جلکر رہگیا ہزارہا ساحر جلکر گرے اور مشک افشان حیران
جنون و تسکین دیتی ہین ہزارہا طائر اُڑتے ہوے آسمان سے آتے ہین اور گرد
فوج چرخ مار رہے ہین بہار اعجاز بیان تمر مشک افشان سے حیران ہوگئین
میثاق سے کہنے لگین کہ مشک افشان کا سحر عالمگیر ہو قتل ساحران کی کیا خوب
تدبیر ہی حقیقت مین کس لطف سے سحر کر رہی ہین کہ ہزارہا ساحر پامال ہوگئے میثاق
نے کہا ای بہار اعجاز بیان تم مشک افشان کو نہین جانتین مگر سعد نے بار
لڑتے بھڑتے قریب پیران جادو کے پہونچے للکارا کہ او نامرد گل اندام کو تو
چھوڑ دے اسی مین خیر ہی ورنہ بہت پچھتائیگا اگر ایک موے جسم گل اندام کا کم
ہوا تو سب ساحرون کو قتل کرونگا ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر ان ساحرون سے
روکے نہ رکونگا پیران جادو نے دیکھا کہ سعد ساحرون کو قتل کرتے ہوے آتے
ہین شبیر صحرائی رمہ گوسفند ان پر گرا ہی پرے کے پرے پامال کر دیے لیکن ملکہ
مشک افشان نے تو ساحرون کو دیوانہ کر دیا ہی باہم سب لڑ رہے ہین ایک
کو ایک ٹوکتا ہی افسر پہنکر بلوے کو روکتا ہی شہباز ڈالا کہ غل مچا رہا ہی کہ یارو تم
بہت ہو طلسم کشا پر گھبرا اُٹھا لو ساحر جواب دیتے ہین کہ آپ افسر اعلی ہین آپ
تشریف لائیے اگر اس شبیر کو روکیے ہمارے روکے سے نہین رکتے ہین اور ملکہ
مشک افشان کے سحر سے تو بچا لیئے دل تین ساحرون کے سحر نے گھبرا اُٹھا ہی
ہوش و حواس پراگندہ ہین سحر فراموش ہی شمشیر کی جنگ کو ہم کیا جانین پیران
قفس پھینک کر بھاگا سعد نے بڑھکر قفس پر لوح کا عکس ڈالا اور زبان سے
گل اندام کی سوزن نکالی گل اندام تڑپ کر نکلی نکلتے ہی ایک چھرا ماش کے دانو
مارا کہ کئی سو ساحر جلکر گرے پھر سیمناک کو آواز دی کہ اماں جان آئیے امتحان

استخوان کمال ہو آپ کا کیا حال ہو شریک جنگ نہین ہوتے سہمناک کیسا جل رہا ہو
چاہتا ہو کہ گل اندام کو گرفتار کرون مگر گل اندام برق جہندہ ہو کبھی مشرق مین کبھی
مغرب مین کبھی جنوب مین کبھی شمال مین جس غول مین پہونچی تہلکہ ڈالدیا بعض ساحر
سحر سے گل اندام کے دیوانے ہو رہے ہین یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

تبہ گھٹا ہلال کا سار سے جہان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا
عاشق کا دل وہ کرتے ہین ہر بال ہر گھڑی
کالی گھٹا ہین منہ کا ہین ہو گیا گمان
سطوت ہر ایک مصرع تر اموج آب ہو

اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
کانٹے پڑے ہوئے ہین ہماری زبان مین
مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
بخشتا ہو کیا خدا نے اثر آستان مین
تیر نظر چلا کے بھوون کی کمان مین
جھالے جو پہنے زلف کے پاس آ گئے کان مین
دیکھی نہین ہو ایسی طراوت زبان مین

یہ اشعار پڑھ پڑھکے سر ٹکراتے پھرتے ہین گل اندام سحر کرتی ہوئی ایک نخل کے سائے
مین جاکر ٹھہری تھی کہ سہمناک نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جائیگی للکارتا ہوا چلا
تھا کہ میثاق نے دور سے دیکھا للکارا کہ او نامرد اُس عورت پر کیا جاتا ہو ہمسے
مقابلہ کر یہ کہکے میثاق جست کرکے آیا سہمناک نے گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا
آپس مین دوچار سحر ہوئے میثاق نے غافل کرکے ہاتھ ہلادیا برق چمک کر
گری سر سہمناک کا زخمی ہوا گل اندام نے بڑھکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے
ہزار ہا پتے درخت سے گرنے لگے معلوم ہوتا تھا فصل خزان آگئی ہر نخل کے
سائے مین پتون کا انبار ہو ساحرون کا جو ادھر گذر ہوا پتون مین سے بچھو نکلے
جیسے ڈنک مارا وہ گر پڑا اور لوٹنے لگا دوسرے بچھو نے آکر ڈنک مار دیا ساحر
تڑپ تڑپ کر تمام ہوا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی عقرب پیدا ہوئے اب ساحر
ڈر کے مارے قریب درختون کے نہین جاتے چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاوین
کسیطرح جان بچاوین کوئی صورت نہین معلوم ہوتی کہ اِسکے سحر سے جان بچے

پیران جادو سعد کے سامنے سے بھاگ کر ایک نخل کے سایے مین پہونچا تھا کہ
بچھو نے آکر گھیر لیا اتنے ڈنک مارے کہ پیران جادو پانی ہوکر بہگیا مرنا پیران کا
ہنگامہ عظیم ہوا اقبنو گل اندام اور زیادہ تڑپ تڑپ کر لڑنے لگی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نام مین پیران جادو بود شہباز جادو نے جب یہ آواز سنی کہ
پیران مارا گیا سر پیٹنے لگا کہتا تھا یارو میرا قوت بازو مارا گیا ابتک مجھے امید
تھی کہ پیران جادو لڑ بھڑ کر مطلب نکالے گا مگر طلسم کشا کا بڑا اقبال ہے جو ساحر ایسا
زبردست ہوکر ساحران بنگالہ نے کبھی سامنا نہین کیا جب وہ لوگ آئے اور
اُسنے جا کر سحر کیا سب بھاگ گئے کسی مقام پر نہین رُکے آج اِسکو کیا ہو گیا کہ
بچھوون سے نہ بچا بے موت مارا گیا ساحر زبردست تھا سلیقہ دار سحر مین کامل
و اکمل مدتون خدمت گزار سامری رہا کہا یہ اقبال طلسم کشا ہے سہمناک نے کہا
یارو جو کتاب مین لکھا ہے اُسکو قدرت جھوٹا کرتے ہین اُنکو مناسب یہ تھا کہ جب
طلسم کشا آئے تھے اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے اُس
طلسم مین نہ آتے اور کہین چلے جاتے مگر آج مین اُنکی خدمت مین جاؤنگا عرض کرونگا
کہ یا خداوند آپ کسی طرف نکلجایئے مسلمان آپ کو زندہ نہ چھوڑینگے ساری خدائی
کرنا بھول جایئے گا دیکھو صاحبو کس تدبیر سے مسلمان آئے ہین ہر طرف سے ہر ایک
جنگ کرتا ہوا آیا دربندون کو تسخیر کیا پھر طلسم مین داخل ہوے اب مرحلجات
پر لڑائیان پڑی ہوئی ہین یہ وہ مرحلے ہین کہ ایک زمانے مین سامری و جمشید نے
چاہا کہ ہم سیر کرین ہم لوگون نے اُنکو نہ آنے دیا سحر کرکے بھگا دیا اور کسی کی کیا
مجال تھی کہ اِس طلسم مین قدم رکھے یا اِس طلسم کا یہ حال ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوے
طلسم نوخیز جمشیدی بنایا ہوا جمشید کا کہ صدہا حکیم جمع کیے اور راستے آراستہ کرایا
ایک ایک قدم پر ہزارون بلائین پھر کہین یہ مرحلہ کیسا سخت و صعب تھا
مگر طلسم کشا کے ساتھ کچھ نہ کیا دروازے پر تلوار چل رہی ہے ہم لوگون کو امید تھی
ابھی کئی مرحلے باقی ہین سہمناک نے کہا اے شہباز قدرت کو سمجھاؤ کہ بھاگ کر نکل جاوین

شہباز نے کہا مسلمان ہیچ پا نہ چھوڑینگے حمزہ عرب وہ جری بہادر ہے کہ جسنے کل پروۂ
قاف کو تسخیر کیا عفریت ایسے سرکش کو مار اسمندرون انھین کے ہاتھ سے قتل ہوا
طلسم حیران سلیمانی کہ جس سے قاف کی رونق تھی سب شیاطین پرست اُس مین
رہتے تھے کس زور وشور سے حمزہ نے اُسکو فتح کیا اور وہ یادگار ان ساحری و
جمشید کس مصیبت سے مرے ہین کہ اُنکا ٹیٹا دیچہ گنا آخر مین مار اجا ناکسی کا
زور نہ چلا حمزہ نے طلسم مین مسجدین بنوادین کسی دیر کا نام نہ رہا سب تصویرین
خداوندون کی جابجا ٹھوکرین کھا رہی ہین مسلمان آباد ہین جو آج کی جنگ سے
مین بچا تو قدرت کو بہت سمجھا لونگا ابھی کہونگا کر نکل جائیے ایسا نہ ہو کہ مسلمان
آپ کو گھیر لین پھر نکل نہ سکیگے گا ابھی ہم لوگ لڑتے ہین ایسے وقت مین نکلجائیے
فطرت سے اپنی جان بچائیے قصر ہفت رنگ کو آپ نے کیا سمجھا ہو جسوقت
لڑائی پڑی شکست ہی ہوئی کبھی فتح نصیب نہ ہوئی مگر بیثاق نے آکر شہباز کو
گھیرا ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے آکر گلدستہ مارا شہباز سحر کو بیثاق کے
روک رہا تھا کہ بہار کا گلدستہ چلا ایک طرف سے گل اندام جادو نے آکر
زیور اپنا پھینک مارا اب شہباز دیوانہ وار وحشی مثال سب کے سحرون کو
روک رہا ہی کبھی بہار کے سحرون کو روکتا ہی کبھی بیثاق کو جوابدیا ایکطرف سے
مشک افشان نے آکر کارد سحر کھینچ ماری شہباز نے خالی دی اور پکار کر
آواز دی کہ کیون او گیسو بریدہ ہمنے تجھکو اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا
اور یہ سحر سکھایا تھا ہم سمجھے تھے کہ ہمارے کام آئیگی مگر وقت پر تو نے دھوکا
دیا کیسی صاف نکل گئی عین گرمی جنگ ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا بیثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم اشجار بخشکین
یا شیداؤ مسلمانان شہباز کو ایسا بے وارث سمجھا ہی مین اُسکا داماد ہون سبکو
ستا دونگا یہ کہکے غول مین آیا شہباز کو سلام کیا شہباز نے گلے لگا لیا کہا اے
اشجار میرے باغ مین خزان آئی مشک افشان تمہاری منسوبہ نکل گئی

دہ دیکھو سامنے لڑ رہی ہو اگر ہو سکے تو لیجا و مجھے رخصت کرنے کی ضرورت نہیں ہو
لیکن اسطرح کرنا کہ طلسم کشا کو خبر نہ ہو اگر طلسم کشا سے سامنا پڑ گیا تو کوئی سحر کام
نہ آئیگا بڑے بڑے ساحر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے اشجار نے جو یہ حال سنا
کانپنے لگا کہتا تھا اے والد نامدار آپ جہیز وغیرہ کچھ نہ دیجیے میں عروس کو لیے جاتا
ہون اور جا کر رسوم سے شادی اپنے ملک میں کرونگا بڑا روپیہ صرف کرونگا
شہباز نے گھبرا کر کہا اے فرزند تمکو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو میں اپنی جان
سے عاجز ہو رہا ہون یہ سنکر اشجار تڑپا اور مشک افشان پر اس زور سے
گرا کر مشک افشان خاموش ہو کر کھڑی ہو رہی اشجار کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا
مشک افشان نے پکار کر آواز دی اے شہریار کینہ کو یہ لیے جاتا ہی یہ بڑا جلاد ہی
زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا میثاق نے بھی گولہ مارا مگر اشجار نے
کسی کے سحر کو نہ مانا ملکہ مشک افشان کو لیکر نکل گیا شہباز نے جب دیکھا
کہ مشک افشان کو اشجار پیچ کن لے گیا تو افسرون سے اشارہ کیا کہ اب
طبل بازگشت بجوا دو سرداروں نے اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی مگر
میثاق نہ مانتا تھا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا قاعدے کے خلاف ہی اگر
دادا جان سنیں گے تو فرمائیں گے کہ ہماری زندگی میں ہمارے قواعد کو ترک
کیا تمکو کیا عاجزی کیا ناچاری تھی دشمن جب عاجز ہوتا ہو تب طبل امان بجواتا ہو
دشمن چاہے طبل امان کو نہ مانے ہم اہل اسلام ہیں ہمکو ضرور چاہیے کہ جو بزرگان
دین نے کہا ہو اسکے پابند رہیں میثاق کو سمجھا کر بادشاہ نے پھیرا گل اندام و
بہار اعجاز بیان و میثاق کو وہ گردان اور چند ملازمان شہباز کہ اس جنگ
میں مطیع ہوئے وہ بادشاہ کے ساتھ ہیں بادشاہ پلٹے شہباز لشکر کو لیکر اترا پڑا
اور حکم دیا کہ میرے فرزند اشجار پیچ کن کو نامہ لکھو کہ اے فرزند تمنے خوب کیا کہ
اس گیسو بریدہ کو لے گئے ہمنے بھوڑی پھیر نا موقوف رکھا اب تمکو اختیار ہو
جنگ سے مہلت پا کر ہم بھی آوینگے اس نالایق کو سمجھا دینا کہ اگر ابکے مرتبہ مجرائی کی

تو قتل ہی کر ڈالونگا میر منشی نے یہ نامہ اشجار کو لکھا وزیران جادو کو نامہ دیا کہ جاکر
اشجار کو دینا اور زبانی کہنا کہ مشک افشان پر تمکو اختیار ہو اے فرزند مین تمسے
بہت راضی ہوا تمنے عین وقت پر آکر مدد کی تمھارے آنے سے شکست فاش سے
بچے وہ جادوگر نامہ لیکر چلا مگر بادشاہ ساحران مذکور کو ساتھ لیکر جاتے ہین دیکھا
جنگل مین ایک کنوان ہے اسپر خواجہ برہمن بنے ہوئے بیٹھے ہین مسافرون کی خبر
سناتے ہین جو اسطرف سے نکلا اُسے لوٹ لیا بادشاہ نے خواجہ کو پہچانا گھوڑا
بڑھاکر سلام کیا میثاق وغیرہ نے کہا بھی کہ حضور اِس برہمن کو کیون سلام کرتے
ہین بادشاہ نے فرمایا یہ برہمن نہین ہے ہمارے چھوٹے دادا جان ہین اپنے
قرضدارون کے خوف سے یہان آکر چھپے ہین مسافرون کو لوٹ رہے ہین
خواجہ نے پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو سعد نے کہا چھوٹے دادا جان
مین تو آپ کی فکر مین تھا خواجہ نے فرمایا بیٹا تم بادشاہ لشکر اسلام ہو تمنے مجھکو
خوب پہچانا مین قرضدارون کے ڈر سے یہان بھاگ آیا ہون ورنہ مہاجن
پکڑ لیجاتے نہین معلوم کیونکر پیش آتے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کچھ آپکو ملیگا
اشجار زنگی کن مشک افشان کو لیگیا ہے اُسکا تعاقب کیجیے اگر مشک افشان
کو لائیے گا تو دو ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کیا خوب بھلا دو ہزار روپے
مین میرا کیا ہوگا ایک ماہ کا سود بھی مہاجنون کا نہ ہوا اور چار مہینے کا ٹل ہو
مین ایک حبہ بابت سود کے مہاجنون کو نہین پہونچا ہے کاشکے اسقدر تو وصول
ہوجائے کہ ایک دو ماہ کا سود مہاجنون کو پہونچ جائے بادشاہ نے فرمایا جو
مانگیے گا وہی دونگا مشک افشان سے سب کو محبت ہے سب آپ کی [illegible] گزاری
کرینگے خواجہ اُٹھے فرمایا یہ لو بیٹا پوچھا کہ اشجار کسطرف گیا ہے میثاق نے اشارے سے
بتایا خواجہ اُدھر چلے دو پہر کے بعد ایک جھیل ملی وہان آکر ٹھہرے کہ ایک جادوگر آسمان
سے اُترا چاہا کہ جھیل پر پانی پیوے خواجہ نے للکارا [illegible] ٹھہر جا پانی نہ پینا
منع کرتے ہوئے قریب آئے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُس

جادوگر نے کہا کر نام میرا ویران جادو ہو شہباز کا نامہ لیکر پاس اشجار پیچ کن کے
جاتا ہون خواجہ نے پوچھا کر اشجار کہان رہتا ہو اُسنے کہا اس صحرا کے بعد دوسرا
صحرا ملیگا پہلو مین جزیرہ شجر ہو وہان اُسی کی عملداری ہو وہ وہانکا حاکم ہو ساحر بھی
زبردست ہو خواجہ نے ویران سے کہا مین یہان کا نگہبان ہون اس جھیل مین
پانی اژدرہے پیتے ہین مین تمھین پانی پلاتا ہون یہ کہکر ورقہ کو وسے جاکر پانی لائے اور
پانی پلاکر اُسے بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسی طرف چلے راہ مین چلے
جاتے تھے کہ پہلو پر دیکھا دروازہ باغ کا ہو اور چند کنیزین ٹہل رہی ہین ایک کنیز
کو خواجہ نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ ملکہ نسترن جادو اس باغ مین رہتی ہو معشوقہ اشجار آج اُسکی ملاقات کو جاتی
ہو خواجہ اندر آئے نسترن کو سلام کیا اور بیٹھنے لگے نسترن نے پوچھا کیون
شمعرو کس بات پر ہنستی ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اشجار پیچ کن اپنی زوجہ کو لیکر
آیا ہو اب اُسکے ساتھ مصروف عیش ہوگا آپ سے محبت کم کریگا نسترن نے کہا
اے شمعرو مجھپر وہ جان دیتا ہو اگر ہزار عورتین لائیگا تو میرا ہی زور رہیگا مین
ابھی چلتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی شمعرو نقلی کو بھی تخت پر سوار کیا
تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی بعد دو گھڑی کے ایک باغ دکھلائی دیا دیکھا کہ وسط
باغ مین ایک چبوترہ پر اشجار پیچ کن بیٹھا ہو شمعرو نقلی نے کہا چلیے نسترن نے
تخت اُتارا اشجار نے جو نسترن کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم آئیے مین تو
آپ ہی کا منتظر تھا نسترن نے کہا کیون صاحب کیا ہو آج تمھارا چہرہ اُترا ہوا
ہو گانے والیان کہان ہین اشجار نے کہا صاحب کیسا گانا کیسا بجانا مین عجب
انتشار مین ہون کئی سال کا زمانہ گذرا کہ مشک افشان سے منسوب ہوا مگر
اس زمانے مین مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو طلسم کو فتح کر رہے ہین
شہباز جادوگر مالک مرحلۂ پنجم ہو اُسکے قصر پر لڑائی پڑی تو مین دیکھنے گیا
مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش درست نہ رہے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ ساحروان کو

قتل کر رہی ہو شہباز نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہو اسی جوش پر یہ حرکتین
کر رہی ہو مجھکو تاب نہ آئی مین گرفتار کر لایا آج دوسرا دن ہو کہ منتین خوشامدین کرتا
ہون جزیرے کی سلطنت دیتا ہون مگر وہ محبت مین طلسم کشا کی مبہوت ہو رہی ہو
یہی کہتی ہو کہ مین نہ مانونگی لنسترن نے کہا لو صاحب ہم تو جاتے ہین ہمسے سوت
نہ دیکھی جائیگی چونٹیون بھرا کباب ہمکو نہین پسند یہ کہکر اٹھی چاہتی تھی کہ تخت پر
سوار ہو کہ اشجار نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم تمھارے سامنے کیسکی
کیا حقیقت ہو ایک تو وہ مجھسے ناراض ہو دوسرے صورت مین بھی تمسے بہتر نہین ہو
ارے قفس تو لاؤ چہار ساحر گئے قفس کو لیکر آئے خواجہ نے دیکھا کہ ملکۂ عالم
کی زبان مین سوزن ہو اور سر نگون بیٹھی رو رہی ہو اشجار نے کہا اے مشک افشان
دیکھ میری یہ معشوقہ ہو لنسترن گلگون پوش کہ جسکے سامنے ماہتاب شرماتا ہو یہ سنکر
مشک افشان نے سر جھکا کر کہا کہ حقیقت مین بہت عمدہ صورت ہو تمکو یہ تمھاری
معشوقہ مبارک ہو اشجار نے کہا اگر تم قبول کرو تو اپنے تمکو حاکم کرون لنسترن
نے جھلا کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ کیا بکتا ہو مین اِس شکل کی ماتحت
رہونگی جفا سونا پیے کی سہونگی اشجار نے کہا اے لنسترن فقط اسکے راضی کرنے کو
یہ کلمہ کہا تھا تم کیون بگڑ گئین لنسترن نے کہا ایسے سفلہ مزاج سے مجھکو نفرت ہو میرے
چاہنے والے بہت ہین جہان چاہون بیٹھ رہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار اُڑا آئے ہوئے تخت جاتا تھا لنسترن کو
دیکھکر اُترپڑا آکر لنسترن کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب کہان تھین باغ مین بہار مین
آج دعوت کا سامان ہو تم بھی چلو جو ساحر آئیگا اپنی معشوقہ کو بھی لائیگا مین تمکو
پہلو مین لیکر بیٹھون کہ محفل کی رونق ہو اور سب دیکھکر کہین کہ گلفام تاجدار
کی معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو لنسترن اٹھی کہ ساتھ گلفام کے جاؤن
اشجار نے کہا صاحب کہان چلین مین نہ جانے دونگا دو دن سے بے آب و دانہ
ہون تمھارے چلنے سے دو نوالے کھا لونگا گلفام نے کہا اے اشجار بیخ کن

کیا بیہودہ بکتے ہو میرے سامنے ایسے کلام نہ کرو لنسترن نے بھی کہا اے اشجار ہمارے چاہنے والے دیکھے اپنی زوجہ کو ہارے واسطے انھون نے مار ڈالا تمھاری طرح پر بیہودہ نہیں ہین کہ زوجہ کو جولائے تو ہمسے باغی ہوگئے ہم اب اسکے ساتھ بسر کرینگے تمکو چھوڑا اشجار نے کہا مین نہ جانے دونگا گلفام نے کہا تمھاری کیا مجال ہو کہ تم روک سکو دونون مین تکرار ہوتے ہوتے آپس مین گولہ و ترنج چلنے لگا خواجہ نے دیکھا گلفام و اشجار سے سحر چل رہا ہو اور لنسترن کھڑی دیکھ رہی ہو قفس مشک افشان الگ رکھا ہو خواجہ نے قریب قفس آکر کہا اے ملکۂ عالم اس غلام کو پہچانا نام خواجہ عمرو قفس کھولکر تمکو نکالتا ہون یہ تو آپس مین لڑرہے ہین تم سحر کرکے نکلجاؤ مشک افشان نے ہنسکر کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اسطرح نکلون کہ اگر یہ دونون قصد کرین تو نہ روک سکین خواجہ نے فوراً قفل قفس کا توڑا اور زبان سے مشک افشان کی سوزن نکالی خواجہ تو الگ ہوگئے محفل کا اسباب لوٹنے لگے گلابیان اٹھاکر نذر زنبیل کین لالٹینین اٹھالین جسطرف اسباب دیکھا دوڑکر پہونچے اسکو اٹھالیا زنبیل مین رکھا وہ دونون اسطرح سحر مین مصروف ہین کہ انکو کچھ خبر نہیں لنسترن کا نام لیکر لڑرہے ہین گلفام کہتا ہو لنسترن کو مین لونگا اشجار کہتا ہو مین نہ جانے دونگا کہ مشک افشان جادو قفس کو توڑکر نکلی چلتے چلتے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اری گلپوش ان دونون کی فکر کر یہ کہکر وہ بلند ہوئی اشجار نے جو دیکھا کہ مشک افشان جاتی ہو کہا اے گلفام ذرا ٹھہر جا معشوقہ کو روک لون تو پھر تجھسے لڑون یہ کہکر منھ پھیرا قصد کیا کہ مشک افشان پر جا پڑون گلفام نے جو حریف کو اور رنگ مین پایا کارد سحر جدولی سے نکالکر ماری کہ اشجار کے سینے کو توڑکر پار گذر گئی پیروں وہ ادرکی صدا بلند ہوئی کہا ہا ندھیرا گھپ آ ن سے یہ آواز آئی کہ تشتی مرا نام اس اشجار زنج کس بود مگر گلفام نے لنسترن کا ہاتھ تھام لیا تخت پر سوار کرکے لیچلا خواجہ نے جو دیکھا [illegible]

اور رقم ہاتھ سے جاتی ہی قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کہان جائیے گا ذرا میرا گانا تو سن لیجیے جا بجا ذکر کیجیے گا کہ ہماری کنیز ایسا گاتی ہی یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا | مجھسے چھوٹا ہی عجب وقت یہ گلشن میرا

ہر ستمگر دوست بھی کرتا ہو مرے حال پہ رحم | او جفاجو کوئی تجھسا نہین دشمن میرا

مجھ سیہ کار کی بنے شمع جو تربت ہو تو ہو | ای خدا شمع ہو ترے سامنے روشن میرا

سنگدل ساری خدائی ہو زیارت کے لیے | کون کرتا ہی یہ آراستہ مدفن میرا

چونک اُٹھونگا مین ابھی خواب عدم سے صاحب | نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا

کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا | دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا

نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین | باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

دیکھ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے | خود کہوگے کہ بھرو توم کے دامن میرا

جامہ اُس در پہ فقیری کا جو پہنا ہی بسر بسا | با دشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

یہ اشعار اسطور سے خواجہ نے گائے کہ نسترن نے گلفام سے کہا کہ صاحب اِسکو ملازم کر لو صحبت مین رہا کرے اسکے رہنے سے دل بہلے گا بہت خوش آواز ہی حقیقت مین کیا خوب گاتی ہی ہر لفظ کو کس کس طور سے بتاتی ہی کہ دل بیچین ہوتا ہی گلفام نے کہا صاحب تمھین اختیار ہی ایسی کہو مین سو کنیزین لاکر جمع کردون شاہزادیان لاکر خدمت مین چھوڑ دونگا آج تو تمنے مجھکو نہال کر دیا کہ پر اسنے اپنے عاشق کو قتل کروایا اور کچھ افسوس نہ آیا اب مین عمر بھر خدمت گزاری کرونگا میرے ملک کا تمکو اختیار ہی نسترن نے کہا تم مین اور اشجار مین مقابلہ پڑا لیکن ملکہ مشک افشان نکل گئین عجب معشوقہ ہی وہ طلسم کشا پر مائل ہی اور صاحب مین نے سُنا ہی کہ طلسم کشا پہ کئی شاہزادیان عاشق ہین جو اُنپر عاشق ہوئی وہ لڑ بھڑ کر اُنھین کی خدمت مین پہونچی وزیر اعظم خداوند میثاق کوہ گردان کیسا خیر خواہ دولت تھا مگر قدرت سے بیزار ہوا جاکر شریک سعد شہریار ہوا ہی

سنتی ہون وہ ایسا لڑا کہ جمشید کو پریشان کر دیا یہ کہکر پھر قصد کیا کہ سوار ہوان
خواجہ نے گلفام کے چٹکی لی اشارہ یہ تھا کہ ایک جام شراب کا ہمارے ہاتھ
سے پی لو تب اختیار ہی گلفام سمجھا کہ شمعرو مجھپر عاشق ہوئی بیٹھ گیا لنسترن سے کہا
کہ صاحب ٹھہر جاؤ چلتے ہین آج کی صحبت بہت نایاب ہوگی قدرت بھی ہونگے تمام
تاجدار آوینگے اور تمہین ہونگی اور معشوقین سب کے ساتھ ہونگی مگر
تمہارے حسن کو جو دیکھیگا وہ دنگ ہوجائیگا یقین ہی قدرت بھی تمپہ توجہ کرین
اگر شاید تمسے کہین تو جواب صاف دینا کہ مین متعلق گلفام تاجدار ہون کہین
رہ نہین سکتی اور نہ کوئی مجھکو رکھ سکتا ہی اگر سامری و جمشید اس زمانے مین ہوتے
تو وہ انتظام کرتے جمشید ثانی ابھی کمسن ہی سمجھی تو ایسی حرکتین کر رہا ہی اپنے آغاز
و انجام کا کچھ خیال نہین کرتا مسلمانون سے لڑائی پڑی ہی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا
ہی یہی چاہتا ہی کہ اب مین پرانے ساحرون کو قتل کراؤن اور مین چین سے اپنے
مقام پر بیٹھا رہون جادوگر ون کو کیا ضرورت ہی کہ اسکا حکم بجالاوین اور اپنی
جان دین لنسترن نے کہا اے شمعرو آج تم بھی جلسے مین چلو ایسا جلسہ کبھی طلسم مین
نہین ہوا تمکو گوئین گے سننے والے بڑا لطف اٹھاوینگے خواجہ نے کہا مین تو
ضرور چلونگی گلفام تاجدار تخت پر سوار ہوا لنسترن کو پاس بٹھا لیا یہ تخت تھا مگر
خواجہ بھی ایک گوشے مین تخت کے آکر بیٹھے باتین ہنس ہنسکر بناتے ہوے چلے
کبھی گنگنا کر تان مار دیتے ہین کبھی کہتے ہین کہ یہ جنگل ہی یہ پہلو ہی پیارنگ ہی اور کبھی
کہتے ہین یہ پھیروین بیوقت ہی دونون کا دل لبھاتے ہوے ہین تخت اڑا ہوا جاتا ہی
کہ راہ مین ایک کوہ ملا اسپر ایک شاہزادی موسوم بہ گلگون پوش بیٹھی ہوئی
لطف صحبت اٹھا رہی ہی گرد بہترین جام رعنوائی گزیدین صدا سے ہوش و نوشانوش
بلند ہی کہ گلگون کی ایک نگاہ پڑی کہ گلفام تاجدار و لنسترن تخت اڑاے ہوے
جاتے ہین پکار کر [illegible] کہ اے شہنشاہ گلفام مقام تعجب ہی کہ ہمارے کوہ کے
سامنے سے [illegible] [illegible] گلفام نے کہا وقت جلسہ کا قریب ہی

گلگون پوش نے کہا میں بھی چلتی ہون ذرا تخت روک لیجیے گلفام نے تخت کو روکا گلگون پوش بھی تخت پر سوار ہوئی کئی سو کنیزون کو ساتھ لیا اور ہمراہ گلفام کے چلی خواجہ بصورت کنیز ایک ایک کو بھانپ رہے ہین اور دل مین حساب کر رہے ہین کہ سو کنیزین ساتھ ہین اگرچہ زیور انکے حقیر ہین مگر کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا اس مینے کا سودا تو ادا کر دینگے گلگون پوش سے باتین کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم آپ نے میرا حال نہ سنا میری کیفیت یہ ہوئی کہ سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی دیگئے دیکھیے عرض کرتی ہون یہ کہکے گنگنائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے **نظم**

یہ عشق وہ ہی کہ بس خاک مین ملا دیگا	تپاک اس سے نہ رکھو کہ یہ مٹا دیگا
ہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم	کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا
وہ مجھسے کہتے ہین قیدِ جنون مین حسرت سے	کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین	پڑھا لکھا ہی جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ	جو ساقیا مرے چلو سے خم لگا دیگا
مجھے یہ خوف ہی رہتا ہو دورِ ساغر سے	مخلِ بزم ہون ساقی مجھے اُٹھا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہو	یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
خدا وہ قیامت سمجھ کے لرزیگی	نقاب چہرے سے جسدن وہ اُٹھا دیگا
تپتا ہو کے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا	کہ غم رسیدونکا نالہ جگر ہلا دیگا
ستمگر دل مین بٹھا لو عروس اُلفت کو	نباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

اسطرح عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلگون پوش تڑپ گئی نسترن سے کہنے لگی کیون بی بی شاہزادی یہ کنیز تمنے کہان سے پائی یہ تو عجب دولت لازوال ہو خداوند اسکو نظر بد سے بچائے نسترن نے کہا مین نے یہ حال نہین سنا تھا عمرو نے بیان کیا کہ واری میرے خواب مین سامری و جمشید آئے اور میرے گلے پر ہاتھ رکھکے کہا کہ ہمنے کمال علم موسیقی تجھکو دیا اسوقت سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہو کہ راگنیان سامنے کھڑی ہین ایک کہتی ہو ہم آوین اور دوسری کہتی ہو کہ ہم اپنا رنگ

جائین اور راگ مثل شوہرون کے ہین راگنیان انکی جورو کیا کیا بن بن کے آتی ہین
اپنا جمال دکھاتی ہین مین کس کسکو قبول کرون منھ پھیر لیتی ہون یہی جواب دیتی ہون
کہ جب مین کہونگی تب آنا بے سبب نہ آیا کرو گلگون پوش نے کہا او نسترن مجھسے لاکھ
دو لاکھ روپیہ لے لو مگر یہ کنیز مجھے دیدو ہمارے ملک مین خداوند بلند نشین ایک گنبد
پر رہتے ہین بعد مہینے کے آتے ہین سارا شہر جمع ہوتا ہی اور بڑی دھوم کا میلا
ہوتا ہی انکے سامنے اسکو پیش کرونگی کہ یا خداوند بلند نشین دیکھیے سامری و جمشید
مین یہ کرامت ہی آپ بھی کسی کو کچھ دے سکتے ہین نسترن نے کہا بی گلگون پوش
دو لاکھ اور چار لاکھ کی کیا حقیقت ہی اگر کرور دو کرور بھی دو تو شمعرو کو نہ دون
آج محفل عام مین اسکا گانا ہوگا قدرت مع شاہزادیون کے آوینگی۔ اُسکا گانا
سنکر پھڑک جاوینگے یقین ہی وہ بھی یہی فرماوینگے کہ شمعرو کو ہمارے حوالے کرو
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگی اس نظر کردہ سامری کو مثل جان کے رکھونگی اِسکی
ایسی قدر کرونگی کہ شاہزادیون کو رشک ہو گلگون پوش نے کہا بوا جو خوشی
تمہاری خواجہ سب سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ اور چند تخت تاجدارونکے
آئے سب کو خواجہ نے گانا سنایا مرد تو پس سگئے ایک ایک بحسرت جمال شمعرو
کو دیکھ رہا ہی ہر ایک کہتا ہی کہ شمعرو نے کیا روشنی پائی ہی حقیقت مین قدرت
اِسپر مہربان ہوے کچھ بہت خوبصورت نہین ہی مگر قدرت کی نگاہ پڑگئی کسی کو
مصلحت خداوندی مین کیا دخل ہی جو مناسب جانتے ہین وہی تقدیر کرتے ہین کنیز
نسترن کا یہ مرتبہ کیا عجب کیا ہی کہ شب کو بھی اِسکے پاس آدین اور نور قدرت اِسکے
پیٹ ہوتے آتا ہین صاحب اگر یہ حاملہ ہوگی تو جو لڑکا ہوگا اسی کو خداوند کرینگے ولیعہد
آتشیا بام ہوگا دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان تخت ہاے زرین پر سوار تخت
نسترن کو گھیرے ہوے ہر شخص یہی چاہتا ہی کہ شمعرو ہمارے ساتھ ہو جاے اور
ہر ایک کا یہ قول ہی کہ آج کا جلسہ بھی یادگار رہیگا سب نامدار طلب ہوے ہین
قدرت بھی تشریف لاوینگے ہم سب سے صلاح کرینگے ہم لوگ یہی کہین گے کہ

خدا وند اب طلسم نوخیز کو چھوڑیے اور کسی ملک مین چلکر خدائی کیجیے جہان جایئے گا معتقد
جمع ہوجاوینگے اب یہ طلسم نہ بچیگا ہر چند کہ شہباز نے طبل امان بجوا کر اپنی جان بچائی ہو
لیکن طلسم کشا خواہان ہین کہ شہباز کو قتل کرون لوح طلسمی پاس موجود ہو کل احکام
بتائیگی کون صورت ہو کہ شہباز کی جان بچے اِس سے بہتر یہی ہو کہ جو تاجدار باقی
ہین اُن سب کو ساتھ لیکر نکل چلیے اور مقام پر چلکر شان خدائی ظاہر کیجیے شمعرو نے
کہا صاحبو ناحق کو یہ باتین بناتے ہو قدرت نے مجھسے کہا تھا کہ ای شمعرو اب تجھی کو
منتظم طلسم کرینگے جو تیری اطاعت نہ کریگا اُسکو طلسم سے نکالدینگے جسقدر شاہزادیان
صحبت مین ہین اُن سب کی تو افسر ہو دیکھیے آج محفل مین کیا ذکر ہو مگر صاحبو قدرت
کے سامنے ذکر نہ کرنا کہ شمعرو کو نظر کردہ کیا ہو قدرت شرمائین گے بلکہ انکار کرینگے
جو اُنکے خیال مین ہوگا وہی کرینگے کسی کا کہنا قبول نہ کرینگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ
کتاب سوانحات کو منسوخ کردیا اب نئے احکام جاری ہونگے کوئی جادوگر ایسا
آئیگا کہ لوح وغیرہ چھین لیگا اور سب مسلمانون کو قتل کریگا مسلمانون کا اِس طلسم
پر قبضہ نہ ہوگا ارشاد قدرت مین فرق نہ پڑیگا سب تاجدار کہتے ہین صاحبو شمعرو
سچ کہتی ہو اگر قدرت کے سامنے ذکر ہوگا تو ضرور شرما دینگے عمرو نے سب کو منع
کردیا کہ فقط یہی کہنا کہ شمعرو کا گانا سنیے یہ ذکر نہ کرنا کہ یہ نظر کردہ ہوئی قدرت ضرور
شرما دینگے تم سب سے آنکھین چھپاوینگے دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان گرد تخت
نسترن چلی جارہی ہین اور خواجہ بہ صورت شمعرو باتین بنا رہے ہین مگر حیران
ہین کہ ای عمرو آج اتنا بڑا جلسہ ہو دیکھیے وہان کیا گذرے کیونکر رنگ جمے اگر بن
پڑے تو آج جمشید کو پکڑ لو اور زنبیل کی انکو سیر کراؤ اور سامنے حمزہ کے انکو تم
گرفتار کرکے لیجاؤ وہ صاحب اسم اعظم ہین کیا عجب ہو کہ اسکو قتل کرسکین طلسم کشا
تو مرحلہ جات پر ہین مگر اسکا قتل انھین کے ہاتھ پر موقوف ہو اُنکو ڈھونڈھ لونگا
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک باغ وسیع گرد اُسکے
بارگاہین استادہ ہین لاکھون جادوگر پھر رہے ہین ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ آج قدرت

بھی آوینگے چند تاجدار برای استقبال آئے اور گلفام تاجدار و یاقوت تاجدار و الماس تاجدار وغیرہ کو لیکر باغ مین داخل ہوئے سب تاجدار جمع ہین خواجہ بھی اُس محفل مین آئے دیکھا محفل بڑی ہو گئی ہی تاجدار و شاہزادیان جمع ہین بیچ مین مسند بچھی ہی آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ کیونکر یارو قدرت کو کیا صلاح دین اگر قدرت طلسم سے نکل گئے تو مسلمان قبضہ کر لینگے پھر ہم لوگ اس طلسم مین نہ آ سکین گے ایک مرتبہ تو جمکر ایسی جنگ کرو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دو مگر بادشاہ جمجاہ کے ساتھ میثاق کوہ گرد ان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ وہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا اگر قدرت اقرار کرین کہ ان سب ساحرون کو ہم روک لین گے تو اور کیسکی کیا حقیقت ہی خواجہ خاموش ہین مگر سوچ رہے ہین کہ خواجہ کیا کرون ہزارہا تاجدار ہین ان سب کو بیہوش کرنا بھی تنگ ہوگا سب تاجدار کہہ رہے ہین کہ ای شمعرو ہمکو بڑا مرتبہ ملا ہم سب تمھارے گانے کے مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ عمرو نے کہا ابھی ٹھہرو قدرت کو تو آ لینے دو پھر گانے کا تار باندھ دونگی گردہ میرے سب راگ حاضر ہین راگنیان بن ٹھن کے آئی ہین مجھسے اشارے کر رہی ہین کہ ای شمعرو ہمکو ضرور بلانا ہم اپنے اپنے رنگ جمائین گے سب کو محظوظ کرینگے مگر وقت کی چیز گانا راگون کو دیکھا سب اسی وجہ سے حاضر ہین کہ آپ جسکا نام لین وہ راگ خود حاضر ہو ہین کسی سے باہر نہین ہون وہ رنگ جماؤن کہ تم لوگ یہ کہو کہ ایسا گانا کبھی نہین سُنا سب تاجدار خوش و محظوظ بیٹھے ہین کہ گانے کی آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

کوہ کن مر گیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے	سوزش غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروانہ ہوئی	ان بتون کے بخدا کیا ہین جگر پتھر سے
سوز پنہان کی یہ تاثیر ہو ای جان جہان	دل سے تو آہین نکلتی ہین شرر پتھر سے
آنسوونکی مرے انکھین جو شباہت پائی	اُس ستمگار نے پسوائے گہر پتھر سے

سب کو اور اہل سخن لعل جو کہتے ہین کہین	ہین نہ دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے
ہو رہا جاتا ہون فرہاد کے سمجھانے کو	سر ٹکرا کے کہین بار دگر پتھر سے
سنگ رہ بن کے کسی حسرت لعل پڑے رہتے ہین	اُسکے کوچے مین ہین بیقدر مگر پتھر سے
سخت جات ہون ہین نہین خوف مجھے کچھ بھی	تو چھری تیز جو کرتا ہو تو کر پتھر سے
ہین دولت دنیا کی تمنا ہی ہر بر	اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

سب دیکھنے لگے کہ ایک ابر گلنار چرخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اور راہی ابر سے آواز گانے کی آرہی ہی شمعرو نے کہا صاحبو تم سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہی وہ شاہزادیان جو خدمت قدرت مین رہتی ہین یقین ہی کہ وہ آتی ہون سب نے کہا اے شمعرو ٹھیک کہا خوب تمنے کلام کو روشن کیا کہ وہ ابر باغ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا حقیقت مین چالیس پچاس شہزادیان ایک تخت پر سوار ڈھول بج رہا ہی وہ سب شاہزادیان گاتی ہوئی آتی ہین سب نے اُنکا استقبال کیا اور شاہزادیان بھی آکر اُترین ایک طرف آکر ٹھہرین دو پہر رات گذر چکی ہی کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا بڑے قہر و غضب سے ابر آتا ہی سب نے دیکھا کہ کئی سو طائر وغیرہ سرخ زیر ابر پر سے پر ملائے ہوئے چہکارتے آرہے ہین وہ شاہزادیان جو گاتی ہوئی آئی ہین انھون نے کہا صاحبو ہوشیار ہو جاؤ قدرت کی آمد ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا جمشید ثانی تاج زمرد سر پر رکھے ہوے گرد چند کنیزین جیسے ہی جمشید نے سب کو دیکھا سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جھک جھک کے سجدے کرنے لگے جمشید کا تخت بروے زمین آیا سب تاجدار جمشید کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے جمشید آکر تخت پر بیٹھا تاجدارون سے کہا ایہا الحاضرین سوچو تو کیا کرون نوشتہ قدیم کو مٹایا احکام تورہ روشن کیا اب تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا یا خداوند ہم سب کی تو یہ رائے ہی کہ ہم سب جمع ہو کر آوین اور مسلمانون سے جمکر جنگ کرین چند ساحر جو نامی نامی ہین اُنکو آپ روکیے پھر ہم سب سے سمجھ لین گے مسلمانون کو مہلت نہ دینگے ایسی جنگ کرین کہ مسلمان دنگ ہو جاوین مگر میثاق کو وہ گرداں و بہار اعجاز بیان

سردار حسینان وغیرہ کو آپ رو کیے پھر ہم سمجھ لین گے آج ہم لوگون کی تقدیر
نے رسائی کی کہ یہ جلسہ عشرت خیز آراستہ ہوا اور آپ تشریف رکھتے ہین عیش و
عیش کیجیے بعد اُسکے جیسا فرمائیے گا وہ بجا لاوینگے طلسم کو نہ چھوڑین گے یہ ذکر تھا
کہ لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر تخت پر سوار ایک قفس آگے
رکھا ہوا اُس قفس مین مشک افشان جادو زبان مین سوزن گرفتار رنج و
محن سر جھکائے بیٹھی ہی اور وہ جادوگر کہتا ہوا کہ اے افسر حسینان مجھکو غلامی مین
قبول کرو کل مسلمانون کو درہم و برہم کرونگا جسطرح تمکو اُٹھا لایا اِسی طرح سے
سب کو اُٹھا لاؤنگا مشک افشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی
کچھ جواب نہین دیتی کہتی ہی کہ او بیحیا اپ سامنے دربار خداوندی ہی دیکھین وہ
بیحیا کیا کہتا ہی ہر وقت تقریرین جدید کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہی اُسی کا تو یہ انجام ہوا
کہ چہار طرف سے بلوہ ہی جان بچاتا پھرتا ہی مگر جان نہ بچیگی۔ سامری و جمشید سب
حال کتاب مین لکھ گئے ہین جمشید ثانی کہتا ہی کہ مین کتاب کو مسخ کرچکا ذرا
تصور کرو اُسی کتاب کے احکام ہو رہے ہین جو جو کچھ لکھ گئے ہین وہی ہوگا کہ
جمشید نے کہا ہان صاحبو اشتقال جادو کا استقبال کرو معشوقہ قدرت کو لایا
اشتقال نے سامنے لاکر قفس مشک افشان رکھدیا کہا یا خداوند جب جنگ
بڑی بلوہ ہو رہا تھا مین اُس جنگ سے اُسکو اُٹھا لایا مگر طلسم کشا پر مائل ہی کہتی ہی
مجھے قتل کرو وصل کا نام نہ لو دو دن مجھکو گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہوا آٹھ
پہر اُسکے سمجھانے مین گذرے مگر محبت مین طلسم کشا کی چور ہو رہی ہی جسوقت سمجھایا
ایک ہی قول زبان پر ہی کہ مجھے قتل کرڈالو مگر میری آبرو کا نام نہ لو جمشید نے کہا
اے اشتقال ابلق سوار تمنے اپنے واسطے سمجھایا اب میرے واسطے سمجھاؤ اشتقال
نے کہا اے خداوند ایسا نہ فرمائیے میری اِسپر جان جاتی ہی اگر اسکا وصل حاصل
نہوگا تو اپنی جان دونگا زندہ نہ رہونگا جمشید نے کہا او بیحیا یاوہ گو قدرت کے
سامنے ایسی باتین کرتا ہی ہان صاحبو تم لوگ سمجھاؤ کہو کہ اے مشک افشان

قدرت تجھکو سرفراز کرینگے جتنے اہل طلسم ہین سب تجھکو سجدہ کرینگے خدائی مشہور ہوگی اور قدرت وعدہ کرتے ہین کہ جو تم تقدیر کروگی وہی تقدیر مین بھی کرونگا یہ طلسم بھی از سرنو آباد ہو ساحر دل شاد ہوا اگر خوش ہو جاؤن تو وہ تقدیر کرون کہ جسکو کوئی نہ مٹا سکے ہرچند کہ مسلمانون نے ارادہ کرکے دربند فتح کرلیے مگر اب بھی کئی سو ملک باقی ہین کہ جنکے حاکم یہان حاضر ہین جب یہ سب ملکر سحر کرینگے تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ طلسم کشا لوح کو پھینک دین اور رابدولت سے عذر کرین کہ جو گذرا سو گذرا اب معاف فرمایئے جمشید یہی کہہ رہا تھا کہ چند تاجدار آٹھے عرض کی یا خداوند کیا خوب آپ نے تجویز کیا مگر مشک افشان نہین مانتی یہی کہتی ہے کہ چاہے مجھکو قتل کرو مگر میں شہریار کے جمال کی مشتاق ہون مبتلاے رنج و فراق ہون جمشید نے کہا اے اشتغال تو نہین سمجھاتا اشتغال نے کہا یا خداوند مین زبان سے کیونکر نکالون کہ اے مشک افشان قدرت کو قبول کرو میری زبان سے نہین نکلتا جمشید نے جھلا کر کہا او نا منصف اسکا خیال نہین کرتا کہ جب قدرت اپنی معشوقہ کو پہلو مین بٹھائینگے تجھکو اور ملکون پر حاکم کرینگے معشوقہ پرہیز اور دینگے اشتغال نے کہا یا خداوند میرے اور آپ کے ملال ہوگا اس معشوقہ کا ذکر نہ کیجیے میرا ارادہ تھا کہ مین محفل مین نہ جاؤن مگر آپ نے نامے مین لکھا تھا کہ اس صلاح کے بعد صلاح نہ ہوگی جو نہ آئیگا وہ بہت پچتائیگا اسوجہ سے مین حاضر ہوا آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین مین اب جاتا ہون اور قفس زرین ملکہ لیے جاتا ہون اگر یہ نہ مانیگی تو ایک جلسہ قرار دونگا اس مین شاہزادیون کو جمع کرونگا ان سب کے سامنے پہلے اسکو قتل کرونگا پھر اپنی بھی جان دونگا جمشید نے کہا او نابکار بدکردار ہمارے کہنے کے خلاف کرتا ہے فرشتگان عذاب کو حکم دون کہ تجھکو جہنم مین ڈالدین اور رگ رگ نارے آتشین سے تیری خاطر کرین اشتغال نے قفس پر ہاتھ ڈالا کہ لیکر نکلجاؤن جمشید نے منع کیا کہ اے اشتغال تو نہین مانتا ہے رابدولت اس معشوقہ سے ہاتھ نہ اٹھاوینگے اشتغال نے کہا یا خداوند مین ہرگز نہ مانونگا معشوقہ کو نہ دونگا جمشید نے جھلا کر کہا کہ اے آتش افروز اسکو جلاکے

خاک کر پھر مین زندہ کرونگا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا کہ اشتقال جلکر خاک
ہوا تمام اہل محفل کانپ گئے کہتے تھے یارو غضب خداوندی سے ڈرنا چاہیے جمشید
اول انکو وراثت اپنی دے گئے ہین جمشید نے حکم دیا کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدو
ملازمون نے لاشہ اشتقال کا اٹھا کر جنگل مین پھینکدیا جمشید نے قفس اٹھا کر سامنے
مسند کے رکھ لیا کہا اے مشک افشان کیا قدرت سعد شہریار سے بڑے ہین
دیکھو اتنی شاہزادیان خدمت مین رہتی ہین اور سب سرفراز ہوتی ہین جو بدنصیب
ہین وہ اپنی تقدیر کو روتی ہین تم مجھکو قبول کرو مشک افشان نے کہا کہ یا خداوند
آج اس باغ مین آگ برسیگی اور زمین تلے اوپر ہوگی یقین ہے میرے وارث
میرے واسطے کدو کوشش کرینگے ان باتون پر جمشید اور جلگیا کہا صاحب سنتے ہو
سعد کی محبت پر اسکو بڑا گھمنڈ ہے کیا مجال ہے کہ اس صحبت مین کوئی آسکے کہ شمعرو
اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھی اور سامنے جمشید کے آئی کہا قدرت نے مجھکو بھیجا
حقیقت مین آپ نے مجھکو بڑا مرتبہ دیا آسمان پر بلا بھیجا مین قریب پردے کے
پہونچی کیا کیا کہا متین دیکھین بڑے بڑے فرشتے پھر رہے تھے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ قدرت نے ہمکو سرفراز کیا ہے ہم سب عبادت کیا کرتے ہین بعض دریا پر قائم
ہین بعض جنگلون مین رہتے ہین قدرت کو یاد کیا کرتے ہین ان باتون پر جمشید
بہت خوش ہوا کہا اے نازنین کیا چاہتی ہے کہ تجھکو سرفراز کرون اور مشک افشان
کو جلا دون کیون مشک افشان جلنا قبول ہے اور یہین نہین قبول کرتی ہو
مشک افشان نے کہا تیری کیا مجال ہے کہ مجھکو جلائے کہ شمعرو نے پلٹ کر قفس
پر ہاتھ رکھا اور اشارے سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا تمکو رہا کرونگا کسکی
مجال ہے کہ تمکو روکے مشک افشان خوش ہوگئی جی مین کہتی ہے کہ میرا دعوی
تخت نشین ہوا کہ عمرو مجھسے پیشتر آگیا شمعرو نے عرض کی کہ یا خداوند پھر آسمان
پر جاؤنگی اور بہشت کی سیر کرونگی جہنم نہ دکھائیے گا ورنہ اسکی ہیبت سے مین
مرجاؤنگی وہ شعلے اٹھتے ہین کہ فرشتے کہتے ہین ان شعلون کی گرمی ستر ہزار برس کی

راہ تک پہونچتی ہی کون اس سے بچ سکتا ہی بڑے بڑے دعویدار پڑے ہوے مثل ہیزم خشک جل رہے ہین کوئی انکی خبر بھی نہین لیتا فرعون و نمرود یہ کس طرح آگ مین پڑے ہین یا خداوند مین نے سب کو دیکھا سب توبہ توبہ کررہے ہین فرشتے آتشین گرز مارتے ہین اور وہ کہتے ہین کر اوسیہ رو تُجھنے دعوی خدائی کیا تھا اُسکا نتیجہ دیکھا کر آتش جہنم مین جل رہے ہو مگر زمین مین ہڈیان تک تو تیا سے سرمہ ہوجاتی ہین اب کنیز کا گانا سُنیے اور اشارے سے کہا کہ یا خداوند مشک افشان کو مین راضی کردونگی قدرت بہت خوش ہونگے جمشید باتون پر شمعرو کی ہنس پڑا سب نے کہا یا خداوند شمعرو کا گانا سُنیے حقیقت مین یہ کامل واکمل ہی دل اسکی آواز پر شیدا ہی اسکے لحن سے عجب تکلف پیدا ہی جمشید نے اشارہ کیا خواجہ بیچ مین بیٹھے مگر گھبرا رہے ہین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر خیال کرلے اور مجھکو گرفتار کرے تو کیسی مصیبت ہی ہر ایک کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون اے صبا
کسطرح مجھکو خوش آسکے سیر گلشن اے صبا

آمد آمد کس شہ خوبان کی ہی کھلتا نہین
آج جو آراستہ ہی صحن گلشن اے صبا

پھر بہار آئی گریبان وحشیون کے پھٹ گئے
چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن اے صبا

باغ مین دیکھے جو اُس گل کے مسی آلیدہ لب
کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن اے صبا

بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے
دیکھنا ہی کسقدر سیر [illegible]

میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار
آج کچھ بدلا ہوا [illegible]

کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار
بلبلین گلشن مین کیون [illegible]

مستی ہوشون پر لگائی ہی جو میرے یار نے
ہونٹھ ہین اُسکے کہ دو [illegible]

دیکھ لے بدلے گلونکے جابجا کانٹونکے ڈھیر
ہین خزان کے ہاتھ سے [illegible]

جھومتا ہی ہر شجر آئی ہی مستانہ بہار
ٹپکا پڑتا ہی رخ ہر گل [illegible]

خاک تو کیونکر اڑائیگی محافظ ہین ملک
کربلا کی ہی زمین [illegible]

اس رنگ سے خواجہ یہ اشعار گا رہے ہیں اور جمشید کی تعریفیں کرتے جاتے ہیں
کہ آپ کی خدائی خدائے گذشتہ سے بہتر ہی جو آپ نے انتظام کیے وہ آپسنے نہ ہوے
تھے ایسے فرشتے دیکھیے کہ پانوں اُنکے تحت الثریٰ پر اور سر اُنکے آسمان پر ہینے
کتاب میں دیکھا کہ جمشید مردہ کے وقت میں یہ فرشتے نہ تھے فرشتے خود اقبال کرتے
ہیں کہ ہم اس زمانے میں پیدا ہوے قدرت نے بڑی مشکل سے بنائے ہیں
ہم لوگ نگہبان دنیا ہیں جمشید شاد ہو رہا ہی خود کہنے لگا کہ تو ہماری نظر کردہ ہی
ہم تجھکو بہشت کا تماشا دکھائینگے وہان کے لوگون سے حکم کر دینگے کہ شمعرو
کو نہ ہو کنایہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی اور پھول برسنے لگے جمشید ثانی نے کہا
گلفشان تاجدار آتا ہو اے شمعرو ٹھہر جاؤ جب یہ آکر بیٹھ رہے تب یہ کرامتیں بیان
کرنا شمعرو کبھی زانو پر جمشید کے ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی ہنستی ہو کہ یا خداوند آپ کہان
گئے تھے مغرب میں پہاڑ ہی اُسپر جا کر پہونچے ایک جانور کہ وہان پیاسا تھا آپنے
اُسکو پانی پلایا مصیبت سے بچایا اور پھر یہان چلے آئے کہ وہ ابر چھٹا اور ایک ساحر
پھولون کے دریا میں ڈوبا ہوا آکر پہونچا عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اور کہا
یا خداوند یہ کون ہی جمشید نے کہا منظور نظر خداوند ہو ابھی میں کوہ مغرب پر
گیا تھا شمعرو نے دیکھا اور کسی کو نہیں معلوم دیا ایک طائر وہان پیاسا تھا
میں نے اُسکو پانی پلایا پھر جو اُسکی آنکھ کھلی تو اُسنے مجھکو ایسے مقام پر پایا ہینے
اسکی آنکھ سے پردے اُٹھا دیے ہیں اُس جادوگر نے کہا کہ اے خداوند ذرا اپنے
ہوش میں آئیے بہت نگھرائیے یہ عمرو عیار ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یا خداوند میں
اب جاتی ہون مجھکو اسنے عمرو کہا وہ ساحر کہ رہا ہی کہ یا خداوند اسکو جانے نہ دیجیے
یہ بھاگ جائیگا عمرو نے ایک جست کی دور جا کر گرا گلیم اوڑھ لی جمشید نے کہا
او نادان تو نے میری معشوقہ کو کھویا گلفشان نے کہا یا خداوند وہ معشوقہ
نہ تھی جلاد طلسم تھا کیسے کیسے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے غلام رخصت ہوتا
ہو فقط یہی کہنے آیا تھا ہر چند جمشید نے کہا اور جادوگر بھی بجد ہوے مگر گلفشان

نہ ٹھہرا اسی طرح ابر مین مخفی ہو کر روانہ ہو گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ یا خداوند
مین بھی آؤن کہ آپ کو فرحت ہو اہل دربار کو حیرت ہو سب نے یہ آواز سنی لیکن
جمشید نے پکار کر کہا کہ آؤ سب نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کسنے آواز دی جمشید نے
کہا کہ ظاہر ہو جائیگا کہ یکایک ایک درخت ہوا سامنے ایک نخل کلان تھا اُس سے
شعلے گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب نے سُنا کہ اسی درخت سے چھم چھماہٹ
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو ایک پریزادہ پریا قوت احمر کے بازو و دن پر لباس
زمرد نگار تاج یاقوت احمر سر پر ہاتھ مین ایک ڈالی اُس مین عمدہ میوے رکھے
ہوئے کہ اُن میونکو دیکھکر بھی دل چاہتا ہو کہ دیکھا ہی کرین خرامان خرامان بہ صد
ناز و انداز جھمجھمنی چلی آتی ہو قریب مسند کے آکر اُتری جمشید کو سجدہ کیا کہا یا
خداوند آپ کی خدائی کا شہرہ پردۂ قاف مین ہو سب دیوزاد و پریزاد آپ ہی کو
سجدہ کرتے ہین کوہ گلگون جو مشہور ہو جس پہاڑ مین راس الشیاطین کی تصویر
ہو وہان ایک دن اشتہار ہوا کہ خداوند جمشید ثانی آوینگے اور تصویر شیطان کو توڑینگے
ہم سب دیوزاد و پریزاد آکر جمع ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر برق چمکی اور
آپ آئے کئی ہزار فرشتے آپ کے ساتھ تھے کہ جنکے ہاتھ نہین پر سر آسمان سے
ملے ہوئے کوئی سجدہ کرتا تھا کوئی جھکا ہوا کھڑا تھا کوئی آپ کا نام جپتا تھا آپ
دروۂ کوہ مین گھس گئے دیر تک قین چین کی آواز آئی سُنے والے کہتے تھے کہ
معلوم ہوتا ہو آج دریا مین سے لڑ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آپ برآمد ہوئے
دریائے خون مین نہائے ہوئے سر شیطان کا ہاتھ مین پکار کر فرشتون نے
آواز دی کہ لو صاحبو مبارک ہو شیطان مارا گیا اب پلٹ چلو یہ سُنکر سبکے سب
دیوزاد و پریزاد نے سجدہ کیا اُسدن سے آپ کی خدائی جاری ہو کوئی بھی
شیطان کا نام نہین لیتا میرا ایک باغ سیب تھا کہ اسی پر میری وجہ معاش
تھی اتنے سیب ہوتے تھے کہ کل قاف کے دیوزاد آکر خریدتے تھے ایک زمانہ
مین ایسی گرم ہوا چلی کہ باغ میرا خشک ہو گیا مین کوہ سیاہ پر گئی اور زندہ رمانی

کہا خداوندا اگر یہ باغ پھر ہرا ہوا اور پھل لاوے تو مین قدرت کے پاس لیجاؤنگی انکو اپنے ہاتھ سے یہ پھل کھلاؤنگی جمشید قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر کہا صاحبو تمنے ہمارے کمالات سُنے کہ کیا کیا ڈھنگ ہین جہان جہان یہ باطل لوگ خدائیان کرتے ہین انکو جاکر مارا اور خلقت کو معتقد کیا دیکھو پردۂ قاف کا قصہ سُنا شدا و نمرود کو بھی سُنایا انکا بھی دل دکھایا سب جھک جھک کر سجدے کرنے لگے اور کہتے تھے کہ یا خداوندا آج آپ کی بڑی کرامت ظاہر ہوئی کہ پریزاد نذر مانگ آئی پریزاد نے ڈالی مین سے سیب نکالا اور اسکی قاش کاٹی طرف جمشید کے اِشارہ کیا جمشید نے منہ کھولدیا وہ قاش سیب منھ مین جمشید کے دی وہ عورتین کہ جو جمشید کے ساتھ رہتی ہین اور گایا کرتی ہین وہ یہ حال سُنکر ہنس رہی ہین اور آپس مین کہتی ہین کہ یہ پریزاد جھوٹھی ہے قدرت کسدن گئے ہم لوگون سے جدا نہین ہوے اگر جاتے تو ہمسے کہکر جاتے ایک نے کہا بوا چپ رہو قدرت کا رنگ جمتا ہے لیکن اُس پریزاد نے جمشید کو سیب کھلا کر ہاتھ بڑھایا کہا آپ لوگ بھی تناول فرمادین مین نے نذر مانی ہے یہی مانا تھا کہ قدرت کے ساتھ والون کو بھی کھلاؤنگی تب مجھے آرام ہوگا ابکی سال وہ باغ اِسقدر پھلا اور اِسقدر سیب پکے کہ ہم امیر ہوگئے غرض اُس پریزاد نے ایک ایک قاش سب کو کھلائی جسنے وہ قاش منھ مین رکھی خوش ہوگیا جمشید بھی مبہوت بیٹھا ہے خواجہ بشکل پریزاد باتین بناتی ہین جمشید کہتا ہے اس پریزاد نے سب حالات خدائی کے دیکھے ہین جو جو بیان کر رہی ہے یہ سب سچ ہے حقیقت مین قدرت نے جتنے عجائب و غرائب ہین وہ سب آسمان پر بنا دیے ہین زمین کے عجائب اور طرح کے ہین بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے صحرا پانی لاانتہا جسکو سمندر کہتے ہین اور آسمانون پر چاند و سورج اور ستارے ایک ایک ستارہ اِتنا بڑا ہے کہ اگر زمین پر گرے تو تمام روے زمین کو ڈھانپ لے یہ بھی قدرت کی جلوہ نمائی ہے زمین کی آدمیون نے رعنائی ہے آسمان کی شان و زیبائی ہے فرشتے ایسے پیدا کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین اتنے اتنے بڑے قد ہین کہ

پالوں زمین میں سر آسمان پر ایک پر مشرق میں ایک پر مغرب میں وہان فرشتوں کی ذات سے رونق ہے تم لوگ کیا جانو کہ کیوں زمین کو اور طور سے آسمان کو اور طریقے سے آراستہ کیا اگر یہ ذکر تا تو پھر کیا کرتا سب نے کہا یا خداوند آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہیں حقیقت میں کوئی آپ کا سامنا نہیں کرسکتا جمشید ثانی اور پھول رہا ہے ان تعریفوں پر آپکو بھول رہا ہے کہ تاجداروں میں دست درازی ہونے لگی ایک نے ایک کا تاج اچھال دیا دوسرے نے اسکی گردن پکڑی بعض نے تلوار کھینچی اور کہا کہ یا خداوند بچیے ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جاویں تو کرامت کون دکھائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے طرف جمشید کے چلے جمشید یہ کہکر اُٹھا کہ تم سب کو جلا دونگا خاک میں ملا دونگا سب نے کہا اوچھیا تو دروغ گو ہے خلاف بکتا ہے جمشید جھپٹ کر چلا اسکا ارادہ ہوا کہ ان بادشاہوں کو پکڑوں مگر بیہوشی نے تاثیر کی کہ جمشید لڑکھڑا کر گرا سب شاہ بھی گرے اسیطرح سب بیہوش ہوئے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران	سرے تک سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو وندہ جہانگرد طرار ہوں	جہانگیر عالم کا عیار ہوں

نعرہ کرکے عمرو نے سب کے پہلے مشک افشان کو قفس سے نکالا اسو زن زبان سے نکالی مشک افشان نے کہا خواجہ مجھ چھوڑ خواجہ نے کہا تم جاؤ میں ابھی دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا اس محفل کو یوں ہی چھوڑ دونگا حمزہ کے سامنے گواہی دینا کہ عمرو کا بہت کچھ زر دیتر صرف ہوا اگر کچھ انعام ملیگا تو تمہارا احسان ہوگا مشک افشان نے کہا میں عرض کرونگی یہ کہکر مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے سب کے تاج لیے کسی کا لباس اُتار لیا ایک ہنگامہ ڈالدیا

سب کو قطار سے بٹھایا ہاتھوں مین اُنکے جوتیان دیدین اور ساری محفل کو
لوٹ لیا لباس تک نہین چھوڑے سازندوں کو اُلٹا لٹکا دیا مگر دل مین
یہ خیال آیا کہ خواجہ اب نکلو جمشید کو ایک جوان کی شکل بنایا اور ایک
تاجدار کو ایک رنڈی کی شکل بناکر پہلو مین جمشید کے لٹا دیا خواجہ صحیح اور
سلامت نکل گئے نستر ن کو بھی وہین چھوڑا خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے
یہان صحبت مین ایک تاجدار ہی کہ مغیث تاجدار اُسکا نام ہی شراب مین زہر
ملا ملاکر پیا کرتا ہی تب اُسکو نشہ ہوتا ہی کہ اسکی آنکھ کھل گئی اور کچھ نشہ کم ہوا تو
اِسنے دیکھا کہ سب پڑے سو رہے ہین اور قدرت کے پہلو مین ایک رنڈی
لیٹی ہی ساری محفل خراب کچھ تاجدار سر برہنہ لباس ندارد حیران و پریشان
پڑے ہین بعض بیٹھے ہوے حالت نشہ مین اُچک رہے ہین اور آپس مین
ٹھٹھولیان کر رہے ہین اور یہ شعر پڑھ رہے ہین بیت لڈو مین نہ پیڑے مین
نہ اولون مین مزا ہی + جو مرد مجرد کے ٹھٹھولون مین مزہ ہی + مغیث تاجدار
نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک تاجدار بیدار ہوا تھا اُسنے سب کا حال دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین واہ
کہا ہو کیا خواب پریشان دیکھا قدرت کو دیکھو کہ عورت کو لیے پڑے ہین
ساری خدائی بھول گئے مگر جمشید کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک عورت کو
دیکھا کروٹ بدل کر پٹنے لگا وہ تاجدار حیران و پریشان ہوکر کہنے لگا یا خداوند
ہوش مین آئیے جو آپ ہین سو مین ہون میرے ہاتھ نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ
مین بھی نشہ جوانی سے بیدار ہو جاؤن جو لوگ کہ قطار سے بیٹھے تھے ہاتھ
اُٹھا کر چپا ہاکہ منھ پر ہاتھ پھیرین جوتی تڑسے پڑی جھلا کر کہا یہ بھیا جوتی مارکر
کیسا چپکا بیٹھ رہا اُسکو جوتی ماری اُسنے آنکھ کھولکر کہا سردربار جوتیان مارتا ہی
آپس مین جوتی چلنے لگی وہ جوان جو رنڈی بنا ہوا تھا وہ سامنے سے جمشید کے
بھاگا جمشید بھی اُسکے پیچھے دوڑا تاجدار کو پکڑ کر دے مارا تاجدار نے گھبرا کر کہا

کہ مین بھی مر د ہون جمشید نے حیران ہو کر کہا ارے تو کون ہو اُسنے اپنا نام بتا یا جمشید نے چھوڑ دیا اور پکار کر آوازدی کہ یا خدا وند لات و منات آپ نے میری خدائی کو دیکھا مین نے کتنی جلد عورت سے مرد بنا یا جمشید ایسی ایسی باتین نشے مین بکر رہا ہو چہار طرف کو دوڑتا پھرتا ہو تاجدار ون مین جوتی چل رہی ہو باہر خادم خدمتگار وغیرہ بلوہ کر رہے ہین کسی ساحر کا قول ہو کہ ہمارا عصا کیا ہوا ایک کہتا ہو تو نے میری ٹوپی اُتار لی دوسرا کہتا ہو بھائی مین تو خود بیہوش تھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو کل جلسے کا یہی حال ہو کچھ لوگ باہر سے آئے کہ وقت پر صحبت مین نہ تھے بیہوشی سے محروم رہے تھے انھون نے آکر جو سب کو اِس پریشانی مین دیکھ پانی لاکر اُنکے منھ دھلائے تب وہ لوگ ہوش مین آئے جمشید نہایت شرمندہ ہو جھلا کر کہا کیون اے وسیع جادو تمنے اسی واسطے صحبت کی تھی کہ یہ حال ہوا ایک کو ایک ذلیل کرے قدرت ایسے پریشان ہون کہ رنڈی کے مقام پر تاجدار کو یاد وین شرمندہ ہو جاوین جمشید نے کہا یارو یہ تو دیکھو کہ مشک افشان کہان گئی اور شمعرو خواص کو دیکھو اور اُس پریزاد کا بھی پتہ لگاؤ کہ مجھکو معلوم ہو کہ یہ کیا معرکہ ہوا انتھا سب تاجدار اُٹھ اُٹھکر چلے ایک تاجدار کہ جیجون تاجدار اُسکا نام ہو جی مین کہتا ہی ابھی زیادہ دور چار کوس نہ گئی ہوگی اگر راہ مین ملجاے تو گرفتار کر دون مطلب حاصل کرکے یہان سے آؤنگا میرا جھوٹا قدرت پا وین شوق سے کھا وین یہ سوچتا ہوا چلا مگر مشک افشان یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر ٹھہری ہو چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہی ہو کہ لشکر اسلام مین کسطرف سے جاؤن کہ دور سے جیجون نے دیکھا سوچا کہ اسکو گرفتار کرون وہین سے سحر کرنے لگا مشک افشان نے خیال کیا کہ کیا معرکہ ہوا کہ پانون مین رعشہ آگیا ہاتھ بھی تھرا رہے ہین آنکھون سے کم معلوم ہوتا ہو یہ سوچا کہ اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی جیجون تاجدار نے آکے مشک افشان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہا کیون اے ملکہ مشک افشان اب کہو کیا کہتی ہو میرے قبضے مین ہو اب نکل نہین سکتین بہتر یہ ہا

کہ مجھکو قبول کرو جانتا ہون کہ تم ساحرۂ زبردست ہو اگر نجات پاؤگی تو فساد ضرور
برپا کروگی اسی واسطے مین نے سوزن ویدی جب سوزن زبان مین رہیگی تو سحر
نہ کرسکوگی پھر اسی مصیبت مین پھنسوگی یہ سوچکر پشتارہ باندھا کاندھے پر لگا کے
لے چلا **مشک افشان** یہی جواب دیتی ہو کہ اے **جیحون** اگر تو مجھپر ہزار بدعت کریگا مگر
مین برضامندی نہ قبول کرونگی **جیحون** کہتا ہے اے **مشک افشان** اب تمھاری تو
رہائی دشوار ہے یہ انکار آپ کا بیکار ہے **مشک افشان** نے کہا میرا تو عجب حال
ہے کہ دل تڑپ رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے یہ سنکر **جیحون** جلگیا کہا بی **مشک افشان** اپنے
ہوش مین آؤ انکار نہ کرو ابتو راہ پہ آؤ مین **قدرت** سے رخصت ہو کر آیا ہون
ایسا نہ ہو کوئی تاجدار آتا ہو اور دیکھ لے یا **قدرت** آجاوین تو باعث خرابی ہو
مین **قدرت** کو کیا جواب دونگا **اشقال** ایسے جادوگر کو مار لیا میری کیا حقیقت ہے
ایسا نہ ہو کہ مجھپر غصہ کرین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور زیر ابر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے **جمشید** اندر ابر کے منھ چھپاے ہوے کہ ریش
فش ندارد موچھون کا کہین نام نہین بھوین بالکل منڈی ہوئین وہین سے للکار
کر او **جیحون** خبردار کوئی اور ارادہ نہ کرنا ورنہ مار ڈالونگا ہمنے تجھکو ڈھونڈھنے کو
بھیجا تھا یا یہ حکم دیا تھا کہ اگر پا جانا تو بیٹھکر اپنا رنگ جمانا **جیحون** گھبرایا کہا اے
مشک افشان تو غضب ہوا **قدرت** آگئے اب کیا کہون یہی عرض کرتا ہون
کہ **مشک افشان** کو دیکھ پایا تھا چھپکر سحر کیا تب یہ گرفتار ہوئی اب ارادہ تھا کہ
خدمت مین لیکر آؤن **جمشید** نے جواب دیا کہ اے **جیحون** تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب
تاجدار رشک کرین اور ہر ایک کی زبان پہ ہو کہ **جیحون** کو مرتبۂ اعلی ملا کیون نہ ہو
قدرت نے سرفراز کیا ہے **جیحون** نے جواب دیا یا خداوند مین آپ کا تابعدار
ہون جو میرے حق مین مناسب جانیے وہ کیجیے مین اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح
بی **مشک افشان** کو لیکر آؤن **مشک افشان** کو راضی کر رہا تھا کہ **قدرت**
سے انکار نہ کرنا بڑے مرتبے پاؤگی خدائی کہلاؤگی مگر یا خداوند وہ راہ پر نہین

آتی اپنی ہی کیے جاتی ہی جمشید زمین پر آیا جیجون سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکو سمجھا لونگا جیجون کوہ سے اُتر کر چلا مگر یاد مین محبوب کے یہ کہتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم

قدِ صنم جو بڑھا نورِ آفتاب گھٹا ۔ رخِ عروسِ فلک پر ہوئی نقاب گھٹا
جو ایک گوشۂ دامن بچھوڑون مین اپنا ۔ تو صورتِ کفِ دریا ہو آب آب گھٹا
یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوئے صنم یا رب ۔ برنگ دود جو کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا
کشش جو ابروئے خمدار کی نظر آئی ۔ ہلال بنگیا دم مین یہ ماہتاب گھٹا
چمن مین بادہ کشی کا ہی قصد ساقی کا ۔ فلک پہ چھائے الٰہی کہین شتاب گھٹا
چلے شراب کہ موقع ہی بادہ خواری کا ۔ اُٹھی ہی کعبے کی جانب سیاہ تاب گھٹا
صفائے عارض انور تو کھو دیا خط نے ۔ زمانہ حسن کا اے نور کیا شباب گھٹا

مگر جمشید ثانی مشک افشان کی منتین کر رہا ہی اور مشک افشان جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کہ یا خداوند قتل کیجیے مگر وصل کا نام نہ لیجیے قضائے کار جیجون جو راہ مین جاتا تھا آنکھون سے آنسو جاری خواجہ ایک درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک تاجدار اُس جلسے کا روتا ہوا جاتا ہی خواجہ نے ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ آواز سُنکر جیجون ٹھہر خواجہ درۂ کوہ سے نکلے جیجون کو بہ نظر غور دیکھا کہا حقیقت مین یہ اُسی محفل مین کا تاجدار ہی قریب آکر کہا کیون میان تاجدار تم کیون اتنے ملول و حزین ہو جیجون نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو قدرت کی زبردستی دیکھو کہ معشوقہ کو چھین لیا مشک افشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی آنکھونکے نیچے سراپا پھر رہا ہی کہ طلسم کشا کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسی شاہزادیان اُن پر عاشق ہوتی ہین مین نے آکر پہاڑ پر گرفتار کیا راضی کر رہا تھا مگر وہ یادِ بادشاہ مین بہوت ہو رہی ہی مین جون جون کہتا تھا وہ انکار کرتی تھی کہ قدرت آگئے مجھسے چھین لیا اپنی صورت تو دیکھین وہ اُنکو کب مانیگی جان دیگی مگر قبول نکریگی عمرو نے پوچھا کہ وہ کوہ کہان ہی جیجون نے کہا وہ سامنے جو دکھائی دیتا ہی ابھی تو

اسی پہاڑ پر بیٹھے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے جیحون کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتار لیے وہی کپڑے آپ پہنے تاج اُسکا سر پر رکھا جیحون کی شکل بنکر چلے جب
سامنے کوہ کے پہونچے تو جمشید نے کہا اے جان جہان وہ شخص پھر آیا ہی دیکھیے
اب کیا کہے مگر جیحون پہاڑ پر چڑھ آیا جمشید کے قدمون پر گر پڑا کہا یا خداوند
مین آپ سے بہ منت عرض کرتا ہون کہ معشوقہ کو مجھے دیدیجیے اور آپ جائیے بعد
ایک ہفتے کے اسکو رضامند کرکے آپ کی خدمت مین لاؤنگا جمشید ثانی نے
جھڑک دیا کہا جا دور ہو پھر وہی جھگڑا لایا کیون پلٹ آیا کیا باعث ہوا آنے کا
جیحون نقلی نے کہا یا خداوند مین جاتا تھا کہ راہ مین قدرت کلان آئے مجھسے
پوچھنے لگے مین نے درد دل بیان کیا کہ مین مشک افشان پر عاشق ہون
مگر قدرت نے چھین لیا ہی فرمایا کہ جاؤ مینے اسکو سمجھا دیا ہی وہ دیدیگا جمشید نے
کہا مجھکو تو سمجھانے نہین آئے عمرو نے کہا تمھارے باپ بھی بڑے بیہودہ ہین
کہ مجھسے تو یہ کہا اور تمھین خبر تک نہ کی مزاج مین بچپن ہی یا پیرنا بالغ ہین جمشید نے
کہا ایسے ایسے فقرے انکو بہت آتے ہین بندے کو بھٹکا دیتے ہین اب جیحون تم
چلے جاؤ عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے وہ خداوند کلان آئے سُن لیجیے کہ
کیا فرماتے ہین جمشید پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا مشک افشان سے کہا کہ تم تو نکلجاؤ لشکر ہی مین جاکر ٹھہرنا مین انکو
زنبیل کی سیر کراتا ہون مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے قصد کیا کہ اب
جمشید کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھون کہ پہاڑ تھرّایا ایک جادوگر شنے سے نکالا
اور پکار کر آواز دی کہ او عمرو یہ کیا ستم کرتا ہی قدرت پر نہ ہاتھ ڈالنا ورنہ یہ
کوہ کوہ آدم خوار کہلاتا ہی قدرت کا نگہبان ہی تجھکو کھاجائیگا عمرو نے کہا آپ کا
اسم شریف اُس جادوگر نے کہا کوہان بن کوہین عرف سنگبار جادو بس بہتر
اسی مین ہی کہ بھاگ جا عمرو نے کہا پہاڑ نے منھ کھولا ہی تمھین کو نگلا چاہتا ہی
پشت پر دیکھو کون آیا سنگبار پلٹا عمرو نے جال مار کر چاہا کہ جمشید کو اُٹھالون

گر سنگبار نے سحر کیا کہ عمرو کے پانون پتھر مین غرق ہوگئے خواجہ لاکہ اُکہتے ہین لیکن نکل نہین سکتے سنگبار نے قریب آکر قصد کیا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اِس آفت سے بچالے اور اِس ظالم کی بدعت سے نجات دے

نظم

چو بنمود از حجاب جسم وجان آن جان جان صورت	شد از بے صورتی در عالم صورت عیان صورت
نمایدان یکے اندر مکان و لامکان صورت	نظر آید ہمان اندر زمین و آسمان صورت
ز ہر نقشہ بہ دنیا تازہ نقشہ بیشود پیدا	ز ہر صورت بعالم تازہ میگردد عیان صورت
گہ از مہتاب تابان جلوہ گر ہنگام شب گردد	گہ از مہر درخشان روز بنماید بجان صورت
ہر آن صورت کہ بدرو پوش اندر پردۂ وحدت	بروے کثرت آخر کار شد ظاہر بجان صورت

قضائے کار منتر برق فرنگی ایک جادوگر کو مار کر اُس جنگل مین بھاگا ہی کہ گذر اُسکا اُس مقام پر ہوا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگر اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہی اور جمشید ثانی بیہوش پڑا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ او جادوگر خبردار قتل نہ کرنا مین آکر بتائے دیتا ہون یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ملک کے ملک ویران کردیے سنگبار رُک گیا برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا اچھلا بالاے کوہ آیا دیکھا وہی ساحر خنجر لیے کھڑا ہی برق نے کہا کیون بھائی اِسے کیونکر پایا سنگبار نے بیان کیا کہ اِسنے میرے پہاڑ پر آکر قدرت کو بیہوش کیا اور ارادہ تھا کہ لے بھاگون مگر مین نے سر نکالکر منع کیا تب اِسنے مجھکو بھی دھوکا دیا مین نے سحر کرکے اِسکو گرفتار کرلیا ہی مین بھی جانتا ہون کہ یہ بلاے روزگار ہی قتل ساحران اسکا کار ہی لیکن مین اِسکو قتل کرونگا برق نے کہا بھائی مین بھی اسیواسطے آیا کہ اِس ظالم کو قتل کرون مگر یہ بہتر نہین اِسکو مکان پر لے چلو تنہائی مین اس سے حال پوچھو کہ تونے قدرت کو کیونکر پایا اور وہ عورت کہان گئی اگر صاف صاف بتائے تو فبہا ورنہ اِسے قتل کرو مگر یون قتل کرو کہ ایک دن اشتہار دو جب ہزارہا جادوگر آکر جمع ہون تب اِسکو بہ عذاب الیم قتل کرین پہلے ہاتھ کاٹین پھر پانون قلم کرین جب تڑپے تب

سرکاٹ لین ہزار ہا جادوگرون کا خون اسکی گردن پر ہو اُس جادوگر نے کہا میرا مکان دور ہی اس پہاڑ پر برائے سیر آتا ہون تمھارے مکان پر لیچلون برق نے کہا پہاڑ سے اُترو درۂ کوہ مین چلکر بیٹھو شراب پیین نشے مین اسکو وقف کرین اسی حال مین اسکو قتل کر ڈالین سنگبار نے یہ قبول کیا طرف درۂ کوہ کے چلا لیکن برق پہاڑ سے اُترکر بھاگا کا بھٹی پر سے شراب لایا ایک مٹری کی کابلی بھی لیلی لاکر سامنے رکھی سنگبار نے کہا بھائی شراب کہان سے لائے برق نے کہا سامنے بھٹی ہو مجھکو بڑی خوشی ہو اسکے ہاتھ سے میرے بھائی اور میرے باپ مارے گئے آج اُن سب کا بدلہ لونگا برق نے جام لبریز کیا کہا لو بھائی پیو کہ نشے مین اسکا کام تمام کرین اپنی سرہنگی کو یاد کرے کہ کیسے کیسے جادوگر بے بس کرکے مارے ہین کتابون مین حالات لکھے ہین دمامہ جادو کا قتل ہو جانا کیا چھوٹی بات ہی پھر شمشش کو مارا دریاے قلزم مین وہ چھپا تھا مگر یہ ظالم دریا مین پہونچا اور وہان جاکر اُسکو بچھاڑا دریا سے نکالکر مارا انہ برچہ نگار کیسا تباہ ہوا ہفت در بند فرعونیہ کیسا بسا بسایا مقام تھا کیسے کیسے جادوگر نامی ونام آور ہر در بند پر مارے ہین ایکدن میرا اُسطرف جو گذر ہوا وہ مقام ویران دیکھے کلیجہ منھ کو آگیا مگر آج اُن سب کی روحین خوش ہونگی برق سے جام لیکر سنگبار نے پیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی صاحب اس شراب مین کیا تھا کہ دل اندر سے کانپ رہا ہو اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ بدن مین آگ لگ گئی برق نے کہا شراب نوکشیدہ تھی اُسنے گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو جائے برق نے جو یہ کہا سنگبار ٹہلنے لگا چند قدم راستہ طے کیا تھا کہ پانون لڑکھڑائے منھ کے بھل گرا برق نے خنجر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار		کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون		کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے		ارسطوے ذی علم شاگرد ہی

بہ زیر قدم غرب اور شرق ہے	چھلاوہ ہون بین نام بھی برق ہے

نعرہ کرکے برق نے خنجر مارا کہ سنگبار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے رہائی پائی برق
تو بھاگا کہا استاد نکلیے خواجہ طرف کوہ کے چلے مگر سنگبار کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا
جمشید کی آنکھ کھلی اپنے قریب کسی کو نہ پایا سوچا کہ باعث کرامت تھا کہ مجھکو عمرو نے
بیہوش کیا اور قتل نہ کرسکا او جمشید اب مجھپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا میرے باپ
اور چچا یہ بھی تقدیر کرگئے ہین کہ مجھکو کوئی قتل نہ کرسکیگا یہ باتین سوچکر جمشید کا اور بھی
غرور بڑھا ابر پر سوار ہوکر طرف قصر ہفت رنگ کے چلا مگر مشک افشان جو
خواجہ سے جدا ہوئی ایک نخل پر آکر ٹھہری چند طائر کہ نخل پر بیٹھے تھے وہ سب
مشک افشان کو دیکھکر اڑے مشک افشان نے کچھ اسکا خیال نہ کیا یکایک
پہلو بیچ نخل سے ایک ساحر نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ منم شاخسار جادو او
زن حسینہ تو اسطرف کیدہ نکر آئی یہ مقام ہماری عملداری کا ہے یہان کسی کی مجال نہین
کہ جو آوے اور آئے تو ہماری اطاعت کرے مشک افشان نے چاہا اڑکے
نکلجاؤن کہ اس جادوگر نے نخل کو پکڑ کر ہلا دیا چند طائر چینگی سے اڑے اور گرد
سر مشک افشان چرخ مارنے لگے مشک افشان ڈگمگا کر گری بیہوش ہوگئی
شاخسار نے مشک افشان کو عالم غشی مین دیکھا کہ سینے پر ابھار چہرہ آفتاب
عالمتاب کل اعضا لاجواب سناٹا آگیا پسینے پسینے ہوا پہلو مین نخل کے ایک چھپر پڑا
پڑی ہوا اس مین اٹھا کر لایا زبان مین سوزن دیکر بیدار کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہتا تھا مین غلام ہون مجھپر رحم کیجیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے گستاخی سرزد ہووے
مشک افشان نے کہا کہ او مرد جنگلی کیون شامتین آئی ہین خدا بادشاہ جمشید کو
سلامت رکھے کسکی مجال ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے اگر جبر کریگا تو اسکا بدلہ پائے گا
شاخسار نے چاہا ہاتھ بڑھا کر گلے مین ڈالدون مشک افشان نے ایک
تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی پہلو سے چھپر پاکے اور ایک جادوگر پیدا
ہوا اسنے پکار کر آواز دی بھائی ہم بھی شریک ہین مگر مشک افشان نے

اپنے کو سنبھالا لاکر سحر سے مجبور رہی دونون جادوگر قدمون پر گرتے ہین کہ ہمین قبول کیجیے ورنہ ہم زندہ نہ رہین گے کیونکر جفا سہین گے ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اپنا تو یہ حال ہو کہ جینا محال ہو

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتو خال رخ پر نور شام زلف مین
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی
رات کو مین پٹیون سے سر پٹک کر رہگیا

باغ مین اس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا

یاد اس پیکر لطافت کی جو آئی ہجر مین
بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا

کہتے ہین آوازہ لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا

اس پری تمثال کے یہ حسن کی شہرت اڑی
آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا

نور عاشق ہی نہین مجھسا نہ مانے مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

دونون ساحر لاکھ لاکھ منتین کرتے ہین مگر ملکہ مشک افشان کا یہ قول ہو کہ او ظالمون چاہے قتل کرو چاہے بخشو مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے ایک آہ مین اپنی جان دونگی اگر جان لینا منظور ہو تو ہاتھ لگاکر دیکھ لو کہ مین کیا کرتی ہون تم تو ایک گنوار جادوگر ہو جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کیسی کیسی منتین کرتا تھا مگر یہی جواب دیا کہ او بیہیا وہ شاہزادیان کہ جو صاحبان عفت و عصمت ہین اگر کسی کے ساتھ منسوب ہوئین اور اسنے جام زہر پیا تو یہ شاہزادیان اپنی عمر یون ہی کاٹتی ہین اگر کسی نے کچھ کہا تو یہ جواب دیا کہ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ ہم صاحب شوہر رہین تو یہی منسوبہ ہمارا زندہ رہتا اگر دوسرا بھی مرجاے تو کیا کرین اس سے صبر بہتر ہو بیسیون شاہزادیان دیکھین کہ اسی حال مین انھون نے عمر اپنی کاٹی مگر دوسرا مرد قبول نہین کیا بڑون نے اگر بہت سمجھایا تو ہار کر اسکا یہ جواب دیا کہ یہ اقرار کرو کہ یہ شخص میرے سامنے نہ مرے گا بزرگون نے جواب دیا کہ بیٹا مرنے جینے مین کسکو اختیار ہو کہ اسی طرح ہمارے مقدمے مین کسی کو اختیار

نہین ہم جسطرح دنیا مین آئے ہین اسی طرح اُٹھ بھی جاوینگے جب بزرگون نے کہا کہ بیٹا اپنے کو نگاہ بازی سے بچانا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر کسی پر ہم نگاہ ڈالین تو آنکھین نکال لیجیے گا مین تو خدمت مین اُس شہریار کی رہی صحبت مین بیٹھی اختلاط ظاہری ہوے مین دوسرے مرد کو نہ قبول کرونگی شاخسار نے کہا اے گوشہ نشین تم ہٹ جاؤ تو مین اسپر سحر کرون بیہوشی مین وصل ہو جائیگا گوشہ نشین نے کہا اے شاخسار تمھین ہٹ جاؤ مین چند پھول بنا کر سنگھا دونگا جب بو پھولون کی دماغ مین پہونچیگی تو میری محبت کا دم بھرنے لگے گی مین نے اکثر اِس سحر کو آزمایا ہے سامری کے یہان خدمتگار ون مین نوکر تھا اُنھون نے ایک دن فرمایا کہ اگر شیطان کا نام لیکر کوئی پھولون پر دم کرے تو جسپر دم کریگا وہ اطاعت مین رہیگا مین نے کئی مرتبہ امتحان کیا حسینون رنڈیون کے پاس گیا جب جاتا تھا پھول سنگھا دیتا تھا وہ خود خواہش کرتی تھین اور کہتی تھین کہ آج یہین رہجایئے شاخسار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جبر سے کہین مطلب نکلتا ہے آخر جب ہوش مین آئیگی اور اپنے حال پر خیال کریگی تو کیسی بگڑیگی جان دینے کا ارادہ کریگی آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ تلوارین کھینچکر لڑنے لگے ایک چاہتا ہے دوسرے کو مارےلون مگر وہ بھی کمی نہین کرتا مشک افشان حیران و پریشان دونون کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز خداوند رب کارساز اِس مصیبت سے بچالے اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم بطور مخمسہ

طالب علمِ شریعت را توہستی پیشوا	سالک راہ طریقت را تو ہستی رہنما
واقف راز حقیقت را توہستی مقتدا	صاحب خلق و محبت را توہستی آشنا
	اے کنی پاک از کدورت خاطر اہل صفا
بر خلایق اے خداوند جہان بخشش کنی	بر ہمہ نیک و بد و خرد و کلان بخشش کنی
بینوایان را بہ لطف خود زبان بخشش کنی	نیمجانان را بہ فضل خویش جان بخشش کنی
	ناتوانان را توان و بے نوایان را نوا

تنگ دستان از تو دستت و جہان حاصل کنند		منصب ملک و حکومت بندگان حاصل کنند
طالبان مطلوب خود در یک زمان حاصل کنند	.	از خیانت مال و دولت مفلسان حاصل کنند

گنج گوہر بے نوایان خاکساران کیمیا

مگر ساحرا دل نے کہ جسکا شاخسار نام ہے ایک مقام پر جلدی کر کے ہاتھ مار دیا کہ
اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے وہی تیغہ خون آلود چمکتا ہوا سامنے ملکہ کے
آیا کہا اے ملکہ مشک افشان جرأت میری دیکھی میں اس صحرا کا حاکم ہوں یہاں
بیٹھکر حکومت کرو خداوند طلسم عہدہ بڑھا دینگے جو مطلب مانگو گی عنایت فرما دینگے
ہر سال حکم آتا ہے کہ صحرا کو آباد کرو مگر مجھسے آباد نہیں ہوتا تم ساحرہ زبردست معلوم
ہوتی ہو خواہ سحر سے آباد کرو خواہ لوگوں کو لا کر بساؤ کہ صحرا آباد ہو جائے اس جنگل میں
منگل مناؤ مشک افشان نے جواب دیا کہ اب طلسم فتح ہونے پر ہے کیسی آبادی
جو ملک آباد ہیں وہ برباد ہو رہے ہیں ساحر مارے مارے پھر رہے ہیں پس
بس خیر اسی میں ہے کہ بیچ تک نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا خواجہ عمرو جو بھاگے ہوئے آتے
تھے [illegible] انسان کی سنکر دیکھا کہ ایک ساحر نے مشک افشان کو گرفتار کیا ہے
اور [illegible] دشمنی پر آمادہ ہے خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جادوگر کی
شکل بنکر آواز دی ہاں بھائی ہم بھی شریک ہیں کچھ تمھارا حرج نہ ہوگا ہمارا ابھی
مطلب نکلا جاتا ہے اکثر ہمارے صحرا میں بھی عورتیں آتی ہیں ہم اسکا بدلہ کر دینگے
آج ہمارا [illegible] ہمارے تمھارے بھی رسم رہیگا شاخسار نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک جادوگر [illegible] ہلاتا ہوا آتا ہے قریب آکے مشک افشان پر
گرنے لگا شاخسار نے کہا او گنوار یہ وہ ظالم ہے کہ میں نے اپنے دوست کو مار ڈالا
مگر یہ ظالم ابھی [illegible] جاتی ہے نہیں مانتی خواجہ نے کہا ہم شراب لاویں خود بھی
پئیں [illegible] پلا [illegible] ہیں خواہ مخواہ خواہش کریگی شاخسار نے کہا بھائی
یہ صحرا [illegible] انسان تک کا ٹھکانا نہیں [illegible] راستہ نہیں چلتے
پس شراب یہاں [illegible] ممکن ہے [illegible] شراب کو ترستے ہیں عمرو نے کہا بھائی

نہ گھبراؤ میرے پاس ایک بوتل موجود ہے پہلے تم پیو جو باقی رہیگی تو مین پیونگا مین تمھین ناراض نہ کرونگا شاخسار تو شراب پینے پر مرتا ہی تھا کہا بھائی بوتل نکالو یہ سنکر عمرو نے کمر سے بوتل نکالی اور جام لبریز کرکے پیش کیا شاخسار نے جام پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا تھا کیون بھائی صاحب یہ کیسی شراب ہے کہ دل گھبرانے لگا آنکھون سے چنگاریان نکل رہی ہین عمرو نے کہا شراب نوکشیدہ تھی ذرا ٹہلو تو نشہ کم ہووے شاخسار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زنکرش آب یاری	جہان سر سنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

مشک افشان نے جو نعرہ عمرو کی آواز سنی شگفتہ ہو گئی کہتی تھی خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا مین حیران تھی کہ کیونکر آبرو بچیگی وہ کہتا تھا پھول سنگھا کر مین اپنا مائل کرونگا مگر وقت پر خدا نے تمکو بھیج دیا عمرو نے مشک افشان جادو کی زبان سے سوزن نکالی مشک افشان نے اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ شاخسار کے دو ٹکڑے ہوے مشک افشان نے کہا خواجہ اب ہم تم ساتھ چلیں عمرو نے کہا مین بیچارہ محتاج مفلوک کچھ دو چار کوڑی کا روزگار کرتا ہوا چلتا ہون لہذا تم بڑھو مین بھی آتا ہون مشک افشان چلی تھوڑی دور آکر ایک نخل کے سایے مین ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگرنی بھاری جوڑا پہنے تخت پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین شکار کھیلتی ہوئی آتی ہے پشت پر کئی ہزار سوار و پیدل بھیلے تقراول اسباب شکار سب کے ہمراہ اُس ساحرہ نے جو دور سے مشک افشان کو دیکھا بس فوراً تخت سے کود پڑی سلام کرتی ہوئی قریب آئی ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ سب اسی مقام پر ٹھہر جاؤ بارگاہ استادکرو مشک افشان نے پہچانا کہ یہ تو میری خالہ زاد بہن ملکہ سیمتن ہے گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ بہن کہا نسے آتی ہو

سیمتن نے کہا بہن بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا برائے شکار چلی آئی مگر تمھارے نام کی بڑی بدنامی مشہور ہو قدرت نے مجھکو بلاکر کہا کہ ای سیمتن بی مشک افشان تو نکل گئین جسطرح ہوسکے انکو لاؤ تو ہم سرفراز کرین کیون ہمشیرہ بڑے تعجب کی بات ہو کہ قدرت تمپر توجہ کرتے ہین اور تمنے اپنے کو یون بدنام کیا ہو کہ ہر شخص برا کہتا ہو مشک افشان نے کہا ای ہمشیرہ انصاف تو کرو تم لوگ خطا پر کرتے ہو کہ پوسنے دوسو خداوند ہین بھلا سمجھو تو کہ اگر پوسنے دوسو ہوتے تو احکام مین فرق ہوتا انتظام مین اختلاف ہوتا اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ہے نادیدہ وحدہٗ لاشریک ہو اُسکا کوئی شریک نہین ہو کل مذہبون کی تردید کرتے ہین لہذا مین نے مذہب حق اختیار کیا یہ تو ضرور ہو کہ پروردگار فرماچکا ہو کہ جو زندہ ہو وہ ضرور مریگا کل من علیہا فان لکھا ہو لہذا مرنے کی فکر ضرور ہو ایسا نہو کہ انجام کو خرابی ہو تو بہن سیمتن مین نے اپنا انجام پاک کیا لوگ مشہور کرتے ہین کہ عشق مین سعد کے مبہوت ہین یہ سراسر غلط ہو مین انجام کے خیال مین ہون سیمتن نے کہا کیون بوا تمھاری بات کا جواب نہین مگر ایک سوال ہم کرتے ہین اسکا جواب دو کہ باپ دادا ہمارے تمھارے بیوقوف تھے کہ اس مذہب کو اختیار کیا سامری وجمشید کی پرستش کی مشک افشان نے جوابدیا کہ اُس زمانے مین کوئی ہادی نہ تھا صاحبقران نے جاری ہونے مین مذہب حق کے وہ کوشش کی کہ ملک کے ملک مسلمان ہوے مذہب حق کا رواج ہوا سیمتن نے کہا بوا مین تقریرین تو نہین کرتی مگر یہ جانتی ہون کہ مذہب سامری و جمشید صحیح ہو مجھکو حکم خداوند ہو کہ مشک افشان کو میرے پاس لاؤ تو بہن تمھین لیچلونگی اور یہ وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سختی نہ کرینگے تمھاری بات کا جوابدینگے مذہب کے سوال کرینگے جو عہدہ تمھارا تھا اُس سے زیادہ عہدہ تمکو ابکی ملیگا مشک افشان نے کہا مین تو سامنے اُس جعلساز کے نہ جاؤنگی وہ جعلساز شعبدہ باز اُسکی بات کا کیا اعتبار ہو سیمتن نے کہا مین اب تمکو نہ جانے دونگی ضرور

سامنے خداوند کے لیچلونگی مشک افشان پریشان ہوکر اس کمبخت کو کیا جو ابدون
مین بیجانتی تو اسطرف نہ آتی اب اسکے ساتھ جادوگرنیان بہت ہین کیونکر اسکے دام
مکر سے نکلون اس فکر مین حیران بیٹھی ہو اور سیمتن دمبدم کہتی ہو کہ بوا میرے ساتھ
چلو اور خداوند سے صفائی کر و مشک افشان کہتی ہو کہ بوا اگر فساد کروگی تو مین
اپنی جان دونگی اور تمھارے ساتھ نہ جاؤنگی سیمتن کہتی ہو مین تمکو ضرور لیجلونگی مگر
خواجہ نے کہ عقب مین مشک افشان کے چلے تھے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا
کہ ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہو جادوگرنیان ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا خواجہ مینا
تمام ہوا اب مہاجن سود مانگنے لگے لہذا اس لشکر سے کچھ فکر کرو رنگ و روغن
عیاری کا لگاکر ایک پیر کرامت کی شکل سے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار آبدار
عاشقانہ فی بہار گانا شروع کیے نظم

جذبے نے کربلا کے بچایا فشار سے	زنار نے اڑکے مجھے کُنج مزار سے
ہو گیا عجب تصور مژگان یار سے	دریاے خون بہے رگِ سنگ مزار سے
سچ ہم وفا جو وعدہ فردا ہو یار سے	بدلون مین روز حشر شب انتظار سے
طاقت ہو روز حشر بھی کم جسم زار سے	حسرت نکل رہی ہو ہمارے مزار سے
کیا آگئی طبیب کو سیرے بخار سے	بیکل ہون یار گرمی آغوش یار سے

آواز خواجہ کی جو بلند ہوئی کنیزین چہار طرف سے دوڑین دیکھا کہ ایک بڈھا فی
بہار رہا ہو اور طائر درختون سے اترے ہین گانا سن رہے ہین آہو ان صحرا جست
کرتے ہوے آئے اور اسی مقام پر بیٹھ گئے باز کے پہلو مین گنجشک بیٹھی مگر وہ
آواز سے ایسا تسخیر ہو کہ شکار پر نگاہ نہین ڈالتا کنیزون نے آکر سیمتن سے اطلاع
کی کہ ایک گویا صاحب کمال آپ کے لشکر کے سامنے بیٹھا گارہا ہو کہ جانور ان
صحرائی تسخیر ہین سیمتن نے کہا اُسے بلالاؤ کنیزین دوڑی ہوئی آئین آکر کہا بڑے میان
صاحب تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین جہان
بیٹھ گیا وہان بیٹھ گیا کوئی مجھکو لے چلے کنیزین جوان جوان کہا بڑے میان ہم تمکو لیچلنگے

دو نے دونون ہاتھ پکڑے دو نے پانؤن پکڑ کر اُٹھا لیا گھسیٹتی ہوئی لے چلین عمرو چیخنے لگا کہ اری نوجوانون مجھ بڈھے سے تمھارا مطلب دلی نہ نکلے گا نوجوان مرد سے ملو کہ مطلب حاصل ہو وہ کنیزین قہقہے مارتی ہوئی عمرو کو سامنے سیمتن کے لائین لا کر ڈالدیا سیمتن نے پوچھا کہ ارے اسطرح کیون لائین عمرو نے کہا یہ جنیف بی گلنار دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہین یہ میرے بلانے کو گئین مین نے کہا مین جاڑے سے مجبور رہون ایک جوان آیا اُسنے انکو اشارہ کیا یہ گوشے مین گئین اور اپنے دوپٹے کی آڑ کی وہ جوان تو چلا گیا یہ ہانپتی ہوئی آئین مین نہین جانتا کہ پردے مین کیا ہوا سیمتن نے کہا کہ او شفتل ہر مقام پر تجھے خواہش ہوتی ہے آشنائون کو تو بلاتی ہے اور اپنا رنگ جماتی ہے تیرے جسم مین آگ بھری ہے چین نہین لینے دیتی وہ کنیز رونے لگی کہا واری یہ بڈھا جھوٹا ہے سیمتن نے کہا اُسکو تجھسے کیا دشمنی ہے کہ جو ایسا کچھ کہتا ہے خواجہ نے کہا حضور جانے دیجیے اب گانا سُنئے مین آپ کا غصہ دور کرون گا گانا سناؤن کہ آپ بھی یاد کیجیے دیکھیے کیسا رنگ جماتا ہون ملکہ نے کہا اچھا بڑے میان گانا سُناؤ خواجہ نے نے نکالی پہلے نے بجائی پھر یہ اشعار عاشقانہ نے مین نئے طور سے شروع کیے

نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب	دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اللہ رے حُسن یار ٹھہرتی نہین نگاہ	ہے مثل برق جلوۂ رُخسار آفتاب
اِس خاکسار کی بھی خالق سے ہے دعا	ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو	ہو جائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو حسن وام	گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اِس سے عقل ہوا اور اُس سے تو ہے چشم	یہ کار ماہتاب ہے وہ کار آفتاب
اُس مہ کو بیٹھے دیکھتا ہون رات کو شراب	شب کو نصیب ہے مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروونکی ہے ابرو ہلال کا	رخسارون کی شبیہ ہے رخسار آفتاب
تا رہے جبین خطوط شعاعی کو دیکھکر	چمکے جو نور نیزۂ خونخوار آفتاب

سیمتن نے کہا بڑے میان تمنے تو دل بیقرار کر دیا عمرو نے کہا ایک کمال مین اور
رکھتا ہون اگر آپ اُس کمال کو دیکھین گی تو اِس کمال کو بھول جاوینگی سیمتن نے
پوچھا بڑے میان صاحب وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا کہ پانوٗن سے ناچون ہاتھہ سے
بتاوٗن سر سے لا کر شراب پلاؤن تب آپ کو کیفیت ظاہر ہو کنیزین آپس مین یہ
کہہ رہی ہین کہ اِس لنگوڑے کے پانوٗن تو بیکار ہین کیونکر ناچیگا ایک نے کہا یہ
موا جھوٹھا ہی فقرہ دیتا ہی ہم لوگ لٹکا کے لائے اُسنے پانوٗن نہ اُٹھایا اب ناچنے کا
دعویٰ کرتا ہی دیکھو مکر اِسکا کھلجائیگا سیمتن نے کہا بڑے میان صاحب نام تو اپنا
بتاو عمرو نے کہا نام میرا اُستاد خر دیر وہی اور مشک افشان سے اِشارے
کر رہے ہین کہ نہ گھبرانا مین تمھاری رہائی کی تدبیر کرتا ہون مشک افشان حیران
ہی کہ یہ بڈھا مجھسے کیا اِشارے کر رہا ہی مین اِسکو پہچانتی بھی نہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان اِشارون سے کیا مطلب نکلتا ہی خواجہ نے کہا ملکۂ عالم کنجی مینخانے کی مجھے
دیجیے تو مین گھنگرو باندھون گلابیان درست کر کے لاؤن سیمتن نے کنجی دی خواجہ
مینخانے مین آئے شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے
سیمتن نے کہا دیکھو کس سلیقے سے بڈھا شراب لایا ہی کہ دل کو خواہش ہوتی ہی اور
مینخانہ خواجہ نے لٹا دیا کنیزین واہل فوج شراب اُٹھا کر لے گئے جا بجا بیٹھکر پینے لگے
سارے لشکر مین شراب پھیل گئی جسنے پی وہ اوک رہا ہی کوئی ڈکارتا ہی کوئی گاتا ہی
کوئی ہاتھہ چمکاتا ہی خواجہ عمرو نے پانوٗن مین گھنگرو باندھے اول چند اشعار
مضمون شراب کے گائے پھر جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے
سامنے سیمتن کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
سیمتن نے دونون ہاتھہ بڑھا دیے جام لیکر پی گئی دوسرا جام خواجہ نے
مصاحبون کو دیا جسکے سامنے جام لیکر جاتے ہین اشعار عاشقانہ گاتے ہین اور
سر جھکا دیتے ہین ہر شخص تعریفین کر رہا ہی کہ بڑے میان صاحب سبحان اللہ کس
حلقت سے شراب لاتے ہو تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اور

سامنے بیٹھ گئے کہا ملکۂ عالم مین تو تھک گیا سیمتن نے کہا اُستاد بیٹھ جاؤ خواجہ عمرو
بیٹھے کہ سیمتن نے سر اُٹھایا کہا بڑے میان صاحب خداوند جمشید ثانی تمھارے
اشتیاق مین آئے ہین دیکھو تخت پر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے کہا
اُنکو بھی بلائیے اُنکی بھی ٹانگ لیجے سیمتن مسند سے اُٹھی ہاتھ چمکاتی ہوئی چلی کہ
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے جو دیکھا
کہ سب بیہوش پڑے ہین مشک افشان سے کہا کیون حضور آپ نے مجھکو پہچانا
مشک افشان نے گھبرا کر کہا مین نے تمکو کہین دیکھا نہین خواجہ نے کہا ایسا
نہ بھولو تم مہر سپہر عیاری مجھکو معلوم ہوا کہ سیمتن تمپر دباؤ ڈالتی ہی میرے خیال
مین آیا کہ تمکو اِسکے دام سے نکالون مشک افشان دعائین دینے لگی اور بارگاہ
سیمتن سے نکلی پر پر دانہ پیدا کرکے چلی خواجہ نے یہان سیمتن کو مارا سب کے
کپڑے اُتار لیے برہنہ سب کو چھوڑ کر نکل گئے بعد جانے خواجہ کے یہ لوگ جو
بیدار ہوئے آپس مین خوب پھکڑ لڑے ایک نے دوسرے کو پکڑا کہ ہمارے
کپڑے کیون اُتارے دوسرا کہتا ہی میری پگڑی کیا ہوئی عجب بردا اچیتے پھرتے
ہین کہ ہمارے عجب کیا ہوئے مگر مشک افشان کئی کوس پر جا کر اُتری سامنے
دیکھا ایک پہاڑ ہی اُسپر جلسہ جمع ہی ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہوئی
گانا ہو رہا ہی مشک افشان نے قریب آکر دیکھا کہ یہ کوہ عنبر ہی عنبر غام جادو
دریا کی حاکم و ناظم بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی مشک افشان کو جو آتے ہوئے
دیکھا پکارا کہ آؤ آؤ بہن اے ملکۂ عالم آپ کے خلق سے بعید ہی کہ اس صحرا مین آپ
تشریف لائیے اور یہین نہ سرفراز کیجیے آج دو پہر سے آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا لیجیے
آ بیٹھیے آپ سے حال کہو اب مشک افشان کا دل نہ چاہتا تھا مگر عنبر غام اُٹھکر
لی اور ہاتھ تھام لیا ہا ہا مشک افشان ساتھ عنبر غام کے محفل مین آکر بیٹھی
اور عنبر غام نے گائن کو کچھ اشارہ کیا گائن نے ساز وغیرہ درست کرکے یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین ۔۔۔ گردن ہی طوق حلقۂ چشم غزال مین
الجھا رہا مین زلف سیہ کے مثال مین ۔۔۔ مضمون ہیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
ای عشق کون سے غم دلدار کی خبر ۔۔۔ دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون سے ای جنون ۔۔۔ منصد ہی بندھی نہین مرے پاے خیال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا ۔۔۔ صدہا شریک ہوتے ہین فوتی کے مال مین
تجھنے نگاہ قہر جو کی غین غیظ مین ہاہا ۔۔۔ تل نیل ہوکے رہگیا چشم غزال مین
یارب برا ہو ذکر زمان فراق کا ۔۔۔ گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
قیدون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ ۔۔۔ بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
اللہ ری صفیر کی رنگین خیالیان ۔۔۔ لو ابتو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

ملکہ مشک افشان ہر مرتبہ یہی کہہ رہی ہین کہ لو بوا رخصت ہوتے ہین عنبر فام جام پیش کرتی ہی مشک افشان انکار کرتی ہی کہ بوا مین شراب نہین پی سکتی ہون عنبر فام نے جھلا کر پوچھا کہ بوا کیا باعث ہی کہ شراب نہین پیتی ہو شاید یہ خیال ہی کہ تم مطیع اسلام ہوئین ہم لوگ ساحر ہین ہماری شراب نجس ہی مشک افشان نے کہا بوا یہ بات نہین تم وہی لوگ ہو کہ جنھین مین نے پرورش پائی آجتک تم سب کے ساتھ رہی اب آج بیگانی ہوئی مگر تم لوگون سے دل سے محبت ہی اگر تمکو برا جانتی تو تمھارے پاس آکر کیون بیٹھتی بوا ہمکو غیر نہ جانو مگر اب رخصت کرو مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون عنبر فام نے کہا مین ابھی نہ جانے دونگی بعد تھوڑی دیر کے جانا کیا کوئی تمکو قید کرتا ہی مشک افشان خاموش ہو رہی محفل مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عنبر فام جادو ملکہ مشک افشان کی خاطر کر رہی ہی کئی گلابیان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لائی اور جام لبریز کرکے مشک افشان کو دیتی مگر مشک افشان نے نہ پیے عنبر فام کو بھی ضد ہی کہ انکو شراب پلاؤن مگر ملکہ مشک افشان شراب نہین پیتی کہ سامنے سے چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا واری مبارک ہو کہ قدرت تشریف لاتے ہین سامنے جو صحراے پر بہار ہی وہان

آئے تھے وہان سے جو اُٹھے تو فرمایا کہ ملکہ عنبر فام سے ملاقات کر کے جاؤنگا اُدھر
پیدل آتے ہین ابر وغیرہ بھی ساتھ نہین مشک افشان گھبرا کر اُٹھی کہا اب مین جاتی
ہون عنبر فام نے ہاتھ تھام لیا کہا بوا مین نہ جانے دونگی اسی لیے تو تمکو ٹھہرایا تھا
قدرت سے ملاقات ہو جائے وہ تمکو سمجھا لین گے مشک افشان نے بہت چاہا
چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر نکلجاؤن مگر عنبر فام نے نہ چھوڑا مشک افشان ناچار ہو کر
بیٹھ گئی کہ دیکھا سامنے سے جمشید ثانی آیا عنبر فام نے بڑھکر استقبال کیا اور اشارے
سے کہا کہ بی مشک افشان بیٹھی ہین ہم تو آپ کے منتظر تھے اور ہین نے بہ مشکل
انکو روکا ہی جمشید نے کہا ای عنبر فام تمنے بڑا کام کیا اب مین کیا انکو جانے دونگا
ہر طور سے روکونگا یہ کہتا ہوا آکے مسند پر بیٹھا عنبر فام نے جام پلایا جام پی کر
دوسرا جام مانگا عنبر فام نے جو جام دیا اُس جام کو طرف مشک افشان کے
بڑھایا مشک افشان نے کہا مجھکو معاف فرمائیے مین نہ پیونگی جمشید نے بگڑکر
کہا کیون ملکہ عالم ہمکو ایسا برا جانتی ہو کہ جام نہین پیتی ہو مشک افشان نے
کہا ہم آپ سے جدا ہوے شریک طلسم کشا ہوے اب آپ کے ہاتھ سے شراب
کیونکر پیین حقیقت مین جو مذہب ہمنے اختیار کیا ہی اُس مذہب کے طور سے مناسب
نہین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے شراب پیین جمشید نے بگڑکر کہا ہم تو تمھین شراب
پلاوینگے اور پہلو مین بٹھاوینگے مشک افشان نے کہا آپ کا خیال خام ہی ہم تو
نہ پیین گے نہ آپ کی صحبت مین بیٹھین گے جمشید نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالکر کہا تمکو اپنے سحر پر
بڑا گھمنڈ ہی مگر کیا مجال ہی کہ میرے سامنے کچھ سحر کر سکو ای مشک افشان آج تمکو
قصر ہفت رنگ مین لے چلونگا مشک افشان نے کہا مین تو نہ جاؤنگی جمشید
نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہ زبان مشک افشان کی بند ہو گئی اور آواز دی کہ ای
لسان جادو اسکا خیال رہے کہ مشک افشان اپنے ہوش مین نہ آئے زبان
نہ کھلے جب یہ نوبت مشک افشان کی پہونچی تو سر جھکا کر خاموش بیٹھی جمشید ثانی
نے کہا ای عنبر فام مین تو جاتا ہون تم مشک افشان کو ساتھ لیکر آنا عنبر فام

نے کہا یا خداوند یہ میرے لانے سے نہ آئیگی جمشید نے کہا اب تکرار کریگی زبان
تیری سلی بند ہے جسوقت تم اشارہ کروگی تمھارے ہمراہ چلی آئیگی مین نے تیرے صاحب کردی
لسان جادو ایک ساحرہ ہے کہ اُسکو اسپر متسلط کیا کیا مجال ہے کہ کسی بات مین انکار
کرے جب تم چلوگی اور ہاتھ پکڑ کر کہوگی کہ قصر ہفت رنگ مین چلو یہ فورًا ساتھ
تمھارے ہو لیگی یہ کہکر جمشید تو چلا گیا عنبر فام نے مشک افشان کو شراب
پلائی مشک افشان حیران بیٹھی ہے مگر خواجہ عمرو جو راہ کو طے کرتے ہوئے آتے
تھے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ ایک شخص پانی بھر رہا ہے خواجہ نے
قریب آکر اُسکو کنوئین مین ڈھکیل دیا مال و اسباب اُسکا لیکر زنار زنبیل کیا چاہتے
تھے کہ کنوئین سے آتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او ساربان زادے غریب کو مارکر
کہان جاتا ہے خواجہ نے دیکھا کہ پانوٴن زمین نے تھام لیے حیران ہوگئے کہ خواجہ
اب کیا کرون کہ یکایک کوئین سے ایک جادوگرنی نکلی اُسنے نعرہ کیا کہ منم لسان
جادو او ساربان زادے مین آج کئی دن سے تیری تلاش مین تھی اکثر خداوند کے
نامے آئے جا بجا ڈھونڈھا مگر تجھے نہ پایا خواجہ آج ہی تو پھنسے ہو دیکھون تو کیونکر نکلتے ہو
عمرو نے کہا اے لسان جادو مجھکو نہ ستاؤ اپنی گویائی نہ جتاؤ مجھے نکلجانے دو ایسا
نہ ہو کہ تمپر زوال آجائے یہی میرا دستور ہے کہ جہان پکڑا گیا گرفتار کرنے والے کی
موت آئی مجھسے تکرار کرنا بہتر نہین لسان جادو نے کہا کیون مجھے ڈراتا ہے
مین ابھی چلکر تجھے قتل کرتی ہون مین بیوقوف نہین ہون کہ تجھکو قید کرون کہ تو
نکلجائے یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی ایک باغ مین آکر اُتری کنیزون
نے عرض کی واری قدرت نے مشک افشان پر آپ کو مسلط کیا ہے کہ وہ مخبر
نے آواز دی کہ اے لسان جادو ہوشیار رہنا لسان نے کہا مجھے وہ مراتبہ
حاصل ہوا کہ دشمن ساحران کو گرفتار کرکے لائی ہون جلاد کو بلاؤ اسکو قتل کیجے
عمرو نے کہا اے بالکۂ عالم میرا گانا تو سن لو لسان نے کہا او ظالم مین جانتی ہون کہ
گانا تیرا سحر ہے کون اپنے کو بلا مین پھنسائے اور تیرا گانا سنے اب مین وہ نہ بیر

رقی ہوں گرفتار ہو زقیامت یاد کرو کہ ساحروں کے قتل کرنے کا یہ انجام ہوا قبر میں
بھی تڑپو گے ارے قتال جادو جلد آ خواجہ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی جلاد
بانی بیداد سامنے خنجر برہنہ کھینچے ہوئے آیا عرض کی حضور کسے قتل کروں عنبر فام نے
اشارہ کیا کہ اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر خواجہ کی کھڑے کا
خط کھینچا عمرو کی بیقراری آہ و زاری دعا مانگ رہا ہے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و
علیم اپنا فضل شریک حال کر ان دشمنوں کے ہاتھ سے مجھ ناچیز کو بچا لے نظم

ہست پیش ہر نظر نور خدا — مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
بر جبین خوبرویان جہان — جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
ہر گدا سائل بباب دولتش — خاک بوس بارگاہ ہر پادشاہ
دام و دد وحش و طیور و انس و جان — مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان — در دعا گوئی دہان خلق وا
عاشقان اندر محبت میکنند — جان و مال و خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او میدہد — بیند او را در خلا و در ملا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار — مثل آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را بنا شد در جہان — خواہش دولت نہ فکر کیمیا
دائما خم دارہ گردن در سجود — کن عبادت کن عبادت ہندیا

لسان جادو کھڑی ہوئی حکم دے رہی ہے کہ ارے جلد سر کاٹ لے اس نگوڑے
کو مہلت نہ دے اسنے آن جادوگروں کو مارا کہ جنکے مرنے سے نام سامری و جمشید
کا مٹ گیا اب جا بجا مسلمانوں کا ذکر ہے دیر کھدے پڑے ہیں اور تصویریں
خداوندوں کی نالوں میں پڑی ہیں مقام افسوس ہے کہ ہم لوگ زندگی میں
یہ عیبتیں دیکھیں مگر آج وہ شخص ہمنے پایا ہے کہ جسکے قتل سے سامری و جمشید خوش
ہونگے فرماوینگے آج ہماری بندی قدرت نے اس شخص کو مارا کہ جسکے نام سے
ساحر بھاگتے تھے ارے جلد قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا قضا سے کار اجرو میں جن بیٹھا

مکلل خان کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا کہ اسنے آسمان سے دیکھا کہ استاد قتل ہوا
چاہتے ہین ایک جادوگرنی کھڑی حکم دے رہی ہو اجرومس نے پہاڑ سے کئی من کا
پتھر اٹھایا اور لاکر پھینک مارا السان جادو پر اٹھا ہوگئی کنیزین چیخ مارکر بھاگین
اجرومس نے آکر خواجہ کو رہا کیا حال پوچھا خواجہ نے سب کیفیت بیان کی اجرومس
نے کہا مین بھائی صاحب کو دیکھنے جاتا ہون یا در مہربان نے فرمایا ہو کہ شاہزادہ
نور الدہر کی خبر لاؤ اسی واسطے نکلا ہون عمرو نے کہا وہ لشکر صاحبقران مین ہین
وہین جاکر ملاقات کر لینا جب اجرومس چلا گیا تو خواجہ نے باغ کو لوٹا جو پایا
وہ زنبیل مین رکھ لیا باغ تمام جاگیا طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ جل جلکے
گرے ملکہ مشک افشان کہ پاس عنبر فام کے بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اٹھی عنبر فام نے
کہا کیون ملکہ کہان چلین مشک افشان نے کہا سر کوہ سے صحرا کو دیکھتی ہون
عنبر فام خاموش ہو رہی ملکہ مشک افشان ٹہلتی ہوئی ایک نخل کے سائے
مین آکر ٹھہرین وہان لسان قتل ہوئی تھی ملکہ مشک افشان لڑکھڑا کر گری اور
بیہوش ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی زبان کھلگئی سحر یاد آیا پرپرواز پیدا کرکے
چلی عنبر فام نے دیکھا کہ مشک افشان نکل گئی دوڑی ہوئی قصر ہفت رنگ
مین آئی دیکھا جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہوا التقدیر مین بگھار رہا ہو چند شاہزادیان
خدمت مین حاضر ہین خدمت اسکی کر رہی ہین جمشید کہتا ہو اب تھوڑے عرصے
مین معشوقہ آتی ہوگی مین نے جلدی کی ورنہ اپنے ساتھ ہی لاتا کہ آسمان پر ایک
برق چمکی عنبر فام نے آکے سجدہ کیا جمشید نے پوچھا خیر تو ہو عنبر فام نے کہا مشک افشان
مثل ستارے کے آسمان پر جاکر چمکی مین نے جو آواز دی تو اسنے جواب دیا کہ
بس اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم نہ آوینگے جمشید نے کہا مین نے وہ ساحر بلایا ہو
کہ ایک دن مین سب کا خاتمہ کریگا بی مشک افشان کو نکل جانے دو مین اب
وہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک دن مین سب مسلمان تباہ ہو جاوینگے غربال وام زن
کو بلایا ہو جسطرح مچھلیون کو گرفتار کر لیتے ہین اسیطرح وہ سب کو گرفتار کرکے لیجائیگا

اُسکے سحر کا مثل نہین ہی بلاے روزگار ہی اُسکو سامری وجمشید نے تعلیم کیا ہی بات بات
مین سحر تازہ تیار کرتا ہی لہذا اب مین مطمئن ہوکر بیٹھونگا وہ آکر کوشش کریگا اُسکی کوشش
خالی نہ جائیگی عنبر فام تو جمشید سے رخصت ہوئی طرف اپنے پہاڑ کے چلی یہان جمشید
مغرور بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک گرد عظیم
بلند ہوئی ہی کوئی ساحر آتا ہی جمشید نے شاہزادیون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر استقبال
کرو بہ اعزاز تمام اُسکو لاؤ یہ وہ جادوگر ہی کہ سامری وجمشید نے اِسکو سکھایا ہی
کتابین اپنی اِسکو دی ہین اور کہا ہی کہ اے غربال چند روز مین وہ وقت آئیگا کہ بڑے
بڑے لوگ اِس طلسم پر نگاہ ڈالین گے اُسوقت تو جاکر مدد کرنا چند شاہزادیان
روانہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف وضعیف آکر پہونچا
جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور کہا اے فرزند ہم تمھارے پرستار ہین بیراگ لوگ کہ گئے
تھے کہ وقت سخت آئیگا ہم اُسی کے مشتاق تھے نامہ تمھارا پہونچتے ہی آئے بتلاؤ
دشمن کہان ہی جمشید ثانی نے کہا سامنے صحرا ہی اُس مین اُترے ہوے ہین مگر اے
غربال بہت سمجھ بوجھ کے جانا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے اے غربال آج
تمھاری دعوت ہی اب کل جانا جاتے ہی سحر کرنا سب مسلمانون کو گرفتار کر لینا
ہمکو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر کوئی زوال آئے غربال نے کہا یا خداوند خداوند
کلان تقدیر کر گئے ہین مجھکو کوئی نہین مار سکتا جو ارادہ میرے قتل کا کرے وہ خود
قتل ہو بجلی آسمان سے گرے خداوند کہ گئے تھے کہ تم ہمیشہ تمھاری حفاظت کرینگے
اور ہر مقام پر تمھاری مدد کو پہونچین گے تو اے فرزند مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا
جمشید ثانی نے کہا آپ بجاے عم نامدار کے ہین آپ کی حفاظت چاہتا ہون
شاہزادیون سے اِشارہ کیا کہ تیاری کرو چچا جان کی دعوت کرونگا اور شاہزادیو
کو نامے لکھو کہ آکر حاضر ہون پھر مین رخصت کرونگا چاہتا ہون کہ چچا جان کو
اِسطرح روانہ کرون کہ دل مسلمانون کے دہل جائین انکی آمد دیکھکر رہ جائین پھر
مقابلہ کیا کرینگے شاہزادیون نے نامے لکھے ملازمون کو نامے دیے ملازم نامے

لیکر چلے مگر خواجہ عمرو ایک جنگل مین بیٹھے تھے کہ ایک نامہ دار کا ادھر سے گذر ہوا
خواجہ نے اُس سے پوچھا اُسنے ذکر آمد غربال کیا خواجہ سوچے کہ اِس جلسے مین
جانا ضرور چاہیے دیکھون تو کہ میان غربال کون ہین آخر تو اُنسے مقابلہ پڑیگا یہ سوچکر
طرف قصر ہفت رنگ کے چلے دیکھا بڑی بڑی شاہزادیان تاجدار ہر طرف سے
چلی آتی ہین ایک بارگاہ آکر جنگل مین اِستادہ ہوئی اور ایک شاہزادی اُس بارگاہ
مین آکر اُتری خواجہ عیاری کرکے پہونچے اول اُسکا نام پوچھا معلوم ہوا کہ اُسکا
مشعر جادو نام ہی اُسکو بیہوش کیا اور اُسی جادوگرنی کی شکل بنکر کنیزون کو پکار کہا
ہمکو دربار خداوندی مین لے چلو کنیزون نے عرض کی واری اب آپ آپہونچی
ہین یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی وہ دیکھیے سامنے قصر ہفت رنگ معلوم ہوتا ہی
اب تھوڑی دیر مین اندرون قصر داخلہ ہوگا دیکھیے وہ سامنے راستہ لگا ہی سب
شاہ و شہریار چلے جاتے ہین کنیزین تخت اُڑاتی ہوئی چلین تھوڑی دور راستہ
طی کیا تھا کہ خواجہ نے دیکھا صدہا بارگاہین اِستادہ ہین کیسی کیسی شاہزادیان ٹہل
رہی ہین جسنے دیکھا وہ آکر لپٹ گئی کہتی تھی بوا مشعر قدرت نے آج وہ جلسہ کیا ہی
کہ ہمنے تمکو دیکھا اور تمنے ہمکو دیکھ لیا آیندہ دیکھیے فلک کیا دکھائے ہرچند کہ قدرت
نے غربال جادو کو بلایا ہی کہ جو کبھی اپنے ملک سے نہ نکلتا تھا اُسنے یہ تکلیف قبول
کی قدرت نے اُسکی دعوت کی ہی حقیقت تو یہ ہی کہ غربال کا سحر مثل سامری جمشید
کے ہی اُسکے سحر کو کون روکیگا مشعر نقلی نے کہا بوا تمنے عورتون کی مثل سنی ہی کہ سوپ
تو سوپ چھلنی بھی بولی جسمین بہتر چھید عمرو تو وہ عیار ہی کہ جسنے دمامہ کو مارا اور
غربال کو بھی ضرور دام مین پھنسائیگا میان میثاق سحر کرینگے بی بہار اعجاز بیان
و سرو ار حسینان و یاسمن رنگین پوش سب نے کہا بی مشعر یہ سب جادوگر وہ
ہین کہ جو سامنے غربال کے پیدا ہوے غربال اِنکے سحر کو نہ مانیگا اِشارے مین
اِنکو تسخیر کر لیگا کسیقدر خوف عمرو عیار کا ہی مشعر نقلی نے کہا بوا اب اندر قصر کے چلو
جو کچھ ہوا وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ دیکھین گے مگر یہ جانتے ہین کہ یہ ملاقات اخیری ہی

شاید کوئی زمانہ ایسا ہو کہ پھر ملاقات ہو جائے تم ہمکو دیکھو ہم تمکو دیکھین خواجہ عمرو سب شاہزادیون کے ساتھ چلے جیسے ہی خواجہ نے قصر مین پانون رکھا غربال جادو نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند کوئی غیر بھی آتا ہی میرے پیر مجھکو خبر دے رہے ہین جمشید نے کہا ای عم نامدار یہان کوئی نہین آسکتا جنکے پاس نامے گئے ہین وہی شاہزادیان آتی ہین غربال نے کاندھے سے جال اُتارا جیسے ہی خواجہ شاہزادیون کے ہمراہ داخل قصر ہوئے غربال نے جال پھینکا سب شاہزادیان تو ہٹ گئین مگر خواجہ اُس جال جنجال مین پھنس گئے جیسے ہی جال جسم سے مس ہوا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا غربال نے پکار کر کہا اے فرزند تمنے دیکھا کہ یہ کون شخص ہی جمشید نے جو عمرو کو دیکھا اُچھلنے لگا کہا عم نامدار یہ وہ شخص ہی جسنے مشمش کو دریاے قلزم مین جا کر مارا اور کچھ خوف نہ کیا اب اسکو قتل کیجیے اگر اسکو مار لیا تو طاسم کشا کی قوت جاتی رہیگی اسنے اس طلسم مین بھی کارہاے نمایان کیے جو ارادہ کیا وہی کر گذرا اسکا تا کا ہوا نہین بچتا جادوگر تو گویا اسکی خوراک ہین راہ چلتے چلتے مسافر بنکر جادوگرون کو مارتا ہی غربال نے کہا مین سمجھ گیا مین اسکو ایسے مقام پر روانہ کرتا ہون کہ جہان کا قیدی کبھی رہا ہی نہین ہوتا مین نامہ لکھتا ہون کون یہ قیدی لیکر جائیگا جادوگرون نے کہا ای شہنشاہ ساحران ہمکو خوف اس امر کا ہی ایسا نہ ہو کہ راہ مین یہ بھاگ جاوے اور ہماری بھی جان لے ہم مین تو کوئی ایسا نہین ہو کہ اسکو لیکر جائے آپ اپنے ملازمون کے ہاتھ اسکو روانہ فرمایئے غربال نے کہا بہتر ہے میں بضرورت یہ نہین آیا ہون مین یہین رہون اور قیدی اسکی پہونچ جائے یہ کہکر اپنے منشی سے نامہ لکھوایا اور نامہ لکھکر گلے مین عمرو کے باندھا اور قفس منگایا عمرو کو بند کرکے ایک منتر پڑھا گرد قفس کے دھوان ہوگیا ایک شعلہ زمین سے بھڑکا اُس شعلے نے قفس کو اُٹھالیا اور قفس چلا غربال نے پکار کر آواز دی کہ ای شعلہ نت کو سیماب کے سامنے سیماب جادو کے اس قیدی کو پہونچانا کچھ خوف نہ کرنا وہ شعلہ جگمگاتا ہوا چلا قفس خواجہ شعلے پر قایم دھوان گھیرے ہوئے اسطرح قید خواجہ جاتی ہو مگر

سیماب [illegible] کہ سیماب بیٹھا تھا کہ سامنے سے شعلہ دکھائی دیا
[illegible] زمان غربال ہوا جادوگرون نے کہا حضور کسی نے کسی پر
[illegible] نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی کہ وہ شعلہ زمین پر آکر قفس
[illegible] اس شعلہ نے غائب ہوا سیماب نے دیکھا ایک شخص قفس مین بیٹھا
[illegible] سے کھول کر نامہ جو کھولکر پڑھا سیماب اچھلنے لگا کہا
[illegible] وہ جشن کرونگا کہ روح سامری شاد ہو قدرت
[illegible] قتل ہوتا ہی یار و ابتو دن کم باقی ہی ورنہ مین ابھی اسے
قتل کرتا [illegible] جادو [illegible] بڑی تاکید لکھی ہی مگر اب کل صبح کو قتل ہوگا تم بہت
[illegible] ایسا ہو [illegible] رات بھر رکھے صبح کو میدان خونی مین لاتے سب سے
[illegible] شہنشاہ ہمکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ ہم اسے رکھین اور یہ
قید سے نکلے [illegible] باعث خرابی ہوگا اور میان غربال صاحب نے بھی کسی
ساحر کے [illegible] کیا اپنے تئین سے بھیجا سیماب نے جھلا کر کہا کہ صاحب [illegible]
کیا تمھارے [illegible] میری دائی اماں حمالہ جیشش زن کو بلا کر لاؤ جسکو
[illegible] حمالہ کون ہی جسکو یہ عزیز اپنے بابا ہی [illegible]
[illegible] آر ہی حضور ملکہ حمالہ آئی ہین [illegible]
[illegible] ایک بال نہین کھوپڑی چمک رہی [illegible]
[illegible] ہین تم ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین [illegible] بندھے [illegible]
[illegible] نیلی چادر سر پر پانوؤن مین [illegible]
[illegible] سیماب نے اُٹھکر سلام کیا اُس ضعیفہ نے بلائین لین [illegible]
[illegible] سیماب نے کہا آپکے [illegible]
[illegible] یاتے ہی [illegible] کیا سب کتا مین [illegible]
[illegible] اسکی نہین رکھتا اب مین نے آپکو [illegible]
[illegible] بڑی بات ہی [illegible]

مارا شمشاد کو دریاے قلزم مین جاکر مارا عنظلی آباد ایسے ملک کو تباہ کیا کیسے کیسے
ساحر مارے کہ جنکا آجتک ذکر ہو کوئی ایسا ہو کہ جو اسکے مکر سے بچا ہو ایک خیال ہے
کہ اگر رات کو کوئی قیدی مانگیگا تو مین نہ دونگی سیماب نے کہا دائی اماں یہ آپ کیون
اقرار کرتی ہین کون کہیگا کہ قیدی دیجیے صبح کو میدان خونی مین خود لائیے گا حمالہ نے
خوب اقرار کر لیے کہ صبح کو قیدی لیکر آؤنگی بیچ مین اگر کوئی مانگیگا تو نہ دونگی یہ کہکے
قفس اٹھا لیا لیکر چلی عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ دیکھون اِس ضعیفہ سے کیا گذرے
یہ تو بلاے روزگار ہو سیماب سے کیا کیا اقرار کیے ہین ہزار طرح کے اسکو شک
ہین اسپر کیا فقرہ چلیگا مگر حمالہ قفس لیے ہوے گلی کوچون کو طے کرتی ہوئی اپنے
مکان مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان خام بنا ہو جسمین چھپر دو پلہ پڑا ہو
دروازے مین کنڈی دی ہوئی دونون پٹ باندون سے بندھے ہوے
بڑھیا نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کچا مکان دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہی
اُس مین ایک چولھا بنا ہوا چولھے مین تنکے کوڑے کے رکھے ہوے ہین کالی
ہانڈیان مٹی کی چولھے پر رکھی ہین ایک توا لوہے کا رکھا ہو کہ جس مین صدہا چھید
عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ عجب بلا کا سامنا ہی خدا اِسکے شر سے بچائے ضعیفہ نے
قفس لاکر اُسی چھپر مین ٹانگ دیا چند تنکے سینکون کے پڑے تھے اُنسے جھاڑو
دینے لگی کوڑا سمیٹ کر کنارے کیا ایک گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی وہ
پانی سے دھو کر چولھے پر چڑھا دی پتے جلا کر کھچڑی پکائی ایک کونڈے مین نکالکر
رکھی چراغ طاق مین رکھا تھا اُسکا تیل لیکر اُنڈیل دیا اور بیٹھکر کھانے لگی جب
کونڈا بھر کھچڑی کھا چکی تب صحن مین آئی ایک چبوترہ وہان بنا ہوا تھا اُسپر ایک
گدا بچھا ہوا جسکی روئی جا بجا سے نکلی ہوئی پیوند لگے ہوے اُسپر بیٹھی اُسی چھپر سے
ایک بوتل نکالکر لائی اور ایک پیالہ مٹی کا لاکر رکھا شراب اُنڈیلکر پینے لگی دو مرتبہ مین
ساری بوتل پی گئی اب نشہ جو ہوا اُسی چھپر سے ایک تنبورہ نکالا جس مین بہت سے
کاغذ کے پیوند جا بجا لگے ہوے تار موٹے موٹے چڑھے ہوے بیٹھکر تنبورہ

چھیڑنے لگی جیسین بجائین کی آواز آتی تھی اپنے مزاج کے موافق تنبورہ ملا کر بجانے لگی کچھ سامری کی تعریف کچھ جمشید کی تعریف کبھی لات ومنات کا نام لیتی ہو اسطرح ٹھمریان گا رہی ہو جب دو پہر رات گذری اور خواجہ نے دیکھا کہ یہ خوب گانے مین مصروف ہو جون جون رات گھٹتی ہو خواجہ کا خون گھٹ رہا ہو دلمین کہ رہے ہین کہ خواجہ بہت بُرے پھنسے صبح کو میدان خونی کا سامنا ہو اے کریم کارساز تو ہی بچانے والا ہو اگر رات گذر گئی تو غضب ہوا مگر ضعیفہ کو دیکھا کہ الاپ رہی ہو معلوم ہوتا ہو ارنا بھینا آ رہا ہو خواجہ نے سوچتے سوچتے ایک تان ماری بجلی چمک گئی ضعیفہ نے ہاتھ روک لیا تنبورہ بجانا موقوف کیا چہار جانب دیکھنے لگی سوچی کہین سے آواز آئی ہوگی مگر اے حمالہ کیا آواز تھی کہ جسنے دل چھین کر دیا خواجہ نے دیکھا کہ خیر اتنی تاثیر تو ہوئی کہ یہ مشتاق ہوئی اب دوسری تان ماری وہ ضعیفہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آرہی ہو پھر تنبورہ بجانے لگی خواجہ نے اسبکے مرتبہ پورا شعر گایا ضعیفہ کی نگاہ پڑ گئی اُٹھ کھڑی ہوئی سیخچہ آہنی اُٹھا کر عمرو کو کوچا دیا کہا کیون لنگوڑے یہ تانین تو نے لگائین تھین عمرو نے کہا مین تو آپ کا گانا سُن رہا ہون آجتک کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا کیا آپ خوش آواز ہین آواز مین گیا سوز وگداز ہو ضعیفہ نے اور ایک سیخچہ مارا کہا لنگوڑے مجھے باتون مین اُڑاتا ہو عمرو تڑپ گیا مگر خاموش فہر درویش بجان درویش دلمین کہا خواجہ اسکی باتین ہین نہ کچھ نہ کہو مگر حمالہ نے کہا مین تنبورہ بجاتی ہون اُنھین اشعار وان کو گا خواہ کوئی ٹھمری نکال عمرو نے کہا مین گانا نہین جانتا حمالہ نے پھر سیخچہ چبھو دیا عمرو آہ کر کے رہ گیا بڑھیا نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ نہین تو ابکی یہ سیخچہ آگ مین گرم کر کے تمہارے بینڈے پر رکھدونگی خواجہ عمرو ڈرے کہ اس حرامزادی سے ڈرنا چاہیے یہ ضرور سیخچہ گرم کر کے رکھدیگی تو اسکا کوئی کیا کریگا ناچار و مجبور ہو کر خواجہ گنگنانے لگے اور یہ اشعار گانے لگے

نظم

زلف پرخم مین کیا پھنسا ہو		رُک رُک کے صفیر بولتا ہو	

غیرون سے نظر لڑا رہا ہی
آنکھون مین جو تیری گھر کیا ہی
کیا جان کہون تمھین بُرا ہی
حاجت سرے کی تجھکو کیا ہی
جو کچھ ہی بُرا ہی یا بھلا ہی
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہی
ہم مین غیرون مین فرق کیا ہی
کعبے کی ہی جو صفیں محراب

ہجو ہی ظالم یہ کب کیا ہی
اے شوخ یہ طالع حبا ہی
کہتے ہین کہ جان بے وفا ہی
یہ بھی یارون کا تو تبیا ہی
عاشق تیرا نبرا آشنا ہی
اے بُت بندے کا بھی خدا ہی
اچھا اچھا بُرا بُرا ہی
وہ ختم رسُل کا نقش پا ہی

پڑھیا محو ہو رہی ہی خسرو اچھی بھی جان توڑ توڑ کر گا رہے ہین مگر قضائے کارسیحاب کی چھوٹی بیٹی سحر پارہ یہ سحر نہین جانتی نیرہ برس کا سن ہی شب ماہ کی چاندنی جو پھیلی تو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا مجھے نیند نہین آتی ہی چلو شہر کی سیر کرین یہ کہکر نکلی ہر طرف پھرنے لگی قضائے کار اسطرف بھی گذر ہوا علم موسیقی مین نہایت دخل رکھتی ہی گانے کی آواز کان مین آئی ساتھ والیون سے کہا ارے یہ تو کوئی یکا گانا گا رہا ہی نہایت ہی خوش آواز ہی کنیزون نے کہا آپکی دادی امان کے گھر سے آواز آتی ہی دروازے پر کھڑی ہو کر سُنا کی کنیزون نے دروازہ دھب دھبایا اور پکار کر آواز دی کہ دائی امان دروازہ کھولدیجیے حمالۂ فیش زن نے جواب دیا کہ ارے تم کون ہو کنیزون نے کہا بی سحر پارہ آپکی پوتی صاحب آئی ہین یہ سُنکر حمالہ نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مینڈھیان گندھی ہوئین ہیکلین پہنے ہوے باندون پر تختیان سُنہری اور اُسپر نام سامری و جمشید کا لکھا ہوا گنڈے لٹکے ہوے حمالہ نے جھلا کر کہا کیون بیٹی اس رات کو کہان پھر رہی ہو یہ رات اور یہ سن یہ کہکر کنیزون کو بُرا بھلا کہنے لگی کہ کیون شفتلو تمھاری کیون شامتین آئی ہین کہ تم اسوقت بچی کو لیکر نکلین ہو ابھی کوئی سایہ سکہ ہو جائے تو باپ اسپر جان دیتا ہی پھر وہ کیا

کریگا مہ پارہ نے کہا واری امان زیادہ خفا نہ ہو مجھے نیند نہین آتی تھی مین خود
اسوجہ سے نکل آئی آپ کے یہان کون گا رہا تھا حمالہ نے کہا بیٹا یہان کون شخص
گانے والا ہی میری آواز سُنی ہوگی مہ پارہ نے کہا آپ کی آواز تو کچھ ایسی نہین ہی
یہ تو کسی کامل واکمل کی آواز تھی لہذا مجھے بتا دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا مین بھلا کسے
بتاؤن میرا ہی گانا تمنے سُنا ہوگا مہ پارہ نے کہا آپ اپنا ذکر نہ کیجیے آپ کو تو مین نے
ہزار مرتبہ سُنا ہی مین کیا آپ کی آواز پہچانتی نہین ہون آپ کا گانا بے نظیر ہی
عمرو نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مین گا رہا تھا حمالہ نے جھلا کر کہا دور ہو موے تو
کیون بولتا ہی لاؤن سیخچہ تیرے لیے کہ مہ پارہ نے کہا واری امان یہ کون شخص ہی
حمالہ نے کہا بیٹا یہ عمرو عیار ہی جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے شمشہ وروماہ کو
مارا عنطلی آباد کو لوٹ لیا کس کس ملک کا نام لون دل ٹکڑے ہوتا ہی تمھارے
بڑے چچا نے گرفتار کر کے اِسکو بھیجا ہی باپ نے تمھارے میرے سپرد کیا ہی
مہ پارہ نے کہا چند ساعت کے واسطے یہ قفس مجھکو دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا تم
ابھی بچہ ہو دنیا کے نشیب وفراز سے واقف نہین ہو یہ بڑا جالیہ ہی اِسنے بڑے بڑے
جادوگرون کو فریب دیے ہین جو اِسکے دام مین پھنسا وہ مارا گیا بیٹا تم یہ
ارادہ نہ کرو یہ موا نگوڑا ابول اُٹھا کہ مین گاتا تھا اب تم سید صارو تو مین اِسکو
سزا دون مہ پارہ نے کہا واری امان یہ تو کچھ خطا کی بات نہین ہی اُسنے کہدیا
کہ مین گاتا تھا اِس مین آپ کا کیا نقصان ہی ہرچند مہ پارہ نے کہا مگر حمالہ نے
جھلا کر جواب دیا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہی مین زہر کیون کر تیرے ہاتھ مین بھلا
دیدون صبح کو یہ میدان خونی مین جائیگا مہ پارہ نازک مزاج بادشاہ کی بیٹی
ینکلے کبھی کاہے کو سنے تھے یہ سُنتے ہی رونے لگی اور بال اپنے نوچنے لگی
حمالہ نے کہا جو حال اپنا چاہے کرو مگر مین اسکو نہ دونگی مہ پارہ نے پھر منت
کہا کہ داری امان فقط اتنا عرصہ گذریگا کہ یہ غزل جو گا رہا تھا اِس سے گوا کے
لکھ لونگی پھر قفس آپ کے پاس پہونچا دونگی حمالہ نے کہا مین ہرگز نہ دون گی

کنیزون نے کان مین کہا واری آپ اس سے کیون کہتی ہین اپنے باپ سے چلکر کہیے وہ
ابھی بلا کر دس جوتیان مارینگے اور فریاد مین یہ بھی کہیے کہ انکو قیدی دیا قید کرنے
کے واسطے یا گانا سننے کے لیے اگر وہ نہ سنتین تو میرے کان مین کیونکر آواز آتی یہ
سنکر مہ پارہ کنیزون کو لیکر پلٹی روتی ہوئی محل مین آئی مان نے جو بیٹی کو بیقرار
دیکھا گھبرا کر اٹھی کہنے لگی میری بچی کو کسنے ستایا اور کسنے رولایا مہ پارہ نے سب
حال رو رو کر کہا کہ بی حمالہ بڑی خیر خواہ ہین باواجان نے قیدی جو دیا ہی اسکا گانا
سن رہی ہین ہمنے جو کہا کہ ہمین غزلون کا شوق ہی چند ساعت کو اسکو لیجا دین گے
غزل لکھ لیوینگے اور پھر قیدی کو ہمسے لینا اسپر کلمات سخت کہے اور مارنے کو اٹھین
اے مادر مہربان مین اپنی جان دیدونگی مان نے جاکر سیماب کو ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب اٹھو میری تیرہ برس کی کمائی لٹتی ہی کون نئی معشوقہ تمنے پیدا کی ہی جو اس بیٹی سے
بھی زیادہ ہی سیماب آنکھین ملتا ہوا اٹھا مہ پارہ کو دیکھا زار زار مثل ابر بہار
رو رہی ہی چیخین مار مار کے کہتی ہی نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی جبتک حمالہ کا
سر بریدہ نہ دیکھونگی سیماب نے گود مین اٹھا لیا لاکھ بہلاتا ہی مگر مہ پارہ نہین مانتی بھی
کہتی ہی مجھے قیدی کو دلوا دیجیے تو زندہ رہونگی ورنہ جان دیدونگی آپ حمالہ کو کمر گانا ک
کیجیے ہم تو آپ کے دشمن ہین کہ قیدی کو لیجا کر چھوڑ دینگے بی حمالہ خیر خواہ ہین
ہم باپ کے دشمن ہین مان نے پشت پر سے آکر دوسرا دوہتڑ سیماب کو مارا
کہا صاحب میری بچی رو رو کر جان دیے دیتی ہی دو گھڑی مین کیا نقصان ہو جائیگا
جاکر قیدی کو دلوا دو میرا ان خوبی کے وقت وہ خود بھیجدیگی سیماب کچھ
نہ بن پڑا بیٹی کو گود مین لیکر چلا یہان حمالہ دروازہ بند کرکے سو رہی ہی سیماب نے
آکر ایک لات ماری کہ دروازہ گرا جب دھماکا ہوا تو حمالہ کی آنکھ کھلی کہتی ہوئی اٹھی
کہ یہ رات کو کیا آفت ہی سیماب نے کہا دائی امان قفس قیدی کا دیدو حمالہ
نے کہا اے سیماب بڑا دھوکا کھاتا ہی اگر یہ نکل جائیگا تو پھر دستیاب نہ ہوگا اس
چھوکری کی کیا حقیقت ہی سیماب نے کہا اے مہ پارہ سنتی ہو کہ دائی امان کیا کہتی

ہین مہ پارہ نے کہا انکو یہ قفس لگا ہو سو کنیزین میرے باغ ہین ہین دروازے پر سپاہیون کا پہرا ہو قفس ہین یہ شخص بند ہو پھر کیونکر نکلجائیگا کیا یہ پیدا کر لیگا سب اسکے گرد رہین ہیں کے قفس سے اسکو نہ نکالین گے فقط غزل لکھ لین گے سیماب نے کہا دائی امان تم سنتی ہو حمالہ وہی کہنے جاتی ہو کہ ای سیماب لاڈلی بیٹی چھنال ہوتی ہو یہ مجال نہین کہ تم ڈانٹو اور پھر مانگے سیماب نے کہا جو کچھ ہو چھوکری جان دینے دیتی ہو کبھیو اسکی آنکھ لگی ہوئی ہو قفس لیکر مہ پارہ کے ہاتھ مین دیا کہا بیٹا بہت ہوشیار رہنا مہ پارہ نے کہا با واجان جب میدان خونی کی تیاری ہو جاے تو کسی کو بھیجدیجیے گا وہ اس قیدی کو لیجائیگا چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے آپ کو اختیار ہو مہ پارہ قفس لیکر چلی خواجہ صورت زیبا کو دیکھنے ہوے جاتے ہین جی مین کہتے ہین کہ کیا معشوقہ ہو فرزندان حمزہ کے ہاتھ پہونچیگا پروردگار نے ایک سبب تو نکالا سیماب تو محل مین گیا حمالہ نے دروازہ بند کر لیا مہ پارہ قفس لیے ہوے اپنے باغ مین آئی باغ مین آکر مسند آراستہ کرائی بیٹھکر کہا کہ خواجہ گاؤ عمرو نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی انصاف کرو کہ مین کس حال مین ہون جو کچھ یاد ہو وہ بھی بھولا جاتا ہون مجھے رہا کر دو اور مین تمسے اقرار کرتا ہون کہ بدون تمھارے حکم کے کہین نہ جاؤنگا مہ پارہ نے کہا خواجہ مین بھی تمسے عہد کرتی ہون کہ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو پہلے حیلہ وحوالہ کرکے تمھین بچاؤنگی آخر مین جو کچھ ہو باپ سے فساد کرونگی اور کہونگی کہ اس قیدی کو ایک ہفتہ رہنے دیجیے بعد ایک ہفتے کے انتظام ہو جائیگا یہ کہکر قفس کھولا خواجہ قفس سے نکلکر بیٹھے زنکالی ڈھول ملا کر یہ اشعار عاشقانہ زمین نئے ڈھرے گانے لگے

نظم

گلریز ہو وہ دہن ہمیشہ	غنچے سے کھلا چمن ہمیشہ
وہ کرتے رہے سخن ہمیشہ	نایاب رہا دہن ہمیشہ
ہم تم ملنے نہ پائین اک روز	نہ تھا بت و برہمن ہمیشہ
پھانسین گے یہ لنبی زلف والے	ہین تاک مین راہزن ہمیشہ

دور روزہ کا ہی گلون کا جوبن		بڑھتی ہی تری پھبن ہمیشہ

مہ پارہ بیقرار ہوگئی کہتی ہی اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اِس فن کے کامل و
اکمل ہین آپ کا کوئی مثل نہین ہی خواجہ فرماتے ہین اے ملکۂ عالم دل پر چھریان
چل رہی ہین کہ کیونکر جان بچیگی اور ملکہ تمھارے سر کی قسم مین نے کوئی خطا نہین
کی لشکر حمزہ کا ہرکارہ ہون خبر لینے گیا تھا غربال نے مجھکو گرفتار کرلیا اسیر یہ
زور و شور ہی کہ اِسے جلد قتل کرو زندہ نہ بچے لہذا اب آپ کو اختیار ہی انھین
باتون مین صبح ہوگئی خواجہ نے کہا مین پیشاب کر آؤن ایک نخل کے نیچے
جا کر گلیم اوڑھ لی کنیزون نے کہا حضور عمرو غائب ہوگیا پتہ نہین ملتا ملکہ نے
حکم دیا سارا باغ چھانا کہین پتہ نہ ملا مہ پارہ رونے لگی کہتی تھی کہ کیسا مرد ہی
مجھسے وعدہ کرکے چلدیا مجھکو دھوکا دیا جب مہ پارہ رونے لگی تو خواجہ جو
اسی مقام پر کھڑے تھے گلیم اُتار کر کہا اے شہنشاہ حسن و جمال مین تمکو چھوڑ کر کہان
جاؤنگا اگر چاہتا تو بھاگ جاتا مگر آپ کا حکم ہی تو جان دونگا آپ کے قدمون کو
نہ چھوڑونگا ملکہ نے کہا خواجہ میری جان بھی تمھارے ساتھ ہی وہان صبح کو کل
میدان خونی کی تیاری ہوئی سیماب میدان مین آیا دو جادوگر مصاحب اِسکے
گل جادو و مل جادو اُنسے کہا جاؤ بہ سہولیت میری بیٹی سے کہنا کہ اے پارۂ جگر
قفس حوالے کرو ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ ہو دونون جادوگر در باغ ملکہ پر پہنچے
خواصون نے جا کر کہا کہ دو جادوگر حاضر ہین آپ کے والد نامدار نے قیدی کو
مانگا ہی ملکہ نے عمرو سے کہا آپ قفس مین بیٹھیے تو مین اِن دونون کو بلاؤن
خواجہ کو قفس مین بٹھا کر دونون جادوگرون کو بلایا کہا دیکھو تم خود اپنی
آنکھون سے قیدی قفس مین بیٹھا ہی بادا جان سے کہنا کہ کل وقت تنگ
ہوگیا تھا رات کم باقی تھی مین ایک غزل بھی لکھنے نہ پائی آج دن بھر کی اور
رات بھر کی اور مہلت دیجیے کل ہین اِسکو میدان خونی مین لیکر آؤنگی دونون ساحرون
نے آپس مین کہا یارو پلٹ چلو سیماب کی یہ لاڈلی بیٹی ہی ایسا نہ ہو ہمپر خفگی آئے

..خود آکر طلب کرینگے دونون جادوگر بہت خوب کہکر پلٹے آکر سیماب سے کہا
کہ ملکہ نے کل کا وعدہ کیا ہی ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عمرو قفس مین بیٹھا ہی وہ باہر
نہین نکلا اب وہ دانہ مانگتا ہی ملکہ نے کچھ کھانا پینا بھی نہین دیا ہی بھوک کے مارے
اسکا عجیب حال ہی ایک خدمتگار کو سیماب نے حکم دیا کہ جا کر ملکہ سے کہہ آؤ کہ بیٹا
جب قتل کرتے ہین تو پوچھتے ہین کہ کیا خواہش ہی لہذا قیدی کو کھانا پانی ضرور
دینا تھا خدمتگار نے آکر ملکہ کو اطلاع کی ملکہ نے کہا اب باپ نے حکم دیا ہی ضرور
کھانا دونگی خدمتگار کو بھی دکھا دیا کہ دیکھو قیدی قفس مین بیٹھا ہی مجھے ارشاد
قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہی مین نے قیدی کو بڑی تکلیف پہونچائی اب دن کو گوا کے
سنونگی غزل لکھونگی کل سرکار کو اختیار ہی یہ سنکر خدمتگار چلا گیا جا کر سیماب سے
اطلاع کی کہ صاحبزادی نے آپ کی بڑا انتظام کیا ہی ہمارے سامنے قیدی قفس
مین تھا اب اسکو کھانا پانی ملیگا ناحق کو رات کو عرصہ کیا سویرے سے اگر قید ملتی
تو وہ گانا سن لیتین اور غزل کے دس بارہ شعر اسکا لکھنا کتنی بڑی بات تھی یہان
ملکہ نے بعد جانے خدمتگار کے دروازہ باغ کا بند کرا لیا خواجہ قفس سے نکلے باغ مین
پھر رہے ہین اگر چلے جائین تو کوئی روکنے والا نہین مگر خواجہ دمبدم سامنے آتے
ہین کہتے ہین ملکہ مین حاضر ہون دیکھیے اگر چلا جاتا تو کون دیکھتا ملکہ کہتی ہی کہ
خواجہ نہ گھبراؤ دو تین دن حیلہ حوالہ کرونگی آخر کہونگی کہ ایک ہفتے کی مجھے مہلت
دیجیے تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی مگر افسوس ہی کہ مین نے سحر نہین سیکھا
یہان خواجہ نے شام کو گانا سناتے سناتے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم آج چاہتا ہون
کہ ایک کمال آپ کو اپنا دکھاؤن ملکہ نے کہا سوا ے گانے کے اور کیا کمال ہی
عمرو نے کہا ساقی گری خوب کرتا ہون کہ پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن
سر سے شراب پلاؤن ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو بہت دشوار ہی خواجہ نے کہا
آپ کو آنکھون سے دکھا دون جام سر پر رہے کیا مجال کہ قطرہ گرنے پائے
ملکہ راضی ہوئین خواجہ نے کنجی میخانے کی لی کل شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر کہا

ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان اٹھانے لگین
خادم خدمتگار کنیزین سب نے شراب لی خواجہ نے چند گلابیان الماس نگار کی چھاٹین
اُس مین کو ارغوانی بھری ٹکڑے آنگے تمامی سے باندھے جب لیکر محفل مین آئے تو ملکہ
نے کہا دیکھو صاحبو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے
عمرو نے لاکر گلابیان رکھین پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کیا سر پر رکھکے سامنے ملکہ کے
آئے ملکہ کہتی ہو اے صاحبو دیکھو کیا کمال ہو کہ سر پر جام بھرا ہوا رکھا ہو کیا مجال ہو کہ ایک
قطرہ گرنے پائے کسکی مجال ہو کہ یہ کمال دکھاسکے مین اسکو اپنی مصاحبت مین رکھونگی
خواجہ نے قریب آکر سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
ملکہ انعام دے رہی ہین خواجہ کہتے ہین اے ملکۂ عالم یہ انعام رکھا رہجائیگا اور
ہم قتل ہوجائینگے سپارہ کہتی ہو خواجہ تمھین کون قتل کرسکتا ہو مین سوحیلے
کرونگی آخر مین کہدونگی کہ یہ میری مصاحبت مین رہیگا باداجان اگر قبول نہ کرینگے
تو مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اپنی جان دونگی میری جان جانا وہ نہین گوارا
کرینگے کہونگی اسکی جان بخشی کیجیے ضرور میرا کہنا مانجاوینگے مین تمکو اپنی مصاحبت
مین رکھونگی خواجہ تم نہ گھبراؤ دیکھو آج بچالیا کل دوسرا فقرہ کرونگی یقین ہو کہ میرے
باداجان میری خاطر شکنی نہ کرینگے مین عرض کرونگی اسکو کہ ان جرا کہتا ہو بچا جان نے
گرفتار کرکے بھیجا ہو باغ مین پڑا رہیگا کھانا ملجائیگا دن بھر ہنسی دلگی [illegible] بسر کرتا ہو
اسکی ذات سے رنج نہ آنے پائیگا عمرو نے سر جھکایا ملکہ نے جام [illegible] کنیزون [illegible]
انکار و کیا کہ [illegible] تم آئے بلکہ پیو کیا سب اس کی مشتاق ہو کہ تمکو بھی [illegible]
خواجہ نے کہا ٹھہر جائیے مین ان سب کو پلاؤنگا ہر ایک خواص کو بلاکر [illegible] لا
دو شراب دستہ [illegible] کنیزین کہتی ہین واری اگر یہ مصاحبت مین [illegible] گا
[illegible] ہی چہل پہل رہیگی دیکھیے آج دن بھر کیسا ہنگامہ رہا [illegible] یہ شخص [illegible]
دلگی کریگا آپ کے پاس غم نہ آئیگا خواجہ نے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلادی کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کہتی ہو لوا تھارے

سر پر کوا بیٹھا ہی کوئی کہتی ہی تیری پشت پر سانپ دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کہتی ہی ہوا مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دیکھو سامری جمشید بھی آئے ہین وہ اشارے کر رہے ہین کہ ہمکو بھی شراب پلاؤ اگر قدرت کو نہ پلائینگے تو وہ آزردہ ہوجاوینگے قدرت کی آزردگی کون گوارا کرے گا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھین پکارتی ہوئی کہ یا خداوند آپ بھی شراب پیجیے اُٹھتے ہی بیہوش ہوکر گرین اور کنیزین بھی لیتا لیتا کہکر دوڑین جو اُٹھی وہ گری دم بھر مین سب بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے مہ پارہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مہ پارہ کی شکل بنکر مسند پر دوشالہ تان کر سو رہے کنیزین بھی سو رہی ہین نشے مین شراب کے بیہوش پڑی ہین چار پہر رات اسی حال مین گذری وہ وقت آیا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آشیانون سے نکلکر شاخون پر بیٹھے مرغ سحر نے آواز دی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ایک خواص کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سو رہی ہین اور عمرو کا پتہ نہین قدمون پر ہاتھ رکھکر ملکہ کو جگایا کہا واری عمرو بھاگ گیا یہ سُنتے ہی ملکہ رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا مجھے تو اُسکی جدائی بہت شاق ہی اور باپ سے کیسی شرمندہ ہونگی صاحبو تمکو یاد ہوگا کیا کیا غزلین گاتا تھا کل رات کو یہ غزل کس لطف سے سُنے گائی تھی نظم

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے ۔ جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت روزہ دان یہ ہین آنکلے ۔ آج تو کوئی اُبلتا ہوا شیشا نکلے
باغ ہی یار ہی شغل مے و مینا ہے فلک ۔ آج تو ابر دھوان دھار برستا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا ۔ کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجاے ۔ جگنو بن بن کے مرے گھر سے اجالا نکلے
سحر وصل ہی جاتے ہین وہ گھرا ہی دل زار ۔ دم جو ایسے مین نکلجاے تو اچھا نکلے
روح جہاندوست ہون ایذا یہ جو پہونچے ایذا ۔ نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل اُنھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا ۔ آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے
ہم وہ بیباک ہین طوفان الم مین نہ ڈرکے ۔ صورت موج روان کاٹکے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہیں نوک سر مژگان کی قسم	آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے
کھلگیا خانہ برانداز وہ چال اپنا صفیر	باندھکر جیب دردلبر کا ارادا نکلے

یہ غزل جب اُسنے گائی ہی تو مین نے بڑی تعریفین کین اور موتیون کا مالا دیا عمرو میرے ساتھ سے بے اعتنائی کرگیا جان کا خوف تو بُرا ہوتا ہو ایسی مارے وہ بھاگا کہ جان نہ بچیگی ارے جاؤ باغ مین چہار جانب تلاش کرو کنیزین دوڑی دوڑی پھرتی ہین کہین پتہ نہین ملتا درختون مین دیکھا جھاڑیون مین دیکھا کوٹھون پر پھرین مگر جب کہین عمرو کا نشان نہ پایا تو سامنے آکر رونے لگین کہا واری بیشک عمرو نکلگیا چلا چلا کر پکار اُٹھی آوازین پڑگئین مہ پارہ نے کہا ہائے غضب ہوا مین تو منھ دکھلانے کے لایق نہ رہی یہ کہکر اُٹھی بال پریشان کردیے کہا صاحبو مین کنوئین مین گر کر اپنی جان دونگی مان باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرماوینگے ہمارے دشمن کو کھو دیا اور سب سے زیادہ اُنکی دائی امان صاحبہ فساد مچاوینگی کہینگی کہ چھوکری کو دم دیکر عمرو نکلگیا تو مین کیا جواب دونگی یہی بہتر ہو کہ اپنی جان دیدون یہ کہکر طرف کنوئین کے دوڑی خواصین لپٹ گئین اپنے کو زمین پر گرا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے منھ پر تمانچے مار رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو مجھکو چھوڑ دو کہ مین اپنے کو کنوئین مین گرا دون خبردار یہ خبر باہر نہ جائے کہ عمرو غائب ہوگیا وہان سیماب نے میدان خونی کی تیاری کی اُنھین دونون جادوگرون کو بھیجا کہ جاکر بیٹی سے کہنا کہ آج تو قیدی کو لیکر میدان خونی مین آؤ کہ مین سر اُسکا اُتار کرون کہ غربال کو خوشی ہو جادوگر جو دروازے پر آئے سنا کہ باغ مین ایک ہلڑ ہو کنیزین پیٹ رہی ہین کہ صاحبو غضب ہوتا ہو ملکہ اپنے کو کنوئین مین گراے دیتی ہین ہم لوگ روک رہے ہین جادوگرون سے کنیزون نے کہا ارے جاکر اُنکے باپ کو اطلاع کرو کہ جلد آئیے آپ کی صاحبزادی جان دیتی ہین ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کچھ گذر جائے اپنے کو گرا دیا ہو زمین مین پچھاڑین کھا رہی ہین ہم لوگ لاکھ روکتے ہین وہ نہین رکتین اگر باپ اُنکے آوین تو شاید اُنکے روکے سے رکین محل مین بھی

خبر کر دینا مان انکی تاکید کر کے اپنے شوہر کو روانہ کرینگی جو کچھ ہو انکے سامنے ہو ورنہ
ہم لوگ گنہگار ہونگے جادوگر یہ خبر سنکر بھاگے پہلے دروازے پر محل کے آئے محلدار
سے کہا صاحبزادی کی مان سے اطلاع کر دو کہ عمرو تو بھاگ گیا بلکہ اپنی جان دیے
دیتی ہین محلدار نے جو جا کر کہا مان بلک بلک کر رونے لگی کہتی تھی صاحبو غضب
ہوا وہ بڑی صاحب غیرت ہو مر رہجان دیدیگی ہاے میری تیرہ برس کی شفقت جاتی
ہو یہ کہکر دروازے کیطرف چلی محلدار نے کہا آپ کہان جاتی ہین کہا صاحب مین باہر
نکل جاؤنگی پردہ کیسا میری دولت لٹتی ہو مین جا کر اسکے باپ سے اطلاع کرون
کنیزون نے کہا واری ہم جاتے ہین اور جا کر اطلاع کرتے ہین محل مین ہلڑ ہو گیا
کہ عمرو دغا دے گیا صاحبو جان کا خوف بری چیز ہو اسی مارے بھاگا کہ مین قتل
ہو جاؤنگا انکے باپ کو اطلاع ہو کہ وہ جا کر سنبھالین نگوڑا قیدی بھاگ گیا تو
بلا سے وہ قیدی کے واسطے جان دینگی یہان وہ دونون جادوگر پاس سیماب کے
آئے اطلاع کی کہ حضور عمرو بھاگ گیا بی مہ پارہ مارے شرم کے اپنی جان دیے دیتی ہین
کہ مین مان باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی سیماب کو سناٹا آگیا کہ ایک طرف سے رونیکی
آواز آئی سیماب نے دیکھا کہ چند خواصین میری جورو کی پیٹتی ہوئی آتی ہین سامنے
سیماب کے آکر کہا کہ حضور نے کچھ سنا عمرو تو بھاگ گیا آپ کی صاحبزادی اپنی
جان دیے دیتی ہین اور محل مین مہ پارہ کی مان بھی بگڑی ہوئی سر پٹک رہی ہین اور
پچھاڑین کھا رہی ہین کہتی ہین کہ جلد جاؤ میری بچی کو آکر مجھسے ملاؤ ورنہ مین اپنے کو
کوٹھے پر سے گرا دونگی سیماب گھبرا گیا طرف باغ کے چلا مصاحب سب پشت پر
جادو وغیرہ رخصت ہوے کہتے تھے اب کسے قتل کرین قیدی تو بھاگ گیا
سیماب جادو گھبرایا ہوا در باغ پر پہونچا دیکھا باغ سے ایک ہلڑ کی آواز
آرہی ہو خواصین چلا رہی ہین کہ لو صاحبو غضب ہوا مہ پارہ گرتی پڑتی تڑپتی
کنوئین کے پہونچی ہین کنوئین مین گرا چاہتی ہین سیماب اندر آیا دیکھا مہ پارہ
بحالت زار کنوئین مین پانون لٹکاے بیٹھی ہو اور کنیزین لپٹی ہوئی ہین مہ پارہ کہتی ہو

مجھے چھوڑدو ایسا نہ ہو باواجان آجادین تو مین اُنھین کیا مُنھ دکھاؤنگی کہ سیماب نے آکر کہا ای نور نظر تم کیون جان دیتی ہو عمرو کہان بھاگ کر جائیگا عملداری کوہ سیماب کی دور تک ہی مین ابھی جادوگردن کو روانہ کرتا ہون کہین چھپا بیٹھا ہوگا جادوگر پکڑ لاوینگے وہ مکار یہان سے نکلکر کہان جاویگا میری بیٹی کو دھوکا دے کر چلد یا ہی مہ پارہ نقلی نے جو باپ کو دیکھا چاہا کنوئین مین گر پڑے کنیزین دوڑکر لپٹ گئین باپ نے اُٹھکر گود مین اُٹھا لیا مہ پارہ منھ اپنا اُدھیڑنے لگی کہتی تھی کیون حرامزادیو تمنے اسی لیے مجھکو روکا تھا مین باپ کو صورت نہ دکھاتی کنوئین مین گرتی میرا جنازہ دیکھتے تو فرماتے کہ تیرہ برس کی مشقت ضایع ہوئی شاید مان کو بھی افسوس ہوتا میرا ابھی جنازہ آج ہی اُٹھتا یہ تو لوگ کہتے کہ غیرت دار تھی بڑا حجاب ہوا کہ اپنی جان دیدی یہ کہکر چلا چلا کر رونے لگی سیماب نے نہ چھوڑا حکم کیا ارے محافہ لاؤ مین اِسکو محل مین پہونچاؤن ای بیٹا ایسی بات نہ کرو قیدی تھا بلا سے بھاگ گیا تمھاری کیا خطا تم ناحق اپنے کو پراگندہ کرتی ہو مہ پارہ کہتی ہی باواجان وہ حمالہ حرامزادی طعن و تشنیع کریگی کہیگی کہ چھوکری کو عمرو نے دھوکا دیا کس طرح نکلگیا مجھسے یہ طعن و تشنیع ہرگز نہ سنے جاوینگے سیماب کہتا ہی ای پارۂ جگر حمالہ کو کیا دخل ہی کہ تمپر طعن و تشنیع کرے ایسکی ذات کا سارا افساد ہی اگر وہ گانا نہ سُنتی تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی محافہ آیا بیٹی کو محافے مین لیکر سوار ہوا ڈیوڑھی پر آکر محافہ پہونچا مان بیٹھی ہوئی نکل آئی کہتی تھی ہی ہی میری بچی کو ایسی غیرت آئی کہ جان دینے کو آمادہ ہی خواصون نے کہا واری اگر ہم لوگ نہ لپٹ جاتے تو کنوئین مین گر پڑتین کیسی آفت برپا ہوتی ہم لوگ کیا مُنھ دکھلاتے مان نے دوڑکر بیٹی کو گود مین لیا کہا بیٹا اب شرم نکرو تمھارے چچا اُس عیار کو پھر گرفتار کرکے روانہ کرینگے سیماب نے کہا صاحب غربال کیسا مین ابھی گرفتار کراکے منگواتا ہون میری صاحبزادی ناحق شرمندہ ہین مان گودی مین لیکر بیٹی کو محل مین آئی مگر مہ پارہ کا رونا کم نہین ہوتا یہی کہے جاتی ہی کہ مین نے تم سب کو مُنھ دکھایا حرامزادی خواصون نے مجھکو کنوئین مین نہ گرنے دیا میرا خاتمہ ہوتا تو مان باپ کو معلوم ہوتا غیرت دار تھی

کر اپنی جان فدی مجھکو زندہ کیون رکھا باپ مان دونون لپٹے ہوے ہین دائین
دائیان انائین سب کہہ رہی ہین کہ بی بی تمھارے باپ کو سامری وجمشید سلامت
رکھین انکی عملداری بہت وسیع ہے اب وہ ساحرون کو بھیجکر گرفتار کرا منگائینگے
تم عمرو سے پوچھنا کہ کیون بھاگ گیا تمھاری ماما پارہ نے کہا مین تو قفس سے اُس کو
نہ نکالتی تھی اور ہر وقت جاگا کرتی تھی اتفاقاً مین سوگئی اور یہ سب خواصین بھی بیہوش
سوگئین آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ بھاگ گیا ہین زندہ نہ رہونگی تڑپ تڑپ کے اپنی
جان دونگی اناجی یہ خیال تو کرو کہ دو پہر رات گئے ہین اُدھر سے گذری تو بی جمالہ
گا نا سن رہی تھین مجھ کمبخت کو بھی شوق ہوا کہ اسکا گانا سنون اُس شوق نے یہ
نوبت پہونچائی کہ مین ماں باپ سے شرمندہ ہوئی مین نہین چاہتی تھی کہ یہ لوگ میری
صورت دیکھین بلکہ میرا جنازہ انکے سامنے آئے ماں کہتی ہے بی بی دم بدم جنا نے کا
نام نہ لو میرا کلیجہ پھٹتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکلجائے مہ پارہ کہتی ہے اے مادر مہربان
مجھ بد نصیب کو مرجانے دیجئے اگر اسکو جمالہ سے نہ لاتی تو کیون یہ آفت برپا ہوتی ماں کہتی
ہو کہ بیٹا بس اب صبر کرو عمرو گرفتار ہوجائیگا کہاں بھاگ کر جائیگا ہزارہا ساحر اُسکی
تلاش مین نکلے گا جہاں کہین ہوگا وہاں سے گرفتار ہوجائیگا مین سمجھونگی سارا
دن اسی ہنگامے مین گذرا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز
بہ صد سوز داخل نجد مغرب ہوا مگر رونا مہپارہ کا نہین کم ہوا سیماب نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ صاحب اسکو لیکر لیٹو شاید سوجائے ماں نے گلے سے لگالیا اور
پلنگ پر لیکر لیٹی سیماب نے بھی اپنا پلنگ قریب بچھوا لیا کہتا تھا صاحب ایسا نہو
کہ ہم لوگ غافل ہوجاوین اور یہ اُٹھکر اپنی جان دیدے محل مین جو اندالہ کہ کنوان
ہو اُسکو تو بند کردو کنیزون سے کہا ہوشیار رہنا مگر ماں نے گلے لگا کر جو تھپکیا
تو مہ پارہ سوگئی ماں نے اشارہ کیا کہ لو صاحب سامری وجمشید نے عنایت کی
کہ مہ پارہ سوگئی اب محل مین کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر جاکے
لیٹو صاحب تم بھی پلنگ پر لیٹو دن بھر ہلاک ہوے ہو ابتو چین ملے سیماب

اپنے پلنگ پر لیٹا ماں مہ پارہ کی مہ پارہ کو سلا رہی ہو جب دیکھا کہ بیٹی میری خراٹے
لینے لگی تب اسنے بھی تکیے پر سر رکھا سیماب جادو کہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی
سو گیا خواصین بھی اپنے اپنے مقام پر جا کر لیٹین جو لیٹی وہ سو گئی دو پہر رات گئے محل
مین سناٹا ہوا خواجہ نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک طرف سیماب لیٹا ہو لیکن خراٹے
لے رہا ہو خواجہ بہ سہولیت اٹھے سیماب کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا آپ سیماب کی
شکل بنکر پلنگ پر لیٹے رات بھر اسی سناٹے مین گذری صبح کو سیماب کی آنکھ کھلی
زوجہ کو جگایا کہا ارے بتلا تو میری بیٹی کہاں گئی ماں جو اٹھی بیٹی کو نہ پایا پیٹنے لگی
سیماب نے کہا او قبیل ہائی میری بیٹی کو تو نے کھویا مین تجھکو قتل کرونگا ماں نے ماکہ
مہ پارہ کی سر جھکا لیا شوہر سے کہا صاحب لو مجھے قتل کرو جانتی تھی کہ شوہر میرا
مجھے بہت چاہتا ہو جب مین خود کہونگی تو قتل نہ کریگا مگر سیماب نے بال پکڑ کے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ زوجہ کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے چلا کہا
صاحبو مہ پارہ کا نکلجانا ایسا نہ ہوگا کہ مین خاموش رہوں قیامت برپا کرونگا
اور لوگوں نے دیکھا کہ سیماب کو ایسا غصہ ہو کہ زوجہ کو اپنی مار ڈالا اب کنیزوں
کو اپنی قتل کر رہا ہو خواصین بھاگ بھاگ کر جا بجا چھپ رہی ہین سیماب نقلی تلوار
کھینچے ہوئے دروازے پر آیا چوبدار کھڑا تھا اسنے سلام کیا سیماب نے ایک ہاتھ
تلوار کا مار کر اوچھا ہم تو بیٹی کے غم مین ہین اور تو ہمین سلام کرتا ہو چوبدار کے
دو ٹکڑے ہوئے جو سپاہی کہ پہرے پر تھا وہ کانپتا ہوا اٹھا سیماب کو سلام کیا
سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا کہا او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم مین ہین اور تو ہمکو
سلام بھی نہین کرتا جو سامنے آیا اسے قتل کیا دربار مین وزرا امرا جمع ہین اور
کہ رہے ہین کہ سیماب کا قلب الٹ گیا اپنی زوجہ کو مار ڈالا دربار مین لاؤ اسے
سمجھاؤ کہ حضور تامل کرین ہم عمرو مہ پارہ کو ڈھونڈھنے جاتے مین تمام سرحد کو
چھانتے ہین سیماب کہتا ہو ہاے نہین معلوم میری دختر کہاں بیٹھی ہوگی کہین جنگل
مین پھرتی ہوگی یہی کہتا ہوا دربار مین آیا کہ آج کل سلطنت کو مٹا دونگا تخت پر بیٹھا

کہا کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ یہ فساد کسکی ذات سے برپا ہوا اگر حمالہ اُسکا گانا
نہ سنتی تو وہ نادان کیون مشتاق ہوتی چند ساحر جا دین اور حمالہ کو کھینچتے ہوے لائین
وہان حمالہ سو کر اُٹھی ہی شمہ وغیرہ وصورہی ہو کہ خبر سنی عمرو بھاگ گیا صرصر بارہ بھی
کہین نکل گئی سیماب نے اپنی زوجہ کو مار ڈالا اب دربار مین آیا ہو حمالہ نے کہا
ہم تو جانتے تھے کہ عمرو کی قید آئی ہو کچھ آفت ضرور برپا ہوگی آخر نکل گیا ناحق چھوکری کی
کیا حقیقت تھی اُسکو دم دیکر بھاگا ٹیڑھے بڑے ساحر تو اُسکے دام فریب مین پھنستے
ہین وہ چھوکری نادان کیا فریب کو سمجھتی کہ چند ساحر آکر مہد نچے کہا بی حمالہ چلو تمکو
سیماب بُلاتے ہین حمالہ لٹھیا تھام کر اُٹھی بڑبڑاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کچھ سیماب
دیوانہ ہوا ہو دشمن نے زوجہ کو کیون مار ڈالا کیا مجھکو بھی قتل کریگا مین اِسکے
سامنے سر جھکا دونگی کہے اِس دائی کو بھی قتل کرو ورنہ مجھے حکم دے کہ مین عمرو و صرصر
کو ڈھونڈھ کر لاؤن یہ خوب سمجھ لے کہ وہ تیری سرحد سے نہین نکل سکتا جنگل مین وہ
بھٹکتا پھرتا ہوگا اور یہ صاحبزادی جو نکل گئی ہین کسی کے گھر مین جا بیٹھی ہونگی مین
ڈھونڈھ کر لے آؤنگی جادوگر کہتے ہین بی حمالہ چلیے تو سہی سیماب بڑے غصے مین
بیٹھا ہوا ہو مصاحبون پر بہ قہر جھلا رہا ہو کہ حمالہ بلبلی جھکتی دربار مین آئی سیماب کو
دیکھا تخت پر بیٹھا ہو اور تیغہ برہنہ آگے رکھا ہو جیسے ہی حمالہ کو دیکھا بگیا رکے کہا
کیون دائی امان تمنے یہ آفت برپا کی تمکو قید کرنے کو دیا تھا کہ گانا سُننے کو نہ تم اُسکا
گانا سنتین نہ چھوکری اُسکی مشتاق ہوتی تمھاری ہی ذات سے آفت برپا ہوئی اگر تم
نہ گانا سُنتین تو یہ آفت کاہے کو ہوتی حمالہ نے کہا بیٹا مین نے بتیس دھار دودھ
تجھکو پلایا ہو جب تو نے پرورش پائی اگر مین خطاوار ہون تو میرا سر کاٹ لے
یہ کہکر سر جھکا دیا سیماب نے تلوار اُٹھائی اور کہا دائی امان تمھین کیا مین زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ مارا کہ حمالہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے حمالہ کو مار کر طرف
مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو تم بھی چاہتے تھے کہ اپنی دائی امان
کو مار ڈالون تمنے مجھکو نہ سمجھایا یہ کہکر داہنی طرف اشارہ کیا کہ بائین برجو مصاحب

بیٹھا ہو اسکا سرکاٹ لے داہنی طرفسے اُٹھکر ایک ساحر نے دوسرے ساحر کا سرکاٹ لیا
سیماب نے کہا دیکھو صاحبو یہ ساحر ایسا اسکا دشمن تھا کہ کہتے ہی اسکا سرکاٹ لیا ہان
صاحبو اسکا بھی سرکاٹ لو فوراً فوراً کرکے اِسیطرح سب مصاحب قتل کیے چند
ساحر جو باقی رہے اُنسے کہا کہ ایک چولھا بناؤ اُس مین آگ روشن کرو اور ایک
کڑھاؤ اُسمین بہت سا تیل ڈالکر چولھے پر چڑھا دو مین بھی اپنی جان دونگا کیونکہ
بعد زوجہ کے اور ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہو سب ساحرون نے جلدی جلدی
چولھا بنایا آگ سلگا کر کڑھاؤ اُسپر رکھا تیل اُس مین بھر دیا اِسقدر آنچ ہوئی کہ
تیل اُچھلنے لگا سب سے کہا باہر جاؤ اب مین اپنی جان دیتا ہون سب ساحر باہر
گئے آپس مین کہ رہے ہین یہ ظالم بھی اپنی جان دے تو جھگڑا پاک ہو بیچارے صدہا
کو مار ا دربار مین سب لاشے پڑے ہین مگر سیماب نقلی نے دروازہ بند کر لیا اور
سیماب اصلی کو زنبیل سے نکالا زبان مین سوزن دیدیا ہو سیماب کی جو آنکھ کھلی
اِسنے دیکھا کہ ساری بارگاہ مزبلہ قصابان بنی ہو اور میری شکل کا دوسرا جوان تیغہ کھینچے
کھڑا ہو گھبرا گیا کہ میرے مصاحبون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای سیماب آگاہ ہو منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری سب کا خاتمہ کرچکا اب تمھین اِس تیل مین
ڈالونگا دیکھا تمنے میری قید کے آنیکا مزہ اُٹھایا سیماب تڑپا جی مین کہتا ہو کسکو
پکارون عمرو نے تو سب کا خاتمہ کر دیا یہ کیا شعبدہ تھا کہ بیٹی غائب ہوئی اور یہ
ظالم حاکم بنکر بیٹھا حمالہ کا بھی لاشہ پڑا ہو دائی امان وہ ساحرہ تھین کہ اگر لڑائی
پڑتی تو لاکھ ساحرون سے نڑ سکتین مگر اِس ظالم نے کیا کیا کہ اُنکا بھی سرکاٹ لیا
مگر عمرو نے سیماب کو اُٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدیا ایک دنا تا ہوا عمارتین جو اُسکے
سحر کی تھین وہ گر ین باہر جو جادوگر کھڑے تھے اُنھون نے آپس مین کہا کہ او
صاحبو خاتمہ ہوا سیماب نے بھی اپنی جان دی اب دروازہ کھولکر اندر چلو
اندر جو آئے دیکھا سیماب تخت پر بیٹھا ہو تلوار کو ہلا رہا ہو ہر ایک کا قول ہے
کہ یہ ظالم تو زندہ بیٹھا ہو مگر کچھ کہ نہین سکتے جانتے ہین کہ ساحر زبردست ہو اگر اِس سے

بولین گے تو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا عمرو نے پکار کر
آواز دی کہ یارو تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے بھی پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے
مالک ہین ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین ہمین بھلا کسی بات مین
عذر ہی عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار صاحبو تمنے دیکھا مین نے سب مفسدونکو مار ڈالا اگر
چاہتا تو تم سب کو بھی قتل کر ڈالتا مگر تمکو غریب جانکر چھوڑ دیا اب کہو تمھاری بھی فکر
کرون سب نے کہا ہم تو تابعدار ہین تب عمرو نے مہ پارہ کو زنبیل سے نکالا
مہ پارہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا تمام دربار مزبلہ قصابان بنا ہوا ہی اور رحمالہ کا لاشہ
پڑا ہی عمرو بصورت اصلی تخت پر بیٹھا ہی مہ پارہ کو عمرو نے تخت پر بٹھایا اور تمام رعایا
کو جمع کیا کہا صاحبو یہ تمھاری بادشاہ ہی مین جاکر غربال کی فکر کرون جاتے ہی اُنکی
گردن لونگا کہ بڑے ساحر زبردست ہوا اب کہو کہ کیا ہوا کہ وہ سیماب تباہ ہو گیا
سیماب و رحمالہ سب مارے گئے رعایا نے سلطنت مہ پارہ قبول کی عمرو مہ پارہ
کو بادشاہ کرکے سیماب کی شکل بنا ایک سر کو بصورت سر عمرو بنایا اور نیزے پر
اُسے رکھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ عمرو کو قتل کیا اور اب مین
اپنے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہون راہ مین جو شخص سُنتا ہی وہ حیران ہوتا ہو
اور ساحر خوشیان کرتے ہین کہ قاتل ساحران مارا گیا اب فراغت ہو گئی اب
کون ساحرونکو قتل کریگا وہ شخص مارا گیا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا راہ مین
جو قریہ و قصبہ ملتا ہی وہ لوگ دعوتین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ای سیماب تمنے
کیا کار نمایان کیا ہی کہ عمرو ایسے شخص کو مارا نام سامری و جمشید دنیا مین رہگیا ورنہ
چندے مین کوئی نام نہ لیتا کہ سامری و جمشید کون تھے اب ہمارا مذہب رہگیا
خوب اچھا جا بجا دعوتین کھاتے ہوے لوگون سے انعام و اکرام لیتے ہوے قریب
لشکر غربال کے پہونچے مگر صاحبقران کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ
سر عمرو کا نوک نیزہ پر رکھا ہی یہ دیکھکر بیقرار ہو گئے فرمایا یارو غضب ہوا اسپ عیار

بھی رونے لگے مگر سمک و چالاک و برق یہ کہکر نکلے کہ یا اپنی جان دینگے یا اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینگے کوئی جادوگر بنکر چلا کوئی خدمتگار بنا داخل لشکر سیماب ہوے جب غربال کو خبر پہونچی کہ بھائی صاحب سر عمرو لیکر آئے ہین بارگاہ سے نکل آیا دیکھا نوک نیزہ پر عمرو کا سر ہو جب سیماب سامنے آیا غربال نے کہا کیون بھائی صاحب جس شخص کو مین نے گرفتار کر کے بھیجا تمنے قتل کیا سیماب نقلی نے جواب دیا کہ بھائی گھر گھر شادیان ہو رہی ہین سب جادوگر تمکو دعائین دیتے ہین اور کہتے ہین کہ غربال نے مذہب سامری بچالیا ورنہ تھوڑے دنون مین کوئی نام بھی سامری کا نہ لیتا مگر چالاک و سمک و برق بہ شکل مبدل ساتھ ہین پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے غربال تمنے وہ کام کیا کہ جو کسی سے نہ ہو سکا بڑے شخص کو مارا غربال خاموش ہو کچھ سوچ رہا ہو سیماب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا سیماب نے کہا اے برادر مین نے کئی دن سے کھانا نہین کھایا ہو غربال نے خدمتگارون کو آواز دی کہ ہان صاحبو دسترخوان بچھاؤ بھائی صاحب کو کھانا کھلاؤ جب دسترخوان بچھا اور غربال نے اشارہ کیا کہ بھائی صاحب کھائیے عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ بھائی صاحب تم بھی شریک ہو غربال بیٹھا تو مگر چوکنا ہو رہا ہو دمبدم سیماب کو دیکھتا ہو کہتا ہو بھائی مین کھانا نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا تمھارے بغیر مین نوالہ منھ مین نہ ڈالونگا یہ کہکر نوالہ بنایا چاہا کہ منھ مین غربال کے دون غربال نے ہنسکر کہا بھائی صاحب آپ کھائیے میرا اسوقت دل نہین چاہتا عمرو نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میرے ہاتھ سے نوالہ کھاؤ جب عمرو نے نوالہ اٹھایا کہ منھ مین غربال کے دون تب غربال نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او سارہ بان زادے تو بڑا گستاخ ہو یہ بتا کہ تو نے سیماب پر کیا کیا عمرو نے کہا سب کو مارا غربال نے عمرو کو پھر ایک قفس مین بند کیا اور چیخین مار مار کر رونے لگا کہتا تھا کہ یارو عمرو نے میرا ملک برباد کر دیا بھائی صاحب کو مارا انکی شکل بنکر مجھے دھوکا دینے آیا تھا لشکر والون سے کہا یارو تم تو یہان ٹھہرو مین کوہ سیماب پر ہو آؤن جا کر وہان کا حال دیکھون کہ کیسی تباہی ہوئی اس ظالم نے بڑا غضب کیا کل رات کو دل گھبراتا تھا

بھائی سیماب کو خواب مین دیکھا ہے مین جلدی چلا آؤنگا تم لوگون کو زیادہ تکلیف نہ ہوگی سب نے کہا آپ کو اختیار ہے اُسی وقت غربال سوار ہوا عمرو کا قفس گھوڑے پر رکھ لیا کہا اب اِس سے غافل نہ ہونگا آٹھ پہر اِسکو دیکھا ہی کرونگا حقیقت مین چھلاوہ ہے مین نے تو قید کرکے روانہ کیا تھا وہان جاکر کیونکر چھوٹا کہ یہ آفت ہرپا کی صاحب کہتے ہین نہ گھبرائیے سب کو زندہ پائیے گا یہ اِسکی مجال نہ تھی کہ سیماب کو مارتا راہ مین جو چھوٹا یہ صورت بنکر آیا غربال کہتا ہے یارو میرے دلکو لگا ہی ہے کہ کوہ سیماب تباہ ہوا کوئی عزیز زندہ نہین بچا ہوہین چلکر عمرو کو قتل کرونگا خون اُسکا شوالون پر چھڑکونگا کہ روح سامری رضامند ہو قدرت فرمائینگے غربال نے بڑے شخص کو مارا ہمارے مذہب کا نام بچا لیا ورنہ کوئی سامری پرست دنیا مین نہ رہتا جب کوئی ساحر نہ ہوتا تو سامری کا نام کون لیتا مگر واہ رے غربال تونے بھی ایسے شخص کو مارا کہ جسنے دامہ و شمش کو قتل کیا کہ جو خداوند ساحران کہلاتے تھے وہ مارے گئے بس نام خداوندکون لے اُن لوگون کی ذات سے مذہب سامری کا عروج تھا غربال دلمین یہ خیال کرتا ہوا ہنسی خوشی جاتا ہے تھوڑا لشکر ساتھ ہے سب ساحر خوشیان کررہے ہین کہ سامنے ایک قریے کے پہونچے دیکھا کنارے پر قریے کے ایک نخل ہے وہان سب گنوار جمع ہین ڈھول وغیرہ بج رہا ہے پھول و ہار چڑھا رہے ہین جو اُس مجمع سے نکلتا ہے وجد کرتا ہوا کہ کیا مذہب سامری ہے اور کیا کرامت اِس مذہب مین بھری ہے کالی جی زمین سے پیدا ہوئین ایک کہتا ہے پہلے مین نے دیکھا مین اشنان کرکے آیا تھا کہ دور سے دیکھا زیر نخل روشنی ہے جب قریب آیا تو دیکھا کالی جی سر نکال رہی ہین مگر کالی جی کا ایک ہاتھ نہین نکلا دوسرے نے کہا اِس مین بھی کچھ مصلحت ہوگی رفتہ رفتہ نکلیگا غربال نے جو یہ ذکر سُنا گھوڑے سے اُترا قفس عمرو ہاتھ مین لیے ہوے طرف مجمع کے چلا یہ کہتا ہوا کہ کالی جی مین تمھارا پوجا کرونگا اور تمھارا استھ بنواؤنگا اِسی قریے مین رہوگی کہ کوہ سیماب پر چلوگی کالی نے سر ہلایا گنوارون نے کہا میان غربال صاحب

آپ بادشاہ ہین کالی جی نے ہم غریبون کے یہان ظہور فرمایا ہو جانے کے نام سے انکار کرتی ہین غربال قریب آیا جیسے ہی قریب پہونچا کالی نے ہاتھ اُٹھایا اور غربال کو اشارہ کیا غربال جھکا کالی نے ہاتھ اپنا غربال کی گردن پر رکھدیا غربال نے سر جھکا کے قدمون پر رکھا بس کالی جی نے منھ کھولا اور بال غربال کے پکڑ کر ایک بغدہ مارا کہ سر غربال کے ہزار ٹکڑے ہوے تفس ٹوٹ گیا عمرو چھوٹ گیا جادوگرون نے جو آواز سنی کہ کشتی مرا نام من غربال جادو بود سب نے بلوہ کیا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جادوگر جلنے لگے قران نے بغدہ کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا چالاک و برق و سمک جو ساتھ تھے تیغے کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کمندون سے اور حباب بیہوشی سے ساحرون کو مار رہے ہین گروہ ساحر پیچھا نہین چھوڑتے بھی چاہتے ہین کہ ان عیارون کو پکڑلین مگر عیار بلاے روزگار ہین اگر کسی نے چالاک پر سحر کیا اور چالاک گرا تو برق نے جھپٹ کر اُس ساحر کو تیغہ مار دیا ایک کی ایک مدد کر رہا ہی مفتر قران کا نعرہ بلند ہی ہر ساحر دردمند ہی نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدرِ آتش فشانم	منم مفتر قران شیر ژیانم

ایک طرف سے خواجہ نعرہ کر رہے ہین نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دو وندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

ایک طرف چالاک نعرہ کر رہا ہی نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم جست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نیاید باد گردِ تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

ایک طرف سے برق فرنگی نعرہ کر رہا ہو نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہو شرق ہی	چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی

یہ چارون عیار فتنا متین برپا کر رہے ہین ایک کی ایک مدد کرتا ہی ادھر جادوگر سنے سحر کیا اُدھر عیار نے جا کر اُسے مارا لاشون کے انبار کر دیے خون کے دریا بہا دیے یہ سب جانین لڑا رہی ہین مگر جادوگر پیچھا نہین چھوڑتے اسوقت عمرو نے بیقرار ہو کے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے پکارا اُٹھا کہ اے کریم و رحیم داے سمیع و علیم اِس مصیبت سے بچالے اِن کافرون سے امان دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بہ یاد خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام
نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان	ز مینا ے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست	بہ ذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد	کند طے رہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد	شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست آن جام آغاز حق	از و ابتدا ؤ بہ و اختتام
خدا وحدہ لا شریک است و بس	کسے را درین نیست جاے کلام
خدا ے مثال و خدا بے نظیر	خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار بادلہ پوشون کے آکر پہونچا ایک حملے مین سب کو مٹاتا ہوا نکل گیا خواجہ نے بڑھ کر پکارا ابھی کہ اے معین و مددگار نام تو اپنا بتا دے کہ ہم جا کے

امیر سے تیری تعریف کریں مگر نفا بد ار نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا نکلگیا یہ سب عیار مال کفار لوٹنے لگے جسنے جو لوٹا خواجہ نے اُس سے مانگ لیا قران نے سب جادوگرون کے کپڑے اُتار لیے سامنے خواجہ کے رکھے مگر بہتر برق فرنگی کہ بلاے سوزہ گار ہوا سنے آکر سبکا چھلا اُتار لیا اور خواجہ نے کہا ہین دیکھون تو برق نے ہنسکر کہا اُستاد اپنا اپنا نام اپنا اپنا کام سب آپ ہی کو دے رہے ہین مین بہت پریشان ہون سب نوٹ خرچ ہوگئے ہین ابکی مہینے مین بنک گھر مین کچھ جمع نہین ہوا چالاک کہتا ہو کیون برق تو سود کھاتا ہو برق نے کہا سود کفار کھاتے ہین ہم منافع لیتے ہین مگر لشکر غربال جو مقابلۂ صاحبقران مین اُترا ہوا تھا یکایک اِن سب کے کان مین جو آواز آئی کہ کشتی مرا نام مں غربال جادو بود سب جادوگر یہ آواز سُنکر گھبرائے آپس مین صلاح کی کہ نکل چلو سب نے کہا بہتر سارا لشکر بے لڑے بھڑے بھاگا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ لشکر غربال بھاگ گیا آکر مال پر گرے لوٹنے لگے بارگاہین اُکھڑوا لین خزانے پر قبضہ کیا صاحبقران حیران بیٹھے ہین فرمارہے ہین کہ اوداراسے ہیند مقام افسوس ہو کہ غربال عمرو کو گرفتار کرکے لے گیا اور کوئی اُسکی مدد کو نہین گیا کہ اُسکو تسکین ہوتی کل وہ آئیگا تو شکایت کریگا کہ ہماری مدد کو کوئی نہ آیا کسی نے ہمکو نہ بچایا ہرچند کہ وہ ارسطوے فطرت اور لقمان حکمت ہو لندھور نے کہا غلام ابھی مدد کو جاتا ہو حقیقت مین حریف کو ایک خوف تو ہوگا یہ کہکر لندھور اُٹھے دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے جب بارہ کوس لشکر سے نکلے تو دیکھا جنگل سے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و چالاک دسمک ییلداقی چلے آتے ہین لندھور نے سب سے ملاقات کی سبب رہائی خواجہ پوچھا برق نے سب احوال بیان کیا لندھور نے کہا آپ لوگ چلین مین شکار کھیل کر آتا ہون عیار طرف لشکر کے چلے لندھور جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگے شکار چرند و پرند خوب کھیلا دور سے دیکھا ایک بودھا مختصر سا ہو مثل گلدستے کے اُسپر ہزارہا طائران خوشنوا بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کررہے ہین مگر زمزمون سے اُنکے یہ ثابت

ہوتا ہی کہ یہ اشعار عاشقانہ اپنی زبان مین کہ رہے ہین نظم

تقریر مین معذور نہ عاجز ہی سخن مین
اسطرح کا ایسا نہین دیکھا ہی سخن مین
کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے
سچ سچ تو یہ ہو کیا شعر ابول سکین گے
کیا نہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا
کیا آب حیات آب دم تیغ ہی قاتل
الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین
صحبت شعرا کو ہی عبث تیرے دہن مین
سب ایک زبان مین ترے اوستادِ ہین ہین
اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین
گنجایش تقریر نہین تیرے دہن مین
باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین
ہر رگ ہوئی مثل رگ جان پیکر بدن مین
شاہین پہ جبریل ہی میرزا ن سخن مین

اِن آوازون کو جو لندھور نے سُنا تو ایک ہیبت ہوئی بیچ مین اُن طائرونکے دیکھا کہ ایک طائر کلان برابر طاؤس کے رقص کر رہا ہو لندھور نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پہال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس طاؤس کو مارا طاؤس پر جو تیر پڑا اُسنے ایک چیخ ماری اتنا غبار اُڑا کہ سب ملازمان لندھور اُس مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا دیکھا کہ لندھور مرکب پر نہین ہین الیاس ہندی کہ ہمراہ تھا اُسنے یہ دیکھکر کہ مرکب کوتل دوڑ رہا ہی غل مچانا شروع کیا کہ یارو غضب ہوا آقا غائب ہو گئے سب روتے پیٹتے ہوے خدمت مین صاحبقران کی آئے صاحبقران نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ خواجہ جا کے خبر تو لو عمرو نے کہا اِس شہریار اِس سفر مین میرا بڑا نقصان ہوا اور آپ نے کچھ نہین دیا کچھ مرحمت فرمایئے تو قرضدارون کو سمجھا دون امیر نے فرمایا آپ کسکے قرضدار ہین عمرو نے کہا مین اُن لوگون کو نہ بتاؤنگا وہ یون ہی کہا کرتے ہین کہ تم صاحبقران کے نوکر ہو پھر دباؤ ڈالتے ہو اصل مین نہ دو نگر سود تو دیا کرو صاحبقران نے کہا ہم اُسنے وعدہ کر لیتے خزانے کے خزانے تمنے پائے اور پھر قرضہ ادا ہوا عمرو نے کہا خزانے تو آپ لیتے ہین مجھکو کچھ جھاڑن جھوڑن ملجاتا ہی اُس سے کہین قرضہ ادا ہوتا ہی اب کچھ دلوایئے تو مین تلاش لندھور مین

جاؤن یہ کہکے چادر بچھادی اور پکار کر کہا یارو غریب فرزند ارنے چادر بچھائی ہو
سب صاحب کچھ کچھ دیوین سب سردارون نے انگوٹھیان چھلے روپے کے توڑے
ڈالنا شروع کیے خواجہ سب روپے نذر زنبیل کر کے تلاش لندھور مین چلے آئی
جنگل مین آئے دن بھر پھرے کچھ نشان نہ پایا شام کو ایک درخت پر چڑھ کے
بیٹھے جب رات زیادہ گئی تو دیکھا کہ آسمان سے شعلے گرنے لگے سب درخت روشن
ہوگئے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اُسکے پیچھے لندھور بن سعدان دیوانہ
دار وحشی مثال آکر پہونچے وہ محافہ برابر فرش کے اُترا ایک نازنین نکلی مسند پر
آکر بیٹھی لندھور سامنے آکر بیٹھے منتین کر رہے ہین کہ مجھکو بھی اپنے پہلو مین جگہ
دیجیے ایک کنیز نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ صحرا نشین دیکھیے آپ کے عاشق کا کیا حال
ہی اُسنے منھ پھیر کر کہا ایسے عاشق کا کیا اعتبار ہو سب باتین بناوٹ کی ہین جب
ہوش مین آئے اور اسی طرح منت کرے تب مین جانون کہ میرا عاشق ہی اب
ثابت ہوگیا کہ یہ فتور کرتا ہی کنیز نے کہا آپ مالک ہین دیکھیے محافے کے پیچھے پھرتا ہی
صحرا نشین نے کہا اِسکو برائے ملاقات حکیم فیلقوس لیجاؤ وہ اسکا علاج کرینگے
کنیزون نے کہا اے دلدار اسے پہند سامنے جنگل ہی پہلو مین اُسکے قصر ہی اُس مین
حکیم فیلقوس رہتے ہین جاکر اُنکو نبض دکھاؤ وہ تمھارا علاج کرینگے لندھور
ناچار ہوکر اُٹھے طرف صحرا کے چلے عمرو نے رنگ وروغن عیاری کا نکالا آگے
گائین کو بیہوش کیا سامنے صحرا نشین کے بیٹھکر نی بجانے لگے اور نئے نئے طور سے
یہ اشعار گانے لگے

نظم

ہستی نے میرا نام ونشان تک مٹا دیا　　خوش ہوگئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تمکو کسنے فقرہ سُنا دیا　　سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا
کہنا ہو سُن کے میرا پیام طلب وہ شوخ　　کیون آئین ہم کسی کا کچھ ہمنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے　　جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اُٹھا دیا

فرقت مین تھا قیامت کبریٰ کا سامنا نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑا تمنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

یہ اشعار عمرو نے قرین گائے اور نئے بیہوشی اُڑا دی صحرا نشین مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ خنجر کھینچکر اُٹھے چاہا کہ قتل کرون ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ لندھور بن سعدان تلوار کھینچے ہوے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ ڈالنا اگر میری معشوقہ قتل ہو گئی تو چیر کر پھینکدونگا ایک تمانچے مین تمھارا کام ہوگا عمرو نے دیکھا کہ لندھور اس ارادے سے آتا ہی کہ مجھکو قتل کرے عمرو ڈر کر بھاگا لندھور نے آکر اُس نازنین پر پانی چھڑکا وہ نازنین ہوشیار ہوئی اُسنے پوچھا ای دلدار اے ہند یہ کیا معرکہ ہی لندھور نے کہا عمرو نے تمکو بیہوش کیا تھا چاہتا تھا قتل کرے مین نے للکارا کہ خواجہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسکا موے جسم میلا ہو گیا تو زندہ نہ چھوڑونگا تب عمرو بھاگا اگر ٹھہرتا تو مین اُسکو قتل کرتا سامنے جو جنگل ہی اُس مین بھاگ کر گیا ہی صحرا نشین نے کہا ای دلدار اے ہند یہ تمنے ایسا کام کیا کہ میرے دل مین تمھاری جگہ ہو گئی اور گمان غالب ہوا کہ تم مجھپر بدل عاشق ہو مگر میرا مہر ادا کرو لندھور نے پوچھا مہر کیا ہی صحرا نشین نے کہا مہر میرا بہت آسان ہی کہ لندھور نے پوچھا وہ کیا ہی صحرا نشین نے کہا ہم لشکر تمھارے ساتھ کرتے ہین لشکر کو لیکر مقابلہ حمزہ مین جاؤ حمزہ کا سر کاٹ لو تو ہم تمھین صحبت مین سرفراز کرین ہمین یقین ہو گیا کہ تم دل سے ہمپر عاشق ہو مگر نہین ہی کہ عمرو ایسے کے ہاتھ سے ہمکو بچا لیا لندھور نے کہا جسطرح ارشاد ہو وہ بجا لاؤن سر حمزہ لاؤن دوپہر مین اُسکو زیر کرونگا اور ہندوستان مین جو حمزہ سے سات دن لڑا وہ زمانہ کمسنی کا تھا اب دوپہر مین حمزہ کو زیر کرونگا صحرا نشین نے کنیزون سے کہا کہ فوج صحرائی بادلندھور کو روانہ کرو کہ ہمارا مہر لے آوین تاکہ مجھکو

اور انکو دونون کو تسکین ہو کنیزون نے باہر نکلکر آواز دی کہ اے فوج صحرائی بہت جلد
حاضر ہو ملکہ صحرانشین طلب فرماتی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ساٹھ ہزار فوج
نیزے و تلوار یہین باندھے ہوے ایک مرکب کوتل سب کے آگے اِس گروہ فوج سے
آکر پہونچے صحرانشین اپنے مقام سے اُٹھی لندھور کو لباس پہنایا سلاح بدن
پر آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار کیا افسرون سے کہا یارو انکی نگہبانی رکھنا
ایسا نہ ہو وہ ساحران نمادہ کوئی عیاری کرے لندھور اُسی وقت روانہ
ہوگئے عمرو یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ اے عمرو اگر لندھور مقابلہ
صاحبقران مین پہونچا ہر چند کہ حمزہ جنگ لندھور سے عاجز نہین ہو مگر بڑی مشکل
پڑیگی لندھور بڑے زور و شور سے لڑیگا مگر مین تو صحرانشین کی فکر کرون شاید
کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچکر اُسی جنگل مین پھرنے لگے یہان صاحبقران لشکر
مین اپنے اُترے ہوے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ لندھور بن سعدان
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلۂ صاحبقران مین آ اُترا اور امیر سے کہلا
بھیجا کہ مین صحرانشین پر عاشق ہون مجھکو حکم ہوا ہو کہ مین سر صاحبقران
کا لاؤن اگر آپ بسہولیت سر اپنا حوالے کرینگے تو فبہا ورنہ سر میدان مین سر
کاٹونگا صاحبقران نے کہلا بھیجا جو تمسے ہو سکے تقصیر نہ کرو سردارون نے
عرض کی کہ لندھور اپنے ہوش مین نہین ہو جس جادوگرنی کا نام لیتا ہو اُسی کے
سحر مین ہو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو صاحبقران زمان
میدان مین آئے اُدھر سے لندھور بن سعدان جوشان و خروشان میدان
مین آکر پہونچا ساتھ والون سے کہ رہا ہو جب مین حمزہ کا سر کاٹنے جاؤنگا تو تمھے
سردار اور فرزند لوٹ پڑینگے تم اُن سب کو روکنا مین اتنی دیر مین سر کاٹ لونگا
لندھور نے مرکب اپنا میدان مین نکالا اور للکار رہا ہو کہ یا صاحبقران
آئیے قاسم کہ رہے ہین کہ دادا جان مین اِس ہندی کے مقابلے مین جاؤن

جسطرح تنبلہ کعبہ نے گلشن حصار پر اِس ہندی کو ہاتھی اُٹھایا تھا اسی طرح آج
مین کمربین ہاتھ دیکر اُٹھالون رُستم عرض کرتے ہین کہ مین جاؤن صاحبقران فرماتے
ہین تم لوگون کے جانے سے میری بدنامی ہی یہان تو یہ حال ہی کہ لندھور سیدان
کارزار مین ہین صاحبقران قصد کرتے ہین کہ مقابلۂ لندھور مین جاؤن لیکن
فرزندان نامدار و سرداران عالیمقدار نہین جانے دیتے وہان عمرو جنگل مین پھر
رہا تھا کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی کمر سنبھالتا ہوا اشرفیان کمر مین بھری ہین آنکھ برابر
سنبھالتا ہوا جاتا ہی خواجہ نے جو اُس مسافر کو دیکھا پانی منھ مین بھر آیا سوچے کہ
خواجہ اگر اشرفیان ملجاوین تو کئی مہینے کا سودا ادا ہو جائیگا یہ سوچکر مسافر کو
پکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تم سے کچھ کہنا ہی مسافر ٹھہر گیا خواجہ
قریب آئے کہا بھائی دھوپ بڑی ہی اِس دھوپ مین نہ جاؤ مسافر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ صحرا نشین نے بھیجا ہی اور نامہ لیکر پاس حکیم فیلقوس کے
جاتا ہون اگر دیر لگیگی تو حکیم صاحب خفا ہونگے عمرو نے پوچھا حکیم صاحب کہان رہتے
ہین مسافر نے کہا وہ سامنے قصر ہی اُسی مین مطب کرتے ہین کئی مکان بنوائے
ہین تمام اِس قریے کے لوگ اِنھین کا علاج کرتے ہین کسی سے کچھ لیتے نہین
بلکہ چند دوائیان بنی ہوئی اپنے پاس سے دیتے ہین صبح سے دس بجے تک وہ
بیٹھتے ہین آخر وقت چار بجے سے شام تک تو بھائی مین ٹھہر نہین سکتا چاہے
دھوپ ہو اور چاہے مینھ ہو مجھے وقت پر پہونچنا ضرور ہی خواجہ نے باتون
مین لگا کر حباب مارا کہ وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے اُس مسافر کو بیہوش
کر کے کمر جو کھولی نری اشرفیان پائین بہت خوش ہوے کہتے ہین کیا مبارک قدم
مسافر ہی کتنے دنون مین اِسنے جمع کی ہونگی مگر خواجہ اِسکو بڑا قلق ہوگا کیا تدبیر
کرون خیال مین گذرا جو کچھ ہو سو ہو سب اشرفیان لیکر زنبیل مین جا ہا
مسافر کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی اُسی جادوگرنی نے جسنے لندھور کو بھیجا ہی
سر نکالا اور آواز دی کہ او سار بان ذادے اب کہان جائیگا یہ کہکے آواز گیر دی

زبین نے پانوٗن عمرو کے تھام لیے اُس جادوگرنی نے نکل کر عمرو کی مشکین باندھین
اور پکار کر آواز دی اے گلعذار جلد آ آواز کے ہمراہ ایک کنیز پہلو سے نخل سے پیدا ہوئی
حاضر حاضر کر کے سامنے آئی عرض کی واری کیا حکم ہوتا ہی صحرا نشین نے کہا اے گلعذار
آج مین نے ایک مسافر بنا کر بھیجا تھا کہ یہ ساربان زادہ ضرور اُسپر ہاتھ ڈالیگا سحر کی
اشرفیان بھی بنا دی تھین آخر یہ مکار اُسی مکر مین پھنسا اِسکو لیجا کر باغ مصیبت خزان
مین قید کر تین دن سے زیادہ وہان قیدی نہین رہتا تڑپ تڑپ کے مرتا ہی وہ
کنیز خواجہ کو لے چلی راہ مین چلتے چلتے خواجہ نے کہا کہ بوا مجھکو پیاس لگی ہی کنیز نے
ایک تمانچہ مارا کہا نگوڑے مجھکو حکم نہین ہی کہ مین تجھکو پانی پلاؤن تمانچہ کھا کے
خواجہ گرے اور کنیز نے دیکھا کہ کمر سے عمرو کی ایک ڈبیا گری کنیز نے وہ ڈبیہ اُٹھالی
جی مین کہنے لگی یقین ہی اِس مین جواہر ہو یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا
اُس مین سے بیہوشی اُڑی گلعذار بیہوش ہوکر گری خواجہ اُسکے بیہوش ہونے
کے بعد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھکر کنیز کو قتل کیا لباس اُسکا اُتار لیا پھر طرف
صحرا کے بھاگے مگر خیال مین ہی کہ خواجہ یہ صحرا نشین بڑی مکارہ ہی مسافر کو
بنا کر بھیجا تھا مین اُس مکر سے گرفتار ہوا اب بھی مکر کریگی یہ سوچتے ہوے اُسی جنگل
مین آئے درخت پر چڑھکر بیٹھے شام کو وہی روشنی ہوئی فرش بچھا وہی محافہ اُس
نازنین کا آیا مسند پر آکر بیٹھی خواجہ سوچے کہ آج بصورت اصلی اس سے ملاقات
کرون یہ سوچکر بصورت اصلی سامنے صحرا نشین کے آئے جھک کر سلام کیا کہا
اے ملکہ عالم آپ نے غلام کو پہچانا صحرا نشین حیران ہو گئی کہ بصورت اصلی عمرو
یہاں آنے مین کیا مراد ہی دیکھکر آواز دی کہ خواجہ اُس کنیز کے ساتھ تمنے کیا کیا عمرو
نے کہا اُسے مارا جو ہمین قید کریگا ہم اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرا نشین کا رنگ
فق ہوا کہا تم مین کتنی ہی کہ اِسکا کلیجہ دیکھو صاف کہ رہا ہی خواجہ نے کہا مین اسواسطے
حاضر ہوا ہون چاہتا ہون کہ میرے آپ کے دشمنی نہ ہو صحرا نشین نے کہا خواجہ
اگر تم ہمسے دشمنی نہ کرو تو مین بھی دشمنی نہ کرونگی تمھین کچھ لشکر کا بھی حال

معلوم ہو لندھور نے طبل جنگی بجوا کر کئی سرداران صاحبقران زخمی کیے اب کل کی
میدان داری مین اختتام ہی خود صاحبقران نکلین گے اور آپس مین مقابلہ ہوگا
عمرو نے کہا مین خوش ہون اگر حمزہ ذلیل ہو ایسا سر اٹھایا ہی کہ روز لڑائی رہتی ہی جسکو جہان
سنا وہان چڑھ گئے ای صحرانشین مین تو اپنی جان سے بیزار ہون اگر پیٹ کو روٹی
ملے تو گوشے مین بیٹھ رہون عیاری کا نام نہ لون حمزہ کی محبت نے مجھے بدنام کیا
آپ لوگ میرے دشمن ہو گئے اگر مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے تو جسطرح بنے حمزہ
کو قتل کرون اور سردارون کو اسکے ستاؤن خزانہ لوٹ لون خانۂ کعبہ مین جاکر
اُنکے باپ کو قتل کرون دیکھون تو کیا کرتے ہین یہی باعث خرابی ہی مجکو آپ لوگ مطلق نہین
کرتے یہان کا بادشاہ یا تم میری دستگیری کرو تو سب کو قتل کرون تمکو بادشاہ
کرون مگر خرابی یہ ہی کہ آپ لوگون کو ہماری بات فریب معلوم ہوتی ہوگی یہ بتاؤ
کہ مجھے کوئی پا سکتا ہی صحرانشین نے کہا کہ تمھارے ساتھ جبتک مکر نہ کرے جبتک
تمکو کوئی نہین پا سکتا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے یہ ایسا مکر کیا کہ مین اُس مکر مین
پھنس گیا مجھکو مرتا تھا اشرفیان دیکھکر بیقرار ہو گیا حقیقت مین آپ کی عقل کی
بڑی رسائی ہی جب مجھ ایسے کو گرفتار کر لیا تو تمھارے مکر سے کون بچیگا صحرانشین
نے کہا خواجہ مین سحر بھی خوب جانتی ہون جو ارادہ کرے میرے پیر مجھکو خبر دیتے
ہین مین اُس شخص کو گرفتار کر لیتی ہون عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اول زبرجد نگار
و ہفت دربند فرعونیہ پر قبضہ کرو پھر عنظلی آباد لو حاکمان حمزہ کو مین اٹھا دونگا
جس زمانے مین بگڑا تھا کوئی تم ایسا معین نہ ملا تین برس حمزہ کا ناک مین دم
کر دیا آخر حمزہ نے کنارے بلا کر قدمون پر میرے سر رکھا کہا خواجہ معاف کرو
تب مین نے ناچار ہو کر میل کر لیا دہنۂ زبرجد نگار قشچر پر ستون کے آگے ایک
ملک ملتا ہی کہ وہان کے بادشاہ کی بیٹی عیارہ تھی سب سرداران حمزہ کو پکڑ کے
لیگئی بڑے بڑے عیار و سردار تھے مگر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا مین ایک تکیے
پر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا حمزہ نے جا کر مجھسے ملاقات کی اور حمزہ پھر قدمون پر گرا

اور کہا کہ خواجہ خطا معاف کرو اسی شب کو مین نے جا کر اُس عیارہ کو گرفتار کیا
تو اے ملکہ ایک معین چاہیے آپ میری اعانت کیجیے اگر کیجیے تو کل جمشید کو گرفتار
کرا ئون جس بادشاہ کو حلم دیجیے کیجیے زن و شوہر کو لڑوا دون وہ فتنو رڈالدون
کہ بیٹا باپ کو مارے اور باپ بیٹے کا دشمن ہو جاوے سرداران حمزہ کو قتل کرون
آپ کے پاس اِسی واسطے آیا ہون کہ مجھکو اپنے سایۂ دامن مین پناہ دیجیے یہ سُنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری بات سے دلکو خوف آتا ہی اگر آپ ایسا کرین
کہ میری مدد کرین تو وہ سامان جمع کرون کہ جسکا دنیا مین مثل نہ ہو عنطلی آباد وہ
مقام تھا کہ جہان سترہ لاکھ جادوگر رہتا تھا اب حمزہ نے اپنا ناظم مقرر کیا ہی
عمرو نے کہا حمزہ کے ناظم کو مین اُٹھا دونگا کسکی مجال ہی کہ میرے حکم کو نہ مانے
جو نہ مانے اُسکی گوشمالی کرون تمام ملک حمزہ کے مین نے چھین لیے تھے ملازمان
حمزہ میرے نام سے بھاگتے تھے صحرا نشین نے کہا خواجہ یہ بتاؤ کہ تمھین مذہب
مین کسکا اعتقاد ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کو مانتا ہون کہ وہ جاگتی جوت
کا خداوند ہی سامری و جمشید مین یہ لیاقت نہین مین ہی نے قیطول پر جاکر
ریش تراشی کی اور صحیح و سالم چلا آیا مہتر گردمرد کا ناک مین دم کردیا آخر
بیٹا اُسکا خردک میرا شاگرد ہوا تب مین نے جاکر لقا کا پیچھا چھوڑا اب ملکون
ملکون پھرتا ہی ایکی مرتبہ جا کر اُنکی پھر ریش تراشی کرونگا وہ مجھسے راضی رہتے ہین
اور ہم تو یہ جانتے ہین کہ تم دعوی خدائی کرو مثل جمشید ثانی بنکر بیٹھو مین منتظم
سلطنت ہون اور ساحر بڑے بڑے ملازم کرو اِسی جنگل کو طلسم بناؤ دربند
آراستہ کرو حکیمون کو جمع کرونگا فوجون سے یہ میدان بھردونگا وہ فوجین
جمع کرونگا کہ زمین بار نہ سنبھال سکے تم اِسی جنگل مین ایک برج بناکر بیٹھو
برق چمکایا کرو سب آکر اطاعت کرینگے جمشید ثانی سے بھی سجدہ کراؤن جمشید
نے کہ یہ شہرۂ قدرت ہی تمھاری خدائی کا تمام زمانے مین شہرہ ہو جو جو پرانے
پُرانے خداوند گذرے ہین اُنکی تصویرین بناکر لگادون دیکھنے والے دیکھین

کہ اگر یہ سب معتقد نہیں ہیں تو ذیر گنبد کیون بیٹھے ہین اسطرح خواجہ نے یہ مضمون
بیان کیے کہ صحرا النشین جھومنے لگی کہنی تھی خواجہ بین مردے کو زندہ کرون اور
زندے کو مردہ کرون جو کمال کہو وہ دکھاؤن تم جو نائب بنکر بیٹھو گے تو بڑا مطلب
نکلیگا عمرو نے کہا مین اپنے کمال دکھاؤن یہ کہکر گلیم اوڑھلی صحرا النشین حیران ہوئی
کہ عمرو کہان گیا بیقرار ہوکر پکارنے لگی خواجہ نے گلیم اُتارکر اپنی صورت دکھائی کہا
ملکہ اور بہت سے کمال ہین اُسی حال مین تمکو قتل کر ڈالتا تخت زبرجدی میرے
پاس ہے یہ کہکر تخت نکالا اُسپر سوار ہوکے تخت کو بلند کیا اور پھر زمین پر لائے
کہا اے ملکۂ عالم اگر ساحر سحر سے بلند ہوجائے تو اسی تخت پر سوار ہوکر مارون یہ سنکر
صحرا النشین کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی ہے کہ حقیقت مین بلاے روزگار ہے
کیا کیا تحفے اسکے پاس ہین عمرو نے کہا آپ کو تکلیف ہوگی ورنہ جو جو تحفے میرے
پاس ہین اگر اُن سب کو دکھاؤن تو بہت عرصہ ہوگا اب آپ نے منظور فرمایا
کہ مین خدمت مین رہون اب جی چاہے اس طلسم کی سلطنت گوارا فرمایئے
یا دوسری جگہ چلیے صحرا النشین نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تم تو اس لایق
ہو کہ تمکو اپنی آنکھون پر رکھون وہ قدر کرون کہ تمھارے برابر کوئی نہ ہو بعد
میرے حکم کے تمھارا حکم ہوگا جسکو حکم دو وہ رہے اور جسکو نکال دو وہ نکلجائے
اس طلسم پر کیا موقوف ہے جہان کہوگے وہان چلونگی اور سامان خدائی کے
ظاہر کرونگی مجھ مین بھی بڑے بڑے کمال ہین جو سائل آئے اُسکی آرزو پوری کرون
اگر کوئی مردہ آئے تو اُسکو زندہ کرون زندے کو مردہ کرون جیسے خواجہ عمرو
تمھارے پاس کمال ہین اُسی طرح مجھے بھی سحر آتے ہین جب دیکھوگے بہت خوش ہوگے
مگر یہ بتاؤ کہ جمشید ثانی کیونکر تسخیر ہو خواجہ نے کہا مین جاکے پکڑ لاؤنگا اور
اُسکو تمھارے سامنے باندھدونگا اور کہونگا کہ یہ صحرا النشین منظور نظر خداوند
سامری ہوئین دعوی خدائی سے توبہ کرو صحرا النشین کو سجدہ کرو یقین ہے گھبراجائیگا
فوراً اطاعت قبول کریے صحرا النشین نے کہا خواجہ حقیقت مین جان ایسی

چیز ہو جب اُسکو یقین ہوگا کہ مین قتل ہوتا ہون تو ضرور اطاعت کریگا ورنہ اُسکو
مار ڈالنا عمرو نے کہا مین گرفتار کر لاؤنگا قتل اور عدم قتل کا انکو اختیار ہو صحرا نشین
نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حمزہ کا عظم وشان تمھاری
ذات سے ہی اگر تم قدم نہ مارتے تو یہ دن حمزہ کو نصیب نہ ہوتا عمرو نے کہا جب
حمزہ پردہ قاف گیا ہی تو مین اٹھارہ برس برابر نوشیروان سے لڑا ہوں قلعہ تسخیر
کرتا تھا اور مہرنگار کو وہان بچاتا تھا نوشیروان پر وہ وہ شبخون مارے کہ
نوشیروان اپنی جان سے بیزار تھا موت مانگتا تھا اور اُسکو موت نہ آتی تھی
بعد اٹھارہ برس کے جب صاحبقران آئے ہین تو کل اپنے سرداروں کو زندہ
پایا سب کو اُنسے ملوایا تب نوشیروان سے مقابلہ پڑا اور نوشیروان بھاگ
بھاگا پھرتا تھا آخر نوشیروان کی یہ نوبت ہوئی کہ ترگستان پر جاکر صاحبقران
سے اصلاح چاہی پھر نوشیروان کے بیٹون نے خروج کیا اُنکو بھی ایسا عاجز کیا
کہ لقا کے ساتھ بھاگے بھاگے پھر رہے ہین لقا ایسے شخص کو جسکو سب بخدائی
مانتے ہین کیسا عاجز کیا اور اپنے کو بالاے قیطول پہونچایا اور وہان جاکر اُسکو
بیہوش کیا اور اُسکی ریش تراشی کی کہ آجتک میرے نام سے کانپتا ہی صحرا نشین نے
کہا خواجہ مین نے تو تمھاری اطاعت کی عمرو نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا خدائی
مبارک ہو ابتک تو ساحرہ تھین آج سے آپ کو خداوندی کا مرتبہ ملا یہ سُنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری مہربانی سے سب کچھ ہو جائیگا عمرو نے کہا
مین جان لڑاونگا مگر اتنا خیال رہے کہ مین قرضدار بہت ہون اگر آپ نے قرضہ
ادا کر دیا تو پھر مجھے کوئی ضرورت نہ رہیگی صحرا نشین نے کہا خواجہ قصر ہفت
رنگ مین وہ خزانہ ہی کہ جسکی انتہا نہین وہ سب تمھین لے لینا جب تو قرضہ ادا
ہو جائیگا خواجہ نے کہا جب وہ خزانہ دیکھون تب جواب دون یہ مجال نہین
ہی کہ آپ کو زیادہ تکلیف دون سب کنیزون نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آپ کی
اقبال مندی ہی کہ ایسا شخص آپ کی نوکری کرتا ہی خواجہ نے ڈنکالی کہا کہ مین

مبارک باد تو گالون کہ میرے دل کو تسکین ہو یہ کہکر خواجہ نے برائے تفریح قلوب صحرا نشین نے بجاکے نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ نہین گانا شروع کیے **نظم**

نقاب رُخ پہ ہو لطف شراب کیا ہوگا	پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہو اک قیامت ہی	ہی کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہی گالون پر	عروج حُسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
بزنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل	خموش دو بُت حاضر جواب کیا ہوگا
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی	طلب جو شیشے ہین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے چنے وطن چھوٹا	اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بجھا ہوا ہو سوز رشک وحسرت سے	لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
جبو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے	شب وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا
نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا اے نور	حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

اِس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ صحرا نشین جھومنے لگی اب ارادہ ہی صحرا نشین کا کہ عمرو کے لیے تخت بچھاؤن اور عمرو کو تخت نشین کرون کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تاج زرین سر پر رکھے ہوئے آکر پہونچا آتے ہی کہا کہ کیون ملکۂ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ کئی دن سے مجھے سرفراز نہین کیا۔ اتنے مجھکو انتظار مین گذرے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ خدمت مین حاضر ہون اِس خیال مین تھا کہ ایسا نہو مین اِدھر سے جاؤن اور آپ اُودھر سے تشریف لاوین اور مجھکو مکان مین نہ پاوین تو کیسی پریشان ہونگی راتون کو تارے گن گن کے صبح کی صحرا نشین نے کچھ جواب نہ دیا مست بیٹھی ہی مگر خواجہ نے وہ باتین کی ہین کہ اپنے کو یہ جانتی ہی کہ مین جمشید کی خالہ ہون مجھکو سجدہ نہین کرتا جب اُس ساحر نے کہ جسکا نام خیبل جادو ہو کئی مرتبہ شکایت شب ہجر کی کی اور صحرا نشین نے کچھ بھی جواب نہ دیا تو اُسنے مجبور ہوکے کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی مین نے جو عرض کیا کیا سماعت نہین فرمایا صحرا نشین نے کہا اے خیبل اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو مجھکو

سجدہ کر ورنہ جلا دونگی جہنم مین پھینکوا دونگی یہ کہکر عمرو سے آنکھ ملائی عمرو نے اشارہ سے منع کیا کہ مین سمجھ گیا کہ جو تمھین اس سے رشتہ ہی معلوم ہوا کہ تمھارا آشنا ہوا ابھی اسنے عجائب وغرائب نہین دیکھے اسوجہ سے وہ قدرت سے آگاہ نہین ہوا پہلے جمشید پر قبضہ ہو بعد اسکے دعوی خدائی کا کرنا لیکن صحرا نشین کو عمرو کی باتون پہ ایسا غرور رہوا ہے کہ دم سیدم کہے جاتی ہے کہ ای خیل سجدہ کر ورنہ پھونک دونگی خداوند سامری و جمشید خواب مین آئے تھے وہ فرما گئے ہین کہ جمشید ثانی کو خدائی سے موقوف کیا بلکہ صحرا نشین کو سب کا خداوند کیا اب طلسم کشا وغیرہ سب غارت ہوجاوینگے جبدن تخت خدائی پہ بیٹھونگی پہلے مسلمانون ہی کو غارت کرونگی جو انکار کریگا اسکو بھی مثل مسلمانون کے مٹا دونگی خیل نے کہا ای صحرا نشین معلوم ہوتا ہے آج شراب زیادہ پی گئی ہو اسکے نشے مین یہ باتین کرتی ہو صحرا نشین نے کہا تجھکو گھمنڈ یہ ہوگا کہ خداوندی میری آشنا ہین مجھے کچھ آشنائی کا خیال نہین جسکو چاہونگی آشنا بناؤنگی بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے ساحر آرزو کرینگے کہ خداوندی ہمپر نگاہ ڈالین اور مین توجہ نہ کرونگی میرے خواب مین جمشید آوینگے اور اس بات کا ارادہ کرینگے تو انکو بھی نہ قبول کرونگی ای خیل شراب وکباب کیسا مین یہ محبت سمجھاتی ہون تیرا بڑا مرتبہ ہوگا کتاب مین بھی لکھا جائیگا کہ سب کے پہلے خیل نے سجدہ کیا اور اگر نہ سجدہ کرتو جا خیل نے کہا مین کل سے بیقرار ہو رہا ہون میرے ساتھ چلو صحرا نشین نے کہا او دیوانے مین خداوندی ہوکر تیرے ساتھ جاؤن دیکھ بہت پچھتائیگا یہ کہکہ صحرا نشین نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری خیل چونکہ غافل بیٹھا ہوا تھا اسکے دو ٹکڑے ہوے خواجہ نے کہا مبارک ہو خدائی کو تمھاری روشنی ہوئی کہ پہلے آشنا کو مارا کنیزون سے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو کنیزون نے ٹانگ پکڑ کر کھینچا چاہتی ہین کہ باہر باغ کے لیجاوین کہ دوسری برق چمکی ایک جادوگر سیاہ فام بدانجام قوم کا زنگی تخت پر سے اتر آیا آتے ہی کہا کہ کیون ای صحرا نشین کل سے کہان تمھین تمھارا دستور تھا کہ خیل کی بارگاہ سے ہوکے

ہمارے پاس آتی تھین رات بھر انتظار مین رہا دن کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون نے سامنے میرے اشعار عاشقانہ گائے

نظم

حسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہوگیا ہان محبت چوگنی دوران ناز دونا ہوگیا
پہلے صرف اِک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہوگیا اُنکے آنے سے تو کل اعضا مین رعشا ہوگیا
مرتبہ یون دیدۂ دیدار جو کا ہوگیا طور منظور نظر ہونے کو سرما ہوگیا
زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہوگیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے اِسکی بو کیا ہوگئی اِس پھول کو کیا ہوگیا
آبدیدہ ہوکے کہتے ہین وہ مجھکو میرے بعد چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہوگیا
بعد مجنون خاک اُڑتی تھی نگہ پہونچے جو ہم وہ جنون چمکا دوچند آباد صحرا ہوگیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی جسطرف رکھا قدم اِک حشر برپا ہوگیا
دیکھنا جسپر پڑا اُس ترک کا تیر نظر تھام کر دل دونون ہاتھون سے وہ ڈھیرا ہوگیا
دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون ہزار کشور رستانِ سخن مین دخل اپنا ہوگیا

جب کنیزون نے یہ اشعار گائے تو بیقراری کو ترقی ہوئی کنیزون سے کہا کہ تم لوگ جلسہ آراستہ رکھو مین آتا ہون ملکۂ عالم کو بلا لاؤن صحرا نشین نے کہا ای سیاہ فام جادو دیکھ وہ لاشہ خیل کا پڑا ہوا ہی ابھی قدرت نے اِسکو مارا ہی ملک الموت آکر روح قبض کر لے گئے بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا سیاہ فام نے کہا او صحرا نشین تو کچھ دیوانی ہوگئی ہی ایسے لفظ منھ سے نکالتی ہی خداوند سن لین گے تو غضب ہوگا اسی وقت تجھکو مار ڈالین گے پھر تجھسے کچھ نہ بن پڑیگا آج کیا تجھکو وحشت ہی کہ ایسی بیہودہ باتین کرتی ہی صحرا نشین مار کر خیل کو اور زیادہ مغرور ہوگئی ہی کہا ای سیاہ فام بس اب دیر نہ کرو واسطے سجدے کے جھکو مگر سیاہ فام بہت سمجھدار ہی سوچا کہ آج کسی نے اِسکو بھڑکایا پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تانتیا بیٹھا ہوا ہی اور صحرا نشین کو اشارون سے منع کرتا ہی کہ دیکھو ملکہ بہت زیادہ نہ گھبراؤ سنبھلکر بات کرو معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی تمھارا آشنا ہی جابجا

وعدے کرتی ہو اور وفا نہین کرتی ہو یہ لوگ تو عادی ہین کہ رات بھر تمھارے ساتھ
چین کرین تمکو نہین پایا اِسوجہ سے بیقرار ہین صحرا نشین نے طرف سے عمرو کے
منھ پھیر لیا کہا کیون سیاہ فام سجدہ نہ کریگا ہو شرط کہ جلادون سیاہ فام جانتا ہو
کہ یہ پھر عاشق ہو یہ کیا جانے کہ خواجہ نے ایسا بھرا ہو کہ مبہوت ہو رہی ہو جب
کئی مرتبہ سیاہ فام سے کہا اور سیاہ فام ہنسکر چپکا ہو رہا تو صحرا نشین نے کہا کہ یکھ
کنیزین ہماری لاشہ خیل کا لیے جاتی ہین سیاہ فام جیسے ہی پلٹا صحرا نشین نے
ہاتھ ہلا دیا اور سحر کیا کہ ایک برق گری سیاہ فام کے دو ٹکڑے ہوے دونون
لاشے پڑے ہین کہ رزیل جادو آکر پہونچا صحرا نشین نے اُسکو بھی مارا اِسیطرح
متواتر سات جادوگر آئے صحرا نشین نے سب کو مارا سات لاشے پڑے ہین
دریاے خون جاری ہو کنیزین کانپ رہی ہین کہ ہمپر نہ آفت آجائے آج تو بی
صحرا نشین کو خبط ہوگیا ہو عمرو نے خوب سبق پڑھایا خواجہ نے کہا اے صحرا نشین تجنے
یہ سب آشنا اپنے مارے ایسا نہ ہو اِنکے عزیز آجاوین اور تمھارے ساتھ سرکشی
کرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صحرا نشین تو نے غضب کیا نہم نقال جادو
تو نے بھائی کو میرے، مارا مین اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا صحرا نشین نے کہا
او بھیا آتو سہی مین آج کرامت خداوندی دکھلا رہی ہون یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے
جھولی سے گولا نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا جیسے ہی وہ گولا پھٹا اُس مین
سے دھوان نکلا صحرا نشین لڑکھڑا کر گری آنکھین کھلی ہوئی ہین اور ہاتھ پاؤن
بے حس وحرکت خواجہ تو یہ حال دیکھکر بھاگے اور کود کر ایک غار مین چھپ رہے
مگر جب صحرا نشین کا یہ حال ہوا تو نقال جادو آسمان سے اُترا تیغہ کھینچے ہوے
طرف صحرا نشین کے چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ صاحب مین آتی ہون
ذرا مجھپر تو خیال کرو اِسکا قتل کرنا ابھی بہتر نہین ہو نقال نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک نازنین کمسن الھڑ پنے کے دن پائینچے چھوٹے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا
مینڈھیان گندھی ہوئین پکارتی ہوئی آتی ہو مگر سر زخمی دوپٹے سے خون سرکا

پوچھتی ہوئی نقال نے جو اُس مہجبین کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی
کہ اے محبوب مطلوب تو کون ہے اور کسنے تجھکو زخمی کیا کہا صاحب کیا پوچھتے ہو عمرو عیار
سارہ بان زادہ آج یہاں آیا ملکہ صحرا نشین کو ایسا سمجھایا کہ اُنکے دل مین غرور سما گیا
دعوی خدائی کر بیٹھین سات آشنا قتل کیے مگر تمنے خوب ہوشیاری کی کہ وہین سے
سحر کر دیا عمرو یہاں سے اُٹھکر بھاگا مین ایک کونے مین جا کر چھپی تھی اُسنے مجھکو بھی
مارا مجھکو زخمی کرکے صحنچی مین جا کر چھپا ہے کچھ روپ اپنا بدل رہا ہے تم اگر صحرا نشین
کو قتل کروگے تو وہ عیاری کرکے مجھکو مار لیگا پہلے جاکر اُسکو گرفتار کرو اگر عمرو
کو تمنے مار لیا تو سامری و جمشید بھی خوش ہونگے فرمائینگے نقال نے ہمارے
دشمن کو مارا وہ سامنے دیکھو صحنچی مین بیٹھا ہے لشکا مین رہا ہے کرتی مین چکا ہے نقال
نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے اُس نازنین نے پٹے پکڑ کر گورے گورے
ہاتھ سے تمانچہ مارا اور کہا تمکو تڑے سامنے عمرو بیٹھا ہے اور تمکو نہین سوجھتا ہے
مناسب یہ ہے کہ ناک اپنی کٹوا ڈال آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اگر
تم کو نہین دکھائی دیتا نہ دکھائی دے سحر پڑھکر ایک گولہ پھینکو اور آواز گیر دو
یہ سنکر نقال جادو نے گولا نکالا اور گیر کہکر پھینکا جیسے ہی سنہرا اوھر پھیرا خواجہ
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ او نقال سنم مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گزاری دیکھا تونے کہ عمرو کہان بیٹھا ہے یہ کہکر جھٹکا مارا حباب مارکر
بیہوش کیا لپٹ کر خنجر مارا نقال کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جیسے ہی نقال مرا صحرا نشین
اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ کیا کمال کیا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم تمھارے تو آشنا بہت
ہین کیونکر جان بچاؤگی دعوی خدائی کے وقت یہ سب جمع ہونگے اور تمپر دعوی
کرینگے اور اگر اُنکا کہنا نہ مانوگی تو فساد برپا کرینگے ہر طرح تمکو مشکل پڑیگی ایکے
مرتبہ مین نے دیکھا کہ نقال نے آسمان ہی سے سحر کیا مین بھاگ کر چھپ رہا اسیطرح
ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کسکی مجال ہے کہ تمپر ہاتھ ڈالے یہ باتین کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے آواز آئی **نظم**

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش ابتلک روح کو ہی کوچۂ جانان کی تلاش
جستجو دل کو کسی کے قد بالا کی رہی کی جنان مین بھی اسی سرو خیابان کی تلاش
گلشن دہر مین دیکھا نہ کبھی روئے بہی خار دیتی ہی مرہی سیب زنخدان کی تلاش
آرزو مین رہین لیلی کی قدمبوسی کی برسون مجنون کو رہی سیر بیابان کی تلاش
آئے ہین جلد کے پھولون کی مسہری لیکر دو فرشتو نکی ہی اک گور غریبان کی تلاش
مسکرا نا ہے زخمون کا جو دیکھے بلبل بھول کر بھی نہ کرے پھر گل خندان کی تلاش

دیکھا عمرو نے کہ پہلو سے باغ سے لنڈھور بن سعدان جھومتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا بات ہی صحرا نشین نے کہا میرا گذر طرف لشکر اسلام کے ہوا اسکو لگا لائی عمرو نے کہا اب آپ اسکو رہا کیجیے مسلمانون سے جھگڑا نہ پھیلائیے صحرا نشین نے کہا اب نہ جاؤنگی اور کسی سردار کو نہ لاؤنگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ ایک ایک سردار کو یون ہی لگا لاؤن چند مین سب کا خاتمہ کرون مگر اسکو نہ چھوڑونگی اسپر مجھے توجہ ہے خواجہ تمنے دیکھا کہ سیر سے کتنے چاہنے والے ہین سات جوانون کو مین نے سٹایا اور آٹھوان نقال آیا اسکو تمنے واصل جہنم کیا مگر اسپر میری طبیعت آئی ہی مین چاہتی ہون کہ دس پانچ دن مین اسی صحرا مین اسکو ہوشیار کرکے راہ پر لاؤنگی اگر یہ میری خدمت مین رہیگا تو اسی کے ہاتھ سے حمزہ کو زیر کراؤنگی عمرو نے ہاتھ تھام کر کہا بس اب جہالت نہ کرو بیٹھکر شراب پیو کر طبیعت کو فرحت ہو اور اس ہو رہی ہو خون سب کا تمھارے سر پر سوار ہی یہ کہکر جام بھرا سامنے صحرا نشین کے پیش کیا مگر یہ کہدیا کہ ملکۂ عالم ذرا خیال کرکے پینا ایسا نہ ہو بیہوشی پڑ گئی ہو میری عادت ہی کہ بیہوشی ملا کر شراب دیتا ہون صحرا نشین نے کہا خواجہ مین تمسے مطمئن ہون تمنے ایسا کام نمایان کیا اگر نقال کو نہ مار لیتے تو وہ مجھے ضرور قتل کرتا مین اپنے ہوش مین نہ تھی بھائی کا اسنے حیلہ کیا خود مدت سے مجبور وہ عاشق تھا مین ہمیشہ انکار کرتی رہتی آخر اسنے قابو پایا سحر کامل کر گذرا مین اس سے سحر مین کم نہ تھی مگر اسنے

آتے ہی سحر کیا اپنے دام سحر میں پھنسا لیا مگر تیغ دو دو کار نمایاں کیا کہ نقال کو مار لیا عمرو نے جام شراب منہ مین لگا دیا صحرانشین پی گئی عمرو نے دو تین جام صحرانشین کو پلائے مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ لندھور مقابل صاحبقران مین ہین یہ جو یہان آئے صحرانشین نے نمونہ اپنا سحر کا خواجہ کو دکھایا کئی دن مین لندھور نے چند سرداران صاحبقران زخمی کیے ہین اور چوتھے روز جب میدان مین آیا تو صاحبقران کو طلب کیا امیر نے جملہ سردارون کو منع کیا کہ آج مین اس ہندی کو سمجھا دونگا یا تو میرا ہی خاتمہ ہو یا شاید لندھور راہ پر آجائے عمرو نے یہان صحرانشین کو دو تین جام متواتر پلائے صحرانشین نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین تمھارے رہنے سے بڑا شرف حاصل ہوا کہ یو نے دو سو خدا او خدا تخت پر سوار ہو کر آئے ہین اشارے کر رہے ہین کہ خدائی کو روشن کرو عمرو نے کہا انکو بھی محفل مین بلا کر بٹھائیے مین شراب پلاؤن صحرانشین اٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے فوراً خنجر مارا کر شکم چاک قصہ پاک اور جلدی سے سر بھی صحرانشین کا کاٹ لیا میدان مین وہ وقت ہو کہ صاحبقران مقابل لندھور کو چلے تھے کہ لندھور گھوڑے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا ٹیٹ ہاسے سنگی اپنے جسم پر آراستہ دیکھے بتون کو توڑ کر قدمون پر گرا عرض کی غلام ہوش مین نہ تھا یہان عمرو نے دیکھا کہ جو لندھور بیٹھا شعر پڑھ رہا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا عمرو سمجھا کہ یہ نمونہ سحر صحرانشین تھا اسباب وہان کا لیکر نذر زنبیل کیا اور طرف لشکر کے چلا اسوقت لشکر مین آیا کہ یہان امیر لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہین اور سب سردار خوشیان کر رہے ہین کہ عمرو نے لاکر سر صحرانشین پیش کیا اور صاحبقران سے تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا کہ خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا کئی دن لندھور نے میدان داری کی اور جب مجھکو للکارا تو مین بھی مقابلے مین چلا بس لندھور بیہوش ہو کر گرا معلوم ہوتا ہو کہ اسی وقت تمنے اس ساحرہ مکارہ کو مارا بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آگیا عذر کرنے لگا کہ مجھے

معاف فرمایئے اب مین اسکو لیکر لشکر مین آیا ہون اور میرا ارادہ ہو کہ گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کردون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا۔ صاحبقران زمان نے شیشے منگوا کے اسم اعظم پانی پر دم کرکے گرد لشکر چھڑکوا دیا گر جمشید ثانی اپنے قصر مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگرنیان روتی ہوئی آئین عرض کی یا خداوند صحرانشین نے بڑا سحر کیا تھا کہ لندھور کو لگا کر لے گئی اور صاحبقران کے مقابلے مین بھیجا چند سردار لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے حمزہ سے مقابلے کا خواہان تھا جہان عمرو نے صحرانشین کو مارا لندھور ہوشیار ہو گیا جمشید نے کہا ایک نامہ املاک گرانزندان مالک مرحلہ ششم کو میری طرف سے لکھو اور فی الفور روانہ کرو کہ ای املاک خوب ہوشیار رہنا سعد بن قباد طرف تمھارے مرحلے کے آتے ہین جس وقت آوین فوراً گرفتار کر لینا نامہ لکھکر تیار ہوا بوتیسال جادو کو دیا گیا وہ نامہ لیکر طرف املاک کے چلا راہ مین خواجہ نے اُس نامہ دار کو فوراً گرفتار کیا کل حال مفصل پوچھ لیا اُسکو تو ایک درہ کوہ مین بیہوش کرکے ڈالدیا آپ بوتیسال کی شکل بنکر طرف املاک کے چلے املاک گرانزندان کر ساحر زبردست ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کل رفقا جمع ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر بوتیسال نامہ دار خداوند حاضر ہو املاک نے سامنے بلوایا عمرو نے آکر نامہ دیا املاک نے نامہ پڑھکر سر ہلایا کہا مین جانتا تھا کہ اب میرے مرحلے کی باری ہو طلسم کشا ارادہ تو کرے ای بھونچال جادو تم جاؤ جاکر سعد کو پراگندہ کرو بھونچال اکیلا اُٹھا املاک نے کہا ابھی کہ کچھ فوج تو ساتھ لو عمرو نے کہ بشکل بوتیسال تھا کہا ای بھونچال مجھکو بھی ساتھ لیتے چلو مین طرف خداوند کے چلا جاؤنگا بھونچال نے تخت پر سوار کر لیا خواجہ جو بھونچال کے ساتھ چلے تو راہ مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین بھونچال کو لُبھا رہے ہین نظم

جان لی پہلے تو وہ عالم دکھایا آپنے	پھر کیا تابوت پر رحمت کا سایا آپنے
عمر بھر پوچھا نہ کیون ہمکو بنایا آپنے	عشق بازی مین کسے بے شل پایا آپنے

خوش پھنس اونے لگے مجھکو بھی سوتی کی طرح
جانِ جان صورت نکوئی میری آمرزش کی تھی
مجھکو درد عشق بازی کی دوا اک بھی نہ دی
یہ تو کیسے نکلے تھے جسوقت سیر حشر کو
ربط اِک جانِ دو قالب تھا جو ہمسے کیلیے
خوش ہوے دیکھا اثر آہ قیامت خیز کا
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہو اُسے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہاتھ فکرین خوب کین
بھول کر اُسنے نہ پوچھا درد و غم مین ای ہنر پر

اِس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپ نے
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوایا آپ نے
مردۂ صد سالکو اکثر جلایا آپ نے
لنککو ترسایا کیسے جلوہ دکھایا آپ نے
کیون کیا ہوکر جدا اپنا پرایا آپ نے
کیون دل مظلوم کو اتنا ستایا آپ نے
دل نے مجھکو دکھ دیا دل کو ستایا آپ نے
لاکھہ کچھ چاہا مگر قابو نہ پایا آپ نے
ہائے کس بے رحم سے دل کو لگایا آپ نے

بھو بنچال کہتا ہی اے بوتیسال کیا کمال حاصل ہی مگر خواجہ دیکھتے ہین کہ بہت ہوشیاری
سے جاتا ہی چہار جانب دیکھ رہا ہی دمبدم کہتا ہی کہ بوتیسال مجکو تردد ہی کوئی آفت
آنے والی ہی میرا دل دھڑک رہا ہی خواجہ کہتے ہین کہ اے بھو بنچال بڑے شخص کی
تدبیرین چلے ہو یہی باعث ہی کہ دل کو بیقراری ہی ادھر سعد بن قباد لوح کو دیکھکر
نکلے ہین اور شہباز جادو اپنے مقام سے اُڑتا ہوا اِس خیال سے آرہا ہی کہ سعد کو تباہ
کرون بھو بنچال نے جو شہباز کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا
کہ اے شہباز کہان جاتے ہو شہباز نے کہا مین فکر مین طلسم کشا کی نکلا ہون کہ اُنکو
جاکر تباہ کرون دیکھو ابھی جاتا ہون یہ کہکے زمین پر آیا ایک آہو کی شکل بنکر چلا
سعد جو کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آہو کو جو آتے ہوے دیکھا کوئی برابر
کھڑا تھا اُسنے کہا لوح کو ملاحظہ کرکے تیر ماریے سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ بادشاہ مرحلۂ پنجم شہباز بلند پرواز آہو بنکر آیا ہی چاہتا ہی آپ کو سرگردان
کرے لہذا بہتر یہ ہی کہ اسم حاشیہ پڑھکر تیر مارو تیر خطا نہ کریگا بادشاہ نے کمان
کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کیا تاک کر تیر مارا اِدھر چنبل
شہباز نے چاہا بھاگ جاؤن مگر پاؤن مین زنجیرین پڑ گئین تیر آکر پڑا کہ پہلو کو

توڑ کر باد گذر اجست کرکے گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ایک آندھی سیاہ اٹھی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من شہباز بلند پرواز بود بھونچال نے آسمان سے دیکھا
کہ شہباز مارا گیا بڑا خوف پیدا ہوا کہا ای بوتیسال اب مین کیا کرون دیکھو شہباز
ایسا جادوگر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا سامنے
ایک کوہ ہی اُسپر چلکر ٹھہریے مین بھی تمھارے سحر مین شریک ہونگا سوچکر تدبیر
کرینگے جو ہوسکیگا وہ بجا لاوینگے بھونچال اُسپر راضی ہوا سامنے کوہ تھا اُسپر
آکر ٹھہرا تدبیر مین سوچنے لگا کبھی کہتا ہی تازنین بنکر جاؤن کبھی کہتا ہی طائر پرند
بنکر سایہ ڈالون مگر ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ تیر ماردین خواجہ نے کہا مین جاکر
شراب لاؤن دو چار جام پیو اُسکے بعد پھر تدبیر کرو بھونچال نے کہا کہ ای
بوتیسال شراب یہان جنگل مین کہان ملیگی ہر چند کہ ہم لوگ شراب کے عادی
ہین شراب پی کر عقل زیادہ ہوگی تدبیر نکل آئیگی عمرو نے کہا سامنے بھٹی ہی مین
وہان سے لے آؤنگا بھونچال نے کہا ای بوتیسال تمھارے ساتھ ہونے سے
بڑا لطف حاصل ہوا گاتے ایسا ہو کہ دلکو بیقرار کردیا اب شراب کی تقریب
کر رہے ہو تم ہی ڈھونڈھکر لاؤگے میرا یہ حال ہی کہ تمکو دیکھکر کانپتا ہون
سوچتا ہون کہ کیا تدبیر کرون خواجہ بہ شکل بوتیسال پہاڑ سے اُترے چند
گلا بیان اپنے پاس سے نکالین ایک مٹی کا لوٹا لیا اُسمین اُس شراب کو
بھر کر سامنے بھونچال کے لائے مگر بعد جانے خواجہ کے بھونچال سوچ رہا
تھا کہ کیا سبب ہی کہ بوتیسال کو دیکھکر دل کانپتا ہی اِس سوچ مین تھا کہ ایک
طائر آسمان پر آیا اُسنے آواز دی کہ ای بھونچال قدرت نے مجھکو بھیجا ہی تجھکو
اطلاع کرتا ہون کہ بوتیسال کے ہاتھ سے شراب نہ پینا ورنہ باعث خرابی ہوگا وہ عیار
مکار سحار بان نہ زادہ ہی اُسکو گرفتار کرکے مقام افلاک پر لیجاوہ اُسکو سزا دیگا
بھونچال مطمئن ہوا اب اِس فکر مین بیٹھا کہ عمرو آئے تو مین اُسے گرفتار کرون
مگر خواجہ شراب لیے ہوے آتے تھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک جادوگر

بیٹھا ہو اُسنے پکارا کہ میان جانے والے ہمکو بھی تھوڑی شراب دو عمرو نے کچھ جواب نہ دیا اُس جادوگر نے گبر کی آواز دی پانوُن عمرو کہ زمین نے تھام لیے وہ جادوگر اُٹھکر آیا شراب ہاتھ سے خواجہ کے لے لی اور بیٹھکر پینے لگا شراب پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے زنبیل سے کمند نکالی اور کمر سے خنجر نکالا کھینچکر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مین نہنکال جادو بود بھونچال جو بالاے کوہ بیٹھا تھا دل مین اپنے کہتا ہی کہ میرے بھائی کو کسنے مارا کوہ سے اُٹھا پرپرواز پیدا کرکے چلا آسمان سے دیکھا کہ خواجہ بہ شکل بوتیسال کپڑے نہنکال کے اُتار رہے ہین بھونچال کو بہت ناگوار ہوا وہین سحر کیا کہ خواجہ بیہوش ہوکر گرے بھونچال نے آکر سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا بہ صورت اصلی ہوگئے بھونچال نے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو میرے ساتھ کیون آیا تھا مین نے ایسے ایسے بہت فقرے دیکھے ہین دیکھا تو نے کہ مین نے کیسا گرفتار کیا عمرو نے کہا ای بھونچال مین تو تمھارا خیرخواہ ہون مقابلا سعد سے تمکو روکا اگر اُنکے سامنے جاتے تو بیشک قتل ہوجاتے بھونچال نے کہا خواجہ تمنے بوتیسال کو کیا کیا عمرو نے کہا مین نے اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا چلکر وہان سے لو بھونچال عمرو کو ساتھ لیے ہوے درہ کوہ پر آیا بوتیسال کو ہوشیار کیا بوتیسال نے دیکھا کہ بھونچال اور ایک شخص دُبلا پتلا تا نتیا میرے قریب کھڑے ہین بھونچال کو اُٹھکر سلام کرنے لگا بھونچال نے کہا ای بوتیسال تمنے بڑا دھوکا کھایا تھا تمھاری شکل پر عمرو دربار املاک مین پہونچا وہی نامۂ قدرت املاک کو دیا املاک نے مجھکو روانہ کیا کہ جا کر سعد کو تباہ کرو یہ ظالم میرے ساتھ آیا درۂ کوہ پر ٹھہر اتھا اِس ظالم نے مجھسے کہا کہ شراب لاؤن مین نے کہا کہ اچھا جاؤ راہ مین اِسنے نہنکال کو مارا اور اُسکے مرنے کی آواز میرے کان مین آئی حیران تھا کہ کسنے مارا آخر پر پرواز پیدا کرکے چلا جاکے دیکھا کہ یہ کپڑے اُسکے اُتار رہا ہی مین نے گرفتار

کرکے سحر کیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا تم تو قدرت کے پاس جاؤ جاکر سب
حال بیان کرنا اور کہنا کہ بھونچال نے عرض کی ہی کہ قدرت نے مجھکو بچایا طائر کو
بھیجکر بتا دیا کہ بوتیسال عمرو عیار ہی اگر آپ میری فکر رکھین گے تو بن سعد کو
گرفتار کر لاؤنگا اپنے ہاتھ سے لکھکر ایک نامہ بھی دیا بوتیسال طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا مگر بھونچال عمرو کو لیے ہوے آتا ہی خواجہ نشتین کر رہے ہین کہ ای بھونچال
کسی مقام پر ٹھہر جاؤ مین اپنا سب حال سناؤن جو کچھ میرے پاس ہی وہ تمکو دون
بھونچال کہتا ہی مین روپے سے باز آیا تھوڑی دیر مین دربار املاک مین بھونچا
کہا اے شہنشاہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا املاک نے کہا اسکو لیجاؤ اور لیجاکر اسکو
قصر تاریک مین قید کرو اور تاریک جادو سے کہنا کہ خیال رہے آب و دانہ
اسپر بند کر دینا جب یہ مرجائے لاش اسکی جنگل مین پھینک دینا مین اسکی روح
کا پیر بناؤنگا جہان جائیگا ایسا کام کریگا کسی بات مین نہ رکیگا حقیقت مین ایسا
پیر کسے ملیگا چند جادوگر عمرو کو لے چلے عمرو راہ مین روتا ہوا جاتا ہی کہتا ہو کہ
یارو مجھسے رشوت لے لو مگر مجھے چھوڑ دو وہ کہتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ
تمکو چھوڑین قصر تاریک مین چلکر تمکو قید کرینگے تاریک جادو اپنے مقام
پر بیٹھی تھی کہ اسکو خبر ہوئی کہ قیدِ عمرو آتی ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی سوچی املاک نے
غضب کیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس روانہ کیا مین اسکو کیا کرون جو اسکو قید کرتا ہی
وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھی عمرو کو لیکر قصر تاریک مین آئی وہان
لاکر عمرو کو قید کیا مگر رنجیدہ کبیدہ اپنے مکان مین آئی بیٹی اسکی سحبتہ تیز رو اُسنے
پوچھا مادر مہربان آج کبیدہ کیون ہو مین دیکھتی ہون کہ رنگ رو اُڑا ہوا ہی
تاریک جادو نے کہا اے نور نظر کیا بیان کرون عمرو عیار کو بھونچال گرفتار کرکے
لایا املاک نے اُسکی قید یہان روانہ کی مین نے اُسکو قصر تاریک مین قید کیا ہی
مگر حیران ہون کہ کیونکر جان بچیگی کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہی کہ جو
عمرو کو قید کریگا وہ اُسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین خیال کرتی ہون کہ اِس

حوالی مین کوئی ایسا دوست اسکا نہین کون اسکو روکیگا لہذا مین نے آب ودانہ
اسپر بند کیا ہو نہیں کر سکے ۔ رونا تھا کہتا تھا کہ مجھے رہا کرو مین نے جواب نہین
دیا اسکو قید کر آئی سمینہ نے یہ سنکر کہا ای مادر مہربان یہ مناسب نہین ہو کہ قیدی
آپ کے یہان رہے اور اسکو آب ودانہ نہ ملے اگر حکم ہو تو مین کھانا اسکو پہونچا
دون تاریک نے کہا ای نور نظر املاک نے یہی حکم دیا ہو کہ آب ودانہ بند رکھنا
کہ عمرو کو ایسا صدمہ پہونچے کہ تڑپ تڑپ کر مرے سمینہ خاموش ہو رہی تاریک نے
کہا مین دربار املاک مین جاتی ہون اب کل آؤنگی تاریک تو گئی مگر سمینہ تیز رفتار
کہ عیاری مین اسنے کمال پیدا کیا ہو عمرو کا نام سنکر بیقرار ہو گئی کہ ایسا عیار اور اس
مصیبت مین مبتلا ہو اور ہم اسکی مدد نہ کر سکین کھانا لیکر سمینہ چلی قصر تاریک مین
آئی ایسا سیاہ مکان ہو کہ خواجہ رو رہے ہین بیقراری مین عرض کرتے ہین کہ ای
کریم کارساز وای رب بے نیاز اس مصیبت سے بچالے عجب بلا مین پھنسا ہون
یہان کون مدد کرنے والا ہی تو اگر چاہیگا تو رہائی ہو جاوے گی نظم

ز روے گل تو بنمائی بہ گلشن چہرہ زیبا ۔ کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا ۔ تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بہ حسن یوسف خود کردہ بودی گرم بازاری ۔ تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخارا
مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی ۔ بہ موسی مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون ۔ کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان ۔ بر آوردی تو از آب مصفا لولوے لالا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر بخشی ۔ ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندہ ہندی ۔ بحال بندہ خود یا الہ العالمین بخشا

یہ صدا سنکر سمینہ بیقرار ہو گئی قصر مین آئی کچھ سوجھتا نہین کہ قیدی کس طرف ہی
آخر اسنے فلیتۂ عیاری روشن کیا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین قمر عذار
فلیتۂ عیاری لیے کھڑی ہو اور ایک ہاتھ مین کھانا ہی سمینہ نے جو صورت عمرو کی

دیکھی نفرت کلی حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا عیار اور ایسا بدصورت لیکن خواجہ نے گنگنا کر یہ چند اشعار گائے نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان مین بہک گئے

آواز بھی سنائی نہ تو نے ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی پٹک گئے

پہلو مین آکے میرے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پانون تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

جام شراب اسنے دیا جب رقیب کو
اشکون سے میرے چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل مین رہنے کے خاطر شب فراق
لینے کو میری آہ کے شعلے اپک گئے

خط دیکھے بدگمان ہوئے سطوت ہم اسقدر
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

ان اشعار مین خواجہ نے اپنا حال سنایا خوش آوازی سنکر سمینہ کو بھی ایک عشق ہوا اور دل سے کہتی ہو اگرچہ بدصورت ہو مگر کیا آواز رکھتا ہو دل پہ چوٹ پڑتی ہو کوئی تو کمال ایسا ہو کہ ساحرون کو مارتا پھرتا ہو ہرچند کہ مادر مہربان نے قید کیا ہو مگر خوف سے کانپ رہی ہین یہی خیال ہو کہ اس شخص کے ہاتھ سے کیونکر بچون اور ادھر طلسم کشا آیا چاہتے ہین اگر وہ آگئے تو انکو کون روکیگا بیٹھ گئی کہا خواجہ کل سے تمپر آب و دانہ بند ہو مین لیکر آئی ہون اسکو نوش کر و حقیقت مین عجب مصیبت مین ہو کھانا نوش کرو مین تمھاری رہائی کی بھی تدبیر کرونگی عمرو نے کہا مین یہ کھانا کیونکر کھاؤن کافر کے گھر کا پکا ہوا ہو اطاعت اسلام کرو تو مین کھاؤن یہ سنتے ہی اس معشوقہ نے مسکرا کر کہا خواجہ اگر تمھارے مذہب کا اعتقاد نہین کیا تو مین کیونکر آئی طبیعت کھینچکر لائی ہو جو کہو وہ قبول کرون اب تمسے کیا عذر ہو خواجہ نے اسے مطیع اسلام کیا خواجہ کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا تعریفین کرتے جاتے ہین کہ سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہو مجھکو خیال ہو کہ ایسی صورت کبھی نہین دیکھی

وہ مہ جبین شرما کر سرجھکا لیتی ہی اور کہتی ہی خواجہ تمھاری عیاری کے شہرے ہین عمرو نے
کہا اے ملکۂ عالم مجھکو دشمنون نے بدنام کیا ہی مین ساحرون کا دوست ہون سمینہ نے کہا
اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے ایسے ایسے کارہاے نمایان کیے کہ تمام مین قاتل ساحران
کہلائے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا ملک کے ملک برباد کر دیے مین مدت سے
تمھاری جویا تھی کہ خواجہ کو دیکھون آج مادر مہربان نے جو ذکر کیا دل مین خیال
ہوا کہ اے سمینہ مقام افسوس ہی کہ خواجہ ہمارے قبضے مین ہون تم کھانا نہ کھلا سکین مان سے
پوچھا انھون نے منع کیا کہ بیٹا وہان نہ جانا وہ بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ وہ
عیاری کرے تو باعث خرابی ہو وہ عیار ایسا زبردست ہی کہ اسکی بات بات مین
عیاری بھری ہی پس اے خواجہ مجھکو تمسے خوف معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم
تم مجھسے کچھ خوف نہ کرو سمینہ نے کہا مین تمکو ضرور رہا کر دونگی مگر تاریک کی خبر لینا
عمرو نے کہا بے قتل تاریک مین نہ جاؤنگا ایک دفعہ مین مٹا دونگا اب تاریک
کیا بچیگی اسنے مجھے بے قصور قید کیا اور آب و دانہ بچھڑا بند کر دیا رزاق مطلق
نے تمکو مہربان کیا کوئی دنیا مین بے آب و دانہ نہین رہسکتا وہ رزاق رزق
پہونچاتا ہی سمینہ نے کہا مین رخصت ہوتی ہون آج شب کو مادر مہربان سے
پوچھونگی کہ اگر کوئی ارادہ رہائی عمرو کا کرے تو کیا تدبیر کرے شاید کھلجائے عمرو نے کہا
اسطرح پوچھنے مین وہ گھبرائیگی صاف صاف نہ بتائیگی تم یہ کہنا کہ مادر مہربان
گرفتاری عمرو مین کوئی سختی بھی رکھی ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے
سمینہ نے کہا آج مین دریافت کر لونگی محل مین آکر بیٹھی مگر گانے کا عمرو کے اشتیاق
اشتیاق ہی جی مین کہتی ہی کہ عمرو کیا خوش آواز ہی اسکی آواز مین سوز و گداز ہی
اسی فکر مین بیٹھی تھی کہ تاریک آکر پہونچی سمینہ براے تسلیم خم ہوئی تاریک نے
کہا کیون بیٹا آج تم کیون متردد ہو سمینہ نے کہا اے مادر مہربان جبسے آپ تشریف
لیگئی تھین مجھکو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کوئی رہا کر کے لیجائے تو آپکے
لیے بدنامی ہی مین بابنہاے عیاری لگا کر قریب قصر پہونچی گر دبھرا کی یہی خیال ہی

کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آئے اور چھڑا کر اسکو لیجائے تو املاک گرانہ دندان کیسا برہم ہوگا اسکو کون سمجھائیگا اسکا غصہ تو غضب کا ہی کئی ہزیرون کو مار ڈالا کتنے ہی خدمتگارون کو قتل کیا اُٹھتے پہر برہم بیٹھا رہتا ہی کسی وقت اسکو خوش نہین دیکھا مجھکو یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو آپ سے برہم ہو آپ بھی آتشخو شعلہ مزاج اسکی باتین آپ سے نہ سُنی جاوینگی خوب سمجھا کر سمینہ نے کہا تاریک نے جواب دیا کہ بیٹا کسکی مجال ہی کہ عمرو کو رہا کر سکے بانیان طلسم نے دہ مکان ایسا بنایا ہی کہ اگر غیر اُس مین جائیگا تو نشان قیدکا نہ پائیگا اندھیرے مین ٹٹولتا پھریگا جا بجا مُنھ کے بھل گریگا اصل جا یہ ہی کہ یہ شیشہ جو طاق مین رکھا ہی اس مین آب دمیدہ سامری بھرا ہی پہلے اسکو لیجائے گر دقصر چھڑکے پھر اندر جاوے سامنے عمرو کے اس شیشے کو جا توڑے تب وہ قید سے رہا ہوگا پھر نکلجائیگا کوئی نہ روک سکیگا سمینہ خاموش ہو رہی رات کو جب تاریک سو گئی تب سمینہ نے اُٹھکر وہ شیشہ اُٹھایا اور دوسرا شیشہ اسی وضع کا اُس مقام پر رکھدیا اور اُس شیشے کو لیکر باہر آئی قریب قصر تاریک پہونچکر وہ پانی چھڑکا اور اندر قصر کے گئی اور وہ اندھیرا جو کہ سابق مین دیکھا تھا اُسکو نہ پایا پھر وہ شیشہ سامنے عمرو کے توڑا تمام قید جسم سے کٹ کر گری عمرو نے رہائی پائی جب قید عمرو کے جسم سے گرگئی تو سمینہ نے کہا کہ خواجہ باہر نکلو خواجہ باہر نکلے ہوا جو لگی خواجہ کو ایک فرحت حاصل ہوئی کہا ای ملکہ بہت مدت سے یہ سیب میرے پاس رکھا ہوا ہی اسکو نوش کرو سمینہ نے بلا خوف لیکے سیب کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے سمینہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سمینہ کی شکل بنکر قصر تاریک مین آئے تاریک جادو دوسرے روز جو دربار شاہ سے آئی بیٹی کو دیکھا چھپر کھٹ پر سو رہی ہی پکار کر پوچھا کیون نور نظر مزاج کیسا ہی عمرو نے کہ بصورت سمینہ پلنگ پر لیٹا تھا جواب دیا کہ کنیز کو بڑا اندیشا ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو رہا ہو جائے اور آپ پر کوئی صدمہ پہونچے تشریف رکھیے خاصہ تیار ہی تاریک جادو نے کھانا کھایا کھاتے ہی نیند غالب ہوئی پلنگ پر جا کر لیٹی

لیٹتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے خنجر گھسیٹا مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو معشوقہ کے خلاف ہو اور وہ کہے کہ میری ماں کو کیون مار ڈالا تو کیا جواب دونگا یہ سوچکر تاریک کی زبان مین سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور سمینہ کو نکالکر بٹھا لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم مین نے تمھاری ماں کو گرفتار کرلیا اگر اُسنے اطاعت کی تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا تمکو تو خلاف نہ ہوگا سمینہ رونے لگی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کہین ہو سکتا ہے کہ ماں کا غم نہ ہو مین یاد کرونگی رو رو کے جل تھل بھرونگی عمرو نے تاریک کو مذہب اسلام کی ترغیب دی تاریک نے سنا تاملہ نے کہا اے ملکۂ عالم بیٹی تمھاری مطیع اسلام ہو چکی اب تم کیون انکار کرتی ہو سوچو تو مذہب سامری و جمشید مین کیا بھلائی ہے مثل تمھارے وہ بھی جادوگر تھے اُنھون نے دعوی خدائی کیا آخر موت نے اُنکو نہ چھوڑا اگر خداوند ہوتے تو موت کاہے کو آتی خود ہی زندہ جاوید ہوتے جتنے زندہ ہین وہ ضرور مرینگے اگر اطاعت نہ کرو گی تو ابھی تمکو قتل کرونگا فقط سمینہ کے خیال سے تمکو سمجھاتا ہون ورنہ میرا دستور ہے کہ جہان جادوگر میرے قبضے مین آیا فوراً اُسے قتل کیا لاشے کو سگ صحرائی کھا جاوینگے یہ کہکے عمرو نے نیمچہ کھینچا سمینہ نے اُٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھاما مگر کہا تھوڑی دیر توقف فرمایئے مین بھی سمجھا لون یہ کہکے قریب آئی کہا اے مادر مہربان خداوند کی جو کتاب سوانحات ہے اُس مین صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین پس جب طلسم ٹوٹا تو جمشید ثانی بھی قتل ہوگا یا بھاگ جائیگا مگر صاحبقران کا یہ دستور ہے کہ جو جادوگر گرفتار ہو کر آتا ہے اُسے سمجھاتے ہین اگر وہ مسلمان ہوا تو بہتر ورنہ بہ حالت انکار فوراً قتل کرتے ہین اگر جمشید ثانی بھاگ جائیگا تو صاحبقران تعاقب کرینگے کوئی تدبیر نہ اُٹھا رکھین گے عمرو ایسا عیار وہ جمشید کو تلاش کرلیگا خداوند ضرور مارے جاوینگے اب زندہ نہ بچین گے اپنی سلطنت نہ کھویئے مین تو اطاعت کر چکی بلکہ کلمہ پڑھا اب بہتر یہ ہے کہ ادیان باطلہ پر لعنت کرو اور شریک اسلام ہو تاریک جادو نے اشارہ کیا کہ میری

زبان سے سوزن نکالو مین مسلمان ہوتی ہون خواجہ نے جیسے ہی سوزن نکالی تاریک کے تیور بدل گئے خواجہ بھی سنبھلکر بیٹھے سمینہ کا عجیب حال ہی گھبرا رہی ہی کہ کیا ہوگا مگر تاریک نے خواجہ کی نگاہ بچا کر بچی کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگی کہا اسکو سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگی وہ اِسکو سزا دینگے کہ تو نے غضب کیا خواجہ اُٹھکر ایک جانب بھاگے مگر حیرت مین ہین کہ سمینہ کو کیونکر رہا کرون اور تاریک سمینہ کو لیے ہوے اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ برابر قصر ظلمات کے پہونچی اسکی بہن ظلمات جادوہ نے جو دیکھا کہ بہن میری تاریک میری بھانجی سمینہ کو پکڑے لیے جاتی ہی پکارکر آواز دی ای ہمشیرہ خیر تو ہی تاریک اُتر آئی ظلمات نے مسند پر بٹھایا اور سمینہ کو اپنی گود مین بٹھا لیا کہا ای بہن اِس نورچشمی نے کیا خطا کی تاریک نے کہا اِس فتنہ انگیز نے غضب کیا کہ عمرو کو رہا کر دیا مجھکو باندھا تھا کہتی تھی مسلمان ہوجاؤ کیون ای ظلمات کیا بیوقوفی ہی کہ ہونے دو سے خداوندونکو چھوڑکر صرف ایک خدائے نادیدہ کی اطاعت کرون مین نے دم دیکر اپنے کو رہا کرایا اُسپر تو ہاتھ نہ ڈالا وہ لنگوٹا عیار بلائے روزگار تھا اسکو لیکر بھاگی اب خدمت شاہ مین جاتی ہون کہ اِسکو سزا دلواؤن پھر عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن ابکے مرتبہ لاکر اُسکو تمھارے پاس قید کرون ظلمات نے کہا مین تو اپنے تصرف مین نہ رکھونگی مگر اِس بچی کی باتون پر غصہ نہ کرو کیون بیٹا سمینہ تم مان کی دشمن ہوگئین کچھ افسوس نہ آیا سمینہ نے کہا مین تو بُرا نیکی سمجھاتی تھی کہ طلسم اب نہ بچیگا ظلمات نے کہا کتاب سامری کی تحریر کا خیال نہ کرو جمشید ثانی اُسکو منسوخ کر چکے نئی کتاب بنائی ہی ابتدا مین یہی لکھا ہی کہ طلسم کسی طرح فتح نہ ہوگا سعد بن قباد کی موت میرے ہاتھ سے ہی تاریک نے کہا یہ ٹھیک ہی قدرت بڑی کوشش کر رہے ہین اُنکی کوشش خالی نہ جائیگی طلسم کو وہ بچا لین گے سعد کو شکست دینگے سمینہ خاموش ہو رہی ظلمات نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر اگر ایسا نہ کروگی تو مبتلائے بلا ہوگی سمینہ نے کہا مین تابعدار ہون

اگر حکم دیجیے تو عمرو کو گرفتار کر لاؤن جب تو میری خطا معاف ہوگی ظلمات نے کہا بیٹا تمنے سحر نہین سیکھا عیاری پر قدم مارا کوئی تو ہنر اپنا دکھاؤ عمرو کو تلاش کرکے لاؤ مان کو راضی کرو سمینہ کمند بن لیکر کوہ سے اتری ایک جنگل مین آکر ٹھہری کہ سامنے سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ آتے ہین سمینہ نے ملاقات کرکے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری چلیے آپ کو قصر ظلمات مین لے چلون ظلمات وہ نارہ ہیگا۔ ایک ہی مقام پر ہین عمرو نے کہا ٹھہرو مین عمرو کو ابھی دیتا ہون یہ کہکے جنگل مین گئے اتفاقاً ایک مسافر جاتا تھا اسے زبردستی گرفتار کیا اور اسکو اپنی شکل بنایا اور آپ ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے سمینہ کے آئے عرض کی اے ملکۂ عالم لیجیے عمرو حاضر ہے مین رخصت ہوتا ہون سمینہ حیران ہے کہ یہ عمرو کیسا گرفتار رہا خواجہ نے اشارے سے کہا کہ عمرو مین موجود ہون یہ ایک مرد مسافر ہے اسکو لیجا کر قتل کراؤ تمھارا رنگ جمیگا مان تمھاری راضی ہوجائیگی سمینہ عمرو نقلی کا پشتارہ باندھکر جست وخیز کرتی ہوئی چلی مگر جادوگر کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم شراب پلا کر سب کو بیہوش کرو دونونکو مارلو پھر میرے ساتھ نکل چلو سمینہ جواب دیتی ہے کہ ارادہ تو یہی ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے عمرو کو لیے ہوے قصر ظلمات مین آئی ظلمات نے پوچھا کہ اے نور نظر شیر یا روباہ کہا آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتی ہون عمرو جنگل مین جاتا تھا مین نے کمند بیخ حس پوش کرکے اسے گرفتار کر لیا مگر کچھ چالاک وچست نہین ہے فوراً کمند ون مین آگیا اور جلدی سے مین نے حباب بیہوشی مارکر گرفتار کر لیا یہ سنکر تاریک بہت خوش ہوئی پوچھا یہ جادوگر کون ہے سمینہ نے کہا اسنے بڑا کام کیا مجھسے تو عمرو لڑتا تھا اسنے سحر کرکے عمرو کو پکڑ لیا ورنہ گرفتار نہ ہوتا تاریک اپنے مقام سے اٹھی کہا اے سمینہ اب عمرو کو زندہ نہ چھوڑونگی ظلمات بھی منع کرتی ہے کہ ہمشیرہ ابھی ٹھہر جاؤ اب تو قبضے مین ہے جب چاہینگے قتل کر ڈالین گے مگر خواجہ اس فکر مین ہین کہ ان دونون کو قتل کرون ورنہ معشوقہ کے لیے خرابی ہوگی پھر مشکل ہوگی یہ دونون اسکی دشمن ہوجائینگی یہ سوچ رہے ہین آخر چلا کر کہا کہ

صاحبو آپس مین باتین کرتے ہو دیکھو تو گنہگار کا کیا حال ہی ابتک تو بیہوش ہی
الیسا نہو ہوشیار ہوجائے ذرا تسکین کرو ہوشیار رہو گھبرا نہ جاؤ مین بھی اِس
ظالم کا دشمن ہون جب مین نے دیکھا کہ عورت سے بہ ڈر رہا ہی اور کسی مقام پر یہ
دبتا نہین تو مین نے قریب آکر سحر کیا کہ میرے سحر سے یہ سارہ بان زادہ لڑکھڑا کر گرا
ملکہ نے پشتارہ باندھا پھر کیا تھا جب باندھ چکین اور اِسکو ہوشیار کیا تو فریب
کرنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ یارو مقام افسوس ہی اِسوقت میرا کوئی شاگرد نہین
آیا ورنہ تم سب کو مار کر مجھے چھڑا لیتا سمینہ نے کہا اُستاد تو اُنکا گرفتار ہوا شاگرد
آتا تو کیا ہوتا یہ کہکر سمینہ نے جماہی لی یہ دیکھ ظلمات نے پوچھا بیٹا آج شراب تمنے
نہین پی بس وہ جادوگر بول اُٹھا کہ شراب منگوائیے جب عمرو سے لڑ رہی تھین
تو مین نے دیکھا تھا کہ آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے تھے مین نے جو پوچھا تو اُسکا
یہ جواب دیا کہ مین نے کئی دن سے کھانا پانی ترک کیا ہی اِسی غم مین کہ ماں وخالہ
سے چھوٹتی ہون اِسوجہ سے سب چیزین ترک کین مگر تاریک نے اپنے مقام
سے اُٹھکر بیچہ مار اعمر و نقلی کا سر کاٹ لیا وہ جادوگر خوشیان کرنے لگا کہا حضور
اِبتو دشمن کا کام تمام ہوا صاحبزادی کو شراب پلائیے ظلمات نے کہا میاں ساحر
صاحب منبر پر گلابیان رکھی ہین جتنی چاہو لیکر پلاؤ تمھارا گھر ہی ہم لوگ بلا تکلف
ہین جس سے ملے اُس سے ملے جسکے دشمن ہوے اُسکے دشمن ہوے عمرو نے
جلدی سے گلابیان اُٹھائین جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالدی پہلے
جام تاریک کو دیا اُسنے کہا ہین نہ پیونگی اول صاحبزادی کو پلاؤ عمرو نے کہا آپ بزرگ
ہین پہلے آپ پیجیے پھر اُنکو بھی پلاؤنگا تاریک خوشی خوشی پی گئی ظلمات کو جام
دیا جب ظلمات بھی پی چکی تو میان ساحر نے بھی پی سمینہ کو بھی پلادی خوشی مین
میان ساحر یہ اشعار گانے لگے نظم

دل بھی خون ہوکے بہا لیکن جو پیکان آیا	صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد مجھکو رخ زیبا ترا ایجان آیا	جب کبھی تذکرہ یوسف کنعان آیا

وصدوم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی
دیکھنا دست جنون کی تو ذرا چالاکی
دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنون کا جنون
تیری رحمت کر چڑھانے کو مری تربت پر
تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا
عمر بھر آرزوے نامہ وپیغام رہی
منزل جوش جنون کی جو مسافت طی کی
کیسلیے شور قیامت یہ مچا رکھا ہی
ای نیر برانکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی

وحی بھیجی اُنھین اللہ نے قرآن آیا
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا
جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا
خط ہی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا
لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

ظلمات نے کہا میان جادوگر صاحب خوب گاتے ہو عمرو نے کہا میرے محلے مین گویے رہتے ہین اُنکا گانا سُن سُنکر اُڑا لیتا ہون تم خاطر جمع رکھو مین ہمیشہ آیا کرونگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین جاتا ہون تاریک وظلمات اُٹھین کہ مہمان کو رخصت کرین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوئین سمینہ ہان ہان کرتی رہی مگر خواجہ نے دونوکے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ ہوا چند طائر پیدا ہوے منقار مین لاشے اُٹھا کے لے چلے سمینہ وخواجہ اُس مکان سے نکلے اب سمینہ جب خواجہ کے ساتھ چلی تو مان کے واسطے رونے لگی کہتی تھی خواجہ بڑا ستم ہوا کہ مان میری قتل ہوگئی عمرو نے کہا اتنیک وہ زندہ رہتی تو فساد برپا کرتی تمکو چین نہ لینے دیتی اِسوجہ سے اُسکو قتل کرڈالا مگر جمشید ثانی کہ قصر مین بیٹھا تھا طائرون نے لاشے لاکر اُسکے سامنے ڈالدیے اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند اِنکو عمرو نے مارا اور ایک عمرو مرا ہوا پڑا ہی جمشید نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ وہ عمرو نہین ہی عمرو سمینہ کو لے گیا ارے کوئی ایسا ہی کہ اُس فتنہ پردازکو گرفتار کرلائے ہواسے جادو کہ غصے مین بیٹھا ہوا تھا تاریک کا مرنا اُسکو بہت شاق ہوا ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو غلام جاکر گرفتار کرلائے یہ مجال نہین ہی کہ میرے سیچے

سے نکل سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگا جمشید نے کہا اوہوا سے جادو بہت زور
شور سے نہ جانا اپنے کو مختصر رکھنا جب دیکھنا کہ سامنے پہونچ گئے تب زور دکھانا
جب قریب پہونچنا تو للکارنا ہوا سے جادو یہ اقرار کرکے روانہ ہوا مگر بعد جانے
ہوا سے جادو کے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک نامہ املاک گرانہ دندان کو
لکھو کہ کیا خوب انتظام کیا ہو کہ تاریک اور ظلمات قتل ہوئی مگر تمنے خبر نہ لی
شاہزادیون نے نامہ لکھا ایک جادوگر کو دیا وہ جادوگر نامہ لیکر چلا قضائے کار
اُس راہ سے گذرا کہ جس طرف سے خواجہ جاتے تھے اُس جادوگر نے جو دیکھا
کہ خواجہ سمیعہ سے باتین کرتے جاتے ہین جلکیا جی مین کہتا ہو کہ کیا انقلاب ہو کہ بیٹی مان کو
قتل کرکے آشنا کے ساتھ جاتی ہو یہ خیال کرکے جادوگر نے ہاتھ بڑھایا سمیعہ جست کرکے
آگے بڑھی وہ جادوگر خواجہ پر گرا اور خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھالے گیا خواجہ
نے سمیعہ سے پکار کر آواز دی صاحب تم اپنے کو بچاؤ مجھکو جادوگر لیے جاتا ہو
کوئی مقام آج ویران ہونے کو ہو سمیعہ اسباب عیاری سے درست ہوگئی کہ
ہوا سے جادو نے دور سے دیکھا کہ جدید جادو عمرو کو لیے ہوے جاتا ہو
یا طرف مرحلے کے چلا تھا یا طرف جمشید کے پلٹا پکار کر آواز دی کہ او جدید
ذرا ٹھہر جاؤ مین تمسے کچھ کہونگا گھبراؤ نہین سامنے ایک پہاڑ ہو اُسپر ٹھہر جاؤ
جدید اُترا ہوا سے جادو بھی آیا مگر سمیعہ گوشے سے دیکھ رہی ہو کہ جدید کو
ہوا نے آکر روکا دونون باتین کرنے لگے ہوا کی مراد یہ ہو کہ مین مصاحبان
خداوندی مین ہون تم خدمتگار ہو لہذا بہتر یہ ہو کہ قیدی اسکی مجھے حوالے کر دو
جب خداوند سے انعام ملیگا تو مین تمھین بھی شریک کر لونگا جدید کہتا ہو مین
نہ مانونگا آخر ہوا سے جادو بگڑا کہا او جدید مین نہ جانے دونگا خواجہ کو جدید
نے ڈالدیا اور آمادہ بہ جنگ ہوا یہ کہتا ہو کہ او جدید ہم جو کہتے ہین وہ مانو اگر
خلاف کروگے تو بہت پچھتاؤ گے سمیعہ حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک قزاق
کی شکل بنکر بالائے کوہ آئی کہا او لٹیرو ان آپس مین فساد کرتے ہو اور اس

غریب کو کیون باندھا ہی ہوا سے جادو نے کہا اے میان قزاق صاحب تم اس مقدمے
مین دخل نہ دو ہمارے آپس کا مقدمہ ہی ایک دربار کے رہنے والے ہین ایک
خدمتگار ہی اور ایک سردار ہی خداوند ہمارا فیصلہ کرینگے سمیعہ نے کہا بیٹھ جاؤ بیٹھکر
باتین کرو آپس مین فیصلہ کرلو تکرار نہ ہو ہوا سے جادو نے کہا جدید جادو مجھسے
کیا تکرار کرسکتا ہی جانتا ہی کہ مین مصاحب خداوند ہون ایسا نہ ہو کہ اِسکے خلاف
گذرے تو قدرت سے میری شکایت کرے ایک ذرا سے اشارے مین تو دیوانہ
ہوجائیگا جدید نے کہا کیا مجال تمھاری کہ مجھپر ہاتھ ڈالو سامنے خداوند کے ذلیل
کراؤنگا اور یہ بیان کرونگا کہ مین قدرت کے دشمن کو لاتا تھا انھون نے درمیان
مین فساد کیا اور اُسکو رہا کروا دیا ہی سمیعہ نے کہا یہ دونو کوہ میری عملداری مین
ہو تم میرے مہمان ہو مین شراب لاؤن پیو اور پی کر قدرت سے دریافت کرو
دیکھو کیا فرماتے ہین شرابی کے سامنے تو وہ فوراً آتے ہین یہ مجال نہین کہ ہم
بلائین اور وہ نہ آئین جدید نے کہا اے میان قزاق صاحب یہ خوب کہی ہم تمکو
بھی قدرت سے ملوائینگے سچ کہتے ہو کہ نشے مین شراب کے قدرت ضرور
آوینگے بناجاوینگے لہذا میان قزاق صاحب شراب لاؤ سمیعہ زیر کوہ اُتری بھٹی پر
جاکر شراب لی دونون کے آگے لاکر رکھدی کہا لو پیو مین کباب لے آؤن یہ سنکر
ہوا سے جادو نے جام پیا جدید نے کہا دیکھیے آپ نے پھر مصاحبت کی لی ایک
غیر شخص نے دعوت کی ہی تو آپ نے پہلے ہمکو دی ہوتی ہوا سے جادو نے کہا
کیون دیوانہ ہوا ہی ہمارے سامنے تو قدرت سے بات کرسکتا ہی ہم قدرت
سے کلام کرینگے تو بھی پی لے سمیعہ نے گوشے سے دیکھا کہ دونون مین تکرار
ہورہی ہی ہوا سے جادو نے ایک دو تھپڑ مارا کہ صحرا سے آواز گانے کی آئی
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی
ہوئی با ناز و کرشمہ آتی ہی نظم

جلوہ رخ پر نور کا ہر سو نظر آیا	آئینۂ خورشید مین بھی تو نظر آیا

زیر صفِ مژگان وہ نہین چشم فسونگر — شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش جلایا — اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین — تا بندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
نشتر کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — باندھے ہوئے تلوار ہلاکو نظر آیا
اللہ رے تیر غمزہ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرے سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کی — سجدہ یہ دم فکر جبہ پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی ای نور خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

جدید جادو اُسکو دیکھکر بہت بیقرار ہوا اُس نازنین نے آتے ہی جدید کا ہاتھ تھام لیا کہتی تھی ای جدید کیون اسقدر گھبراتے ہو میرے ساتھ چلو باغ گلنار مین تمھاری طلب ہو دیکھو تو کیا کیا نازنینان مہجبین جمع ہین ایک ایک کو دیکھکر خوش ہوگے اور کہوگے کہ یہ شاہزادیان خدمت مین خداوند کے ہوتین تو جلسے کو رونق ہوتی جدید اُس نازنین کے ساتھ چلا ہوا سے جادو اُٹھا کہ نازنین سے کچھ پیغام کہون جدید پر میرا سحر چلگیا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے اثر کیا لڑکھڑا کر گرا صحیفہ نے آکر اُسکو قتل کیا مگر وہ نازنین جو جدید کو لیکر چلی سامنے ایک باغ تھا اُسکے قریب جب پہونچی جدید سے کہا اندر تشریف لے چلو جدید جیسے ہی اندر باغ کے گیا اُدھر صحیفہ نے ہوا کو قتل کیا اُس نازنین پر ایک شعلہ گرا کہ جلکر خاک ہوئی جدید کو ہوش آیا کہتا ہو کہ مین یہان کہان آیا سوچا کہ ہوا سے جادو نے سحر کیا تھا یہ عورت بھی اُسی کے سحر کی تھی اُسکے مرنے کے بعد جلگئی طرف کوہ کے چلا پہاڑ پر آکے لاشہ ہوا کا دیکھا بہت پریشان ہوا کہتا تھا ہوا سے جادو نے مفت مین اپنی جان دیدی افسوس ہو کہ اُسنے بیکار کے بہے مجھسے تکرار کی آخر قدرت نے سزا دی حقیقت مین جہان شراب کا چرچا ہوا قدرت ضرور آتے ہین وہی اُسکو مار گئے

پھر تلاش مین عمرو کی چلا راہ مین دیکھا کہ سمینہ اور عمرو جاتے ہین آگے بڑھکر ایک
چھپر بنا ہوا اس مین ایک ضعیفہ بنکر بیٹھا عمرو و سمینہ جب پہونچے اُسنے پکارا کر اے
بیٹا جانے والے ذرا میرے پاس ہوتے جاؤ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ہو بلا رہی ہو کہ بیٹا ذرا یہان آؤ پانی مجھے اُنڈیلکر پلا دو خواجہ جھپٹ کر
آئے دیکھا ایک گھڑا پانی کا رکھا ہو عمرو نے آبخورے مین پانی بھرا پڑیا بیہوشی کی
ڈالدی کہا نانی امان تو جدید یہ دعائین دینے لگا کہ بیٹا پھلو پھولو آباد رہو تمنے
اسوقت بڑا احسان کیا عمرو نے کہا تمھارا کام کر دیا تم بہت راضی ہو گی جب
عمرو اور سمینہ باہر نکلے تو جدید اُٹھنے لگا کہ سوکر کے عمرو کو پکڑلون بدن مین
رعشہ آیا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے پلٹ کر اُسکا بھی سر کاٹ لیا سمینہ نے کہا خواجہ
اِسکو کیون مارا عمرو نے کہا جو جادوگر کم ہو گیا وہی کم ہو گیا اِسکو غنیمت جان لو
سمینہ نے بڑی بڑی تعریفین کین جب سر جدید کا کٹا تو صورت بدل گئی سمینہ نے دیکھا
کہ جدید جادو تھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ تمنے خوب پہچانا یہ ہماری تمھاری فکر مین
آیا تھا مگر املاک گراز دندان اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہتا ہو کہ کیا غضب ہو کہ
عیاروں نے میری اقلیم مین ہنگامہ ڈالدیا تار ریک وجدید ایسے ایسے
ساحر آئین اور قتل ہو جائین اب دیکھیے بھونچال پر کیا گذرتی ہو کہ وہ براے
گرفتاری سعد بن قباد گیا ہو مگر سعد بن قباد شہبازہ کو مار کر ایک گوشے مین
آئے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ مرحلہ ششم کا اب سامنا ہو بہت سمجھکر کام کرنا لوح
کو قدم قدم پر دیکھنا دیکھیے کیا ہو مگر سامنے صحرا کے نخل ہو وہان بیٹھکر یہ اسم پڑھو
ایک طائر آئیگا وہ تمکو باغ گنجور مین لیجائیگا بے لوح کے دیکھے قدم نہ اُٹھانا
سعد نے صحرا مین آکر اسم پڑھا فراٹے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ
آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر جیسے ہی قدم قایم کیے سعد جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے اور فرمایا کہ باغ گنجور مین پہونچا دے وہ طائر سعد کو لے کر چلا
اُدھر سے بھونچال آتا تھا اِسنے جو دیکھا کہ طلسم کشا پشت پر قیصور جن کی سوار

ہین اورطرف باغ گنجور کے جاتے ہین یقین ہی گنجور جادو اپنے دام مکر مین پھانس لیگی
مین چلکر الگ سے تماشا دیکھون مگر قیصور جن سعد شہریار سے باتین کرتا ہوا
جاتا ہی کہ اے طلسم کشا ہم چند جنات اس طلسم مین قید ہین اور بندگان خدا کو آزار
پہونچاتے ہین ہم سب تمھارے ساتھ ہونگے جہانتک ہوسکیگا عجائب وغرائب
سے آگاہ کرینگے کسی کے دام مکر مین نہ پھنسنے دینگے جیسے باغ مین آپ چلتے ہین وہ
بلا کی مکارہ ہو اُس سے بچیے گا جس صورت سے بن پڑیگا مین آپ کے سامنے آونگا
اور آگاہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ خوشبو پھولونکی جو باغ مین آنے لگی قیصور نے عرض کی
لوح کو چھپائیے یہ باغ گنجور سے خوشبو آتی ہی گنجور نے سحر شروع کیا آپ کی تدبیر
گرفتاری ہو رہی ہی سعد نے جو لوح کو چھپایا بو آنا پھولونکی موقوف ہوئی اور
سامنے سے باغ دکھائی دیا ایک گوشے مین قیصور نے آکر بادشاہ کو اُتار اکہا
غلام رخصت ہوتا ہی جب ضرورت پڑیگی تو اسم مذکور پڑھیے گا غلام فوراً حاضر ہوگا
کسی مشکل مین مدد کرونگا یہ کہکر قیصور تو رخصت ہوا بادشاہ ایک طرف چلے
ہزارہا طائر جو درختون پر بیٹھے تھے منقار ین کھولکر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

خط سے دونا ہوا رخسارۂ دلدار کا روپ	واقعی سچ ہی کہ سبزے سے ہی گلزار کا روپ
بار لانے سے ہی لطف شجر باغ شباب	مار پیچان سے ہی سروقد دلدار کا روپ
بانکپن ترک وفادار کو زیبندہ ہو	دست معشوق مین کیونکر نہ ہو تلوار کا روپ
ابر مین لطف ہی تارونکے نکل آنے سے	کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ کار کا روپ
دہن یار مین کسطرح نہ چمکین دندان	درج مین ہوتا ہی سلک دُر شہوار کا روپ
کیون خریدار ہو نسے رونق نہ اُس یوسف کی	مشتری سے ہی فقط حسن کے بازار کا روپ
عکس رخسار سے عالم تھا عجب گیسو پر	نور سے شمع کے دونا تھا شب تار کا روپ
نور کیونکر نہ اسے نور علی نور کہے	کہ ہوا طرہ دستار سے دستار کا روپ

طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ گنجور پڑی ہوئی سو رہی تھی آواز سے طائرونکی
ہوشیار ہوئی بیرون بارہ دری آکر دیکھا کہ طائر غل مچا رہے ہین سمجھی کہ طلسم کشا

آگیا کنیزون سے کہا لو صاحبو تمنے سُنا طلسم کشا ہمارے باغ مین آگیا طائر غل مچا رہے
ہین حقیقت مین قیصور جن بھی دوست ہوگیا سب اپنی مصیبت بھی بیان کی سعد
نے جواب دیا ہم تمھارے معین ہین ہر مقام پر تمھاری مدد کرینگے اگر خدا نے یہ
طلسم فتح کرا یا تو تمکو تمھاری عملداری دلوا دینگے اسپر قیصور خوش ہوا اب تم لوگ
کچھ تدبیر کرو کنیزون نے بناؤ کیے اور گنجور جادو ایک حسین کی شکل بنکر تیار ہوئی
سب کنیزین پشت پر آپ سب کے آگے آگے سیر باغ کرتی ہوئی چلی اُدھر سے
سعد آتے تھے گنجور نے جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آپکے مین مدت سے
آپ کی مشتاق تھی املاک گراز دندان اِس مرحلے کا حاکم ہے آپکے قصر مین پہونچا
دونگی یا اُسکو بلا بھیجونگی اگر آپ نے اُسکو قتل کیا تو چھٹا مرحلہ فتح ہوا یہ کہکے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیے لیکر بارہ دری مین آئی سعد کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اِشارہ
کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا سازندے و رقاص حاضر تھے اپنا
اپنا کام کرنے لگے گنجور نے جام مے ارغوانی لبریز کیا سامنے سعد شہریار کے لائی
کہا اے شہریار ایک جام نوش فرمایئے آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی ہے سعد نے
جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ایک آواز آئی کہ اے شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے سعد نے
جام ہاتھ سے رکھدیا لوح کو ملاحظہ کرنے لگے لوح مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
وا ے سیارہ این عجائبات اب مناسب یہ ہے کہ اِسکی صحبت کو ترک کرو طرف باغ
جہان نما کے جاؤ سعد نے فورًا اسم پڑھا قیصور جنی بشکل طائر آیا سعد اُسکی
پشت پر سوار ہوے جب چلنے لگے تو گنجور رونے لگی کہا اے شہریار افسوس کا
مقام ہے کہ بعد مدت کے یہ دن نصیب ہوا تو آپ طرف باغ جہان نما کے جاتے
ہین مجھے بھی لیجیے ایسا نہ ہو کہ جہان نما سرکار کے ساتھ کچھ فتنہ کرے مین حضور
کو دمبدم آگاہ کرونگی لوح سے غافل نہ ہونے دونگی سعد نے فرمایا اے گنجور
مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون کوئی کسی کی کیا مدد کریگا وہ حافظ حقیقی
ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت اور ہمارا ہاتھ ہے یہ فرماکر قیصور کو اِشارہ کیا وہ

چاہتا ہی اُڑکر پھلون کو گنجور نے پھر جام اُٹھایا کہا ای شہریار اتنی تو میری خوشی کیجیے
کہ جام پی لیجیے سعد نے اسکا رونا دیکھکر جام لے لیا قیصور نے آہستہ سے کہا شہریار یہ
جام اِسکو پھینک ماریے مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسکو چھوڑ کر نکل چلے مگر اسکی قضا آ پہونچی
ہی سعد نے بموجب کہنے قیصور کے وہی جام گنجور پر پھینک مارا جیسے ہی جام
ٹوٹا اور شراب گنجور پر پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکر خاک
ہوئی تمام طائر جلکر گرے درخت بھی جلے تھوڑے عرصے مین باغ ویران ہوگیا
دیوارین باغ کی گر پڑین قیصور جنی نے کہ حاضر خدمت فیضمند رہتا ہی عرض کی ای
شہریار اب داخل باغ جہان تما ہوگا وہان مین نہ آسکونگا بہت ہوشیار
رہیےگا اسقدر آپ سے عرض کرتا ہون کہ جہان تماسے جادو نے آج جشن
کیا ہی تمام جادوگر چہار طرف کے جمع ہین راگ و رنگ ہورہا ہی آپ بھی بے تامل
جا کے شریک صحبت ہوجیےگا مگر کوئی شے نوش نہ فرمایےگا نہ شراب پیجیےگا ورنہ
گرفتار ہوجایےگا سعد یہ باتین سنکر پشت قیصور پر سوار ہوے قیصور
سعد شہریار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ایک صحراے ہولناک ملا ہر طرف اژدرہان
آتش فشان دوڑتے پھرتے ہین شیران صحرا اژدرون پر حملہ کرتے ہین اور
اژدر شیرون کو جلا دیتے ہین جب منھ سے آگ چھوڑی سر پر شیرون کے شعلہ
پڑا شیر جلنے لگے ہزارہا لاشہ جابجا پڑا ہی آہوان صحرا کو وحشت بونڈون کی
گرد کو دہشت ہر طرف سائین سائین کی آواز آتی ہی جابجا درختون پر زاغ و
زغن جمع ہین کانون کانون کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ باغ سے نکل جاوین
مگر اُڑتے ہین اور پھر اُسی مقام پر بیٹھتے ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ ان سب کو جا نیکا
راستہ نہین ملتا ہی قیصور بادشاہ کو لیے ہوے اُس صحراسے نکلا آوازین آتی
تھین کہ ای قیصور جنی تجھکو مدت رہتے ہوے گذری آجتک کوئی تکلیف نہین
پائی کیا باعث ہوا کہ اہل طلسم کا دشمن ہوگیا ذرا پلٹ کر دیکھ قیصور اور تیز
روانہ ہوا جب وہ جنگل سے نکلگیا تب آوازین موقوف ہوئین جنگل سے دور

آکر دیکھا کہ کچھ غولان بیابان درہ ہاے کوہ سے نکلے اژدرون سے لڑنے لگے
جس اژدر کو غولون نے پکڑ لیا دبوچ کر اسے مار ڈالا سعد فرماتے ہین کہ کیون
قیصور اس جنگل کے غول بہت زبردست ہین قیصور نے عرض کی یہ سب عجائب و
غرائب طلسمی ہین کوئی زبردست نہین ہو ابھی بڑے بڑے عجائب و غرائب آپ
بلاحظہ فرمائیے گا یہ مرحلہ تو حکومت املاک گرانزدران کا ہو ویسے ہی اُسکے معین
ہین طلسم کشا کو ڈراتے ہین چاہتے ہین خوف مین طلسم کشا پلٹ جائے سعد نے
فرمایا ای قیصور اگر یہان پر بھی بیٹے تو مین نہ پلٹونگا جدہ کا گرفتار ہونا اسقدر شاق ہو
کہ راتون کی نیند جاتی رہی مجھے ہر وقت یہی خیال ہو کہ مین گرفتار ہو جاؤن
مگر آسمان پری وقریشہ کو رہا کراؤن اُنکی سلطنت ویران پڑی ہو سلاسل پری
نے نامہ لکھا تھا کہ ریبت بن قہقہہ آتا ہو مین مجبور تھا کیونکہ جاتا فتاحی طلسم مین
مصروف ہون قیصور نے کہا حضور اب اُنکی رہائی کا زمانہ قریب ہو دو مرحلے
صرف اور باقی ہین یہ کہتا ہوا بڑھا صبح ہو چکی تھی کہ ایک صحراے پر بہار دیکھا
کہ ہزارہا شاہزادیان زیر درخت بیٹھی ہوئی چہلین کر رہی ہین اور پکارتی ہین
کہ ای آیندہ و روندہ اس مقام پر آکر ٹھہر و ہمپر قبضہ کر و یہ صحرا مقام ثریا راج کا ہو
مرد ہمکو نہین نصیب ہوتا تڑپ رہے ہین یہی شجر ہمارے واسطے مرد ہین کہ جسم کو
اُنکے بیخ سے مس کرتے ہین تو حمل قایم ہوتا ہو اتفاق دیکھیے کہ بیٹی ہی پیدا ہوتی ہو
دمبدم عورتین بڑھتی جاتی ہین سعد نے قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور جنی
اُنکے حال پر مجھکو رحم آتا ہو ذرا یہان ٹھہر جاؤ قیصور نے کہا ای شہریار یہ دام
مکر ہو یہان ٹھہرے اور گرفتار ہوے یہ جسقدر عورتین بیٹھی ہین اور نظاہر مین
کمسن معلوم ہوتی ہین اُنمین جسکا سِن سب سے کم ہو وہ دو سو برس کی ہو ورنہ تین سو
چار سو سال و ہزار ہزار سال تک کی عمرون کے اِنکے سِن ہین عالم مکاری مین
طاق سحر و شعبدہ بازی مین شہرہ آفاق اُس صحرا سے بھی سعد شہریار نکلے ایک
جنگل ملا دیکھا شاہزادون شاہزادے آبلے پانؤن مین پڑے ہوے برہنہ ایک

ایک غرقی باندھے جنگل میں دوڑتے دوڑتے پھر رہے ہین ایک سے ایک
کہتا ہو کر بھائیو پیاس جان لیگی مہلت نہ ملیگی سارے جنگل کو چھان ڈالا اور کہین
پانی کا نشان نہین ملتا جنگل بھر مین کوئی کنوان نہین کس مقام پر جائین کیونکر
پانی پاوین پھر سعد نے فرمایا اے قیصور یعنی یہ کون لوگ ہین کہ جو پیاس سے مر رہے ہین
قیصور نے کہا یہ مرحلۂ طلسم ہے اسکو نہ دیکھیے جب آپ فتح پاوینگے تو یہ لوگ رہا ہونگے
یہ سب لوگ آپ کی فتح کے خواہان ہین سعد قیصور سے باتین کرتے ہوے جاتے
ہین کہ ایک صحرائے عجیب ملا سعد نے دیکھا کہ دو طرف سے فوجین آئین ایک
ایک پہلوان دونون طرف سے نکلا مقابل ہونے لگا مگر ایک فوج جو بائین
جانب سے آئی ہو وہ بہت کم زور رہی اُسکے لوگ بہت مارے گئے قیصور نے
کہا اے شہریار ان شکست خوردہ کے مقدمے مین لوح ملاحظہ فرمائیے شاید انکی
مدد آپ ہی کرین یہ لوگ جو قتل ہو رہے ہین یہ مطیع اسلام ہین ساحرون کی
ترقی دربادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ انکی مدد کرو فرمایا اے قیصور
مجھے اُتار دے کہ مین ان لوگون کی مدد کرون شاید آفت سے بچین قیصور نے
بادشاہ کو ایک طرف اُتار دیا سعد نعرہ کر کے میدان مین آئے سات پہلوان
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے پرا بند ہو گیا سعد ہر چند نعرے کرتے ہین کہ
کوئی میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی نہین آتا تب سعد نے اشارہ کیا کہ ہان
بھائیو ان سب کو گھیر لو فوجون کے بلوے ہین آپس مین دونون لشکر مل گئے
خوب تلوار چلی سعد شہریار نے کئی سو افسرون کو قتل کیا لڑتے ہوے وسط فوج
مین پہونچے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تھا آوازین دے رہا ہے کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو یارو دیکھتے ہو کہ یہ نجیر حملہ کرتے ہین سب طرف سے بلوہ کر و ساحرون
نے خوب خوب سحر کیے مگر سعد پر تاثیر نہ ہوئی آخر فوجین بھاگین وہ بادشاہ تخت
سے کود کر بھاگا سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس
پر حرکت کرتے ہیں ... متوجہ ہو مین تمھارا ملک الموت ہون چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا

سعد نے دیکھا کہ ایک عفریت خونخوار آہن کا عمود کاندھے پر رکھے ہوے سامنے
آیا اور وار کا وار کیا سعد نے وار کو قلم کر دیا تب وہ دیو لپٹ پڑا سعد نے اُٹھا کر
مارا کہ لٹھے کا لٹھا گرا سعد کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سرکش شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے کہا مجھکو چھوڑ دیجیے تو مین اپنا حال بیان کرون جب
بادشاہ اُسکی چھاتی سے اُترے تو اُس دیو نے کہا کہ مین ہمراہیان عفریت سے
ہون جب عفریت مارا گیا اور صاحبقران طلسمات مین داخل ہوے تو مجھکو
زیر کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اپنی حکومت پر قایم ہوگیا ایک روز سیر کرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک پریزاد کو دیکھا شکار کھیل رہی ہی مین نے اُسپر قبضہ کیا وہ بھی
مجھسے رضامند ہوئی مگر اِس طلسم مین آکر قید ہوا بادشاہ طلسم کا حکم ہوا جو کوئی
طلسم کشائی کے خیال سے آئے اُسکو قتل کرو آج مین آپ سے زیر ہوا ورنہ جو
آیا اُسکو مٹایا میری ضرب کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ پریزاد میرے ساتھ
رہتی تھی یہان سامنے کوہ ہی ایک دیو وہان رہتا ہی کہ اُسکو دیو سمندون کہتے
ہین اُسنے پریزاد کو چھین لیا بادشاہ طلسم سے جو فریاد کی اُسنے جواب دیا کہ جب
طلسم کشا آوینگے تب تمھاری داد ملیگی تو امیدوار ہون کہ میری معشوقہ دلوا دیجیے
اور نام میرا دیو اضطراب ہی بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے سامنے پہاڑ کے پہونچے
آتے ہی نعرہ کیا کہ او سمندون میرے مقابلے مین آ پریزاد کو حوالے کر اندر سے
کوہ کے ایک دیو بلند قد نکلا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای جوان کہا تیرے گریبان
تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کشان کشان یہان لایا ہی سعد نے کہا مین تجھسے پریزاد
کو لونگا پرایے ناموس پر کیون ہاتھ ڈالا اُس دیو نے کہا آ تجھسے لڑے سعد نے
اُسکو بھی زیر کیا چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو سمندون رونے لگا
کہا ای شہریار باغ جہان نما مین میرا ابدھا ہی اگر حضور باغ جہان نما مین جاینگے
تو وہان ایک چشمہ بہت صاف شفاف ہی اُس مین سے ایک مچھلی نکلتی ہی وہ میری خوراک
ہی اگر وہ کھاؤن تو کبھی بھوکا نہ ہون بادشاہ نے فرمایا مین ضرور باغ جہان نما

مین جاؤنگا سمندون نے کہا مین ساتھ چلونگا بادشاہ نے قیصور جنی کو رخصت کیا
اور سمندون کے کاندھے پر سوار ہوے اور پریزاد اُس سے لیکر دیو اضراب کو
دی اور نامہ دیا کہ پردۂ قاف جاؤ قلعۂ سلاسل پری پر جا کر یہ نامہ ہمارا دینا وہ
تمھاری حکومت تمکو دیگی زبانی کہنا کہ اے سلاسل پری چندے انتظام اور کرو
زمانہ رہائی آسمان پری و قریشہ کا قریب ہے اگر ہو سکے تو جواب اِس نامے کا
لکھنا ہم طرف باغ جہان نما کے جاتے ہین لشکر صاحبقران صحراے خرخار مین
اُترا ہو دو تمھارے خط کا جواب لکھین گے دیو اضراب یہ نامہ لیکر روانہ ہوا اُسی
طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سمندون بادشاہ کو کاندھے پر سوار کر کے طرف
باغ جہان نما کے چلا سمندون بہت خوش ہو کہتا ہے او شہریار آج مجھکو وہ نعمت
ملیگی کہ ہمیشہ کو سیر ہو جاؤنگا راستے کو طی کر کے طرف باغ جہان نما کے چلے
دروازے پر باغ کے دیکھا ہزارہا جادوگر حربے لیے کھڑے ہین اور غلغلہ
کر رہے ہین کہ طلسم کشا آتا ہے ہم اُسے مارلین گے باغ مین نہ جانے دین گے
بادشاہ نے یہ باتین سُنکر سمندون سے کہا مجھے اُتار دے سمندون نے سعد
کو پشت سے اُتارا بادشاہ نعرہ کر کے اُس فوج پر جا پڑے نعرۂ بادشاہ

ہم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کر کے لڑنے لگے مگر جب بادشاہ کا نعرہ ہوا تو دروازہ باغ کا بند ہو گیا جو
ساحر کہ لڑ رہے ہین وہ فریاد کرنے لگے کہ اے طلسم کشا الامان سعد نے جواب دیا
کہ امان بہ شرط ایمان اُن سب کا افسر کلان مسمی زرد جادو دوڑ کر وہان سے ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا حضور یہ سب بخوشی مطیع اسلام ہوے جو آپ حکم دیجیے وہ بجا لاوینگے
یہی در باغ جہان نما ہے یہ کہکے سب جھک کر کھڑے ہوے سعد مع دیو سمندون
اندر آئے اول وہ چشمہ ملا دیکھا کہ ایک ماہی کلان چشمے سے نکلی باہر بیٹھی ہوئی
ہے سمندون نے بیقرار ہو کر کہا کہ حضور یہ وہ مچھلی یہی ہے جسکی خواہش مجھے مدت سے ہے

سعد نے بڑھکر اُس مچھلی پر ہاتھ مارا وہ مچھلی تڑپ کر چشمے مین گری پانی اِسقدر جاری
ہوا کہ تمام باغ عالم آب ہو گیا سمندون غل مچا رہا ہی کہ حضور اپنے کو بچائیے مین
کہتا تھا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب اپنے کو بچائیے بادشاہ
جست کرکے نیچے چلے اور لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا وہ مچھلی تہ آب
مین پہونچی اپنے کو چشمے مین گرا دو تو شاید دستیاب ہو سعد نے جو حکم لوح پایا
فوراً چشمے مین پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے پر آشوب ہی جسمین ہزارہا غول
بیابانی پھر رہے ہین اُن غولون نے جو سعد کو دیکھا چوبدستین لیکر آپڑے بادشاہ
سے تلوار چلنے لگی جب کوئی غول حربہ کرتا ہی بادشاہ ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین ایک
غول کلان ہشو ہشو کرتا ہوا سامنے آیا اُسنے آکر حربہ کیا بادشاہ نے اُسکی کلائی تھامکر
وہ غول لپٹ پڑا بادشاہ نے اُکھیڑکر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ او بیتالک غول ماہی شکم سپر کا پتہ دے غول نے کہا جو
نخل سامنے ہی اُسکو جاکر اُکھیڑ لیے تب پتہ مچھلی کا ملیگا گرفتار ہوتے ہی اُس غول
کلان کے سب غول بھاگ گئے مگر یہ غول کلان ساتھ ہی بادشاہ نے آکر وہ درخت
اُکھیڑا دیکھا کہ ایک چشمہ آب ہی وہ مچھلی چشمے سے منھ نکالے ہوے بیٹھی ہی سعد نے
ہاتھ مارا مچھلی کا سر ہاتھ مین آیا بادشاہ نے بزور کھینچا کہا اے سمندون لے سمندان
منھ پھیلا کر دوڑا جیسے ہی مچھلی پر منھ مارا غل مچانے لگا کہ اے شہریار یہ تو پتھر کی ہی
ہاے مجھے خوراک میسر نہ ہوئی سعد نے کہا کیون روتا ہی مین پتہ لگاتا ہون اُس
غول سے پوچھا کہ کیون بہجایہ کیا مکر تھا غول نے کہا اے شہریار اِسی چشمے مین وہ
مچھلی ہی اب لوح کا عکس ڈالیے وہ قصد کریگی کہ لوح لیلون آپ فوراً اُسے گرفتار
کر لیجیے گا بادشاہ نے قریب چشمے کے آکر لوح طلسمی کو لٹکایا عکس لوح جو پانی
مین پڑا عجب صفائی پانی مین تھی کہ آب گوہر پانی بھرے مگر وہ مچھلی کہ تہ آب پر تھی
لوح کو دیکھکر تڑپی اور جست کرکے قصد کیا کہ لوح کو منھ مین لے لون سعد شہریار
نے لوح کو ہٹا لیا مچھلی پر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا قبضے مین آیا اب وہ مچھلی لاکھ لاکھ طرح

تڑپتی ہو کر اپنے کو چھڑا اُڑن مگر شبیر کا قبضہ ہوا اب کب نکل سکتی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای
سمندون لے سمندون اُس مچھلی پر گرا کھا کر اُسکو ناچنے لگا کہتا تھا ای شہریار کیا
نعمت آپ نے عطا فرمائی ہو کہ ہمیشہ کو سیر ہو گیا اب کبھی بھوکا نہ رہونگا پروردگار
آپ کو مظفر و منصور کرے اب مین صحراے خرخار مین جاتا ہون خدمت امیر مین
رہونگا کچھ نشانی دیجیے گا سعد نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور یہ لکھا کہ فتاحی
مرحلۂ ششم مین مصروف ہون امیدوار ہون دعا فرمائیے اور یہ سمندون خدمت مین
آتا ہو حاضر خدمت رہیگا لشکر کی حفاظت اِس سے متعلق ہو امیدوار ہون کہ اِسکو
خدمت مین جگہ ملے یہ تحریر دیکر سمندون کو روانہ کیا سمندون طرف لشکر امیر کے
چلا سعد نے پھر اُسی طرح اسم حاشیۂ لوح پڑھا کہ قیصور جنی حاضر ہوا کہا ای قیصور
باغ جہان نما مین پہونچا دے مگر یہان جہان نماے جادو نے زمانہ جشن کا قریب
آیا رفقا سے کہا کہ سب خراج گزارون نامے لکھو کہ یارو آکر نذر سامری مین شریک
ہو ہرچند کہ وقت قریب ہو مگر اس مہلت کو غنیمت جانو یہ نامے لکھکر ساحرونکو روانہ
کیا ساحرون نے جاکر نامے خراج گزارونکو دیے جسنے نامہ دیکھا ساٹھ ستر ہزار
فوج ساتھ لی اور طرف باغ جہان نما کے چلا سعد کے سامنے سے اکثر تاجدار
گذرے اُنسے دریافت جو کیا تو ساتھ والون نے بیان کر دیا کہ زمانہ جشن نذر دہی
ہو سامری و جمشید ہدایت کر گئے ہین کہ بعد سال بھر کے ہماری پیدائش کا جشن
کیا کرو پس ہمارے آقا نے بلایا ہو وہین جاتے ہین جب کئی تاجدار سامنے سے
سعد کے گذر گئے تو قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور ہمکو لے چلو قیصور ٹال رہا ہی
سارا دن اِسی بحث مین گذرا جب شام ہوئی تو قیصور جنی نے عرض کی کہ آپ
تشریف لے چلیے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا بادشاہ قیصور کی پشت پر سوار
ہوے قیصور لیکر چلا سامنے شاہ نے دیکھا کہ اُسی باغ کا دروازہ مثل آغوش
عاشق کھلا ہو اور گرد باغ کے صدہا بارگاہین استادہ ہین ہزارہا جادوگر پھر رہے
ہین گانیکی آواز بلند ہو کوئی خوش آوازی بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو نظم

وصل مین نالۂ و فریاد و فغان بھول گئے
عیش مین رنج ہم اور راحت جان بھول گئے

داستان سُنکے مرے عشق کی یہ محو ہوے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
دل تمھین دیکے ہم اے جان جہان بھول گئے

لطمونے یہ جو الون کے اُڑائے اوسان
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے

اپنے کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے

وہ حسین تو ہے کہ ہم دیکھ کے تیری صورت
یوسف مصر کو اے جانِ جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
تربتِ عاشقِ بیکس کا نشان بھول گئے

ہمسا عالم مین نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر
حُسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

بادشاہ نے فرمایا اے قیصور حبشی یہ کون گا رہا ہے قیصور نے کہا کہ آپ صاحب اقبال ہین ایسے وقت پر پہونچے کہ صحبت ساحران گرم ہے حضور جاتے ہی اس مجمع کو متفرق کرین تاکہ ان ساحرون کو معلوم ہو کہ طلسم کشا آ گئے مگر پہلے جلسہ ملاحظ فرما لیجیے سعد قیصور کو لیکر سرحد باغ مین آئے دیکھا کہ ایک شامیانہ ہے اور ایک جادوگر نوجوان مسند پر بیٹھا ہے گرد ہزار ہا تاجدار یہی کہ رہے ہین کہ اے جہان نما آج طلسم کشا ضرور آئیگا جہان نما کہتا ہے اگر اس مجمع مین آئیگا تو گرفتار ہوگا یہ سُنکر بادشاہ نے لوح گلے سے اُتار کر گریبان مین رکھلی کسی نے بادشاہ کو آتے ہوے نہ دیکھا بادشاہ ایک طرف آ کر بیٹھ گئے دیکھا کہ نازنینان مہجبین گا رہی ہین اور کل تاجدار نشے مین شراب کے بلبلا رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ اگر طلسم کشا آئے تو اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے گھیر کر مار لین گے اے جہان نما تم نے بڑی جستجو سے جلسہ جمع کیا حصول اُسکا یہ ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو قدرت بہت خوش ہونگے ہم سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ سعد بن قباد اکیلے آوینگے تم لوگون کی جرأت دیکھین کہ کیا کار نمایان کرتے ہو ایسا جمکر لڑو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے اور قیصور حبشی کہ تم سب کا دشمن ہے اُسکے

ٹکڑے ٹکڑے اڑا دئے اتنے مین قیصور نے کہا کہ حضور اب نعرہ کرین اور اپنے کو ظاہر
کرین بادشاہ نے لوح گریبان سے نکالی زیب گلو کی اور نعرہ کیا کہ یا شیبد ای کافران
بےحیا او نابکاران پر دغا منم طلسم کشا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو یہ فرما کے
تلوار کھینچی تاجدارون مین بلڑ ہوا کہ لو یارو قیصور نے عین وقت پر پہونچا دیا
ہم لوگ تماشاے محفل بھی نہ دیکھنے پائے جہان نما نے پکار کر کہا کہ اب وقت
جنگ ہی یارو تامل نہ کرو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو سب تاجدارون نے سعد پر
حلہ کیا قیصور جنی بھی لڑ رہا ہی سعد لوح کو چمکا رہے ہین جسپر عکس لوح کا پڑا وہ
جلکر خاک ہوا سعد ہزارون جادوگر دنکو مارتے ہوے قریب جہان نما کے پہونچے
جہان نما ہاتھ باندھکر قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا
ہین جرأت مین بھی یکتا ہین مین اپنی جان نذر دونگا آپ کی اطاعت کرونگا
یہ جلسہ اسی واسطے آراستہ ہوا تھا کہ سعد کو گرفتار کرلو آپ کے پاس لوح طلسمی
ہی ساحر عاجز ہو رہے ہین کچھ تاجدار بھاگ گئے اب بیرون باغ سناٹا ہی سعد
نے سر جہان نما کا اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ ای جہان نما لوح نے بھی
خبر دی تھی کہ جہان نما اطاعت کریگا لہذا یہی ہوا تم مطیع اسلام ہوے اب یہ جلسہ فتح ہوا
جہان نما نے سعد کو مقام صدر پر جگہ دی اور قیصور سے کہا کہ ای قیصور جنی تمکو
مناسب ہی کہ طرف قصر املاک کے جاؤ اور وہان کی خبر لاؤ کہ دیکھو املاک
کیا کر رہا ہی اسکا کیا ارادہ ہی قیصور نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون اور ایک
مژدہ آپ کو اور دیتا ہون کہ مین جو یہان آیا تھا تو مع فوج گرفتار ہوا تھا فوج نے
بھی رہائی پائی اب املاک گراز دندان کیا لڑسکیگا فوج جنات پر اسکا بڑا
غرور تھا اب وہ لوگ اسکی اطاعت نہ کرینگے مجھکو دیکھکر سب خوش ہوجاوینگے
ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ افسر ایسا چاہیے کہ جسنے ہمارے واسطے کوشش کی
کہ ہم سب نے رہائی پائی اب فوج آئیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا
ہوا اور وہ ابر پھٹا کئی لاکھ جنات آکر پہونچے قیصور کے گرد پھرتے تھے اور

شکر یہ ادا کرتے تھے کہ اے قیصور ہم تمھاری افسری پر ناز کرتے ہین کہ تمنے ہماری رہائی کی تدبیر کی املاک گرانہ دندان لشکرکشی کا سامان کر رہا ہو اُسکا ارادہ یہ ہی کہ شہریار سے مقابلہ کرے ہم لوگ تو نکل آئے نہ روک سکا اب سعد شہریار طرف باغ دلکشا کے تشریف لے چلین ہم سب ہمراہ خدمت ہین املاک بھی جانے کہ جنات مجھسے باغی ہوے اب کس بھروسے پر لشکرکشی کریگا یقین ہو کہ بھاگتا پھرے سعد نے فرمایا کہ اے جہان نما میری تکلیف کا وقت ہو ابھی ایسا ممکن نہین ہو کہ مین چلکے بیٹھون جہان نما نے کہا مین لشکر آراستہ کر رہا ہون جسوقت حضور بمقام املاک پر پہونچین گے مین کل جنات کو ساتھ لیکر حاضر ہون گا ایسی تلوار چلے کہ املاک بھی یاد کرے کہ مین نے جو ارادہ کیا اُسکا انجام یہ ہوا حضور بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظ فرماوین سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے جو درخت ببول ہو کانٹون سے بچکر اُسکو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ دیجیے راستہ قصر املاک کا ہو بادشاہ نے اُٹھکر درخت کو اُکھیڑ ڈالکر کانٹے ہاتھون مین چبھے کہ دست نگارین سے خون کے قطرے ٹپکے جہان نما نے بڑھکر کہا کہ اے شہریار یہ خون آپ کا ہو بیچ مین نخل کی دیکھیے کوئی شیشہ رکھا ہوگا اُس مین خون اپنا جمع کیجیے بروقت جنگ کام آئیگا بادشاہ نے شیشہ نکالا ہاتھ کا خون اُسمین جمع کیا اور شیشہ کمر مین رکھ لیا نقب پختہ بنی تھی اُس مین داخل ہوے اور سیڑھیان طے کرکے سر جو نکالا تو ایک صحراے وسیع ملا دیکھا ہزارہا ساحر وہان جمع ہین ایک جادوگر بلند بالا تاج سر پر تخت پر بیٹھا ہوا کہ رہا ہو کہ ہان یارو آمادہ رہو طلسم کشا آتے ہین کہ سامنے سے سعد کو دیکھا غلغلہ ہونے لگا کہ طلسم کشا آگیا چہار جانب سے ساحر بلوہ کرکے چلے سعد نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ او املاک گرانہ دندان کیون کد وکوشش کرتا ہو جہان نما نے اطاعت کی املاک نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ما بدولت کا خراج گذار تھا اگر مطیع ہوگیا تو میرا کیا نقصان ہوا اگر وہ آپ کی اطاعت کریگا تو آپ کو کیا نفع ہوگا سعد نے

فرمایا او املاک تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ جہان نما کے مطیع ہونے سے کیا نفع ہوا سب ساحر بلوہ کر رہے ہین اور بادشاہ مصروف دعا ہین کہ ای کریم کارساز اِس آفت سے بچائے نظم

طالب ذات خدائے لایزال | از کسے در دل کمینہ دار د خیال
خاطر بخطرہ اش باشد مدام | از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود | بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری | مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بہ شکل آسمان | پشت میدارد دوتا مثل ہلال
محرم اسرار باشد دم بخود | نہ بین بیان دارد زبان ہر وقت لال
باشد اش با فقر و فاقہ دوستی | دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد | مرد خوشخو صلح کل نیک خصال
مثل خود بہ مطلع صدق و صفا | جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام عام | ہر زمان آن مرد عارف نیک فال

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرائے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی املاک نے دیکھا کہ جہان نما تخت پر سوار لاکھ جنات تلوارین کھینچے ہوے پشت پر آمادہ حرب و پیکار چلا آتا ہی آکر پہونچا بادشاہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جناتون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ ای قیصور جنی اپنی فوج کو حکم دو کہ ہمراہ سعد شہریار جنگ کرین لو آؤ تخت پر سوار ہو کسی مقام پر تامل نہ کرو یہی طلسم مین مشہور رہی کہ قیصور جنی طلسم کشا کا دوست ہو گیا ہی فوج کو بھی رہا کر لیا اب کیا تامل ہی قیصور نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان یار و جو تکلیفین تمنے پائی ہین اُسکا بدلہ لو یہ وہی ساحر ہین کہ جنکی تم قیدمین تھے آب و دانہ تمکو نہ دیتے تھے تم ان سب کو گھیر کر مارو جنات نے یہ صدا جو سنی فوج نے ابلدہ کیا ساحرون کو قتل کرنے لگے املاک نے جو دیکھا کہ جنات

مصروف جنگ ہوئے گھبرایا کہ اب کیا کرون پکار کر آواز دی کہ ہان اے ساحران نامی
و اے پہلوانان گرامی اِن جناتون کو بھی مار لو تم زیادہ ہوا اور یہ کم ہین آنکھ تمسے بغض
ہو کر قید خانے مین آب و دانہ نہین ملا تم یہ خیال کرو کہ یہ ہمارے دشمن ہین قفس سے
نکل گئے اب جسطرح چاہین جنگ کرین مگر ساحرون سے جنات کو تاب جنگ نہین
ہو ایک طرف سے قبضو رجنی نعرے کر رہا ہی کہ بھائیو تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
اب اُسکا بدلہ کرو کہ اِن ساحرون کو مار لو مین تمھارے ساتھ ہون طلسم کشا بھی
تمھارے مددگار ہین علاوہ طلسم کشا کے خدا معین و مددگار ہی تو بیڑا پار ہی یہ سمجھ لو
کہ دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی وہ تدبیر کرو کہ ساحرون کو موقع بھاگنے کا نہ
ملے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہی زندگی کی یہ کیفیت ہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان
اِس دنیا سے حسرت و یاس لیکر گئے نظم

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینہ جب حسرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے
گرد اُٹھتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان فنا
وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہراِک نخل ہی نخل ماتم
لف افسوس ہر اِک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے مہمان عدم حال کہو کیا گذرا

اِن اشعارون کو سُن سُنکر جنات مصروف جنگ ہین تمام ساحر بھاگتے پھرتے
ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اِن لوگون سے کیونکر لڑین ہم سحر جو کرتے ہین تو زمین
مین چھپ جاتے ہین پھر نکلکر ساحر کو قتل کرتے ہین ابھی ہمسے ہر ہر بار ساحر مارے
گئے دیکھو کس زور و شور سے جنات لڑ رہے ہین جب سے انکو ستایا تھا اب
یہ اُسکا بدلہ اور غصہ ہمارے ساتھ کر رہے ہین ہر طرف سے ساحرون کے لاشے

ہین املاک گرانڈ وندان پکار رہا ہو کہ ہان بھائیو کوشش کرو جنات کو بھگا دو
تمسے کیا جنگ کر سکتے ہین یہ وہی قوم ہو کہ جنکو تمنے قید کیا تھا اور نکالدیا تھا یہانتک نوبت پہونچائی
تھی ○ انکو کوئی تامل نکرو کہ اس جنگ کا ذکر رہے خداوند ہی فرمادین کہ صحرائے
زمست وخیز مین خوب تلوار چلی ہمراہیان املاک گرانڈ وندان خوب لڑے
فتح وشکست خدا کے اختیار ہو مگر تم ہمت نہ ہارو املاک جو پکارتا ہو تو ساحر جادو
کر کے پڑھتے ہین مگر قیصور نے اپنی فوج کو ایسا آراستہ کیا ہو کہ خوب [illegible] لڑتے
ہین جسپر جا پڑے اور ہاتھ تلوار کا مارا اسکو مٹا دیا ہو [illegible] کا لاشہ
زمین پر تڑپ رہا ہو سعد بن قباد [illegible] لڑتے ہوئے قریب تخت املاک پہونچے
املاک نے پکار کر آواز دی کہ او سعد میرے قریب نہ آنا ورنہ آگ اگلا دونگا
میرے سحر سے کوئی بچتا نہین ہو میرا سحر قہر خداوندی ہو جسپر کیا اسکو مٹایا لیکن
بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوئے طرف املاک کے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا
وہ [illegible] لوح کو چرخ دے رہے ہین مگر املاک نے آگ برسائی آگ کے
جا بجا [illegible] ہوگئے ہر طرف سے ہنگامہ ہو کہ سعد بن قباد کو مار لو ہان ساحرون
تمھارا ہی فتح ہوا ایسا نہ ہو جنات کے ہاتھ سے شکست کھاؤ قیصور نے آج جری
خوب کی [illegible] طلسم مین رہا اور آب و دانہ یہانکا کھایا مگر طلسم کشا کے آتے
ہی [illegible] ہو گیا اسکی ذات سے باغ جہان نما فتح ہوا ورنہ بادشاہ باغ
جہان [illegible] پہونچے اسی کے تقرر سے یہ آفت برپا ہوئی اس ظالم نے
[illegible] پہنچائے اسکو گھیر کر مار لو یہ نکلکر نہ جانے پائے املاک
[illegible] ساحر بلوہ کرتے ہین لیکن سعد بن قباد سب کے آگے لڑتے
[illegible] غول پر پہونچے اول افسر کو مار لیا اسکے فوج کو بھی
[illegible] املاک نے دیکھا کہ بادشاہ لڑتے ہوئے آتے ہین
[illegible] بادشاہ کو دیکھا گر یہ مجھ تک آگئے تو آفت برپا کرینگے
[illegible] شاہ کے مارے [illegible]

سنا تا ہوا بادشاہ دیکھنے لگے دیکھا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چرخ مارتا ہوا سنا تا ہوا سامنے آکر ابر پھٹا دیکھا ملکہ نسترن رنگین پوش بہ صد جوش و خروش آکر پہونچین آستین سحر کہا کہ اُنکے سحر سے آفت برپا ہوئی صحرا سے آواز آئی املاک کو معلوم ہوا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے نظم

نہ ادا تو پھر دادخواہ کیا کرتا	خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا	نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا
جو دل پہ رنج ہے اللہ خوب واقف ہے	فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین	بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھون کے ڈورے	چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پہ چڑھا نہ قاتل کی	شہید جوہر تیغ نگاہ کیا کرتا
برنگ دانہ مجھے پیستا تھا پیس چکا	مین نالہ کش فلک کج کلاہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہے کہ خورشید کو نہین نسبت	خجل کے رات کو گردون پہ ماہ کیا کرتا
ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون	بس اور توڑ بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پرداز عین صحبت مین	وہ نور لطف کی مجھپر نگاہ کیا کرتا

یہ آواز جو ساحرون نے سنی کہا اے املاک ہم یہ گانا سنین گے جستجو کرینگے املاک نے کہا یہ کون وقت ہے کہ جا کر گانا سنو جنگ مین مصروف رہو کہ یہ وقت جانبازی ہے سب نے کہا یہ آواز دل کو بر مارہی ہے کئی ہزار ساحر بلوہ کر کے طرف صدا کے روانہ ہوے جو جو آگے بڑھتے ہین معلوم ہوتا ہے گانے والا آگے ہے کہ سعد بن قباد نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسترن رنگین پوش جنات خوب جنگ کر رہے ہین تم سحر نہ کرو ہم جنگ فتح کرین گے نسترن نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار گو کہ جنا تون نے خوب جنگ کی ساحرون کے چھکے چھڑوا دیئے مگر حضور ہوشیار رہین املاک اسی فکر مین ہے کہ دشمنون کو حضور سے گرفتار کرے مین [illegible] عرصے مین ان سب کو بھگا سے [illegible] حضور [illegible]

جنگ رہین یہ کہکے ایک اگولہ پھینکا وہ گولہ جنگل مین جاکر پھٹا ساحرون کے کان مین آواز آئی کہ اسطرف بھی کوئی گا رہا ہی کئی سو ساحر اکٹھا ہوکر جستجو مین اُس آواز کی چلے ہرچند املاک غل مچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو لڑائی سے مُنھ نہ پھیرو طلسم کشا کو گھیر لو مگر کون سنتا ہی یہی کہتے ہین کہ ہم تو گانے والے کو دیکھین گے دو تین سحر لنسترن رنگین پوش نے کیے تھوڑے عرصے مین میدان خالی ہوگیا مگر املاک بہت پریشان ہی کہ اب کیا کرون کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین کون انکا مقابلہ کرسکتا ہی لوح کو گردش دے رہے ہین ساحر نابینا ہوے جاتے ہین دیکھیے کیونکر بچین اب ان سب کا بچنا دشوار ہوا املاک کد و کوشش بیکار ہی جان بچاکے نکلجاؤن پھر تدبیر کرلونگا یہ سوچکر پر پرواز ہیا کیے لنسترن نے بالاے آسمان روکا زاغ و زغن کی شکل بنکر دونون لڑنے لگے جب زاغ منقار مارتا ہی تو زغن کے پر گرتے ہین جسپر پر گرا وہ جلگیا زغن دیتی جاتی ہی زاغ لنسترن رنگین پوش بنی ہوئی املاک پر حملہ آور ہی جی چھڑوا دیے ہین املاک چاہتا ہی نکلجاؤن مگر لنسترن نہین جانے دیتی کہ آسمان سے ایک برق گری کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے مرتا املاک کا تھا کہ ہنگامہ ہوا اسعد بن قباد نے دیکھا کہ بیثاق کوہ گردان نے آسمان سے سحر کیا کہ زغن قتل ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من املاک گراز و ندان بود اب جو یہ دونون ساحر آکر گرے سب ساحرون کو بھگا دیا بیثاق نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار اب ایک مرحلہ باقی ہی میلا دخارہ شکن وہانکا حاکم ہے یہ سب فوج بادشاہ کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر اُتری جناتون نے بارگاہ استاد کرائی بادشاہ داخل بارگاہ ہوے مگر بیثاق نے عرض کی کہ اے شہریار آپ کو بڑی تکلیف ہوئی سعد نے فرمایا کہ جب ملکہ آسمان پری و قمر لیشہ رہا ہون تب مین جانون کہ کوئی کام کیا اگر انکو رہا نہ کیا تو کچھ نہ ہوا لشکر کی خبر تو کہو عرض کی کہ صاحبقران زمان نے گرد لشکر حصار اسم اعظم کیا ہی ساحر اب وہان نہین جاسکتا ہی

ہین جا کر پلٹ آیا صاحبقران آرزو رکھتے ہین کہ آپ سے ملاقات کرین اے شہریار
اب پلٹیے کہ مرحلہ ہفتم مقام سخت وصعب ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ لشکر تیار کرو اور
کوچ کرو کہ جلد دادا جان سے ملین اسی دن لشکر تیار ہوا بادشاہ پشت مرکب پر
سوار ہین میثاق کوہ گردان داہنے پر رکاب کے ہاتھ رکھے ہوے اور بائین
جانب نسترن رنگین پوش اور پشت پر قیصور جنی تمام جنات تیار ہین ارادہ ہی
کہ لشکر بڑھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساتھ
لاکھ فوج سے آکر پہونچا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ اے سعد پلٹ جاؤ ورنہ کل
لشکر کو تباہ کرونگا ان جنات کا بھروسہ نہ کرنا یہ سب میرے ہاتھ کے بھگائے
ہوے ہین قیصور کا وہ حال کرون کہ اپنی بغاوت کو یاد کرے قمر نیلگون مین
لیجا کر اسکو قتل کرونگا بادشاہ نے ایلچی سے دریافت کیا کہ اس پہلوان کا کیا نام ہی
ایلچی نے کہا جیپور جنگ بسر اسکو کہتے ہین جس جنگ پر گیا اسکو سر ہی کر کے
آیا میلاد خارہ شگن نے اسکو اپنے مرحلے پر سے روانہ کیا ہی بہتر یہ ہو کہ آپ
پلٹ جایئے ورنہ بہت خرابی ہوگی ان دو ساحرون پر غرہ نہ کیجیے گا میلاد نے
کہدیا ہو کہ کوئی ساحر تمہیر سحر نہ کر سکیگا جو مقابلے مین آئیگا یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا
بادشاہ نے فرمایا جو اُس سے ہو سکے قصور نہ کرے خدا سے ما بزرگ است فرد
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭ ایلچی بگڑا کہا اے سعد تمکو
سمجھاتے ہین مگر تمھارے مزاج مین بڑا غرور رہی مین خالی ایلچی نہین ہون آپکو
کشان کشان لیجاؤنگا اور سامنے اپنے افسر کے پہونچاؤنگا سعد نے کہا او
مغرور دور رہو ایلچی نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام کے
ایک تمانچہ مار دیا کہ ایلچی کا سر اُڑ گیا لاشہ باہر پھنکوا دیا یہ خبر جنگ بسر کو پہونچی
کہ ایلچی میرا مارا گیا کہا بڑا غضب ہوا بڑا شہیر میرا قتل ہو گیا نہین معلوم کیا اُسپر
افتاد پڑی کہ جو وہ مارا گیا اچھا سر میدان سمجھونگا ایلچی کے خون کا بدلہ سعد سے لونگا
اس غصے اور غرور مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے سعد کو خبر دی یہان بھی

طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے اُودھر سے جیپور جوشان وخروشان آکر پہونچا جب نقیب نقابت کرکے
ہٹے تو جیپور نے گینڈا نکالا پکارکر آواز دی کہ کون صاحب ہین جنھون نے
ایلچی کو مارا میرے مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو سعد نے مرکب بڑھایا
میثاق نے عرض کی حضور یہ پہلوان سحر بند ہی سمجھ بوجھ کے مقابلہ کیجیے گا یہ بھی مکر کریگا
بادشاہ نے فرمایا مین سب طرح ہوشیار رہون اِسکی کیا مجال ہی کہ مکر کرے یہ فرماکر
مرکب بڑھایا مقابلہ جیپور مین پہونچے جیپور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین بادشاہ نے نیزہ
اُسکا نکالا جیپور نے کہا ای شہریار معلوم ہوا کہ آپ سے جنگ مشکل ہی لیکن
ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے پیچھے میثاق سحر کر رہا ہی مین ساحر نہین ہون کہ سحر کو
اُسکے روکون آپ منع فرمائیے کہ مجھپر سحر نہ کرے بادشاہ جیسے پلٹے جیپور نے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بادشاہ کا زخمی ہوا جیپور نے غلغلہ کیا کہ ہان یارو بلوہ
کرکے مار لو اب مین نے بادشاہ کو زخمی کر دیا کل فوج لینا لینا کہکے آپڑی لیکن
جنات اِدھر سے جا پڑے بادشاہ نے جب دیکھا کہ سر سے خون بہت جاری
ہوا ایسا نہ ہو کہ غش آجائے تو ساحر گرفتار کرین دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی ڈالے اور یہ فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا
لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان خوب تلوار چلی قوم جنات جمکر لڑی
میثاق کوہ گردان نے جنگ کو سنبھالا فوج کو ذلیل نہ ہونے دیا آخر کو طبل
بازگشت بجے دونون لشکر پلٹ کر اُترے مگر حال سعد بن قباد کا سنیئے کہ مرکب
لیے ہوئے اِنکو ایک صحرا مین آیا کہ وہ صحرا سے پُرخار مشہور ہی خارستان جادو
وہان کی حاکم ہی اُسکو خبر ملی کہ طلسم کشا زخمی ہوکر تمھاری حوالی مین آئے ہین نکبہ اُ
اُٹھی کہ گرفتار کر لاؤن مسلسل ومطوق کرکے بہ خدمت خداوند بھیجون کہ بیٹی
اِسکی گلپاش قمر طلعت کہ سحر مین بے نظیر ہی اُسنے پوچھا کہ ای مادر مہربان کیا خبر

مجھسے تو بیان کیجیے خارستان نے کہا اے نور نظر طلسم کشا زخمی ہوکر آئے ہین میرے
جنگل مین پڑے ہین مین اُنکو گرفتار کرنے جاتی ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکا دوست
پہونچ کر لیجائے گلپاش نے کہا آپ تکلیف نہ فرمایئے مین جاتی ہون ابھی قید کرکے
لاتی ہون اسوقت مین اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو خارستان نے کہا پہلے
لوحین اُتار لینا گلپاش نے کہا اے مادر مہربان لوحین کیسی خارستان نے کہا
ایک لوح طلسم ہو اور ایک لوح محفوظ ہو اگر دونون تمھارے قبضے مین آگئین
تو پھر طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو اور مجال ہو کہ ان پہلوانون سے لڑین اور تمھارے
سحر سے بچین خارستان نے بخوبی سمجھا کر گلپاش کو روانہ کیا گلپاش نے دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے آفتاب چمک رہا ہو مرکب کوتل باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا
ہوا مصروف چرا ہو کنیزین جو ملکہ کے ساتھ تھین اُنسے کہا کہ صاحبو آج دنکو آفتاب
کے عوض چاند چمک رہا ہو یا کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہو کنیزون نے کہا حضور یہی
طلسم کشا معلوم ہوتا ہو گلپاش ٹہلتی ہوئی قریب آئی دیکھا ایک جوان رعنا غنس
گردن بلند بالا تن و مند خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا آفتاب عالمتاب نرگس
شہلا بند ہین جس سے ثابت ہوتا ہو کہ نرگس بیمار ہو قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا بیہوش
پڑا ہوا ہو گلپاش کے منھ سے آہ نکلگئی سارا جسم پسینے پسینے رنگ متغیر و متردد
و متحیر جی چاہتا ہو کہ اس جوان کے لپٹ جاؤن یا بیدار کرکے اپنے قصر مین لیجاؤن
دونون لوحین سینے پر مثل ستارہ سحری چمک رہی ہین ملکہ نے زمین پر بیٹھ کے
سر زانون پر رکھ لیا مگر خارستان جادوگر بیٹی کے جانے سے بیقرار تھی بعد جانے
ملکہ کے یہ بھی چلی تھی آسمان سے دیکھ رہی ہو کہ بیٹی میری زمین پر بیٹھ گئی اور سر
سعد شہریار کا زانون پہ رکھ لیا ہو ہر مرتبہ منھ پر منھ رکھدیتی ہو بوے زلف عنبر
سونگھتی ہو یہی کہتی جاتی ہو نظم

انکھین بدنامیونکا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہو	اُدھر دل اُنکا مضطر ہو اِدھر دل میرا مضطر ہو
یہ دور آخری مین بر بھی ہو بزم عشرت کی	بسان ساغر رات دن مستونکو چکر ہو

اجی جانے دو آرایش لبھاؤ اپنی باتون سے / حسینون کے لیے ناز و ادا زیور سے بہتر ہی
چلو بس کنگھی چوٹی ہو چکی سونے کا وقت آیا / نگاہ منتظر کی طرح سے ہر تار بستر ہی
سمندر جسکو سنتے ہین وہ اپنا ہی دل سوزان / سمندر جسکو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہی
جو کہتا ہون تری سنگین دلی اب ظلم کرتی ہی / تو ہنسکر کہتا ہی کیا کیجیے دل میرا پتھر ہی
صفیر اسمین پریشانی کے مضمون اتنے لکھے ہین / مرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

گلپاش جب ان اشعارون کو بحسرت پڑھ چکی تو کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو اٹھا کر لے چلو تو مین انکا علاج کرون کنیزون نے سعد شہریار کو اٹھایا ملکہ بھی اٹھانے مین شریک ہی خارستان یہ حال دیکھکر کہنے لگی دیکھیے اب کیا کرے اس ظالم نے تو بڑا ستم کیا سعد کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی عجب حرکتین کر رہی ہی اپنے ہوش مین نہین ہی اب مین سخت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ اس بدنصیب کو اس ارادے سے باز رکھون کون اسکو سمجھا کر کہے کہ یہ طلسم کشا ہین بہت سی شاہزادیان انکے عشق مین مبہوت ہین گھر بار ان کمبختون سے چھوٹا برائی مشہور ہوئی قدرت کی دشمن کہلائین کیا نفع ملا بدنامی بڑھ گئی خارستان تو یہ سوچتی رہی مگر گلپاش سعد کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی ٹانکے دلوائے تب سعد کو ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی اول ہاتھ بڑھایا تو جین دیکھین تو جین اپنے مقام پہ پائین دیکھا کہ ایک شاہزادی قمر عذار شیرین گفتار مشتری خصال آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال عارض ماہ حسن و کمال دونون ہونٹھ ٹکڑے یاقوت احمر کے یا درج دہان کہ جس مین مروارید دندان مثل برق چمک رہے ہین سینہ وہ صاف و شفاف جسپر دو نارنگیان گلزار حسن کی قایم ہین بادشاہ دیکھکر اس نازنین کو بہت مبہوت ہوے مگر ضبط کر کے پوچھا کہ اے نازنین ہین تیرا نام نامی کیا ہی میرے لانے کا کیا سبب ہی ملکہ نے شرما کر کہا مجھکو گلپاش قمر طلعت کہتے ہین اس صحرا کی حاکم میری مان خارستان جادو ہی ہرکارون نے خبر دی کہ سعد شہریار زخمی ہو کر آپ کی سرحد مین آگئے ہین امان جان نے ارادہ کیا

کہ جاکر گرفتار کر لاؤن مگر ہرکارون نے اِسطور سے بیان کیا تھا مجھکو اشتیاق ہوا کہ
اول مین جاکر دیکھون شکر ہی کہ وقت پر پہونچی سرکار کو اُٹھا لائی علاج کیا اب جب زخم
خشک ہوجائیگا تو آپ کو جانیکا اختیار ہی جہان رہیے بہ صحت و عافیت رہیے بادشاہ
نے یہ چند باتین کرکے پھر آنکھین بند کرلین گلپاش کو خوف پیدا ہوا کہ شاید کلام
کرنے مین تکلیف ہوئی پھر بیہوش ہوگئے کبھی قدمون پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی سرپہ ہاتھ
رکھدیتی ہی کبھی گھبرا کر کنیزون سے کہتی ہی کیون صاحبو تمھاری کیا رائے ہی کنیزین
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ حضور سب طرح خیر و عافیت ہی مگر خارستان جادو
دیکھا کی کہ بیٹی میری سعد کو اُٹھا کر اپنے مکان پر لائی ایک کنیز کہ شعلہ جوالہ اُسکا
نام ہی ملکہ کے بہت منھ چڑھی ہی اُسنے پوچھا اری مین آپ کو بہت بدحواس پاتی
ہون آپ کہان گئین تھین اور کہان سے پلٹ کر آئین جسوقت سے آپ آئی
ہین کلام نہین کرتین خاموش بیٹھی ہین خارستان نے کہا او شعلہ جوالہ عجب
معرکہ درپیش ہی جس سے مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی جب ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی تو
کمبختون نے اسطرح بیان کیا کہ ایک ماہ تابان بلکہ آفتاب درخشان آپ کی سحر
مین زخمی ہوکر آیا ہی مین نے قصد کیا کہ برائے گرفتاری جاؤن مگر صاحبزادی نے
مجھسے کہا کہ مین جاکر گرفتار کر لاؤن مین کیا سمجھتی تھی کہ وہ یہ سنکر مشتاق ہوئی ہین
اجازت دیدی اور بعقب مین مین نے جاکر دیکھا کہ اُسنے جاتے ہی سعد شہریار کا سر
اپنے زانوون پر رکھ لیا اور اپنے باغ مین اُٹھوا کر لیگئی ہی نہین معلوم وہان کیا
ہورہا ہی مجھکو بڑا خوف ہی کہ ایسا نہو قدرت آگاہ ہوجا دین تو میری بربادی
کرین حکومت چھین لین اور صاحبزادی کو تو زندہ نہ چھوڑینگے قتل کرنے کا ارادہ
کرینگے لہذا او شعلہ جوالہ مین نے صرف تمسے بیان کیا ہی اور اس مقدمے کو زبان
سے نہین نکالا ہی یہان سے جاؤ اور صاحبزادی کو سمجھاؤ کہ سعد شہریار کو گرفتار
کرکے لے آئے اور اگر اسکے خلاف کرو گی تو مین ابھی آتی ہون وہ سزا دونگی
کہ عمر بھر یاد کرو گی تڑپ تڑپ کر مرو گی اگر یہ خیال ہی کہ اور شاہزادیان جو شریک

ہو گئیں میں بھی شریک ہو جاؤں تو میں تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگی وہ لوگ جو نکل گئے انکے بزرگوں نے گوارہ کیا شعلۂ جوالہ نے کہا میں ابھی جاتی ہوں اور سعد شہریار کو گرفتار کرکے لاتی ہوں خارستان نے خوب سمجھا دیا کہ اے شعلۂ جوالہ میرے واسطے بڑی بدنامی ہو ساحر کہیں گے کہ خارستان جادو مصاحب قدرت ہوکر یہ کیا کر بیٹھیں کہ بیٹی نے انکی قدرت کے دشمن کو اپنے گھر میں جگہ دی اور علاج بھی کیا شعلہ نے کہا میں بہت اچھی طرح سمجھاؤنگی یہ کہکر شعلہ چلی مگر شعلۂ جوالہ نے گلپاش کو پرورش کیا ہو بڑی محبت رکھتی ہو دل سے باتیں کرتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو کہ صاحبزادی نے غضب کیا عین شباب میں یہ آفت برپا کی ہم خارستان سے کہا کرتے تھے کہ جلد انکو نکالو کہیں شادی کردو وہ جواب دیتی تھیں کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہو جبتک ایساہی بھکو نہ ملیگا میں شادی نہ کرونگی اور یہ تو مشہور ہو کہ سعد شہریار فرزندان صاحبقران میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں کہ باپ کی انکو سلطنت ملی اسی ذریعے سے یہ بادشاہ ہوے انتظام سلطنت تو انھیں کی ذات پر موقوف ہو مشہور ہو کہ پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار ہیں اور ان سب کا سنبھالنا انھیں کا کام ہو جب ایسا شخص آنکھوں کے آگے آئے تو عورت نوجوان کیوں نہ رغبت کرے اے شعلہ بہت سمجھاؤنگی کہ بی بی اس محبت سے ہاتھ اٹھاؤ اگر مان لیا تو خیر اور نہ مانا تو میں انھیں کا ساتھ دونگی اور بی خارستان کو سلام ہو جسکو گودیوں میں پالا مجھے کیونکر ہو سکیگا کہ میرے سامنے قید ہو لیکن تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے یہ سوچتی ہوئی باغ میں آئی یہاں وہ وقت ہو کہ سعد شہریار کو ہوش آیا گلپاش نے کہا باہر چلکر بیٹھیے سعد راضی ہوے بیرون بارہ دری فرش بچھایا گیا مسند جواہر نگار لگائی اسپر سعد شہریار بیٹھے پہلو میں گلپاش قمر طلعت بیٹھی باتیں محبت آمیز ہو رہی ہیں ملکہ بھی بہت خوش بیٹھی ہو ایک نازنین کہ حسن میں بے نظیر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو **نظم**

جان دینا یہ نہ ملتا بیت ہر بابی سے	نور مجبور رہوں اس دل کی بیتابی سے

لب نازک پہ وہ لاکھے کو جما کر بولے ۔ رنگ مُرجھا کر نہیں ہوتا کوئی عنابی سے
وقت گلگشت جو عکس رُخ پر نور پڑے ۔ رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
بے طلب سیکڑوں ہیں سیمبر ان کو دیتا ۔ ہاتھ ملتا ہوں فقط زر کی ہیں نایابی سے
شب کو اُس ماہ نے آنے میں توقف جو کیا ۔ دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے
شب مہتاب میں وہ مہ جو چڑھا کوٹھے پر ۔ نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
یاد ای نور جو اُس ابر کرم کی آئی ۔ برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کر شعلہ اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی ملکہ نے جو شعلہ کو دیکھا سناٹا آگیا مگر خاموش بیٹھی رہی شعلہ نے آکر سلام کیا اور ملکہ کی بلائیں لیں پھر سعد کی بلائیں لیں کہا بی بی کچھ کہونگی ذرا الگ اُٹھو ملکہ صحبت سے اُٹھکر الگ آئیں شعلہ نے کہا بی بی یہ تمنے کیا کیا جب تم صحرا میں گئی ہو تو ماں بھی تمھاری عقب میں پہونچیں اور تمھاری سب حرکتیں دیکھ لیں مجھسے جا کر سب حال کہا ابھی تک اور کسی سے نہیں کہا واری میں نے تمکو پالا ہی پرورش کیا ہی حقیقت یہ ہی کہ یہی شہریار تمھارے لایق ہی جیسی تم آفتاب ہو ویسے وہ مہتاب ہیں تمھاری صحبت کے موافق ہیں ماں نے تمھاری پیغام بھیجا ہی کہ او ننگ خاندان بہتر اسی میں ہی کہ سعد کو گرفتار کرکے لا اگر اِسکے خلاف کیا تو زندہ نہ چھوڑونگی یہ نہ ہوگا کہ تم نکلجاؤ اور میں تمکو چین سے بیٹھنے دوں آگ لگا دونگی قیامت برپا کرونگی میرا تو گھر لٹتا ہی مگر تمکو مٹا کے مٹونگی اور سعد شہریار اب یہاں سے زندہ بچکر نہ جائینگے شعلہ نے جو یہ بیان کیا گلیاش کانپنے لگی شعلہ نے ہاتھ تھام کر کہا بی بی گھبراؤ نہیں سمجھکر بات کا جواب دو ملکہ نے کہا تم میری ماں ہو تمنے مجھکو پرورش کیا بتاؤ کہ کیا کروں اب مجھکو انتشار ہی کہ کیونکر جان بچیگی اور مادر مہربان تو کہتی ہیں وہی کرینگی اُنکو میری جدائی نہ گوارا ہوگی جو تم کہو وہ کروں مگر یہ نہ کہنا کہ سعد کو چھوڑ دو میں اس شہریار کو نہ چھوڑونگی خواہ جان رہے خواہ جائے شکر اِس بات کا ہی کہ وہ بھی مجھپر مائل ہیں فرمانے لگے کہ سب شاہزادیوں پر تمکو

افسر کرونگا اور کیا کیا مہربانیاں فرمائی ہین کہ انکو کہ نہین سکتی اہ شعلہ جو میرے بیٹے
مناسب ہو جواب دو جو تم کہو وہی کرون شعلہ نے کہا واری آپ تو چین کرین اور
معشوق سے باتون مین مصروف رہین مین جا کر آپ کی والدہ کو سمجھاتی ہون اگر
انھون نے میرا کہنا مان لیا تو سبحان اللہ اور اگر نہ مانا تو مین پلٹ کر آتی ہون مین
آپ کی بجان و دل شریک ہون اگر ان تمہاری کچھ فتور کرینگی تو اس مین بھی
شریک رہونگی اگر آپ کو قید کرلین گی تو رہائی کی جستجو کرونگی ملکہ نو آکر پاس سعد
کے بیٹھین مگر رنگ رو اڑا ہوا چہرہ اداس عالم یاس یہی خیال ہو کہ مان نے مجکو
دیکھ لیا اب دیکھیے وہ کیسا فتور کرینگی خدا اس شہریار کو سلامت رکھے سحر تو آپنر
کر نہین سکتین لوح طلسمی و لوح محفوظ انکے پاس موجود ہو اگر لشکر کشی کرینگی تو لیا
جواب دونگی کسی طرح خاموش نہ ہونگی یہان شعلہ جوالہ پاس خارستان کے آئی
خارستان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہو بیٹی کی جدائی کے خیال سے رورہی ہے
کہ شعلہ پلٹ کر آئی خارستان نے گھبرا کر پوچھا کیون شعلہ کیا ہوا کہا واری مین
آپ سے عرض کرتی ہون کہ آپ بخوبی آگاہ ہونگی کہ عشق بلاے روزگار ہو کیسے
کیسے جوان و ضعیف اس کوچے مین پھنسکر تباہ و برباد ہوے کسی نے بھی چین پایا
اب وہ بھوت ملکہ کے سر پر سوار ہو جو آپ کہتی ہین وہ تو دشوار ہو مگر انصاف
کیجیے کہ سعد شہریار صاحب حسب و نسب ماں کی طرف سے ایسے کہ نوشیروان کے نواسے
باپ کی طرف سے رئیس خانہ کعبہ خوبصورت صاحب حشمت و شوکت ہم لوگون کی
کیا حقیقت ہو ساحر کہلاتے ہین مگر مقدمہ حسب و نسب وہ چیز ہو کہ جسکو سب
پسند کرتے ہین شوکت کا یہ ایک ادنیٰ جملہ ہو کہ طلسم نوخیز جمشیدی فتح کرنے آئے
ہین اور لوح طلسمی پا گئے ہین حقیقت مین انکے برابر کون ہوگا اگر آپ رنجیدہ نہ ہون
تو مین عرض کرون خارستان نے جھلا کر جواب دیا مین طرز کلام کو تمھارے سمجھ گئی
او شعلہ جوالہ سمجھو تو کہ سب اہل طلسم دشمن ہو جاوینگے شعلہ نے کہا پھر کیا کرسکین گے
طلسم کشا آپ کا سرپرست سب سے زیادہ زبردست صاحب ملک و مال و صاحب

جاہ و جلال جو منھ پر چڑھے گا وہ مارا جائیگا سزا پائیگا اب کل اہل طلسم سعد کی فکر
مین ہین تو کیا کر سکتے ہین اپنی آگ مین آپ جل رہے ہین دشمن اگر ہین تو ہوا کرین
خود خداوند دشمن ہو گئے تو یہ انجام ہوا کر بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکا کیا کر سکتے
ہین مین نے سنا ہی کہ بادشاہ طلسم زعفران زار سے پیغام کیا ہی جب یہان دباؤ پڑیگا
تو وہان بھاگ کر چلے جاوینگے یہ وہ لوگ ہین کہ اس طلسم کو بھی جا کر فتح کرینگے تو ای
ملکۂ عالم مناسب یہ ہی کہ تم بھی چلو اور چلکر قدمبوسی کرو اور جو چاہو عہد و پیمان کر لو
جو کہو گی وہ قبول کرینگے تمھاری بیٹی کا بڑا مرتبہ ہوگا سب شاہزادیون کی افسری ملیگی
یون آیندہ تمکو اختیار رہی خارستان نے کہا او شعلہ دور رہو مجھسے اب بات نہ کرین
ابھی جا کر اس گیسو بریدہ کو پکڑ کر لاؤنگی اور مثل دشمنون کے قید کرونگی مجھسے سبز ہوگا
ایک بات طے کر لاؤ کہ سعد شہریار طلسم سے ہاتھ اٹھاوین اور جمشید کو سجدہ کرین
تو مین قبول کرون شعلہ نے کہا یہ بات تو آپ نے ایسی کہی کہ انکے غلام بھی نہ
قبول کرینگے ان خدائیون کو وہ باطل سمجھتے ہین اگر انصاف کیجیے تو دلیلین انکی
سب قوی ہین ادنی سا سوال رکھتے ہین کہ سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ
مر گئے اپنے کو نہ بچایا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا خداے نادیدہ برحق ہی مگر
انھون نے زندگی مین جو چاہا وہ کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا مثل
شداد کے کہ ایسا زور سلطنت ہوا کہ بہشت بنایا اور جواہر کے مکانات تیار
کیے مگر وہ جو حاکم حقیقی ہی جب یہ باغ مین جانے لگے تو ملک الموت نے آکے
سلام کیا کہ او شداد بس اب آگے بڑھنے کا حکم نہین ہی ایک قدم اندر اور ایک
باہر اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی کیون حضور اگر وہ خداوند ہوتا تو
اندر باغ کے تو جاتا اس شوق سے تو بنایا مگر اندر باغ کے نہ جا سکا ان باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا وہ ہی جسکو سب بات پر اختیار ہی یہ سب باطل تھے ایسی
سلطنتین پائین کر کہ بیٹھے ہم خداوند ہین مگر انجام مین کیا ہوا سب بھول گئے
کچھ نہ کر سکے اسی طرح یہ سامری و جمشید بھی ہین کہ اپنی جان نہ بچا سکے اور جمشید تو

کھلا ہوا مکار وجعلسا زہی باپ کے مرتے ہی خداوند بن بیٹھا اب جو مصیبت پڑی ہی
تو اُسکو جھیل نہین سکتا اب آخر کو سعد کے ہاتھ سے قتل ہوگا ایسی دلیلین شعلہ نے
بیان کین کہ خارستان خاموش سن رہی ہو کچھ جواب نہین دیتی جھلا کر یہ جواب دیا
کہ اے شعلہ بس جاؤ ہمارے سامنے خداوندون کو بُرا نہ کہو ہمارے باپ دادا کیا
بے وقوف تھے کہ بے سمجھے سجدہ کر لیا شعلہ نے کہا واری اُسوقت کوئی ہدایت
کرنے والا نہ تھا اب صاحبقران زمان نے سب ملک اسلام آباد کر لیے
مذہب اسلام کا کیسا زور وشور ہی جسنے سُنا وہ مسلمان ہوا آپ مجھپر غصہ نہ کرین
مین آپ کی خیر خواہ ہون یہی چاہتی ہون کہ آپ کے واسطے بہتر ہو ایسا نہ ہو
کہ سلطنت کو زوال ہو اور بندگان عالی کو ملال ہو خارستان نے کہا تم جاؤ اور
اُس گیسو بریدہ کو سمجھاؤ مین دو گھڑی اور منتظر ہون اگر وہ آوے تو فبہا ورنہ مین خود
آتی ہون شعلہ بہت خوب کہکر اُٹھی مگر سوچتی ہی کہ کیا تدبیر کرون یہ سوچتی ہوئی باغ
مین آئی ملکہ نے پوچھا کیون امان جان کیا کیا شعلہ نے کہا واری اہل طلسم کی عقل پر
پتھر پڑے ہین لاکھ سمجھاؤ مگر وہ اُلٹی ہی سمجھتے ہین مادر مہربان تمھاری آوینگی اب یہ
باتین سعد کے سامنے ہو رہی ہین سعد نے کہا اے ملکۂ عالم اگر آئینگی تو آنے دو اگر
لاکھ ساحر لیکر آئینگی تو مین کمی نہ کرونگا کیا مجال ہی کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈالے ملکہ رونے لگی
کہا اے شہریار مجھے بڑا خیال یہ ہی کہ بندگان عالی پر کوئی مصیبت نہ پڑے مین فدا ہو نیر
نثار ہو جاؤن سعد نے فرمایا اے ملکۂ عالم مطمئن رہو میرا کوئی کچھ نہین کر سکتا پروردگار
کار رحم چاہیے اگر وقت رنج وغم آیا ہی تو گرفتار ہونگا ورنہ خارستان کیا کر سکتی
ہی ملکہ تو ملول ومحزون بیٹھی ہی سعد سمجھا رہے ہین مگر شعلہ نے کہا کہ مین جاکر در باغ پر
بیٹھون دیکھون کہ خارستان کسطرح آتی ہین ملکہ نے کہا اچھا بوا اب سوا تمھارے
رفیق کون ہی دیکھون مادر مہربان کیا کرتی ہین وہان خارستان نے تھوڑی دیر
انتظار کیا جب شعلہ پلٹ کر نہ آئی کہا لو صاحبو یہ شعلہ بھی اس گرمی مین گئین اُسکی
شریک ہوئین مین نے کہا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی اگر جواب باصواب لائین

تو ضھا ورنہ مین اسکے گرفتار کرونگی وعدے کا زمانہ گذر گیا شعلہ نے ملکہ کو پایا لاہوا ہی
جوش مین وہ گئی ہی جاکر بیٹھ رہی اب وہ نہ آئیگی ملکہ کے ساتھ اُسکی بھی قضا ہی بارے
کوٹھون کے کھال گرادونگی اب کیونکر بچینگی ارے.... سفاک جادو کو تو بلاؤ غرض
سفاک اسکے لشکر کا سپہ سالار ہی وہ حاضر ہوا ملکہ نے کہا فوج تیار کرو سفاک نے
کہا بارہ ہزار آدمی موجود ہین انکو لاتا ہون خارستان نے کہا فوج کی چندان
ضرورت نہین ہی مگر فقط سیاہ دکھانا منظور رہی مین جاکے اُنکی گردن لونگی چین سے
بیٹھنے نہ دونگی سفاک نے کہا ملکہ سمجھکر کلام کرو ایسا نہ ہو وقت پہ بیٹی کی محبت
آجائے خارستان نے کہا اوسفاک محبت کیسی اب تو ضرور مین اُسکے قتل کی
درپے ہون اُسنے میرا نام مٹایا مجھکو خوب بدنام کیا اب مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی
تم لشکر لیکر چلو مین آتی ہون سفاک بارہ ہزار فوج سے چلا یہان شعلہ دروازے
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ طرف سے خارستان کے گرد اُٹھی اور دیکھا کہ سفاک
بارہ ہزار فوج سے آتا ہی شعلہ روتی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا اوشہریار
سفاک جادو بارہ ہزار فوج سے آگیا سعد تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا اگر وہ
آتا ہی آنے دو میری زندگی مین باغ مین نہین آسکتا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار
ہوے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اوشہریار مجھکو پہلے قتل کیجیے تب جائیے اگر
خدا نخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی اُفتاد ہووے تو مین کدھر کی ہونگی ہان
دشمن ہوگئی مگر پروردگار مالک ہی اوکریم ورحیم رحم اپنا شریک کر نظم الطوہ

اوکہ اندر ابتداے ابتدا را ابتدا	در مقام انتہاے انتہا را انتہا
خالق خلقی تو اوفرمانروا ارض و سما	مالک ملکی تو اوشاہنشہ روز جزا

واے لطف و عنایت صاحب جود و سخا

از تو میخواہد دواے درد دل ہر لادوا	چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا	وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا

مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

دادہ از روے درخشان روشنی خورشید را	ماہ را از چہرۂ تابان تو جمشیدی ضیا
شمع را کردی تو روشن در جہان اے مہ لقا	بیشک و لاریب در حسن و جمال جان فزا

دلربائے دلربائے دلربائے دلربا

ملکہ بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی سعد نے فرمایا اے ملکہ کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہو ابھی جا کر اس فوج کو شکست دیتا ہون سفاک کو معلوم ہوگا جو گرفتار کرنے آیا ہے خدا اچھا ہے تو بھاگتا پھرے مگر ہٹو تم کنارے بیٹھو پروردگار سے ملتجی ہو کہ وہ رحیم و کریم ہے اگر وہ رحم کریگا تو کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ خارستان ضرور فتور کریگی وہی ہوا مان ہے کیونکر گوارہ کرے یہ فرما کے بڑھے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لیا سلاح طلسمی زیب جسم ہین سفاک جادو فوج لیے ہوے آتا ہے جانتا ہے کہ مجھے کون روکیگا یون ہی باغ مین گھس جاؤنگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا اگر سحر مین بلا سے ورنہ گارہے ضرور ہاتھ پانون ہلائیگی مگر میرے سامنے کیا زور چلیگا وہی ہے کہ جسکو گود مین کھلاتے تھے آج اُسکو یہ گھمنڈ ہے سب گھمنڈ نکل جائیگا خارستان آتشخو و شعلہ مزاج ہے ایسی سزا دیگی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہوجائیگی خارستان کا غصہ ایسا نہین ہے کہ کوئی اُسکو سمجھا دے وہ بیٹی کے نام سے بیزار ہے سفاک نے دور سے دیکھا کہ دروازہ باغ کا بند ہے ملکہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین پکار کر آواز دی کہ بی بی تمھاری ذات سے یہ مصیبت اٹھائی کہ لشکر کشی کرنا پڑی بس اب چلی آؤ کہ مین با آبرو تمکو لے چلون ورنہ بہت پچھاؤگی ابتک تو مجھکو خیال ہے کہ میری مالکہ کی بیٹی ہو یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور آواز دی کہ جواب بھی نہین دیتی ہو خاموش کھڑی ہو اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی بات کا جواب دو کوٹھے سے اُتر آؤ کہ ہم تمکو محافہ مین سوار کرکے لے چلین ورنہ اگر بے لطفی ہوئی تو کیا نفع ہوا یہ کہتا ہوا سفاک بڑھتا آتا ہے فوج اِسکے ساتھ آتی ہے کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سفاک نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب عربی پر سوار تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح طلسمی

بجاے سپر بائین ہاتھ مین نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا کیون بلوہ کرتے ہوے آتے ہو منم شاہزادہ سعد بن قباد نعرہ پادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے کافرون پر جا پڑے سفاک نے گینڈا اپنا ہٹایا فوج کو اشارہ کیا کہ سعد کو گھیر کر مار لو کل فوج نے سعد پر بلوہ کیا سعد اندر فوج کے در آئے جنگ رستمانہ کرنے لگے افسران فوج بڑھ بڑھ کے سحر کرتے ہین مارے جاتے ہین جس افسر نے بڑھکر بادشاہ پر سحر کیا شاہ نے لوح کو چمکا دیا مگر سفاک فوج پر نعرے مار رہا ہو کہ ہان یارو تم بارہ ہزار ہو وہ شخص اکیلا ہو گھیر کر مار لو جو افسر بڑھا وہ شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا کوٹھے پر سے ملکہ دیکھ رہی ہو کہ سعد بیچ فوج مین کھڑے لڑ رہے ہین مگر بیتاب ہو رہی ہو شعلہ سے کہتی ہو کیون شعلۂ جوالہ تمنے خیال کرکے دیکھا کس زور و شور سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہین جسنے مقابلہ کیا وہ واصل جہنم ہوا مگر سفاک دور سے لپنا لپنا کر رہا ہو خود مقابلہ سعد مین نہین آتا دیکھو رہا ہو کہ سعد شہریار کے ہاتھ مین تیغۂ طلسمی ہو جس غول پر جا پڑے اسکو درہم و برہم کر دیا اور ڈھونڈھکر افسرہی کو مارتے ہین شعلۂ جوالہ نے کہا واری آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب جری و بہادر سے سامنا ہوا ہو کہ جسکا مثل نہین طرز جنگ تو دیکھیے پشت و پہلو سے کیسے ہوشیار ہین گھوڑا کیسا چوکنا ہو رہا ہی جو پشت پر آیا اُسے تلوار مار کر گرا دیا اور جو سامنے آگیا اُسپر لوح کو چمکایا ساحر کی زبان ٹکی اُسپر ہاتھ مار دیا گردم مرکب سعد شہریار ساحرون کے لاشون کے انبار مین مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہی جسطرف سے نکلا پرے ون کو پامال کر دیا سرون کو ٹھکراتا پھرتا ہی کبھی دولتیان مارتا ہی کبھی کنپٹک مارتا ہی جو سامنے آتا ہی اُسکو زخمی کرتا ہو کسیکا شانہ چبا لیا ہو کسیکا سر چبا لیا شعلہ کہتی ہو واری آپ بھی یہانسے سحر کیجیے اور حکم ہو تو مین جاکر شریک جنگ ہون ملکہ نے کہا جانا بہتر نہین یہین سے

سحر کرو میں بھی سحر کرتی ہوں تم بھی سحر کرو ایک غول میں شاہ پھنسے ہوئے تھے کہ ملکہ
نے ایک تلوار پھینکی اور آواز دی کہ ای مرشگافت لینا جانے نہ پائے اُس غول
میں تلواریں برسنے لگیں کئی سو جوان قتل ہوئے سفاک نے سحر کر کے تلواریں
روکیں للکار رہا ہو کہ ہاں یارو جمکر لڑو سوچ او کہ دنیا ناپائیدار ہوا سکا کیا اعتبار ہی
قیامت آنا برحق ہی بقول شاعر نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرداروں میں
شاخ گل زمزمہ سنجوں کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزاں کو کسی موسم میں
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جنبیہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس
فخر کو جانے دو باشندوں کو انکے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہی
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدوں کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزو وقار
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
اُڑ غنو وارسد اگو بجتے تھے صوت ہزار
کبھی گل منصدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنگ ظرفی با ین عزو وقار
آجکل وہ لب جو چند کا ہو آئینہ دار
تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

یہ اشعار سنکر اہل فوج سعد پر بلوہ کرنے لگے مگر جو گھبرائی کو ٹھے سے اُتر آئی
وہ باغ پر آکر سحر کرنے لگی مگر سفاک سحر کو ملکہ کے روک رہا ہو جب ملکہ نے دیکھا
سو دو سو کو مارا بادشاہ پر سے ہٹا یا قضائے کار قیصور کر اسکو فکر ہوئی کہ میں
جاکر سعد کی فکر کروں اسوقت آکر پہونچا کہ سعد گھرے ہوئے ہیں مگر جنگ پر ستمائی
کر رہے ہیں قیصور جنی یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج جنات میں آکر آواز دی کہ یارو
ہزار دو ہزار تیار ہو کر چلو بادشاہ گھر گئے ہیں دو ہزار جنات کہ تیار تھے قیصور

انکو ساتھ لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ سعد لڑتے ہوے قریب سفاک کے پہونچے
ہین مگر سفاک ہٹتا جاتا ہی مقابلے مین سعد کے نہین آتا للکارہ رہا ہو کہ او سعد خوف
کرو اگر سحر کرونگا تو زمین ہلادونگا یہ کلام کہہ رہا تھا کہ جنات آکر گرے قیصور بھی تلوار
پکڑ کے لڑنے لگا جنات کی لڑائی کا رنگ یہ ہو کہ ساحر کو مارا اور غرق زمین ہوگئے
دوسرے مقام پہ جاکر نکلے ساحر پہ ہاتھ مار دیا جب جن غائب ہوجاتا ہی تو ساحر
حیران ہوتے ہین کہ یہ لوگ دکھائی نہین دیتے کس پر حملہ کرین اور کیونکر جان اپنی
بچاوین یہ لوگ تو بلا کے ہین قریب ہی کہ شکست کھاکے بھاگین کہ دیکھا ایکطرف سے
خارستان پیدا ہوئی اور ملکہ بھی دروازے پر خاموش کھڑی ہین خارستان
نے جو دور سے دیکھا کہ شکست فاش قریب ہی سفاک بھاگا بھاگا پھر رہا ہی سعد
سے اپنے کو بچاتا ہی کسی نے اسکو نہ دیکھا بلند ہوئی اور کڑک کر ملکہ پر گری ملکہ کی
آنکھین بند ہوگئین خارستان نے کمر مین پنجہ دیا اور پکار کر آواز دی کہ بس اے
سفاک ہٹ آؤ مین نے اِس بانی فساد کو پکڑ لیا اب اِسکو لیے جاتی ہون خدمت
خداوند مین بھیجونگی کہ اِسکو سزا ملجائے پھر سعد سے سمجھونگی دیکھون یہ جنات کیا
کرتے ہین ایک سحر مین سب کو مٹاؤنگی یہ جو پکار کر خارستان نے کہا او سفاک
نکل چلو سفاک نے جو خارستان کی آواز سنی فوج کو لیکر بھاگا سعد شہریار قیصور
کو ساتھ لیکر پلٹے جب در باغ پر آئے دیکھا شعلہ رو رہی ہی سعد نے پوچھا کیون
شعلہ خیر تو ہی شعلہ نے کہا حضور خارستان ملکہ کو لیگئی اگر آپ کی راے ہو تو
مین پاس خارستان کے جاؤن اور جاکر کچھ اصلاح کرون سعد نے فرمایا کہ اے
شعلہ جوالہ شاید کچھ بن پڑے یہ کہکر شعلہ روانہ ہوئی سعد شہریار اُسی مقام پر
اُتر پڑے قیصور سے فرما رہے ہین کہ اے قیصور دیکھیے شعلہ جوالہ گئی ہی جاکر کیا کرتی
یہان خارستان جادو ملکہ کو لیکر آئی ہی کنیزین سب جمع ہوگئین کہتی ہین اے صاحبہ
اِس بدنصیب کو سمجھاؤ کہ یہ کیا کر گذری سعد کو لیکر بیٹھی ہی ہین نے لشکر کشی کی لشکر
بھی تباہ ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے قیصور ہنسے کہ اہل طلسم کا دشمن ہی کیا فتور

برپا کیجیے جلدی فوج کو لیکر آیا آخر شکست فاش ہوئی اس کمبخت کو سمجھاؤ کہ محبت سے
سعد کی ہاتھ اٹھائے میں جاکر اسکو گرفتار کر لائی سب کنیزیں ملکہ کو سمجھا رہی ہیں
کہ واری جو ماں کہتی ہیں آپ قبول کیجیے انکی راہ پر چلیے حقیقت میں وہ اہل طلسم کے
دشمن ہیں انسے میل بہتر نہیں ملکہ خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہیں دیتی کہ شعلہ جوالہ آکر
پہونچی خارستان نے کہا ای شعلہ تم بھی جاکر بیٹھ رہیں شعلہ نے کہا واری آپ کے
مزاج میں بڑی جلدی ہی میرے آنیکا انتظار نہ کیا اور لشکر کشی کر دی خارستان نے
کہا میں نے تجھسے کہدیا تھا کہ میں دو گھڑی انتظار کرونگی پھر لشکر کشی کر دونگی جو میں نے
کہا تھا وہ کیا شعلہ نے کہا واری میں سمجھا چکی تھی کچھ کچھ راہ پر آئیں تھیں یہی صلاح
ہو رہی تھی فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو ماں مہربان مجھے سزا دیں تو میری کیسی حقارت
ہوگی میں کہ رہی تھی کہ واری مطمئن رہیے کوئی آپ کو سزا نہ دیگا جو مرتبہ آپ کا ہی
وہی رہیگا یہ کسکی مجال نہیں ہی کہ بلا وجہ آپ کو سزا دے سکے سعد نے یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ ہم لوگوں میں دستور نہیں کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی پر دست انداز
ہوں اور ملکہ کو یہ چاہیے ہوگا کہ اول سحر سے توبہ کریں جب طبیعت وہاں ہر ہولیں
تب عقد ہو میں سمجھا رہی تھی کہ واری اس مقدمے کو بہت طول ہی لہذا کہ انتک
انتظار کیجیے گا اسکے یہاں تو قید لگی ہی کہ بدون توبہ کیے سحر سے پاک نہ ہوجیے گا
یہ لوگ فسادی ہیں لہذا منا سب یہ ہی کہ ماں کا حکم مانیے ایسا نہ ہو کہ ماں کے
خلاف ہو کہ اس میں خبر پہونچی کہ فوج آگئی سعد شہریار تمام فوج سنکر سعد ادہر ہوے
مصروف جنگ ہوے لہذا ای خارستان اب جو ہم کہیں وہ مانو کہ انکو اپنے
پاس رکھو میں سعد کو سمجھا دونگی جب میں نے دیکھا کہ وہ لڑائی کو نہ آکے اپنے
تب میرے دل میں خیال آیا کہ میں جاکر ملکہ کو سمجھاؤں شکر کرتی ہوں کہ وقت پر
پہونچی کہ ابھی کوئی بے اعتدالی نہیں ہونے پائی خارستان چونکہ ماں ہی سرنگون
جو بلا کو دیکھا دل بھر آیا رونے لگی کہا ای نور نظر جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو میں
بہر نوع غصے میں جا پڑی تھی مجھکو خود صدمہ ہی کہ ایسا نہ ہو تمھارے دل پر کوئی صدمہ

کامل پہونچے اور تم اپنی جان دیدہ و سوزن بھی زبان مین نہ دیا ایک گوشے مین بٹھایا شعلہ کو متقرر کیا کہ اب بہ اطمینان تمام سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ اسپر کوئی صدمہ پہونچے شعلہ نے کہا مین اب سمجھاؤنگی وہ جانتی ہین کہ مین وہی ہون کہ گود مین لیے پھرتی تھی رات کو انکے چھاتی پہ سلاتی تھی کیا کیا انکے ناز اُٹھائے اب آج نام خدا جوان ہوئین تو کیا میرا کہنا نہ مانینگی خارستان تو سامنے سے ہٹ گئی شعلہ نے اور کنیزون کو بھی ہٹا دیا ملکہ سے چپکے سے کہا اے ملکۂ عالم اب نہ گھبرایئے شب کو آپ کو ملیجاؤنگی پھر کسکی مجال ہی کہ آپ کو لاسکے خاصہ وغیرہ نوش فرمایئے ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے شعلہ وہ کیسے مکدر ہونگے مین کھانا کھاؤن اور وہ بھوکے رہین شعلہ نے کہا واری وہان قید مین ایسا خیر خواہ موجود ہی وہ سمجھا کر کھانا کھلا دیگا ملکہ نے بمشکل کھانا کھایا کہا اے شعلہ حال کیا بیان کرون میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

ہی کعبہ دل برائے محبوب / ہی گھر مین خدا کے جاے محبوب
کیا حسن ہی کیا لقائے محبوب / ہی حور و پری فداے محبوب
پتھر تو نہین ہون آدمی ہون / کبتک مین سہون جفاے محبوب
ہی قلزم عشق بھی قیامت / کہتے ہین یہ آشناے محبوب
جبتک رہون زندہ ساتھ دینا / اے عاشق باوفاے محبوب
دم ہی اُسپر پھڑک رہا ہی / سو جان سے ہون فداے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہی مرجان / خوش رنگ ہی کیا حناے محبوب
وہ حسن مین حور ہی پری ہی / کس منھ سے کرون ثناے محبوب
آنکھونکو نصیب دید رخ ہو / ہر کان سنے صداے محبوب
ہی نور دہ عین مصلحت ہی / جس بات مین ہو رضاے محبوب

شعلہ نے کہا واری دل کو سنبھالیے اور پکار کر کنیزون سے کہا کھانا لاؤ کنیزون نے جا کر خارستان سے کہا کہ بی شعلہ کھانا مانگتی ہین خارستان خوش ہو گئی کہا معلوم ہوتا ہی ہوش ٹھکانے ہوا کر رانی کیا کھانا عمدہ سینی مین لگا کر روانہ کیا شعلہ نے

بستر خوان بچھایا ملکہ کو کھانا کھلایا مگر ملکہ کا یہ حال ہو کہ جو نوالہ منھ مین ڈالتی ہو کہتی ہو
ہو شعلۂ جوالہ میرے حلق مین نوالہ پھنستا ہو معلوم ہوتا ہو اُس شہریار نے کھانا نہین
کھایا شعلہ کہتی ہو واری یہ گمان نہ کیجیے قیصور جنی ایسا رفیق ہو وہ یہ چاہیگا کہ سعد
کھانا نہ کھاوین وہ سمجھا کر کھلائیگا حقیقت مین سب جنات نام پر شہریار کے جان دیتے
ہین اِنکے دادا کے تسخیر کیے ہوے ہین اِنکو اپنا جان و ایمان جانتے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ ہم آپ کے دادا کے زیر کردہ ہین آپ کے بردہ ہین دو ہزار جنات
آکر کس خوبصورتی سے لڑے کہ بارہ ہزار ساحرون کو شکست دی اگر تھوڑی دیر
خارستان اور نہ پہونچتی تو شکست فاش ہو جاتی ملکہ کہتی ہو کہ اے شعلۂ جوالہ مین
غافل کھڑی تھی مادر مہربان اُٹھا لائین اور جو میرا سحر چلجاتا تو اُنکی کیا مجال تھی کہ مجھکو
لا سکتین اب سنبھلکر کھڑی ہون مادر مہربان سحر کرین اور اول تو بڑی بات یہ تھی
لا گئین اُنسے لوح محفوظ لے لیتی اور گلے مین اپنے وہ لوح پہن لیتی تو پھر کسکی مجال تھی
کہ مجھپر سحر کر سکتا جو سحر مادر مہربان کرتین وہ خالی جاتا مجھپر تاثیر نہ کرتا اِنھین باتون مین
دن گذرا شعلہ جب اُٹھکر آئی خارستان نے پوچھا کیون بی شعلہ کیا گرمی دکھائی شعلہ نے
کہا واری راضی کر چکی ہون اب تھوڑا سا منانا اور باقی ہو یہ تو کہدیا کہ مین حکم سے
مان کے باہر نہ ہونگی جو فرماوینگی وہ بجا لاؤنگی اب ایک اقرار باقی ہو مگر اب آپ آرام
فرمائیے صبح کو مین جواب صاف دونگی یہ مضمون سُنکر خارستان خوش ہو گئی کہا اے شعلہ
تمسے بڑی امید ہو ہماری پرانی رفیق ہو تمسے نیکی ہوگی کبھی بدی نہ کروگی شعلہ نے
کہا واری ہم غمخوار قدیم ہین ہر وقت یہی چاہتے ہین کہ آپ آباد رہین وہ دن ...
جمشید دکھاوین کہ صاحبزادی کو دلھن بناوین اور دولھا برات لیکے آوے گانے والیان
دین اور گالیان کھاوین تو باعث خوشی ہو خارستان تو شراب پی کر سو رہی مگر
شعلہ نے آکر کہا کہ واری کل چلیے ملکہ نے کہا بوا چلو دونون نے یہ پروانہ لکھے
انہیر ون نے جو منع کیا اُنکو جھڑک دیا یہان سعد شہریار ملول و حزین بیٹھے ہین لیکر
قیصور جنی مصروف خدمتگزاری ہو دمبدم عرض کرتا ہو کہ خاصہ نوش فرمائیے سعد

فرماتے ہین کہ اے قیصور نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہ خود بخود دل گھبراتا ہی
صبح کو اگر تمھاری صلاح ہو تو خارستان پر چڑھ دوڑون قیصور نے کہا ہین تو نہ
عرض کرونگا کیونکہ پرائے مکان پر لشکر کشی کرنا اچھی بات نہین غلام خبر لائیگا اور نہ
سرکار کو خبر سے ملکہ کی آگاہ کریگا شعلہ جوالہ گئی ہی وہ خبر لیکر آئیگی حال کھلجائیگا یہ ذکر
تھا کہ آسمان پر برق چمکی سعد نے دیکھا کہ آگے آگے ملکہ اور پیچھے پیچھے شعلہ جوالہ
دونون آکر پہونچین سعد ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمانے لگے کہ ملکہ کیونکر
آنا ہوا شعلہ نے کہا حقیقت یہ ہی کہ ملکہ کو میرا اعتبار رہا اور بی خارستان بھی مانتی
ہین مین نے جو جا کر سمجھایا فوراً راضی ہوگئین یا تو قید کرتی تھین یا زبان مین سوزن
بھی نہ رہی دن بھر مین نے وہان کا تماشا دیکھا شام کو سے نکلی اب مناسب یہ ہی کہ اپنے لشکر
مین نکل چلیے کہ آپ برائے طلسم کشائی بھی جاوینگے اور یہان ہم لوگ کسکے بھروسے
پر رہین گے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ ابتو رات ہوچکی کل یہان سے کوچ کرو
سفر کرکے نکلچلو غرض رات تو بسر کی صبح کو کوچ کیا جب جیپور پہلوان کو جو مقابلے مین
اُترا ہوا تھا یہ خبر معلوم ہوئی کہ سعد لشکر مین نہین ہین تو طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آیا کئی پہلوانون کو زخمی کیا دو دن مین اسنے سب پہلوان زخمی کیے اور روز
بھی کہتا ہی کہ اے مسلمانون بہتر یہی ہی کہ سعد کو حاضر کرو ورنہ ایک کو زندہ نچھوڑونگا
اہل لشکر کہتے ہین کہ اے جیپور سعد لشکر مین نہین ہین ورنہ یہ لوگ ایسے ہین کہ چھپکے
بیٹھتے اور تیرے مقابلے مین نہ آتے جیپور کہتا ہی کسی کو مقابلے مین بھیجو پرا بند
ہو گیا ہی کوئی اُسکے مقابلے مین نہین آتا جیپور گھمنڈ اِمھنبر کر رہا ہی کہتا ہی اب مغلوب
کرونگا سب کو لوٹ لونگا یہ بارگاہین اور خیمے سب اُکھڑوا ڈالونگا تم لوگون کو
آرام نہ لینے دونگا اہل لشکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے مالک حقیقی و اے رب
تحقیقی رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا سے حافظ و ناصر کسند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان چارسوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندهٔ ناچیز رسیدم شب و روز / شود عنایت مولای و فضل نه باقی
به شرق و غرب دهد تازه روشنی هر روز / چو آفتاب درخشنده ظل سبحانی
سباب دولت خدام بارگاه اگر / کنند سکندر و دارا همیشه دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا / خداست باقی و جن و بشر همه فانی
چو شغل کاتب قدرت بدید حیران ماند / به شکل آئنه از حسن خوبیش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت / شود ز بندهٔ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا هندی / ز مدح گوے و وصافی و ثناخوانی

جیپور رمیدان میں گینڈا دوڑا رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے مسلمانان میں تمھاری جان بخشی کرتا ہوں مال سب حوالے کر دو نقد جان لیکر چلے جاؤ کوئی نہ تمکو روکیگا اہل لشکر بیقرار ہیں عرض کرتے ہیں کہ اے خداے کریم واے سمیع وعلیم اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اِس آفت آسمانی سے نجات دے اِس بیقراری میں ادھر سب لشکر اسلام ہے اور جیپور اُسی طرح کلمات غرور کہے جاتا ہے مگر اہل اسلام نے جو اِس حالت پریشانی میں دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی جیپور چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤں کہ دیکھا سعد بن قباد پشت مرکب پر سوار و ہزار جنات پشت پر قیصور جنی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہے سعد نے دیکھا کہ جیپور میدان میں کھڑا ہے اور اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سب زخمدار پٹیاں مرہم کی سروں پر بندھی ہوئی بیکس و بےبس حیران و پریشان کھڑے ہیں سب کو جو پریشان دیکھا دل دکھ گیا وہیں سے نعرہ کیا کہ او جیپور مغرور کہاں جاتا ہے ہم سعد شہریار نعرہ کر کے میدان میں آئے جیپور کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا چند سوار جو اسکے قریب تھے اُنسے کہا کہ مسلمان بڑے صاحب نصیب ہیں دیکھیے عین وقت پر سعد آگئے اگر مقابلہ کرونگا تو وہ دبا ڈالیں گے سردار انکے سب زخمدار ہیں امداد کرینگے کہ باوجود کرین مغلوبہ ہوگی نہیں معلوم کیا گذرے یہ کہتا ہوا میدان میں آیا سعد نے کہا اے پہلوان تعجب کا مقام ہے تو جانتا تھا کہ اف م

لشکر میں نہیں ہے اسپر یہ دباؤ ڈالا خبر جو گذر رہی سو گذر رہی اب اطاعت کرا ہی جیپور ہم نہیں چاہتے کہ تجھسا پہلوان مارا جائے مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ رہے تو تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ کرونگا جیپور نے کہا یہ تو مشکل ہے کہ مین مذہب حضور اختیار کرون اور اپنے دوسو خداوندون کو چھوڑ دون اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون اپنے کو آپ کا نوکر قرار دون بادشاہ نے فرمایا او دیوانے کیون وحشت ہوئی ہے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے مناسب یہ ہے کہ میدان کارزار ہے زبان تیغ و کلہ عمود سے کام کر کہ لطف جرأت ملے اُس روز تو نے مجھکو مکر سے زخمی کیا تھا مین جان گیا کہ تو مکار ہے اب مکر تیرا نہ چلیگا جیپور نے جھپا کر نیزہ مارا سعد نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا جیپور نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پہ مارا چارون شانے چت گرا بادشاہ نے فرمایا اکنون در شناخت پروردگار چہ میگوئی جیپور نے جواب دیا میری لاکھ جانین سامری و جمشید پر نثار ہین سعد نے جیپور کے پیٹ پہ پانون اپنا رکھا اور دونون ہاتھون سے گردن پکڑ کر کھینچ لی مع نرخرے و دھڑ سے سر الگ ہو گیا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آ پڑے اور ادھر سے سعد بن قباد گھوڑے پر سوار ہوے نعرہ کر کے لڑنے لگے قیصور نے جو دیکھا کہ فوج حریف نے آقا کو گھیر لیا ہے فوج کو لیکر آ پڑا اول تو اُنکے سر پہ سردار نہ تھا دوسرے جنات کی لڑائی سخت تھی چند حملون مین سب بھاگے لاشہ اپنے افسر کا اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے یہان خارستان جادو جو صبح کو اُٹھی دیکھا کہ بیٹی نہین ہے گھبرا کر کہا ارے شعلہ جوالہ صاحبزادی کہان گئین کنیزون نے کہا حضور رات کو دونون نکل گئین خارستان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر باغ کو دیکھ تو آ وہ کنیز گئی جا کر باغ مین دیکھا کہ سناٹا پڑا ہے اندر جا کر دیکھا کہ چند کنیزین جانیکی تیاری کر رہی ہین یہی کہتی ہین کہ ہم تنہا یہان رہکر کیا کرینگے مالک تو ساتھ

سعد شہریار کے گئین کنیز وہان سے روتی ہوئی آئی آکر خارستان سے کہا کہ آپکی
صاحبزادی باغ سے بھی چلی گئین خارستان جھلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ مین اُنکو معرکہ سے
کے پاس رہنے دونگی گردن پکڑ کے لاؤنگی یہ کہکر سحر سے صورت بدلی ایک کنیز کی
شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ رونے کی صدا کان مین آئی ایک نخل کے
سائے مین ٹھہر گئی دیکھا کہ چند جوان اُفتان و خیزان زخمدار و بیقرار ایک جنازہ
لیے ہوے جاتے ہین خارستان نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور یہ جنازہ کسکا
ہی سب نے کہا مالک ہمارا جیپور پہلوان برائے مقابلہ مسلمانان گیا تھا پہلے تو
سعد کو زخمی کیا چار میدان داریون مین کئی سردار زخمی کیے پانچوین دن جو
میدان مین نکلا تو سعد آکر پہونچے سر میدان جیپور کو مارا ہم لوگ لاشہ لیکے
بھاگے اب خدمت خداوند مین جاتے ہین کہ اُنسے اطلاع کرین دیکھیے کیا تدبیر
ہو خارستان سمجھ گئی کہ باغ سے جا کر اِس پہلوان کو مارا حقیقت مین سعد بڑا
بہادر ہی کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا اُن سب سے رخصت ہو کر لشکر اسلام
مین آئی یہان وہ وقت ہی کہ بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور ملکہ کرسی پر بیٹھی ہین
شعلہ جوالہ حاضر ہی مصروف خدمت ہی خارستان دیکھکر جلگئی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکلی
ایک ایک سے کہتی ہی صاحبو تمنے گستاخی بی گلپاش کی دیکھی کہ ماں کے پاس سے
بھاگ آئین بارگاہ مین سعد کی چین سے بیٹھی ہین بہت خوش اور محظوظ ہین مگر خیر
سمجھا جائیگا قضائے کار فیروزہ بن عمرو جو کاروبار مین مصروف تھا باہر سے
آتا تھا اُسنے دیکھا ایک ضعیفہ بڑبڑا رہی ہی اسکا ماتھا ٹھنکا قریب آکر پوچھا
کہ بڑی بی صاحب کسے کہہ رہی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین اِس زمانے کی لڑکیون کو
دیکھتی ہوان کیا جھٹ پٹ میل کر لیتی ہین بی گلپاش کیسی خوش بیٹھی ہین ماں
چھوڑی گھر چھوڑا کچھ پروا انھین مگر سب ایلیگی خالی نہ چھوڑینگی فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ
خارستان کی دوست دار ہی کہا دیکھو بڑی بی وہ کنیز کیا کہتی ہی جیسے ہی خارستان
پیچھے پھری فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ

باندھکر بارگاہ مین لایا کہا لو بی گلپاش دیکھو یہ بڑھیا کون ہو تمھاری برائیان کر رہی تھی گلپاش نے سحر کیا کہ صورت تبدیل ہوئی پہچانا کہ یہ تو خارستان ہو کہا جلد اسکی زبان مین سوزن دے فیروزہ نے زبان مین سوزن دیکر ستونون سے باندھا اور ہوشیار کیا خارستان نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ صاحبزادی بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون کہا او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ و ھگڑے کو لیکر بیٹھی ہو اگر مین قتل بھی ہو جاونگی تو بصورت بنکر تجھکو ستاونگی چین نہ لینے دونگی سعد نے کہا او مکارہ کیدن انجین ڈراتی ہو جو تجھسے ہو سکے وہ کر لینا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت اسلام کرو ورنہ جان و کفر اھوا ہو ابھی تجھکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا خارستان نے کہا او شہریار اگر میرا بند سے بند جدا کیجیے گا تو بھی جمشید ثانی کو نہ بھولونگی وہ ہمارا خداوند ہو فیروزہ خنجر لیکے چلا گلپاش نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو گئی کہنے لگی او فیروزہ ٹھہر جاؤ مین ماں کو سمجھالون یہ کہکر اٹھی قریب آکر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا او مادر مہربان میری خطا معاف کیجیے مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزردہ کرون ورنہ مین ابھی سر جھکاتی ہون میرا سر کاٹ لیجیے مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو ملال پہونچے مجھے اپنی جان دینا گوارہ ہو قضا سے کار سرمست جادو کہ خارستان کا آشنا ہو آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ خارستان بندھی ہو بیقرار ہو گیا تڑپ کر گرا خارستان کو اٹھالیا جبتک گلپاش اٹھے یہ بلند ہو گیا مگر فیروزہ پیچھے چلا سرمست جادو خارستان کو لیے ہوے سامنے ایک پہاڑ تھا اسپر آکر اترا چونکہ خارستان مجروح ہوا سے بیہوش ہو گئی تھی چاہا جگا کر پوچھون کہ یہ کیا معرکہ تھا ناگاہ سامنے سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو

نظم

بیٹھے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس	کانٹو نکا ہو ہجوم گل تر کے آس پاس
اللہ ری دشمنی جو وہ گل سویا رات کو	کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس
شب کو جو آئے فرط خوشی سے سپھرا کیا	قتل عدو و اس مہ انور کے آس پاس
غیرون کو خوف جان ہوا وقت امتحان	آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس

کاٹونگا بس مین تیغ سے کوچے رقیب کے | آیا جو اے حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نوریں نے ساتھ | دایم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

سرمست جادو نے خارستان کو وہین چھوڑا آپ پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ ایک نازنین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہی سرمست نے قریب آکر کہا کہ اے نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے سرمست کو بہ نگاہ غور دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اُسکے ہاتھ مین ایک پرچہ کاغذ کا تھا وہ زمین پر گر پڑا سرمست نے کاغذ اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہوا کہ اِسنے مجھکو کہان دیکھا کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر نکلی اور یہ کیفیت ہوئی اے سرمست یہ معشوقہ پریچہرہ اور دل سے تجھپر مائل تیغ ابرو کی گھائل اِسپر قبضہ کرو کہ عنایت سامری ہی یہ سوچکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلا کر جگایا کہا اے مہ جبین آنکھین کھول صاحب تصویر حاضر ہی اُس نازنین نے آنکھین کھولین سر جو اپنا اُسکے زانو پر پایا حیران حیران دیکھنے لگی کہتی تھی کہ اے تقدیر آج معشوق کے زانو پر سر ہی کیا مرتبہ میسر ہی معشوق کی محبت سراسر ہی سرمست نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون کبھی بے اعتدالی نہ کرونگا اُسنے پٹے پکڑ کر دو تمانچے مارے کہا او ظالم مہینہ بھر سے مین اِس جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مگر آج لات و منات نے آرزو پوری کی کہ تجھکو دیکھ پایا کیا کہون کہ جو دل کو فرحت ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون کو بوسہ دون تجھ ایسے معشوق کے گرد پھرون واہ کیا سیاہ چہرہ ہی اِس چہرے کا عاشق ہمیشہ بیقرار رہے گا ناک کیسی چھوٹی سی ہی معلوم ہوتا ہی ہینڈ کی بیٹھی ہی قد ہی کہ تاڑ ہی سارے اعضا ہیئت مین بے نظیر ہین سرمست اِن باتون پر مرا جاتا ہی کیونکہ آجتک تو کبھی کسی عورت نے برخوشی اِسکو قبول نہین کیا نہ کہ ایسی چاہنے والی ملی نازنین نے کہا او نگوڑے کہین سے شراب لاکر ایک جام پیون جمائیان آ رہی ہین یہ سُنکر سرمست نے کہا بیٹھو مین ابھی شراب لاتا ہون جب سرمست چلنے لگا تو اُس نازنین نے کہا او بے مروت ایسا نہ کرنا کہ کہین جا کر بیٹھ رہنا مین گھبراؤنگی سرمست نے کہا مین دوڑا ہوا جاتا ہون

ابھی شراب لیکر آتا ہون یہ کہا طرف صحرا کے چلا جھٹی پر سے جاکر شراب لی لاکر سامنے
رکھی وہ نازنین شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگی سرمست کہتا ہو اے جان جہان اس
کو نہ چھوو بڑی تیز شراب ہی مگر صاحب یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی اور یہ تصویر کیونکر پائی
نازنین نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعۂ وحشت کہتے ہین باپ میرا وہاں کا حاکم
ہی ایکروز ایک سوداگر کچھ مال لایا اُسنے ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچا اور یہ کہہ گیا کہ اس مین
سب کچھ ہو لہذا اسکو کھولکر دیکھنا ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا ہی وہ تو واپس چلا گیا مجھ
کمبخت نے وہ صندوقچہ کھولا کاغذ کا پرچہ نکلا کاغذ کو جو کھولا یہی تصویر تھی جسکو دیکھکر
دیوانی ہوئی آٹھ پہر اسکو دیکھا کرتی تھی ایک شب کو ایسی گھبرائی کہ تصویر لیکر نکل پڑی
ایک مہینہ کامل گذرا کہ اسی جنگل مین ہون آج سامری نے اپنا فضل شریک کیا کہ تمھارا
آنا ہوا کیا سامری و جمشید کا شکر کرون مگر جو بندہ و یابندہ مین اسی خیال سے نکلی تھی
کہ کہین تو وہ ظالم ملیگا یہ کہکر جام بھرا اور سرمست کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا لو صاحب یہ پی جاؤ مگر
ایسا نہ ہو کہ شراب پی کر پھر بدعت کرو مجھے برداشت نہین ہی جوش محبت کا تو یہ قول ہی
کہ جو سختی تمھاری طرف سے پہونچے وہ راحت ہی مگر دل نہین قبول کرتا یہ کہکر سرمست
کو جام پلایا جام پیتے ہی سرمست نے کہا کیون اے ملکۂ عالم یہ کیسی شراب تھی کہ دل
اندر سے گھبرانے لگا ہڈیون سے آگ نکل رہی ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب
تمھین شراب لائے ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شراب لوکشید تھی اسنے گرمی کی
ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ گرمی دفع ہو مگر وہان خارستان جادو کہ کوہ پہاڑ پر پڑی تھی ہوا کے لگنے
سے ہوش آیا اسنے پہاڑ سے دیکھا کہ سرمست جادو ایک نازنین سے باتین کر رہا ہی
ادھر سرمست اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی ٹہلنے کا ارادہ کیا بیہوشی نے تمانچہ مارا یہ گرکر
گرا اپنی آنکھون سے خارستان نے دیکھا کہ اُس نازنین نے آواز دی منم فیروزہ
بن عمرو اور خنجر مارا کہ شکم سرمست کا چاک قصہ پاک ہوا خارستان حیران ہی کہ یہ
کیا معرکہ ہوا جبکہ تو سرمست دربار شاہ سے اُٹھالایا تھا اور یہ کون تھا کہ جسنے اسکو
ہلاک کیا مگر فیروزہ سرمست کو مارکر بالاے کوہ آیا دیکھا کہ خارستان ہوشیار بیٹھی ہی

فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اے خارستان مین نے تمکو بچایا ورنہ سرمست جادو اور
خیال سے لیے جاتا تھا بہت پریشان کرتا خارستان نے کہا اے فیروزہ میری دختر
شریک مسلمانان ہو چکی مین بہی چاہتی تھی کہ مین بھی اُنکے ساتھ ہو جاؤن مگر مقام
افسوس ہے کہ شاہ نے میری بات نہ پوچھی مجھکو سامنے باندھ دیا کہ اتفاق سے سرمست
مجھکو وہان سے نکلا صاحبزادی نے قصد کیا تھا کہ اُسکو روکون مگر وہ ایسا
جلد بلند ہوا کہ سحر نہ کر سکین آخر ناچار رہ گئین انجام یہ ہوا کہ تمنے بچایا مین تمھارا کیا
شکریہ ادا کرون اب مین رخصت ہوتی ہون فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم انصاف
کرو کہ صاحبزادی جو تمھاری شریک ہوئین اُنکا بادشاہ نے کیا مرتبہ کیا ہے ہر چند کہ
کتاب سوانحات مین لکھا ہے کہ چالیس شاہزادیان نوجوان سحر مین طاق حسن مین
شہرۂ آفاق شریک سعد شہریار نامدار ہو وینگی مگر اے خارستان ابھی اس حکم کا
ظہور نہین ہوا ہے حقیقت ایسی ایسی شاہزادیان شریک ہوئی ہین اور ہوتی جاتی
ہین انکے شریک ہونے سے طلسم کشائی کی قوت ہو گئی [illegible] پڑیگی تو جمشید
[illegible] خیال کرو [illegible] تمکو
اتفاق [illegible] سعد [illegible] خارستان نے کہا
[illegible] ملاقات جمشید ثانی جاتی ہون دیکھون وہ کیا حکم دیتے ہین اے فیروزہ
شاہ سے کہہ دینا کہ [illegible] چاہتی ہون کہ اپنے وقت مین شریک ہون کہ [illegible] کارکی مین
[illegible] کہلاؤن اور گلپاش دختر [illegible] کہا اب مجھے [illegible] ہر چند فیروزہ
نے سمجھایا کہ لشکر شاہ سے [illegible] پھر جا مگر خارستان نے نہ مانا فیروزہ سے
[illegible] جمشید مین آئی جمشید ثانی تخت پر بیٹھا تھا [illegible] خارستان
نے سلام کیا جمشید نے [illegible] خارستان کہان سے آتی ہو خارستان نے کہا
حضرت [illegible] قید مین پھنسی تھی [illegible] کرکے زیارت سے مشرف ہون
جمشید نے حکم دیا کہ اس [illegible] کو گرفتار کرو شاہزادیون اور خواجہ سراؤن
نے گرفتار کر لیا جمشید نے حکم دیا کہ قتال جادو کو بلاؤ جب قتال سامنے آیا تو

جمشید نے حکم دیا کہ قصر ابیذارسان مین اسکو پہونچاؤ اسنے بڑا غضب کیا ہے صرصرت کو
قتل کرایا اور عیار رشاہ سے باتین کرتی تھی طائران جہانگرد نے ہمکو خبر دی یہ نہ
کوئی جانے کہ ہم غافل بیٹھے ہین سب جہان کی خبر ہمکو ملتی ہے اے خارستان تمنے بڑا ستم
برپا کیا کہ بیٹی تمھاری طلسم کشا پہ مائل ہوئی اور تمنے قدرت کو خبر نہ دی لشکر کشی کی
ہمنے تمکو تقدیر کرکے بچایا قتال جادو خارستان کو لیکر چلا مگر حیران ہے کہ کیا کرون
قصر ابیذارسان تو بہت دور ہے کیونکر وہان پہونچون گا یہ سوچتا ہوا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا وہان کی حاکم علامہ جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی اسنے جو قتال کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ اے قتال یہان آؤ ہماری صحبت مین شریک ہو قتال آکے بیٹھا
علامہ نے پوچھا کیون اے قتال خارستان سے کیا خطا ہوئی جو قدرت نے اسے گرفتار
کرکے بھیجا ہے قتال نے کہا انکی صاحبزادی بادشاہ پر عاشق ہوئین قدرت کو ناگوار
ہوا قدرت فرماتے ہین کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی ایسی خبر رکھتا [illegible] بیٹھین کر چکے
لشکر کشی بھی کی آخر ذلیل ہوئین قیصور جنی فوج جنات لیکر آیا پھر گرفتار ہوکر دربار
شاہ مین گئین جب سب انتظام کر چکین تب ہمارے پاس آئین قتال [illegible] والا
اب قدرت نے گرفتار کرکے قصر ابیذارسان کو روانہ کیا علامہ نے قتال کا جام
لو بھرا یا جام بھر کر دیا ایک کنیز اور آئی آتے کہا ایک اور جام [illegible] ہاتھ سے دی
قتال کو نشہ تو ہو چکا تھا وہ جام بھی پی گیا وہ کنیز یہان سے [illegible] پاس خارستان
آئی چپکے سے کہا اے خارستان نگھبرا نام میرا فیروزہ بن عمرو تمھارے پاس
رخصت ہوکر یہان آیا فکر مین تھا کہ علامہ جادو کو مار دون تاکہ علامہ بڑی
ہوشیار ساحرہ ہے قتال کو تین جام پلا چکا خارستان نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لے مین سلجھا دونگی فیروزہ نے زبان سے خارستان کی
سوزن نکالی خارستان تڑپکر بلند ہوئی اور برق گرائی کہ قتال کے دو ٹکڑے
ہوے علامہ نے چاہا کہ خارستان کو روکون مگر خارستان تیزی سے نکل گئی
علامہ نے دلمین سوچا کہ جاکر اسکی بیٹی کو لاؤن اور اسکو سزا دون تاکہ اسکو صدمہ پہونچے

یہ سوچکر چلی یہان ملکہ گلپاش ہوا سے سیہر لشکر اسلام نکلی تھین کہ علامہ تڑپ کر گری گلپاش کو لے چلی ادہر سے خارستان آتی تھی اُسنے للکارا کہ او علامہ یہ کیا ستم برپا کیا اس عاشق زار کو کہان لیے جاتی ہی علامہ نے پکارکر کہا او خارستان حقیقت مین تم دشمن خداوند ہو اگر ٹھہر جاؤ تو تمکو بھی لون یہ کہکر علامہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک گنبد شیشے کا نکالا وہ پھینک کر مارا اور آواز دی کہ اے گنبد نشین خارستان کو لینا وہ گنبد خارستان پر گرا خارستان اُس مین بند ہوگئی علامہ نے آکر خارستان کو بھی ایسا گنبد اٹھا کر جھولی مین رکھا یہان فیروزہ بن عمرو بعد جانے علامہ کے کنیزونکے سامنے بیٹھا ہوا سب سے سخن آرائی کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ سب کو بیہوش کر دون مگر علامہ تو نکل گئی اگر وہ ہوتی تو اسکو بھی قتل کرتا اسی سوچ مین یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

[illegible] حاصل [illegible] نقش فنا ہوگا | سر پر بادشہ سے بڑھکے اپنا بوریا ہوگا
غرض دل ہو [illegible] استخوان ابھی فنا ہوگا | بچیگا جو سگانِ یار سے تنہا رہا ہوگا
[illegible] اول خود [illegible] عشق کی راہ مین | کہ خضر شوق اس کوچے مین میرا رہنما ہوگا
[illegible] طالب [illegible] رخسار کا بوسہ | دل بیتاب کو حاصل کمال کہربا ہوگا
[illegible] جوش کی حدت جلا دیگی جگر اپنا | برنگ دانۂ انگور دل کا آبلا ہوگا
خبر کیا تھی [illegible] دانہ پیسیگا وہ چال اپنے | خرام ناز میرے واسطے سنگ آسیا ہوگا
سعادت [illegible] قسمت مین تو ہوگی ہر طرح حاصل | تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا
ارے غافل عبث نازان ہی اس عمر دو روزہ پر | بچا گر آج لقمہ کل وہانِ گور کا ہوگا
خدا محبت سے بچائے کشتی دل کو | تلاطم مین بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا
[illegible] حاضر ہون کرو تم شوق سے جور جفا | خدا کے سامنے میرا تمہارا فیصلا ہوگا
خدا کی یاد آتی ہی [illegible] بستی مین | کوئی مجھسا زمانے مین نہ مرد باخدا ہوگا

کنیزین ہلا کر رہ گئی ہین کہ علامہ آکر پہونچی سب نے کہا ای ملکۂ عالم آج دیکھیے گلچہرہ کیا مست ہوا ہی اشعار کس مزے سے گا رہی ہی پوچھا تو کہتی ہی کہ سامری خواب مین [illegible] ہین علامہ نے کہا ہین ان دونون مان بیٹیون کو لاؤ

اب ان دونون کو قتل کرونگی بی خارستان نے بڑی گستاخی کی کہ میرے مکان مین قتال کو قتل کیا اگر قدرت سنین گے تو کیا فرما وینگے یہی کہین گے نہ کہ علامہ نے اپنے گھر مین بلا کے قتل کروایا مجھکو کہنے کی جگہ ہو گی کہ بی گلچہرہ نے سوزن نکالی نہین معلوم انکو کیا ہوا انکا اسکی مدد کی کہ زور وشور سے خارستان نکلی کہ مین کچھ ذکر سکی رادیمین مین نے جا کر گرفتار کیا گلچہرہ نے بڑھکر پوچھا کہ کیون واری کس سحر مین پھنسایا علامہ نے کہا مین نے گنبد سامری کرایا وہ سحر میرا اچھا ہوا ہو جس کسی پر کیا کبھی خالی نہین گیا بی خارستان کی مین کیا حقیقت جانتی ہون ایک جنگل کی مالک ہین میری سلطنت پہاڑ کی کہ کئی کوس تک قبضہ ہو انکی یہ مجال ہی نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین قفس منگوا کر دونون کو بند کیا زبانون مین سوزن دیدی گلچہرہ نے عرض کی کہ واری آپ تھکی ہوئی آئی ہین ایک جام میرے ہاتھ سے پیجے کہ مجھکو بھی ڈھارس ہو قدرت فرما گئے تھے کہ علامہ بڑی خند منگزار ہو خوب پنجہ بات کرتی ہو ای گلچہرہ تو اسکا خیال رکھنا مین نے جام لبریز کیا ہو چند اشعار بھی سنیے اور جام نوش فرمائیے دیکھیے مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا قدرت نے ایک لمحہ بھر مین یہ سب کمال مجھکو تعلیم کیے آپ چلی گئی تھین مین کئی دن مین کھیل رہی تھی کہ آپ تشریف لاوین تو کمال میرا ظاہر ہو اسوجہ سے مین نے شراب کو درست کر رکھا ہو کہ حضور نوش فرمائینگی یہ کہکر جام لبریز کیا اور سامنے علامہ کے لائی کہا یہ نوش فرمائیے علامہ نے جام ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر پی گئی شراب پیتے ہی زبان مین لکنت آئی کہا ای گلچہرہ کیسی شراب تھی کہ دل بیقرار ہو گیا جی چاہتا ہو کہ گریبان چاک کرون گلچہرہ نے کہا ای ملکۂ عالم یہ شراب مقبول بارگاہ سامری ہو قدرت پینے والے کو تماشہ دکھاتے ہین یقین ہو کہ گت ناچنا آپ کو آگیا ہو مین تال دیتی ہون آپ گت ناچیے علامہ گھبراتی ہوئی اٹھی ہاتھ ہلاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کہ ای گلچہرہ سامنے خدا وند بھی کھڑے ہین مجرے ناچ کو دیکھکر ہنس رہے ہین مین کیا کہی کہ دنگی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا

علامہ گھبرا کر گری گرتے ہی بیہوش ہو گئی گلچہرہ نے اور کنیزون سے کہا کہ قدرت کھڑے فرما رہے ہین کہ شراب دل بھر کے پی لو یہ سنتے ہی سب کنیزین شراب پر گرین اور گلچہرہ نقلی سامنے انکے یہ چند اشعار گانے لگی نظم

چھوٹی نہین ہی ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز	باندھے ہوسے ہو قتل پہ قاتل کمر ہنوز
بیرا علاج کچھ نہ طبیبون سے ہو سکا	باقی ہی ہجر یار مین درد جگر ہنوز
آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہی	پہونچا حضور پاس نہین نامہ بر ہنوز
مہمان ہین کوئی دم کے ہم آئی ہو لب پہ جان	اس بیخبر کو حیف نہ پہونچی خبر ہنوز
دل پر فراق مین نہ دوا نے اثر کیا	صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز
پہونچا یا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا	ای نور نامہ بر ہو میان سفر ہنوز

تمام کنیزین ہلڑ کر رہی ہین اور شراب پر گری ہوئی ہین آپس مین کہتی جاتی ہین کہ جب قدرت نے حکم دیا تو کیون نہ پیین گلچہرہ نقلی کہتی ہو قدرت سامنے دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ان سب کو شراب پلاؤ کنیزین کہتی ہین ہم خداوند کے قربان ہوجائین کہ ہمکو شراب کا حکم ملا ہم لوگ آج دل بھر کے پی لین خارستان جادو قفس ہی مین سے دیکھ رہی ہو کہ گلچہرہ نے سب کو بیہوش کیا سامنے کھڑی ہو اور سب کو بلا رہی ہو جب سب بیہوش ہو گئین تو گلچہرہ نقلی یعنی فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کر کے سبکو قتل کیا دونون مان بیٹیون کو رہا کیا گلپاش نے تو مان سے کلام نہ کیا اتنا کہا کہ تمھاری ہی سبب سے عیار نے آپ کو بھی قید سے رہا کیا ورنہ علامہ زندہ نہ چھوڑتی نہ معلوم کیا قیامت برپا کرتی خارستان دوڑ کر بیٹی کے لپٹ گئی کہا ای نور نظر مجھ سے بھی ساتھ سے چلو اب مجھکو ثابت ہوا کہ طلسم نہ بچیگا جمشید کی عقل پر پتھر پڑے ہین دوستون کو دشمن کرتا ہو مین نے کیا خطا کی تھی کہ مجھکو فتال کے سپرد کیا اب مین تمھارے ساتھ چلونگی گلپاش نے کہا چلیے آپ کا گھر ہی یہ کہکر دونون چلین فیروزہ ایک جانب چلا مگر پہاڑ پر سب لاشے پڑے ہوسے ہین کہ خاموش جادو بہن علامہ کی اسطرف سے گذری دیکھا تمام پہاڑ مزبلہ قصابان بنا ہو ایکی علامہ کا

لاشہ پڑا ہوا ہی اور چہار جانب کو لاشے سب کنیزوں کے بھی پڑے ہین حیران ہوگئی کہ بہن کو میری کسنے مارا دیکھا کہ وہ قفس ٹوٹے پڑے ہین اُن قفسون کے نیچے کی خاک لی اور پتلہ بنایا اس سے پوچھا کہ کون قید ہوکر آیا تھا لسنے اِن سبکو مارا پتلے نے کہا خارستان و گلپاش دونون قید ہوکر آئی تھین انھین کے اِشارے سے فیروزہ عیار بادشاہ نے بہ شکل گلچہرہ کنیز علاسہ کو اور سبکو قتل کیا یہ جوشے پتلے سے سُنا جھلا کر چلی کہ ابھی جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگی میری بہن پر یہ آفت کی لشکر اسلام پر آکر نحر آتی آتے ہی سحر کیا کہ گرد لشکر آگ ہوگئی بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ فوج جنات مین غلغلہ ہوا سب دعائین مانگتے ہوے سامنے آئے کہ ای شہریارہ گرد لشکر کے آگ ہوگئی ہم لوگ زندہ نہ بچین گے سعد نے بیقرار ہوکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور پکارا اُٹھے کہ ای کریم و رحیم اِن سب کو اِس آفت سے نجات دی نظم

تو کنی بخشش بمفلس گنج دینار و درم	میدہی راحت بہ غمگین وقت رنج و بیم غم
چارہ گر ہستی بپے بیچارہ ہنگام الم	میکنی ای صاحب حلم و عطا جود و کرم

برگنہگاران عنایت بر خطا کاران عطا

ہست انعام تو عام اندر جہان ہر خاص و عام	جابجا جاریست فیض وا فرت ہر صبح و شام
خلق را حامی توئی ورابتدا و اختتام	میرسانی روزی ہر روزہ بے ناغہ مدام

عین بر موقع بہر یک مجرم و اہل خطا

ہرچہ میخواہی تو ای قادر بہ بحر و بر کنی	مالکانہ دخل ای خالق بخشک و تر کنی
خاک را خواہی اگر دریک اشارہ زر کنی	ذرہ را خورشید الوز قطرہ را گوہر کنی

صاحب گنجینۂ مفلس را گدا را بادشاہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا خاموش چاہتی تھی کہ بہن سحر کرے کہ بجلیا اُن کے سامنے سے ملکہ خارستان اور گلپاش آئین انکو دیکھتے ہی جھلکی للکار کر آواز دی کہ مجھے تمھاری بغاوت معلوم ہوئی اب کہان جاوگی یہ کہکے سحر کیا کہ اِن سب پر آگ برسنے لگی خارستان نے سحر کرکے آگ کو مٹایا خارستان جادو

اور خاموش سے سحر چلنے لگا گلپاش نے جو دیکھا کہ ان پر ہجوم سحر ہے جھلا کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک کارد نکالی اُس کارد پر خون اپنا ڈالا سحر کر کے کھینچ ماری کہ وہ
کارد خاموش کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری خاموش کو مار کے
سر کاٹ لیا اہل اسلام پر جو آگ چھائی ہوئی تھی وہ سب غائب ہوئی خارستان
نے کہا اے نور نظر اچھے وقت پر پہونچے بادشاہ نے جو یہ خبر سنی باہر نکل آئے دیکھا
کہ خارستان اور گلپاش نے یہ سب آگ دفع کی گلپاش کو دیکھ کر پکارے کہ اے
مہ جبین کیا کارنمایان کیا اب تم لوگ آؤ اور یہان بیٹھو خارستان کو لا کے کرسی پر
بٹھایا گلپاش بہت خوش ہو کنیزون سے کہ رہی ہو کہ کیا عنایت پروردگار ہوئی کہ
مادر مہربان بھی مطیع اسلام ہوئین بادشاہ نے اُس شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نغمہ
پیشکر نے بجائی رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ مرحلۂ
ہفتم پر روانہ ہو جائیے مگر بہت ہوشیار رہیے گا جس بارگاہ مین بیٹھے ہو اور تخت
بچھا ہو تخت کو اٹھاؤ اسم حاشیۂ لوح ورد کرو ایک طائر زمین سے نکلیگا اور آواز
دیکر غائب ہو جائیگا اُسی نقب مین داخل کرو بادشاہ نے بموجب حکم لوح انتظام
کیا اب چاہتے ہین کہ نقب مین داخل ہون کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا خواجہ لوٹتے
مارتے ہوئے آتے ہین کمر مین پوٹ بندھا ہوا راہ مین جو ساحر ملا اُسکی خبر لی اور
اُسکو قتل کیا اور مال اُسکا لوٹ لیا بادشاہ نے فرمایا اے شہنشاہ اوج عیاری مین
طرف مرحلۂ ہفتم کے جاتا ہون آپ بھی چلیے گا خواجہ نے کہا مین بہت پریشان
ہون اسکے بیٹنے مین سو دو بھی نہین پہونچا سب مہاجن بگڑے ہوئے ہین لہذا مین تو
نکل نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا سیکڑون مسافر تمنے لوٹے مگر سود نہ ادا ہوسکا
خواجہ نے کہا حضور رسد پراگندہ روزی پراگندہ دل ہے آپ کی طرح پر تھوڑے
ہون کہ صدہا ملک فتح کیے سب جگہ کے خزانے لیکر جمع کر لیے اگر مین نے کسی مسافر
کو مارا بھی تو اُسکے پاس ٹکا نہ نکلا ابھی ایک مسافر کو مارا ہے اُسکی جو کمر ٹٹولی تو
دو پیسے موٹے نکلے مین نے اُسی کی چھاتی پر رکھدیے آج صبح سے کھانا بھی نہین کھایا

بادشاہ نے فرمایا صاحب خواجہ کی خاطر کرنا ہین تو رخصت ہوتا ہون یہ فرما کر نقب مین داخل ہو گئے سیر صیاان بخستہ تعین آنکھ کو کر کے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت سبزہ زار ہے ہر طرف طائرون کی پکار نخل سب بار دار زیر نخل پھول کھلا ہے بادشاہ بتماشہ دیکھتے ہوے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی افسوس کوئی بندۂ خدا ایسا نہین کہ مجھکو اس آفت سے نکالے مصیبت ون ہو چکے ہین کہ آفت مین مبتلا ہون اس جنگل مین پڑا تڑپ رہا ہون بادشاہ نے بڑھکر دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ ایک نخل کے سائے مین سربرہنہ بیٹھا ہے اور بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہے مگر نہایت بصورت آنکھین بند دل دردمند بادشاہ نے قریب آکر فرمایا کہ اے جوان کیا خواہش تو رکھتا ہے اور کیون بیقرار ہو رہا ہے اس جوان نے جو صورت شاہزادۂ والاقدر دیکھی تو قہقہہ مار کر ہنسا کہا آپ طلسم کشا ہین جرات مین یکتا ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہ عنایت پروردگار ارادہ تو یہی ہے کہ طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرون اور جمشید ثانی کہ ظلم و بدعت کا بانی ہے اسکو جہنم مین پہونچاؤن اس بیحیا کے دماغ مین بڑا غرور بھرا ہے کہ دعوی خدائی کرتا ہے ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا اسپر یہ غرور مگر پروردگار بدلہ لیگا برابر اسکو شکست دیگا آخر بھاگ کر کہان جائیگا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کس آفت مین ہو اس جوان نے کہا اے شہریار اسی صحرا کے حاکم کا مین فرزند ہون باپ میرا قسیم تاج بخش کہ بر سر تخت ہے میرا نام نسیم نوجوان ہے میرے باپ نے بڑی دھوم سے میری شادی کی اس صحرا سے قریب ایک قلعہ ہے وہان کے حاکم کی دختر کو بیاہ کر مین لاتا تھا اثناے راہ مین قریب تین کوس کے ایک صحرا ہے کہ وہان کوہ کلان ہے اسپر ایک قزاق رہتا ہے تیمور خارہ شکن اسکا نام ہے وہ برات پر آپڑا میری برات کے لوگ یہ معاملہ دیکھکر بھاگ گئے مگر مین ایک درے مین چھپ رہا اور سب معاملہ دیکھا کیا جب تیمور قزاق سب مال اور اسباب لوٹ چکا تو قریب محافۂ زرین دلھن کے پہونچا اور چاہا کہ پردہ محافے کا اٹھا دے اسدم زوجہ نے میری رو کر کہا کہ او ظالم مجھکو بے پردہ نہ کر مین سر جھکانے

بیٹھی ہون میرا سر کاٹ لے اور زنکا بیٹ ہووے ورنہ اپنا گلا خود کاٹ ڈالونگی
یہ کہکر اس نے خنجر دکھایا قزاق ڈرا کہ ایسا نہو یہ اپنی جان دیدے تو باعث
خرابی ہو اور ساتھ والون نے بھی سمجھایا کہ جلدی نکیجیے اسکو اپنے مقام پر لے چلیے
وہان مان جائیگی آخر وہ قزاق اسکو بھی لے گیا مین اُسدن سے اسی جنگل مین بیٹھا
ہون باپ نے بہت تلاش کرایا مگر میرا پتہ نپایا فراق مین دن رات روتا ہون
اب مین آپ کا دامن تھامتا ہون کہ اُس سرکش سے میری زوجہ کو دلوا دیجیے
سعد نے فرمایا اٹھو وہ جوان گھبرا گیا کہتا تھا ای شہریار وہ قزاق بلاے روزگار ہی
سرکوہ پر قلعہ ہی کہ کوئی اُسکے پہاڑ پر نہین جا سکتا اگر کوئی جائے تو جو قزاق بالائے قلعہ
بیٹھے ہین وہ تیر مارکر اسکو مار لیتے ہین یہ مجال نہین کہ اُنکے حکم سے گردن تابی کیے ہین
حضور کے ساتھ چلونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی نسیم نوجوان نے دیکھا
کہ باپ میرا تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل فوج جسکے دل کے دل ایک
عیار طرار تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تمام صحرا کو وہ تماشا دیکھتا ہوا آتا ہی کہ عیار
نے عرض کی وہ دیکھیے سامنے آپ کا فرزند ایک جوان آفتاب جمال سے کلام کر رہا
ہی قسیم جب قریب آیا تخت سے کود کر براے تسلیم خم ہوا سعد نے جواب سلام دیا
اور عیار سے فرمایا کہ ای عیار تیرا کیا نام ہی عیار نے کہا حضور میرا نام دیہیم کشور کشا
ہی اپنے آقازادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شاید ہی کہ اُسکو اس صحرا مین آپ کی ہمراہی
مین پایا باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری بیقراری نے ہمکو سخت
پریشان کیا ہی یہ بھی مقام تردد ہی کہ آج تمکو ہوش مین پاتا ہون نسیم نوجوان نے
کہا ای باپ مین نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لاوینگے اُسوقت سمجھا جائیگا
اب شہریار کو اپنے قلعے مین لے چلیے انھین کے ساتھ لشکرکشی کرونگا اور جا کے
قزاق کو گھیرونگا باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور سعد شہریار مرکب پر سوار ہوے
قلعے مین آئے تمام شہر والے انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارا
آقازادہ آتا ہی طلسم کشا اُسکے معین و مددگار ہین اب میان قزاق صاحب کہان

بھاگ کر جا دینگے مگر جنسے سعد کو دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا سعد
سب کے سلام لیتے ہوے باغ مین تشریف لائے تمام کنیزین ایک جانب کو
جمع تھین بیٹی قسیم کی سلطانہ گوہر پوش کوٹھے پر چڑھ گئی جب سعد تشریف لائے تو
سلطانہ دراریں سے دیکھنے لگی جمال جہان آرا پر جو سعد شہریار کے نگاہ پڑی تو
کلیجہ اپنا تھام لیا سب سے کہتی ہو کیون صاحبو یہی جوان ہو کہ جنسے بھائی صاحب کو
تسکین دی ہو کنیزین کہ رہی ہین کہ ہان واری یہ پوتے صاحبقران کے ہین خدا
اِنکو سلامت رکھے کہ اِنکی ذات سے امید قوی ہے کہ فرزند ہمارے شہریار کا
اپنی زوجہ کو پائے اور آپ بھی اپنی بھاوج کو دیکھکر خوش ہون اِسطرح کی باتین
ہوتی ہوئین سلطانہ ہمراہ اپنی کنیزون کے اُٹھ گئی مگر ملول و حزین نہایت آزردہ
و غمگین اِدھر بادشاہ ساتھ قسیم و نسیم کے قصر دار الامارۃ مین آئے اُن دونون نے
عرض کی ہماری مجال نہین ہو کہ آپکے سامنے تخت پر بیٹھین حضور تخت پر تشریف
رکھین بادشاہ نہ بیٹھتے تھے مگر باپ بیٹے قدمون پر گر پڑے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ تاج و تخت اِنکے واسطے ہو بادشاہ لشکر اسلام سعد شہریار نام بادشاہ تخت پر
بیٹھے دونون باپ بیٹے بھی آکر متمکن ہوے شام کا وقت قریب تھا ناچ وغیرہ
کی تیاری ہوئی رات بھر جلسہ رہا دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوے صبح ہوتے ہی بادشاہ نے فرمایا مرکب تیار کرو اور اے نسیم نوجوان براے
مقابلہ قزاق چلو اُسی وقت مرکب تیار ہوکر آیا سعد نسیم کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے
روانہ ہوے مگر تیمور رخارہ شکن کہ بارہ ہزار قزاق اِسکے ملازم ہین بیٹھا ہوا اسباب
بانٹ رہا ہو تاجرون کو لوٹ کر آیا ہو کہ ہرکارے گھبرائے ہوے آئے اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کی نسیم نوجوان سعد شہریار کو ساتھ لیکر براے مقابلہ حضور آیا ہو
قزاق نام شہریار سُنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا اب میدان کارزار مین دریا خون
کا بہا دونگا سعد کو قضا لیکر آئی ہو ہرچند کہ مین اِسکو لوٹ کر بہت شرمایا کہ زوجہ کو
اُسکی لایا وہ مجھکو اپنے پاس نہین آنے دیتی کہتی ہو مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ آٹھ۔۔ رو تی۔۔

اسکو کیا کہکر سمجھاؤن لیکن اِس معرکے مین جان کا خوف ہو سعد شہریار وہ بہادر
ہین کہ اِس طلسم کے ارکان کو تباہ و برباد کر دیا اگر وہ نہ آتے تو نسیم نوجوان کی
مجال تھی کہ جھنک آنیکا ارادہ کرتا یہ کہکر اُٹھا بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر زیر کوہ
آیا بارگاہ اِستادہ کرائی شاتر اِسکا نمناک سُبک رو حاضر خدمت ہو رسیدم پوچھتا
ہو کہ اے شہریار کیونکر مقابلہ ہوگا قزاق کہ رہا ہو کہ اے نمناک سر میدان نکلکر جیرے
پھینک دونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی قزاق نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت
پر سوار آپہونچے نسیم و قسیم پایۂ تخت پر ہاتھہ رکھے ہوے پشت پر دس بارہ ہزار
آدمی ہین مگر قزاق سامان سواری دیکھکر بہت شرمایا عیار سے کہ رہا ہو کہ جیسے ہوسکے
تو مین اِسیوقت طبل جنگی بجواؤن اور رات کو تو اُنکو چھلاوا عیار نے کہا آپ مطمئن
رہین مین لے آؤنگا قزاق نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکے
بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا اے نسیم نوجوان تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر نمناک جو چلا تھا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر
بیٹھکر نقب لگائی اور رھرو نقب کا بارگاہ مین توڑا اور بادشاہ کو بیہوش کرکے پشتارہ
باندھکر اُسی نقب سے لے نکلا اُٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہو جب کسی کو آتے ہوے دیکھتا ہو
تو چھپ جاتا ہو اِسطرح لشکر سے نکلا اب میدان پکڑا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو
مگر ملکہ سلطانہ دختر قسیم جو شاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی تھی رات کو ایسی بیقرار ہوئی
کہ صبر نہ ہوسکا آخر لباس سیاہ پہنکر محل سے نکلی خیال مین یہ ہو کہ جاکر شاہ کے قدمون پر
گر پڑون یقین ہو کہ رحم کرینگے اور سرفرازی فرماوینگے اِس سوچ مین چلی تھی کہ صدائے
زنگ کان مین آئی حیران ہوگئی کہ یہ کون آتا ہو دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
جاتا ہو للکارا کہ او نا عیار تو کون ہو اور کسکو لیے جاتا ہو عیار نے کہا سعد شہریار
کو جو اسنے گیا تھا اُنکو لیکے جاتا ہون میرا مالک اُنکو قتل کر ڈالیگا وہ قوم کا قزاق ہو
مار ڈالنا اِنسان کا اُسکے نزدیک کتنی بڑی بات ہو یہ سنکر سلطانہ کا کلیجہ ہل گیا اپنے

جی ہین کہتی ہی اور غضب دیکھیے شہریار کو عیار لیے جاتا ہی کچھ جان کا خوف نہ کیا نیمچہ کھینچکر جاپڑی مگر وہ عیار جہاندیدہ کار آزمودہ یہ گوشے کی بیٹھنے والی ہرچند کہ جی داری کر رہی ہی لیکن ہمناک فکر مین ہی کہ اسکو بھی بیہوش کرون کہ پھر بیسے اسکے صبر نفع ہٹ گیا صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا چاہتا ہی کہ اسکو گرفتار کر کے لیجاؤن خاتون محل بناؤن سلطانہ چاہتی ہی کوئی نیمچہ مجھپر پڑ جاسے تو قدمون پر اس شہریار کے نثار ہو جاؤن مگر ہمناک نے فقرہ دیا کہ تمھارے پشت پر کون ہی اسکو منع کرو سلطانہ گھبرائی جیسے ہی پلٹی عیار نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اب قصد ہوا کہ دونون پشتارے اٹھا کرے چلون ہرچند اسنے بہت کوشش کی مگر پشتارے نہین اٹھے دونون پشتارے زمین پر رکھے ہین آخر سوچا کہ عورت کو یہان چھپا رون اول سعد کو لے جاؤن پھر آکر اسکو بھی لیجاؤنگا یہ سوچکر ملکہ کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا اول پشتارہ سعد کا لیکر چلا سناٹے بھرے ہوے آتا ہی رہبان کی تاریکین شب ماہ صحرا تمام روشن ہو رہا ہی ذرے چمک رہے ہین جانور آشیانون مین چہک رہے ہین گل خودرو مہک رہے ہین ہمناک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے جویاے شکار ہی اسی طرف آتا ہی عیار کو دیکھکر پکارا کہ او نا عیار کسکو لیے جاتا ہی ہمناک نے کہا نیمچہ زن آفاق کا عیار ہون سعد شہریار کو لشکر قسیم سے چرا سے لیے جاتا ہون مجھسے متعرض نہ ہو وہ جوان نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا خبردار اب آگے نہ قدم بڑھانا ورنہ ایک نیزہ مارونگا کہ تیرے سینے کو توڑ کر پار گذر رے گا ہرچند ہمناک چیخا چلایا مگر اس جوان نے کچھ نہ سنا نیزہ سینے پر ہمناک کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھ۔۔۔۔ ہمناک نے کہا اے جوان تیرا کیا نام ہی اس حوالی مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو میرے آقا کا نام سنکر نہ گھبرائے بڑے بڑے شاہون کی اسنے ارسالین لوٹ لین اے جوان اپنے نام نامی سے آگاہ کر اس جوان نے کہا مین ہمیشہ شیر کا شکار کرتا ہون رات کو نکلتا ہون کہ جہان بیشے مین پاؤن وہین گھس جاؤن شیدا دشت زن میرا نام ہی

مگر سب لوگ مجھے شدّاد شیر شکار کہتے ہین شاید تو نے میرا نام نہین سنا لیس بہتر اسی مین
ہو کر پشتارہ رکھدے اور چلا جا ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیری جان مفت جائیگی اور جو تو
تیمور قزاق کا نام لیتا ہو تو وہ مسخرہ کیا ہو جو مجھسے بدلہ لیگا ایسے ایسے بہت سے قزاق
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین بھلا اُس قزاق سے کیا خوف کرونگا شیر کو تو روک کر مار ہی
لیتا ہون شمناک آخر ناچار ہوا پشتارہ سعد کا رکھدیا اس خیال سے کہ انکو تو یہ
لیجائے مین جاکر ملکہ کو لاؤن جب پشتارہ رکھکر شمناک الگ ہوا تو شدّاد نے
پشتارہ بادشاہ کا اُٹھا کر مرکب پر رکھا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا ادھر شمناک چلا آئین
ملکہ کو لاؤن کہ چند کاہ فروش اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک شاہزادی ایک جھاڑی
مین پڑی ہو ایک کاہ فروش نے کہا نہین معلوم اس شاہزادی پر کیا آفت پڑی کہ
یہان آکر چھپی بہر نوع اسکو اُٹھا کر لے چلو گھر مین چلکر خاطر کرینگے جیسے ہی کاہ فروش
نے چاہا تھا کہ اُٹھاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھلی ایک نیمچہ کاہ فروش کو مارا کہ کاہ فروش کے
دو ٹکڑے ہوے سب کاہ فروش بھاگے ملکہ طرف لشکر کے روانہ ہوئی جیسے ہی
قریب لشکر کے پہونچی ہلڑ سنا کہ بادشاہ کو کوئی گرفتار کر لے گیا اسنے کہا کہ بڑا غضب
ہوا شہریار گرفتار ہوے ناچار ہو کر پلٹی دیکھا ستارہ سحری چمک رہا ہو اب حیران
ہوئی اور اسی خیال مین ہو کہ اپنے بھائی اور باپ سے اطلاع کرون کہ تیمور
کا عیار شمناک تیز رو شہریار کو چرا لے گیا ہو یہ سوچکر پشت خیمہ پر آئی سراچہ چاک
کرکے اندر پہونچی جاکر لیٹ رہی صبح کو بھائی و باپ جو آئے اُنھون نے خود کہا کہ
شب کو کوئی سعد شہریار کو چرا لے گیا اور اے سلطانہ تم یہان کہان آئین یہ سنکر
سلطانہ نے سب کیفیت بیان کی کہ مین طرف لشکر کے آتی تھی اور شمناک شہریار کا
پشتارہ دیے جاتا تھا یہ میرا حوصلہ نہ پڑا کہ مین اسکو روکتی دونون باپ بیٹے یہ خبر
سنکر بہت گھبرائے کہا کیا تدبیر کرین باہر آکر صحبت مین بیٹھے کہ دہیم عیار حاضر ہوا
دونون باپ بیٹے نے کہا اے دہیم تمنے سنا کہ کیا آفت پڑی عیار قزاق کا شمناک
نامے سعد شہریار کو چرا لیگیا لہذا تم انکی خبر لاؤ ایسا نہ ہو وہ قزاق انکو قتل کر ڈالے دہیم

روانہ ہوا راہ مین قلعہ شداد مشت زن کا ملا خیال مین گذرا کہ شداد ہمارے بزرگونکا
دوست ہو اسکے پاس ہوتے چلین ویہیم یہ سوچکر قلعہ شداد مین آیا بازار مین سنا کر
بادشاہ اسلام یہان قید ہوکر آئے ہین حیران ہوا کہ یہان سے انکو کیا واسطہ ہو پھر
معلوم ہوا کہ عیار راہ مین جاتا تھا شداد نے اسکو روک کر پشتارہ چھین لیا سوچا کہ
اپنو آسان ہوا مین تو شداد سے بیان کرونگا کہ بہ مددگار قسیم و نسیم ہین قزاق سے
مقابلہ کرنے آئے ہین تم متعرض نہ ہو یہ سوچکر دارالامارۃ مین آیا دیکھا شداد تخت
پر بیٹھا ہو ویہیم کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا قریب اپنے بٹھا لیا مگر سب خاموش بیٹھے ہین
ویہیم نے کہا ای دوست صادق وای محب واثق اسوقت خاموش کیون بیٹھے ہوگے
شداد نے کہا ای برادر عجب معرکہ گذرا کہ رات کو مین براے شکار نکلا تھا ایک عیار
کو دیکھا پشتارہ بدوش جاتا ہو پشتارہ اس سے چھین لیا جب یہان قلعے مین پہونچا
تو مہرے انکی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہین مین نے رات کو مکان مین قید کیا کہ صبح کو دربار
مین بھیجونگا اب جو صبح کو دربار مین آیا تو نگہبان روتے ہوے آئے خبر دی کہ سعد
کو کوئی قید خانے سے چرا کر لے گیا مہرہ نقب کا لگا ہو ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی
پڑی ہین مجھے بڑا انتشار ہو کہ مین ناحق کو بدنام ہوا اس معاملے مین بڑا فساد ہوگا
انکے دادا جان لشکر لیے ہوے اترے ہین اگر سن پاوینگے تو فورا چڑھ آوینگے
اور فرماوینگے کہ تو نے میرے فرزند کو ضایع کیا اسی وجہ سے تردد مین بیٹھا ہون سو
سوطرح کے خیال آتے ہین سوچ رہا ہون اس بارے مین عقل نہین لڑتی ویہیم نے
کہا شاید وہ عیار تمھارے پیچھے پیچھے آیا جب تم قید کرکے پلٹے تب وہ انکو چرا کر
لے گیا شداد نے کہا ای برادر یہ معاملہ نہین ہوا مین نے پلٹ پلٹ کر دیکھا کہ وہ
عیار اسی طرف گیا مگر کوئی ہمارے قلعے مین اسکا دوست تھا وہ چرا کر لے گیا ویہیم نے
کہا کہ ای شداد مین بھی اسیکی فکر مین آیا تھا وہ میرے آقا کا معین و مددگار ہو جب مین نے
خبر سنی کہ تم راہ مین سے اسکو لائے ہو تو مجھے خوشی ہوئی تھی کہ مین انکو سمجھا کے
سعد کو لیجاونگا یہان آکر یہ سنا اگر قلعے مین ہین تو مین تلاش کرتا ہون شداد نے کہا

اے دیہیم اگر تم تلاش کرو تو مین تمھارے ساتھ روانہ کردون مین کاہے کو اس جھگڑے مین پڑون دیہیم نے کہا مین ابھی جاکر تلاش کرتا ہون چونکہ یہ عیار ہے ایک ضعیفہ کی شکل بناکچھ گڑیان وغیرہ لے لین ہر گھر مین گڑیان بیچنے کے حیلے سے جاتا ہے اور سعد کو تلاش کرتا ہے مگر کہین اُس شہریار کا پتہ نہین ملتا تیسرے دن تھک کر بیٹھا شداد نے پوچھا کیون دیہیم کیا ناچار ہوے دیہیم نے کہا مین نے کوئی مکان نہین چھوڑا فقط پہلو پر ایک باغ ہے اُس مین تو نہین گیا کہ خبر سنی آپ کی ہمشیرہ اُس باغ مین رہتی ہین اور شہر مین کوئی مکان غریب وامیر کا باقی نہین ہے کہ جہان مین نہین گیا شداد نے کہا احتیاطاً اُس باغ مین بھی ہو آؤ کہ تسکین ہو جائے کہ قلعے مین نہین ہین تو اور طور پر تلاش کرین بیرون قلعہ نکلین اے دیہیم یہ ناحق کی بدنامی ہے تمام مسلمان دامنگیر ہونگے مجھے کچھ جواب نہ بن پڑیگا بہت شرمندہ ہونگا امیر کو کیا جواب دونگا غمناک صاف صاف کہدیگا کہ شداد نے پشتارہ چھین لیا پھر مین کیا عذر کرونگا سب سے لڑنا پڑیگا اے دیہیم اُس باغ مین بھی دیکھ آؤ اسوقت تمھارے کہنے سے دل کو انتشار ہوا آج صبح کو لالہ خونریز جو برائے سلام آئی تو مین نے اُسکو عجب حال سے دیکھا آنکھین پھٹی پھٹی مجھسے شرم چھپاتی تھی شاید وہی لے گئی ہو میرے دل مین اُسکو اسطرح دیکھکر خیال ہوا تھا اگر اُس گیسو بریدہ نے ایسا کام کیا ہے تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا شام کو دیہیم اُٹھا ٹہلتا ہوا پشت باغ پر آیا آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہے کمند پھینک کے دیوار پر چڑھا دیکھا پہلو مین ہمشیرہ شداد کے سعد شہریار بیٹھے ہین اور سامنے ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بیٹھی گا رہی ہے نظم

سب بناوٹ ہے یہ اُلفت تیری	جھوٹ ہے ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہے جو چلتا ہے تو	صاف ثابت ہے قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہون	کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو اے مہر	یاد جب آتی ہے صورت تیری

مجھکو کچھ کام نہین جنت سے	ہو گئی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ سچ نہ تھا	غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا	خاک چھنوائے گی اُلفت تیری
کیا کھلین تجھپہ سنہری کپڑے	صورت مہر ہو رنگت تیری
جب مجھے دیکھتا ہو کہتا ہو	ہو مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور سے بات	نور اتنی نہین طاقت تیری

دہیہم نے دیکھا کہ لالہ خونریز پہلو مین سعد کے خوش خوش بیٹھی ہو اور یہی ذکر کر رہی ہو کہ جب آپ کو یہان لیکر آئے اور مین نے خبر سُنی کہ سعد شہریار کو بھائی صاحب لائے ہین تو مین کوٹھے پر چڑھ گئی آپ کا جمال بے مثال دیکھا اور بھائی صاحب یہ بھی فرمار ہے تھے کہ کل ہی صبح کو اسکو قتل کرونگا جب اُنھون نے آپ کو قید خانے بھیجا تو مجھکو افسوس ہوا کہ ایسا شہریار قتل ہو جائے اور کوئی خبر نہ لے رونے کی جگہ ہو یہ کہکر مین رونے لگی سب کنیزین دوڑی آئین کہنی تھین واری کیون روتی ہو مجھسے تو حال بیان کرو تب مین نے کل کیفیت بیان کی کنیزون نے کہا حضور نقب لگا کر نکال لائیے مین جا کر آپ کو چھڑا لائی مگر اب دہیہم کو حکم ملا ہو وہ مکار گھر گھر پھر رہا ہو مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو وہ یہان بھی آئے ایک کنیز نے کہا آپ پر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا یہان نگوڑا آئے تو اُسکے ہاتھ پانون توڑ ڈالین آپ بہ اطمینان آرام کرین آپ کے یہان کوئی نہ آئیگا یہ سُنکر دہیہم دیوار سے اُترا سویرے صبح کو سامنے شداد کے آیا کہا اے شداد مثل مشہور ہو کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اُن کو چھڑا کر لے گئین اور باغ مین بے خوف گلچھرے اُڑا رہی ہین پہلو مین لیے بیٹھی ہین مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا فلان فلان کنیزون نے نقب لگائی لیکن سعد گھبرا رہے ہین فرماتے ہین مین جسکے کام کو آیا تھا اُسکا مطلب رہا جاتا ہو اے ملکہ اب مین جاؤنگا مگر آپ کی ہمشیرہ نہین جانے دیتین سعد کہتے تھے کہ آخر یہ حال کھلیگا تو فتور برپا ہوگا یہ پردہ نہ رہیگا دیکھیے کیا ہو اگر فکر نہ کیجیے گا تو وہ

نکلجاوینگے پھر دستیاب نہ ہونگے شداد نے کہا میں ابھی چلتا ہون دہیم نے کہا آخر
ارادہ کیا ہی شداد نے کہا لالہ خونریز کو قتل کرونگا اور سعد کی مشکیں باندھکے
لاؤنگا دہیم نے کہا یہ مناسب نہین ہی تمھارے دوست کا مددگار ہی نسیم و قسیم
مقابلے مین قزاق کے اُترے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ قزاق طبل جنگی بجوادے
اور تمکو تباہ کرے بس اب مناسب یہ ہی کہ انکو مرکب پر سوار کرکے میرے ساتھ
کردو کہ مین انکو لیجاؤن اور تم اپنی بہن کو بھی سزا دو اس رشتے کو غنیمت جانو
سعد سے بہن کو اپنی منسوب کرو و عقد کرکے لیجاوینگے شداد نے کہا ای دہیم تو
کچھ دیوانہ ہوا ہی مین کبھی اسکو نہ مانونگا شداد اسی وقت سوار ہو اور تین ہزار
جوان ساتھ لیکر چلا مگر جب شداد روانہ ہوا تو دہیم سوچا کہ مین جاکر سعد شہریار
سے اطلاع کردون تاکہ وہ نکلجاوین یہ سوچکر پہلے سب کے روانہ ہوا یہان صبح کا
وقت ہی سعد شہریار پاس خونریز کے بیٹھے ہین بھیروین اُڑرہی ہی کنیزین پھر رہی ہین اور
ایک ایک کا یہی قول ہی کہ ہماری ملکہ بڑی صاحب نصیب ہین کیا معشوق ملا ہی کہ
اندھیرے گھر کا اُجالا ہی جب تو شاہزادیان عاشق ہوئین اور اپنا گھر بار چھوڑا
اور انکا ساتھ دیا کہ دہیم بلا تکلف باغ مین چلا آیا کنیزون نے دہیم کو گھیرا کوئی پھلکی
لیکر دوڑی کسی نے دست پناہ اُٹھایا کوئی کہتی ہی دیکھو بوا جو رات کو ذکر تھا اُسیکا
سامنا ہوا اب یہ جاکر شاہ سے اطلاع کریگا ہر چند دہیم کہتا ہی کہ صاحبو مین سعد
سے کچھ عرض کرنے آیا ہون مگر اسکی کون سُنتا ہی جب اسنے سعد سے آنکھ ملائی اور
پکار کر کہا کہ حضور نے مجھکو پہچانا مین نسیم قسیم کا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا مین کچھ عرض کرونگا سعد نے کنیزون کو جھڑکا کہ اری اسکو میرے پاس تو
آنے دو کنیزین ہٹین اور دہیم قریب آیا سعد نے پہچانا کہ نسیم و قسیم کا عیار ہی
فرمایا ای برادر تم یہان کیونکر پہونچے دہیم نے عرض کی حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا ... تو ... حضور کو دیکھ گیا مین سمجھا تھا کہ شداد ... آتا ... مین وہ
فوج لیکر آتا ہی سعد نے کہا آنے دو دہیم نے کہا کئی ہزار آدمی اسکے ساتھ ...

بندگان عالی کو آزار پہونچا ئینگا مین سمجھا تھا کہ شہداد میرے کہنے کو نہ ٹالیگا بلکہ مین نے یہ بھی کہا کہ بہن کو اپنی ہمراہ شہریار منسوب کردو اس پیوند سے بڑھکر نہ ملیگا اسکو غنیمت جانیگا مگر اسنے نہ مانا اب آپ تیار رہو جیسے سعد نے فورًا ہتھیار لگائے ملکہ رونے لگی کہتی تھی اے شہریار آپ کینہ کو قتل کرکے جائیے سعد خفا ہوے اور فرمایا کہ اے ملکہ عالم وہ بات کرو کہ جو ابھی قبول کرنے کے ہو ملکہ بصد گریہ و بکا یہ اشعار کہنے لگی

نظم

تا حق یہ ترا غیظ ہمین آتا نہین اچھا — اے یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
شعلہ افعی گیسو کو لگانا نہین اچھا — موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتون سے تمھارے ہین نشان رہنے دو انکو — قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا
پرسون کی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات — آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو اُلٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے — مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
دل توڑ دیا کُشتے مری غم کی کہانی — منھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہ ہوجاے — گلشن کی طرف سیر کو جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ — خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر او دل کو اُڑا دے — ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
اس ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب — ہراک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفون سے محبت نہ ہر اب کبھی کرنا — دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

سعد نے فرمایا بس ملکہ خاموش رہو زیادہ انتشار نہ کرو کوٹھے پر سے آکر تماشہ دیکھو کہ انشاءاللہ کیا کرتا ہون میان شہداد اپنے دل مین کیا سمجھے ہین شیر کا شکار کرکے ایسے مغرور ہوگئے کہ ہماری گرفتاری کو آئے ہین سعد نے جو غصے سے کہا ملکہ ڈر گئی دامن چھوڑ دیا سعد سوار ہو کر نکلا مگر پیچھے پھر بھاگا دوڑا ہوا سامنے شہداد کے آیا کہا اے شہداد وہ تو آمادہ حرب و ضرب ہین کسی نے انکو خبر دیدی ہے چھوڑے پھر شہداد باہر کھڑے ہین شہداد نے کہا یہ ہلوا تان طلسمی نے ایسا ہوا اپنا کیا کہ سعد کا حوصلہ بڑھ گیا یہ نہین جانتے کہ ما بدولت شیر شکار ہین جب شیر کو بیچھکر

مار ڈالتا ہون تو انسان کی کیا حقیقت ہی دو چار پہلوان مارے اور دو چار خوف جان سے رفیق بنے اب انکا حوصلہ بڑھا ہوا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ویسے ہی یہ بھی ہونگے مین جاتے ہی آفت برپا کرونگا یہ خیال ہی کہ حوصلہ انکے دل مین نہ رہے مین کہونگا کہ تم اپنے حملے کر لو ایسا نہ ہو کہ کوئی حوصلہ تمھارا باقی رہجائے کہ نیزہ نہ مارا کوئی وار تیر و شمشیر کا نہ کیا پھر تو مین دبوچ کر مار ہی ڈالونگا گردن پہ ہاتھ رکھدونگا تو پھر انگلیان نہ ہٹینگی گوشت اور پوست مین پیوست ہوجائینگی تڑپ تڑپ کر جان دینگے ای دیہیم ابھی کل کا ذکر ہی کہ صحرا مین جو پہونچا ایک شیر ببر کو دیکھا کہ اٹھارہ ہاتھ کا کلہ اسکا مثل کلہ فیل نگرای دیہیم با بدولت گھوڑے پر سوار تھے جیسے ہی مین نے شیر کو للکارا اور رعش کرکے چلا گھوڑا بیچین ہونے لگا چاہا پلٹون مجھکو بہت ناگوار ہوا رانون مین مسلکر مرکب کو ڈالا اس شیر کے سامنے کود پڑا وہ گھوڑے کو چیرنے پھاڑنے لگا مین نے دُم پکڑ کر جھٹکا مارا وہ پلٹا مین نے گردن دبادی پھر شیر نے سانس نہین لی جانوران صحرائی کو ستاتا تھا سب جانور نکل پڑے اسکا گوشت کھانے لگے میرا منھ دیکھ رہے تھے گویا اپنی زبان مین کہتے تھے کہ آپ نے ہمارا مسکن بھات کردیا یہ کسی کو رہنے نہ دیتا تھا بس ای دیہیم انسان کی کیا حقیقت ہی بیسیون پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے آجتک کوئی مجھسے ہمسر نہین ہوا اندرا اب تو گینڈے پہ سوار ہون ٹھوکرون مین پہلے انکا مرکب مارونگا پھر انسے سمجھ لونگا دیہیم نے کہا ای شداد وہ جوان بھی بلاے روزگار ہی جس قزاق کے مقابلے کو آیا ہی سنتا ہون کہ تمھارا کچھ مال جاتا تھا اسنے لوٹ لیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا تم غصے مین جا پہونچے وہ کمر باندھکر نکلا اسی قزاق کے لوگ کہتے تھے کہ میان شداد بھاگے یہ بات مشہور رہی شداد نے کہا دیہیم مین اس روز بخار مین تھا اسی گرمی مین چلا آیا ساتھ والون نے کہا اب جانے دیجیے مال کا خیال نہ کیجیے کسی دن جنگل مین ملیگا سمجھ لیجیے گا مین نے تامل کیا آجتک میرے خوف سے صحرا مین شکار کھیلنے نہین آتا اگر دس کو مارا اور ایک کے مقابلے سے ہٹ آیا نہین معلوم کیا موقع

دیکھا مگر خوف تو اُس پر غالب ہو و کیم - سے باتین کرتا ہوا جب شداد سامنے پہونچا ہی تو دیکھا کہ سعد بیرون باغ کھڑے ہین نیزہ گاڑ دیا ہی اُس پر تکیہ کیے ہوے کہ رہے ہین کہ ای شداد مین تیرے مقابلے کو آیا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا انعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭
تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭

شداد نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر مار لو سعد نے فرمایا ای شداد تو تو شیر شکار مشہور ہی فوج کے بھروسے پر آیا ہی مین تیرے مقابلے کا خواہان ہون شداد نے گینڈا بڑھایا اہل فوج کو منع کیا کہا مین تو چاہتا تھا کہ اِس کی جرأت کو دیکھون غرض ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ شداد جھومتا ہوا بڑھا بیقرار ہو گئی کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحبو دعا کرو سب کنیزین پکارنے لگین کہ ای کریم و رحیم اپنا رحم شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچا - نظم

ذات پاک تست یارب پردہ پوش ٭ حق بیان حق خواہ حق گو حق نیوش
خاک انسان را تو کردی مرحمت ٭ مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
میکنی با گوش قدرت ای سمیع ٭ عرض حال بندگان زار گوش
عاشقانت را از سوز عشق تو ٭ میزند سینہ بہ شکل دیگ جوش
عیش و غم یکسان بود نزد یک شان ٭ ہر بلے دانند برابر نیش و نوش
بارکی یا بند در دربار تو ٭ مردم گندم نما و جو فروش
دور فرما از سرم بار گناہ ٭ تا سبک گردم از ان بار دوش
بندہ در فکر مآل خویشتن ٭ گاہ خاموش است گہ اندر خروش
گاہ در بیداری و گاہے بہ خواب ٭ گاہ اندر بیہوشی گاہے بہ ہوش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار ٭ بر کمال فضل تو امیدوار

ملکہ بھی بال کھولے ہوے دعا مانگ رہی ہی کہ ای پروردگار اِس دشمن سخت سے اِن کو بچا لے مگر بہت بیقرار ہی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو یہ وہ شخص ہی کہ مین نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسنے شیر کو پکڑ لیا تو اسکے پنجے سے نہین چھوٹا تڑپ تڑپ کر
رہگیا شداد قریب آکر کھڑا ہوا کہا ای سعد ہڈیان تک سرمہ کردونگا تم اپنا حربہ تو کرلو کہ
حوصلہ نہ باقی رہے سعد نے کہا ای شداد تم شیر شکار ہو ہمنے کبھی لومڑی کو نہین
مارا مگر ہمارا دستور نہین ہی جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حملہ کرینگے یہ سنتے ہی شداد نے نیزہ اٹھایا گویا درخت تاڑ تھا اسکو گردش دیکر مارا
سعد نے گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال دیا نیزہ شداد کا توڑ ڈالا ملکہ نے بالاے بام سے کہا
کہ لو صاحب بڑا غضب کیا اب وہ اور زیادہ جھلائیگا مگر تعجب یہ ہی کہ ہاتھ نہین بڑھاتا
یہان شداد نے تلوار کھینچی تیغہ چوڑا مثل تختہ دوکان عطار جوہردار چمکتا ہوا خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا دونون لپٹے
ہوے زمین پر آئے مگر شداد دونون ہاتھ زمین ڈالکر بادشاہ کو مسلتا ہی بادشاہ
کچھ خیال نہین کرتے بادشاہ نے بھی شداد کو پکڑ کر اس زور سے مسلا کہ ہوا
جانب اسفل نکل گئی سعد نے مسکرا کر فرمایا واہ میان شداد کیا ہوا باندھی تھی
شداد نے کہا اسپر کیا ہنستے ہو میرا کیا اختیار ہی ہوا سے بادی تھی نکل گئی اب
تم کو زیر کرونگا سعد نے کہا شرم کا مقام ہی سر میدان گوزندگی ہونا بڑا معیوب
ہی تم سے ضبط نہ ہو سکا ای شداد تم کو اپنے زور پہ بڑے غرور ہین جس پیچ پر تم کو بڑا
ناز ہو وہ پیچ باندھو کہ مجھ کو بھی معلوم ہو کہ ایسے پہلوان ہو شداد نے کہا بس
میرا یہی زور ہی کہ جو مین نے کیا اسی زور سے شیر کو مارتا ہون مگر نہین معلوم
کیا ہوا کہ آپ کو کچھ معلوم نہ ہوا سعد نے فرمایا بس اتنے ہی زور مین ساری بائی
کچائی نکل گئی اچھا اب میرا زور روک یہ کہکر دونون مونڈھے پکڑ کر ریل کر لے
دوڑے شداد ہٹتا چلا آتا ہی پندرہ قدم پر لا کر سعد نے ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے سعد نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور اللہ اکبر کہکر زور کیا پہلے
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
داہنا پاؤن آگے بڑھایا اور بایان پاؤن پیچھے ہٹا کر شداد کو چرخ دیا کہ مثل

طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا جب سعد نے چاہا زمین پر مارون توشداد
بیقرار ہوگیا اور چلایا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان یہ
سُن کر شداد نے کہا مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور ملکہ کو بھی لے لو اور جو چاہو سو
کرو سعد نے فرمایا ہم تمھاری اطاعت کے خواہان ہین یہ فرما کر کلمۂ طیبہ زبان معجز
بیان سے فرمایا شداد کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون سے پکار کر
آواز دی صاجوبین نے اِس شہریار کی اطاعت کی تم بھی سب کلمہ پڑھو اور مین
اِسنے کیا عذر کرون یہ تو میرے عزیز قریب ہین جو کہونگا وہ قبول کرینگے میرے کلام
پر ایسا نہ فرماوین گے ہمنے پہلے سے رنگ جما رکھا ہی سب ساتھ والے بھی
مسلمان ہوے سب آپس مین ہنستے تھے کہ کیسا بے غیرت ہی کہ رشتے کو بیان کرتا ہی مگر
سعد شہریار کیا سردار ہین کہ ایسے دشمن مغرور نے جو کہا وہ مان لیا حقیقت مین یہ
لوگ وہ ہین کہ دشمن کے بھی دوست ہین ورنہ نہ قبول کرتے اور اِسکو ہلاک کرتے
تو ہو سکتا تھا کس قدر غرور کرتا تھا کہتا تھا کہ دبوچ کر مار ڈالونگا کچھ بھی زور نہ چلا
کیسا جلدی زیر ہوگیا ایک مرتبہ ایک پتلا سا شیر مارا تھا اپنے کو شیر شکار مشہور
کردیا مگر آج سب غرور نکل گیا یقین تو ہی کہ بصدق دل مسلمان ہووے یا شاید مکر
کیا ہو مگر ہم لوگ مکر مین شریک نہ ہونگے سعد شہریار ایسے جری و بہادر ہین کہ
جیسے ہی اُس نے الامان کہا ہاتھ سے رکھدیا پھر زور نہ کیا اور اِسکے اُٹھانے مین
اُنکو کچھ تکلیف بھی نہین ہوئی یہان ملکہ نے دیکھا کہ شداد اپنے ساتھ لے چلا بیقرار
ہوکر کنیزون سے کہا ارے کوئی جاکر اطلاع کرو کہ اِس مکار کے ساتھ نہ جاؤ ایسا
نہ ہو کچھ فتور کرے کنیزون نے کہا سعد شہریار نے جب آپ کا کہنا نہ مانا تو ہماری
بات کا جواب بھی نہ دین گے جانے دیجیے اب وہ ہوشیار رہین گے کیا کرسکتا ہی اُسکو
خود خوف ہی مگر شداد سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا افسر وسنے
اشارہ کیا کہ ایک جام شربت لاؤ اُس مین سوء فُا لماسی ملا دو وہ افسر کہ سب مین
کلان تھا اُسنے کہا کہ ای شداد کچھ خوف خدا کرو اُنھون نے تمھارے ہاتھ یہ احسان

کیا اور تم اُن کے ساتھ مکر کرتے ہو میں اپنے ہاتھ سے شربت نہ بناؤنگا شداد نے
کہا میں خود بنالاؤنگا شداد تو محل میں گیا مگر وہ افسر قریب سعد آیا کہا ای شہریار
ہم لوگ جسکے مطیع ہوے اُس کے مطیع ہوے آپ کی جرأت کے قائل ہوے اور
آپ کی جلالت پر مائل ہوے مگر شداد مغرور چاہتا ہی آپ کو ضایع کرے تو مین
اطلاع کرتا ہون کہ وہ سودۂ الماس ڈال کر شربت لائیگا جب وہ لائے تو اُسی کو وہ
شربت پلا دیجئے گا ہم سب آپ کے شریک ہین ہم لوگون سے کوئی خطا نہ ہوگی یہی
چاہتے ہین کہ قلعے مین آپ کی عملداری ہو اور ہم سب ہمیشہ خدمتگزار رہین کبھی
جو ادھر حضور کا گذر ہوگا تو ہم بھی زیارت سے مشرف ہو جاوین گے دوسرے
افسر نے کہا اگر یہان تشریف نہ لاوین گے تو ہم لوگ خود آوین گے اور قلعے پر تو
کسی کی مجال نہین ہی کہ نگاہ ڈالے کسکو حاکم کیجیے گا سعد نے فرمایا اسکا اختیار ملکہ کو
ہی سب افسر تعریفین کرنے لگے سعد نے اُنکو پاس اپنے بٹھالیا وہ سب شداد کی
باتین کرنے لگے کہ ای شہریار ایک دن جو یہ برائے شکار گیا ایک شیر کئی دن کا
بھوکا پیاسا ہو رہا تھا اِس کے سامنے نکل آیا اِسنے اُسے تیر سے مار لیا اُسکو شہر مین
لایا سب کو دکھایا کہ مین نے شیر کو مارا اب مجھے شیر شکار کہا کرو اُس دن سے یہ
شیر شکار مشہور ہوے یہی قزاق جس کے آپ مقابلے کے لیے آئے ہین اُسنے مال
لوٹ لیا زمین بھی ان کی دبالی گر کچھ بھی نہ کرسکے بلکہ برائے مقابلہ بھی گئے کچھ لوگ
مارے گئے آخر دُم دبا کر بھاگ آئے کہتے تھے کہ مجھے قزاق پر رحم آگیا جنگل مین
اسکو گھیر کر مار لونگا وہ ایسا منچلا ہی کہ روز برائے شکار صحرا مین آتا ہی اور یہ اُس کے
مقابلے مین نہین جاتے ہم لوگون نے اکثر خبر دی کہ حضور قزاق پھر رہا ہی اور زمین
اُس نے دبالی اُس کا جواب دیا کہ اس کو بدعنین کرنے دو ایک دن بدلہ لونگا ایسی
سزا دونگا کہ قزاقی چھوڑ دے گا سعد سرہلا رہے ہین کہ شداد محل سے آیا دیکھا کہ
سعد سب افسرون کے ساتھ باتین کر رہے ہین شداد نے کچھ خیال نہ کیا جام
شربت لے کر سامنے آیا کہا ای شہریار یہ جام محبت ہی اسکو پی لیجیے غلام کو یقین ہو جاوے

کہ آپ نے غلامی مین قبول کیا سعد نے فرمایا ہمکو تم سے صفائی ہو اپنا یہ دستور نہین کہ کسیکے
ساتھ مکر کرین مگر یہ جام تمکو بخشا تمھین پی جاؤ شداد سب سردارونکا منھ دیکھنے لگا مراد یہ
کہ تم لوگ سفارش کرکے سعد کو جام پلاؤ سب نے اشارے سے کہا ہم لوگ نہ کہین گے
آپکے عزیزدار ہین کیسا مضبوط رشتہ ہو کہ جسکو رشتۂ انداربندی کہتے ہین شداد
سر ہلاتا جاتا ہو اور جام لیے سامنے کھڑا ہو ملکہ نے بیقرار ہوکر ایک کنیز کو بھیجا ہو
وہ بصورت میدل دربار مین حاضر ہو شربت پر تکرار ہو رہی ہو سعد تو فرماتے
ہین کہ تم پیجاؤ اور شداد یہ کہتا ہو کہ مین نے حضور کے نام سے بنایا ہو حضور ہی
نوش فرماوین سعد نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ اے شداد کئی لاکھ روپے کا نقصان
ہوا بازو پر جو تمھارے بکہ تھا وہ کیا ہو گیا پتے کی بات سُنکر شداد گھبرایا کہا اے شہریار
اگر مین نے توڑ ڈالا سعد نے فرمایا وہ اگر توڑ کر کیا کیا شداد نے کہا مجھسے خطا تو
ہوئی ہو کہ مین نے پیسکر اس شربت مین ملا دیا ہو اگر نہ پیجیے تو پھینک دون میری
خطا معاف فرمایئے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سعد نے کہا تمکو پینا پڑیگا شداد
نے کہا حضور مین کیونکر پیون مین نے اپنے ہاتھ سے سودۂ الماس ملایا ہو سعد
نے فرمایا ہمکو پلاتے ہو اور خود پینے مین عذر ہو یہ کہکر جام ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا
کہ اے شداد اِسکو پیو ورنہ ہم بُری طرح پیش آوینگے شداد کانپنے لگا چہرے کا
رنگ فق ہو گیا کہنے لگا معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے آپ سے کہدیا مین نے جاکر اگر توڑا
اور اُسکو پیسا شربت مین ملا کر لایا ہون بھلا مین کسطرح پیون ابھی کلیجہ کٹ کر گر جائیگا
سعد نے فرمایا تو ہم پیجائین شداد نے کہا آپکو اختیار ہو مین تو یہی چاہتا ہون
کہ آپ نوش کرین سعد نے فرمایا اب تم اِسکو پیو ورنہ ہم حکم اور دینگے شداد
رونے لگا کہا اے شہریار آپ مجھپر جبر کرتے ہین مین کیونکر پیونگا یہ جام شراب پیتے ہی
مرونگا سعد نے فرمایا ہمکو پلانے لائے تھے ہم جب تمکو پلاتے ہین تو انکار کرتے
ہو سعد نے جو تیور بدلکر کہا شداد قدمون پر گر پڑا کہا برائے خدا میری خطا
معاف فرمایئے مین اِسکو نہ پیونگا ورنہ کلیجہ کٹکر بہ جائیگا اب کبھی ایسی خطا نہ کرونگا

سعد نے جام پھینک دیا مگر شداد نگاہ سے اُتر گیا فرمایا تم بڑے بہادر ہو شیر شکار
تمہارا لقب ہو تمسے کون مقابلہ کرسکتا ہو ہمنے یہان کی سلطنت ملکہ کے سپرد کی اور
تم [illegible] سے ساتھ رہو شداد نے کہا عورت کیا سلطنت کریگی مجھکو یہان چھوڑیے
مین خراج ہرسال بھیجونگا جسقدر روپیہ آئیگا وہ سب آپ ہی کو روانہ کرونگا اور
قزاق سے مقابلہ نکیجیے ملکہ کو لیکر چلے جائیے وہ قزاق بڑا زبردست ہو سعد نے کہا
خیر دیکھا جاویگا لیکن تمکو چاہیے ہو کہ اب اپنی تیاری کرو اور ہمارے ساتھ چلو ملکہ
سے کہلا بھیجا کہ نقاب ڈالکر باہر آؤ ملکہ کو تخت پر بٹھایا فرمایا یہ افسر موجود ہین جو تم
حکم دوگی وہ بجالاوینگے اپنے ماتحت کو طلب کرنا روپیہ وصول کرنا تنخواہ ماہ بماہ
تقسیم کردیا کرنا یہ فرماکر سوار ہوے شداد ساتھ نہ جاتا تھا مگر سعد نے ساتھ لیا
ادھر جب خاموش قزاق نے یہ خبر سُنی کہ سعد کو میرا عیار لاتا تھا شیر شکار اُسکو چھین لیگیا
تو اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا نسیم نوجوان مقابلے مین نکلا ہاتھ سے
خاموش کے زخمی ہوا اور کئی افسر نکلے جو نکلا وہ زخمی ہوا کئی میدان داریون
مین سب سرداران کو زخمی کیا اور چوتھے دن یہ کہلا بھیجا کہ آج دو روز ہفتہ ہو مین برابر
شکار رہا تاہون شکار سے جو پلٹ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نسیم
وہ مددگار تیرے کہان ہین اگر وہ آتے تو مزا شجاعت کا ملتا دیہیم بھی پلٹ کر نہ آیا
یہ کہکر پلٹا کہ سامنے سے گرد اُڑی آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا دیہیم کشور کشا
جست وخیز کرتا ہوا آیا اور نسیم کو سلام کیا کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ عیار
خاموش جو سعد کو چرا کرلے گیا تھا اُس سے شداد نے چھین لیا اور قید کیا رات کو
ملکہ لالہ خونریز ہمشیرہ شداد چرا کرلے گئی مین نے شداد کو خبر دی اور سمجھایا کہ
اطاعت شہریار کرو اُسنے جواب دیا کہ مین شیر شکار ہون مین کسی سے نہین دبتا
یہ کہکر اُسنے جاکر باغ کو گھیرا سعد شہریار کہ دیو بند و دیوکش ہین باغ مین نہ بیٹھے
گھوڑے پر سوار ہو کر نکل آئے شداد کو اُٹھا لیا شداد بکرست مسلمان ہوا
اپنی بارگاہ مین لے گیا جام شربت آغشتہ بہ سودۂ الماس بنا کر لایا لیکن اُسکے

افسرون نے سعد سے اطلاع کر دی سعد نے جام اُسکو واپس دیا کہ برادر تھین
پہونچے تب شداد قدمون پر شہریار کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمایئے
سعد اُسکو ساتھ لیے ہوے آتے ہین اب میان قزاق کو معلوم ہوگا کہ بہادر لیے
ہوتے ہین قسیم نے کہا آج تو وہ شکار کو جاتا ہو اب جو پلٹ کر آئیگا تو پھر جرأت
کریگا وہیم نے کہا مین جاتا ہون اور سعد شہریار کو جلد ہی لاتا ہون مالک کو
اپنے خبر دیکھو وہیم پھر پلٹا یہان خاموش قزاق جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا سعد شہریار پشت پر سب سردار سامنے سے جاتے ہین خاموش
ایک نخل کی آڑ مین کھڑا رہا سب کے پیچھے دیکھا کہ شداد آتا ہو للکارا کہ او نامرد تو نے
بڑی حماقت کی میرے عیار سے پشتارہ سعد کا چھین لیا وہان جا کے تیری ہمشیر
اُنپر عاشق ہوئین اور تجھکو غیرت نہ آئی اب مجھسے مقابلہ کر کہان جائیگا شداد تلوار
کھینچکر آیا بہن کے ذکر پر بہت جھلایا ہاتھ تلوار کا مارا خاموش نے تلوار اسکی سپر پر
روک کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شداد کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے روتے
ہوے بھاگے سامنے سعد کے آئے عرض کی اے شہریار خاموش برائے شکار
آیا ہو اُسنے شداد کو مار ڈالا اور کھڑا جھوم رہا ہو کہتا ہو اب جا کر سب کو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سعد یہ خبر سنتے ہی پلٹے کہ سامنے سے وہیم آیا
عرض کی اے شہریار خاموش نے بڑی آفتین برپا کین سب سردار زخمی ہوے
اب برائے شکار آیا ہو سعد نے کہا ابھی کے مقابلے کو جاتا ہون اُسنے شداد کو
مار ڈالا وہیم نے کہا بھی کہ اب ساتھی نسیم و قسیم کے مقابلہ کیجیے گا سعد نے فرمایا
ہر چند کہ شداد مکار تھا مگر ہمارے ساتھ تھا خاموش کو بڑا گھمنڈ ہو آج اسکی جرأت
یہین دیکھے لیتا ہون وہیم نے جب دیکھا کہ سعد کو بڑا غصہ ہو قبضے پر ہاتھ ڈالکر بڑھے
وہیم دیکھتا ہوا آتا ہو سعد نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ اے خاموش تو نے بڑی جرأت
کی کہ شداد ایسے نامرد کو مار ڈالا خاموش نے کہا مین ہر سال اُسپر چڑھائی کرتا
تھا دس پانچ کھیت دبا لیتا تھا مگر اُسنے کبھی میرے مقابلے مین دخل نہ دیا

مگر آج ایسا گرما یا کہ ہاتھ تلوار کا مار ا مین نے روک کر جواب مین کمر پہ ہاتھ مار دیا
اے شہریار جنگ مین یہی ہوتا ہے اب اسوقت مقابلہ موقوف رکھیے جب مین پلٹ کے
آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا سعد نے کہا اے خاموش مین تجھکو نہ جانے دونگا
خاموش نے کہا بہت پچھتایئے گا میرے ہاتھ سے امان نہ پایئے گا یہ کہکے گینڈا
بڑھا اور نیزہ مارا سعد نے نیزہ خاموش کا توڑ ڈالا خاموش نے چھر کو پھینک کر دیا
کر اے شہریار بس آپ کی خوشی ہو چکی اب مقام پر مقابلہ کیجیے گا سعد نے کہا کہ اب
تلوار کا وار کرو خاموش نے ناچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام لی
خاموش لپٹ پڑا گھوڑون سے دونون اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ
نوگرہ اخاموش کو پکڑ لائے دو تین گھسے ایسے مارے کہ خاموش کی زرہ پارہ
پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے مگر لڑے جاتا ہے دو تین مرتبہ
بادشاہ پکڑ لائے خاموش بمشکل نکلا ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ بس اب آپ کی خوشی
ہو چکی آپ مقابلہ موقوف رکھیے سعد فرماتے ہین کہ بے زیر و زبر ہم نہ پلٹین گے
تمکو بھی تو معلوم ہو کہ بہادر ایسے ہوتے ہین خاموش کو سنا ٹا ہے کہ اب مین نہ
بچونگا مگر شکر ہے کہ صاحب خلق و مروت ہین کیا عجب ہے کہ مجھے غلامی مین قبول کرین
لڑتے لڑتے قدمون پہ گر پڑا کہا غلامی اختیار کرتا ہون میری خطا کو معاف کیجیے
سعد نے فرمایا اے خاموش ہمین تمسے کوئی دشمنی نہین مگر زوجۂ نسیم نوجوان کو
حوالے کرو کہ وہ بہت بیتاب ہے ہمنے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری زوجہ کو ہم
دلوا دینگے خاموش نے کہا مین حاضر کرونگا کیا وجہ کہ کئی مہینے سے وہ قید ہے مگر
پابند شوہر ہے مجھکو نہین قبول کرتی مین نے بڑی بڑی اُمید بر عتین کین آب و دانہ
بند کیا مگر وہ نہ راضی ہوئی کہتی تھی کہ جان لے لو مگر عصمت کو نہ ہاتھ لگاؤ مین نا چار
ہو گیا خاطرین بھی کین دباؤ بھی ڈالا مگر وہ ظالم اپنی ہی کہنی رہی مین اُسے ضرور
حوالے کرونگا مین خود ہی اُسکا رکھنا نہین چاہتا اُسکو مجھے لیجیے بادشاہ جمجاہ
خاموش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے اور اُس عورت کو بلوا کر ہمراہ نسیم نوجوان کیا

نسیم نوجوان نے جو زوجہ کو اپنی پایا بادشاہ کے گرد پھرنے لگا اور قلعے مین لاکر بڑی
دھوم سے دعوت کی اور اپنی بہن سلطانہ کو سعد کے ساتھ منسوب کیا رات کو
سعد سلطانہ سے ہم وصل ہوے صبح کو نہا دھو کر دربار مین بیٹھے ہین دیہیم بھی خدمت
شاہ سعد مین حاضر ہی یہی چاہتا ہی کہ ہر وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون
بادشاہ کو دیہیم سے محبت ہو گئی ہی بہت عزیز رکھتے ہین جب فیروزہ کا شاہ ذکر کرتے
ہین تو دیہیم عرض کرتا ہی کہ وہ میرے اُستاد ہین مگر خواجہ کا مین بہت مشتاق ہون
بادشاہ نے فرمایا ای دیہیم مجھکو افسوس یہ ہی کہ تم کلاہ زرین پہنے ہو اور لباس زرنگار
سے تمکو بڑی محبت ہی اگر خواجہ دیکھ پاوینگے تو اِس کلاہ وغیرہ کو نہ چھوڑینگے کچھ اُنکی نذر
کے واسطے رکھ چھوڑو یقین ہی کہ آتے ہون اِس وقت اُن کا ذکر ہو گیا ضرور آوینگے
ای دیہیم اُن کے ذکر مین یہ تاثیر ہی کہ جہان ایک مرتبہ نام لیا کہین ہون لیکن اُس
محفل کے ضرور طالب ہوتے ہین جہان دوبارہ نام لیا اور محفل مین تشریف لائے
کہ اُن کا آنا اور قیامت کا آنا برابر ہی لہذا صورت دیکھتے ہی نذر دینا مین تو اب
برا سے فناحی مرحلہ جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی خواجہ پریشان پریشان
سامنے شاہ کے آئے شاہ نے پوچھا کیون خواجہ پریشان کیون ہو کہا حضور آج
غضب ہو گیا مہاجن کا برہمن مجھکو پکڑ لے گیا گھر مین لے جا کر خوب مارا جو کچھ میرے
پاس تھا وہ چھین لیا مگر ای شہریار یہ شخص جو کلاہ زرین پہنے ہین اور دمبدم آپ سے
باتین کرتے ہین یہ کون صاحب ہین بڑے آپ کے مصاحب ہین بادشاہ نے فرمایا
دیہیم کشور کشا عیار قسیم تاج بخش کا مسلمان ہوا ہی آپ کی زیارت کا
مشتاق تھا خواجہ نے کہا ای فرزند مین بھی یہی چاہتا ہون کہ کوئی عیار معقول
ملے تو ایسا خوش پوشاک بہت چالاک عیار ہو بشیر صاحب جادو نظیر
ہو تو مین اُسے اپنا نائب کردون اولاد مین سب نالائق ہین جو صاحب ہین وہ میری
جان کے دشمن ہین یہی چاہتے ہین کہ باوا مرین زنبیل لین اور مین زنبیل
کسی کو نہ دونگا در باختر پر لٹکا دونگا اور بہتر قران کو نگہبان کرونگا

کہدونگا کہ جو میری اطاعت کرے اور میرا خیر خواہ ہو اُسے زنبیل دینا بس تمھیں کو زنبیل ملجائیگی مگر یہ کلاہ تو اُتارو مین ذرا دیکھون کیا عمدہ بیل بنی ہو مین بھی ایسی بنوا ؤنگا دیہیم نے کلاہ اُتار کر حاضر کی خواجہ نے کہا بیٹا کچھ نقد تمھارے پاس نہین ہو دیہیم نے فوراً جیب سے کچھ روپیے نکالے اور پیش کیے خواجہ نے کہا اے فرزند آباد رہو مگر ایک کام کرنا کہ سب عیارون کی پرورش کرنا ایک لاکھ چوراسی ہزار میرے شاگرد ہین ایک سے ایک بابا سے روزگار ہو اُن سب مین بھوریا برق فرنگی بڑا لالچی ہو کہ جوتیان کھاتا ہو مگر روپیہ بنک مین جمع کیے جاتا ہو کہتا ہو ابھی کئی لاکھ جمع ہین کرور کی نوبت نہین پہونچی جب اپنی ولایت جاؤن تو کرور کے نوٹ تو لے جاؤن وہان ہماری میم صاحب کما رہی ہونگی نامہ آیا تھا کہ سات لاکھ کے نوٹ جمع کیے ہین تو ذرا اُس سے بچتے رہنا مجھ کو دھوکا دیتا ہو لیکن یہ لباس تمھارا کیا خوب ہو ذرا اُتارو تو مین ناپ لون دیہیم نے لباس اُتار کر دیا خواجہ نے فرمایا بیٹا جیتے رہو تم سے اگر حمزہ سے ملاقات ہو تو اُن کو بھی نذر دینا کچھ روپیہ باقی ہو دیہیم نے کہا اُستاد اب تو ایک حبہ بھی نہین ہو فرمایا کہ بابا نہین نہ کرو نہین کے نام سے میرا دل دکھ جاتا ہے کسی سے قرض لے کر مجھے دکھا دو کہ حمزہ کو یہ نذر دونگا ایسی باتین کرکے کپڑے بھی دیہیم کے اُتروا لیے اور سب نذر زنبیل کر لیے دیہیم بھی ہنس رہا ہو کہتا ہو کہ حضور ایسا ہی اُستاد چاہیے کہ شاگرد کو سرفراز کرے خواجہ نے فرمایا بیٹا کچھ ہو رہو گے تم بہت تیز معلوم ہوتے ہو ماشاء اللہ جو خدمت کروگے تو عظمت پاؤ گے دیہیم قدمون سے لپٹ گیا کہا اُستاد خدا کا شکر کرتا ہون کہ آپ کا شاگرد ہوا فرمایا بیٹا مٹھائی نہ منگوانا صرف نقدی اُسکی مجھے دیدو مین شیرینی تقسیم کردونگا دیہیم نے پانچ روپیے نکال کر دیے فرمایا او بیوقوف ایک لاکھ چوراسی ہزار کو اس مقدار مین شیرینی کفایت کریگی جب ہم اُستاد کے شاگرد ہوئے تھے تو پانچ سو روپیے کی مٹھائی دی تھی اور وہ بھی کم پڑی ایک ایک ڈلی بٹ گئی مگر اُستاد نے دعا بھی دی تھی اُنکی عنایت سے مانگ کھاتے ہین مگر کیون اے سعد بن قباد تم آج کچھ ندوگے

سن لیا کہ ہم پکڑے گئے مہاجنون نے مارا بادشاہ نے فرمایا اُس مہاجن کا نام بتائیے تو اُسکی کوٹھی کھدوا ڈالون عمرو نے کہا معاذ اللہ جسکا قرضدار ہون اُس کا نام لون بارگاہ مین اُس کو بدنام کرون وہ وہ شخص ہی جو کسی کو قرض نہین دیتا مجھسے ایسا اعتبار ہی کہ اگر دو پہر رات گئے جاتا ہون جو مانگتا ہون وہی لے آتا ہون دیہیم کو شاگرد کرکے فرمایا کہ بیٹا مین تو برائے ملاقات صاحبقران جاتا ہون مگر تم سعد سے ہوشیار رہنا مجھ کو ایک لشکر ملا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوہان بلند رکاب پہلوان زبردست برائے مقابلۂ سعد آتا ہی عیار اُسکے ساتھ طوفان تیزرو بلاے روزگار ہی کیا عجب ہی کہ لشکر مین آیا ہو دیہیم نے کہا اُستاد کیا مجال اُس بے حیا کی کہ ہمارے شاہ پر ہاتھ ڈالے خواجہ تو اُسی وقت چلے گئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ میان سعد بڑے مغرور ہو گئے ہین ہم نے تو یہ بیان کیا کہ مار کھائی اور وہ ہنسا کیے یہ مُنھ سے نہ نکلا کہ دو لاکھ روپئے ان کو دے دو اگر ہاتھ دیتے تو خزانے مین برکت ہوتی لاکھ دیتے دس لاکھ آجاتے سُننے والے خاموش ہین کسی کی مجال نہین کہ خواجہ کی بات مین دخل دے سکین سب جانتے ہین کہ سلطنت سعد ذات سے خواجہ کے ہی بادشاہ فرما رہے ہین کہ ہم توکل برائے فتح مرحلہ جاوینگے اے دیہیم تم اِس سب فوج کو ساتھ لیکے خدمت صاحبقران مین چلے جانا وہ سب کو سرفراز کرینگے اِسی ذکر مین رات ہوئی سب سردار حاضر ہوے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا دیہیم نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دل کو جب سے عشق ہی زلفِ بُتِ گلفام سے	صبح تک اُلجھن رہا کرتی ہی مجھکو شام سے
تذکرہ سُنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ	اور کچھ باتین کرو نفرت ہی اُنکے نام سے
رنگ لائین لاکھ کب مٹھی مین ہوتا ہی اسیر	طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہی دام سے
ہی شرابِ لالہ گون یا شربتِ عناب ہی	ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے
بے محبت بیمروت خود غرض نا آشنا	سابقہ خالق نہ ڈالے اُس بُتِ خودکام سے
دم پہ بنجاتی ہی پڑھکر نو رخط اُس شوخ کا	کم نہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا اسعد اُٹھ کر برائے آرام تشریف لے گئے سردار
بھی سب رخصت ہوئے دہیم طلائے پر آیا جا بجا سوار و پیدل مقرر کیے چار پہر رات
حاضر باش و ناظر باش میں گذری صبح کو دہیم بارگاہ بادشاہ پر آیا دیکھا خدمتگار سب
رو رہے ہیں دہیم کو دیکھ کر کہنے لگے کہ رات کو کوئی شاہ کو چُرا لے گیا اُس میں اور
سردار بھی تشریف لائے یہ خبر وحشت اثر سنکر سب ملول و حزین ہوئے سب کی صلاح
ہوئی کہ ضرا جبشرا(ن) کو عرضی لکھیں مگر دہیم نے کہا نہ گھبرائیے میں برائے تلاش جاتا
ہوں خدا چاہتا ہے تو شہریار کو لے کر آتا ہوں یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا اب تو
اُستاد نے پشت پر ہاتھ رکھا شیرینی کے روپئے نقد دیئے سب طرح کی عنایت فرمائی
لیکن اب پشت پر اُن کے ہاتھ رکھنے کی برکت ہو کہ اُس شہریار کا پتہ ملے تو غنچۂ آرزو
کھلے یہ ذکر تھا سب سردار جمع ہیں اپنی اپنی کہ رہے ہیں کہ برق فرنگی آ کے پہونچا
برق نے جو یہ ذکر سُنا فوراً بہانۂ عیاری سے آرام [illegible] ہو کر برائے تلاش چلا
بعد جانے برق کے دہیم بھی روانہ ہوا اگر برق فرنگی نے کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ دیکھا ایک لشکر پڑا ہے بارگاہ کلاں استادہ ہے ایک ضعیفہ کی شکل بن کے
لشکر میں آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر [illegible] بادشاہ [illegible] کا ہے اور [illegible] کا [illegible]
طوفان تیز رو ہے یہ اُسی صورت سے پھرتے [illegible] کرتا ہوا ایک مقام پر
برق نے دیکھا کہ ایک اور بڑھیا بیٹھی رو رہی ہے [illegible] برق نے پہچانا کہ یہ تو مہتر دہیم
معلوم ہوتے ہیں قریب آ کر کہا [illegible] بی بی [illegible] کہاں [illegible] ہی ہو بڑھیا نے
کہا مہتر صاحب [illegible] ہوں بارے تم بھی
آگئے اب برق و دہیم ساتھ [illegible] خدمتگار [illegible] بارگاہ کے پاس میں
آئے چاہتے ہیں [illegible] دریافت کریں کہ بادشاہ [illegible] کہ طوفان
گرفتار کر لایا ہے [illegible] سوچ [illegible] کہ [illegible] ستے ہوئے آئے
عرض کی ای پہلوانان [illegible] بادشاہ [illegible] وہاں نقب لگی ہے
سراپچہ بھی چاک ہے کوئی آ کر اُن کو لے گیا برق و دہیم یہ خبر سنکر بارگاہ سے نکلے

باہر نکلکر برق نے کہا اے دیہیم یہ لوگ صاحب اقبال ہیں ظاہر و معلوم ہوتا ہے کہ اس شاہ
کی کوئی دختر یا ہمشیرہ ہے وہ آ کر رہ گئی اب میں پتہ لگا لونگا تم لشکر میں جلد سب کو مطمئن
کر و میں پتہ لگا کے آتا ہوں برق پھرتا ہوا دیہیم کو رخصت کر کے ایک بنجیے کی
پشت پر آیا تو باہر سے یہ دیکھا کہ چند کنیزیں جا بجا کھڑی ہیں اور آپس میں کھسر پھسر
ہو رہی ہے برق ایک کنیز کی شکل بنکر اُن میں آملا ایک کنیز سے پوچھا کہ آج کیا ماجرا ہے
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہیں اُسنے کہا کچھ نہ پوچھو ملکہ نے بڑا غضب کیا کہ سعد بن قباد کو چرا لائیں
اور اُنکے پاس بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں یہ تو فریفتہ ہیں اور وہ کہہ رہے
ہیں کہ ایسا نہ ہو تمھارے والد کو خبر پہونچ جائے تو باعث خرابی ہے برق فرنگی یہ
کیفیت سنکے اندر آیا آ کر دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہیں سعد بن قباد مسند پر بیٹھے ہیں اور فرما
رہے ہیں کہ اے ملکہ مقام افسوس ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مثل چوروں کے رہوں اگر
تمھاری خوشی ہو تو بارگاہ میں اُسکی جاؤں بہ حکم پروردگار تعلیم کروں اگر مسلمان
ہو تو جان بخشی ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کیوں گلرخسار تو اندر چلی آئی اور رہنے منع
کیا تھا کہ کوئی نہ آئے برق نے تڑپ کر کہا میں اسواسطے آئی ہوں کہ آپ کا راز
فاش کروں تا کہ آپکے باپ کو خبر ہو جائے نہ خبر ہو گی تو میں خبر کرونگی اب تک تو
مجھے گمان تھا کہ جھوٹ ہے اب یقین کامل ہوا ابھی سب بیان کرونگی کیا دنیا کا لہو
سفید ہوا ہے کہ بیٹی کو باپ کا پاس نہیں ملکہ نے جھلا کر کہا اری گلرخسار کچھ تجھے سودا
ہوا ہے ہمارے روبرو یہ باتیں کرتی ہے اے شہریار اسکو سزا دیجیے سعد اپنے مقام
سے اُٹھے چاہا چوٹی پکڑ لوں برق نے ہنسکر کہا کیا افسوس کی بات ہے کہ آپنے غلام
کو نہ پہچانا میں ہوں حضور برق فرنگی سب حضور کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں
بادشاہ نے فرمایا آجکی آج شب کو چلیں گے ملکہ نے بھی وعدہ کیا کہ میں بھی حضور
کے ساتھ چلونگی شمیم گیسو درانہ ملکہ کا نام ہے یہاں تو بادشاہ و برق فرنگی و ملکہ
شمیم سے وعدہ ہوا کہ شب کو نکل چلیں گے مگر وہاں بلند رکاب بارگاہ میں اپنی
بیٹھا ہے کہ طوفان تیز رو آیا بادشاہ نے کہا اے طوفان تو نے سُنا کہ کوئی دشمن آنکا تھا

دو سعد کو لیگیا مین نے تامل کیا کہ ابھی نہ قتل کرون ورنہ رات ہی کو قتل کرتا مگر اب جو
کہین مل جائے تو فوراً قتل کرون طوفان نے کہا حضور مین سمجھ گیا ہون کہ جن صاحب
نے یہ چالاکی کی مگر زبان سے انکا نام نہین لے سکتا فکر مین ہون پتہ لگاؤنگا اور آپسے
عرض کرونگا پھر آپ کو اختیار ہو یہ کہکر طوفان پھر روانہ ہوا تمام لشکر مین خبر لیتا پھرتا
ہو مگر کہین پتہ نہین ملتا مگر یہ خوب سمجھ گیا ہو کہ لشکر ہی مین ہین کسی غیر کا کام نہین ہو پھر رات
گئی تھی کہ اسنے دیکھا طرف سے خیمے کے ایک نقابدار ابرا ولہ پوش مادیان پر سوار
اور آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال تگر مسلح و مکمل نیمچہ ایک ہاتھ مین سپر پشت پر
پہلو سے ماہ تابان مین آفتاب النور پانچ سات کنیزین گھوڑیون پر سوار چپکے چپکے
پکارتی ہوئی آتی ہین کہ ارے گلچہرہ تونے ہماری گٹھری اٹھالی یا وہین چھوڑ دی
وہ آواز دیتی ہو کہ او نرگس اندھی ہو گئی ہو یہین بانٹ کر بارہ دری مین نہین گئی ادھر
چلی آئی اب جہان چلتے ہین وہ رئیس اعلیٰ کا گھر ہو سب کچھ ملجائیگا طوفان نے بڑھکر
بادشاہ کو پہچانا یہ دیکھتے ہی بھاگا خدمت کوہان مین آیا کہا اے پہلوان دوران
اب عرض کرتا ہون مجھکو ثابت ہو گیا اور مین نے بچشم خود دیکھا آپ کی صاحبزادی
سعد شہریار کو اپنے ساتھ لیے ہوے بھاگی جاتی ہین یہ سنکر کوہان اٹھا کہا کہ اے
طوفان لشکر تیار کر وہ جوان ایسا نہین ہو کہ چند شخص کے روکے سے رک سکے
جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہو مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہو مگر یہ حرکت بہت خلاف
کی کہ مجھے دشمنی پیدا ہوئی یہ کہکر ہتھیار لگائے کوہان تو باہر نکلا طوفان نے لشکر
مین قرنا کرائی پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے بادشاہ کنارے تک پہونچے ہین
کہ پشت پر سے نعرہ ہوا اے سعد کہان جاتے ہو ہم کوہان بلند رکاب برق ولکہ
نے کہا حضور گھوڑے کو بڑھا کر نکل چلیے بادشاہ نے فرمایا جرأت کے خلاف ہو
کہ حریف للکارے اور ہم جواب نہ دین برق نے کہا اندھیری رات مین کون
دیکھتا ہو مگر بادشاہ نے نہ مانا پلٹ پڑے فوجون نے آکر شاہ کو گھیرا ایک سوار
اجل گرفتہ نیزہ ہلاتا ہوا قریب سعد کے آیا اور نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ قلم کردیا

ہاتھ تلوار کا مارا دیا پہیلا گھوڑے کے منھ پر پڑا تھوتھنی جو مرکب کی کٹی گھوڑے نے
جست کی دوسرے سوار پر جا پڑا اچار پانچ سوار اس گھوڑے سے پامال ہوے لیکن
کوہان بلند رکاب دور سے یہ تیزی دیکھ رہا ہو کہ بادشاہ اسلام شیرانہ لڑ رہے ہیں
جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کوہان پکار رہا ہو کہ یارو تم دس بارہ ہزار ہو ایک
شخص کا مار لینا کچھ بات نہین ہو کوہان کی آواز سنکر پلٹنین بلوہ کرنے لگین ملکہ نے جو دیکھا
کہ بادشاہ پر فوج کا بلوہ ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگی اور
برق فرنگی نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ مارا دس بیس کو جلا دیا کینزون
نے جو ملکہ کو تیر اندازی کرتے دیکھا یہ سب بھی تیر اندازی کرنے لگین اب تو ہر وار مین دس
بیس گرتے ہین اُدھر کوہان غل مچا رہا ہو کہ یارو اگر قید ہی نکلگیا تو تم سب کی صورت سے
بیزار ہو جاونگا چہار جانب سے گھیر لو کمندین مار کر گرفتار کر لو یہ جو کوہان نے کہا
سب اہل فوج جھپٹے سعد کو کمندون مین گرفتار کیا مگر سعد نے گرتے گرتے آواز
دی کہ اے برق فرنگی ملکہ کو بچانا برق نے جب دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گئے اور
سپاہی بر اسے گرفتاری ملکہ بڑھے تو برق فرنگی نے چالیس حقے آتشبازی کے
نکالے اور فوج پر داغ کر پھینک مارے کئی سو آدمی جلنے لگے وہ تو سب بجھانے
مین مصروف ہوے برق نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ تو نکلجائیے ملکہ نے مادیان
کو بڑھایا پہلو پر لوگ کم تھے مادیان اُڑکر نکلی کوہان نے دیکھا کہ ملکہ نکلی جاتی
ہو آواز دی اے طوفان ملکہ نے بڑی چالاکی کی اگر ہوسکے تو بڑھکر روک لے یہ سنکر
طوفان بڑھا ملکہ نے تیر مارا کہ شانہ طوفان کا نشانہ ہوا طوفان تو ٹھہر گیا ملکہ مادیان
بڑھا کر نکلگئین برق نے جب دیکھا کہ سعد تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ نکلگئین یہ بھی
لڑتا ہوا نکلا طوفان قریب کوہان کے آیا کہا اے شہریار ملکہ تو کمال تیزی سے
نکل گئین مگر سعد کو قتل کیجیے آپ کا بڑا نام ہوگا اس شخص نے تمام طلسم کو درہم
برہم کر دیا قدرت بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ کوہان نے سب کی جان
بچائی کل اہل طلسم آپ کے ممنون ہونگے کوہان سعد کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ جو چلین

نسیم و قسیم تیار ہو کر چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے
یہ تو ملکہ سمجھ گئین کہ یہ لوگ لشکر سعد شہریار کے ہین پکار کر کہا اے سرداران تاجدار
مین بدنصیب ہون شمیم گیسو درانہ شہریار کے ساتھ نکلی تھی وہ تو گرفتار ہو گئے ہین
نکل آئی نسیم و قسیم نے بڑھکر ملکہ کو ہمراہ لیا کہ برق بھی آکر پہونچا اُسنے سب حال بیان
کیا سرداروں مین صلاح ہوئی کہ جا پڑو لڑ بھڑ کر شہریار کو رہا کر لو کہ وہیم بھی آکے
پہونچا کہا غضب ہوا اب سعد کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے طوفان نے بھی کوہان
سے کہا ہے کہ اگر انکو قید رکھیے گا تو یہ رہا ہو جائینگے بہتر یہی ہے کہ انکو قتل کیجیے
اب میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے یہ سُنکے نسیم و قسیم نے فوج مین نقرنا کرائی
کوہان بیچ لشکر مین بیٹھا ہے سب فوج تیار ہر ایک آمادۂ حرب و پیکار دار برپا ایستادہ
ہو رہی ہین جلاد حاضر ہین شلنگین لگا رہے ہین آوازین دیتے ہین **فرد**
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست
وہ وقت ہے کہ ستارۂ سحری چمک چکا سلطان زرین پوش لباس زرین زیب جسم
کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا کوہان اشارے کر رہا ہے کہ سعد کو قتل کرو
کہ صحرا سے گرد اُڑی ضمیران کوہی مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچا کوہان برائے
تعظیم اُٹھا مگر ضمیران کی نگاہ جو سعد شہریار پر پڑی عاشق جمال ہو گیا پوچھا اے
کوہان یہ گنہگار کون ہے کوہان نے کہا اے برادر یہ وہ شخص ہے کہ جس نے اس طلسم
نوخیز جمشیدی کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور بڑے بڑے پہلوان اس شخص کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر مین نے اسکو زیر کیا گرفتار کرکے لایا ہے امیر اخطاوا ہے
ضمیران نے پوچھا نام اسکا کیا ہے کوہان نے کہا سعد شہریار نبیرۂ صاحبقران
عالیمقدار یہ سنکر ضمیران نے کہا اے برادر مجھکو یقین نہین آتا کہ تمنے اسکو گرفتار کیا
ہو دیکھو سلاسل و مطوق بیٹھا ہے زنجیرین ہلا رہا ہے تیور پر ہراس نہین ایسے جوان
کو تم کیونکر گرفتار کرتے صاف صاف کہو کوہان نے کہا اے برادر کیا مجھکو کم جانتے
ہو مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے ضمیران نے کہا مین اس جوان سے پوچھتا

کہ تمکو کوہان نے کسطرح گرفتار کیا ہی کوہان نے کہا پہچھیے ضمیران ٹہلتا ہوا قریب سعد آیا کہا کیون شہریار آپ کو کوہان نے زیر کیا سعد نے فرمایا تمھارے کینڈے سے معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی پہلوان ہو یہ نامرد مجھکو کیا زیر کرتا کل فوج نے ملکر گرفتار کیا ہی یہ سُنکے کوہان جھلایا تلوار کھینچکر بڑھا ضمیران ہان ہان کرتا رہا مگر کوہان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر سعد نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من | گرمی بازار عشق از لقب خود من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق | بشکستہ این بند را وقت جنون من است
خلیل الله بسم الله بر گفت | بہ نعرۂ اولین آن قید بشکست

نعرہ کرکے اُٹھ کھڑے ہوے کوہان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے فرمایا اہو ضمیران دیکھو یہی نشان جرأت ہی کہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین ضمیران نے بڑھکر کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مجھے امتحان کیجیے مین مکر و فریب نہین جانتا کیا مجال ہی کہ حضور کے خلاف ہو بادشاہ نے ضمیران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا البتہ جسطرح منظور ہو امتحان کر لو ضمیران نے کہا مین اسطرح نہ لڑونگا چلکر میرے خیمہ مین تشریف رکھیے غلام کی دعوت قبول کیجیے اکھاڑہ تیار ہے پھر مقابلہ کیجیے بادشاہ نے قبول کیا ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے بارگاہ مین آیا تماشا کوہان کو بہت ہی ناگوار ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی بھائی صاحب نے بہت ہی خلاف کیا ہی صبح کو اُنسے سمجھونگا سردار کہ رہے ہین کہ اسی وقت چلیے بارگاہ مین چلکر کہیے کوہان کہتا ہی اسوقت موقع نہین ہی صبح کو سمجھ لونگا اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی اور بھائی پر طعن و تشنیع کر رہا ہی کہتا ہی میرے قیدی کو زبردستی رہا کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہان ضمیران نے شب کو سامان دعوت کیا تمام بارگاہ کو آراستہ و پیراستہ کرایا طائفے طلب کیے روشنی کرائی شب بھر ہنگامہ رہا عیش و جشن مین گذری صبح کو ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر باہر نکلا تمام خلقت مشتاق ہی ہر ایک کو یہی اشتیاق ہی کہ بادشاہ اور ضمیران سے مقابلہ ہی دیکھین کیا ہوا اکھاڑے پر تمام خلقت کا مجمع ہی ایکطرف

کو ہان کھڑا کہہ رہا ہو ہرچند کہ بھائی صاحب نے میرے خلاف کیا مگر بادشاہ کو زیر کر لینگے
ضمیران کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو اکثر مجھسے ذور رہوا ہین نے ضمیران کا امتحان کیا
ہو نہایت بچیت ہو ایکطرف مہتر برق فرنگی و دیہیم خدمتگار بنے ہوے کھڑے ہین اور
لوگون سے کہہ رہے ہین کہ سعد بن قباد کل فنون مین طاق ہین جرات بین بھی شہرہ
آفاق ہین ہمین یہی یقین ہو کہ ضمیران کو زیر کر لینگے وہ ایسے نہین ہین بادشاہ لشکر
اسلام پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار انکے مطیع ہین کہ ایک ایک انجمن کا وحید زمانہ ہی
ایسے ایسے پہلوان سیکڑون زیر کیے انکے ہاتھ سے مارے بھی گئے آج معرکۂ عظیم
ہو دیکھو کیسے شگفتہ آئے ہین ضمیران کے ساتھ ساتھ ہین تیور سے معلوم ہوتا ہو
کہ غالب آئینگے یہان تو یہ ذکر ہو مگر ضمیران بادشاہ کو چھوڑ کر جانگ لنگوٹ باندھکر
اکھاڑے مین کود ڈنڈ دون پہ مٹی چڑھا کر اکھاڑے مین ٹہلنے لگا اور پکار کر آوازدی
او شہریار آیئے میرے آپ کے امتحان ہو بادشاہ فوراً اکھاڑے مین کود پڑے
ضمیران نے کہا لباس اُتار دیجے جانگ لنگوٹ حاضر ہو اسکو جسم پر آراستہ کیجیے بادشاہ
نے فرمایا یہ ہمارا دستور نہین ہو کہ سر میدان برہنہ ہوان جو زور عنایت پروردگار
ہو وہ صرف ہوگا یہ کہکر ضمیران کا ہاتھ تھاما کہا او ضمیران آؤ امتحان ہوجاوے
ضمیران نے گردن پہ ہاتھ رکھا بادشاہ نے بھی گردن پر ضمیران کی ہاتھ رکھ کے
ایک جھٹکا مارا کہ سر ضمیران کا زمین سے ملگیا بمشکل سر اُٹھایا اُٹھکر بادشاہ سے
لپٹ پڑا بادشاہ نے کہا او ضمیران اب اپنے کو نکال ورنہ میرا پنجہ قابض ہوتا ہو
اکھیڑ کر مارونگا ضمیران نے کہا او شہریار یہ گھوڑے کی سواری نہین ہو کہ ایک قمچی
مین دوڑا دیا یہ فن کشتی ہو آپ خود سنبھلیے مگر جب بادشاہ پکڑ لاتے ہین ضمیران شکل
نکالتا ہو سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ
ضمیران عاجز ہو رہا ہو ہر مرتبہ یہی چاہتا ہو کہ کیونکر جان بچاؤن کیونکر چھوڑ کر
جاؤن تین پہر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے ضمیران ہانپنے لگا دل مین تردد ہوا کہ
دیکھیے کیا ہو حقیقت مین حریف سخت سے مقابلہ ہو آخر پہر دن رہے جب ضمیران کی

کوئی زبردستی نہ چل سکی تب بادشاہ کو ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم تک ریلکر لایا وہان آکر بگہ مارا بایان گھٹنا بادشاہ کا جھکا مگر بادشاہ نے تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ضمیران اوپر چھایا مثل دیو کے جھوم رہا ہی کمر زنجیر مین سعد کی ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر مین بادشاہ کے حرکت نہ پائی یہانتک کہ چہرہ سرخ ہو گیا انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے آخر تھک کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے ضمیران کے تھام کر لے دوڑے ضمیران ہر قدم پہ چاہتا ہی کہ رکون مگر رک نہین سکتا مثل پرکاہ اڑا ہوا جاتا ہی ستر قدم بادشاہ ریلکر لائے سترھوین قدم پہ آکہ مارا کہ دونون گھٹنے ضمیران کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ضمیران پکارا ٹھہرا کہ مین اطاعت کرتا ہون امیدوار ہون کہ معاف فرمایئے بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مگر کوہان کہ سامنے کھڑا ہی اسکو بہت ناگوار ہوا کہ بھائی صاحب نے اطاعت کی آواز دی کہ ہان یارو ان دونون کو گھیر کے مارلو کل اہل فوج چلے بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم شیر بیشہ وغا یہ جرأت شوکت دیکیتا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

ای کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا کیا خوب شاعر کہتا ہی یہی رنگ پسند آیا ہی نظم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
وگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ضمیران بھی ساتھ بادشاہ کے لڑ رہا ہی اپنے افسرون کو قتل کرتا پھرتا ہی بادشاہ بلوے مین گھرے ہوئے ہین ریہیم و برق نے بڑھکر لشکر مین خبر کی نسیم و قسیم و کل اہل لشکر تیار کھڑے تھے فورا روانہ ہوئے یہان پہونچکر جو دیکھا کہ سعد شہریار نامدار

ملوسے ہیں گھرے ہوئے ہیں ایک طرف سے کفار وار کر رہے ہیں مگر بادشاہ پشت و
پہلو سے خبردار جسنے وار کیا اُسکا حربہ روکا جواب میں ہاتھ مار دیا کہ افسر کے دو ٹکڑے
ہوئے تاک تاک کے افسرون کو مار رہے ہین مگر کوہان فوج کو ترغیب دیر ہا ہو
شور وغل مچاتا ہو کہ ہان یارو تم ہزارون ہو انکو گھیر کر مار لو ہر طرف سے اہل فوج
بلوہ کر رہے ہین نسیم وقسیم نے وہین سے نعرہ کیا کہ اوشہریار غلام آپ کے آپہونچے
ان نابکارون کی کیا مجال ہو کہ آپ سے لڑسکین او کوہان تیری آرزو پوری ہوئی
اب اور کوئی دم کا مہمان ہے تو کیا کرسکتا ہو یہ کہکر جا پڑے قسیم کو کہ سن رسیدہ تھا کہ نسیم
مین مقابلہ کوہان مین جاپڑا کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ قسیم کا سر زخمی ہوا نسیم نے
جو اپ کو اپنے زخمی دیکھا کوہان پہ جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کوہان نے
وار نسیم کے خالی دیئے کہ بتا کے سر پر ہاتھ مار دیا یہ جوان بھی زخمی ہوا کوہان نے
چاہا دونوں کے سر کاٹ لون کہ دور سے سعد نے دیکھا رفیقون کا زخمی ہونا بہت
ناگوار ہوا وہین سے للکارا کہ او قابو پرست اگر ایک بھی میرا رفیق مارا گیا تو
قیامت برپا کرونگا یہ کہکر مرکب کو کوڑا کیا گھوڑے کو اُڑا کر مقابلہ کوہان مین
آئے نسیم وقسیم کو بچا کر سینہ سپر کر دیا کوہان نے جو سعد کو قریب پایا ہر چند چلے
سے کہ کسی جانب متوجہ ہوئے جب کوہان نے دیکھا کہ بادشاہ دعوے کا نہین
کھاتے تو ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ
نکالکر ہاتھ مار دیا کہ کوہان کے دو ٹکڑے ہوئے افسرون نے جو دیکھا کہ کوہان
مارا گیا دوڑ کر قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی ہم تابعدار ہین مگر کیا کرین کہ
کوہان یہی چاہتا تھا کہ آپ کو مٹائے مگر پروردگار نے آپ کو مرتبہ طلسم کشائی
عطا کیا ہو آپ سے کون لڑسکتا ہو سب افسر آکر قدمون پہ گرے عذر تقصیر کرنے
لگے بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوئے ضمیران
خوش خوش پھر رہا ہو کہتا ہو آج مجھے دولت کونین حاصل ہوئی کہ ملازمت مین
شاہ کی پہونچا یہی چاہتا تھا کہ خدمت شہریار مین پہونچون آج آرزو پوری ہوئی

سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہیں جب ان سے قتل کیا اور چیا طاعت کے خواہان ہوئے تحسین شہریار نے پناہ دہی کیا اُنکا شکریہ ادا کریں اب ہم ملازمان خاص ہوئے بندۂ اخلاق ہوئے بادشاہ ضمیران کو ساتھ لیے ہوئے مع کل لشکر نئے افسر سب کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے ضمیران کو ایک مقام پر اُترنے کے واسطے حکم فرمایا قسیم نسیم اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں ریہیم حاضر خدمت ہی یہی کہ رہا ہو کہ بادشاہ نے وہ کار نمایان کیا جو بہادرون کا دستور ہو مگر کوہان کو بہت شاق ہوا اُسکو بادشاہ سے لازم تھا آخر انجام یہ ہوا کہ وہ مارا گیا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوئے آخر مکر کا یہ بدلا ملا کیسا نفع حاصل ہوا کہ لاش جنگل میں پڑی رہی افسران فوج نے عرض بھی کی کہ اگر حکم ہو تو لاش اُس مردود کی اُٹھائیں ضمیران نے جواب دیا کہ وہ کفر میں مار اگیا ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہو کہ اُسکی لاش کو اُٹھائیں یا دفن کریں یا جلادیں ہمارا تو مذہب اسلام ہو اگر دفن کریں تو یہ بہتر نہیں کیونکہ وہ کافر تھا مگر سعد کو جو یہ خبر پہونچی فرمایا ای ضمیران مردے کے ساتھ دشمنی نکرو اسکو دفن کرادو ہمیں بہت ناگوار ہو تب جاکر ضمیران نے لاش اُسکا جنگل میں پھنکوادیا سب اہل لشکر کوہان کو برا کہتے تھے ہر ایک کا یہی قول کہ کوہان نے اپنا انجام خراب کیا بادشاہ نے فرمایا ای قسیم تاجدار ہم اب برائے شکست مرحلہ ہفتم جاتے ہیں لشکر سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کوئی افتاد پڑے یہ فرماکر لشکر کو اسی مقام پر چھوڑکر ارادہ جانیکا کیا اور بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا حاکم مرحلہ ہفتم کا میلادخارہ شکن ہو بڑے بڑے بکار اُس کے ساتھ جمع ہیں بہت سمجھکر جائیے گا بدون ملاحظہ لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا یہ احکام ملاحظہ کرکے بادشاہ جہجاہ سرداروں سے رخصت ہوکے ایک صحراے ہولناک میں تشریف لائے ایک نخل کے سائے میں بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا جیسے ہی اسم حاشیۂ لوح پڑھا دیکھا بادشاہ نے کہ قیصور جنی بصورت اصلی آکر حاضر ہوا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے اور باغ لالہ زار میں چلیے لالہ زار جادو آپ کی مشتاق ہو یہ سب نشان ملیں گے بادشاہ جہجاہ کاندھے پر قیصور کے سوار ہوئے قیصور

بادشاہ کو لیکر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او قیصور حبشی طلسم کشا کو لیے جاتا ہے میں روکنے آتا ہون دیکھا کہ ایک دیو دامن ہلاتا ہوا پیدا ہوا قیصور نے جو دیو کو دیکھا پسینہ آگیا بادشاہ کو پشت سے اتار کر الگ کھڑا ہوا اُس دیو نے آکر بادشاہ کو گھیرا اور وار لگائی بادشاہ نے تیغہ طلسمی سے وار کو قلم کیا دیو نے چنگل مارا بادشاہ نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا دیو نے ایک چیخ ماری کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ کب چھوڑتے ہین دو تین گھونسے ایسے مارے کہ دیو کی پسلیان ٹوٹ گئین شاخ کو توڑ ڈالا خون کا پرنالہ منھ پر دیو کے بہا ہاتھ چھڑا کر بھاگا بادشاہ نے چاہا کہ تعاقب کرون قیصور نے کہا پیچھا نہ کیجیے اے شہریار ایسے ایسے مقام سخت وصعب ہین کہ جہان سے گذرنا دشوار ہوگا مگر آپ میرے ہمراہ چلیے سامنے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہے دو ہاتھی سر سے سر ملائے ہوئے راستہ درے کا روکے کھڑے ہین قیصور نے کہا آپ اِس راستے سے نکلیے درۂ کوہ مین داخل ہوجیے اُس پار مین ملونگا بادشاہ جمجاہ بیچ مین اُن ہاتھیون کے آگے دونون ہاتھ ماتھے مین لگاکر دونون ہاتھیونکو ہٹایا اور بیچ مین سے آپ نکل کے فورًا درۂ کوہ مین داخل ہوے مگر ہاتھیون نے آپس مین لڑکر سر پھاڑے جب دونون ہاتھی گرے تو بادشاہ نے درے مین آکر دیکھا کہ ایک طرف فرش بچھا ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

اے جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار	آجکل چلنے کو ہے بادبہاری تیار
مجھکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا	کشتی لڑنے کو ہوئی بادبہاری تیار
سر سے اندھیر حنا تھہرتیپا مت مستی	فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت	خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال	بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
تخت تابوت کہان نکلے غبار اُڑ جائے	پاؤ گے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

وہ نازنین اپنے مقام سے براے تعظیم اٹھی عرض کی اے شہریار آئیے بادشاہ نے بحر جمال بے مثال اُس مہ جبین کا دیکھا بیقرار ہوگئے مسند پر بیٹھے تو اُس نازنین نے کہا حضور نے کنیز کو بھیجا تا لوح کو ملاحظہ فرمائیے میرا نام لالہ چمن آرا ہے مین مدت سے مشتاق تھی جب لوح دیکھیے گا تو میری خیرخواہی ثابت ہوگی بادشاہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگرچہ جادوگرنی ہے مگر جو کچھ کہتی ہے وہ سچ کہتی ہے آپ اِسکے ہمراہ جائیے یقین ہے کہ ایسے مقام پر پہونچائے کہ آپ کو فتح حاصل ہو بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے لالہ جادو مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے مزاج مین فریب نہین ہے جادوگرنی نے عرض کی کہ مین فقط یہ خواہان ہون کہ جب آپ لشکرکشی کرین تو شاہزادیون کے ساتھ مین بھی ہون اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ لالہ جادو نے اپنا رنگ جما لیا یہ تو حضور کو معلوم ہوگیا کہ مین مکار نہین ہون میلاد خارہ شکن جو یہان کا حاکم ہے اُسنے ایک مقام قرار دیا ہے کہ لالہ زار وہانکی حاکم ہے اول حضور کو مناسب یہ ہے کہ چلکر اُسکو قتل کیجیے تب میلاد کا پتہ ملیگا قیصور جنی کہ کوہ کے اُس پار آیا بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا جب عرصہ ہوا تو گھبرایا کہ ایسا نہ ہو لالہ چمن آرا کوئی فریب کرے یہ سوچکر درے مین گھس آیا سامنے آکر سلام کیا کہا اے شہریار کیا تدبیر ٹھہری لالہ نے کہا اے قیصور جنی ہم کبھی فریب نہ کرینگے دیدار کے طالب تھے بخوبی جانتے ہین کہ جو اِنکا ساتھ دیگا وہ سرفراز ہوگا اور جو اُنکا ساتھ نہ دیگا وہ مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قیصور کو اطمینان ہوا کہا اے شہریار میری پشت پر سوار ہوجیے اور مقام لالہ زار پر چلیے بادشاہ جمجاہ طرف لالہ کے متوجہ ہوے لالہ نے کہا بسم اللہ جو قیصور کہتا ہے وہی کیجیے لالہ اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئی بادشاہ تو پشت پر قیصور کی سوار ہوے چند قدم قیصور چلا تھا کہ لالہ نے آواز دی اے شہریار کنیز کو بچا لیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی لالہ پر حملہ کر رہا ہے اور لالہ پیچھے ہٹتی جاتی ہے مگر شیر منھ کھولے ہوے طرف لالہ کے آتا ہے لالہ غل مچا رہی ہے بادشاہ پشت قیصور سے کود پڑے اور جست کرکے سامنے شیر کے آئے للکارا کہ اے سگ صحرائی ہمارے

دوست پر ہاتھ ڈالتا ہو جبر مطلب نکالتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اُس شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے کلائی شیر کی پکڑکر ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا شیر زمین پر گرا شکم سے
اُسکے ایک طائر نکلا اُسنے نکلتے ہی منقار مین لالہ کو اٹھالیا اور لیکر روانہ ہو گیا ہر چند
بادشاہ نے قصد کیا کہ تیر ماروں مگر طائر کب رکتا ہو فوراً لیکر بلند ہو گیا اور نگاہ ہو سے
غائب ہوا قیصور نے کہا غلام تو رخصت ہوتا ہو آپ اول لالہ کو رہا کرین بغیر اُسکے
مقام لالہ زار نہ ملیگا لالہ زار نے بڑے دام پھیلائے ہین اور لالہ جبین آمادہ ازدواج
ہو یہ کہکر قیصور رخصت ہوا سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ وہ شیر صحرائی تھا
شعبدہ لالہ زار تھا اگر طائر لالہ کو لیگیا تو کوئی مقام تردد نہین ہو سامنے جو چاہ نجیتہ ہو
اُسکے قریب اپنے کو پہونچاؤ ایک اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا چاہ سے پیدا ہوگا
تامل نہ کرنا اُسکے دہن مین اپنے کو گرا دینا مقام ضرورت پر پہونچو گے بادشاہ لوح
دیکھکر قریب کنوئین کے آئے دیکھا ایک اژدہا کنوین سے نکلے شعلہ ہاے آتش منہ سے
چھوڑ رہا ہی بادشاہ قریب پہونچکر بے خوف کود پڑے کچھ گرمی نہ معلوم ہوئی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بلندی سے کود اہون جب پاؤن زمین پر قایم ہوے تو دیکھا کہ
صحراے ویران کف دست میدان سارا جنگل سنسان بونڈلے گرد کے اٹھ رہے
ہین درخت سوکھے ہوے پتون کا ڈھیر غول ہاے بیابانی کہ آنکھین اُنکی مثل مشعل
کے روشن تمام جسم پر بال بادشاہ کو دیکھکر غلغلہ کرتے ہوے دوڑے چوبہ ہاے ہین
ہاتھ مین قصد تھا کہ بادشاہ کو مارلین مگر بادشاہ شیر بیشہ جرأت بکتا ہے میدان جلالت
تلوار کھینچکر غولون سے لڑنے لگے جسنے حملہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا جب
دو چار غول مارے گئے تو اور سب غلغلہ کرتے ہوے بھاگے بادشاہ اُنکے پیچھے
چلے سامنے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش طالب کھلا ہوا ہی وہ غول سب
باغ مین گئے بادشاہ بھی اُنکے پیچھے باغ مین آئے غولونکا نشان نہ تھا مگر باغ سر
سبز و شاداب نہرین لاجواب بلبل شیدا ہوا سے گل مین پھولکر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی
کر رہی ہو کہ زمزمون سے اُسکے یہ آواز آتی ہو نظم

باعث گریہ خیالِ نرگس مستانہ ہی
دل مرا بیتاب سے ہی چشم تر پیمانہ ہی

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہی
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہی

نور رخسار صنم سے اور مژہ کے عکس سے
شانہ تھا سو آئنہ ہی آئنہ سو شانہ ہی

کرتے ہین محروم رحمت ہی عبادت کا شمار
سنبر کیا بار ان سے ہو تسبیح کا جو دانہ ہی

بال سلجھاتا ہی وہ دست حنائی سے جو آج
پنجۂ مرجان ولا ان گیسوؤن کا شانہ ہی

تام سرسبزی ہی جسکا بوستان دہر مین
ای نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی

مجھکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش
یار رہبر اشمع ہی قاصد مرا پروانہ ہی

رات دن ہی جو تصور گیسوئے شبرنگ کا
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہی

بید مجنون میری تربت ہوا بویا جو تخم
استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہی

بادشاہ اِن اداؤن کو سن رہے ہین مگر حیران کہ یہ طائران چمن کیسی نغمہ سرائی کر رہے ہین کہ اشعار ریختہ بخوبی ثابت ہوتے ہین مگر بادشاہ کو دیکھکر وہ طائر جو کنارے ہوسے جسطرفسے بادشاہ گذرے طائر شاخون سے اُڑ گئے اور باغ سے نکل گئے بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہوسے طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری کے قریب آکر دیکھا کہ جلسہ جما ہوا ہی ایک تاجدار بیچ مین گرد خادم خدمتگار اُس تاجدار نے جو بادشاہ کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا اور سلام کرکے عرض کیا کہ تشریف لائیے آپ نے مجھے سرفراز کیا مگر مین اس مقام پر مثل قیدیون کے ہون امیدوار ہون کہ دشمن سے مجھے نجات دلوائیے بادشاہ نے فرمایا کہ دشمن تمھارا کہان ہی عرض کی کہ آفات جادو آتا ہوگا اُسنے کئی سال سے مجھے قید کیا ہی یہ مجال نہین کہ باغ سے نکلون ہر وقت جفائین کرتا ہی اور یہی کہتا ہی کہ اگر یہان سے نکلوگے تو مار ڈالونگا اب چندے سے یہ خادم وغیرہ مقرر کیے اسکی جو وجہ ہی وہ بلا سے رونگا رہی اس غلام سے آپ کے طالب وصل ہی لیکن ابتک تو مین نے قبول نہین کیا وہ انکار وصل پر بہت برہم ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوسے اور آواز دیتا ہوا کہ ای رفیق تاجدار بڑا کام کرو اگر بادشاہ کو پھنسا لایا

منہو کر ہوشیار ہو جائین رفیق نے اشارہ کیا کہ آپ آیے مین نے باتون مین لگا کے
بٹھایا ہو وہ جادوگر اترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے آفات جادو کیبان
بندۂ خدا پر اسقدر بدعت کرتا ہو آفات نے کہا کیون اے رفیق تو نے بادشاہ سے
سیل کیا شاید حال اپنا کہدیا جب تو طلسم کشا مجھسے یہ کہتے ہین کہ بندۂ خدا پر کیون تو
بدعت کرتا ہو دیکھ مجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر کوڑا لیکر بڑھا بادشاہ نے فرمایا اے آفات خبردار
اگر کوڑا اسکے بدن سے چھو گیا تو قیامت برپا کرونگا مگر آفات نے نہ مانا بڑھکے
چاہا کوڑا مارون کہ بادشاہ نے کلائی آفات کی پکڑ لی آفات نے ایک چیخ ماری
کہ صاحب جلدی آؤ مجھے طلسم کشا مارے ڈالتا ہے یہ جو آفات نے آواز دی آسمان پ
سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگرنی کہ بہ منظر بلی چادر اوڑھے ہوے ایک اژدہے پر
سوار آکر پہونچی اور بادشاہ پر برق بنکر گری بادشاہ نے کلائی اسکی چھوڑ دی اور
جادوگرنی کو ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا آفات نے جو دیکھا کہ زوجہ میری قتل ہوئی
جان کے خوف سے بھاگا رفیق تاجدار نے کہا اے شہریار اگر یہ نکلجائیگا تو بڑے
فساد برپا کریگا کل شب سے یہی صلاح کر رہا تھا کہ اگر طلسم کشا آئین تو انکو دام کلام
مین گرفتار کر لینا مین نے حضور سے مفصل حال کہدیا جب سے مین یہان قید ہوا
کئی مرتبہ ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اور فرما گئے کہ اے رفیق تو رفیق طلسم
کشا ہوگا راہ خدا مین جہاد کریگا اور سرداران نامی تیرے مرتبے پر رشک کرینگے
تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا لہذا شکر کرتا ہون کہ ملازمت نصیب ہوئی اور ظالم جادو قتل
ہو گئی مگر آفات نہ جانے پائے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین
پھال کا تیر پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا آفات نے چاہا بچون مگر وہ تیر
کب خطا کرتا ہو سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ آفات جادو کا زمین پر گرا
رفیق نے اٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا حضور نے بڑے دشمن سخت کو مارا بادشاہ نے
رفیق کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رفیق تاجدار تمھارے ملنے سے مجھے بڑی خوشی
ہوئی مگر لالہ نے ایک نازنین کو ایک طائر گرفتار کر کے لایا ہو تمھین کچھ معلوم ہو

مین اُسکی جستجو مین سرگردان ہون رفیق نے کہا سامنے جو قصر ہو اُسمین ایک جادوگر
نہنگ خرس طینت نامے آج دوسرا دن ہو ایک نازنین کو لیکر آیا ہو وہ فریاد کرتی
تھی کہ کیون مجھپر بدعت کرتا ہو مگر وہ خواہان وصل تھا شب کو بھی رونے کی آواز
آتی تھی عجب اشعار پڑھ رہی تھی کہ دل ہلتا تھا کسی سے سُنے نہین جاتے تھے
کہ دو چار اشعار اِس حقیر کو بھی یاد ہین نظم

آگئی موت شب ہجر مین ہیہات مجھے
کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
فرقت یار مین انسان ہون مین یا کہ سحاب
ہمہ تن چشم ہو تارون سے ڈرانیکے لیے
کسی نعمت سے ہین واقف نہین جز بادۂ تلخ
جتنے ادنی ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ

اب کہان یار سے اُمید ملاقات مجھے
کیا ہی او عشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے
ہر برس آکے رولاجاتی ہو برسات سبھے
تیری فرقت مین ہوئی ویو سیہ رات سبھے
زاہدا اب تو سمجھ تارک لذات مجھے
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

شب کو جو مین نے یہ اشعار سُنے دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہو کہ جو اِس
طرح کے اشعار پڑھ رہا ہو جب رات کو زوجۂ آفات آئی تو مین نے اُس سے
پوچھا کر مفصل بتایہ کسکی آواز ہو کہ صدا مین ایسا سوز وگداز ہو جس سے دل بیقرار ہوتا ہو
اُسنے بیان کیا کہ لالہ چمن آرا ایک شاہزادی آفتاب جمال ہو اُسکو نہنگ خرس طینت
گرفتار کر کے لایا ہو وہی شاہزادی بیقرار ہو اُسکی آواز مین یہ سوز وگداز ہو کہ دل کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین نہنگ خرس طینت بدعت کر رہا ہو مگر وہ شاہزادی
ایسی ثابت قدم ہو کہ بدعتین اُسکی گوارہ کرتی ہو مگر وصل اِسکا نہین قبول کرتی
بادشاہ یہ خبر سُنکر طرف اُس قصر کے چلے کہ ایک زنگی بام پر بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر کو دپڑا
اور آواز دی کہ اے طلسم کشا یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا ناموس نہنگ خرس طینت
یہان موجود ہو اگر اُسپر ہاتھ ڈالا تو وہ قیامت برپا کریگا اِتنا بڑا جادوگر زبردست
ہو کہ زمین کو ہلا دیگا رفیق پکار رہا ہو کہ اے شہریار اِس زنگی سے بچیے گا یہ زنگی بہادر
بڑا شعبدہ باز ہی ایسا نہ ہو کسی فریب مین پھنسا لے تو باعث خرابی ہو مگر بادشاہ نے

کچھ خیال نہ کیا مقابلے مین زنگی کے پہونچے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
فوراً وار اسکا روک کر ہاتھ مارا ویا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے دو زنگی اسکے
بنکر تیار ہوئے دونون نے شاہ پر حملہ کیا پھر شاہ نے ایک کو قتل کیا تھوڑے
عرصے مین اسقدر زنگی جمع ہوئے کہ تمام باغ مملو ہوگیا حیران ہو رہے ہین اور
دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار کیا کرون اس مشکل کو آسان کردے اپنا
رحم شریک حال پر ملال کر نظم

یا رب تو ہی سامع الدعا ہی	یا رب تو ہی غافر الخطا ہی
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت	ہر شی مین ہی تیرا نور قدرت
تو واحد و رازق وامین ہی	تو وارث و باعث و معین ہی
حاکم عادل حکیم ہی تو	صادق رحیم کریم ہی تو
تو ہی ہی تو ہی تو ہی ہی قادر	تو ہی اول ہی تو ہی ہی آخر
لاعلم لنا علیم ہے تو	حادث ہم سب قدیم ہی تو
یوسف کی بچائی جان تو نے	موسیٰ کو دکھائی شان تو نے
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت	بخشی آدم کو تو نے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا	ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہی تجھی کو کبریائی +	تو سب کا خدا تیری خدائی
تو باقی و قائم و توانا	تو ذوالمنن و کبیر و دانا
تو دونون جہان کا بادشاہ ہی	جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور زنگیون کو قتل کرتے جاتے ہین تمام باغ
دھمر زنگیون سے بھر گیا ہی کہ قیصور جنی اُترتا ہوا آسمان پر آیا پکار کر آواز دی
خداوند شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے اُستاد آپ کے پاس موجود ہی اُس سے ہدایت
نہین لیتے یہ شعبدہ لوالیان طلسم ہین ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر آجائے یہ اُسکے
متعلقین ہین اس زنگی نے وہ شعبدہ دکھایا کہ آپ عاجز ہوئے بادشاہ نے

یہ سُن کر شمشیرزنی کرتے ہوئے ایک نخل کے سائے مین پہونچے اور لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر کے دیکھو بیل پائے کی آڑ پکڑے ہوئے وہی زنگی کھڑا ہی اُسکو تیر
سے مارو جبتک وہ نہ مارا جائیگا یہ بلوہ کم نہ ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھ کر شگفتہ ہوگئے کمان
کیانی کاندھے سے اُتاری طرف قصر کے دیکھا کہ وہی زنگی سحر کر رہا ہی اُسکے سحر سے زنگی
بڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر تیر مارا وہ تیر پیشانی پر اُس زنگی
کے پڑا کہ سر اُسکا زخمی ہوا اور سر اٹا خون کا بلند ہوگیا جس زنگی پر قطرۂ خون پڑا وہ جلکر
رہگیا تھوڑے عرصے مین سب زنگی جلکر خاک ہوے لاشین بھی غائب ہوگئین زنگی
کو مار کر بادشاہ آگے بڑھے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کُھلا ہوا ہی اور کسی کی آواز آرہی
ہی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم مجھکو جمال بے مثال بادشاہ دکھا دے مگر بہت دشوار
ہی کہ جمال بے مثال دیکھون قلب کو تسکین دون بادشاہ یہ آواز سُن کر بیقرار ہوگئے
دل سے فرماتے ہین یہ کون دردرسیدہ ہی کہ بلک بلک کر رو رہا ہی جسکی آواز سے
دل ٹکڑے ہوتا ہی متردد و پریشان قصر مین آئے دیکھا ایک قفس ٹنگا ہی اُس قفس مین
لالہ چمن آرا زبان مین سوزن ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سر ٹکرا رہی ہی ہر مرتبہ
عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم تو واجب التعظیم ہی رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے پکار کر
آواز دی کہ اے لالہ چمن آرا کیون گھبراتی ہو میرے دلدار نے مجھکو پہونچایا لالہ نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا مثل گُل شگفتہ ہوگئی بادشاہ نے بڑھ کر چاہا قفس اُتارون
کہ پہلو سے آواز آئی او جوان خبردار قریب قفس نہ جانا بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر
مہیب شکل بال چہرے پر پریشان للکارتا ہوا آتا ہی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر بادشاہ نے
کچھ خیال نہ کیا جاتے ہی قفس اُتارا کہ پہلو سے اُس ساحر نے تیغ کا ہاتھ مارا فوراً
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوتے
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ
خرمس طینت بود لالہ چمن آرا کی قید ٹوٹ گئی بادشاہ نے زبان سے سوزن
نکالی سوزن جو زبان سے نکلی لالہ نے تڑپ کر قفس توڑا نکلتے ہی قدمون پر گری

تصدق ہونے لگی کہتی تھی ای بادشاہ نامدار آپ نے اِس کنیز کو قید سے چھڑایا بڑی آفت
سے بچایا اب مین امیدوار ہون کہ میرے ساتھ چلیے مین اُن مقامون پر پہونچاؤن
اور حضور کو لے چلون کہ جہان حضور کے سب دشمن ہین اگر حضور نے اُن کو مار لیا تو
رسائی آپ کی تا بہ میلاد خارہ شکن ہو گی جب وہ قتل ہو گا تب مرحلہ فتح ہوگا بادشاہ
نے لائے چمن آرا کو ساتھ لیا اور رفیق تاجدار بھی ہمراہ ہی اُس باغ سے باہر نکلے چاہتے
تھے بموجب ہدایت اُس نازنین کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک
جوان نہایت حسین وجمیل پشت مرکب پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان سبز ار لیکن
بال سب کے بکھرے ہوے ناخون بڑھے ہوے لباس میلے اُس تاجدار نے جو دور سے
بادشاہ کو دیکھا گھوڑے سے اُترا اسلام کرتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
عرض کرتا تھا ای شہر یار حضور کے تصدق سے غلام نے رہائی پائی نعمان تاجدار
میرا نام ہی نہنگ خرس طینت نے مجھکو اور میری فوج کو درہ کوہ مین بند کر دیا تھا
آب ودانہ تک نہ پہونچاتا تھا مگر قریب کوہ ایک باغ ہی اُس مین کوئی شاہزادی
رہتی ہی مین نے سُنا ہی کہ نام اُس کا عدالت گستر ہی اُسنے یہ مقرر کیا ہی کہ قیدیون کو
کھانا پہونچاتی ہی بعد کئی دن کے ملکہ عدالت گستر آئین اور ہم سب کو کھانا کھلایا
اور فرمایا کہ گھبرانا نہین روز تم سب کو کھانا پہونچیگا لیا گزارش کرون اُس کی بھولی
بھولی باتین صورت سے لیاقت پیدا ہی غلام اُسپر مائل ہی مگر چونکہ خود مقید تھا کچھ
نہ کہہ سکا کلیجہ تھام کر رہگیا مگر وہ مہ جبین آٹھوین دن آتی تھی اور کھانا عمدہ سب کو
کھلواتی تھی آج جو حضور نے نہنگ خرس طینت کو مارا تو درہ کوہ کھل گیا ہم
سب نے قید سے رہائی پائی اور ایک آواز آئی کہ ای نعمان تاجدار جاکر بادشاہ
جمجاہ کی قدمبوسی کرو غلام حاضر ہوا اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن اگر ہو سکے
تو اُس باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نعمان تاجدار کے چلے تھوڑی دور
چلکر ایک باغ معلوم ہوا دروازے پر باغ کے چند کنیزین ٹہل رہی تھین نعمان کو
دیکھ کر بھاگین جاکر ملکہ عدالت گستر سے اطلاع کی کہ نعمان تاجدار تشریف لاتے ہین

عدالت گستر یہ کہکر کہ خداے آسمانی نے بڑا فضل کیا کہ وہ ظالم قتل ہوا جو بندگان خدا کو آزار پہونچاتا تھا براے استقبال بیرون باغ آئی لغمان کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے دشمن جو تھے وہ مارے گئے حضور نے مجکو سرفراز کیا اندر تشریف لے چلیے لغمان تاجدار و سعد شہریار اور قیصور جنی باغ مین آئے باغ کو آکر دیکھا کہ بہار و نزہت مین لاجواب نہرین انتخاب پانی وہ صاف و شفاف کہ آب گوہر پانی بھرے نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طولانی لاجواب طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی فوارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ موتی لٹ رہے ہین یا مروارید کے خزانے لٹ رہے ہین بادشاہ نے جو باغ بہشت آئین دیکھا بہت بہمد فرمایا کہا ای عدالت گستر تمھاری رحم دلی نے اِس مقام کو آباد رکھا ورنہ یہان کے قیدی تڑپ تڑپ کر مرتے جتنے ساحر تھے ظالم بیدرد کبھی کسی پر رحم نہ کرتے ملکہ نے کہا مگر حضور نے ایسے شخص کو مارا کہ یہ سرحد پاک ہو گئی بادشاہ نے فرمایا مین یہی چاہتا ہون کہ بندگان خدا جو مصیبت مین ہین رہائی پائین قید سے چھوٹ جائین عدالت گستر نے کہا اِس حوالی مین کئی سحر تاجدار مقید ہین بڑے بڑے جادوگر اُنپر نگہبان ہین وہ تاجدار بدعت ساحران سے حیران ہین حضور فکر کر کے اُن کو رہا فرمائین بادشاہ نے فرمایا مین خاص اسی واسطے آیا ہون یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ فرمایا مضمون دیکھا تو معلوم ہوا کہ زندان خانۂ طلسمی اِسی سرحد مین ہی بادشاہ باغ سے نکلے باہر آئے دور سے دیکھا ایک قصر سیاہ ہی آگے اُس قصر کے کئی سو زنگی تیغ بکف بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھے اور للکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا اِدھر نہ آنا یہ مکان بلاخیز ہی گنہگار یہان قید ہین بادشاہ نے اُنکا کہنا نہ سُنا اور آگے بڑھے وہ سب زنگی تلوار کھینچکر بڑھے بادشاہ بھی تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑے زنگیون سے تلوار چلنے لگی جس زنگی کو ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین کئی سو زنگی قتل کیے آخر سب بھاگنے لگے ایک زنگی بلند و بالا ہٹو ہٹو کہ کر بڑھا قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر کلائی اُسکی

تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا کہ سر اُس کا
پھٹ گیا سر پھٹتے ہی ایک طائر سُرخ رنگ زنگی کے دماغ سے نکلا اور صدا اُس کی تھی
کہ اے گرامی نگہبانان طلسم آگاہ ہو کہ زندان خانہ فتح ہوتا ہے تم سب کو اطلاع [illegible] کرنے کو
میں [illegible] دماغ سے نکلا جب طائر نے یہ آواز دی [illegible]
حاکم ہوا اپنے قصر میں بیٹھا تھا گرد اسکے مصاحب [illegible] بیٹھے تھے اُس نے جو آواز
سُنی کہا یارو غضب ہوا [illegible] ہو رہا ہے زنگی بلند بالا [illegible] زندان خانہ پہ خدمت مامور تھا
گیا طلسم کشا نے [illegible] یہ طائر کیونکر [illegible] کا نام
ہے کہ زنگی کے سر [illegible] طائر آواز [illegible]
سب نیک و بد بتاتا ہے اب وہ قید خانے میں ہونگے مگر یارو طائر سے پوچھو کہ کون
کون ہمراہ ہے مصاحبوں نے پکار کر آواز دی کہ اے طائر راز دان ہم کو بتا کہ ہمراہ کون
کون ہے طائر نے آواز دی دو شاہزادیاں بی عدالت گستر لالہ چمن آرا [illegible]
[illegible] اور کچھ کنیزیں ہمراہ ہیں ان سب نے آ کر بلوہ کیا ہے [illegible]
[illegible] میں نے جو دماغ سے زنگی بلند بالا کے دیکھا بیہوش ہو گیا آخر
[illegible] اب آپ لوگ جو مناسب جانیں وہ انتظام کریں [illegible] یہ کہکر
[illegible] کہ اب میں جا کر بتاتا ہوں اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہوں رُفقا نے کہا
ہم بھی چلیں طاؤس نے کہا میرے بعد آنا یہ کہکر چلا ایک ابر سیاہ جو قصر کے
اوپر سایہ فگن تھا وہ ابر سر پر طاؤس کے آیا ابر سے شعلے نکلتے ہوے زمین
[illegible] ہوتا ہوا اُن آگ لگاتی ہوئی تمام صحرا کو آتش بہار
کرتا ہوا اُس وقت پہنچا کہ بادشاہ اندر قید خانے کے ہیں اور دیکھ رہے ہیں
کہ کئی سو تاجدار نوجوان طوق و سلاسل پہنے بیٹھے ہیں [illegible] بادشاہ دیکھ کر
[illegible] طلسم زدہ ہو گا
کہ یکایک باہر سے آواز آئی کہ اے شہریار غلاموں کو بچائیے [illegible] آگ
برسا دی بادشاہ نے آ کر دیکھا کہ لالہ چمن آرا [illegible] متحیر کھڑی ہے [illegible]

روک رہی ہیں مگر نعمان تاجدار و قیصور جنگ شعلوں ہیں گھرے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں
کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر نظم

خدا اہل بصیرت را نماند ہر زمان صورت
نمی پوشند ز چشم اہل دیدان مہربان صورت

درین جادہ گہے صورت ندیدہ دیدہ عالم
چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت

نقابے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را
کہ این صورت بپوشند آخر از چشم جہان صورت

گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب
دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت

بادشاہ نے جو دیکھا کہ سب پر آگ برس رہی ہے دونوں شاہزادیاں اپنے کو بچا رہی ہیں شعلۂ آتش کو پاس نہیں آنے دیتیں ہیں خوب جان توڑ توڑ کے سحر کو زد دوستے رہی ہیں کبھی لالہ چمن آر اسحر کرتی ہے کہ شعلے تعرا کر ہٹتے ہیں اور ان سب کو گھیرے ہوئے ہیں شعلوں کا بھی قصد ہے کہ ان سب کو جلا دیں مگر پروردگار حامی و مددگار رہا ہی بچا رہا ہے کوئی نخلستان کی آڑ میں چھپا ہے کوئی غار میں پوشیدہ ہے بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئے بڑھکر لوح طلسمی کو چمکایا عکس جو لوح طلسمی کا پڑا تمام شعلے پانی ہو گئے طاؤس جادو یہ فعل دیکھکر گھبرایا دل میں کہتا ہے کہ طلسم کشا بڑا ساحر ہے کہ میرے سحر کو باطل کیا جلدی میں ... سر اسحر کیا کہ تلواریں برسنے لگیں مگر بادشاہ نے پھر لوح کو گردش دی ہاتھ بلند کرکے چمکایا کہ عکس سے لوح کے تلواریں ٹوٹیں اور جو کسی پر پڑگئی تو کام نہ کیا طاؤس سر پیٹ رہا ہے کہتا ہے کہ یا سامری جمشید یہ سحر تو آپ کے بنائے ہوئے ہیں آپ کے سحر وں میں بھی فرق آیا کہ پہلو سے ایک ساحر نے آکر عرض کی اے طاؤس جادو یہ طلسم کشا ہیں جو لوح کو چمکا رہے ہیں کوئی سحر تاثیر نہ کریگا کیسا ہی سحر کروگے اسکے عکس سے مٹ جائیگا کوئی سحر روشنی نہ دکھائیگا یہ سنکر طاؤس بہت گھبرایا اب سمجھا ہے کیا کمر دن جس ساحر نے آکر خبر دی تھی اس سے کہا کہ ٹہلتا ہوا جا طلسم کشا پر دار کر وہ ساحر نہ آتا تھا مگر طاؤس نے سمجھا کر بھیجا وہ جادوگر گرک کر گرا چاہا کہ بادشاہ کو اٹھا لیجائے اس زور میں گرا کہ بادشاہ کی آنکھیں جھپک گئیں جیسے ہی اسنے کمر میں پنجہ دیا لوح کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا چاہتا ہے کہ بھاگوں مگر یہ نہیں سوجھتا

کہ کدھر جاؤن آخر بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی یہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر
خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام جادو بود طاؤس نے دیکھا کہ بہرام جادو
مارا گیا کرٹک کے لقمان تاجدار پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا اعدالت گستر نے پکارکر
آواز دی ای شہریار غلام کو اسپنے بچائیے طاؤس لیے جاتا ہی بادشاہ نے جو دیکھا
کہ حقیقت مین طاؤس کمر مین پنجہ دیے ہوے لقمان کو لیے جاتا ہی لوح کو چمکایا
طاؤس زمین پر گرا بادشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس کے دو ٹکڑے
ہوے مگر بانو سحر بند زوجہ اسکی اپنے قصر مین بیٹھی تھی گلے مین موتیون کا مالا پڑا
تھا اُس مین ایک گوہر کلان تھا وہ ٹوٹا بانو نے منھ پیٹ لیا کنیزون نے پوچھا
کیون وا ری خیر تو ہی بانو سحر بند نے کہا ارے غضب ہوا میرا شوہر مارا گیا مگر
کیونکر دریافت کرون کہ کسنے مارا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے آکر آواز دی
کہ ای بانو سحر بند شوہر تمھارے طلسم کشا کے ہاتھ سے برابر زندان خانے کے قتل
ہوے لاشہ ابھی تک پڑا ہی کوئی لاش اٹھانے والا نہین بانو نے پوچھا کہ شوہر
نے میرے کچھ سحر نہین کیا طائر نے جواب دیا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی کوئی سحر
تاثیر نہین کرتا بڑی بڑی کوشش کی مگر کوئی کوشش کام نہ آئی لوح نے سب سحر ہٹائے
آخر قتل ہوے بانو سحر بند اٹھی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو برباد کرون گی یہ کہکے چلی
یہان لشکر سعد شہریار مین میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان
ونسرین رنگین پوش یہ چارون ساحران کامل نگہبانی لشکر کی کر رہے ہین اور
چہار طرف پھرتے ہین میثاق کوہ گردان ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا
ایک ابر تیرہ و تار اٹھا لشکر پر آکر چھایا میثاق نے زور علم افسون سے جانا
کہ یہ کسی کا سحر ہی ایک گولہ مارا گولہ جو سحر کا پڑا ابر لخت لخت ہو گیا اندر سے ابر کے
ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوئی کالی کالی صورت گویا کالی کی مورت عارض ہین
کہ الٹا تو اسیہ بھی یا تپتہ ہی کہ دہنہ پردۂ ظلمات یا شب فراق طالب ومطلوب بلکہ
سیاہی کفر وعصیان بھی جس سے محجوب ہاتھ مین کچھ اشیائے سحر میثاق جادو نے دوسرا

گود مارکر تخت اُس ساحرہ کا زمین پر آیا بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ وہ ساحرہ زمین پر آئی ہار جو پھولون کے گلے مین پڑے تھے ایک گجرا کھینچ مارا ہوا سے سرو چلی اور پھول برسنے لگے باز سحر بند نے جو دیکھا کہ طائرون کی پکار ہوا اور مینہ سے قریب پھولون کا انبار ہوا کچھ پھول اُٹھا لیے اُنکو سونگھا جیسے ہی بو دماغ مین پہونچی چہرہ سُرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

تو ہی وہ گل ہی کہ تجھپر ہو فدا جانِ بہار — اِس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسانِ بہار
اُڑتے پھرتے ہین بھلا کیا رتبۂ اوراق گل — مصحفِ رُخسار اُس گل کا ہی ایمانِ بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن — بنگئی موجِ ہوا ہوے پریشانِ بہار
جوشِ گل اُس رشکِ گلشن کی جدائی مین نہین — بلبلو آلودہ خون ہی یہ دامانِ بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون نہ خط سبز یار — اِسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحانِ بہار
دیکھے اُس گلگون قبا کو حسن وحشت زا اگر — پُرزے پُرزے ہو ہر رنگ گل گریبانِ بہار
نظم ناسخ ہی جو مضمون ہاے رنگین سے چمن — ہوگئے برگِ خزان اوراق دیوانِ بہار

ایسے اشعار رنگین پڑھکے باغ باغ ہوگئی اور مسکراتی ہوئی بڑھی بہار اعجاز بیان نے ایک کنیز کو اِشارہ کیا کہ اپنے گلے کا ہار اُتار کے اسکے گلے مین پہنا دے اِسی مین ہار جیت ہی وہ کنیز بڑھی اور گلے سے اپنے ہار اُتار کہا او ملکہ یہ ہار ملکہ بہار کا دیا ہوا ہی اِسکو تم پہنو بڑا شرف حاصل ہوگا یہ سُنکر باز سحر بند ہنسنے لگی کہا یہ میرے لیے باعث فخر کا ہی ملکہ بہار اعجاز بیان کا دیا ہوا ہار اور نہ پہنون میری ہر طرح پر بار رہی اُنکے حکم کی بہار ہی کس چمن مین جاکر چھپون کیا اُنکی تعریف کرون اُنکی عنایت نے سرسبز و شاداب کیا چہرہ میرا رشک گلہاے گلاب کیا یہ کہکر ہار پہنا جیسے ہی ہار پہنا ناچنے لگی چاہتی تھی کہ جسطرح گائنین ناچتی ہین اُسطرح مین بھی ناچون مگر یہ تو بہت دشوار تھا لیکن ہاتھ ہلانے لگی آنکھین چمکانے لگی بہار اعجاز بیان جو مُسکرائین صحرا مین بجلی چمک گئی کر درج وہان کھلا برق دندان چمکی تمام صحرا منور ہوگیا مگر سردار حسینان نے جو دیکھا کہ برق دندان بہار اعجاز بیان چمکی قہقہہ مار کر ہنسین اُنکے ہنسنے سے سب پھول

شگفتہ ہو گئے اُدھر باز سحر بند اِس ہنسی کو دیکھکر روتی ہوئی بڑھی قریب آکر عرض کی کہ اے
شاہزادی والا قدر حارض تمہارے خجالت دہ بدر ہین جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ
سروار حسینان نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا اے باز سحر بند تمکو تکلیف تو ہوگی مگر
جو ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جا جمشید ثانی کا سر لاؤ باز سحر بند بہت خوب
کہکر پیچھے ہٹی اور اُڑتی ہوئی چلی یہان بادشاہ جہاد نے طاؤس کو قتل کر کے تین سو
تاجدار قریب دو ہزار ملازم وغیرہ کے جو قید تھے اِن کو سب کو رہا کیا وہ سب تاجدار
مسلمان ہو کر ساتھ ہوئے اسی قید خانے مین ایک کوٹھا تھا وہ جو کھولا ایک بارگاہ
زر بفتی نکلی بادشاہ نے اسی صحرا مین اِستادہ کرائی تاجدار و ان کے ملازم سب مصروف
خدمتگزاری ہین شاہ کو دعائین دے رہے ہین کہ اِس شہریار کے تصدق مین ہمنے
رہائی پائی ورنہ امید نہ تھی کہ اس زندان پرمحن سے ہم غریب الوطن رہا ہونگے مگر قربان بزرگان
دین کے کہ اس عالم یاس مین آکر مژدۂ رہائی دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو
اپنے وطن جانا خواہ مسعد شہریار کے ساتھ رہنا ہمکو اختیار ہے مگر کب دل چاہتا ہے کہ ایسے
بہادر کا ساتھ چھوڑین اور ہمراہ نہ رہین انشاء اللہ جنگ آخر جو جمشید سے پڑے گی
تو ہم لوگ بھی شریک جہاد ہونگے ساحرون کو بھگا دینگے جمشید ثانی کو بھاگتے رستہ
نہ ملیگا بے حیا ایسا بلبلایا کہ دعوی خدائی کرنے لگا سب غرور نکلجائیگا آخر بھاگ کر
کہان جائیگا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا گھبرا
کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا معرکہ ہے کیون ملازم ہمارے فریاد کر رہے ہین جمشید
یہ کہہ رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند باز سحر بند طاؤس کی
زوجہ آئی ہے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی لشکر پر سحر کر رہی ہے کئی ہزار جادوگر مار چکی اور
آپ کے نام پر تو گالیان دیتی ہے یہی قول ہے کہ وہ دشمن خدا کہان ہے آوے کہ مین
اُسکا سر کاٹون جادوگرون نے سمجھا کر کہا اے ملکۂ عالم خداوند کو ایسی باتین نہ کہو
باز نے کہا جھوٹا دغاباز شعبدہ باز خداوند بنکر بیٹھا ہے اب حال کھلیگا کہ طلسم کشا آتے
ہین جب میرے شوہر کو مار لیا تو اِسکی کیا حقیقت ہے میرے مقابلے مین آوے اپنی

ساحری دکھا دین کس گھمنڈ پر دعوی خدائی کیا ہو سکا رودتا باز کو اسدون کا خیال نتھا کہ ملکشا
آکر بار بیگا یہ خبر جمشید نے سُنی زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہاے بہار اعجاز بیان کے شعبدون
نے مجھکو بہت پریشان کیا الہی شاہزادیان نکل گئین حوصلہ رہگیا کہ جلسہ آراستہ کرون اُنکو
پہلو مین بٹھاؤن لطف زندگی اُٹھاؤن مگر چرخ تقدیر کی وہ پلٹ گئی شاہزادیون نے
جو جمشید کو پریشان پایا سب شاہزادیون کی افسر حُسن وجمال مین سب سے بہتر ملکہ
گل اندام جو الزان تڑپ کر شاہزادیون کے زرغے سے الگ نکلی کہا یا خداوندان
سحر کا جواب دون جا کر بی باز سحر بند کو پلٹاؤن بی بہار اعجاز بیان کا سر لا دے یقین
ہو کہ کسی کا کچھ زور نہ چلے جمشید نے کہا او معشوقۂ قدرت اب سواے تمھارے کون
معین و مددگار ہو یہ سُنکر وہ شاہزادی ہنستی ہوئی چلی آکر دیکھا کہ باز سحر بند جمشید کے
لشکر پر سحر کر رہی ہو پکار کر آواز دی او ملکۂ عالم ہم مدت سے تمھاری ملاقات کے طالب
تھے قریب آؤ تو دوپٹہ بدلین بہنا پا کرین اور بھی چند باتین کہنا ہین آج کوئی بات باقی
نہ رہے کہ ہمارے تمھارے راز دنیا زنہ ہو سحر بند نے دیکھا ایک شاہزادی آفتاب
جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد خورشید خد قامت
مثل قیامت شیرین گفتار کبک رفتار دہن سے کمر عدم کی خبر سُناتا ہو علی قدر جمال دہن
بھی ایسے ہی راز دکھاتا ہو غنچۂ گل سوسن کہیے کیونکہ خاموش رہیے درج دہن موتیون کا
خزانہ ہو سراپا دیکھکر باز سحر بند دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوئی اور پکار کر کہا او شہنشاہ
حُسن وجمال واہ او ماہ آسمان کمال کیا ارشاد ہوتا ہو گل اندام نے جواب دیا کہ تم کس
خیال سے آئین تھین کچھ سوچکر باز نے جواب دیا او ملکۂ عالم بہار اعجاز بیان کی مین
کنیز ہون اُنکے کہنے سے مین انکار نہین کر سکتی اُنھون نے حکم دیا تھا کہ جمشید کا سر لاؤ
مین آئی اور محروم رہی مجھکو حجاب ہو کہ کیا جواب دونگی گل اندام نے ایک سر کسی ساحر
کا اُٹھایا اُسکے منھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ سر مثل سر جمشید ہو گیا کہا لو بوا یہ سر جمشید کا حاضر ہو
مگر اب سر بہار اعجاز بیان لاؤ تم ہماری بہن ہو آج سے ہمارے تمھارے بہنا پا ہوا سنتے
سامری وجمشید کے بھی تمھاری آبرو ہو گی جب قصد کرو گی اور جہان پر بلا لو گی ہین

فورًا آؤنگی بہار اعجاز بیان سے دبنا نہین باز سحر بند نے کہا جب مین نے جمشید کا سر
لے لیا تو بہار کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین دیوانہ کر کے اُنکو لاتی ہون آپ خاطر جمع رکھیے
یہ بھی میری مجال ہے کہ اُنکا حکم بجا لاؤن آپ کے حکم کو بجا لاتی ہون یہ مجھسے نہ ہوسکیگا یہ کہکر
چلی طرف لشکر سعد شہریار کے چلی یہان وہ وقت ہے کہ میثاق کوہ گرد ان تلاش مین
بادشاہ کی نکلا ہے جا بجا ڈھونڈھتا پھرتا ہے بہار اعجاز بیان شام کا وقت ہے طلایہ پھر
رہی ہین ایک گوشے پر آکر ٹھہری ہین کہ دیکھا باز سحر بند کہتی ہوئی چلی آتی ہے اے بہار
تیرے شباب پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہے کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات قطع ہوا آج
زندہ نہ بچیگی تونے گل اندام کو کیا ستایا بہار اعجاز بیان نے نسرین رنگین پوش کو
جو اپنے قریب کھڑے ہوے دیکھا اشارہ کیا کہ اس سحر کو تونے پہچانا یہی گل اندام نے
یہ شعبدہ کیا ہے تو [illegible] باز سحر بند کو اپنی جانب متوجہ کرو پھر مین انکی تدبیر کرون نسرین نے
بڑھکر آگ برسائی باز سحر بند دفع کرنے لگی اتنے عرصے مین بہار اعجاز بیان نے اپنے
ہاتھون سے گجرا پھولون کا کھولا سحر پڑھکر باز سحر بند پر پھینک مارا وہ گجرا اُڑتا باز کی
طرف نسرین کے متوجہ تھی ہوا سے سر چلی اور طائرون نے آواز دی کہ آسمان سے
پھول برسے باز سحر بند نے کچھ پھول اُٹھا کر سونگھے چند طائرون نے گرد سر چرخ مارا
باز سحر بند دیوانہ وار وحشی مثال پکار اُٹھی کہ اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن بہار نے مسکرا کر کہا اے باز سحر بند ہر چند کہ دشوار ہے مگر جاؤ جسطرح
بنے گل اندام جوالہ زن کا سر لاؤ مگر ڈرنا نہین جس خیمے مین ہو بلا تکلف گھس جانا
جو کوئی پوچھے اُس سے کہہ دینا کہ بہار اعجاز بیان نے بھیجا ہے یہی اُنکا مدعا ہے کہ یا تو
سر دیا چاہکر خدمت مین حاضر ہو تو خیر ہے ورنہ بہت پریشان ہوگی ایسا نہ ہو کہ ہمارا
بھیجنا بیکار جائے باز نے کہا اے ملکۂ عالم جو آپ نے ارشاد فرمایا آنکھون اور سر سے
بجا لاؤنگی یہ کہکر سامنے کھڑی ہوئی بہار نے ایک انگوٹھی انگلی سے اُتار کر باز کو
پہنا دی انگوٹھی پہنکر باز سحر بند اور زیادہ مبہوت ہوئی اُس مبہوتی کی حالت مین
ناچنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

زخم تیغ یار نے بخشا وہان بالاے سر — شکر کو کیونکر نہ ہو ہر مو زبان بالاے سر
نوک نیزہ سر پہ ہو گردن پہ ہو پیکان تیر — اک زبان زیب گلو ہو اک زبان بالاے سر
زندگی کرتی جو بحث حرمت بادہ حرام — کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالاے سر
خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند — خاک زیر پا ہو دود آسمان بالاے سر
عاشق اُسکا ہون کہ ہنگام فراق جان و روح — لینگی لاشے کو مرے حور جنان بالاے سر
رحمت آغوش کمت پا کی حنا حاصل کرے — بل کرے کیونکر نہ زلف اے جان جان بالاے سر
وہم پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا — پھر بلا لایا دل نامہربان بالاے سر
اے فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا — لیتے ہین ہر روز ہم جور بتان بالاے سر
کسکی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہے تجھے — اے فلک ہے کونسا عرش آشیان بالاے سر
شاہد سودا سے عشق یار ہین مجھکو عزیز — سنگ طفلان کے ہین رکھتا ہون نشان بالاے سر
صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع کر — لے نہ جا بیٹھیگے اٹھا کر بوستان بالاے سر
سایہ پر درد تمنا ہو دل نادان مرا — لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالاے سر
تیغ ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم — دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالاے سر

میثاق کوہ گردان نے دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان نے باز سحر بند پر سحر کیا اور باز اشعار پڑھتی ہوئی جاتی ہے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ذرا آہنگ آؤ باز جو قریب میثاق کے آئی میثاق نے اور سحر کو زور دیا کہ ایک طائر جیعلی سے نکلا اُسکو رہا کیا طائر نے گرد سر باز سحر بند چرخ مارا اس فعل سے باز اور زیادہ مبہوت ہوئی اور پر پروانہ پیدا کرکے چلی نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہے کہ پھر گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز گا رہا ہے باز نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سامنے ایک کوہ بلند ہے اسپر فرش بچھا ہوا ہے اور ایک شاہزادی والا قدر مسند پر بیٹھی ہے گرد حصار کنیزین مین کوئی پھولونکا پنکھا لیے ہوئے مگس رانی کر رہی ہے کوئی خاصدان لیے ہوئے گلوریان پیش کرتی ہے کوئی ہنس ہنسکر باتین کر رہی ہے اس محفل کو دیکھکر باز سحر بند نہایت شگفتہ ہوئی

ابہام جادو جو مسند پر بیٹھی ہو اسنے سر اٹھا کر باز سحر بند کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ
بوا آؤ یہ بھی تمہارا گھر ہی باز سحر بند اتر آئی ابہام نے جو باز سحر بند کو مبہوت دیکھا کہ
چہرہ سرخ ہو رہا ہو آنکھیں ابلی ہوئی اور کلمات نادرست زبان سے نکل رہے ہین
سمجھ گئی کہ یہ کسی کے سحر مین ہی پوچھا بوا کہان سے آتی ہو باز نے جواب دیا کہ برائے
تباہی لشکر اسلام گئی تھی مگر ہمارا اچھا نہ بیان نے ایسی محبت کی کہ مین سب کا غلق
بھول گئی پھول مجھ پر برسائے خود قریب آئین اور فرمایا کہ صحبت خداوند مین جو گل اندام
ایک لونڈی ہو اسکا سر لاؤ اور مجھے پہنا پاکیا مین انکا حکم پورا کرنے جاتی ہون
ہر چند کہ منھ بولی بہن ہو گئی تھی اسکا ناطق ہی کیونکر حکم اسکا نہ بجا لاؤن ابہام جادو
کو سنا ٹا آگیا جی مین کہتی ہو کہ باز سحر بند عجب آفت مین ہو گل اندام اسکو قتل کر ڈالیگی
مفت مین اسکی جان جائیگی اسکو بچانا مناسب ہو ساقی بچے کو اشارہ کیا کہ جام شراب
لاؤ جب جام شراب بھرا ایا اسپر کچھ اسم سحر پڑھا جعولی سے خاک نکالکر جام مین ڈالی وہ
جام ساقی باز سحر بند کے پیش کیا کہا بوا ایک جام تو پیو پھر گانا سننا باز سحر بند وہ
جام پی گئی جام پیتے ہی چھینک آئی چند قطرے آب آنکھون سے گرے ایک غنودگی
سی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین ہو گئی دیکھا تو نیچہ ہاتھ مین تھا
یاد نیچہ نیام مین کر لیا ابہام نے پوچھا بوا کیسا مزاج ہی باز نے جواب دیا بوا کچھ
عجب طرح کی کیفیت ہی بات تو دل چاہتا تھا کہ جسطرح بن پڑے جا کر گل اندام کو ذلیل
کرون اب دل مین یہ خیال ہی کہ گل اندام صاحب خداوند کی شریک صحبت رہتی ہی
ایسے کو ذلیل کرنا سراسر حماقت ہی اور وہ تو مین طاق ہر علم مین شہرہ آفاق ہی ایسا
نہین ہو سکتا کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو جائے ضرور مجھپر غالب آئیگی ابہام نے
ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر کچھ اشعار عاشقانہ گانے لگی کہ جس سے بہت
باز سحر بند خوش ہوئی رن لگا کر سن رہی ہی کسقدر بھی متوجہ ہو کر غزل ناسخ کہ
استاد زمانہ ہین عجب طرح پر گانا شروع کی ہی کہ سننے والے کا دل لوٹا جاتا ہی
جی چاہتا ہی سنئے ہی جائیے نظم

آتش افشان گھر مین اُس محبوب کے رخسار ہین	روزنِ مجمر بجاے روزنِ دیوار ہین
فصل گل مین ہو جنون زندان کو میرے انتظار	حلقۂ زنجیر جاے دیدۂ بیدار ہین
زاہدا عقبیٰ مین ہوگا اُنکو دیدارِ خدا	جو کہ دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین
کیا صفائی ہو کہ میرے آنسوؤنکے عکس سے	اے پری تیرے گلے مین موتیونکے ہار ہین
مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا	گر نہین کپڑے بدن پر زخم دامن دار ہین
ضد سے اپنی روزنِ دیوار کر دیتا ہو بند	اُسنے سمجھا جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ان اشعار کو سُنکر باز سحر بند نے کہا بوا ابہام تمنے اِسوقت دل شگفتہ کر دیا مین اب پاس گل ندام کے جاتی ہون اُسکو آگاہ کرونگی کہ ابہام نے تمکو بچایا ورنہ میرے تمھارے فساد ہوتا وہ بہار سے جاکر بدلہ لیگی میرے تو نام کے سب مسلمان دشمن ہین میثاق نے باتون مین لگاکر رنگ بہار دکھایا دام آفت مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو یہ باتین کرکے صحبت ابہام سے اُٹھی ابہام نے کہا بوا جو تم لشکر کشی کرکے جانا تو مجھکو بھی ساتھ لے لینا باز سحر بند نے وعدہ کیا کہ مین گل ندام کو لیکر آتی ہون یہ کہکر اُڑتی ہوئی چلی یہان گل ندام صبح کا وقت ہو دربار جمشید مین بیٹھی ہو اور سب شاہزادیان گارہی ہین جمشید کے سامنے بتا رہی ہین گل ندام کہہ رہی ہو کہ مین نے باز سحر بند کو بھیجا تھا کیون خداوند کچھ معلوم نہین ہوا کہ اُسپر کیا گذری کہ باز آکے پہونچی مگر اپنے ہوش مین نہ تھی گل ندام جوالہ زن نے پوچھا کہ کیون بوا کیا گذری یہ سُنکر باز نے سب احوال بیان کیا اور کہا بوا ابہام جادو کہ مالک کوہ موہوم ہو اُسنے اِسوقت بچا لیا ورنہ بہار نے وہ سحر کیا تھا کہ مین تمھارے قتل کو آتی تھی اُسنے شراب پلاکر سحر اُتارا تب مین ہوش مین آئی رات بھر وہان جلسے مین رہی جسوقت ستارۂ سحری چمکا تب اُسنے رخصت ہوئی یہ سُنکر گل ندام بہت جھلائی کہا بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہوگیا ہو مسلمانون کا ساتھ دیکر بہت جوش مین ہین یا خداوند مجھکو حکم دیجیے کہ جاکر بی بہار کا غرور نکالون جمشید نے منع بھی کیا کہ اے گل اندام تمھارا جانا بہتر نہین ہو ایسا نہ ہو کچھ اُفتاد پڑے گل اندام نے کہا یا خداوند مین کیا کسی سے

پایہ یکمی کار کمتی ہون آپ خاطر جمع رکھیے وہ سحر کرون کر بی بہار کا قلب الٹ دون جو حکم کرون وہی بجالائین کیا مجال ہو کہ حکم کے خلاف کرین جمشید نے حکم دیا گل اندام تیاری کرنے لگی بارہ ہزار کنیزین و فوج ساحران کو حکم ہوا کہ گل اندام کے ساتھ جاؤ جو کچھ ملکہ گل اندام حکم کرے وہی کرنا لشکر تیار ہوا اور آمدگی کا انتظار ہوا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان روانہ ہونا گل اندام کا برائے مقابلۂ ملکہ بہار اعجاز بیان اور ملکہ بہار کو صحرا مین پانا کہ برائے شکار آئین تھین و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا ای ساقی صیقل گر دل ✦ برنگ جان گذر کن در بر دل
تو ای ساقی تو ای خضر رہ من ✦ گدائیت ہستم ای شاہنشہ من
بجام بیخودی سرشار گردان ✦ ز تقوی عاجزم میخوار گردان
برائے میکشی چہ آر زہ سیم ✦ معطر کن ز جام مشک بو بیم
بیا بنگر بحال دل کہ چون است ✦ بشوق جام لبریز خون است
ز ظلمت ہاست مثل شب سیہ روز ✦ چراغ آرزویم را برافروز
بیا ای ناخدائے کشتی من ✦ فزون شد از فلک سرگشتی من
بعشق ساغرم چہ فغانم ✦ بفریاد م رس ای پیر مغانم
کرم کن ساغر مقصد مرادہ ✦ شراب ابتدا و انتہا دہ

چہرہ ساحران شعبدہ باز و عجائب نگاران حیلہ ساز اس داستان شوکت بیان کو زیب گوش سامعان زیہوش کرتے ہین شعر شناسان دریائے آتش فشان چنین می نگارند این داستان جمشید ثانی نے گل اندام کو بہت بہت سمجھایا لیکن گل اندام نے نہ مانا فوج کثیر لیکر چلی باز سحر بند نے کہا مین بھی چلونگی باز سحر بند بھی ہمراہ ہوئی بارہ ہزار کنیزین و چوبیس ہزار ساحر ساتھ جمشید نے بھی وعدہ کیا ہی کہ

مین بھی وقت پر پہونچونگا گل اندام اِس جاہ وحشم سے روانہ ہوئی لیکن ایک مقام پر آکر ڈیرا ڈالا بازِ سحر بند نے کہا پیش روی لشکر کو بلاؤ مقدمۃ الجیش حاضر ہوا بازِ نے حکم دیا کہ طرف کوہ متوہم کے چلو اور ابہام جادو کو نامہ لکھا کہ ہمشیرہ ہم مع فوج آتے ہین مسلمانون پر لشکر کشی ہو تم بھی مع فوج تیار رہنا ہمارے ساتھ چلکے تماشہ دیکھنا عجب طرح کا مقابلہ ہوگا کہ بی گل اندام و بہار سے سحر ہونگے یہ نامہ جو ابہام جادو کو پہونچا چالیس ہزار کا لشکر تیار کرکے پہاڑ سے اُتری سامان دعوت گل اندام کیا بارگاہین خیمے استادہ کرائے کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر گل اندام بشوکت تمام پیدا ہوا ابہام نے بڑھکر استقبال کیا بشوکت تمام لیکر آئی بارگاہ مین لاکر اُتارا مسندین بچھوائین تینون شاہزادیان آکر بیٹھین ابہام نے اِشارہ کیا گائن خوش آواز بصد سوز و گداز بیٹھکر یہ اشعار میان قمر مصنف کے گانے لگی نظم مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین
گلِ لالہ مین مسکن ہو ہمہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اِس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ کہتے ہین غیرو سے
قمر جنکا تخلص ہو اُسی منزل مین رہتے ہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو جام مئی ارغوانی گردش مین صدائے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہو اتفاقاً تاجدار کہ اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسکے کان مین گانے کی آواز پہونچی سر جھکا کر دیکھا کہ محفل عیش و عشرت آراستہ ہو ابہام جادو بھی بیٹھی ہین بیچ مین ایک شاہزادی آفتاب جمال بیٹھی ہو ایک طرف بازِ سحر بند جام ارغوانی چل رہا ہو عجب رنگ صحبت ہو تاجدار جادو کہ مدت سے ابہام جادو پر عاشق ہو سوچا کر چلکے ابہام سے ملاقات کرون اور جسطرح بن پڑے اپنے ساتھ لیجاؤن آج تو پہاڑ سے اُتری ہین اب تو اِنکار نہ کرینگی اگر اِنکار کرینگی تو مین سحر سے لیجاؤنگا یہ سوچکر تخت سے اُتر ا محفل مین گل اندام کی آیا تاج کج کرتا ہوا گل اندام کو سلام نہ کیا طرف ابہام کے چلا گل اندام کو بہت ناگوار ہوا کہ یہ جو خاص مست خداوند مین آیا تھا تو ہماری ہی

وجہ سے کرسی ملتی تھی آج سلام نہین کیا کیا اسکو غرور ہو مگر تاجدار نے ابہام سے
کلام کیا کہ اے ملکہ عالم مین نے باغ آراستہ کرایا ہو کہ جسکا نام باغ گل بہار ہو آج پھول انکا
جا بجا انبار ہو طائران زمزمہ سرا کی پکار ہو تشنہ دید سے چلیے آج اُس باغ مین چلکر
جلوہ فرما ہوجیے ذرا انصاف تو فرمائیے کتنا عرصہ ہوا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا
تھا اور پھر وعدے کو پورا نہ کیا آج آپ کو چلنا ہوگا ابہام نے کہا اے تاجدار دیکھ
رہے ہو کہ ہمارے یہان آج ملکہ عالم کی دعوت ہو کیا فخر اپنا بیان کرون کہ مجھکو سرفراز
فرمایا ہو تاجدار نے کہا اے ملکہ عالم آج ضرور تکلیف کرنا ہوگی ابہام نے کہا مین تو
نہین جاؤنگی پھر کبھی وعدہ پورا ہو جائیگا اب تو مین گل ندام کے ساتھ جاتی ہون
اگر وہان سے زندہ پلٹی تو تمسے ضرور ملاقات کرونگی تاجدار نے کہا مین تو آج وعدہ
کرکے آیا ہون کہ ملکہ کو لاؤنگا وہان کے لوگ انتظار کر رہے ہونگے تھوڑی دیر کے
واسطے چلیے پھر مین پہونچا جاؤنگا ابہام نے کہا اے تاجدار اصرار نہ کرو اول تو تم
زنانی صحبت مین چلے آئے ہماری ملکہ عالم کو ناگوار ہوا ہوگا وہ بہت نازک مزاج
ہین معشوقون کے سر کا تاج ہین بہتر یہ ہو کہ باہر نکلجاؤ ایسا نہو کہ ملکہ عالم کچھ فرمائین
تو تمھارے خلاف ہوگا تاجدار نے ہاتھ بڑھایا کہ ابہام کو اُٹھا لون گل ندام
نے کہا اے تاجدار بڑے بے ادب ہو تمکو کچھ ہمارا خیال نہین پس باہر نکل جاؤ
ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ شاہزادیان بیٹھی ہین اور تم چلے آئے بس باہر جاکر ٹھہرو
تاجدار نے کہا اے ملکہ عالم آپ خاموش رہیے ایسا نہو کہ مجھسے بے ادبی سرزد ہو
یہ جو تاجدار نے کہا گل ندام نے کنیزون سے اِشارہ کیا کہ اِنکو باہر پہونچا دو
بڑی بے ادبی کر رہے ہین ہماری صحبت مین اور یہ باتین گل ندام نے جو کنیزونکو
اِشارہ کیا چند کنیزین اُٹھین کہ تاجدار کو ہٹا دین تاجدار نے ایک کنیز کو مار ڈالا جب
تو گل ندام نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر کا پڑھکر مار دیا موتی جو ٹوٹے
تاجدار پر گرے تاجدار جھومنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگا کہتا تھا اے ملکہ عالم عجب کیفیت ہو بموجب اشعار نظم مصنف

طفلی ہی سے تھے ہم نوشنا خوانِ محبت | مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوانِ محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پُر داغ سے تم آہ | دکھلا دو ہمین سرو گلستانِ محبت
اک دام مین صیاد کے اِک طوق بگردن | قمری و عنادل ہین اسیرانِ محبت
پیراہن ہستی کو مبدل کیا مین نے | چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامانِ محبت
یاد ابروِ دلدار کی رہتی ہی قمر کو | ہی وردِ زبان مصرعۂ دیوانِ محبت

گل اندام نے کہا اے تاجدار جاؤ وہان صحبت مین کیا بلبلاتے ہو اگر دعوی جرأت ہی تو جاکر لشکر سحار کو برباد کرو ہم بھی آتے ہین اِسکو منظور رہی بہار کو جاکے سمجھاؤن انھین کو للکارون تاجدار پلٹا باہر نکلا تلوار چمکاتا ہوا نشے مین سحر کے بدست جھومتا ہوا جاتا ہی گل اندام نے کہا اے ابہام خبردار اِس نامرد سے کبھی کلام نکرنا صحبت مین آنا کیسا وعدہ وعید کیسا اِس کا بکنا مجھکو بہت ناگوار ہوا اب اِسکو سزا ملجائیگی وہان میثاق وغیرہ موجود ہین اور سردار حسینان عدہ اِسکو اور زیادہ دیوانہ کردینگے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ ایسے ساحر سے دب جائین یا ہمین پر پھر پلٹ کر آئیگا یا وہان مارا جائیگا چار پہر رات ہنگامۂ صحبت رہا صبح کو گل اندام سوار ہوئی نئے نئے طور کے سحر کر رہی ہی ہمین سے انتظام ہو رہا ہی تخت پر سوار اسم سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہی یہان بہار اعجاز بیان دربار مین بیٹھی ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ گل اندام جوالہ زن آپ پر لشکر کشی کرکے آتی ہی بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ اے میثاق لشکر سے ہوشیار رہنا میرا اِسوقت بہت دل گھبراتا ہی برائے شکار جاتی ہون بہت جلد پلٹ آؤنگی میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا اپنے کو سنبھالو اِسوقت چہرہ تمھارا اداس ہی بہار نے جو ہار گلے مین پڑے ہوے تھے اُنکو سونگھا کہا اے میثاق اِسوقت اِک نشہ سا تھا اُتر گیا میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہی کہ گل اندام سحر کرتی ہوئی آتی ہی ایسا نہ ہو صحرا مین آپ سے ملاقات ہوجائے تو باعث خرابی ہی بہار نے جواب دیا کہ وہ میرا کیا کرسکتی ایسے پھول برساؤن کہ سب کو دیوانہ کردون دس پانچ کنیزون کو ساتھ لیا بہار برائے

شکار چلی تھوڑی دور پر آکر شکار کھیلنے لگی چھری ہاتھوں میں ہی جو طائر سامنے آیا اشارہ
کر دیا وہ طائر گود میں گرا اسکو ذبح کر کے کنیزون کے حوالے کر دیا کنیزون نے عرض
کی واری بس اب بیٹھیے بہار نے کہا کوئی آہو نہین ملا ایک کنیز نے عرض کی واری
سامنے جو دھانون کا کھیت ہی وہان کئی سو آہو چرا کرتے ہین چلکر ایک آدھ آہو کو
گرفتار کیجیے ارادہ پورا ہو جائے بہار نے طاؤس بڑھایا سامنے آکر دیکھا دھانکا
کھیت ہرا اسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین بیچ مین ایک آہو کلان مستی کرتا پھرتا ہی بہار
نے کنیزون سے کہا اور سب کا تمکو اختیار ہی مگر یہ آہو کلان ہم شکار کرینگے کنیزون نے
جو ہلڑ کیا وہ وحشی بھاگے مگر وہ آہو کلان جست کرکے سامنے سے چلا بہار نے
طاؤس اپنا بڑھایا تعاقب مین اُس آہو کے چلین کنیزین ادھر بیابان شکار کرکے
تلاش مین بہار کی چلین یہان جب بہار نے دیکھا کہ آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا تو اس نے
تیر مارا کہ آہو گرا بہار طاؤس سے اُتری قریب آکر آہو کو ذبح کیا منتظر رہی کہ
کنیزین آجائین تو اسکو اٹھا کر لے چلین کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک ابر گلنار
معلوم ہوا کہ ہزارون طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین بہار نے جو وہ ابر
دیکھا اور گرد بلند ہوئی یقین ہوا کہ گل اندام آتی ہی پھولون کا گجرا ہاتھ سے کھولا
اور ابر پر کھینچ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر گل اندام و باز سحر بند و ابہام جادو
پشت پر ہزارہا ساحر گل اندام نے جو بہار کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل فوج
بہار پر آپڑی اور گل اندام و ابہام و باز سحر بند نے بھی سحر کرنا شروع کیا لیکن
بہار اعجاز بیان سب کے سحر کو دفع کر رہی ہی جب گجرا مارا اوس مین جادوگر گرے
اور پھول برسنے لگے گل اندام جادو دیکھ رہی ہی کہ بہار بلوے سے گرفتار نہین
ہوتی مگر تاجدار جادو جو چلا تھا میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر بلبلاتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہی جیسے ہی لشکر کو دیکھا گولے
مارنے لگا میثاق نے بڑھکر گولے اُسکے روکے اور خود بھی سحر کرنے لگا ایک طائر
جھولی سے نکالا دیکھنے مین تو وہ کاغذ کا تھا اسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیا اُس طائر نے سر پر

تاجدار کے جرخ مارنا شروع کیا بعد کو ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا وہ
جلکر خاک ہوا خاک جو اسکی تاجدار پر گری تاجدار کا سحر بھولا دمبدم کچھ سوچ
رہا ہو بیثاق نے پکار کر پوچھا کہ تمھیں کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تاجدار نے کہا مجھکو
ملکہ گل اندام نے بھیجا ہو کہ لشکر کو جا کر تباہ کر دین خطا وار ہون بیثاق نے کہا کہ او
تاجدار جہان لشکر گل اندام ہو اُسکو جا کر قتل کر یہ سنتے ہی تاجدار پلٹا سحر ہٹ
کرکے چلا جہان راستہ بھولتا ہی آواز آتی ہو کہ بائین پر جاؤ داہنے سے منھ پھیرو
اسی طرف تاجدار چلتا ہی یہان آکر دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو ملکہ بہار پر سب
جھکے ہوے ہین مگر بہار شیرانہ لڑ رہی ہو کئی ہزار کنیزون کو قتل کیا ہو کئی سو جادوگر
مارا اب ابہام پر جو پھول برسے بھوت ہوئی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی گل اندام
نے پکارا بی ابہام کیا کرتی ہو مگر ابہام نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار گلے پر
پھیر لی سر کٹکر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ابہام جادو بود گل اندام
نے جو مرنے کی ابہام کے آواز سنی بیقرار ہو گئی کہا او یاز سحر بند بڑی بدنامی ہوئی
مین اسکو ناحق لائی لوگ طعن کرینگے کہ اپنے ساتھ لیجا کر قتل کروا ڈالا تو مین کیا جواب
دونگی یہ کہکر سحر کرتی ہوئی سامنے بہار کے آئی کہ ایک طرف لشکر مین ہلڑ ہوا کہ ملکہ
بچائیے گل اندام نے پلٹ کر دیکھا کہ تاجدار جادو دیوانہ وار وحشی مثال فوج کو
قتل کر رہا ہی یہ دیکھکر تاجدار پر کچھ زیور پھینکا بارہ کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا خود
مارنا تاجدار جادو کا گل اندام کو اور زیادہ ناگوار ہوا طرف بہار کے چلی لیکن
نیمچہ کھینچے ہوے بہار نے جو گل اندام کو آتے ہوے دیکھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اب
دونون مین نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر گل اندام نے کمر کو تاکر سر پر نیمچہ مارا نیمچہ سحر
تھا اُسکا زخم سر پر بہار کے آیا سر مین زخم جو پڑا بہار پیچھے ہٹی اور گل اندام بڑھی
چاہتی ہی دوسرا نیمچہ مارون کہ سر بہار کا اُڑ جائے بہار نے تیغ نگاہ کا وار کیا کہ سر
گل اندام کا بھی زخمی ہوا دوبارہ اشارہ کیا کہ شانہ بھی گل اندام کا جھول پڑا گل اندام
نے عاجز ہوکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اُڑا ہی کہ بہار

بیہوش ہوکر گری گل اندام نے بہار کو گرفتار کیا کہا کیون صاحب تمنے دیکھا مین نے کیونکر اِسے گرفتار کر لیا بڑا اِنکو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا کسطرح چھنین پڑے غرور مین گل اندام بیٹھی ہوئی کہ رہی ہو کہ مین نے گرفتار کر لیا اب کیا تدبیر کرون بخدمت خداوند روانہ کردون قضائے کار عمرو سیر صحرا کرتے ہوے مسافرون کی تلاش مین اِدھر آ گئے اور خبر سنی کہ لشکر گل اندام اُترا ہی بہار اعجاز بیان اِسکے یہان قید ہو جا بجا پھرنے لگے ایک کنیز کو اِشارہ کیا پاس اپنے بلایا جب وہ قریب آئی تو اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین آئے سامنے گل اندام کے آ کر بیٹھے کہا ای ملکۂ عالم آج عجب معرکہ گذرا کہ مین پڑی سو رہی تھی خواب مین خداوند آئے مجھسے دل لگی کرنے لگے مین نے کہا یا خداوند الگ بیٹھیے مگر قدرت نے میرا کہنا نہ مانا میرے قریب آ کر بیٹھے اور فرمایا ای شعلہ رخسار ہم تجھے بڑے بڑے کمال دینگے مناسب یہ ہو کہ ہمارا خیال رکھنا ہم اکثر آئینگے مگر اب کے دفعہ ہم تمکو کمال موسیقی دیے جاتے ہین جسکے سامنے گاؤگی وہ مبہوت ہوگا اور ساقی گری بھی خوب کروگی امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے یہ کہکر پایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

یہ خجل ہو گل خورشید کہ شبنم ہوجاے ۔ دیکھیے عالم جو ترا اور یہی عالم ہوجاے

سوچنا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب ۔ محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہوجاے

زاہد اپچشمۂ دریا سے کرم ہے خم مے ۔ ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہوجاے

ہی بہت شہرۂ دم تیغ صفاہانی کا ۔ ابروِ یار اگر دیکھ لے بے دم ہوجاے

دیکھیے افعی گیسو کو جو لہرون سے مثال ۔ چشمۂ آب بقا مین اثرِ سم ہوجاے

ساغر گل ہوے کیا خون ترے چہرے کے حضور ۔ گل شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہوجاے

ساقیا جام دے پیاسا ہون مہینہ بھر کا ۔ کہین شوال نہ اب مجھکو محرم ہوجاے

کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی وعدۂ وصل ۔ دل مضطر کو تو تسکین کوئی دم ہوجاے

کا ہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو ۔ حرم دل سے جو ناسخ کوئی محرم ہوجاے

گل اندام نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تمنے خوش کر دیا ایسی گاتی ہو کہ دل بیقرار

ہوتا ہی شعلہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری یہ قدرت کی ساری مہربانیان ہین اب
امیدوار ہون کہ میرے دوسرے کمال کا بھی امتحان ہو گل اندام نے کہا ای شعلہ وہ
دوسرا کمال کونسا ہی شعلہ رخسار نے عرض کی کنجی میخانے کی مرحمت فرمائیے مین ساقی گری
کا سامان کرون گل اندام نے کنجی کھول کر ازار بند سے دی خواجہ میخانے مین آئے
شراب کو خراب کیا اور پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے
یہ کہکر کئی سو گلابیان مُو ارغوانی سے بھرین گھڑے اُنکے تمامی سے باندھے کشتی
مین درست کر کے محفل مین لائے گل اندام نے کہا دیکھو صاحبو شعلہ کس طریقے سے
شراب لائی ہو کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پی جیے اور سب خواہشمند شراب
شراب لے گئے جابجا پی رہے ہین یہی ہنگامہ بلند ہو کہ شراب مین کیا لطف ہی
جابجا صحبتین جمی ہوئی ہین عمرو نے چند اشعار گا کر گت شروع کی اہل محفل کی بُری
گت ہوئی ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہی ہر ایک کا قول ہی کہ ای
شعلہ رخسار بیشک تجھ کو قدرت نے کمال دیا اب عمرو نے جام مُو ارغوانی لبریز
کیا سر پہ رکھ کر ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے گل اندام کے پہونچے سر جھکا کے
عرض کی ایسی شاہزادیون کو شراب پلانا چاہیے گل اندام نے ہاتھ بڑھاکر
جام لیا چاہا پی جاؤن مگر بہ نگاہ غور دیکھا کہ شراب چرخ مار رہی ہی یکایک
دناٹا ہوا جام ٹوٹا شراب اُڑ گئی گل اندام نے کہا اری یہ کیا تھا شعلہ رخسار
نے کہا واری کیا کہنا کیا آپ کی نگاہ کی تاثیر ہی کہ شراب اُڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا
گل اندام نے ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا کیون او ساربان زادے یہ مکر میرے
ساتھ مین ایسے شعبدے بہت جانتی ہون کسکی مجال ہی کہ مجھپر ہاتھ ڈالے خداوند نے
سب سامان بتا دیے ہین فرما دیا تھا بر وقت رخصت قدرت نے کہ عمرو کے مکر
سے بچتی رہنا مجھ کو خیال تھا کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا کھانے پینے کی چیزون کو مقرر
کر دیا کہ جب میرے سامنے لاؤ تو نام سامری لیکر دو تو نے نام سامری نہ لیا جام ٹوٹا
شراب اُڑ گئی یہ کہہ کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت

اصلی ظاہر ہوئی سب کنیزین ہلڑ کرنے لگین کہ واری یہ تو بن مانس یا مرچیا جن ہی یا مٹھیا دیو ہی عمرو نے کہا صاحبو نہ لیو نہ دیو مین تو خاصا بھلا مانس ہون گل اندام نے کہا ای سکان جادو تم قید عمرو و بہار لیکر خدمت مین قدرت کی جاؤ اور جا کر اُن قیدیون کو پیش کرنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یا خداوند آپ کے اقبال سے بی بہار کو گرفتار کیا عمرو خود آکر پھنسا وہ کمال ظاہر کیے کہ جس سے پہچاننا ممکن تھا مگر مین نے گرفتار کیا کنیزان بہار بعد گرفتار ہونے بہار و خواجہ کے افسوس کرتی ہوئی چلیین کہتی تھین کہ صاحبو خواجہ عمرو کی عیاری قدرت پروردگار ہی راہ مین کنیزین آتی تھین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو تلاش کرتا پھرتا ہی کنیزان بہار کو دیکھ کر ٹھہرا پوچھا کیون صاحبو کہان سے آتی ہو سب نے کہا ہماری ملکہ براے شکار گئی تھین راہ مین گل اندام آگئی اُس سے مقابلہ پڑا اُسنے ملکہ کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو بھی برابر پہونچے اور چاہا بات جماؤن لیکن اُس نے پہچان لیا خواجہ بھی گرفتار ہوے ہم سب ملکہ رجا ستہ ہین کہ میثاق کو خبر کردین یقین ہی کہ وہ ساحر کامل اکمل آکر اس گل اندام کو دیوانہ کرے فیروزہ نے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہرو مین جا کر تدبیر کرتا ہون اگر بن پڑے تو قبلہ و کعبہ کو چھڑا کر لاؤن کنیزون نے کہا ای فیروزہ اس کا خیال رکھنا ہم لوگون نے خبر سنی ہی کہ جب خواجہ نے شراب دی تو شراب اُڑ گئی فیروزہ نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا ایک جنگل مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک غار مین چشمۂ آب بھرا ہی پانی لہرین مار رہا ہی ایک ساحر آسمان سے اُترتا ہوا آیا نہر پر چاہا پانی پیوے فیروزہ نے ساحر کی شکل بن کر آواز دی خبردار کیا کرتا ہی او ساحر پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جائیگا وہ ساحر رُکا فیروزہ قریب آیا کہا ای برادر مین یہانکا نگہبان ہون اس چشمے کا پانی اژدہے آکر پیتے ہین اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر جاتا تو جنی پانی ہو کے بہ جاتے ہین لیکن مجکو خداوند نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندون کو بچانا وہ ساحر خوشامدین کرنے لگا کہتا تھا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی ورنہ حقیقت مین اس پانی سے

پناہ پانی مشکل ہوتی ہین نامہ دار خداوند ہون گل اندام کے واسطے قدرت بیقرار ہو رہے ہین رات کو آرام نہین کیا فیروزہ نے باتون مین لگا کر نام پوچھا اُس نے کہا فرنگ جادو مجھ کو کہتے ہین جہان کہین نامے جاتے ہین مین ہی لے جاتا ہون اور ملکہ گل اندام مجھ کو خوب پہچانتی ہین فیروزہ نے باتون مین لگا کر اُس ساحر کو شراب پلا کر بیہوش کیا اور نامہ جھولی سے نکال لیا نامہ لیکر طرف گل اندام کے چلا تھوڑا رستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا کہ لشکر گل اندام اُترا ہوا ہی بہ شکل فرنگ جادو لشکر مین آیا کنیزون نے گل اندام کو خبر دی کہ فرنگ جادو نامہ لیکر آیا ہی گل اندام مسند پر بیٹھی ہی دونون قیدی قفس مین بند ہین عمرو سے باتین کر رہی ہی خواجہ کہہ رہے ہین کہ اے ملکہ گل اندام تم ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری اِس عیاری پر مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو مار لیا مگر آپ نے کیا پہچانا ہی کہ مجھ کو گرفتار کر لیا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون گل اندام نے کہا اے عمرو تیری بات کا اعتبار نہین آتا ورنہ تو مصاحب معقول ہی عمرو نے کہا مین آپ سے دغا کرون گا وہ خدمت کرون کہ آپ بھی رضامند ہون گل اندام نے کہا اے عمرو وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ تمام عالم تجھپر رشک کرے شاطر قدرت مشہور ہو گئے ایک ملک کی سلطنت ملیگی تخت پر بیٹھا کرنا حکم احکام جاری کرنا تمھارے سلطنت کا شہرہ ہوگا جب قدرت حکم دین تو سب مسلمانون کو گرفتار کرلانا عمرو نے کہا مجھ کو سب مانتے ہین ایک دن مین سب کو گرفتار کرلونگا میان میثاق کی مشکین باندھ کر لاؤنگا گل اندام نے عہدو اقرار لیکر خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین اور بہار قفس مین بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ہر مرتبہ یہی خیال ہی کہ ای بہار بڑا غضب ہوا کہ خواجہ گرفتار ہو گئے اب رہائی تو پائی شاید کوئی رنگ جما ہین کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ دار نے دیکھا کہ خواجہ قفس سے نکلکر باہر بیٹھے ہوے باتین بنا رہے ہین گل اندام سے کہا ای ملکۂ عالم اگر حکم ہو تو بی بہار کو بھی سمجھاؤن راہ پر لاؤن گل اندام نے اشارہ کیا کہ سمجھائیے اگر بہار اطاعت کرے تو قدرت

بہت خوش ہونگے فرمائیں گے کہ بہار کو بھی راہ پر لائیں عمرو نے قریب قفس کے آکر اشارہ کیا کہ ای بہار تم بھی اطاعت کرو میں تم کو رہا کرادونگا شاید کوئی مطلب نکل آئے مگر گل اندام نے جو نامہ پڑھا طرف سے جمشید کے لکھا تھا کہ ای شہنشاہ خوبی دادِ سرو باغ محبوبی تم جس دن سے گئی ہو قدرت کو آرام نہیں بلکہ شب کو خاصہ بھی نہیں نوش کیا ہر وقت تمھاری یاد میں رہتا ہون لہذا چلی آؤ تمھارے نہ ہونے سے محفل میں سناٹا ہی گل اندام نے کہا قدرت کو تو جلدی ہو کہ میں پہنچاؤن مجھکو منظور یہ ہو کہ میثاق وغیرہ کو بھی گرفتار کرلون تو سامان سے چلون اول تو یہ بہتری ہوئی کہ عمرو نے گرفتار ہو کر اطاعت دین قدرت کی کی ایساکام کسکے ہاتھ سے ہوا صدہا مرتبہ عمرو گرفتار ہوا اور پھر رہا ہو گیا مگر اب کے مرتبہ اُسنے میرے سحر کو پسند کیا اور کہتا ہو کہ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کیا سحر ہی کہ جب کچھ کھاؤ تو وہ اشیاے خوردنی سامنے سے ہٹ جاے گل اندام نے کہا خواجہ میری جھولی میں پتلے ہین وہ خبر دیتے ہین عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم جھولی اُتار کر رکھو تو مین کچھ گاؤن گل اندام نے جھولی اُتار کر رکھی عمرو نے جام لبریز کیا اور کہا ملکۂ عالم ایک تو جام میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے گل اندام نے جام پیا اور فرنگ جادو نے کنیزون کو شراب پلائی اِدھر گل اندام کی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین جھوم رہی ہو فرنگ جادو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین خوب دست درازیان ہونے لگین گل اندام گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یا خداوند آپ کو چین نہ پڑا تشریف لایئے جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری سب کنیزین بھی بیہوش ہوئین خواجہ نے بہار کو رہا کیا اور گل اندام کو اُٹھایا پشتارہ باندھا اور فیروزہ نے بازِ سحر بند کا پشتارہ باندھا پشتار سے باندھ کر رکھے ہین ارادہ ہو کہ اسباب لوٹ لین تو بارگاہ سے نکلین قضا سے کار برجیس جادو کہ مصاحب ملکہ گل اندام ہی براے شکار گیا تھا اُسوقت پلٹ کر آیا کہ دربارگاہ پر دیکھا چوبدار وخدمتگار لڑ رہے ہین گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی بلند ہو کر دیکھا کہ دو پشتارے بندھے

رکھے ہیں اور دو عیار بارگاہ کو لوٹ رہے ہیں دربار میں دریائے خون جاری ہے جو
کنیزوں کو قتل کیا ہوا اُنکے لاشے پھڑک رہے ہیں برجیس جادو نے آسمان سے نعرہ کیا
ہم برجیس جادو مصاحب ملکہ گل اندام خواجہ عمرو و فیروزہ تو یہ سنکر بھاگے پشتارے
نہ لے سکے ایک طرف نکل گئے اور برجیس نے آکر گل اندام کو ہوشیار کیا باز سحر بند کو
بھی پشتارے سے نکالا باران سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا گل اندام نے اُٹھتے ہی
پوچھا کہ عمرو کہاں گیا برجیس نے کہا عمرو بھاگ گیا ایک عیار اُسکے ساتھ اور تھا
دونوں نکلکر بھاگ گئے ہیں اُنکے پیچھے نہ گیا تاکہ مالک کو ہوشیار کردوں اور بہار بھی
شکلگی مجھکو بڑا قلق ہے کہ آپ نے کس مشکل سے گرفتار کیا اور وہ یوں رہا ہو گئے ملکہ
گل اندام نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا میں ابھی تلاش میں عمرو کی جاتی ہوں اور
گرفتار کرکے لاتی ہوں یہ کہکر اُٹھنے کو تھی مگر باز سحر بند نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے
میں جاکر گرفتار کیے لاتی ہوں ہر چند گل اندام نے روکا مگر باز نہ آئی یہی کہے گئی
کہ میں عمرو کو گرفتار کرلونگی یہ کہکر اُٹھی بشکل ساحر چلی یہاں خواجہ ایک نخل کے نیچے
آکر ٹھہرے مگر دل کو خوف لگا ہوا ہے کہ ایک طائر آکر شاخ پر بیٹھا شاخ نخل بہت
جھک گئی عمرو نے خیال کیا کہ اگر یہ طائر اصلی ہوتا تو شاخ نخل اسطرح نہ جھکتی زنبیل
سے ایک چتر نکالی اُس میں پھندا باندھا آپ آڑ میں بیٹھا طائر کے پانوں میں وہ
پھندا ڈالکر جھٹکا مارا طائر جو پتھر کا پھندا ٹوٹ گیا باز سحر بند خواجہ پر گری پنجہ کمر میں
دیکر لے اُڑی فیروزہ بن عمرو ایک مقام پر چھپا بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باز سحر بند
قبلہ و کعبہ کو لیے جاتی ہے حیران ہوا کہ کیا تدبیر کروں سوچنے لگا آخر گل اندام کی
شکل بنکر پکارا کہ او میری کہ مصاحب خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا مگر تیرے اُڑنے کے
بعد مجھے چین نہ پڑا میں تیری جانبازی دیکھ رہی تھی تو نے عجب کارنمایاں کیا کہ
اپنے کو پھندے سے بچایا اور پھر عمرو کو گرفتار کیا یہ تیرا ہی کام تھا ورنہ دوسرا کیسا
ہی تیز ہوتا گھبرا جاتا تو نے بڑی ہوشیاری کی باز سحر بند نے جو گل اندام کو دیکھا
اور تعریفیں اپنی سنیں شگفتہ ہو گئی جی میں کہتی ہے آج میں نے ایسا کام کیا کہ ملی

گل ندام تعریفین کر رہی ہین بازسحر بند قریب آئی جھک کر گل ندام کو سلام کیا کہا ای
ملکۂ عالم سب کام آپ کی برکت سے ہوے مگر اب یہی مناسب ہی کہ پلٹ چلیے گل ندام
نقلی کنتی جاتی ہی کہ بوا یون نہ جائین گے میثاق و بہار کو گرفتار کرینگے تب سامنے
خداوند کے جائینگے تاکہ خداوند بھی جانین گل ندام کے جانے سے یہ مطلب حاصل ہوا
کہ ایسے باغی گرفتار ہوے باتون مین بازسحر بند کو لگا کر اشارہ کیا کہ دیکھو سامنے
خداوند بھی آتے ہین آخر چین نہ پڑا انکو میری تکلیف کیونکر گوارہ ہوتی جیسے ہی بازہ
پلٹی فیروزہ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا خواجہ رہا ہوے رہا ہوتے ہی
لباس اُتار لیا جھولی بھی لے لی قصد ہوا کر بھاگین یہان گل ندام بارگاہ مین بیٹھی ہوئی
یہی کہہ رہی ہی کہ بی بازہ گئی ہین اگر بخیر و عافیت آجائین تو مین جانون کہ بڑی بات
ہوئی دیکھو عمرو عیار نے مجھکو کیسا دھوکا دیا ایسا نہ ہو کہ عمرو کے کسی فریب مین وہ
پھنس جائین کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ دست بازسحر بند رکھا ہوا تھا وہ جلنے لگا
گل ندام نے منھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ بازہ قتل ہوئی یہ گلدستہ اسکے
ہاتھ کا بنا ہوا تھا اسکے مرتے ہی جلگیا ارے ذرا جاکر خبر تو لو یہ سنکر چند کنیزین فوراً
دوڑین صحرا مین جاکر دیکھا کہ لاشہ بازسحر بند کا برہنہ پڑا ہوا ہی اور خواجہ عمرو
و فیروزہ بھاگے جاتے ہین کنیزون نے ہرچند للکارا مگر یہ بھاگ کر نکل گئے کنیزین
لاش بازہ کی لیکر گل ندام کے سامنے آئین لاشۂ بازسحر بند دیکھکر گل ندام کو بڑا
افسوس ہوا کہا مین ابھی جاکر ساربان زادے کو لاتی ہون یہ کہکر خود چلی جنگل
مین آکر ڈھونڈھنے لگی قضا سے کارمختر برق فرنگی بشکل خواجہ ٹہل رہا تھا ملکہ
گل ندام تڑپ کر گری اور برق کو گرفتار کیا کہا کہ او ساربان زادے تونے غضب کیا
بازہ کو مارا مین تجھکو قتل کرونگی برق رو دیا کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے
سر کی قسم ہی مجھکو گوارہ نہ تھا کہ بازسحر بند قتل ہو مگر فیروزہ نے یہ حرکت کی مجھکو
چھوڑ دیجیے مین فیروزہ کو پکڑ لاؤن اور مین عمرو نہین ہون گل ندام نے کہا یہ
راز مخفی نہین ہو سکتا یہ کہکر برق کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا

اُڑ گیا دیکھا ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے سیاہ بوٹ پانؤن مین سامنے
کھڑا ہی چِلا کر کہا ارے تو کون ہی برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین عیار بادشاہ فرنگستان کا
ہون عمرو نے گرفتار کرکے اپنے ساتھ لیا ہی اب امیدوار ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا
کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو گرفتار کرا دون گل اندام نے کہا تم لوگون کی بات کا اعتبار
نہین آتا برق نے کہا مین زبردستی سے عمرو کی پھنسا ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے اپنی
صحبت مین داخل کیجیے سب عیارون کو پکڑ لاؤن اپنے بادشاہ کا بدلہ لون تمہین پتلین
علمشاہ نوجوان نے دربار مین گھسکر تخت مرزوق الٹ دیا ان سب کو گرفتار کرکے
لاؤنگا آیندہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو کیجیے مین ایسی خدمت کرونگا کہ آپ بہت
خوش ہوجیےگا کوئی اہل اسلام ایسا نہین ہی کہ مجھکو نہ مانتا ہو جب بارگاہ مین جاؤنگا
سب کو شراب پلاکے بیہوش کرلونگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی جو کچھ تو کہتا ہی اگر
یہی کرے تو مین وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کسی شاطر کو یہ دن نصیب ہوا ہو برق نے کہا
حضور ملاحظہ کرینگی اور اگر رہا کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو لاتا ہون گل اندام نے برق
کو رہا کر دیا برق طرف جنگل کے بھاگا ایک جادوگر راہ مین جاتا تھا اسکو بڑھکے
حباب مارا جب وہ بیہوش ہوگیا تو عمرو کی شکل بنایا پشتارہ باندھکر لے چلا گل اندام
انتظار کر رہی تھی کہ عیار برق فرنگی عمرو کو لیے ہوے آیا کہا لیجیے یہ تو حاضر ہی اسطرح
سب کو لاؤنگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی عمرو کہان ملگیا کہ اتنی جلدی تو لے آیا
برق نے کہا ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا مین نے پکار کر آواز دی کہ استاد مین بھی
آیا تو عمرو کا یہ طریقہ ہی کہ جس مسافر کو لوٹتا ہی اسکو مار بھی ڈالتا ہی مین نے خنجر کھینچکر
ارادہ کیا کہ اس مسافر کو مار دون عمرو نے ہاتھ تھام لیا مین نے حباب مارکر عمرو کو
بیہوش کیا خدمت مین لایا گل اندام خوش ہوگئی کہا اے برق فرنگی اگر تو طلسم کو بچا
لیگا تو سب اہل طلسم تجھکو عزیز رکھینگے بادشاہ جمجاہ طلسم کشا مرحلۂ ہفتم پر گئے ہین وہان
میلاد خار اشکن کیا کیا کد و کوشش کر رہا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بنتی اگر تو لوح اُنسے
چھین لایا تو ہم لوگ انکو گرفتار کر لینگے قدرت تجھسے بہت خوش ہونگے برق نے

کہا عمرو کو تو آپ پیچھے ہین فکر ہین سعد کی جاتا ہون گل اندام نے کہا کہ تم چلو ہین بھی مدد
کو آؤنگی چند کنیزون کو دیا کہ عمرو نقلی کو دے چلو برق فرنگی بھاگا راہ مین خواجہ سے
ملاقات ہوئی عرض کی استاد ذرا اپنے کو مخفی کیجیے ہین نے آپ کو گرفتار کرکے دیا ہی
اگر بن پڑا تو وہ عیاری کرون کہ گل اندام کو قتل کرون کیا عجب ہی کہ اسکی موت میرے
ہاتھ ہو یہ کہکر برق خواجہ سے رخصت ہوا خواجہ تو ایکطرف چلے مگر برق نے ایک
جنگل مین آکر ایک تاجدار کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہی یہ ایک فقیر بنکر اسکے پیچھے چلا تاجدار نے
ایک ہرن لشکر سے دور مارا گھوڑے سے اترا چھری ہاتھ مین منظور یہ تھا کہ آہو کو ذبح کرے ان
برق دعائین دیتا ہوا سامنے آیا کہتا ہوا کہ آپ کو لات و منات سلامت رکھین
یہ خدمت مجھکو سپرد ہو تاجدار نے کہا آپ فقیر ہین مین آپ سے کیا کام لون لیکن
برق نے جھٹ پٹ آہو کو صاف کیا اچھا اچھا گوشت نکالا کہا حضور مین کباب درست
کردون یہ کہکر آگ سلگائی کباب درست کیے فوراً کباب بناکے نمک اپنے پاس سے
ملایا سامنے تاجدار کے پیش کیے وہ کباب کھانے لگا کھاتے ہی بیہوش ہوا برق نے
بیٹھکر اُس تاجدار کو بشکل سعد شہریار بنایا اور لیکر چلا یہان گل اندام نے عمرو نقلی
کو قید کرادیا ہی کنیزون مین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ بڑا عیار دوست ہوا ہی اگر اسکی چل گئی تو
سب گرفتار ہو جائینگے عمرو ایسے شخص کو ایسی جلدی گرفتار کرلایا کنیزون نے کہا
دادی ہمنے عمرو کو بہت مارا کہتا تھا مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا وہ بڑا
مکار ہی اسکی بات نہ ماننا ورنہ بہت پچتاؤگی لاکھ وہ کہے مگر اسے رہا نہ کرنا ورنہ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگا بلاے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے مشمش ودمامہ کو قتل کیا میرا اقبال تھا کہ میرے سامنے آکر قید ہوا
اب بھلا مین اسکو چھوڑونگی اس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے
حال پہ روئین اور مجھے رحم نہ آئے مجھکو نقرہ دیکر جھولی اتروائی جب تو مجھے شراب
پلائی ورنہ مین بیہوشی ملی شراب پیتی شراب اڑجاتی جام ٹوٹ جاتا مگر اس ظالم نے
پہلے ہی انتظام کرلیا باتین کیسی بھولی بھولی کرتا ہوا انھین فقرون مین تو ساحر کو پھنساکر

وہ مکار ماریتا ہو نامہ ایسی ساحرہ کو دام مکر مین لیا سب کنیزین کہہ رہی ہین حضور بہت ہی اقبالمند ہین کہ ایسا مکار آپ کے دام مین پھنسا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا گل ندام نے پوچھا ارے یہ کیسا ہلڑ ہے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو آپ کے نام لکھا تھا کہ طلسم کو بچائیے فتنہ برق فرنگی طلسم کشا کو لیے ہوئے آتا ہے سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا زبردست عیار آپ کو ملا پھر سحر مین آسکے رو کار نمایان کیے اور وہ بھی کیسے بخت اول عمرو عیار کو گرفتار کر لایا ہو اب طلسم کشا کو لاتا ہو آپ لشکر کشی کیجیے میثاق وغیرہ پر دباؤ ڈالیے کہین ساحری نامے مین منین لکھا ہو کہ بی گل ندام کے ہاتھ سے طلسم محفوظ رہیگا آپ نے آتے ہی خاتمہ کر دیا یہ باتین تھین کہ برق فرنگی آکے پہونچا پشتارہ سامنے لاکر ڈالدیا اور دو تختیان بہ شکل لوح محفوظ و بہ شکل لوح طلسمی گل ندام کو نذر دین گل ندام نے وہ لیکر جلدی سے جھولی مین رکھ لین اب جو گل ندام نے سعد شہریار کو دیکھا تو برق کو وسیع کا روپیہ سنگا کر دیے سب کنیزون سے برق نے انعام کے نام سے روپیہ پیسا لیا اور یہ کہکر چلا کہ اب صاحبقران کو لاتا ہون کوئی مددگار نہ باقی رہے یہان گل ندام نے سعد نقلی کو بھی قید کیا بہت خوش بیٹھی ہو کہہ رہی ہو کہ میرے نام انتظام طلسم تھا اب خداوند بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ میری معشوقہ نے سب انتظام کر لیا کہ نکلتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کیا حقیقت مین گل ندام بڑی ساحرہ ہو یہ باتین ہو رہی تھین کہ عرضی ہوئی کہ نامہ دار میلاد خارہ شکن کا آیا ہو گل ندام نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا گل ندام نے پڑھا اس مین لکھا تھا کہ ای گل ندام بادشاہ اسلام نے مرحلے پر قیامت برپا کی ہو ہر مقام پہ پہونچ رہے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین بدحواس ہو رہا ہون اسکی تدبیر کرو اور مین بھی تدبیر کر رہا ہون صبح و شام مین مین خود نکلونگا جو کچھ کام کیا ہو تو ہمکو تحریر کرو ورنہ ہم تک سعد پہونچ جائین گے رو جاؤ کہ دنیا ان شریک ہوگئین کہ ہر مقام سے آگاہ کرتی ہین لاد چین آمادہ لڑائی جا بجا مدد کرتی ہین اور یہی فکر ہو کہ ہم تک پہونچا بین جسوقت بادشاہ بری بہت

مین آگئے تو مین کیا کرونگا سحر اثیر تاثیر نہین کرتا یہ نامہ پڑھکر حکم دیا کہ نامہ دار کو قیدخانے
مین لے جاؤ سعد شہریار کی قید دکھاؤ اور عمرو کو بھی دکھاؤ کہ عمرو و سعد قید ہوگئے
اب جو امر ہونے والا ہو اسکو منھ سے نہین نکال سکتی ایسا نہو اسکی عیاری مین فرق
آجائے سامری و جمشید اُسکے نگہبان ہین یکہ و تنہا اِستنے بڑے لشکر مین گیا ہو سوائے
سامری و جمشید کے کون اُسکا معین و مددگار ہو حقیقت مین بلا کا عیار ہو عمرو ایسے
شخص پر غالب آیا کہ تھوڑے عرصے مین پکڑ لایا مین نے قید کیا ہو اے نامہ دار کہدینا
کہ اے میلاد نہ گھبراؤ چندے مین خاتمہ ہوتا ہو نامہ دار نے عرض کی اے ملکہ عالم مقام
تعجب ہو کہ میرا طرف سے زندان خانے کے گذر ہوا دیکھا کہ سب ساحر لوگ مارے
گئے تاجدار و ان نے رہائی پائی بارگاہ زربفتی استادہ تھی بادشاہ بفرحت اُس مین
داخل تھے گل اندام نے کہا یہ کل کا معرکہ ہو اور ہمارا عیار برق رفتار طرار و فرار
آج گرفتار کرکے لایا ہو اب جو جاؤگے وہان سناٹا پاؤگے تاجدار سب رو رہے
ہونگے نامہ دار نے کہا مین اُسی راستے سے جاؤنگا جاکر بادشاہ کو دیکھونگا ملکہ
گل اندام نے کہا اب وہان کسکو دیکھوگے قیدخانے مین تمھین دکھا دیا تاجدار کی
بیقراری دیکھنا ہو تو جاؤ نامہ دار نے کہا مین ضرور اُسی طرف سے ہوکے جاؤنگا
گل اندام نے نامہ دار کو جواب دیا کہ جاؤ میلاد سے کہدینا کہ اب بہ اطمینان بیٹھو
اب کوئی زوال کی صورت نہین ہوگی دمبدم آرام پاؤگے آج وہ شخص قید ہوگا
کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہو نام اُسکا نونگی دیوار و ورہم گرشن دار دار ایسا نہو کہ
مشہور ہوجائے اور اُسکی عیاری مین فتور پڑے اور وہ گرفتار ہوجائے تو میرا تو
زور اُسی سے ہو وہ ایسے کمال کریگا کہ سب کو گرفتار کر لائیگا نامہ دار تو روانہ ہوا
گل اندام انتظار مین برق فرنگی کے بیٹھی ہو مگر برق جو جنگل مین پہونچا دیکھا کہ
ایک پہلوان شکار کھیل رہا ہو برق نے بطور رند کو راس پہلوان کو بھی گرفتار کیا
اور صاحبقران کی شکل بنا کرکے چلا راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کیون بھورے یہ کیا انتظام کرتا پھرتا ہو برق نے کہا اُستاد اپنا رنگ جماتا ہوا

اپنا اعتبار بڑھاتا ہوں حضور رکھ لو ہم بادشاہ جمجاہ کو قید کرا چکا عمرو نے کہا اے فرزند اپنا اقبال بڑھنا کہ جو کچھ مال ملے تو ہمین کو دینا ہم بڑا اعتبار رکھ چھوڑینگے جب تمکو ضرورت ہوگی تو مجھسے لے لینا لندن سے نامہ آیا تھا تمھاری میم صاحب نے لکھا تھا کہ غلے کی گرانی ہی ہمکو تکلیف پہونچتی ہو خرچ اکتفا نہین کرتا لندن روپیہ تمھارا بنک مین جمع کرا دینگے نوٹ بھیجا کرتا جہان تمھاری نیک نامی ہوگی برق نے کہا استاد ایسے ایسے کام کیجیے ورنہ نہین پایا خواجہ نے کہا بیٹا مجھکو سب خبر ہی میری گرفتاری مین تو کچھ نہین ملا مگر جب سعد کو گرفتار کر کے لے گئے تو بہت کچھ ملا دس ہزار روپیہ تو گل اندام نے دیے اور کنیزون نے بہت کچھ دیا تمھارے چہرے پر رونق ہو برق نے کہا استاد وقت پر آ بیےگا اگر مناسب ہو تو شریک ہو جائیےگا مین یہ نہین چاہتا کہ آپکو تکلیف ہو اگر تکلیف گوارا ہو تو تشریف لائیےگا خواجہ نے اقرار کر لیا کہ وقت پر مین آ جاؤنگا برق سے وعدہ کر کے خواجہ تو ایک طرف چلے اور برق پشتارہ صاحبقران نقلی کا لیے ہوے لشکر گل اندام مین پہونچا لشکر مین غل ہوا کہ برق فرنگی صاحبقران کو لایا لشکر کا غل گل اندام نے سنا پوچھا صاحبو کیا ہی سبنے کہا حضرت برق فرنگی صاحبقران کو لایا ہی سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین یہ سنکر گل اندام خود اٹھی آ کر برق کا استقبال کیا اور موتیون کا مالا گلے سے اتار کے برق کے گلے مین پہنا دیا برق نے جھک کر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اب میرا حال کھل جائیگا آج بڑی بدا صاحبقران کو لایا ہون فیروزہ نے دور سے دیکھ لیا اور ایک صاحب نئے مسلمان ہوے ہین وہ بڑے خیر خواہ مسلمانان ہین راہ مین اُنسے مقابلہ ہوا دہیم تیز رو راہ مین جو ملے تو مجھکو روکنے لگے مین نے کہا اے دہیم مجھکو نہ روکو مین نہین معلوم کسکو لیے جاتا ہون اسی عیاری پہ تمھارا نمد ہی جب اُسنے بہ نگاہ سختی دیکھا تب تو مین نیچہ لیکر سامنے ہوا اور مین نے کہا مین مرد ونگا پشتارہ نہ دکھاؤنگا میان دہیم ناچار ہوے مین نے یہ بھی کہہ دیا چلتے چلتے کہ اے دہیم خیر خواہی پر مرتے ہو مسلمانون مین جا کر کوئی خوش نہین ہوا اب حال ہمارا

تم پر کھلیگا کہ ہمنے کیا کیا اور کیسی کیسی جانبازی کی ہوشربا مین کیا کیا عیاریان کین جسمین
جسنے ہوشربا پڑھا ہی اُن لوگون سے حال پوچھو مگر کیا فیض ہوا وہی تین بندونپر ہمینا
ملتا ہی لوٹ مار کے اپنی اوقات بسر کرتے ہین صاحبقران نہین پوچھتے کہ تم پر کیا گذری
کیونکر بسر ہوتی ہی اسکا کوئی پوچھنے والا نہین یہ باتین بہرہ سنکر دیہیم نے کہا کہ اے
معتمر برق فرنگی کیا تم مسلمانون سے باغی ہوے ہو مین نے کہا اب اسوقت تو جاؤ
آیندہ تم سے ملاقات کرونگا تو مفصل کہونگا دیہیم چلا گیا مگر اسکے تیور سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اگر ہمین شہر کر سمجھا تا تو کیا عجب تھا کہ وہ ساتھ دیتا گل ندام نے کہا اے معتمر برق فرنگی
ہین تمہاری حفاظت کو موجود ہون کیا مجال کسیکی جو تم پر ہاتھ ڈالے مگر صاحبقران
کو کیونکر لاے برق نے کہا صاحبقران واسطے عمرو کے بہت بیقرار تھے مین نے
جاکر کہا کہ ہین عمرو کا پتہ لگانے جاتا ہون یہ کہکے گلوری کھلائی بیہوش کرکے لے بھاگا
اے ملکۂ عالم کمال یہ ہوا کہ جب باہر نکلا تو خادمون نے پوچھا کہ پشتارہ کسکا لیے جاتے
ہو مین نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو مین ایک ضرورت کو آیا تھا وہ کام کر چلا آیندہ
حال کھلیگا خادم خاموش ہو رہے مین پشتارہ لیکر بھاگا شکر ساحری کرتا ہون کہ مین
آپ تک پہونچا یہ کہکر برق نے پشتارہ ڈالدیا کہا آہنگرون کو بلائیے انکو مسلسل و
مطوق کیجیے ایسا نہو کہ ہوش آجائے گل ندام نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران
نقلی کو مسلسل و مطوق کیا برق نے حکم دیا کہ انکو بھی قید خانے مین لیجاؤ کنیزون نے
صاحبقران کو بھی پہونچا دیا برق فرنگی بیٹھکر باتین بنانے لگے کہتے جاتے ہین کہ
حضور آج مین نے بڑی مشقت کی اب اُس مشقت کا مزا یہ ہی کہ یہ تینون قتل ہو جائین
دیکھنے والون کو عبرت ہو اپنے اپنے مقام پر کہین کہ مسلمانون کا کارخانہ کیسا بنا
ہوا تھا ایک برق کے بگڑنے سے خاتمہ ہو گیا اب جی چاہتا ہی کہ اُس قدر شراب
پیجیے کہ بیہوش ہو جائیے اور آپ بھی سب بیہوش ہون تب میرا کمال دیکھیے اور حکم
دیدیجیے کہ رات کو میدان خونی کی تیاری ہو جائے کہ صبح کو اُٹھتے ہی سامان قتل
ہو اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین گل ندام نے کہا اے برق مجھے خود خیال ہی کہ اِن

کام مین جلدی کرون سستی ہون کہ مین انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہین انکا قید دینا
دشوار ہو برق نے کہا لباس تبدیل کیجیے زیور وغیرہ پہنیے آج تو عروس شب اول بنکر
بیٹھیے گل اندام نے اسی وقت چھوڑی اتار کر انکا وہی جوڑا بھاری نکالکر پہنا دیا لے
جواہر مین غوطہ مارا برق کنیزون سے کہا ہاری کی گلبدن وغنچہ دہن وغیرہ لباس
بدل ڈالو اب مین گانا شروع کرتا ہون آج سب کو بیہوشی پلاؤنگا اور خود بھی پیونگا
نہین معلوم کس کسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے تم سب آمادہ ہو کہ دیکھنے والون کو
معلوم ہو کہ آج وہ جشن ہو کہ اگر روح جمشید دیکھے تو شرما جائے آج رات پھر جلسہ
رہیگا صبح کو انکے قتل سے تلوارین خون آلودہ ہوگی مگر مین عرض کرتا ہون کہ عمرو کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اس ساربان زادے کے ہاتھ سے مجھے بڑے
بڑے صدمے پہونچے ہین اول تو پیشہ مٹا دیا اگر کہین سے لوٹ مار کر لائے تو
عمرو نے چھین لیا اگر انکار کیا تو جواب دیا کہ بیٹا ہم رکھ چھوڑینگے جب مانگوگے
تب دینگے ابھی تھوڑے دن کا زمانہ گذرا کہ میم صاحبہ کا خط آیا کہ منجھلے لڑکے کی
مسلمانی ہے مین نے کہا استاد کچھ روپیہ دیجیے تو بھیجون آپ نے جواب دیا کہ مین نے
اسکے مہینے مین سود نہین ادا کیا مین خود ایک ایک پیسے کو حیران ہو رہا ہون ابھی
جب چھوٹے کی تقریب ہوگی تب دونگا اگر میرا زور چلگیا تو جو نقدی عمرو کے پاس
ہوگا وہ لے لونگا گل اندام نے کہا اے برق تمکو سب طرح کا اختیار ہے برق نے
کہا تو عمرو کے کپڑے بھی لے لونگا یہ کہکے برق نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ شراب
کی گلابیان لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین کشتیان کباب کی آئین
برق نے سازندون کو اشارہ کیا انھون نے ساز درست کیے برق سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

ملکے مستی رخ پہ دانتونکا بہت کم کر دیا — کیا غضب سننے کیا بہرے کو بلبل کر دیا
زیست بے نظارہ یارب یکدم ممکن نہین — اس پری رو کے بدن کو جان آدم کر دیا
بار ہا اس مہوش خود بین نے میرے سامنے — آئینے کو تو سکندر جام کو جم کر دیا

گردن ساقی کے آگے بارہا محفل مین رات
سامنے آیا وہ گل جب مجھکو روتا دیکھکر
کیا فراق یار کو آتے ہین طور انقلاب
رات گھٹتی ہی تو بڑھتا ہی فروغ آفتاب
زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر
کھانے کی حاجت نہین پیتا ہون مین جیتے شراب
ہاتھ تیرا ہی جو اے ساقی برنگ شاخ گل

گردن مینا ے مے کو شرم نے خم کر دیا
لخت دل کو پھول اور اشکونکو شبنم کر دیا
جب خوشی آئی مرے دلمین اسے غم کر دیا
حسن رخ چمکا جو اسنے زلف کو کم کر دیا
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا
مے فروشی نے خم مے کو بھی زمزم کر دیا
جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

برق نے یہ اشعار گاتے گاتے دو پڑے بیہوشی کی کمرے نکالے گل اندام سے کہا ملکہ دیکھیے یہ بیہوشی ہی گل اندام نے کہا ہم سب کو نقصان کریگی برق نے ایک پڑیا سے لیکر سپانکی کہا اے ملکۂ عالم یہ وہ بیہوشی ہی کہ ہوشیار کرتی ہی نشہ خوب کھلکر ہوتا ہی آج جی چاہتا ہی کہ یہی بیہوشی سب شراب مین ملاؤن یہ کہکر جام لبریز کیا اور بیہوشی ملائی کہا ملکہ اسکو پیجیے آپ بیہوش ہون تو مین آپ کو قتل کرون گل اندام نے ہنسکر کہا اے برق فرنگی تمھارے کہنے سے یہ جام پیتی ہون اب مجھے تم سے غیر معتبری نہین ہی اگر تم سنکھیا کھلاؤ تو مین کھا لون مجھے تمھارا ایسا اعتبار رہوا کہ جو تم کہو وہ کرون یہ کہکر جام پی گئی برق نے کنیزون سے کہا تم بھی پیو کنیزین خوشی مین کہتی جاتی ہین کہ اے مہتر برق ہمارے یہان بھی بیہوشی ملاؤ برق بیہوشی ملا ملا کر سب کو پلا رہا ہی خادم سامنے کھڑے تھے برق نے کہا تم بھی پیو اگر تم سب ہوشیار رہو گے تو میرا کام خراب ہوگا ہان صاحبو تم بھی شراب لیجاؤ سب خادم بھی لیکر پینے لگے برق نے تھوڑے عرصے مین سارے لشکر مین شراب پہونچائی جب سب کو شراب پلا چکا تو بیٹھکر گانے لگا ہنسکر بتاتا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی اے ملکۂ عالم بڑی دیر ہوئی کہ آپ بیہوش نہین ہوئین ادھر کنیزون مین دست درازی ہونے لگی باہر چوبدار خدمتگار لڑ رہے ہین کسی نے کسیکی پگڑی اچھالدی کسی نے کسیکا گریبان پکڑا جوتی پیزار ہو رہی ہی سارے لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کا ہوش گم ہی بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین

پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہی گل اندام جادو کہ رہی ہی ای منتر برق فرنگی دیکھو کیسے خادم خدمتگار بدحواس ہو رہے ہین برق نے کہا یہی حال حضور کا ہوگا گل اندام ہنس دیتی ہی اور کہتی ہی ای برق فرنگی آج تمنے بہت خوش کیا آج ایسا جلسہ جما کہ اگر قدرت بھی ہوتے تو بہت خوش ہوتے برق کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین مرلیا باجیگی گل اندام ہنس رہی ہی برق فرنگی نے کہا ای ملکۂ عالم اب امیدوار ہون کہ مین ستار بجاتا ہون آپ رقص کرین تو دیکھیے کیسا طبلہ بجائین کہ آپ خوش ہوجائین گل اندام اچھا کہکر اٹھی ہاتھ چمکانے لگی برق ٹکڑے باندھنے لگا جیسے ہی گل اندام مسند سے نیچے اتری کہ دارو بیہوشی نے تماچہ مارا لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر دوڑین سب گرکر بیہوش ہوئین اب جو برق نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کل اہل بارگاہ و کل اہل لشکر بیہوش پڑے ہین برق نے تنکر نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار — ارے استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی — ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

وہ خنجر کھینچکر چلا کہ گل اندام کو قتل کرون ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اسنے ہاتھ برق کا پکڑ لیا کہا ای برق یہ کیا کرتا ہی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار ہین تمھاری زہانتین دیکھ رہا تھا حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا گل اندام زیور جواہرات پہنے ہوے تھی خواجہ سوچے کہ زیور خون مین خراب ہوجائیگا پہلے زیور اتار لین پھر قتل کرین برق نے کہا استاد یہ زیور وغیرہ تو ہمارا حق ہی عمرو نے کہا تمھارے پاس خراب ہوجائیگا مین احتیاط سے رکھونگا تم لیجاکر کہین گاڑ دوگے جواہرات خراب ہوجائیگا ہرچند برق تڑپتا ہی کہ گل اندام کو قتل کرون مگر خواجہ نہین چھوڑتے یہی فرماتے ہین کہ بیٹا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوگا مجھے بڑا اندوہ ہی برق کہتا ہی استاد ایسا نہ ہو کوئی آجائے تو پھر خرابی ہووے

خواجہ زیور اتارنے لگے برق بھی کڑے چھڑے اتار اتار کر زمین مین دباتا ہو خواجہ
دیکھ کر نال بیٹھے ہین اور فرماتے ہین اے فرزند چھپاؤ نہین مین سب مال واپس کرونگا
برق کہتا ہو استاد زنبیل مین جا کر کبھی کوئی شے نکلی ہو خواجہ کہتے ہین بیٹا تمھارے واسطے
نکل آئیگی کس معصوم کی عیاری کی ہو تم میرے نائب ہو برق یہ سنکر بھول گیا سوچا کہ
استاد مجھکو اپنا جانشین کرینگے اس حیلے سے خواجہ نے کنیزون کا زیور اتارا اور زنار
زنبیل کیا اب قصہ یہ کہ گل اندام کو قتل کرے قضائے کار مہیل جادو شاطر گل اندام
پر اسے بالا دون گیا تھا پاٹ کر جو آیا دیکھا سارا لشکر بیہوش پڑا ہو گھبرا گیا جی مین کہتا
ہو کہ اے مہیل یہ کیا معرکہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ برق فرنگی نے رنگ اپنا جما لیا مین ملکہ کو
منع کرتا تھا کہ ان بکار کی رفاقت نہ ملیے میرا کہنا نہ مانا آخر یہ آفت درپیش ہوئی اٹھتا بیٹھتا
طرف بارگاہ کے چلا سراچہ چاک کرکے دیکھا کہ عمرو و برق کنیزون کو قتل کر رہے ہین
زیور و لباس لوٹ رہے ہین مہیل نے ڈانٹا کہ او فرنگی خبردار ملکہ کو تو قتل کرتا یہ کہکے
جست کی برق نے بھی خنجر کھینچا سینہ سپر کرکے مہیل سے سامنا کیا مہیل برق سے
لڑ رہا ہو مگر تنگ ہو کہ ملکہ کو کیونکہ ہوشیار کرون ملکہ کے قریب تو برق نہین جانے دیتا
برق اپنی زبان مین کہتا ہو کہ استاد میری مدد کیجیے مگر خواجہ لوٹ رہے ہین برق
کی بات کا جواب بھی نہین دیتے یہی چاہتے ہین کہ کنیزون کو لوٹ لون انگوٹھی
چھلا بھی نہ بچے پائجامہ کنیزون کے اتار لیے گوٹا پٹھا نوچ رہے ہین زیور اتار
اتار کر زنبیل مین رکھتے جاتے ہین یہان برق فرنگی مہیل سے لڑ رہا ہو لڑتے لڑتے
برق نے کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے مہیل سمجھا کہ میرے پیچھے کوئی آگیا جیسے ہی
وہ اسطرف پلٹا برق نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مہیل کا سر کٹکر دو حصے زمین پر گرا
مار کر اسکو برق تو مطمئن ہوا مگر گلوے بریدہ سے مہیل کے سر اتا خون کا جو جاری
ہوا وہ خون گل اندام کے منھ پر پڑا کچھ دماغ مین اثر کیا گل اندام کو چھینک آئی ملکہ
گل اندام نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلہ قصابان ہو مہیل مرا ہوا پڑا ہو
برق خنجر لیے کھڑا ہو اور خواجہ جو بشکل کنیز تھے انھون نے اپنے تئین کشتون مین گرا دیا ملکہ

گل اندام نے کہا اے برق یہ کیا کیا برق دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے لگا
کہتا تھا اے ملکۂ عالم سامری و جمشید نے بڑا اپنا فضل کیا میاں مہیل صاحب مسلمانوں سے ملگئے
تھے بڑی خیر ہوئی کہ میں نے بہیوشی کا جام نہیں پیا میں غنودہ ہوکر گر گئی کنکھیوں سے
دیکھ رہا تھا کہ گوشۂ بارگاہ سے میاں مہیل آئے جب آپ کی جانب ارادہ کرتے تھے
بیچ میں کنیز ملجاتی تھی اسکو ہاتھ مار دیتے تھے جب آپ کو قتل کرنے لگے مجھسے صبر نہ ہوسکا
اٹھکر میں نے نعرہ کیا کہ او مکار یہ کیا کرتا ہے اُسنے پلٹ کر ایک نیمچہ مارا میں اس سے
لڑنے لگا آخر و صد کا دیکر ہاتھ مار دیا کہ سر اُنکا اڑ گیا کہتے تھے کہ مجھکو بڑا رشک ہے کہ تو
شاطر خداوند ہوگا بے مارے تجھے نہ چھوڑونگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی تیری
میرے دل میں بڑی جگہ ہے برق نے کہا اگر مجھے خلاف پائیے فوراً قتل کیجیے میں شکریہ
کرتا ہوں کہ آپ میری قدر دان تو ہیں گل اندام نے کہا اے برق فرنگی میرے دل میں
شک تو ہوتا ہے کہ تیری بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہیں کہ ایک کنیز تڑپ کر اُٹھی کہ
خون کے قطرے جسم پر پڑے ہوے چہرہ خون سے سرخ پکار کر آواز دی کہ واری
میں دیکھ رہی تھی میں نے نصف ہی جام پیا تھا جب ہم لوگ گرے تو مہیل گوشے سے
نکلا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جسکو نیمچہ مارتا تھا برق فرنگی اُسے بچاتا تھا وہ پھر
دوسرے کو ہاتھ مار دیتا تھا آخر کو آپس میں تلوار چلی برق نے اُسکو مار لیا انصاف
تو کیجیے اگر اِسکو اطاعت نہ کرنا ہوتا تو اپنے مالکوں کو کیوں پکڑ لاتا اُستاد اِسکے خود جو
تھے اُنکو بھی گرفتار کر لایا اور آپ کو تو اِسنے بہت بچایا کئی مرتبہ مہیل نے ارادہ کیا
مگر برق نے للکار کر کہا او مہیل یہ معشوقہ خداوند ہے آسمان سے شعلہ گریگا کہ جل جائیگا
تب مہیل برق سے لڑنے لگا ورنہ وہ بھی چاہتا تھا کہ پہلے آپ کو قتل کروں آیندہ
حضور کو اختیار ہے جو لونڈی نے دیکھا وہ بیان کیا حقیقت میں یہ بڑا خیر خواہ ہے کیا کیا
اِسنے مہیل کو سمجھایا کہ اے مہیل اگر میرا دشمن ہے تو سر کاٹ لے مگر ملکۂ عالم کو نہ ہاتھ لگا
اُنکے دیدار سے میری آنکھیں روشن ہوتی ہیں تو اِس نقشے کو مٹاتا ہے مجھکو خداوند
جمشید ثانی کا خوف نہیں ایسا نہ ہو مجھکو گدھا بنا دیں یا جہنم میں پھینکوا دیں اِسکا تو

خوف کر جب اسنے یون ڈرایا تب مہیل مرکا کہتا جاتا تھا ای برق بے قتل کیے مجھکو ہرگز نہ چھوڑ دیگا مین چپکی پڑی سن رہی تھی مگر خوف سے نہ بولتی تھی کہ ایسا نہ ہو مجھپر بھی پیچھے کا وار کر دے گل ندام نے کہا او گلبدن تیرے کہنے سے اب مجھکو تسکین ہوئی حقیقت مین جگہ رشک کی ہو کہ مین نے برق فرنگی کو موتیون کا مالا دیا انھین باتون پر جلا ہوگا اور کنیزون کو بیوار کیا جس نے لاشۂ مہیل دیکھا لاش پر اسکی تھو کنے لگین کہتی تھین واری آج بڑا الحرام قتل ہوا ہم سب کو ستایا کرتا تھا بڑا بدنگاہ تھا ایک نے کہا بوا مجھکو مانی کہتا تھا ایک نخل کے نیچے مین کھڑی تھی ادھر سے یہ نگوڑا آیا دست درازی کرنے لگا مین نے کہا ای تو مجھکو مانی کہتا ہو اور یہ ارادہ بیجا کرتا ہو تو نگوڑے نے جواب دیا کہ جیسا موقع ہوتا ہو ویسا کہ دیتے ہین تم مانی کہنے سے خوش ہوتی تھین اب تو سب کنیزین مہیل کی برائیان کرنے لگین وہ کنیز جسنے پہلے گواہی دی تھی اسنے برق کے چٹکی لیکر کہا ای برق یہ موتیون کا مالا ضایع نہ کرنا برق نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ آنکھین پھیر کر کہنے لگا کہ استاد یہ مالا لندن جائیگا وہانکے بنک مین رکھدیا جائیگا کئی سو روپیہ مہینا ملیگا اتنی مدت مین ایک چیز ملی ہو تو آپ اسے بھی تاکتے ہین خیر اپنا ننگ جماؤ خواجہ یہ کہکر ہٹے برق نے حکم دیا ہان یارو بارگاہ کو صاف کر دو لاشے وغیرہ پھینکوا دو ایسا نہ ہو کوئی اور برائی درپیش ہو حضور میرا مرتبہ زیادہ نہ کرین ان لوگون کو رشک پیدا ہوتا ہو آج بڑی ساعت نیک تھی کہ حضور بچگئین اب تو گل ندام نے بڑی برق فرنگی کی قدر کی کہا دیکھو صاحبو اتنی مدت کا نوکر اسکو یہ رشک پیدا ہوا اگر قدرت نے تقدیر کے ہاتھ سے برق کے قتل کرایا کنیزون نے کہا واری قدرت کو ہر وقت خیال رہتا ہوگا کہ منظور نظر یہی رہان ہو فورًا قتل کر واڈالا مگر برق فرنگی پھر بیٹھکر باتین بنانے لگا کہتا ہو ای ملکۂ عالم اگر مہیل مجھسے یہ سہولیت کہتا تو موتیون کا مالا اسی کو دیدیتا آپ سے اور لیتا اور اب کیا نہ لونگا انصاف کیجیے کہ مین نے جان بچائی گل ندام نے یہ سنکر کنٹھا یاقوت احمر کا زیب گلو تھا وہ اتارکر برق کو دیا کہا ای برق فرنگی یہ تین لاکھ روپے کا ہو اگر لندن جائیگا تو وہان چار پانچ

لاکھوں کو بکیگا برق ہنستا ہی اور خوشیان کرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو یہ ایسی شاہزادی کہ مجھ
ایسے فقیر کو نہال کر دیا مگر جی مین کہتا ہی کہ استاد اس کنٹھ کو نہ چھوڑینگے اتفاقاً معمار جادو وصناع
جمشید کہ برائے سیر نکلا تھا اپنے آسمان سے دیکھا کہ ایک لشکر اترا ہوا ہی بارگاہ زربفت
استادہ ہی اسمین ملکہ گل ندام ٹہل رہی ہین اور رہبر برق فرنگی پیچھے پیچھے پھر رہا ہی معمار
گل ندام پر مدت سے عاشق ہی برق کو دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہی یہ شاگرد عمرو ہی
اسکو گل ندام کے میل سے کیا کام ہی چلکر ملکہ کو سمجھا دون کہ اسکو صحبت مین نہ جگہ دیجیے
یہ فساد برپا کریگا اسنے ہوشربا کو تہ و بالا کر دیا تھا افراسیاب ایسا ساحر اپنی زندگی سے
تنگ تھا یہی چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرون مگر نہ کرسکا آخر خود قتل ہوا فتنہ نور افشان
مین حیرت جادو نے کیا کیا کچھ کوشش کی انہیں میان چالاک عاشق تھے طلسم سے
حیرت کو نکالا ایسی عیاریان کین کہ آخر حیرت بھی مسلمان ہو گئی اور خود اپنی زبان
سے اقرار کیا کہ چالاک سے میرا عقد کر دو اِنکی کیا حقیقت ہی یہ سوچکر اترا گل ندام
کو سلام کیا پوچھا اے ملکۂ عالم کس کام کو آئی ہو گل ندام نے بیان کیا کہ برائے مقابلۂ
مسلمانان آئی ہوئی ہون معمار نے پوچھا یہ عیار کون ہی گل ندام نے کہا اے معمار
یہ میرا جان بخش ہی مہیل میرا پرانا نوکر اسکو ایسا رشک ہوا کہ میرے قتل کرنے کو چلا
تھا مگر اسنے بچا یا اگر یہ نہ ہوتا تو میری جان نہ بچتی اور قدرت نے بھی مدد کی کہ
مین بچگئی معمار نے کہا اے ملکۂ عالم اس مین بھی کچھ مکر ہی مین اسکو گرفتار کرکے بخدمت
خداوند لیجاؤنگا آپکے پاس اسکا رہنا بہتر نہین آپ نہین جانتی ہین یہ عیار بڑے
بڑے فتور کرتے ہین دوست بنکر دشمنی کرتے ہین اب آپ تامل فرماتی ہین اسکو
ضرور لے جاؤنگا مین نے جس وقت سے دیکھا ہی دل کانپ رہا ہی یہی خیال آتا ہی
کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی فتور کرے گل ندام نے کہا ہین تو اسکو اپنے سے
جدا نہ کرونگی جا کر کرے مین دیکھو عمرو و سعد شہریار و صاحبقران نامدار سب کو
پکڑ کے قید کیا ہی بھلا ان لوگون پر کسی کی مجال تھی کہ ہاتھ ڈال سکے جو جو معمار کہتا ہی ملکہ
سفارشین برق کی کر رہی ہین آخر معمار نے کہا مین جاتا ہون یہ ہوگا کہ یہ ظفر کریگا اسکا

نشان آپ کو دونگا تب اسکو گرفتار کرلونگا ملکہ نے کہا رہو تم بھی رہو مین تو خود
آمادہ ہون کہ یہان سے کوچ کرون اور بمقابلہ میثاق مین جاؤن تاکہ میثاق گرفتار
ہوجائے گروہ سب ساحرون کا سرتاج ہی اور کل پرسون دن سبکو قتل کرونگی کہ یہ ایسے
دشمنان بزرگ دستیاب ہوئے ہین کہ جنکے قتل پر خاتمہ ہی غرض معمار نے اپنی
بارگاہ استادہ کرائی اور بڑا خیال یہ ہی کہ مین مدت سے اُسپر عاشق ہون شاید مطلب
نکلے اپنے رفقا سے یہ باتین کررہا ہی بعد جانے معمار کے گل اندام نے کہا ای برق
تمنے دیکھا کہ معمار کسقدر تاکید کرتا تھا برق نے کہا مین تو راضی ہون اگر کسی بات
مین میری خطا پایئے تو قتل کرڈالیے مین آپکے ہاتھ سے قتل ہونگا تو میری نجات
ہوگی میرے واسطے شرف ہوگا بہشت مین چین کرونگا جس قصر مین جی چاہیگا رہونگا
جو کوئی اعتراض کریگا جواب دیدونگا بہشت والے بھی میری قدر کرینگے مجھکو یہ افتخار
حاصل ہوگا کہ معشوقۂ قدرت نے مجھکو بھیجا ہی اگر حکم ہو تو معمار سے جاکر ملاقات کرون
مجھپر جو آنکو غصہ ہی اُنکے دل سے گمان نکالون ایسا نہ ہو کسی وقت مجھپر کوئی الزام
رکھدین گل اندام نے کہا ای برق فرنگی معمار تو مصاحب خداوند ہی اگر خداوند بھی
کہین تو مین تمکو برا نجانون تمنے وہ کار نمایان کیا کہ میرے دل مین جگہ ہی برق
گل اندام کو راضی کرکے اُٹھا قریب بارگاہ معمار آیا معمار کو خادمون نے خبر دی
کہ میان برق آتے ہین معمار بارگاہ سے باہر نکل آیا پکار کر کہا میان برق کدھر آئے
برق نے کہا ای معمار بڑے صاحب نصیب ہو دیکھتے کیا ہو معمار نے پوچھا کیا ہوا
برق نے کہا تمھارے بڑے مرتبے ہین تمھارے آنے کے بعد ملکۂ عالم نے فرمایا
کہ اب مجھکو کیا خوف ہی میرا عاشق صادق آگیا اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مجھکو الگ
بلاکر کہا کہ ای برق فرنگی جو کام کرنا معمار سے پوچھ لینا وہ میرا خیرخواہ ہی معمار نے
کہا ای برق سچ کہو برق نے کہا ملکۂ عالم کے سر کی قسم کھاتا ہون معمار خوش ہوگیا
برق نے کہا یہ بھی حکم دیا ہی کہ ہماری بارگاہ آج الگ استادہ ہو اور ایک بات
اور کہی ہی کہ اُسکو سامنے نہین کہہ سکتا اگر اُٹھ چلیے تو بیان کرون معمار تو مدت سے

گل ندام بر جان دیتا ہی یہ فقرہ سنکر خوش ہوگیا اپنی بارگاہ سے اٹھا برق کو ساتھ لیکر چلا
قدم بقدم بیان کرتا جاتا ہو کہ ملکہ آپ ہی کا ذکر کر رہی ہین مجھسے یہ بھی فرمایا تھا کہ دربار
خداوندی مین مین نے کبھی کسی سے کلام نہین کیا مگر اب یہ مقام مقبول ملا ہی وہ دیکھو گوشہ
لشکر پر بارگاہ استادہ کرائی ہو اسی مین جلسہ ہوگا اگر جو ملکہ سے وصل ہو تو ہمکو نہ بھولیے گا
معمار بالا مال محبت ہی جواب دیتا ہو کہ او مخبر برق فرنگی تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ بڑے
بڑے شاہ رشک کرین قدرت کے سامنے تمھاری تعریف کرونگا مین نے جو تمھاری
برائیان کین اُسکا برا نہ ماننا مجھکو منظور یہ تھا کہ مین بھی یہان رہون مدت سے جان
دیتا ہون اور یہ مطلب حاصل نہین ہوتا برق نے کہا ابھی وہ خود آپ کے واسطے
بیقرار ہین فرماتی تھین آج کا دن پہاڑ ہوگیا دیکھیے کب شام ہو کنیزون کو حکم ملا ہی
کہ تنہائی کے خیمے مین گلاب پان وغیرہ لے چلو مجھسے پوچھا تھا کہ او برق تمھارا آقا ناضرور
سُنین گے ہمارے عاشق کو خوب راضی کرتا مین نے نئی نئی غزلین یاد کی ہین آپکے
سامنے گاؤنگا تا تو مین کیا جانون مگر دل بہلاؤنگا ایک مقام پر گھبرا کر کہا لو غضب
ہوا ملکہ خود آتی ہین معمار پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے گرتے گرتے
حباب بار معمار چرخ کھا کر گرا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ہنگامہ ہوگیا
گل اندام بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ آواز آئی کشتی مرا نام من معمار خانہ ساز بود گھبرا گئے
گل اندام نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزون واسطے خبر کے چلین دیکھا برق فرنگی لاشہ
معمار کا کھینچتا ہوا لاتا ہو گل ندام نے پوچھا کہ معمار کیون مارا گیا برق نے کہا مجھسے
باتین کر رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک شیر پیدا ہوا ہین تو ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا
اُنہنے کہا بھاگ گیے مگر قضا اُنکی دامنگیر تھی میرا کہنا نہ سُنا او بلکہ عالم نہین معلوم کیا معرکہ
تھا کہ معمار نے سحر کیے مگر شیر نر کا جب قریب پہونچا تو اُنھون نے چاہا کہ بھاگون
وہ دھڑو کا مار کر اُنپر آپڑا ایک چنگل مارا کہ شکم چاک ہوگیا اور نہین معلوم اُسکے
خون مین کیا بات تھی دستور ہو کہ شیر خون پی لیتا ہو مگر اُنکا خون نہ پیا چیر پھاڑ کر
اپنے اسی درہ کو مین چلا گیا گل اندام نے کہا یہ ظاہر ہو کہ اُنکی قضا تھی لیکن وہ کسیکا

سحر تھا انھون نے کوئی سحر معقول نہ کیا اُسنے قریب آکر خاتمہ کر دیا برق نے کہا جب شیر چلا
مجھکو افسوس آیا کہ ابھی تو یہ باتین کر رہے تھے ابھی جنگل مین مردہ پڑے ہین بمشکل لاش
کھینچکر لایا مگر ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر یہ دن کو نہ مارے جاتے تو رات کو حضور
کے ساتھ فتور کرتے مین نے جدول دیہی کرکے پوچھا تو یہ فرمایا کہ اس واسطے رکھا
ہون کہ شب کو ملکہ پر دباؤ ڈالونگا گل ندام نے ہنسکر جواب دیا کہ ای برق فرنگی
یہ شیر نہ تھا قدرت کا سحر تھا نیت مین انکی بدی تھی قدرت نے تقدیر کرکے شیر کو روانہ
کیا جو میرے ساتھ برائی کرنیکا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا برق توبہ توبہ کرنے
لگا کہا ای ملکۂ عالم اب انکی ارتھی بنوائیے نار ہی کو جلا دیجیے گل ندام نے حکم دیا
ارتھی بنکر تیار ہوئی لاشہ معمار ارتھی پر لٹایا ایک تافتہ برنگ زرد اڑھایا چار بند
باندھکر کنیزون نے لاشہ اُٹھایا لیکر چلین برق نے آواز دی اس زردرو کو تو لیے
جاتی ہو کچھ منھ سے بھی بولو یہ سنکر کنیزون نے جولات ومنات کی بولی اور کہا رے
کہا یا سامری و جمشید یہ سوختہ جگر تمھارے پاس آتا ہے چند فاصلے پر کنارے ایک صحرا
کے لاشہ لیکر پہونچین جنگل سے لکڑیان وغیرہ چنکر مُردے کو جلاکر واپس آئین اب برق
کو اطمینان ہوا کہ یہ بھیا عیاری نہ کرنے پایا ملکہ سے کہا ای ملکۂ عالم اب فرمائیے کہ اِسکا سوگ
رہیگا یا جشن ہوگا گل ندام نے کہا شمع پہ سیکڑون پروانے جل جاتے ہین کون
سوگ رکھتا ہے ویسے ہی اس بھیا کے لیے بھی ہوا کہ اپنی آگ مین آپ جلا کہان
جاتا تھا کس فکر مین آیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ معاملہ خداوند سے بیان کرونگی
قدرت بھی فرمائینگے کہ اس بدنیت کے لیے شیر صحرائی کو حکم دیدیا کہ اِسکو سزا
ملے لہذا خاتمہ ہوا برق نے عرض کی آج پہلو سے صحرا پہ بارگاہ استادہ کرائیے اور
جلسہ جمائیے میرا گانا سنیے مگر جوڑا بھاری پہنکر چلیے زیور سب پہن لیجیے کہ جب مین
کوئی اچھی شے گاؤن تو انعام دیجیے ایک خواص ہنسکر بولی کہ میان برق فرنگی آج
مین بھی کچھ گاؤنگی مین سوتی تھی قدرت آکر کمال دیکھیے اب گانا سنیے یہ کہکر وہ کنیز سامنے
بیٹھی برق فرنگی نے پہچان لیا کہ استاد ہین دل مین کہا میرا بھیا نہین چھوڑتے یہ مال

لیے زور بیگھے میں بھی تھا چلے گئے مگر موجود ہیں خواجہ نے گنگنانا کرتا ہیں بار تمام فرنگی میں
کیوا تھا یہ عاشقانہ اس طرز سے گائے کہ گل ندام بہت محظوظ ہوئی اور بیگ کی گئی تھم

دل تڑپتا ہے کہ چل کوچۂ جاناں کیطرف
حکم وحشت یہ ہے کر عزم بیاباں کیطرف

ایسی نفرت ہے اگر خاک بھی ہوجاؤں میں
اڑکے جاؤں نہ کبھی کوچۂ جاناں کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی تم سے مجھے بیزاری
آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھوں نہ گلستاں کیطرف

خشک ہوجائے خدایا مین شلے کیطرح
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچاں کیطرف

کور ہوجاؤں نظر آئے نہ پھر کوئی شی
جائے گر میری نگہ عارض تاباں کیطرف

جادہ ہوجائے مرے پاؤں میں زنجیر جنوں
گر اٹھاؤں میں قدم کوئے حسیناں کیطرف

ہر مژہ خار مری آنکھوں میں ہوجائے بعین
گر میں دیکھوں کسی محبوب کی مژگاں کیطرف

قبض ہوجائے مری روح بھی یوسف کیطرح
دھیان آئے جو ترے جیب زنخداں کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہیں ہے ناسخ
دیکھوں حسرت سے نہ کیوں خار بیاباں کیطرف

برق فرنگی گانے کی تعریفیں کر رہا ہے اور خواجہ دل توڑ توڑ کے گا رہے ہیں کہ یکایک
روشن چوکی کی آواز آئی گل ندام نے کہا معلوم ہوتا ہے ہمارے لیے خاصہ آتا ہے
برق نے گانے کو منع کیا خواجہ خاموش ہو رہے برق نے جھٹ پٹ دستر خوان بچھایا
خوان کھانے کے دروازے پر موجود تھے فوراً منگوا کر دستر خوان پر چنے مگر چونکہ
چنتی آنکھ بچا کر بیہوشی ملا دی اسطرح کھانے کو درست کر کے چن دیا گل ندام اسکے
بیٹھی سامنے کی کھانے والیاں بھی آئیں برق سب کے آگے کھانا رکھتا جاتا ہے بلکہ بلا
تکلف کھانے لگیں اور مصاحبین بھی کھا رہی ہیں کھاتے کھاتے جو بیہوشی کی تاثیر
ہوئی ایک نے کہا بوا بڑے بڑے نوالے نہ کھاؤ اسنے جواب دیا کہ تمہارا نوالہ تم کھاتی
ہو ایک نے دوسری کا دوپٹہ تھاما اسنے اسکے بال پکڑے آپس میں خوب کشتی ہوئی
دونوں گر کر بیہوش ہوئیں گل ندام جب کھانا کھا چکی تو جوش میں یہ کہتی ہوئی اٹھی
کہ ارے بیسن لاؤ کنیز نے بیسن دیا بیسن لیتے لیتے لڑکھڑا کر بیہوش ہو کر گری برق نے
نعرہ کیا خواجہ نے پھر بڑھکر ہاتھ برق کا تھام لیا کہا اے برق فرنگی گھڑی گھڑی ایسے

ایسے سماں نے نہین ملتے یہ کہکر گل اندام کا زیور اتارنے لگے ایک طرف برق فرنگی
لوٹتا پھرتا ہی کسیکو قتل کرڈالا کسی کا زیور اتارا خواجہ قتل کرتے پھرتے ہین برق نے
عمر بن کی استاد گل اندام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہی خواجہ نے کہا بزن برق نے
خنجر مارا کہ سر گل اندام کا کٹ گیا ہنگامہ ہوا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین برق اور
خواجہ نکلکر بھاگے راہ مین آکر آواز گشتی مرا نام من گل اندام جادو دیکر خواجہ
نے کہا ای برق بڑی جادوگرنی کو مارا حقیقت مین بہت خوبصورت تھی برق نے
کہا استاد مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ اسی عیاری پر جا کر جمشید کو مارون مگر آپ آگئے
آپ نے جب حکم دیا تب مین نے قتل کرڈالا ورنہ مین چاہتا تھا کہ اسکو مسلمان
کرون اگر یہ مسلمان ہو جاتی تو بڑے کارہائے نمایان کرتی خواجہ نے کہا جو ہوا
سو ہوا ہر چند نگار مین سر اسمہ جادو کو مار کر شرمندہ ہوا تھا آج اسکے قتل سے
افسوس ہوا اگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہوا ہی شاہزادیان گرد بیٹھی
ہین جمشید ثانی تقریرین یکھار رہا ہی کہتا ہی صاحبو جمشید اول خواب مین آئے تھے
فرمانے لگے کہ تو ہماری تحریر کو منسوخ نہ کر سکا جو ہم لکھ گئے تھے وہی ہو رہا ہی مین نے
جواب دیا کہ ساری کتاب کو آپ کی منسوخ کر دیا اونھون نے بگڑکر جواب دیا کہ جو
کچھ کہ گئے تھے وہی ہو رہا ہی کیا سمجھکر حکم لگا رکھا تھے شاہزادیون نے کہا یا خداوند
وہ خداوند مردہ تھے آپ خداوند زندہ ہین آپ کا حکم بھی زندہ ہی یہ باتین ہو رہی
تھین کہ رونے کی صدا کان مین آئی جمشید نے سر اٹھا کر دیکھا کہ چند کنیزین اور کچھ
جادوگر لاش گل اندام کی لیکر پہونچے سب افسرون کے جنازے لیے ہوے روتے
ہوے سامنے آئے جمشید نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور برق فرنگی آکر مطیع
ہوا تھا وہ یہ آفت برپا کر گیا عمرو و سعد و صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا تھا اب
جو انکو دیکھا تو وہ جادوگر تھے انکو رہا کر دیا یا خداوند کیا عرض کرین جمشید لاشہ
گل اندام دیکھکر بہت رویا کہا یا خداوند ایسی آفت برپا ہوئی نہین معلوم ہمکو
کیون نہ زندہ چھوڑا ساری بارگاہ لوٹ لی لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین کہ

جمشید نے کہا کسی جادوگر کو بلاؤ کہ جاکر برق کو لاوے پھر کہنے لگا مین بموجب حکم کتاب لاؤ مین نے
بھی دیکھا یہی مضمون تھا کہ گل ندام برائے قتل مسلمانان جائیگی مگر دام مین برق فرنگی کے
پھنسے گی آخر وہی قتل کریگا جمشید ثانی نے اُس ورق کو پھاڑ کر کہا ایسا بے حیا نجومی تھا کہ
اُسی نجوم سے حکم لگاتا تھا مین علم کہانت کو دخل نہین دیتا جملہ امورات تقدیر کرنے پر موقوف
مین تقدیر کے زور سے خدائی کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا جمشید نے کہا
لو رکن طلسم بہزاد قوی بازو آتا ہی کہ سحر مین بھی طاق ہی فنون سپاہ گری مین بھی مشتاق ہی
کہ ابر پھٹا ایک ساحر تخت پر سوار تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوے بہ شوکت تمام آکے
پہونچا پشت پر کئی ہزار ساحر بہزاد نے آکر سلام کیا برائے سجدہ جھکا جمشید نے پشت پر
ہاتھ رکھا پوچھا کہ اے بہزاد کیونکر آنیکا اتفاق ہوا بہزاد نے کہا یا خداوند جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا ایک شیر صحرائی جنگل سے نکلا مین نے اُسکو تیر مارا نشانہ اُسکا خطا نہ ہوا
شیر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے بہزاد کیون سرکشی کرتا ہی برائے مقابلہ مسلمانان
جا طلسم کا خاتمہ ہو رہا ہی غلام سمجھا کہ آپ کی تقدیر کی تاثیر ہی کہ شیر صحرائی مثل انسانونکے
باتین کر رہا ہی جمشید ثانی نے کہا ایسی تقدیرین تو قدرت بہت کرتے ہین اے بہزاد
تیرے نام پر فتح لکھی ہی میثاق کوہ گردان کہ میرا وزیر اعظم تھا شریک مسلمانان ہوگیا
وہ راستے بتاتا ہی بہزاد نے کہا مین سب سے سمجھ لونگا کچھ فوج اور دیجیے کہ مین شکار
کھیلنے مین پلٹ پڑا ہون اگرچہ فوج کی کچھ ضرورت نہین مگر حریف کو خوف ہوتا ہی جمشید نے
حکم دیا فوج بے حساب فرو کش ہی جسقدر چاہو ہمراہ لے لو اور مقابلہ حمزہ مین جاؤ کیونکہ
طلسم کشا تو آج کل فکر مرحلۂ ہفتم مین ہین ساری فوج اسی مقام پر ہی حمزہ سب کا افسر ہی
بہزاد نے کہا مین جاتا ہون تین لاکھ فوج ساتھ لی لشکر کو خوب آراستہ کیا سپہ سالاران
جنگ آزما و ساحران یکتا علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے منزل در منزل
جاتا ہی ایک صحرا مین جاکر اُترا بارگاہ استادگرائی ٹہلتا ہوا باہر نکلا سیر صحرا دیکھ رہا ہی
چونکہ رات چاندنی کی ہی طائر اکثر آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین گل خودرو کی بہار جس مین
حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہی شعر طرح مشاعرۂ مالک مطبع دشت جنون مین ہی گل خودرو کی کیا بہار

تماشا ہے کہ بھول تیس غریب الوطن کے ہیں یہ بہزاد کھڑا ہوا ادھر طرف دیکھ رہا ہے کہ گانے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا سامنے کوہ فیروزہ ہوا سپر ایک شاہزادی بیٹھی ہے بحر جواہر میں غوطہ زن عارض رشک شمس میں بستر ادب و بلال عارض ماہ آسمان کمال پیکہ نیزہ گرد گھٹن میں جام اور غوانی گردش میں صدائے ہوش ہوش و نوش نوش بلند ہے ایک خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

ہو نازکی سے قامت جاناں چمن کی شاخ
میں سوز عشق سے ہوں چنار کہن کی شاخ

ظالم تو بعد مرگ بھی ہو طالبوں سے ربط
خنجر کا دستہ کیوں نہ بنے گردن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سے اس نے بہ زقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دیکھے جو چنبیلی کی کلیوں سی انکھیاں
وہ نہیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ

وصف صباحت رخ جاناں اگر لکھوں
زرنگار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق بوستان میں گل
تاریخ ہو کلک فکر نہال سخن کی شاخ

گانا سنکر ... سامان جلسے کا دیکھکر بہزاد بہت خوش ہوا ہر کارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کون شاہزادی ہے بہزاد ... یا نام ہے ہرکاروں سے دریافت کرکے آئے عرض کی شہنشاہ ساحران ... فیروزہ ہے ملکہ فیروزہ تاجدار جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہیں بلکہ فرمائی تفہیم کرو ... سکا ہو جب ہمارے صحرا میں آکر اتنا ہے غلام نہیں عرض کر سکے کہ بہزاد جادو مددگار خداوند ہیں ہمارے تخریب مسلمانان جاتے ہیں منزل پر آکے اترے ہیں نام فیروزہ کا سنکر بہزاد شگفتہ ہو گیا لباس عمدہ پہنکر تاج یاقوت نگار سر پر رکھا اسباب سحر جھولی میں بھر ... ہوا چلا چند مصاحب ہمراہ تھے گھاٹیاں طے کرکے بالاسے قدم ... پہنچا ... کوکب ... نے خبر دی کہ بہزاد جادو آتے ہیں فیروزہ نے جھونپ ... آنکھی بہزاد نے فیروزہ کو دیکھا کہ دریائے حسن ہر میں ... باس معقول زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں تاجو ... شیریں ... نظارہ ہو ملکہ نے مسکرا کے پوچھا اے شہنشاہ ساحران کیونکر آنا ... اتفاق ہوا بہزاد حیران جمال محو دیدار ہو رہا ہے سر جھکا کر کہا آپ کے

جمال کا مشتاق تھا اسطرف سے آیا میر لشکر سے کہدیا تھا کہ طرف سے کوہ فیروزہ کے چلو میری خوش نصیبی کہ اسطرف آنکلا زیارت سے آپ کی مشرف ہوا یقین ہے آپ اپنے مشتاق کو سرفراز فرمایئے مین بھی کسی خدمت سے گردن تابی نکرونگا چاہتا ہون مجھے جاکران کنشوں مین تصور فرمایئے جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا کبھی کسی حکم سے منھ نہ پھیرونگا فیروزہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تو فرمایئے کہ کہانکا ارادہ ہے بہزاد نے کہا برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہون اور سعد شہریار کی تلاش مین ہون فیروزہ نے کہا اے بہزاد طلسم کشا سلسلے آئے ہوئے ہین زندان خانۂ طلسمی فتح کیا ہے کئی سو تاجدار اسکے سرکو سے دیکھو کہ قبۂ بارگاہ زرریفتی معلوم ہوتا ہے میرا ارادہ تھا کہ جاؤن اور جاکے گرفتاری کی تدبیر کرون مگر سردارون نے منع کیا کہ زمانۂ انقلاب مین ہے جانا بہتر نہین اسوجہ سے جانا میرا معطل رہا مگر جب تم چلے ہو تو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی بہزاد باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہے یہ خوش نصیبی میری کہ ملکہ فیروزہ میرے ساتھ چلنے کو کہتی ہین دو تین کوس کا جانا کتنی بڑی بات ہے جاتے ہی طبل جنگی بجواؤنگا مجھ سے نہین کو ہلا دونگا مجھسے کون لڑسکیگا اور فیروزہ پر قبضہ کر لونگا وہ خاطر مین کرون کہ خود ہی راضی ہوجاوے صاحب ملک و مال ساحرۂ زبردست اگر اسکے ساتھ بھونری پڑ گئی تو پھر سب مجھسے دبین گے مشہور ہو جائیگا کہ فیروزہ اسکی زوجہ ہے اسنے نہ بولو ورنہ اپنی جورو سے کہدینگے تو قیامت برپا ہوگی دل سے باتین کرتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پھر ساقی بچے نے لاکر جام دیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے نشے مین بلبلانے لگا یہی سوچ رہا ہے کہ ملکہ سے عرض کرون کہ مین تابعدار ہون آپ جانتی ہین کہ کوہ تصویر میرے قبضے مین ہے کئی تاجدار مجھکو خراج دیتے ہین مگر جاہ و جلال ملکہ فیروزہ کا دیکھکر نہ کہہ سکا خاموش بیٹھا ہے اور گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین لیتا ہے کبھی عرض کرتا ہے او ملکۂ عالم کوہ تصویر دیکھنے کے لایق ہے آجکل تو اس بہار پر ہے کہ فصل برسات کھیت سرسبز و شاداب زراعتین لاجواب چشمے پانی سے بھرے ہوئے آہوان صحرا جست و خیز کرتے ہوئے نکلتے ہین عجب کیفیت ہوتی ہے وہان شکار کھیلیے

اہو متعدد ملین گے اور دیگر شکار بھی بے حساب ہو جو تاجدار کہ ہیرے خراج گزارین
وہ جا بجا دعوتین کرینگے بڑی کیفیت ہوگی دو چار روز صحرا مین پھر کیجیے پھر کوہ تصویر
پر چلیے کوہ تصویر پر بڑی کرامت ہو ایک دیر بنا ہو سامری کی اسمین تصویر ہو پتھر کی تصویر
مثل انسان کے باتین کرتی ہو وہان چلکر مراد مانگیے یقین ہو کہ فوراً مراد حاصل ہوگی بلکہ
پہلے وہین چلیے پھر مقابلہ مسلمانان مین چلین گے فیروزہ نے کہا آپ نے کوہ تصویر کا
بہت مشتاق کیا مین ضرور چلونگی براے فتح جنگ قدرت سے عرض کرو دیکھو کیا حکم
ہوتا ہو مین مدت سے اسی کی مشتاق تھی کہ کوئی مقام مقبول ملے تو وہین وہانکی زیارت
کرون اور فتح جنگ کی خواہش کرون اگر قدرت حکم دینگے تو لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ
مشہور ہو کہ جو ساحر مقابلہ سعد مین جاتا ہو وہ ہاتھ سے سعد کے مارا جاتا ہو انکے پاس
لوح طلسمی ہو اور لوح محفوظ اثر سحر تاثیر نہین کرتا تو ساحر کیا کرے جب قدرت حکم
دینگے تو کوئی تدبیر ہوگی رات بھر یہی باتین رہین صبح کو بہزاد مسلح ہوا کہا ملکہ چلیے سوار
ہوجیے سب مرادین حاصل ہونگی طلسم کا بچانا ہماری تمھاری ذات پر موقوف رہا
کل اہل طلسم دعائین دینگے کہ ہم سب کو بچا لیا فیروزہ نے کہا ٹھہرو مین اسباب سحر درست
کرلون لباس کو تبدیل کرلون تو پھر چلون دوسری بارگاہ مین جو فیروزہ آئی کنیزون نے
کہا دارھی ہنسے جو خیال کرکے دیکھا تو بہزاد کا کچھ اور گمان ہو دم دیکر کوہ تصویر پر لیے
جاتا ہو وہان جاکر سوال وصل کریگا فیروزہ نے جواب دیا کیا مجال ہو مین بھی اسکے
خیال کو سمجھے ہوے ہون کیا سہل بات ہو کہ مجھسے کوئی سوال کرے اور مین جواب
نہ دون یقین ہو کہ سوال کرکے بہت پچتائین گے مین کیا کسی بات مین اسنے
کم ہون اگر ایسا کرینگے تو بہت پچتائین گے ہرچند کنیزون نے سمجھایا مگر فیروزہ نے
نہ مانا بہزاد کنیزین ساتھ لین تخت پر سوار ہوئی بہزاد نے طرف کوہ تصویر کے کوچ
کیا قلعے کے روبرو پہنچا قلعہ دار وہانکا سرزنش جادو خبر سنکر نکل آیا بہزاد کو پیام
دیا ضیافت نوش کرلیجیے تو آگے بڑھیے یہ سنکر بہزاد نے اقرار کیا سرزنش نے
کا حکم دیا کہ واسطے کل فوج کے کھانا تیار کرو آپ بارگاہ مین آیا اب سرزنش نے

فیروزہ کو دیکھا خادموں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہین خادموں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہین سرزنش پہلو مین آکر بیٹھا فیروزہ کو بہت ناگوار ہوا بہزاد کے کان مین کہا کہ کیون اے بہزاد اسی واسطے پھولا تھا کہ تمھارا نخواجگان آکے ہمارے پہلو مین بیٹھ گیا بہزاد اپنے دل مین سمجھ گیا کہ ملکہ مجھپر عاشق ہین جب تو مجھ سے فریاد کی یہ سوچکر سرزنش سے بگڑکر کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھو اے سرزنش بڑے بے ادب ہو یہ نہ سمجھے کہ کوئی شاہزادی بیٹھی ہو مین تمھارا ملک تمسے نکال لونگا سارا ادب قاعدہ بھول گئے سرزنش نے جواب دیا کہ پہلے تو مین سمجھا تھا کہ ملکہ کو تمسے توسل ہی بعد کو معلوم ہوا کہ ہماری سیر کو وہ تصویر آئی ہین مین تو جہان بیٹھا وہان بیٹھا آپ کیون بگڑتے ہین بہزاد نے کہا اسی مین بہتر ہو کہ ہٹ آؤ ورنہ فساد بڑھیگا سرزنش نہ اٹھا بہزاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا سرزنش نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آپس مین تلوار چلنے لگی فیروزہ نے جو دیکھا کہ دونون مصروف جنگ ہین بہزاد چاہتا ہو سرزنش کو مار لیون مگر سرزنش چوٹ نہین کھاتا فیروزہ تاجدار نے کار دجدول سے نکالی سحر کرکے پھینک ماری کہ سرزنش کے سینے کو توڑکر پار گذری بہزاد نے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا اے ملکہ عالم کیا کار نمایان کیا ہاتھ پکڑکر ملکہ کو بٹھایا ساقی بیچے آکر موجود ہوے دور جام چلنے لگا بہزاد نے اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ہو بجا گر خط غبار رو سے آتش ناک ہو — آگ مین پڑجاے جو شی یا دم مین پاک ہو
ہجر مین کیا باغ جاؤن دل مرا غمناک ہو — گل نظر مین شعلہ ہو گلبن خس و خاشاک ہو
آج تیرا جسم ہو اور کینہ دلاک ہو — خاک مین گل جسم کیا ہر استخوان بھی خاک ہو
گو بدلتا ہو لباس اپنا تو دن مین کتنی بار — گل سے آنزلگی جو تیری آخری پوشاک ہو
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہو کچھ سودا نہین — مثل گل یان جیب بہ دست جنون صدچاک ہو
آگے افتادہ ستکے عالی منزلت ہوتے ہین پست — دیکھ ہریالی کے نیچے گنبد افلاک ہو
عالم بالا سے ہم بدست پاتے ہین جو رزق — اپنے آگے آسمان اک دار بست تاک ہو

تیرے آگے رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید | جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہو
ہوے مژگان ہوگئے پانی مین بہنے کیلئے | انتہا ہنسنے کی کچھ اے دیدہ نمناک ہو
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر | کوئی ہو اکسیر ہین اور کوئی خاک ہو
ہو یہی حسرت کہ پہونچون اوسکے کوچے یا مین | بعد مرکے خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہو
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین | صید مضمون جو ہو تا نیچ بستہ فتراک ہو

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو بہزاد نے جھک کر کہا اے جان جہان و اے آرام
دل مشتاقان مین تمھارا تابعدار ہوں سرزنش نے جو بے ادبی کی آخر مارا گیا مین
نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے اب رات زیادہ آئی چلکر آرام فرمایئے مین پائون
دباؤنگا یہ نہین چاہتا کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون مگر آپ خود سرفراز کرینگی فیروزہ نے
جھلاکر جواب دیا کہ کیون اے بہزاد تم اسیواسطے مجکو ساتھ لائے تھے دیکھو خبردار مین
سمجھاتی ہون ایسا خیال کبھی نہ کرنا ورنہ مین چلی جاؤنگی یہ کہکر اُٹھنے لگی بہزاد قدمون پر
گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم آپ چلکر کوہ تصویر کی سیر کیجیے مین آپ کو جانے نہ دونگا اگر آپ
کو ایسا خیال ہو تو مین آپ کی بارگاہ مین نہ حاضر ہوا کرونگا اب تو کوہ تصویر پر چلیے
فیروزہ نے بہت جھلاکر کہا اے بہزاد خبردار جو خیال دل مین ہو نکال ڈالو یا شاید یہ
ارادہ کرو کہ میرے سوتے مین آؤ تو مین سحر مین تمسے پایہ کمی کا نہین رکھتی جب کبھی تم
دباؤ ڈالوگے تو مین سحر کرونگی تمھین دیوانہ کر دونگی بہزاد نے بہت عذر کیا اور
دوسرے دن کوچ کیا دوسری منزل پہ آکر اُترا قلعۂ یلغارہ قریب تھا یلغار جادو
خبر بہزاد کی سنکر قلعے سے نکلا سامان دعوت مہیا کیا رات کو آکر شریک صحبت ہوا
سحر مین اپنے یلغارہ کو بڑا دعوی ہو اور پہلوانی مین بھی غرہ رہی یلغار جادو نے جو ملکہ
فیروزہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا لوگون سے پوچھا یہ شاہزادی کون ہے سبنے
کہا یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہے فیروزہ تاجدار نام ہے یلغارہ جہاندیدہ کارآزمودہ
ہوا اسنے دیکھا کہ فیروزہ خاموش بیٹھی ہے بہزاد سے بھی کلام نہین کرتی خاموش ہو رہا
سوچا کہ اگر کہونگا تو بہزاد کے خلاف ہوگا اسوقت تو اُٹھکر چلا گیا اپنے مقام پر آکر

سوچا کہ فیروزہ کو اُٹھا لاؤن پہر رات رہے جاگر نبکر آیا قبہ بارگاہ کو چاک کرکے
دیکھا کہ فیروزہ پڑی سو رہی ہو گرد پلنگ کے گلدستے رکھے ہین کاغذ کے طائر سبز
بہرے اُن گلدستون پر بیٹھے ہین ہشتار ہین کھول کھولکر بجاتے ہین یلغار اُترا دعوت
سحر کرنے لگا طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی اسطرح غل مچایا کہ سحر یلغار کا کامل
نہ ہونے پایا تھا کہ فیروزہ کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بدانجام
کھڑا سحر کر رہا ہو فیروزہ نے کہا ارے تو کون ہو یلغار کو کچھ نہ بن پڑا منھ اپنا چھپا کے
بھاگا فیروزہ سمجھی کہ کوئی فرستادہ بہزاد تھا لیٹی سو گئی یلغار نے پھر قبہ بارگاہ سے
دیکھا کہ فیروزہ غافل سو رہی ہو اسکے مرتبہ یلغار نے آکر پہلے طائرون پہ سحر کیا کہ طائرون
نے منقار کھولنا موقوف کر دی یہ سحر کر کے قریب چھپر کھٹ کے آیا سوتے مین سحر کیا کہ
فیروزہ بیہوش ہو گئی یلغار نے کمر مین پنجہ دیا اور لے چلا اپنے قلعے مین آیا ایک
کمرے مین لا کر زبان مین فیروزہ کی سوزن دی ایک قفس مین بند کر کے اُسی
کمرے مین بند کر دیا چند کنیزین جو رازدان تھین اُنکو اُسی کمرے مین چھوڑا کہا جب
ہوش آئے تو آب و طعام پہونچانا مین نے زبان مین اِسکی سوزن دیدی ہو سحر نہین
کر سکتی یہ خیال اپنے دل مین کر کے باہر نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان بہزاد جب
صبح کو اُٹھا کنیزان فیروزہ روتی ہوئی آئین کہا اے شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ ہماری
بی بی کو کوئی اُٹھا لے گیا چھپر کھٹ خالی پڑا ہو اب حضور چلکر دریافت کرین کہ کون
لے گیا بہزاد یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا مین اِس تدبیر مین تھا کہ شاید
ملکہ کو میرے حال پر رحم آئے یلغار کو تو بلاؤ یلغار جادو کانپتا ہوا آیا بہزاد نے
کہا اے یلغار تمنے سُنا کہ کیا قیامت برپا ہوئی کوئی ملکہ فیروزہ کو لے گیا مجھکو نہایت
قلق ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی آزار پہونچے یلغار جادو نے کہا مین تو حضور کی دعوت کے
سامان مین رہا پہر رات رہے اُٹھکر گیا ہون بہزاد نے کہا تو تلاش کر و نگر یلغار جادو
کا وزیر سعد ہان جادو جو اُس مکان مین آیا دیکھا چند کنیزین بیٹھی ہین ایک قفس لٹکا
ہوا ہو اُسمین ایک شعلہ جوالہ نہایت حسین و جمیل سر جھکائے بیٹھی ہو مگر آنکھون مین

آنسو بھرے ہوئے دل سے اپنے باتین کر رہی ہو کہ اے فیروزہ حقیقت مین کیا وقت
خلاف تھا کہ جس وقت بیٹے کو کوچ کیا منزل اول مین وہ سانحہ گذرا اب یہ نوبت ہوئی
کہ یلغار جادوگر گرفتار کر لایا دیکھیے کیونکر رہائی ہو سوہان نے جو جمال بے مثال دیکھا اپنے
آگیا قلب تھرا گیا ٹہلتا ہوا قریب قفس کے آیا کنیزون نے منع بھی کیا کہ قریب قفس کے
نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ مالک کے خلاف ہو سب سے چھپا کر یہان قید کر گئے ہین اور منع
کر گئے ہین کہ کسیکو آنے نہ دینا آپ چلے آئے انکے نفس ناطقہ ہین مگر انسے بات نہ کیجیے
سوہان نے کنیزون کو جھڑک دیا قریب قفس کے آکر پوچھا کہ اے ملکۂ عالم آپ کا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہو اور یہ کیا معرکہ ہوا کہ آپ گرفتار ہوئین فیروزہ نے اشارہ کیا کہ میری
زبان مین سوزن ہو مین کلام نہین کر سکتی سوہان نے کہا اگر آپ مجھکو قبول کرین تو
مین آپ کو نکال لے چلون اگر یلغار پوچھین گے تو مین جواب دے لونگا ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا سوہان نے قفس اتار لیا جوش محبت مین قفس لیکر چلا کنیزون نے
پکار کر کہا کہ اے سوہان یہ تم اچھا نہین کرتے ہو سوہان نے کچھ جواب نہ دیا اور
پر پرواز پیدا کر کے اڑا مگر حیران ہو کہ اے سوہان قفس کہان لیجاؤن اس سوچ مین
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اس درے مین قفس رکھکر پتھرون سے چھپا دیا اور
وہان سے نکلا مگر خاموش کہ کیا کرون یہ تو اس سوچ مین جاتا ہو مگر اس درۂ کوہ کی
مالک سکان جادو صبح کو جو برائے سیر نکلی ٹہلتی ہوئی اندر درے کے آئی آکر دیکھا
کہ ایک مقام پر پتھرون کا انبار لگا ہوا ہو ایک پتھر کو جو ہٹایا دیکھا ایک قفس آہنی مین
ایک نازنین بند ہو قفس اٹھا لیا اپنے پہاڑ پر لائی پوچھا اے ملکۂ عالم آپ کون ہین آپکو
کسنے قید کیا ملکہ نے رو کر اشارے سے کہا مجھ بدنصیب کا حال نہ پوچھو کاش کہ میری
صورت اچھی نہ ہوتی جو دیکھتا وہ نفرت کرتا مین اس بلا مین تو نہ پھنستی اسنے پوچھا
آپ کا نام نامی کیا ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا مین بدنصیب مشتاق کوہ تصویر قلعۂ فیروزہ نگار
کی حاکم ہون اور نام میرا فیروزہ تاجدار ہو نام سنکر وہ ساحرہ قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ حضور ہمارے بزرگون کو آپ کے بزرگون سے یہ نعمت ملی ہو ہمارا

خراج آپ ہی کے قلعے مین جاتا تھا مگر جب سے جمشید ثانی نے اپنی خدائی جاری کی اُسرنیشے
اب قصر ہفت رنگ مین جاتا ہے آپ کا کیا ارادہ ہے ملکہ نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ کوہ تصویر
دیکھون اور جو دیر اُسپر بنا ہے اُسمین تصویر سامری ہے اُس سے مراد مانگون شاید قبول ہو یا نہ
قبول ہو مگر اب تو اس ہیر پھیر مین پڑگئی ہون دیکھیے اِس بلا سے کیونکر رہائی ہو سکان نے
جلدی قفس کھولا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے قید توڑ ڈالی
نگرسکان نے فوراً اسباب عیش ونشاط مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا اور صدائے
ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی نگرسکان ایک ایک سے کہہ رہی ہو کہ صاحبو اِنکی جو خاطر
کرو وہ جا ہے ہو اِنکے بزرگون کی وجہ سے مجھے سلطنت ملی ہین اِنکی کیونکر نہ خاطر کرون
نگر وہان بلغار جادو بہزاد سے وعدہ کرکے اُٹھا کہ مین ڈھونڈھنے جاتا ہون قلعے مین پایا پہلے
کمرے مین پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا آپ کے وزیر اعظم آئے تھے وہی
قفس لے گئے بلغار جادو یہ سُنکر جھلایا ہوا باہر نکلا کہ دیکھا سوہان جادو وزیر میر اصحرا
سے پلٹا ہوا آتا ہو مگر سوچ مین ہو کہ مین کیا جواب دونگا مین نے یہ بُرا کیا کہ کنیزون کے
سامنے لایا اگر پہلے سے جانتا تو کنیزون کو بیہوش کر دیتا کہ بلغار جادو نے پکار کر آواز دی
ای وزیر اعظم تمنے قفس کہان جا کر رکھا وزیر گھبرا گیا کہا ای شہنشاہ مین سوچا کہ ذکر اِنکے
غائب ہونیکا لشکر بہزاد مین ہو رہا ہو جادوگر تلاش کرتے پھرتے ہین ایسا نہ ہووے
کہ بہزاد قلعے مین چلا آئے اور ملکہ کو دیکھ لے تو مین نے قفس لیجا کر درۂ کوہ مین چھپا دیا
اب جسطرح فرمایے لے آؤن بلغار اور وزیر ملکہ چلے مگر وزیر دل سے باتین کرتا ہو
کہ اب تو اِنکو قفس لیجانے دو جب یہ ہنگامہ دفع ہوگا تب لیجاؤنگا دونون وزیر و شاہ
درۂ کوہ مین آئے قفس وہان نہ پایا تو بلغار جادو نے جھلا کر کہا ای وزیر اعظم مجھکو دھوکا
دیتے ہو صاف صاف بتاؤ کہ قفس ملکہ کا کہان رکھا اب وزیر ہاتھ باندھتا ہو اور کہتا ہو
ای شہنشاہ مین تو اِسی درۂ کوہ مین رکھ گیا تھا نہین معلوم کون لے گیا بیرون درۂ کوہ
دونون کھڑے باتین کر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی اشعار عاشقانہ
گا رہا ہو بلغار جادو نے کہا ای وزیر اعظم تمھارے قول سے سچائی پیدا ہوتی ہو لیکن

صاف صاف کہو اب پردہ نہین چلیگا مجھکو بہزاد کا بڑا خوف ہو کہ ایسا نہو انکو ثابت
ہوجائے تو یہ بدی پیش آئیگا مگر چلکر دیکھین تو یہ کون گار رہا ہو وزیر دو شاہ دو دونون بالائے
کوہ آئے دیکھا جلسہ جما ہوا ہو سکان جادو مصروف خدمتگزاری ہو اور ملکہ فیروزہ
مسند پر بیٹھی ہین ایسا انکو خوف غالب ہوا کہ کچھ کلام نکر سکے کوہ سے اتر گئے فیروزہ
نے کہا اے سکان تجھنے دیکھا کہ دونون آکر ہمکو تمکو دیکھ گئے پھر فیروزہ نے کہا اے سکان
کچھ خوف نکر وہ بہزاد سے اطلاع کرنے گئے ہین بہزاد اگر لشکر کشی کریگا تو میری دو
ہزار کنیزین لشکر بہزاد مین موجود ہین مین کل لشکر کو جواب دونگی اور اب انکے ساتھ نہ
رہونگی دو منزلین طے کین دونون پر فتور پڑے جبہی وہ مجھپر ٹوٹا پڑتا ہو اور مجھے ان سب
ساحرون سے نفرت ہو ہمیشہ سے یہی ارادہ ہو کہ ان ساحرون سے ہم صحبت نہ ہون
سکان نے کہا واری آپ ساحرون مین پیدا ہوئین انھین سے معاملہ پڑیگا فیروزہ
نے جواب دیا کہ جبتک ہم منظور نہ کرینگے کسی کی مجال نہین ہو کہ ہمپر دست انداز ہو کوہ
تصویر کا اشتیاق ہو اس آرزو پہ کہ وہان دعا مانگین کہ یا خداوند میرا ان ساحرون کا
ساتھ نہ ہو شاید دعا قبول کرلین مگر وزیر دو شاہ فیروزہ کو بالائے کوہ دیکھکر لشکر مین
بہزاد کے آئے بہزاد برہم بیٹھا ہوا ساحرون پر غصہ کر رہا ہو کہ صاحبو کیسے غضب کی بات
ہو کہ ہمارے لشکر سے آکر کوئی فیروزہ کو لے گیا اور خبر مفصل نہین ملتی کہ یلغار جادو اور
سو ہان حاضر ہوے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ خطا مجھسے ہوئی کہ مین ملکہ کو لے گیا مگر
وزیر صاحب قفس کو لے گئے جاکر درہ کوہ مین رکھا وہان سے بی سکان قفس کو
اٹھا کر لے گئین اور اپنی صحبت مین جگہ دی مین جو گیا مجھسے بات بھی نہ کی بہزاد نے کہا
مین ابھی جاکر لاتا ہون مین تو یہی چاہتا تھا کہ بسہولت یہ معاملہ آسان ہو ورنہ بزور تیغ
گرفتار کرونگا یہ کہکر اٹھا دو وزیر دو شاہ پیش خیمہ کہتا ہوا کہ اے یلغار جادو تمنے وہ حرکت کی کہ لائق
معافی نہین ہو مگر تمنے صاف صاف کہدیا اب سکان و فیروزہ سے لڑائی پڑیگی اب ملکہ
فیروزہ مجھسے برہم ہوگی مگر جو کچھ ہو سکان کو تو دو سزا دونگا اور دلربا فیروزہ کو لاؤنگا
اگر بخوشی میرا وصل قبول کیا تو بہتر ورنہ ایسا سحر کرونگا کہ قالب آنکا الٹ جائے مثل میرے

وہ تجھپر عاشق ہون یہ کہتا ہوا باہر نکلا حکم دیا کہ لشکر مین ترنا ہو لشکر تیار ہونے لگا ادہر ا
کنیزین ملکہ فیروزہ کی جو ایک طرف اتری تھین انھون نے سُنا کہ ہماری بی بی سے لڑنے
جانے ہین بی بی ہماری بالائے کوہ ہین سب اکٹھا ہو کر نکلین فیروزہ صحبت مین بیٹھی ہو
مگر سکان بہت گھبرا رہی ہو کہتی ہو کیون ملکہ فیروزہ اب کیا ہوگا فیروزہ جواب دیتی ہو
جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا کنیزین آکر یہ کہتی ہین عرض کی والی بہزاد مع لشکر آتے ہین
یہ سُنکر فیروزہ اُٹھی کہا آج بہزاد تصویر کشی بھول جائین گے اُنکو جو گمان ہو کہ مین گرفتار
کرونگا میری زبان سے نہین نکلتا اگر خدائے نادیدہ میری مدد کریگا میرے دل مین تو
یہی اعتقاد ہو یہ سب خدائیان باطل ہین مگر مذہب مسلمانان صحیح ہو اُسی پر رجوع کرتی
ہون اگر خدائی اُسکی برحق ہو تو میری آبرو ہاتھ سے بہزاد کے بچیگی اور اگر میری ذلت
ہوئی تو جان جاؤنگی کہ یہ مذہب بھی درست نہین ہو یہ کہکر اُٹھی سامنے کوہ کے آکے
ٹھہری کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ طاؤس پر سوار دو ہزار کنیزین
ہمراہ آمادۂ حرب و پیکار کھڑی ہو مگر مالک کوہ سکان جادو بھی ہمراہ ہو کہتی ہو واری
مین جانتی ہون کہ قدرت آپ کی بڑی خاطر کرتے تھے مین آپکے ہمراہ ہون کہ بہزاد نے
جو دور سے فیروزہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیون بی سکان تمنے کچھ میرا خیال نکیا
اگر قفس پایا تھا تو میرے پاس کیون نہ لائین مین یلغار جادو کو سزا دیتا اب یلغار
نے مجھسے مفصل کہدیا مین نے اُسکی خطا معاف کی فیروزہ کو لیکر چلی آؤ اور اے ملکۂ عالم
مجھسے خوف نہ کرو مین بدون رضامندی تمھاری دست اندازی نکرونگا یہ تو مین نے
عہد کر لیا تھا مگر نہین معلوم تمکو مجھسے کیا خوف ہو فیروزہ نے جواب دیا کہ اے بہزاد
اب تو لشکر کشی کی ہو جو دل مین ہو وہ کرو مین بھی حاضر ہون آج یہ بھی کھلجائے کہ سحر ہمارا
کیسا ہو جو تمھارے دل مین گھمنڈ ہو وہ تو ذرا نکلجائے بہزاد نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو
امیدوار ہون کہ یہ خطاوار موجود ہو جو مناسب جانیے وہ سزا دیجیے مین اُسیطرح
تابعدار ہون چلی آئیے جو گذرا وہ گذرا بس اتنا امیدوار ہون کہ تا بہ کوہ تصویر چلیے
شاہان اطراف کا جماؤ ہو رہا ہو دوکاندار آتے جاتے ہین آپ بھی چلکر میلے مین شریک

ہو جیسے بعد اسکے آپ کو اختیار ہو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا وہ سحر کرون کہ مشکل ہو
آپ کو بھی معلوم ہو کہ عشق کیا چیز ہو راتین مجھے تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دیوانہ ترک
ہو گیا اگر اِسکے خلاف کیا تو فوج موجود ہو فیروزہ نے کہا او بیحیا زبردستی کا عشق بگاڑتا
ہو جو حوصلہ ہو وہ نکال لے تا کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی بہزاد نے فوج کو اشارہ
کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بہزاد نے آواز دی ہان صاحبو ملکہ کو گرفتار کر لو چہار جانب
سے فوج بلوہ کر کے چلی فیروزہ نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور بیقرار ہو کے
پکار اُٹھی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اِن دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے مین تجھی سے
التجا کرتی ہون یہ کہکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے جسپر پڑا وہ جلکر رہگیا تھوڑے
عرصے مین کئی ہزار ساحر برباد ہوے یعنی جلکر خاک ہو گئے فیروزہ نے بھی کنیزون کو
اِشارہ کیا کہ ہان صاحبو یہی وقت ہو کہ اپنے سحر کا امتحان کرو دو ہزار کنیزین
اسباب سحر تیار کر کے فوج پر جا پڑین جسنے سحر کیا ایک جادوگر کو دیوانہ کر دیا اُس
دیوانے نے دو چار ساحر مارے مگر غول مین فیروزہ گھری ہوئی ہو بہزاد دیکھ رہا ہو
جی مین کہتا ہو کیا بلا کی ساحرہ ہو کہ اتنی بڑی فوج سے جنگ کر رہی ہو اور کوئی ہاتھ
نہین ڈال سکتا خود گھوڑا بڑھایا ہٹو بچو کرتا ہوا سامنے فیروزہ کے پہونچا فیروزہ
نے کان سے بجلی اُتاری اور کھینچ ماری بجلیان گرنے لگین بہزاد نے ہر چند روکا مگر وہ
بجلیان نہ رکین کئی سو ساحرون کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایک برق تڑپ کر سر پر بہزاد کے
گری کہ سر اِسکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی بہزاد کو غصہ آیا اب تک تو یہی چاہتا تھا کہ انکو
رضامند کر کے لیجاؤن شاید راضی ہو جائین اب منظور یہ ہوا کہ گرفتار کرون دباؤ ڈالون
تلوار کھینچکر بڑھا چاہا وار کرون فیروزہ نے ایک موے سر توڑ کر سحر کیا کہ زنجیر آہنی بنکر
تیار ہوئی وہ زنجیر اپنے تلوار پر بہزاد کی ماری کہ تلوار بہزاد کی ٹوٹی اب تو بہت گھبرایا
حیران تھا کہ کیا سحر کرون کہ اِس ظالم سے نجات پاؤن فیروزہ نے نیمچہ کمر سے کھینچا بہزاد
ہٹتا جاتا ہو فیروزہ نے سامنے مین تلوار لے لیا چاہتی ہو یہ رکے تو تلوار مارون کہ
بہزاد کو یاد آیا کہ ڈبیہ خاک قبر جمشید کی جھولی مین موجود ہو یہی حکم سامری تھا کہ جب

یہان جانیکا وقت آگئے تو اسکو صرف کرنا اس سے بہتر کیونسا وقت ہوگا اجل سر پہ کھڑی ہی
اب جان بچنا دشوار ہی دیکھون کیا ہوتا ہی یہ سوچکر اسنے دبیہ جو دل سے نکالی اور کھالیا تو
جمشید کو اُٹھا دیا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ اس سحر کا کوئی توڑ نہین ہی جیسے ہی خاک اُٹھی
فیروزہ لہرا کر گری اور بیہوش ہوئی بہزاد نے چند کنیزون کو للکارا کہ ارے تم کیون ب
ترقی ہو بلوہ ذبح سے بچو گی میرے قریب آؤ ملکہ کو اُٹھا کر لے چلو مین اب بھی بہ آسانی پیش
آتا ہون مگر اب بدون حصول وصل باز نہ آؤنگا دیکھون تو یہ کیا کرتی ہین کنیزون نے
آکر ملکہ کو اُٹھایا کل کنیزین حاضر ہوئین سب کو بہزاد نے ساتھ لیا اور سکان سے اشارہ
کیا کہ تمھاری بھی خطا معاف کرتا ہون بالاسے کیوجا کر بیٹھو سکان ناچار پلٹ گئی مگر
کنیزین مقرر کین کہ دریافت کرو بہزاد کیا کرتا ہی مگر بہزاد نے فیروزہ کو قفس آہنی مین
بند کیا مسلسل بھی کر دیا اپنی بارگاہ مین آیا چند ساعت کے بعد ملکہ ہوشیار ہوئین اور
اپنے کو دیکھا کہ قفس مین بند ہون بہزاد سامنے بیٹھا ہوا یہ کہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم بحق
سامری و جمشید میری مصیبت پر رحم کرو اگر مجھے قبول کرو گی تو عمر بھر خدمتگزاری کرونگا
تم بیٹھکر سلطنت کرو سب تمھین کو اختیار رہیگا نام سامری و جمشید سنکر ملکہ نے کہا انپر
تو مین لعنت کر چکی ہون انکا واسطہ کیون دیتے ہو یہ مکار تھے دعوی خدائی کر کے
مر گئے اب یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی خداوند بنکر بیٹھا ہی اپنے بزرگون کی کتاب کو کہنا
ہی منسوخ کر چکا اور یہی گمان کرتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جس دن سے یہ مسلمان آئے
مین نے کاہنون و نجومیون سے دریافت کیا ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ بس طلسم تمام
ہوئی اور جمشید یہی کہے جاتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جو تجھسے ہو سکے تو دریغ نکر
مین تجکو قبول نکرونگی بہزاد یہ سنکر بہت جھلایا طرف سرداروں کے متوجہ ہوا اُسنے
صلاح کرنے لگا سب نے کہا حضور یہ ان خونی کی [illegible] بیچئے اور قفس جلاد کو دیکر
حکم قتل دیجیے جان کا بڑا خوف ہوتا ہی ضرور قبول کریگی یہ سنکر بہزاد نے حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری کرو [illegible] شلنگین لگانے لگے
آوازین دیتے تھے کہ ایک باشندہ سرکو [illegible] پھر ابھی دیکھیے گا

بہزاد نے اشارہ کیا کہ جلد اسکو قتل کرو ایسے ایسے صدمے دیئے کہ اب قلب مین طاقت
نہین ہو کہ یہ مصیبت اٹھاؤن جلاد نے ملکہ کو قفس سے نکالا گردن پر کوڑے کا خط دیا تیغ
کھینچکر جلاد سر پہ آیا اسوقت فیروزہ نے دلکو طرف پروردگار کے متوجہ کیا اور پکار
اٹھی کہ ای کارساز زمین و زمان و ای معین و مددگار بیکسان کنیز کو اس آفت سے بچانے
اس ظالم کی بدحت سے کیونکر بچونگی قضاے کار صاحبقران زمان کہ لشکر مین ہین اور
بادشاہ جمجاہ قید خانے کو فتح کرکے اسی مقام پر صحرا مین اترے ہین چار سو تاجدار ساتھ
ہین بارگاہ زرنگار استادہ ہو کہ انکا ذکر کیا جائیگا مگر صاحبقران نے فرمایا ای میثاق دو
ہفتے سے زیادہ گذرے کچھ خبر نہین معلوم کہ ہمارے فرزند بادشاہ پر کیا گذری حقیقت
مین کبھی ایسے صدمے شاہ نے نہ اٹھائے تھے اگر مناسب جانو تو شہریار کو تلاش کرو
میثاق نے کہا حضور تو کوچ کرین اور طرف کوہ تصویر کے چلین کہ کوہ تصویر پر پہلے ہی
کل تاجدار وہان آئینگے اپنی اپنی نذر و نیاز مانینگے حضور تو ادھر چلین غلام
آپ کا سعد شہریار کو دریافت کرتا ہوا قریب کوہ تصویر حضور کو ملیگا بہار اعجاز بیان
نے کہا ای میثاق مین بھی چلونگی سردار حسینان بھی اپنے مقام سے اٹھین میثاق نے
ایک تخت سحر تیار کیا دونون شاہزادیان میثاق کے ہمراہ ہوئین تخت اڑتا ہوا
چلا جسطرف سے تخت میثاق گذرتا ہو غول کے غول اور غٹ کے غٹ میلہ والونکے
دکھائی دیتے ہین حلوائی و نانبائی و کھلونے والے دہنڈولا جھلانے والے و تنبولی و
ساقی مع ساقنون کے اسباب سب کے لدے ہوئے ساتھ ہین ہر مقام پر یہی ذکر
ہو کہ صاحبو چلکر خداوند سے ملاقات کرین ایسی کرامت کہان ہوگی کہ پتھر کی تصویر مثل
انسان کے باتین کرتی ہو جو بات پوچھو وہ بتا دیتی ہو اسکے سال جو انقلاب ہوا ہی
اسکے بارے مین بھی دریافت کرینگے کہ قدرت کیا فرماتے ہین طلسم فتح ہوگا مسلمانون نے
آپ راضی ہین ساحرون سے بیزار ہوئے کہ کل اقلیمین تباہ ہو رہی ہین مسلمان بر طرف
چلے آتے ہین بہار اعجاز بیان نے کہا ای میثاق کیا ان لوگونکے یہ اعتقاد ہین کہ
تصویر پتھر کی حقیقت مین باتین کرتی ہو میثاق نے کہا مین کئی مرتبہ کوہ تصویر پر گیا کیا

بڑی بات ہو ساحر کو اختیار ہو کہ سحر کرکے اپنے کو غائب کر دے پشت پر تصویر کی یہ تحریر ہے
جب کوئی سوال کرے تو یہی ساحر جواب دیوے گا اے شاہزادۂ عالم اب سب کا حال کھلے گا
تخت اڑاتے ہوئے میثاق آتا ہے تمام صحرا میلہ والوں سے بھرا ہوا ہے اور بعد جانے میثاق کے
صاحبقران نے بھی کوچ کیا اُدھر بادشاہ جمجاہ سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ
پایا کہ طرف کوہ تصویر کے جائیے سعد شہریار بھی سوار ہوئے صرف وہی چار تن تاجدار
ساتھ ہیں منزلیں طے کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر یہاں وہ وقت ہے کہ بہزاد ملکہ فیروزہ کو
ڈرا رہا ہے مگر فیروزہ یہی کہے جاتی ہے کہ میں سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہوں اے بہزاد
اگر تو میرا بند بند جدا کریگا تو بھی میں تجھکو قبول نہ کرونگی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر لیکن
بہزاد جلاد کو اشارہ کرتا ہے کہ قتل نہ کرنا خنجر چمکا کر ڈرا کنیزیں فیروزہ کی حیران کھڑی دیکھ
رہی ہیں آپس میں کہتی ہیں کہ صاحبو ہماری مالک پر یہ جفا ہو اور ہم دیکھ رہے ہیں ہمنے
انکا نمک کھایا ہے کیا تدبیر کریں مگر فیروزہ مجبور ہو کر آنکھوں سے آنسو جاری رجوع
قلب سے دعائیں مانگنے لگی کہ اے رحیم رحم اپنا شریک کر تیری ذات کو بقا ہے اور سب کو
فنا ہے میں نے بے کسی کے سبب سے تیرا اعتقاد کیا ہے بیقرار ہو کر جو فیروزہ نے دعا کی
میثاق کوہ گردان تخت کو اڑاتا ہوا اُس صحرا میں پہونچا آسمان سے دیکھا کہ ایک
مہ جبین نہایت حسین و جمیل آنکھوں سے آنسو جاری ثابت ہوتا ہے کہ صدف کا منھ
کھلا ہوا ہے گوہر آبدار اشک نکل رہے ہیں میثاق فیروزہ کو دیکھکر طرف بہار کے
پلٹا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے اِس مہ جبین نے کیا خطا کی ہے کہ جلاد تلوار کھینچے ہوئے سرپر
کھڑا ہے وہ ساحر مغرور سیاہ فام بد انجام حکم قتل دے رہا ہے میرے دل کو تو یہی یقین ہے
کہ شاید یہ شاہزادی طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی ہے اِسی جرم پر یہ ساحر قتل کرتا ہے یہ سنکر
سردار حسینان نے جواب دیا کہ اے میثاق اِسکو بچاؤ میں سحر شروع کروں بی بہار کا
ہار چلے اور یقین ہے کہ یہ شاہزادی بھی ساحرہ ہے رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگی میثاق
نے اِشارہ کیا بسم اللہ سردار حسینان تڑپ کر گری ملکہ فیروزہ کو اٹھا لیا بہزاد نے
جو دیکھا کہ ایک شاہزادی آسمان سے اتری اور فیروزہ کو لیے جاتی ہے پکارا کہ یہ تو

سردار حسینان ہی تو ۔ بت سے قمر یک باد شاہ اسلام ہو گئی مگر کیا شاہزادی ہو کہ حسن
مین بے نظیر ہو بقول شاعر

نظم

یکبین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ۔ وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجاتے ہوش
غرق دریائے جواہر تھی قدم سے تا فرق ۔ زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور ۔ اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
ہوئے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح ۔ میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بر مین داغ ۔ خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز ۔ مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے مثال گل برگ ۔ متبسم صفت غنچہ دہان خاموش
شیشۂ میکدۂ حسن گلوئے زیبا ۔ جس مین بھر دی نزاکت کی شراب سر جوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال ۔ نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ۔ بیحجابانہ کبھی جلوہ نما گہ خاموش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے ۔ نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بہزاد یہ جمال بے مثال دیکھکر حسن فیروزہ کو بھول گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی
و اے سرو باغ محبوبی یہ کیا گستاخی ہے کہ آپ میرے ساتھ بغاوت کرتی ہین مین حیران
ہون کہ آپ کو ایسے کیا توسل ہے سردار حسینان نے کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہو کر
فیروزہ کی زبان سے سوزن نکالی فیروزہ جو رہائی قید کو توڑ کر چیخ کا کہا کہ اے
شہنشاہ حسینان آپ کیونکر [illegible] ملعون کو [illegible] سے آتا تھا [illegible]
بہزاد کو فیروزہ پوچھتا [illegible] نے سامان دعوت کیا [illegible] اشتیاق [illegible]
پہلے سوال کیا مین نے جواب [illegible] وصل [illegible]
ہین نے ساحری [illegible] لعنت [illegible] مذہب خدا سے نادیدہ کا اعتقاد کیا اس رحیم و
رحیم نے آپ کو بھیجا اب مین آپ ہی کے ساتھ رہونگی میثاق کو گردان [illegible] باتین لکھ
فیروزہ کی سنکر مائل تو وہ بھی ہو چکا تھا گودڑ جھولی سے نکالا لشکر بہزاد پر پھینک مارا [illegible]

لیکن فیروزہ کی بھی اشنے لگین سکان نے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی آکر شریک فیروزہ ہوئی دس بارہ ہزار جادوگر لیکر آئی اور پکار کر کہا او میثاق مین بھی مطیع اسلام ہوئی ان ساحرون سے بیزار ہوگئی اتنے میں سب ساحر آپس مین ملگئے جنگ ہونے لگی بہار نے جب دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہو بار پھولون کا گلے سے اُتار اسم سحر پڑھکر پھینک مارا کہ ایک غول پر پھول برسنے لگے کئی ہزار ساحر مبہوت ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے بہار اعجاز بیان کے آئے

نظم

قمریان کہتی ہین باہم دیکھکر بالاے سرو
اُس سہی بالاے آتی ہو بلا بالاے سرو

دو سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ ساتھ
گلشن عالم مین ہو جائین اگر دو پاے سرو

قمریان کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف
ہو یہ کا ہیدہ وہ ترے آگے گم ہو جاے سرو

وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین
باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالاے سرو

فصل گل مین وہ نہین دیتا نہ دے اے بیفرش
ساغر دل مین بھرونگا بادہ مینا سے سرو

عقل اگر ہوتی تو ہوتین اُس سہی قد پر نثار
جانور مین ایسے ہین قمریان شیداے سرو

آگیا رونا مجھے یاد آئے گھر جانے سے آپ
بن گیا ہو آب جو نخچیر بہ پاے سرو

قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو اور رہی حسن ہو
بس مجھے نخلبن ہی کافی ہو نہین پرواے سرو

آج اُس سرو رون کا قصد ہو گلگشت کا
قمریان کہتی پھرینگی جاے کو کو ہاے سرو

باغ عالم مین بھلا موزون نہ کیون مشہور ہو
مدتون ناسخ کے اشکون کا جو پانی پاے سرو

افسر اُس غول کا سامنے بہار کے آیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال پانچ ہزار ساحر میرے ہمراہ مین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار نے اشارہ کیا کہ فوج بہزاد کو قتل کرو پانچ ہزار ساحر جو پلٹے فوج بہزاد پر جا پڑے بہزاد نے دیکھا کہ ایکطرف فیروزہ دوسری جانب میثاق کوہ گردان تیسری سمت سردار حسینان چوتھی طرف سکان جادو بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہی ہو سمجھا کہ اب جان بچنا دشوار ہے شکست فاش کھاکر بھاگا میثاق دور تک تعاقب کرتا ہوا گیا مگر بہزاد شکست خوردہ طرف کوہ تصویر کے گیا میثاق اُس جمعیت کو لیکر اُسی مقام پر آتا فیروزہ سے

باتین محبت کی ہورہی ہین فیروزہ کو بھی طرف بیثاق کے توجہ ہو دل سے کہتی ہی کہ اے فیروزہ
شکر ہی کہ بادشاہ سے ملنے کا طریقہ بن پڑا یہ وزیر اعظم خداوند صاحب مرتبہ ہو پوچھا کیون
صاحب کیا ارادہ ہو بیثاق نے کہا ہم بھی میلہ دیکھین گے یا تو ہمراہ جمشید کے آئے
تھے یا برائے مقابلہ جمشید جاتے ہین یہ باتین تھین کہ قیصور جنی آکر پہونچا بیثاق
نے کہا اے قیصور کہان سے آتے ہو قیصور نے بیان کیا کہ بادشاہ جہجاہ سعد بن
قباد نے زندان خانۂ طلسمی فتح کیا چار سو تاجدار اُنکے ساتھ ہین اُنکو بھی لوح نے ہدایت
کی ہو کہ آپ بھی کوہ تصویر پر جائیے میلہ جاکر دیکھیے میلے مین جنگ عظیم ہوگی تو اے بیثاق
مین بادشاہ کے خیال سے چلا ہون کوہ تصویر پر ملاقات کرونگا فوج جنات بھی
آتی ہو جن بھی سب شریک جنگ ہونگے حاکم کوہ تصویر کا نقاش جادو بڑا ساحر
زبردست ہو اے بیثاق سب سامان اپنا درست رکھنا تاجر بنکر آؤ یہ کہکر قیصور جنی
رخصت ہوا الغرض بیثاق نے اپنی قطع تاجرون کی بنائی بارگاہ و خیمے جو بہزاد کے لوٹے
ہین اُن سب کو ساتھ لیا اور کوچ کرکے طرف کوہ تصویر کے چلا یہان نقاش جادو
کہ میلے مین اسی کا انتظام ہو دوکانین جا بجا درست کرا رہا ہی تاجدار جو آئے ہین اُنکو
اُتار رہا ہو کہ ایک طرف سے فوج کا ہلڑ ہوا بہزاد نے آکر نقاش سے ملاقات کی
نقاش نے پوچھا کیون خیر تو ہی بہزاد نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ بیثاق نے
آگ برسادی مین شکست کھاکر بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی اے نقاش کیا تعجب ہو کہ بیثاق
بھی اس میلے مین آئے نقاش نے کہا میلے مین کسی کی مجال نہین ہو کہ غیر مذہب آکر اُترے
اور قدرت خبر نہ دین مین گھیر کر سب کو مار لونگا یہ کہکر بہزاد کو اُتارا آپ بر سر کوہ آیا
سامنے تصویر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوند بہزاد شکست کھاکر آیا ہی
مین نے اُسکو اُتارا ہی یقین ہی بیثاق وغیرہ بھی آدین ہرچند نقاش چیخا مگر تصویر نے
کچھ جواب نہ دیا نقاش بہت حیران ہوا سمجھا کہ آج قدرت خفا ہین جواب نہین دیتے
جب نقاش قدمون پر گرا تو تصویر سنگی سے آواز آئی کہ اے نقاش جو کچھ ہو سکے وہ
انتظام کرو اب کا میلہ بڑے فساد کا ہو دریا سے خون جاری ہونگے دیکھیے قدرت بھی

رہین یا نہ رہین اس جمشید ثانی نے وہ آفتین برپا کی ہین کہ اُسکو کچھ کہہ نہین سکتا آجتک
بے انتظام بیٹھا ہی جو فکرین کین وہ مٹین جوان غنا نمار یان شریک طلسم کشتہ ہوئین مجھ
سے نہ پوچھو کہ کیا ہوگا ایسا کچھ ہوگا کہ قدرت کو بھی تردد ہوگا آج پوجا پاٹ کر لو جب
وہ یہ انقلاب پڑیگا تو قدرت کہان رہین گے آخر چلے جائین گے تقاش خاموش ہوکر
نکلا زیر کوہ بارگاہین تاجدارون کی استادہین فوجین اُتری ہوئی ہین دوکاندار لوگ
دوکانین لگائے ہوئے بیٹھے ہین ایک طرف صرافہ وجوہری بازار زیور ہائے سیم و
زر سے کمال تکلف سے آراستہ ہی جوہری بیچے نیچے جامے پہنے ہوئے گلنار پگڑیان اچھے
اپنے سرون پر رکھے ہوئے کانون مین سونے کے بالے اُسمین مروارید پڑے ہوئے
ہر دوکان پر خریدار اُٹھے ہوئے بیع وشری ہو رہی ہی دوسری جانب بزازہ اطلس
و کمخواب کے تھان کھلے ہوئے ہین دلالون کی بول چال ہی خرید و فروخت کا شور ہی
ایک جانب حلوائی خوانچے رنگ برنگ کے لگے ہوئے سونے چاندی کے ورق
مٹھائی پر آراستہ شیرین زبانی سے بول رہے ہین کڑھاؤ چڑھا ہوا ہی پوریان وغیرہ
اُتر رہی ہین خریدارونکا جماؤ ہی ایک طرف گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار جابجا
لیے ہوئے ہین آوازین دے رہے ہین کہ بہار جوہی مین کون البیلا ہی کہ بیلے کے ہار پہنے
پلنگ توڑ بیلا ہی دو جانب درختون کی صف ہی قطار در قطار کھڑے ہین اُسکے نیچے
جا بجا ہین پالین استادہین بھنگیر نین آبادہین گوری گوری صورتین جبین و جمیل
جوڑے ترچھے بندھے ہوئے دوپٹے سینے سے ڈھلکے ہوئے بے تکلف بیٹھی ہین
جوانان خوشرو رنگین دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوئے آڑے ترچھے ہوتے ہوئے
آئے کسی نے روپیہ پھینکا کسی نے پیسے دیے اور ہنسکر کہا کہ بی ساقن صاحب ہم تو
تمھارے پُرانے خریدار ہین کوئی تُرا سالجہان کا اپنے بٹوے سے نکالکر دیتا ہی ساقن نے
فوراً چلم بھر کر توا جمایا سامنے اُس جوان کے پیش کیا جوان نے ہنسکر کہا ذرا منھ
لگا دو ساقن نے دم لگایا دھوان پیچ وتاب کھاتا ہوا طرف آسمان کے چلا جوان
نے کہا کہ یہ دود دل عاشقان ہی ایک عاشق تن نے آواز دی اے جان جہان واہ

آرام دل مشتاقان ہمکو دم [illegible] دم [illegible] کھوگی ذرا اس شعر کو یاد کرو جو مین کہتا ہون فرد
نہ آ زاہد کے دم مین کھینچ دم [illegible] نکار ندو نہین ہو پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردست و
زندون مین ہو ساقین سے یہ سنکر جواب دیا شعر نہ آ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دم کا
پیکا ہی ہو بہشت ایک باغ [illegible] شہر کی دھڑکا ہی ہو تمام بازار مین دھوئین کا
آسمان بنا ہو [illegible] خوشخرو آوازے پھینکتے پھرتے ہین وہ نانبائیان ہین
بھی جواب دیتی پھرتی ایک [illegible] تاپٹی کے لہنگے پہنے نینو کے دوپٹے اوڑھے
ہوئے کنگھی چوٹی سے آراستہ ہاتھون مین چاندی کے کڑے انگلیون کی پور رنگین
گندھیری [illegible] سینہ ابھرا ہوا اپنا اپنا ٹھٹھا جوبن دکھا رہی ہین معلوم ہوتا ہو جھربیرون
مین دوکانے [illegible] لگے ہوے ہین دانا لوگ دیکھ دیکھکر یہ شعر پڑھ رہے
ہین شعر [illegible] دکان [illegible] کیا سبز رنگ میتھی ہو سویا جو پاس ہوتا جب چاہتی سونگھتی
ایک سمت [illegible] مہ جبین کو دیکھ دیکھکر جھوم رہے ہین دوسری
جانب کھلونے والے [illegible] رہے ہین جا بجا ہنڈولے اپنی چیزین [illegible] کر رہے
ہین کسی جگہ [illegible] سننے والون کا جمگھٹ ہی کچھ لوگ دائرے بجا بجا کر
خراب [illegible] مصروف ہین [illegible] پر مداری اپنا پٹقہ مار مار کر تماشا دکھا رہے
ہین نٹون کے ڈھول کا شور [illegible] کے بہروپئے نکالے ہوئے سوانگ کے تختون مین لاگ
ڈانٹ جا بجا اٹھتے ہوئے رنگیلے جوان کھڑے ہوئے یہ سیر دیکھ رہے ہین بازار مین
عجب ہنگامہ ہو ایک جانب بھٹی شراب کی اسپر میکش شراب پی رہے ہین اور اپنی
اپنی ترنگ اڑا رہے ہین کچھ دھن سے مطلب نہین کوئی مصرع آدھا نکلکر رہ گیا کوئی پورا
پڑھ گیا عجب بد مستون کی للکار ہی شیشون کے کٹورون کی جھنکار ہی ایک جوان نشے
سے ہوشیار ہو کر سب سے آگے بڑھا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تمہارے خلد مین ہم یا سقر مین جو سے شراب
کرو اعظا کر دن محشر مین جستجوے شراب

ہوا ہون خاک پر اتنا تک ہی جستجوے شراب
دعا سے روح ہی چھوٹے کوئی سبوے شراب

نہ پائین زاہد بے آبرو شراب کہین
نہ اپنے ہاتھ کہین کھوئین آبروے شراب

بدن شراب کشی سے خم شراب بنا
ہی اپنی روح بدن مین برنگ بوے شراب

حضور پھول کے برگِ شجر ہوں کیا سرسبز
بھلا ہی بنگ کی کیا قدر روبروے شراب

شرابخوار دہ شیرین دہن ہی او فرہاد
ملنگا ہیگا عوض جوے شیر جوے شراب

برنگ جام ہوئین آنکھین ساقیا پرخون
ترے فراق مین دیکھا جو مین نے سوے شراب

حساب اب ہی یہی کون جا بسے مسجد مین
شرابخانون مین ہاتھ آسے ہر سبوے شراب

کیا ہی آج تو مجلس کو مست او مطرب
تری ہنسارے کی تو نہی ہی کیا گروے شراب

یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین
شراب کا ہی مجھے ولولہ سبوے شراب

محب ساقی کوثر محب ہین اے ناسخ
عدو وہی ہی ہمارا جو ہی عدوے شراب

عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی مثل مشہور ہی کہ دور اول جسکو طوطا برن کہتے ہین دور دیگر باز برن ہی دور سوم گدھا برن ہی یعنی جہان دور اول پیا ایک کی ایک تعریف کرنے لگا جب دوسرا دور نوش فرمایا تو دست درازی شروع کی جہان تیسرا دور پیا جا بجا ٹھہری مین گر پڑے اگرچہ اوندھے پڑے ہوے ہین مگر لاؤ لاؤ کہہ رہے ہین کوئی بلبلا رہا ہی کوئی تغیر کرتا ہی کوئی کسیکی تعریف کر رہا ہی بعض جوانان وضعدار آہنگ نو وغیرہ کا خوف کر کے نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے ہوے تشنہ لبون کے ہاتھون سے محروم ہو رہے ہین مگر نشے مین شراب کے دوہرے ہوے جاتے ہین جب شراب ہو گئی تو سر سے اپنے دوپٹہ کھول کے میفروش کے سامنے لاے کہ اسے رہن رکھ لو تو اگر ایک ادھا اور دو بعض نے جوتا اتار کر پھینکدیا برہنہ دوڑے دوڑے پھرتے ہین بعض جو میخوار وضابط ہین وہ نشے کو ضبط کر کے چپ چاپ کھڑے ہوے ہین اگر کوئی جانور اڑکر سر پہ سے گذرا تو سر جھکا لیا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا بعض نشے کی دھن مین جھکے ہوے جاتے ہین جو کسی نے پوچھا کیون برادر جھکے ہوے کیون جاتے ہو کہا بھائی ایسا نہ ہو کہ ہم سر اٹھائین اور آسمان کی ٹکر لگ جاے بعض غل مچا رہے ہین میفروش اپنی دوکان پر بیٹھا ہی گلابیان جمی رکھی ہین بوتلین بھری ہوئی ایک ایک کو دیتا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے بھائی کم پینا شراب نوکشیدہ ہی تمھاری عقلمندی سے بعید ہی دو جام سے زیادہ نہ پینا

وہ جواب دیتے ہین کہ لالہ صاحب ہم ہمیشہ کے پینے والے ہین کہو تو چلو لگا کر خم کے خم
پی جائین اور معلوم نہ ہو شعر پلا وہ جام شراب ساقی کہ بھر نہ آئین کبھی خود مین ہو ہزار ہا خم پیے ہین
خالی گیا لیکن خمار اپنا ؎ جابجا ناچ ہو رہا ہی بھیرو ین اُڑ رہی ہی ستارۂ سحری چمک رہا ہی رات
اسی ہنگامے مین گذری اب وہ وقت آیا کہ سائل بالاے کوہ جانے لگے حجرے مین جاکر
نذر و نیاز چڑھا رہے ہین سامنے تصویر سنگی کے پوجا پاٹ کرتے ہین کوئی گڑگڑا رہا ہی
کہ یا خداوند سامری کئی شادیان کر چکا ہون مگر اولاد نہین ہوتی کوئی منت کر رہا ہی
کہ مین کئی سال سے بیکار ہون کوئی کہتا ہی شاہ کی مہربانی کم ہو گئی یا خداوند دعا کیجیے
کہ وہی عہدہ ملے کوئی پلٹن مانگ رہا ہی کوئی رسالہ مانگ رہا ہی نقاش سب کی
نذرین پیش کر رہا ہی کشتیان گذر رہی ہین گرد تصویر کے پھولون کے ہارون کا
انبار ہی جو اندر سے نکلا ہار اُسکے گلے مین پڑ گیا تنتنا ہوا چلا جاتا ہی کہ میثاق کوہ گردان
بھی بہ شکل تاجر آیا چند کشتیان مزدورون کے سر پر رکھی ہوئی ہمراہ آتے ہی وہ کشتیان
سامنے نقاش کے پیش کین نقاش نے وہ کشتیان سامنے تصویر کے رکھین مگر
میثاق باہر نکل آیا نقاش نے وہ کشتیان جو سامنے تصویر کے کین ایک آواز
ہیبت ناک آئی کہ اے نقاش یہ کشتیان ہٹا لو اِن کشتیون سے بوے دشمنی آتی ہی
بڑے تعجب کی بات ہی کہ مسلمان اندر دیر کے آیا یہ جو تاجر آیا تھا یہ تاجر نہین ہی
قدرت فرماتے ہین کہ یہ میثاق کوہ گردان تنہا جانے نہ پائے بالاے کوہ گھیر لو
اور باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم اُس سے دریافت کرین کہ تیرے آنیکا کیا باعث
ہی کچھ مراد مانگتا ہی ہم خداوند ہین دوست دشمن سب کی مراد دیتے ہین اے نقاش جانے
نہ پائے اِسکو بھی تو ثابت ہو کہ قدرت کے یہان جانے مین یہ نفع حاصل ہوا کیونکہ
جمشید ثانی ہمارا چھوٹا بھائی ہی جب اُس سے برگشتہ ہوا قدرت اُسکو اپنا دشمن جانتے
ہین نقاش نے آواز دی کہ اِن سوداگر صاحب کو بلا لو میثاق گھاٹیون کے قریب
پہونچا تھا کہ ایک سوار نے گھوڑے سے کود کر ہاتھ میثاق کا تھام لیا میثاق نے
ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اب تو ہلڑ ہوا بھاگا نہ اعجاز بیان و سردار حسینان

و فیروزہ تاجدار و ملکہ سکان و چند افسر دیگر گھاٹیوں پر کھڑے تھے اول بڑھکر بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ جلکر خاک ہوا اُدھر سردار حسینان نے بیچہ کمر سے نکالکر پھینکدیا تلواریں برسنے لگین سیکڑون کے سر کٹکر گرے جو مصروف جنگ ہوا اُسنے اپنے نام کا نعرہ کیا مگر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر ایک طرف آکر اُترے تھے شب بھر میلا دیکھا کیے صبح کو بارگاہ مین آئے خواجہ حاضر خدمت ہین آوازگیر و دار جو سُنی تو صاحبقران نے ہرکارون کو بھیجا کہ خبر تو لاؤ کہ زیر کوہ یہ کیسا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے اور واپس آکر عرض پرداز ہوے کہ میثاق کوہ گردان و ملکہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان زیر کوہ سب گھرے ہوے ہین فوج بہزاد و نقاش مصروف جنگ ہی صاحبقران یہ سُنکر سوار ہوے امیر کے ہمراہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بھی چلے امیر اشقر پر سوار زیر کوہ پہونچے تو دیکھا کہ میثاق لاکھون کے بیچ مین اکیلا لڑ رہا ہی جدھر رُخ کرتا ہی ساحر بھاگتے ہین اور بہار اعجاز بیان نے جو کئی گلدستے مارے طرف سے صحرا کے آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد و ند و گداز یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے آتے ہین

نظم

مظہر وہ بُت ہی نور خدا کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رُتبہ ہی طور کا

ساقی سے مئے وصال مین عالم ہی نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالا بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہی نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہی نام طور کا

ہین پانوُن تک جو بال مرے سر کے اُلجھون
جاڑے مین ہو گیا ہی لبادہ سمور کا

دیوان کیون بھرون نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی تو ذکر ہی غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیون نہ ہو اپنی نگاہ پاک
یان چشم تر ہی جام شراب طہور کا

اے شہسوار اگر نہ کیا کُشتہ نگاہ
پہونچا دے قبر مین یہ تپنچہ قصور کا

جھک جھک کے شیشے ملتے ہین ہنس ہنس کے جام
یہ میکدہ مقام نہین ہی غرور کا

آواز تیری نغمۂ داؤد ہی اگر
عالم ہی صاف مصحف رُخ پر زبور کا

نا سنج لگے جو سنگ تو سودا نے یہ کہا
ہر سنگ مین شرارہ ہی تیرے ظہور کا

اہل فوج نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین خورشید رخسار محبوب طرحدار پشت پیر کُمَی سر کی بیٹھی
شعار ہند کو رگاتی ہوئی آتی ہو جسکی نگاہ اُسپہ پڑ گئی حیران جمال و محو دیدار ہو گیا ہر طرف سے
یہی صدا ہو کہ ای آئینہ رخسار اسطرف آ ہم تمھارے مشتاق ہین جسطرف وہ نازنین پلٹی
پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے فیروزہ ناجدار نے صدہا دوکانین اُلٹ دی ہین
دوکاندار بھاگے بھاگے پھر رہے ہین صرافہ بزاز دے لٹنے لگا کوئی تھان لیے بھاگا
جاتا ہو کسی نے صراف کی تھیلی اُٹھالی کوئی حلوائی کی دوکان سے مٹھائی لوٹ کر کھا رہا ہو
امیر نے جو دیکھا کہ لاکھون ساحرون نے میثاق کو گھیرا ہو مگر وہ شیر صولت بڑے انتظام سے
لڑ رہا ہو فوج بے حد و بے حساب ہو نقاش و بہزاد پہاڑ سے سحر کر رہے ہین تو اگر اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ دان زہ پیشم فرار ی شدہ	ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن سحر کے
خوف سے پیچھے پیچھے امیر کے چلے آتے ہین کوئی تیر اندازی کر رہا ہو کوئی نیزہ ہلاتا ہو
لندھور کا گرز چل رہا ہو مالک کا نیزہ دو زبانہ تمام نیزہ بازان عرب نیزہ بازی
کر رہے ہین ایک طرف نور الدہر ایرج سے جنگ مین بھی تکرار ہوتی جاتی ہو اور
ایرج کا ہر مرتبہ للکارتا ہو کہ او کشتی گیر زادے اس غول پر تو آ نور الدہر فرماتے ہین
کہ او تاجر زادے تو جنگ کیا جانے دوکانداری کرنا بہتر ہو حقیقت مین تجارت سے
تجھکو بڑا نفع ملا کہ اس رتبے کو پہنچا تاک تاک کے دونون جوان افسرونکو مار رہے
ہین آواز اسم اعظم صاحبقران کی بلند ہو فوج نقاش کا نقشہ بگڑ گیا ہو ہر شخص بائل بغرار ہے
نقاش بالائے کوہ سے پکار رہا ہو ارے او نامردو کیون بھاگے جاتے ہو مسلمانون
سے چوگنے ہو سب کو گرفتار کر لو ارے تمھارا سحر نہین چلتا ساحر آواز دیتے ہین ای

بادشاہ ساحران کیونکر تو کرین جب تر منھ سے نکالتے ہین بدن مین آگ لگ جاتی ہی
اسی خوف سے سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو تیر کسی ملعون ربد نام ہون حمزہ کی جو آواز
کان مین آتی ہو قلب تھراتا ہی جو سحر کہ ہمیشہ سیکھے آج آنکو بھول گئے وہ وہ سحر یاد ہین
کہ زمین ہلا دین مگر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی اسی ہنگامے مین خواجہ عمرو دوکانون کے
قریب پہونچے جال الیاسی مار کر یال دوکانون کا اندر زنبیل کیا جس دوکان کے قریب
پہونچے اسکو صاف کر دیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ آج تو بہت مال پایا عمرو
نے کہا آقا بڑا نقصان ہوا میری کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا وہ گر پڑا تھا سامنے
زنگی سائیس جو کھڑا ہو وہ لیکر بھاگا مین ایک پتھر اٹھا کر تعاقب مین دوڑا اور بدو بخیر
اوس کے کھینچکر مارا زنگی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا پھٹا دوسرا ساحر گھوڑے سے کود کر
صندوقچہ میرا لیکر چلدیا یقین ہی کہ بے حیا دیوانہ ہو جائیگا میرا مال کھا کر سالم نہ رہیگا مگر
حیران ہون کہ مہاجنون کو کیا جواب دونگا آقا کیا عرض کرون دن بدن قرضہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا خواجہ کبھی تمنے یہ نہ کہا کہ مجھے نفع ہوا
عمرو نے کہا آقا نفع میری تقدیر ہی مین نہین ہی یہان یہ ذکر تھا کہ دیر سے آواز آئی ای نقاش
مانی جادو کو بلاؤ وہ آکر سب کی تصویرین کھینچے حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسی کے اسم
اعظم پڑھنے سے سحر تاثیر نہین کرتا نقاش نے پکارا کہ ای مانی جادو جلد آؤ لشکر کا
ستیاناس ہوتا ہی سحر اسکے کرواتی نقاش نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار تصویرین
لیے بیٹھے تخت پر رکھے ہین مو قلم ہاتھ مین تصویرین کھینچتا ہوا آتا ہی بہزاد سے متوجہ
ہوا کہ بہزاد کیا کام ہوتا ہی بہزاد نے کہا لشکر مسلمانان جنگ کر رہا ہی ان سب کو یکا
کر و افسرون کو کھینچکر ہم مارینگے مانی جادو نے مٹھا تصویرون کا ہوا پر اڑا دیا
وہ تصویرین اڑتی ہوئی چلین بہزاد دیکھی کہ وسے اترکر مصروف سحر ہوا وہ تصویرین
جو اڑین گرد لشکر اسلام چرخ ادسنے لگین بسیر تصویر ونکا عکس پڑ گیا وہ لڑنے
سے محروم ہوا صاحبقران ہرچند پکار پکار کے اسم اعظم پڑھتے ہین مگر کچھ تاثیر نہین
ہوتی نہ زور رہا سپاہی کہ جو صفون کو درہم و برہم کر رہے تھے وہ چپکے کھڑے ہین حریف

اگر سامنے بھی آتا ہو تو منھ پھیر لیتے ہین تلوارین ہاتھ مین روک لین صاحبقران نے
جو لشکر کا یہ حال دیکھا تو بیقرار ہوگئے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے پکارتے ہین
کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر گروہ تصویرین ہوا پر اڑ رہی
ہین صاحبقران نے دیکھا کہ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خاموش کھڑے ہین
جنگ سے ناچار سوچ رہے ہین کہ کدھر نکل جائین کیونکر جان بچائین فوج کفار کا بلوہ
ہو تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اسقدر لندھور پر تلوارین پڑی ہین کہ تمام جسم
غربال ہو رہا ہی یہی حال مالک کا ہی علمشاہ نوجوان کثرت زخم سے جھوم رہے
ہین قاسم و بدیع الزمان شیران دشت نبرد کہ جس جنگ پر گئے اسکو فتح کر لیا اس
جنگ مین حیران کھڑے ہین لشکر کفار کو زور ہی صاحبقران بیقرار ہو کر پکار اٹھے
کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز یہ مشکل آسان کر نظم

تو گوئی بہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعا ے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نہ خوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے نازد و ما بہ تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی اور آواز سمعک آئی کہ باشید ای
کافران بے حیا و ای نابکاران پڑ دغا نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان [illegible]
تجلی دہ [illegible] اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران [illegible]

سنیے دیکھا کہ چار سو تاجدار ہاتھ مین آگے لوح کو گردش دی جس تصویر پر لوح [illegible]
وہ [illegible] تھوڑے ہی عرصے مین جنبش لوح سے یہ مزا دکھایا کہ جسقدر [illegible]
مانی نے اڑائی تھین وہ سب جلا کر خاک ہوئین اور سب [illegible] جنگ [illegible]
مگر خواجہ کو لوٹنے سے مہلت نہین ملتی میلہ سمجھ تھے و بالا کر دیا جس [illegible]
[illegible] کو ڈرا دیا کہ ارے بھاگ لوٹنے والے [illegible]
[illegible] پہلے [illegible] لے لیا پھر سب مانی دوکان کا لوٹ [illegible]

دوکان پر پہونچے دوسرا فقرہ کیا دوکاندار سے کہا بھائی اپنی جان بچاؤ مال تو پھر
مل رہیگا جنگل مین جاکر چھپو دوکاندار تو بھاگا خواجہ نے دوکان کو لوٹ لیا پردے
تک کاٹ لیتے ہین ایک حبہ تک نہین چھوڑتے صدہا دوکانین لوٹ لین تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ اتنے بڑے لشکر کا خزانہ کہان ہے اکثر ساحرون سے پوچھا ایک
ساحر نے کہا بڑے میان تمھین خزانے سے کیا مطلب ہے عمرو نے کہا بھائی خزانہ
بچائین گے اُس ساحر نے کہا سامنے گھاٹی مین ہے وہان لالہ دل سکھ راے بیٹھے ہوے
ہونگے گماشتے کام کر رہے ہونگے کئی لاکھ روپیہ خزانے مین رہتا ہے جو کچھ بٹتا ہے
اُسکی میزان دے رہے ہونگے خواجہ یہ پتہ سُنکر سامنے خزانچی کے پہونچے مگر چوبدار
کی قطع بنے ہوے فرمایا لالہ جی تم ابتک بیٹھے ہو دیکھو کیا آفت برپا ہے اپنی جان
بچاؤ اگر طلسم کشا اِسطرف آجائیگا تو جان بچنا دشوار ہوگی سب لٹیرے انھین کے
ساتھ ہین مال ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا نہو نقد جان کا زوال ہو پھر اُسوقت
کہان بھاگوگے خزانچی یہ سُنکر بھاگا گماشتے ایک جانب گئے خواجہ نے قفل کاٹ کھولا
توڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے پڑے ہین خوش ہوکر جال الیاسی
زنبیل سے نکالا یہ کہکر جال مارا کہ اے جال جنجال ہوکر پڑیو سوا ہاتھ یہان کی مٹی بھی
نہ چھوٹے یہ مٹی نیارہ ہے نیاریون کے ہاتھ بیچ لین گے یہ کہکر خزانہ بھی لوٹ لیا مگر
بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب گھاٹیون کے پہونچے لوح کو گردش دی گھاٹیان
خالی ہونے لگین جس پر عکس لوح کا پڑا وہ نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا کہتا ہے یہ کیا ہوا ابھی
تو اچھا خاصہ دیکھ رہا تھا اب کیا ہوگیا بادشاہ پہلی گھاٹی کو ویران کرکے دوسری
گھاٹی پر چلے مانی جادو کہ بڑا لیم شحیم ہے تلوار کھینچکر قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا سے ہاتھ نکالکر مارا کہ مانی
کے دو ٹکڑے ہوے مانی کا مرنا کہ بہزاد بیقرار ہے انتہیرہ گھاٹی پر آکر بہزاد نے
جنگ شروع کی بہر کیا کہ تاجدار ہمراہی بادشاہ نامدار جنگ کرنے سے رکے اور
سب نے فریاد کی کہ اے شہریار غلامون کو بچایئے بادشاہ نے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا

کہ کل تاجدار پھر مصروف جنگ ہوئے ہزارہا ساحروں کو مارڈالا ہی بہزاد نے بڑھکر
بادشاہ پر گولہ مارا بادشاہ نے لوح کو آگے کر دیا عکس لوح جو پڑا گولہ الٹا پلٹا
بہزاد نے اپنے کو بچایا مگر گولہ اور دن پر جاکر پھٹا کئی سو ساحروں کے سر پھٹ گئے
بہزاد نے چاہا بھاگوں بادشاہ نے بڑھکر روکا اور ہاتھ تلوار کا مار دیا بہزاد دو
ٹکڑے ہوا جب مانی و بہزاد دونوں مر گئے تو دروازہ دیر کا بالکل خالی ہو گیا تصویر سے آوازیں
آنے لگی کہ ان بندگان من جمکر جنگ کرو مسلمانوں کو برسر کوہ نہ آنے دو ہر چند
ساحر بلوہ کرتے ہیں مگر بادشاہ جنگ کنان ہر گھاٹی پر افسروں کو قتل کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں یہ دیکھکر نقاش تو ہٹ گیا زیر کوہ آکر ٹھہرا یہاں امیر کے سرداروں کا
بلوہ ہی ہر طرف سے نعرے کی آواز آرہی ہی زمین تھرا رہی ہی شاہزادیاں مصروف
سحر خوانی ہیں لکہاے ابر سرخ و سفید و دھانی و گلنار آسمان پر لہرا رہے ہیں کسی ابر
سے آگ برستی ہی کسی ابر سے پھول برس رہے ہیں کسی ابر سے تلواریں برستی
ہیں جسپر تلوار گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے جسپر پھول گرا وہ جلکر رہگیا مگر طلسم کشا
جو قریب دیر پہونچے اندر سے آواز ائی کہ او بندۂ مغضوب یہاں نہ آنا ورنہ بہت
پچتائیگا قدرت کو ناگوار ہوگا لہذا مناسب یہ ہی کہ باہر ہی رہو اندر قدم نہ رکھنا
مگر بادشاہ تیغۂ طلسمی کھینچے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے در دیر پر پہونچے
تصویر سنگی نے بہت غل مچایا کہ اے طلسم کشا ہٹ جاؤ ماید ولت کے سامنے نہ آؤ
ورنہ جہنم میں پھینکوا دونگا بادشاہ نے فرمایا او مکار میں گھاٹیاں طے کر کے یہانتک
آیا ہوں بھلا اب میں رکونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
یہ کہکر جھپٹے تصویر کی گردن پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ تصویر سنگی گری بادشاہ نے لوح
چمکا دی ایک دناٹا ہوا شکم سے تصویر کے ایک ساحر سیہ فام نکلا اور پر پرواز پیدا کر کے
اڑا بادشاہ نے تیر مارا کہ پانوں اس ساحر کا زخمی ہوا کل اہل میلہ نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ رو بدخو پانوں سے خون ٹپکتا ہوا اڑا ہوا جاتا ہی ہر طرف یہی غل
ہی کہ خداوند بھاگے جاتے ہیں ادھر بادشاہ نامدار مانی و بہزاد کو مار کے اور تصویر

سنگی کو توڑ کے کوہ سے اترے مصروف جنگ ہوئے ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے لوح کو گردش دی نقاش نے دیکھا
کہ اب قدم نہ رکیگا فوج کو ہمراہ لیکر بھاگا یہان بادشاہ و صاحبقران نے کوہ تصویر کو
خوب لوٹا ایک ایک سپاہی لکھ پتی ہوگیا دوکاندار لٹے خزانہ شاہی لٹا مگر پہلو مین کوہ
کے ایک تالاب کلان ہے کہ اسمین مال جمع ہوتا تھا خواجہ نے جو آکر دیکھا کہ وہ تالاب
روپیے سے بھرا ہوا ہے منھ مین پانی بھر آیا وہان سے آکے صاحبقران سے کہا حضور
اسطرف نہ جائیے اور بادشاہ سے بڑھکر کہا کہ آپ بھی ادھر نہ تشریف لے جائیے مجھکو یہ
خوف ہے کہ ایسا نہ ہو لوح قبضے سے نکلجائے بادشاہ بھی سمجھے کہ خواجہ سمجھاتے ہین مین
اسطرف نہ جاؤن خواجہ سبکو پھیر کر آپ اکیلے قریب تالاب کے پہونچے جال الیاس نکالکر
مارا اور وہ سب مال کھینچ لیا نذر زنبیل کیا مٹی بھی تالاب کی نہ چھوڑی یہان بعد فتح کوہ
صاحبقران زمان بادشاہ کی تعریفین کرنے لگے کہ اے فرزند تمہاری جرأت کا یہ خیال
نہ تھا مجھکو تردد ہوا تھا کہ تمہارے نام فتاحی طلسم کی ہے اور طلسم وسیع ہے مگر اے فرزند
کیا کہنا ماشاء اللہ تمہاری جرأت و شوکت دیکھی اے فرزند اب کیا باقی ہے بادشاہ نے فرمایا
مرحلہ ہفتم کسی قدر فتح ہوا ہے کہ یہ تاجدار چھوٹے تھے قید خانہ [illegible] قمر لیشہ و آسمان پری
کا الگ ہے انشاء اللہ انکو بھی رہا کرونگا میرے دای کی وفات [illegible] دیکھی صاحب
اس آفت مین رہین اور مین لگ رہا ہون مگر اب تدبیر پوری ہے قید خانے [illegible]
عذاب [illegible] خدا نے چاہا اور [illegible] باقی آسمان پری و قمر لیشہ [illegible] آپ [illegible]
تو جنگ [illegible] کو آسانی ہوگی [illegible] جنگ [illegible] واقع ہوا اور خواجہ
[illegible] مگر خواجہ عمرو آج بہت خوش ہین اور خود کہ رہے ہین کہ [illegible] مجبور
ہوا اگر ایک دن بیشتر آتا تو ساحر جو نکلگیا ہے اسکو گرفتار کرتا تو ڈھائی دن کی خدائی
اس دیر مین کرلیتا بہت کچھ مال پاتا مگر وہ بے حیا ساحر کہان بھاگ کے جائیگا مین
اسکی فکر مین جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آج جلسۂ جشن ہے کچھ بیٹھکا گا [illegible] خواجہ
نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گانا شروع کیے نظم

جانکنی بھی سیکھی ہو ایکو ہکن اُستاد سے — یہ صدا آتی ہو ہر دم تیشۂ فرہاد سے

دردِ سر مجھکو بھی ہو پوچھے کوئی فریاد سے — تو نے یہ تیشہ لیا ہو مول کس حداد سے

پڑگیا ہو اُسکے ابرو کا مرے اشکو نمین عکس — آکے تلوارین بجھا کہدے کوئی حداد سے

بندگی مین سرو حاضر ہو تو کتنا ہو وہ شوخ — منع ہو خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے

جسطرح سے ہو محبت فاختہ کو سرو کی — طوق والے طفل کو اُلفت ہو مجھ آزاد سے

جوہر ذاتی بشر کا ہو جسے کہتے ہین عشق — سیکھتا ہو کوئی فنِ عاشقی اُستاد سے

وہ سہی قد شانہ بنواتا ہو اُسکی چوب کا — اسلیے رکھتی ہو اُلفت فاختہ شمشاد سے

بادشاہی کیجیے جاکر کسی ویرانے مین — چاہیے اُلفت گدا کو کوچۂ آباد سے

دن کو گر روزہ رکھین گے مے پیین گے رات کو — ہم نہ باہر ہونگے ای پیر مغان ارشاد سے

کان مین ای سرو آویزے ثمر کے نہین — دانۂ انگور یہ پیدا ہوے شمشاد سے

رشک گلزار مصلے ہو ہر اک رنگین غزل — آئے ہین ناسخ کنارے آب رکن آباد سے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بادشاہ نے عزم مصمم برائے فتح مرحلہ کیا اور صاحبقران زمان سے فرمایا کہ یہ کوہ تصعیر بر ہی حضور اسے آباد کرین کہ کل مسلمان آباد ہون مین برائے فتح مرحلہ جاتا ہون بادشاہ تو ادھر گئے خواجہ نے عرض کی کہ مین تلاش مین اس ساحر کی جاتا ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خواجہ عمرو بانہاے عیاری لگاکر تلاش مین اُس ساحر کی روانہ ہوے جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک قصر بنا ہو در قصر پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین غرض خواجہ عمرو ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے اُن کنیزونکے آئے اور سوال کیا کرامات ومنارت آپ کو سلامت رکھین اس بڑھیا کو کچھ دلوائیے کہ کئی دن سے ماری ماری پھرتی ہے جا بجا مسلمانون کو پایا وہ لوگ یہ جواب دیتے ہین کہ ہم لات پرست کو نہ دینگے کہین سے کچھ نہین ملا کنیزون نے کہا بڑی بی صاحب اِسوقت معاف کیجیے ہماری ملکۂ عالم ملکہ سنبوش جادو برائے ملاقات خداوند جانے کو ہین ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہین پھر کسی وقت آئیے گا خواجہ نے جو یہ سُنا تو ایک کنیز کو الگ بلا کے

بیہوش کیا اور اسی کنیز کی شکل بنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی
کنیزون کو حکم دے رہی ہو کہ جھٹ پٹ تیار ہو مین برائے ملاقات خداوند جاؤنگی میری
تمنا یہی ہو کہ برائے مقابلہ مسلمانان جاؤن اور اُنپر غالب ہون بڑا غضب ہوا کہ
قدرت سے کوہ تصویر چھوٹا اب باغ نیرنگ مین بھاگ کر آئے ہین عمرو نے یہ دریافت
کرکے مینوش کو کنارے بلوایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور خود اُسکی شکل
بنکر تخت پر سوار ہوے کنیزون سے کہا ہمین باغ نیرنگ مین لے چلو اور یہ سمجھو
کہ مین نے قسم کھائی ہو کہ مسلمانون پر سحر کرونگی جبتک مسلمانون سے مقابلہ نہ ہوگا
اُسوقت تک سحر نہ کرونگی کنیزون نے تخت اُڑایا پھر سحر کامل تخت اُٹھا اُٹھاکر گانیکی آواز
کان مین آئی اور بوے خوش دماغ مین پہونچی کنیزون نے کہا لیجیے ملکۂ عالم باغ کے
قریب آپہونچے خواجہ نے کہ جو بشکل ملکہ تھے فرمایا تخت اُتارو شب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب مسند پر بیٹھا ہو گرد کنیزون کا ناچ ہو رہا ہو مینوش نقلی آکر اُتری پہلے دو
اُنگلیون کی محراب بناکر سجدہ کیا اُس ساحر نے کہا اے مینوش مزاج کیسا ہو بڑے
تعجب کی بات ہو کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہو مینوش نقلی نے تھرا کر
کہا یا خداوند شاید کوئی عیار میرے پاس آیا اُسکا عکس پڑ گیا اِسی وجہ سے بو آتی
ہوگی اگر حکم ہو تو سامنے کچھ گاؤن کیون قدرت آپ نے کوہ تصویر کیون چھوڑا
کیا معرکہ پڑا اُس ساحر نے کہا اے مینوش بادشاہ اسلام مع لوح طلسم گھس آئے مجکو
کچھ نہ بن پڑا آخر نکل بھاگا اُسپر بادشاہ نے تیر مارا دیکھو پاؤن میرا زخمی ہو اب مجھکو یہ
خوف ہو کہ عمرو عیار میری تلاش مین نکلا ہو مین حیران ہون کہ اپنے کو کہان چھپاؤن
کہ اُسکی عیاری سے بچون خواجہ نے بات کو ٹالکر کہا یا خداوند آپ معجزہ پرواز ہین
آپ پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہو یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ کوہ تصویر چھوٹا اگر یہ لونڈی
وہان ہوتی تو کیا مجال تھی کہ طلسم کشا کو زندہ جانے دیتی یہ بھی اُنکی مجال نتھی کہ قدرت
پر تیر مارتے ہاتھ اُنکے قلم کرتی مگر جب خواجہ ارادہ کرتے ہین کہ شراب کا چرچا کرین
تب وہ ساحر موسوم بہ نقوش جادو یہی کہتا ہو کہ اے مینوش میرے قریب نہ آؤ تمھارے

جسم سے بوے مسلمانان آتی ہی خواجہ ناچار ہوے اور کنیزین آکر بیٹھین جام مے گردش مین آیا مگر خواجہ نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا نقوش جادو نے کنیزون کو اشارہ کیا ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بیٹھکر تان مارنے لگی نظم

در بدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر	کیسے بربا د ہوے آپ کے شیدا ہوکر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف	فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہوکر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان	کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرے	گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو	آج جو جو کہ ترے دل مین ادا ہوکر

مگر خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون جب اُسکے قریب جاتا ہون تو یہی کہتا ہی کہ تمہارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہی شراب کاہے کو میرے ہاتھ سے پیے گا آخر دل کو سخت کرکے عمرو نے ایک جام بھر اکہا یا خداوند مین آج شب کو بھی یہین رہونگی امیدوار ہون کہ یہ جام میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے یہ کہکر جام آگے بڑھایا نقوش جادو نے جام ہاتھ مین لیا شراب کو بغور دیکھکر کہا کہ او ساربان زادے مین پہلے ہی سے شک کررہا تھا آخر تجھکو چین نہ پڑا جام شراب بیہوشی آمیختہ مجھکو دیا عمرو نے جب دیکھا کہ اسنے مجھے پہچان لیا تلوار کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرد

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بخت سکندر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے ہیچ مارا مگر نقوش نے اپنے کو بچایا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ گر پڑے رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ یا خداوند ہماری بی بی کے ساتھ یہ کیا کیا یہ بن مانس کہان سے آگیا مگر نقوش نے عمرو کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ آج شبکو اِسکو رکھو کل اسکو قتل کرونگا وہ کنیزین خواجہ کو لیکر چلین ایک کمرے مین لاکر چاہا قید کرین کہ خواجہ رونے لگے ایک نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اسپر روتا ہون کہ کل قدرت مجھکو قتل کرینگے میرے پاس کچھ مال ہو وہ کون لیگا

افسوس میری شفقت ضائع ہوئی کنیزون مین آپس مین اشارے ہوے کہ مال اسی سے
لے لو کون ہمکو کہہ سکتا ہو ہم کہدینگے چھوٹا ہو مال ہمکو ہضم ہو جائیگا کہا کیون خواجہ ہم
دیکھین کیا مال ہو عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی نکالی ایک کنیز کے روبرو رکھدی اُس
لونڈی نے دیکھا کہ اسمین روپے ہین خواجہ نے دوسری پوٹلی نکالکر دوسری کے
سامنے رکھی فرمایا دونون بانٹ لو دونون نے وہ پوٹلیان کھولین جیسے ہی پوٹلیان
کھولین اُسمین سے دھوان نکلا دونون کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ نے ایک کو
اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر دوسری کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو چلکر خداوند سے
عرض کرین کہ عمرو کو قید کر لائے جیسے ہی باہر نکلے دیکھا ایک زنگی کھڑا ہوا کہہ رہا ہو
کہ خواجہ کہان چلے مجھکو خداوند نے مقرر کیا ہو تمنے بڑا غضب کیا کہ کنیز کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر جاتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین تو تابعدار
ہون یہی چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی رہون باتون مین لگا کر عمرو نے زنگی
کو حباب مارا جیسے ہی وہ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے ٹانگ پکڑی گھسیٹکر زنگی کو تو
ایک غار مین ڈالدیا آپ طرف بارگاہ نقوش کے چلے مگر دل مین کہتے ہوے کہ بڑا ہوشیار ہو
پھر بات باقی ہو اگر عیاری ہو گئی تو فبہا ورنہ جھٹ مجھکو قتل کریگا کانپتے ہوے
قریب پلنگ کے آئے بیہوشی کمر سے نکالکر کفچے مین رکھی چاہا بیہوش کردون کہ
نقوش نے آنکھ کھولدی عمرو کا ہاتھ تھام لیا کہا او ساربان زادے مین نے
سب تدبیرین کر رکھی ہین مگر نہین معلوم سیاہ فام جادو پر کیا گذری کہ تو یہانتک
آیا عمرو نے کہا مین نے اُس زنگی کو فلان غار مین ڈالدیا ہو یقین ہو اب ہوشیار ہوا
ہو نقوش کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہو کیا بلا ہے بدو زنگار ہو کہ سیاہ فام جادوگر
مدت کا رفیق تھا اُسنے یہ دھوکا کھایا عمرو بڑا ظالم ہو عمرو نے کہا یا خداوند آپ کو سزا
کا اختیار ہو مگر مین تو اسواسطے آیا تھا کہ سجدہ کرون قدرت کے پاس رہون ایسی
خدمت کرون کہ قدرت کو راضی کر دون نقوش نے کہا اے عمرو ایسے مقام پر تجھکو
بھیجون کہ تڑپ تڑپ کے مرے آب و دانہ تجھکو نہ ملے یہ کہکر ایک دستک دی

کہ آندھی سیاہ اُٹھی ایک ساحر سیاہ فام تخت پر سوار آیا آتے ہی نقوش کو سجدہ کیا عرض کی یا خداوند غلام کو کیون یاد فرمایا نقوش نے کہا ای بہمن صحرانشین یہ عمرعیار بڑا مکار ہے اِسکو لیجاؤ اور صحراے ویران مین چھوڑ دو سحر کر دینا کہ یہ جنگل مین دوڑا دوڑا پھرے اور اِسکو آب و دانہ نہ ملے بہمن نے عمرو کو تخت پر سوار کیا راہ مین خواجہ نے بہت سے فقرے کیے مگر بہمن نے کوئی فقرہ نہ مانا ٹھیک دوپہر کو ایک صحرا مین پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ بونڈلے اُٹھ رہے ہین سوکھے درخت کھڑے ہین ریتو نکا جا بجا انبار ہے جو کوئی طائر بھٹک کر آیا منقار کھولکر گرا نہ بان نکل آئی پر جل گئے ہین بہمن نے عمرو کو مسلسل و مطوق نہ کیا سحر کر کے ویرانہ بن جنگل کا پڑھا دیا اور عمرو سے کہا خواجہ دو دن کی میعاد ہے اس جنگل کی سیر کرو ہر چند خواجہ چیخے چلّائے مگر بہمن نے کچھ جواب نہ دیا اور تخت پر سوار ہو کر چلا گیا اب خواجہ اُس جنگل مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین پانی کے واسطے ہونٹون پر دم ہے جسطرف جاتے ہین وہی صحراے ویران نظر آتا ہے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین مگر بہمن جادو جو اپنے باغ مین آیا مسند پر بیٹھا کنیزون سے اِشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ در باغ پر ایک نامہ دار کھڑا ہے اور کہتا ہے ملکہ چلّہ کش کا نامہ دار ہون امیدوار ہون کہ سامنے بلائیے نامہ لیجیے بہمن نے حکم دیا کہ نامہ دار کو بلاؤ نامہ دار نے سامنے آکر لال کاغذ پیش کیا بہمن نے پوچھا کیا تقریب ہے نامہ دار نے عرض کیا کہ چلّہ کش کے بیٹے کی شادی ہے مانجھا آچکا ہے زعفرانی جوڑا فرزند اُنکا پہنے ہے آپ کو بھی شادی مین بلایا ہے بہمن نے رقعہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر حکم دیا کہ نامہ دار کو رخصت کرو اور اُس سے وعدہ کر لیا کہ ہم وقت پر آئین گے اور کل آکر شریک ہونگے نامہ دار واپس گیا دوسرے وقت بہمن لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کر طرف چلّہ کش کے روانہ ہو گیا آکر شریک صحبت ہوا سب شاہزادیان شاہزادے جمع ہین ناچ ہو رہا ہے مگر مہتر برق فرنگی کہ بچپن سے عیار ہے بعد جانے خواجہ کے

نکلا تلاش میں پھرتا ہوا ایک صحرا میں آیا ایک مقام پر دیکھا کہ صدہا خیمے استادہ ہیں اور
اندر سے باغ کے گانے کی آواز آرہی ہے صدہا ساحر جا بجا پھر رہے ہیں برق فرنگی نے
ایک سے پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہے ساحر نے بیان کیا کہ ملک جادو کش کے بیٹے کی شادی ہے
اسی تقریب میں سب آئے ہیں برق فرنگی یہ دریافت کر کے پھرنے لگا مگر یہ خیال
کر کے کہ برات میں جو آیا ہوگا اسکے پاس کچھ رقم ضرور ہوگی کپڑے سب کے عمدہ
ہونگے ایک خیمے کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین لباس سے
آراستہ ساندنی کو پکارتی ہے برق فرنگی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا چلو مجرے کا
وقت آگیا اس نازنین نے حکم دیا ارے بہلی تیار کرو برق نے جھٹ پٹ اس نازنین
سے کہا بی بی ذرا کنارے چلو تو میں رنگ صحبت بتاؤں اس نازنین کو لیکر کنارے
آیا وہاں اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا آپ اسی کی شکل بنکر باہر نکلا بہلی پہ سوار
ہو کر طرف صحبت کے روانہ ہوا اور باغ پر پہونچکر بہلی سے اترا کمیدان رسالدار
آداب سے جھنک رہے ہیں برق سب کو جواب دیتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا
جلسہ آراستہ ہے دارو غہ ارباب نشاط نے کہا اے آفتاب جمال تم شہر میں ابھی تھا
مجرا کرتا ہوں برق ٹہلا کیا بعد تھوڑی دیر کے دارو غہ نے طائفہ بدلا یا برق آیا
محفل میں بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

عروس فکر رنگیں کو خیال آیا جو تزئین کا
بلا ملتی ہے بخشش سے بہا اے چشم تر آنسو
کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکوہ کا دفتر ہے
بہار آئی جھکا لے سر گلوں نے کیف مستی سے
سیاہی جمگئی مضمون آہ سرد لکھنے سے
بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہے بیتابی
عجب کیفیتیں دیتے ہیں اپنے داغ پیراہن
لگادے ہاتھ تو تخت سلیمان ہو کے اڑ جائے

شگاف خامہ شانہ بنگیا زلف مضامین کا
ملے کچھ دامن خالی کو صدقہ درج گلگین کا
اٹھے شرما کے بالیں سے جب آیا وقت لیسین کا
پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچین کا
ہوا پیوند ہر قطرہ شگاف کلک رنگین کا
دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہے نام تسکین کا
گمان ہے دامن گلرنگ پہ آغوش گلچین کا
جنازہ بھی ہمارا اے پری خواہاں ہے تمکین کا

نہ پڑھے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہو	اُٹھائے کون احسان دوستو تم سے تحسین کا
نسیم اب خود ردانی اشتیاق سامعین پر ہو	دکھایا لطف سخن ہر طرح سے طبع رنگین کا

برق فرنگی جب غوب گا چکا بہمن سے آنکھ ملا کر کہا اے رکن خدائی خداوند جمشید ثانی تم میرے
مطلب کو سمجھ گئے ہوگے کیونکہ راز دان خداوند ہو خداوند خواب مین تشریف لائے تھے
مجھکو یہ کمال عطا فرما گئے ہین اسطرح برق نے ہنسکر کہا کہ بہمن بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی
کہ شاید یہ مجھپر عاشق ہوئی جواب دیا کہ حقیقت مین تمھارے گانے مین تاثیر ہو دل کو
بیقرار کر دیا یہ کہکر صاحب جلسہ سے اشارہ کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو اس گائن کو ہم اپنے
ساتھ لیجائین دو دن ہماری مہمان رہیگی پھر چلی آئیگی صاحب خانہ نے جواب دیا کہ اے
بہمن یہ تو گائن ہو اگر تمھاری خوشی ہو تو کل جلسے کو تمھارے مکان پر لے چلین صبح
ہوتے ہم برات لیکر جائینگے دُلھن کے مکان پر ضرور آنا وہان رسم شربت پلائی ہوگی
بہمن نے کہا مین آنکھون سے آؤنگا ہمارے تمھارے بزرگون سے آمد ورفت ہو
ایسا بھی ہوسکتا ہو کہ ہم نہ شریک ہون یہ کہکر اُٹھا تخت اپنا کھینچا کہا بی گائن صاحب
آؤ برات مین ہمارے ساتھ چلنا تخت پر بٹھا کے برق کو لیچلا راہ مین برق نے پوچھا
کہ صاحب ہمنے خبر سُنی تھی کہ تمنے عمرو عیار کو گرفتار کیا اُسکو مار ڈالا یا نگوڑے کو زندہ
رکھا بہمن نے کہا صاحب مجھے منظور یہ ہوا کہ اُسکو تکلیف دیکر مارون مین نے سب
انتقام اپنا کر لیا ہو اُسنے بڑے بڑے مکر کیے برق رونے لگا کہا لو صاحب غضب ہوا
تمنے اُس نگوڑے کو زندہ کیون رکھا ایسا نہ ہو تمھاری فکر کرے مین نے سُنا ہو
کہ جسکے پاس وہ قید ہوتا ہو اُسی کو مار لیتا ہو مجھے دکھاؤ کہ مین اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرون
بہمن نے تخت کو پھیرا صحراے ویران مین تخت لایا خواجہ کو دکھایا برق نے دیکھا
کہ وہ صحراے ویران جنگل سنسان بالکل کف دست میدان خواجہ نے تڑپ تڑپ کر
رات کاٹی ہو سارے جنگل مین پھرے راستہ نہ ملا آٹھ پہر کے بھوکے پیاسے ریتی پر
بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز واے
رب بے نیاز اِس آفت سے نجات دے انسان کا اِس صحرا مین نام نہین مین کیسے

عیاری کرون یقین ہو کل مرجاؤنگا مگر اومیرے خالق میرے تیرے کوہ سر عنبریب پیر وعدہ
ہوچکا ہی وعدے کے خلاف تو نہ کریگا برق نے جو آستاد کا یہ حال دیکھا تو بہمن سے کہا
ذرا اتر و مین اس مکار سے دو باتین کرونگی اِسنے بڑا ستم کیا ہی جس محلے مین مین رہتی ہون
وہان یہ مردود آیا تھا میرا بھانجہ کھیل رہا تھا اسکا طوق گلے سے آتار کرلے بھاگا وہ
لڑکا روتا رہگیا مین پوچھونگی کہ کیون ظالم وہ طوق تونے کیا کیا جو میرے بھانجے کا
آتارا تھا اور تین چار جوتیان اپنے ہاتھ سے مارونگی کہ کیون رنے بچے کے ستانیکا
نفع پایا آخر اِس بلا مین مبتلا ہوا بہمن نے کہا اب چلو بھی اِن جھگڑون مین نہ پڑو برق
نے کہا مین تخت سے کود پڑونگی تمھارا کیا حرج ہی مجھے افسوس ہوتا ہی کہ محبت سے
مجھکو اٹھا کر لائے اور ذرا سی میری خاطر نہین کرتے مین اِس سے دو باتین کرکے
ابھی چلی چلونگی زیادہ نہ ٹھہرونگی بہمن بھی سوچا کہ حرج کیا ہی معشوقہ کی خوشی ہوجایگی
تخت آتارا بہمن تو ایک طرف جاکر کھڑا ہوا برق نے سامنے آکر کہا کیون اونگوڑے
سار بان نہ دادے تین روپے کے پیادے تجھکو یاد ہی کہ تو طوق آتار کر لڑکے کا بھاگا
تھا مین چیختی پیٹتی رہگئی تھی دیکھ تو خداوند جمشید کیسی تجھکو سزا دیتے ہین اب بہتر یہ ہی کہ
وہ طوق بتادے عمرو نے نگاہ سے برق کو پہچانکر کہا بی بی صاحب اب وہ طوق بھلا
کہان لڑکے بالون کے پیٹ مین پہونچا برق نے ایک لات ماری کہ خواجہ منہ کے
بھل گرے کہا نگوڑے اگر طوق دیدے تو مین تجھکو رہا کردون ورنہ کل روز نکل ہی
تڑپ تڑپ کے مریگا منگل کو یہان بڑی دھوپ ہوتی ہی وہ جو مشہور ہی کہ سورج روز حشر
سوا نیزے پر آجائیگا کل نہ بچوگے اُسی کا سامنا ہوگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا برق
ہنستا ہوا قریب بہمن کے آیا کہا کیون صاحب بدبخت تمنے اِسکی دیکھی مین سمجھی تھی کہ
شاید طوق لڑکے کا دیدیگا مگر وہ کہتا ہی کہ طوق تو اب پیٹ مین پہونچا بہمن نے کہا ای
نازنین ومہ جبین بس زیادہ نہ ٹھہرو یہ عیار بڑا دغاشعار ہی مین نے اِسی واسطے اسکو یہان
چھوڑا ہی سامری نامے مین لکھا ہی کہ جہان اِسکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی تو
یہ صحرا ابھی ویران ہی کل یہ مرجائیگا کیا مجال ہی جو دھوپ مین رہ سکے پس یہ صحرا اول تو

یون ہی ویران ہوا اور زیادہ ویران ہوجائیگا اِس ظالم جیسے تو دنیا پاک ہوجائیگی ہزار ہا
اِسکے ہاتھہ سے مارے گئے ملک کے ملک ویران کر دیئے خداوند کو پریشان کر دیا
برق نے چلا کر کہا لو اور غضب دیکھو اِس ناعیار کو کوئی لیے جاتا ہو کہتا ہو جنگل مین سے
جنگل سے نکال دون بہمن نے جیسے ہی پلٹ کر طرف عمرو کے دیکھا برق نے کمر سے
خنجر نکالکر کوکھ پر بہمن کے مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا پہر رات باقی تھی لاشہ بہمن کے
گرتے ہی برق نے لباس اُسکا اُتار لیا خواجہ نے دیکھا کہ مرنے سے بہمن کے ایک
صحرائے سبزہ زار مین مین کھڑا ہون اور برق یہ کہکر بھاگا ہو کہ اُستاد نکلچلے اب
نٹھہریے مگر خواجہ نازنین نقوش جادو کے چند ہی قدم بڑھے تھے کہ وہی باغ نظر
آیا جسمین نقوش جادو کو صحبت آرا دیکھا تھا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین
ایک کو عمرو نے اِشارے سے الگ بلایا اُسکو بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر چلے مگر
ولین کہتے تھے کہ خواجہ جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام بھی نہین معلوم ناگاہ ایک ساتھہ والی نے
پکارا اری گل بہار جلد آ خداوند بلاتے ہین پہلے تو خواجہ نہ بولے ایک نے آکے
شانہ پکڑکر ہلایا اور کہا کیون خیلا ہم پکارتے ہین اور تو جواب نہین دیتی خداوند
نقوش پکار رہے ہین خواجہ اندر باغ کے آئے جس درخت کے نیچے سے نکلتے
ہین طائران درخت اُڑکر منقارین کھولکر غل مچاتے ہین مگر آوازین اُنکی سمجھ مین نہین
آتین ادھر خواجہ دوڑتے ہوئے ہمرتبہ کنیزون کے ساتھہ ہوجاتے ہین بارہ دری
مین جو پہونچے تو دیکھا نقوش جادو مسند پر بیٹھا ہو اور پکار رہا ہو ارے گل بہار کو
بلاؤ خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا نقوش نے کہا گلابی لا نشہ کم ہوگیا
اگر شراب نشہ نہین کرتی تو دم گھبراتا ہو آج کی شراب کم نشے کی تھی وہ گلابی جس مین
شراب سبز رنگ بھری ہو اُٹھا کر لا خواجہ دوڑکر وہ گلابی لائے بیہوشی ملا دی گلابی
سامنے رکھی آپ ہٹ کر کھڑے ہوئے نقوش سو کر اُٹھا تھا جام جو لبریز کیا دیکھا
طائر درختون پر چیخ رہے ہین جھولی مین ہاتھہ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانونکا نکالا
طائرون پر کھینچ مارا اور جھلا کر کہا او نالائقو کیون غل مچاتے ہو یہان غیر کون ہو ماش جو

بھبکیاں مارتے کئی سو طائر جلکر گرتے گر گرتے گرتے اور ادری کرمدت کو کوئی نہین رک سکتا ہی نقوش نے کچھ خیال نہ کیا جام اٹھا لیکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اتری ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا اور آواز دی کہ یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا یہ شراب تو آفت ہر دارو سے بیہوشی تھی نقوش گھبرا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو مگر آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہے ہین کہ گھبرا کر ادری گل بہار گل بہار کہتا ہوا اٹھا چند قدم چلکر لڑکھڑایا اور منھ کے بھل گرا خواجہ نے نقوش کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا زبان مین سوزن دیدی باغ کو لوٹ لیا کنیزون کے زیور اتروا لیے خوشی خوشی باغ سے نکلے کہ راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے کہا استاد یہ آپ کس آفت مین پھنس گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا اور یہ کہا کہ وہ تصویر جو خدائی کرتا تھا اسکو لایا ہون برق نے کہا استاد ذرا مین تو دیکھون خواجہ نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہو اب وہ زنبیل مین ہے تجھے کیا ضرورت ہو کہ اسے نکالون برق نے ہر چند کہا مگر خواجہ نے نقوش کو زنبیل سے نہ نکالا برق ایک طرف چلا ایک صحرا مین دیکھا ایک جادوگر زیر درخت بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھ رہا ہی برق نے آکر ایک نازنین کی شکل بنائی بیٹھکر رونے لگا وہ جادوگر آواز رونے کی سنکر اٹھکر وہان آیا صورت دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا پوچھا کہ کیون صاحب تم یہان کیون بیٹھی ہو اسنے جواب دیا کہ قزاقون نے لوٹ لیا مین اپنی جان سے بیزار بیٹھی ہون اس ساحر نے کہا اگر کوئی رکھے تو رہو گی نازنین نے کہا مجھ بد نصیب کو جو رکھیگا وہ مارا جائیگا مین اس لایق نہین ہون کہ مجھکو تم اپنے گھر مین رکھو میرے شوہر و باپ کو قزاق گرفتار کر کے لے گئے تین دن سے یہان پڑی ہون مگر ایسا نہ ہوا کہ شیر بھیڑیا آکر کھا لیتا کہ مین کشاکش سے نجات پاتی جادوگر بیٹھ گیا برق نے کہا دیکھو صاحب ہاتھیون نے شیرون کو جنگل سے بھگا دیا سب بھاگے ہوئے جاتے ہین جیسے ہی وہ جادوگر پلٹا برق نے اسکو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا آواز مہیب آنے لگی بعد اسکے آواز دی

کشتی مرا نام ہن ویرانہ جادو بود خواجہ راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایکطرف سے برق بھاگتا ہوا آتا ہی اور پیچھے اُسکے آندھی سیاہ ہی اور اُس آندھی مین ایک ساحرۂ مکارہ بال زمین مین لوٹتے ہوے غل مچاتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا اُدھر اُس ساحرہ نے آکر برق کو پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے شوہر نے کیا کیا تھا جو تونے ناحق ہوا اسے جادو شوہر کو میرے مار کر تو نکلجاتا اب جانکر تجھکو ذبح کرونگی اور تیرے کباب کھاؤنگی تب میرے دل کو آرام آئیگا خواجہ نے جو دیکھا کہ برق کو جادوگرنی لیے جاتی ہی ہرچند کہ قیلیہ ہی مگر ابھی اِسنے جان بخشی کی ہی اگر بہمن کو یہ نہ مارتا تو زندگی نہ ہوتی یہ سوچکے نقوش کی شکل بنے ایک نخل کے سنائے مین کھڑے ہوکر آواز دی او عورت اس قیدی کو کہان لیے جاتی ہی اُسنے جو پلٹ کر دیکھا نقوش کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی اور سجدہ کرکے عرض کرنے لگی یا خداوند کو وہ تصویر تو آپ سے چھوٹا اب آپ کہان تشریف رکھتے ہین میرے شوہر کو اس ظالم نے مار ڈالا مین اِسکی بوٹیان کاٹ کے کھاؤنگی آپ جانتے ہین کہ شوہر میرا میری زندگی کا سہارا تھا نقوش نقلی نے کہا او بندی من سامنے سر جھکا کر بیٹھ مین اِسکو قتل کر دونگا مجھے بھی بہت ناگوار گذرا کہ تیرے شوہر کو بیجے خطا مارا یہ عیار گلی گلی پھرتے ہین جہان جادوگر کو پایا مار ڈالا شہرون کو ویران کر دیا جادوگرنی آگے بڑھی برق کو سامنے ڈالدیا نقوش نقلی نے کہا وہ سامنے دیکھو ملک الموت آتا ہی وہ اِسکی روح قبض کریگا مگر تم نہ اُس سے آنکھ ملانا ایسا نہو کہ تمھاری بھی روح قبض کر لے تو مجھکو ناگوار ہوگا تم آنکھین بند کرکے بیٹھو مین تمھارے شوہر کو بھی زندہ کر دونگا نام شوہر سُنکر ساحرہ نہال ہوگئی دل مین کہتی ہی کہ قدرت زندہ کر دینگے آنکھین بند کرکے بیٹھی برق نے بہ اطمینان حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے اور اپنے نام کا خوشی خوشی نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطو سے تعلیم شاگرد ہی

	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی		بزیر قدم غرب اور شرق ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک تھا پاک ہوا مار کر اُس ساحرہ کو کپڑے اُسکے اُتار لیے برق ایک جانب چلا خواجہ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام پناہ فتاحی مرحلہ ہفتم جا چکے ہین صاحبقران خواجہ کا انتظار کر رہے ہین کہ خواجہ نے آنکے مجرا کیا اور کہا ای شہریار مین نقوش جادو کو لاتا تھا راہ مین مہاجن مل گئے اُنھون نے مجھکو مار کر پشتارہ چھین لیا کچھ دلوایئے تو لے آؤن امیر نے پانچہزار روپے منگوا کر دیے عمرو نے کہا اس سے کیا ہوتا ہی سب صاحب کچھ کچھ عنایت فرمائین لندھور و مالک و بہرام و بدیع الزمان و قاسم و شاہزادہ جہانگیر ان سبنے موافق اپنے اپنے مرتبے کے دیا جب رستم کے سامنے آئے تو رستم نے کہا چچا جان میرا روپیہ واسطے بیت المال کے نہین ہی مجھے معاف فرمایئے خواجہ نے کہا مین تمسے لونگا علمشاہ نے کہا مین ایک پیسہ نہ دونگا ہزار خواجہ نے منت و خوشامد کی مگر علمشاہ نے کچھ نہ دیا خواجہ نے کہا ای رستم انشاء اللہ تم پہ منت دو اور زمین نہ قبول کرون یہ کہکر نقوش کو نکالا روپیہ جو ملا تھا وہ نذر زنبیل کر لیا خواجہ نے نقوش کو ہوشیار کیا نقوش نے آنکھین کھولکر دیکھا مین دربار امیر مین ہون جملہ سردار و تاجدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تخت سلطنت خالی ہی صاحبقران نقوش کو سمجھانے لگے مگر نقوش آنکھین بدل رہا ہی جواب نہین دیسکتا کیونکہ زبان مین سوزن ہو مگر بہ نگاہ قہر طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی ہرچند صاحبقران سمجھاتے ہین مگر راہ راست پر نہین آتا اُدھر جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو کہ چند طائر مبز سے اُڑے اور جمشید ثانی کے سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحب غضب ہوا کہ نقوش جادو گرفتار ہو گیا کوہ تصویر اُسکے باعث سے آباد تھا اب وہان مسلمانون کا عمل ہوا مین خود جاتا ہون جاکر اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ہرچند ساحرون نے سمجھایا کہ اگر طلسم کشا نہین ہین تو امیر تو دربار مین موجود ہین جمشید نے کہا مین اسطور سے جاؤن کہ معلوم ہو برق گری یہ کہکر بلند ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران نے

فرمایا کہ یہ مغرور جواب نہیں دیتا ذوالخمار عادی کو بلاؤ جلاد لشکر خنجر کھینچکر آیا نقوش کو
کھینچکر بیرون بارگاہ لایا چاہتا تھا کہ قتل کرے حکم امیر کا منتظر ہو جمشید نے جو آسمان سے
دیکھا کہ نقوش زیر تیغ بیٹھا ہوا اور جلاد قتل کیا چاہتا ہے تڑپ کر گرا نقوش کو اٹھا لے گیا
ذوالخمار عادی نے چاہا تختہ شد آدمی بلاؤں جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا
کہ ذوالخمار عادی بیہوش گرے میثاق وغیرہ اٹھنے لگے یاسمن رنگین پوش نے
چاہا کہ پھر وہ جمشید نے للکارا کہ او معشوقہ قدرت کیوں شامتیں آئی ہیں یہ
کہکر ایک طائر کو اشارہ کیا کہ اس طائر نے گرد سر یاسمن چرخ مارا کہ یاسمن ڈگمگا کر
گری صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر کیوں شامتیں آئی ہیں اور اسم اعظم
پڑھتے ہوئے اٹھے جمشید صاحبقران کو دیکھکر بھاگا مگر نقوش کو لیگیا ادھر میثاق
نے سینگ کی کمان جھولی سے نکالی اور اسم سحر پڑھکر تیر مارا کہ پاؤں جمشید کا زخمی
ہوا مگر جمشید نے زخم کا کچھ خیال نہ کیا اڑتا ہوا نکلگیا خواجہ رستم کی فکر میں ہیں غرض
رستم پر جو غبار وغیرہ اُڑ کر پڑا تو اسنے امیر سے عرض کی کہ غلام آپ کا حمام ہو آوے
جیسے ہی رستم نے حمام کا نام لیا خواجہ ایک نائی کی شکل بنکر حمام میں پہونچے اور
داروغہ سے کہا کہ ہم پریشان ہیں کچھ کام ہمسے لیجیے ہمارے بزرگ بھی کام کرتے
تھے داروغہ نے حکم دیا کہ حمام میں جا کر بیٹھو جو کوئی آئے اسکو نہلاؤ بڑے میاں
صاحب حمام کا خرچہ نکالکر چہارم تمکو بھی دینگے خواجہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے
یہ تو حمام میں پہونچے ادھر سمک نے آکر داروغہ سے کہا کہ رستم نہانیکو آتے ہیں داروغہ نے کہا لو
بڑے میاں تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ فرزند صاحبقران نہانے آتے ہیں پانچ
روپے دیتے ہیں ابھی تمکو سوا روپیہ ملیگا خواجہ لنگی باندھکر کھڑے ہوئے رستم جو
اندر آئے فرمایا کہ بڑے میاں صاحب کوئی ایسی شی لاؤ کہ گرد دفع ہو جائے عمرو
نے ایک پیالے میں ایک دوا بنائی اور کہا اسکو سارے جسم میں مل لیجیے رگ
رگ کا میل نکلجائیگا رستم نے بٹنہ سمجھکر سارے منھ میں ملا اور بڑے میاں نے سارے
جسم میں رستم کے ملا اور کہا حضور غوطہ لگائیں میں اور دوا لگاؤں یہ کہکر خواجہ

باہر آ نکلے مگر سمک نے جو خواجہ کو باہر جاتے دیکھا تو یہ سمجھ گیا کہ خواجہ حمام سے نکلے ہیں بیٹھے
جو ہیں دیکھنا ہو خدا خیر کرے یہاں خواجہ بھاگ کر دربار صاحبقران میں آئے امیر نے
پوچھا خواجہ کہاں سے آتے تھے عمرو نے کہا میں تو کہیں نہیں گیا مگر دیکھیے رستم نے مجھکو
کچھ نہ دیا میں بددعا دونگا تو بدن بگڑیگا امیر نے کہا او بدزبان خاموش رہ عمرو
تو یہاں بیٹھا رہا رستم نے جو پانی میں غوطہ مارا آئینہ سامنے لٹکا تھا اسپر جو نگاہ
پڑی دیکھا کہ صورت زنگیوں کی سی ہوگئی تمام جسم سیاہ چہرہ سیاہ سمک کو آواز دی جب
سمک جو اندر آیا تو رستم کو اس حال میں دیکھا کہ صورت اپنی دیکھکر رو رہے ہیں
کہا اے سمک دیکھ تو یہ کیا ہوا کہ میری صورت بدل گئی سمک نے کہا خداوند نعمت
جب حمام میں آئے تو بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو ایک ضعیف کی شکل بنے ہوئے
حمام سے نکلے میں گھبرا رہا تھا کہ خدا خیر کرے آپ نے جو انکو روپیہ نہ دیا کچھ روغن
لگا گئے اب دربار میں چلیے سامنے صاحبقران زمان کے یہ سب حال بیان کیجیے
امیر با توقیر اسکا فیصلہ کرائیں گے رستم نے کہا اے سمک میں دربار میں جاتا ہوں
تم پانچ توڑے لیکے آؤ خواجہ بیٹھے تھے کہ رستم آکر پہونچے صاحبقران زمان نے
نہ پہچانا رستم نے عرض کی خداوند نعمت دیکھیے خواجہ نے میرا کیا حال کیا امیر نے
کہا او ساربان زادے یہ تو نے کیا کیا عمرو نے کہا میں تو حمام میں گیا بھی نہیں مگر
البتہ بددعا دی تھی منہ کالا ہوگیا خدا سے التجا کیجیے کہ سمک پانچ توڑے لیکر آیا رستم
نے کہا اے عم نامدار یہ روپیہ حاضر ہے لیجیے مجھے معاف کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا خدا سے
دعا کرو کہ پھر پروردگار اسی صورت پر کردے اسمیں انسان کا کیا اختیار ہے اور میں
بھی تدبیر کرتا ہوں مگر پانچ توڑے اور منگاؤ ایک دوا میرے پاس ہے شاید تاثیر
کرے رستم نے فوراً پانچ توڑا اور منگائے خواجہ نے دسوں توڑے لیکر تدبیریں
کیں اور ہاتھ اپنا منہ پر رستم کے پھیرا وہی صورت مثل آفتاب کے ہوگئی خواجہ
واسطے سجدے کے جھک پڑے کہ اے پروردگار تو نے رحم کیا اور رستم سے کہا
اے فرزند ہماری بددعا سے ڈرا کرو رستم نے کہا اب جب طلب کیا کیجیے گا میں دیا کروں گا

سب سرداریون مین غریو ہوا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کاریز نمایان کیا ہی عمرو نے کہا یارو میرے منہہ سے نکلگیا تھا کہ رستم کا منہہ کالا ہو جائے جب وہ تاثیر عطا ہوئی اب پھر میری دعا کی تاثیر سے رستم بطاقت بصورت اصلی ہو گئے سب سردار اِس فعل پر خواجہ کے اثر ایگئے یہان تو بارگاہ صاحبقران مین سعد کا انتظار ہو مگر جمشید ثانی جو نقوش کو لیکر گیا کراہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پانؤن سے خون جاری نقوش کو پنجے مین دبائے ہوے سب نے جمشید کو اِس حال سے دیکھا پوچھا یا خداوند صاحبقران زمان نے پانؤن زخمی کیا ہوگا جمشید نے اِک آہ کی کہ کیا بیان کرون اپنی آفت اپنے سرپر پای میثاق کوہ گردان ایسا باغی ہوا ہو کہ ہر مقام پر دشمنی کرتا ہو پانؤن کو چیمٹے سے باندھا مرحم لگایا نقوش ہوشیار ہوا قدمون پر جمشید کے گرپڑا کہا یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ دربار حمزہ مین کیسی کیسی جادوگر نیان جمع تھین اُن مین جانا اور مجھکو اٹھا لانا آپ ہی کا کام ہو کسکی مجال تھی کہ اُس دربار مین قدم رکھتا مگر آپ نے بڑی جرأت کی جمشید نے کہا اے نقوش کیا کہون ہیت اِسی سحر پر امید کرتا ہون کہ مسلمان طلسم نہ توڑ سکینگے اِسی وجہ سے کتاب سامری کو منسوخ کردیا نقوش نے کہا مجھکو چین نہ آئیگا مجھکو حکم ہو کہ جا کر طلسم کشا کو روکون جمشید ثانی نے ہرچند منع کیا مگر نقوش نے نہ مانا یہ جانے ہی پر تھا کہ گرد اڑی اور نقاش جادو مع فوج شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے جمشید کے گر پڑا کہا یا خداوند میرا مقام یعنی کوہ تصویر برباد ہوا نقوش جادو نے نقاش جادو کو گلے سے لگایا اور کہا اے برادر اب جو گذری وہ گذری مین نے سالہا سال کوہ تصویر پر خدائی کی ہو چلو ہم تم دونون ملکے طلسم کشا کو قتل کرین کہ مدعاے دلی حاصل ہو نقاش نے جو نقوش کو آمادہ دیکھا کل فوجین جمع کرکے کئی لاکھ فوج کو ساتھ لیکر یہ دونون تلاش سعد مین چلے کہ ذکر اِنکا کیا جائیگا

در و کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا بادشاہ کا تا بہ مرحلہ ہفتم اور پہونچنا نقاش و نقوش کا و عیاریان خواجہ کی بطرز نو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض سلاتی نا

دل لگاکر کوئی راحت جو نہ پائی ہوتی ۔۔۔ عمر بھر عشق مین ایذا ہی اُٹھائی ہوتی
تو گوارہ وہ بھی یہ تکلیف جُدائی ہوتی ۔۔۔ یا مصیبت کی مرے دل مین سمائی ہوتی
یا شب ہجر زمانے مین نہ آئی ہوتی

ہم اسیر آگئے ہین یون ترے بس مین صیاد ۔۔۔ کہ جو چھوٹین بھی تو دس بیس برس مین صیاد
قید کرکے تجھے خود دی تھین یہ قسمین صیاد ۔۔۔ بال و پر ہلنے ہلائے نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسے امید رہائی ہوتی

نامے جب اُسنے مرے چاک کیے اے قاصد ۔۔۔ نہ سُنے تو نے جو پیغام دیے اے قاصد
پھر کس امید پہ اب کوئی جیے اے قاصد ۔۔۔ دل بیتاب کی تسکین کے لیے اے قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تو نے سُنائی ہوتی

جذب نے اپنے سُنائی نہ نہین کچھ تاثیر ۔۔۔ عشق دشمن مین بھی پائی نہ وہین کچھ تاثیر
وائے تقدیر کہ دیکھی نہ کہین کچھ تاثیر ۔۔۔ غیر کی آہ مین بھی ہائے نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

بیٹھ دیا کرتے تو واللہ ہمیشہ روتا ۔۔۔ آکے ٹھکراتے تو مرقد مین ابھی جا سوتا
مرکے ملتے تم اگر جان ابھی مین کھوتا ۔۔۔ اور کیا خاک مین ملجانے سے میرے ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا تمسے صفائی ہوتی

کیا اگر آپ ہی اک رونے پس مرگ مجھے ۔۔۔ نوحہ گر یا کچھ احباب سے جلال آکے بدیے
روح ہرگز نہین خوش ہونیکی ہرگز اس سے ۔۔۔ ہون وہ ہمدم و دوست کہ ثواب کچھ آنسو بھیجتے
میرے ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

چہرہ رہروان منازل سحر و ساحری و طے کنندگان مراحل افسونگری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** مرصع خیال سخن آفرین ٭ سخن را بکرسی نشاند چنین ٭ توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان گر کیا جاتا ہے کہ بادشاہ جہجاہ امیر سے رخصت ہو کر لشکر سے نکلے ہین سب ملازم دیکھ رہے ہین کہ ایک تخل کے سائے مین بادشاہ بیٹھکر اسم جا نبیہ لوح پڑھنے لگے جیسے ہی تعداد تمام ہوئی قیصو ر جنی آکر پہونچا بادشاہ کو

سلام کرکے عرض کی اے شہریار مین فوج جنات کو ساتھ لیے ہوے آتا تھا راہ مین ایک
مقام پر مع لشکر کے اُترا نقوش و نقاش خداوندان کوہ تصویر ایک صحرا مین مخفی ہوکر اُترے
ہمکو اُنکے لشکر کی خبر نہین رات کو نقوش و نقاش نے ملکر سحر کیا کہ سب لشکر جنات مجھسے
باغی ہوکر سامنے نقوش و نقاش کے پہونچا اُسنے ایک درہ کوہ مین سبکو بند کردیا
مین نے جو یہ خبر سُنی سوچا کہ اب تنہا کیا کرونگا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اب آپ
تشریف لے چلیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ جو کچھ قیصور کہتا ہے
وہی کرو بادشاہ ہمراہ قیصور تلاش مین نقوش و نقاش کی روانہ ہوے قیصور نے
اپنے کاندھے پر سوار کرکے ایک صحرا مین لاکر اُتارا قیصور تو رخصت ہو گیا مگر بادشاہ
جمجاہ تنہا حیران کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار مع بارہ
ہزار سوار و پیدل آتے دکھلائی دیا شاہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل
کھڑا ہے شاطر سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہے شاطر نے آکر شاہ کو
سلام کیا مگر دبدبہ صولت و شوکت دیکھکر نہ بولسکا بادشاہ نے پوچھا اے شاطر کیا مطلب ہے شاطر
نے دست بستہ عرض کی ہمارا شاہ لمعان تاجدار آپ کا نام نامی پوچھتا ہے شاہ نے
فرمایا مین سعد بادشاہ لشکر اسلام ہون بحکم قتل جمشید مین نکلا ہون لمعان تاجدار نے جو یہ
خبر سُنی افسران فوج سے کہا کہ یہ جوان دشمن خداوند ہے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار
کرو افسران فوج لینا لینا کہکر آ پڑے بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے ایک سوار کو
مارکر گھوڑا لیا لڑتے بھڑتے قریب لمعان تاجدار کے پہونچے لمعان نے ہاتھ مارا
بادشاہ نے کلائی تھاما کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا نعرہ کرکے فاش زمین سے اُٹھا لیا لمعان نے
عرض کی الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان لمعان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان بھی دائرہ اسلام مین آئے مگر نقوش و نقاش جو جنات کو
قید کرکے آگے بڑھے تو قریب اُس درہ کوہ کے آکر اُترے رات کو ہرکارون نے خبر
دی کہ طلسم کشا پار درہ کوہ کے اُترے ہین لمعان کو زیر کرکے مسلمان کیا ہے نقوش و
نقاش یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے سر کوہ آکر سحر کرنے لگے لمعان تاجدار کہ بر سر طلایہ

تھا یکا یک کانپا اور ساتھ والون کو ہمراہ لیکر چلا سامنے دَرہ کوہ ہی جہان جنات بند
تھے اُسی طرف اشارہ کیا لشکر مین جو اُٹھا سیدھا طرف اپنے شاہ کے چلا بادشاہ کی آنکھ
جو کھلی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے آتے ہی دیکھا بارہ ہزار حیوان پاتے ہین بادشاہ
حیران تھے کہ مین کیا کرون کہ قیصور جنی آکر پہونچا عرض کی حضور یہ باعث سحر نقاش
ونقوش ہی حضور پڑھکر لوح کا عکس ڈالین بادشاہ آگے بڑھے لمعان کو للکارا کہ
کہان جاتا ہی لمعان آمادہ جنگ ہوا جیسے ہی قریب تلوار کھینچکر آیا بادشاہ نے عکس
لوح ڈالا لمعان نے سب فوج کو پھیرا بادشاہ عکس لوح ڈالتے ہوے سبکو پھیر لائے
نقاش ونقوش نے رات بھر سحر کیا مگر کوئی مراد حاصل نہوئی آخر مجبور ہوکر صبح کو اپنے
لشکر کو تیار کرکے مقابلہ مین آئے منظور یہ ہی کہ دشمن کا دیکر گرفتار کرین سحر کرنے لگے
وقت سحر بادشاہ نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین لشکر مین گاتی پھرتی ہین جسطرف آواز
لگائی لوگ اپنے اپنے خیمون سے نکلنے لگے بادشاہ نے یہ دیکھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا وہ
عورتین غائب ہوگئین بڑے بڑے سحر نقاش ونقوش نے کیے مگر بادشاہ جب اسم حاشیہ
لوح پڑھ دیتے ہین اُنکا سحر مٹ جاتا ہی قضاے کار شاہ عیاران عیار کہ تلاش مین شہریار
کی تھے آکر پہونچے اور مجرا کرکے مستفسر ہوے بادشاہ نے سب کیفیت ظاہر کی خواجہ نے فرمایا حضور
نہ گھبرائین مین جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے ایک ضعیفہ کی شکل
بنکر لشکر مین ساحرون کے آئے دیکھا کہ لشکر نقاش نقوش ہوشیار بیٹھے ہین جہان
غیر کو دیکھا اُسے گرفتار کرلیا سامنے نقاش ونقوش کے لے گئے وہ اپنے سحر سے
دریافت کرلیتے ہین اکثر غیر لوگ گرفتار ہوے مگر رہائی پائی خواجہ نے کہ بشکل ضعیفہ
تھے ایک ساحر سے پوچھا کہ نقاش ونقوش کیا کرتے ہین مین جاکر اُنسے دریافت
کرونگی اور کہونگی کہ میرا نواسہ لشکر مین نوکر ہی مجھکو خرچ نہین بھیجتا میری فریاد کو آپ
لوگ پہونچیے کچھ ماہواری مقرر کرا دیجیے ساحرون نے خواجہ کو گرفتار کرلیا ہر چند
خواجہ چیخے چلائے کہ مین غریب بڑھیا ہون مگر ساحرون نے نہ مانا خواجہ کو کشان کشان
لے چلے سامنے نقاش ونقوش کے لائے نقاش نے سحر کیا کہ رنگ روغن چہرہ کا

خواجہ کے اڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے نقاش نے قہقہہ مارا کہا اے نقوش اس ظالم کو
تو مین نے پہچانا یہ برباد کن خانمان ساحران ہے اگر اسکو قتل کیا تو کل مسلمانون کو مارا ابھی
میدان خونی کی تیاری کرو دار ایک استادہ ہوئین جلاد موجود ہوے نقاش و نقوش نے
اشارہ کیا کہ اسکو دار پر کھینچو جلاد خواجہ کو کشان کشان لے چلا مگر ہرکارے
لشکر اسلام کے موجود تھے خبر قتل خواجہ لیکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ تیغہ
ٹیک کر اٹھے لمعان تاجدار ہمراہ ہوا یہان جلاد کا ارادہ ہے کہ خواجہ کو دار پر کھینچے
کہ نعرۂ شہریار کی آواز آئی نعرۂ شاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستانِ صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر گرتے پڑتے ہوے قریب خواجہ کے آئے جلاد کو مارا
دار کو قلم کیا خواجہ ہاتھ ہلاتے ہوے ساحرون کے لباس لوٹنے لگے مگر نقاش و نقوش
دور سے دیکھ رہے ہین اور فوج کو منع کر رہے ہین کہ جنگ نہ کرو انکو نکل جانے دو
فوج ساحران الگ ہو گئی بادشاہ خواجہ کو لیکر پلٹے مگر خواجہ نے کہا اے شہریار غلام
کا بڑا نقصان ہوا جب گرفتار ہوا تو کمر مین میری صندوقچہ جواہرات کا تھا ساحرون
نے وہ صندوقچہ لے لیا اب مہاجن مجھپر بہت کرینگے بادشاہ نے فرمایا نقاش و نقوش
کی فکر کیجیے خدمت گذاری ہو گی خواجہ باتہاے عیاری لگا کر پھر روانہ ہوے مگر لشکر
ساحران بائین پر چھوڑا ایک طرف کو چلے کوئی دو منزل راستہ طے کیا تھا کہ ایک مقام پر
دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے بہت سی عورتین پھر رہی ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ زوجۂ نقاش گلرنگ جادوگرنی سے ملاقات شوہر جاتی ہے تا گلرنگ سحر نہین جانتی
منزل بہ منزل جاتی ہے خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے سے اسی بارگاہ کے کھیت
کی مینڈ پر چڑھکر چلے گلرنگ نے کنیزون سے کہا کہ اس بڑھیا کو منع کرو کہ مینڈ سے
کھیت کی نہ جائے کنیزون نے بڑھکر کہا بڑی بی صاحب یہ ضعیفی اور مینڈ پر چڑھکے
چلنی ہو اگر گر پڑو تو کمر کولہ برابر ہو اور نہ چار آنکھ زمین دھنس جائے بڑھیا نے بگڑکے

جواب دیا کہ تم جوانون مثل چڑیلون کے پھرتی ہو تم خود کردگی ہین اسی راہ سے روز جاتی ہون
کنیزین خاموش ہو رہین آپس مین کہتی ہین کیا بدزبان ہے نیکی کی رہ گالیان دیتی ہے
چڑیل بناتی ہے خدا ہے جو گرے چند قدم چلکر بڑھیا لڑکھڑائی اور منہ کے بل گر کر ایک چیخ ماری
کہ یہ نوجوانین کل جیسیان ہین مین انھین کے کہنے سے گری ورنہ نہ گرتی حرامزادیان سب
دیکھ رہی ہین اور آکر اٹھاتی نہین گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اری کیا دیکھ رہی ہو
بڑھیا کو اٹھا لاؤ کنیزون نے آکر بڑھیا کو اٹھایا بڑھیا نے کہا اب تو تم سب خوش ہوئین
تمھاری زبان سے نکلے اور وہ نہ ہووے میرا کولا اتر گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی کنیزین
کھٹولی پر ڈالکر بڑھیا کو سامنے گلرنگ کے لائین بڑھیا نے جو گلرنگ کو دیکھا تو دعائین
دینے لگی کہتی تھی کہ بور سہاگن اولادے گود بھرے بی بی کیسی بیٹھی ہو بال پریشان منہ سوکھا
ہو اگلو رسی کھاؤ کنگھی کر ڈالو کہان جاؤگی گلرنگ نے کہا شوہر میرا مقابلہ شاہ مین گیا
ہے اسکو دیکھنے جاتی ہون شوہر نے میرے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ ابھی جنگ کو طول ہے تم بھی
آجاؤ تو مجھے آرام ہو آج دس دن گذرے کہ قلعے سے چلی آئی اب سنتی ہون کہ دو منزل
وہ مقام باقی ہے اس صحرا مین کل آتے ہی نخچگل پسند آیا آج بھی مقام کیا کل روانہ ہونگی عمرو
نے کہا بی بی بخیر و عافیت پہونچو شوہر سے اپنے ملو مجھکو تو بڑا افسوس ہوتا ہے کہ تم ایسی
خوبصورت شوہر سے یون جدا ہو گلرنگ نے کہا وہ برائے جنگ گئے ہین ورنہ
مجھکو دم بھر اپنے سے جدا نہین کرتے بڑھیا نے دعائین دین کہ شوہر کا ہمیشہ پیار رہے
گلرنگ کنیزون کو خفا ہوئی کہ بڑھیا تو بڑی خوش زبان ہے بات بات پر دعائین دیتی
ہے تم ناحق اسکو کوستی تھین کنیزون نے کہا واری کیا کہین جیسی بدزبان ہے گلرنگ نے
حکم دیا کہ بڑھیا کی کھٹولی ہمارے چھپرکھٹ کے پاس بچھا دو کھانا پانی اسکو پہونچاؤ کل
جب ہم کوچ کرینگے تو چلی جائیگی بڑھیا ہر بات پر دعائین دیتی ہے کبھی پوچھتی ہے کیون بی بی
کتنا زمانہ تمھاری شادی کو گذرا ابھی کوئی لڑکا نہین ہے گلرنگ نے جواب دیا کہ مین نے
بہت منتین مرادین کین مگر سامری و جمشید کی مرضی نہین ہے جو ہے کا بچہ بھی نہ پیدا ہوا
بڑھیا نے کہا مین آپکو دوا دونگی سال بھر چار لڑکے پیدا ہونگے میرا حال سنیے کہ جب مین

بیاہی گئی تھی تو میری عمر نو برس کی تھی شوہر نے ہم بستر کیا آخر تیسرے مہینے لڑکا پیدا ہوا
اس بات کو سن کے گلرنگ بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب تم روز آیا کرو بڑھیا نے
کہا میں تمھاری ملاقات کو روز آؤنگی مگر بی بی تم تو بر سر سفر ہو اور مجھکو روز بلاتی ہو
گلرنگ نے کہا بڑی بی تم گھبراؤ نہیں میں اگر بن پڑیگا تو تمکو اپنے ساتھ لیتی چلوں گی
بڑھیا نے وہ باتیں کیں کہ گلرنگ خوش ہو گئی دل میں سوچی کہ یہ بڑھیا تو اکسیر کی پڑیا ہے
بڑھیا نے اپنی جوانی کا بھی ذکر کر کے کہا حضور اس گاؤں میں کوئی کالے سر کا باقی نہیں جو
مجھتک نہ آیا ہو بی بی اولاد کے لیے سب کچھ کرتے ہیں سامری و جمشید سے نذر مانو شاہ
خداوند کشن سن لیں گلرنگ نے کہا بڑی بی اپنی ایسی قسمت ہی نہیں بڑھیا نے گلرنگ
کو گلے سے لگایا اور کہنے لگی کہ میں اپنی بچی کو جنوں کی مسجد لیجاؤنگی نذر و نیاز چڑھاؤنگی
دو پہر رات گئے تک یہ باتیں رہیں آخر گلرنگ سو گئی خواجہ کہ بشکل بڑھیا تھے
کھٹولی سے اٹھے اور گلرنگ کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور آپ گلرنگ کی شکل بنکر
پلنگ پر سو رہے صبح کو ملکہ گلرنگ نقلی بد مزاج اٹھیں کنیزوں سے کہا بڑھیا کہاں گئی
کنیزوں نے عرض کی واری ہم جب سے اٹھے ہیں ہمنے کھٹولی خالی پائی سارے لشکر میں
ڈھونڈھ چکے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑھیا چلی گئی گلرنگ نقلی کنیزوں پر بہت خفا ہوئی
کہا جو ہماری راحت کی چیز ملتی ہے تم لوگ اسکو ضایع کر دیتی ہو خیر نا چار ہوکر کوچ کیا
محافے میں سوار ہوکر خواجہ طرف نقاش و نقوش کے چلے یہاں نقاش نقوش مقابلہ
شاہ میں اترے ہوے ہیں ہر روز سحر کرتے ہیں مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے نقوش جادو سے عرض کی آپ کی زوجہ ملکہ گلرنگ
آتی ہیں نقوش باہر نکلا آکر محافے سے گلرنگ کو اتروایا بارگاہ میں لے گیا گلرنگ نے
پوچھا صاحب سب طرح خیر و عافیت ہے نقوش نے کہا صاحب کیا کہوں روز سحر کرتا ہوں
مگر طلسم کشا لوح کا عکس ڈالکر مٹا دیتے ہیں صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک دو گھڑی کا ہنگامہ
ہوتا ہے بادشاہ کو کچھ نقصان نہیں ہوتا میں سو سو تدبیریں کر رہا ہوں مگر کوئی تدبیر بن
نہیں پڑتی تم اس زمانے میں کیوں آئیں ہر روز یہی خوف ہے کہ مقام چھوڑیگا ایکدن عمرو

کو پکڑا تھا سامان قتل کیا بادشاہ لمعان کو ساتھ لیکر آ پڑے ہین نے خوف سے جنگ نکی
گلرنگ نے کہا صاحب کچھ مقام افسوس نہین ہو جو تمپر گذریگی وہ ہین بھی جھیلونگی نقوش
زوجہ سے باتین کرکے باہر آیا نقاش نے کہا اہو نقوش ابتو تمہاری زوجہ بھی آگئین
خوب چین کرو کیون ای بر اور رات کو چلین بادشاہ کو گرفتار کرلائین نقوش نے کہا
یہ صلاح توا چھی ہو ہین آج شب کو جاؤنگا اور رہنے گا تو گرفتار کرلاؤنگا ورنہ لمعان کو تو
ضرور لاؤنگا اسی کی ذات سے بادشاہ صاحب لشکر ہوے اگر اکیلے ہوتے تو ابتک
گرفتار کرلاتے آپس مین صلاحین کرکے نقوش نے چند گلابیان لین اپنے خیمے مین
آیا گلرنگ نے حکم دیا کہ سب کنیزین باہر جائین مین اپنے شوہر سے تخلیے مین کچھ باتین
کرونگی کنیزین باہر گئین خواجہ نے ایک گلابی اُٹھائی اسمین بیہوشی ملاکر جام لبریز
کرکے نقوش کے سامنے کیا نقوش بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون
صاحب اِس شراب نے بڑی گرمی کی زوجہ نے کہا اُٹھکر ٹہلو ذرا ہوا لگے نشہ کم ہو
نقوش اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اُسکو بھی اُٹھاکر نذر زنبیل کیا
گلرنگ کی صورت تو بنے ہوے ہین ایک کنیز کو بلاکر کہا جا کر نقاش سے کہو تمکو
گلرنگ بلاتی ہین نقوش جاؤ واِسوقت نہین ہین شاید آپ سے وعدہ کیا تھا
برا ے گرفتاری لمعان تاجدار گئے ہین دو تین گھنٹے کے بعد آوینگے نقاش کو
جو یہ خبر پہونچی خوش ہو گیا سوچا کہ شاید گلرنگ نے مجھکو دیکھ لیا ہے عین رُت شباب
ہو عورت کیون نہ پھنسے لباس پہنکر ہمراہ کنیز کے خیمۂ گلرنگ مین آیا گلرنگ نے
دروازے پر آکر کہا صاحب آؤ تمسے پردہ کیا ہو فقط آنکھ کا لحاظ تھا وہ اُٹھ گیا نقاش
اندر آیا جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا لو صاحب پیو ہر چند نقاش
کو تردد ہوا کہ یہ کیا باعث ہو کہ زوجہ نقوش اس محبت سے پیش آئی مگر جام پی گیا اور
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے اُسکو بھی اُٹھاکر نذر زنبیل کیا کنیزین جو اندر آئین انھون
نے پوچھا کیون بی بی میان نقاش کہان گئے خواجہ نے کہا خبردار یہ بات منھ سے
نہ نکالنا برا ے عدد نقوش گئے ہین جا کر خزانے سے صندوقچے جواہرات کے لاؤ مجھے

ابھی خواب مین دیکھا کہ جمشید ثانی کہہ رہے ہین کہ اس خیمے مین جو کچھ رکھو گی وہ دونا ہو جائیگا
کنیزون نے زیور بھی اپنا اُتار کر پیش کیا خواجہ نے سب کا زیور بھی لیکر نذر زنبیل کیا گل
صندوقچے جواہرات کے منگائے کنیزون سے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھو مین بھی آتی ہون
جب کنیزین چلی گیئن تو خواجہ نے بارگاہ کو لوٹا فرش تک نہ چھوڑا پردے بھی کاٹ لیے
سراچہ چاک کر کے باہر نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے راہ مین بکھابرق فرنگی بہ شکل ساحر لشکر
مین پھر رہا تھا آستے جو خواجہ کو دیکھا کہ خوشی خوشی آتے ہین بڑھکر پوچھا کہ استاد خیر تو ہے
عمرو نے اشارہ کیا کہ اسوقت نہ بولو یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور فرماتے
ہین کہ آج کئی دن کا زمانہ ہوا کہ خواجہ وعدہ کر گئے تھے کہ مین نقاش و نقوش کو لاتا
ہون نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ ابھی تک نہین آئے لعان تاجدار نے عرض کی
کہ ای شہریار نقاش و نقوش بڑے ہوشیار ہین انکا دام مکر مین پھنسنا بہت دشوار ہی
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خواجہ آتے ہین بادشاہ کو بڑا اشتیاق ہوا
باہر نکل آئے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے عذر دراز کہکر عرض کی کہ بارگاہ مین تشریف
نے چلیے مین دونون کو لایا بادشاہ نے کچھ روپیہ پیش کیا عمرو نے کہا میرا بڑا نقصان
ہوا ہی کئی منزل جانا پڑا دوسرے سفر کا خرچ جابجا غلہ مہنگا اول زر وجہ نقوش کو بھاگ
گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر دونون کو دھوکا دیکر پکڑا بادشاہ نے فرمایا خواجہ جس دن
قصر ہفت رنگ فتح ہوگا بہت کچھ مال پاؤگے خواجہ نے کہا اسی امید پر تو جیتا
ہون دونون ساحرون کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان مین سوزن
دیکے دونون کو ہوشیار کیا آنکھ جو نقاش و نقوش کی کھلی اپنے کو دربار شاہ
مین ستون سے بندھا ہوا پایا خواجہ نیمچہ کھینچے کھڑے ہین اور فرمارہے ہین ای
نقاش و نقوش اگر اپنی زندگی چاہتے ہو لو شاہ کی اطاعت کرو دونون نے بر جوش
ہو کر کہا ای بادشاہ جمجاہ ہم اسی لیے کوچ کر کے آئے تھے کہ آپ کی رفاقت مین رہین
اب سرکار پر بہت سختیان پڑینگی شہر خطا کار ان مین جانا پڑیگا لہذا غلام ساتھ چلینگے
اُس شہر کے فتح ہونے کے بعد ایک دریاے تہار ملیگا حضور کو اس دریا سے اُترنا

پڑیگا تب میلاد خارہ شکن کا سامنا ہوگا میلاد نے بہت فوج جمع کی ہی خداوند کو بھی عرضی لکھی تھی خداوند نے کئی لاکھ ساحر بھیجے وہ سب وہین جمع ہین حضور سے جنگ عظیم پڑیگی خواجہ نے جو پیشانیان نقاش و نقوش کی دیکھین تو منور پائین زبان سے سوزن نکالی دونون نے قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا اور فوج کو بھی اپنی بلالیا سب مسلمان ہوے اب نقاش و نقوش بھی مع لشکر ہمراہ شاہ ہوے رات بھر جلسہ صحبت عیش رہا صبح کو نقاش و نقوش نے عرض کی کہ حضور ہمارے خزانے خالی پڑے ہین نہ جواہرات کا کہین پتہ ہی نہ روپیہ ہی بادشاہ نے فرمایا کیون خواجہ تم تو کہتے تھے بڑا نقصان ہوا یہ خزانے اور جواہرات کسنے لیے خواجہ نے کہا جہان ہمارا اگذر ہو وہان خزانہ بچ جائے بادشاہ نے دونونکو زر و جواہر دیکر لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ اول شہر گمنام مین جانا چاہیے غرض بادشاہ نے نقاش و نقوش سے کہا کہ مین تو جاتا ہون تم لشکر کو لے کے اسی مقام پر ٹھہرو نقاش و نقوش نے عرض کی غلام بھی حاضر ہونگے وہان کے لوگ بڑے مکار ہین ظاہر مین تو حضور کے ساتھ محبت کرینگے مگر باطن مین یہی چاہین گے کہ جسطرح سے بن پڑے لوح چھین لین بندگان عالی کو آزار پہونچائین مگر پروردگار آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے لوح کو ملاحظہ کرتے رہیے گا بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اب ہم تو کل رخصت ہونگے اسی شہر مین جاتے ہین اگر مناسب وقت ہو اور تکلیف نہ ہو تو چند اشعار ہمکو سنائیے خواجہ نے زنبیل سے نکالی اور بیچ بارگاہ مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ سامنے بادشاہ کے گانے لگے

نظم

بہار آئی بھرو ان اب شراب شیشے مین	اُتارو ن مثل پری آفتاب شیشے مین
بنی ہی صورت فوارہ گردن مینا	ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
خیال ہی عرق روے یار کا دل مین	بجا ہی کیسے بھرا ہی گلاب شیشے مین
جو دور جام ہو ساقی تو منیھ برسنے لگے	کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین
ہوا ہی صاف ہماری طرف سے دل اُسکا	کہ اُسنے لکھا ہی خط کا جواب شیشے مین
خم شراب جو جیلے سے محتسب توڑے	تو روز حشر ہو اُسپر عذاب شیشے مین

کریگی مست قناعت ہی مجھکو بادہ فروش — اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی — عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
بغیر نشۂ مے سوؤن یہ نہین ممکن — بجا ہی گر کہون ہی بند خواب شیشے مین
یہ معجزہ ہی حسین شہید کا ناسخ — کہ خاک ہوگئی سب خون ناب شیشے مین

رات بھر خواجہ ہمراہ بادشاہ کے مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو بادشاہ سب سے رخصت ہوے جب لشکر سے باہر آئے تو ایک صحراے وسیع دیکھا دو قدم آگے بڑھے تو ایک طرف دیکھا کہ چند کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے جاتے ہین بادشاہ اُنکے عقب مین چلے سمجھ گئے کہ اگر آبادی نہین ہی تو یہ لوگ کہان جاتے ہین تھوڑا ہی صحرا طی کیا تھا کہ سامنے آفتاب کی چمک معلوم ہوئی قریب آکر دیکھا کہ ایک پھاٹک عظیم الشان ہی دروازہ کھلا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بھی داخل شہر ہوے ہرچند کہ بہت سے ساحر صحنچیون مین اُترے ہوے تھے مگر کوئی بادشاہ سے متعرض نہ ہوا جب سعد شہر مین آئے تو دیکھا دوکانین سب طرح کی آراستہ و پیراستہ ہین حلوائی کی دوکان پر مٹھائی کے خوانچے رکھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی بادشاہ چونکہ اپنے لشکر سے سویرے چلے تھے دوپہر ڈھل چکی تھی بھوک کی خواہش ہوئی ایک حلوائی کے سامنے جاکر روپیہ پھینکا فرمایا کہ ہمکو مٹھائی دو اُس حلوائی نے بہ حیرت شاہ کو دیکھا اور کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اِس شہر مین نو وارد ہین بادشاہ نے فرمایا تمھین نو وارد و غیر نو وارد سے کیا کام ہی جو سودا مانگتے ہین وہ دو حلوائی نے کہا مین یہ روپیہ لیکر کیا کرونگا آپ سکۂ رائج الوقت لائیے تو مین شیرینی دون بادشاہ سمجھے کہ اِسکے مزاج مین دیوانہ پن ہی نان بائی کو آکر روپیہ دیا اُسنے بھی یہی کہا کہ سکۂ رائج الوقت لائیے بادشاہ کئی دوکانداروں کے پاس گئے مگر سب سے یہی جواب پایا حیران ہوے کہ سکۂ رائج الوقت کہان سے لاؤن کہ دیکھا سامنے ایک تاجر کی دوکان ہی چند کرسیان بچھی ہین اور تاجر بھی دوکان پر بیٹھا ہی بادشاہ مقام معقول دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تاجر نے بہ نگاہ حیرت بادشاہ کو دیکھکر کہا اے شخص تو کون ہی کہ بلا تکلف آ بیٹھا یہ کہکر غلام کو

اشارہ کیا کہ شاہ کو جا کر اطلاع کرو کہ جنکا خوف تھا وہی آئے ہین وہ غلام اُٹھکر گیا بادشاہ
یہان بامکار شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا غلام نے جا کر تاجر کا پیغام دیا بادشاہ یہ خبر سنکر
گھبرایا اُٹھکر محل مین آیا زوجہ اِسکی ہنگامہ جادو اور دختر اِسکی مہ پارہ سامنے بیٹھی تھی
زوجہ نے جو شاہ کو منتشر دیکھا پوچھا کیون حضور خیر تو ہے شاہ نے کہا صاحب کیا کہون
طلسم کشا شہر مین آگئے فلان تاجر کی دوکان پر بیٹھے ہین زوجہ نے کہا مہ پارہ کو تخت پر
سوار کرکے بھیجو کہ شاہ کو باغ زنگار رنگ مین لیجائے اور جسطرح ہوسکے وہ جھینکر
بادشاہ کو گرفتار کرلے بادشاہ نے بیٹی کو حکم دیا کہ ہان بی بی جاؤ جسطرح ہوسکے باغ زنگار
مین طلسم کشا کو لیجاؤ مہ پارہ عمدہ کپڑے پہنکر تخت پر سوار ہوئی کئی سو کنیزین ساتھ ہوئین
نوبت و نقارہ بجتا ہوا [illegible] بادشاہ کے چلی یہان بادشاہ دوکان پر تاجر کی بیٹھے تھے کہ
تاجر نے کہا صاحب آپ کیون پرائی دوکان پر آکر بیٹھ گئے یہ کرسیان واسطے خریدارون کے
بچھی ہین اگر کچھ آپ کو خریدنا ہو تو بیٹھیے ورنہ چلے جائیے یہ مکان بازار نہین ہے براے
ضرورت یہ کرسیان بچھائی ہین سعد کو بہت ناگوار ہوا فرمایا او تاجر تیری صورت سے
تو معلوم ہوتا ہے کہ تو نہایت شریف ہے مگر سیرت ایسی خراب ہے کہ یہ بیہودہ لفظین کہتا ہے
تاجر نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ انکو اُٹھا دے غیر شخص کا ہماری دوکان پر بیٹھنا اچھا نہین
غلام نے بڑھکر بادشاہ سے عرض کی کہ اُٹھ جائیے سعد کو بہت ناگوار ہوا غلام کو ایک
تمانچہ مار دیا کہ وہ مر کر گرا تاجر نے ہلڑ کیا کہ یارو دوڑو اِس ظالم نے میرے ملازم کو
مار ڈالا دوکاندار لینا لینا کہکر آ پڑے سعد اُنسے لڑنے لگے جس دوکاندار نے یہ سنا
وہ بھی دوڑا اور قریب شاہ آکر کہنے لگا کہ صاحب کیا زبردستی ہے بس آپ یہان سے
اِسیوقت جائیے پرائی دوکان پر آپ فساد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا او بیحیا تو کیا
کچھ ہمنے تاجر کا نقصان کیا جو ایک رذیل کو اِسنے حکم دیا وہ [illegible] کہنے لگا کہ یہان سے
اُٹھ جاؤ یہی اُسکی سزا تھی جو ہمنے اُسکے ساتھ کیا سب گھبرے کھڑے ہین کوئی خوف
شمشیر سے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی مہ پارہ
اُسطرف سے گذری دور سے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ آفتاب جمال خورشید مثال تیغۂ ہلالی

علم لیے کھڑے ہین گرد سب دوکاندار گھیرے ہوے ہین سامنے آکر تخت سے کود پڑی ہاتھ
بادشاہ کا تھام لیا کہا آپ کیون غصہ کرتے ہین میرے ساتھ باغ مین چلیے وہان تشریف
رکھیے اور دوکانداروں کو جھڑکا کہ نگوڑو ہٹو مسافر کے ساتھ بے اعتدالی کرتے ہو
دوکاندار ہٹے مہ پارہ نے ہاتھ تھامکر بادشاہ کو تخت پر سوار کر لیا آپ پہلو مین بیٹھی
نوبت و نقارہ بجتا ہوا بادشاہ کو لیکر چلی راہ مین جو مکان ملتے ہین کوٹھون پر نازنینان
مہ جبین بیٹھی ہین شاہ سے اشارے کر رہی ہین مگر شاہ مہ پارہ کو دیکھ رہے ہین کسی کی
طرف خیال نہین کرتے مہ پارہ بھی باتین کرتی ہوئی راز و نیاز دکھاتی ہوئی بادشاہ کو
لیے جاتی ہو کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شاہزادی نہایت
حسین و جمیل بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہی ہلڑ جو آمد سواری کا سُنا اپنے مقام سے اُٹھی
سر بام پر آکر ٹھہری اشارہ کیا کہ یہان تشریف لائیے مہ پارہ نے منع کیا کہ ای شہریار
اُدھر خیال نکیجیے باغ رنگا رنگ مین وہ تماشہ دیکھیے گا کہ سب جگہ کے عیش بھول
جائیے گا یہ کہکر حکم دیا تخت بڑھاؤ تخت بڑھا پلٹ کر بادشاہ نے کئی مرتبہ اُس نازنین
مہ جبین کو دیکھا ایسا جمال نگاہ سے نہ گذرا تھا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آپ چلیے
مین بھی آتی ہون تھوڑی دور چلے تھے کہ دوسرا قصر دیکھا اور ایک مہ جبین اُس
قصر مین کھڑی تھی بادشاہ نے اول سے زیادہ اُسکو حسین پایا خوب نظارہ بازی
ہوئی مگر مہ پارہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ سب پر اشارے کر رہے ہین تو کنیزون سے
اشارہ کیا کہ تخت آگے بڑھاؤ تخت آگے بڑھا بوے خوش دماغ مین آئی مہ پارہ نے
کہا باغ قریب آگیا آپ ہمارے مہمان ہین جو خدمت ہمسے ہو سکیگی ہم بجا لائین گے
کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہونے دینگے راہ مین جو نازنینان مہ جبین کئی مقام پر آپ کو
نہین اور آپ بھی اُنکی جانب متوجہ ہوے مجھکو یہ خوف تھا کہ ایسا نہو آپ کے ساتھ
مکر کرین آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین حاکم شہر کی دختر ہون مجھکو اسواسطے
بھیجا ہی کہ آپ کو باغ مین لیجا کر آپسے مکر کر کے لوح لیلون مگر آپ صاحب اقبال ہین حقیقت
سے مین نے آپ کو دیکھا ہی دلمین محبت پیدا ہو گئی مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزار

پہونچے کہ دیوار باغ معلوم ہونے لگی مہ پارہ تخت سے اُتری شاہ کو ہاتھ تھامکر اندر لیچلی دیکھا
باغ کے کئی ہزار کنیزین دُر در گوش مرصع پوش زر و جواہر مین غرق کھڑی گیند اکھیل رہی
تھین مہ پارہ کو دیکھکر سبنے سلام کیا کہا حضور آپ کیا تشریف لائین باغمین گویا بہار آئی ملکہ
مہ پارہ اندر داخل ہوئی مگر بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوے بادشاہ جو اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین اور نرگس شہلا آنکھین کھولے
ہوے باغ کو دیکھ رہی ہو عندلیب خوشنوا ہر مرتبہ پہلوے گل سے اُٹھکر چشم نرگس سے آڑ
کر لیتی ہو کہ ایسا نہ ہو نرگس کی نظر لگ جائے بادشاہ کیفیت باغ دیکھتے ہوے بارہ دری
مین آکر بیٹھے مہ پارہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ باغ سے کچھ پھول لاکر سامنے مہمان
کے رکھو کہ مہمان شگفتہ ہو کنیزون نے پھول لاکر رکھے بادشاہ حیران بیٹھے ہین کہ چند
کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکہ نیلم و ملکہ مرجان آئی ہین مہ پارہ نے کہا اُنکے
آنیکی کیا ضرورت تھی کنیزون نے کہا یہی فرماتی ہوئی آتی ہین کہ بی مہ پارہ دھگڑے کو
دیکھکر مبہوت ہو گئین اب وہ دخل نہ دین ہم کام کرلین گے مہ پارہ نے کہا کیا مجال
بادشاہ نے پوچھا کیون مہ پارہ یہ نیلم و مرجان کون ہین مہ پارہ نے کہا فلان سر کوچہ
پر جو آپ نے شاہزادی کو دیکھا تھا وہ ملکہ نیلم ہین اور آگے بڑھکر جسکو قصر مین دیکھا
تھا وہ بی مرجان ہین چند کنیزون کو حکم دیا کہ دونون کو استقبال کرکے لاؤ کنیزین براے
استقبال گئین دونون شاہزادیان دروازے پر ٹھہری تھین کنیزون نے آکر استقبال
کیا کہا باغ مین تشریف لے چلیے ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین اُن دونون نے نام مہ پارہ
کا سُنکر منھہ پھیر لیا کہا مہ پارہ کو ہم ایسا نہ سمجھے تھے کہ جاتے ہی دام حُسن مین پھنسا لینگی
پہلو مین بیٹھنا تو اُنکو ملا جو غمزہ چاہین کرین نیلم و مرجان اندر آئین ناز و کرشمے کرتی
ہوئی سامنے شاہ کے پہونچین دونون نے سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ ہمارے
قصر کے سامنے سے گذرے ہمنے اشارے کیے آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنے
قدوم سے منور نہ فرمایا جب ہمکو معلوم ہوا کہ حضور باغ رنگا رنگ مین ہین تو ہم
خود حاضر ہوے کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون شکر ہو کہ حضور کو بہ اطمینان پایا اِس

شہر ہین بڑے بڑے مکار ہین آپ اُنسے بچیے گا بادشاہ نے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہو وہ
دونون بیٹھ گئین کہ پھر آسمان پر برق چمکی دو شاہزادیان تخت پر سوار لیکن نہایت ہی
حسین و جمیل آکر پہونچین چارون شاہزادیون نے شاہ کو گھیر لیا یہ جو دونون شاہزادیان
آئی ہین ایک کا نام گل دوسری کا نام بلبل ہو گل نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ بی عندلیب
کیون نہین آئی ہین کہ سامنے ایک نخل تھا اُسپر طائر بیٹھے ہوے تھے ایک عندلیب
خوشنوا نخل سے اُتری زمین پر گر کر غلطک ماری دیکھا سب نے ایک شاہزادی حسین و
جمیل دریاے جواہر ہین غوطہ زن چارون نے کہا اے عندلیب خوشنوا ہم تمھارا ہی
انتظار کر رہے تھے اب کچھ رنگ جماؤ عندلیب آکر سامنے بیٹھی اور شاہ سے آنکھین
ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دو شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو	تیرگی ہو کہ نظر آتے ہین تارے دن کو
رات کو سب نظر آتے ہین ستارے نبکر	چڑھتے ہین جو مری آہ کے شرارے دن کو
کون ایسا ہو چڑھاوے جو مری تربت پر	رات کے ہار جو محبوب اُتارے دن کو
تم اگر چاند نہین ہو تو بتاؤ مجھکو	کیون نہان رہتے ہو پھر نظروں سے پیارے دن کو
غم فرقت کی اگر رات کو ہم روتے ہین	کہین ملتے نہین دریا کے کنارے دن کو
ایک خورشید فلک پر ہو زمین پر ہین کئی	مشتعل قلب ہین دلا داغ ہمارے دن کو
یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہو ناسخ	رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

ادھر تو یہ گاتی اور بتا رہی تھی اُدھر یہ چارون شاہزادیان نیلم و مرجان و گل و بلبل
دوڑ دوڑ کر گلابیان اُٹھا لائین اور جام لبریز کر کے سامنے شاہ کے پیش کیا مہ پارہ نے
اشارہ سے منع کیا کہ جام نہ نوش فرمائیے گا عندلیب نے بہ نگاہ قہر طرف مہ پارہ
کے دیکھا مگر مہ پارہ نے [illegible] خیال نہ کیا بادشاہ نے وہ جام ایک کنیز کو دیدیا کئی مرتبہ
عندلیب نے جام پیش کیا اور مہ پارہ نے بالاعلان منع کیا کہ حضور جام نہ نوش کرین
عندلیب نے طرف نیلم و مرجان کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ مہ پارہ کو منع کرو جام پین
تو ہمارا مطلب نکلے بے جام پیے [illegible] نہ حاصل ہو گی مہ پارہ [illegible] تھی آپ لوگ

مکر پر مکر کرتے ہین ہم نہین چاہتے کہ مہمان کو صدمہ پہونچے آئندہ اُنکو اختیار مگر تعجب ہی کہ لوح نہین دیکھتے بادشاہ یہ سُنکے گویا سوتے سے جاگے خیال آیا کہ لوح کو دیکھون جیسے ہی لوح دیکھی نیلم و مرجان پیچھے ہٹین ادھر بادشاہ نے نوشتہ پایا کہ ایکے مرتبہ جو عندلیب جام دے تو وہ شراب اُسی پر پھینک مارنا پھر قدرت کا تماشا دیکھنا بادشاہ نے خود عندلیب سے اشارہ کیا کہ لاؤ جام پلاؤ عندلیب نے جام لبریز کیا با ناز و کرشمہ اپنے ہاتھوں پر رکھکر پکارہ اُٹھی فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند۔ اس اداسے عندلیب نے یہ شعر پڑھا کہ بادشاہ کے دل پر تاثیر ہوئی مگر مہ پارہ نے کہا جو لوح مین ملاحظہ کیا ہی اُسی کے پابند رہیے بادشاہ نے جام لیکر شراب عندلیب پر پھینک ماری قطرے شراب کے جو جسم پر پڑے معلوم ہوا تو دہ بارود پر کسی نے چنگاری ڈالدی عندلیب تو جلنے لگی چارون شاہزادیان اُٹھکر بھاگین اور بلند ہوکر کہا کہ خبردار مہ پارہ عندلیب کو تو قتل کرایا ہم جاکر تمھارے باپ سے اطلاع کرتے ہین وہ آکر سمجھ لینگے مہ پارہ رونے لگی بادشاہ نے آنسو پاک کیے فرمایا رونے کا کیا باعث ہی مہ پارہ بصد گریہ و زاری عرض کرنے لگی ای شہریار باپ میرا مکار جادو ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہووے کہ بندگان عالی کو آزار پہونچے آپ اکیلے ساٹھ ہزار سے کیونکر مقابلہ کرینگے اور مین تو اُن سب سے جدا ہوئی افسوس یہ ہی کہ سحر نہین جانتی سعد نے فرمایا ساٹھ ہزار کیسے اگر ساٹھ لاکھ ہونگے تو حافظ حقیقی سب سے بچائیگا یہان مکار جادو تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے ذکر کر رہا ہی کہ مہ پارہ برائے گرفتاری طلسم کشا گئی ہین وزرا کہہ رہے ہین کہ یہ انتظام آپ کا خالی نجائیگا کہ ناگاہ وہی چارون شاہزادیان آکر پہونچین اور عرض کی ای شہنشاہ آج تو مہ پارہ نے بڑا غضب کیا کہ عندلیب خوشنوا کو قتل کروایا ہم لوگون نے جب دام مکر پھیلایا ملکہ نے آگاہ کر دیا آخر پکارہ کر طلسم کشا سے کہا کہ لوح ملاحظہ فرمائیے لوح جو طلسم کشا نے دیکھی اصل حال سے آگاہ ہوے شراب عندلیب پر پھینک ماری عندلیب جلکر خاک ہوئی یہ سُنکر مکار شاہ بہت جھلایا افسروں سے کہا

جلد تیار ہو اور سب فوج کو تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا مکار شاہ سب ساحرونکو
لیکر چلا کہتا ہوا کہ یارو تم بخوبی جانتے ہو کہ مہ پارہ کو جسم سے نا بلد ہو رہا اکیلا طلسم کشا
اسکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو وہ کیا اکیلے تم سے لڑسکینگے بہت ہو گا دو چار کو
قتل کرینگے پس آتے ہی باغ کو گھیر لیا یہان سعد شہریار مہ پارہ سے باتین کر رہے
تھے فرماتے تھے کہ مین کیا جانتا تھا ورنہ ساتھ عندلیب کے چارون کو بھی قتل کرتا کہ
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری غضب ہوا سب طرف سے باغ گھر گیا
اب افسر ارادہ کرتے ہین کہ باغ مین گھس آئین یہ سنکر سعد شہریار اُٹھے تیغہ طلسمی
کے قبضے پر ہاتھ رکھا ایک مادیان بندھی تھی اُسکو کسا اور سوار ہوکر چلے ملکہ رونے
لگی کہتی تھی اے شہریار مین نے کوٹھے سے دیکھا گرد باغ کے فوج بیحد ہو حضور کس کس سے
لڑینگے بادشاہ نے فرمایا مین پہلے شاہ کی گردن لونگا تم کوٹھے سے تماشہ دیکھو یہان
مکار شاہ چار سو افسرون کو ساتھ لیکر طرف در باغ کے چلا ہو کہ دروازہ باغ کا کھلا
اور شہریار باہر نکلے یا برج اسد سے آفتاب نکل آیا وہین سے للکارے او مکار شاہ کیون
شامت آئی ہو خبردار باغ کیطرف نگاہ اُٹھا کے نہ دیکھنا مکار شاہ نے شہریار کو اس شوکت
سے جو دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ صاحبو جمال
طلسم کشا دیکھو ماہ حسن کس اوج پر ہو گرد ہالہ پڑا ہوا ہو ہر چند کہ تم سب لوگ اتنے
ہو اور وہ تنہا مگر شوکت سے شہریار کی یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیر رمہ گوسفندان پر آتا ہو
سعد شہریار نے مادیان کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران
پر دغا آگاہ ہو منم نہر بیشہ جنگ و غا نعرہ شاہ

	منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	
	تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران	

ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہو کہ شاہ سعد فوج پر جا پڑے لاشون کے انبار کر دیے
جس افسر نے بڑھکر وار کیا وار روک کر بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے اسطرح جنگ کر رہے ہین مگر جب بادشاہ غول مین گھر جاتے ہین تو ملکہ دعائین

کرتی ہو کرامی کریم کارساز خدای رحیم بے نیاز شہریار کو دشمنوں سے بچانا چہار طرف سے کفار گھیرے ہوے ہیں پروردگار دشمنوں سے شہریار کو امان دے اور محفوظ رکھ نظم

تو ای کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بر جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نہ بار و ہوا تا نہ گوئی بہ بار	زمین نیاورد تا نگوئی بہ یار
جہان را بدین خوبی آراستی	بہ رون زان کہ یاری گرہی ساختی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بہ اندازہ بکند گر
چنانی برکشیدی و پستی نگار	کہ ہزران نیارد خرد در شمار

بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان پہ پیدا ہوا اُس ابر سے تلواریں برستی ہوئی برقیں گرتی ہوئی وہ ابر آکے پھٹا تمام جادوگر گھبرا اُٹھے ملکہ نے دیکھا کہ دو تا حیدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار آتے ہی فوج مکار پر گرے سعد شہر نے پہچانا کہ نقاش و نقوش ہیں عین وقت پر آکر پہونچے ابر سے اُترتے اُترتے قیامت برپا کردی اور یہی چاہتے ہیں کہ مکار کو گھیر کر ماریں مکار بھاگتا پھرتا ہو چاہتا ہو جان بچا کر نکلجاؤں جسطرف جاتا ہو نقاش و نقوش سحر کرتے ہوے پہونچتے ہیں مکار اُدھر سے بھاگتا ہو چاہتا ہو تیسری طرف سے نکلجاؤں اُسطرف سے دیکھا سعد شہریار جنگ کرتے ہوے آتے ہیں سعد کو دیکھکر دل کانپتا ہو مگر سعد نے گھوڑا اُٹھایا مکار نے جو بادشاہ کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا پہلے سحر بہت سے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو گھبرا کر تلوار کا وار کیا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ رد کا روک کر کلائی تھامی کمر میں ہاتھ ڈالکر مکار کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر زمین پر ماریں مکار پکارا الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان مکار نے کہا میں تابعدار ہوں بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مکار ملکہ سے مطیع اسلام ہوا افسروں کو اشارہ کیا کہ اسوقت اطاعت کرلو پھر سمجھ لونگا سب

انسے آکر قدمون پر گرے نقوش و نقاش نے عرض بھی کی کہ اے شہریار اسکی اطاعت کو
نہ مانیے بادشاہ نے فرمایا ہمارے طریقے کے خلاف ہو کہ وہ امان مانگے اور ہم نہ دین
ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین بموجب قول شاعر ع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار
جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کل لشکر میدان قلعہ اُترا سعد شہریار نقاش و نقوش کو لیکر
بیٹھے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین جام مے
گردش مین ہو گائنین گا رہی ہین مکار شاہ چوب وچماق ہاتھ مین لیے کام کرتا پھرتا ہو
ایک ایک سے کہتا ہو کہ میری تقدیر نے رسائی کی رفیقون سے اِشارہ کر رہا ہو کہ
شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی لاؤ کہ مین اِن تینون کو سزا دون ملازم تدبیرین کر
رہے ہین جب مکار نے دیکھا کہ بادشاہ مصروف عیش و نشاط ہین صحبت مین ہنگامہ
گرم ہو رقص و سرود ہو رہا ہو اب اسوقت بادشاہ سے مکر کا موقع ہو فوراً اجام
شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ ایسے محو
رقص و سرود تھے کہ جام بے اندیشہ انجام مکار سے لیکر پی گئے مکار نے دوسرا جام
بھر کر نقوش کو دیا تیسرا جام نقاش کو دیا نقاش نے جام پیتے ہی جھولی پر ہاتھ
ڈالا مو قلم نکالکر تصویر خیالی کھینچنے لگا نقوش چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہا ہو
بادشاہ جمجاہ بھی پریشان ہین بیہوشی تاثیر کرتی جاتی ہو جب شاہ نے دیکھا کہ سر گردش
کرنے لگا فرمایا کیون مکار شاید تو نے مجھکو بیہوشی دی مکار نے پکار کر کہا اے بادشاہ
عالی جاہ اب وقت امتحان ہو سر بانداز قتل کرونگا تمام عالم جمع ہوا اور تماشہ دیکھے
ہر ایک کی زبان پر ہو کہ خوب بدلا لیا حقیقت مین بڑا کام کیا بادشاہ جھلا کے اُٹھے
نقاش و نقوش نے بھی قصد کیا کہ مکار کو پکڑین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے
گرے مکار نے آواز دی آہن گرون کو لاؤ نقاش و نقوش کی زبان مین سوزن
دی مگر بادشاہ کو جب مسلسل کیا تو لوح کا اِسکو خیال نہ رہا لوحین نہ اُتارین اور تینون
کو مسلسل کرکے زبان مین نقاش و نقوش کی سوزنین دین حکم کیا لشکر تیار کرو
مین اِن سب کو لیکر بخدمت خداوند چلونگا لشکر تیار ہوا اِن [illegible]

ڈالا مگر لمعان تاجدار کہ بیرون قلعہ اترا تھا اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ مکار شاہ
نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لمعان تاجدار نے کہا مین نہ جانے دونگا قلعے سے نکلتے ہی
روکونگا مجال کیا ہو جو نکلجائے یہ کہکر لشکر کو تیار کیا یہ نہ سوچا کہ وہ جادوگر ہین مین بھلا اُنکا
کیا کر سکونگا جیسے ہی مکار قلعے سے نکلا لمعان تاجدار فوج کو لیکر مکار پر گرا مکار
نے پیچھے ہٹکر سحر کیا کہ لمعان تاجدار گھوڑے سے گرا مکار نے گرفتار کر لیا اور ایک
سحر کیا کہ فوج بھاگ گئی یہی دل مین سمائی ہو کر بھاگ کر نکل چلو اپنی جان بچاؤ سب فوج
بھاگ کر دامن صحرا مین چھپی مکار نے لمعان تاجدار کو بھی پکڑ لیا اور کوچ کر کے چلا
کہتا ہوا جاتا ہو کہ لمعان تاجدار کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا مین نے صرف
دو سحر کیے ایک سحر مین لمعان تاجدار کو پکڑا دوسرے سحر مین فوج کو بھگا دیا جب
بادشاہ کی آنکھ کھلی تو پکار کر آواز دی او مکار ہوشیار تو اسم بامسمی ہوا مجھو رہائی
پاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا مکار نے کہا اب رہائی کی امید نہ رکھو قصر ہفت رنگ
پر چلکر سب کو قتل کر دونگا قدرت بھی فرمائیگی کہ مکار نے طلسم نوخیز بچا لیا بادشاہ
خاموش ہو رہے مگر زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالون نقاش
ونقوش عرض کرتے ہین حضور تکلیف نہ فرمائین انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا
مگر مکار جادو قیدی لیے ہوے جاتا ہو تیسری منزل ہو ایک صحرا مین آکے اُترا
بارگاہ مین خیمے استاد کیے یاد آیا کہ وہ گیسو بریدہ چین سے بیٹھی رہی ناظر کو حکم دیا کہ
پچاس سوار لیکر جاؤ محل کو اسکے گھیر لو کوئی باہر نہ نکلنے پائے نہ کوئی اندر جائے
خواجہ سرا پچاس سوار لیکر چلا یہان مہ پارہ محل مین بیٹھی ہوئی [illegible]
کہتی ہو آج کئی دن گذرے بادشاہ محل مین تشریف نہین لائے کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی کہ حضور کو کچھ خبر ہو قلعے مین [illegible] نے بادشاہ [illegible]
نقاش ونقوش کو گرفتار کر لیا خواجہ سرا پچاس سوار لیکر آیا ہو آپ کا محل گھیرا
ہوا ہو حکم ہو کہ کوئی باہر نہ نکلے نہ کوئی اندر جائے یہ مضمون سنکر مہ پارہ رونے
لگی اپنی بچھی اب خاتمہ ہو ہمارے شہریار کو گرفتار کر لیا اب انکو کون رہا کریگا یہ کہکر

زار زار رونے لگی یا دمین شاہ کی یہ اشعار زبان پر جاری تھے **نظم**

دور کر پردہ دکھادے روے عالمتاب کو	ماہ تابان سے اٹھادے چادر مہتاب کو
ہی یہ اُس رخسار گلگونکے نظارے کا اثر	سمجھے ہین اودیدہ گریان خون سے خونناب کو
نقل کرسے خندہ دندان نماسے یار کو	ملگئے ہین قطرہ شبنم گل شاداب کو
عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خون کوہکن	بیستون پر دیکھ تانخ لالۂ سیراب کو

کنیزون نے سمجھایا کہ واری نہ گھبراسیے ابتداسے طلسم سے آجتک بہت آفتا ئین پڑین ہونگی ہمنے سُنا ہی کئی مرتبہ گرفتار ہوسے اور قصر ہفت رنگ مین ہوگئے مگر پروردگار نے وہان سے بھی رہا کرایا اب بھی خدا رہا کرائے گا پروردگار سے یہی دعا ہی کہ وہ رہا ہون جنسے مکر کیا ہو اُسپر آفت آئے محل مین ہلڑ ہی جو باہر جانیکا ارادہ کرتی ہی سوار پہرے پر بیٹھے ہین للکار دیتے ہین کہ باہر نہ آنا ورنہ تلوار مار دینگے ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کے خلاف گذرے ملکہ تو اس حال زار مین ہی مگر مکار جادو کہ اُسی صحرا مین اُترا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرہ ون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا عقلا سے روئین تن کہ مکار سے بڑی ملاقات رکھتا ہی بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مکار نے استقبال کرکے پوچھا برادر کہان سے آتے ہو عقلا نے کہا مین برائے شکار صحرا مین آیا تھا ہر کارہ ون سے تمھاری خبر سنی پلٹ پڑا اب شکر کرتا ہون کہ تمکو صحیح و سالم پایا کہان سے آتے ہو کہان کو جاتے ہو مکار نے کہا مین نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون عقلا نے کہا ذرا طلسم کشا کو بارگاہ مین بلواؤ مین بھی ذرا انھین دیکھون سُنتا ہون کہ وہ بڑے بہادر ہین مکار نے حکم دیا کہ قیدی سعد شہریار بارگاہ مین لاؤ ایک افسر سہراب نامے گیا ہی اور زنجیر تھام کر بادشاہ کو لایا بادشاہ نے دربار مین آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور غصے مین منھ سے یہ بھی نکلگیا کہ نامردون کی صحبت ہی مرد کوئی اس محفل مین نہین کس سے بات کرین عقلا نے کہا او طلسم کشا مکار جادو آپ کو گرفتار کرکے لایا رسّی جل گئی اور بل نہین جلا

بادشاہ نے فرمایا ایک تو پہلوان معلوم ہوتا ہے ورنہ سب نامرد بیٹھے ہین کوئی تم مین
ایسا ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے مکار نے مکر سے گرفتار کیا حوصلۂ جرأت باقی ہے عقلا نے کہا
اے مکار انکو رہا کر دو مین گرفتار کر کے انکا دعوی مٹاؤنگا مکار نے کہا اے برادر یہ خیال
نہ کرو یہ لوگ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین فقط قدرت خدا و جمشید
سے یہ گرفتار ہوے ورنہ انپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے عقلا نے اٹھکر ہتھکڑی پر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ جھنکار تلی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بادشاہ نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق لذت خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غم خانۂ من — باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا عقلا کے ہوش اڑ گئے مگر بہ محبت بادشاہ
کا ہاتھ تھام لیا اور مکار سے اشارہ کیا کہ نہ گھبراؤ مین کل گرفتار کر دونگا اپنی بارگاہ
مین لایا جب سامان دعوت مہیا کیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اے عقلا ہم کھانا نکھائینگے
ہمارے سردار تو قید خانے مین ہین ہم کھانا کیونکر کھائین اپنے رفیقون کا خیال نہ
رکھین عقلا نے مکار سے کہا تم تینون سردارون کو بھی لاؤ مگر انسے بھی یہی عہد کرنا
کہ جب بادشاہ کو عقلا زیر کرے تو تم لوگ سرکشی نہ کرنا اور قید پھر مین لینا مکار نے
جا کر لمعان وغیرہ سے کہا سب نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اگر عقلا ہمارے شاہ کو
زیر کریگا تو ہم سرکشی نہ کرینگے یہ عقلا کی مجال نہین ہے اگر مکر کریگا تو ہم لوگ جان کو
موجود ہین گھر سے جو نکلے سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا آٹھ پہر یہی کام ہے غرض تینون سردار
بھی رہا ہو کر خدمت شاہ مین آئے عقلا سب کی خاطرین کر رہا ہے مصروف خدمتگزاری
ہے نازنینان مہ جبین خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز رقص کے واسطے طلب کین ناچ
ہو رہا ہے وہ تانین لگا رہی ہین دلون کو اہل محفل کے لبھا رہی ہین بادشاہ جمجاہ
تعریفین کر رہے ہین عقلا نے حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو طبل کشتی بج جائے صبحکو عقلا
و طلسم کشا سے مقابلہ ہے ملازم عقلا کے اکھاڑہ تیار کر رہے ہین یہ خبر مشہور ہوئی

گنواروں کے غول کے غول چلے آتے ہین بڑے بڑے راجہ و زمیندار ان قصبہ واسطے تماشے کے جمع ہو رہے ہین مگر عقلا نے رات بھر شاہ کی دعوت کی صبح کو سامنے آیا کہا اے شہریار چلیے میرے آپ کے امتحان ہو کچھ خوف نہ کیجیے گا کہ لشکر میرے ساتھ ہی بادشاہ نے فرمایا اے عقلا ہم سوا ے خدا کے اور کسی سے خوف نہین کرتے بلکہ اگر ارادہ ہو تو پہلے ہی امتحان کر لو کہ کل فوج کو حکم دو کہ ہمکو گرفتار کرین دیکھو تو کیسا تشکارہ کھیلتا ہون کہ اہل فوج کو بھی ثابت ہو کہ کسی سپاہی سے مقابلہ پڑا ہی خدا چاہے تو لاشون کے انبار ہو جائین اہل فوج بھاگتے نظر آئین عقلا خاموش ہو رہا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا نقوش و نقاش و لمعان عقب مین شاہ کے آتے ہین یہان اکھاڑے پر کل خلقت کا ہجوم ہو بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا ایک غریو بلند ہوا کہ دیکھو صاحبو بادشاہ اسلام آتے ہین ہر چند کہ غیر کے لشکر مین ہین مگر کچھ ہراس نہین اپنی جرأت کے جوش مین عقلا کا ہاتھ تھامے ہوے چلے آتے ہین لوگ بیچ مین سے ہٹ گئے عقلا نے اکھاڑے پر آکر لنگوٹ وغیرہ کسا اکھاڑے مین کود ا ملازم نے دوسری کشتی سامنے بادشاہ کے پیش کی بادشاہ نے اُس کشتی پر نگاہ نہ ڈالی اور اکھاڑے مین پھاند پڑے عقلا کا ہاتھ تھاما فرمایا کہ ہان بر ادر ہاتھ ملاؤ کشتی شروع ہو جس داؤن پیچ پر تمکو دعوی ہو اُنھین کو پہلے تم صرف کرو عقلا نے گردن پر ہاتھ رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن شاہ کی جھک گئی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا پانون جما کر عقلا کی گردن پر ہاتھ رکھکر ایسا گھسوٹا مارا کہ سر اُسکا زمین سے لگ گیا کشتی ہونے لگی سوال جواب کے داؤن پیچ ہو رہے ہین بڑے بڑے راجہ کھڑے ہوے بازیان بد رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ عقلا رگڑ کے مار ڈالیگا دونی اور ڈیوڑھی بازیان دے رہے ہین کسی کے منھ سے یہ نہین نکلتا کہ بادشاہ غالب آئین گے مگر نقاش و نقوش بازوون پر سے جواہرات کھولکر رکھدیتے ہین اور پکارتے ہین کہ ہمارے آقا غالب آئینگے لوگ ٹوٹے پڑتے ہین مگر بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہی جب پکڑ لاتے ہین ایسے گھسے مارتے ہین کہ عقلا عاجز ہو جاتا ہی ماتھے سے خون جاری ہی تمام جسم

پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہو دل مین کہتا ہو مین نے یہ کیا کیا دیکھیے جان کیونکر بچے
اِس شیر دلیر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو مگر جانبازی کر رہا ہو اُستاد سخنور تحریر فرماتے
ہین کہ عقلا تین پہر ڈاپہر دن رہے عاجز ہو کر شاہ کو لے دوڑا اسعد شہریار چند قدم
پہ آکر رُک گئے عقلا نے بڑے زور دکیے کیسے کیسے ہکے مارے مگر بادشاہ پیچھے دیتے
اور دونون مونڈھے عقلا کے تھام کر بیٹنے مین سر اڑایا رہ ییلکر لے دوڑے ستر قدم
پہ لاکر ہکہ مارا کر دونون گھٹنے عقلا کے آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے
کر دیے اور فرمایا کہ اے عقلا لنگر اپنا قایم کر لو مین چاہتا ہون کہ کوئی حوصلہ باقی نہ
رہے کہ بعد کو عذر کرو کہ یہ آرزو باقی رہگئی عقلا نے لنگر قایم کیا بادشاہ نے کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر بلند کیا لنگر عقلا کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا عقلا پکارا اُٹھا اے شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو سرفراز فرماتے ہین مین تابعدار ہون بادشاہ نے
فوراً ہاتھ سے رکھدیا عقلا قدمون پر گرا اگر مکار کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے رہائی پائی عقلا مسلمان ہوگیا ہاے وقت پر بھول گیا اگر
لوحین قبضے مین کر لیتا تو اِسوقت لیکر بھاگ جاتا مگر لوحین نہ اُتارین کچھ دل مین
سوچکر مکار بھی قدمون پر گرا عقلا نے سفارش کی کہ حضور اسکی خطا معاف کرین
بادشاہ نے مکار کو گلے سے لگا لیا مکار ازرہ مکاری مسلمان ہوا مگر دل مین یہی سوچ رہا ہی
کہ جسطرح بنے گا شاہ کو پکڑ کر مارونگا کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے بادشاہ سب کو ساتھ
لیکر طرف قلعے کے چلے یہان مہ پارہ ملول حزین نہایت غمگین آٹھ پہر رویا کرتی ہی
ایک دن پریشان ہو کر اُٹھی اور بالاے بام آئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہو کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے بادشاہ اسلام پشوکت تمام اسپ پریوش پر سوار آتے ہین
کل رفیق ہمراہ ہین اپنے باپ کو دیکھا کہ مثل چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مع فوج آتا ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مین سوتی ہون کہ جاگتی ہون وہ
رنگ دیکھا ہو کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کہنے لگی

عرض کی حضور نے جو دیکھا وہی سحر کہ ہو بادشاہ آتے ہیں معلوم ہوتا ہی فتح ہوئی لیکن مکار نے وہیں سے حکم دیا کہ پھر امحل سے ہٹ جائے سب سوار بیٹھے مکار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے قلعے میں آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ جو اندر گیا نوجہ نے اپنی کہا کہ عقلا نے بڑا غضب کیا شاہ کو یہ ہاکر دیا میں نے یہی مناسب جانا کہ قلعے میں چلکر سمجھ لونگا یہاں عقلا کو بھی سحر میں پھنساؤنگا اب ارادہ ہی کہ شربت بناؤں انہیں سودۂ الماس ملاؤں اور بادشاہ کو پلا دوں کہ کلیجہ کٹ کے گر پڑے پھر اور سب سے سمجھ لونگا نوجہ نے کہا بہت بہتر ہی اسی میں مطلب نکلیگا سلطنت بھی بچیگی یہ کہکر مکار نے جام شربت تیار کیا مگر مہ پارہ نے یہ سرگوشی سن لی بادشاہ کو رقعہ لکھا کہ شہریار باپ میرا شربت لاتا ہی ہرگز نہ پیجیے گا انہیں سودۂ الماس ملا ہی خدا آپ کو بچائے یہ رقعہ کنیز کو دیا اور کہدیا کہ جاکر شاہ کے ہاتھ میں دینا کنیز نے وہ رقعہ لاکر بادشاہ کو دیدیا بادشاہ نے عقلا سے کہ قریب بیٹھا تھا رقعہ پڑھکر فرمایا کہ مکار کی مکاری نہیں جاتی دیکھو مہ پارہ نے اطلاع دی ہی کہ جام شربت آمیختۂ الماس لاتا ہی انشاء اللہ اسی کو پینا پڑیگا ہمارے دل میں مکر نہیں ہی جتنا زیادہ مکر کریگا ویسا ہی خراب ہوگا عقلا نے عرض کی جب سامنے آوے اگر حکم ہو تو گردن توڑ ڈالوں بادشاہ نے فرمایا بھئی تم دخل نہ دو میں خود اس سے کلام کرونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا مکار جادو پیالہ شربت کا لیے ہوئے آتا ہی سب نے کہا حضور دیکھیے مکار آپہونچا بادشاہ نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگ دخل نہ دیں میں سمجھ لونگا کہ مکار نے آکر عرض کی اے شہریار یہ جام نوش فرمائیے ہمارے خاندان کا طریقہ ہی جب نسبت قائم ہوتی ہی تو بیٹی کا باپ داماد کو شربت پلاتا ہی بادشاہ نے فرمایا ہم بخوشی حکم دیتے ہیں کہ تمھیں نوش کرو مکار نے کہا میری کیا مجال ہو کہ اس شربت کو پی سکوں حضور کے نام سے بنا ہی ملکہ مہ پارہ نے بنایا ہی بادشاہ نے فرمایا مہ پارہ بھی ہمارے زیر حکم ہی وہ دیکھو کوٹھے پر بیٹھی ہی اسی سے کہلوا دیں کہ شربت آپ نوش کریں ہم معاف کرتے ہیں مکار نے کہا میں تو حضور ہی کو پلاؤنگا جب مکار نے ہاتھ بڑھایا کہ نوش فرمائیے حضور

تکرار نہ کیجیے عقلا کو تاب نہ باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھکر مکار کو ایک لات ماری کہ
شربت زمین پر گرا اُتنا فرش جلگیا زمین سیاہ ہوگئی مکار نے چاہا اُٹھکر بھاگون لیکن
عقلا نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مکار کا پھٹ گیا شاہ نے حکم دیا کہ لاش اِسکی باہر پھینکدو
یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج مکار نے جام شربت سودہ الماس بناکر ملایا تھا گرمہ پارہ
نے بادشاہ کو اطلاع کردی وہ عقلا کے ہاتھ سے آخر مارا گیا یہ خبر زوجۂ مکار کو پہونچی
پہلے تو بیٹی سے بگڑی کہ کیون بیٹا باپ کو قتل کرایا میرا عیش جوانی مٹایا اپنا رنگ جمایا
اب تو رضامند ہوئی ہین میان عقلا سے بھونگی مہ پارہ نے یہ بھی شاہ سے اطلاع
کی کہ مادر نامہربان بہت بگڑی ہوئی ہین عقلا سے آمادۂ پیکار ہین بادشاہ نے سردارون سے
کہا عقلا نے کہا وہ میرا کیا کرسکتی ہو گردن کھینچکر پھینکدونگا ایک طمانچے مین اُسکا کام
تمام ہوگا مگر زوجۂ مکار نے سارا دن تڑپ تڑپ کے کاٹا غم مین شوہر کے رات کو
اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی میان عقلا طلایہ کی گشت پر تھی بازارون مین سوار و پیدل
مقرر کیے کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا مگر نقاش جادوگر اپنے سوتے سوتے ایک
خواب پریشان دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہو کہ جاکر عقلا کو بچاؤ اُدھر زوجۂ مکار اُڑتی
ہوئی آسمان پر آئی عقلا کو دیکھا ایک مقام پر کھڑا ہو محبت مین اپنے شوہر کی تاب
نہ آئی تڑپ کر گری عقلا کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی مگر نقاش جادوگر بارگاہ سے نکل
چکا ہو وسط لشکر مین پہونچا تھا کہ دیکھا آسمان سے برق گری اب جو خیال کرکے
دیکھا تو ظاہر ہوا کہ زوجۂ مکار عقلا کو لیے جاتی ہو ہرچند کہ بلند ہوچکی تھی مگر نقاش
نے ایک گولہ مارا ہنگامہ جادو زوجۂ مکار نے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن لیکن
ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا ہنگامہ جادو حیران ہوئی کہ اب کدھر جاؤن
کہ ابر سیاہ پھٹا نعرہ ہوا کہ منم نقاش جادو او فاحشہ کہان جاتی ہو ہوسکتا ہو کہ
عقلا کو لیجائے مجھکو خواب مین ہدایت ہوئی کہ جاکر عقلا کو بچاؤ مین تجھکو نہ جانے
دونگا ہنگامہ نے کارد سحر پھینک ماری نقاش نے کارد کو توڑا اور زوجۂ
مکار کا پیچھا کیا ایک مقام پر ایک صحرا تھا ہنگامہ نے عقلا کو اُس جنگل مین پھینکدیا

مگر نقاش نے نہ چھوڑا جھپٹ کر ہنگامہ کی گردن لی اور سر کھینچ لیا اب نقاش پلٹا کہ عقلا کی خبر لون یہان عقلا جو صحرا مین گر اجیران کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اُسنے آکے کہا کہ اے عقلا کیون حیران کھڑے ہو دیرگاہ صحرانشین میرا نام ہے میرے باغ مین بہار گلِ لالہ دیکھو یہ کہکر عقلا کا ہاتھ تھام لیا عقلا ساتھ دیرگاہ کے ہو لیا تھوڑی دور چلکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے دیرگاہ عقلا کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آئی چند کنیزون نے آکر گھیر لیا وسط باغ مین فرش بچھا تھا وہان لا کے دونون کو بٹھایا دیرگاہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب وکباب لاکر حاضر کیے ایک کنیز آکر بیٹھ گئی گانا شروع ہوا بصد سوز وگداز یہ اشعار بہ آواز بلند گانے لگی نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہ ہو … فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگشت پر … یہ حال وہ نہین جو کسیکو عجب نہ ہو
اے دل ستمگرونکی محبت سے درگذر … وہ یار ڈھونڈھلے جو اذیت طلب نہ ہو
جو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن … جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہ ہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہے مجھے پسند … میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہ ہو
ممکن نہین کہ ساتھ چھپے رُخ کا زلف سے … ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جسمین شب نہ ہو
اچھی نہین ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ … کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہ ہو

عقلا پہلو مین دیرگاہ کے خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے دیرگاہ کا ارادہ ہے کہ عقلا کو تخلیے مین لیجاؤن کام دل حاصل کرون کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ میری خوش نصیبی ہے کہ ایسا معشوق ملا ہے کیسا رضامند ہے مین بھی اسی کی خوشی کرونگی وہ زرہ بنا دون کہ اسپر کوئی غالب نہ آئے جو مقابلہ کرے اُسکے ہاتھ سے مارا جائے عقلا کہہ رہا ہے کہ اے گل اندام مین روئین تن ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا مگر بادشاہ اسلام نے مجھکو بہت زیر کیا ہے چاہتا ہون کہ اُنکو قتل کرون دیرگاہ نے کہا مین ایک تختی سحر کی بنا کر پہنا دونگی کہ جو تجھسے مقابلہ کرے اُسکو تمھین زیر کرو تمپر کوئی غالب نہ ہو سکے مگر نقاش جو صحرا مین آیا عقلا کو ڈھونڈھتا ہوا در باغ پر پہونچا گانیکی آواز سنکر اندر آیا

ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا دیکھا عقلا کے پہلو مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوا اُس سے اختلاط
ہو رہا ہو نقاش جادو نے جھولی سے اپنی کاردستہ نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری ہیچ
دیبر گاہ نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی وہ کارد آ کر سینے پر پڑی تو ڑ کے پشت کے پار گزری
عقلا کے ہوش درست ہوے نقاش نے عقلا کو ساتھ لیا اور سب حال بیان کیا
عقلا و نقاش باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ سامنے سے آندھی سیاہ اٹھی نعرہ ہوا
کہ منم فتور جادو او ظالمون غضب کیا کہ میری زوجہ کو تمنے مار اہین کیا تمکو زندہ
چھوڑونگا نقاش نے چاہا سحر کرون کہ ابر تڑپ کر گرا نقاش کی زبان بند ہوگئی
ایک ساحر ابر سے نکلا اُسنے نقاش و عقلا کو گرفتار کیا اور لیکر بلند ہوا مگر مہتر بن
مہتر چالاک بن عمرو جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے
نقاش و عقلا کو گرفتار کیا ہو تو جلدی سے ایکطرف بھاگا جو منظور ہوا وہ صورت
بنا کر ایک مقام پر ٹھہرا فتور نقاش و عقلا کو لیے جاتا ہو کہ کان مین آواز آئی
ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا فتور نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی کھڑے
ہین اور بُلا رہے ہین فرماتے ہین کہ مجھے کچھ ضرورت ہو فتور جادو اُتر آیا اور کہا
یا خداوند میری زوجہ کو نقاش نے مار اہین ان دونونکو قتل کرونگا جمشید نقلی
نے کہا اسی مقام پر قتل کر ملک الموت میرے ساتھ ہین وہ انکی روح قبض کرینگے
مگر اے فتور ایک مشکل ہو کہ مین ملک الموت کو منع کر رہا ہون وہ کہتا ہو کہ مین فتور
کی بھی روح قبض کرونگا اسکا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہو تم ایک کام کرو کہ آنکھین
بند کرکے بیٹھو اور نام میرا ورد زبان کرو تین ہزار مرتبہ جبتک نہ پڑھ لینا آنکھ اپنی
نہ کھولنا مین ملک الموت کو سمجھا دونگا کیا مجال ہو کہ سو برس تک تمھاری روح قبض
ہو مگر خبردار اسم پڑھنے مین فرق نہ آئے اور آنکھین اسطرح بند کرنا کہ تمکو دکھائی
نہ دے اگر صورت قابض الارواح دیکھلوگے تو روح جسم سے نکل جائیگی فتور جادو
خوب آنکھین زور سے بند کرکے بیٹھا چالاک نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر
ایک خنجر کو کھ پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فتور کا مارے جانا کہ نقاش و عقلا کو

ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہو اور ایک عیار کھڑا ہوا اُسکے کپڑے اُتار رہا ہو
نقاش نے پوچھا او شخص تو کون ہو اور یہ کون ساحر تھا چالاک نے کہا مین عیار
لشکر اسلام ہون مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ مین نے دور سے دیکھا کہ تم دونو نکو اِسنے
گرفتار کیا طریقے سے معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان ہو مین نے پیچھا کیا جلدی سے
مین نے جمشید کی شکل بنائی فتور کو نقرہ دیکر مار لیا نقاش چالاک کو دعائین دیتا
ہوا عقلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ صبح کو جو بارگاہ مین
آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ زوجہ مکار ہنگامہ جادو عقلا کو لیگئی مگر نقاش جادو
تعاقب مین گیا ہو کہ برق فرنگی سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے فرمایا او منتر برق کہان
تھے برق نے عرض کی آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا بادشاہ نے فرمایا او منتر برق ذرا
نقاش کو تلاش تو کر دیبرق فرنگی لشکر سے نکلا تھا کہ دیکھا سامنے سے نقاش وعقلا
آتے ہین پلٹ کر بادشاہ سے خبر کی کہ نقاش وعقلا آتے ہین بادشاہ بہت خوش
ہوے نقاش وعقلا نے آکر قدمون کو بوسہ دیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ
نے دونون کو گلے سے لگایا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے چالاک کو انعام
دیا چالاک رخصت ہوکر گیا چالاک تو ایک جانب جاتا ہو منظور یہ ہو کہ اپنے کو خدمت
شاہ مین پہونچاؤن مگر برق فرنگی جو لشکر سے نکلا ایک نخل کے سامنے مین دیکھا کہ
ایک عیارہ بچی کھڑی ہو مگر نہایت آراستہ و پیراستہ دو نیچے حمائل تو بڑا گلے مین پڑا
ہوا قنتورہ زربفتی و بیتابہ سقرلاتی ذات پر آراستہ ایک نخل کی شاخ پکڑے
ہوے تانین مار رہی ہو

نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا — ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت — ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد ساحری تھین — نشے مین شباب کے بھری تھین
دُنبالہ کب آنکھین سرمے کا تھا — بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب سے تھے ابرو — تنہا زنے وا کیے تھے بازو

برق پرجمال بے مثال دیکھتے ہی پسینے پسینے ہوگیا بیتاب ہوکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی نام نامی سے تو آگاہ کر تا کہ اُس نام کو صفحۂ قلب پر لکھوں کہ باعث تسکین ہو اُس نازنین نے نیمچہ کھینچا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار منم حفیظہ صبا رفتار سامنے صحرا مین میر الشکر اترا ہو مین اسواسطے آئی ہون کہ بادشاہ کو چُرا لیجاؤن اگر تم بڑے عیار ہو تو جاکر بچاؤ یہ کہکر جست کرتی ہوئی چلی برق دیکھ رہا ہو کہ مثل آہوے صحرائی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر برق کو بڑا اندیشہ ہو کہ ایسا نہ ہو بادشاہ کو بیجا کو لیجائے پلٹ کر پھر لشکر شاہ مین آیا مگر رنگ روستغیر متردد و متحیر بادشاہ نے پوچھا کیون مہتر صاحب خیر تو ہو برق نے کہا ای شہریار تیر مژگان معشوق کے تودہ دل پر کاری پڑے دل کے ٹکڑے ہوگئے لیکن ایک فقرہ کہ گئی ہو کہ مین بادشاہ کو لینے آؤن گی یہ سُنکر مین پلٹ آیا ہون تاکہ در دولت پر حاضر رہ کر حضور کی حفاظت کرون بادشاہ نے فرمایا بہتر ہو برق نے بادشاہ کو خاصہ اپنے سامنے کھلایا ساتھ ساتھ خوابگاہ مین آیا بادشاہ کو آرام کرایا آپ بارگاہ سے نکلا خادمون سے کہا اب تم لوگ ہوشیار رہنا مین معشوق کو دیکھنے جاتا ہون اُس اندھیری رات مین جنگل کو طی کرتا ہوا چلا اُدہر سے حفیظہ آتی تھی زنگ کی آواز سُنکر چھپ گئی برق فرنگی تو سامنے سے نکلگیا حفیظہ برق کی شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی بلا تکلف در بارگاہ شاہی پر آئی خادمون نے پکارا کون آتا ہو حفیظہ نے جواب دیا کہ مین ہون برق فرنگی اسوقت در بارگاہ سے ہٹ جاؤ خادم یہ سمجھکر کہ یہ عیار ہین یہ بھی کوئی عیاری ہو ہٹ گئے حفیظہ اندر آئی دیکھا کہ شاہ آرام کر رہے ہین مقام خوابگاہ شاہی شمع ہاے مومی و کافوری جل رہی ہین تھلنے عود و سوز و عنبر سوز اپنے اپنے مقام پر رکھے ہین اول حفیظہ نے شمعین گل کین پھر کپڑے مین بیہوشی رکھکر قریب دماغ لگا دیا بادشاہ نے جو سانس کھینچی چھینک مار کر بیہوش ہوے حفیظہ نے پشتارہ باندھا بہ سہولیت لیکر نکلی حفیظہ جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر مہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر حفیظہ کے پہونچا ایک کنیز کو دیکھا حیران کھڑی ہو برق نے ایک

ضعیف بنکر پوچھا کہ ملکۂ عالم کہان ہین اُس کنیز نے کہدیا کہ ملکہ طرف لشکر اسلام کے گئی ہین
برق پیچھے ہٹا ایک گوشے مین آکر حفیظہ کی شکل بنا دوڑا ہوا لشکر مین آیا کنیزون نے
پوچھا واری کیا ہوا برق نے کہا مین گئی وہان عیار میرے پیچھے دوڑے کیونکہ سب
جاگ تھی اب بارگاہ مین چلو آج تو چلی آئی کل خالی نہ پلٹونگی بارگاہ مین آکر برق
نے حکم دیا کہ شراب لاؤ کنیزون نے شراب حاضر کی برق نے سبکو شراب پلاکر بیہوش کیا لباس
سب کے اُتار لیے بڑا گٹھا پشت پر لاد اُڑ رتا دیتا اُٹھتا بیٹھتا لشکر حفیظہ سے نکل کر
میدان پکڑا وسط صحرا مین اُدھر حفیظہ نے زنگ کی آواز سُنی اِدھر برق نے خیال
کر کے دیکھا کہ حفیظہ پشتارہ بدوش آتی ہی تو دین سے للکارا کہ اے جان جہان کہانسے
آتی ہو حفیظہ نے پکار کر کہا شاہ کو لینے گئی تھی لے آئی برق نے کہا مین تمکو پہچانیدونگا
یہ کہکر دونون مین نیمچہ چلنے لگا مگر برق نے نیمچہ مارتے مارتے حفیظہ کو عاجز کر دیا ہو کہ صحرا سے
گرد اُڑی چالیس کنیزین حفیظہ کی ظاہر ہوئین حفیظہ نے پکار کر کہا ہان صاحبو فوراً
کمندین مار کر اسکو پکڑ لو چالیسون کنیزین کمندین لیکر چلین برق یہ سوچکر کہ کس کسکو
جواب دونگا ایک جانب بھاگا حفیظہ نے کہا گٹھڑے کو جانے دو پیچھا نہ کرو یہ کہکر
حفیظہ سعد کو لیگئی اور برق فرنگی اسباب لے گیا مگر برق اسباب ایک گوشے مین
رکھکر پھر بھاگا وہان حفیظہ پھرتی پھراتی صبح ہوتے بارگاہ مین آئی باپ اسکا سے
مفتاح کوہی تخت پر بیٹھا تھا اُسنے پوچھا اے نور نظر کسکو لائین حفیظہ نے کہا بس
آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دیا بادشاہ اسلام کو لائی مفتاح نے کہا انکو مسلسل کر کے
ہوشیار کرو حفیظہ نے پشتارہ لا کر سامنے رکھا آہنگرون کو بلا کر بادشاہ کو مسلسل ومطوق
کر کے ہوشیار کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی تو دیکھا ایک تاجدار تخت پہ بیٹھا ہو اور ایک
عیارہ قیامت کی پرکالہ نیمچہ لیے سر پر کھڑی ہو چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے
مفتاح کوہی نے پکار کر کہا اے سعد شہریار اپنا انجام دیکھا کہ کیا کیفیت ہوئی ہرچند
مفتاح پکارتا ہو مگر بادشاہ جواب نہین دیتے جب حفیظہ نے دیکھا کہ بادشاہ رو رہے
ہین اور جواب نہین دیتے تو ایک قبضہ مارا کہا او بیہودہ بات کا جواب بھی نہین دیتا

جان کا لیا خوف ہوکر آنکھوں سے آنسو جاری ہیں قبضہ تلوار کا جو شانے پر پڑا اور
غین غین کرکے بادشاہ رونے لگے ایک کنیز کہ پہلو میں کھڑی تھی اُسنے ہاتھ تھام لیا
اور کہا اے ملکہ عالم الگ بیٹھئے تو میں کچھ عرض کروں حفیظ گوشے میں گئی اُس کنیز نے کہا
اے ملکہ عالم یہ بادشاہ اسلام نہیں ہیں یہ کہکر تاج سر سے حفیظ کے لیا اور اپنا نعرہ کیا نعرہ

میرا نام ہے برق خنجر گزار — کہ اُستاد ہیں خواجہ نابکار
تڑپتے ہیں میں برق رفتار ہوں — کہے کون مکار و غدار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے — ارسطوے تعلیم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے — چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

اے نادان بے وقوف یہ تیرے ہی لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ یہ کہتا ہوا نکلکر بھاگا ادھر
حفیظ نے آکر بادشاہ نقلی کا منھ دھلایا ایک سوار نے کہا یہ تو میرا سائیس ہے جو کل سے
غائب ہوگیا تھا اتنے میں کنیزیں روتی ہوئی آئیں کہا اری ہم سب لٹ گئے زیور کسی کے
پاس نہیں رہا لباس تک اُتار کے گیا حفیظ بہت شرمندہ ہوئی ادھر ہرکاروں نے
اس مضمون کا پرچہ بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام کو برق نے محل میں چھپا رکھا تھا
پرچہ دیکھکر بادشاہ نہایت خوش ہوئے جب برق آیا تو بادشاہ نے انعام دیا برق
نے کہا اے شہریار دو دن سے بلاے عشق میں مبتلا ہوں ناتوان کو تڑپتا ہوں کیا
کہوں میری تو یہ کیفیت ہے نظم

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا — مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بہ شکل اشک ہوں با قدر بے قدر — وہ گوہر ہوں کہ کھویا جسنے پایا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا — جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح — گلے سے مجھکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے — عدم کا لطف ہستی میں دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار — جو ایسا تیری آنکھوں میں سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا — گلہ بھی شکر ہوکر لب پر آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھانا جو منظور — خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
نگر واعظ بھی کوئی درد دل ہر — کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ — ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

سب سمجھانے لگے کہ اے مہتر برق تم عیار ہو اسقدر پریشان ہونا نہ چاہیے صبر کرو
دل پر جبر کرو برق فرنگی اُسیوقت بانہاے عیاری لگا کر نکلا مگر حفیظہ کو بھی قلق
ہو کنیزون سے کہتی ہو برق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا مین نگوڑے کو بہت ذلیل کرونگی
یہ کہکر شام کو چلی برق کو اُدھر سے آتا دیکھکر حفیظہ نے اپنے کو ایک زرغے مین چھپایا
حلقے کمند کے غس پوش کیے سر انتظام کر بیٹھی کہ برق اُدھر سے گذرا جیسے ہی قریب
حلقہ ہاے کمند پہونچا حفیظہ نے شیر کی آواز دی برق رکا حفیظہ نے جھٹکا مارا
برق گرا حفیظہ نے حباب مار کر برق کو بیہوش کیا چادر بچھا کر جب اپشتارہ باندھنے
لگی تو کمر سے برق کی ایک ڈبیہ گری حفیظہ نے اپشتارہ رکھدیا ڈبیہ کو اُٹھا لیا دیکھا
عقیق کی ڈبیہ ہشت پہل ترشی ہوئی ہو سوچی کہ اِس ڈبیہ مین جواہرات ہونگا غرض
یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی یہ بھی بیہوش ہو کر گری
وہ صحرا کا سناٹا دونون بیہوش پڑے ہوے ہین قضاے کار یہ صحرا متعلد اری مین
ایک قزاق کی ہو کہ جسکو معیار قزاق کہتے ہین یہ کوئی قافلہ لوٹنے گیا تھا وہان سے
پلٹا ہوا آتا تھا ناگاہ اِس نے دور سے دیکھا کہ ایک مہ جبین حور طلعت با حسن و شوکت
بیہوش پڑی ہو اور ایک طرف ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے سیہ بوٹ
پانؤن مین دونون بیہوش پڑے ہین معیار قزاق عیار بچی کو دیکھکر بدحواس ہوا
کہا انکو اُٹھا کرلے چلو کسی قزاق کا یہ کام ہو کہ اِن دونون کو بیہوش کیا مگر تعجب یہ ہو
کہ اِس انگریز کو اِس مہ جبین سے کیا واسطہ نہین معلوم کیا معرکہ گذرا قزاق کی مجال
نہین ہو کہ یہان آسکے غرضکہ یہ کہکر اور دونون کو چارپائی پر اُٹھوا کر بالاے کوہ لیگیا
لا کر ایک مکان مین رکھا اول برق کی آنکھ کھلی روتا ہوا اُٹھا معیار نے پوچھا
کیون روتے ہو برق نے کہا میری معشوقہ کہان ہو معیار نے کہا تمھاری زوجہ

یا معشوقہ برق نے کہا مین نے بڑی مشکل سے اس معشوقہ کو پایا ہو معیارہ نے پوچھا
کیون صاحب بہادر آپ کا نام کیا ہی برق نے کہا مجھکو لٹیل صاحب کہتے ہین پلٹن کا
جرنیل ہون مگر آپ کون ہین معیارہ نے کہا میرا نام معیارہ قزاق ہی برق نے کہا ہم
آپ نے کیونکر پایا معیارہ نے کہا مین قافلہ لوٹنے گیا تھا پلٹ کر تم لوگون کو بیہوش
دیکھا اُٹھا لایا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کسنے بیہوش کیا برق نے کہا مجھکو شوق عیاری کا ہو
یہ مجھسے آزردہ ہوکر نکلی جنگل مین آکر مین نے اسکو گھیرا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اِسنے بھی مجھکو گرتے گرتے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا آپ نے بڑا احسان کیا
اب مین رخصت ہوتا ہون معیارہ کا ارادہ ہو کہ انکو رخصت کرون اور برق بھی
چاہتا ہو کہ اِسکو دم دیکر نکلجاؤن کہ حفیظہ بیدار ہوئی اُسنے اُٹھتے ہی معیارہ کو سلام
کیا کہا اے معیارہ قزاق مجھکو نہین پہچانتے ہو مین مفتاح کوہی کی بیٹی ہون میرا نام تم
نہین جانتے حفیظہ صبا رفتار میرا نام ہی بحکم خداوند برائے گرفتاری طلسم کشا
آئی ہون اور [illegible] برق عیارہ ہی اِسنے اور مین مجھکو بیہوش کیا مگر یہ عیار بلا کے ہین
کمر سے اِسکی ایک ڈبیہ گری تھی مین نے اُسکو جواہرات کے خیال سے جو کھولا تو
اُسمین بیہوشی تھی مین بیہوش ہوکر گری اب بہتر یہ ہو کہ اِس عیارہ کو میرے حوالے
کرو مین لیکر جاؤن تم سے وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سے تعریفین کرونگی کہ معیارہ
قزاق نے آپ کا بڑا پاس کیا اور مین جاکر اِسکو قتل کرون برق داویلا کرنے لگا
کہتا تھا اے معیارہ یہ نہ وجہ میری مجھسے ناراض ہی اگر مجھکو اِسکے حوالے کروگے تو یہ مجھکو
قتل کر ڈالیگی ہر وقت جب دیکھو دروازے پر کھڑی رہتی ہو دو چار مشٹنڈون سے
نظارہ بازی کیا کرتی ہو مگر معیارہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والون سے اِشارہ کیا
کہ برق کو مسلسل کرو اور حفیظہ کے حوالے کرو اِسکو اختیار ہی یقین ہو کہ یہ بات
سنکر قدرت شاد ہون اُنھین کی عنایت سے بچتا رہتا ہون ایسے [illegible]
اُن لوگون نے لشکر کشایان کین اور قدرت نے مجھکو بچایا آجتک مین نے شکست
نہین کھائی قزاقون نے برق کو گرفتار کیا کہا تو ملکہ حفیظہ اس مکار کو لیجا [illegible]

پشتارہ باندھا اور برق بیہوش کرلیا پہاڑ سے اُتری معیارہ بنگاہ حسرت دیکھا کیا دل مین
کہتا ہو ہاے افسوس کا مقام ہو کہ ایسی معشوقہ ملے اور اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکون یہ میری
بدنصیبی ہو ادہر حفیظہ نے پہاڑ سے اُتر کر جنگل کا راستہ لیا جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نور نظر اسطرف آؤ کہو بیٹیا کیا
گذری حفیظہ نے پلٹ کر دیکھا کہ باپ میرا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو خاک
منھ پر مل رہا ہو حفیظہ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا حضور کیونکر آئے مفتاح نقلی نے کہا
اے نور نظر مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ برق نے تمکو بیہوش کیا اور تم بھی بیہوش ہوئین
معیارہ قزاق دونون کو اُٹھا کر لے گیا ہو معیارہ کی سرحد کا میرے ملک سے ڈانڈا
لا ہو وہ بخوبی مجھکو جانتا ہو چلا تھا کہ جاکر تمکو لے آؤن حفیظہ نے کہا اے والد نامدار اِبتو
اسوقت یہ مکار بیہوش ہو ساتھ معیارہ کے اور یہی کچھ فریب لایا تھا مگر معیارہ نے
اُسکی وا ویلا کچھ نہ سُنی گرفتار کرکے مجھسے کہا کہ تم اِس عیار کو لے جاؤ مین لے آئی اب
لشکر مین چلکر اِسکو قتل کرونگی اِسنے بڑے صدمے پہونچائے ہین اُسکا بدلہ کرونگی پہلے
اِسکو کوڑے مارونگی پھر جلاد سے کہونگی کہ اسکا سر کاٹ لے تب یہ نابکار راضی ہوگا
مگر مفتاح نقلی اپنے مقام سے اُٹھتا نہین اِسوجہ سے کہ مفتاح کا قد لمبا ہو اور اِس
مفتاح نقلی کا قد چھوٹا ہو جب حفیظہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اب اُٹھیے چلیے تو مفتاح نقلی نے
کہا لو بیٹیا سب لشکر آتا ہو سپہ سالار ہمارا امیکال چوب گردان بڑا ہی خیر خواہ ہو
اُسکو تاب نہ ہوئی کہ مالک کے گئے ہین مین بھی چلون اِن سب کو منع کرو کہ پلٹ جائین
حفیظہ پلٹی کہ دیکھون یہ کیون آتا ہو جیسے ہی یہ پلٹی چالاک نے یہ چالاکی حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنکہ چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کفِ خاک
نزاید با دگر و تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

جھٹکا مارا اور رحباب مار دیا حفیظہ گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے برق فرنگی
کا پشتارہ قبضے مین کرکے چاہا حفیظہ کو اُٹھاؤن یہ خیال کرکے طرف حفیظہ کے چالاک

صحرا سے گرد اُڑی دس بیس عیار بچیان ملازمان حفیظہ کر جا بجا جنگل مین پھرا کرتی ہین
سامنے سے نمایان ہوئین اور دور سے دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہین ایک عیار
ارادہ کر رہا ہو کہ گرفتار کرون وہین سے للکارین کہ او مکار خبردار چالاک پشتارہ برق
کا لیکر بھاگا کنیزون نے آکر حفیظہ کو ہوشیار کیا حال پوچھا کہا صاحب بڑے ظالمون سے
مقابلہ ہو ہر مقام پر موجود رہتے ہین اسوقت چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہین افسوس
کرکے رہگئی اگر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو مین پہچان جاتی مگر کہان جائیگا بے گرفتار کیے ہرگز
نہ چھوڑونگی یہان چالاک نے برق کو الگ لاکر ہوشیار کیا برق نے اُٹھتے ہی
چالاک کا شکریہ ادا کیا کہا خلیفہ صاحب تمنے اِس غلام کو خوب بچایا لیکن اب مین اُسکی
فکر مین جاتا ہون گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر چالاک سے رخصت ہوا اُدھر کنیزون سے
حفیظہ رخصت ہو کر تلاش مین برق کی نکلی تھی برق جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ سامنے
سے دیکھا چالاک بن عمرو آتا ہو مگر برق نے خیال کرکے دیکھا کہ چالاک کے تیور پر
بل پڑا ہوا ہو آنکھ جو ملگئی برق سمجھا کہ یہ چالاک نہین ہو چالاک نے پکار کر پوچھا کہ
بھائی صاحب کہان سے آتے ہو اب تو برق کو گمان غالب ہوا کہ چالاک اِسطرح سے
ہمسے کلام نہین کرتا کچھ اعضا پر نگاہ ڈالی وہ بھی خلاف پائے پکارا اُٹھا کہ او ملکۂ عالم ایسے
ایسے فتور تو میرے شاگرد کرتے ہین مین اِن باتون پر دھوکا نہ کھاؤنگا حفیظہ سامنے
سے بھاگی برق نے چاہا پیچھا کرون کہ چند کنیزین حفیظہ کی صحرا سے پیدا ہوئین اور
للکارین کہ او مکار ہماری ملکۂ عالم کے ہاتھ سے تیری قضا ہو مگر حفیظہ کے ایسین خیال ہوا کہ
پھر اِسی کو دھوکا دون راستہ کاٹکر طرف لشکر اسلام کے چلی ناظرین پر واضح ہو کہ
حفیظہ بھی فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ہو لشکر اسلام مین بشکل چوبدار داخل
ہوئی ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ استادہ ہو ایک مہ جبین کمسن بیٹھی ہوئی تعلیم لے
رہی ہو کہ حفیظہ نے بشکل چوبدار آکر کہا کہ بی بی اُٹھو تعلیم سے چکین بارگاہ شاہی مین
چلو دارو غۂ ارباب نشاط نے تمکو بلایا ہو تمتو یہان کئی دن سے اُتری ہوئی ہو اور
نوبت مجرے کی نہین آئی وہ نازنین لباس تبدیل کرنے گئی حفیظہ اُسکو ایک گوشے

مین لائی اور بیہوش کرکے اسکو ایک صندوق مین بند کردیا چونکہ خود بھی عورت ہو اسکی
صورت جو بنی تو تمام سازندے کہ رہے ہین کہ بی گنا آج تو ایسا مجرے مین رنگ دکھاؤ
کہ انعام و اکرام ملے حفیظہ یہ سنکر گانے لگی برق چونکہ اس گنا پر سیل کرتا ہو تو پھرتا
ہوا سامنے سے جو نکلا گنا نے پکارا میان برق فرنگی آج کیا ہو جو ہمارے پاس نہین
آتے ہو ہم تو تمھارا انتظار کر رہے تھے اس ناز سے حفیظہ نے کہا کہ برق تڑپ گیا
جھپٹ کر آیا بیٹھکر دل لگی کرنے لگا حفیظہ نے دو چار اشعار گا کر سازندون کو منع کیا
کہ اب ساز نہ بجاؤ بڑے تعجب کی بات ہو کہ میان برق ہم پر مہربان ہین مزاج شاہ مین
دخل رکھتے ہین جب یہ پیروی کرینگے تو ضرور مجرا ہوگا برق نے کہا بی گنا نہ گھبراؤ مین
ابھی جا کر شاہ سے عرض کرتا ہون آج تمھارا اسی وقت مجرا ہو جائیگا حفیظہ چمک کر
اٹھی ایک گوشے مین آکر اشارے کرنے لگی کہ میان برق ادھر آؤ جو آرزو ہو وہ
پوری کرو برق خوشی خوشی قریب پہونچا حفیظہ نے باتون مین لگا کر برق فرنگی
کو گلوری دی برق گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوا حفیظہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر
بھاگی لشکر سے نکلکر میدان پکڑا جست و خیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر یہی خیال ہو کہ ایسا
نہ ہو راہ مین کوئی ملجائے مگر چالاک بن عمرو برق سے جدا ہو کر لشکر حفیظہ مین آیا
ایک کنیز کی شکل بنکر دربار مین پہونچا مفتاح کو سلام کیا مفتاح نے پوچھا کیون
گلبدن آج تو بہت ہنستی ہی چالاک نے کہا او شہنشاہ مین ابھی سو رہی تھی اور
خداوند جمشید ثانی کو خواب مین دیکھ رہی تھی کہ کھڑے فرما رہے ہین برق کو گرفتار
کرا دینگے اب ملکہ اسکو لیکر آئین گی خالی نہ پلٹین گی مگر کچھ کمال مجھکو مرحمت فرمائے مین
گانا تو میرا سماعت فرمائیے فرما گئے تھے کہ آواز بھی تمھاری بدل جائیگی یہ کہکر ایک کنیز
سے اشارہ کیا وہ باجا بجانے لگی چالاک نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین	چشم تر ہر روز پہناتی ہو پیراہن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہو ضرور	چاہیے ہو اور بھی گردن تہ گردن ہمین
دیکھکر مجھکو گریبان چاک کہتا ہو ہلال	لیجیے بھیجے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مرون بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جا سے ملا ہو پہلوے مدفن ہمین

فرط کاہش سے یہ حالت ہو کہ برسون ہو چکے
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسے ہو فرصت منت کشی ای باغبان
داغ دل دکھلا رہے ہین جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار ہو طوق سلاسل ہو گداز
موم سے بھی نرم ہو سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوے دوست
کم نہین رنج قضا سے منت دشمن ہمین

مفتاح تعریفین کر رہا ہی اور کہتا ہی ای گلبدن تمھارا بڑا مرتبہ ہوا اگر تمکو فتح جنگ کا سوال نہ کیا چالاک نے کہا مین خداوند کو دیکھکر ایسا گھبرا گئی کہ کچھ کہہ نہ سکی مگر آپ یقین ہی کہ پھر خواب مین آدمین چالاک کا ارادہ ہی کہ ساقی گری کرکے بارگاہ کو لوٹلون ناگاہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای ملکہ گلبدن تمھارے منھ مین گھی شکر جب تمنے کہا تھا وہی ہوا ملکہ برق کو لاتی ہین چالاک کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ اب رہائی برق کی تدبیر کرون جو مین نے ارادہ کیا وہ نہ ہو سکا اس سوچ مین خاموش بیٹھا ہی مگر مفتاح یہی کہہ رہا ہی کہ ای گلبدن تمھارے کہنے کا ظہور ہوا قدرت نے برق کو گرفتار کرادیا گلبدن جواب دیتی ہی ای شہنشاہ کوہستان جو قدرت نے کہا تھا وہی مین نے یاد رکھا قدرت کے فرمانے مین کہین فرق پڑتا ہی ہر چند کہ مسلمانون سے دبے ہوے ہین لیکن قدرت صاحب کرامت ہین ایسا نہین ہی کہ جو کہین اور وہ نہ ہو جو ارشاد فرمایا تھا وہی ہوا کہ ملکہ خالی نہ پلٹین یہ ذکر تھا کہ حفیظہ آکر پہونچی پشتارہ برق کا سامنے باپ کے ڈالدیا کہا جلاد کو بلا لیجے اسکو جھٹ پٹ قتل کرے چالاک گھبرا کر اُٹھا ایک گوشے مین آکر صورت بدلی جیسے ہی مفتاح نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ چالاک بصورت جلاد سامنے حاضر ہوا اور بولا ای شہنشاہ کوہستان سب حکم ایک ہی مرتبہ دیجیے کہ مین خنجر ماردون ایسا نہ ہو کوئی اسکا معین آجائے ان عیارون مین آپس مین بڑے میل مین ایک دوسرے کی فکر لیے رہتا ہی مفتاح نے کہا اب چند ساعت اسکی زندگی کی باقی ہین ای حفیظہ اسے ہوشیار تو کرد حفیظہ نے منھ دھلا کر ہوشیار کردیا برق کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جلاد خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہی مگر اشارے کر رہا ہی کہ بھائی

ہوشیار رہو مین تمکو رہا کرتا ہون برق نے چالاک کو دیکھا تھا پہچان گیا کہ جلاد کیا اشارے کر رہا ہو مگر چالاک نے خنجر کو جنبش دی حفیظہ کو رہی ہو کہ کیون او منتر برق تمنے ہماری عیاری دیکھی گستاخی کرکے تمکو گرفتار کیا تمکو گمان بھی نہ ہوا کہ کوئی عیاری ہو رہی ہو اور ایسے ایسے ہزارون شعبدے ہین اب تمھارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور جلاد سرکاٹے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہو کہ مین عاشق ہون اگر گرفتار ہو گئے تو کہا محبت کے پھندے مین پھنسے اور جو اپنا وار چلگیا تو بڑے عیار ہین مین تیرے مطلب کو خوب سمجھگئی ادھر چالاک نے جیب سے نیچہ مارا کہ ہتھکڑی برق کی کٹی چالاک نے یہ کار نمایان کیکے برق کو کاندھے پر اٹھایا اور دربار سے نکلکر بھاگا اور پکارکر کہا کیون بھابھی صاحب یہ گستاخی عیاری سے کچھ کم ہوئی بھائی کو اپنے لیے جاتے ہین یہ کہکر چالاک جست وخیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا ادھر حفیظہ نے بیقرار ہوکر کہا ہان یار ولینا یہ جانے نہ پائے ایک کنیز نے پیچھا کیا بڑھکر نیچہ مارا چالاک نے خم ہوکر خالی دیا بیٹھکر خنجر مارا کہ کنیز کا پاؤن قلم ہوا کنیز گری مگر کنیزونکا بلوہ ہوگیا چالاک لڑ رہا ہو کہ پہلوے کوہ سے ایک آواز آئی قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرسنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدہائے آتش نشانم	منم منتر قران شیر ژیانم

نعرہ کرکے منتر قران نے جو لبغدے مارنا شروع کیے تو منتر قران سے کون مقابلہ کرسکتا ہو چند وار مین کنیزین بھاگین حفیظہ نے جو منتر قران کو دیکھا کنیزونکو اشارہ کیا کہ ہٹ آؤ کنیزین ہٹین منتر قران چالاک کو ساتھ لیکر صحرا مین آئے برق کی قید کاٹی مگر برق قید کٹتے ہی رونے لگا کہا ای چالاک مجھکو کیون بچایا مین حفیظہ کے ہجر مین نہ جیونگا قتل ہوجاتا تو بہت بہتر تھا چالاک نے کہا بھائی اپنے ہوش وحواس درست کرو حفیظہ کو گرفتار کرلو عقد شرعی ہوجائے جوان رعنا ہو اسکو بھی تمہیر توجہ ہوگی برق نے کہا اب جاکر جان اپنی مٹاؤنگا اپنے کو اسکی صحبت مین پہونچاؤنگا دل بھر کے جمال تو دیکھون ہرچند چالاک و قران نے سمجھایا مگر برق کب مانتا ہی

بیقرار ہو کر جواب دیتا ہو بقول شاعر نظم

کہان ہو تو ای عشق کاشانہ سوز	کہان ہو تو ای شمع پروانہ سوز
جلا دینے مین تو وہ بیباک ہو	کہ سارا جہان مشت خاشاک ہو
جدا ای عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین	بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق	کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شے دکھاتا ہے تو	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہے تو

یہ اشعار پڑھکر بے اختیار رو دیا اور طرف لشکر حفیظہ کے چلا حفیظہ کو بھی بڑی کد ہو کہ جسطرح سبنے اُس لنگوٹے کو گرفتار کرون یہ سوچکر چالیس کنیزین ساتھ لیکر تلاش مین برق کی چلی اُدھر سے برق فرنگی آتا تھا دور سے برق نے دیکھا کہ حفیظہ آتی ہو فوراً ایک گوشے مین چھپ گیا مگر حفیظہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم اسی جنگل مین ٹھہرو مین لشکر مسلمانان مین جاتی ہون وزیرزادی اسکی شمعرو یہ کہکر بڑھی کہ مین ڈھونڈ ھکر لاؤنگی آپ نہ جائیے یہ کہکے چلی برق نے شمعرو کا پیچھا کیا ایک جنگل مین آکر شمعرو تلاش مین پہونچی جو راہ گیر ملتا ہو اُسے بغور دیکھتی جاتی ہو کہ دیکھا برق فرنگی سامنے سے آتا ہو آواز دی کہ میان برق ادھر آؤ ملکہ کا حکم ہو کہ برق کو گرفتار کرلاؤ برق نے کہا ای وزیرزادی مین حاضر ہون میرا ہاتھ باندھ لو اور سامنے اُس مغرور حسن جہان کے لے چلو یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہا ای وزیرزادی یہ خیال نہ کرنا کہ مین تمپر وار کرونگا تم پہلو مین ملکہ کے بیٹھنے والی یہی غنیمت ہو کہ تمکو دیکھا گویا نظارہ ملکہ ہوا شمعرو نے کمندین سنبھالین چاہا برق پر مارون برق قریب پہونچ چکا تھا دونون ہاتھ باندھے ہوے سامنے آکر کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے دس حباب مارے چند حباب خالی گئے مگر دو حباب منھ پر شمعرو کے پڑے کہ شمعرو بیہوش ہو کر گری برق نے کنارے لاکر شمعرو کو درۂ کوہ مین چھپا دیا اور آپ شمعرو کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ کے چلا

اس فکر مین ہو کہ کوئی راہ گیر ملے تو اُسکو گرفتار کرون اپنی شکل بنا کر پہچانون کہ ایک راہ گیر
نوجوان آفت کا مارا سامنے دکھائی دیا برق نے بڑھکر اُس جوان کو بیہوش کیا اور اپنی
شکل بنا کر پشتارہ باندھا طرف لشکر حفیظہ کے چلا راہ مین کنیزین ملین اُنھون نے کہا کہ
کیون وزیرزادی کسکو لائین شمعرو نے کہا اُسی نگوڑے بھورے کو گرفتار کرکے لائی
ہون خوب مجھسے لڑا مگر مین نے کمند مار کے گرفتار کر لیا کنیزین تعریفین کرنے لگین کہ
حفیظہ آکر پہونچی پکار کر پوچھا کیون شمعرو کچھ مطلب نکلا شمعرو نے کہا آپکے اقبال
سے جائون اور مطلب نہ نکلے مین برق کو گرفتار کر لائی حفیظہ خوش ہوگئی کہا اس نگوڑے
کو لے چلو سب کنیزین آگئین آگے آگے برق بشکل شمعرو حفیظہ کا ہاتھ تھامے ہوے
چلا جا رہا ہو ہر مرتبہ یہی کہتا ہو کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلیے آج تو بڑی خوشی ہو ملکہ
حفیظہ نے کہا اگر یہ قتل ہو جائے تو مین شاہ کو لے آؤن اِسی نگوڑے کے جھگڑے
مین کئی مہینے گذر چکے ہین روز نیا معاملہ درپیش ہوتا ہو برق کہتا ہو آج سب فساد کا
خاتمہ ہو برق کو چلکر قتل کیا اور جنگ فتح ہوئی حفیظہ سب کو ساتھ لیے ہوے اپنی
بارگاہ مین آئی مفتاح کو بھی خبر ہوئی کہ برق گرفتار ہوا مفتاح بھی آکر مقام صدر
پر بیٹھا برق نے پشتارہ برق نقلی کا ڈالدیا کنیزین لات مکی مارنے لگین دلکی بھڑاس
نکالنے لگین برق نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد بھی آگئے ساقیان زہرہ مثال
کو طلب فرمائیے اور جلسہ جمایئے آج وہ صحبت ہو کہ جمشید کو بھی رشک ہو مجھپر عجب
معرکہ گذرا جب مین تلاش برق مین چلی تو دیکھا ایک نخل کے نیچے خداوند کھڑے
ہیں ہنسے ہو پوچھنے لگے کہ اے شمعرو کہان جاتی ہو مین نے کہا برق کی تلاش مین ہون
قدرت نے فرمایا وہ سامنے برق آتا ہو تم مقابلہ کرو مین تقدیر کر دونگا تم گرفتار کر لینا
مین نے برق کو ٹوکا لڑ بھڑ کر گرفتار کر لیا قدرت نے یہ بھی فرمایا کہ اے شمعرو گانیکا
شوق ہو۔ وہ یہ کہکر باجا بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند شروع کیے نظم

ابکہ ہو دل مین ہوس نظارہ ہاے یار کی	آنکھ اپنی آنکھ ہو ہر روزن دیوار کی
لطف نظارہ سے پھر آئی نہ آنکھون تک نگاہ	خال بنکر رہ گئی دلدار کے رخسار کی

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو — جام کی ساقی کی مے کی یار کی گلزار کی
کر دیا آخر خیال یار نے ایسا نحیف — تار گیسو بن گئی گردن ترے بیمار کی
ربط باہم کا بڑھا اتنا یہانتک دشت مین — نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
کسقدر لذت تھی خون بیگناہون مین ترے — خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند — بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی
خوب روئے گردن مینا لگا کر ہم گلے — جسگھڑی ساقی نے رخصت کے لیئے تکرار کی
فضل حق سے بسکہ ہو شاگرد مومن تو نسیم — دھوم ہو سارے زمانے مین ترے اشعار کی

اِس رنگ مین برق نے یہ اشعار گائے کہ حفیظ حیران ہو گئی خاموش بیٹھی دیکھ رہی تھی مگر شمعرو کو جو برق فرنگی درۂ کوہ مین ڈال آیا تھا تو گاہ فروشون کا اُدھر سے گذر ہوا اُنھون نے دیکھکر اُسکو ہوشیار کیا شمعرو ہوشیار ہوتے ہی طرف اپنے لشکر کے چلی یہان برق رنگ جما رہا ہو خاصے کا وقت قریب ہو برق کا ارادہ ہو کہ خاصے مین بیہوشی ملاؤن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتاح کو بھی یہین کھانا کھایگا اِسوجہ سے شراب وغیرہ کی ترکیب نہین کرتا خود حفیظ نے کہا کہ بی شمعرو آج تو تم ایسی گائین کہ دل بیچین کر دیا جی چاہتا ہو کہ تمھارا گانا سُنے ہی جائین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے سلام کیا حفیظ نے پوچھا کیون میان مردے صاحب خیر تو ہو مردے نے کہا ملکہ شمعرو آتی ہین برق کے تو ہوش اُڑ گئے مگر قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے ملکۂ عالم مین زحمت کھینچتی ہون میری شکل بنکر کوئی نگوڑا عیار آیا ہوگا سب ملکر گرفتار کر لینا اُس نگوڑے کو یہ خبر نہین ہو کہ مین شریک صحبت ہون حفیظ کو سناٹا آگیا کہا یہ عیار بڑے گستاخ ہین کچھ جان کا خوف نہین بے تکلف چلے آتے ہین جی مین سوچ رہی ہو کہ یہ کیا فریب ہو مگر شمعرو حیران و پریشان جیسے ہی بارگاہ مین آئی تمام کنیزین لپٹ گئین کوئی کہتی ہو او نگوڑے ہماری وزیرزادی صاحبہ تو موجود ہین تجھکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف چلا آیا ہرچند شمعرو غل مچاتی ہو کہ ارے کیون دیوانی ہو گئی ہو مین تمھاری وزیرزادی ہون مگر کون سُنتا ہو ہاتھون ہاتھ شمعرو کو پکڑ لیا اور رسّیون سے باندھا برق نے

تخت کے نیچے سے نکلکر کہا کیون او ناعیار یہ سمجھا کہ وزیرزادی اس صحبت مین ہوگی مین
اسکی شکل بنکر نہ جاؤن شمعرو اپنی ہمشبیہ کو دیکھکر خاموش کھڑی رہگئی جی مین کہتی ہو کہ یہ
کون ہو جو میری شکل بنا ہو کسکو اپنا دوست بناؤن سب کنیزین برہم ہو رہی ہین دیکھیے
میرے لیے کیا ہو مگر سوچتے سوچتے کہا اے ملکۂ عالم ایک کام تو کیجیے کہ میرا ابھی منھ آپ
دھلا لیجے اور شمعرو کا بھی منھ دھلا لیجے کیا تعجب ہو کہ مکارہ ہی میری تخت نشین ہو یہ
سنکر برق نے سر اپنا سامنے حفیظہ کے جھکا دیا کہا واری مین تو خیرخواہ دولت ہون
مجھکو قتل کر ڈالیے مگر حریف نہ بچے حفیظہ نے کہا اے شمعرو مجھکو کچھ بن نہین پڑتا برق
گرفتار ہو گیا مین تمکو کیونکر شمعرو سمجھون ارے گرم پانی تو لاؤ کنیزین دوڑ کر گرم پانی
لائین برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم پہلے مین منھ دھوؤنگی بعد اسکے اِنکا منھ دھلائیے
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین پھرنے لگا ایکمرتبہ کہا اے ملکہ مین کچھ کان مین کہونگی جیسے ہی ملکہ نے
سر جھکایا برق نے تاج سر سے لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
ہر یک قدم غرب اور شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے برق فرنگی بھاگا حفیظہ نے کہا جانے نہ پائے اِسکو لینا یہ سنکر سب کنیزین
برق کے پیچھے دوڑین اور کنیزین تو تھک کر ٹھہر گئین مگر گلبدن نے کہ بہت چالاک ہی برق
کا پیچھا کیا جب برق جنگل مین پہونچا تو گلبدن نے نیمچہ مارا برق نے نیمچہ خالی دیا
لڑتے لڑتے حباب مار دیا کہ گلبدن بیہوش ہو کر گری برق فرنگی اُس کنیز کو بیہوش
کرکے آپ حفیظہ کی فکر مین چلا یہان حفیظہ کہہ رہی ہی ارے دیکھو تو یہ نگوڑا ناعیار برق
کسکو بنا کر لایا ہو اُس راہگیر کا جو منھ دھلایا حفیظہ نے دیکھا ایک راہگیر ہی اُس سے
جو پوچھا اُسنے کہا مین راہ مین آتا تھا ایک انگریز نے آکر ہاتھ ہلا دیا پھر مجھکو خبر
نہین کہ مجھپر کیا گذری حفیظہ نے کہا ساعت نیک تھی ورنہ مین تمکو قتل کرتی حفیظہ نے

اسکو رہا کر دیا اور چالاک کو بڑی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو برق پہنچا ہے پیچھے لشکر سے نکلا ہو سامنے
ایک چشمہ ہرا بھرا اکر ٹھہرا کہ صحرا سے ایک شخص آیا اُسنے چاہا پانی پیوین چالاک نے
منع کیا کہ بھائی یہ پانی نہ پیو اس مین کف مار رہا ہو تم کون ہو کہان سے آتے ہو اُس شخص
نے جواب دیا کہ معین تاجدار جو مفتاح کوہی کا بھائی ہو اُسکا نامہ لیکر آیا ہون اُنھون
نے نامے مین لکھا ہو کہ کیون بھائی بیٹی نے تمھاری کیا کیا ہمکو بھی اطلاع دو ہم بھی آنیکو
ہین چالاک نے درہ کوہ سے لاکر اُسکو پانی پلایا اُس نامہ دار کو تو بیہوش کر کے درہ
کوہ مین ڈالدیا نامہ اُسکی کمر سے نکال لیا آپ نامہ دار کی شکل بنکے طرف لشکر حفیظہ
کے چلا راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان جاتے
ہو چالاک نے کہا بھائی مجھے بھی قلق ہو کہ تم بیقرار مارے مارے پھرتے ہو مین
جاکر رنگ جماتا ہون تم بھی آنا جستجو سے بن پڑے برق فرنگی تو ایکطرف چلا گیا
مگر چالاک نامہ لیے ہوے لشکر حفیظہ مین آیا دریافت کرکے بارگاہ مین پہونچا
ہاتھ مین مفتاح کے نامہ دیا اس نے سرنامے پر جو بھائی کا نام دیکھا تو نامے کو لیکر آنکھون پر
رکھ لیا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ آج تم یہین رہو کل تمھین رخصت کرینگے چالاک
کو تو ایک کچھی رہنے کو ملی مگر برق جنگل مین کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک عورت حیران
حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہو برق نے بڑھکر اُس عورت سے حال جو پوچھا
اُس عورت نے کہا شمیمہ سحر نگاہ ملکہ حفیظہ کی منھ بولی بہن ہین اُنکا نامہ لیکر آئی ہون
شمیمہ نے لکھا ہو کہ بوا تم جانتی ہو کہ مجھے تمھارا کسقدر خیال ہو جسدن سے سُنا ہو کہ
تم مقابلہ مسلمانان مین گئین آٹھو پہر تردد رہتا ہو لہذا اشتعالۂ محفل خود نامے کیکر نامہ لیکر آئی ہو
مفصل حال بتاؤ کہ مسلمانون سے کیا گذری برق نے یہ سب دریافت کرکے اُس
عورت کو بیہوش کیا اور نامہ کمر سے نکال لیا اُسی عورت کی شکل بنکر چلا کنارے
پر جو لشکر کے آیا دیکھا حفیظہ آتی ہو جھک کر سلام کیا نامہ بلا تکلف دیدیا حفیظہ نے
سرنامے پر جو شمیمہ کا نام پایا سر پر رکھا آنکھون سے لگا لیا اور کہا بہن ہماری اچھی
تو ہین برق نے سر ہلا دیا کہ سب طرح خیر و عافیت ہو مگر آپ کے واسطے بہت

پریشان ہین حفیظ نے کنیز سے کہا بارگاہ مین جو صحنچیان ہین اُنمین ایک نامدار آتا ہوا ہی اسکو بھی
بیجا کر وہین اُتارو کنیزون نے لاکر قریب چالاک کے برق کو اُتارا برق نے چالاک کو
بہچانا تا اشارون مین کچھ باتین ہوئین حفیظ آکر بارگاہ مین بیٹھی کنیزین آکر جمع ہو گئین
رقص و سرود کی باتین ہونے لگین کسی نے بایان چھیڑا کہ نامدار معین تاجدار نے
نامدار شمیمہ سے کہا کہ طبلہ بے سرا بج رہا ہی عورت نے جواب دیا کہ کوئی بے وقوف
بجا رہا ہی حفیظ نے سنا کہ دونون آپس مین تکرار کر رہے ہین پکار کر کہا آؤ تم طبلہ
بجاؤ چالاک نے آتے ہی طبلے کے ٹکڑے باندھنا شروع کیے نامدار شمیمہ کہتی جاتی ہی
بے سرا پن ظاہر ہی آخر چالاک نے پکار کر کہا بی بی آؤ تم گاؤ تو حال سرے بے سرے
کا کھلے برق جھپٹ کر قریب چالاک کے آیا اور گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دیر کسکا کعبہ مقصود ہی	بت اگر گم ہی خدا موجود ہی
بت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور	وہ مرا نام خدا معبود ہی
سود کہ الماس کہا کہ مر رہا ہون	زندگانی ہجر مین بے سود ہی
جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین	داغ فرقت آتش بے نمود ہی
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین	دل جو دے ڈالا تجھے بہ جود ہی
ہی مرا مقصود حاصل ہر جگہ	ہر مقام اب منزل مقصود ہی
شعلہ ور ہونے لگے داغ فراق	دل ہمارا نقود کہ بارود ہی
سر جھکا نا سنج اُسی کے سامنے	کیا بلا ہین بت خدا معبود ہی

برق جو یہ غزل گا کر چپ ہوا تو میان چالاک نے کہا خوش آوازی کا باعث ہی ورنہ
بے سری گاتی ہو برق نے کہا میری بی بی نے لاکھون روپے صرف کرکے مجھکو کمال
سکھلائے ہین مگر کیا مجال جو بے سری ہونے پاؤن اِس گانے کے علاوہ اور کمال
بھی مجھکو آتا ہی کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سرسے شراب پلاؤن یہ سنکر
چالاک نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عورت نے کہا کیا کہون غیر جگہ آئی ہون اگر کبھی
میخانے کی مجھکو مل جائے تو ابھی تماشہ دکھاؤن حفیظ نے کنجی میخانے کی پھینکدی کہا لو

بی شعلۂ محفل افروز یہ بھی تمھارا ہی گھر ہو جسکی تم کنیز ہو ہر چند کہ وہ میرے بچھڑی ہوئی بہن ہین مگر آپس مین یہ محبتین ہین کہ بین آئی انکو چین نہ پڑا آخر نامہ بھیجا برق نے گھنگرو پانون مین باندھے اور جھپٹ کر میخانے مین آیا پکارکر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی پہونچتے ہین کوئی باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اُٹھا لین برق نے تھوڑے ہی عرصے مین سارا میخانہ تقسیم کر دیا چالیس پچاس گلابیان مع ارغوانی اُس مین بھری کشتی مین لگا کر محفل مین لایا حفیظ نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پیجیے ہماری بہن کو بڑا شوق ہو کسقدر خرچ کر کے بی محفل افروز کو تیار کیا ہوگا جس مین کہ ایسا کمال ہو جیسا کہ انکی صحبت مین جلسہ ہوتا ہو شاہون کو بھی یہ کیفیت حاصل نہ ہوگی مگر شعلۂ محفل افروز گھنگرو باندھے گت ناچتے کھڑی ہوئی چالاک کہتا جاتا ہو کہ جب شراب سر پر رکھین گی ضرور شراب سر سے گریگی برق جواب دیتا ہو کیا مجال ہو کہ قطرہ بھی گرے چالاک کہتا ہو ایسے فقرے بہت سے سنے ہین یہ مجال نہین کہ جسم کو جنبش نہ ہو برق نے کہا مین توڑے لونگی اگر ایک قطرہ بھی گرے تو سر کاٹ لو ہنسنے مین دن برسون کثرت کی ہو یہ کہکر برق نے جام لبریز کر کے اپنے سر پر رکھا کہا میان نامہ وار دیکھو اگر ایک قطرہ گرے تو سر کاٹ لینا یہ کہکر توڑے لیتا ہوا منھ سے گاتا ہوا ہاتھون سے بتاتا ہوا سامنے حفیظ کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حفیظ نے بڑی تعریف کی اور جام پی گئی برق نے دوسرا جام مفتاح کو دیا ایک جام لاکر نامہ دار کے آگے پیش کیا مگر چالاک اعتراض کیے جاتا ہو کہ ایکے مرتبہ قاعدے سے پانون نہین اُٹھا شعلۂ محفل فروز اُس اعتراض کو دفع کر دیتی ہو چالاک نے تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلوائی برق پسینے پسینے آکر محفل مین بیٹھا اشعار گانے لگا مگر حفیظ کا جام پیتے ہی سر گردش کرنے لگا گھبرا کر کہا کیون بی شعلہ اس شراب مین کیا تھا جب سے جام پیا ہو سر گردش کر رہا ہو آج تیرے گانے سے ایسی محبت ہوئی کہ مین بہن سے تجھے مانگ لونگی یہ کمال مجھکو بہت پسند آیا و نیز برزاد

بول اُٹھی کہ جسنے سُنا ہی عمرو عیار خوب سناٹی گری کرتا ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے آپ کی بہن
آتی ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسیکا دوپٹہ کھینچتی
ہی کوئی خود ناچنے کا ارادہ کرتی ہی ادہر حفیظ آئیے کہکر اُٹھی مفتاح تخت سے یہ کہکر اُٹھا کر
یا جہاوند آئیے اُٹھتے اُٹھتے مفتاح و حفیظ دونون گرے اور اہل محفل لینا لینا کہکر
بیٹھے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا سب برلب فرش ہوے چالاک نے کہا کہ لو
بھائی برق اب معشوقہ کو لیجاؤ برق نے پہلے محفل کو لوٹا چالاک نے بھی زیور وغیرہ
لیا برق پشتارہ باندھکر حفیظ کو لے چلا لشکر سے نکالکر طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن
شمیم سحر نگاہ جب اُس عورت کو عرصہ گذرا اور جواب لیکر نہ آئی چونکہ عیارہ ہی خود
روانہ ہوئی اسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا تھا شمیم نے
جو دیکھا للکارا کہ او عیار تو کون ہی کسکا پشتارہ لیے جاتا ہی برق انتہا کا خوش ہو سوچا
کہ سارے لشکر کو بیہوش کرکے آیا ہون یہ کوئی غیر ہی پکار اُٹھا منم مہتر برق فرنگی حفیظ
کو لیے جاتا ہون نام اپنی بہن کا سُنکر شمیم نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہا او لنگوڑے انگریز تیری بھی یہ
مجال ہوئی کہ ہماری بہن کو لیے جاتا ہی اور میرے سامنے یہ کہکر برق پر برس پڑی اتو
برق عاجز ہو رہا ہی چونکہ پُر بار تھا ناچار پشتارہ کھولکر ایک طرف رکھا نیمچہ کھینچکر لڑنے
لگا مگر شمیمہ نے دو چار نیمچے جو جھپٹ کر مارے برق پیچھے ہٹا شمیمہ نے پشتارے پر
قبضہ کیا کمر پتا کے سر پہ نیمچہ مارا کہ پیپلہ سر پر پڑا سر برق کا زخمی ہوا پشت سے شمیمہ کی
گرد اڑتی کئی سو عیار برچھیان نیچے ہاتھون مین لیے ہوے آکر پہونچین شمیمہ نے کہا کہ او
لنگوڑے بھاگ ورنہ یہ سب تجھکو گھیر لینگی برق نے بھی دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی آخر
ناچار ہوکر ایک جانب بھاگا مگر بڑا افسوس ہی کہ کس مشقت سے پشتارہ لائے
وہ یون چھن گیا اِس سوچ مین طرف اپنے لشکر کے چلا یہان شمیمہ نے حفیظہ کو ہوشیار
کیا آنکھ جو حفیظہ کی کھلی بالین پر اپنی بہن کو پایا مقام صحراے ہول خیز وحشت انگیز
گھبرا کر پوچھا کیون بوا یہان مجھے کون لایا مجھکو بڑا تعجب ہی کہ مین تو اپنی بارگاہ مین تھی
اِس جنگل مین کیونکر پہونچی شمیمہ نے سب حال بیان کیا کہ برق تمکو لیے جاتا تھا مگر

مین نے تمکو سہا کیا حفیظہ سے کہا بوا تم تو لشکر مین چلو مین تمکو بڑے برق کو لاتی ہون
یہ کہکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ اسلام تخت پہ جلوہ فرما ہین نقاش و
نقوش ولمعان وغیرہ سب بیٹھے ہین ذکر برق فرنگی ہو رہا ہو بادشاہ فرما رہے ہین
کہ ہمارے میان برق فرنگی دام عشق مین پھنسے ہین تڑپ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ برق
آکر پہونچا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کیون برق خیر تو
ہو برق نے سب حال بیان کیا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے فرمایا آج شب کو
دونون صاحبون کو تکلیف دینگے یعنی گانا سنیں گے اے نقاش ونقوش صحبت آراستہ
کرو نقاش ونقوش نے اسی وقت گلا بیان منگا کر کہین انتظام صحبت مین نقاش
ونقوش دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہو مگر حفیظہ پھرتی ہوئی
لشکر مین اہل اسلام کے آئی ضعیفہ بنی ہوئی ایک دوکان پہ بیٹھ گئی کہ خادم سرکار ری
کچھ سودا لینے آیا تھا اُس سے جو حفیظہ نے پوچھا خادم نے کہا آج دربار مین بڑی خوشی
ہو میان برق وچالاک گائین گے بڑا ہی لطف ہوگا یہ خبر سنکر حفیظہ نے خادم کو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر طرف بارگاہ کے چلی راہ مین کسی نے پکارا میان سعادت
کہان جاتے ہو حفیظہ سمجھ گئی کہ میرا سعادت نام ہو خوشی خوشی بارگاہ مین آئی دیکھا
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین نقاش ونقوش ولمعان وغیرہ باادب بیٹھے ہوے ہین
برق وچالاک بیچ صحبت مین چالاک طبلہ درست کر رہا ہو جب صحبت آراستہ ہو چکی
تو بادشاہ نے اشارہ کیا ہان میان برق فرنگی گانا شروع ہو چالاک ٹکڑے باندھنے
لگا برق نے خوب سوچکر غزل جناب ناسخ مرحوم کی شروع کی اور کہنے لگا کہ اے شہریار
یہ غزل جناب ناسخ صاحب مرحوم نے بڑے لطف کی کہی ہو چند شعر یاد ہین عرض کرتا ہون نظم

آب میں سے وہ گل تر تازہ ہو	لتے کی سرخی نہین ہو غازہ ہو
یار ہو کاشانۂ دل مین مقیم	چاک سینے کا جبھی ہو دروازہ ہو
باغ مین آوازہ چاک جیب گل	صاف ہم دیوانون پر آوازہ ہو
چہرۂ جانان ہو قرآن مجید	خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہو

مر گیا ہون وادی غربت مین مین	پیر وطن کا شوق بے اندازہ ہو
دیکھتا ہون جب در فردوس کو	جانتا ہون اکبری دروازہ ہو

اِس رنگ سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ نقاش و نقوش و لمعان تڑپنے لگے
مگر حفیظہ کا عجیب حال ہو کبھی گھبرا کے آنکھ کھول دیتی ہو کبھی آنکھین بند ہوجاتی ہین
جی مین کہتی ہو کیا کامل واکمل ہو کیا آواز مین سوز و گداز ہو بتانے مین ایک ناز ہو اگر
عورت بنا ہوا ہوتا تو سیکڑون کو مار ڈالتا اِس صورت پر تو یہ کیفیت ہو کہ سیکڑون
لوٹ رہے ہین کوئی بیقرار کوئی بیتاب مردے ہے سر ٹکرا رہے ہین بعض نے اُٹھ اُٹھ کے
برق کی بلائین لین حفیظہ کو بھی شوق ہوا کہ اسوقت تو برق کی بلائین لے لون
بہ شکل سعادت قریب آئی اور برق کی بلائین لین جب اِسنے جسم مین ہاتھ لگایا تو
برق کے موے جسم کھڑے ہوگئے برق نے پلٹ کر دیکھا تو نگاہ سے پہچانا کہ یہ تو
حفیظہ ہو ہاتھ اپنے بڑھا دیے حفیظہ نے چاہا ہاتھ چوسون برق نے ہاتھ تھام لیا
اور ایک جھٹکا مارا کہ حفیظہ منھ کے بھل گری برق نے جباب مار دیا حفیظہ بیہوش
ہوئی برق نے اُٹھکر کہا اے شہریار آج تو میرے گانے نے کام سحر کا کیا معشوقہ
عاشق ہوئی ہاتھ چومنے آئی تھی مین نے بیہوش کر دیا بادشاہ نے فرمایا ہوشیار
کرو برق نے حفیظہ کو ہوشیار کیا اب جو حفیظہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق کے پہلو مین
بیٹھی ہون برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اِسوقت کیونکر سرفراز
فرمایا اور سعادت کو کیا کیا شرماکر حفیظہ نے جواب دیا کہ اے برق فرنگی مین الیبا
کامل تمکو نہ سمجھی تھی ورنہ اِسقدر جھگڑے نہ ہوتے مین تمھاری اطاعت کرتی ہون اب
نہ جاؤنگی مگر بی شمیمۂ سحر نگاہ ضرور جھگڑا کرینگی اے برق فرنگی میان سعادت فلان
دوکان کے پیچھے پڑے ہوئے ہین اُنکو بلوا لو برق نے شاگرد کو بھیجا سعادت
حاضر ہوا بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو بلاؤ خواجہ عمر و لشکر مین پہونچے
تھے بازارون مین پھر رہے تھے کہ خبر سُنی ملکہ حفیظہ عیار بچی کا عقد ساتھ برق کے
ہوتا ہو قاضی کی تلاش ہو فوراً قاضی کی شکل بنکر تیار ہوے اور چوبدار سے کہا کہ

ہمین لے چلو مین اسی لشکر مین رہتا ہون یقین ہو سب خطبے وغیرہ پڑھ دونگا چوبدار نے
خواجہ کو ساتھ لیا بارگاہ مین آکر بیٹھے اول حفیظ سے پوچھا کہ باپ کا نام بتاؤ حفیظ
نے کہا مفتاح کو ہی میرے باپ کا نام ہو برق سے بھی پوچھا دونون سے پوچھکر خطبہ
پڑھا ان کا نکاح سے آغاز کیا تھوڑے عرصے مین عقد پڑھکر فارغ ہوئے نقارے پر چوب
پڑی اور سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ حفیظ نے بخوشی برق سے عقد کیا ہرکارے جو
لشکر کفار کے حاضر تھے یہ خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مفتاح مین آئے شمیمہ سحر نگاہ بیٹھی
ہی اور یہ ذکر کر رہی ہو کہ ہماری بہن حفیظ بارگاہ مسلمانان مین گئی ہین اُنکا طالب گائیگا
کہنی تھین گانا سنکر اُسکو گرفتار کرونگی بہنے کہا تھا ہم بھی چلین ہمارا کہنا نہ مانا دیکھیے
کیا ہو وہان سب عیار جمع ہین چالاک ایسا طبلہ بجانے والا دیکھتے ہی انکو پہچان
لینگے آج بخیر وعافیت سے پلٹ آئین تو بڑی بات ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
حاضر ہوے تمام خبر بیان کی کہ بی حفیظ گانے مین ایسی محو ہوئین کہ مسلمان ہوکر
برق کے ساتھ عقد پڑھا لیا شمیمہ سحر نگاہ نے جو یہ سُنا ہرکارون سے لفظ لفظ پوچھتی
تھی کہ کیا سانحہ ہوا ہرکارے بیان کر رہے تھے کہ حفیظ سعادت خدمتگار کی شکل
بنکر گئین برق اس رنگ سے گا رہا تھا کہ ہم لوگ بھی رو رہے تھے تمام اہل دربار
چشم پر آب تھے کیا قیامت کے اشعار تھے کہ خود بادشاہ بیتاب تھے اسی حال مین
یہ بھی گئین اور برق کے ہاتھ چومے برق نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور رحباب مار کر بیہوش
کیا پھر جو ہوشیار ہوئین تو عقد پر راضی ہو گئین خواجہ عمرو نے آکر عقد پڑھا اور سب
اہل محفل سے انعام لیا یہ سُنکر شمیمہ سحر نگاہ اپنے مقام سے اُٹھی مفتاح تو رونے لگا
شمیمہ نے کہا ای والد نامدار آپ نہ گھبرایئے مین جاکر بی حفیظ کو لاتی ہون یہ کہکر شمیمہ
چلی لشکر اسلام مین پہونچی دیکھا کہ میان برق فرنگی ہار پھول خرید رہے ہین اور
جدھر سے نکلتے ہین وہ کہتا ہو مبارک ہو برق فرنگی سبکو سلام کرتے ہین شمیمہ یہ حال
دیکھکر بہت جھلائی مگر حوصلہ نہ پڑا کہ برق پر ہاتھ ڈالے فوراً آگے بڑھ گئی برق کی
شکل بنکر کچھ ہار پھول لیے دوڑی ہوئی چلی در خیمۂ برق پر آئی خادم دروازے پر

بیٹھے تھے اُنھون نے آواز دی میان برق صاحب آج ہمکو بھی انعام دلوایئے شمیمہ نے سب سے وعدہ کیا پردہ اُٹھا کر اندر گئی دیکھا بی حفیظہ دولھن بنی بیٹھی ہین گھونگھٹ نکلا ہوا ہی شمیمہ نے قریب آکر پہلے ہار پہنائے پھر ایک ڈلی مٹھائی کی ہاتھ بڑھا کر دی حفیظہ نے مُنھ کھولکر وہ ڈلی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی شمیمہ نے پشتارہ باندھا ہار پھول کل نوچکر پھینکدیئے سراچہ چاک کر کے لے بھاگی جب شمیمہ نکل گئی تو برق فرنگی آیا خادمون نے گھبرا کر کہا ای برق فرنگی پہلے کون آیا تھا برق نے پوچھا کیا ہوا سب نے کہا آپ تو ابھی اندر گئے تھے برق کا ماتھا ٹھنکا گھبرا کر اندر آیا دیکھا سراچہ چاک ہی بیٹیرا ڈھونڈھا ثابت ہوا کہ عورت کا پیترا ہی سمجھ گیا کہ شمیمہ لیگئی برق گھبرا کر نکلا طرف لشکر کفار کے چلا مگر بہت پریشان جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہو نگر شمیمہ پشتارہ لیے جاتی تھی کہ راہ مین رونے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسیر دام محن عاشق تن یہ اشعار گا کر زار زار رو رہا ہی

نظم

کسقدر خاطر غم دیدہ ہی وشوار پسند
جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین
آج محروم نہ رکھو کچھ تو کرا ی یار پسند

رحم کچھ عیب ہی جس سے کہ خفا ہوتے ہو
یہ خوشی ہی جو کرین دلبر آزار پسند

کام غلمان سے ہی اسکو نہ غرض حور سے
کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلۂ پا کو ہی رغبت ایسی
جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند

خانۂ قید سمجھکر نہ بسر کی اس مین
اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا
جی مین آئے جو کہو ہی مجھے تکرار پسند

دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کبھی غیر وفا تیرا گنہگار پسند

کیا مزے ہم نفس سر دین پاتے ہین نسیم
اسلیے ہی عشق کی ہی بازار پسند

شمیمہ یہ صدائے دردناک سُنکر پلٹی دیکھا ایک نخل کے سائے میان ایک نوجوان شاہزادہ بیٹھا ہوا ہی ایک تصویر ہاتھ مین ہی اسکو دیکھ دیکھکے رو رہا ہی شمیمہ نے جو یہ حال زار دیکھا صورت دیکھی کہ چاند کا ٹکڑا ہی کرتا آب رواں کا گریبان پھٹا ہوا

پائجامہ مشروع کا جوتا بھاری مگر ٹکڑے ٹکڑے مختصر سا تاج سر پر سے گر پڑا ہو اُسکو کچھ
ہوش نہیں سر بزانو بیٹھا ہوا رو رہا ہو تصویر کو کبھی چومتا ہو کبھی کلیجے سے لگاتا ہو شمیمہ
جو سامنے آگئی اور پکار کر کہا اے غریق آتش اشتیاق و اے غریق لجۂ فراق کسکی یاد مین
یہ حال کیا ہو اُس جوان نے یہ سُنکر نگاہ اُٹھائی اور کل سراپا کو دیکھنے لگا مگر سراپا دیکھکر
کچھ خوشی کچھ رنج و غم کی ترقی ہوئی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہو کر اُٹھا مگر ڈگمگا کر گرا بیہوش
ہو گیا تصویر چھوٹ کر الگ گری شمیمہ کی پشت پر لپٹنا رہ ہو پشتارہ رکھکر تصویر اُٹھائی
تصویر کو بنگاہ غور دیکھا حقیقت مین مصور خیال نے تصویر بے نظیر کھینچی ہو لیکن
دیکھتے دیکھتے پہچانا کہ یہ تو میری تصویر ہو حیران ہو گئی کہ اے شمیمہ اِس شاہزادے نے
میری تصویر کہان سے پائی مقام افسوس ہو ایسا حسین و جمیل ایسا طرحدار اِس بلا
مین مبتلا ہو جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنا عاشق جانکر سر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر
سنگھانے لگی اُس جوان نے جو بوے زلف معنبر پائی اور بو اُس لطف کی دماغ مین
پہونچی کہ بوے زلف روح پرور تھی آنکھین کھولکر حیران حیران جمال شمیمہ دیکھنے لگا
سر کو زانوے محبوب پر پایا ہنسکر کہا آج مین نے یہ کیا خواب دیکھا اپنے بخت واژگون
اور طالع نگون سے یہ امید نہ تھی مگر آج خواب کے خیال مین یہ معرکہ دیکھا خیر شکر ہو
کہ محبوب کو رحم تو آیا شمیمہ نے ہنسکر کہا اے مبہوت محبت و اے گرفتار دام مودت اپنے
حواس درست کر ایسا نہ ہو کہ مجھ پر بھی تاثیر ہو مجھے تیرا حال دیکھکر بہت رحم آیا لیکن
تیرا نام نامی کیا ہو اُسنے کہا خرو سال تاجدار مجھکو کہتے ہین شمیمہ نے کہا اب کیون
زیادہ گھبراتا ہو مین تیرے پاس ہون جو تیری خوشی ہو وہ بجا لاؤن اُسنے شمیمہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور بعد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری کہنے لگا کہ اے جان جہان مجھے
اپنے بخت سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی زندگی مین تمکو دیکھونگا اور بوس و کنار کا
مجھے اختیار ہوگا قیس و فرہاد بدنصیب تھے مین عاشق خوش نصیب ہون کہ معشوق
تسکین دے رہا ہو یہ خوش نصیبی کسی عاشق کو نصیب نہ ہوئی ہوگی شمیمہ اسکی باتین
بھولی بھولی سُنکر اور زیادہ بیقرار ہوتی ہو دمبدم ہاتھ پشت پر پھیرتی ہو اور کہتی ہو

عمر بھر تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی اُسنے کہا میں بھی یہی چاہتا ہون مگر یہ تو بتاؤ کہ اِس بیابان میں کیا ہو
شمیمہ نے بیان کیا کہ حفیظہ تیز رفتار برق فرنگی پر عاشق ہو کر عقد کرکے مجھی بھی یہین گرفتار
کرکے لائی ہون اُس جوان نے کہا کیون صاحب جو میرا حال ہو وہی اسکا بھی ہوگا عاشق
کو معشوق سے جدا کرنا اچھا نہیں چھوڑ دو اپنے معشوق کے پاس جانے دو تم میرے ساتھ چلو اب
کہیں نہ جانے دونگا عمر بھر خدمت کرونگا پلکون سے جاروب کشی کرونگا خاک پا لیکر
توتیائے چشم بناؤنگا اِسطرح جو اُس جوان نے کہا تو شمیمہ کو خیال آیا کہ سچ کہتا ہو کسی عاشق
وضع کو ستانا اچھا نہیں فوراً حفیظہ کو ہوشیار کیا حفیظہ کی جو آنکھ کھلی عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال شمیمہ سے باتین کر رہا ہو حفیظہ نے پوچھا
بوا یہ کیا معرکہ ہو مین کہان اور تم کہان اور یہ کون صاحب ہین شمیمہ نے کہا اے
حفیظہ یہ نوجوان ایک شاہزادہ ہو میری تصویر پر عاشق ہو کر نکلا مین تمکو لیے ہوئے
جاتی تھی کہ اسکے رونے کی آواز میرے کان مین آئی دل تو ہمیشہ سے رحم پسند ہو
پلٹ آئی آکر اِنکو دیکھا مگر یہ مجھکو دیکھکر بیہوش ہو گئے تصویر جب مین نے دیکھی تو یہی
تصویر پائی اب تم اپنے مطلوب پاس جاؤ میری زندگی اِس عاشق صادق کے ساتھ
گذریگی ایسا چاہنے والا کہان ملیگا حفیظہ نے کہا بہت مناسب ہوا کہ جس بیماری
مین مین مبتلا ہوئی تمکو بھی وہی عارضہ ہو احفیظہ رخصت ہو گئی شمیمہ نے اُس طفل
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جہان کہو وہان چلون اُدھر برق فرنگی خبر گرفتاری ملکہ
حفیظہ سنکر لشکر مفتاح مین گیا وہان معلوم ہوا کہ شمیمہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئی
برق پلٹا ہوا آتا تھا کہ اِسنے دور سے دیکھا ایک نوجوان کمسن مگر عقل کا پتلا شمیمہ کو ساتھ
لیے ہوئے جاتا ہو جھپٹ کر قریب آیا آنکھ جو ملائی تو معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہو
تعریفین کرنے لگا کہتا تھا خلیفہ صاحب کیا کہنا شمیمہ حیران ہوئی کہ برق اِسکو خلیفہ
کیون کہتا ہو گھبرا کر کہا شاہزادے تم اِس عیار کو جانتے ہو چالاک نے جواب دیا
کہ یہ ہمارے گھر کا عیار ہو برق نے کہا ہم اور یہ ایک ہی باغ کے پھول ہین یہ ہمارے اُستاد
کے فرزند ارجمند ہین کہ حیرت جادو پر عاشق ہوئے تھے وہ افراسیاب کی زوجہ تھی

ایسے کارہاے نمایان کیے اور ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ حیرت کو زندگی کی امید
نہ تھی آخرش انجام ہوا کہ حیرت نے بخوشی اُنکے ساتھ عقد کیا اُسی طرح تمکو بھی تسخیر کریا
شمیمہ نے کہا اے چالاک میرے دامن عصمت مین تمنے ہاتھ لگا دیا مین یہ چاہتی ہون
کہ جاکر طبل جنگی بجواؤ اگر میدان مین تم مجھپر غالب آؤگے تو دین اسلام قبول کرونگی ورنہ
جو مین غالب آؤنگی تو اُسی وقت قتل کر ڈالونگی چالاک نے قبول کیا دونون اپنی اپنی طرف
پلٹے شمیمہ سامنے مفتاح کے آئی کہا اے والد تاجدار طبل جنگی بجوایئے مین چالاک سے
مقابلہ کرونگی مفتاح کو کچھ نہ بن پڑا طبل جنگی بجوا دیا یہان برق و چالاک سامنے
شاہ کے آئے برق نے کہا اے شہریار آج چالاک نے کیا نایاب عیاری کی ہر کا آہوے
وحشی کو رام کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے اور مجرا کرکے اول دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ — گل سبزہ تا بر چہ روشن چراغ
نگین سعادت بہ نام تو باد — ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شمیمہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ
ہے کہ سر میدان چالاک سے مقابلہ کرے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل نوازی
بجے کل انشاء اللہ چالاک سر میدان اُسکو زیر کریگا طبل جنگی بجگیا چالاک تلاش شمیمہ مین
چلا اِدھر شمیمہ طبل جنگی بجوا کر براے انتظام طلایہ نکلی کہ دور سے دیکھا ایک سیہ پوش
دبتا ہوا قریب ایک دوکان تاجر کے پہونچا شمیمہ گوشے سے دیکھ رہی ہے کہ اُس
سیہ پوش نے قفل توڑا اندر دوکان کے گیا ہر چند کہ اندر لاکھون روپے کا مال رکھا
تھا مگر اُس دزد نے کوئی شے نہ لی ایک پیٹی کھولکر ایک نیمچہ نکالا اُسکو کمر مین لگاکے
نکل آیا شمیمہ نے ہاتھ تھام لیا کہا او دزد تو کون ہے اور یہ نیمچہ کیسا ہے دزد نے کہا مین چور
نہین ہون چالاک بن عمرو دن کو اِس دوکان پر آیا تھا اور اِس نیمچے کو چکایا تو تاجر
صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کہی چالاک نے لاکھ روپے تک دینے کو کہے لیکن
تاجر صاحب راضی نہ ہوے مین چالاک کا شاگرد ہون چالاک نے مجھکو حکم دیا
کہ فلان دوکان سے فلان نیمچہ چرا لاؤ مین لاکھ روپیہ تمکو دونگا اِس نیمچے مین بڑی

صفت ہی کہ جس کسی کے ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو سارا جسم پانی ہو کر بہ جائے اگر لقمان
بھی علاج کرے تو کچھ نہ ہو شمیمہ نے کہا یہ نیچہ کس واسطے منگایا ہی بیہوش نے کہا کل سر میدان
شمیمہ سے مقابلہ ہو اسکو منظور یہ ہی کہ شمیمہ کو مار ڈالون کہ وہ بڑی سرکش ہی شمیمہ نے کہا
او عیار یہ نیچہ مجھکو دے عیار نے کہا میرا لاکھ روپے کا نقصان ہوتا ہی شمیمہ نے جواہرات
گلے سے اُتار ایک تمغی الماس کی دی ایک کنٹھا یاقوت احمر کا کہا لے تجھکو نہال کر دیا
کل سر میدان اسی نیچے سے چالاک کو قتل کرونگی اُسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی ہی اُس عیار نے ناچار نیچہ دیا مگر رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم اِس راز کو ظاہر نہ کیجیے گا
ہائے افسوس ہی کہ اُستاد کی جان جائیگی اور مین آنکھون سے دیکھونگا شمیمہ نے کہا
بس جاؤ ورنہ غل مچاؤنگی گرفتار کرا دونگی غلام تاجر کے سو رہے ہین عیار تو روانہ
ہو گیا مگر شمیمہ نے وہ نیچہ کمر سے لگایا دل مین بہت خوش ہی کہ عیار سیکڑون صفتین
بیان کر گیا ہی ایک صفت اِسمین یہ بھی ہی کہ اگر حریف چاہے کہ مین اپنے کو زخم سے
بچاؤن تو نہ بچ سکے سر پر پڑے کہ تا دو ابرو ہو پہونچے پہر رات رہے سے آکر تیاری
کرنے لگی سُرخ جوڑا پہنا ہار پھول پہنکر عروس شب اول بنی سات سو کنیزین ساتھ
تخت پر سوار مفتاح کو بھی بارہ ہزار فوج لیکر ساتھ ہوا اُدھر میان چالاک بن عمرو
شاگردون کو ساتھ لیکر میدان مین آئے بادشاہ اسلام بھی تماشہ دیکھنے کو ایکطرف
ٹھہرے کہ شمیمہ بہ عظم و شان آکر پہونچی سب کو حیرت ہی کہ چالاک بن عمرو ہتھیار لگا کر
نہین آیا برق و صبدم پوچھتا ہی کہ خلیفہ صاحب مین تمھاری شکل بنکر مقابلہ کرون اور
شمیمہ کو پکڑ لاؤن چالاک جواب دیتا ہی کہ بھائی صاحب تم دیکھو تو کیا ہوتا ہی کہ صفین
جمین نقیب نقابت کرکے ہٹے بادشاہ کو بھی حیرت ہی کہ دیکھیے چالاک کیا عیاری کرے
مگر جب کڑکیت ہٹے اور نقیبون نے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے نظم

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین	یہ آئینہ ہر بات حیرت کی ہی
کد معر کو ہی دارا فریدون کہان	یہ دنیا سرا رنج و محنت کی ہی

ہوسے زر کی خاطر تو منعم خراب	محبت نکرا نسے نہین جاہ و حشمت کی ہو
لحد کوئی اپنی بنا تا نہین	جگہہ جو کہ آخر مین راحت کی ہو
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے	سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہو
مکانات عالی بناتے ہین کیون	یہ دیوار و در شکل عبرت کی ہو
شجاعو یہ میدان جنگاوری ہے	جگہہ امتحان اور جرأت کی ہو
قمر یاد خالق مین کر عمر صرف	گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہو

نفیسون نے جو یہ اشعار پڑھے شمیمہ مثل شعلۂ جوالہ تخت سے کود کر میدان کا رزار مین آئی پکار کر آواز دی وہ مکار و غدار کہان ہو جسکا چالاک نام ہو میدان مین آوے تو احوال معلوم ہو یہ سنکر چالاک کپڑے میلے پہنے ہوے بلا کسی ہتھیار کے لیے ہوے قریب شاہ آیا اجازت لیکر طرف میدان کے چلا شمیمہ نے جو چالاک کو آتے ہوے دیکھا پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر مارا کہ چالاک نے پہلو تہی کرکے خالی دیا مگر شمیمہ نے متار باندھ دیا کئی پتھر مارے مگر چالاک خالی دیتا ہو کبھی جست کرکے بلند ہوا کہ پتھر پانوؤن کے نیچے سے نکلگیا کبھی بیٹھ گیا کہ پتھر سر پر سے نکلگیا اسطرح پتھرون کو خالی دیتا ہوا قریب شمیمہ پہونچا شمیمہ نے کہا نگوڑے بے حیا کچھ تیغ و خنجر لیکر نہین آیا جواب کیونکر دیگا اسی صحرا مین لاش تیری پڑی ہوگی میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین بچتا چالاک نے جواب دیا کہ تمھارے تیر مژگان کے زخم کلیجے پر ہین زندگی بھر بہونہ جائینگے اب معاف کرو غلامی مین قبول کرلو شمیمہ نے کہا او نگوڑے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو ایسا نیمچہ مارون کہ سر اڑجائے ای چالاک مین نے بڑے بڑے عیار مارے کوئی میرے ہاتھ سے بچکر نہین گیا تمھاری تدبیر بھی کرچکی ہون چالاک نے کہا تدبیر تو ہو گئی شمیمہ نے کہا دیکھ سر اڑائے دیتی ہون یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای چالاک سامنے سے ہٹ جا ورنہ تیری قضا ہو چالاک نے کہا مین سر ہتیلی پر رکھکر آیا ہون ایک آرزو ہو کہ ہاتھ میرے حمائل گردن ہون تمھارا نیمچہ پڑے کہ سر کٹکر قدمون پر گرے آرزوے دل حاصل ہو شمیمہ نے جھلا کر پینترا بدلا نیمچہ

نیام سے کھینچا نیام سے نیچے کے ایک دھوآن سا نکلا جیسے ہی غبار اڑا دماغ وتنھین
گیا شمیمہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے پشتارہ اٹھایا سات سو عیار بچیان جو سامنے
کھڑی تھین یہ عیاری دیکھکر حیران ہوگئین اور دوڑ پڑین ادھر سے برق فرنگی اور
مہتر قران نعرہ کر کے جا پڑے پہلے برق فرنگی نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہو برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طو	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہو
بزیر قدم غرب ہو شرق ہو	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہو

ایک طرف سے مہتر قران کا نعرہ ہوا نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرفنگ در خنجر گذاری
ہمیدان اژدر آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم

مہتر قران جو جا پڑے عیار بچیان بھاگنے لگین کسی کی گردن پکڑ کر دے مارا کسیکو
بعقدہ مار دیا مفتاح نے جو دیکھا کہ چالاک شمیمہ کو لیے جاتا ہو فوج کو اشارہ کر دیا
جب فوج نے آکر عیارون کو گھیرا بادشاہ نے لمعان کو اشارہ کیا لمعان تاجدار
مع اپنی فوج کے آپڑا لمعان لڑتا بھڑتا قریب مفتاح کے پہونچا مفتاح نے ہاتھ
تلوار کا مارا لمعان نے کلائی تھام کر کمر مین ہاتھ ڈالکر مفتاح کو اٹھا لیا مفتاح
نے آواز دی الامان لمعان مفتاح کو چرخ دیتا ہوا سامنے سعد شہریار کے لایا
سعد نے سمجھا کر مفتاح کو مسلمان کیا سب بارگاہین وغیرہ قبضے مین آئین بر فتح و فیروزی
بلنے لگے مگر بادشاہ نے آکر بارگاہ مین شمیمہ کو ہوشیار کیا شمیمہ نے جواب دیا حقیقت
مین ای چالاک تمھارا عیاری مین مثل نہین ہو بادشاہ نے دھوم سے چالاک کا
عقد کیا لیکن جمشید ثانی کو یہ خبر ملی کہ حفیظہ و شمیمہ مقابلۂ اہل اسلام مین پہونچی ہین
یقین ہو کہ بادشاہ کو گرفتار کرینگی رفیقون سے کہتا ہو اب کے جو شاہ میرے سامنے
گرفتار ہو کر آجائین تو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے

سامنے جمشید کے گرے منقار ین کھولین جمشید نے سمجھکر زانون پر ہاتھ مارا سب نے
پوچھا یا خداوند خیر تو ہو جمشید نے کہا شمیمہ و حفیظہ دونون مسلمان ہو گئین مفتاح کو بھی
بھی شریک اسلام ہو گیا وزرا امرا نے عرض کی کہ یا خداوند اب بھی خیر ہو کسی اور طرف
نکل چلیے جمشید نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا ایسے لوگونکے
زیر ہونے سے میرا کیا نقصان ہوتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی بنے دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار مع تین لاکھ فوج جرار ایک عیار طرار با منہائے عیاری سے
آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے چلا آتا ہو جمشید نے جو اُس سردار کو دیکھا یا تو خاموش بیٹھا
تھا یا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو وہ شخص آیا کہ جسکا کوئی ہم نبرد نہین اُس پہلوان نے آکر
جمشید کو سجدہ کیا اور بہ غرور کہا یا خداوند کون بے ادب ہو کہ قدرت کو ستارہا ہو جا کر
گردن توڑ ڈالون چیر پھاڑ کر کھا جاؤن جمشید نے کہا او شنکل بن شنکال آدم خوار
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو صدہا ملکون پر قبضہ اُنکا ہو گیا مگر ما بدولت
آجتک غافل نہین ہین اور تقدیر بر جستہ کر چکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹے گا شنکل بن شنکال
نے کہا یا خداوند جو حریف سخت ہو اُسکا نام بتائیے جمشید نے کہا اول صاحبقران
قتل ہون تو طلسم کشا کا زور کم ہو عیار اسکا شاہ ہو صبا رفتار بول اُٹھا کہ اے افسر
نامی جبتک آپ مقابلہ مین پہونچیے مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤن پہلے اُنکو قتل کر دیا لیے
بعد اُسکے بادشاہ پر ہاتھ ڈالیے شنکل نے کہا اب مجھکو ٹھہرنا ناگوار ہو اے شاہ ہو تم
آگے روانہ ہو جاؤ مین منزلین طے کرتا ہوا آتا ہون شنکل سوار ہوا جمشید نے چلتے
چلتے کہا او شنکل یہ نہ سمجھنا کہ مین تمسے غفلت کرونگا ہر وقت تمھاری مدد کرونگا یہ سنکر
شنکل نے کہا یا خداوند مجھے کوئی ضرورت نہین جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لونگا شاہ ہو نے
کہا آقائے نامدار آپکو تکلیف نہ ہوگی مین جاتے ہی اُنکو پکڑ لاؤنگا قتل و غیر قتل کا آپکو
اختیار رہے مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر چلا یہان صاحبقران زمان بادشاہ اسلام کے
انتظار مین ہین کہ خواجہ عمرو آئے سب کیفیت لشکر بادشاہ کی بیان کی کہ میان چالاک
و برق منعقد ہوے مین اب یقین ہو بادشاہ جمجاہ مقابلہ سیلاد خارہ شکن مین پہونچینگے

یہ کہکر لشکر سے نکلے جنگل مین آکر ایک مسافر کو لوٹا الیسا کچھ مال اُسکے پاس نکلا کہ بہت
خوش ہوے کنوئین پر بیٹھ گئے ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ لگ گئی قضا سے کار شاہور
اودھر سے گذرا صورت عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہی کہ جنگل مین پڑا سو رہا ہی آخر
انگلی مین دیکھا کہ مُہر کی انگوٹھی ہی اور اُسمین شاہ عمرو لکھا ہی یہ پڑھکر بہت خوش ہو گیا جی
مین کہتا ہو پہلی ہی منزل پر مراد ملی کہ الیسا عیار کہ جو جہان گرد ہی وہ اسطرح ملگیا بیہوشی
دیکر خواجہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھکر چلا راہ مین خیال آیا کہ یہ الیسی نعمت عظمیٰ ملی ہی
کہ صاحبقران سے بھی بہتر ہی یہ بات خلاف عقل ہی کہ ابھی اسکو شکیل کو دیدون بلکہ پہلے
لیجا کر قید کر دون اپنے ہی خیمے مین رکھون اور راّن سے جا کر وعدہ لون کہ اگر عمرو عیار کو
پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا یقین ہی کہ خزانے حوالے کر دین یہ سوچکر اپنے خیمے مین آیا زوجہ
اسکی کنیز شاہی ہی یہی باعث اسکے عظم و شان کا ہی نوجوان حسین و جمیل سامنے بیٹھی تھی
شاہور نے ایک صندوقچی مین عمرو کا پشتارہ رکھدیا اور زوجہ سے کہا صاحب میری جان
اس صندوقچی مین ہی تم ادھر نہ آنا مین شاہ سے جا کر وعدہ وعید کر آؤن میمونہ گوہر پوش
نے کہا صاحب مجھے کیا مطلب کہ تمھاری بات مین دخل دون یہ باتین کر کے شاہور تو
رخصت ہوا میمونہ مغرور حسن و جمال چھپر کھٹ پر بیٹھی ہی آئینہ دیکھ رہی ہی لیکن یہان
خواجہ کو پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی آنکھ کھلی اپنے کو کمندون مین بندھا پایا اور کچھ
عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوے کہ مین کیونکر پکڑا گیا دلمین کہا خواجہ
بڑے افسوس کی بات ہی کہ عورتون کو بھی فقرہ نہین دیسکتے ہو وہ عیار کوڑی کا روزگار
کرو یہ سوچکے روغن عیاری کا نکالا ایک رنگریز کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نیلا
کرتا بدن مین اُسپر کچھ زرد کچھ سرخ چھینٹین پڑی ہوئین ایک پائجامہ پھٹا ہوا کالی
صورت رنگ کی چھینٹین چہرے پر بھی پڑی ہوئین بلک بلک کے رونے لگے اور پکارتے
تھے کہ آبرو میری گئی اب برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے روٹی دینا پڑیگی
الیسی الیسی باتین جو خواجہ نے کہین میمونہ حیران ہوئی کہا ارے یہ کون رو رہا ہی سنکر
کنیزون نے کہا حضرت صاحب جسکو قید کر گئے ہین وہی روتا ہی چلکر دیکھیے میمونہ اُٹھی

یہاں آکر دیکھا کہ ایک ادھیڑ رنگریز بیٹھا ڈور رہا ہے میمونہ نے پوچھا ارے تو کون ہے خواجہ
نے کہا بیٹی جو آپ کو دکھائی دیتا ہوں وہی ہوں آپ تو اپنا نام بتائیے کنیزوں نے کہا
ملکہ میمونہ گوہر پوش دختر شادو جہ شاہور ارے تو کیسا رنگریز ہے کہ ملکہ کا نام نہیں جانتا
انھیں کی وجہ سے میاں شاہور کی آبرو ہے جسدن سے ہماری بی بی انکے گھر میں
آئیں مالا مال ہو گئے مگر تجھکو کیوں قید کیا ہے اور نام تیرا کیا ہے رنگریز نے کہا بیچ لشکر
میں میری دوکان ہے شعبان رنگریز میرا نام ہے آپ کے کپڑے بھی رنگتا ہوں آج
چوتھا دن ہے کہ میاں شاہور صاحب اُدھر سے گذرے میری بیٹی کا ذرا پیلا چہرا ہے
جوانی کا اُبھار ہے میاں شاہور دیکھکر لٹو ہو گئے میری دوکان پر جا بیٹھے میں نے
جو اُسکو گلا بو لیکر پکارا میاں شاہور نے اُس کمبخت کو گود میں اُٹھا لیا ایک روپیہ
نکالکر دیا اور مجھسے سوال کیا کہ اپنی لڑکی کی بھونری ہمارے ساتھ پھیرو اور دیجئے
جواب دیا کہ حضور میں قوم کا رنگریز ہوں اہل برادری رکھتا ہوں آپ شاہ داماد
کہلاتے ہیں میری لڑکی آپ سے کیونکر پیوند ہو آپ کی بی بی تو بہت خوبصورت
ہیں تمام لشکر میں تعریف ہوا کرتی ہے مگر آپ اِسکو لیکر کیا کرینگے یہ تو کچھ ایسی حسین بھی
نہیں ہے تب میاں شاہور نے جواب دیا کہ میری زوجہ بڈھی ہو گئی ہے آج مجھکو
راہ سے پکڑ کر لائے اور یہ کہا کہ میں جا کر تیری جورو کو باندھکے ٹانگ دونگا اور
گلابو سے مطلب حاصل کرونگا یہ مضمون سُنکر میمونہ بہت جھلائی کہا اے شعبان
میں تو اُسکی بیٹی ہوں میرا وہ باپ ہے لنگوڑے کی آبرو کیا تھی تین روپیہ کا نوکر تھا
جسدن سے میرے ساتھ شادی ہوئی شاطر صاحب کہلانے لگے اب سب پاس
کرتے ہیں مجھکو لنگوڑا بڈھیا بناتا ہے مجھے آجتک اُسکی صورت سے نفرت ہے یہ کہکر
خواجہ کی کمندیں کاٹیں کہا اے شعبان جلدی جا جو لنگوڑا ملجائے تو خوب ذلیل کرنا
ارے تیرے یہاں کچھ نوکر چاکر ہیں خواجہ نے کہا کئی نوکر ہیں میمونہ نے کہا پکڑ کر خوب
جوتیاں مارنا اور اپنی بیٹی کی اور جگہ شادی کر دینا نہ لشکر میں رہیگی نہ میاں شاہور
نگاہ ڈالینگے خواجہ نے کہا اگر آپ میری کمک ہوں تو ایسا انھیں ذلیل کروں

گو وہ بھی یاد کرین اور یہ کہ آپ ایسی پری رخسار کو بڑھیا کہتا ہو وہ لونڈیا کیا ہو جسپر جان دیتا ہے غریب کی بیٹی کپڑے میلے کچیلے اسکا کیا اعتبار ایسی شاہزادیون کو چھوڑکر ایسی شکلون پر گرتا ہو اسکا منھ کالا ہوگا رذیل پرست ہو جیسی روح ویسے فرشتے لیکن حضور ناچار ہون کہ ہماری برادری مین تین چار من ماش بھات ہوتے ہین وہ نہین ہوسکتے ورنہ میرے بھتیجے کا بیٹا لایق شادی کے ہوکر جاتے ہی اسکے ساتھ مین شادی کردون میان شاہور تڑپ کر رہجائین آپکی لونڈی کچھ زیور پہنے ہوے ہو وہ جاکر بیچونگا کیونکہ ناداری سے ناچار ہون میمونہ نے پانچ سو روپے منگا کر دیے خواجہ نے روپیہ دیکھکر کہا بس اب مطلب ہوجائیگا مگر جیسا حضور جوڑا پہنے ہین ایسا ایک جوڑا بھی دینا پڑتا ہو میمونہ نے ویسا ہی جوڑا منگا کر دیا خواجہ نے کہا ایک کسر باقی ہو جیسے کپڑے حضور پہنے ہین ایسے ہی ہمارے یہان بھی دیے جاتے ہین اگر وہ بھی مرحمت ہون تو آج ہی جاکر رخصت کردون جس گانون مین بیاہ کے جائیگی وہ گانون یہان سے بارہ کوس پر ہو میمونہ نے کپڑے بھی دیدیے یہ سب اشیا لیکر خواجہ تو رخصت ہوے مکان سے نکلے کنیزون نے پکار کر نگہبانون سے کہا خبردار رنگریز کو نہ روکنا سنتے ہی دیکھا کہ ایک رنگریز نکلا اور نکلکر بھاگا مگر شاہور پاس شنکل کے آیا کہا اے شہریار مین نے یہ سوچا کہ اگر صاحبقران کو گرفتار کرونگا تو عمرو عیار کوشش کریگا اگر حکم ہو تو پہلے عمرو کو لاؤن شنکل نے کہا اگر عمرو کو لاؤگے تو بہت کچھ پاؤگے لاکھ روپے نقد اور ایک خلعت بھاری دونگا شاہور نے کہا اے شہنشاہ مین عمرو کو پکڑ لایا آپ سے وعدہ کرنے آیا تھا اب آپ نے فرمادیا ہو جاکے لاتا ہون یہ کہکر خلعت پہنا عطر ملا شاگردون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ان سے کہتا ہوا ارے بھائی اونچی دوکان پھیکا پکوان مین نے عمرو کو یون پکڑ لیا کہ کچھ دیر نہ لگی مین تو اسکو پہچانتا بھی نہ تھا وہ تو مجھ سے پہچانا مین اپنے خیمے مین گرفتار کر آیا ہون ابھی لاتا ہون ایک گدھا بھی لے لو اسپر سوار کرکے لاؤنگا سارے لشکر مین تشہیر کرونگا یہان بعد جانے عمرو کے میمونہ نے کنیزون سے کہا کہ آج نگوڑا آئے تو خوب جوتیان مارو

دیکھوں تو کون کیا کرتا ہو کنیزون نے کہا واری ہین آپ سے مطلب ہو کنیں نگوڑے سے کیا کام اول دربانون نے دیکھا کہ بھاری خلعت پہنے ہوئے شاہ ہو رآتا ہو جب مین اشارے ہونے لگے کہ اندر جائیں گے تو مزہ اُٹھائینگے یہ کہکر چپکے چپکے ہنسنے لگے یہان شاہ ہور خوشی خوشی پردہ اُٹھاکر جیسے ہی اندر آیا میمونہ نے دیکھا خلعت بھاری پہنے ہوئے ہو گلوری کلّے مین عطر ملا ہوا یہ دیکھکر میمونہ جل گئی پکار کر کہا ہان صاحبو وہ دشمن خدا آگیا مجھ بڑھیا کی مدد کرو کنیزین چہار طرف سے دوڑین کوئی پھکنی کوئی دست پناہ لیکر دوڑی کسی نے جلتا ہوا سوختہ اُٹھا لیا میان شاہ ہور پر مار پڑنے لگی جو سوختہ لیکر آئی تھی اُسنے مُنھ مین لگا یا ریش و بروت جلگئی منھ پر آبلے پڑ گئے لباس جلگیا میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی قریب آئی پیچھے پکڑ کر جوتی اپنی اُتاری پانچ چار جوتیان مار کر کہا کیون نگوڑے مین بڑھیا ہوگئی تیری اتان معلوم ہوتی ہون رنگریز کی چھوکری سے بھی مین بدتر ہون شاہ ہور نے گھبرا کر کہا ای بی بی کون رنگریز کسنے بڑھیا کہا میمونہ نے کہا کسکو قید کر گئے تھے وہ سب حال مجھسے کہ گیا مین نے اسکو بہت کچھ دیا لیکن تم گلوریان کھا کر آئے ایسے اترائے کہ عطر بھی لگا یا مین تیرے گھر مین نہ رہونگی مونڈھا بچھا کر کمرے پر بیٹھونگی جب تو تیری ناک کٹیگی شاہ ہور نے گھبرا کر کہا ارے تونے غضب کیا اُس قیدی کو چھوڑ دیا میمونہ نے کہا اُس بیچارے کی کیا خطا تھی وہ ہمارا پکڑا ہوا رنگریز ہو اُسکو معلوم تھا کہ میری تمھارے ساتھ شادی ہوئی لڑکپن مین اُسکی دوکان پر جاکے بیٹھتی تھی چیزلے دیتا تھا زوجہ اُسکی مجھکو گود مین کھلاتی تھی شاہ ہور نے کہا ارے وہ تو عمرو عیار تھا تونے غضب کیا اب وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا یہ سُنکے کنیزین گھبرائین منتین کرنے لگین کوئی کہتی ہو حضور مین نے ایک پھکنی ماری ہو ایک کہتی ہو کہ مین نے بدن مین ہاتھ نہین لگا یا دور سے سوختہ مارا مجھے خوب یاد ہو کہ اُسی سے داڑھی جلی مگر مین ناچار تھی بی بی نے جو حکم دیا وہ بجالائی میمونہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب جو چاہو سزا دو اتنا منھ سے نہ نکلا کہ عمرو عیار یہان قید ہو اُسنے تو کہا مین رنگریز ہون

میری بیٹی پر شاہور عاشق ہوے ہین مین نے جھلا کر اُسے چھوڑ دیا پانچسو روپیہ نقد اور ایک جوڑا اور کپڑے لے گیا شاہور نے کہا اب مجھے شاہ سے بڑی خفت ہوئی مگر پھر گرفتار کرونگا کہان جاتا ہو ایسا ذلیل کرون کہ آج کی خفت مٹے یہ کہتا ہوا باہر نکلا شاگردون نے دیکھا کہ اُستاد کا لباس پھٹا ہوا بال نچے ہوے منھ پر آبلے پڑے ہوے سب نے پوچھا اُستاد کیا ہوا شاہور نے سب کیفیت بیان کی کہ چوبدار نے آکے سلام کیا کہا حضور چلیے شنکل بن شنکال آپ کو بلاتے ہین نام شاہ کا سُنکر شاہور دربار مین آیا شنکل نے کہا کیون شاہور خوب جوتیان کھائین اب خوش ہوے ہوا اعتبار نہ کیا شاہور نے کہا او پہلوان دوران مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون اب تو میرے دل کو لگی ہو یہ کہکر چند عیارون کو ساتھ لیکر تلاش مین عمرو کی نکلا لیکن خواجہ جو مکان سے شاہور کے نکلے راہ مین بھٹی شراب کی ملی روپیہ تو مفت کا پاس تھا ایک روپے کی شراب خریدی بیٹھکر پینے لگے نشے مین کبھی آنکھ بند کر لیتے ہین کبھی پھر کھول دیتے ہین قضاے کار شاہور تیز رفتار مع چالیس پچاس شاگردون کے دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہو کہ شاہور کی نگاہ پڑی دیکھا عمرو میخانے مین بیٹھا ہوا ہو اپنے شاگردون سے اشارہ کیا کہ چہار جانب سے گھیر لو جب شاگردون نے چہار جانب سے گھیر لیا تو شاہور نے پکار کر او اژدہی اوسار بان زادے اب کہان جائے گا خواجہ اُٹھکر ایک جانب بھاگے شاہور نے مع شاگردونکے پیچھا کیا خواجہ جس کوچے مین جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو خواجہ آگے بڑھ جاتے ہین ایک کوچۂ کلان راہ مین ملا خواجہ اُس کوچے مین داخل ہوے پشت سے شاہور پکارتا ہوا چلا کہ یارو لینا ہمارا گنہگار ہو جو گرفتار کریگا شنکل اُسکو انعام دیگا مین بھی خدمتگزاری کرونگا سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا چند سپاہی نگہبان اُس پھاٹک پر بیٹھے تھے عمرو کو دیکھکر دوڑے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ پشت سے شاہور آتا ہو اور سامنے سے وہ نگہبان مکان آتے ہین تو بہت ہی گھبرائے کہ زروے رفتن نہ جاے ماندن مگر جست کرکے کوٹھے پر پہونچے شاہور نے پکار کر کہا او ساربان زادے مین کیا

کوٹھے پر نہین آسکتا کیا مین اس سے عاجز ہون یہ کہکر شاہور بھی کوٹھے پر پہونچا خواجہ
دوسرے کوٹھے پر پہونچے وہ محلہ بہت آباد ہو سب کوٹھے ملے ہوے ہین جس کوٹھے
پر خواجہ جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو کئی سو کوٹھے خواجہ نے طے کیے مگر شاہور
غل مچاتا ہوا جاتا ہو جس کوٹھے پہ خواجہ پہونچتے ہین اُس مکان والے کوٹھون پر
چڑھ آتے ہین کوئی لاٹھی دکھاتا ہو کوئی اینٹ لیتا ہو خواجہ پھرتے پھرتے کئی سو کوٹھے
طے کرکے ایک کوٹھے پر پہونچے دیکھا بیچ مین ایک گڑھا ہو جس مین شہر بھر کا میلا
پڑتا ہو اور گڑھیا کے اسپار چار دن مکان ہین وہ بیٹھے ہوتے تانک رہے ہین
اور ایک مکان کچا گڑھیا کے کنارے ہو شاہور نے پشت پر سے کہا او سار بان زادے
اب کہان جائیگا خوف تو بُری چیز ہو خواجہ نے جست کی گڑھیا کو پھاند گئے کچا مکان
جو کنارے پر گڑھیا کے تھا اُسپر جا کر پانون قایم ہوے شاہور نے جو آکر دیکھا
پکار کر آواز دی او ساربان زادے مین بھی آیا تو گڑھیا کو پھاند گیا تو کیا مین نہ
آسکونگا یہ کہکر ہیچ پیچ کر جست کی دونون پانون شاہور کے چھجے پر جمے تھے کہ
عمرو نے نیچہ دکھایا شاہور پیچھے ہٹا پیچھے ہٹتے ہی گڑھیا مین گرا شاہور کو گڑھیا مین
آتے دیکھکر خواجہ کود پھاند کر نکل گئے مگر شاہور جو گرا ایک کتا مرا ہوا گڑھیا مین
پڑا تھا پانون جو پڑے کتے کی آنتین گلے مین پڑ گئین منھ کو بند کرتا ہو کبھی دانتونکو
نوچتا ہو مگر شاگرد اسکے دوسرے کوچے سے آئے اُسکو ڈھونڈھکر چلے شاہور سوچا
کہ اگر یہ چلے جائینگے تو پھر کیونکر نکلونگا آخر پکار اُٹھا ارے کمبختو کہان جاتے ہو
مجھے تو نکالو عمرو گڑھیا مین گرا کر چلا گیا شاگردون نے قریب آکر کمندین پھینکین شاہور
نے وہ کمندین گلے مین پھنسائین شاگردون نے کھینچکر نکالا کہا یارو مجھے حمام مین
لے چلو جب تم لوگون کو پکارا تو کچھ حلق مین بھی اُتر گیا کتا ایسا گلا ہوا تھا کہ آنتین اُسکی
سب بدن مین لپٹ گئین یہ تو حمام چلے لیکن یہان خواجہ راہ مین آکر سوچے کہ اُستاد
جی ضرور نہائینگے ایک نائی کمسن کی صورت بنکر سامنے وارد و غیرہ کے آئے وارد وغیرہ
نے پوچھا صاحبزادے کہان چلے خواجہ نے کہا غریب محتاج مزدوری کو آئے ہین

داروغہ نے کہا حمام مین چلکر ٹھہرو جو کوئی آوے اُسکو نہلانا ایک روپیہ فی تن دو آنے
تمھین بھی ملین گے خواجہ نے کہا بہتر اندر کی حمام مین جا بیٹھے تھوڑی دیر مین داروغہ
نے دیکھا شاہور کو شاگرد کپڑے ہوے لیے آتے ہین داروغہ اُٹھکر کھڑا ہوا پوچھا میان
مختار صاحب خیر تو ہے شاہور نے کہا داروغہ صاحب کیا کہون وہ جما ہے دن والی گرمی
جو ہوا تمھین معلوم گرمی کر گھبرا گیا مجھے نہلاؤ داروغہ نے لنگی دی شاہور نے کپڑے اُتارکر
باہر رکھے اندر حمام کے پہونچا لڑکے نے اُٹھکر سلام کیا شاہور نے کہا بیٹا بٹنا لاؤ
میرے تمام بدن مین کتے کی بو آتی ہے خواجہ نے کنارے آکر ابٹنا تیار کیا پیالے مین
بھرکر سامنے شاہور کے لائے کہا اسکو ملیے بدن مین خوشبو آنے لگے گی مین اور
دلائے آؤن یہ کہکر باہر نکلے داروغہ نے پوچھا کہان جاتے ہو عمرو نے کہا عطر منگایا
ہو اور حکم دیا ہو کہ کپڑے جو ہمارے باہر رکھے ہین فلان تالاب سے اُسے غوطہ
دے لاؤ داروغہ صاحب یہ خدمت سخت ہو مگر مانے کرتے ہین سب کچھ گوارہ ہو لیکن
ایسے کام ہمسے نہ لیا کیجیے داروغہ نے کہا بیٹا حمام مین اکثر ایسی ضرورت پڑتی ہی عمرو نے
وہ کپڑے رومال مین باندھ لیے اور شاہور کا مکان پوچھتے ہوے چلے مکان پر
پہونچکر دیکھا کہ ایک محلدار بیٹھی ہو اُسکے سامنے وہ کپڑے غلیظ بھرے ہوے رکھدیے
کہا مختار صاحب حمام مین نہا رہے ہین یہ کپڑے نشانی بھیجے ہین ہماری جوڑا اور پانچ
اشرفیان کشتی مین لگاکر لاؤ اور یہ کپڑے رکھ لو اور یہ پرچہ کاغذ کا انھین کو دینا یہ
سُنکر محلدار نے جاکر میمونہ سے کہا میمونہ نے جوڑا پہننے کا اور پانچ اشرفیان کشتی مین
لگاکر بھیجدین خواجہ وہ لیکر چلدیے مگر شاہور نے جو بٹنا ملکر غوطہ لگایا سارا بدن
کُھجانے لگا پکار رہا ہو کہ وہ لڑکا کہان گیا داروغہ نے کہا آپ ہی کے کام کو گیا ہوا ہے
شاہور نے کہا مین نے تو کسی کام کو نہین بھیجا منھ پر جو ہاتھ پھیرا سب ریش کے
بال ہاتھ مین آگئے آئینے پر جو نگاہ پڑی دیکھا بالکل بھدرا ہوگیا حیران ہوا حمام
سے باہر نکلا ایک شاگرد سے کہا گھر سے کپڑے لے آؤ شاگرد جو گھر پر گیا محلدار نے
کہا ابھی ایک شاگرد آیا تھا وہ جوڑا اور پانچ اشرفیان لے گیا اب کپڑے نہ ملین گے

شاگرد یہاں شاہور کے آیا کہا استاد کو لیا شاگرد گیا تھا کہ کپڑے بھی لے لیا پانچ خرقہ
بھی لے گیا سب شاگرد قسمیں کھانے لگے کہ استاد ہم تو نہیں گئے شاہور بہت حال پر
جا ہو رہا نہ جانے ہوئے مکان پہ آیا معلوم اپنے کپڑے دکھائے اور رقعہ بھی ہاتھ میں دیا
رقعے میں لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عمرو
نامدار او شاہور کیا کیا تو نے ذلتیں پائیں اور پھر مقابلہ کریگا ہم تمہاری خوب گت
بنا گئے یہ رقعہ پڑھکر شاہور نے پھاڑ ڈالا شاگردوں سے کہا میں نے بڑی ذلت
اٹھائی اب جاکر حمزہ یا عمرو کو لاتا ہوں یہ کہکر چلا کہ جائے ناگاہ سامنے سے دیکھا
شغشکل چلا آتا ہے پوچھا احوال شغشکل کو گزر چکا تھا شاہور کے شعر پر شغشکل نے نظر کیا
کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہیں آتی عمرو نے کیا کیا حرکتیں تیرے ساتھ کیں پھر نام عیاری
کا لیتا ہے لو گیا عمرو کو لائے گا شاہور کو بڑی غیرت آئی کہا او شہنشاہ اب عمرو یا عمرو
کو یا حمزہ کو لاؤنگا یہ کہکر ایک خدمتگار بنکر چلا لشکر اسلام میں آکر دیکھا کہ امیر مقام صدر پر
بیٹھے ہیں گرد تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں غرض
شاہور ایک صندل کے نیچے جا کر چھپا بیٹھا دیکھ رہا ہے شب کو صاحبقران نے دربار
برخاست کیا عمرو نے آکر ساتھ امیر کے کھانا کھایا جب سب چلے گئے تو صاحبقران
چھپر کھٹ پر آئے دوشالہ تان کر آرام کیا شاہور صندل کے نیچے سے نکلا شمعہائے
مومی و کافوری گل کرکے قریب صاحبقران کے پہنچا دوشالہ چہرے سے ہٹایا مگر
جمال بے مثال امیر دیکھکر حیران ہو گیا دل میں کہتا ہے ضعیفی میں تو یہ حسن ہے شباب میں کیا
رونق ہوگی کیفیے میں دارو سے بیہوشی رکھی چاہتا تھا کہ دماغ سے لگاؤں امیر نے
عالم خواب میں دیکھا کہ مہر نگار سامنے کھڑی ہیں جمال مہر نگار دیکھکر بیقرار ہو گئے
فرمایا صاحب مزاج کیسا ہے مہر نگار نے جواب دیا میں تو اچھی ہوں شکر ہے پروردگار
کا مگر جلد آنکھ کھولیے عیار آپ کی فکر میں آیا ہے امیر نے آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
سیہ پوش کھڑا ہے للکارا کہ ارے تو کون شاہور بھاگا جست کرکے سراچہ فرا گیا
صاحبقران نے آواز دی کر لینا یہ جانے نہ پائے ہر طرف سے سوار و پیدل دوڑے

خواجہ جو طلاسے پر تھے آواز اپنے آقا کی سنکر دوڑ پڑے اور دیکھا ایک بیہوش بھاگا جاتا ہو عمرو بھی جان گئے کہ شاہور رہزن گا ورنہ اسے راستے پر چلے شاہور سے آگے بڑھ گئے شاہور بھاگا ہوا آتا ہو خواجہ کو پاکر ایک شاہور پہ بیٹھ گئے کہ اسی طرف آئیگا کو دیکھا شاہور آتا ہو خواجہ نے کمین بچھا دین تھین اور حسن پوشش بھی کر چکے تھے جیسے ہی شاہور قریب پہونچا اسکا دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ اے سار بان نزدیک آمین نے تجھکو دیکھ لیا سامنے آکر مقابلہ کر خواجہ کو دھوکا ہوا تھا کہ شاید اسنے مجھے دیکھ لیا مگر خیال کیا کہ دیکھون کیا کرتا ہو شاہور نے دو تین آوازین دین آخر سنو چاکہ یہان عمرو کہان جست کی بیچ حلقہ ہاے کمند مین آگیا خواجہ نے شیر کی آواز دی شاہور رکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ شاہور گرا خواجہ نے اٹھکر خواب مار دیا اور بیہوش کر کے پشتارہ باندھا لیکر چلے مگر شاہور کی شکل آپ بنے اور شاہور کو اپنی شکل بنایا گلے مین شاہور کے گیند عیاری کا ٹھولش دیا خواجہ تھوڑی دور چلے تھے کہ چند شاگرد ملے شاگردون نے پوچھا اُستاد کسے لائے شاہور نقلی نے کہا اُسی مارباں نمک حرام کو جو مجھے خراب تا وارچلی آخر مین نے گرفتار کیا اب سامنے شکل کے چلو شاگرد ساتھ ہوئے خواجہ پشتارہ لیے ہوئے آتے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش بصد سوز و گداز یہ اشعار گارہا ہو نظم

آج کیا انداز بسمل ہاتھ اب دل مین ہو	قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہو
کیا اثر ہو اے پری تیرے گل رخسار کا	سب تلون مین تیل ہو پر عطر اسکے تل مین ہو
تجھسے کیا مطلب بھلا شیرین کو اے شیرین ادا	تو دلون مین ہو منقش نقش شیرین سل مین ہو
کم نہین دریا سے نظر و نہین ہمارا سیل اشک	اپنے دامن مین بھی ہو جو دامن ساحل مین ہو
خیر جاری ختم ہو اے میکشو خمار پہ	موج زن دریا سے وہ کشتی ساحل مین ہو
اے پری تو نے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا	نغمۂ سازجرس اب پردۂ محمل مین ہو
خال جانان کے تصور مین غضب رو تا ہون	جا سے روغن کیا سمندر چشم تر کے تل مین ہو
اب غزل اک اور پڑھیے بزم مین ناسخ نگر	کسرۂ توجیہ تجھ سے بدیہے دل مین ہو

خواجہ نے دیکھا دروازے پر اُسی باغ کے چند کنیزین کھڑی ہین کہ جس باغ سے آگئی
اور انکا ذہن ہی ایک نے پکار کر کہا میان شاہور صاحب ملکہ مشتری شمائل تمکو طلب
فرماتی ہین خواجہ فوراً داخل باغ ہوئے مگر پشتارہ دوش پر ہی کنیزون نے پوچھا
مترصاحب کسے لائے شاہور نقلی نے جواب دیا کہ عمرو عیار کو لایا ہون القصہ
باغ کے آئے دیکھا گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین حوضونکا پانی نایاب نہرین لاجواب
نہرون موج مار رہی ہین مچھلیان اوچھل کر نظارہ باغ کرتی ہین نرگس شہلا کی دید وبازی
سوسن کی زبان درازی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین خواجہ یہ تماشا
دیکھتے ہوئے وسط باغ مین پہونچے دیکھا فرش مشجر بچھا ہی ایک نازنین نہایت
حسین مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز مجرا کر رہی ہی چند کنیزین گرد پھر رہی ہین پھولدان کی
پنکھیا جھل رہی ہی شاہور نقلی نے آکر سلام کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دختر شنکل
ہی شاہور مدت سے اِسپر مرتا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ اے شاہور مین عمرو کو دیکھنا
چاہتی ہون شاہور نقلی نے جواب دیا کہ ملکہ دیکھ لو اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ مین
یون کیا دیکھون اِسکا گانا سنونگی شاہور نقلی نے جواب دیا حضور یہ شاہ کا گنہگار
ہی مین اِسے کھول نہین سکتا نہ ہوشیار کر سکتا ہون یہ وہ بلا ہی کہ روز نہ گا رہی کہ جسنے
مجھکو حیران کر دیا مگر مین اور وقت حاضر ہونگا تو عاجزی سے دلی عرض کرونگا جب
مشتری نے کہا مگر خواجہ نے شاہور کو ہوشیار نہ کیا اور یہی کہا کہ مین پھر حاضر ہونگا
مشتری نے کہا جادوگر ہو مین قیدی کا دیکھنا نہین چاہتی کوئی تو صورت ایسی ہو
کہ ہم بھی گانا سُن لین گے آج تجھکو بڑا غرور ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لایا ہی اور جو
ذلتین اُٹھائین اُسکا شمار نہین شاہور نقلی نے جواب دیا حضور عیاری کا یہی
نتیجہ ہی کبھی غالب کبھی مغلوب ہین آکر عمرو کا گانا سنو اُونکا حضور یہ کہہ بعد ان یہ
کہکر پشتارہ عمرو نقلی کا اُٹھا لیا بیرون باغ آیا شاگرد سب انتظار مین کھڑے تھے
کہ شاہور نکلا شاگردون نے عرض کی کہ آپ کی خبر پہلوان دوران کو پہونچ گئی
کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ شاہور کو بلاؤ اب بارگاہ مین چلیے کہ چوبدار بھی

آکر پہونچا اُسنے بھی یہی کہا کہ شنکل یاد فرماتے ہین شاہور نقلی عمرو نقلی کو لیے ہوے مع شاگردونکے چلا مگر راہ کی ہوا جو لگی شاہور کو ہوش آگیا اپنے کو گرفتار دیکھا شاگردو مارے ہیبت کے کوئی دھول مارتا ہو کوئی بال نوچتا ہو شاہور کے بگلے مین گیند تھا ہوا ہو جواب نہین دے سکتا غین غین پر شاگرد اور زیادہ بگڑتے ہین گرگو نگا بہرا بنا ہوا اس حال مین ہو مگر مکر سے نہین چوکتا شنکل دربار مین بیٹھا تھا کہ شاہور نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ لیے ہوے آیا شنکل نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو شاہور نقلی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کردن شنکل نے کہا تمہین اختیار ہو باہر نکلکر شاہور نقلی نے عمرو نقلی کو گدھے پر سوار کیا منھ کالا کردیا اور تشہیر کرتے ہوے چلے مگر دختر شنکل مشتری شمائل کہ عمرو کے گانیکی مشتاق ہو اسنے جو خبر سُنی کہ عمرو کو تشہیر کرتے ہوے لاتے ہین بیقرار ہوگئی کنیزون سے کہا کہ ذرا شاہور کو بلالو کنیزین دوڑین شاہور نقلی کو آواز دی کہ مہتر صاحب اِدھر آؤ ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو شاہور کو دروازے پر چھوڑکر گئے کہ ہوشیار رہنا مین اندر ہو آؤن یہ کہکر باغ کے اندر گئے ملکہ نے کہا اے شاہور تجھے کیا نفع ہوا کہ اِتنے بڑے عیار کو تونے تشہیر کیا بہتر یہ ہو کہ اسکا گانا مجھے سنوا دے شاہور نقلی نے عرض کی آپ میرا گانا سُنیے بالکل عمرو کے گانے کا مزہ ملیگا ملکہ نے اِشارہ کیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہو آگ گلشن مین
چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل کے گلشن مین
خزان مین بلبلو نسے رکھیے بحث نار گلشن مین
لگاتی آگ بجلی کی چمک ہو خانۂ تن مین
سُنا ہو عاشقون سے برق وش بھی نام جو بنا
نہین روزن جو قمریا رمین پروا نہین ہمکو
طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا

گریبان پھاڑکر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان دشمن مین
شراکت کیجیے ماتم زدونکی چھلکے شیون مین
برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہو ساون مین
تماشہ دیکھتے ہین وہ لگاکر آگ خرمن مین
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہو دیوار آہن مین
گریبان مین کبھی ہو جیب لگی ہو آگ دامن مین

پایا نا محرم نہیں ہون دوستی سے اُس ستمگر کو — چھُری دیتا ہون اپنے ذبح کو مین دست دشمن مین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آنا — کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا — نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن مین
ملا کرتے ہین آنکھین اپنے دیوانے رکابون سے — پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
کھُلا زلفونکے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر — نزر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین
شریعت کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ای آتش — بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

مشتری گانا عمرو کا سنکر بہت خوش ہوئی کہا ای شاہور مقام افسوس ہو کہ ایسا عیار قتل ہوتا ہو جسکا دنیا مین مثل و نظیر نہین خواجہ نے کان مین کہا ای ملکۂ عالم منم مہر سپہر عیاری مجھکو شاہور کیا گرفتار کرکے لاتا مین خود اُسکو گرفتار کرکے لایا ہون یہ گلوری تو کھا لیجیے کرشمہ پر سُرخی آئے مشتری نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین خواجہ نے اُٹھا کر مشتری کو نذر زنبیل کیا اور نیمچہ کھینچکر باہر نکلے شاہور گدھے پر سوار ہو عمرو نے شاگردون سے کہا ہٹ جاؤ دور دور کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ قطرۂ خون مسلمان کا تمپر چڑھ جائے تو بلا مین پھنسو خون مسلمان بڑا نجس ہوتا ہو سب شاگرد الگ کھڑے ہوے خواجہ نے چاہا نیمچہ مارون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ای منترو الا گھر شنکل فرمارہے ہین کہ اسکو دربار مین لاکر قتل کرو عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون اور سب شاگردون سے کہا کہ یارو تم مجھکو پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے اُستاد ہین عمرو نے کہا مین تم سب کا باپ ہون یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — دہرے نگر سے کانپتا ہو جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — ہمیشہ ہو گردن کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

تمھارے اُستاد شاہور کو تشہیر کرا دیا مشتری شمائل کو لیے جاتا ہون شنکل سے

کہدینا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر صاحبقران
کے حاضر ہو اور اس بے غیرت شاہور کو بیجا تو اس سے کہدینا کہ اب نام عیاری کا نہ لے
گوشے مین چھپکر بیٹھے یہ کہکر جست کر کے نکل گئے شاگرد جو دو بڑے تو ایک کو عمرو نے نیچے
مار کر اسکے دو ٹکڑے ہوئے خوف سے کوئی عیار آگے نہ بڑھا خواجہ نکل گئے ادھر
شاگردون نے آکر شاہور کا منھ دھلایا گلے سے گنبد نکالا روتا ہوا طرف ششکل
کے چلا اور سامنے ششکل کے آکر تمام کیفیت بیان کی ششکل نے کہا او شاہور اب
تم تو گوشے مین بیٹھو مین طبل جنگی بجوا کر سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر اسی وقت طبل جنگی
بجوایا مگر یہان صاحبقران یہ خبر سنکر گھبرا رہے تھے کہ عمرو تشہیر ہو رہا ہو قصد تھا کہ
جا پڑون عمرو کو رہا کرون کہ خواجہ آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ خیریت تو ہی
عمرو نے کہا آج بڑا نقصان ہوا مگر آپ ہی اس نقصان کو پورا کرینگے صاحبقران
نے فرمایا تمہارا روز نقصان ہوتا ہو عمرو نے کہا بہت ناچار ہون ایک شاہزادی
بیچتا ہون پہلے تو مشتری کی تصویر پیش کی ایک طرف لندھور بیٹھے تھے ایکطرف
مالک انکی بھی نگاہ پڑی اور لندھور نے بھی دیکھا مالک نے چاہا ہاتھ بڑھائے
کہ لندھور نے تصویر اٹھا لی مالک نے کہا او ہندی بختی خور یہ معشوقہ ہمکو پسند ہو
لندھور نے کہا او عرب حرام خور تجھے معشوقہ سے کیا کام جب آپس مین تکرار ہونے
لگی تو صاحبقران نے مالک کو سمجھایا کہ اگر تم تصویر اٹھا لیتے تو کسی کو کلام نہ تھا
اب لندھور کا قبضہ ہو گیا آجکل زمانہ جنگ و جدل کا ہو آپس مین نزاع نہ ہو فرمانے
سے صاحبقران کے مالک خاموش ہوئے کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا کے
عرض کی کہ ششکل نے طبل جنگی بجوایا ہو کل اسکا ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرا ہو اسے خبر دیو
صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ تم جاؤ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے خواجہ نے جاکر نقارخانۂ سکندری مین طبل پر ڈال دیا بموجب قول شاعر نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال — نہ تاہید مریخ گرد این سوال
جہان را اگر روز آخر رسید — سرافیل صور قیامت دمید

بگفتہ کرنا طبل اسکندر راست	۱۰	کز آواز او گوش گردون کر است		

تمام لشکر مین خبر ہو گئی کہ شنکل نے طبل جنگی بجوایا ہو مردان عالم تیاریان کرنے لگے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری فلک چہارم پر چمکا سوار زرین پوش
بصد جوش و خروش سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مع فوج ضیا و شعاع تخت چرخ زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم نورانی و منور ہو گیا مگر شنکل بن شنکال سلاح جنگ سے
آراستہ ہو کر برآمد ہوا افسران فوج نے سلام کیا فوج بے شمار پشت پر بڑے کر و فر سے
میدان مین آیا اُدھر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان
صف شکن بصد تجمل و شان آرہے ہین خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جیسے ہی میدان
مین پہونچے شاہور شنکل کے ہمراہ تھا شنکل کے منھ سے نکلا کہ شاہور دیکھو عمرو
عیار صاحبقران کے ساتھ ہو اُسنے تمکو تشہیر کیا اور بیٹی کو میری باغ سے لیگیا اور
تجسے کچھ نہ ہو سکا یہ سُننا تھا کہ شاہور نے رکاب چھوڑی کہا غلام آج مقابلہ کریگا
یہ کہکے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او عمرو مجھسے آکر مقابلہ کر ہمارے بعد پہلوان
رو دران بھو لین گے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا خواجہ رکاب چھوڑ کر بھاگے دم بھر
مین نظرون سے غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو کی اس حرکت نے کمال
شرمندہ کیا منذر دیہیم نے کہا اے شہریار مین اُستاد کی شکل بنکر اُس سے مقابلہ کرون
مگر شاہور نے جو دیکھا کہ عمرو مجھکو دیکھکر بھاگ گیا بلبلانے لگا اور پکار کر آواز دی
کہ یہ میدان کارزار ہو جانبازی کا معاملہ تھا عمرو بھاگ گیا مین ڈھونڈھکر اُسے
مار ونگا دیہیم وہین بیٹھ گیا منظور یہ ہوا کہ اُستاد کی شکل بنکر اُسے جواب دون مقام
تعجب ہو کہ عمرو ایسا عیار اور شاہور سے ایسا خائف ہو کے یون دن دہاڑے
بھاگ جائے کہ بھرا سے گرد اُڑی شاہور نے دیکھا ایک گنوار وصولی باندھے ہوے
ایک لٹھ کاندھے پر دوڑا ہوا آتا ہو جیسے ہی قریب شاہور کے آیا اپنی زبان مین
بولا کہ تم کوہ ہو جو تلوار چمکاوت ہو شاہور نے کہا تجھسے کیا مطلب مین عمرو کو پکار رہا ہون
گنوار نے لٹھ اُٹھایا کہا سارے دھمک و یہون شاہور نے فوراً نیچہ مارا کہ گنوار کا

شانہ زخمی ہوا تو وہ بشر پھینک کر بھاگا شاہور دلبر ہو اگنوار کے پیچھے چلا کہ گنوار تھوڑی دور جاکر ٹھہرا اور ہاتھ باندھکر بولا گستاخ جانے دیجیو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تلوار سے سامنا پڑیگا ہم لوگ کھیت پر لڑتے ہین لاٹھی چلتی ہے تلوار سے آجتک نہین لڑے دیکھو تمھارے پیچھے کون ٹھاڑا ہے شاہور پلٹا اُس گنوار نے حلقۂ کمند کے مارے کر شاہور پھینکر گر اگنوار نے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنگر شش آبیاری	جہان سرہنگ و رنجبر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

اب سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتارہ بدوش چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب خوش ہوے مگر شنگل یہ معاملہ دیکھکر بہت پریشان ہوا مقابلے کا ارادہ نہ کیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا یہان بھی سب پلٹے خواجہ شاہور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہوشیار کرکے سوال اسلام کیا شاہور قدمون پر صاحبقران کے گر پڑا کہا مین مسلمان ہوتا ہون میری خطا معاف کیجیے صاحبقران تو رحم دل ہین فوراً شاہور کو گلے لگا لیا عمرو نے کہا بھی کہ او شہریار پیشانی اسکی سیاہ ہو مگر امیر نے نہ مانا فرمایا خواجہ تم مکار ہو یہ جھوٹا نہیں ہے عمرو ناچار ہوا شاہور کی خطا معاف ہوئی کلمہ پڑھا یا عیش [illegible] شام کو صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے کہ منادی نے آکر [illegible] دیا امیر نے اُس مین نشانی بنا کے مقبل کو حکم دیا کہ تیاری کرو [illegible] طلاے کو جائینگے یہان عمرو نے ایک خیمے مین مشتری شمائل کو [illegible] شاہور کو معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین مشتری تو یہ شام سے چھپ رہا [illegible] طلایہ گئے تو شاہور نکلا اور یہ بھی اسنے دیکھا کہ خواجہ [illegible] گئے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا عمرو کی شکل بنکر [illegible] اُس خیمے کے چلا جس مین مشتری تھی بصورت خواجہ اندر آیا مشتری نے پوچھا کہ خواجہ اسوقت کیا ضرورت ہے شاہور نے

جواب دیا کہ ہمراہ صاحبقران طلا سے پر تھا خیال مین آیا کہ جا کر شراب پی آؤن
تمھارے ہی خیمے میں چلا آیا مشتری نے شاہور کو ایک جام پلایا اُسنے وہ جام
پی کر دوسرا جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالکر مشتری کو دیا مشتری نے
لیکر پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی شاہور نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگا خیمے سے
نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر خواجہ عمرو ہمراہ صاحبقران پھر رہے تھے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خواجہ عمرو چھپتے ایک ذرے مین آکر
چھپے مگر شاہور نے کدورت سے مشتری پر مائل ہوا اب جو اسوقت موقع پایا تو ایک
نخل کے سایے مین آکر پشتارہ رکھا اور بلائین لینے لگا مشتری بیہوش ہو بلکہ
جا بے جا شاہور نے ہاتھ بھی ڈالا مگر مشتری کو خبر نہ ہوئی خواجہ نے جو ذرے
سے دیکھا کہ مشتری کے ساتھ شاہور اختلاط کر رہا ہو بہت ناگوار ہوا آخر نکل کر
للکارے کہ او بے حیا منم مہر سپہر عیاری غشی مین عورت پہ ہاتھ ڈالتا ہو خواجہ کو جو
شاہور نے دیکھا تو چاہا کہ پشتارہ چھوڑ کے بھاگ جاؤن مگر خواجہ آکر برس پڑے
اسقدر ریچھے مارے کہ شاہور کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیا پشتارہ مشتری کا
لیکر چلے شنکل اپنے لشکر مین طلایہ دیتا ہوا اسجگہ پر جو آیا تو لاشہ شاہور دیکھکر
جلگیا حیران کھڑا دیکھ رہا تھا دل مین کہتا ہو کہ مسلمان بڑے سنگدل ہین یہ مسلمان
بھی ہوا اور پھر اسکو قتل کیا بڑا ستم ہوا اِس فکر مین پلٹا مگر عمرو نے آکر امیر سے
ذکر کیا کہ آقا ایک نازنین بکاؤ ہو ایک تاجر اپنی دختر کو میرے خیمے مین چھوڑ گیا ہو
کہ جو پسند کرے وہ اسکے ساتھ عقد کرے صاحبقران نے کہا اِسوقت تو طلاے
پر ہین مگر کل چلکے دیکھین گے اُدھر شنکل لاشۂ شاہور دیکھکر آتا تھا صاحبقران کو
جو آتے ہوے دیکھا تاب نہ آئی عیار کی محبت مین پکار اُٹھا کہ یا صاحبقران زمان
اب اسوقت کوئی بیچ مین نہین ہو میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے صاحبقران
نے مرکب بڑھایا شنکل سے تلوار چلنے لگی مگر شنکل نے لڑتے لڑتے ہاتھ گھوڑے
پر مارا اشقر کی پیشانی پر تلوار پڑی سر اشقر کا زخمی ہوا ایک طرارہ بھرا اور منھ پھیر دیا

شنکل نے پشت پر سے صاحبقران کو ہاتھ مارا کہ تا ابرو زخمی ہوے امیر نے بھی
ہاتھ مارا کہ شنکل کے گینڈے کا سر اڑ گیا شنکل گینڈے سے گرا امیر نے اوپر سے
ہاتھ مارا کہ سر شنکل کا بھی زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی شنکل تو بھاگا ادھر صاحبقران
کے زخم کاری تھا اترنے کا ارادہ نہ کر سکے دونوں ہاتھ گردن میں گھوڑے کی
ڈال دیئے اور زبان جنی مین فرمایا کہ اے مرکب تو بھی زخمی ہے مجھکو نکال لے چل گھوڑا
صاحبقران کو لے چلا آخر بے زبان ہو طرف صحرا کے گیا مگر خواجہ مشتری کو خیمے
مین بٹھا کے جو آئے تو دیکھا کہ اس مقام پر خون پڑا ہے آقا کا پتہ نہین عمر کو بہت
ناگوار ہوا قطرے خون کے جو جا بجا گرے تھے انکو دیکھتا ہوا چلا ادھر شنکل نے
اپنے لشکر مین آکر مشہور کیا کہ مین حمزہ کو قتل کر آیا بڑی خوشیان ہونے لگین مگر
شاہپور کا بھائی ماہپور کو قایم مقام شاہپور ہوا اسکے لشکر مین بھی ہر طرف مشہور ہے کہ امیر
مارے گئے بڑی خوشی ہو رہی ہے ماہپور کہتا پھرتا ہے کہ رات کو آقاے نامدار نے
بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لیا حمزہ کو مار ڈالا گھوڑا لاش لیکر کسی طرف نکلگیا
یہ خبر لندھور سے جب الیاس ہندی نے آکر بیان کی کہ لشکر کفار مین یہ مشہور ہے
لندھور کو تاب نہ آئی ڈھونڈھتا ہوا چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ قطرے خون کے
پڑے ہین اسی نشان پر یہ بھی چلا مگر اشقر صاحبقران کو جو لیکے چلا تو قریب ایک
کوہ کے آیا صبح کا وقت تھا گھاس پر منھ ڈالا بدن کو جو جنبش دی صاحبقران پشت
اشقر سے گرے ریحان قزاق بالاے کوہ ایک قلعہ ہے اسمین رہتا ہے کسی وجہ سے
کوہ سے اترا صاحبقران کو دیکھکر خوش ہوگیا اور عجائب یہ دیکھا کہ ایک مرکب
سہ چشمی مصروف چرا ہے گھوڑا بھی لیا اور صاحبقران کو لیکر بالاے کوہ آیا آکے
زخمون مین ٹانکے دیے انگلی پر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ مہر کی انگشتری ہے اسکو اتار کر چھاپا تو
یہ مضمون پایا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان حمزہ صاحبقران اور
داماد شہپال بن شہرخ ریحان اور زیادہ خوش ہوا ساتھ والون سے کہنے لگا
کہ میری خوش نصیبی تو دیکھو کہ حمزہ عرب کو اس حال مین پاگیا اسی حال مین امیر کو

سلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجدیا صاحبقران قید خانے مین بیدار ہوئے اپنے کو
اس حال مین دیکھا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالون مگر عمرو پھرتا ہوا قیدخانہ
پہونچا نشان خون دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ آقا یہان سے آگے نہین گئے ایک
گنوار بنکر بالا ئے کوہ چلے اندر قلعے کے آئے دیکھا ریحان قزاق گلی گلی پھر رہا ہو اعلان
کرتا پھرتا ہو کہ جو کوئی میری قیدی کو لے گیا ہو بتادے ورنہ اسکا گھر وغیرہ قرق کر لونگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ تو کنارے ہو گئے دور سے آکر دیکھا کہ مرکب اہیل
اصطبل مین بندھا ہو مگر غل و فساد کر رہا ہو وہ دولتیان مار رہا ہو کہ سب مرکب و ہان سے
نکال دیے گئے اکیلا تھان پر بندھا ہو عمرو نے زبان جنی مین اشقر سے سب حال پوچھا
اشقر نے عمرو سے بیان کیا کہ یہ قزاق آقا کو قید کر کے لے گئے مین دیکھا کیا کچھ زور نہ چلا
خواجہ نے اشارہ کر دیا کہ آج رات کو پتہ لگا ئونگا بیٹھا زیادہ فساد نہ کر و سہولیت مین
بسر کر دو دن بھر خواجہ نے پھر بسر کی رات کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے ایک مقام
آکر ایک باغ دیکھا کہ اندر اس باغ کے کوئی یہ اشعار بآواز بلند گا رہا ہو **نظم**

کس سے مثال روح بدن بیمثال کو	پہونچا کبھی خیال نہ جس سے خیال کو
ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پر	جنبش اگر ہوئی ترے کاکل کے بال کو
قاتل کے لطف سے ہو بہانتک مین فراغ	دست دعا نہین جو اٹھائین سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو تن سے رمیدگی	مجھسے بھلا مثال کہان ہو غزال کو
نہ پائین آبلے مین نہ صحرا مین نوک خار	حیرت نہ کسطرح ہو ترے پائمال کو
آنے کے انتظار مین تیرے بسر کیا	انفاس و وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا	تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکی نہ سنان خدنگ ناز	پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو
ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہو کیون نسیم	حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو

خواجہ پشت پر باغ کی آئے دلکو یقین ہو گیا کہ صاحبقران اسی باغ مین ہین پہونچ
آکر کمند ماری دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ صاحبقران زمان بیٹھے ہین اور ایک حسین جبین

پہلو مین بیٹھی ہی سا ز بج رہا ہی کنیزین ہر اے خدمت حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی وہ حسین
کہ رہی ہی کہ جب باپ نے میرے آپ کو گرفتار کیا اور طرف قید خانے کے بھیجا تو مجھکو
تاب نہ آئی رات کو نقب دے کر پہونچی اور آپ کو نکال لائی ہر طرف قزاق ڈھونڈھتے
پھرتے ہین اِس باغ کے دروازے پر بھی کئی مرتبہ آچکے کنیزون سے پوچھ گئے کنیزون
نے نہین بیان کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ یہان ملکۂ عالم رہتی ہین ملکہ دلآرام دختر بیجان
قزاق یہ مضمون سنکر قزاق پلٹ گئے خواجہ دیوار سے اُترے گلیم اوڑھکر محفل مین آئے
سامنے لالٹین یاقوتی روشن تھی وہ اُٹھالی لائی سرخ رو وزیر زادی جو قریب ملکہ
دلآرام بیٹھی تھی ملکہ کو لپٹ گئی کہ کوئی بھوت پلید اِس محفل مین آیا دیکھیے لالٹین
اُٹھالی ایک کنیز نے کہا میرے سینے پر کسی نے ہاتھ رکھدیا ایک غل مچاتی ہوئی آئی
کہ کسی نے میرے ازاربند سے اشرفی کھول لی کسی نے غل مچایا کہ میری گٹھری جاتی رہی
کسی نے کہا اور غضب دیکھو ڈھولنا میرے گلے سے اُتار لیا صاحبقران سمجھ گئے کہ
خواجہ عمرو کا گذر ہوا پکار کر آواز دی کہ بھائی آؤ کیون عورتون کو حیران کرتے ہو
ایک کنیز نے کہا آپ کے بھائی صاحب بھوت پلید ہین ایک کنیز نے چلا کر کہا ارے
دیکھو تو شاخ نخل پر کون بیٹھا ہی یہ تو کوئی بن مانس ہی خواجہ نے ہاؤ جو کیا وہ خواص گری
امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو شاخ نخل کو گھوڑا بنائے بیٹھے ہین
امیر نے فرمایا خواجہ آؤ خواجہ لالہ عذار وزیر زادی پر عاشق ہوے اُترتے ہی
لالہ عذار سے اشارے کرنے لگے مگر لالہ عذار سہمی ہوئی تھی یہ دیکھکر دلآرام سے
شکایت کرنے لگی کہ حضور اِس بن مانس کو منع کیجیے کہ میرے ساتھ اشارے نہ کرے
مین اِس طریقے کی آدمی نہین ہون ملکہ نے منع کیا کہ خواجہ سلامت میری وزیر زادی
آپ کو نہین پسند کرتی آپ کیون ٹوٹے پڑتے ہین خواجہ نے کہا سبحان اللہ مجھے
بڑی حیرت ہی کہ آقا میرا آفتاب عالمتاب تم ایسی بدصورت پر عاشق ہو بڑا افسوس
ہی کہ لال میرا پتھر سے ٹوٹا خدا انجام بخیر کرے ملکہ یہ سنکر رونے لگی اِس خیال سے کہ
مین ایسی بدصورت ہون صاحبقران نے آنسو پونچھے اور فرمایا اُنکی بات کا برا نہ ماننا

کچھ انکو دیدو ملکہ نے کشتی جواہر کی منگا کر خواجہ کے سامنے پیش کی خواجہ تعریفین کرنے لگے فرماتے تھے اے ملکۂ عالم مین یہ تصور کرتا ہون کہ تم ایسی شاہزادی مجاور رخانہ کعبہ کے صاحبزادے کی معشوقہ ہے مجھکو بڑا افسوس ہوا لالہ عذار کہ عمرو کی باتون سے جل جل کر کہتی ہے وہ اری یہ تو عجب شخص ہے کبھی تعریف کبھی مزمت خواجہ نے فرمایا آقا سے نا عذار مین چاہتا ہون کچھ گاؤن صاحبقران نے فرمایا جانتے ہو کہ صورت تو بہت عمدہ ہے شاید معشوق سیرت ہی پر توجہ کرے خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار شروع کیے نظم

آیا نہین پھر کے آہ قاصد
تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد

آتا ہے کبھی جو ہوش مجھکو
کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد

ہون دست نگر اسی کا ہر دم
مین مثل گدا ہون شاہ قاصد

اس ماہ کا لیکے خط کرے جاہ
طرہ اُہ کو مثل ماہ قاصد

قاصد قاصد مین کہہ رہا ہون
کیا دیر لگائی آہ قاصد

جلد آیا نہین مین مرچلا تھا
جیتا رہے دیرگاہ قاصد

لکھے ہین مرے نصیب مین رنج
تیرا نہین کچھ گناہ قاصد

طرہ اُہ طلب کو تو کیا کر
مثل پیک نگاہ قاصد

احباب سے اضطراب کہنا
ہے تو ہی مرا گواہ قاصد

میرے تن خشک کا نمونہ
لیجا کوئی برگ کاہ قاصد

مقبول ہو اب دعاے ناسخ
جلد آئے وہ یا الٰہ قاصد

خواجہ نے جب یہ اشعار گائے لالہ عذار کو توجہ ہوئی مگر ظاہر انکار کر رہی ہے غرض خواجہ نے اپنی عیاری سے لالہ عذار کو راضی کیا ناگاہ ایک قزاق کہ تلاش مین امیر با توقیر کی چہار طرف پھر رہا تھا ادھر سے گزرا گانا خواجہ کا سنکر دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص گا رہا ہے صاحبقران بھی بیٹھے ہین اپنے مالک سے جاکر کہا ریحان نے جو یہ حال سنا جھلا گیا قزاقون کو حکم دیا کہ تیار ہو ساٹھ ہزار قزاق کمرین باندھکر تیار ہوے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صاحبقران نے خواجہ کا عقد پڑھا اور خواجہ نے

صاحبقران کا پڑھا صبح کا وقت ہو د ماغ تر جام ارغوانی گردش مین ہو کہ کنیزون دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکۂ عالم غضب ہوا کہ آپ کے باپ کو خبر ہو گئی ساری فوج نے باغ کو گھیر لیا اب وہ اندر آتے ہین اور فرما رہے ہین کہ دونون کو قتل کرونگا حمزہ کو یہ کیا سوجھی یہ دل آرام چرا کرے لگئین جا کر باغ مین رکھا اب مزہ چکھاؤنگا امیر تنبیہ ٹھیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا صاحبقران نے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ آتا ہو تو آئیندہ مین جا کر روکتا ہون ملکہ نے کہا اے شہریار رونا اس بات کا ہو کہ آپ اکیلے ہین اور وہان ساٹھ ہزار قزاق ہین باپ نے میرے انھین ساٹھ ہزار سے لاکھون کو لوٹ لیا لاکھ فوج جسکے ہمراہ ہو اُسپر جا پڑتے ہین اور ایسا گھبرا دیتے ہین کہ حریف پا رچہ دست ہو جاتا ہو اُن جلسازون سے مقابلہ ہو خدا آپ کی خیر کرے امیر باہر نکل آئے اب سب نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہو اور آفتاب آسمان صاحبقرانی حُسن مین یوسف ثانی اندر سے باغ کے نمایان ہوے ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئین ہرچند کہ ریحان کو اپنی جرائت پر بڑا دعوی ہو مگر کل فوج کو اشارہ کیا صاحبقران تلوار کو کھینچکر جا پڑے لڑنے لگے نعرۂ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران جاتے ہی گھر گئے قزاق جنگ کر کے عادی چہار جانب سے تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اور جو ٹھہرا وہ مارا گیا لاشون کے صاحبقران نے انبار لگا دیے خواجہ کو کب چین پڑتا نکلکر حقۂ آتشبازی مارا کر سو دو سو کے منھ جلے ادھر ریحان آواز دے رہا ہو کہ ایک شخص تمھارے گرفتار کیے نہین ہو سکتا کمندین مار کر گرفتار کر لو قزاقون نے کمندین بازوون سے [illegible] چہار جانب سے کمندین مارنے لگے صاحبقران کمندین کاٹتے [illegible] بمشکل لڑتے ہوے زیر کوہ پہونچے ایک گھاٹی سے پھاند پڑے سب

قزاقون نے کمندون کی بوچھار کردی اسقدر کمندین ماربن کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے
ریحان نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو بھاگ کر ایک غار مین چھپ رہے
ریحان چاہتا ہی کہ صاحبقران کو لیکر کوہ پہ جاؤن قلعے مین جاکر قتل کردن مگر دلآرام
نے جو بالاے بام سے یہ سب معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
بال کھول دیے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے اور پکار اُٹھی کہ اے رب بے نیاز
و اے خالق کارساز رحم اپنا شریک کرحال اسوقت مین نہین معلوم عمرو کہان چلا
گیا کس بیکسی سے صاحبقران گرفتار ہوے تو ہی مدد کریگا خداوندا اس آفتاب حسن
کو ان ظالمون سے بچالے بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تو صحرا سے گرد باریک اڑی کہ
دارا سے ہند لندھور کہ قطرے خون کے دیکھتے ہوے آتے تھے دور سے دیکھا
کہ آقاے نامدار تو بیہوش ہین اور قزاق مسلسل کر رہے ہین لندھور کا کلیجہ
منھہ کو آگیا کیونکہ لندھور تو صاحبقران پر عاشق ہی نعرہ کیا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہاے دریا بار آگرفتم تا بہ ہندوستان ؎ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؎
نعرہ کرکے آپڑے چند سوار ہمراہیان کمل پوشان کہ عقب مین لندھور کے چلے
تھے بانکے ترچھے لڑے بھڑے کٹے پھٹے کلون پہ کھنکھجورے بنے ہوے یہ وہ
جوان ہین کہ ہزار کو ایک جانتے ہین لندھور کو جو دیکھا کہ غول پہ جا پڑے
خواجہ عمرو بھی غار سے نکلے لندھور لڑ رہا ہی مگر دلآرام حیران ہی کہ یہ جوان
کون ہی کہ اکیلا آپڑا کچھ جان کا خوف نہ کیا مگر وہ چند سوار بکیت پھکیت قوم کے
ہندی ململ کے انگرکھے پہنے ہوے مشروع کے گھٹنے زخم چہرون پہ کھاے نیچے
کھینچکر آپڑے سپر ہاتھہ مین نہین لیتے کہتے ہین سپر عورتون کا گھونگھٹ ہی ہمارے
واسطے عیب ہی اُسی تلوار سے لڑتے ہین اُسی پہ روکتے ہین تھوڑے عرصے مین
لندھور لڑ بھڑ کر قریب صاحبقران کے پہونچا آواز دی آقاے نامدار غلام
آگیا بڑھکر پیچ مارا کہ ہتھکڑی کٹی امیر نے خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک
درخت سامنے تھا اُسے اکھیڑ لیا اول اُسکو زمین پر مارا کہ شاخین ٹوٹ گئین

ڈنڈ اُسکا لیکر جا پڑے نخل کو جو گردش دی دس دس کے سر پھٹ گئے مگر لندھور لڑتے
بھڑتے قریب ریحان قزاق کے پہونچے ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے کلائی تھام کر ریحان کو اُٹھا لیا ریحان نے آواز دی الامان لندھور نے
کہا امان بہ شرط ایمان ریحان بصدق دل مسلمان ہوا تمام فوج کو مسلمان کیا اور
نسبت بیٹی کی بخوشی منظور کی امیر نے فرمایا کہ عقد شرعی ہو چکا مگر ای دادا سے ہند
تم کیونکر پہونچے لندھور نے کہا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مرکب آپ کو نکال لے گیا
اور خبر سُنی کہ دشمن آپ کے مارے گئے تو مین بیقرار ہو کر خون کے نشان پر یہانتک
پہونچا شکر کرتا ہون کہ وقت پر پہونچا کہ حضور رہا ہوے صاحبقران نے فرمایا
شنکل نے کیا کیا لندھور نے عرض کی غلام کو کیا معلوم کہ وہان کیا گذری لیکن
شنکل نے مشہور کیا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مار ڈالا لاشہ اُنکا گھوڑا لے کر
نکلگیا صاحبقران نے ریحان کو حکم دیا ہم کوچ کرینگے لشکر ہمارا بے سردار ہو
اور شنکل مکارہ و غدار ہو ایسا نہ ہو لشکر کو پامال کرے ہر چند کہ میثاق وغیرہ موجود
ہین لیکن اُنکو سنا دی ہو کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرنا وہ مجبور ہین ریحان نے عرض کی کہ
غلام بھی ہمراہ چلیگا صاحبقران نے ریحان کو ہمراہ لیا مع لندھور و خواجہ
و ریحان کے دس ہزار آدمی ساتھ لیے باقی فوج قلعے پر چھوڑی ملکہ کو حاکم کیا
و زیر زادی کو پیش دست قرار دیکر چلے دس ہزار جوان ساتھ ہین منزل در منزل
جاتے ہین ایک صحرا مین جو آکر پہونچے دیکھا شام کا وقت ہو صحرا سے سبزہ زار
و نواح دلکشا درخت جابجا معقول سرسبز و شاداب نہرین لاجواب کہ جوش
مار رہی ہین چھوٹی مچھلیان چمک کر بلند ہوتی ہین صاحبقران نے فرمایا آج اسی
مقام پر لشکر اُترے لندھور نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین صاحبقران آکر
اُترے دس ہزار جوان اُسی صحرا مین اُتر پڑے جوانون کی چہل پہل قزاقونکی
عقلمندیان کہ بارگاہ صاحبقران کو گھیر لیا ہو طلاسے پر ریحان قزاق حاضر باش
و ناظر باش کر رہا ہو پہر رات پچھلی باقی تھی کہ ریحان نے دیکھا بائین پر سے صحرا کے

ایک ابر تیرہ وتار اُٹھا بارگاہ صاحبقران کو ابر نے آکر گھیر لیا ریحان حیران ہی کہ یہ کیا
معرکہ ہی کہ سارے لشکر سے ابر کو کچھ کام نہین صرف بارگاہ پر ابر نے قبضہ کیا ہی ریحان پلٹا
کہ خواجہ کو ڈھونڈھون اُنسے یہ کیفیت بیان کرون کہ یہ ابر کیسا ہی ناگاہ ابر تڑپا ابر سے
ایک برق گری صاحبقران کو سوتے مین اُٹھا لیگئی ریحان جو پلٹا در بارگاہ امیر پر
آکر دیکھا کہ خادم بیہوش پڑے ہین قبۂ بارگاہ شکست ہو جی مین کہتا ہی یہ کیا بندوبست ہی
معلوم ہوتا ہی آقا کو کوئی لے گیا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی باہر نکلکر
نگہبانون کو جگا کر اُنسے کہنے لگا کہ کیون صاحبو یون ہی نگہبانی کرتے ہین نگہبانون نے
عذر کیا کہ ہمپر عجب معرکہ گذرا بیٹھے پہرا دے رہے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی اُس ہوا
سے ہم سب بیہوش ہوگئے ہمکو خبر نہین کہ اُسکے بعد کیا ہوا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہنچے
یہ اسواسطے آئے تھے کہ وقت صبح صادق ہی صاحبقران کو جگاؤن نماز پڑھواؤن آکے
دیکھا کہ ریحان حیران کھڑا ہی خواجہ نے پوچھا ای ریحان کیا ہوا ریحان نے عرض کی
کہ صاحبقران کو کوئی لے گیا عمرو نے طریقہ پوچھا ریحان نے بیان کیا کہ بائین سے
صحرا کے ابر اُٹھا اُسنے آکر بارگاہ کو گھیر لیا عمرو سمجھا کہ یہ کام کسی جادوگرنی کا ہی فوراً
اُسی جانب روانہ ہوے یہان پلنگ صحرائی اس دشت کی حاکم ہی اُسنے جو آمد لشکر
صاحبقران دیکھی پہاڑ سے تماشہ دیکھنے لگی صاحبقران پر جو نگاہ پڑی جمال بیمثال
دیکھکر عاشق ہوگئی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی ابر تیار کیا برق بنکر گری صاحبقران
کو اُٹھا لائی اپنے نزدیک امیر کو سحر مین مبتلا کیا ہی جب اپنے باغ مین لائی تو صحبت آراستہ
کی آپ مسند پر بیٹھی امیر کو بیدار کیا کہنے لگی ای جوان رعنا تیری تقدیر نے رسائی
کی کہ مین تجھپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ عالم عالم رشک کرے وہ زرہ بنادون
کہ کوئی تجھپر غالب نہ ہو امیر حیران حیران اُسکی جانب دیکھ رہے تھے یاد کیا تو معلوم
ہوا کہ اسم اعظم یاد ہی کسیقدر تسکین ہوئی جواب دیا کہ او فاحشہ کیا بیہودہ باتین
بک رہی ہی مجھے نہین خواہش کہ تیری بنائی ہوئی زرہ پہنون پروردگار نے مجھکو
ایسا زور عطا کیا ہی کہ ابھی تک تو کوئی مجھپر غالب نہین آیا یہ کہکر تلوار کمر سے لگی تھی

صاحبقران نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا پلنگ صحرائی جھلائی کہتی تھی کیوں اوشخص تلوار میرا کیا کریگی صاحبقران نے یہ سنکر تلوار کھینچی پلنگ صحرائی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا پلنگ صحرائی کا سحر باطل ہوا سحر باطل ہوتے گھبرائی سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی چاہا تھا کہ اُٹھکر بھاگون مگر امیر نے ہاتھ تھام لیا پلنگ صحرائی سحر کرتی تھی امیر اسم اعظم پڑھدیتے تھے سحر برطرف ہوجاتا تھا جب ہاتھ ساحرہ کا نہ چھوٹا تو امیر نے جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل جھکی امیر نے گھونسہ مار دیا کہ پلنگ صحرائی کا سر پھٹ گیا طائر روح قفس جانسے پرواز کر گیا مرتے ہی پلنگ کے سارا باغ غائب ہوگیا صاحبقران وہان سے بڑھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن پلنگ صحرائی بود امیر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحراسے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان چلا آتا ہو اُس پہلوان کا نام طوفان بلاخیز ہو یا تو گینڈے پر سوار آتا تھا یا صاحبقران کو جو دور سے دیکھا طرف فوج کے متوجہ ہوکر کہنے لگا یارو یہ بڑی خوش نصیبی ہو کہ حمزہ ایسا شخص یہان یکہ وتنہا مجھکو ملگیا چہار جانب سے گھیر لو دس بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اُن سب نے گھوڑے اُٹھائے صاحبقران پر آپڑے امیر نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پُردغا ہوشیار

منم صاحبقران زمان نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ درخاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے طوفان بلاخیز دور سے تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے سب سے اِسی طرف آتے ہین تو للکارا کہ اوحمزہ مجھکو کیا سمجھا ہی منم طوفان بلاخیز مین نے وہ وہ پہلوان مارے ہین کہ جنکا نظیر نہ تھا صاحبقران نے فرمایا میرے مقابلے مین تو آ تو کچھ جرأت دکھا طوفان نے بڑھکر تلوار وار کیا

امیر نے بائیں ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا طوفان کانپا کہا اے شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان طوفان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والوں کو بھی مسلمان کیا صاحبقران اسی مقام پر اترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین لشکر طوفان کی حاضر ہوئیں اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

واعظا جب مذہب تیرا جو مذہب ہوگیا	عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہوگیا
جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جبس شب ہوگیا	بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہوگیا
وصل کی شب ہو چکی عالم ہی نظر میں سیاہ	صبح کا پھٹ کر گریبان دامن شب ہوگیا
فصل گل آئی ہوا ابھی بنگئی ساقی شراب	میکدے میں ہر خم خالی لبالب ہوگیا
کوکب خالِ زقن کی روشنی کو سوگئیں ہو	آپکا چاہِ زقن بھی چاہِ نقشب ہوگیا
دمبدم آواز قلقل کی نہ کیوں آیا کرے	ہوگئی مے روح ساقی شیشہ قالب ہوگیا
ہیں جو عاشق تربیت سے او ہوتے ہیں خراب	باعث دیوانگی مجنون کا مکتب ہوگیا
پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی	پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہوگیا

رات بھر صحبت عیش و جشن رہی صاحبقران نے آرام فرمایا طوفان بلاخیز بندۂ خلق صاحبقران ہوگیا ہے صحبت سے اٹھکر طلاسے پر آیا انتظام لشکر کرنے لگا بازاروں میں سوار و پیدل مقرر کیے تاجروں کی دوکانوں کے قریب خود ہی پھر رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے کنارے پر آکر شہر اکہ صحرا سے گرد اٹھی اور آواز زنگ کی کان میں آئی طوفان ایک گوشے میں چھپ گیا دیکھا ایک عیار طرار چست و چالاک بیباک جھپٹا ہوا آتا ہے مگر طوفان دیکھ رہا ہے کہ بھاگا ہوا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا جاتے ہی سراچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے پہونچا امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور لیے بھاگا طوفان نے دیکھا یہ تو غضب کرچلا آقا کو لیے جاتا ہے آگے بڑھکر روکا للکارا کہ او نا عیار تو کون ہے کہاں سے آیا ہے ہمارے آقا کو کیوں لیے جاتا ہے عیار نے جواب دیا کہ ہم کہنگ تیز رو عیار شہنشاہ زرین پوش

ہمارے شاہ نے جو خبر سُنی کہ حمزہ جاتا ہی مجھکو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ خبردار اے طوفان مجھکو
نہ چھیڑنا ورنہ تمکو بھی لیجاؤنگا طوفان کب مانتا ہی جیسے ہی طوفان تلوار کھینچکر چلا
کھنگ نے حباب پھینکے کہ پیشانی پر طوفان کی پڑے طوفان بیہوش ہوکے گرا
کھنگ نے آواز دی جنگل سے اور دو تین عیار پیدا ہوے اُنھون نے طوفان
کا بھی پشتارہ باندھ لیا کھنگ صاحبقران کو لیے ہوے اور شاگرد اُسکے طوفان
کو لیے ہوے جست وخیز کرتے ہوے طرف قلعۂ زرین پوشان کے چلے کوس بھر
قلعہ باقی ہی صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اُڑاتا
ہوا آیا نیزہ سینے پر کھنگ کے رکھدیا کہا پشتارہ رکھدے کہ دوسرا سوار آیا اُسنے
نیزہ سینے پر شاگرد کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے دونون نے جان کے
خوف سے پشتارے رکھدیے اون سوارون نے پشتارے اُٹھا لیے کھنگ
پیچھے پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر ایک باغ دکھائی دیا وہ سوار تو باغ مین داخل
ہوگئے کھنگ پلٹا قلعے مین آیا سلطان زرین پوش کے سامنے کلاہ دے ماری
کہا اے شاہ غضب کی بات ہی کہ کئی دن کے رستے پر گیا صاحبقران کو چُرا لایا بلکہ
ایک اُنکے رفیق کو بھی لایا اُسنے روکا تھا اُسکو بیہوش کرکے شاگرد کو دیا سب
راستہ طی کرکے قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ بی غلمان پری پیکر دختر حضور شکار
کھیلتی ہوئی آئین اور برچھا میرے سینے پر رکھدیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا ہمراہ اُنکے
اُنکی وزیرزادی تھی اُسنے آکر شاگرد کو ٹوکا آخر پشتارے دیدیے اُنکے سامنے سے
چلا گیا مگر کمین گاہ مین لگا رہا جب وہ روانہ ہوگئین تو پیچھے پیچھے گیا اپنی آنکھون سے
دیکھ آیا کہ باغ مین چلی گئین سلطان زرین پوش اُٹھا کہا او بیحیا تو اسکو عیب جانتا
ہی مجھے فخر حاصل ہوا کہ مین صاحبقران کا بڑا کہلاؤنگا ابھی جاکر قدمبوسی کرتا ہون
یہان غلمان پری پیکر صاحبقران وطوفان کو لیے ہوے بہ اطمینان اپنے باغ
مین آئی امیر کو ہوشیار کرکے مسند پر بٹھایا امیر نے دیکھا ایک مہ جبین زہرہ
مثال پری تمثال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سامنے بیٹھی ہی ایک طرف

طوفان بلاخیز سو د ب بیٹھا ہی صاحبقران نے فرمایا او مہجبین مین یہانتک کیونکر پہنچی غلمان نے عرض کی ای شہریار شب کو میرے خواب مین ایک بزرگ آئے تھے اُنھون نے مجھکو آپ کا نشان دیا کہ صاحبقران کو کھنگ لیے ہوے آتا ہی اُنکو رہا کر کے اُنکی منسوبہ ہوگی ای شہریار مین جا کر پشتارہ چھین لائی کنیز بے درم ہون یقین ہی آپ بھی میرا قبول کرے کہ اُسنے آپ کو بضرورت بلایا ہی اور وزیرزادی گلستان جمال پہلو مین بیٹھی ہی کنیزین سامنے براے خدمت حاضر ہین ایک کنیز خوش آواز واسطے گانے کے طلب ہوئی اُس کنیز نے آکر سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

خوب موزون ہیسے وصفِ قدِ بالا ہوگیا	عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا
داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین	باغ مین آگے جو گل تھا اب وہ لالا ہوگیا
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا	قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہوگیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستونکو ضرر	شیشۂ مے ٹوٹ کر ساقی پیالا ہوگیا
وصف جو اُس ماہ تابانکے کیے مین نے رقم	یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہوگیا
غم ہوا اِسدرجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر	جو ہرن تھا خشک ہوکر مرگ چھالا ہوگیا
اُس پری کی سرد مہری نے رولایا اِسقدر	اشک جو ٹپکا میری آنکھونسے ژالا ہوگیا
کل تلک بے صرفہ ناسخ غم یہ غم کھایا کیا	آج وہ خود گورکے منھ کا نوالا ہوگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط برپا تھا کہ محلدار دوڑ کر آئی عرض کی کہ حضور سلطان زرین گو آتے ہین مگر تیور سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بہ اصلاح آتے ہین صاحبقران براے تعظیم اُٹھے سلطان نے سامنے آکر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا سلطان قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار حضور کا اِس باغ مین آنا باعث میری نصیب وری کا ہوا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نہایت منتشر سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ تشریف لائے اول مجھے کلمہ پڑھایا اور فرمایا کیون گھبراتا ہی صاحبقران کو بلا بھیج میرے دل مین آیا کہ حضور سے مجھکو تعرف نہین ہی کیونکر بلواؤن آخر یہ ذہن مین آیا کہ عیار کو بھیجون وہ آپکو لے آئے ملکہ نے کہا ای والد میرے بھی خواب مین ایک بزرگ آئے اور

مجھکو مسلمان کرکے نشان بتایا کہ صاحبقران کو عیار ریلیے جاتا ہی جاکر لے آؤ مین گئی اور
آپ کو لے آئی سلطان بھی آکر بیٹھا کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے طلب کیا ہی
کہ یہان سے قریب ایک درۂ کوہ ہی کہ اسکو کوہ ماران کہتے ہین اُس درے مین ایک
نقابدار سیاہ پوش رہتا ہو اُسنے مجھپر دباؤ ڈالا ہو ملکہ کے حسن کا شہرہ سنکے اُسنے کہلا
بھیجا کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ کردو مین نے دو چار روز اُسکو ٹالا ایک دن وہ خود
میری بارگاہ مین چلا آیا اور میرا ہاتھ تھام لیا کسی ملازم کو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ میرا ہاتھ اُس سے
چھڑائے اُسنے یہ کہا کہ جبتک عہد واثق نہ کروگے جبتک تمھارا ہاتھ نہ چھوڑونگا مین نے
ناچار ہو کر قبول کیا آٹھ روز کا وعدہ کرلیا لہذا حضور اُسکو سمجھا دین کہ مجھپر دباؤ نہ ڈالے
اور راستو یہ آپ کی کنیز ہوئی آپ کو حمایت ضرور ہوئی صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ
مین نقابدار کو سمجھاؤنگا سلطان نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین آپ کے ساتھ
ہون صاحبقران اُٹھے سلطان نے مرکب طلب کیا امیر سلطان کو ساتھ لیکر چلے
جب قریب درۂ کوہ ماران کے پہونچے تو اُتر پڑے نوبت نقارہ پر چوب پڑی سیاہ پوش کو
خبر پہونچی کہ صاحبقران تیرے مقابلے مین آئے ہین سیاہ پوش نے کہا کل سمجھ لونگا سر
میدان زیر کرون تب حال کھلے یہ کہکر ایک گوشے مین آیا ماش کا آٹا بہت سا نکالکے
صاحبقران کے قد کے برابر کا پُتلا بنایا اور سینہ پتلے کا چیرکر دل نکال لیا اُس پتلے کو
ایک گوشے مین کھڑا کردیا اور طبل جنگی بجوا کر دوسری صبح کو میدان مین آیا صاحبقران زِنا
مقابل سیاہ پوش مین نکلے بعد نیزۂ و تلوار کشتی کی نوبت پہونچی کشتی مین صاحبقران زنان
دیکھتے ہین کہ بدن مین آگ لگی ہوئی ہو جب سیاہ پوش لپٹتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ انگارہ
آگ کا ہی یا دجو کرتے ہین تو اسم اعظم فراموش ہی مگر اُلجھ اُلجھ کے دو پہر لڑے بعد دو پہر
کے سیاہ پوش امیر کو نہ بلکہ لے دوڑا ساتٹ آٹھ قدم پر لاکر پٹکہ مارا کہ صاحبقران گر کر
بیہوش ہوگئے سیاہ پوش نے امیر کی مشکین باندھین اور درۂ کوہ مین لے گیا ساتھ
والون سے کہتا تھا کہ رقیب کو تو لے آیا اب جاکر معشوقہ کو لاتا ہون ساحر زبردست
ہی بے پروا نہ پیدا کرکے چلا یہان سلطان مایوس پلٹ کر آیا بیٹی سے سب حال بیان کر

ملکہ رونے لگی کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا خدا انکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سیاہ پوش اڑتا ہوا آیا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اٹھا لیگیا ملکہ متموج ہوا سے بیہوش
ہوگئین مگر سیاہ پوش جمال بے مثال دیکھ دیکھکر خوش ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو غضب ہوا
تھا کہ معشوقہ کو حمزہ لے چلا تھا مگر سلطان زرین پوش یہ معرکہ دیکھکر روتا ہوا باہر نکلا
وزرا سے صلاح کی سب نے کہا اب یہ مناسب ہو کہ سیاہ پوش سے چلکر میل کیجیے جو کوئی
انتظام ہوگا بیڑے مین دوستی کے ہوگا سلطان زرین پوش روتا ہوا بارگاہ سے
نکلا مگر سیاہ پوش کہ جسکا نام ظلمات سیاہ رو ہو ملکہ کو لیکر باغ مین آیا یہ قدرت پروردگار
پہلے جو ملکہ بارہ دری مین آئی دیکھا ایک کونے مین پتلا کھڑا ہو اپنے کو ٹھہرا کر پوچھا کہ کیون
صاحب یہ پتلا کیسا ہو ظلمات دوست اپنا جانکر کہہ اٹھا کہ یہ پتلا بڑی چیز ہو مین نے دل پر
حمزہ کے قبضہ کیا اب انکو عمر بھر اسم اعظم نہ یاد آئیگا اگر کوئی ایسا ہو کہ اس پتلے کا سر
کاٹ لے تو گویا میرا سر کاٹا اور صاحبقران سامنے ایک گوشے مین پڑے ہین بیہوش
و مدہوش جس وقت سے زیر ہوے اسی طرح پڑے ہین ہوشیار نہین ہوے ملکہ یہ سنکر
خاموش ہو رہی مگر دل دھڑک رہا ہو کہ ایسا نہو یہ جادوگر سیاہ رو مجھپر دست انداز ہو
جان جانا بہتر ہو مگر اس سے وصل مناسب نہین ظلمات نے کہا اے ملکہ عالم اب تو اس
گھر کی تم مالک ہو مین گلابیان شراب کی لاؤن اور گائنون کو بلاؤن تم یہان بیٹھو
ملکہ نے ظلمات کی دلدہی کو یہ کہدیا کہ میری تقدیر کی خوبصورتی کہ حمزہ کے ہاتھ سے بچی
زبردستی میرے باغ مین گھس آئے تھے مین تو ہمیشہ باپ سے کہتی تھی کہ مجھکو تم پاس
سیاہ پوش کے پہونچا دو جادوگر سے بڑا نفع ملیگا مین بیٹھی ہون آپ شراب لینے
جائیے ظلمات گلابیان لینے گیا ملکہ نے دیکھا کہ منبر پر ایک خنجر رکھا ہو دل مضبوط
کرکے وہ خنجر لیکر قریب اس پتلے کے آئی دعا کی کہ پروردگار ہاتھ مین ایسی طاقت عطا کر
کہ ایک ہی وار مین پتلے کا سر اڑ جائے یہ دعا کرکے آگے بڑھی مگر یہ بھی ڈر ہو کہ ایسا نہو
ظلمات آجائے تو بڑی خرابی ہو ایسا کچھ سوچ سوچ کے پروردگار کو خوب یاد کیا
اور خنجر پتلے کے سر پر مارا پہلے ہی وار مین سر پتلے کا کٹکر گرا وہان ظلمات گلابیان لیکر

چلا تھا کہ پانون اسکا کانپا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہو گیا یہ سمجھ گیا کہ شاید معشوقہ نے کوئی کام
کیا جھپٹا کہ جاکر اسکو گرفتار کرون وہان سر کٹکر اس پتلے کا گرا یہان ظلمات پر بہرق گری
کہ سر اسکا کٹکر دور گرا صاحبقران کو ہوش آیا کئی ہزار جادوگر ملازم سیاہ پوش کے جو
باغ مین تھے اُنھون نے صدا سُنی کہ کشتی مرا نام سن ظلمات سیاہ رو بود امیر نے
پوچھا او ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ یہ بیحیا مارا گیا آپ کی
گرفتاری کے بعد مجھکو اُٹھالایا تھا مین نے آکے اِس پتلے کو مارا تب آپ ہوشیار
ہوے خدا نے آپ کی جان بچائی صاحبقران نے شکریۂ پروردگار کیا مگر جادوگرون
نے جو مرنے کی ظلمات کے آواز سُنی سب لینا لینا کہکر دوڑے آکر دیکھا کہ پتلے کا سر
کٹا پڑا ہوا اور ایک مہجبین کھڑی ہو اور صاحبقران ہوشیار بیٹھے ہین ساحرون نے
قصد کیا کہ ملکہ کو پکڑلین امیر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران کی آواز بارہ کوس
تک جاتی ہوا اور بعض نے لکھا ہو کہ چوبیس کوس تک جاتی تھی ادھر سلطان زرین پوش
قریب درۂ کوہ کے اُترا تھا صدا امیر کی سُنکر مثل گل شگفتہ ہوگیا اور فوج لیکے چلا
اُسوقت آکر پہونچا کہ دیکھا صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین مگر رستمانہ
لڑرہے ہین سلطان زرین پوش آپڑا اپھلے بیٹی پر قبضہ کیا ساحرون کو مارکر بھگایا
جنگ سے صاحبقران کی عاجز ہو رہے تھے کہ یہ جب اسم اعظم پڑھتے تھے تو ساحرونکی
زبان بند ہو جاتی تھی صاحبقران نے وہ شمشیر زنی کی کہ کئی سو ساحر مارے آخر سب
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران مال و اسباب لیکر بیرون درہ آئے
ملکہ کو محافے مین سوار کرکے داخل قلعہ ہوے سب زرین پوشون کو معلوم ہوگیا کہ
سیاہ پوش مارا گیا صاحبقران ملکہ کو لیکر آئے ہین سلطان زرین پوش کو بھی ساتھ
لیا اور ملکہ سے عقد کرکے کوچ کیا یہان شنکل نے کئی دن انتظار کیا آخر طبل جنگی بجوا
میدان مین نکلا للکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے نکلکر مقابلہ کیا
ماریان نے سکندری کھائی مالک زخمی ہوے عرب ورا زلپیٹ کرلے گیا شنکل نے
پھر آواز دی بدیع الزمان نے قصد کیا تھا چند قدم بڑھے تھے کہ قاسم کو جوش جرأت آیا

پکار کر کہا او کشتی گیر تم انھین ہاتھون سے میرے ہاتھ سے ذلیل ہوتے رہو دیکھئے ہو کہ دست
چپ زخمی ہوا مین کیا شنکل سے پا بہ کبھی کار رکھتا ہون یہ کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان زخمی
ہوے عوض مین ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر زخمی ہوا علمشاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا زخمی ہوا
استر مالا کبود کو بڑھایا بیچ مین دونون کے آ گئے کہا او جاہلو آپس مین لڑتے ہو حریف دبا
ڈالیگا یہ کہکر دونون کو ہٹایا شنکل طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا دوسرے دن پھر میدان
مین آیا علمشاہ مقابلے مین نکلے شنکل نے کہا او فرزند صاحبقران تمھاری جرأت سے
بعید ہی کہ ایک جوان ساتھ لیکر آئے ہو وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی اُسکو منع کرو علمشاہ چلے
شنکل نے ہاتھ مار دیا رستم بھی زخمی ہوے چار میدان داریون مین اسنے کسی کو
تیر سے زخمی کیا کسی کو تلوار سے اب کوئی سردار لڑنے والا باقی نہ رہا پانچوین دن میدان
مین آیا مبارز طلبی کر رہا ہی سب سردار زخمی کھڑے ہین جب اِرادہ کرتے ہین زخم سے
خون جاری ہو جاتا ہی بیشاق عرض کر رہا ہی کہ او رستم مین اِسکے مقابلے مین جاؤن رستم
منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر ساحر کا کیا کام ہی مگر شنکل میدان مین للکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی
ہو وہ نکلے اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون چاہتا ہی کہ مغلوب کرون
مگر بیشاق وغیرہ کو دیکھکر سوچتا ہی کہ اگر جا پڑونگا تو یہ ساحر ضرور دخل دینگے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہی اہل اسلام حیران و پریشان دعائین مانگ رہے ہین کہ او رب کارساز
و او خالق بے نیاز تو ہی مالک و مختار ہی کل کا مددگار ہی رحم اپنا شریک کر دے

نظم

تو جلوہ میدہی او صانع اکبر زہر صنعت ۔ تو ظاہر میشوی او کاتب قدرت زہر صورت
تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت ۔ تو میسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
ترا زیبد خدائی و شہنشاہی و ذیجاہی ۔ ترا شایان چنین فخر و چنین شان و چنین شوکت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن ۔ توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب ۔ توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خواند ترا داند ترا خواہد ترا جوید ۔ ترا سجدہ کند ہر بندہ بر خاکِ عبودیت
تو بخشیدی بہ ہندی طبع موزون سینۂ روشن ۔ تو بنہادی بدین عاجز ترین بندگان منت

سب نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تو رستم بھی پکار اُٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم تیرے
بندے ذلیل ہوتے ہین زخم سے مجبور ہون ورنہ اس دیو خصال کو سزا دیتا یہ وقت مدد
ہی تیرے دعا سب کا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے صاحبقران
ایکطرف لندھور بن سعدان دوسری جانب ریحان قزاق تیسری سمت سلطان
زرین پوش پشت پر سوار و پیدل امیر نے دیکھا کہ شنکل میدان مین بلبلا رہا ہی
مقبل نے اشقر پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہو کر مقابلہ شنکل مین پہونچے شنکل نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ شنکل کا توڑ ڈالا شنکل نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مارا امیر نے سپر گرشاسپ کو اُٹھا دیا وہ سپر طلسمی کب کٹتی ہی سپر پر دھمک جو پہونچی
چار پنجے فولادی پیدا ہوئے تلوار کو شنکل کی پکڑ لیا شنکل ہنسا کہا یا صاحبقران
یہ سپر تو آپ نے خوب بنائی ہی کہ حریف کی تلوار پکڑ لیتی ہی امیر نے فرمایا زور کا امتحان
ہی شنکل نے جھٹکا مارا تلوار تو ٹوٹ گئی قبضہ اِسکے ہاتھ مین رہگیا اِسنے قبضہ کھینچ مارا
صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن جی
مین کہتا ہی کہ نام اِسکا سپر ہی اگر ایک کوہ بھی ہوتا تو وار نہ روکتا مگر تیغۂ عقرب سلیمانی
جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سراسر سر کو کاٹتا تا بہ
جگرگاہ پہونچی لاشۂ شنکل زمین پر گرا ہمراہیان شنکل آپڑے لندھور بھی اِدھر سے
جا پڑے ہمراہیان شنکل کو شکست حاصل ہوئی لاشہ اپنے مالک کا اُٹھا لیا شکست
خوردہ فرار بہ قرار کیا مگر صاحبقران جنگ کو فتح کرکے جو لشکر مین آئے تو بدیع و قاسم
وغیرہ کو زخمی دیکھا کیفیت پوچھی سب نے بیان کیا کہ بدیع الزمان و قاسم آپس مین
زخمی ہوئے تمام لشکر ہاتھ سے شنکل بن شنکال کے زخمی ہوا امیر نے بہ نگاہ قہر
طرف قاسم کے دیکھا فرمایا کیون ای قاسم اپنی آتش مزاجی نہین موقوف کرتے اگر
آپس مین زخمی نہ ہوئے ہوتے تو شنکل کی کیا حقیقت تھی قاسم نے سر جھکا لیا مگر
چپکے چپکے کہہ رہا ہی کہ دادا جان غصہ فرماتے ہین ابھی ہاتھ سر توڑ کے تلوار چھین لون
تو معلوم ہو مالک نے ہاتھ باندھکر کہا ای شہریار برای خدا خاموش رہیے وہ تو

کشتی گیر کی طرفداری کرتے ہین مین لشکر مین نہ رہونگا مجھسے یہ باتین نہین سنی جاتین مالک نے
بہت سمجھا کر قاسم کو بٹھایا مگر قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہی سوچ رہا ہو کہ کل لشکر سے نکلجاؤن ایسا
نہ ہو کہ یہ کشتی گیر میرے ہاتھہ سے مارا جائے یہ سوچ کے دربار سے اُٹھے باہر آکر گھوڑا
مانگا سیارہ نے پوچھا کیون آقا خیر تو ہی قاسم نے کہا ہم لشکر سے نکلے جاتے ہین یہان
نہ رہینگے سیارہ نے کہا غلام ساتھہ ہی قاسم نے کہا تیار ہو سیارہ نے کہا ہر وقت
تیار رہتے ہین جہان چاہیے چلیے قاسم گھوڑے پہ سوار ہو کر طرف صحرا کے روانہ ہی
جنگل کا سناٹا راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین چار پانچ دن برابر رہ نوردی کی جو تھے دن
ایک دریا پر پہونچے غصہ تو انتہا کا تھا گھوڑا دریا مین ڈالدیا سیارہ مثل کشتی تیرنے
لگا کر یہ بھی دریا مین اترا قاسم کے پاس مرکب طلسمی موسوم بہ شبرنگ زر چین ملیانی تھا
دریا کو طی کر گیا کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے قریب سے
دیکھا ایک قلعے پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی اور ایک زنگی دیو خصال یلغار کیے ہوے
طرف قلعے کے جاتا ہی قاسم نے للکارا کہ او نامرد تجھکو کچھ خوف خدا نہین کہ وہ بادشاہ
فریاد کرتا ہی اور تو فریاد نہین سنتا بس اب آگے نہ بڑھنا زنگی نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال صحرا سے آتا ہی جب قریب پہونچے تو زنگی نے نام پوچھا قاسم نے اصلی نام
بتا دیا زنگی قہقہہ مار کر ہنسا کہا مین تم لوگون کی تلاش مین تھا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے
کرونگا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھہ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھہ مارا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان زنگی آپڑے قاسم نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ برابر نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستن زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر زمین

وہ بادشاہ پیر بھی قلعے سے نکل آیا خوب جمکر تلوار چلی آخر ہمراہیان زنگی بھاگ گئے
بادشاہ پیر نے آکر قاسم کو سلام کیا اور عرض کی قلعے مین تشریف لے چلیے آپ نے
جان بچائی ورنہ یہ زنگی زندہ نہ چھوڑتا قاسم نے پوچھا تمھارا نام کیا ہو کہا اس شہر کا
نام سیر البختیار شاہ کبروقی ہی یہ زنگی بھیجا ہوا حیران جنگ آدم خوار کا تھا کہ اس

اقلیم کا حاکم ہی مگر آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا قاسم نے کل کیفیت اپنی بیان کی
بختیار شاہ کو قاسم نے مسلمان کیا کل قلعۂ کبروتیہ اسلام آباد ہوا بختیار شاہ تخت پر
قاسم زنگل شوکت پر جام مو ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی
ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

آگے آنکھون کے تصور ہین وہ گلرخسار ہی — ہر گل بے خار جنت جسکے آگے خار ہی
اے کلیم اپنا دل اسکا طالب دیدار ہی — آفتاب حشر جسکا روزن دیوار ہی
کیون گذرتی ہی بچا کر ہمکو وہ کافر نگاہ — جسم زار اپنا مگر پائے نگہ کو خار ہی
کہہ رہا ہی باغ مین ہر گل زبان حال سے — مبتلائے خار غم رہتا ہی جو زردار ہی
ایک ہین میرے دل پر داغ مین سو خار غم — ورنہ جو لالہ ہی باغ دہر مین بے خار ہی
کہدیا تجھکو خبردار اے ہما جل جائے گا — استخوان میرا غذائے مرغ آتشخوار ہی
مانگ سب کہتے ہین جسکو سانپ کی ہی وہ لکیر — کیچلی سو بات ہی اور اسکی چوٹی مار ہی
وہ بُت کافر ہی گلدستہ ریاض حسن کا — رشتۂ گلدستہ بالائے کمر زنار ہی
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا — زنگ اُس خنجر کا مجھکو مرہم زنگار ہی
تیر مجھ کشتے کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا — بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہی
غیب سے ہوتی ہی پیدا خاکسارونکی دوا — زخم کو جادہ کا سبزہ مرہم زنگار ہی
آتش نمرود گلشن بنگئی تھی جسطرح — یون مجھے آتش کدہ بے یار ہر گلزار ہی
دوڑتا ہی جسطرح طاؤس پیچھے سانپ کے — یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہی
ہی خدا کی یاد کا حیلہ پئے اخفائے راز — اے صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہی

کہ قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ بختیار شاہ رو رہا ہی قاسم نے گانے والی کو اشارہ کیا
دور جام بھی موقوف ہوا قاسم نے پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ اسقدر رونے کا کیا
باعث ہی کیا صدمہ پہونچا بختیار شاہ نے کہا اس حال کو نہ پوچھیے میرا فرزند خسرو
شیر دل تھا جسدن سے اُسنے ہوش سنبھالا حکم کیا کہ ہم خراج نہ دینگے بادشاہ کو حوصلہ
نہ تھا اگر کسی پہلوان کو مجھپر بھیجتا تا اس سال یہ آفت پڑی کہ میرے شہر سے دو کوس پر

ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے آہوان کہتے ہین ہزارہا آہو اُس صحرا مین رہتے ہین اگر کوئی وہان
جاتا ہی تو وہ آہو اُسے گھیر لیتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر روتے ہین جب آگے بڑھو تو ایک
نازنین آتی ہی وہ مرد کو دیوانہ کرکے لیجاتی ہی میرا بیٹا بھی جاکر اُسی بلا مین مبتلا ہوا بڑی بڑی
کدوکوشش کی مگر فرزند سے نہ ملا اگر وہ اِسوقت ہوتا تو آنکھون کو فرش کرتا بہار ریکا عاشق
تھا قاسم نے کہا انشاء اللہ ہم برا سے رہائی خسرو کل جائینگے بختیار شاہ خاموش ہو رہا
مگر قاسم جو رات کو سوئے تو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرمارہے ہین کہ یہ پرچہ لو
اِسمین اسم لکھا ہی یہ اسم دافع سحر ہی اول آہوان صحرا کو انسان بنانا وہ سب آہو شاہزادے
وزیرزادے ہین اُنکو صحبت دیکر بالاے کوہ جانا وہان پہونچکر خسرو کو پاؤگے یقین ہی کہ
تمسے مصالحہ ہو اِس طلسم کو طلسم گلزار ابخزان کہتے ہین اِسکے سات دربند ہین ہم مشکل دربند اونکا
ہی اگر مناسب جاننا تو اُس سے فیصلہ کرلینا کہ اُس طلسم کا فتاح ابھی پیدا نہین ہوا تمھارے
خاندان سے اِس طلسم کا بھی فتاح ہی ہر چند کہ تمھارے واسطے بھی صورت فتح ہی آئندہ
جو خدا چاہے پرچہ کاغذ کا دیکر وہ بزرگ تو غائب ہوے قاسم کی آنکھ کھلی تو پرچہ کو
اپنے سرہانے پایا وقت صبح صادق تھا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی کہ اتنے مین بختیار شاہ
آیا قاسم نے کہا اے بادشاہ ہمکو صحراے آہوان مین لے چلو بختیار شاہ نے کہا اے شہریار
مین نہین چاہتا کہ آپ کو رنج پہونچے آئندہ جو راے ہو قاسم نے کہا مین ضرور جاؤنگا غرض
بختیار شاہ ساتھ ہوا قاسم طرف صحراے آہوان کے چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک
دشت مین پہونچے تو دیکھا کہ چہار طرف آہوان صحرائی پھر رہے ہین قاسم کو دیکھکر سب آہوون
نے گھیر لیا دامن تھام کر رونے لگے قاسم کو اُنکے رونے سے اور اِشارون سے یہ ثابت
ہوا کہ منع کرتے ہین کہ اِسطرف نہ جائیے یہ صحراے آفت ہی قاسم نے پرچہ نکالا اسم جو
اُسمین مرقوم تھا اُسنے پڑھکر دم کیا تو وہ سب آہو چیخ مارکر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے
ایک تھوڑی دیر کے سب انسان ہوگئے نعرہ اللہ اکبر کہکر سب شاہزادے وزیرزادے
وغیرہ اُٹھے اور قاسم کے ساتھ ہوے قاسم طرف کوہ کے چلے دیکھا ایک جوان بال
بڑھے ہوے ناخون دراز چہرہ پریشان بہت سی بکریان ساتھ مین اُنکو چرا رہا ہی جب

جب قاسم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اس جوان نے منع کیا کہ ادھر نہ آئیے قاسم نے جواب نہ دیا
بالائے کوہ چڑھ گئے اس جوان نے جو دیکھا کہ شاہزادے ساتھ ہیں پوچھا کہ اے شہریار
آپ کون ہین کیا تدبیر آپ کو آتی ہو کہ ان حیوانون کو انسان بنایا قاسم نے کہا پروردگار
کے نام کی تاثیر سے یہ سب انسان ہوے مگر یہ بتلاؤ کہ تم کون اور بکریان کیسی ہین اسنے کہا
خسرو شبیر دل میرا نام ہو بختیار شاہ میرے باپ کا نام ہو یہ بکریان وغیرہ سب انسان
ہین سامنے باغ ہین سمنکال جادو رہتی ہو اسنے سب کو جانور بنایا ہو اب آپ اُستک
چلین قاسم نے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب انسان بنے آہو اور بکریان ملاکر پانچسو
جوان ہوے قاسم آگے چلے خسرو دوڑتا ہوا ساتھ ساتھ ہو جیسے ہی قریب در باغ
کے پہونچے ایک عقاب گرا خسرو کو اُٹھا لیگیا دوبارہ تڑپ کر سر قاسم پر آیا اسکو دیکھا
قاسم نے اسم پڑھا وہ عقاب ایک جادوگر تھا اسم کی برکت سے بصورت اصلی ہوگیا
قاسم نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من
عقاب جادو بود پلٹ کر قاسم نے دیکھا کہ وہ جوان بھی سب غائب ہوگئے وہانسے
بارہ دری مین آئے دیکھا خسرو اور سب جوان بندھے ہوے کھڑے ہین اور ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی اور ایک بڑا کاغذ دیکھ رہی ہو مگر چہرے پر حزن و ملال کے آثار ظاہر ہین
قاسم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا اے شہریار آپ کے آنیکی خبر ساحران گذشتہ لکھ گئے
ہین مگر آپ طلسم کشا نہین ہین یہ طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک
نوجوان فرزند نورالدہر بن بدیع الزمان وہ اگر اس طلسم کو فتح کرینگے امیدوار ہون
کہ مجھکو کچھ نشانی دیجیے کہ وہ دکھاکر اُنکی اطاعت کرونگی ہرچند کہ آپکا بھی کوئی کچھ کر نہین سکتا
مگر سالہا سال بلاؤن مین مبتلا رہیے گا آپ کی مراد کیا ہو قاسم نے کہا خسرو اور ان
شاہزادون کو لیجاؤنگا کہ یہ بندگان خدا آفت مین مبتلا ہین سمنکال نے کہا بسم اللہ
انکو لیجائیے اور پہلوے باغ مین ایک کوٹھا ہو کہ خزانے سے بھرا ہو وہ خزانہ بھی
آپ ہی کے واسطے ہو قاسم نے ایک رقعہ لکھکر سمنکال کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ
اے فرزند سمنکال اطاعت کرتی ہو اسکو قتل نہ کرنا یہ تمہاری ۔۔دگار ہو خسرو اور پانچسو

شاہزادون کو ساتھ لیکر قاسم وہان سے چلے سمنکال قاسم کو پہونچانے آئی قاسم سب کو ساتھ لیے ہوے کوہ سے اترے طرف قلعہ کبر وشیہ کے چلے مگر دور سے دیکھا کہ قلعہ نہین معلوم ہوتا جب قریب آئے تو دیکھا کہ قلعہ کھدا پڑا ہی رعایا بھاگی ہوئی خسرو کو دیکھکر اہل رعایا دروہاے کوہ سے اترے اپنے شاہزادے سے ملے قاسم نے پوچھا قلعہ کسنے کھدوا کہا جس زنگی کو آپ نے مارا تھا اُسکا بھائی دیوبل عاد آیا بختیار شاہ کو گرفتار کر لیا قلعہ کھدوا ڈالا ہم لوگ بھاگ کر دروہاے کوہ مین چھپے کل شام کو وہ یہان سے چلا گیا مگر آپ کی تلاش کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ قاتل اظلم زنگی کہان گیا جب اُسکو قتل کرونگا تو مجھکو آرام ملیگا قاسم اُسیوقت مرکب کو پھیر کر خسرو سے کہنے لگے تم تو یہان رہو قلعے کو آباد کرو مین تلاش مین دیوبل عاد کی جاتا ہون انشاءاللہ راہ مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا اور سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا خسرو نے کہا مین ساتھ چلونگا قاسم نے خسرو کو مع پانچسو جوانون کے ساتھ لیا اور تلاش مین دیوبل عاد کی چلے یہان دیوبل عاد رات بھر منزل چلا صبح کو ایک صحرا مین اُترپڑا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاتل اظلم زنگی آپکی تلاش مین آتا ہے دیوبل عاد باہر نکل آیا دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی آگے آگے قاسم پہلو مین خسرو پشت پر پانچسو جوان اور دیوبل عاد کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین ایک خیمے مین بختیار شاہ مع چند وزرا کے قید ہے دیوبل عاد کو بڑا انتشار ہے کہ کیسا بے خوف جوان ہے کہ پانچسو جوانون سے میرے مقابلے مین آیا ہے اور سامنے اُترا ہے ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کہتا ہے آگے نہ جانے دونگا دیوبل عاد نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ رستم زرین پوش اکھاڑے سے مغرب کے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خوا اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار ⁂	کر پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دیویل عاد میدان مین آیا ادھر سے قاسم انھین چند کس کو ساتھ لیے ہوے میدان مین آئے دیویل عاد نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ قاتل اظلم کہان ہو میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو قاسم نے مرکب بڑھایا سامنے دیویل عاد کے آئے دیویل عاد انکی صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوا لیکن کہتا ہی کیونکر مجھسے مقابلہ کرے گا بار شمشیر کلائیان توڑ دیگا یہ خیال کرکے آواز دی اے جوان اظلم کو قتل کرکے تجھے بڑا غرور ہوا کہ بادولت کے مقابلے مین آیا قاسم نے کہا او مغرور تونے بڑا ستم کیا کہ بادشاہ پیہر کو گرفتار کرکے لایا اور قلعہ کھدواڈالا رعایا کو آزار پہونچایا دیویل نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو تیزی کی سنان پر لیا تھوڑی دیر نیزہ بازی رہی قاسم نے نیزہ دیویل کا گانٹھا اور تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے دیویل عاد کے نکلگیا دیویل نے غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دیویل عاد بھی لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی قاسم نے دیویل عاد کو تنگ کر دیا ہی جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ دیویل عاد کے ماتھے سے خون جاری ہو زرہ پارہ پارہ مگر لڑے جاتا ہی پہر دن رہے دیویل عاد نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہجائے دیویل عاد قاسم کو ریلکرلے دوڑا چند قدم پر لاکر ٹکہ مارا کہ بایان گھٹنہ قاسم کا چکا تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوے دیویل عاد اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑے تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم اپنے مقام سے اٹھے دیویل عاد کو ریلکرلے دوڑے ستر صوین قدم پر لاکر ٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیویل عاد کے آشنا بہ زمین ہوے دیویل عاد چاہتا ہی کہ لنگر مارون مگر حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہا شہسوار لال پوش خاوری ہا نعرہ

کرکے زور کیا دیوپل عاد کو اٹھالیا دیوپل عاد بصدق دل مسلمان ہوا بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا باپ بیٹے سے ملا قاسم نے فرمایا اب تم سب جاکر قلعے کو آباد کرو ہم مقابلہ
حیران جنگ آزما مین جائینگے سنا ہی کہ وہ بڑا بہادر ہی اپنی جرأت پر بڑا اسکو ناز ہی
اسطرف ہمارا گذر ہوا ہو تو کوئی تو ایسا کام کرین کہ نام رہے لوگ اپنے مقام پر کہین کہ
نبیرۂ صاحبقران نے دین و اسلام اس اقلیم مین جاری کیا ہی بختیار شاہ نے عرض کی
مین تو قدم اقدس نہ چھوڑونگا دیوپل عاد نے بھی یہی کہا کہ مین تو ضرور ہمراہ رکاب رہونگا
مگر آگے بڑھکر ایک دریاے قہار ملیگا جہاز موجود رہتے ہین قاسم نے کہا کہ شکر ہی
کہ سواری موجود ہی دیوپل عاد نے عرض کی کہ دریا سے پار اترکے پھر تھوڑا اسکی
عملداری کا ملیگا قاسم نے ان سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن کنارے دریا
کے پہونچے دیکھا دریاے قہار و امواج لطمہ سنج آفت نہ اکس زور سے بہ رہا ہی
کہ اگر تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہوجائے قاسم اسی مقام پر اتر پڑے سیارہ کو
حکم دیا کہ جہاز وغیرہ کا سامان کرو تو ہم صبح کو سوار ہونگے سیارہ نے رات ہی رات
جہاز کا کرایہ طے کیا صبح کو قاسم سوار ہوے دیوپل عاد و خسرو و بختیار شاہ و پانچسو
شاہزادے سب ہمراہ ہین سوار ہوکر جہاز پر چلے میر بحر خلق قاسم کا بندہ ہوگیا ہی
کہتا تھا ای شہریار بعد ایک ہفتے کے آپ کو پار اتارونگا قاسم انعام و اکرام ہر
منزل پر دیتے ہین تیسرے دن میر بحر روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوگیا
ایک جھینگا نکلا ہی وہ دیکھیے آتا ہی جہاز کو دیکھ رہا ہی قاسم نے بھی دور سے دیکھا
کہ جھینگا پانی کو کاٹتا ہوا آتا ہی قاسم نے کمان کیانی اٹھائی تیر تاک کر مارا کہ جھینگے
کی آنکھ پر پڑا جھینگا جو تیر کھاکر تڑپا تو جہاز ٹوٹ گئے بلند ہوا جس جہاز پر خسرو و
دیوپل عاد تھے وہ جہاز تو بہ گیا جسپر قاسم تھے اسکے ٹکڑے اڑگئے ایک تختے پر
قاسم بہتے ہوے چلے مگر جہانتک نگاہ پڑتی ہی سواے پانی کے کچھ معلوم نہین ہوتا
سب ساتھ والے نگاہون سے مخفی ہوگئے سیارہ بھی بہ گیا ثابت نہ ہوا کدہر
گیا قاسم یکہ و تنہا پروردگار کو یاد کرتے ہوے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے

بنتے ہوے جاتے تھے دو دن اور دو راتین قاسم اسی تختے پر چلے گئے آخر تموج
آب سے بیہوش ہوگئے مگر بقدرت پروردگار ایک موجۂ کلان اُٹھا تھپیڑا جو پڑا
بیڑا قاسم کا خشکی مین آلگا گرا انکا ان سے اُسکی قاسم کو ہوش آگیا شکر پروردگار کرکے
ہتھیار جسم پر لگا کے گرہیرا بینکا اٹرا علم ہو آخر ایکجانب چل نکلے ہرچند کہ پیدل چلنے کے عادی نہین
مگر یہ بھی تقاضا ے جرأت ہو کہ جیسی پڑے ویسا جھیلنا مجبور پاپیادہ چلے جاتے ہین
تیسرے دن کچھ خیمے اِستادہ معلوم ہونے لگے اُسی جانب چلے آکر دیکھا کہ ایک باغ
ہو اُسکے اندر لوگ چلے جاتے ہین اور گرد باغ ہزارہا خیمہ اِستادہ ہو اُن خیمون مین
شاہ و شہر یار زادے فروکش ہین قاسم نے دیکھا کہ شاہزادے اور اکثر غیر لوگ اُس
باغ مین جاتے ہین قاسم بھی طرف باغ کے چلے جب باغ مین آئے تو دیکھا حقیقت
مین باغ رشک بہشت بریں ہی چہار جانب گل خودرو نے اپنا لطف دکھلایا ہی
کہ جس مین حقیر عرض کرتا ہی فرد دشتِ جنون مین ہی گل خودرو سے کیا بہار ہہ شاید
کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہین ہہ ہر جانب چمن ہاے طولانی نخل بار آور
پھولون مین وہ مہک ہو کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی قاسم تماشۂ باغ دیکھتے ہوے
ایک مقام پر آکر ٹھہرے سارے باغ مین جا بجا فرش بچھا ہی ایک مقام پر ناچ
ہو رہا ہی قاسم کی صورت زیبا دیکھکر ہر شخص محو جمال بیمثال ہوگیا بقول سعدی علیہ الرحمہ
فرد ہر کجا چشمۂ بود شیرین ہہ مردم و مرغ و مور گرد آیند ہہ جس مقام پر قاسم ٹھہرے
شاہزادے بھی سب جمع ہوگئے طائفے بھی وہین موجود ہوگئے طوائفین قاسم کا حسن و
جمال دیکھکر پس رہی ہین سامنے قاسم کے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار بتاتی ہین
دل سامعین کا لبھاتی ہین قاسم جیب مین ہاتھ ڈالکر اشرفیان نکالکر پھینکدیتے ہین
مگر تقاضاے کار آبشار تیغ زن کہ لشکر حیران جنگ آزما کا سپہ سالار ہو اُسکی بیٹی
کی شادی ہو اِس باغ کو باغ عشرت کہتے ہین جسکی شادی ہوتی ہو وہ اِسی باغ
مین آکر شادی کرتا ہی آبشار بارہ دری مین شاہزادون کی خاطر کر رہا ہی ہرکارون
نے خبر دی کہ اے آبشار بڑے صاحب اقبال ہو نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان

آکر شریک صحبت ہوے ہین آبشار یہ سنکر خوش ہوگیا کہتا ہوا چلا کہ میری خوش نصیبی
کہ ایسے جلیل آکر میری شادی مین شریک ہون مگر صحبت عام مین اُنکا بیٹھنا مناسب
نہین ہی مین جاکر اُنکو جلسہ خاص مین لاؤن آبشار یہ کہکر دوڑتا ہوا آیا دور سے
دیکھا کہ بیچ مین وہ آفتاب تابان گردہجوم سیارگان طائفے دمبدم چلے آتے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ پوتا صاحبقران کا آیا ہی انعام بانٹ رہا ہی کسبیان سب
مالا مال ہوگئین آبشار جمال قاسم دیکھکر مجنون دیوانہ ہوا سامنے آکر مؤدب کھڑا ہوگیا
جب قاسم نے سر اُٹھایا تو آبشار نے سلام کیا عرض کی کیا بندہ نوازی ہی اور کیا
ذرہ پروری ہی کہ مجھکو سرفراز کیا مگر یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری
مین تشریف لے چلیے اس عجز سے آبشار نے عرض کی کہ قاسم کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ
آبشار کے بارہ دری مین آئے سب تاجدار واسطے تعظیم کے اُٹھے ادھر قاسم نے
دیکھا کہ وسط باغ مین تخت زبرجدی بچھا ہی مگر تخت پر غاشیہ پڑا ہی آبشار نے قاسم
کو لاکر برابر تخت کے ایک دنگل زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جگہ دی قاسم کے بیٹھنے
سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب رخسار چمک سے دیکھنے والونکی آنکھین خیرہ ہوگئین
آبشار نے کئی عرضیان بادشاہ کو لکھین کہ حضور بھی آکر شریک جلسہ ہون حیران
نے جواب لکھ بھیجا کہ اے آبشار مین تو نہین آسکتا مگر میری دختر بلند اختر ملکہ ماہ منیر
برائے شکار گئی ہین مین نے اُنکو لکھ بھیجا ہی کہ شکار سے پلٹ کر شریک جلسۂ آبشار
ہونا یقین کامل ہی کہ ملکہ ماہ منیر تشریف لائین آبشار انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین آبشار برائے استقبال دوڑا دروازہ پر
آکر دیکھا کہ مرکب پری پیکر پر ملکہ سوار نقاب گلنار چہرے پہ پڑی ہوئی مادیان کو
اُڑاتی ہوئی آتی ہین آبشار نے سلام کیا ماہ منیر نے اشارۂ ابرو سے سلام کیا
پوچھا اے آبشار والد نے حکم دیا تھا کہ باغ عشرت مین بھی جانا مین کئی منزل کا
پھیر کھاکر تمھاری خاطر سے چلی آئی آج شب کو یہین رہونگی آبشار نے دست بستہ
عرض کی کہ غلام کو سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نے سرفراز فرمایا مادیان سے

ملکہ اُترین کنیزین جو لپٹتی پر تھین اُنھون نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا ماہ منیر
پنجون کے بھل اکڑتی ہوئی نقاب کو سنبھالتی ہوئی باغ مین آئی نرگس شہلا نے کہ جمال
کی مشتاق تھی آنکھین کھولدین سوسن بصد زبان گلرخسارہ کی ثنا خوانی کرنے لگی سرو
گلزار پایۂ گل تھا سید ھا کھڑا ہوا اس جمال دیکھکر اپنے مقام سے ہل نہین سکتا عشق پیچان
بھی زلف معنبر دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ الجھن ہو گئی ہر طرف باغ مین ملکہ کی آمد کا شور
ہوا نہرون کو یہ جوش ہوا کہ چشم حباب سے نظارہ کرنے لگین کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہے
مچھلیان چاہتی ہین کہ نہر سے نکل آئین اور قدمبوسی کرین مگر مجبور رونا چاہتی ہین کہ
سوج نہر سے پا بزنجیر ہین مگر قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ آلیشا نے آکر عرض کی او
شہریار ایک تکلیف دونگا ہمارے شاہ کی دختر آتی ہین جسوقت وہ تشریف لاوین
تو ذرا کھڑے ہو جائیے گا ہر چند کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین مگر آلیشا نے اس خوشامد
سے کہا کہ قاسم نے بہت بہتر کا جواب دیا اول چند کنیزین آئین پکار کر آواز دی
صاحبو ہوشیار ہو جاؤ ملکۂ عالم آپہونچین سب تاجدار اُٹھکر آگے بڑھے قاسم بھی
اپنے مقام سے اُٹھے مگر دنگل کے پاس ہی کھڑے رہے کہ آفتاب عالمتاب حسن
جمال صاحب جاہ و تو قیر ملکہ ماہ منیر بارہ دری مین داخل ہوئین آلیشا پیچھے پیچھے
ہاتھ باندھے ہوے سب تاجدارون کو سلام کرتا ہوا ملکہ کو لاتا ہے جب ملکہ قریب
تخت پہونچین تو نگاہ جمال قاسم پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند و
بالا چہرہ آفتاب عالمتاب قد النو شمشاد باغ حسن وجمال دونون ابرو ہین یا صاف
ثابت ہوتا ہے کہ تیغۂ اصفہانی نیام انتقام سے اُگلے پڑتے ہین گردش چشم لیل و
نہار کو آنکھ دکھاتی ہے آنکھ غزال وحشی کی شرماتی ہے تیغۂ ہلالی کمر سے لگا ہوا پشت پہ
سپر کہ جسکو شب فراق عاشقان کہیے اُسپر پھول چمک رہے ہین پاؤن کو جنبش
ہوئی نقاب چہرے سے ہٹی قاسم کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ محبوب حور طلعت صاحب
شوکت و لیاقت شکم گرداب دریاے رحمت سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہے
کہ سرو گلزار مین پھل آیا یا درج گوہر ہین یا دو درج معجون ہین موے کمر بال سے

باریک جسپر مثال خط شعاعی ٹھیک نظم

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر | ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے | سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
طاق ابرو کا مرتبہ ہی سوا | جنکی مشتاق ہوئی ہی خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر | زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر
یہ بھی کہتے ہین بعضے نکتہ بین | ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین | یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پرنور | رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
نہ کامل جو اُنسے لڑ جائے | صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے | ہی یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال | زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار | پتلی پتلی رگونکا جس سے ابھار
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور | صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ابھرا ابھری وہ چھاتیان اسپر | قبۂ نور جسکو سمجھین بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے | تو لگا لے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہی حد سے فزون | درد سر ہو جو منھ شگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا | آئینے مین شکم کے بال آیا
ساق پا ہین تو نور کا ہی ظہور | یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن | شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا | ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
ندکی تعریف مین ہی حیرانی | کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا | پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کر کے گلہاے عشق دونون کے سامنے پیش کیے

رنگ چہرون کے اُڑ گئے ملکہ نے نقاب کو درست کیا پسینے پسینے ہو گئی ناچار ہو کر تخت پر بیٹھی وزیر دیدہ نگاہین کام کر رہی ہین کہ ملکہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا آبشارہ کو بلاؤ آبشار سامنے آیا فرمایا کیون آبشارہ کوئی مقام ایسا ہو کہ ہم تنہائی مین بیٹھکر دل بہلائین آبشارہ نے عرض کی حضور یہ مقام باغ عشرت ہو اس باغ مین سب طرح کی کیفیت ہو کوٹھے پر چند کمرے خالی ہین ملکہ نے صرف وزیر زادی کا ہاتھ تھام لیا اور تخت سے اُٹھی لیکن دل بیٹھا جاتا ہو قلب تھراتا ہو پلٹ پلٹ کے قاسم کو دیکھتی ہو نگاہون سے یہ اشارہ تھا کہ صاحب ہم کوٹھے پر جاتے ہین تم بھی آنا جب ملکہ چلی گئی اور کمرے مین جاکر بیٹھی تو گلرو وزیر زادی سے کہنے لگی کہ کیون گلرو ایسے جوانان ماہرو کبھی نگاہ سے گذرے ہین تمام اعضا موافق اِس جرأت کو تو دیکھو کہ دشمن کے گھر مین اکیلے چلے آئے اور بیخوف بیٹھے ہین ہرچند کہ آبشار تیغ زن آنکھین ہمارے باپ کی دیکھ چکا ہو اُسی صحبت مین بیٹھا ہو بدی نہ پیش آئیگا مگر اُنکو یہ مناسب نہ تھا ای گلرو میرا تو عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

نظم

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا	رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے	ای یار جدھر آنکھ پڑی تو نظر آیا
میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پُر آب	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا مین بھم بدر و ہلال ای فلک حسن	رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا گیا ہر روز	برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا
سرے کا جو دنیا لتہ ہی آنکھ مین دیکھا	اِک ناوک ابرو ان پس آہو نظر آیا

یہان قاسم نوجوان لبعد جانے ملکہ کے زانو بدلنے لگے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر عضو بدن سوزش عشق سے جل رہا ہو گھبرا کر فرمایا ای آتشبارہ ہم آج کئی دن سے صحرا مین تھکے کوئی مقام ایسا بتاؤ کہ وہان جاکر بیٹھین اور تھکن اُتارین آبشار نے کہا بالاے بام تشریف لیجاییے کمرے سب سجے ہوے ہین جس مین چاہیے آرام فرماییے

قاسم بھی دنگل سے اُٹھے اور بام پر آئے دیکھا ایک کمرے میں وہ حور وش وزیرزادی سے باتیں کر رہی ہو اُسی کے برابر ایک کمرہ تھا اُس میں جا کر قاسم بھی بیٹھے ہچکیاں آنے لگیں ہر چند دل کو سمجھاتے ہیں مگر طپش قلب دمبدم زیادہ پاتے ہیں جب قاسم کا حال غیر ہوا تو دل کو سنبھال کر یہ شعر مصنف کا پڑھا فرد دردِ دل درد جگر روح پر صدمات فراق ہائے اے مسیحا تر سے بیمار کرا ہیں کیونکر ہائے کبھی اُٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں ادھر ملکہ ماہ منیر نے سامنے گلرو کے جو بیقراری اپنی بیان کی تو وزیرزادی نے عرض کی حضور رہیں تے انکو پہلو والے کمرے میں آتے دیکھا ہو اگر وہیں ہیں تو میں لاتی ہوں ماہ منیر نے کہا اے گلرو تیری کنیز بیدام ہو جاؤنگی مگر اِسکا خیال رہے کہ میری خواہش ثابت نہ ہو اس حیلے سے لانا کہ انھیں کا اشتیاق رہے مجھے بڑے بڑے خیال ہیں گلرو نے کہا دیکھیے جاتی ہوں یہ کہکر گلرو کمرے سے نکلی کر رونے کی آواز کان میں آئی دل میں کہتی ہو کہ یہ ضرور قاسم کی آواز ہو حضرت عشق نے دونونکو بیتاب کیا ہو کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہو نظم

عشق وہ گل ہو کہ دامن میں ہیں جسکے سو خار	عشق وہ باغ ہو جس میں کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہو جسمیں نہ لگا پھل اکبار	عشق وہ میوہ ہو جسمیں نہیں لذت زنہار
عشق وہ شاخ ہو جسمیں نہیں پتہ دیکھا	عشق وہ غنچہ ہو جسکو نہ شگفتہ دیکھا

حضرت عشق نے دونوں کے دل پر تاثیر کی ہو عاشق بیقرار معشوق اشکبار انجام بہتر ہو کہ عاشق سے معشوق ملے یہ شادی کا ہنگامہ اور اسمیں یہ آفت ایسا نہ ہو کہ راز کھلجائے تو کیا انجام ہو آلبشارہ بد طینت سفاک خو خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے مگر اے گلرو ہم جسکے تابعدار ہیں اُنکی خیر خواہی کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے یہ سوچکر گلرو کمرے میں گھس آئی قاسم کو بستر پر تڑپتا ہوا دیکھا یہ محبت پوچھا اے شہریار خیر تو ہی یہ شمشیر کا کیا حال ہو قاسم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مشفق و مہربان ہمارا حال سننے کی تاب نہ ہو گی یقین ہو بیقرار ہو جاؤگی ہمارا حال نہ پوچھو گلرو نے کہا یہی دنیا کا دستور ہو کر آدمی سے آدمی حال کہتا ہو قاسم نے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ ماہ منیر سے الفت رکھتا ہوں دلپر عشق نے اثر کیا ہو افسوس ہو کہ انکو ہماری خبر بھی نہ ہوگی مدار الہی

کون جانتا ہو اب یقین ہو کہ طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر نکلجائے تو شاید دل کو آرام آئے گلرو نے کہا میرے ساتھ چلیے دوسرا کمرہ جو پہلو سے ملا ہو اسی مین ملکہ ہین حال دل فرمائیے شاید کچھ ترس آجائے مین حضور کی سفارش کرونگی قاسم بہت خوب کہکر اُٹھ کھڑے ہوے ہمراہ گلرو جو کمرے مین آئے تو دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہو آنکھون سے اشک حسرت جاری دل مائل بیقراری قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور بے اختیار منھ سے نکلگیا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ آئیے تشریف لائیے قاسم کو ایک عید ہوئی ملکہ نے وزیرزادی کا شکریہ ادا کیا وزیرزادی تو ایک گوشے مین منھ پھیر کر بیٹھی ادھر عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا ایک ایک جام شراب دونون پی کے پلنگ پر گئے ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ دونون غافل سو گئے ادھر آبشار تیغ زن بعد تھوڑی دیر کے ملازمون سے مخاطب ہوا کہ ارے کمبختو ملکہ کی بھی خبر لی نوکرون نے جواب دیا کہ آپ نے ارشاد نہ فرمایا تھا آبشار کی کمر مین تلوار لگی ہوئی تھی فوراً کوٹھے پر آیا جس کمرے مین ملکہ تھین اُسمین سر ڈالکر دیکھا تو سناٹا تھا کسی کو نہ پایا دوسرے کمرے کو جو کھولا تو یہ معاملہ دیکھا کہ ماہ منیر قاسم کے ساتھ سو رہی ہو چونکہ جیران جنگ آزما کی صحبت مین رہا ہو غصے سے کانپنے لگا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ کی آنکھ جو کھلی جلاد کو سر پر دیکھا پیٹنے لگی کہ ارے تو کیا سمجھا ہو مین نے بدکاری نہین کی آبشار کے ہاتھ مین تیغہ کھنچا ہوا ہو ہر مرتبہ یہی ارادہ کرتا ہو کہ ملکہ کا سر کاٹ لون پھر جی مین کہتا ہو کہ بادشاہ تو کچھ نہ کہین گے یہی فرمائین گے کہ خوب کیا مگر مان انکی آفت برپا کرینگی للکار رہا ہو کہ خاموش رہ مین تجھکو شہر مین چلکر سزا دونگا آبشار نے جو چلا کر کہا قاسم کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آبشار ملکہ پر غصہ کر رہا ہو ارادہ کیا کہ اُٹھون اور تلوار لون مگر آبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ قاسم کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے آبشار نے دوسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی جھول پڑا اسطرح کے دو تین ہاتھ مارے کہ قاسم کو غش آگیا آبشار سمجھا کہ مین نے مار ڈالا جو قالین کہ پلنگ پر بچھا تھا اُس مین قاسم کو لپیٹا ادھر ملکہ پیٹ رہی ہو کہ او

جا دیکھ تجھے کچھ معلوم ہو کہ اس بیچارے نے کیا خطا کی آلبشارہ نے کچھ جواب نہ دیا اور قاسم
کو چاندنی میں لپیٹا اور گٹھر بنایا اُس گٹھر کو اُٹھا کر پشت پر باغ کی پھینکدیا ملکہ یہ معاملہ اپنی
آنکھوں سے دیکھکر ہزاروں کوسنے دینے لگی کہ نگوڑے خدا تجھے غارت کرے اگر وہ جاگتا
ہوتا تو اس سرکشی کا مزہ چکھاتا آلبشارہ نے کچھ نہ سنا محافہ منگوا کر ملکہ کو اُس میں سوار کیا
شادی ساری درہم وبرہم ہوگئی ہر ایک جگہ پر یہی ذکر ہو کہ آلبشارہ نے قاسم کو مار ڈالا
مگر بقول شاعر ہندی مثل ہے جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے بال نہ بیکا کر سکے
گر دو جگ بیری ہوے ہا اور اہل زبان فرماتے ہیں فرد اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ہ نبرد
رگے تا نخواہد خداے ہ آلبشارہ تو ساری برات کو درہم و برہم کرکے طرف قلعہ حسن خیز
کے چلا کر اسکا ذکر کرونگا مگر جس صحرا میں آلبشارہ نے پشتارہ قاسم کا پھینک دیا تھا وہ
صحرا متعلقہ ماری میں ایک قصبے کے ہو کہ اُس قصبے کو سعادت آباد کہتے ہیں مسعود نامے
زمیندار مرد سن رسیدہ گرم و سرد عالم دیدہ صبح کو چند پاسیوں کو ساتھ لیے ہوے
براے حراست نکلا ہو کہ ایک پاسی نے خبر دی کہ فلان نالے میں ایک پشتارہ پڑا ہی
طریقے سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ چور کہیں سے آئے تھے مال بانٹ رہے تھے ہمکو آپ کو
دیکھکر بھاگ گئے مسعود زمیندار نے حکم دیا کہ گٹھر اُٹھا کر لے چلو مکان پر چلکر دیکھینگے
پاسیوں نے پشتارہ اُٹھا لیا مسعود مکان پر آیا پاسی نے پشتارہ رکھا مسعود نے
پاسیوں کو تو رخصت کر دیا جب آپ اکیلا رہگیا تو چاندنی کو کھولا دھبے خون کے ظاہر
ہونے لگے اب تو گھبرایا بمشکل پشتارہ کھولا چاندنی کے بعد قالین تھا بالکل خون میں
ڈوبا ہوا جب قالین بھی کھولا تو معلوم ہوا کہ آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردہ
شفق میں پنہان ہو مگر زخم گہرے جسم پر لگے ہوے ہیں ہر دہان زخم سے الامان کی آواز
آرہی ہو مسعود زمیندار گھبرا گیا نوکر کو پکارا اور حکم دیا کہ رمضان جراح کو بلا لے
کہنا ٹھاکر صاحب نے بلایا ہو اور بیٹھا ہوا رو رہا ہے قاسم کو دیکھ رہا ہی گر
آمد و شد نفس ظاہر ہی کلیجہ دھڑک رہا ہو کہ رمضان جراح حاضر ہوا مسعود نے
کہا او رمضان اسکے ٹانکے لگاؤ اگر اسکو صحت ہوگی تو تمکو بہت خوش کرونگا پرانی تلیا

جو تمھاری جوت مین ہو اسکا پوتا معاف کر دونگا وہ تمھاری معافی رہی رمضان نے
کہا حضور بڑی بات یہ ہو کہ زخم تو اس جوان نے گہرے کھائے مگر کوئی رگ و پٹھا کٹنے
نہین پایا بہت جلد اِسے اچھا کر دونگا مسعود خوش ہو گیا کہا او رمضان بڑی تمھاری
خاطر کر ونگا اگر اِسنے صحت پائی کیونکہ یہ خود بھی کوئی شاہزادہ معلوم ہوتا ہو نہین معلوم
یہ کس جلاد کا فعل ہو کہ ایسے ماہ تابان کو یون ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو کہ دیکھ کے کلیجہ پھٹتا ہو
کیا اِس سے خطا سرزد ہوئی کہ جسکا یہ بدلہ کیا رمضان نے بیٹھکر زخم دھوئے بہ احتیاط
ٹانکے دیبے پٹیان مرہم کی چڑھا دین جراح تو چلا گیا مگر مسعود ہر وقت رومال ہاتھ مین
لیے مکھیان جھلا کرتا ہو دوسرے دن قاسم کو ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا کہ سکان خام
ہو لیپا ہوا ہو کالنس کے باندون کی چارپائی بچھی ہو اُسپر ایک گدا اچھا ہو ایک شخص
سن رسیدہ مکھیان جھل رہا ہو قاسم کے آنکھ کھولنے سے مسعود نہال ہو گیا جھک کر
پوچھا مزاج کیسا ہو قاسم کو قوت کلام نہ تھی اِشارے سے جواب دیا کہ اچھا ہون یہ کہکر
پھر غش آگیا مسعود نے حکم کیا دو مرغ ذبح کرو اُسکی یخنی تیار ہو شام کو جو قاسم کی
آنکھ کھلی زمیندار نے وہ یخنی پلائی ہر وقت یہی تدبیر کرتا ہو کہ کیا شی کھلادون کہ یہ جوان
تمام کرے چوتھے دن جو قاسم کو ہوش آیا تو تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھے مسعود نے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو قاسم نے صاف بتا دیا کہ نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان
مسعود نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو آپ کو کسنے زخمی کیا قاسم نے سب حال مفصل بیان
کیا کہ دختر حیران جنگ آزما پر عاشق ہوا تھا جسکا نام نامی ماہ منیر ہو آبشار نے
مجھکو غفلت مین زخمی کیا مگر انشاء اللہ خدا تمکو جزا سے خیر دیگا کہ تم میری باعث حیات
کے ہوے صحت پاکر شہر مین جاؤنگا اور بدربار مین شاہ کے آبشار سے بدلہ لونگا
زمیندار کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا گسیان یہ نام نہ لیجیے حیران جنگ آزما بڑا بہادر
ہو ہزار پہلوان اُسکے ملازم ہین اِس اقلیم مین کوئی ایسا نہین کہ اُسپر غالب آئے
قاسم نے کہا جو کچھ ہو حقیر مصنف عرض کرتا ہو کہ ایک مہینے مین سب زخم قاسم کے خشک
ہو گئے قاسم نے برائے غسل فرمایا مسعود نے اُسدن بڑا سامان کیا قریے بھر مین

روشنی کرائی جلسہ آراستہ کیا قاسم کو غسل کرایا کئی طائفے بلائے اگروہ کسبیان دیہاتین ڈھیلی ڈھیلی وضع گلبدن کے پائجامے اُسمین تول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات کے دھبے پڑے ہوے اُسمین چوڑا چوڑا گوٹا لگا ہوا اُن کسبیون نے مجرا کیا قاسم نے سب کو انعام دیا ایک نازنین کمسن کہ نئی کسبی ہوئی تھی سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

قصۂ روزِ گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا
ہمکو پہچانتے ہو کیون آنکھ لحاظ آجائیگا
حال میرا سُنکے بولے فکر کیا کرنی ضرور
نالے کرتے کرتے اِک دن آپ ہی مرجائیگا
ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا
تنگ ہی اطراف عالم حوصلے نکلین گے کیا
فکر ہی عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا
یہ بلا کے پیچ مین مشکل ہی ان سے مخلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی رہجائیگا
شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اُسے کر لون پسند
ورنہ ناصح کی طرح تمسے بھی دل پھرجائیگا
فصل گل آئی جنونکے بڑھ چلے ہین ولولے
دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا
صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون یا ستم
اسقدر کثرت سے دل کوئی کہانسے لائیگا
میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہو شریک
دوستو کہتے ہو کیون غصہ انھین آجائیگا
دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون انس میم
دیدۂ پر آب دریا سیکڑون برسائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے مسعود سے کہا ای مہربان دامی جان بخش ایک شی ہم اور تمسے مانگتے ہین یہ مادیان جو تمھاری سواری کی بندھی ہی یہ ہمین دو ہم طرف حسن آباد کے جائین گے اور جاکر آبشار سے سمجھین گے کہ آبشار کو آبرو بچانا مشکل ہوا اور حیران جنگ آزما بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین ای مسعود اسوقت تو ہم سفر مین ہین مگر تمھارے ساتھ بدلا کرینگے یہ گاؤن ہم تمکو معافی مین دینگے مسعود نے عرض کی مین دل وجان سے حاضر ہون مادیان کیسی اگر آپ جان طلب کرتے تو مین حاضر کرتا مگر حسن آباد نہ جائیے یا تو یہین بسر کیجیے عمر بھر خدمت کرونگا یا پاسیون کو ساتھ کرون آپ کے دادا جان کا لشکر جہان آتا ہی وہان تشریف لے جائیے قاسم نے کہا ای مسعود بڑی ہتک کی بات ہی کہ جسنے ہمپر ظلم کیا

اُسکے ساتھ بدلا نہ ہو لوگ اپنے مقام پر کہین گے کہ قاسم نے کچھ نہ کیا مسعود نے کہا
اے شہریار جیران جنگ آزما بڑی فوج رکھتا ہو اُسکے نام سے لوگ کانپتے ہین قاسم
نے فرمایا آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے گا خدا انجام بخیر کریگا مسعود نے حکم دیا بادپیان
لشکر آئی قاسم اُسپر سوار ہوے راستہ پوچھکر طرف حشن آباد کے چلے راہ کی جفائین
کر دن بھر راستہ چلے شام کو کسی مقام پر اُتر پڑے کسی نخل کے نیچے آرام فرمایا بعد
ایک ہفتے کے آبادی معلوم ہونے لگی دیہات وقریات زراعتین سرسبز وشاداب
قاسم کو یقین ہوا کہ قریب شہر آپہونچے کوئی چار گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ دروازہ
شہر کا معلوم ہوا پھاٹک عظیم الشان دس ہزار سوار اُس مقام پر اُترے ہین قاسم
سب کو دیکھتے ہوے شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ
کمرون پر کسبیان اُسکے نیچے دوکانین کنجڑنون کی بھاری لنگے پہنے ہوے سرخ چندریان
اوڑھے تنزیب کی کرتی جسم مین پھنسی ہوئی آیند و روند جوان جو کبڑنون کو دیکھتے
ہین تو کبڑنین بھی آواز دیتی ہین شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہو کہ لے نار
پستان وسیب ذقن ہو گرم بازاری ہو رہی ہو قاسم نے ایک سے پوچھا کہ کاروانسرا
کسطرف ہو ایک جوہری نوجوان دوکان سے کود پڑا اور عرض کی کہ مجھکو سرفراز
کیجیے میرے مکان مین بہت جگہ ہو دوسرا تاجر دوکان سے کود کر آیا اُسنے بھی یہی کہا
تھوڑے عرصے مین معاملۂ بازار یوسفی نظر آتا تھا ہر شخص یہی تقاضا کرتا تھا کہ ہمارے
مکان پر چلیے قاسم خاموش کھڑے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے وہان جیران
نے دربار برخاست کیا سب پہلوان اپنے اپنے مکان کو چلے سرشار قوی بازو کہ
نامی پہلوان ہو گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا ایک مقام پر لوگونکا
جماؤ ہو گھوڑے کو اُڑاکر اُس مقام پر آیا دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم شوکت
گھوڑے پر سوار راستہ کاروانسرا کا پوچھ رہا ہو سرشار قوی بازو نہایت بہادر
پرست ہو جمال قاسم دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ یہ کہانکا تاجدار ہو آکر قاسم کو
سلام کیا کہا اے شہریار کاروانسرا کی کیا ضرورت ہو غلام کا غریب خانہ موجود رہی

وہان چلکر آرام فرمائیے قاسم نے فرمایا بھائی مسافرون کا مقام کاروانسرا ہوتا ہی سرشار
نے کہا مجھکو بڑا اشتیاق ہی کہ آپ کا حال سنون مجھکو تو معلوم ہو کہ اِس شہر مین آپ کیونکر
تشریف لائے اور مین نہ مانونگا ضرور آپ کو لے چلونگا شب بھر خدمت کرونگا صبح کو
آپ کو اختیار رہیگا اور دو چار دن سرفرازی کیجیے قاسم نے کہا سوا ے ایک شب کے
زیادہ مہلت نہین چونکہ ہم سن چکے کہ بادشاہ کا دربار برخاست ہوگیا لہذا کل دربار کے
وقت جائینگے قاسم نے پھر کچھ تکرار نہ کی سرشار کے ساتھ چلے اور بہ محبت فرمایا کہ
ای پہلوان دوران تمھارے کلام سے بوے محبت آتی ہی جو تمنے کہا بہ جنبہ بدل قبول کیا
سرشار نے کہا مین تو بندہ بے زر ہون آپ کا مہمان ہونا باعث سرفرازی ہی قاسم ساتھ
ساتھ سرشار کے راستہ طی کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر بلند و
مرتفع ہی دروازے پر حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ حاضر تھے خادمون نے آکر مرکب
سرشار کی باگ تھام لی سرشار نے اِشارہ کیا کہ دوسرے مرکب کی بھی باگ تھام لو
خادمون نے تعمیل حکم کی قاسم بھی گھوڑے سے اُترے ہمراہ سرشار اندر مکان کے
آئے مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر قاسم کو جگہ دی آپ سامنے آکر بیٹھا عرض کی کہ ای شہریار
امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے نام اپنا مفصل بتادیا
اور کہا باغ عشرت مین بدرغا آبشار نے وہ حرکت کی کہ جلاد سے بھی نہ ہو سکتی اور میرا
مرکب وغیرہ لایا ہی مین صبح کو جاکر شاہ سے مرکب اپنا لونگا اور کہونگا کہ دختر کو سوار
کردو ورنہ خون کے دریا بہادونگا سرشار حیران ہی کہ یہ کیا کہتے ہین مگر خاموش ہو رہا
جی مین کہتا ہی کہ بھلا حیران جنگ آزما کا ہیکو یہ باتین سن سکیگا نہین معلوم کیا آفت
برپا کریگا شاید اِس جوان کو کچھ سنک ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ایک گائن کو
اِشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار جناب نسیم دہلوی مرحوم کے باناز و کرشمہ گانے لگی نظم

اشک اُمڈے تہ دامن سے ٹپک کر باہر — قعر دریا سے نکل آئے شناور باہر
اِسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا — گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
چشم دزدیدہ بھی واہی مرے نظارے کو — سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین بھی تنگدلی اے قاتل
پانون ڈھانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
آ گل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر

منھ فقط اتنے لیے وہ نہین دکھلاتے مین
رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر

خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے کہا ہماری مادیان تیار کرو سرشار قدمون پر گر پڑا کہا اے شہریار مین تو آپ کو تنہا نہ جانے دونگا قاسم نے کہا کیا مجھکو مول لے لیا ہی یا مین تمھارا غلام ہون تمنے دعوت کا نام لیا مین چلا آیا اب کیون روکتے ہو سرشار نے کہا اول تو باعث آپ کی ناراضی کا یہ ہوگا کہ آبشار ہر وقت بلبلایا کرتا ہی اور کہتا ہی مین نے قاسم کو مار ڈالا آپ سے خلاف ہوگا اور اسکے شاہ کا دربار ہی قاسم کسی طرح نہ مانتے تھے آخر سرشار قدمون پر گرا اور کہا اتنا تو قبول کیجیے کہ آجکا دن اور رات تو ضرور رہجایئے آج تو مین نہ جانے دونگا قاسم سوچے کہ بہادر ہی سوا سے بہت اچھا کے اور کچھ نہ بن پڑا سرشار کمر کو باندھکر ہتھیار وغیرہ لگائے ہوے گھوڑے پر سوار ہوکر دربار مین جیران کے آیا تو دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے جملہ پہلوان جمع ہین مگر آبشار وہی ذکر کر رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو مین نے یون مارا اور لاش کو باندھکر پھینک دیا سیار وغیرہ کھا گئے ہونگے جیسے ہی آبشار نے یہ ذکر کیا سرشار بول اٹھا کہ جھوٹیکی ایسی تیسی آبشار نے کہا کیون اے سرشار تم کیا جانو سرشار نے کہا ہم اتنا جانتے ہین کہ جیسے ہی اسنے آنکھ کھولی تمنے ہاتھ تلوار کا مار دیا زخم سر پر کاری پڑا وہ پلنگ پر گرا تمنے اسقدر تلوارین مارین کہ زخمون مین چور چور ہوگیا آبشار نے کہا تم کیا جانو سوا میرے اُس مقام پر کوئی نہ تھا آبشار و سرشار مین تکرار ہونے لگی جیران جنگ آزمانے تکرار کو منع کرکے کہا اے سرشار تمھین کس بات پر قوت ہی کہ جو کہتے ہو اسنے سوتے مین زخمی کیا سرشار سے ضبط نہ ہوسکا کہا اے شہریار قاسم نے صحت پائی رات سے میرے

یہان مہمان ہو وہ دربار شاہ مین آتا تھا مین نے بہ سنت روکا ہو اور میان آبشار یہ فرماتے ہین جو ایسا دل رکھتا ہو کہ اکیلا دربار مین آنے کو کہتا ہی مین کیونکر یقین مانون کہ انھون نے جاگتے مین زخمی کیا آبشار کو یہ سنکر پسینہ آگیا مگر حیران جنگ آزما نے کہا ای سرشار تمنے خوب کام کیا کہ اپنے مکان پر روکا اگر وہ یہان ہوتا اور کلام سخت و سست کرتا تو مجھے کچھ نہ بن پڑتا اکیلے پر ہاتھ اٹھانا میری جرأت کے خلاف تھا شاید صبر نہ ہو سکتا اور مین جواب سخت دیتا جو شخص ایسا بے کلیجے ہو کہ تمام عالم مین مشہور ہو کہ ہزار ہا جوان پہلوانان زبردست میرے رفیق ہین اور پانچ لاکھ فوج کا مالک ہون مگر اُسنے کچھ خوف نہ کیا اور شہر مین چلا آیا اور دربار مین آنے کو موجود ہو مین اُسکو اپنا رفیق بناؤن گا ای سرشار ایک احسان کرو کہ اُسکو سمجھا کر پھیر دو اپنے باپ دادا کا لشکر لاوے سر میدان کلام کرے تو مین جواب دونگا اُسوقت میری جرأت کا حال کھلے گا اور اپنے گھر پر آئے ہوے پر ہاتھ ڈالنا جرأت کے خلاف ہی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازہ پر وہ جوان آگیا کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ خبر کرو اِدھر بعد آنے سرشار کے قاسم سوار ہو کے چلے تو ملازمان سرشار نے روکا قاسم نے سب کو جھڑک دیا اور کہا کیا مین تمھارا نوکر ہون مین ضرور جاؤنگا نوکر خاموش ہو رہے قاسم سوار ہو کر جب دربار گاہ حیران پر پہونچے سامنے مرکب اِنکا بندھا ہوا تھا شیہے کھینچ رہا ہو اِسقدر ٹاپین زمین پر مارتی ہین کہ سامنے ایک غار ہو گیا ہو کئی سائیسون کو مار چکا ہو اپنے آقا کی جدائی مین رغبت سے گھانس بھی نہین کھاتا ہو آنکھون سے آنسو جاری ہین قاسم نے جو اپنے مرکب کو دیکھا اور مرکب کی بھی نگاہ پڑی خوشیان کرنے لگا قاسم نے بڑھکر کہا کہ بیٹا ہم تمھین لینے آئے ہین مرکب بہ حسرت دیکھنے لگا قاسم نے قریب آکر گلے مین گھوڑے کے دونون ہاتھ حمائل کیے لوگ حیران تھے کہ یہ وہی مرکب ہی جو کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا تھا یا وہی گھوڑا کیسا شائستہ کھڑا ہی اپنے آقا کا سینہ چاٹ رہا ہی مگر چوبدار نے جو شاہ سے عرض کی حیران نے گھبرا کر کہا ای سرشار تمھین باہر جاؤ سمجھا کر اُسے پھیر دو با بدولت کے سامنے نہ آئے اگر مار ڈالونگا تو بدنام ہو جاؤنگا مثل مشہور ہے

گھر آئے ہوے کو کچھ نہین کہتے سرشار نے آبشار سے کہا اب آپ تو ہٹ جائیے ورنہ آپ کو دیکھکر اور زیادہ جھلائیگا آبشار تو ایک گوشے مین جا کر چھپے سرشار باہر آیا آکر دیکھا قاسم گھوڑے سے باتین کر رہے ہین اور ورگہ سالار سے تکرار ہو رہی ہی لیکن ورگہ سالار یہی کہتا ہو کہ مین نہ جانے دونگا جبتک کہ حکم نہ آئیگا قاسم کہتے ہین کیسا حکم ہم ضرور اندر جائینگے کہ سرشار نے آکر ورگہ سالار کو منع کیا اور قاسم کے سامنے آکر رونے لگا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ میرے آنے کے بعد ملازمون نے کج خلقی کی قاسم نے کہا کسی کی خطا نہین ہی مین جب آنے پر بگڑا تب وہ لوگ خاموش ہو رہے اے سرشار خبردار کسی ملازم کو کچھ نہ کہنا کسی نے ہمارے ساتھ کچھ برائی نہین کی سرشار نے کہا اب یہ احسان کیجیے کہ پلٹ جائیے مین سو پچاس آدمی ساتھ کردون قاسم نے کہا اے سرشار اب دروازے پر آکر پلٹنا مردان عالم کا کام نہین ہی سر ہتھیلی پر رکھکے آیا ہون اول تو آبشار سے سمجھونگا بعد اسکے شاہ سے کلام کرونگا سرشار نے کہا آبشار دربار مین نہین ہی شاہ نے اسکو نکالدیا ہی مین نے دروغ گوئی اسکی ثابت کی شاہ نے آبشار کو نظرون سے گرادیا اور یہ حکم ہوا کہ بیہودہ باتین نہ کیا کرو زمرے مین پہلوانون کے نہ بیٹھو مگر اب مہربانی فرمایئے میرے ہی مکان پر چلیے دو چار دن آرام فرمایئے بعد اسکے آپ کو اختیار ہی قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ اے سرشار یہ باتین تمھاری ہمپر شاق گذرتی ہین بس اب ہٹو ہم اندر جائینگے ورگہ سالار اٹھا سرشار ہان ہان کرتا رہا مگر ورگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے کلائی تھامکر ایک طمانچہ مار دیا کہ ورگہ سالار کا سر اڑ گیا ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا اور قاسم نے تڑق زنجیر کو کاٹا پردہ اٹھا کر اندر آئے دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہی اور ہزار رفیق بیٹھے ہین ہر ایک دیو خصال عفریت مثال بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے کچھ خیال نہ کیا اور پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے باد کہ بشناسد و بداند کہ خدا یک است و دین پیغمبر برحق یہ آواز سنکر سب پہلوان بگڑنے لگے مگر جیران نے سبکو منع کیا کہ خبردار بار و دخل نہ دو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا نقصان ہی مگر

قاسم آتے آتے قریب تخت حیران جنگ آزما کے پہونچے دیکھا ایک پہلوان موسوم بہ عفریت خونخوار بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے قریب آکر اُسکو سلام کیا عفریت نے کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم نے کہا اے پہلوان دوران داو گرشاسپ جہان ہم تمھارے پاس آئے ہین اور تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر کے واسطے اِس دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کچھ کلام کرینگے عفریت نے کہا کیا مجھے تمنے سب مین حقیر دیکھا ہو اور مقام پر جاکر بیٹھو قاسم نے کہا تم قریب تخت شاہ بیٹھے ہو ہم اسی مقام پر بیٹھین گے عفریت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیران جنگ آزما نے منع کیا کہ اے عفریت اُٹھ جاؤ مہمان کو بیٹھنے دو عفریت شرمندہ ہوکر اُٹھ گیا قاسم دنگل پر بیٹھے حیران شوکت قاسم دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا جوان بے کلیجہ ہو کہ ہراس کا نام نہین بس فوراً اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقی بچون نے گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی لاکر رکھین ایک گائن کو اشارہ کیا کہ وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

ایک شب جو نہ تری محفل مین نہ پائے بار شمع　　صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتۂ زنار شمع
رات جو دیکھا ترے رخسار آتش ناک کو　　کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع
ساق جانان سے جو کی ہو ہمسری اس جرم پر　　لٹکی رہتی ہو دکانون مین سر بازار شمع
تیرے دامن کی ہوا ہو وہ نسیم اے رشک گل　　ہو کے گل بنجائیگی شاخِ گل بے خار شمع
شام سے تا صبح محفل مین وہ گل آتا نہین　　بخت خفتہ ہین عبث رہتی ہو شب بیدار شمع
بد عمل جو ہین وہ باز آتے نہین تعزیر سے　　چور کو پروا نہین گو ہو مثال دار شمع
طائرِ مضمون گرے پڑتے ہین پروانونکی طرح　　کنج تنہائی مین ہو یا ان کلک آتشبار شمع
کیا فقط انسان ہو کافر اُس صنم کے عشق مین　　رکھتی ہو پنہان بدن مین رشتۂ زنار شمع
جلوہ فرما تو اگر ہو گا تو ہو گی طرفہ سیر　　بزم سے بھاگے گی لنگڑاتی ہوئی اے یار شمع
بزم عالم مین ہو خاموشی سے اے ناسخ فروغ　　گو سراپا ہو زبان کرتی نہین گفتار شمع

عین گرمی صحبت ہو کہ قاسم نے ہاتھ سے گائن کو منع کیا کہ خاموش رہو طرف حیران کے متوجہ ہوے فرمایا اے بادشاہ رستم خصال تیری جرأت کے شہرے ہین بڑے بڑے

پہلوان تیرے نام سے کانپتے ہین مین کچھ مانگنا چاہتا ہون حیران جنگ آزما نے بکشادہ
پیشانی جواب دیا کہ جان و مال سب کچھ حاضر ہی قاسم نے کہا اول تو یہ بتائیے کہ آبشار کہان
ہی مجھکو اُسنے تمانچے مارے کہ مین گر پڑا حیران نے جواب دیا کہ مین نے اُسے صحبت سے نکالدیا
اور جو طلب فرمایئے وہ حاضر کرون قاسم نے کہا اول تو میرا مرکب اور سلاح جو آبشار
لایا ہو وہ مرحمت ہون حیران نے جلدی سے جواب دیا کہ علاوہ اُن ہتھیارون کے
سلاح خانہ کھلوا دون جو مزاج مین آوے وہ ہتھیار پسند کر لیجیے قاسم نے کہا ایک
سوال اور ہی یقین ہو کہ وہ سوال آپ کو ناگوار ہو مگر مجھے کچھ پروا نہین مین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون یہی چاہتا ہون کہ اِس اقلیم والون کو بھی دیکھون کہ کیسے بہادر
ہین حیران نے کہا آپ میرے مہمان عزیز ہین جو طلب فرمایئے گا وہ حاضر کرونگا قاسم نے
کہا ملکہ ماہ منیر کو محافے مین سوار کر کے میرے ساتھ کیجیے ورنہ دریا خون کے بہا دونگا
اور معشوقہ کو لیکر جاؤنگا حیران نے شرما کر سر جھکا لیا جواب مین کہا اے نبیرہ صاحبقران
آپ نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھے پسینہ آگیا مگر سوچیے تو کہ کوئی نامردسا نامرد بھی ایسا کام نہ کریگا
مین کیونکر بیٹی کو سوار کر کے آپ کے ساتھ کر دون قاسم نے کہا ہزار رفیق آپ کے
بیٹھے ہین اور پانچ لاکھ فوج کے آپ مالک ہین محافہ ملکہ کا میدان مین رکھیے کل فوج کو
تیار کیجیے تب آپ کو معلوم ہو کہ محافہ کون لے گیا اب بہتر اسی مین ہی کہ عرض میری قبول
فرمایئے حیران جنگ آزما مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان باتون مین قاسم کو
ٹال رہا ہی مگر قاسم ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ اے رستم وقت یا تو اُٹھیے کہ میرے آپکے امتحان
ہو جاوے یا محافہ منگایئے مگر حیران جنگ آزما باختر وسنجان کا حال پوچھ رہا ہی
کہ ان ملکون مین آپ بہت لڑے یہان دربار مین یہ کیفیت ہی کہ بعض پہلوان دربار سے
اُٹھ گئے کہتے تھے ہمسے نہین سُنا جاتا بھتیجا اسکا منشا سے بلندر کا ب کہ رستم قلعہ
حُسن پرستان کہلاتا ہی اپنے محل سے نکلا دیکھا کہ چند پہلوان کھڑے ہین منشا نے پوچھا
کہ آپ لوگ آج دربار مین نہین گئے سب نے کہا اے شاہزادے نہین معلوم آپ کے
چچا صاحب کو کہان کی نامردی سوار ہوئی ہی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران ایسی

سخت کلامی کر رہا ہی اور ہر مرتبہ کہتا ہی کہ اُٹھیے آپ کے چچا صاحب کا چہرہ سُرخ ہوجاتا ہی
مگر باتون مین ٹال رہے ہین ہم لوگون سے نہ سُنا گیا آخر اُٹھکر دربار سے چلے آئے منشانے
جو یہ باتین سُنین غصے مین کانپنے لگا پھر کہا اوبہادرو چچا صاحب وحید عصر پہلوان ہین ربط
ضبط کو کام فرما رہے ہین مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون میرے سامنے تو کہے کہ ہمن کو
سوار کر دو زبان تیغ سے جواب دونگا اور اگر کشتی پر راضی ہوا تو ہڑیان اور پسلیان
توڑ ڈالونگا تو یہ توبہ کرکے بھاگے سب پہلوان منشاے بلند رکاب کے ساتھ ہوے
یہان منشا تنتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا تلوار تولتا ہوا ڈوررا کھولتا ہوا جیسے ہی وہ
بارگاہ مین آیا یہ معاملہ دیکھا کہ قاسم اپنی ہی کہے جاتا ہی حیران جنگ آزما پسینے پسینے
ہی مگر اور تذکرون مین ٹال رہا ہی کہ سامنے سے منشاے بلند رکاب آیا جمال پر قاسم
کے جونگاہ پڑی پسینہ آگیا قریب آکر کہا اوجوان چچا صاحب سے کیا کلام کر رہا ہی مین
ایک بات کہون اگر خلاف مزاج نہ ہو قاسم نے کہا فرمایئے منشا نے کہا اول مجھسے
مقابلہ کیجیے ساتھ اِس شرط کے کہ اگر مین غالب آؤن تو میری رفاقت اختیار کیجیے اور
ماہ منیر کا کبھی نام نہ لیجیے قاسم نے کہا بہتر آیئے مین موجود ہون تلوار کھینچیے منشا حیران
ہی کہ کیا جوان سے کیلیے ہی ہر بات مین موجود ہی تلوار نیام سے اُگلی پڑتی ہی قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا آمادۂ حرب وپیکار ہی منشاے بلند رکاب نے ہاتھ تھام لیا کہا آج شب کو
آپ کی دعوت ہی رات کو اکھاڑا تیار رہیگا صبح کو میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہو مگر
رفاقت مین اِنکار نہ کیجیے گا قاسم نے کہا رفاقت کیسی ہم تمھاری غلامی کرینگے منشا نے
خوش ہوکر قاسم کا ہاتھ تھام لیا دوسری بارگاہ مین لیکر آیا خاطر ومدارات کرنے لگا
مگر ناظرین پر واضح ہو کہ جب آلبشار جلاد صاحب ظلم وفساد محافہ ملکہ کا لیکر آیا تو ملکہ کو
تو محل مین اُتروا دیا اور ماں سے ملکہ کی سب حال بیان کیا مان نے بیٹی کی بلائین لین
کہا اے نور نظر یہ کیا کیا ملکہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان اِس نگوڑے جلاد نے عجب
بدعت کی میری آنکھونکے سامنے اُس یوسف ثانی کو بدغا تلوارین مارین اور گٹھری باندھکر
پشت باغ عشرت پر پھینکدیا مین کیا زندہ رہونگی نام اُسی شہریار کا لے لیکر جان دونگی

ہر آبشار بارگاہ حیران مین آیا سب کیفیت حیران سے بیان کی حیران یہ سنتے ہی تلوار
کھینچکر چلا کر جاتے ہی اُسکا سر کاٹتا ہون یہان کنیزون نے مادر ملکہ کو خبر کی کہ شوہر آپ کے
اس ارادے سے آتے ہین مان نے بیٹی کو کوٹھری مین بند کر دیا جیران محل مین آیا زوجہ
سے پوچھا وہ گیسو بُریدہ کہان ہی زوجہ نے کہا کیون صاحب کیا ارادہ ہی حیران نے کہا
اُسکا سر کاٹونگا مان نے کہا صاحب اِسوقت تو تمکو غصہ ہو مگر ماہ منیر منسوبۂ یاقوت شاہ
ہو جو نور چکیدۂ لقا ہو قدرت کی بہو ہوئی تم لوگ جانتے ہو کہ بے حکم لقا پتہ نہین ہلتا
بس اُنکو تو منظور رہوا کہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھے اگر تم مارڈالو اور کل کو قدرت دامن
پکڑین تو کیا جواب دوگے اور قدرت فرمائین کہ ہنے بہو کا امتحان لیا تھا صاحب دنیا
کے لوگ مسلمانون مین بدون عقد طرف فعل اصلی کے رجوع نہین ہوتے انصاف کرو کہ
وہ امتحان مین پوری اُتری آبشار نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا بلکہ ہمین دشمن کے بھی
مارے جانے کا خوف ہو کہ مسلمانون نے کیسا کیسا ستایا قدرت نے خفا ہوکر ملک
موروثی چھوڑ دیا مگر یہ نہ کہا کہ مسلمان غارت ہوجائین کچھ تعجب نہین ہو کہ قدرت اُس
زخمی کو بھی بچالین جو کوئی تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکو جواب دو کہ قدرت نے جو مناسب
جانا وہ کیا ہم اُنکے حکم کے پابند ہین زوجہ نے اِسطرح شوہر کو سمجھایا کہ حیران جنگ آزما
نے سر نیچا کرلیا اور چپکا باہر چلا گیا حیران جب باہر جاچکا تو زوجہ اِسکی قریب بیٹی کے
آئی دیکھا بہوت عشق ہو کنیزون گھیرے بیٹھی ہین قاسم کے ذکر سے خوش ہوتی ہی اور
کنیزون پر تاکید ہو کہ یہی ذکر کرو اب ماہ منیر اپنے پروردگار سے ہاتھ اُٹھاکر دعائین کیا
کرتی ہو کہ اے کس بیکسان و اے حافظ درماندگان اُس غریب کی حفاظت کرنا نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	دیو بذاتِ تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضانِ سنت ہر گلِ بستان ما	روشن از شمع جلالت کلبۂ احزان ما
باوجود قرب ہستم از بساطِ وصل دور	حیف بر مجبوری ما و اے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان	مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
نیست عجز و انکسار و عذر و تقصیر و سجود	عزت ما حرمتِ ما عظمتِ ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم | چون نریزد جوشش خون کلک گوہر افشان ما
گرچہ سر تا پا گنہگار ہیم یا موسلے مگر | حرف بر فضل وکمالت ہست اطمینان ما

ایک ہمیشہ کا یہ حال اسی طرح گذرا کہ جب ماں آتی ہو تو بیٹی کو دیکھتی ہو کر دیوانہ وار وحشی مثال دعائیں مانگ رہی ہو ماں کہتی ہو کہ بیٹی صبر کرو ماہ منیر کہتی ہو کہ وہ پروردگار اس غربت مین اُنکا حامی و مددگار رہے کنیزون سے آٹھ پہر یہی ذکر ہو کہ آبشار نے مجھکو کیون نہ مار ڈالا اُنکے بھائی بند جب سنینگے تو اس ملک کو آکر برباد فنا اُڑا دینگے ہائے صاحبو مین کیا کمون مجھکو نیند آگئی یہ نہ جانتی تھی کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہو اگر وہ ذرا بھی ہوشیار ہوتے تو میان آبشار کو جواب دیتے اُس حرامزادے نے اُٹھنے بھی نہ دیا کیا صاحبو تمنے کتابین نہین پڑھی ہین کہ باختر ایسے ملک مین لقا پر شبخون مارے اور سنجان مین اُنکے چچا بدیع الزمان اور یہی قاسم تھے تمام ملک گنجاب کے چھین لیے دوسرا کمال یہ کیا کہ جب گنجاب سے آخر کا مقابلہ پڑا ہو اور گنجاب نے ہفت صف جمائی ہو تو بدیع الزمان نے تو لشکر کشی کی مگر اِنکے والد نے اِنکو یہی صلاح دی کہ تم جا کر اکیلے لڑو صف اول کو بدیع الزمان ویران کرتے تھے اور صاحب ہمارے بکہ و تنہا لڑتے ہوئے جاتے تھے آخر گنجاب کو شکست دی ماں یہ باتین سنکر روتی ہوئی آتی ہو اپنے جلسے مین آکر ذکر کرتی ہو کہ ملکہ ماہ منیر کو جنون ہو گیا مگر ماہ منیر آٹھ پہر یہی ذکر کیا کرتی تھی نام لے لیکر قاسم کا روتی تھی اور دعائین کرتی تھی ایک دن بیٹھی رو رہی ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی دادی آپ کے وارث آگئے ہین ماہ منیر دلدہی کرکے پوچھنے لگی کنیز نے سب بیان کیا کہ دربار مین آئے اور آپ کے باپ سے کہا کہ ماہ منیر کو سوار کر دیجیے اور میان آبشار نے سامنا نہین کیا وہ اکیلے آمادہ تھے کہ اوجیران جنگ آزما میرا امتحان کر آخر آپ کے بھائی منشا سے بلند ر کا پہونچے اپنی بارگاہ مین لے گئے ہین اور طبل کشتی بجا ہو صبح کو مقابلہ پڑیگا اگر یہ غالب آئینگے تو منشا اطاعت کریگا اور اگر زیر ہونگے تو یہ منشا کی اطاعت کرینگے اپنی بارگاہ مین دعوت کر رہا ہو دیکھیے آوازیں سنیے ڈھنڈھورا پیٹ رہا ہو ماہ منیر یہ سنکر مثل گل کے

شگفتہ ہوگئی اور کنیز سے کہا ذرا مادر مہربان کو بلا لاؤ کہنا کہ وہ بدنصیب آپ کو بلاتی ہی
کنیز نے جاکر ماں سے کہا ماں فوراً مسکرا دوڑی کہتی ہوئی کہ شکر ہی مہینہ بھر کے بعد مجھکو یاد
کیا آجتک سوا ذکر قاسم کے کوئی کام نہ تھا جب سامنے پہونچی تو آکر دیکھا کہ ماہ منیر
خوش بیٹھی ہی ماں کو سلام کیا ماں نے کہا بیٹا برخوردار کہو کس لیے مجھکو یاد کیا ہی ماہ منیر
نے کہا کیوں مادر مہربان آپ نے خدا کی قدرت کو دیکھا وارث میرا آگیا آپ ایک
احسان کیجیے کہ والد کو بلا کے اُسنے کہیے کہ اکھاڑا سامنے باغچہ حرم سرا کے ہو کہ ہم بھی کشتی
دیکھیں گے آپ کے قربان ہو جاؤں میں بھی اپنے وارث کو دیکھ لوں ماں نے کہا بیٹا
یہ کتنی بڑی بات ہی کیوں بلائیں لیتی ہو آج تمنے بات کی ہی مہینہ بھر کا مل گزرا کہ جب
میں بدنصیب آتی تھی تمکو وحشت میں پاتی تھی آج خوش پایا ہی میں جاکر ابھی یہ انتظام
کیے لیتی ہوں تمکو ضرور تماشہ دکھاؤنگی میں بھی تو دیکھوں کہ وہ جوان کیسا ہی ماہ منیر نے
کہا ای مادر مہربان جب دیکھوگی تو انصاف کروگی اصل یہ مثال ہی کہ انکا تلوا اور میرا چہرہ
برابر ہی خیر اب کل ملاحظہ فرمائیے گا اب جاکر انتظام کیجیے یہ باتیں کر رہی تھی کہ اسنے
خبر سنی کہ حیران جنگ آزما آیا ہی اُٹھکر وہاں سے آئی اپنے شوہر کے پہلو میں آکر بیٹھی
کہا کیوں صاحب آج یہ کیا ہنگامہ ہی حیران نے کہا صاحب کیا بیان کروں نبیرۂ حمزہ
یکہ و تنہا میری بارگاہ میں آیا اور یہ گستاخی کی مجھی سے کہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سوالہ کر دو کہ
میں لیجاؤں میں نے غصہ کرنا مناسب نہ جانا باتوں میں ٹال رہا تھا کہ منشاے بلند رکاب
آیا اسنے وعدہ کیا کہ میں تمسے مقابلہ کرونگا اپنی بارگاہ میں قاسم کو لے گیا ہی دعوت
کر رہا ہی کل صبح کو دونوں میں کشتی ہوگی یقین ہی کہ منشاے بلند رکاب انکی ہڈیاں
پسلیاں توڑ ڈالیگا جس مقام پر پکڑ لائیگا نکلنے نہ دیگا معلوم ہوگا کہ جرأت کیا چیز ہی
زوجہ نے کہا تو ایک احسان کیجیے کہ اکھاڑا ہمارے محل کے سامنے کھدے کہ ہم
لوگ بھی کشتی دیکھیں حیران نے قبول کیا محلدار سے حکم دیا کہ کارندوں سے جاکر
کھدوا کر سامنے بادشاہ بیگم کے محل کے اکھاڑا تیار ہو حکم کی دیر تھی اکھاڑا سامنے
محل کے درست ہونے لگا تماشہ بین رات سے آنے لگے دوکاندار و خوانچے والے

گرد اکھاڑے کے آ آکر جمنے لگے حیران جنگ آزما بھی آکر تخت پر بیٹھا وزرا امرا ارکین
سلطنت و وزیران اجہت سب حاضر ہین کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان مشرق
قلعۂ مشرق سے نکلکر مع شاگردان ضیا و شعاع اکھاڑہ مین چرخ زبرجدی کے خم مارنے
لگا ادھر ماں بیٹی کو لیکر بر سر بام آئی پردے کھنچ گئے کرسیاں بچھ گئین انہین جلیبین سب
آکر بیٹھین دونون ماں بیٹیاں بھی ایک ایک کرسی پر بیٹھین مگر ماہ منیر بیتاب و بیقرار
اسی طرف دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو کہ تمام عالم کے لوگ بیٹھے ہین اور اس آفتاب تابان
و مہر درخشان کا پتہ نہین کہ یکایک روشن چوکی کی آواز آئی سب اسی طرف دیکھنے لگے
دیکھا کہ منشائے بلند رکاب قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے ہر پشت پر مصاحب آگے
آگے روشن چوکی بجتی ہوئی اس زور و شور سے جو قاسم کو ساتھ لیے ہوے منشا
آیا اور ماہ منیر نے قاسم کو دیکھا ماں سے کہا اے مادر مہربان ذرا ملاحظہ فرمائیے دیکھیے
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری کی کیا شان و شوکت ہو
صاف معلوم ہوتا ہو کہ میاں منشائے بلند رکاب انکے نوکر ہین ماں نے کہا بیٹی تم
جوہر شناس ہو خوب جوہر شناسی کی خدا تمھارا اور انکا ساتھ کرے ماہ منیر نے کہا
اب مین انکے ساتھ جاؤنگی اپنے وارثون سے ملونگی محل مین صاحبقران کے کیسی
کیسی شاہزادیاں ہین میاں لقا جو آپ کے خداوند ہین انکی صاحبزادیاں بھی داخل
محل ہین بی گیتی افروز ہمارے شہریار کی زوجہ ہین اور بی جہان افروز انکی بچی ہوتی
ہین یعنی زوجۂ بدیع الزمان اور زوجۂ گنجاب ہجہ خاتون زوجۂ لندھور ہر نوشیروان
کی بیٹی کہ جو بعد مہر نگار عقد صاحبقران مین آئین مہر گہر تاجدار انکا نام ہو غرض ہفت
ملک کی شاہزادیاں ہین ان سب سے ملونگی ماں کہتی ہو بیٹا خاموش رہو ایسا نہ ہو
تمھارا باپ سن لے تو آفت برپا کرے کہ قریب اکھاڑے کے منشا آکر پہونچا غرض
شاگردون نے کشتیاں پیش کین جانگ لنگوٹ منشا نے باندھا اکھاڑے مین
کود کر گیا ڈنڈ پیلے اور پکار کر آواز دی اے شہریار آئیے میرے آپ کے امتحان ہو جائے
سارا شہر مشتاق ہو کر آیا ہو اب حال کھلے گا بازوؤن پر اپنے منشا نے مٹی چڑھائی

اکھاڑے مین مثل دیو کے کھڑا جھوم رہا ہے کہ قاسم لباس پہنے ہوئے اکھاڑے مین بھاندے
منشا کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا بس اب کشتی شروع کرو منشا نے کہا لنگوٹ تو باندھ لیجیے
قاسم نے کہا ای برادر جو زور کہ خدا داد ہو سب طرح ظاہر ہو جائیگا سر بانہ اب برہنہ ہونا
لیاقت کے خلاف ہو منشا بہت حیران ہوا اور ہاتھ پکڑ کر قاسم کا کھینچا الغرض کشتی
ہونے لگی ملکہ کا اسوقت عجیب حال تھا کبھی مان کے پاس آتی تھی کبھی کنیزون سے
کہتی تھی کہ ای مادر مہربان دیکھو ای کنیزو انصاف کرو کسطرح پکڑ لایا تھا لنگوٹ افسائی کا
کتنا معلوم ہوتا ہو کس لطف سے نکلے ہین ای مادر مہربان ذرا اور تماشہ دیکھیے وہ میان
منشا کو پکڑ لائے دیکھیے کس طرح رگڑ رہے ہین اب لنگوٹا ہانپ رہا ہو کیون ای مادر
مہربان ایسے بہادر بھی آپ کی نگاہ سے گذرے ہین دیکھیے کس زور وشور سے لڑ رہے
ہین حواس مین فرق نہین ایکبے مرتبہ قاسم نے دو تین گھسے ایسے دیے کہ منشا کی پیشانی
سے خون جاری ہوا ماہ منیر قہقہہ مار کر ہنسی کہا مادر مہربان دیکھیے بھائی صاحب کا
عجیب حال ہو ماتھے سے خون بہنے لگا اور ہمارے شہریار ماشاء اللہ اسی حواس سے
لڑ رہے ہین اور میان منشا کا چہرہ اُترا ہوا ہو بڑی مصیبت پڑی ہو جی مین اپنے
کہتے ہونگے مین اِس شیر سے کیون لڑا کہ اِس مصیبت مین پڑا قاسم کو بھی یقین ہو کہ
سامنے محل کے جو کشتی ہوئی ہو کیا عجب ہو کہ معشوقہ بھی ہماری دیکھتی ہو اِس خیال
مین چپک چپک کے لڑ رہے ہین جب منشا کو پکڑ لاتے ہین تو گھڑیون رگڑتے ہین منشا
حیران ہو کہ کیونکر جان بچیگی بڑے بڑے مہاجن و وزرا شرطین بد رہے ہین بعض کا
یہی قول ہو کہ منشا غالب ہوگا مگر جو لوگ مبصر ہین وہ طرف سے قاسم کے بد رہے ہین
آوازین آرہی ہین کہ دونی دیتے ہین یہ مسافر غالب آئیگا افسران فوج کہ رہے
ہین کہ اگر یہ مسافر غالب آیا تو کیا ہم اِسکو زندہ جانے دینگے پہلوان لوگ کہ رہے
ہین کہ شرط کے سراسر خلاف ہو جو کہدیا وہ ہو گیا پہردن رہے تک منشا اُلجھ اُلجھ
کے لڑا مگر سرشار پہلوان جسکے یہان قاسم مہمان ہوئے تھے بہت سے توڑے
لیکر آیا ہو جو طرف سے منشا کے بدتا ہو سرشار آواز دیتا ہو کہ ہمارا مہمان مارے

آؤ بھئی ہمیشہ برد ایک جوہری نے جوٹوکا کہ میان سرشار صاحب کچھ جواہر ملاہیے سرشار نے
یاقوت احمر کا کنٹھا گلے سے اتار کر پھینکدیا کہ جوہری صاحب ہمارا احسان زیر کرے عجب
طرح کا ہنگامہ ہو اور ماہ منیر کہہ رہی ہو کہ اے رب بے نیاز واے خالق کارساز میرے عاشق
کا تو معین و مددگار ہو منشا لڑتے لڑتے سنبھلا اور کہا اے شہریار ایک زور آخر کرتا ہون
اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ زیر ہونیکا اقبال کرونگا قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے منشا بے بلند رکاب دونون مونڈھے قاسم نوجوان کے تھامے اور سینے
مین سر لگا کر لے دوڑا قاسم کوئی پانچ قدم ہٹ کر آئے تھے کہ تیورا کر بل پڑا یہ بھی پلٹے
دونون مین کشاکش ہونے لگی قاسم چاہتے ہین پیچھے نہ ہٹون اور منشا چاہتا ہو کہ
ریلکر لے دوڑون قاسم نے جو ہکہ مارا تو منشا کا کولا اتر گیا کانپ کر بیہوش ہوا قاسم
نے ہاتھون پر روکا اور پکار کر آواز دی کہ اب تو یہ صید زبون ہوا اسیر کیا ہاتھ ڈالون
شاگردکو ویرٹے منشا کو سنبھالا پالکی مین ڈالکر لے گئے قاسم اکھاڑے سے نکلے
برابر تخت حیران کے آئے کرسی پر بیٹھے حیران نے کہا اے جوان کیا کہنا مگر فیصلہ تو
نہین ہوا قاسم نے کہا مین حاضر رہونگا جب انکو صحت ہو تب پھر مقابلہ کرین حیران
دل سے اپنے باتین کر رہا ہو کہ یہ جوان منشا پر غالب ہو مگر زبان سے اسکے کہنا مناسب
نہین ہو قاسم باتین کر رہے ہین تمام حاضرین وقت قاسم کی تعریفین کر رہے ہین
کہ یکایک قاسم نوجوانکی کرسی کے نیچے سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا پاے مین کرسی
کے لپٹا پر پرواز پیدا کر کے لے اڑا قاسم متموج ہوا سے بیہوش ہو گئے حیران
نے کہا دیکھو صاحبو قدرت کو بہت ناگوار ہوا چاہ مار ان سے مار سیاہ کو بھیجا
وہ قاسم کو اٹھا لے گیا نظرون سے ناپدید ہوا اس معرکے سے بارگاہ مین عجب ہلڑ تھا
بعض کہتے تھے کہ شاہ ہمارے سچ فرماتے ہین کہ قدرت کی یہ تقدیر تھی مگر قاسم بیہوش
ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا اور ایک ساحرہ کو
دیکھا کہ وہ پہلو مین کھڑی ہو اور کہہ رہی ہو کہ منم ابریق جادو اے قاسم تجھپر عاشق
ہون قلعہ حسن آباد سے اٹھا لائی دیکھ مین یہان خدائی کرتی ہون اور رخدار ند

برق غضب سپہر نام ہی جو کوئی گنہگار سامنے آتا ہی ہاتھ ہلا دیتی ہون برق چمک کر گرتی ہو اُس گنہگار کے دو ٹکڑے ہوتے ہین قاسم نے غصے مین جواب دیا او بیہودہ کیا بکتی ہی مین تیرے قابل ہون کہ جو مجھسے سوال وصل کرتی ہو ابریق جادو قاسم کو لیکر اپنے باغ مین آئی کہا اے شہریار مین فقط صورت دیکھنے کی طالب ہون آپ کوئی کام اپنا میرے سپرد کیجیے اسکو بجا لاؤن قاسم نے کہا اے ابریق اگر تو ایک کام کرے تو مین تجھکو اپنے مشتاقون مین درج کرون ابریق نے کہا فرمایئے قاسم نے کہا قلعہ حسن آباد مین میری معشوقہ ہی ماہ منیر دختر حیران جنگ آندما کہ نہایت خوبصورت ہی اگر تو اُسکو اُٹھا لائے تو جو کہے وہی قبول کرون ابریق نے کہا مین ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر قاسم کو حصار سحر مین بٹھا یا آپ اُڑتی ہوئی چلی مگر قضائے کار سیارہ بن عمرو جب دریائی تباہی سے نکلا اول قلعہ کبر و تیبہ پر آیا وہان حال سُنا پھرتا پھراتا تا یہ باغ عشرت پہونچا معلوم ہوا کہ مسعود زمیندار نے شاہزادے کا علاج کیا مگر اب طرف حسن آباد کے گئے ہین اُسی طرف چلا راہ طے کرتا ہوا قلعہ حسن آباد مین پہونچا ایک دوکان پر اکر ٹھہرا دیکھا کہ منتر گر دمرد ایک تخت یاقوتی ساتھ لیے ہوے مع بارہ ہزار جمعیت انھون کے طرف بارگاہ حیران کے جاتا ہی سیارہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عیار لقا واسطے لینے ملکہ کے آیا ہی سیارہ صورت بدلکر ساتھ ہوا دربارگاہ حیران پر پہونچا گردمرد نے فرمان لقا حیران کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو گذرا وہ گذرا ابھو کو ہماری بھیجدو حیران جنگ آزما خوشی خوشی محل مین آیا زوجہ سے کہا ہان صاحب بیٹی کو دولھن بناؤ اب وہ اپنے شوہر کے یہان جائیگی قدرت کی بھوہی مان نے اُسی وقت ماہ منیر کا لباس تبدیل کیا مگر ماہ منیر بیقرار بلک بلک کر روتی ہی اور یہ اشعار زبان پر اُسی گریہ و بکا مین جاری ہین **نظم**

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح	چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
ملال تمکو ہی تم ہو دلِ مکدر مین	غبار روح مین ہی یا دلِ غبار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی	نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

دکھاوے جلوۂ آخر کہ وقت آخر ہی
ہو میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین کم ترے مستونکی مستیان لبِ گور
بہک رہی ہی ابھی تک اسی خمار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
اسی سرور مین دل ہی اسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکارین تجھے مرے آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا ضراج نہ سپہر
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کنار قبر مین ہی زحمت فشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم
کہ لوٹتی ہی مرے دامن مزار مین روح

مان نے کہا بیٹی کیون روتی ہو اب تو تم فخر خاندان ہوئین قدرت کی بہو کہلاؤ گی قدرت کے ساتھ تقدیرین کرنا ماہ منیر نے جواب دیا کہ مین تو اُس بدنصیب پر لعنت کرچکی ہون خدا مجھے صورت یاقوت شاہ کی نہ دکھاوے وہ بھڑوا جبرئیل قدرت کہلاتا ہی مان نے بہ مشکل بیٹی کو دلھن بنایا حیران جنگ آنزما بیٹی کو ساتھ لیکر باہر نکلا تخت پر سوار کیا مخبر گردمرد سے سفارش کی کہ یہ بیمار رہتی ہی جبرئیل قدرت سے کہدینا کہ تھوڑے دنون اِسکی دل وہی کرین گردمرد نے کہا جب قدرت کے سامنے جائیگی سب عارضے دفع ہوجائینگے سیارہ بھی یہ سوچکر ساتھ ہوا کہ آقا کی معشوقہ ہی اگر کسی مقام پر بن پڑا تو عیاری کرکے لے نکلو نگا اور قاسم کی خبر تو سُن چکا ہون غرض تمام شہر کے لوگ قدرت کی بہو کو رخصت کرنے آئے ہین اجماع عالم انبوہ ہی لیکن ماہ منیر کی ہچکیان لگی ہوئی ہین بلک بلک کے رو رہی ہو کہتی ہی ای خدای جہان آفرین ای مالک زمان و زمین مین باختر تک زندہ نہ پہونچون اُس نگوڑیکی صورت نہ دیکھون کہ جسکا باپ دعوی خدائی کررہا ہی ادھر حیران جنگ آنزما قریب تخت کے آیا کہا بی بی کیون روتی ہو اُس گھر مین جاتی ہو کہ جس گھر مین خدائی ہی قدرت کے ساتھ تقدیرین کرنا ماہ منیر نے چپکے سے جواب دیا کہ خدائی کو اُسکی پروردگا

غارت کرے لنگوڑا اچھوتا بھگوڑا ملکوں ملکوں پھرتا ہے سیکڑوں ملک اِسنے برباد کرائے
جب چوک مین سواری پہونچی تو سب اہل شہر غلغلہ کرنے لگے کہ ہم سب قدرت کی
بھو کی زیارت کرلین بی بی اس شہر کی آبادی کی قدرت سے تقدیر کرانا جو قریب آتا ہے
وہ پالوں کو بوسہ دیتا ہے ہر ایک کا قول ہے کہ کل قدرت نے کیا مدد کی ہے کہ قاسم کو
چاہ ماران مین پھنکوا دیا ورنہ وہ بڑا طاقت دار تھا حیران جنگ آزما نے کہا تم
لوگ نہین جانتے ہو قدرت مسلمانون کو بہت چاہتے ہین ملکون ملکون بھاگے پھرتے
ہین حمزہ کو سپہ سالار قدرت بنایا ہو اُسکی اولاد سے محبت کرتے ہین کل قدرت کو
غصہ آگیا اژدہا چاہ ماران کا بھیجدیا ہر چند کہ ظاہر مین وہ سب مقام غارت ہوے
مگر قدرت نے سب سامان عذاب و ثواب اپنے ساتھ رکھا ہے چوک مین سواری
ٹھہری ہوئی ہوا یالیان شہر زیارت کر رہے ہین اور ماہ منیر کا قلق بڑھتا جاتا ہے کہ
یکایک زمین کانپی اور زمین سے ایک پریزاد نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی
منم فرستادۂ خداوند زمرو شاہ باختری نکلتے ہی پریزاد نے تخت ماہ منیر کو اپنے کاندھے
پر اُٹھا لیا اور برروے فلک روانہ ہوئی حیران نے کہا لو صاحبو بی ماہ منیر روتی
تھین قدرت نے پریزاد کو بھیجا اور خود اُٹھوا لیا یہ لوگ توبہ کرتے ہوے پلٹے مگر
ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی ابریق جادو تھی ملکہ کو مع تخت اُٹھا لیگئی راہ مین
صورت زیبا جو دیکھی حیران جمال و محو دیدار ہوگئی جی مین کہتی ہے حقیقت مین یہ تو
اُسی کے لایق ہے قاسم سے تو وعدہ کر آئی ہون مگر اِس سے بھی بہنا پا کرون کہ مجھپر
مہربان رہے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہری تاکہ ماہ منیر سے عہد و پیمان کرلے کہ نگاہ اُٹھا کر
دیکھا سامنے ایک باغ سرسبز و شاداب ہے چمن زہان کے لاجواب تمام نخل بار اثمار
سے سر بسجود ہین سب طرح کے میوے اُس باغ مین موجود ہین ابریق جادو تخت
ماہ منیر کا لیکر اسی باغ مین اُتری دامن کی ہوا دیکر ملکہ کو ہوشیار کیا تلوے سہلانے
لگی ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا جادوگرنی قریب بیٹھی تلوے سہلا رہی ہے ملکہ اُٹھ بیٹھین اور
ابریق کو سلام کرنے لگین حیران تھین کہ یہ کون بلا ہے ابریق نے کہا بی بی نہ گھبراؤ

مین تمھارے عاشق کی بھیجی ہوئی آئی ہون قاسم کا نام سنکر ماہ منیر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا بوا تمھارا احسان عمر بھر نہ بھولونگی ابریق نے کہا مین تو تمھاری لونڈی ہون مین عمر بھر خدمتگزاری کرونگی ماہ منیر نے کہا اے ابریق جو مجھسے ہوسکے گا اسطرح قاسم کو سمجھاؤن کہ تمھارے محل مین دن کو رات کو برابر جایا کرین تمسے روگردانی نہ کرینگے اے ابریق مین نے بڑے صدمے اٹھائے ہین کاش مین نابینا پیدا ہوتی شوہر کا قتل ہوتا دیکھا پھر خدا نے انھین زندہ دکھایا مگر قاسم کو اچھی طرح رکھا ہی کسی تکلیف مین تو نہین ہین ابریق نے کہا قریب قلعۂ آفتاب نگار کے ایک باغ ہی اسمین بٹھا کر آئی ہون مار سیاہ دنبکر مین ہی اٹھا لیگئی تھی شہر ابریقیہ مین خدائی کرتی ہون ماہ منیر نے جو وہ باغ سرسبز و شاداب دیکھا ابریق سے کہا کچھ میوے توڑ لاؤ دو چار پھل کھالون تو پھر چلون ابریق چمنستان مین آئی لاتین مار کر درختون کو گرانا شروع کیا صدہا درخت گرا دیے قضاے کار دیو پنجر اس باغ مین رہتا ہی برائے شکار گیا تھا شکار کر کے پلٹا ہی ایک سیخ آہن مین اژدہے اور فیل لٹکتے ہوے بلندی سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ کو پامال کر رہی ہی تڑپ سکے گرا ابریق کو گولی بنا کر کھا گیا پیٹ مین گبرو دار کی صدا بلند ہوئی دیو پنجر اپنے پیٹ کو پیٹتا پھرتا ہی کہ مین یہ کیا کھا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ابریق جادو بود دیو پنجر ٹہلتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا جمال بے مثال دیکھکر جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بی بی مین تمھارا عاشق ہون ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا مجھے کھالے تب معشوق ہین ظاہر ہو خدا کی قدرت کہ تو ہمارا عاشق ہی دیو پنجر نے کہا مین خدمتگزاری کرونگا کسی طرح آپ کو رنج نہ پہونچیگا یہ کہکر دوڑ گیا پانچ چار عورتین اٹھا لایا کہا اس بی بی کی خدمت کرو ملکہ ناچار ہوئی اسی باغ مین رہنے لگی دیو پنجر سامنے ناچا کرتا ہی مسخرہ پن کرتا ہی ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی ہین مگر یہان ابریق ماری گئی وہان قاسم جو باغ مین بیٹھے تھے انکے ہاتھ پانون قابو مین آئے کنیزان جو خدمت مین حاضر تھین انسے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابریق پر کوئی آفت پڑی کسی نے اسکو مار ڈالا میرے ہاتھ پانون مین طاقت آگئی اگر وہ زندہ ہوتی

تو حصار رقایم رہتا کنیزوں کو آزاد کر دیا کہ اپنے اپنے مکانوں مین جاؤ۔ ادہر قاسم وہانسے اُٹھے بیرون باغ آئے ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک شہر رفیع وسیع ہی پھاٹک اُسکا کھلا ہی نہرا رہا بارگاہ مین استاد ہین تمام اہالی شہر لباس گلنار پہنے ہوے پھر رہے ہین اُس قلعے کا نام قلعۂ آفتاب نگار ہی وہان کا بادشاہ عالیجاہ آفتاب شاہ بیٹا اُسکا مہتاب شاہ اُسکی شادی کا سامان ہو رہا ہی جابجا دوکانین آراستہ نوبت و نقارہ بج رہا ہی آفتاب شاہ نے جو قاسم کو دیکھا خوش ہو گیا قریب آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین چلیے آپ ہمارے مہمان ہین قاسم ساتھ آفتاب شاہ کے بارگاہ مین آئے دیکھا مہتاب شاہ تخت پر بیٹھا ہی رفیق گلنار جوڑے پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین خوبرو شعلہ خو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا	معدن لعل بدخشان سے گہر پیدا ہوا
وہ ہین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا	ہر بدن کے ساتھ اُسکا ہم سفر پیدا ہوا
سر ترا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی	ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھنچ آئی تعجب ہی مجھے	سنگ مقناطیس کا پا ہین اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا جو تھا	جانتے تھے جسکو ہم موے کمر پیدا ہوا
رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین	وہ شجر دیوانہ ہی جس مین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین	بے کمر تو ہی تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا
کیا غضب ہی جسم خاکی کے قفس مین جان ہو	یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پہ پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اُسکو نسیم	جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا

مہتاب شاہ نے باپ سے کہا اِس جوان کے آنے سے محفل مین رونق ہو گئی آفتاب شاہ نے خاطر کرنا شروع کی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی منظور ہی کہ برات بیجا ئین کہ رونے پیٹنے کا ہلڑ ہوا خرد و کلان نہ پیر تا جوان داڑھین مار مار کے رو رہے ہین آفتاب شاہ کا عجیب حال ہی سر دے دے مارتا ہی اور بیٹے سے اپنے

لپٹ لپٹ کر رو رہا ہو مہتاب شاہ کا یہ حال ہو کہ نہ آنکھون سے آنسو نکلتے ہین نہ منھ سے بات
خاموش بیٹھا ہو زانو پر ہاتھ مار رہا ہو قاسم نے آفتاب شاہ کا ہاتھ تھاما پوچھا کیا
ماجرا ہوا کیا دلہن نے انتقال کیا آفتاب نے کہا ای شہریار کیا آپ سے بیان کرون
ایک دیو ہو کہ دیو پنجہ اسکا نام ہو اُسنے یہ بدعت شروع کی کہ قلعے مین گھس آتا تھا
سو سو آدمیون کو کھا جاتا تھا آخر مین نے جا کر فیصلہ کیا کہ ایک آدمی روز لے لیا
کرو رعایا مین سب کے نام لکھے گئے ہر گھر سے ایک آدمی روز جاتا ہی دیو پنجہ اُس آدمی کو
کھا کر چلا جاتا ہو وہ دیو آیا ہو باہر زیر درخت بیٹھا ہو اور پکار رہا ہو کہ میری خوراک
بھیجو ورنہ مین اندر قلعے کے آتا ہون اگر اندر آئیگا تو ہزار دن کو کھا جائیگا اور
کاغذ مین حساب سے میرے ہی بیٹے کی باری ہو سوا اسکے کہ بیٹے کو حوالے کرون
اور کیا چارہ ہو قاسم نے کہا ہم آپ کے مہمان ہین ہمکو اپنے بیٹے پر نثار کیجیے ہمکو
روانہ کر دیجیے ہم دیو سے سمجھ لین گے آفتاب نے کہا کیا غضب کی بات ہو کہ ایک
رات کے مہمان کو ہم یہ تکلیف دین کہ اپنی جان جا کر دے بڑے بڑے رفیق بیٹھے ہین
کہ جنکو دو دو پشتین گذری ہین ہمارے خاندان سے کسی نے قصد نہ کیا آپ نے یہ فرمایا
تو ہم بہت ممنون و شکر گزار ہوے قاسم نے کہا مین نے خالی نہین کہا ہی مین ضرور
جاؤنگا مجھسے غم و الم آپ کا نہین دیکھا جاتا کہ جسکی آج برات ہو اُسکے لیے یہ سامنا
ہو کہ وہ جا کر جان دے اور کوئی سینہ سپر نہ ہو ایسا شاہزادہ حسین وجمیل یون
ضایع ہوتا ہو اِتنے ہی عرصے مین کسقدر چہرہ اُتر گیا ہو معلوم ہوتا ہی برسون کا بیمار ہو
مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا کہا ای مہربان تم تو وہ خیر خواہی ظاہر کر رہے ہو کہ جیسے مان
باپ ظاہر کرتے ہین قاسم تلوار ٹیک کر اُٹھے اور کہا مین ابھی جاتا ہون اور جا کر
اُسے سمجھائے دیتا ہون تمام بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ کیا جوان ثابت قدم ہو کہ جو کہا ہی اُسکے نباہنے کو موجود ہو قاسم نے
مہتاب شاہ سے کہا آپ تو تشریف رکھیے اور ناچ دیکھیے مین تھوڑے عرصے
مین واپس آتا ہون مہتاب شاہ رونے لگا کہتا تھا ای جان بخش آپ کی کیا

تعریف کرون آپ نے اُس احسان پر کمر باندھی ہو کر کوئی نہین کرسکتا آپ تشریف
رکھیں مین خود جاکر جان دیتا ہون قاسم نے ہاتھ تھام کر کہا کہ آپ کیون جان دیتے
ہین مین دیو کا سر لیکر آتا ہون مہتاب شاہ ہنس پڑا کہا اے والد نامدار آپ فرماتے
ہین کہ مین دیو کا سر لاتا ہون یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ انسان دیو سے لڑسکے آفتاب شاہ
دوڑ کر لپٹ گیا کہا اے جان بخش بیٹھیے آپ نے جو کہا اُسکا نمونہ دکھا دیا آپ کا نام نامی
کیا ہی اتفاق کی بات ہو کہ شب بھر صحبت رہی مگر آپ کا نام نہین پوچھا قاسم نے کہا جب
مین پلٹ کر آؤنگا تو نام بتا دونگا کل اہل دربار اِس جراُت پر عش عش کر رہے ہین ہر ایک کا
یہ قول ہو کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی اِس مقام پر کانپ جاتے لیکن اِس
جوان کو کچھ انتشار نہین قاسم بارگاہ سے باہر نکل آئے اور طرف در شہر کے چلے
آفتاب روتا ہوا ساتھ ہو دمبدم بڑھکر روکتا ہو کہ اے مہمان کیون ہمین خفیف کرتا ہو
بعض کہتے ہین یہ جوان بڑا عقیل و فہیم ہو دیو کے سامنے کیا جائیگا دروازے سے
نکلکر بھاگ جائیگا دیو پھر تقاضا کریگا کہ میری خوراک بھیجو مہتاب شاہ سب کو جواب
دیتا ہو کہ یارو کیا ہمنے اُس سے کہا تھا کہ جاؤ وہ تو خود ہی ارادہ کر رہا ہو بدون ہمارے
کہے سنے اُسنے یہ ارادہ کیا ہو خدا اُسکے اِرادے کو پورا کرے قاسم شہر سے باہر
نکلے آفتاب و مہتاب بام قلعہ پر آئے دیکھا قاسم رستمانہ ٹہلتا ہوا قریب دیو کے
آیا دیو پنجر نے جو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل آیا ہو خوب ہنسا کہا اے
جوان لقمہ تو بہت چرب ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو تکلیف نہ پہونچے مین منھ کھول کر
بیٹھون تو منھ مین میرے پھاند پڑ یون ہی تجھکو نگلجاؤن ورنہ چبا چبا کے کھاؤنگا قاسم
نے کہا بہت خوب آپ منھ کھولکر بیٹھیے تو مین پھاند پڑون دیو جو منھ کھولکر بیٹھا قاسم
نے ایک پتھر ایک سو من کا دیو کے منھ مین ڈالدیا دیو وہ پتھر نگل گیا مگر دو دانت بھی
ٹوٹے جب آنکھین کھولین کہا اے جوان یہ تو نے کیا کیا کہ میرے دو دانت توڑ ڈالے
آفتاب و مہتاب بام قلعہ سے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اِس
جوان نے بڑا غضب کیا دیو کے دانت توڑے اب وہ بڑی اذیت سے کھائے گا دیو

پنجر نے ہاتھ قاسم پر مارا مراد یہ تھی کہ گولی بنا کر کھا جاؤن قاسم نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو جھکا قاسم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیو کو چکر آگیا غل مچانے لگا آدمی آدمی کیسے جاتا ہی بالا ے قلعہ سے آفتاب و مہتاب شاہ دیکھکر ہنس رہے ہین کہتے ہین لو بارو یہ نیا تماشہ دیکھو کہ دیو چیخ رہا ہی وہ جوان نہین چھوڑتا دو چار گھونسے قاسم نے ایسے مارے کہ دیو اور زیادہ چیخنے لگا اب دونون مین کشتی ہونے لگی قاسم نے دیو کو دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا اب شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو پنجر نے کہا مین خداوند را اس لشیاطین کو نہ چھوڑونگا قاسم نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھڈی پر رکھا ایک جھٹکا مار کر سر دیو کا کھینچ لیا ادر بال پکڑ کر سر اٹھایا طرف قلعے کے سر لیکر چلے ادھر آفتاب و مہتاب شاہ سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکل آئے دیکھا لاشہ دیو کا پڑا تڑپ رہا ہی قاسم سر لیے ہوے آتے ہین آفتاب نے دوڑ کر قاسم کو گود مین اٹھا لیا مہتاب شاہ تصدق ہونے لگا سب اہالی شہر تعریف جرأت کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ایسے ایسے بہادر لوگ بھی دنیا مین ہین کہ دیو کو مارا قاسم نے سر ڈالدیا کہا ای آفتاب شاہ آگاہ ہو کہ منم نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان اب تو سب آگاہ ہوے کہ یہ صاحبقران کے پوتے ہین جب تو یہ جرأت ہی دیو کشی اور دیو بندی انھین کا کام ہی دادا انکے اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے صدہا دیو نزاد مارے عفریت کو قتل کیا سمندون کو مارا سب پردے تسخیر کر لیے قاسم نے کہا ای آفتاب شاہ تمکو مناسب یہ ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرو لقا پر لعنت کرو آفتاب شاہ و مہتاب وسب اہل شہر کلمہ پڑھکر بصدق دل وائرۂ اسلام مین آئے قاسم قلعے مین آئے آفتاب نے تخت خالی کر دیا کہا آپ تخت پر بیٹھین ہم سب آپ کے تابعدار ہین آپ نے سب کی جان بچائی حقیقت مین ایسا معرکہ کبھی نہ دیکھا تھا کہ آدمی دیو کو قتل کرے آپ نے کل شہر کی جان بچائی قاسم نے کہا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجھے ہوس سلطنت نہین ہی یہ کہکر آفتاب کو تخت پر بٹھایا اسوقت کی دربار مین خوشی ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اس شخص کی وجہ سے سب کی جان بچی ورنہ روز آتا تھا ایک آدمی کو کھا جاتا تھا روز ایک

شخص کا غم ہوتا تھا قاسم نے دریافت کیا کہ کیون ای آفتاب شاہ قلعۂ حسن آباد
یہان سے کتنی دور ہی آفتاب شاہ نے پوچھا آپ کو قلعۂ حسن آباد سے کیا کام ہی
قاسم نے کہا کہ دختر جیران جنگ آنہ ما میری معشوقہ ہی مین اُسکو لینے جاؤنگا آفتاب
نے کہا قلعۂ حسن آباد یہان سے بارہ منزل ہی ہم سب آپ کے ساتھ چلین گے لیکن
جیران جنگ آنہ ما بڑا بہادر ہی آپ کے ساتھ فساد کریگا قاسم نے کہا اُنکی بھی جرأت
دیکھ چکے سر دربار اکیلے گئے اُسنے مقابلہ نہ کیا بھتیجا اُسکا مندشا کے بلندرہ کاب
مجھسے لڑا اُسکا کولا اُتر گیا میرے اُسکے فیصلہ نہ ہوا مین اُس سے فیصلہ کرونگا اور ماہ منیر
کو لونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایک عیار حاضر ہی سیارہ نام
بتاتا ہی قاسم نے نام سیارہ کا سُنکر بہ اشتیاق حکم دیا کہ بُلاؤ سیارہ اندر آیا قاسم کو دیکھکر
بہت شاد ہوا کہا حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین قاسم نے کہا ای مہتر والا گہر اتنے
عرصے تک کہان رہے سیارہ نے سب حال بیان کیا کہ اول باغ عشرت پہ پہونچا
وہان آپ کے قتل کا شہرہ سُنا مسعود زمیندار کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ صحت
پاکر طرف حسن آباد کے تشریف لے گئے وہان جو پہونچا تو دیکھا کہ مہتر گردم ملکہ
کے لینے کو آیا تھا چوک مین جب سواری پہونچی تو ایک پریزاد ملکہ کو اُٹھا لے گئی
قاسم نے کہا وہ ابریق جادو تھی مگر راہ مین اُسپر اُفتاد پڑی جب تو مین نے رہائی
پائی آفتاب شاہ نے بڑی دھوم سے اپنے بیٹے کی برات آراستہ کی قاسم کو دین
لیکر ماہتاب شاہ کو فیل پر سوار ہوے تمام رئیسان شہر ہمراہ تھے کوئی سامان ایسا
نہ تھا کہ برات کے ہمراہ نہو چند تخت عمدہ کسے ہوے چند نازنینان مہ جبین اُن تختون پر
سوار ساز سے ساز بجاتے ہوے وہ نازنینان مہ جبین بانداز گاتی ہوئی یہ نظم

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخ جفا جو بدلا — ہان مگر او دلِ بیتاب نہ تو بدلا
کنج مدفن مین یہ تنہا چین کر جیسے سوئے — ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا
لذتِ ذبح زبان سے نگئی پر سونتک — سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا
رہگئی کونسی منت جو نہین کی لیکن — نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنون کو ہو ترقی ہر روز | ڈھنگ وحشی کا ترے کچھ نہ پری رو بدلا
وسمۂ آب حنا سے نہین ہوتا ہو شباب | جب ہوے پیر تو رنگ سر ہر سو بدلا
ایک سان حال ہو خوننابۂ دل کا میرے | آجتک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا
کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم | آب نارنج کبھی شربت آلو بدلا

آفتاب شاہ روپیہ لٹاتا ہوا چلا اِسقدر روپیہ لٹایا کہ آجتک فرے چمک رہے ہین دُلھن کے مکان پر بڑی رسوم سے پہونچے عقد وغیرہ کرکے برات پلٹی تمام شہر خوشیان کر رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اِس جوان کی ذات سے شہر آباد رہا ورنہ ملک ویران ہوجاتا شب کو مہتاب شاہ نے گوہر مراد حاصل کیا صبح کو قاسم نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہوئی سیارہ بھی ساتھ ہو ساٹھ ہزار فوج کو لیکر طرف حسن آباد کے چلے مگر ملکہ ماہ منیر کہ باغ مین دیو پنجر کے داخل تھین دس پانچ کنیزین ہمراہ ہین جب کئی دن گذرے کہ دیو پنجر نہ آیا تو ملکہ نے کہا کیون صاحبو اب وجہ معاش کیونکر ہو برا تھا یا بھلا تھا کھانیکی تو فکر رکھتا تھا معلوم ہوتا ہو کوئی اُسپر آفتاد پڑی اب اِس باغ سے نکلتے ہین صحرا و بیابان ہمارے مقام ہین آوارگی نے ہمارا ساتھ دیا دیکھیے شہر یار سے کیونکر ملین چند عورتین چلی گئین مگر وہ کہ نہایت ہی جوان تھین وہ ملکہ کے ساتھ باغ سے نکلین باغ مین مال و اسباب بہت تھا ملکہ نے وہ لدوا کر ساتھ لیا تھوڑی دور چلی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر بہت بڑا موسوم بہ خورشید بازرگان کاروان اپنا لیے ہوے براے تجارت جاتا تھا دور سے اِسنے دیکھا کہ ایک نازنین قمر طلعت نہایت خوبصورت اسباب کے چھکڑے ساتھ لیے ہوے ایکطرف کھڑی ہوئی ہو مرد کو دیکھکر چھپنے لگی مگر تاجر نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم اِس جنگل مین کیون کھڑی ہو ملکہ نے کہا مجھسے تعرض نہ کرو مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار میرا احال کچھ نہ پوچھو فرد چہ گویم از سروسامان خود عمر بست چون کاکل ہا سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بدوشم ہا اِس عرصے مین چند ملازم خواجہ بازرگان کے آگئے خورشید نے جبرًا و قہرًا ملکہ کو محافے مین سوار کیا

سب مال اپنے قبضے مین کر لیا مگر خنجر ملکہ نے اپنے پاس رکھا ہی خورشید جب جا کر منزل پر
اترا تو شب کو اسنے ملکہ کو صحبت مین طلب کیا ملکہ روتی ہوئی آئی خورشید نے چاہا شراب
پلاؤن ملکہ نے انکار کیا اور کہا مجھکو اسکا ذوق نہین ہی خورشید چاہتا تھا کہ بہ شریک
صحبت ہو ملکہ نے خنجر دکھایا کہا ای خورشید تمھاری میری دونونکی جان جائیگی ہاتھ نہ لگانا
الگ بیٹھے رہو خورشید ناچار ہوا ماہ منیر نے کھانا بھی نہ کھایا خورشید دن بھر
راستہ چلتا ہی اور رات کو ملکہ کو صحبت مین بلاتا ہی بہ جبر دو چار نوالے کھلا دیتا ہی ملکہ
نحیف و زار ہو گئی ہی لیکن اپنی عصمت کو بچائے ہی ایک دن خورشید بازرگان
ایک صحرا مین آکر اترا کہ جنگل سے گرد اڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال تخت پر دو بادشاہ پشت پر ساٹھ ہزار فوج خورشید نے آکر قاسم نوجوان سے
ملاقات کی اور کہا شام کو حاضر ہونگا قاسم بھی اسی جنگل مین اتر پڑے شام کو خورشید
آیا کچھ اسباب تجارت پیش کیا قیمت اسکی طی نہ ہونے پائی کہ خورشید اٹھ کھڑا ہوا قاسم
نے کہا کیا جلدی ہی خورشید نے کہا ای شہریار آج چار پانچ دن گذرے ہین کہ مین نے
صحرا سے ایک عورت پائی اسقدر ملول وحزین ہی کہ اس پانچ دن مین نحیف و زار
ہو گئی مگر میرا وصل نہین قبول کرتی جا کر اسکو کھانا کھلاؤنگا ایسا نہ ہو کہ تڑپ تڑپ کے
مر جائے میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی قاسم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای
خورشید ہم بھی اس نازنین کو دیکھ سکتے ہین خورشید نے عرض کی مین ابھی بلواتا
ہون کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ کو لاؤ ملکہ جو آئین قاسم کو دیکھکر شاد ہو گئین لڑکھڑا کے
گرین بیہوش ہو گئین قاسم نے جو ماہ منیر کو اس حال مین دیکھا کہا ای خورشید ہم تو
اسی کے واسطے شہر حسن آباد مین گئے تھے بڑی جفائین اٹھائین انھین کے واسطے
زخمی ہوے دربار حیران جنگ آزما مین پہونچے وہان تکرار ہوئی منشا سے
بلند رکاب سے مقابلہ پڑا اسکا کولہ اتر گیا اس سے فیصلہ کرنا چاہتا ہون خورشید
نے وہ مال بھی پیش کیا اور ملکہ کو بھی قاسم کے حوالہ کیا دونون عاشق و معشوق ایکجگہ
ہو دونون خوش ہو ہو کر شکریہ ادا کر رہے ہین کہ ای پروردگار تو نے اپنا رحم شریک کر کے

ہم دور افتادگان کو ایک جا کیا قاسم نے اس صحراسے کوچ کیا منزل در منزل چلے لیکن ہرکارے جو جیران جنگ آزما کے واسطے خبر کے حاضر تھے یہ خبرین دریافت کرکے بھاگے سامنے جیران جنگ آزما کے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ وہی جوان مع آفتاب ومہتاب کے آتا ہو آج کے تیسرے چوتھے دن یہان پہونچ جائیگا یہ سُنکر منشا سے بلند رکاب اپنے مقام سے اُٹھکر کہا چچا جان مجھکو رخصت کیجیے یا تو مین اُس جوان کو باندھکر لاؤنگا یا اُسی کی رفاقت کرونگا حقیقت یہ ہو کہ ایسے بہادر میری نگاہ سے نہین گذرے اور انصاف کا مقام ہو کہ جیسے ہی ہیرا کو لا اُترا تھا اگر مشکین باندھ لیتا تو مین کیا کرتا واقع مین وہ خود منصف تھا کہ مجھکو چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ بعد صحت سمجھا جائیگا اب مین جاکر اُس کو سمجھاؤنگا کہ ماہ منبر تو غائب ہوگئی دربار خداوندی مین پہونچی عیش کر رہی ہوگی اور جبرئیل قدرت اُسکا شوہر ہی مجھکو یقین ہو کہ وہ جوان ایسا جی دار ہو کہ غروبیہ باختر پر جائے یہ کہکر ساٹھ ہزار جوانون کی فوج لی جیران نے چاہا لاکھ دو لاکھ آدمی ہمراہ کردے مگر منشا کو جرأت کا دعوی ہو یہی جانتا ہو کہ مین زیر کرونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا قاسم ملک کے ساتھ عیش کرتے ہوے آتے ہین اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ منشا آتا ہو اب قلعہ حسن آباد قریب ہو آفتاب ومہتاب شاہ یہ خبر سُنکر بہت گھبرا رہے ہین باپ بیٹے سے کہتا ہو کہ منشا سے بلند رکاب بلاے روزگار ہو اُسپر غالب ہونا دشوار ہی مہتاب شاہ جواب دیتا ہو کہ دیو سے زیادہ زبردست نہین ہی جس جوان نے دیو کو مار لیا اُسکے نزدیک منشا کی کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی منشا آکر پہونچا قاسم دیکھا کیے کہ ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہو جرأت کا اُسکے دلکو خیال ہوا یہ بیشک بہادر ہو ہر چند کہ پانچ لاکھ فوج کا حاکم ہو مگر جتنی فوج میرے ساتھ تھی اتنی ہی فوج لیکر آیا منشا نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا قاسم نے خبر سُنکر نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر منشا سے بلند رکاب واسطے [illegible] کے اُٹھا اِدھر سے قاسم اُٹھے رات کو کنارے پہ سامنا ہوا منشا نے قاسم کو سلام کیا عرض کی ای شہریار مین آپ سے براے امتحان آیا ہون مگر یہ محبت سمجھتا [illegible]

مجھسے مقابلہ کیجیے میرے ہاتھہ سے آجتک کوئی زندہ نہین بچا جس سے مقابلہ کیا اُسپر غالب آیا اگر میری رفاقت اختیار کیجیے تو پانچ لاکھ فوج کا افسر کرونگا قاسم نے جواب دیا کہ تم ایسے ہی ہو مگر مجھے ہوس ہی کہ سر میدان امتحان ہوجائے بدون مقابلہ فیصلہ نہوگا مین اسوقت بھی موجود ہون منشا خاموش ہو رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے منشا نے گھوڑا اُڑایا میدان مین آکر سلحشوری بیان کرنے لگا للکارکر آواز دی کہ میرے مقابلے مین کون آتا ہی مین قاسم کا خواہان ہون قاسم نے مرکب نکالا مقابلہ منشا مین پہونچے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی پہونچی تین شبانہ روز مقابلہ رہا تیسرے دن شام ہوتے ہوتے قاسم نے منشا کو اُٹھا لیا منشا نے آواز دی الامان قاسم نے سوال اسلام کیا منشا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا قاسم منشا کو ساتھہ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت مین جگہ دی منشا نے کہا اب کیا ارادہ ہی قاسم نے کہا اب آرزو یہ ہی کہ جیران جنگ آزما سے مقابلہ کرون منشا نے بہت منع کیا کہ جیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی مجھکو اکثر لڑا دیا ہی اُس سے ندارادہ کیجیے قاسم نے نہ مانا صبح کو کوچ کیا ہرکارون نے یہ خبر جیران کو پہونچائی کہ بھتیجے صاحب آپ کے مسلمان ہوگئے اور ساتھہ نہرا رکا لشکر بھی مسلمان ہوا اب جمعیت کثیر آپکے مقابلے کو آتے ہین جیران جنگ آزما اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو ساتھہ لیکر چاہا کہ مقابلہ قاسم مین جاؤن کہ آلبشار نے عرض کی آپ آج شب کو یہان تامل فرمائیے مین اُس جیران کو گرفتار کرکے لاتا ہون جیران نے کہا او آلبشار منشا کو تو اُسنے زیر کر لیا تمھاری کیا حقیقت ہی آلبشار نے نہ مانا تھوڑی فوج ساتھہ لیکر چلا یہان قاسم شکار کھیلتے ہوے آتے ہین ایک آہو پر گھوڑا اڑالا تھوڑی دور پر جاکر شکار کیا ابھی وہین کھڑے ہوے تھے کہ دیکھا منشا سے بلند رکاب ہنستا ہوا سامنے آیا کہا او شہریار مجھے معلوم ہوا حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کہ مجھ ایسا رفیق آپ کو ملا اب جیران آپ کے مقابلے کو آتا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ ماہ منیر کا پتہ نہ ملا قاسم نے ہنسکر کہا او منشا جامع المتفرقین نے اُسکو ہمسے ملادیا خورشید

آیا تھا وہ ملکہ کو ملا گیا وہ پنجر میرے ہاتھ سے مار آگیا ملکہ باغ سے نکل آئین خورشید نے پایا
وہ میری ملاقات کو آیا اُسنے ملکہ کا ذکر کیا مین نے سامنے بلوایا دیکھتے ہی عجب کیفیت ہوئی
کہ ماہ منبر بیہوش ہو گئی تب مین نے خورشید بازرگان سے کہا کہ یہ وہی مہجبین ہے جو
ہمسے چھوٹی تھی اُسی دن سے ملکہ لشکر مین ہین یہ خبر سُنکر منشا اور زیادہ خوش ہوا کہا
آپ کے خدا کو آپ کی اقبالمندی منظور رہی کیا کیا سبب نکلتے ہین جیران جنگ آزما
سے مین مقابلہ کرونگا اگر خدا نے چاہا تو سر میدان زیر کر کے خدمت مین حضور کی
لاکر حاضر کرونگا اگر آپ کا کہنا مان لے تو مسلمان ہو اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہے
قاسم خاموش ہو رہے مگر منشا سے بلند رکاب ہمراہ قاسم شکار کھیلتا ہوا ایک
دشت مین پہونچا ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اُسکو شکار کیا چاہتا تھا کہ شکار
بند سے باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی آبشار تیغ زن گینڈا اڑھائے ہوئے آتا
تھا اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی اے شہریار آپ کے چچا آپ سے
بہت خفا ہین چلکر حاضر ہو جیسے مین صفائی کرا دونگا منشا نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے مین
اُس شہریار کی اطاعت کر چکا کہ جسنے سنجان و باختر کو تہ تیغ کیا جیران کی کیا حقیقت
ہے اور تو کیا بے حیا ہے بس سامنے سے چلا جا آبشار قریب آیا تلوار کا وار کیا مگر
منشا نے تلوار کو روکا چاہا ہاتھ مارون اب جو مرکب کو مہمیز کیا گھوڑے نے سکندری
کھائی آبشار نے اوپر سے ہاتھ مارا سر منشا کا زخمی ہوا آبشار نے اُس زخم دار کو
کمند مار کر گرفتار کیا اور لیکر چلا ادھر سیارہ نے دور سے دیکھا کہ منشا کو آبشار لیے
جاتا ہے پلٹ کر خدمت قاسم مین آیا عرض کی اے شہریار مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ آبشار تیغ زن نے منشا کو زخمی کر کے کمندون مین باندھ لیا اور لیکر روانہ
ہو گیا یہ سُنکر قاسم کا چہرہ سرخ ہو گیا مرکب پھیر کر طرف آبشار کے چلے مگر آبشار
منشا کو لیے ہوئے لشکر جیران مین آیا لوگون نے پوچھا اِنکو کہان پایا آبشار نے
کہا صحرا مین برائے شکار آئے تھے مجھکو مل گئے مین پکڑ لایا قاسم نے زیر کیا تھا اِسیطرح
بلبلاتا ہوا سامنے جیران جنگ آزما کے آیا جیران نے کہا ہوشیار کرو آبشار نے کہا

پھر ہوشیار کرونگا پہلے آہنگرون کو بلائیے اول اُسکو مسلسل و مطوق کیجیے بعد اسکے
دربار سجیے محبت قاسم مین بڑا کامل ہی آٹھ پہر یہی کہتا ہی کہ مین نے آقا بے نظیر پایا ہی
ایسے سرداران عالیوقار کسکو ملتے ہین حیران نے آہنگرون کو بلا کر منشا کو مسلسل و
مطوق کراکے ہوشیار کیا منشا جب ہوشیار ہوا تو مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی حیران نے کہا ای فرزند اب کسکا خوف ہی میرے دربار مین ہو اگر تمکو زیر کیا تو مین
اُسکا بدلہ کرونگا یون زیر کرون کہ ہاتھ نہ لگانے دون دانون بیچ کی نوبت نہ آنے پائے
منشا نے کہا چچا جان صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی میرا آقا وہ شبیر ہی کہ بڑے بڑے
جوانمرد اُسکے سامنے سے بھاگتے ہین ابھی آفتاب نگار پر دیو کو مار آفتاب اور
ماہتاب ساتھ ہین حیران نے کہا ای فرزند اب میرا مذہب اختیار کرو قاسم نوجوانکی
کیا حقیقت ہی کہ تمکو ستائے مین سمجھ لونگا منشا نے جواب دیا کہ ای عم نامدار مردان عالم
کے طریقے سے یہ بہت خلاف ہی کہ کل لقا پرست تھے اب جب مسلمان ہوے تو پھر وہی
لقا پرست ہون دنیا والے کیا کہین گے مین لقا پر لعنت کرتا ہون حیران اسپر بہت
جھلایا آلبشار کو اشارہ کیا کہ اِسکا سر کاٹ لے آلبشار تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا ہی
بادشاہ سے حکم پوچھ رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا درگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا
سامنے آیا پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان تیغ بکف آکر پہونچا اور
آتے ہی للکارا کہ او آلبشار مجھکو سب تیرا مکر معلوم ہی جسطرح مجھکو زخمی کیا تھا وہی مکر
تو نے ساتھ اِس بہادر کے کیا کہ اُسکے گھوڑے نے سکندری کھائی اور تو نے ہاتھ
تلوار کا مار دیا اور کمندون مین باندھکر لایا ورنہ تجھ ایسے دس پر یہ کافی تھا تیری یہ
مجال تھی کہ اِسکو گرفتار کرکے لاتا یہ کہکر قریب آلبشار کے آئے فرمایا کہ وار کر آلبشار
نے ہاتھ تلوار کا تارا قاسم نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ آلبشار کا اُڑ گیا دوسرا
ہاتھ کمرگاہ پر مار دیا کہ آلبشار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر آلبشار کو منشا کو رہا کیا اور
پکار کر کہا ای حیران جنگ آزما ہم اپنے رفیق کو لیے جاتے ہین اگر حوصلہ ہووے
تو روک لو حیران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم منشا کو ساتھ لیکر باہر نکلے مرکبون پر

سوار ہوئے کہ سامنے نگاہ پڑی دیکھا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی
مگر قاسم نے فرمایا ای منشا یہ ہمارا مرکب ہی بحسرت ہمکو دیکھ رہا ہی اسکو بھی لیلین منشا نے
گھوڑے سے اُترکر شبرنگ کو کھولا اُسکو کسکر قاسم کے سامنے لایا تمام افسران فوج
دیکھا کیے کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ قاسم کو روکے قاسم مع منشا نکلگئے بعد جانے قاسم کے
لوگون نے جیران پر طعن و تشنیع کی کہ اگر حضور حکم دیتے تو ہم قاسم کو گرفتار کر لیتے
جیران نے جواب دیا کہ میری جرأت مین فرق آتا ہی اب کل میدان مین سمجھ لونگا سر میدان
ٹکڑے کرونگا اور منشا کی کیا حقیقت ہی اُسکو تو رگڑکے مار ڈالونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا قاسم
جب بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ جیران نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو اسے خبر دہو قاسم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اِسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ موسائے آفتاب عالمتاب
عصائے ضیاء و شعاع ہاتھ مین لیکر کوہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہوا قاسم لشکر لیکے
میدان مین آئے کہ دیکھا سرشار روتا ہوا آتا ہی قریب آکر عرض کی کہ شب کو کوئی
ہمارے آقا کو چرا لے گیا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ اسی صحرا مین ایک پہاڑ ہی
اور شبرنگ قزاق وہان رہتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیران جنگ آزما اِس
صحرا مین فروکش ہی آکر چرا لیگیا دو لاکھ روپیہ مانگتا ہی قاسم نے یہ سنتے ہی گھوڑا پھیرا
کہا مین اُسکو ابھی لاتا ہون سیارہ سے اِشارہ کیا کہ آگے بڑھ جاؤ خبر تو لو کہ جیران
پر کیا گذری سیارہ بہانے عیاری لگا کر بھاگا اُسوقت پہونچا کہ دیکھا زیر کوہ تمام
قزاق جمع ہین اور شبرنگ تیغ کھینچے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ دو لاکھ روپیہ منگا دیجیے ورنہ
قتل کرونگا جیران کہہ رہا ہی کہ ایک پیسہ نہ دونگا میرے خون کا بھی کوئی بدلہ لیگا ای
شبرنگ زندہ نہ بچوگے شبرنگ نے کہا کہ تمہاری جان لونگا یا دو لاکھ روپیہ لونگا
تمام قزاق جیران کو سمجھا رہے ہین کہ ہم لوگ قزاق ہین اِسی طرح پر روپیہ لیتے ہین
تمکو اول جا نگر گرفتار کر لائے اب بے روپیہ لیے نہ چھوڑینگے ای جیران کیون اپنی
جان دیتے ہو مگر جیران غصے مین زنجیرین ہلا رہا ہی سیارہ یہ رنگ دیکھکر بھاگا خدمت

قاسم مین آیا عرض کی کہ جلد چلیے ورنہ جیران جنگ آزما قتل ہوا چاہتا ہی غلام کو
منظور ہوا تھا کہ دخل دون لیکن یہ یقین تھا کہ آپ آتے ہونگے ایسا نہ ہو کہ آپکے خلاف
ہو قاسم نے سیارہ کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا گھوڑے پر کودنا آگیا گھوڑا طرارے بھرتا
ہوا چلا شبرنگ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے دون کہ نعرہ تکبیر کی آواز آئی نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آبِ دم تیغ شستم زمین
آفتاب مشرق دین پروری

دیگر

ز نعم تیغ و برابر نیزہ وجہ ماہ
ہمہ باختر شدہ بہ زیر نگین
شہسوارِ لعل پوش خاوری

شبرنگ تھرا گیا قاسم نوجوان نعرہ کرکے آپڑے کئی قزاقون کو قتل کیا قتل کرتے
ہوے قریب جیران جنگ آزما کے پہونچے ہتھکڑی کاٹی جیران نے خانہ زوین
آکر قید توڑ ڈالی اب جو جیران اٹھا قزاقون کو قتل کرنے لگا مگر قاسم نوجوان
لڑتے بھڑتے قریب شبرنگ قزاق کے پہونچے قزاق نے ہاتھ مارا قاسم نے
تلوار رو کی اپنا تیغہ کھینچا مثل برق جہندہ نیام انتقام سے نکالا تیغہ شررفشان یا
آہ دل مظلومان یا ابر ہٹ گیا برق تڑپ کر نکلی چمکا کر ہاتھ مارا کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے
ہوے قزاق تو سب بھاگ گئے مگر جیران جنگ آزما نہایت محجوب ہی جی مین اپنے
کہتا ہی ایسے وقت مین کوئی نہ آیا اس جوان نے بڑا قصد کیا کہ اکیلا آپڑا ایسے کی تو
اطاعت کرنا چاہیے یہ تو جان بخش ہی ایسے کی اطاعت نہ کرنا سراسر بے انصافی ہی
یہ سوچکر قریب قاسم کے آیا جھک کر سلام کیا قاسم نے سوال اسلام کیا جیران
نے شرما کر کہا مین آپ کا تابعدار ہون غلامی اختیار کرتا ہون قاسم نے سر اسکا اپنے
سینے سے لگا لیا کہا ای برادر کیون محجوب ہوتے ہو بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی اگر ہم
آئے تو کیا نقصان ہوا پھر جیران قاسم کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا کل فوج کو
مسلمان کیا سب کو ساتھ لیکر چلا قاسم نے حکم کیا کہ ای جیران طرف طلسم نوخیز کے چلو
ہمارے بادشاہ عالیجاہ مرحلہ جانت پر ہونگے انشاء اللہ ایسے وقت پر پہنچین کہ فوج
کی ضرورت ہو سب سرداروں نے بدل وجان قبول کیا قاسم کل لشکر ساتھ لیکے

طرف طلسم نوخیز جمشیدی کے چلے اُنکا پہونچنا گذارش ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سہیل غزال چشم کے اور وزیرزادی اُسکی نازک ادا جسپر شاپور عاشق ہوا تھا یہ دونون حاملہ تھین ایرج نوجوان تو خدمت صاحبقران مین چلے آئے اِنکے بعد دونونکے یہان لڑکے پیدا ہوے ایرج کے فرزند کا نام نامی ماہ عالم افروز ہوا اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار ہو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
چل اے توسن کلک شیرین ادا
تری تیزیان خوب مشہور ہین
سناؤن مین فرزند ایرج کا ذکر
کہ دنیا کے دیکھون نشیب و فراز
سکندر کہان اور دارا کہان
کہان رستم وقت و افراسیاب
یہ ظاہر مین سب چست و چالاک تھے
ہی دنیاے فانی تاسف کی جا
یہ دنیاے دون لایق دید ہی
کہان قیس و فرہاد خارہ شکن
کہ پھر قیس کا نام مجنون ہوا
ہوا ہاے فرہاد کا کیا مآل
مٹی جان اُس عاشق زار کی

کہ طبع قمر کا بھی ہو امتحان
کہ چلنے سے تیرے یہ ہی مدعا
مری طبع سے کیا بھلا دور ہین
ہر دن رات طبع رسا کو یہ فکر
کہ ہین جمع اِس جا پہ سب فقرہ باز
یہ سب خاک مین ہوگئے ہین نہان
دیا زندگی نے ہر اِک کو جواب
پھر انجام مین خاک ہی خاک تھے
دکھایا کسی کو نہ اِسنے مزا
کبھی رنج ہی اور کبھی عید ہی
اُٹھانے یہ اُلفت مین رنج و محن
رہا نجد مین اور جگر خون ہوا
ہوا عشق شیرین مین وہ پایمال
تو پھر جان شیرین بھی شیرین نے دی

ہوا شاہ خسرو کو ایسا الم کہ ہر دم اٹھاتا تھا وہ رنج وغم
قلم آؤ اب بر سر داستان کہ لطف سخن ہو تمہارا عیان

چہرہ حنا بندان حجلۂ عشرت وجلسہ آرایان محفل فرحت اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعار وشجاعت ادا چنین می نگارد کہ کلک وفا جب شاہزادۂ ایرج نوجوان دختر فغفور سے عقد کرکے ہمکنار ہوا تو بادشاہ جنات فغفور جنی کو بڑی خوشی ہوئی کہ بیٹی میری حاملہ ہوئی سلسلۂ اولاد صاحبقران میرے گھر مین ہوگا بعد گذر جانے نو ماہ کے فغفور نے بڑا جشن کیا جب جلسہ برخاست ہوا اور مہمان رخصت ہوگئے تو فغفور آکر تخت پر بیٹھا اور کہہ رہا ہی کہ خدا خیر وعافیت سے نواسے کو پیدا کرائے کہ مین امیر سے سرخرو ہون ایرج نوجوان سے شرمندگی نہ ہو کہ خواجہ سرا نے آکے عرض کی کہ ای شہنشاہ دائی کو بلوائیے ملکہ سہیل ونازک ادا کو دردزہ شروع ہوا ہی فغفور نے اسی وقت دائیان بلائین خود بھی محل مین آیا سنا کہ سہیل کا عجیب حال ہی نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی فغفور باہر آیا دربار مین آکر حکم دیا کہ یارو کچھ تعویذ وغیرہ حکمن کرو یہ ذکر ہو رہا ہی ملازم دوڑ رہے ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ دیو نہنکال بادشاہ کوہ بلور اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایک سوداگر نے اسکے ہاتھ ایک صندوقچہ بیچا نہنکال نے جو وہ صندوقچہ کھولا تو اسمین سے تصویر ملکہ سہیل کی نکلی سترہ ہزار نرہ ہاے دیو سے لشکر کشی کرکے آتا ہی دو تین دن مین قریب قلعہ کے پہونچ جائیگا فغفور نے قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھایا خندق کو پُر آب کر دیا بالاے قلعہ آکر بیٹھا رفقا نے عرض کی کہ فرزندان صاحبقران پردۂ قاف مین ہین طلسم کشائی بھی ہو رہی ہی ایرج نوجوان کو نامہ لکھیے فغفور نے اسی وقت بنام ایرج نوجوان نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای فرزند صاحبقران دیو نہنکال لشکر کشی کرکے آتا ہی اپنے کو جلد پہونچائیے اور رقعہ کیا تحریر کرون ملکہ سہیل کو مانگتا ہی ایک جن کو یہ نامہ دیا اور کہا اپنے کو جلد بخدمت ایرج نوجوان پہونچا ایرج نوجوان شکار مین تھے کہ جنات نے آکر نامہ دیا ایرج نے پڑھکر اسکو حکم دیا کہ تم جاؤ مین ابھی روانہ ہوتا ہون جن نے

کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے تو بہت جلد آپ کو پہونچاؤنگا ایرج کاندھے پر جن کے سوار ہوئے گھوڑا بھی جن نے بغل مین دبالیا لیکر چلا ایرج تماشہ دیکھتے ہوئے آتے ہین پردۂ قاف کے صحرا بڑے بڑے درخت تھوا لے ندار وبڑے بڑے دیو زاد جنگلون مین پھر رہے ہین کہین کوہ کلان کہین دریا رواں یہان دیو نہنکال سامنے قلعہ فغفور کے پہونچا نہنکال نے بڑھکر آواز دی ای فغفور رجنی بہتر اسی مین ہی کہ سہیل کو حوالے کرو ورنہ کل قلعہ لیلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا فغفور نے جواب دیا او بیحیا نبیرہ صاحبقران کے ساتھ اُسکی شادی ہوگئی اب لڑکا پیدا ہونے کو ہی میری کیا مجال ہی کہ مین اُسے دے سکون تو خوب جانتا ہی کہ یہ اُس شیر کی ؛ وجہ ہی کہ جسنے کئی مرتبہ پردۂ قاف مین شمشیر زنی کی اور دیوزاد مارے آیندہ تجھے اختیار ہی دیو نہنکال قلعے کو گھیر کر اُتر پڑا آب و دانہ بند کیا فغفور رجنی حیران ہی مگر کچھ اختیار نہین نہنکال نے شام کو طبل یورش بجوایا ہرکارون نے فغفور کو خبر کی فغفور رجنی نے بھی طبل جنگی بجوایا لشکر مین نہنکال کے ہنگامہ ہی کہ کل قلعہ لوٹین گے ایک ایک پریزاد ہم لوگ بھی لین گے تیاریان ہو رہی ہین فغفور کبھی محل مین جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی دیوزاد قلعے سے پتھر وغیرہ پھینک رہے ہین ملازمان نہنکال آ نہین سکتے ساری پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو نہنکال فوج دیوان ہمراہ لیکر سامنے قلعے کے آکر کھڑا ہو دارہ آہنی ہلا رہا ہی اور کہتا ہی کہ یلغار کرکے جاؤن جو دیو پتھر مار رہے ہین ان کو [illegible] کیفیت جنا ہون گرداسپر فولادی کا ہاتھ مین ہی دارہ آہنی ہلاتا ہوا طرف قلعے کے جاتا ہی فغفور کو بیقراری دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم کارساز واہ رب [illegible] رحم اپنا شریک کر نہنکال پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای فغفور ایک عورت کے واسطے یہ آفت برپا کرتے ہو کہ جان دینے کا ارادہ ہی مین آکر قلعے کو توڑتا ہون ایک ضرب مین پھاٹک گرا کر سارے قلعے کو تسخیر کرونگا مگر فغفور رجنی کچھ جواب نہین دیتا چپکا رہا ہی کہ ای [illegible]

بصیر و ای علیم و خبیر رحم اپنا شریک کر **نظم**

رجوع خلق از ذات گرامیش	ظہور نامہا از نام نامیش

مکان و لامکان روشن ز نورش | زمین و آسمان نور ظهورش
خدائے مہربان ذرہ نوازے | بحال بے نوایان کارسازے
خدا تن را بجان پیوند بخشد | سخن را با زبان پیوند بخشد
بفرمانش زمانہ سرنگون است | بسجدہ ہر زمان گردون دولست
کند چارہ گرے بیچارگان را | وہد تاب و توان درماندگان را
خدائے ہر فقیر و ہر امیرے | خدائے ہر صغیر و ہر کبیرے

سب اہل قلعہ آمین کہ رہے ہین مگر تنہر جو بہت بڑے سہیل بھی مبتلائے دردزہ تھی اور نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی غلغلہ جو زیادہ ہوا سہیل نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون بی بیوہ خیر تو ہی کنیزون نے عرض کی دیو نہنکال نے یلغر کر دیا ملکہ کو اور زیادہ بیقراری ہوئی کبھی کہتی تھی کہ یہ بدنصیب کس ساعت سے پیٹ مین آیا کہ یہ مصیبت سن رہی ہون نازک ادا نے عرض کی واری ہم آپ جان دیدین دونون شاہزادی و وزیرزادی راضی ہوئین جام زہر بھر بھر کے رکھے قصد ہوا کہ پی لین سات سو کنیزین بھی آمادہ ہوئین کہ جام زہر پی لین ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے کہ مان نے کہا بی بی جب قلعہ فتح ہو جائے تب تمکو اختیار ہی تمھارے شوہر کو نامہ لکھا ہی کہ فغفور نے بیقرار ہو کے جو دعا کی اور دیو نہنکال قریب خندق پہونچ چکا ہی کہ اہل قلعہ بیقرار ہو کر پکارے کہ یا رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر فرد شاہانہ کرم بر من درویش نگر بہ بر حال من خستہ و دلریش نگر بہ فغفور نے بیقرار ہو کر پکارا اے بے نیاز حضرت خلیل الرحمان کی بہو اس قلعے مین ہی تو معین و مددگار رہ اُسکی آبرو تو بچانے والا ہی خیر و عافیت سے لڑکا پیدا ہو کہ مین سرخرو رہون کہ آسمان سے آواز آئی باش اونا بکار خبردار آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زنگا و زمین بیخ و بن برکنم

جس نے لاکر ایرج کو آتارا قلعے پر خوشی کے نقارے بجنے لگے فغفور نے کہا کہ او

نہنکال بھاگ نہنکال نے کہا میں تو فکر میں تھا کہ کسی فرزند حمزہ کو مارون خداوند رب الشیاطین کا شکر کرتا ہون کہ آج فرزند حمزہ کا سامنا پڑا اچیر بھاڑ کر کھا جاؤنگا کہ ایرج دروازہ کھولکر نکلے للکارتے ہوئے کہ او بے حیا آگے نہ بڑھنا ورنہ ٹکڑے اڑادونگا نہنکال نے وار چرخ دیکر لگائی ایرج نے وار قلم کرکے ہاتھ تلوار کا مار دیا دیو نہنکال کے دو ٹکڑے ہوئے مارکر نہنکال کو فوج پر جا پڑے قلعے سے بھی جنات نکلے فغفور جنی نے اشارہ کر دیا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی آخر فوج نہنکال نے شکست کھائی لاشہ نہنکال کا اٹھا لیا روتے پیٹتے بھاگے ایرج محل مین آئے اُسی وقت لڑکے پیدا ہوئے ایرج کا لڑکا نہایت حسین وجمیل شاپور کا لڑکا چوہے کا بچہ معلوم ہوتا تھا نازک ادا نے لڑکے کو پٹک دیا کہا واری دیکھیے یہ لڑکا بھی اپنے دادا کی شکل پہ ہی یہی سُنا تھا کہ چوہے کے بچے کی صورت ہوگی انکے دادا جان سات مہینے کے ہوئے تھے دادی نے بڑی مشکل سے پالا مگر بچپن سے چور تھے رات کو اٹھکر کنیزون کے چھڑے اور کڑے چُرا لیتے تھے صبح کو کنیزونکو مار پڑتی تھی لڑکا خوب ہنستا تھا دیکھیے یہ نگوڑا کیسا ہوتا ہی ایرج نے اپنے لڑکے کا نام ماہ عالم افروز رکھا اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار رکھا بڑی دھوم سے چھٹی کی جب وقت مرگ مارنے کا آیا تو فغفور نے قلعہ بنام فرزند ایرج لکھدیا سہیل نے تارے دیکھے بعد فراغ اس رسم کے پلنگ پر جاکر بیٹھی اپنے باپ سے کہنے لگی کہ ای باوا جان یہ قلعہ جو آپ نے بنام فرزند لکھا یہ تو میری وراثت ہی ایرج بھی پلنگ پر بیٹھے تھے کہنے لگے کہ انشاء اللہ یہ فرزند صاحب ملک ومال ہوگا مثل اپنے دادا کے نام پیدا کریگا مگر بخدا ہمارے دادا جان سے جو حرکتین سرزد ہوئین اُسکا نصف بھی ہمسے نہ ہوسکا مگر یہ طفل ہمشیبہ صاحبقران ہی صاحب جاہ وجلال ہوگا لو صاحب ہمتو رخصت ہوتے ہین تمکو خدا کے سپرد کیا طفل کو اچھی طرح پالنا ایرج تو روانہ ہوگئے فغفور جنی نواسے کو گود مین لیکر تخت پر بیٹھتے ہین جب لڑکے کا سن سات برس کا ہوا فغفور جنی تخت پر بیٹھا تھا اور ماہ عالم افروز نعیبل رہا تھا کہ چند سوداگر نالشی آئے کہ برابر کوہ مقناطیس کے جو قزاق رہتا ہے

کہ نام اسکا داراے دُرد دَر گوش ہی اُسنے ہمکو لوٹ لیا فغفور نے جواب دیا کہ ہم والا
سے نہین لڑ سکتے ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ نانا جان بڑے ننگ کی بات ہی کہ آپ سے
فریادی فریاد کرے اور آپ اُسکی داد نہ دین فغفور نے کہا کہ بیٹا داراے دُرد دَر گوش
بڑا قزاق زبردست ہی اُسنے ہمارا بہت اسباب لوٹ لیا ہمنے دخل نہین دیا تم البتہ اُتنے
بڑے نامی وگرامی کے پروتے صاحبقران زادے ہو شاید اِن کی فریاد کو پہونچو یہ سنکر
ماہ عالم افروز کا چہرہ سرخ ہوگیا ننھا سا ہاتھ مین تھا تاجرون سے کہا چلو اب ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہین مال تمھارا دلوا دینگے فغفور سمجھے کہ یہ بچہ ہی اِسکی بات کا کیا
اعتبار وزرا کو حکم دیا کہ سمجھا کر روکو وزرا نے جو جا کر کہا ماہ عالم افروز نے جھڑک دیا
اور کہا نانا جان نے طعنہ دیا اُسکو پورا کرنے جاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوکے
کئی سو لڑکے جو اِن کے ساتھ پرورش پا رہے ہین وہ سب ساتھ ہوے تاجرونکو ساتھ
لے لیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دمبدم کہتے ہین کہ داراے دُرد دَر گوش بڑا
زبردست ہی بتصدق جد عالی تبار جاتے ہی زیر کرونگا انشاء اللہ اُسکی مشکین باندھکر
لاؤنگا وزرا اُمرا نے پلٹ کر فغفور سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے روکے نہ رکا نکل گیا
فغفور گھبرا کر خود اُٹھے سوار ہوکر چلے مگر شاہزادہ نکلگیا تھا داراے دُرد دَر گوش
زیر کوہ ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا وہی تاجر آتے ہین پکار کر آواز دی کہ تمھارا
لباس بھی اُترواؤنگا جب تم لوگ راضی ہوگے یہ کہتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا اور
گینڈے کو بڑھا کر چلا تاجر بھاگ کر سامنے ماہ عالم افروز کے آئے کہا اے شہریار وہ
قزاق بڑی سرکشی کرتا ہی کہتا ہی کپڑے بھی اُترواؤنگا ماہ عالم افروز نے گھوڑا بڑھایا
اور سامنے دارا کے آیا للکارا کہ او بے حیا اِن غریبون کو کیون ڈراتا ہی میرے مقابلے
مین آ ہرکارون نے دارا کو خبر دی کہ یہ فغفور کا نواسا ہی دارا نے کہا مجھے اِسپر رحم
آتا ہی ورنہ مار ڈالونگا ایک تیر مین اِسکا کام تمام ہی نہین معلوم مجھکو کیا سمجھا ہی گینڈے کو
بڑھا کر سامنے ماہ عالم افروز کے آیا کہا او طفل وار تو کرلے کہ حوصلہ تیرا باقی نہ رہے
ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ پیش قدمی کا طریقہ ہمارے خاندان کا نہین ہی دارا نے

تلوار چمکائی جانتا تھا کہ یہ طفل ہو چمک تلوار کی دیکھکر بھاگے گا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت دیکھتا تھا
میدان جلادت سپر ہاتھ مین لیکر بڑھا یہ پُرتلوار دارا کی کاٹکر بانچہ کا مارا دارا
کفل پر گینڈے کے پہونچ گیا نیچہ پڑا کہ گینڈے کا منھ کٹا دارا نیچے گرا شاہزادہ پھاند پڑا
دارا سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی۔ دارا جانتا تھا۔ آسانی زیر کرلونگا لیکن یہ
فرزند ایرج نوجوان ہین اس کنج سے لڑ رہے ہین کہ دارا دنگ ہے۔ دارا جب پکڑکر
لاتے ہین تو کھڑے یون نکلنے نہین دیتے دارا کی پیشانی سے خون جاری زرہ ٹکڑے ٹکڑے
ایک مقام پر ریلکر لے دوڑا ماہ عالم افروز دم کے بھروسے پہ قدم کے شمار پر پیچھے
ہٹتا چلا آتا ہو چند ہی قدم ہٹا تھا کہ بہ زور زرہ کا اور دارا کے دونون شانے تھامے
سرکو سینے مین آڑا کر اب جو ریلکر لے دوڑا پندرہ قدم پر لا کر یکہ مارا دارا کو خیال
ہوا کہ میرا لنگر اس طفل سے نہ اکھڑ سکیگا دونون ہاتھون سے شاہزادے کا حلقون
گانٹھکر لنگر مار کر بیٹھا شاہزادے نے اسی حالت مین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے
اٹھا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا دارا سے دُرِ در گوش اس زور کا عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی اے شہریار
مین غلام ہون خدا آپ کو نظر بد سے بچائے شباب مین کیا کیفیت ہوگی کون آپسے
مقابلہ کرسکیگا مین رفیق اول ہوا امیدوار ہون کہ جب پروردگار آپ کو صاحب فوج
و لشکر کرے تو مجھے سپہ سالار کیجیے گا شاہزادے نے قبول کیا فرمایا ان سوداگرون کو
مال دیدو دارا نے کہا مین اب ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی اسقدر زمین ہی کہ اگر
اسکا انتظام کشتکاری کرون تو اسقدر غلہ ہوگا کہ میری فوج کو کافی ہوگا یہ کہکر شاہزادے
کے ساتھ ہوا مال سوداگرون کو حوالے کیا قضائے کار احکام تاجدار کہ اسکا مال
دارا نے لوٹ لیا تھا اسکو خبر پہونچی کہ آج دارا فلان صحرا مین جاتا ہی ساٹھ ہزار
فوج سے چڑھ دوڑا ادھر شاہزادہ دارا کو لیے ہوے جاتا ہو کہ صحرا سے گرد اڑتی
احکام تاجدار للکارتا ہوا آیا کہ او دزد دارا سے دُرِ در گوش [illegible]
آج تجکو زیر کوہ بابر دارا سے جانا تھا کہ مقابلے مین جاؤن کہ شاہزادے نے فرمایا

دارا تم نجاؤ اب تم میرے رفیق ہوئے ہین سینہ سپر کرتا ہون یہ کہکر مرکب ملاؤ ایا مقابلہ احکام مین پہونچے کہ فغفور جنی بھی آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ احکام سے تکرار ہو رہی ہو فغفور گھبرایا کہ یہ تو مقابلے کو دارا کے آئے تھے احکام سے کیونکر سامنا ہوا یہان تو یہ ہنگامہ ہوا اُدھر ملکہ سہیل غزال چشم نے جو اپنے فرزند ارجمند ماہ عالم افروز کا حال ر دو انگی بمقابلہ دارا سنا رونے پیٹنے لگی کاؤس صبا رفتار نے نازک ادا سے پوچھا کہ اے مادر مہربان خیر تو ہو ملکۂ عالم اسقدر کیون بیقرار ہو کر رو رہی ہین نازک ادا نے کہا شاہزادۂ ماہ عالم افروز برائے مقابلۂ دارا ایکہ و تنہا چلا گیا اور بعد کو اُنکے نانا میان فغفور جنی گئے ہین کاؤس نے جو سنا شاہزادے کے لیے بیقرار ہو گیا یہ بھی یہان سے چلا حیران و پریشان جا رہا ہو کہ دیکھا شاہزادۂ ماہ عالم افروز و احکام سے بحث ہو رہی ہو شاہزادے اُنکے ساتھ والے چاہتے ہین کہ احکام پر جا پڑین مگر شاہزادہ منع کر رہا ہو کہ کاؤس صبا رفتار نے آواز دی اے شہریار نہ گھبرائیے گا اس مردود کی کیا حقیقت ہو مین نے سنا ہو کہ جب آپ نے دارا ایسے بہادر کو زیر کیا تو آپ اسپر بھی غالب آئین گے ادھر احکام نے شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی اکیسوین تان مین شاہزادے نے نیزہ احکام کا نکالا نیزہ نکلتے ہی احکام کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ احکام کو قاش زین سے اُکھیڑ لیا احکام بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کل فوج کو بھی دائرۂ اسلام مین لایا فغفور جنی خوشی کے مارے پیراہن مین نہین سماتا ساتھ والون سے کہہ رہا ہو کہ ایک کلمہ جو میرے منھ سے نکلگیا تھا تو دیکھو یارو ابتک غصہ نہین اُترا آتش خو شعلہ مزاج ہو خدا اسکو سلامت رکھے یادگار صاحبقران ہو امیر نے سات برس کے سن مین طاہر و مطاہر کو مارا تھا انھون نے قزاق کو زیر کیا احکام تاجدار کو کیا جھٹ پٹ زیر کیا ہو یہ انکے رفیق ہوئے اس عظم و شان سے طرف قلعے کے چلے

ہین سہیل غزال چشم نے جسوقت سے سُنا ہو کہ شاہزادہ برائے مقابلۂ قزاق گیا ہو در وازیپر
کھڑی پیٹ رہی ہین کہ صاحبو مین بھی سوار ہونگی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپ کے والد تشریف
لے گئے ہین وہ فیصلہ کرا دینگے وہ قزاق ہمیشہ سے اُنکا پاس کرتا ہو لاکھ دو لاکھ روپیہ لے لیگا
اور شاہزادے پر ہاتھ نہ ڈالیگا سہیل نے زیور اُتار کر پھینکنا شروع کیا کہا صاحبو یہ لیجا
جاکر دو وار اسے ذرہ در گوش سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہو یہ زیور لے لو مگر شاہزادے کو ہاتھ
نہ لگاؤ بچے کی بات کا بُرا نہ مانو یہ ذکر تھا کہ فرزند شاپور دوڑا ہوا آیا نازک ادا نے
کہا کیون نگوڑے شاہزادے کو کہان چھوڑ آیا مین نے سب حال سُنا ہو تو ہی نے
ترغیب دی تھی کہ جاکر قزاق سے مقابلہ کیجیے ارے بے حیا وہ ابھی مقابلے کے لایق
نہین ہو کاؤس نے کہا او مادر مہربان مین نے اُنکو ترغیب نہین دی تھی اُنکو اپنے
نانا کے کہنے سے بڑی غیرت آئی اُسی غصے مین وہ گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے
بفتح و فیروزی آتے ہین دیکھیے یہ نفع ہوا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین
ماشاء اللہ جاتے ہی قزاق کو زیر کیا دوسرا بادشاہ احکام تاجدار آتا تھا اُسکو زیر
کیا دونون مع فوج مسلمان ہوے سب کو ساتھ لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ارے سچ
کہ قزاق تو اپنے وقت کا دیو ہو میری سواری ایک دن آئی تھی تو مین نے اُسے دیکھا
تھا گینڈا اُسکا بار نہ اُٹھا سکتا تھا ہر مرتبہ بیٹھ جاتا تھا عیار نے عرض کی اب آپ خود
کوٹھے پر جاکر آمد شاہزادے کی دیکھیے کہ کس دھوم سے آتے ہین احکام تاجدار اور
دارا سے ذرہ در گوش مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین آپ دیکھکر بہت خوش ہونگی ملکہ یہ سُنکے
کوٹھے پر آئین نازک ادا سے کہ رہی ہین کیون وزیرزادی تمھارا فرزند بڑا فتنہ
ہو شاہزادے کو تو ترغیب دیکر بھیجدیا اور آپ بعد کو گیا نازک ادا نے جواب دیا کہ ای
ملکۂ عالم یہ بیان کرتا ہو کہ اُنکو اپنے نانا کے کلام کی کچھ غیرت آئی تھی اُسی غصے مین وہ
تنہا چلے گئے تھے یا حضور ہی کا کہنا سچ ہوگا یہ جھوٹا ہو کیونکہ یہ نگوڑا جسکا فرزند ہو
وہ بھی بڑا اُسکا [illegible] تھا کہ میرا فرزند جو ہوگا تو چند کوڑیان دیگیا تھا کہ یہ
میرے فرزند کے بازو پر باندھ دینا ایسا عیار ہوگا کہ قلعے مین بلا ہو جائیگا ناگاہ ملکہ کے کانین

نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا آگے آگے ماہ عالم افروز ایک پہلو مین قزاق دوسرے طرف احکام تاجدار باتین کرتے ہوے آتے ہین احکام تاجدار و قزاق پروانہ شمع جمال ہین یہ عیار پلٹ کر آیا عرض کی کہ لشکر کوچ کرے چلیے کوٹھے سے آپ کی مادر مہربان دیکھ رہی ہین فرماتی تھین مین بھی سوار ہونگی قزاق سے عذر کرونگی مین نے جاکر سب حال کہا تب انکو تسکین ہوئی آمد سواری کا تماشہ دیکھ رہی ہین ماہ عالم افروز نے گھوڑے کو مہمیز کیا رفیقون کو سامنے سے نکالا دربارگاہ پہ آکر اترے فغفور چینی بھی آکر اترے سامان جشن مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو طائفے چست و چالاک گانے مین بیباک سر محفل بیٹھکر بخوش الحانی یہ اشعار گا رہے ہین نظم

عمر دو روزہ ہی مین ہزار دن جو کھائے گل — بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل
سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس — بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا — ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا کھلائے گل
سنتا ہی کون نالہ و فریاد عندلیب — مدہوش ہی چمن مین پیالہ چڑھائے گل
وعدہ وصال کا ہی اندھیرے مین گور کے — شمع حیات جلد کہین ہو بجھی جائے گل
بیوجہ یہ جگر مین نہین اسکے چارہ داغ — دل پہ ہین تیری کفش کے لالے نے کھائے گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے — کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل
ای عندلیب تجھکو مبارک ترا چمن — کسکے مزاج سے ہو موافق ہوائے گل
آتش بقول مصرعۂ سودا غرض نہین — یکدست اگر زمانہ جہان سے لٹائے گل

اور عیار فریب سے مگس رانی کر رہا ہی جھک کر کہا کہ آقا سے نامدار کل واسطے شکار کے چلیے شاہزادے نے کہا مادر مہربان نہ جانے دینگی کاؤس نے تعلیم کیا کہ آپ مان کے سامنے کہیے گا کہ اگر مین شکار کو نہ جاؤنگا تو کھانا نہ کھاؤنگا مگر یہ نہ فرمائیے گا کہ کاؤس نے مجھکو سکھایا ہی آج صلاحین ہو رہی تھین کہ عیار نے افسادی ہی شاہزادے کے پاس نہ جانے پائے اور مین چاہتا ہون کہ حضور کو لے نکلون اس شہر یا ر بھی زمانہ ہی کہ نام

پیدا کر لیجیے آپ کے والد نادار یا تو تجارت کی دوکان پر بیٹھے رہتے تھے یا خواجہ نے
جو فنون سپہ گری تعلیم کیے تب خروج کیا آکر صاحبقران سے مقابلہ کیا برسون خواجہ نے
ایرج کو لڑوایا ملک تسخیر کیے پھر خواجہ سے چھوٹ کر اپنے ملک پر آئے صحراے
فرنگو شبیہ مین شکار کھیل رہے تھے کہ لقا پہونچا بختیارک نے شیطنت کر کے تصویر
گیتی افروز ایرج کو دکھا دی ایرج نوجوان نے اُس جوش مین اٹھارہ سو ملک باختر
کی سیر کی اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو آپ بھی صاحب فوج و لشکر ہونگے اب ماہ عالم افروز
نے سمجھانا عیار کا قبول کیا شب کو جو محل مین آئے مان اِنکی دسترخوان بچھاے بیٹھی تھین
شاہزادے نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگا مان کا دل بیچین ہو گیا قریب آکر کہا اے نور نظر خیر
تو ہے مزاج تو اچھا ہے ماہ عالم افروز نے کہا کل ہم شکار کو جائینگے مان نے کہا بیٹا مین کیونکر
گوارا کرون کہ تم صحرا مین جا کر شکار کھیلو خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم پہونچے
تو میرا راج سہاگ مٹے یہ تمھارے ہی دم سے ہے باپ تمھارے برسون کے بعد کبھی
پھیرا کرتے ہین انکو لڑائی سے فرصت نہین تمھاری ذات سے یہ ملک آباد ہے شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش سو رہے ملکہ سہیل شمع ہاتھ مین لیے بیٹے کو دیکھ رہی ہین
نازک ادا نے عرض کی واری آرام فرمائیے سہیل نے کہا اے نازک ادا آج تمھارے
فرزند نے نیا جملہ تعلیم کیا شاہزادہ کھانا نہین کھاتا کل شکار کو جائینگے نازک ادا نے کہا
حضور کیا ہرج ہے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین سفر ہی سے اِنکا جاہ و جلال بڑھیگا اور یہ تو
ظاہر ہو کہ کاؤس اِنکا ہمزاد ہے کبھی ساتھ نہ چھوڑیگا ایک ہی دن پیدا ہوے ساتھ
پرورش پائی کاؤس اُنکا رفیق کامل ہے ہمیشہ عیاری ون مین تام پیدا کریگا اِنھین کے
ساتھ رہیگا کچھ اِسکا تردد نہ کیجیے شکار کو جانے دیجیے ملکہ رضامند ہوئین نازک ادا
سے کہا جا کر جگاؤ اور شاہزادے کو کھانا کھلاؤ وعدہ کر لو کہ کل شکار کو جانا کاؤس کو
بلا کر حکم دیدو کہ اسباب شکار درست کرے نازک ادا نے آکر شاہزادے کو جگایا
جب شکار جانیکا وعدہ کر لیا تب شاہزادے نے کھانا کھایا کاؤس کو حکم دیا اسباب
شکار درست رکھنا شاہزادے نے اُٹھکر انتظام کیا نازک ادا نے کہا میان تم تو

بڑے ضدی ہو جو کہا تھا جب اسکا ظہور ہو لیا تب خاصہ نوش فرمایا مگر اتنی مہربانی کرنا
کہ شکار سے جلدی پلٹ آنا شاہزادے نے کہا میں فقط کنارے پر شہر کے شکار کھیلونگا
اور بہت جلد واپس آؤنگا یہ کہکر آرام کیا مگر کاؤس نے اسباب شکار دروازے پر
درست کیا پہلے قراول میر شکار دروازے پر حاضر ہوے شاہزادہ نکلکر سوار ہوا مگر
احکام تاجدار اور دارا سے دُردَر گوش ہمراہ ہوے فغفور نے دونوں کو سمجھا دیا
کہ شاہزادے کو جلدی پھیر لانا دونوں نے اقرار کیا کہ زیادہ دیر نہ ہونے دینگے جلدی
پھیر لاوینگے شاہزادہ بصد ادب اپنے نانا کو تسلیم کرکے روانہ ہوا ماں کوٹھے سے
دیکھ رہی ہیں کہ بیٹا میرا واسطے شکار کے جاتا ہے مگر شاہزادہ صحرا میں آکر پہونچا اور
حکم دیا کہ سب صاحب ٹھہر جائیں ہم نماز پڑھ لیں تو چلیں سب نے حکم کی تعمیل کی اور
شاہزادے نے وضو کیا بعد ادائے نماز حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے طبل باز بجا نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
رہا شد بر ہوا بالِ سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز و جرہ وغیرہ شکار افگنوں نے چھوڑے جانوران ہوائی کا شکار ہونے لگا غرض
شاہزادے نے ایک ایک تیر سے تین تین چار چار جانور گرائے قزاق و احکام وغیرہ
تعریفیں کر رہے ہیں دوسو من چلہ لڑکے ہمراہ کے تمام صحرا میں پھیلے ہوے ہیں اور وہ
تیر اندازی کی کہ جانور بھاگ کر گوشوں میں چھپنے لگے احکام تاجدار نے بڑھکر کہا
کہ اب مکان واپس چلیے نانا جان نے آپ سے کہدیا تھا کہ خاصہ یہیں آکر نوش کریں
شاہزادے نے جھلا کر جواب دیا کہ نانا جان تو یہی چاہتے ہیں کہ گھر سے نہ نکلوں مثل
عورتوں کے گھر میں بیٹھا رہوں یہ مجھسے نہ ہوسکیگا اب آج میں نے لطف شکار دیکھا
اب میں روز آؤنگا کہ سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر اسکے ایک کاغذ
لگا تھا اسمیں لکھا ہوا تھا کہ جو بہادر یہاں آئے اپنے اقبال کا امتحان کرے مرکب
ابلق مجنوں دریائی وخود و زرہ و سپر و شمشیر و گرز و خنجر وغیرہ سلطان زرفشان
ایک پہلوان تھا اُسنے اپنے عہد دولت میں یہ سب سامان نایاب مہیا کیا تھا بعد چند سے

خیال گذرا کہ ان چیزون کے محفوظ رہنے کی تدبیر کرون یہ باغ حکما سے بنوایا ہو اور تدبیر کرکے
مرکب چھوڑ دیا ہو بارہ دری مین صندوق رکھا ہو چھپر تا بید پہ ور دگار ہوگی وہ ان چیزون
قابض ہوگا لیکن مقام افسوس ہو کہ مین **سلطان زرفشان** دنیاے فانی کو چھوڑتا ہون
یہ سلاح جسکو دستیاب ہون میری یاد ضرور کرے بڑی محنتون سے یہ چیزین پائی تھین
شاہزادہ یہ مضمون دیکھکر گھوڑے سے کودا بسم اللہ کرکے باغ مین قدم رکھا دیکھا
تمام باغ سرسبز وشاداب ہو جو چمن ہو وہ لاجواب ہو مگر ایک چمن مین ایک مرکب ہو
کوہ سرین کوہ کفل مصروف چرا ہو شاہزادے نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہوگئے چاہا کہ
طرف مرکب کے جاؤن مگر کاؤس نے کہا اے شہریار مرکب بھاگ جائیگا شاخ نخل پر
بیٹھیے جب گھوڑا چرتا ہوا یہان آئے تو شاخ سے کودکر اُسکی پشت پر سوار ہوجیے
تھوڑی دیر مین رام ہوجائیگا **ماہ عالم افروز** نے بھی قبول کیا ایک درخت پر چڑھکر
بیٹھے مرکب دریائی چرتا ہوا جو اُس مقام پر آیا **ماہ عالم افروز** پشت پر اُسکی کود پڑے
گھوڑا ابرحواس دوڑنے لگا شاہزادہ یال تھامے ہوے گھونسے مار رہا ہو گھوڑے کا
یہ حال ہو کہ گردن اُسکی سوج گئی ہو دوپہر کامل دوڑا دوڑا پھرا ایک درخت کے نیچے
آکر ذرا اُرکا تھا کہ شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رُکا کاؤس نے پشت سے اُسکے
مرکب کو باندھا شاہزادہ اور عیار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے بعد تھوڑی دیر
کے شاہزادے نے چند مُٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیے مرکب نے شاہزادے کو جو
دیکھا کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادہ چُمکارتا ہوا قریب آیا گھوڑے نے مُنھ سینے پر
رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے کہا اے مہتر کاؤس اسکا زین ولجام
کہان ہو کاؤس نے کہا کہ غلام تلاش کرکے لاتا ہو یہ کہکر باغ مین پھرنے لگا دیکھا ایک
نخل مین لجام وچارجامہ لٹکا ہو کاؤس نے لاکر مرکب کو کسا شاہزادہ سوار ہوکے
سامنے بارہ دری کے آیا پکارکر آواز دی اے **سلطان زرفشان** تمھارے مرکب کو
تو ہمنے تو بر کیا اب سلاح معلوم ہون کہ کہان ہین یہ فرماکر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک
صندوق آہنی چھت مین لٹکا ہو صندوق کو جو اُتار کر کھولا دیکھا تو زرہ وخود وچار آئینہ

سوزے رہ گئے وسپر و شمشیر و گرز و خنجر و نیزہ و کمان سب انھین رکھے ہین شاہزادے نے سب
لباس اپنے جسم پر آراستہ کیا زرہ جو پہنی تو کاؤس نے کہا آپ ہی کے جسم کے لیے بنائی
گئی تھی اسقدر ٹھیک ہو کہ نہ تنگ نہ ڈھیلی وہ سلاح آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر
باغ سے نکلے کہ دارا سے ڈمر و گرگوش و احکام سامنے سے آئے لباس و سلاح اور
مرکب کو دیکھکر تعریفین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مؤیدمن الدین ورنہ یہ اشیا نادرہ
کسکو ملتی ہین کہ سامنے سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا شاہزادے نے اس آہو کا
پیچھا کیا دو کوس پر جاکے اُس آہو کو نیزے سے شکار کیا گھوڑے سے اترے آہو کو
ذبح کیا قصد ہوا کہ پلٹون کہ سامنے سے ایک آہو اور جست کرتا ہوا آیا شاہزادے نے
اُسکو بھی تیر مارا وہ آہو گرا تیر نکالکر نام پڑھنے لگے مگر بسبب خون کے نام ثابت نہین
ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک تاجدار نوجوان نیزہ و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو تلاش
کرتا ہوا پیدا ہوا اپنا شکار جو کشتہ پایا شاہزادے کو دیکھکر بہت جھلایا کہا کیون اے
جوان تونے یہ آہو کیون شکار کیا شاہزادے نے کہا یہ ہمارے سامنے آیا ہمنے تیر
مار دیا اُس جوان نے کہا کسی کی یہ مجال نہین ہو کہ ہمارے شکار کو شکار کرے لیکن اس
بے ادبی کر نیکا بدلہ یہ ہو کہ آہو کو گردن پر لادیے او میرے مقام پر پہونچا دیجیے شاہزادے
نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مزدورون کا کام ہو ہمسے نہ ہوسکیگا اُس نوجوان نے بڑھکر تلوار
لگائی شاہزادے نے تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے چند
سوار اُس جوان کے ہمراہی آئے اُنھون نے پکار کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہو کہ تونے
چراغ افغانستان کا گل کر دیا کاؤس نے جواب دیا کہ افغان بلند پایہ اسکا کون ہو
سوارون نے کہا اسکا باپ ہو جسوقت وہ سنیگا قیامت برپا کریگا تمھارا نام کیا ہو
کاؤس نے کہا کہدینا کہ ماہ عالم افروز نبیرہ صاحبقران نے اسکو مارا کاؤس یہ کہہ رہا
تھا کہ دارا نے عرض کی چلیے منقلبے کا یہی انجام ہوتا ہو بہلا کر شاہزادے کو طرف
گھر کے لے چلے مگر احکام تاجدار شہر افغانستان سے واقف ہو دارا سے کہہ رہا ہو
کہ اب بڑا فساد ہوگا یہ جوان نعمان تاجدار جو مارا گیا ہو یہ ایک ہی اسکا فرزند تھا

کیونکر گوارہ کریگا کہ ایسا بیٹا مارا جائے اور باپ خاموش ہو رہے طلسم آنگینہ مین اسکی ماں انجام جادو رہتی ہو جسوقت اُسکو خبر ہوگی تو وہ زمین ہلا دیگی وار اسنے کہا ہمارا شاہزادہ بھی ایسا لڑیگا کہ افغان کو مشکل پڑیگی یہ باتین کرتے ہوے شہر مین آئے اگر شاہزادہ تو محل مین گیا احکام نے فغفور چینی سے بیان کیا کہ آج غضب ہوگیا ہو کہ نعمان تاجدار فرزند افغان بلند پایہ ہاتھ سے ہمارے آقا کے مارا گیا فغفور یہ سنکر روتا ہوا محل مین آیا سہیل سے بیان کیا کہ اے نور نظر اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین ہو کہ نعمان تاجدار مارا گیا افغان ضرور لشکرکشی کریگا ہم اُسکو جواب نہین دیسکتے اور شاہزادے کا بھی بچنا دشوار ہو کوئی تدبیر ایسی کرو کہ شاہزادے کی جان بچے سہیل نے کہا اے والد نامدار شاہزادے کو تو نکال دیجیے ہم آمادہ مرگ ہیں اسے قضا ہو بیٹھین جو گذرے گی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے وزیرون کو بھی بلا لیا وزیرون نے بھی یہی صلاح دی کہ شاہزادے کو طرف دریاے بصرہ کے روانہ کیجیے اور یہ کہہ دیجیے کہ وہان جاکر شکار کھیلو جب ہم بلائین گے تب آنا وہ دو سو لڑکے جنھون نے ساتھ پرورش پائی ہو وہی ساتھ جائین ہم لوگ سر ہتیلی پر رکھکر بیٹھے رہین گے اب حال افغانستان گذارش کرتا ہون کہ افغان بلند پایہ یہی ذکر کر رہا ہو کہ فرزند میرا نہین آیا لوگ کہ رہے ہین ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی افغان نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہو کہ لاشہ نعمان تاجدار ہمراہی اسکے سامنے لائے باپ نے جو بیٹے کا لاشہ دیکھا تاج دے مارا تخت سے اپنے کو گرا دیا شور گریہ و زاری بلند ہوا وزیر نے بہ تعجیل ارتھی بنوائی لاشہ اُٹھا کرلے گئے مرگھٹ پر جاکر جلایا لیکن افغان بیہوش پڑا رہا آٹھ پہر ہوش نہ آیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین پایا اور پکار کر کہا یارو تم نے دیکھا کہ نعمان مارا گیا اور دشمن چین سے بیٹھے ہین کوئی تم مین سے ایسا ہو کہ جاکر اُسکا سر لائے کہ جسنے میرے بیٹے کو مارا اور جاکر قلعہ کھدوا ڈالے یہ سنکر گندم مردم درہ ایک پہلوان زبردست کئی لاکھ فوج کا افسر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شاہ عالیجاہ لاشہ نعمان کا دیکھکر میرے کلیجے پر چھری پھر گئی مجھکو معلوم ہو کہ کسنے آپکے

فرزند دلبند کو مارا ہی اور حکم ہو کہ مین جاؤن اور اراشا د حضور بجا لاؤن بادشاہ نے حکم دیا کہ
مین تمکو اپنے سحر سے دریافت کیے دیتا ہون قضاسے کا رو ہرکارے جو براے خبر گئے
تھے اور کل حال دریافت کر کے پلٹے تھے سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے اُٹھے اور پاس
افغان کے آئے عرض کی کہ حضور جب ہم لوگ لاشہ آپ کے صاحبزادے کا لیکر آنے لگے
تو راہ مین ایک گھسیارہ ملا اُسنے ہم لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکی لاش ہی ہمنے مقتول کا نام
بتایا پھر آپ کا نام بتایا اُسنے ہمسے صاف صاف بتایا کہ ایک ہرن پر یہ مارا گیا ہمنے اُس سے
پوچھا کہ کسنے مارا اُسنے کہا کہ فغفور چینی کا نواسا ایرج نوجوان کا بیٹا صاحبقران زمان کا
پوتا جسکا نام نامی ماہ عالم افروز ہی اُسنے اُسکو قتل کیا ہی وہ بڑا بہادر ہی جسنے دارا و
احکام کو جاکر زیر کیا مین بیٹھا گھاس چھیل رہا تھا یہ کل معاملے میرے سامنے گذرے
ہم لوگ یہ سُنکر روتے پیٹتے لاشہ لیکر بھاگے وہ گھسیارہ اپنی راہ چلا گیا گندم نے
جو سُنا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر طرف فغفور کے روانہ ہو گیا ہرکارے فغفور کے جو
براے خبر نکلے تھے خبر بن لیکر بھاگے سامنے فغفور کے آکر عرض کی کہ گندم مردم در
با فوج قاہرہ آتا ہی فغفور نے کہا کچھ خوف نہین شاہزادہ روانہ ہو گیا ہم لوگ قلعہ کھولکر
بیٹھتے ہین گندم کے سامنے عذر کرینگے اگر ہمکو گرفتار کر کے لیجائیگا تو اُسکو اختیار ہی
احکام و دارا نے بھی اس بات کو قبول کیا قلعہ کھولدیا خندق کو خشک کیا اپنے
مقام آکے بیٹھے کہ گندم مردم در سامنے قلعے کے آیا کچھ سامان جنگ نہ پایا قلعے مین
چلا آیا بادشاہ نے کسی کو اِسکے استقبال کو نہ بھیجا گندم نے کہا یہ کیا معرکہ ہی کہ نہ کوئی
لینے کو آیا نہ کوئی روکتا ہی بلا تکلف اندر آیا جب سامنے پہونچا تو فغفور نے تعظیم کی
کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیونکر تکلیف فرمائی گندم نے جواب دیا
اے پیر مکار فساد برپا کر کے بیٹھا ہی ہمکو حکم بادشاہ افغانستان ہی کہ فغفور کا سر لاؤ
بتلاؤ وہ طفل کہان ہی کہ جسنے نعمان کو مارا فغفور نے کہا اے فخر رستم و اسفندیار
ہمنے خبر سُنکر چاہا تھا کہ اُسکو گرفتار کرین مگر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا
کیونکہ آجکل اُنکے باپ و دادا پردۂ قاف مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہ کہکر تاج اُتار کر

قدمون پر رکھدیا گندم نے ایک ٹھوکر ماری کہ تاج دور گرا احکام کو یہ دیکھکر تاب نہ رہی
اُٹھکر تلوار ماری کہا او مغرور بادشاہ نے تاج نہیرے قدمون پر رکھا تو نے ٹھوکر ماری
فغفور ہان ہان کرتا رہا مگر احکام کے تلوار کھینچتے ہی بلوا ہوگیا گندم بارگاہ مین لڑنے
لگا فغفور ضعیف تخت پہ کھڑا ہوا منع کررہا ہی کہ یارو کیون جنگ کرتے ہو مین اسکا گنہگا
ہون جو چاہین وہ میرے ساتھ کرین تم لوگ دخل نہ دو مین نہین چاہتا کہ بندگان خدا
کا خون بہے گندم نے آکر ایک ہاتھ مارا فغفور سیار گلشن جنان ہوا دارا اسقدر لڑا
کہ زخمون مین چور چور ہوا آخر گھوڑا اُسکو نکال لے گیا ادھر گندم نے اُسی وقت فغفور
و احکام کا سر کاٹ لیا لاشے پھکوا دیے حکم کیا قلعہ کھود و قلعہ کھدنے لگا گندم نے
بیرون قلعہ آکر قیام کیا اور ہرکارے ہر اسے خبر روانہ کیے کہ جاکر دریافت کرو کہ وہ
لڑکا کہان بھاگ کر گیا ہی ہرکارے روانہ ہوے دیہات و قریات مین ڈھونڈھتے
پھرتے ہین مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز صحراے بصرہ مین شکار کھیل رہا ہی ایک مقام
پر بارگاہ استادہ ہی وہی دو سو لڑکے تیر اندازی کررہے ہین کہ سامنے سے دیکھا چند سوار
چند پیدل بھاگے ہوے آتے ہین لڑکون سے حکم ہوا دیکھو یہ سوار کون ہین لڑکے
اُن سوارون کو بلا کر لائے اُنھون نے جو شاہزادے کو دیکھا گھوڑون سے کود کر
قدمون سے لپٹ گئے کہا اے شہریار ہمکو نہین پہچانا ہم آپ کے نانا کے ملازم ہین
آپ لغمان کو مار کر آئے تھے بادشاہ افغانستان نے گندم مردم درندہ نامی پہلوان
کو بھیجا اُسنے آپ کے نانا کو اور احکام کو قتل کیا اور بیرون قلعہ مقیم ہی آپ کی تلاش
ہی ہم لوگ اُسی جنگ سے بھاگے ہوے ہین ایک جوان پردہ دو سو گرہ سے اور
سرپرست ہمارا مارا گیا کون ہماری داد کو پہونچتا اور ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا
یہ سنکر شاہزادہ بہت غمگین ہوا پچھاڑ ین کھاتا تھا اور نانا کو یاد کرکے روتا تھا کہ واہ
نانا جان آپ نے ہمکو بچایا اور آپ سیار گلشن جنان ہوے غلام آپ کو کہان ڈھونڈھے
سوارون سے پوچھا کہ گندم عورات سے کیونکر پیش آیا سوار وان نے عرض کی ہمنے
خبر پائی کہ بہران فیلسوار نامے ایک پہلوان ہی گندم نے آپ کی والدہ کو گرفتار کرکے

بہران کے ساتھ روانہ کیا بہران قید لیکر گیا ہو دیکھیے کیا ہو شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا انھین دو سو لڑکون کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان گندم اُترا ہوا ہو ہرکارے تلاش کرتے پھرتے ہین کہ کسی ہرکارے نے خبر دی کہ وہی لڑکا آتا ہو گندم نے کہا شاید بھاگا جاتا ہوگا گینڈا تو میرا لاؤ گینڈے پر سوار ہو کے کھڑا ہوا فوج جمی ہوئی کھڑی ہو کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا وہی شیر بیشۂ جرأت گھوڑا بڑھا کر آیا دو سو لڑکون سے ستر ہزار فوج پر گرا لٹکے لڑ رہے ہین ہنگامہ ڈالدیا مگر گندم لڑتا ہوا قریب شاہزادے کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار اُسکی توڑ ڈالی گندم نے دوسری تلوار کھینچی اور پھر ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو گردش دی وہ تلوار بھی ٹوٹی اور شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق جہندہ دست زبردست شاہزادہ ماہ عالم افروز سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ تلوار لیکر سر پر پہونچا گندم نے ناچاری سے دونون ہاتھ اُٹھا دیے اور دانت نکالے کہ شاہزادے کو ترس آگیا تلوار روک کر کہا او پہلوان اُٹھ اور تلوار لا جسطرح مناسب ہو اُسطرح مقابلہ کر ہمارا دستور نہین کہ گرے ہوے کو مارین گندم اُٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا مین تو آپ کی جرأت کا قائل ہوا ورنہ کوئی حریف کو پا کر نہین چھوڑتا ستر ہزار فوج سے مسلمان ہوا شاہزادہ گندم کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے آیا دیکھا کہ شہر کھدا پڑا ہو اور نانا کا لاشہ در قلعہ پر لٹکا ہو مگر لاشہ بے سر گندم رونے لگا کہا ای شہریار میرے ہاتھ قلم کیجیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ آپ کے نانا کا سر اور قید والدۂ ماجدہ طرف افغانستان کے روانہ کر دی شاہزادے نے فرمایا ای گندم تم قلعے پر اُترو اور قلعہ بنواؤ مین والدہ کو لینے جاتا ہون گندم نے کہا ای شہریار فقید ملکہ کی شہر افغانستان مین نہین ہو شہر سے بارہ کوس پر ایک کوہ ہو کہ اُس کوہ کو سب کوہ مقناطیس کہتے ہین اُس پہاڑ پر آیا دیو بنا ہو ایک بند ریا وہان خدائی کرتی ہو اُسکو خداوند بی بی دم خبیثہ کہتے ہین افغان وہان ملکہ کو لیکر گیا ہو تاکہ قدرت سے تقدیر کرائے کہ عورت مجھکو قبول کرے شاہزادے نے کہا خیر معلوم ہوا گندم نے چاہا مین ساتھ

چلوں مگر شاہزادے نے گندم کو قلعے مین چھوڑا آپ طرف کوہ مقناطیس کے چلے یہاں
افغان بلند پایہ اپنے دربار مین بیٹھا تھا بیٹے کے غم مین بدحواس سیاہ پوش غم فرزند کا تھا
و خروش کہ بہران کی عرض پہونچی کہ ناموس ایرج کو قید کرکے لایا ہون جسوقت حکم ہو
اسوقت داخل ہون افغان نے حکم دیا کہ شہر آئینہ بند ہو دوکانین رنگی جائین دوکانداروں کو
حکم پہونچ جائے کہ بڑے تکلف سے دوکانون کو آراستہ کرو حکم کی دیر تھی شہر آئینہ بند ہوا
بہران کو حکم گیا کہ قید لیکر داخل ہو ملکہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا ہو کنیزین سر برہنہ و
پا پیادہ دوڑتی ہوئی چلی آتی ہین جنکو فرش گل ناگوار تھا اُنکے تلوے خار خار ہو رہے
ہین ملکہ سہیل شہر کو دیکھتی ہوئی دروازے پر افغان کے پہونچین بہران نے قیدی کو
باہر رکھا آپ جا کر سامنے عرض کی کہ گنہگاران حضور دروازے پر حاضر ہین افغان نے
حکم دیا اندر بلاؤ جیسے ہی ملکہ اندر آئین مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افغان
بہت جھلایا کہا یہ عورت بڑی زبان دراز ہو مگر جمال بے مثال دیکھکر بدحواس ہو رہا ہو
وزیر کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو مژدہ ہمارے وصل کا دے اور یہ کہنا کہ تیرے بیٹے کی
بھی خطا معاف کر دونگا ورنہ گندم بے قتل کیے نہ آئیگا جو اُسکو حکم ملتا ہو وہی کرتا ہو تیرے
فرزند کو قتل ہونے سے بچا لونگا وزیر نے جو یہ آ کر کہا تو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بدکردار کیا بیہودہ
بکتا ہو تو کیا میرے فرزند کو بچا لیگا خدا اُسکو بچا ئیگا کیا عجب ہو کہ وہی تیرا قاتل ہو وزیر
نے چُھپکے چُھپکے بہت سمجھایا مگر ملکہ نے جواب ہائے سخت دیے ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ او نابکار
یہ بدزبانی تیری تجھکو سزا دلوائیگی میرا نور نظر مخفی نہ ہوگا آخر افغان نے حکم دیا کہ قید کو
طرف کوہ مقناطیس کے لے چلو خداوندی بی دم خبیثہ سے تقدیر کرا لونگا طرف کوہ
مقناطیس کے قید چلی افغان بھی سوار ہوا زیر کوہ مقناطیس پہونچا ملکہ نے دیکھا
کہ کوہ بلند ہو اُسپر چہار دیواری کھنچی ہوئی ہو بیچ مین ایک دیر بنا ہو اُسکے آگے لوگ جمع
ہین ملکہ کو کشاں کشاں بالائے کوہ لے گئے دیکھا ہزاروں گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہو کہ افغان بھی آیا سامنے دیر کے پہونچا دروازہ
کھلا دیکھا ایک تخت بچھا ہو اور اُسپر ایک شے مثل ڈیوٹ کے رکھی معلوم ہوتی ہو اُسپر ایک بندیہ

نہایت لحیم و شحیم دُم بہت بھاری اُسمین گیہا منقش کا وہ دُم گردش کرکے سر پر بندریا کے قایم ہوئی
ہو افغان براے سجدہ جھکا بندریا نے مثل انسان کے آواز دی کہ سر خود را نہ سجدہ بہر ا رہ بدرگہ
لعنت بر تو نصیب کردم افغان نے سر اُٹھایا بندریا نے کہا کہ اے بندۂ خاص الخاص دنیا سے گذرا
با اخلاص آج خلاف وقت کیونکر آنا ہوا افغان نے عرض کی آج چاہتا ہون کچھ تقدیر کیجیے
بندریا نے کہا اے بندۂ خاص جو تو کہے وہی تقدیر کردون افغان نے کہا یا خداوند نعمان تاجدار
مارا گیا شہر بے چراغ ہوا قاتل کی ماں کو گرفتار کرکے لایا ہون امیدوار ہون کہ جب وہ
سامنے آئے تو تقدیر کیجیے کہ مجھکو قبول کرے بندریا نے پکار کر کہا ارے اُس عورت کو
لاؤ جیران سر زنجیر تھامے ہوے ملکہ کو جو سامنے لایا ملکہ نے بہت لعنت کی بندریا نے
کہا افغان کو قبول کر ملکہ نے جواب دیا کیون جھک مارتی ہے مین زوجۂ ایرج نوجوان
ہون کیا مجال جو کوئی مجھپر ہاتھ ڈالے خوب تکرار ہوئی ملکہ نے ہزارون گالیان دین
اور لعنت ملامت کی آخر کو بندریا نے جھلا کے حکم دیا کہ اِس گنہگار کو لیجاؤ زیر کوہ جاکر
تیرباران کرو ملازمان افغان ملکہ کو زیر کوہ لائے نصف جسم زمین مین دفن کر دیا نصف
باقی رہا تیر اندازون کو حکم دیا ملکہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے سمیع و بصیر و اے کریم و قدیر رحم
اپنا شریک کر وقت سخت ہے سواے تیرے کون معین و مددگار ہے کون اِس آفت سے
بچائیگا افغان چاہتا تھا کہ تیر مارون بارہ ہزار جوان تیر و کمان لیے کھڑے ہین کہ ناگاہ
لشکر مین تہلکہ ہوا ہزارون سر گر گئے شاہزادہ ماہ عالم افروز مثل شعلۂ جوالہ پہونچا گھوڑے
سے کود اپنی ماں کو اُس خندق سے نکالا کاؤس نے اپنی ماں کا پشتارہ باندھا لڑتے
بھڑتے لیکر نکل گئے سب حیران تھے کہ کون آیا اور کیونکر لے گیا افغان نے کہا یہ غضب
خداوندی تھا اُس عورت نے بڑی سخت کلامی کی تھی وہ عذاب ہمپر نازل ہوا جب تو
ایسا شخص آیا کہ جلدی آیا اور نکلگیا مین صورت بھی نہ دیکھنے پائی کہ کون تھا اور کسطور سے
آیا اور قیدی کو لے گیا ہم سمجھ گئے کہ قدرت نے کسی فرشتے کو حکم دیا وہ اِس عورت کو لیگیا
جہنم مین پھینکا یہ خیال کرکے رنجیدہ اپنے شہر مین آیا مگر دروازے پر حکم دیا کہ دس آدمی
ہتھیار بند نہ آنے پائین دروازے پہ کئی ہزار جوان اُترے ہوے ہین آجکل روک

ٹوک ہو لیکن دارا سے دردر گوش جو زخم داری مین بکلگیا تھا شاہزادے نے اُسکو
صحرا مین پایا علاج کیا اُدھر رات کو دارا کو غیرت آئی کہ افغان نے بڑا ستم کیا کہ ناموس کو
ہمارے آقا کے دربار مین بلوایا چالیس جوان جو دارا کے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکے
طرف شہر افغانستان کے چلا خیال مین ہو کہ یا تو افغان کو مار ڈالینگا یا بیخود جان دونگا
گھوڑا اُڑا اسے ہوے قریب در قلعہ آیا چاہا اندر جاؤن پاسبانون نے روکا دارا
نے جنگ آغاز کر دی تھوڑے عرصے مین اسقدر فوجین آئین ایک ایک جوان کو
سو سو نے گھیر لیا آخر لڑ بھڑ کر کئی ہزار جوان قتل کیے اور اپنی جان دی سب ساتھ والے
سیار گلشن جنان ہوے افغان کو خبر پہونچی کہ دارا سے دردر گوش قزاق لڑ بھڑ کے
مارا گیا افغان نے حکم ثانی دیا کہ اب پانچ جوان ہتھیار بند اندر قلعے کے نہ آنے پائین
مگر شاہزادہ جو صبح کو اُٹھا منتر کاؤس نے خبر دی کہ رات کو رفیق آپ کا طرف افغانستان
کے روانہ ہو گیا اور مین نے خبر سُنی ہی کہ لڑ بھڑ کر سیار گلشن جنان ہوا شاہزادے نے کہا
دیکھو صاحبو غیرت دار ایسے ہوتے ہین ہم زندہ بیٹھے ہین اور دارا نے جان دی غرض
اُسی وقت ایک نامہ بنام گندرم لکھا کہ اے رفیق و شفیق مان کو تو مین چھڑا لایا رفیق نے
ہمارے جا کر جان دی اب اُسکے خون کا بدلہ لینا واجب و لازم ہی ہم تو طرف افغانستان
کے جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر زندہ ملین گے ورنہ ملاقات ہماری تمھاری
قیامت پر گئی اگر ہماری کوئی خبر پانا تو والدہ سے نہ کہنا انکی حفاظت مین مصروف رہنا
یہ نامہ لکھکر سوارون کو دیا جب مان کو محافے مین سوار کرنے لگے تو سہیل نے کہا
اے فرزند تم بھی چلو ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ آپ تشریف لے چلیے مین بھی حاضر
ہوتا ہون محافہ مان کا روانہ ہو گیا بعد جانے مان کے اُسنے دوسری لڑکوں کو ساتھ لیا
طرف قلعۂ افغانستان کے چلے گھوڑے اُڑاتے ہوے نیچے چمکاتے ہوے دلیرانہ
جاتے ہین منتر کاؤس رکاب سے لپٹا ہوا اِس زور و شور سے دو پہر مین راستہ طے کیا
ٹھیک دوپہر کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے گھوڑے روکے ساتھ والون سے
متوجہ ہوے کہا بھائیو تمنے میرا خوب ساتھ دیا اب مین جان دینے جاتا ہون

زندہ نہ پلٹونگا پانچ لاکھ فوج کا وہ مالک ہم دوسو جوانون سے جاتے ہین زندہ رہنے کی کون
صورت لہذا آپ لوگ رخصت ہو جائین مین اکیلا جا کر جان دونگا سمجھو تو بڑے غیرت
کی بات ہو کہ ناموس قبلہ و کعبہ کا داخل بارگاہ کافرین ہوا اور ہم زندہ رہین اسی غیرت پر دارا
نے جان دی سب نے عرض کی ہمارا مردہ اور زندہ آپ کے ساتھ ہو عدم مین بھی آپ کے
ساتھ چلین گے ہم لوگ ساتھ نہ چھوڑینگے شاہزادے نے جب سب کو ثابت قدم پایا تو
کہا اے مہتر کاؤس دریافت تو کر آؤ در قلعہ پر کتنی فوج ہو مہتر کاؤس گیا تھوڑی دیر
مین پلٹ کر آیا خبر دی کہ پانچہزار جوان دروازے پر قلعے کے ہین مگر جسدن سے دارا
مارا گیا حکم ہو کہ پانچ جوان ہتھیار بند قلعے مین نہ آنے پائین یہ فرمائیے کہ آپ دوسو جوان
سے کیونکر جائیےگا شاہزادے نے کہا تم فرزند عمرو ہو کسی تدبیر سے لے چلو مہتر کاؤس
نے طرف سے انجام جادو کے ایک فرمان لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے افغان مین نے
خبر سُنی ہو کہ کوئی قزاق در قلعہ پر آکر لڑا وہ چالیس قتل ہوے تمھارے چار ہزار مارے گئے
یہ دوسو جوان تمھاری حفاظت کو بھیجتی ہون جہان تم سوگے وہان یہ لوگ پہرا دینگے
یہ فرمان مہتر کاؤس لیکر آگے بڑھا دوسو جوان پشت پر جب سامنے دروازے کے پہونچے
تو نگہبانون نے آواز دی یارو ادھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤگے کاؤس نے بڑھکر وہ فرمان
دکھایا افسرون نے وہ فرمان آنکھون پر رکھ لیا کہا لو ملکۂ عالم کو خیال ہوا بیٹے کا مارا جانا
بھولین شوہر کے بچانے کی فکر کی وہ فرمان سامنے افغان کے آیا افغان نے حکم دیا
کہ انکو کوئی نہ روکے ملکہ کو بڑا خیال ہو اپنی جان کے نگہبان یہان بھیجدیے مین آجکے
آٹھوین دن سب کو رخصت کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ افسر کو اندر لاؤ شاہزادہ مع دوسو
جوانون کے اندر آیا دربار مین اس گبر کے چار ہزار جوان جمع تھے رفیق و افسر
فوج کے حاضر تھے افغان تخت پر بیٹھا تھا کاؤس نے پھاٹک بند کر دیا اور پچاس
جوان دیوار پر چڑھا دیے کہ جہانتک ہوسکے باہر والون کو اندر نہ آنے دینا لیکن
شاہزادے نے دربار مین پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام من در این مجلس و در این
ماوا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و مذہب پیغمبر او برحق او افغان آگاہ

ستم شمشیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت خرمن عدو سوز نام من ماہ عالم افروز اب سبکو
حکم دے کہ مجھکو قتل کرین افغان نے حکم دیا کل جوان اُٹھے تلوار چلنے لگی مگر شاہزادہ
رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہو جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے شاہزادے
کے مارے گئے ادھر افغان تیغہ لیے تخت پر کھڑا ہو ساتھ والون کو للکار رہا ہو کہ یان
یارو لڑ بھڑ کر دروازہ باغ کا کھولو کل فوج کو بلاؤ دو سو جوان کا مارنا کتنی بڑی بات ہو
سب جوان مصروف جنگ ہین مگر جرأت سے ان لڑکون کی تنگ ہین چند جوان جو
کاؤس نے دیوارون پر چڑھا دیے ہین وہ تیر مار رہے ہین باہر ہزارہا جوان انکے
لاشے پڑے ہین تیر ورتنگ کی خبر لیتا ہو بعض لوگ تماشہ دیکھنے کو ٹھون پر چڑھے
تھے تیر نے جاکر قضا کا پیغام دیا جسپر تیر جاکر پڑا وہ مر گر ا صدہا جوان مکانون کے
مارے گئے فوج سب دروازے پر جمع ہو مگر اندر نہین آسکتی تیر چل رہے ہین کل
خطا شعار گوشون مین چھپتے پھرتے ہین ضرب تیر سے چلا کے بھاگتے ہین گوشے برابر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ کیونکر امان پائین کہان چھپ جائین ان تھوڑے جوانون نے
قیامت برپا کر دی مگر شاہزادۂ والاقدر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب تخت
افغان پہونچا افغان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے ہاتھ خالی دیکر جست
جو کی بالائے تخت پہونچا تخت پر چڑھکر ہاتھ مارا کہ افغان کے دو ٹکڑے ہوے
شاہزادے نے حکم دیا بس اب پھاٹک کھولدو پھاٹک کھلا شاہزادہ سب کے
آگے دو سو لڑکے پشت پر لڑتے بھڑتے قبضے ہاتھون مین جمے ہوے سپر مین بھی
ہاتھون مین خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین معلوم ہوتا تھا ہولی کھیلکر سب نکلے ہین
بہران فیلسوار ونیران کامگار یہ دونون صلاح کرکے سامنے شاہزادے کے
آئے ایک نے داہنے سے ہاتھ مارا دوسرے نے بائین سے تلوار لگائی مگر
شاہزادے نے دونون کے ہاتھ تھام لیے تلوارین چھینکر دونون کی کمرین
ہاتھ ڈالکر اٹھالیا دونون نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا دونون
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگئے تھے بصدق دل مسلمان ہوے فوج کو اپنی

اشارہ کیا کہ اگر قدمبوس ہو شاہزادہ بہ فتح وفیروزی پلٹا سارا شہر افغانستان تسخیر ہوا سب
مسلمان ہوئے دوسرے دن شاہزادے نے بہت سا اسباب اور روپیہ نقد چھکڑون پر
لدوایا ایک عرضی مان کو لکھی مضمون اسکا یہ تھا کہ آپ کے دودھ نے تاثیر دکھائی اسکے
افغان کو مارا شہر کو تسخیر کیا یہ مال واسطے خرچ کے پہونچتا ہی مین بھی جلد حاضر ہونگا غرض
کاؤس تو اسطرف روانہ ہوا شاہزادہ دربار مین مقام صدر پر بیٹھا ہی کل افسر حاضر ہوئے
کہ یکایک دن تاٹا ہوا سب اہل شہر ہل گئے شاہزادے نے باہر نکلکر دیکھا کہ سارے شہر
پر دھوان چھایا ہوا ہی برق چمک رہی ہی صدائے گیرودار بلند ہی شاہزادے نے
دربار مین آکے افسرون کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی افسرون نے چاہا کہ نکلین ناگاہ
سامنے سے ایک جادوگرنی اژدہے پر سوار آئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا
سب اہل دربار وشاہزادہ پتھر کے ہوگئے واضح ہو کہ یہ انجام جادو ہی جب اسنے
خبر سُنی کہ شوہر مارا گیا تو جلا کر آئی ایسا گولہ مارا کہ دھوان بلند ہوا جسکی آنکھ مین وہ
دھوان لگا وہ پتھر کا ہوگیا دربار مین آئی اول لاش پر افغان کی خوب روئی اور
پھر لاش افغان اُٹھا کر اژدہے پر ڈالی اور کہنے لگی کہ شوہر کو دفن کرکے آتی ہون
او متفنی تجھے بھی لیجاؤنگی اور باغ مقبرہ مین لیجا کر قتل کرونگی لاش لیکر چلی گئی ادھر کاؤس
پاس گندم کے پہونچا سب کاؤس کو دیکھکر خوش ہوئے وہ عرضی اسنے سبکو سنائی
سب خوشیان کرنے لگے گندم نے کہا وہ ایسا ہی جری ہی اُس سے کون بھلا مقابلہ
کرسکتا ہی انصاف پسند ہوشمند افغان کی کیا حقیقت تھی فوج کے بھروسے پر
سلطنت کرتا تھا مگر کہا او متر کاؤس تم محل مین جاؤ مان انکی بہت بیقرار ہین دن مین
سو سو مرتبہ فرماتی ہین کہ اے گندم خبر منگاؤ غرض کاؤس اندر آیا اور محل مین ہلڑ ہوا
کہ کاؤس آیا ہی ملکہ سہیل اُٹھکر دوڑین نازک ادا نے بیٹے کو گلے سے لگایا عرضی
اسنے پیش کی مان نے کہا او فرزند شاہزادے کو کیون نہ لائے کاؤس نے کہا
ملک نیا تسخیر ہوا ہی انتظام کر رہے ہین ابکی جو آؤنگا تو انکو ساتھ لیتا آؤنگا دیکھیے
خود لکھا ہی کہ ہفتے عشرے مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر ملکہ کو سلام کیا کہا مین رخصت

ہوتا ہون مان نے کہا بیٹا آج رہجاؤ کاؤس نے کہا وہان شاہزادہ اکیلا ہو ایسا نہو کوئی
مکر کرے تو باعث خرابی ہو اسی وقت کاؤس باہر نکلا سب سے رخصت ہو کر روانہ
ہوا سامنے شہر افغانستان کے آیا دیکھا شہر مین سناٹا پڑا ہو قلعے پر کچھ لوگ کھڑے
ہین کچھ بیٹھے ہین مگر جنبش نہین اندر قلعے کے آیا دیکھا سب پتھر کے پتلے کھڑے ہوے
ہین حلوائی کے سامنے گھنگ آیا ہو شیرینی تول رہا ہو گھنگ بھی پتھر کا ہو کر رہگیا
اور دو کاندار بھی اسی حالت مین مبتلا ہین کبڑنین بھی پتھر کی بنی بیٹھی ہین غرض کاؤس
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہو یہ کیا ستم ہو گیا بھاگا ہوا دربار مین آیا دیکھا خادم خدمتگار اور
چوبدار وغیرہ سب پتھر کے بنے کھڑے ہین کاؤس اندر آیا آکر دیکھا کہ سب سردار
دنگلون پر بیٹھے ہین مگر پتھر کے ہوگئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر شاہزادہ پتھر کا بنا ہوا
بیٹھا ہو مگر آنکھین گردش مین ہین کاؤس نے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا
دوڑ کر لپٹ گیا چیختا تھا کہ ای ماہ اوج صاحبقرانی و ای یوسف ثانی کس حال مین آپکو
پاتا ہون بہت ہی گھبراتا ہون شاہزادہ آنکھین پھرا رہا ہو زبان مین طاقت نہین کہ
کچھ بیان کرے اشارے سے بتایا کہ انجام جادو آئی تھی وہی سحر کر گئی کاؤس بھی
رو رہا ہو کہ انجام جادو شوہر کو دفن کر کے آئی کاؤس کو دیکھکر للکارہ کہ ارے تو
کون ہو کہ میرے قیدی سے کلام کر رہا ہو کاؤس نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن
مگر انجام نے سحر کیا کہ کاؤس بھی گرا انجام نے دونون کو اٹھا لیا اور اہل شہر کی
طرف دیکھکر آواز دی کہ تم سب کو سزا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اژدہے کو
اڑا کر روانہ ہوئی باغ مقبرہ مین پہونچی گلچین جادو یہانکا حاکم ہو اس سے بلاکر
کہا کہ جلاد کو بلاؤ اور آگ سلگاؤ مین اسکے کباب کھاؤنگی گلچین جادو انتظام
کرنے لگا آگ سلگا دی نمک و مرچ لا کر رکھا چھریان سامنے رکھدین شاہزادہ
اور کاؤس حیران بیٹھے ہین شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہو کہ ای کریم کارساز ای
رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے افسوس ہو کچھ شوکت حاصل کرنے
نہ پائے کہ پیغام قضا آگیا مگر تجھکو سب طرحکا اختیار ہو بندہ مجبور رونا چاہتا ہو نظم

دیدہ بکشا و ببین ہر جا رسو	تا ببینی ذات حق برا رو برو
حاضر و ناظر چو ذات کبریاست	ہست لاحاصل تلاش و جستجو
دور کن از دل حجاب ما سوا	تا نماید پردہ دار از غیب رو
از جناب قاضی الحاجات خواہ	ہر چہ داری در دل خود آرزو
در میان نیک نامان نیک نام	باش با خلق نکوئی نیک خو
کن اگر بخشد ترا حق حوصلہ	باید ان نیکی محبت با عدو

انجام چاہتی ہو کہ شاہزادے کو قتل کرون اور کباب اسکے کھاؤن کہ دلکو تسکین ہو یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ہمن اسکی ملکہ گلزار جادو خبر سنکر چلی ہو کہ بہنوئی مارے گئے ہمشیرہ صاحبہ قاتل کو گرفتار کرکے لائی ہین آکر پہونچی گلزار جادو کی چھوٹی بیٹی ملکہ گلشن آرا اسنے سحر نہین سیکھا ہی یہ بھی ساتھ ہی آتے ہی اپنی خالہ سے لپٹ گئی اور کہا خالہ امان قاتل کہان ہی جسنے خالو صاحب کو مارا انجام جادو نے اشارہ کیا کہ سامنے بیٹھا ہی گلشن نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان سرو باغ خوبی گل گلزار محبوبی اختر برج شرافت گوہر درج لیاقت غمگین و ملول بیٹھا ہی گلشن کے دلپر ایسی تاثیر ہوئی کہ مانگی کو دین گر کر بیہوش ہو گئی گلزار رونے لگی کہ میری بیٹی کو کیا ہوا انجام نے گلاب و کیوڑہ منگایا منھ پر چھڑکنے لگی مان تلوے سہلا رہی ہو کہ گلشن نے آنکھیں کھولین مان نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہی گلشن کو اور کچھ نہ بن پڑا یہ جواب دیا کہ مین نے کبھی کسی کو اسطرح بندھے نہ دیکھا تھا آج اس شخص کو دیکھکر حیرت ہو گئی اسی وجہ سے بیہوش ہوئی انجام آمادہ ہوئی کہ اسکو قتل کرون کہ آسمان پر پھر سناٹا ہو گیا بسرام جادو کہ اس طلسم کی بزرگ ہی خبر سنکر آ پہونچی انجام سے کہا کیا ارادہ ہی کہ انجام نے کہا جدہ یہ منظور ہی کہ اسکو قتل کرکے کباب کھاؤن کہ میرے دل کو تسکین ہو بسرام نے کہا اے انجام تو نے برا کیا کہ سرحد طلسم مین لے آئی اب چالیس دن تک اسکو قتل نہین کر سکتی بیٹا قاعدہ طلسم ہمیشہ سے یہی ہی تمھارے بزرگ ... اگر اسکے خلاف کروگی تو بیٹا صدمہ پہونچیگا اور جانتی ہو کہ یہ سال کون ہی

یہ سال انجام طلسم ہی صاف لکھا ہی کہ اس سال طلسم کشا آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا تم بادشاہ طلسم ہو تمکو قاعدے کے خلاف نہین چاہیے اور بلا کر گلچین کو حکم دیا کہ ای گلچین ان دونونکو قید کر بعد چالیس دن کے جب انجام آوے تب قیدی کو دینا ہیچ ہین اگر مانگے بھی تو ہرگز قیدی کو نہ دینا یہ قتل نہین ہو سکتا یہ کہکر انجام کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لے گئی گلزار گلشن کو ساتھ لیے ہوے مکان پر آئی مگر گلشن کا عجیب حال ہی کسی پہلو آرام نہین آتا یہی خیال ہی کہ ہاے وہ معشوق خوبرو خوشخو کس مصیبت مین ہی کیونکر اسے بچاؤن ایک گوشے مین آکر بیٹھی رو رہی ہی کہ وزیرزادی اسکی سرو آزادی اسنے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی بیقرار ہوکر رونے کا کیا باعث ہی گلشن نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرو آزاد کیا پوچھتی ہی میرا تو یہ حال ہی کہ جینا ایک دم کا وبال ہی نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جسطرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہ ہوا ای دل کیے رکتا ہو مین
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کا سئہ زانو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہی باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے

تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر
ای پری در نجف مین مو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

سرو آزاد نے جو گلشن آرا کا یہ جوش خروش دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہی یہ تو بہت الفت ہی عرض کی واری کیا چاہتی ہو گلشن نے کہا ای سرو آزاد مجھے ایک نظر دکھا کہ دل کو تسکین ہو ورنہ یہ رات مجھکو کھا جائیگی زندہ نہ بچونگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی سرو آزاد نے کہا ای ملکہ عالم مین آپ کو لیے چلتی ہون ایک نظر دیکھ کے آئیے گا زیادہ پانون نہ پھیلائیے گا گلشن نے کہا نہین ایک نظر دیکھکر چلی آونگی سرو آزاد نے کہا واری گلچین جادو جو باغ مقبرہ کا منتظم ہی شاہزادہ اسی کی قید مین ہی وہ مدت سے

کہا کرتا ہی کہ مین ملکہ گلشن پر جان دیتا ہون ذرا بہ محبت اُس سے باتین کیجیے گا اِس حیلے سے وہان چلیے اُس سے کہیے گا کہ مین تجھکو دیکھنے آئی ہون وہ خاطر کریگا کھانا وغیرہ لاکر پیش کریگا ایک دو نوالے کھا لیجیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کہ مجھپر ہاتھ ڈالے سرو آزاد نے کہا کیا مجال آپ کے بزرگون کا ملازم ہی بدون آپکی رضامندی کے کیا حقیقت رکھتا ہی کہ بے ادبی کرے یہ صلاحین کر کے بیٹھین جب گلزار جادو آئی تو سرو آزاد نے کہا بی بی آج صاحبزادی باغ مقبرہ مین جائینگی بہت جلد چلی آئینگی گلزار نے کہا کیا مضائقہ سرو آزاد نے تخت تیار کیا اُسپر گلشن کو سوار کیا طرف باغ مقبرہ کے لے چلی یہان گلچین جادو کہ ہر وقت حفاظت کرتا ہی اُٹھے دیکھا ملکہ گلشن آتی ہین سامنے آکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آیئے مین تو مشتاق تھا جلدی سے فرش بچھایا ملکہ آکر بیٹھین دیکھا سامنے شاہزادہ آگ کے بیچ مین بیٹھا ہی عیار سے باتین کر رہا ہی گلشن کو دیکھکر ٹکٹکی بندھ گئی رزدیدہ نگاہ ہوتے دونون کے دلونپر تیر مژگان پڑ رہے ہین ادھر گلچین نے لاکر دستر خوان بچھایا قابین پلاؤ کی رکھین کہا نوش کیجیے گلشن نے سرو آزاد سے اِشارہ کیا کہ کسی طرح ایک پلیٹ شاہزادے کو کھلا دو سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ تمنے کیا کیا کہ سامنے قیدی بھوکے بیٹھے ہین اور ملکہ کے سامنے لاکر کھانا رکھا ایسا نہو ملکہ کو نظر ہو جائے لہذا ایک پلیٹ اُنکو بھی بین دے آؤن گلچین نے کہا اُنکو کھانا دینے کا حکم نہین ہی سرو آزاد ایک پلیٹ لیکر اُٹھی قریب شاہزادے کے آئی گلچین نے انگوٹھی اپنی دیدی تھی سرو آزاد نے جاکر اول انگوٹھی چمکائی کہ آگ ہٹ گئی مسکرا کر کہا معشوق نے یہ کھانا آپکو بھیجا ہی کاؤس نے کہا بیٹھ جاؤ اپنے ہاتھ سے بیٹھکر کھلاؤ ای وزیرزادی تم ہمارا حصہ ہو وزیرزادی نے ہنسکر کہا لنگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھپر نگاہ ڈالے مہتر کاؤس دل لگی کر رہا ہی سرو آزاد نے کہا ای شاہزادے ان لنگوڑے بن مانس کو منع کیجیے شاہزادے نے منع کیا اور کھانا لیکر رکھا سرو آزاد تو چلی گئی شاہزادے نے دو دن کے بعد کھانا کھایا شکر پروردگار کیا مگر سرو آزاد

جو پلٹ کر آئی ملکہ نے کہا ای سرو آزاد کیا باتین ہوئین سرو آزاد نے کہا ملکۂ عالم شاہزادی
تو بے زبان ہی مگر عیار نکا بڑا مسخرہ ہی بھیر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ نے کہا ای سرو آزاد کیا نقصان
ہی ہم تم ایک مقام پر رہین گے سرو آزاد نے کہا واری چلیے ملکہ نے کہا مین تو ہرگز
نہ جاؤنگی سرو آزاد نے کہا مکان پر چلکر صلاح کیجیے کوئی صلاح معقول کرکے انکو
رہا کرین گے یہ سنکر گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی سرو آزاد کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی مکان پر جو آئی وزیرزادی کا ساتھ نہین چھوڑتی کہ ماں نے آکے
پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا پنڈا پھیکا ہی سر مین خلل ہی آپ کہان تشریف
لے گئی تھین گلزار نے کہا مین جدہ سے ملنے گئی تھی بیٹا طلسم مین ہنگامہ ہی ہر ایک کی
زبان پر یہی فقرہ ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعضے کہتے ہین آگیا عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ
طلسم نہ بچیگا ملکہ بسرام جادو نے لوح محفوظ کو کوٹھری سے نکال لیا اپنے گلے مین
پہنی ہی وہ بھی بہت گھبرائی ہوئی ہین مجھسے عجب فقرہ کہا ہی کہ مین گھبرائی ہوئی ہون کہا
ای گلزار تیرے گھر سے فتور اُٹھیگا پہلے تیرا ہی قلعہ تسخیر ہوجائیگا تو مین نے سحر کرکے
قلعے کو نگاہ دیدبانان سے مخفی کیا ہی یہ باتین کرکے گلزار جادو اپنے مقام پر جا بیٹھی
سرو آزاد نے کہا لیجیے واری بہت اچھی بات نکل آئی کہ آپ کی جدہ نے لوح محفوظ
گلے مین پہنی ہی برای ملاقات چلیے رات کو وہین رہیے جب وہ سو جائین تو لوح
اُتار لیجیے اور لاکر شاہزادے کو دیدیجیے کوئی تو انکو قوت ہوجائے ملکہ نے کہا ای
وزیرزادی چلو مین لوح لے آؤنگی شاہزادے کو دیکر رہا کرونگی کہ انکو قوت
ہو پھر کوئی جادوگر انپر ہاتھ نہ ڈال سکیگا جو آئیگا وہ قتل ہوگا سرو آزاد نے جاکر
گلزار سے کہا کہ ملکہ گلشن بسرام کو دیکھنے جاتی ہین گلزار نے کہا جائین مگر جلد چلی آئین
وزیرزادی نے کہا مین جلد واپس لاؤنگی تخت پر سوار ہوکر شاہزادی و وزیرزادی
طرف قصر بسرام کے چلین یہان بسرام جادو بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ اب
بڑا انقلاب ہوگا ساحر قتل ہونگے اور میری موت تو بہت قریب ہی آجکل کوئی
اپنا و بیگانہ نہ آوے کہ گلشن آکر پہونچی بسرام نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر

اسوقت تمھارے آنے سے دل شگفتہ ہوگیا جو جسکو دیکھ لے وہ غنیمت ہی مسلمانوں کے
دور ہین ہم لوگون کا کیا حال ہوگا بھاگنا پڑیگا مگر میرے پاس وہ چیز ہی کہ کوئی کچھ نہ کر سکیگا
مسلمان بھی میری خواہش کرینگے مگر طلسم کشا سے میل نہ کرونگی یہی چاہتی تھی کہ گلشن کو دیکھ
لون بیٹا گلشن آج یہین رہجاؤ گلشن تو یہی چاہتی ہی تھی کہا مادر مہربان سے حال سنکر مجھکو
بیقراری ہوئی کہ دادی جان کو دیکھ آؤن آپکے فرمانیکے بموجب یہین رہونگی آپسے جدا نہ ہونگی
بسرام نے گلشن کے واسطے فرش بچھوایا زانو پر سر رکھکر سلا دیا وزیرزادی الگ
جاکر سوئی بسرام نے بیٹھکر خوب شراب پی جب نشہ ہوا تو سوئی گلشن کی جو آنکھ کھلی تو
دیکھا بسرام غافل سو رہی ہی کچھ خوف نہ کیا کہ انجام کیا ہوگا لوح محفوظ گلے سے اتار لی
وزیرزادی کو آکر جگایا کہا اے سرو آزاد اٹھو چلکر شاہزادے کو رہا کریں سرو آزاد نے
کہا واری بڑا کلیجہ ہی مین سمجھی تھی کہ آپ سے نہ ہو سکیگا آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی صبح ہوتے
ہوتے لے بھاگی باغ پر آکر تخت ٹھہرایا گلچین جادو رات بھر تڑپا ہی کہ ہاے ملکہ گلشن
آئین اور مجھسے کچھ نہ ہوسکا قدمون پر سر رکھدیتا اور کہتا کہ جان بچا۔ ئیے کہ یکایک تخت
گلشن نمایان ہوا گلچین باغ باغ ہوگیا ملکہ کو اتار ساری رات کا اپنا حال بیان کیا سرو آزاد
نے کہا اے گلچین تمھاری خدمت کا ملکہ ذکر کیا کرتی ہین شراب و کباب لاؤ ملکہ ابھی اٹھکر
آئی ہین گلچین دوڑکر شراب و کباب لایا سرو آزاد نے کہا اے گلچین یہ بڑے عیب کی
بات ہی کہ قیدی دیکھ رہا ہی ایک جام نظر کا اسکو بھی پلا دین کہ ہماری ملکہ کو نظر نہ ہو چ
گلچین نے انگوٹھی دی سرو آزاد جام لیکے چلی لاکر شاہزادے کو دیا کاؤس نے کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین یہ پڑیا دیتا ہون شراب مین ملاکر گلچین کو
پلا دو وہ غافل ہوجائیگا اسکو قتل کرو ہم تم سب ایک جگہ بیٹھین سرو آزاد نے کہا وہ
شراب سے غافل نہ ہوگا بڑا شراب پینے والا ہی مگر کاؤس نے پڑیا بیہوشی کی دیکر کہا
کہ شراب مین ملا تا تم لوگ اسمین سے نہ پینا سرو آزاد نے کہا مین اسی کے سامنے
ملا دونگی اور کہونگی کہ یہ زہر قاتل ہی مگر ملکہ ہماری تمکو پلاتی ہین یقین ہی بخوشی پی لے
مگر ملکہ گلشن نے دیکھا کہ آج شاہزادہ ہمت بیچین ہی ہتھکڑیان بیڑیان سرخ ہوگئی ہین

شاہزادہ چاہتا ہو اپنے کو آگ سے بچاؤن مگر شعلہ آتش بھڑک رہے ہین شعلون کی گرمی سے شاہزادہ بہت بیچین ہو کہ سرو آزاد پڑیا ہاتھ مین لیکر آئی ہنستی ہوئی پکار کر کہا او گلچین آج ملکہ نے تمکو تحفہ دیا ہو اس پڑیا مین زہر قاتل ہو مگر حکم دیا ہو کہ پی جاؤ گلچین یہ سنکر خوش ہوگیا سوچا کہ ملکہ مجھپر مرتی ہو مجھے زہر نہ دیگی سرو آزاد ہنسی سے کہتی ہو سرو آزاد نے شراب مین ملا کر جام دیا گلچین نے بخوشی پی لیا جام پیتے ہی گھبرایا ملکہ کہ رہی ہو کہ اے سرو آزاد شاہزادے کا حال بہت ابتر ہو حدت سے آتش کی چہرہ سرخ ہوگیا ہو تمہارا عاشق بہت بیتاب ہو مین جا کر لوح محفوظ دیتی ہون سرو آزاد نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے اب گلچین بیہوش ہوگا ملکہ سے صبر نہ ہوسکا لوح محفوظ بغل سے نکالی اور پکارتی ہوئی چلی کہ ای شاہزادہ والا قدر یہ تحفہ نایاب ہو لوح محفوظ اسکا نام ہو جو اپنے پاس رکھے اسکی حفاظت سے اسکو کام ہو اب گلچین نے جو دیکھا کہ ملکہ لوح محفوظ دینے گئی ہین یا تو بیٹھا کانپ رہا تھا یا اپنے مقام سے اٹھا چاہا جا کر ملکہ کو پکڑلون کہ یہ لوح محفوظ کہان سے لائی کلمات سخت کہتا ہوا دوڑا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ نے کمر سے نیمچہ کھینچکر سر گلچین کا کاٹ لیا ادھر شاہزادے نے لوح ہاتھ مین لی آگ بالکل بجھ گئی ہوگئی شاہزادہ اٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا آکر مسند پر بیٹھے شاہزادے نے پوچھا ملکہ عالم تمہارا کیا نام ہو ملکہ نے جواب دیا اس کنیز کو گلشن آرا کہتے ہین جسرو زآپ کو انجام جادو ولائی تھی مین اپنی مان کے ساتھ آئی تھی آپ کو دیکھکر ایسی بدحواس ہوئی کہ بیہوش ہوگئی یکایک بسرام آکر پہونچی اُسنے لوح محفوظ کا ذکر کیا مین آج رات کو گئی تھی لوح اُسکے گلے سے اُتار لائی خدا کا شکر کرتی ہون کہ آپ نے رہائی پائی کہ سرو آزاد نے گھبرا کے کہا کیون بی بی اب بتلاؤ بسرام جو بیدار ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگی بسرام تو صبر نہ کریگی گلشن نے کہا او سرو آزاد تم تو جاؤ ہم پاس شاہزادے کے موجود ہین اب تو جو فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے بقول شخصے جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سرو آزاد نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہو مجھے خیال یہ ہو کہ آپ پر کیا گذریگی ملکہ نے کہا جو گذرے سے وہ گذرے تم جا کر خبر لاؤ سرو آزاد نے کہا اگر مین جاؤنگی تو

مجھکو گرفتار کریگی یہ بدی پیش آئیگی اب اسوقت اپنے باغ میں دھوم مچا رہی ہوگی حقیقت
میں بسرام جو سوکر اٹھی اُٹھتے ہی پوچھا کہ گلشن کہاں گئی کنیزوں نے کہا سرو آزاد
انکے ساتھ تھی وہ دونوں اٹھکر چلی گئیں ہم لوگوں کو بھی نہیں جگایا بسرام بکتی جھکتی اُٹھی کہتی
ہوئی کہ ان دونوں کو چھوکری کو ساتھ لیکر بی سرو آزاد پھرتی ہیں اگر میری بچی کو کچھ ہوگیا
تو بی سرو آزاد سے سمجھونگی یہ کہکر اُٹھی منھ دھونے نہر پر جو آئی گلے پر خیال گیا ایک
چیخ ماری کہا لو صاحبو غضب ہوا لوح محفوظ کیا ہوئی ہائے مجھ کمبخت نے خیال نہ کیا برابر
سامری نامے میں صاف صاف لکھا ہو کہ تمھارے ہی گھر سے آگ لگے گی کنیزوں نے
کہا آپ کی صاحبزادی آپ کے پاس سوتی تھیں ہم لوگ لوح لیکر کیا کرتے آپ نے
خیال بھی کیا تھا کس حال سے آئیں تھیں آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے چہرہ اُداس
کلام کرنے میں یہ حال تھا کہ کہتی کچھ تھیں نکلتا کچھ تھا اگر آپ آزردہ نہ ہوں تو ہم کچھ عرض
کریں بسرام نے کہا کہو کنیزوں نے عرض کی واری طلسم کشا بہت حسین ہو بی گلشن
اُنپر عاشق ہوئیں آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بات بات میں اشعار پڑھتی تھیں ہر مرتبہ یہی
قول تھا کہ ہم ایسوں کا کیا ذکر ہو عشق نے گھر کے گھر مٹا دیے مجنوں دیوانہ کہلایا
قیس نام تھا عشق لیلی میں مجنوں لقب پایا فرہاد کا عشق شیریں میں کوہکن لقب ہوا کسی
عاشق نے چین نہیں پایا بسرام نے کہا ہاں صاحبو مجھے یاد آیا وہی لوح محفوظ
لیگئی کسی نے سمجھا دیا ہوگا کہ لوح محفوظ سے شاہزادہ رہا ہوگا مگر زندہ نہ چھوڑونگی میں
اُسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی اس منفنی نے کچھ خوف میرا نہ کیا انکی ماں صاحب کہا
کرتی تھیں کہ میری لڑکی بہت بھولی ہو دیکھو صاحبو کیسا بھولا پن صرف کیا اسی تحفے
کی وجہ سے طلسم میں میری آبرو تھی خداوند کہا کرتے تھے ایسا نہ ہو بسرام طلسم کشا
سے ملجائے اور لوح محفوظ دیدے میں کبھی لوح محفوظ نہ دیتی جان لگاتی اب میں
جاتی ہوں یہ کہکر ہنر بر آتشیں پر سوار ہوئی اور طرف باغ مقبرہ کے چلی اس باغ
میں ساحروں کی قبریں ہیں اسی وجہ سے نام اسکا مقبرہ ہو بسرام بقہر و غضب چلی آتی ہو
یہاں وہ وقت ہو کہ شاہزادہ و ملکہ مسند پر بیٹھے ہیں مگر مہتر کاؤس نے جو دیکھا کہ

سرو آزاد میری جانب توجہ نہیں کرتی کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو کچھ گاؤں سرو آزاد نے کہا یہ بن مانس کیا گائیگا لنگوڑا اُچھل کود کریگا مگر کاؤس نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

بستے ہیں چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ میں
ملتے ہیں جا کے حنا اکسیر دلبر ہاتھ میں

بد نصیب ایسا محیط عشق میں ممکن نہیں
آبلے بنجاتیں لیلوں میں جو گوہر ہاتھ میں

گرمی ہو آتش رنگ حنا تو ہے یقین
مچھلیوں کے بدلے پیدا ہوں سمندر ہاتھ میں

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع
نام لکھنے کو جو خامہ لے سخنگر ہاتھ میں

یہ اثر رنگ حنا سے یار رکھا ہے اے جنون
لعل بنجائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ میں

ہے ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت میں فرق
ہتھکڑی یاں تو ہے کی واں حلقۂ زر ہاتھ میں

ہے گران مکتوب تو کاتب سبک ہے قاصدا
پھینک خط لیچل ہمارا جسم لاغر ہاتھ میں

پنجۂ خورشید تابان میں زحل کا ہو یقین
گر نجومی دیکھے وہ خال معنبر ہاتھ میں

سہل ہو امداد و دنیا سے کہیں امداد حشر
باب خیبر تھا یہاں واں جام کوثر ہاتھ میں

جب اُچکتی ہے طبیعت بہر مضمون بلند
طائر سدرہ کے آجاتے ہیں شہپر ہاتھ میں

حشر میں تجھکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے
مدح حیدر کا جو اے ناسخ ہے دفتر ہاتھ میں

کاؤس نے اِسطرح یہ اشعار گائے کہ سرو آزاد کو بھی رغبت ہوئی ہنس ہنسکر باتیں کرنے لگی چاروں شیدائی یک دیگر ملکر بیٹھے لیکن فلک کجرفتار گردوں غدار انکو کب چین لینے دیتا ہے نہیں چاہتا کہ دو خوش ہو کر ایک جا بیٹھیں جہاں دو ملکر بیٹھے اور آپس میں خوش ہوے اِسنے سنگ تفرقہ پھینکا معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہے عاشق پر ظلم و بدعت ہے فلک کی عجب کیفیت ہے یہ لوگ بیٹھے ہیں اور شاہزادہ کہتا ہے کہ اب طلسم کشائی کرونگا ایک ساحر کو زندہ نچھوڑونگا مگر کاؤس چہار جانب دیکھ رہا ہے یکایک بسرام آکر پہونچی نعرہ کیا کہ او فتنہ پرداز دھگڑیکو لیکر بیٹھی ہے اب کہاں جاتی ہے کہکر ہوا سے اتری سرو آزاد اُٹھی کہ میں سحر کروں کاؤس بھاگ کر ایک غار میں چھپ گیا شاہزادے نے سرو آزاد کو روکا نیچہ کھینچکر بڑھا بسرام

پیچھے ہٹ گئی اور پکار کر کہا کیون گلشن تو نے اِسکو اِس لایق کیا کہ مجھکو ہٹنا پڑا اب شاہزادہ
دوڑتا ہی تولسبراھم ہٹ جاتی ہی جب شاہزادہ کچھ دور بڑھ آیا تولسبراھم جست کر کے دونون پر
گری ایک چنگل ملکہ پر مارا دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن لی اور پکار کر کہا اے
متغنی اب تو اکیلا باغ مین سر ٹکرایا کر مین انکو لیجا کر قتل کرونگی کیا اب زندہ چھوڑونگی
بر بر آتشین پر ڈالکر دونون کو لے چلی شاہزادہ تڑپ کر رہگیا ملکہ نے پکار کر کہا اے شہریار
کنیز رخصت ہوتی ہی یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ مزار غریبان پر آئیے گا ہماری
روح بہت شاد ہوگی

نظم

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھوں مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار

بقول شاعر شیرین کلام سُن اِک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار

گذر شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اِک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ اے گل نرگس
تو سر نگون ہے بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین
تو اُسکا گور غریبان مین کس لیے ہو گزار

مین اِسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے
بہ زیر خاک ہے اتبک بھی حسرت دیدار

شاہزادہ اِن اشعار کو سنکر چیخین مار مار کر رو رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا لسبراھم بلند
ہو کے روانہ ہوگئی شاہزادہ تڑپا کیا یہان گلزار جادو قلعے مین بیٹھی ہی دو بیٹیان اُسکی
گلبن جادو و برگ جادو ہین اُنسے کہ رہی ہی کہ بی گلشن کل سے گئی ہین دادی نے
بڑی خاطر کی ہوگی خوش ہوگئی ہونگی مگر آج کیا تھا کہ جو بی گلشن وہان جا کر رہین دونون
بیٹیون نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان آج کئی دن سے بی گلشن کا عجیب حال ہے چہرہ
اُترا ہوا آٹھ پہر رویا کرتی ہین گلزار نے کہا ارے تمنے دیکھا تھا مجھکو کیون نہ آگاہ کیا
تم لوگ جانتے ہو کہ میری آنکھون کا تارا ہی شوہر نے انتقال کیا خدا اُسکو زندہ رکھے

اگر مجھکو معلوم ہوتا تو مین پوچھتی کہ کیون بیٹی کیا غم ہی اب دادی سے جاکر کہیگی وہ اسیوقت
گرد ھینگی تو یہ بیچاری کا سبب بھی کھلگیا جانتی ہین کہ دادی سنے پالا ہی جو کہونگی وہ کرینگی مین تو
اسکے پھر اُسکی ضدین اٹھاتی ہون اور یہ کچھ نہین کہتی اسی خیال سے کہ آیندہ امید اولاد
نہین یہ سب کے بعد پیدا ہوئی کیا کیا تکلیفین اٹھائین کئی آنائین بدلین یہ ذکر تھا کہ آسمان
سے نعرہ کی آواز آئی کہ ہم بسرام جادوا ی گلزار بنا گل پھولا گلزار نے سر اٹھاکر دیکھا کہ
بسرام ایک ہاتھ سے گلشن کے بال پکڑے ہوے اور دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی
گردن پکڑے آتی ہی بسرام نے بیٹی کو میری گرفتار کیا ہی اور یہ یہین لاتی ہی کہ بسرام آکے
اُتری گلشن و سرو آزاد کو سامنے ڈالدیا کہا لو بی گلزار آج تو صاحبزادی نے بڑا ستم
برپا کیا طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین لوح محفوظ میرے گلے سے اُتار کے گئین جاکر
دھگڑے کو دیدی بے خوف بیٹھی تھین جب مین گئی تو وہ نگوڑا تلوار لیکر اٹھا مین اُنکو
لگاکر ایک چمن مین لے گئی اور یہ جھپٹا مارکر اُن دونون کو لیا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو
سمجھاؤ کہ محبت سے اُسکی توبہ کرے خیر مین معاف کرونگی اور کوئی فکر کر کے لوح لونگی
گلزار پیٹنے لگی کہتی تھی کیون بیٹا تمکو افسوس نہ آیا کہ ہم لوگونکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر
مقابلہ کرینگے بڑی قوت اسکو حاصل ہوئی بیٹا گلشن دادی کے قدمون پر گرو ہاتھ باندھو
اور یہ کہو کہ مجھسے خطا ہوئی بلکہ اگر بن پڑے تو دم دیکر لوح لے آؤ اپنے گھر مین چین
سے بیٹھو کنیزین خدمت مین لو مگر بی سرو آزاد اب تمہارے پاس نہ رہینگی مین سمجھ گئی کہ
انھون نے یہ آتش افروزی کی ارے صاحبو یہ کیا جانے کہ عشق و عاشقی کیا چیز ہی بی
سرو آزاد نے سمجھایا ہوگا سرو آزاد بھی خاموش بیٹھی ہی گلزار نے جو بہت کہا کہ بی بی
کچھ جواب نہین دیتین گلشن نے جواب دیا کہ مین نے کیا خطا کی مین کیون قدمونپر
گرون جو مزاج مین آئے وہ کرین ہرچند سب نے سمجھایا مگر گلشن نے عذر نہ کیا بسرام
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو اور رعایا کو اشتہار دو کہ کل صبح کو سب آکر سامنے قلعہ گلزار
کے جمع ہون بی گلشن کو سزا دونگی بیون بی گلزار تمنے اسکا دیدہ دیکھا کہ اتنا بڑا ستم
برپا کیا اور توبہ نہین کرتی یہ کہکر گلزار نے حکم دیا کہ سامان قتل مہیا ہو بیرون قلعہ لاکر یہان

جمع ہونے لگین اور اشتہار جابجا چسپان کیے ہر اشتہار مین یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا سے گلشن آرا نے میل کیا حکم ہی بسرام کا کہ کل سر میدان جلائی جائیگی کنیز مین ملکہ کو سمجھا رہی ہین اور گلشن آرا جواب دیتی ہو کہ جان میری اُس شہریار پر نثار ہی مین توبہ نکرونگی سر میدان جان دونگی تمام شہر مین ہلڑ ہی ہر ایک کا قول ہی گلشن آرا ابھی شاہزادی کو بسرام جلاتی ہی بعض کہتے ہین ڈرائیگی بسرام نے گلشن آرا کو پالا ہی ہر چند کہ اُس سے بڑا جرم ہوا مگر ڈرانا منظور ہی وزیرزادی کو جلادیگی ملکہ کو لے آئیگی گلشن آرا کو کیا جلائیگی مگر سب نے یہ سُنا کہ گلشن آرا کلام مردانہ کر رہی ہی کہتی ہی مین توبہ نکرونگی جان دونگی اور شاہزادے کو دعائین دے رہی ہی کہ خدا اُسکو سلامت رکھے وہ میرے خون کا بدلا لیگا اور ربی بسرام کو قتل کریگا بسرام کی بھی موت قریب ہی ہر گھر مین یہی چرچے ہو رہے ہین کہ بسرام کا بڑا کلیجہ ہی کہ جس پوتی کو گود مین پالا اُسکو جلانے کا ارادہ ہی بڑی آنکھون ہی دیکھیے انجام کیا ہو پھر رات رہے سے لوگ آکر جمع ہونے لگے صبح ہوتے گلزار گلشن آرا کو تخت پر سوار کرکے لائی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری مین پکارتی ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب امیدوار ہون کہ آکر فاتحہ خیر پڑھیے گا روح شاد ہوگی بھول نہ جائیے گا مین عدم مین بھی آپ ہی کو تلاش کرونگی خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلہ لیجیے گا دیکھنے والے حیران ہین کہ کیا ثابت قدم ہی سرو آزاد دل سے کہتی ہی صاحبو ملکہ ابھی تک بے خطا ہی اہل اسلام مین دستور ہی کہ بدون نکاح وعقد فعل باطنی نہین ہوتا بی بسرام بڑا ظلم کرتی ہین اس ظلم کا انجام ملیگا وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی جسدن باغ مقبرہ سے نکلا زمین ہلا دیگا ایسے شیر کہان ہوتے ہین اُسپر تائید پروردگار ہی جو کیا وہ ین پڑا ہمپر جو گذرتی ہی وہ گذرتی ہی اُنکو تو لوح محفوظ ملگئی کس ساحر کی مجال ہی کہ اُنکے قریب جائے یا اُنسے آنکھ ملائے بسرام ایسی ساحرہ آخر بھاگ کر چلی آئی اور ہمارے ساتھ یہ کرتی ہین خدا بدلہ دیگا حاضرین وقت چہرۂ ملکہ دیکھکر افسوس کرتے ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو کیا سن وسال ہی مگر ثابت قدم کوسے محبت تاہی اپنی ہی کیے جاتی ہی

رات سے صدہا کنیزون نے سمجھایا مگر یہی جواب دیا کہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہو وہ
صاحب اقبال تھا کہ روح اُسکو پہونچ گئی یہ ذکر تھا کہ بہرام جادو آکر پہونچی بہرام
قریب تخت آئی کہا کیون گلشن آرا اتو یہ کیونکی گلشن نے منھ پھیر لیا جب بہرام نے
بہت کہا تو جواب دیا کہ جدہ جو منظور ہو وہ کرو جو مناسب ہو وہ سزا دو بس بہرام
نے حکم دیا تخت اِسکا اتار ہیزم پر رکھو گلزار کو ابتک تسکین ہو گلشن کو بہرام ڈرا
رہی ہو مگر بہرام نے حکم دیا کہ لکڑیون پر تیل وبارود ڈالدو منوں ال وبارود وہ بھی
لکڑیون پر پڑ گیا سرو آزاد تو رو رہی ہو مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہو جب لوگ
بہت کچھ کہتے ہین تو جواب دیتی ہو کہ تم لوگون سے پیغام ہو کہ شاہزادے کو اطلاع
دینا اور یہ کہنا کہ ایسے مقام پر چلا یا ہو کیا عجب ہو کہ روح ہماری اُسی مقام پر رہے
جب شاہزادہ آسکے تو اُسکی بلا گردان ہو بہرام نے حکم دیا کہ آگ لگا دو گلزار
تڑپ گئی دوڑکر قریب لکڑیون کے آئی پکار کر آواز دی ای نور نظر اب خاتمہ ہوتا ہی
گلشن آرا نے کہا ای مادر مہربان جاؤ صبر کرو رفاقت طلسم کشا کرنا اور ہمارا پیغام
پہونچانا فرد چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما به استقبال تو مستانہ برخیزد غبار
ما کیا عجب ہو کہ آواز بھی آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ہاں اپنی ہو مشت
خاک بھی تیری رکاب مین ہاں مرنیکے بعد بھی سودائے زلف معنبر نہ جائیگا افسوس
یہ ہو کہ اُنکا کوئی دل بہلانے والا نہین کیسا گھبراتے ہونگے ہم تو رخصت ہوتے
ہین اُنکو خدا کے سپرد کیا یہان بحکم بہرام آگ لگا دی اِسقدر دھوان بلند ہوا
کہ آسمان تک پہونچا خیال مین ناظرین کے رہے کہ کسی نے جلتے ہوئے گلشن آرا
کو نہین دیکھا اکثر دھوئین کے اندر سے آواز آئی کہ شہریار خدا حافظ و ناصر ہماری
یاد فراموش نہ ہو یقین ہو کہ ہم خواب مین آئین گے یہی حال سرو آزاد کا بھی ہوا
کہ کسی نے نہ دیکھا کہ دونون پر کیا گذری تھوڑے عرصے مین وہ آگ جلکر خاک ہوئی
سب دیکھنے والے روتے ہوئے اپنے اپنے مکان کو پلٹے سب سے زیادہ گلزار کا
عجیب حال ہو پیٹتی ہوئی پلٹی ہو دمبدم پکارتی ہو بیٹا گلشن اب آرام ملا ہا سے جو اُس

غریق دریاے عشق کو خبر ہوگی تو وہ اپنا حال کیا کریگا گلبن جادو و برگ جادو دونون بیٹیان گلزار کی کہتی ہین اے مادر مہربان کیون افسوس کرتی ہو جو کیا تھا اُسکا مزہ پایا اتنا بڑا امر کر بیٹھین کچھ خوف نہ کیا مگر سب بسرام کے دشمن ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بسرام نے بڑا ستم کیا اِس ضعیفہ کا پتھر کا کلیجہ تھا کون ضبط کرے شہر بھر مین رونا پڑا ہوا ہو اُسکے سِن کو یاد کرتے ہین اور فریاد کرتے ہین کہ کسی کو خدا یہ سامان نہ دکھائے جو کچھ گلشن پہ گذرا اگر کس ہوش وحواس سے جان دی کسی مقام پہ اُسکے ہواس مین فرق نہین آیا مردانہ وار کام کیا مردون سے بھی یہ ستم نہ اٹھایا جاتا حقیقت مین گلشن آرا عاشق صادق تھی کیا کام کر گئی ہو اگر مجنون و کوہکن ہوتے تو وہ بھی گھبرا جاتے جان دینا بڑی بات ہو کس مردانگی سے جان دی ہو اگر زلیخا اسکی ثابت قدمی کو دیکھتی کبھی حضرت یوسف پر نگاہ نہ ڈالتی شب عاشقان ثابت قدم اِسکی ثابت قدمی کا دم بھرتے دفتر عاشقون کے نام کر گئے دلبرانہ مرگئے کیا اِسکی تعریف کرین ہر گھر مین یہی ذکر ہو اور ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ کیا ثابت قدم تھی جو کیا وہ کیا جو کہا وہ کہا شیر زن بد زن نہو جسپر عاشق ہوئین اُسکے نام کا وظیفہ نہین چھوڑا اپنے کو جلا کر خاک کیا مگر معشوق کا نام لینا نہ موقوف ہوا لیکن شاہزادہ والا قدر بعد جانے بسرام کے باغ مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہو کبھی درختون سے سر ٹکراتا ہو کبھی یہ اشعار زبان پر ہین نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا
آج پرخاش پہ ہو مجھسے ارادہ میرا

کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور
آج جھگڑا ہی چکا جاتا ہو تیرا میرا

نہ اُٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے
ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا

حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین
روکنے آتے ہین دشمن مرے رستا میرا

ہاے مرنے سے بھی راضی نہ ہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی بھی نکلے تو نہ دیکھا میرا

شاہزادہ حیران و پریشان رورہا ہو دو کنیزین ملکہ کی گلبدن و نسترن کو بعد جلجانے ملکہ کے خیال آیا کہ چلکر دیکھین تو اُس بہادر کا کیا حال ہو کیسا گھبراتا ہوگا حیرانی اور پریشانی غمگین و ملول معشوق کا فراق چاہنے والے کا اشتیاق یہ سوچکر دونون

کنیزین آئین شاہزادے نے اُنکو پہچانا پکار کر آواز دی اور اندر داران عاشق ناشاد وای
پھیروان ملکہ نامراد کہان سے آتی ہو کنیزون نے عرض کی کہ حضور کے دیکھنے کو آئے ہین
اُس لیلی شمائل نے مجنون وار ثابت قدمی کی بہرام نے اُسکو جلا دیا ہر چند بہرام نے
کہا کہ عشق سے شاہزادے کے توبہ کر مگر اُسکی زبان سے نہ نکلا یہی کہے گئی کہ جو تمھارے
مزاج مین آئے وہ کرو جو چاہو سزا دو مین عاشق صادق ہون محبت سے اُسکی ہرگز منھ
نہ پھیرونگی شاہزادہ مثل تصویر تصویر حیران کھڑا سن رہا ہی اور اُسکی جرأت و ثابت قدمی پر
عشعش کر رہا ہی بیان پر کنیزون کے دریاے اُلفت کا جوش ہوا دونون آنکھین سحاب
گوہر بار بنگئین کنیزین تو کہکر چلی گئین شاہزادے نے شام کو تجدید وضو کرکے نماز ادا
کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق کارساز و ای رب
بندہ نواز اُس ثابت قدم کو دشمنون نے جلا دیا یہ تو ظاہر ہی کہ ہمپر سحر تاثیر نہ کریگا مگر اب
کیا کرنا چاہیے شاہزادہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
کہ فرما رہے ہین ای گل بوستان حُسن و جمال و ای گوہر بحر جمال و جلال ہوش اپنے درست
رکھو مناسب یہ ہی کہ کل طرف کوہ خیال کے جاؤ انجام بہتر ہوگا بعد جانے کوہ خیال کے
جو امر درپیش ہو اُسکو سمجھکر کرنا مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے قدم نہ رکھنا شاہزادہ چاہتا تھا
کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھلگئی وقت صبح صادق تھا وضو کرکے نماز ادا کی بعد فراغ نماز
چہار جانب دیکھنے لگے مراد یہ تھی کہ کاؤس کہان گیا اگر وہ ہوتا تو اُس سے بھی ہم
صلاح لیتے کاؤس پر یہ گذری کہ جب بہرام آئی تو یہ عیار تیز و طرار ہی نکلکر بھاگا باہر آکر
ایک غار مین چھپ رہا شاہزادے نے ہر چند نگاہ دوڑائی مگر کاؤس کو نہ پایا شاہزادہ
خیال مین کوہ خیال کے باغ سے نکلا یکہ و تنہا ایک جانب چلا جس صحرا مین پہونچا
کبھی صحراے ویران ملا کبھی صحراے پُر بہار مگر بہار بے یار اُسکی آنکھون مین خار خار ہی
خار صحرا اُنگلیان اُٹھاتے ہین شاہزادے کو راستہ بتاتے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا بعد
کئی دن کے ایک مقام پر پہونچا کہ دشت آباد ڈھونڈو تو کانٹے کا نشان نہین نخل
ہرے بھرے پھلون سے لدے ہوے طائران نغمہ سرا اپنی اپنی زبان مین چہکار رہے

ہین باغبان قضا و قدر کی تعریف مین ہین شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی اُٹھکر دیکھنے لگا دیکھا ایک بادشاہ سن رسیدہ نحیف و ضعیف چہرہ
اداس عالم یاس پشت پر کئی جوان سرنگون رنجیدہ و کبیدہ ایک تابوت آگے رکھا
ہوا اُسکو دیکھ دیکھ کے روتا ہوا شاہزادہ حیران ہوگیا کہ سامنے ایک کوہ بلند تھا
وہان آکر وہ تابوت رکھدیا تھوڑی دیر ٹھہرا روتا ہوا پلٹا شاہزادہ یہ حال دیکھکر
اُس بادشاہ کے پیچھے چلا تھوڑی دور پر شہر تھا وہ شاہ اُس شہر مین داخل ہوا
جب بادشاہ شہر مین آئے تو دوکاندارون نے دوکانون سے اُتر کر پوچھا کہ کیون
حضور کیا سانحہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ ہر مرتبہ منھ پیٹ لیتا ہو اور جواب دیتا ہو کہ مین
ناشاد و نامراد اشتیاق مین تڑپ تڑپ کے مرونگا جسطرح گیا نامراد پلٹ آیا اور کیا
نفع ہوتا صورت بھی دیکھنا مشکل ہوگئی اہل شہر سے وہ شاہ یہ باتین کرتا ہوا اپنے
دارالامارۃ مین آیا شاہزادہ اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوا شاہ تو روتا ہوا تخت پر
بیٹھا شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا جب شاہ کو رونے سے کچھ فراغت ہوئی شاہزادہ
متوجہ ہوا کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ کسکا تابوت لیکر گئے تھے اور کیون روتے ہوے
پلٹے شاہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے مہر سپہر جاہ و جلال اے ماہ آسمان کمال
اِسوقت تمنے زخم دل تازہ کردیا کیا بیان کرون دل مین کب طاقت ہو بیان کرنے
کے خیال سے زبان کو لکنت ہو بقول شاعر فرد چہ گویم از سر و سامان عہد عمر بیست
چون کاکل ہمہ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم ہاہا اے شہریار اِس عمر دو روزہ مین
پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا کہ منور شاہ نام تھا جب جوان ہوا تو
اُسکی جرأت کے شہرے ہوگئے بڑے بڑے پہلوانونکو زیر کیا کئی ملک فتح کیے جو اُسکے
مقابلے مین آیا وہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوا مین نے کل سلطنت اُسکے سپرد کردی
تھی ایسے سلیقے سے اُسنے سلطنت کی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے گرہ کٹ
و چور کا کہین نام نہین معشوقون کو ظلم کرنے سے کام نہین اب حیا بجا بادشاہونکے
یہانسے پیغام شادی آنے لگے جس شاہ نے نامہ لکھا کمال خواہش اُس سے ظاہر

ہوتی تھی مگر مین اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شادی ہوتے ہی میرا فرزند مجھسے جدا ہوجائیگا
جسوقت زوجہ بیٹے کی جائیگی ضرور اسکے ساتھ جائیگا میرے دل کو کیونکر گوارا ہوگا کہ
مین جدائی اسکی گوارا کرون پس انکار کردیتا تھا کہ مین ابھی شادی نہ کرونگا ایک دن
سب وزیرون کو جمع کیا اصلاح کرنے لگا ایک وزیر نے صلاح دی کہ حضور کا وزیر
اول پایۂ تخت کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی اسکی دختر سے اپنے بیٹے
کو منسوب کیجیے وہ جو حضور کو خیال ہی کہ فرزند کو جدائی نہ ہو اس تقریب مین فراق
نہ ہوگا اگر صبح کو سسرال جائینگے شام کو چلے آئینگے آٹھ پہر شہر مین رہینگے مین نے اس
بات کو بہت پسند کیا وزیر میرا نیک راے تھا اس سے جو مین نے درخواست کی اسنے
خوش ہوکر جواب دیا کہ وہ دختر حضور کی کنیز ہی جسطرح مناسب ہو انتظام کیجیے مین دل
وجان سے راضی ہون بیرون شہر ایک باغ ہی اس باغ کو بہار افزا کہتے ہین وہ
باغ لے لیا اور شہر کا انتظام کیا خزانہ وزیر کے سپرد کیا اس باغ مین جلسے آراستہ ہوے
حا بجا نامے لکھے کہ اس شادی مین جو شریک نہ ہوگا مین اس سے نہ ملونگا شاہزادے
و وزیرزادے اور شاہزادیان آکر شریک شادی ہوئین ای شہریار مین پھولا نہ سماتا
تھا ارادہ تھا کہ کل پرسون برات لیجائین گے اور دولھن کو بیاہ لیجائین گے قضاے کار
لالۂ خونخوار دختر شاہ طلسم بھی آکر شریک ہوئی مگر شاہزادے نے جو شمع جمال اس
معشوقہ کا دیکھا بیقرار ہوگیا سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا کہا مین شادی نہ کرونگا اور اگر کرونگا
تو لالۂ خونخوار سے وہ بھی شرما کر چلی جائیگی میرا فرزند اسی باغ مین رہنے لگا لالۂ خونخوار
کا پیغام آتا تھا مگر شاہ طلسم کو ایسی پڑی کہ کسی طرح دریافت کر دن کہ لالۂ خونخوار
پاس منور شاہ کے جاتی ہی ایک دن ایک ساحرہ نے خبر دی کہ ملکہ تشریف لیگئی ہین
پاس شاہزادے کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم نے شرارۂ جادو کو بھیجا اسنے آکے
دونون کو گرفتار کیا عجب حسرت سے قید کیا ہی کہ ایک صندوق آئینہ مین میرے
شاہزادے کو قید کیا ہی اور ملکہ کو الگ قید کیا بعد مہینا بھر کے روتا پیٹتا جاتا ہون
دیوار باغ دیکھکر چلا آتا ہون یہ غلام کا حال ہی صدہا عرضیان لکھین مگر شاہ طلسم نے

کچھ رحم نہ کیا اسی غم مین مبتلا ہون آٹھ پہر رویا کرتا ہون اسی پہاڑ کے پہلو مین وہ باغ ہو اور
شہزادۂ جادو خود شاہزادے پر عاشق ہو روز سوال وصل کرتی ہو مگر میرے فرزند نے
قبول نہین کیا یہ غلام کا حال ہو کس زبان سے عرض کرون غم نے فرزند کے دنیا سے کھو دیا
لطف زندگی جاتا رہا شاہزادے نے کہا اے لالان شاہ ہم تمھارے فرزند کی رہائی کو
جائین گے مگر پہاڑ کا نام کیا ہو لالان شاہ نے کہا اُسکو کوہ خیال کہتے ہین شاہزادہ نام
سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا کہ مین اسی کوہ کی تلاش مین نکلا ہون شکر ہو کہ پتہ تو ملا کرکوہ خیال
دنیا مین ہو اب پروردگار مالک ہو جو اُسکے نزدیک مناسب ہو لالان شاہ نے کہا اے
شاہزادہ والا قدر مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ ایسے جری بہادر کو اس بلا مین مبتلا
کرون شاید آپ جا کر کسی آفت مین پھنس جائین مین امیدوار ہون کہ تاج و تخت لیجیے
بیٹھکر سلطنت کیجیے ہم بڑھیا بڈھے زن و شوہر آپ کے دعاگو رہینگے شاہزادے نے
کہا اے لالان شاہ گھر کی سلطنت کم نہ تھی لیکن ہوس جرأت یہانتک لائی کہ تمسے ملاقی
ہوے ہمنے جو کہا ہو وہی کرینگے سب وزرا امرا سمجھاتے تھے مگر شاہزادے نے نہ مانا
شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو کمر باندھی لالان شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسوقت
لالان شاہ بہت رویا کہا اے شہریار مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یون
جلد ہمارے سر پر سے ہاتھ اُٹھا لین گے مگر مین جا کر زوجہ سے ذکر کرتا ہون وہ آپکے
دیکھنے کی بہت مشتاق ہو چلکر اُس سے مل لیجیے لالان شاہ نے زوجہ سے کہا بیچاری
مبتلاے رنج و الم گھبرا گئی کہا اُس شہریار کو ذرا بلاؤ شاہزادہ محل مین آیا زوجۂ لالان شاہ
جمال و سن و سال دیکھکر سر سے پا تک بلائین لینے لگی اور کہا اے نور نظر تمکو دیکھکر آنکھین
روشن ہوتی ہین لہذا ملک و مال لو بیٹھکر سلطنت کرو شاہزادے نے کہا اب زیادہ
تکلیف نہ فرمایئے انشاء اللہ تعالی یہ آرزو ہو کہ آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن تب
میرے دل کو آرام آئے وہ ضعیفہ بہت روئی شاہزادہ کو رخصت کیا جب شاہزادہ چلا
تو تمام باشندگان شہر روتے ہوے ساتھ تھے شاہزادہ جب قریب کوہ پہونچا تو بلا
تکلف داخل کوہ ہو گیا مگر جب اندر درے کے آیا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو

نہ سوجھتا تھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہو جسکے سامنے شب ہجر کی تاریکی بھی مات ہو
ٹھوکرین کھاتا ہوا شاہزادہ اُس درے کو طی کرکے جب باہر نکلا دہ ہوا ٹھنڈی آئی کہ دل
خوش ہو گیا بوے گل خودرو سے دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سامنے دیکھا کہ نہرین پُر آب
پانی صفائی مین لاجواب کیسا ہی آبرودار ہو مگر صفائی آب دیکھکر دل آب آب ہو یقین ہو
کہ نہایت بے تاب ہو چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے بعض پھولون سے بھرے ہوے
بعضون مین پھل تمام شاخین بارِ اثمار سے سر بسجود بدرگاہ رب ودود ہر سمت جھاڑیان
اُسمین طائر خوش الحان بیچ مین صحرا کے ایک چبوترا خام تکلف سے بنا ہو گرد اُسکے چمنہاے
طولانی طائران لاثانی نغمہ سرائی کر رہے ہین باغبان ازل کی محبت کا دم بھر رہے ہین
شاہزادہ تماشہ اُس صحرا کا دیکھ رہا تھا کہ سامنے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک دریاے معقول
لہرین مار رہا ہو اکثر مچھلیان جوش مین اُبھرتی ہین جو بہت چھوٹی ہین وہ تڑپ کے بلند
ہو جاتی ہین شاہزادہ دریا کے تماشے مین مشغول تھا کہ سامنے سے ایک کشتی معقول شہر بہان
نمودار ہوئی شامیانہ کھنچا ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پہ بیٹھی ہوئی گرد کنیزین ماہرو لیکن
اُس شاہزادی کی آنکھون سے آنسو جاری ہین ساتھ والیون سے کہتی ہو ہاے بیری ہمشیرہ
نے کس ثابت قدمی سے جان دی مگر نہین معلوم اُسکا عاشق صادق کس حال پُر ملال مین
ہو اگر مین اُسکو دیکھتی تو کہتی کہ او بے مروت عورتون کی تو یہ جرأت مرد ہوکے یہ پست
ہمت ساتھ والیان سمجھا رہی ہین کہ والدہ ہی اب رونے سے کیا فائدہ جو اُنکی تقدیرین
تھا وہ ہوا اب سواے صبر کے چارہ نہین یہ کہتی ہوئی وہ کشتی کنارے پر آئی شاہزادے
نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا مگر کنیزون نے آتے ہی اُس چبوترے پر فرش تنجر
بچھایا شامیانہ استادہ کیا وہ نازنین مسند پر آکر بیٹھی کنیزین نوجوان اُنکو کب چین آتا ہی
جنگل مین پھرنے لگین کسی نے پھول توڑ کر محرم مین رکھا کسی نے پھول چنکر کان مین
پہنے کوئی پھل توڑتی پھرتی ہو کوئی اپنے حسن کے غرور مین اکڑ رہی ہو شاہزادہ دیکھ رہا ہی
کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی دوسری ساتھ والی سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہی چند کنیزین اُس مقام
پر جمع ہو گئین کوئی کہتی تھی ماہ تابان ہو کوئی کہتی تھی مہر درخشان ہو کوئی کہتی تھی سنتے ہین

حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے مگر یہ تو یوسف مصر خوبروئی ہے جمال و قد قامت دیکھو
نقشہ کھینچنے کے لایق ہے ایک کنیز بہت شوخ و شنگ آگے بڑھی کہا کیون صاحب تم نہ
سمجھے کہ یہان زنانی محفل ہے بلا تکلف چلے آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم صحرا سے خیال ک
کی سیر کو آئے ہین ایک کنیز نے بڑھکر چھری اُٹھائی شاہزادے نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا
کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے اور کنیزین بڑھکر سحر کرنے لگین جسنے سحر کیا شاہزادے نے لوح
چمکا دی اُلٹا سحر پلٹا اُسی کا کام تمام کیا شاہزادہ تلوار سے لڑ رہا ہے جسپر ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین تو سامنے سے بھاگ کے پاس ملکہ کے
آئین کہا حضور ایک جلاد آیا ہے اُسنے دس بارہ کنیزون کو مارا وہ دیکھیے سامنے تلوار
کھینچے ہوئے آتا ہے ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد تیغہ ہاتھ مین کھنچا ہوا کنیزون کو قتل کرنے کو آتا ہے ملکہ کو پسینہ آگیا
پکار کر کہا کہ اے شہریار مجھکو قتل کیجیے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون ہائے بعد گلشن آرا
کے مین زندہ رہی مجھے قتل کرو کہین گلشن آرا تک پہونچون شاہزادے نے پکار کر
کہا آپ کو اُس حریف آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق سے کیا مطلب ہے ملکہ نے کہا میری
خالہ زاد بہن تھی ایک ساتھ پرورش پائی ایک ہی مکتب مین پڑھے مگر نہین معلوم اُسکا
معشوق کہان ہے شاہزادے نے کہا وہ ننگ عشق مین ہی ہون کہ معشوق مرجائے
اور مجھکو موت نہ آئے یہ جو ملکہ نے سُنا دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا کیا جوہر شناس تھی نگینہ
ہیرے کا پسند کیا غرض یہ کہکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحب
انھین کے واسطے گلشن آرا نے جان دی ہم کیا صاحب نصیب ہین کہ مطلوب گلشن آرا
کو دیکھا اِسوقت روح گلشن آرا کی شاد ہوتی ہوگی اِسی جیلے مین باتین ہونے لگین
شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھ بدنصیب کو الماس نارنجی پوش کہتے ہین بادشاہ
طلسم جہ انجام جادو ہے اُسکی چھوٹی بیٹی ہون آج فلک نے بڑا احسان کیا صاحب
تمھارا آنا کس وجہ سے ہوا شاہزادے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے ملکۂ عالم
اگر بہرام کو تُصکر نہ مارا تو نام اپنا ماہ عالم افروز نہ پایا بہرام گلشن کو قتل کرکے

کیا میرے ہاتھ سے بچینگی الماس نے پوچھا کہ کیا آپ کو سحر آتا ہے شاہزادے نے لوح طلسم
دکھائی کہ یہ بی گلشن کا صدقہ ہے کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا جب چکا دون کیسا ہی ساحر ہو اور
کیسا ہی زبردست سحر کرے مگر مجھپر تاثیر نہ ہو اِس حیلے مین ملکہ نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ
ڈالدیے شاہزادہ بھی اختلاط ظاہری کر رہا ہے کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین
کہنے لگین کل گلشن پر یہ معرکہ گذرا آج بی الماس پہلو مین بیٹھی ہین چلکر بسرام سے اطلاع
کرین ورنہ ہم لوگون پر آفت آئیگی بسرام وہ جلاد ہے کہ ہم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اور
یہی جرم رکھیگی کہ تمنے ہمسے اطلاع نکی چند نے کہا کہ چلو بی بسرام سے یہ اطلاع کرین کہ
شاہزادہ والاقدر صحراے خیال مین پہونچا بی الماس سے ملاقات ہوگئی چند کنیزین
بھاگین خدمت مین بسرام کی آئین بسرام ملول وحزین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر کی
کہ لو ملکہ عالم غضب ہوا کہ شاہزادہ صحراے خیال مین پہونچا اور بی الماس نارنجی نوش
نے بڑے اعزاز واکرام سے مسند پر بٹھالیا گلشن کے حیلے سے باتین ہو رہی ہین یہ سنکر
بسرام تھرانے لگی کہتی تھی ارے اِن مستانیونکو کیا ہوگیا ہے آسمان پھٹ پڑا ہے کہ یہ سب
شاہزادیان اپنی جان دیتی ہین کچھ ہمارا خوف نہین مین نے اِسی واسطے گلشن کو جلا دیا
کہ اورون کو خیال ہو اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ بی الماس شاہزادے کو لیکر بیٹھی ہین مگر اُسکا
حُسن بھی عالم افروز ہے جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہر ایک کو خیال ہے کہ جان جائے مگر اُس سے
ملین خواہ غنچۂ آرزو کھلے یا نکھلے مین ابھی جا کر بی الماس کو لاتی ہون اور اُنکا بھی یہی
حال کرون ایسا تڑپاؤن کہ عمر بھر یاد کرین اپنے نصیبون کو رویا کرین یہ کہکر ہزبر آتشین
پر سوار ہوئی طرف صحراے خیال کے چلی یہان وہ وقت ہے دونون شیدائی یک دیگر
بیٹھے ہین وہی باتین ہو رہی ہین الماس ہر بات مین کہتی ہے کہ مین روح کو بہن کی شاد
کرتی ہون یقین ہے کہ آج شب کو میرے خواب مین آئین شاہزادہ کہتا ہے اے ملکہ الماس
کنیزین سب کہان گئین ملکہ نے کہا جہان چاہین جائین مین اب آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی
روح گلشن کو شاد کرونگی ایک کنیز کہ پاؤن سے لگی ہے وہ سامنے بیٹھی ہوئی کچھ اشعار
عاشقانہ گا رہی ہے ملکہ نے شراب پیش کی کہ میرے ہاتھ سے جام پیجیے شاہزادے نے

قتل مذہب بیچ مین پیش کیا ملکہ نے کلمہ پڑھا دونون شراب پی رہے ہین آپس مین دل لگی
ہو رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو شرم کو اس محفل مین شرم ہی کہ آسمان سے آواز آئی
کیون الماس یہ تو نے کیا کیا اس تتفنی کو پہلو مین بٹھایا گلشن کا حال سنا اور یہ پھر گستاخی
یہ کہکر زمین پر اتری شاہزادے نے تیغ کھینچا جب شاہزادہ بڑھا تو لبسرام پیچھے ہٹی شاہزادے
کو دوڑانے لگی جب لبسرام نے دیکھا کہ شاہزادہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا ہی جھپٹکر الماس
کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی ای شہریار آرزو سے دل پوری ہوئی ہم پاس گلشن کے
جاتے ہین اب گلشن کے ہم پہلو ہونگے وہ بھی جانے کہ نہین ایسی ہوتی ہین کہ عدم مین
آکر ملاقات کی شاید یہ خیال ہو کہ معشوق کو ہمارے پہلو مین بٹھایا اسکا جواب یہ ہی کہ
تمہارے نام سے آپسے ملاقات ہوئی خیال مین آیا کہ ہم جو انکی خاطر کرینگے تو روح ملکہ
گلشن آرا خوش ہوگی شاہزادے نے دیکھا کہ لبسرام بلند ہوا چاہتی ہی تیر و کمان کو
اٹھایا اور دعا کر کے تیر مارا اتنیر جا کر سینے پر لبسرام کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
لبسرام کے ہاتھ سے ملکہ چھوٹی شاہزادے نے دوڑ کر ملکہ کو روکا لبسرام نے تڑپ تڑپ کر
جان دی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لبسرام جادو بود
مرنا لبسرام کا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین وہ تو یہ کہتی ہوئی بھاگین کہ آج رکن طلسم
آبگینہ گر گیا چلو چلکر ملکہ گلزار سے اطلاع کرین گلزار غمگین بیٹھی ہی گلشن آرا کو یاد کر کے
رو رہی ہی کہتی ہی ہاے میری بچی کو بے خطا قتل کیا لبسرام کو سامری و جمشید غارت کرین
ایسا ستم کیا کرین بیکار ہو گئی ہین بات کرنے کو جی نہین چاہتا بھی جی چاہتا ہی کہ منہ لپیٹے
پڑی رہون ہاے بیٹا گلشن تجنے بڑا صدمہ اٹھایا جب آگ بدن مین لگی ہوگی تو کیسی
تڑپتی ہوگی مگر عبیہ کیا کرے اسی مین بیٹھی رہی تڑپ تڑپ کے جان دی جلوۂ عشق
اسنے دکھا دیا ہاے جب رات کو مین سمجھانے گئی تو مجھکو بگڑ کر جواب دیا کہ مادر مہربان
جو کیا وہ کیا اب کیونکر توبہ کرین آپ نہ سمجھائیے انشاء اللہ میرے قتل کرنے والے
سب قتل ہونگے آپ اپنے کو بچائیے گا ہاے گلشن اپنی جان پر بنی ہوئی تھی مگر مجھکو
نصیحت کرتی تھین باہر سے جو آتی تھین تو دوڑ کر لپٹ جاتی تھین دونون بیٹیان بھی

سمجھا رہی ہیں کہ مادر مہربان اب صبر کیجیے رونے سے گلشن سے ملاقات نہ ہوگی مگر اُس شاہزادے کو گرفتار کرنا بہت دشوار ہے جو کوئی مکر کریگا تو البتہ گرفتار کر لیگا بے مکر وہ گرفتار نہ ہوگا صاحب طاقت وقوت لوح محفوظ اُسکے ہاتھ میں آئی لوح طلسمی کو بھی تلاش کریگا صاحب اقبال ہے ایک روز لوح بھی پا جائیگا بقول آپ کے بسرام کو ڈھونڈھ کر مارے گا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں آکر پہونچیں سامنے گلزار کے سر دے مارا کہ اِس شاہزادے کو نہیں معلوم کسنے راستہ بتا دیا کہ وہ جوان صحراے خیال میں پہونچا بی الماس عاشق ہوئیں پہلو میں بٹھا لیا ہے گون نے جاکر بسرام سے اطلاع کی بسرام گئیں اور ہاتھ سے شاہزادے کے قتل ہوئیں وہ دونوں خوش خرم بیٹھے ہیں لاش بسرام کی صحرا میں پڑی ہے دونوں بیٹیاں گلزار کی اُٹھیں مگر گلزار کہتی ہے خوب ہوا جب اِس حرامزادی نے ظلم کیا تھا اُسکا آخر عوض ہوا اُسکی معشوقہ کو مارا تھا اُسنے بدلہ لیا گلزار کی دونوں بیٹیاں اُٹھیں کہ مادر مہربان ہم جاکر دونوں کو لاتے ہیں اول جاکر لاشہ جدہ کا اُٹھائیں پھر اُن دونوں کو گرفتار کریں گلزار نے کہا بیٹیا ایسا نہ ہو تم پر بھی ہاتھ چل جائے تو باعث خرابی ہے گلبن وبرگ نے کہا ہم وہ حرکت نہ کرینگے غفلت میں سب کام کرلیں گے جب وہ سو جائیں گے تو گرفتار کرینگے بڑے غضب کی بات ہے کہ بزرگ طلسم مارا جائے اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے یہ کہکر دو ہزار کنیزیں اپنے ساتھ لیں اور یہ دونوں چلیں یہاں یہ دونوں پاس بیٹھے ہیں جام چل رہا ہے کسی کی فکر نہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم گلبن و برگ جادو کیوں بی الماس دادی کو قتل کرایا معشوق کو ساتھ لیکر بیٹھی ہو گلشن کا خوب حیلہ خیال میں آیا اِسی حیلے سے ملاقات ہوئی ہم لاشہ جدہ کا لینے آئے ہیں بعد اُسکے آکر تمھاری بھی فکر کرینگے اب بچنا دشوار ہے یہ کہتی ہوئی قریب لاشۂ بسرام آئیں مگر الماس نے کہا اے شہریار اب سب کو خبر ہوگئی سب ہمارے آپکے دشمن ہوے اب جان بچنے کی کون صورت ہے شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ میں سب کو جواب دونگا اُدھر گلبن و برگ لاش بسرام کی لیگئیں لاش کو جاکر جلا با نار یہ واصل جہنم ہوئی اب یہ دونوں صلاح کرکے پلٹیں صحراے خیال میں پہونچیں دیکھا دونوں بے غم بیٹھے ہیں

دونون نے پکار کر آواز دی ای شہریار اُٹھیے ہمسے مقابلہ کیجیے یہ کہکر آگ برسانے لگین شاہزادہ لوح چمکانے لگا تمام آگ پانی ہوکر بہ جاتی ہی گلبن تو شاہزادے سے مقابلہ کر رہی ہی برگ نے جست کرکے الماس نارنجی پوش کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ ضرور پڑھ جائیے گا ورنہ قبر مین روح بیچین رہیگی اب ہم سے جاکر ملین گے کچھ پیغام دیجیے گا دونون کا رونا اور بلکنا دیکھکر گلبن نے برگ سے بیمکاری پکار کر کہا کیون ہم عاشق و معشوق کو جدا کرتی ہو ہم انھین کی تابعداری کرینگے برگ یہ سنکر اتر آئی الماس کے قدمون کو بوسہ دیا کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین انجام سے لڑینگے لوح کی فکر کرینگے آیندہ خدا کو نگہبان ہی شاہزادہ بھی خوش ہو گیا الماس نے کہا بہنو تمنے ہمکو خوب راضی کیا دیکھین اب کیا ہوتا ہی گلبن اور برگ نے کہا اب کچھ نہ ہوگا ہم آٹھ پہر حفاظت کرینگے غیر کو آنے نہ دینگے آیندہ خدا کو اختیار ہی دونون کو ساتھ لیا قریب صحرا کے ایک باغ تھا انھین جا کر اُتارا خدمت کرنے لگین یہ دونون مسند پر بیٹھے ہین گلبن و برگ خدمت کر رہی ہین اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دونون کو پلائی کہا اب آپ آرام فرمایئے ہم پہرا دیتے ہین دونون نادان غافل از شعبدہ بازی فلک پلنگ پر آکر سو گئے جب دونون نے آرام کیا تب گلبن نے لوح شاہزادے کے گلے سے اتار لی اور ہلاکر کہا او منتفنی اُٹھ جس شی کا تجھکو گھمنڈ تھا وہ ہمنے لے لی شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا سب جادوگرنیان گھیرے ہین گلبن نے شاہزادے پر سحر کیا کہ شاہزادہ بیہوش ہوکر گر پڑا برگ بہن نے الماس کو گرفتار کیا اور تختون پر دونون کو ڈالکر نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعۂ گلزار کے چلین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال کاوس سنیے یہ رات بھر غار مین چھپا رہا صبح کو باغ مین آیا شاہزادے کو نہ پایا حیران ہوا کہ میرا آقا کہان گیا تلاش کرتا ہوا چلا کئی دن مین قریب کوہ مقناطیس کے پہونچا و ہانکا میلہ دیکھا پہلو مین جو پہاڑ کے آیا تو کان مین آواز گانیکی آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

اِس سے مرنا مجھے اپنا قلق جان ہوگا | کہ نہ دیکھے گا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپ کے انکار رہیں گے تا صبح
تو سلامت ہے تو عالم کو کرے گا مجھسا
ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجھسا بے درد
دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خبردار رہو
قتل کر رحم کے بدلے کہیں حل ہو مشکل
میں تو مرتا ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے
بیٹھنے دیگی نہ کونے میں بھی وحشت مجھکو
دیکھیں کیا اُسپہ گذرتی ہے خدا خیر کرے
کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم

وصل کی شب پہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا
یہ بھی شاید اُسی بیرحم کا ارمان ہوگا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مرے ہاتھ میں واں آپ کا دامان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہائے وہ اشک جو بہرے تہ دامان ہوگا
اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

کاؤس نے جو یہ آواز سنی دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی بیٹھی ہے اور ایک بندریا کی کھال اُسکے پاس رکھی ہے روپیہ جو رکھا ہے وہ سب کو بانٹ رہی ہے یہ وہی جادوگرنی ہے جو بندریا بنکر تخت پر بیٹھتی تھی کاؤس دیوار سے اُترکر ایک گوشے میں چھپ رہا جب سب سوئے تو جھپٹ کر قریب ساحرہ کے آیا وہ جو بزرگوں کی باتیں ہیں اُسی طرحسے ساحرہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر ایک گوشے میں لایا زمین کھودی اُس ساحرہ کو اُسی میں دفن کیا اوپر سے مٹی بہت سی ڈالدی خود اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سویا صبح کو جب اُٹھا کنیزوں نے آکر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اُسنے کنیزوں سے کہ قدرت کو معلوم ہے کہ جس راہ سے جاتے ہیں مگر آج بھول گئے راستہ بتاؤ کنیزوں نے کہا یہ کھال پہنیے اور گوشۂ باغ میں نقب ہے اُس میں سے نکلکر تخت پر بیٹھیے اور گھنٹ نوازوں کو بلا کر جو حکم دینا ہو وہ حکم دیجیے ہم لوگ مجبور ہو ناچار ہیں قدرت کے ساتھ نہیں جاسکتے یہ سنکر کاؤس نے کھال پہنی اور آکر نقب میں داخل ہوا اُسی حجرے میں پہنچا گھنٹ نوازو ناقوس نواز اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ایک آواز آئی ای بندگان من جلد آکر حاضر ہو سب برہمن آپس میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم آج کیا معرکہ ہے کہ خداوند نعمت

وقت آسکے آواز سن سنکے سب برہمن لوگ آکر جمع ہوے کاؤس نے حکم دیا ہماری
مُہر بجاؤ اور فرمان لکھو کر سب آکر حاضر ہون قدرت فیض جاری کرینگے سب کو شراب
پلائینگے کہ عمر بن سب کی برچھائین فی الحال ہنگامہ ہونا ہو کہ طلسم کُشا آتا ہو جب عمر
بڑھجائیگی تو کوئی کسی کو قتل نہ کرسکیگا مٹکے شراب کے جمع کرو برہمن اُسی وقت بھاگے
پہلے گلزار کو خبر کی پھر جاکر انجام کو نامہ دیا اور شاہ و شہریار نہ ادون کو نامے دیے
کاؤس کو منظور یہ ہو کہ بادشاہ طلسم کو مار ڈالون پیرا آقا غالب آجائے پھر طلسم مین
کون بول سکیگا یہ تو اس فکر مین ہو مگر گلزار نے بیٹیون کو حکم دیا کہ تم پہلے جلو مین بھی
آتی ہون گلبن و برگ چلین یہان صبح ہوتے ہوتے سب میلہ جمع ہوگیا جسنے یہ خبر
سُنی کہ عمر بڑھائی جائیگی وہ خوشی خوشی آیا اور شریک جلسہ ہوا یہان کاؤس نے
حکم دیا برہمنون نے مٹکے شراب کے اور گھڑے بھر کر رکھدیے کاؤس نے بیہوشی
سب مین ملادی جب سب جلسہ جمع ہوچکا کاؤس کسیکا نام تو جانتا نہین پہلی عیاری
حکم دیدیا کہ سب شراب پیین سب جادوگرون نے شراب پینا شروع کیا میلے کے
لوگ برہمنون کی منتین کر رہے ہین کہ ہمکو بھی ایک جام پلانا برہمنون نے ہزار ہا روپیہ
تحصیل لیا جب شراب پی چکے تو کاؤس نے پکار کر کہا کہ اب سب اُٹھکر قدرت کے
سامنے ناچو اور تماشے کرو قدرت آج بہت خوش ہین اور محفل مین ہنگامہ ہونے
لگا سب پر گرد ابرن کا اثر ہوا جو اُٹھا وہ لڑکھڑا کر گرا تھوڑے عرصے مین دیکھا کل
اہل محفل بیہوش ہوے کاؤس کھال اُتار کر حجرے سے نکلا کسی کو پہچانتا نہین ہو خنجر مارنا
شروع کیے جادوگرون کے مرنے کا غلغلہ ہوا کاؤس نے کوہ سے دیکھا کہ حلوائی یا تو
مٹھائی بنا رہا تھا یا اُٹھکر بھٹی مین جا پڑا دوسرے نے پکار کر کہا بھائی مین بھی آیا
تھوڑے عرصے مین سارا میلہ بھی بیہوش ہوا جی مین کہتا ہو اے کاؤس تدبیر کو بھی کیا
دخل ہو کہ مجھ اکیلے نے سب کو بیہوش کردیا پھر خنجر برہنہ لیے باہر نکلا جادوگرونکو قتل
کرنے لگا مگر گلبن و برگ دونون راہ مین آتی تھین کان مین جادوگرون کے مرنیکی
آواز آئی گلبن نے برگ سے کہا کہ آج مقام خداوندی پر کیا غدر ہو صدہا جادوگر مرتے

مرنے کی آواز آرہی ہو برگ نے کہا قدرت نے تقدیر کی ہو گی سواے بہتری کے اور کیا ہوگا عمرو ہیں سب کی بڑھ رہی ہیں دونوں نے تخت بڑھائے اسوقت پہونچیں آسمان سے دیکھا کہ ایک عیار دبلا پتلا جادوگرون کو قتل کر رہا ہو وہین سے آواز دی کہ او مکار یہ کیا کرتا ہو منم گلبن جادو وہ برگ جادو کاؤس نے چاہا بھاگون گلبن نے گبر کی آواز دی کاؤس گرا بیہوش ہو گیا گلبن نے آکر سب کو ہوشیار کیا دریافت کرتی تھین کہ خداوند کیا ہوسے باغ مین جاکر دیکھا تو کہین نہ پایا یکایک آواز مرنے کی خبیثہ کے سنی سمت آواز کے چلین تو جاکر دیکھا کہ خبیثہ ایک گڑھے مین مری پڑی ہی اسکا لاشہ اٹھایا جاکر دفن کیا سب ساحر افسوس کرتے تھے کہ ہمارا مذہب خوب خراب ہوا ایک جادوگرنی کو سجدہ کیا سامری و جمشید کو بھولے آسی کا یہ انجام ہوا کہ ہزارہا جادوگر مارا گیا برہمنون کو وہان سے اٹھا دیا حجرہ کھدوا ڈالا کاؤس کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قید لیکر گلبن و برگ قلعہ گلزار مین آئین گلزار نے کہا ارے تو کون ہو کہ ہمارے ہی خداوند کو مارا صدہا جادوگرون کا خون کیا اب کہ تیرا کیا حال کرین یہ سنکر کاؤس نے کہا مین تو ایک گویّے کا لڑکا ہون میرا گانا سنیے بہت خوش ہو جیے گا گلزار تنہائی مین لائی کاؤس نے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے نظم

حشر کے روز اگر دادِ طلب دل ہوگا
ہاتھ پڑ جائین گے لاکھونکے دم شرا بدل

حشر کو کاغذ اعمال دکھائین گے بشر
لب ہلا نا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے دیکل
چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا
میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کہتے ہین قتل کہینگے وہ لحد پہ آکے
تالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑیگی نسیم
قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا

پھر صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ گلزار بیقرار ہوگئی کہا مین تجھکو قید سے رہا تو نہ کرونگی مگر باغ خزان نصیب جو ہمارے بزرگون کا ہے اُسمین چلکر رہون تیرا گانا سنون اور قفس ہاتھہ مین لیکر بیٹیون سے کہا کہ شہر سے ہوشیار وخبردار رہنا مین باغ مین جاتی ہون یہ کہکر قفس لیے ہوے باغ مین آئی بارہ دری مین بیٹھکر گانا کاؤس کا سننے لگی جب کاؤس گا چکتا ہے تو پھر قفس مین بند کر دیتی ہے قفس سامنے لٹکا رہتا ہے آخر وہ زمانہ آیا کہ گلبن و برگ نے شاہزادے و ملکہ کو گرفتار کیا لوح محفوظ لیلی قید لیکر شہر مین آئین مان کو عرضی لکھی کہ اے مادر مہربان ماہ عالم افروز و ملکہ الماس نارنجی پوش کو ہم گرفتار کر لائے ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین گلزار نے جواب مین لکھا کہ دونون قیدیون کو لیکر اسی مقام پر آؤ ہم تم ملکر حفاظت کرین مسلمانون کے مددگار جا بجا ہین ایسا نہ ہو تمکو صدمہ پہونچے گلبن و برگ قید شاہزادے کی لیکر طرف باغ خزان نصیب کے چلین چند کنیزین ساتھہ مین کچھہ دروازے پر چھوڑین کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے کسی کو آنے نہ دینا ہم اندر جاکر حفاظت کرینگے گلزار گانا سن رہی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ گلبن و برگ قید شاہزادے کی لاتی ہین مہتر کاؤس نے یہ سب معرکہ سنا یا تو گلزار گانا سنتی تھی یا کاؤس کو قفس مین بند کرکے مسند پر بیٹھی کہ گلبن و برگ نے لاکر قیدیونکو پیش کیا گلزار نے حکم دیا دونون کو باندھہ دو اے گلبن و برگ تم بھی جاگتی رہو بہت ہوشیار رہنا اور کنیزون کو حکم دیا کہ سامنے حاضر رہو کنیزین سامنے حاضر ہین گلبن و برگ آکر سامنے بیٹھین کہ گلزار نے پکار کر آواز دی اے گلبن مین نے دیکھا کہ طلسم کشا سے تو اشارے کر رہی ہے گلبن نے ہاتھہ باندھکر عرض کی مین تو فقط بیٹھی ہون کسی سے اشارہ نہین کیا گلزار نے کہا میرے قریب آؤ تو مین بتاؤن گلبن جب قریب آئی تو گلزار نے اسکا منھہ کھولو جیسے ہی گلبن نے زبان کھولی گلزار نے سوزن ریدی اور رسنون سے باندھا پھر آواز دی اے برگ دیا و تم کسی سے میل نہ کرنا دیکھو اسوقت مین خود حفاظت کر رہی ہون اگر مجھہ مین کچھہ عیب دیکھنا تو برابر گرفتار کر لینا یہ وہ وقت ہے کہ ایک کو ایک کا پاس نہین کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا رہا ہو جائے تو باعث

خرابی ہو برگ نے عرض کی مین خوب ہوشیار ہون جو مزاج مین آئے وہ انتظام کیجیے
کھٹولی پر برگ بیٹھی کہ گلزار نے پھر آواز دی کہ کیون بی برگ آنکھ سے کیا اِشارہ کیا
ہاتھ سے کیا پتہ دیا برگ نے کہا ای مادر مہربان میرا لنو ہاتھ پانوُن نہین ہلا خاموش
بیٹھی ہون گلزار نے کہا میرے قریب آؤ جیسے ہی برگ قریب آئی گلزار نے کہا منھ
کھولو برگ نے منھ کھولا گلزار نے برگ کی بھی زبان مین سوئی دی کنیزون کو بھی
فرداً فرداً باندھا سب گرفتار ہو چکے تو گلزار مسند سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی شاہزادے
کے قریب آئی کہا ای شہریار غلام کو آپ نے پہچانا منم دوندۂ بے نظیر فرزند خواجہ عمرو
عیار پر غرور برنور نگاہ شاپور شاہزادہ ہنس پڑا پوچھا ای متھرو الاگر یہ عیاری کیونکر
کی کاؤس نے بیان کیا جب گلبن کی عرضی آئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ حضور قید ہو گئے
اُسوقت مین نے گلزار کو بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر قفس مین بند کر دیا یہ کہکر لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادے نے قید توڑی ملکہ کو بھی رہا کیا اور گلزار کو ہوشیار کیا اب
گلزار نے دیکھا کہ بی الماس تخت پر بیٹھی ہین بیٹیان بندھی ہوئی ہین تمام کنیزین قید
ہوش و حواس اُڑ گئے الماس نے قریب آ کر کہا خالہ امان اب ہمپر احسان کیجیے دیکھا
آپ نے کہ آپ لوگون کے مذہب کا یہ انجام ہو کہ ایک ساحرہ بند رہا بنکر بیٹھی سب نے
سجدہ کیا مناسب یہ ہو کہ پروردگار کو سجدہ کیجیے تو مذہب درست ہو یہ مذہب نہین ہو
کہ جسنے شعبدہ دکھایا اُسی کو سجدہ کیا گلزار کا دل روشن ہو گیا اِشارہ کیا کہ ای نور نظر
میری زبان سے سوزن نکالو تو مین جواب دون اب مکر نہ کرونگی کاؤس نے بڑھکر
زبان سے گلزار کی سوزن نکالی گلزار قدمون پر شاہزادے کے گری ہاتھ باندھکر
عرض کی مین حضور کی کنیز ہون آج متہر کاؤس نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھ ایسی ساحرہ
کو اور دھوکا دیا ۔ گرفتار کر کے قفس مین بند کر دیا مین قائل ہوئی کہ آپ بڑے
اقبالمند ہین اب چلکر قلعے کو اسلام آباد کیجیے شاہزادہ سوار ہوا الماس کو تخت پر
سوار کیا گلزار و گلبن و برگ اہتمام کرتی ہوئی ساتھ ہین قلعے مین داخل ہوے
قلعے والون نے دیکھا کہ ابھی تو قید ہو کر آئے تھے اب رہا ہو کر آئے ہین گلزار

سے نے پکار کے کہا کہ مین نے بدل شاہزادے کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ
قلعے مین رہے ورنہ ہمارے قلعے سے نکلجائے سب شہر والے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے
کل دیر کھدے مسجدون کی بنا ہوئی سارے شہر مین مشہور ہوا کہ گلزار مع بیٹیونکے
مسلمان ہوئی جب دربار کا وقت آیا تخت پر ملکہ الماس نارنجی پوش بیٹھی ایکجانب
گلزار دوسری طرف گلبن و برگ بیٹھی ہین صحبت عیش و جشن آراستہ ہوئی ایک ساقی
بچہ شوخ وشنگ موسوم بہ ہوشنگ شراب پلا کر سامنے بیٹھا یہ اشعار گارہا ہے نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب | کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہجر مین آگ ہو گیا پانی | دل کو کر دیتی ہو کباب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن | کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہو سزاوار عیش آخر عمر | صبح پیری ہو آفتاب شراب
ہو مرا جام زمزمہ گی لبریز | ساتھ اسکو پیین جناب شراب
ہو مری مستی مین ہشیاری | کہ ہو بے لطف وقت خواب شراب
فصل مین یہ عجب نہین ہو اگر | ابر برسائے جائے آب شراب
ساقیا ہو تری جدائی مین | داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے | ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل ہین نمک چھڑک اینپر | کرتا ہو محتسب خراب شراب
نہین ساقی تو کیا کرون ناسخ | نہر مطرب چمن سحاب شراب

صحبت عیش و نشاط گرم ہو مگر لبسرام جو اِس قلعے مین آتی تھی اور آکر تخت پر بیٹھتی
تھی ایک عصاے مرصع کا سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا وہ عصا کنیزون نے سامنے
تخت کے رکھدیا ایک جادوگر موسوم بہ تکفیل جادو نے دیکھکر کہا او شاہزادے بس
اب پلٹ جائیے آپ نے طلسم کا کیون پیچھا کیا شاہزادے نے کہا مجھکو ہدایت ہوئی
بزرگان دین خواب مین آئے یہ بہبودی حاصل ہوئی کہ دختر شاہ طلسم قبضے مین آئی
اب لوح طلسم بھی انشاءاللہ ملیگی تکفیل بول اٹھا وہ ہدایت شیطانی ہوگی شاہزادیکو

بہت ناگوار ہوا وہ عصا سے مرصع کا راستہ اٹھا کر تا کفیل پہ مارا تکفیل تو ہٹ گیا وہ عصا زمین پر
پڑا کہ بیچ مین سے ٹوٹ گیا ایک پرچہ کاغذ کا اُسمین سے نکلا کاؤس سمجھا کہ کسی غرض سے کانشان
ہی پرچہ اٹھا کر شاہزادے کو دیا اُس پرچے کو شاہزادے نے پڑھا بخط جلی یہ مضمون لکھا
تھا کہ اگر قلعۂ گلزار قبضے مین آئے تو گلزار کو مناسب ہی کہ طلسم کشا کو ساتھ لیکر کنارے
دریاے محیط کے جائے اور یہ اسم حاشیہ پڑھکر آواز دے کہ اوماہیار جادو حاضر ہو
بسرام کا خاتمہ ہوا اور یہین نائب طلسم ہوئی لوح طلسمی وہ دیگا شاہزادے نے کہا
او بد اعتقاد دیکھ پروردگار نے ہمارے کیسی مدد کی او گلزار جادو طرف دریاے محیط
کے چلو تو لوح طلسمی کا پتہ ملے گلزار نے تخت سحر بنایا کہا شاہزادے کو اُسپر سوار کر لیا
کاؤس نے کہا مین بھی چلونگا اپنے آقا کو اکیلا نہ چھوڑونگا گلزار نے کاؤس کو بھی سوار
کر لیا کنارے دریاے محیط کے پہونچے شاہزادے نے اسم پڑھکر آواز دی گلزار
برابر کھڑی ہی کہ پانی کو جنبش ہوئی دریا مین کھولا پیدا ہوئی ہزاروں مچھلیان نکلین اور
ایک ماہی کلان نکلی کہ اُسپر ایک جادوگر سوار ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم ماہیار لوحدار گلے
مین ایک تختی پڑی ہوئی کہ مثل برق چمک رہی ہی گلزار نے بڑھکر کہا کہ او ماہیار بسرام
کا خاتمہ ہوا مین نائب طلسم ہوئی جو تحفہ تمھارے پاس ہی وہ حوالے کرو اُس ساحر نے
کہا او گلزار مجھکو سب حال معلوم ہی تم شریک طلسم کشا ہوگئین یہ کہکر ہاتھ ہلایا ایک
برق گری گلزار کے گلے مین ایک زنجیر آہنی پڑگئی گلزار گری اُس جادوگر نے چاہا کہ ایک
ہاتھ تلوار کا مار دون کہ گلزار کے دو ٹکڑے ہون مہتر کاؤس جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے
دیکھا کہ گلزار کا خاتمہ ہوتا ہی جب وہ حلقے کمند کے مارے وہ جادوگر گرا کاؤس نے خنجر
مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا سب مچھلیان جلنے لگین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ماہیار جادو
بود شاہزادے نے تختی اُسکے گلے سے اُتار لی اپنے گلے مین پہنی گلزار نے کاؤس کی
بڑی تعریفین کین کہ او کاؤس تمنے جان بچالی اگر ذرا بھی ٹھہر جاتے تو میرا خاتمہ ہو جاتا
کاؤس نے کہا عیار کا کام ہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح دستیاب ہوئی انشاء اللہ اب
فتاحی مرحلہ جات ہوگی ماہیار جو مارا گیا لاشہ اسکا اڑتا ہوا سامنے انجام کے آیا انجام نے

سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کون طلسم کشا کو روکیگا صدہا ساحر
دربار میں انجام کے بیٹھے ہیں انجام نے جو یہ حسرت کہا کہ اب طلسم کشا کو کون روکیگا
ایک جادو بیٹھا ہو کہ نام اسکا حصام جادو ہو اپنے مقام سے چمک کر اٹھا کہ میں جا کے
طلسم کشا کو لاتا ہوں وہ صدمہ دون کہ طلسم کشا تڑپ تڑپ کر جان دے یہ کہکر جھولی میں
ہاتھ ڈالا ایک بڑا سا تختہ کاغذ کا نکالا اسپر بہت سی تصویریں بنی ہوئی تھیں اسکو دیکھتا
ہوا چلا یہاں شاہزادے کو گلزار نے صلاح دی کہ لشکر اپنا بیرون قلعہ اتاریے آج
شب کو جشن ہو کل برائے فتاحی تشریف لیجایئے شاہزادے نے یہ قبول کیا بیرون
قلعہ ایک باغ ہو کہ وہ ملکہ الماس نارنجی پوش کے واسطے بنا ہو اُس باغ میں آکے
ملکہ اختر میں شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا گلزار وغیرہ جمع ہیں مہجبینان گلگون پوش کا
مجرا ہو رہا ہو یہ اشعار گا رہی ہیں نظم

لہرا رہے ہیں طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اٹھنے لگے ہیں سینۂ سوزان سے پھر دھوئیں
لائی صبا ہو زلف مسلسل کی نکہتیں
اچھا نہیں ہو طول بلا دست تم شعار
دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہیں
آنیکی میرے سنکے خبر اٹھ گیا رقیب
شانے نے کیے ہیں یار کی زلف سیاہ میں
بیوجہ کب ہیں؟ گرخیہ ترے حلقہ ہائے زلف
زلفیں چھوے گا یا کسی یہ منھ تو دیکھیے
انصاف ہو تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ

بل کر رہے ہیں پیش نظر کس بلا کے سانپ
اڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اترے ہیں آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ
پانوں تک آ چکے تری زلف دوتا کے سانپ
نکلے نہیں ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ
بھاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ
پلے ہیں جنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
محفوظ گنج حسن کیا ہو بٹھا کے سانپ
سر پر عدو کے کھیل رہے ہیں قضا کے سانپ
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہوا کہ کاؤس نے خبر دی
کہ باغ میں نیا گل کھلا ہو ملکہ الماس نارنجی پوش کے کلیجے میں درد اٹھا ہو فرما رہی
ہیں کہ شاہزادے کو بلاؤ میں رخصت ہوتی ہوں اس درد سے جانبر نہ ہونگی شاہزادہ

بیقرار ہو کر دوڑا باغ مین آکر دیکھا کہ سب کنیزین رو رہی ہین اور ملکہ بستر پر تڑپ رہی ہین فرماتی ہین شاہزادہ اگر ہم سے رخصت تو ہولین کیونکہ ہم جانبر نہ ہونگے یہ درد جان نہ چھوڑیگا شاہزادہ نے سر زانو پر رکھ لیا الماس نے آنکھین کھولدین کہا اسوقت تو آپ نے مسیحائی کی کہ اب بالکل درد نہین ہو شاہزادہ تسکین دے رہا ہو کہ اے ملکہ اب درد نہ ہوگا کہ کاؤس دوڑا ہوا آیا عرض کی بارگاہ مین چلیے ملکہ گلزار و گلبن و برگ کا عجب حال ہو رہا ہو جلد تشریف لے چلیے شاہزادہ بیقرار ہو کر اُٹھا جیسے ہی دربار مین قدم رکھا اور شاہزادے کا سایہ سر پر پڑا سب صحیح و سالم ہو گئے عرض کی کہ آپ کے قدم کی برکت سے ہمنے صحت پائی لشکر پھر بیچین ہو رہا تھا مگر شاہزادے کے آنے سے سب کو تسکین ہوئی کہ پھر کاؤس نے عرض کی کہ باغ مین جلدی تشریف لیچلیے ملکہ کا پھر عجب حال ہو شاہزادہ اُسطرف چلا تھا نصف راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے لشکر کے رونیکی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گلزار و گلبن و برگ کو گرفتار کیے ہوے بلند ہوتا جاتا ہو شاہزادہ پلٹا وہ جادوگر تخت کو اُڑا کر باغ مین بھی آیا ملکہ کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوا شاہزادہ بیقرار و بیتاب آگرا طرف بارگاہ کے آیا تو وہ ساحر باغ مین پہونچا اور ملکہ الماس کو گرفتار کیا اور اگر طرف باغ کے چلے تو اُس ساحر نے بارگاہ مین آکر مصاحبین کو گرفتار کیا اب تخت اُڑا کر روانہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہو حال گرفتاری ملکہ دیکھکر یہ اشعار زبان پر ہین نظم

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے — طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت کے جدا — جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے
مدتین گذری ہین کہ اطمینان اُٹھا کر دیا — نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے
ہر زمان خاموش کر دینا ہو راز دوستی — کچھ نہ حال دل کہا میرا سنان تیر نے
کھلسکین کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیان — کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے — منھ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

قضا سے کار ایک ساحر لشکر کا برائے رفع حاجت گیا تھا پلٹ کر جو آیا تو اُسنے دیکھا

کہ شاہزادہ بیقرار ہی دیکھکر عرض کی کہ حضور کیوں بیقرار ہوتے ہیں حصام جادو آیا تھا سحر کرکے اُن لوگوں کو لے گیا حضور لوح دیکھیں لوح تدبیر بتائیگی یہ سُنکر شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وا وسیارہ این عجائبات اگر حصام آکر ایسا سحر کرے کہ سردار آپ کے پکڑے جائیں تو مناسب یہ ہو کہ طرف مشرق کے روانہ ہوجیے جو سانحہ معلوم ہو لوح کو دیکھکر کام کیجیے ضرور مظفر و منصور ہوجیےگا اور اگر لوح کو نہ دیکھا تو بیشک باعث خرابی ہوگی شاہزادہ لوح دیکھکر ایک جانب روانہ ہوا دن بھر رہروی کی شام کو ایک جنگل میں پہونچے دیکھا آسمان پر سات ستارے چمک رہے ہیں شاہزادے نے جو ستارے دیکھے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں مضمون نکلا کہ جہاں پر ستارے غروب ہوں تو اپنے کو اُسی مقام پر پہونچائیے شاہزادہ نشان پر ستاروں کے چلا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اُس میں ستارے اُترے شاہزادہ باغ میں آیا دیکھا باغ بہشت آئین ایک حجرۂ کلاں بنا ہی اُس حجرے کے آگے ایک قبر بنی ہی اور ایک پتھر لگا ہی اُس پتھر پر لکھا ہی کہ این قبر کشتۂ حسرت و یاس کوچۂ عشق میں یکتا یعنی ملکہ گلشن آرا قبر ملکہ گلشن آرا دیکھکر شاہزادے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوے اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ عاشق تمھارا حاضر ہی کچھ آواز تو دو کہ دل بہت بیقرار ہی آواز کا تمھاری میں امیدوار ہوں شاہزادے کی صدا جو بلند ہوئی دروازہ حجرے کا کھلا چند کنیزیں مشابہ بصورت کنیزان گلشن آرا دکھائی دیں شاہزادہ سبکو پہچانتا ہی بیقرار ہوکر پوچھا کیوں ای نرگس تو یہاں کہاں کنیز نے عرض کی کہ میں اس قبر کی مجاور رہوں ایسے چین ملکہ کے ساتھ کیے کہ خیال میں آیا کہ انکی قبر پر بیٹھے روشنی نوکر دیا کرینگے اگرچہ عدم میں کوئی کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ہماری ذات سے یہی آرام ہی آپ تشریف رکھیے میں آپکے واسطے پانی لاؤں ہاتھ منھ دُھلواؤں ملکہ کو بڑا آپ کا مرتے دم تک انتظار تھا انکو خواب میں آتی ہیں یہی فرماتی ہیں کہ ای نرگس ہمسے نگاہ نہ پھیرنا نرگس نے تو شاہزادے کو باتوں میں لگایا ایک کنیز اندر گئی ایک لشت خالی لیکر آئی لاکر سامنے شاہزادے کے رکھا نرگس نے کہا ہاتھ منھ دھوڈالیے شاہزادے نے پوچھا ای نرگس پانی کہاں ہی

کہا سامنے جو حوض بھرا ہی اُسمین سے پانی لیجیے شاہزادہ جو طرف حوض کے چلا حوض کا پانی اِتقدر
اُبلا کہ تمام باغ ڈوب گیا شاہزادہ ہٹتے ہٹتے سر گنبد پر پہونچا کہ اُسی پانی مین ایک کشتی پیدا
ہوئی شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا کشتی ایک جانب چلی کہ سامنے دیکھا دریا کے بیچون بیچ ایک
قصر بنا ہوا اور اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو اور وہی کنیزین لا لا کر اسباب سحر دیتی ہین اِجو
شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو جادوگرنی قصر مین بیٹھی ہو اُسکا عجائب جادو
نام ہو اُسکو تیر سے مارو تب پانی سے ابر وچھگی شاہزادے نے کمان کاندھے سے اُتاری
اور تیر بھر کمان مین پیوست کیا تاک کر ساحرہ کو مارا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار
گذرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عجائب جادو بود اب شاہزادے نے
دیکھا کہ وہ دریا تو غائب ہوا اپنے کو دیکھا اُسی صحرا مین کھڑا ہوں حیران ہو گئے جی مین
کہتے ہین کہ حقیقت مین طلسم ہو ساحر کیا کیا شعبدے دکھاتے ہین دریا مین کتنے پہونچا یا
سب پانی کیا ہو گیا اب راستہ خشکی کا ملا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد قتل ہونے
عجائب جادو کے اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ شاہزادے نے دیکھا سامنے
ایک دروازہ باغ کا کھلا ہو شاہزادہ بسم اللہ کرکے باغ مین داخل ہوا دیکھا ایک
گنبد کلان بنا ہوا ہو اور صدہا تصویرین اُسمین بنی ہین ایک جانب خیال کرکے دیکھا کہ
تصویر گلزار و الماس و گلبن و برگ وغیرہ بنی ہو شاہزادے نے جو یہ تصویرین
دیکھین بیقرار ہو گیا کہ شاید میرے سردار اِسی مقام پر قید ہین لوح کو ملاحظہ کیا ابھی
کچھ نوشتہ نہین دیکھنے پائے کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی اور ایک جوان
نے للکارا کہ او طلسم کشا کیا چھپ کر بیٹھا ہو میرے مقابلے مین تو آ شاہزادہ اُتر پڑا مقابلے
مین اُس جوان کے آیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادہ ہر مقام پر چاہتا ہو کہ
نیزہ مارے خاتمہ ہو جائے مگر خود بھی شاہزادہ بچاتا ہو وہ جوان جب نیزے سے
تنگ ہوا تو نیزہ پھینک کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے وار اُسکا روک کر سپر کو بتایا کمر پر ہاتھ مار دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور
نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر کریہہ منظر تخت پر سوار غصے مین چلا آتا ہو

کئی ہزار ساحر اسکی پشت پر ہین وہی گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین وہ ساحر قریب گنبد کے
آیا وہ تصویرین کہ کاغذ پر کھینچی ہوئی تھین اُن تصویرون کو جدا کیا اور ایک قفس آہنی
ساتھ تھا اُسمین اُن تصویرون کو بند کیا جیسے ہی وہ تصویرین قفس مین پہونچین تو
شاہزادے کو معلوم ہوا کہ سب سردار میرے اِسی قفس مین بند ہین شاہزادہ پکارتا
ہوا بڑھا کہ او مکار ٹھہر جا مین تیرا علاج کرتا ہون اُس ساحر نے وہ قفس تخت پر اپنے
رکھ لیا اُڑتا ہوا روانہ ہوگیا اور تمام باغ مین اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب
روشنی ہوئی تو شاہزادے نے دیکھا کہ وہ گنبد بھی غائب ہوگیا شاہزادہ تو اِس خرابی
مین ہو مگر وہ ساحر سب قیدیون کو لیے ہوے دربار مین انجام جادو کے آیا انجام
کے لشکر مین ایک ساحر ہو کہ نام اُسکا ہمدان جادو ہو اُسنے آنکھین کھولکر اشارہ کیا
کہ ان قیدیون کو لیجاؤ وہ ساحر سب قیدیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا بعد تھوڑی دیر
کے پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ مین اُنکو قید کر آیا انجام نے حکم دیا ارسطوے جادو کو
بلاؤ ارسطو آیا سامنے آکر کہا اے ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن انجام نے کہا ایک
صلاح بتاؤ کہ اب خداوند کس جگہ ہین ارسطو رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے بڑا
غضب کیا کہ اِس بندریا کو سجدہ کیا آپ کے خداوند تو بالاے کوہ سہیلیہ ہین انھین
کو سجدہ کیجیے بلکہ میرے نزدیک یہ مناسب ہو کہ زمانہ جشن قریب ہو چلکر جشن مین شریک
ہوجیے اور قیدیون کو پیش کیجیے یقین ہو قدرت بہت خوش ہوجائین گے اور اگر
مہربان ہوجائین گے تو سب مشکلین آسان ہوجائینگی بیٹی تمھاری جو دیوانہ وار اور
وحشی مثال یاد مین طلسم کشا کے بیقرار رہتی ہو شاہزادے کا نام بھی نہ لے اور اگر کوئی
ذکر کرے تو اُسکا جواب دے کہ کون شخص ہو مین اسکو نہین جانتی سامری کے منتر
ہین وہ کرامتین ہین کہ جو سامری مین تھین حقیقت مین اُن ایسا خداوند کوئی نہین ہو
انجام نے کہا اے ارسطو اگر طلسم کشا بھی گرفتار ہوجائے تو خوب بن پڑے مرحلے پر
نامہ لکھو مجنون جادو کو کہ اے مجنون اب تمھارے مرحلے پر طلسم کشا آیا چاہتا ہو جسطرح
بنے گرفتار کرو اگر اسکو قید کر کے لائین تو وہ مرتبہ دونگی کہ سب اہل طلسم رشک کرینگے

اُسی وقت نامہ لکھا مجنون جادو نے جواب بھیجا کہ حضور نہ گھبرائین مین قید طلسم کشا لیکر آتی ہون آپ خوش ہوجائین گی لیکن شاہزادہ ماہ عالم افروز نوح کو دیکھکر ایک جانب چلا تھا کہ پہلو سے کسی نے آواز دی کہ اے شہریار ہمکو رہا کیجیے ہم آپ ہی کی وجہ سے گرفتار ہوے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز درخت سے بندھی ہی جب قریب گئے تو پہچانا کہ گلچین نامے کنیز ملکہ الماس کی ہی پوچھا اے گلچین تجھے کسنے باندھا گلچین نے کہا مین نام تو نہین جانتی مگر ایک جادوگرنی کہ جسکا نام ساحرہ والے مجنون لیتے ہین ملکہ الماس کو گرفتار کرکے لائی اور ہم لوگ ساتھ پکڑے گئے سامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ گلنوش کہتے ہین اُس مین کنیزون کو باندھگئی ہی اور یہ کہگئی ہی کہ آکر قتل کرونگی اور باغ مین ملکہ قید ہین شاہزادے نے بہ خوشی اُس کنیز کو کھولا اور اپنے ساتھ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ پھر آواز آئی کہ اے شہریار اِس کنیز کو بھی رہا کیجیے شاہزادے نے دیکھا کہ نسرین نامے کنیز بھی درخت سے بندھی ہی اُسنے بھی وہی جملہ بیان کیا کہ ملکہ باغ مین قید ہین شاہزادے نے تا جانے در باغ کے پانچ چھ کنیزونکو رہا کیا یہ سب شاہزادے کو ساتھ لیکر چلین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت ویران ہی درخت سوکھے ہوے روشین شکست آمد و خزان کا بندوبست طائر سر جھکاے بیٹھے ہین منقار نہین کھولتے چہکارے فراموش ہوے عندلیبان خوشنوا منقار کو بند کیے شاخہاے شکستہ پر بیٹھے ہین ایک طرف زاغ و زغن حیران و پریشان کانون کانون کر رہے ہین شاہزادہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے پہونچا دیکھا ایک کشور اہم تن ملکہ مسلسل بیٹھی ہین آنکھون سے آنسو جاری یہ اشعار زبان پر وردہین

نظم

نہین دیکھے یہ تصور مین بھی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار
فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکھے کاکل برہم کے جو آج
ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلا انکا زبان پر آئے
روز ہوتے ہین نئے اُس بت بےپیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم
ہمسے جاتے ہی نہین اِس فلک پیر کے پیچ

شاہزادے نے جو معشوقہ کو اس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا قالب تھرا یا جوش غضب مین شاہزادہ بڑھا چاہا کہ کٹہرا توڑ ڈالون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا او شہریار آپ نہ ورنہ کہیے گا لوحین میرے پاس پھینک دیجیے مین جسم مین مس کر ونگی سب قیدہ دور ہو جائیگی اور آپ ابھی میرے قریب نہ آئیے شاہزادے نے کچھ خیال نہ کیا لوحین آگے پھینکدین ملکہ نقلی نے وہ لوحین اٹھا کر چھپا لین اور پکار کر کہا او مفتری منم مجنون جادو دیکھو یون لوح لے لیتے ہین تمھاری کیا حقیقت ہی کہ میرے دام مکر سے نکل سکو تم ایسے ہزارون مارڈالے میرے مرحلے پر آکر کوئی زندہ نہین بچا بڑی بات یہ ہی کہ مین نے ہمیشہ بادشاہ کی خدمتگزاری کی یہ صورتین کتب مین نہین ہین اپنے اپنے طور پر سب سحر کرتے تہین شاہزادے نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ذرا ہوش درست کرو مین نے تو اپنا دوست جانکر لوح طلسمی دیدی تمکو کیا منظور ہی اس ساحرہ نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او بر دبار جادو اس جوان کو لینا پہلو سے ایک جادوگر باریش سفید آیا شاہزادے نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ہاتھ مین قوت نہ پائی تلوار نہ کھنچ سکی بر دبار جادو نے سحر کر کے شاہزادے کو فوراً گرفتار کر لیا مجنون نے آواز دی کئی ہزار جادوگر اس باغ مین تھے آکر موجود ہوئے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر بٹھا کر لے چلے یہان انجام جادو بالائے تخت بیٹھی ہی ارسطو سامان سفر کر رہا ہی کئی لاکھ کا لشکر تیار ہی اس امید پر سب کھڑے ہین کہ جب شاہ حکم دین تو چلین کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ اے شہنشاہ طلسم مبارک ہو ملکہ مجنون نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید لیکر آتی ہین یہ سنکر ارسطو نے کہا اے ملکہ عالم دیکھو یہ ظہور قدرت ہی تمنے صرف اعتقاد کیا طلسم کشا بھی گرفتار ہو گیا ... ہے مین مسلمان سچ کہتے ہین لیکن اگر ان خداوند کو دیکھین تو اپنے خیال کے مطابق پائین حیران ہو جائین انجام جادو بہت خوش ہوئی خوشی خوشی باہر نکل آئی سامنے انجام کے پہونچی قید طلسم کشا پیش کی انجام نے کہا او متمرد بڑا استم ... کیا ایسا ستم مین بھی برپا کرون کہ جان سے اپنی عاجز ہو کر مرے شاہزادے نے فرمایا او ملعون کیا بیہودہ بکتی ہی خبردار زبان نہ کھولنا انشاء اللہ خدا اپنا فضل کرے گا

صورت رہائی بھی ہو جائیگی بعد رہا ہونے کے تجھسے سمجھونگا انجام نے کہا اب رہائی تو بہت دشوار ہے مین خداوند سے باغی تھی اسی وجہ سے یہ مصیبتین آتی تھین اب مین راہ پر آئی بہبودی ہونے لگی تو بھی گرفتار ہوا اور بی الماس بھی قید ہین مگر سب سے زیادہ بی گلزار و گلبن و برگ انکو بہت تکلیف دونگی شاہزادے نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خداے بزرگ است وہ کریم و رحیم ہے کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ ہم پھر رہائی پائین انجام نے کہا بس ہو چکا یہ کہکر خود تخت پر سوار ہوئی اور کوچ کیا ارسطو کا اقبال ہے مگر فرزند شاپور رہنما کاوس تیز رو ایک صحرا مین بیٹھا تھا حیران ہے کہ کیا کرون اور کیونکر اپنے آقا تک پہونچون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا انجام تخت پر سوار ہے دوسرے تخت پر قفس مین شاہزادہ تیسرے مین الماس چوتھے مین گلزار جادو و گلبن و برگ ہین ہزارہا ساحر تخت کو گھیرے ہوے کاوس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہے کہ اے کاوس یہ کیا معرکہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ لوح مین شاہزادے سے رے بین کسی مرحلے پر گرفتار ہوے اب مین بھی انھین کے ساتھ چلون شاید شاہزادیکو رہا کر سکون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر اُس مجمع مین آیا ہر ایک سے تقریب کرتا ہے کہ مین نوکری چاہتا ہون ایک ساحر نے کہا ہمین ضرورت ہے کاوس نے اُسکی نوکری کی اب منزل بہ منزل چلے آتے ہین ساتوین دن لشکر آکر سامنے ایک قلعے کے پہونچا کہ بڑے بڑے دروازے لگے ہوے تھے ہر دروازے کا رنگ مختلف مگر دروازے بند ہین اسی کے سامنے آکر لشکر اترا کاوس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات بھر مین شعبدے آئینگے صبح کو میلہ جمع ہوگا لایق دید ہوگا کاوس کو اشتیاق ہوا ایک مقام پر آکر بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ تاجدار امرا و غربا چلے آتے ہین ایکطرف سے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین آراستہ کر رہے ہین کاوس رات بھر دیکھا کیا سوداگر بنے چلی آتی ہین اہل میلہ کا ہنگامہ ہے رات بھر یہی تماشہ دیکھا کیا صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ ہر دروازے کے آگے ایک کوتوال بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہے سامنے ایک نہر ہے جنگل سے آ ہو آتے ہین اُس نہر سے پانی پی کر چلے جاتے ہین مگر دروازہ اول کہ سرخ رنگا ہوا ہے اُسکا

کوتوال بھی لباس گلنار پہنے کرسی پر بیٹھا ہو دوسرا دروازہ سبز ہو اسکا کوتوال لباس سبز
پہنے ہوے مصروف انتظام ہو سات دروازے سات رنگ کے بیچ کا دروازہ ہر رنگ
سفید نہایت بلند و مرتفع اُس دروازے کے آگے کوئی کوتوال نہین ہو مگر دروازہ بند
ہو جب سوا پہر دن چڑھا اور نیر اعظم بلند ہوا در کلان کھلا انجام جادو اپنے مصاحبون
کو ساتھ لیکر اندر چلی کاؤس بھی ساتھ ہو اندر آکر دیکھا ایک میدان وسیع اور سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہو شاہزادے نے قفس سے دیکھا کہ اب
سوسا و امرا سب اندر جانے لگے مگر کاؤس ہمراہ انجام جادو کے اُس میدان کو
طے کرکے درباغ پر پہونچا ارسطو انجام کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آیا دیکھا
باغ نہایت تکلف سے آراستہ بنا ہو چمن آراستہ درخت پودے گل پھول موجود ہین
دل مین کہتا ہو اے کاؤس کس تکلف سے یہ باغ بنا ہو اگر ہمارے قبضے مین آتا تو اسکو آباد
کرتے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کاؤس بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہو کہ ایک چبوترہ وسط باغ مین بنا ہو اُس چبوترے پر ایک ممبر رکھا ہو پہلوے
ممبر مین ایک کرسی جواہر نگار اسکے آگے طشت رکھا ہو اُسمین کیوڑا بھرا ہو کہ یکایک
ہلڑ ہوا وہ سب کہنے لگے کہ خداوند آتے ہین کاؤس نے پلٹ کر دیکھا ہوا اور پیرایک
پیر زمین گیر سیاہ لباس پہنے ہوے جوانان سفید پوش ہوا اوس کو گھیرے ہوے
اہتمام کرتے ہوے آتے ہین سب نے اٹھکر سجدہ کیا کاؤس بھی مصلحتاً جھک پڑا
اور جی مین کہتا ہو بڑا مکار و غدار ہو خوب رنگ رکھا ہو اے کاؤس اگر بن پڑے
تو انکی گردن لون کہ ایک طرف سے کڑاکے کی مثل مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک
نقابدار بادلہ پوش مادیان عربی پر سوار گھوڑے کو اڑاتا ہوا آتا ہو قبل پہونچنے اُس
مرد ضعیف کے یہ نقابدار آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا پانون اپنے اسی طشت مین ڈالدیے
مگر سب لوگون نے نقابدار کو سلام کیا اور مرد پیر آکر ممبر پر بیٹھا کتاب اپنی بغل سے
نکالی کچھ فقرے پڑھے کاؤس نے خیال کیا کہ یہ زبان سنسکرت کی ہو ترجمہ کرنے لگا
پکار کر کہا ایہا الحاضرین تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ قدرت کبھی خلاف نہین کرتے نقابدار

کے طالع مین وہ ستارہ آیا ہی کہ طلسم آبگینہ کی مالک ہوگی اور جو جو تحفے اُسکو پہونچین گے
اُسکو بیان نہین کرسکتا یہ کہکر ممبر سے اُترا کرسی پر بیٹھا تب ارسطو سامنے گیا انجام کو
پیش کیا کہا یا خداوند آپ کی بندی بڑی مصیبت مین ہی امیدوار ہون کہ مشکل کو اِسکی
آسان کیجیے سب حال ابتدا سے بیان کیا بڈھے نے جواب دیا کہ بس خاموش رہو
قدرت سمجھ گئے لاؤ الماس کو لاؤ الماس جو سامنے آئی اُس بڈھے پر لعنت کرنے
لگی طشت مین جو کیوڑا بھرا تھا نقابدار نے اُس مین پانؤن دھوئے تھے اُسمین سے
ایک جام لیکر الماس کو پلایا پیتے ہی الماس کا عجیب حال ہوا کہ اول بیہوش ہوگئی
جب ہوشیار ہوئی تو ماں کے قدمون پر گری اور کہا مجھے کیون قید کیا ہی انجام نے
پوچھین ایک اور نقابدار سبز پوش جو کہ اُسوقت پر وہان بیٹھا تھا اُسکو دیدین وہ
اُٹھکر چلا گیا الماس کو ہٹا دیا تب انجام سے کہا طلسم کشا کو لاؤ کاؤس نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل و مطوق اِس محفل مین آیا کچھ خوف نہ کیا پکارکر آواز دی کہ سلام
میرا اِس مرتد پر نہ ہو جو پروردگار کو وحدہ و لاشریک جانتا ہو اُسکو سلام میرا
پہونچے بڈھا بہت بگڑا ایک جوان سیاہ پوش سے کہا اِسکو زندان طلسم مین لیجاؤ
اُسنے شاہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑگیا انجام جادو بیٹی گلزار وغیرہ کو حکم دیا
کہ تم لیجاکر اپنے یہان قید کرو جشن آیندہ مین حکم دیا جائیگا یہ لوگ بڑے گنہگار ہین
اِنکے لیے سزا تجویز ہوگی انجام جادو باہر آئی کاؤس نے دیکھا سب میلے والے
دوکانین اُٹھا رہے ہین دروازے بند ہونے لگے انجام نے اُسی وقت سامان
کوچ کیا بیٹی کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی مگر کاؤس سوچنے لگا کہ اب مین انجام
کے ساتھ جاکر کیا کرون میرا آقا تو اِسی حوالی مین ہی تلاش کرونگا یہ سوچکر اِس مقام پر
رہگیا انجام جادو تو روانہ ہوگئی مگر مہتر کاؤس سب طرف دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
کہین انسان کا نام نہین جدھر جاتا ہی سناٹا پاتا ہی مگر ڈھونڈھتا پھرتا ہی دل سے باتین
کررہا ہی کہ یہ بڈھا جو خداوند بنکر آیا تھا نہین معلوم کہان رہتا ہی دیکھیے کیونکر پتہ ملے
کہ اس بڈھے پر ہاتھ ڈالون کبھی بیٹھکر روتا ہی کبھی گویا بنکر اشعار عاشقانہ گاتا ہی عجب

سوز و گداز سے اشعار شروع کیے روتا بھی جاتا ہے اشعار عبرت آثار سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی درد رسیدہ گا رہا ہے نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین
ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین

جوش خون کیسا یہان تن خشک ہے مانند بید
اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین

تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر
مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

حکم ہو مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا
اس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین

ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان
مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین

ایک سی رہتی نہین ہے گردش لیل و نہار
ساتھ ویرانی ہے انکے جو یہان آباد ہین

آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین
ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دل سے نہین ہے کو قرار
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین

کس تمنا پر کسی پہ بار خاطر ہو جیے
چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین

ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی
کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین

خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہے نسیم
اپنے منھ سے کب کہا ہے کہ ہم استاد ہین

چھپے تھے دن کاؤس بیٹھا گذار رہا تھا کہ ایک جادوگر آکر ٹھہرا کاؤس نے باتین کرتے
کرتے پوچھا کہ قدرت کہان رہتے ہین ساحر نے کہا کہ قدرت عرش اعلی پر رہتے ہین
بعد مہینے بھر کے اُترتے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہے کہ اُس باغ مین اکثر
تشریف لاتے ہین اُس باغ کا گلزار قدرت لقب ہے کاؤس یہ دریافت کرکے خاموش
ہو رہا جب وہ ساحر چلا گیا تو مہتر کاؤس اُٹھا اور تلاش مین اُس باغ کی چلا ایک
مقام پر آکر دیکھا ایک باغ بہت عمدہ دروازہ کھلا ہوا دیوارون پر منبت کاری
جا بجا نگینے آراستہ کاؤس پشت باغ پر آیا ایک نخل تھا اُسپر چڑھکر دیکھا کہ وہی بڈھا
مسند پہ بیٹھا ہے چند غلام چند کنیزین براے خدمت حاضر ہین بیٹھا شراب پی رہا ہے یہ دیکھکر
کاؤس کا حوصلہ نہ پڑا کہ باغ مین اُترے آخر درخت سے اُتر آیا اب اِس فکر مین ہوا
کہ اِس بڈھے کو کیونکر گرفتار کرون کاؤس کو تو اِس فکر مین چھوڑیے مگر شاہزادے کی

آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا کہ ایک بارہ دری بہت عمدہ بنی ہوئی ہو مگر صحنچیان اُسمین بہت ہین ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہو کھانا پانی شراب و کباب سب سامان موجود ہو اسباب ورزش بھی رکھا ہو ڈنڈ کرنے کی نالیان بھی موجود ہین شاہزادے نے جو اُن سب کو دیکھا اور اُن لوگون کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خوبصورت صحنچی کے سامنے بیٹھا ہو سب اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کیونکر قید ہوے شاہزادے نے جواب دیا یہ قید خانہ ہو کہ عیش خانہ اُن سب نے کہا اے شہریار وہ سامنے صحن مین دیکھیے درخت مولسری ہو اُس کے نیچے ایک اکھاڑہ بنا ہو صبح کو ایک معشوقہ آتی ہو نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پر آکر بیٹھتی ہو پھر ایک زنگی آتا ہو وہ اکھاڑے مین آکر خم مارتا ہو اور کہتا ہو جسکی باری ہو وہ آئے وہ دیکھیے شاہزادہ جو سامنے بیٹھا رو رہا ہو صبح کو اُسکی باری ہو سب آئے مگر وہ آپ کے پاس نہین آیا ہو شاہزادے نے کہا اُنکو بھی بلاؤ سب نے ملکر اُسکو بھی بلایا وہ جوان جو آیا سامنے شاہزادے کے رونے لگا اور کہا مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون کہ جسنے اُس زنگی سے مقابلہ کیا فوراً زیر ہوا وہ زنگی اُسی وقت قتل کر ڈالتا ہو اور خون اُس جوان کا لیکر سامنے اُس نقابدار کے پیش کرتا ہو وہ خون کی چھینٹین چہرے پر اپنے لگا لیتی ہو تب یہان سے جا کر معشوقہ اپنا وصوتی ہو ایک شخص روز مارا جاتا ہو کل آپ کے اِس غلام کی باری ہو اِسی حسرت مین رو رہا ہون کہ کل آپ سب صاحبون سے قطع تعلق ہوگا شاہزادے نے کہا آپ سب صاحب پروردگار کو سجدہ کرین ہم کسی کا غم نہ اُٹھائین گے خود مقابلے مین اُسکے جائینگے اگر خدا نے چاہا تو زیر کرینگے یا جان دینگے وہ شاہزادہ ہنس پڑا کہا اے شہریار آپ کا اتفاقے جرأت ہو کہ آپ ایسا فرماتے ہین اُسپر کوئی غالب نہین آتا کون کسی کے واسطے اپنی جان دیتا ہو شاہزادے نے فرمایا بخدا ہم ایسا ہی کرینگے مگر بھائی رو رو نہین اُس شاہزادے نے کہا کہ آپ کے بعد دوسرے دن کیا ہوگا شاہزادے نے جواب دیا کہ بعد ہمارے جو کچھ ہو ہم کسی کا غم نہ دیکھینگے سمجھا کر شاہزادے نے سب کو مسلمان کیا پچاس ساٹھ جوان جرأت پر شاہزادے نامدار کی عش عش کرنے لگے کہ جو کہا ہو وہی کیے جاتا ہو کہ ہم

صبح کو مقابلہ کرینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہ جوان سرنگون
بیٹھا وہ رسب ڈنڈ کرنے لگے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ بھائی یہان آؤ ہمارے پاس آکر
بیٹھو اس جوان نے کہا اب اس جلاد کے آنیکا وقت ہو وہ سب جوان ایک مقام پر آکر
بیٹھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا تخت پہ ایک نقابدار با ولپوش سوار چلا آتا ہو کنارے
اکھاڑے کے تخت رکھا گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے وہ زنگی بھی آکر پہنچا
اکھاڑے مین آکر ڈنڈ پیلے مٹی بازوون پر چڑھائی اور آواز دی کہ کس اجل گرفتہ کی باری ہو
شاہزادہ اٹھکر سامنے اس زنگی کے آیا وہ سب جوان دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے
کہا او ظالم میری باری ہو اس زنگی نے نقابدار سے کہا کہ حضور دیکھیے یہ جوان کل آیا ہو
اور آج مقابلہ کرتا ہو نقابدار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد پیشانی لوح سیمین آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو دونون رشک ہلال
تیر مژگان جو دونون کمان خانۂ ابرو مین چڑھے ہوے تھے تو وہ دلبر لب معشوق ہوے
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر مسکرا کر کہا اے جوان چند دن کی زندگی کو غنیمت نہین جانتا
آج تیری باری نہین ہو جب یہان کھانا پانی کھانا اور عیش کر لینا تب مقابلہ کرنا شاہزادے
نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہو ہم آج اس زنگی کو پست کرینگے اس نقابدار نے ہنسکر
کہا تم تو بیچارے کیا ہو اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی غالب نہ آتے شاہزادے
نے کہا تمکو اس سے کیا کام جو ہمکو زیر کرے تو قتل کرے کون روکنے والا ہو اس نازنین
نے ہنسکر کہا کہ بے عزتی کرنے ہو ایسا نہ ہو کہ شرمندہ ہو ابھی جا کر عیش کرو تمھارے
باری ان سب کے بعد آئیگی شاہزادے نے کہا ہمسے یہ نہ ہو سکیگا کہ سب کے داغ
اٹھائین لہذا پہلے ہی جان دیتے ہین کہ ہم کسی کا غم نہ دیکھین جب تو اس معشوق نے
اشارہ کیا کہ اوجوان زنگی انکو سمجھا دے سپاہ گری کا حوصلہ ہو وہ زنگی متوجہ ہوا شاہزادے
کے گلے مین ہاتھ ڈالا شاہزادہ جو اس سے لپٹا تمام جسم سے آگ لگنے لگی معلوم ہوتا
تھا کہ شعلۂ آتش سے لپٹا ہون مگر شاہزادہ ضبط کرکے لڑنے لگا آخر اس زنگی نے تیسرے
پیچ پر شاہزادے کو زیر کیا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا وہ نقابدار تخت سے کود پڑا اور

ہاتھ اپنا گلے پر شاہزادے کے رکھ دیا زنگی قتل سے رکا نقابدار نے اشارہ کیا کہ آج
یہ بنا معرکہ گذرا ہی اسکو قتل نہ کرین والد سے پوچھونگی اگر وہ حکم دینگے تو کل قتل ہو جائیگا
زنگی نے ہاتھ روک لیا شاہزادے کو چھوڑ دیا اُس معشوقہ نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اب
تو امتحان ہو گیا اب ایسی حرکت نہ کرنا جب تمھاری میعاد پوری ہوگی اسوقت مین دیکھا
جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تو کسی کا قتل نہ دیکھینگے نقابدار خاموش ہو رہا کنیزون سے
کہنے لگا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی مگر آج امتحان مین مغلوب ہوا اب ایسی حرکت نہ کریگا
تخت پر سوار ہو کے روانہ ہو گئی یہ سب جوان پلٹ کر بارہ دری مین آئے وہ جوان آکر
قدمون پر شاہزادے کے گر پڑا کہا آپ نے میرے بچانیکی تدبیر کی مگر آپ نے دیکھا کہ
کسطرح وہ غالب ہوا کچھ آپ کا زور چلا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم کل پھر بھی ایسا ہی
کرینگے تمھین نہ قتل ہونے دینگے سب شاہزادے جرأت پر شاہزادے کی تعریفین کرتے
ہین سب نے ایک ہی مقام پر کھانا کھایا ہنسی دل لگی رہی اب وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے
نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی وہ جوان پھر بیٹھکر رونے لگا شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے
صحبت مین لایا کہا بھائی کیون گھبراتے ہو ہم کل بھی یہی کرینگے یا جان دینگے یا اُس زنگی
کو مارینگے وہ شاہزادہ منتین کرتا ہی کہ اب کل دخل نہ دیجیے امتحان تو آپ کر چکے اب تامل
فرمائیے شاہزادہ کہتا ہی ہم کبھی نہ مانینگے ہمسے نہ ہو سکیگا کہ تم سب کا غم دیکھین پہلے
ہمین جان دینگے سب شاہزادے تعریفین کرتے ہین وہ رات اسی چہل پہل مین بسر ہوئی
گریبان سحر چاک ہوا پھر وہی نقابدار آیا اور اُس زنگی نے آکر نعرہ کیا شاہزادہ اُٹھا
سب جوان پشت پر پیرون بارہ دری آئے ملکہ نے کنیزون سے کہا دیکھو یہ جوان
سب کا افسر ہی سب کے آگے کھڑا ہوا ہی زنگی نے جو آواز دی شاہزادہ اکھاڑے
مین کود پڑا زنگی نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم یہ تو وہی کل والا جوان ہی کیون اے جوان
تو جان کا خوف نہین کرتا ملکہ نے پکار کر کہا اے جوان یہ کیا بے غیرتی ہی کہ پھر تو آج آیا
اب مقابلہ نہ کرنا شاہزادے نے کہا ہم ضرور مقابلہ کرینگے جب تو زنگی نے کہا کہ مین بھی
مقابلہ کرونگا یہ کہکر اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا شاہزادہ لپٹ پڑا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین

آگ لگ گئی ناچار لڑنے لگا ضبط کرکے دو چار پیچ باندھے مگر بدن پھنک رہا ہو لیکن لڑا جاتا ہو جب تھکنے پیچ پر زنگی نے شاہزادے کو دے مارا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا ملکہ کو تاب نہ باقی رہی تخت سے کود پڑی ایسی بیقرار ہو کر کودی کہ نقاب چہرے پر سے ہٹ گئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہتاب ان نکل آیا شاہزادے کی بھی نگاہ پڑی دل کو تھام لیا ملکہ نے قریب آکر کہا او زنگی آج پھر موقوف رکھ مین نے کل والد سے نہین پوچھا آج پوچھونگی کہ یہ نیا معرکہ ہو زنگی نے ہاتھ روک لیا نقاب دار تخت پر سوار ہو کر مع زنگی روانہ ہو گیا لیکن راہ مین کنیزون سے کہتا تھا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہو دو دن مین نے اپنے اوپر جبر کیا کہ منھ نہین دھویا آج ضرور والد سے پوچھونگی دیکھون کیا حکم دیتے ہین کیونکہ نیا معرکہ گذرا آجتک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہو کہتا ہو پھر لڑونگا کنیزین عرض کرتی ہین دو دن سے آپ نے منھ نہین دھویا قاعدے مین فرق پڑا اب کل دخل نہ دیجیے گا ملکہ نے کہا کیونکر ہو سکتا ہو کہ قاعدے کے خلاف کوئی قتل ہو وہان تو میعاد مقرر ہو ایک کے بعد ایک لڑتا ہو وہ جوان بڑا جری و بہادر ہو کہ اپنی ہی کہے جاتا ہو مگر آج پوچھنا ضرور ہی ہو جبر و ضبط کرتی ہو مگر آنکھون مین آنسو بھرے آتے ہین چہرہ اداس ملاقات سے عالم یاس مکان پر آئی شام کو پاس اُس بڈھے کے پہونچی کہ جسکا نام سہیل بن ساحر ہی ہو ملکہ نے جاکر پوچھا اے والد نامدار دو دن سے یہ معرکہ گذرا ہی کہ مین نے منھ نہین دھویا یہ سُنکر سہیل نے زانو پیٹ لیا کہا او نور نظر وہ طلسم کشا ہی ہی کتابون مین لکھا ہو کہ طلسم کشا کو موت نہین ہو تو نے کیون نہ قتل کر ڈالا اگر وہ قتل ہو جاتا تو میرے دل کو تسکین ہو اُسنے جاکر قید خانے مین بھی فساد برپا کیا ملکہ یہ مضمون باپ سے سُنکر اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہا لو صاحبو باپ نے حکم دیدیا کہ قتل کر ڈالو اب خیال نہ کرو اگر وہ زندہ رہیگا تو سب کی جان کا خوف ہو اُس شخص کے ہاتھ سے بڑی بڑی بربادیان ہوئی ہین جب تو انجام میرے پاس لائی دیکھیے کیا ہو لو صاحبو قدرت کو بھی خوف ہوا اب کیا کہ کر اُسے بچاؤ زنگی ملکہ تو اس خیال مین یہان شاہزادے نے سب سے کہا یارو کیسی نامردی کرتے ہو یہ تو مجھکو ظاہر ہو گیا کہ یہ زنگی جادوگر ہو مین جب لپٹون تو تم سب کو دیکھو

دس جوان ایک ہاتھہ مین لپٹو دس آدمی دونون پیرون مین دس آدمی منھہ اُسکا بند کرین کہ وہ سحر نہ کرنے پائے مین گھونسہ ماردونگا سر پھٹ جائیگا جو کچھہ ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ہم تمھارا غم دیکھین کل سب ملکر اس زنگی کو مار لو سب کی جان بچے ورنہ روز حرامزادہ آتا ہو ایک نہ ایک دوست کا غم ہوتا ہو اس تو فراغت پائین سب نے قبول کیا شاہزادے نے مقرر کیے کہ منھہ دبانے والے اور پائون تھامنے والے ہاتھہ پکڑنے والے یہ سب مقرر کرکے شاہزادہ بیٹھا سب نے ساتھہ کھانا کھایا اب وہ سب شاہزادے کو اپنا افسر جانتے ہین چار پہر رات اسی صلاح مین گذری گریبان سحر چاک ہوا اول نقابدار آیا پھر زنگی نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکار کر آواز دی آج کسکی باری ہو شاہزادہ کو وہ بڑا ملکہ نے پکار کر کہا او جوان ضدی آج مقابلہ نہ کرنا تدبیر ہوگئی ہو شاہزادے نے کہا آج زنگی کو مار لین گے یہان بھی تدبیر ہو چکی ہو ملکہ ہنس پڑی کہا لو صاحبو انھون نے کیا تدبیر کی ہو اے جوان آج روز قتل ضرور ہو جائیگا شاہزادے نے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ہو آج اس زنگی کا خاتمہ ہو ہم تدبیر کر چکے ملکہ نے ہنسکر کہا انھون نے کیا تدبیر کی ہو جہالت کی سب باتین ہین اپنی جان کا خوف نہین کرتے ہان او زنگی اس جوان کو لینا وہ زنگی جھپٹا قریب شاہزادے کے آیا شاہزادے نے کلائی پکڑکر آواز دی ہان یارو یہی وقت ہو جو وعدہ کیا اُسے پورا کرو سب جوان اکھاڑے مین کود پڑے دس جوانون نے زنگی کے دہن پر ہاتھہ رکھا کچھہ ہاتھون مین لپٹے کچھہ پانون مین لپٹے چونٹیان گویا مردے کو لپٹ گئین اب زنگی کو سانس لینا دشوار ہوا زبان نہین ہلا سکتا شاہزادے نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا اُٹھکر ایک لات ماری کہ پسلیان چور چور ہوگئین اور اُن جوانون نے بھی ہاتھہ پانون توڑ دیے زنگی کا مرنا کہ اندھیرا ہوگیا ملکہ تخت پر سوار ہوکر گھبرائی ہوئی بلند ہوئی ہوا سے دیکھہ رہی ہو کہ لاشہ زنگی تڑپ رہا ہو وہ سب جوان خوشیان کر رہے ہین اور شاہزادے کے گرد پھرتے ہین کہ آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ ناب جادو بود شاہزادے نے کہا بہت بہتر ہوا کہ یہ ملعون مرا ملکہ آسمان سے حیران حیران دیکھہ رہی ہو اور کنیزون سے کہتی ہو کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون زنگی کو سب نے مار ڈالا وہ جو شاہزادہ کہتا تھا کہ تدبیر ہوگئی وہ یہی تدبیر

تھی والد فرماتے تھے کہ وہ جوان طلسم کشنا ہی قید خانے مین فساد برپا کریگا اُسکو بہت جلد قتل کرو آج یہ نیا ہنگامہ ہوا اب کیا تدبیر کرون دروازہ کھلا ہی قیدی نکلے جاتے ہین قضائے کار صندل جادوگر بانہار صندلی پوشان کی افسر ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی اِسنے دیکھا کہ تخت ملکہ کا ہوا پر ٹھہرا ہوا اور سر پیٹ رہی ہی صندل نے آکر پوچھا ملکۂ عالم کیا ہوا ملکہ نے کہا زنگی پہلوان قتل ہوگیا دروازہ قید خانے کا کھل گیا قیدی نکلے جاتے ہین ارے صندل یہ درد سر ہی اِتنا تو روک کہ یہ لوگ باہر نہ نکل سکین صندل جادو نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر پھینک مارے دروازہ قید خانے کا بند ہوگیا اسباب عیش جسقدر رکھا تھا سب جلگیا چہار طرف آگ پھیل گئی سب نخل مثل شعلۂ آتش ہوگئے یہ سب قیدی صحن مین قید خانے کے کھڑے ہین آگ بڑھتی آتی ہی شاہزادے نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعائین کرنے لگا کہ اے سمیع وعلیم و اے رحیم وکریم اِس مشکل کو آسان کر تیرے سوا کون معین و مددگار ہی

نظم

تو کردی اے خداوند جہان مالک جہان پیدا	مکین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا
تو ای کز لامکانی کردۂ کون ومکان پیدا	تو ای کز بے نشانی ساختی نام ونشان پیدا
بہ فرمانت شود از ذرہ روشن تیر تابان	ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
خبر از رنگ وبویت میدہد در گلشن دوران	ہر آن غنچہ کہ شد در ہر بہار از بوستان پیدا
بہ قدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را	بہ حکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

سب جوان آمین کہہ رہے ہین مگر جب صندل نے یہ سحر کیا کہ دروازہ بند ہوگیا اور سارا مکان آتش ہوگیا تو صندل تو سحر کرکے چلی گئی ملکہ بھی ناچار پلٹین اپنے باغ مین آئین ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگین وزیرزادی گلرخسار جو سامنے آئی آتے ہی ملکہ کی بلائین لین کہا کیون واری مین آج کئی دن سے آپ کو اُداس پاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھرکر کہا او گلرخسار میرے منھ سے وہ کلمے نہین نکلتے اُس شہریار پر کیا گذر رہی ہوگی گرد آگ بیچ مین وہ شاہزادہ کیون گلرخسار کیا دل کا حال ہوگا گلرخسار نے عرض کی دن تو گذرنے دیجیے شام کو چلکر سحر کرونگی آگ کو بجھادونگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی

لیکن دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی بیتابی مین یہ اشعار منھ سے نکل گئے ضبط و قرار و شکیبائی نے ساتھ چھوڑا

نظم

مبدل بے سبب کب ہی اختیار رنگ رو میرا ۔ کسی کی جستجو مین ہی دل پُر آرزو میرا

پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین ۔ خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطفِ گفتگو میرا

مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا ۔ جو آنسو ہو تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والون کو ۔ لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین ۔ رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے ۔ یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

انھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن ۔ غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین جاتا ۔ جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا

اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن ۔ مناسب ہی رہے قاتل خیالِ آبرو میرا

نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون صورتین ہین ۔ ہمارا دامن جلاد دیتے گا لہو میرا

نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی ۔ بہت ابتر کریگی حال زلفِ مشکبو میرا

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اور شہزادی گلرخسار کہتی ہی کہ واری نہ گھبرائیے دن گذرنے دیجیے مین آپکو لے چلونگی دکھلا لاؤنگی گلرخسار نے جو تسکین دی ملکہ خاموش ہو رہی شام کا انتظار کر رہی ہین ناگاہ مجنون روز بعد سوز دشت نجد مین پہونچا لیلاے شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے کہا اے گلرخسار تو نے کیا وعدہ کیا تھا اُس وعدے کو پورا کر گلرخسار نے دیکھا کہ ملکہ کو بڑا جوش و خروش ہی یہ زندہ نہ بچیگی جو ہو سکے وہ اسکے ساتھ خیرخواہی کرو یہ کہکر تخت تیار کیا ملکہ اُسپر سوار ہوئی طرف قیدخانے کے روانہ ہوئی آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ بارہ دری مین حیران و پریشان کھڑا رو رہا ہی چہار جانب سے شعلہ ہاے آتش موج زن ہین اور ساتھ والے بلک رہے ہین ملکہ کا کلیجہ منھ کو آگیا گلرخسار سے کہا اے گلرخسار حال شاہزادے کا دیکھتی ہی پھر بتا کہ مجھکو کیونکر چین پڑتا اگر شب گذر جاتی تو یہ پروردۂ ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم کیونکر زندہ رہتا خدا نے

انکی جان بچائی گلرخسار نے روئی کا گالا نکالا اُسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر اُڑایا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا پانی برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ سب آگ بجھ گئی شاہزادے نے کہا دیکھو اسے رحمت نے کیا رحم کیا سب ساتھ والے خوشیان کرنے لگے کہ تخت آسمان سے اُترا ملکہ نے حکم دیا گلرخسار نے فرش بچھایا شاہزادے کو کھانا کھلایا شاہزادے نے ساتھ والونکو بھی شریک کرلیا بعد کھانے کے ملکہ نے گلرخسار سے کہا اب انکو ہمارے باغ مین لیچلو گلرخسار نے بہت سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم نہین معلوم کیا حال ہوگا آپ کے والد آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا اے گلرخسار مجھکو تو اب انکی جدائی گوارہ نہین گلرخسار نے کہا اگر آپکے باپ کو خبر ہوگی کہ بیتاب مارا گیا اور قید خانہ ویران ہوا تو قیامت برپا کرینگے ملکہ نے بصد حسرت جواب دیا کہ اے گلرخسار جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر انکا یہان چھوڑنا بہتر نہین گلرخسار مجبور ہوئی شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملکہ کہتی ہوئی آتی ہی کہ کیون اے شہریار اب کیا ہوگا شاہزادہ کہتا ہی اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ یہ جو جوان باقی ماندہ ہین انکو جاکر نکالدو گلرخسار نے سحر کیا کہ دروازہ کھل گیا سب جوان نکلکر بھاگے مگر ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے اپنے باغ مین آئی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ جب ملکہ نے جام پیش کیا تو شاہزادے نے عذر مذہب کیا ملکہ مع اپنی کنیزون کے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین صحبت مین شریک ہین مگر مہتر کاؤس کئی دن فکر مین رہا ایک روز شام کو سر جھکا کر بیٹھا اور خواجہ عمرو کو پکارنا شروع کیا بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ خواجہ جان آپ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین میری مدد کیجیے کوئی عیاری تعلیم فرمایئے کہ سہیل سامری کو پکڑ لون روتے روتے سو گیا خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا خواجہ نے ایک عیاری تعلیم فرمائی کاؤس کی جو آنکھ کھلی وہ عیاری یاد تھی فوراً رنگ و روغن عیاری کا نکالا پریاقوت احمر کے بازوون پر لگائے کمسن تو تھا ہی ایک پریزاد کی شکل بنا ایک تھال سنہرا نکالا اسمین چند سیب رکھے اور اسی درخت پر چڑھا دیکھا سہیل بیٹھا ہی مہتر کاؤس درخت سے پھاند النعرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت سہیل کی نگاہ پڑی کہ ایک پریزاد نہایت حسین وجمیل لباس بھاری پہنے ہوے پنجہ

یاقوت کے بازوون پر وزیا سے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سرو قد خورشید
خد سامنے کھڑی ہو اور یہ عرض کر رہی ہو کہ یا خداوند میرا ایک باغ سیب ہو پردۂ قاف مین
کہ اُسمین اِسقدر سیب پیدا ہوتے ہین کہ وہی ہماری وجہ معاش ہو مگر سارا باغ خشک ہو گیا
تھا سب خداوندون کا واسطہ دیا جسروز آپ جشن کرتے تھے مین تخت پر جاتی تھی مین نے
آپ سے مراد مانگی اسکے سال اِسقدر سیب پیدا ہوئے کہ سارے قاف مین تقسیم کیے
یہ چند سیب لیکر آئی ہون کہ قدرت کو کھلاؤن یقین ہو ایسے سیب قدرت نے نکھائے
ہونگے اب سب دیوزاد و پریزاد بھی آپ کو آکر سجدہ کرینگے سہیل یہ مژدہ سُنکر نہال ہو گیا
جی مین کہتا ہو کہ اب ذکر خدائی میرا تا بہ پردۂ قاف پہونچا اب جشن مین سب آیا کینگے اُن پر
تقدیرین بگھارونگا وہ سب قبول کیا کرینگے تب خدائی کو رونق ہوگی پریزاد سے کہا نذر تیری
قبول ہو پریزاد نے سیب تراشا اول منھ مین سہیل کے دیا بعد کو ایک ایک ٹکڑا کنیزون کو
کھلایا کل اہل جلسہ کو سیب کھلائے سیب کھاتے ہی سب تو آسیب آئے دست و رانہ بیان
ہونے لگین سہیل گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ یار و سامنے قدرت کے بے ادبی
کر رہے ہو جیسے ہی اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کاؤس نے نئی نئی تو
عیاری کی ہو اور تو کچھ نہ بن پڑا سہیل کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر سو رہا
صبح کو ملا زمون کی آنکھ کھلی سب نے جگایا منہ کاؤس اُٹھا مگر حیران ہو کہ اب کیا کرون اگر
ساحر آگاہ ہو جائین تو جلا کر خاک کر دین اپنے کو کیونکر بچاؤن منھ لپیٹے پڑا رہا شام کو خبر پہونچی
کہ نورِ چکیدۂ خالص قدرت آتی ہین کاؤس اُٹھکر بیٹھا ملکہ جو آئین جھک کر سلام کیا کہ ایک
ہرکارے نے خبر دی کہ یا خداوند قیدخانہ ٹوٹ گیا سب قیدی نکل گئے یہ سُنکر سہیل نے کہا
اے ملکۂ عالم مین کیا خدائی کسی کے بھروسے پر کرتا ہون مجھکو معلوم ہو کہ جہان شاہزادہ ہو اب
جسوقت چاہون بتا دون اور پکڑ لاؤن مجھکو کون روک سکتا ہو ملکہ کا چہرہ اُداس ہو گیا
منھ پہ ہوائیان اُڑنے لگین کاؤس نے آنکھین ملا ملا کر کہنا شروع کیا جو جو کاؤس باتین
کرتا ہو ملکہ اُداس ہوتی جاتی ہین کاؤس نے آنکھین چار کر کے عقل سے سمجھا کہ کوئی تو بات
ایسا ہو کہ اِس ذکر سے اِسکو پریشانی ہوتی ہو اور شاہزادہ میرا صاحب اقبال ہو شاید عاشق

ہوئی ہو چند باتین کر کے ملکہ کو رخصت کیا آپ شام کو حکم دیا کہ ہوا دار لاؤ ہم بیٹی کی ملاقات کو جائینگے یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ کیا گذری ملکہ نے کہا آج تو باپ نے ایسی باتین کین کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھپر طعن کرتے ہین مین نے کچھ جواب نہین دیا کہ کیا باعث ہو جو ایسی باتین کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی آپ کے والد تشریف لاتے ہین مگر اکیلے ہین ملکہ نے شاہزادے سے کہا آپ تو کمرے مین ہو جائیے مین باتین کر کے ٹالدونگی شاہزادہ کمرے مین گیا سہیل باغ مین آیا رنگ باغ دیکھتا ہوا عقل سے کہتا ہوا کیا عجب ہو کہ شاہزادہ یہین ہو یارہ دری مین جو آیا تو دیکھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ ابھی کوئی صحبت سے اُٹھ گیا ہو سہیل آکر مسند پہ بیٹھا ملکہ نے سلام کیا سہیل نے پوچھا مزاج کیسا ہو ملکہ نے جواب دیا حضور کی پرورش کچھ سر مین خلل ہو منڈا پھیکا ہو رہا ہو سہیل نقلی نے کہا اے نور نظر ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین ہم بخوبی جانتے ہین کہ شاہزادہ جہان ہو ابھی حکم دون تو سر اُسکا کٹ کر گر پڑے اور لانے والے کے بدن مین آگ لگ جائے سہیل نقلی نے جو یہ کہی ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا ہو کانپنے لگی اب تو کاؤس بخوبی سمجھ گیا کہ اِسی کے قبضے مین شاہزادہ ہو کہا اے ملکۂ عالم اب تقدیر کرتا ہون کہ شاہزادے کے لانے والے کے بدن مین آگ لگ جائے ابھی سارا باغ جلکر خاک ہو ورنہ شاہزادے کو بلاؤ کہ آکر سجدہ کرے شاید اُسکی صورت دیکھکر رحم آجائے یہ کہکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ تھرا گئی کہ ہاتھ تلوار کا مجھکو ماریگا شاہزادے نے جو کمرے سے دیکھا کہ سہیل تیغہ برہنہ لیے ہوے جنبش دے رہا ہو خیال مین گذرا کہ جب یہ ملکہ کو مار ڈالیگا تب دخل دینا تو بیکار ہوگا یہ سوچکر شاہزادہ کمرے سے نکلا آواز دیتا ہوا کہ او مکار و حیلہ ساز مین تجھکو سجدہ نہ کرونگا تیغہ کھینچکر شاہزادہ جھپٹا سہیل اُٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ منھ کھولو تو مین روح قبض کرلون شاہزادے نے گھبرا کر منھ بند کرلیا سہیل نے کہا جسقدر روزن تمھارے جسم مین ہین اُن روزنون سے روح قبض کرونگا شاہزادے نے گھبرا کر ایک ہاتھ پشت پر رکھ لیا شاہزادہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہو سہیل نقلی پلنگ کے

گرو پھر رہا ہی شاہزادے نے جھلا کر ایک ہاتھ مارا کہ پلنگ کے دو ٹکڑے ہوے جست کرکے
سر پہ سہیل کے آیا سہیل تقلی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو پہلا میرے سر پہ پڑ جائے تو دو ہی ٹکڑے ہونگے
کہا ای شہریار آپ نے غلام کو نہین پہچانا منم کاؤس تیز رو شاہزادہ سہیل کے لپٹ گیا اور ایام
مہاجرت کو یاد کرکے رونے لگا ملکہ سمجھین کہ شاہزادہ تسخیر ہوگیا اب مجھپر حملہ کریگا بیقرار ہوکر
اُٹھی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شاہزادے نے کہا یہ میرا عیار ہی اب تو کاؤس نے صورت
اصلی بنائی شاہزادے نے پوچھا کہ کیون مقرر صاحب سہیل کو کیا کیا کاؤس نے کہا ای شہریار
داداجان خواب مین آئے جو تدبیر بتا گئے تھے اُسی عیاری سے سہیل کو پکڑا صندوق مین
بند کر دیا ہی اُسکو لاتا ہون یہ کہکر کاؤس پھر سہیل کی شکل بنا اور دروازے پر آکر کہا فلان
صندوق جو رکھا ہی وہ اُٹھا لاؤ کہار جاکر وہ صندوق لائے کاؤس صندوق کو اندر لایا اور
سہیل کو ایک ستون سے باندھدیا زبان مین سوزن دے کر سہیل کو ہوشیار کیا سہیل
کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون شاہزادہ کرسی پہ بیٹھا ہی اور ملکہ خاموش کھڑی ہوئی ہی کہ
شاہزادے نے پکار کر کہا ای سہیل تو میرا بزرگ ہی مین بہ محبت سمجھاتا ہون کہ تو نے غضب کیا
اُس پروردگار کا ہمسر بنا کہ جسکا شریک ممکن نہین اور کیا اُسکی وحدانیت بیان کرون اور
میری زبان مین اتنی طاقت کہان کہ اُسکی حمد و ثنا عرض کرون مگر یہی اعتقاد ٹھیک ہی کہ وہ وحدہ
لاشریک ہی کیون ای سہیل خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہماری برابری کی تو
زبان سے کچھ جواب نہ نکلیگا بہت شرمندہ ہوگے گریبان مین منھ دوگے شاہزادے نے حال
حشر و نشر جو سامنے سہیل کے بالتصریح بیان کیا سہیل عرق خجالت مین غرق ہوگیا اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو شاہزادے نے سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے
نکلتے ہی سہیل قدمون پہ شاہزادے کے گرا اِسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی عرض کی کہ مجھسے بڑی
خطا ہوئی مین توبہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ ایک مکان عبادت خانہ بناؤن اُسمین بیٹھکر
توبہ کرون شاہزادے نے کلمۂ طیبہ زبان سے پڑھا سہیل نے بھی قصد پڑھنے کا کیا ملکہ نے
کہا ای والد نامدار انجام ابھی زندہ ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کو آزار پہونچائے سہیل نے جواب دیا
اگر اِس راہ مین مارا جاؤن تو جانون کہ میری نجات ہوئی اب آج سے مین سحر نہ کرونگا ہرچند

ملکہ نے سمجھایا مگر سہیل نے نہ مانا کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی اور اسی باغ مین ایک گوشہ تھا اُسمین مسجد بنوا نیکا حکم دیا اور تائب ہو کر قصد کیا کہ مثل عبادت گذارون کے اس مسجد مین بیٹھکر عبادت کیا کرون شاید پروردگار قبول کرے اور اس بدخلافی کی سزا سے بچون حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی یہ کہکر سہیل دربار مین آیا شاہزادے کو ساتھ لایا جادوگرونسے پوچھا کہ زمرد جادو نہین آیا ساحرون نے جواب دیا کہ جسدن سے آپ سے زمرد رخصت ہوا ایسا بیمار رہا کہ رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا سہیل نے کہا بارہ وہین تو مسلمان ہوا دعوی خدائی سے باز آیا مگر تم سب کو سناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام کرو سب ساحرون نے بخوشی اطاعت کی شاہزادے کو سہیل نے حکم دیا کہ گلگون جادو کو حکم دیتا ہون کہ وہ آپ کو صحرا سے ابر لشیم گیا ہ تینزہ ہمنہاد سے اس صحرا کو طے کرکے قریب باغ زمرد کے پہونچیے گا دروازے پر باغ کے سد ابرت بٹ رہا ہو آپ پشت باغ سے ہوکر باغ مین جائیے گا ایک نخل سرو ہو کہ اُسکی بیخ مین دونون لوحین موجود ہین وہین سے لوحین حاصل کیجیے گا پھر باغ سے نکلیے گا وہ ساحر آپ پر بلوہ کرینگے اُنسے فراغت حاصل کرکے فتاحی طلسم مین مصروف ہو جیے گا مگر اسکا خیال رہے کہ انجام جادو کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ ہونے پائے ورنہ فساد برپا کریگی مجھکو اُسکے فساد کا کچھ خوف نہین اگر وہ مجھتک آئے تو سر جھکا دونگا شاید پروردگار اس سر جھکانے سے مجھپر رحم کرے اور میری خطاسے گذرے بخوبی شاہزادے کو سمجھا کر گلگون جادو کو ساتھ کیا سہیل اُسی حال سے روتا ہوا مسجد مین آکر بیٹھ رہا صحیفہ خوانون سے صحبت ہو غذا کی تقلیل تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا ہو اٹھ پہر صحیفہ پڑھا کرتا ہو اسی پر مرتا ہو کہ اپنی خطا معاف کراؤن پاک ہو کر دنیا سے جاؤن مگر انجام جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی کنیزون سے کھیل رہی تھی کہ ایک سناٹا ہوا ملکہ گربن بیہوش ہوگئین انجام حیران ہو کہ یہ کیا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا وہی بیقراری اور اشکباری شاہزادے کو یاد کرکے رونے لگی انجام نے بیٹی کو تو قید کیا اور ہرکارون کو حکم دیا کہ قلعہ سہیلیہ سے خبر لاؤ کہ سہیل پر کیا گذری ہرکارے روانہ ہوئے شہر مین جاکر دیکھا کہ دوکاندار تک مسلمان ہوگئے باغ مین ملکہ کے ایک گوشے مین مسجد ہو اس مین سہیل صحیفہ

لیے بیٹھا ہی ہرکارے بھاگے ہوے سامنے انجام کے آئے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم قلعۂ سہیلیہ کا تو
خاتمہ ہوگیا سب مسلمان ہوگئے اور خداوند سہیل ایک مسجد مین بیٹھے ہین اور عبادت کر رہے
ہین انجام نے کہا ابھی جاکر سب کو قتل کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ایک طاؤس پر
سوار ہوئی اور طرف سہیلیہ کے چلی شہر مین جو آکر گری تو وہ تلوارین برسانا شروع کین کہ تمام
اہل شہر قتل ہوے یہ خبر ملکہ نے سنی یہ تو نکل بھاگی کاؤس ایک جانب گیا انجام لڑتی بھڑتی آکر
دیوار پر آئی دیکھا کہ سامنے سہیل صحیفہ لیے بیٹھا ہوا اور عبادت کر رہا ہی انجام نے للکارا کہ
او مکار دعوی خدائی کا اختتام ہوا اب خدا سے نادیدہ سے عجز کر رہا ہی یہ کہکر دیوار سے کودی
تلوار کھینچی ہوئی ہاتھ مین صحیفہ خوان کو قتل کرنے لگی مگر سہیل محراب عبادت سے نہین اٹھا
صحیفہ لیے بیٹھا رہا کہ انجام لڑتی ہوئی قریب محراب پہونچی سہیل نے سر جھکا دیا کہ ہان انجام
مین اسی لایق ہون انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا سہیل کا سر کٹ کر گرا خون کلام صحیفے پر پڑا
انجام سہیل کو قتل کر کے پھری اور چہار جانب ملکہ کو ڈھونڈھنے لگی جب کہین دستیاب
نہ ہوئی تو یہ کہکر پلٹی کہ یہ گیسو بریدہ بھاگ گئی آکر چند ساحرون سے کہا کہ دختر سہیل کو ڈھونڈھکر
گرفتار کرو ادھر شاہزادہ ہمراہ گلگونہ جادو صحراے ابرشیم گیا وہ مین پہونچا گلگونہ تو رخصت
ہوگئی مگر شاہزادہ اس صحرا کو دیکھتا ہوا چلا حقیقت مین جو صحرا کا نام تھا وہی صفت دیکھی
کہ درختون کی شاخین لچک رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ پتے ریشم کے ہین صحرا نہایت پر بہار
زیر نخل پھولونکا انبار طائران نغمہ سرا یا دہین باغبان تیتی کے چہکار رہے ہین معلوم
ہوتا ہی کہ گل قدرت دیکھکر اسی کو پکار رہے ہین یہانتک کہ شاہزادہ سامنے باغ زمرد کے
پہونچا دیکھا ہزارہا آدمی جمع ہین دروازے کا نگہبان غلہ تقسیم کر رہا ہی کئی ہزار جادوگر دروازہ
کو روکے ہوے بیٹھے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر بالا سے دیوار پر آیا
دیکھا ہزارہا طائر غلغلہ کر رہے ہین گوشے مین ایک درخت [illegible] شاہزادہ
دیوار سے اترا جب طرف درخت کے چلا تب تو طائرون نے غل مچایا کہ [illegible] باغ جمشید
آکر خبر لو کہ طلسم کشا آپہونچا سب ساحر باغ کے اندر [illegible] شاہزادے نے [illegible]
کھود دیکھا لوحین دفن ہین انکو نکالکر گلے مین پہنا ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا لیکن جو

سحر کرتے ہین وہ اُلٹا پلٹتا ہی ساحر تمام ہوتے ہیں شاہزادہ سب سے لڑتا ہوا در باغ پر پہونچا جو ساحر دروازے پر بیٹھے تھے اُنھون نے بھی روکا اور چاہا گرفتار کرلین مگر شاہزادہ بجرأت لڑتا ہوا بیرون باغ آیا ساحر پیچھا نہین چھوڑتے شاہزادے نے لوح طلسمی دیکھی نوشتہ پایا کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو نگاہ سے ساحرون کی مخفی ہو جاؤ گے جب یہ تمکو نہ پائین گے تو پلٹ جائین گے شاہزادے نے ویسا ہی کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ شاہزادہ غائب ہوگیا تو خاک اُڑاتے ہوے پلٹے اپنے مقام پر کہتے تھے کہ دیکھو یارو کیا کمال کی بات ہو کہ طلسم کشا سامنے سے غائب ہوگیا اب کہان تلاش کرین سامری و جمشید کو اختیار ہر جو مناسب ہوگا وہی کرینگے مگر شاہزادہ اسی صحرا مین ہوتا ہوا بموجب ہدایت لوح سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا سامنے گنبد کے فرش بچھا ہی دروازہ گنبد کا کھلا ہی اور صدہا نازنینان مہ جبین اُس فرش پر رقص کر رہے ہین کوئی سازہ بجاتی ہی نازو کرشمہ دکھاتی ہی کسی کو اپنے بتانے پر ناز ایک نازنین حسین نہایت خوبصورت کمسن جوانی کے دن گنبد مین تخت پر بیٹھی ہی اور ناچنے گانے والیون کو تعلیم کرتی جاتی ہی شاہزادہ جو اُس مجمع مین آکے بیٹھا تو دیکھا زمین گردش کر رہی ہی بعد عرصے کے وہ تخت نشین اپنے مقام سے اُٹھی طرف شاہزادے کے متوجہ ہو کر بخوش آوازی یہ اشعار گانے لگی نظم

تن ضعف سے کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح
قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی
برسون سے ہین نظارۂ باہم کے مشغلے
سینہ نہ چھو ... سے گویا ہو لالہ زار
ہر سو ہی ... ت گل جوش انتشار
بیتا ہو ... اثر جان لعاب تیغ
ایسے ہین ... رگ جسم استوار
مکلوج نہیں ... نے مصیبت فراق کی
عشق کچھ ... جو ... سبحہ

لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھکر کفن مین روح
کب سے اسیر دام ہی گھاتے تن مین روح
یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح
رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح
ہی جستجوے دلبر غنچہ دہن مین روح
رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح
نکلے گی ایک دن اسی رنج و محن مین روح
احباب سے لپٹ نہ سکیگی بدن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے	اسکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح
کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا	پانی ہوئی جو دیکھتے ہی ہیرے تن مین روح
ہر وقت ہے اذیت بے حد ہمین نسیم	بے چین ہے خیال بت سیمتن مین روح

اسطور سے اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام نازنینین تعریف کرنے لگین وہ شکیل گاتی ہوئی اور بتاتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی گاتے گاتے بتانے لگی بتاتے بتاتے دامن تھاما اشارہ کیا شاہزادے نے خنجر دیدیا دوبارہ جو اُسنے اشارہ کیا شاہزادے نے نے تلوار دی وہ ہر مرتبہ لوح کو اشارہ کرتی ہے جب شاہزادے کے پاس کچھ نہ باقی رہا اور اُسنے لوح کو اشارہ کیا تو شاہزادے نے لوح اُتار کر دیدی جب اُس شکیل نے لوح پائی اور شاہزادہ مبہوت ہوگیا تو دوبارہ اُسنے لوح محفوظ مانگی شاہزادے نے لوح محفوظ بھی دیدی تو شکیل نے کچھ اشارہ کیا شاہزادہ مسلسل ہوگیا زنجیر تھام کر وہ نازنین شاہزادے کو لیچلی شاہزادہ سرنگون چلا آتا ہے جب گنبد مین وہ پہونچی تو خود تخت پر بیٹھی شاہزادہ سامنے کھڑا ہے وہ پکار کر نعرے کر رہی ہے کہ کیون اے طلسم کشا دیکھا منم نینوا زجادو کیونکر تمکو مین نے گرفتار کیا ہان صاحبو تیاری کرو قید انکی پاس انجام کے لے چلو سب ساتھ والے بھی تیاریان کر رہے ہین اور نینوا ز شاہزادے پر غصہ کر رہی ہے کہتی ہے اگر انجام حکم دیتے تو مین تجھکو ابھی قتل کرتی شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
خدا ے مابزرگ است فرد سر نمی پیچم زشمشیر حبیب ہا ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ہا یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر کریہ منظر ملکہ کو لیے ہوے آیا پکار کر کہا او نینوا ز مین اس بانی فساد کو پکڑ لایا صحرا مین بھاگی ہوئی جاتی تھین مین اُٹھا لایا اب اسکو سپہرے وصل پر رضامند کیجیے تو چین کہ تخت پر رکھی تھین اسی تخت پر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مسلسل کھڑا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس اس ساحر نے چاہا ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ نے منع کیا کہ او سر ہنگ کیون گھبراتا ہے اب تو مین تیرے اختیار مین ہون جو تو کہیگا وہی مین قبول کرونگی سر ہنگ جادو خوش ہوگیا منتین کرنے لگا کہتا تھا مین غلامی کرونگا ملکہ نے پوچھا یہ تختیان کیسی ہین نینوا نے کہا ملکہ انکو نہ چھوؤ

یہ ہماری جان کی لینے والی ہین ملکہ نے کہا ای نیبوار اب تو ہم تیرے قبضے مین ہین اس ساحر سیہ فام کو قبول کیا اب ہمسے خوف نہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا کی محبت کچھ کام نہ آئیگی تمھاری محبت سے جان بچیگی نیبواز خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ اب ہمارے قبضے مین آئی ہماری اطاعت کریگی مگر ملکہ نے جو شاہزادے کو گرفتار دیکھا ہی دیر چھریان چل رہی ہین یہی چاہتی ہو کہ کیونکر شاہزادے کو رہا کرون نیبواز سے کہا دیکھو یہ ساحر تیار رہین آپ بھی تیار رہو جیسے کشان کشان انکو لے چلو مین اب کیا نازکرونگی باپ بھی مارا گیا یہ قید ہو گئے اب جو مناسب ہو وہ کرو نیبواز دروازے پر گئی جادوگر سے کہا تم بھی دیکھو کہ سب تیار رہو گئے جادوگر بھی ادھر متوجہ ہوا ملکہ نے دونون لوحین اٹھکر اٹھا شاہزادے پر پھینکدین شاہزادے نے جیسے ہی لوحین روکین سب قید غائب ہو گئی قید سے رہا ہوتے ہی شاہزادے نے نعرہ کیا تلوار اٹھالی نیبواز نے جو دیکھا کہ اب شاہزادہ رہا ہوا اور ملکہ نے تختیان دیدین بڑھکر ایک گولہ مارا شاہزادے نے لوح کو سامنے کیا گولہ الٹا پلٹا راہ مین وہ ساحر کھڑا تھا جو ملکہ کو لیکر آیا تھا اسکے سینے پر پڑا توڑکر پشت کے پار گذرا اب شاہزادہ طرف نیبواز کے چلا نیبواز نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت دروازے کو گنبد کے روکے کھڑا تھا جیسے ہی نیبواز آئی گردن تھام لی ہرچند نیبواز نے چاہا کہ چھوٹون مگر شیر کے پنجے سے کب چھوٹ سکتی ہو شاہزادے نے اٹھاکر دے مارا کہ سر نیبواز کا پھٹ گیا ساحرون نے چاہا بلوہ کرکے پکڑین مگر شاہزادہ تلوار کھینچے ہوے باہر نکلا ساحرون پر جا پڑا ملکہ با تورہی تھی یا بے ساختہ منھ سے نکلگیا کہ ای شہریار رہائی مبارک ہو ایک ساحر بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا آکر قدمون پر گرا عرض کی غلام کا مسمار جادو نام ہی یہان سے آگے غلام کا مکان ہی وہان تشریف لے چلیے تا بہ انجام جادو پہونچا دونگا شاہزادہ مسمار کے ساتھ ہوا مسمار جادو شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوے مع ملکہ ایک باغ مین آیا سب ساحر مطیع اسلام ہوے مسمار نے بھی ظاہرا اطاعت اختیار کی شاہزادے کو ایک بارہ دری مین لایا اسباب عیش مہیا کیا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا دو چار جام جدپے مسند پر سر رکھکر آرام کیا

ملکہ بھی سوگئین مسمار نے لوحین گلے سے اُتار لین۔ دونون کو اپنے سحر مین پھنسایا شاہزادہ جو بیدار ہوا
مسمار نے پکار کر آواز دی کیون طلسم کشا کس تدبیر سے گرفتار کیا اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
سب جادوگر تعریفین کر رہے ہین کہ اے مسمار کیا کار نمایان کیا ایسے شخص کو گرفتار کر لیا جسنے
غنیمواز کو مارا مسمار شاہزادے کو لیکر چلا سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر آتا ہے
پکارتا ہوا کہ مسمار جادو کسکا نام ہے مسمار نے آواز دی او ساحر کہان سے آتا ہے ساحر نے
پکار کر کہا کہ ملکہ انجام نے بھیجا ہے کچھ تنہائی مین کہنا ہے وہ کسی کے سامنے کہنے کی بات نہین ہے
مسمار کو ساتھ لیکر اُسی باغ مین گھسا ایک نخل کی آڑ مین آکر کہا کہ ملکہ نے [illegible] ہے اور یہ کہا ہے
کہ آگ روشن کرو مین لوبان ڈالونگا ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ شاہزادے کو تا بہ انجام
پہونچا دیگی مسمار نے آگ روشن کی ساحر نے لوبان نکالکر ڈالا دھوان جو نکلا مسمار جادو
کے دماغ مین پہونچا ارے کہکر گرا کاؤس نے نعرہ کیا کہ منم متر مہتہ ان ساحرون کا قاتل فرزند
شاہپور شیر دل متر بن متر نبیرۂ خواجہ عمرو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا لوحین کاؤس نے
لے لین یہان شاہزادہ مجمع ساحران مین خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ قید غائب ہوئی زنجیرین
ٹوٹ کر گرین ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی کہ کاؤس ساحر بنا ہوا باغ
سے نکلا پکار کر کہا تم سب ہٹ جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون سب ساحر ہٹے کاؤس نے
قریب آکر اشارہ کیا کہ مین ہون غلام آپ کا لوحین لیجیے ساحرون کو شکست دیجیے شاہزادے
نے لوحین لیکر پہنین برق شمشیر چمکی چند مارے گئے چند بھاگے شاہزادے نے کہا اے
کاؤس تم ہمراہ ملکہ اسی باغ مین رہو مین براے طلسم کشائی جاتا ہون چند ساحر بھی جو اب
مطیع ہوے تھے اُن ساحرون کو اور کاؤس کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ ایک طرف
چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر فیلسوار سات ہاتھ کا ساتون مین حربے
مثل شمشیر و خنجر و تبر و کمان و گرز گران سنگ ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہے اور نعرے کرتا ہوا
کہ منم فیلان فیل پیکر قریب شاہزادے کے آکر ساتون حربے رہا کیے شاہزادے نے
تبر کاٹا گرز کو قلم کیا تلوار کو روک لیا اور ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے کئی ہاتھ کٹ کر گرے
ساحر نے ایک چیخ ماری کہ اے حیات جادو جلد آؤ ایک غبار بلند ہوا پھر ہاتھ اُسکے سالم

ہو گئے پھر شاہزادے پر حملہ کیا اور پھر کئی ہاتھ شاہزادے نے کاٹے مگر جب وہ حیات کا نام لیتا
ہی اور پکارتا ہی تو غبار بلند ہوتا ہی اور ہاتھ پھر سالم ہو جاتے ہین جب کئی مرتبہ یہی معرکہ گذرا
تو شاہزادے نے پیچھے ہٹ کر لوح کو دیکھا اُسمین یہ مضمون نکلا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این
عجائبات خیال کرکے دیکھو پیشانی پر اِس ساحر کے خال سیاہ ہی اگر قادر انداز بے بدل ہو
تو اسم پڑھکر تیر مارو اگر خال پر پڑا اور تل بھر کا فرق نہ پڑا تو تمنے ساحر کو مارا اگر تیر خال سے
الگ پڑا تو پانی ہوکر بہ جاؤگے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر چلہ
کمان مین پیوست کیا اور حاشیۂ لوح کا اسم پڑھکر تاک کر تیر مارا کہ بحکم قضا و قدر عین
خال پر پہونچا توڑ کر سر کو گدی سے پار گذرا بجاے خون سر سے شعلہاے آتش نکلے
مع ہاتھی جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن فیلان فیل پیکر بود مارکر اُسکو شاہزادہ
آگے بڑھا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام
مہتر کاؤس کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی کاؤس ہر چند تڑپتا ہی مگر وہ ساحر بعض نہین آتا سامنے
درخت مین ایک رسی لٹکی ہوئی ہی چاہتا ہی کہ پھانسی دیدون شاہزادے نے للکارا
کہ او مکار غدار خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ میرا یار وفادار ہی عیار
مگر اُس ساحر نے کچھ خیال نہ کیا کاؤس کو درخت مین لٹکا دیا مہتر کاؤس کا اُسی وار پر
خاتمہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا وہ ساحر تو بھاگ گیا شاہزادے نے قریب آکے
منھ پر منھ ملنا شروع کیا پکار کر آواز دیتے تھے کہ ای یار وفادار وای مونس غمگسار تمنے
ہمارا ساتھ چھوڑا امان سے تمھاری سیاہ رو ہوا جب جاؤنگا تو وہ پوچھین گی کہ غلام
آپ کا کہان ہی تو کیون بھائی کس منھ سے کہونگا کہ مہربان ہمارا مارا گیا کہ دوسری طرف سے
آواز آئی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی دیکھا وہی ساحر ملکہ کو کھینچتا ہوا لایا اور ایک
درخت مین لٹکانے کا ارادہ کیا شاہزادے نے للکارا کہ او بے حیا خبردار کلیجے کے
ٹکڑے تو کر چکا اب دل کو بھی پائمال کرتا ہی دیکھ بخدا جہان جائیگا تلاش کرکے مارونگا زندہ
نہ چھوڑونگا مگر اُسنے ایک نہ سُنی ملکہ کو بھی لٹکا دیا ملکہ کا بھی خاتمہ ہوا ملکہ کا مرنا جو شاہزادے
نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب ٹھہر گیا ساحر تو ملکہ کو دار پر کھینچکر بھاگا شاہزادہ جو قریب

ملکہ کے آیا دیکھا اُس چاند سی صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی ہین مُردنی چہرے پر چھائی ہوئی ہے یہ دیکھکر شاہزادے نے ایک نعرہ مارا گلے مین ہاتھ ڈالدیے آواز دی کہ اے جان عاشقان و اے آرام دل مشتاقان تمنے بھی ہمارا ساتھ چھوڑا نظم

غل اگر آہین کرین گی خاک پر — جائین گے نالے مرے افلاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو — ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چھپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار — حسرتین بیٹھا کرینگی خاک پر

تیغ غم کس کسطرح روز فراق — ناز کرتی ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین — پھول لالے کا اُگیگا خاک پر

کیا عجب مجھ رند کا آنسو رہے — دانۂ انگور بنکر تاک پر

کچھ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئی — قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

نقش پا مالو اگر ہے آرزو — آکے تم میرے مزار پاک پر

یاد دندان پری رو آگئی — برق چمکی خاطر غمناک پر

جان و دل محو محبت ہین نسیم — ہین فدا ہون صاحب لولاک پر

شاہزادہ بیقرار و اشکبار تھا کہ دیکھا ایک طرف سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے درخت پر بیٹھکر آواز دی کہ اے فتاح طلسم کیون اپنے کو ہلاک کرتے ہو لوح کو ملاحظہ کیجیے یا عکس لوح اُن مردون پر ڈالدیجیے شاہزادے نے عکس لوح جو ڈالا لاش سے دھوان اُٹھا دیکھا ماش کے آٹے کا مردہ ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جلا جادو سامنے قریب ہین رہتا ہے اُسکا یہ فعل ہے تمھارے عیار و معشوق کو ماش کے آٹے کا بنا کر لایا جانتا تھا کہ ان دونون کے غم مین شاہزادہ اپنی جان دیدیگا اِس وجہ سے اُسنے یہ شعبدہ کیا کہ دیکھا وہی ساحر چند ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے شاہزادے کو جو دیکھا کہ لوح دیکھ رہا ہے سمجھ گیا کہ شاہزادہ حال سے ماہر ہوا ساحرون کو اشارہ دیا کہ یارو اکیلا ہے گھیر کر مار لو سب ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی اُن ساحرون سے لڑنے لگا دیکھا وہی طائر جسنے آواز دی تھی وہ منھ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہوا آتا ہے

ساحر پر گرا اُسے جلا کر خاک کیا سیکڑون ساحر اُس طائر نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین
ایک برق گری کہ جلاد جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرنا جلاد کا کہ سب ساحر بھاگ گئے شاہزادہ
آگے بڑھا دیکھا ایک مقام پر ایک دریچہ بنا ہو اُس مین سے آواز رونے کی آتی ہو شاہزادے
نے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا ایک جوان وضیع و شکیل زنجیرون مین بندھا پڑا ہوا تڑپ رہا ہو
کلیجے پر ایک پتھر رکھا ہو شاہزادے نے آکر پتھر ہٹایا زنجیرین کاٹین تب اُس جوان کو ہوش
آیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا آپ میرے جان بخش ہین شاہزادے نے فرمایا تم کون
ہو اُس جوان نے کہا مجھکو شوکت جادو کہتے ہین باعث یہ ہوا کہ انجام جادو نے مجھکو
پسر خواندہ کیا مگر سرہنگ جادو کہ مجھسے جلتی تھی ہین برائے شکار صحرا مین آیا مجھکو مکر سے
گرفتار کر لیا اور اِس مقام پر قید کیا اور رات کو آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی مین نے
اب تک تو قبول نہین کیا شاہزادہ شوکت جادو کو اُس مکان سے یہان لایا شوکت نے
کہا مین پیاسا ہون اگر حکم ہو تو سامنے جھیل سے پانی پی آؤن شاہزادے نے حکم دیا
شوکت پانی پینے چلا کہ پہلوے صحرا سے ایک کرگدن پیدا ہوا شوکت کو اُٹھا کر لے گیا
شاہزادے کو یہ بہت ناگوار گذرا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک فنس لیے ہوے
کہار آتے ہین مگر مہتر کاؤس پایہ فنس کا پکڑے ہوے ساتھ ہو دور سے کاؤس نے جو
شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار چند ساحر فکر مین تھے کہ مجھکو اور ملکہ کو
گرفتار کر لین مین ملکہ کو لیکر نکل آیا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ آپ وادی فرحناک مین
ملین گے شاہزادہ بہت خوش ہوا کاؤس نے وہین خیمہ اِستاد کیا ملکہ فنس سے اُترین
شاہزادہ اندر گیا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین حلقے پڑے ہوے
شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ یہ کیا حال ہو ملکہ نے کہا اے شہریار کاؤس نے خبر دی کہ ایک
ساحر لشکر کشی کیے ہوے آتا ہو اور یہ کہکر چلا ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرونگا کاؤس سے یہ خبر سُنکر
مین نے کہا کاؤس یہان سے نکل چلو یہ سبب ہین نکل آئی شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچی
اب خدا اپنا فضل کرے کہ آپ طلسم پر غالب آئین انجام جادو نے بڑا ستم کیا کہ میرے
باپ کو مار ڈالا مین یتیم ہو گئی اب آپ بدلہ لین گے شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم مین

قتل انجام نہ آؤ ننگا کاؤس نے کہا اے اب یہ انکار دفع کیجیے اے ملکۂ عالم خدا نے اپنا فضل کیا کہ شاہزادے سے ملاقات ہوئی اب رنج وغم کی باتیں نہ کرو یہ کہکر کاؤس سامنے آبیٹھا یہ اشعار عاشقانہ سامنے شاہزادے کے شروع کیے نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں	گل لالہ بنے مسکن ہمہ کامل میں رہتے ہیں
خیال مہ جبینان عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں	یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں آئے چلے دنیا سے حسرت میں	نہ اس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
ہمارے گھر پر اگر بسنے وہ کتنے ہیں غیر وسنے	قمر جنکا تخلص ہے اسی منزل میں رہتے ہیں

یہ اشعار سنکر شاہزادے کا چہرہ سرخ ہوگیا کاؤس نے جام دیا شاہزادے نے جام نوش کیا جام پیتے ہی عجب حال ہوا کہ شاہزادے نے بے مانگے لوحیں اتار کر دیدیں جب لوحیں قبضے میں آئیں جس صورت پر ملکہ تھی اسنے آواز دی کہ او بربادکن ساحران عالم سنم نیرنگ جادو کاؤس نے نعرہ کیا سنم انتظام جادو دونوں لوحیں لیں اور شاہزادے کو مسلسل و طوق کیا ایک آواز دی کہ کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے خیمہ سے نکلے شاہزادے کو اژدہے پر سوار کر لیا شاہزادہ حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے جی میں کہتا ہے اے ماہ عالم افروز اس مکر سے کون نکل سکتا ہے ایک معشوقہ کی شکل بنی ایک بشکل عیار کہ جو بچپن کا عیار ہے اس سے کیا انکار ہو سکتا ہے عجب رنگ میں گرفتار ہوے اب کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہو سکتی لیکن نیرنگ جادو نے دو جادوگرنیوں سے اشارہ کیا کہ جاکر انجام سے اطلاع کرو کہ صلاح ہماری آپکی پوری ہوئی میں نے لوحیں لے لیں طلسم کشا کو قید کرکے لاتی ہوں مناسب یہ ہے کہ شہر والوں کو خبر کیجیے یہ دونوں جادوگرنیاں چلیں اسوقت پہنچیں کہ انجام جادو قلعہ انگلینہ میں بیٹھی ہے کہ رہی ہے کہ اب ناچار ہوئی کہ طلسم تمام ٹوٹ گیا مگر نیرنگ گئی ہے شاید اسکا پنجہ قابض ہو تو مطلب نکل آئے سب جادوگر بانوں پر انجام کی گھبرا رہے ہیں کہتے ہیں آخریں ایک جنگ کیجیے اس جنگ پر خاتمہ ہے یا تو ہم لوگ سب مارے گئے یا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا انجام نے کہا انجام تو ہے وہ شیر بیشۂ جرأت الیاس مردانہ ہے اور ایسا شیر فرزانہ ہے کہ تین لاکھ جادوگر اسکی نگاہ میں کیا سماتے ہیں کن کن مقاموں پر جنگ کر چکا لیکن جانبازی سے

سحر کرونگی زمین کو ہلادونگی رنگ وکیفیت سحر دکھا دونگی سب جادوگر اسباب سحر تیار کر رہے ہین
کہ دونون جادوگرنیان فرستادۂ نیرنگ آگر پہونچین انجام کو نذر دی ملکہ سے کہا فتح جنگ
مبارک ہو ملکہ نیرنگ نے جاکر بڑے صدمے اُٹھائے دختر سہیل کی شکل بنکر لوجین لیلین
طلسم کشا کو گرفتار کرلیا اب لیکر آتی ہین انجام یہ سُنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی چند ساحرونکو حکم دیا
کہ گلی کوچے مین قلعۂ آبگینہ کے مشتہر کرو کہ صاحبو مطمئن رہو قید طلسم کشا آتی ہو آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب دوکاندار بشوکت تمام دوکانون پر بیٹھے کہ طلسم کشا ہمارا جاہ وجلال دیکھے
چند ساحرون نے جاکر شہر کے گلی کوچون مین مشتہر کیا سب جادوگر اپنے اپنے مکانون سے
نکلکر واسطے تماشے کے بازار مین آئے بازار مین اسقدر ازدحام ہو کہ راستہ نہین ملتا مگر اس
دربار مین کوئی ایسا نہین کہ جسکو خوشی نہ ہوئی ہو مگر زبر زادی انجام کی ملکہ شہرت جادو کی
کہ عاشق شوکت ہی حال گرفتار طلسم کشا سنکر رنگ رو اُڑ گیا مقام پر جلاد جادو کے جاکر
اُسنے مددبھی کی تھی مگر خاموش بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کہ نہین معلوم شوکت پر کیا
گذری یقین ہو شاہزادے نے رہا کیا ہو یہ ذکر تھا کہ گردن جادو شوکت جادو کو لیے
ہوے آیا انجام سے کہا ای شاہ طلسم جب طلسم کشا نے اسکو رہا کیا تو مین گینڈا بنکر اسکو
اُٹھا لایا انجام نے حکم دیا اِس مکار کو قفس مین بند کرو ساتھ طلسم کشا کے اِسکو بھی قتل
کرینگے زبر زادی نے جو معشوق کو قید ہوتے دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے جی
مین کہتی ہو کہ ابھی جو خیال کیا تھا اُسکا بھی سامنا ہوگیا اب سواے موت کے کوئی چارہ
نہین مقام افسوس ہو کہ طلسم کشا کو قتل ہوتے دیکھون اور کچھ نہ کرسکون عین وقت پر
جنگ کرونگی یا تو اپنی جان دونگی یا شاہزادے کو رہا کردونگی شاید تقدیر رسائی کرے
اِس سوچ مین بیٹھی رو رہی ہو کہ شہر مین غُل ہوا کہ طلسم کشا کی قید آتی ہو سب اہل شہر خوشیان
کر رہے ہین اور نیرنگ جادو کی یہ سب تعریفین کر رہے ہین نیرنگ جادو کا مزاج نہین
ملتا کہتی ہو بی انجام جادو اِس خیر خواہی کا کیا انجام کرینگی سارا طلسم تمام ہوا کسی کے
کیے کچھ نہ ہوسکا مین نے جاکر آفت برپا کردی اِس ظالم کو گرفتار کرلائی شہر والے کہتے
ہین کہ ملکہ نیرنگ نے سب کی جان بچائی نیرنگ اِن کلمون کو سُنکر پھولے نہین سماتی

انجام خبر سنکر خود سوار ہوئی نیرنگ نے سنا کر انجام میرے لینے کو آتی ہو تخت سے کود پڑی
اراہے کے ساتھ ساتھ چلی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی اور تخت انجام کا نمایان ہوا فورًا
نیرنگ نے بڑھکر آواز دی کہ دواری فتح مبارک ہو یہ گنہگار حاضر ہو انجام نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ خوب طلسم کشائی کی اِس دن کی خبر نہ تھی اب کل سر تمہارا در پر قلعے
کے لٹکا ہوگا اور لاش کو زاغ و زغن کھائین گے ہرچند کہ شاہزادہ اُس حال مین ہو کہ دشمن
کو بھی ترس آئے مگر جواب دیا او ملعونہ مین خود تیرا قاتل ہون پروردگار میری مدد کریگا صورت
رہائی پیدا ہوگی اگر تجھکو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا انجام نے کہا بس اب
خالی زبان درازی ہو مجھے کون مار سکتا ہو جو کاہن کہ کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ جھک
مارتے ہین مین نے خود کتاب سامری مین دیکھا یہی نوشتہ پایا کہ انجام کی سلطنت تو جب
ہی جب سامری ایسا لکھ گئے تو کسکی مجال ہو کہ مجھکو قتل کر سکے اپنی خیر مناؤ دیکھو کیا حال کرتی
ہون سب ساحرون کے خون کا بدلہ لونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادے نے فرمایا تیری
کیا مجال ہو کہ ایک موے جسم بھی کم کر سکے مین سمجھ لونگا وزیرزادی جو انجام کے ساتھ ہی
اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے انجام نے کہا کیون وزیرزادی کیون اِسقدر روتی ہو
وزیرزادی نے جواب دیا اے ملکۂ عالم کون کون سے ساحر تارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا
اب اُنکی صورت نہ دیکھین گے یہی بڑا غم ہو انجام خاموش ہو رہی نیرنگ کو حکم دیا کہ وسط
قلعہ مین جو چبوترہ ہو اسپر طلسم کشا کو قید کرو اور سامنے حجرے مین بیٹھو رات بھر شراب‌خوری
کرو صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا انکو قتل کر لون تو صاحبزادی کو ڈھونڈھون نیرنگ تو اُسی
مقام پر ٹھہری لوحین انجام کو دیدین شاہزادے کو چبوترے پر بٹھایا گرد آگ سحر سے
روشن کر دی آپ حجرے مین براے حفاظت بیٹھی یہ تو شرابخواری کر رہی ہو اور کنیزون سے
کہتی ہو کہ اب تو بی انجام میرا عہدہ زیادہ کرینگی مرحلے بنانے مین بڑی مشقت ہوگی لیکن مین
بنا لونگی ایسے مرحلے بناؤن کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ مارا جائے مگر انجام جادو لوحین لیے
ہوے دربار مین آئی خود تخت پر بیٹھی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے انجام نے کہا کیون صاحبو
جو لوح طلسم نہ ہوتی تو طلسم کشا کو یہ زور کیونکر ہوتا کیون صاحبو لوح کو توڑ ڈالون اس

شاہزادے کے باپ اور چچا موجود ہین یقین ہر وہ سب بلوہ کرینگے ایک ایک آئین جری
او بہادر ہر طلسمات توڑے ہین وہ سب طرف سے بلوہ کرینگے پس یہ لوحین نابود کرو ایک
ساحر کہ عقاب جادو اسکا نام ہر اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم لوح کو نابود کرینگی یہ تدبیر ہر کہ
چہار موجۂ سلیمانی کہ زمین کا طبقہ وہان ٹوٹا ہوا ہر مجھکو یہ لوحین دیجیے کہ مین جاکر وہان انکو
پھینک آؤن اگر ہزار جبران براے طلسم کشائی آئین گے لوحین نہ پائین گے یہ صلاح
سب کو پسند آئین انجام سے لوحین نکالکر عقاب جادو کو دین عقاب جادو نے وہ
لوحین جھولی مین رکھین اور عقاب بنکر چلا وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا دربار سے
اُٹھی اپنے مکان مین آئی بیٹھکر رونے لگی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

تا صحاے رہ اپنی جاتے ہین اب سوے دوست
سینے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہے یقین
جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہر یہی
آتی ہر آواز عاشق کی کنار قبر سے
مجھکو سمجھاتا ہو کیا پھر تجھکو سمجھانا پڑے
دل تڑپتا ہر طبیعت مین ہر کیا کیا کچھ خیال
لگتی ہر دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم

ہمتو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابو ے دوست
جب نظر پڑتی ہر میری جانب گیسوے دوست
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تو زانوے دوست
بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوے دوست
آج خالی دوست کے پہلو سے ہر پہلوے دوست
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست
دیکھیے کسدن میسر ہوتے ہین پہلوے دوست
دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوے دوست

وزیرزادی جو بیقرار ہوکر روئی اور یہ اشعار پڑھے کنیزین دوڑی آئین عرض کی واری
کیا کیفیت ہر ہمین تو آگاہ کیجیے وزیرزادی نے کہا صاحبو آج زندگی کا خاتمہ ہر طلسم کشا
قتل ہوتا ہر اور شوکت جادو بھی گرفتار ہوا آیا کیون صاحبو ایسا دل کہان سے لاؤن
کہ اپنی آنکھون سے دیکھون کہ معشوق قتل ہوا اور مجھسے کچھ نہ ہوسکے لہذا ارادہ یہ ہر کہ
بروقت قتل شاہزادہ سحر کرون اور بی انجام پر جا پڑون اگر انجام کو مارا اور شاہزادے کو
رہا کر لیا تو البتہ باعث زندگی ہر ورنہ لڑ بھڑ کر جان دونگی کنیزون نے کہا واری عقاب
لنگوٹا لوحین لیکر گیا ہر آپ اُسکا پیچھا کیجیے جس مقام پر ٹھہرے سحر کرکے اُسکو مار دیئے اور

لوحین لیکر آیئے طلسم کشا کو رہا کیجے شاید یہ بات بن پڑے وزیرزادی یہ سنتے ہی اٹھی اور کبوتر بنکے تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب جادو نہایت تیز پرواز سناٹے مین جاتا ہو دوسرے وزیرزادی نے دیکھا کہ عقاب بڑی تیزی سے جارہا ہو اُسنے اُسکا پیچھا کیا مگر تھک گئی ہو ڈرہی کہین گرنہ پڑون عقاب جادو اُڑتے اُڑتے پیاسا ہوا چہار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگا کر پہاڑ پر ایک چشمہ پانی سے بھرا ہوا نظر پڑا عقاب جادو چشمہ آب دیکھکر گھبرا گیا خیال مین آیا کہ پہاڑ پر اُترکر پانی پی لون تو آگے بڑھون ایسا نہو شدت عطش سے بدحواس ہو جاؤن ابھی تو بڑی دور جانا ہو کئی دن اُڑنا پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر اُترا وزیرزادی آسمان سے یہ دیکھکر کہ عقاب برسر کوہ اُترا اُترتی ہوئی سر پر آکر لہرائی کارد سحر جعبولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری عقاب پر پڑی کر توڑکر لپشت کو پار گذری عقاب کا مرنا کہ وزیرزادی نے آکر سر کاٹ لیا اور لوحین نکالکر رومال مین لپیٹین اب دل مین قوت ہوئی جی مین کہتی ہو اب دس لاکھ بھی میرا کچھ نہین کرسکتے لوحین لیکر طرف قلعۂ آبگینہ کے چلی یہان نیرنگ جادو حفاظت کررہی ہو راستہ بند کردیا ہو جو کوئی ساحر یا غیرساحر اُدھر سے نکلا کسی کو گولا مار دیا کسی پر ماش کے دانے پھینکدیئے سیکڑون راہ گیر مار ڈالے چاہتی ہو کہ اِدھر سے کوئی راستہ نہ چلے شراب کے نشے مین بلبلا رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کیون مین نے کیا کام کیا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہو اب صبح کو قتل کرینگے کل خاتمہ ہوجائیگا کنیزین خوشامد سے کہتی ہین واری آپ نے طلسم کو بچالیا ورنہ ہم لوگ زندہ نہ بچتے آپ سبکی جان بخش ہین آپ کی وجہ سے سب اہل طلسم بچے کہ سامنے سے دیکھا ایک نازنین شعلہ رخسار اسی جانب چلی آتی ہو نیرنگ نے پکارا کہ کون آتا ہو اِسطرف نہ آؤ مگر اُس شعلہ جوالہ نے کچھ جواب نہ دیا طرف چبوترے کے چلی کہ جہان شاہزادہ قید ہو نیرنگ نے دیکھا کہ وہ نازنین قریب چبوترے کے پہونچا چاہتی ہو للکارکر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو کون ہو یہ کہکر گولا پھینکا وزیرزادی نے لوح چمکادی گولا پھٹ کر گرا نیرنگ نے پکارا کہ او گیسو بریدہ غضب کیا کہ میرا سحر دفع کردیا تیری بھی طلسم کشا کے ساتھ موت ہو سامنے دیکھ لے کہ کئی سو مردے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین یہ سب اِسی جرم پر مارے گئے ہین سنادی ہو کہ کوئی اسطرف سے راستہ

نہ چلے مگر وزیرزادی مردانہ وار چبوترے پر چڑھ گئی اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز حاضر ہے
لو مین لائی ہون گرد شاہزادے کے آگ روشن ہے وزیرزادی نے جیسے ہی لو مین پھینکین
سب آگ تو پانی ہوگئی شاہزادے نے جو تختیان اٹھائین اور گلے مین نہین سب تید غائب
ہوئی مگر شاہزادہ حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے اسنے کیون مدد کی اس نازنین نے پکار کے
آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون انتشار مین ہین مین آپ کی کنیز ہون آپ کے خدا نے
آپ کی مدد کی نیرنگ نے جو دیکھا کہ وہ نازنین طلسم کشا سے باتین کر رہی ہے غصے مین جھپٹی
قریب آ کر بہ نعرہ کہ او گیسو بریدہ تو نے بڑی قیامت کی سحر کر کے آگ بجھائی اب تیرا سر کاٹونگی
زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادہ جست کر کے قریب آیا اور للکارا کہ او مکارہ تو تیری بھی یہ حقیقت ہے
کہ ہمارے محسن کو قتل کرے شاہزادے کو جو نیرنگ نے اپنے قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا
مارا شاہزادے نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اسی سے نیرنگ کو قتل کیا کنیزون نے
جو دیکھا کہ نیرنگ قتل ہوئی بلوہ کر کے جھپٹین وزیرزادی نے سحر کرنا شروع کیا کئی سو کنیزون
کو جلا دیا اب جو کنیزین بھاگ بھاگ کر نکلین تو تمام قلعے بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ طلسم کشا نے
رہائی پائی نیرنگ قتل ہوئی ہر طرف سے جادوگرون نے بلوہ کیا شاہزادہ بکر و فر لڑتا ہوا
طرف بارگاہ انجام کے چلا وہان انجام پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ چند کنیزون نے آ کے جگایا
اور عرض کی کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی اور نیرنگ قتل ہوئی طلسم کشا
ساحرون سے لڑتا ہوا آتا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ آپ کی وزیرزادی اسکے ساتھ ہے
ایسے ایسے سحر کر رہی ہے کہ کسی کو قریب طلسم کشا کے نہین آنے دیتی یہان راہ مین ایک حجرہ ملا
جسکو دیکھکر وزیرزادی نے شاہزادے سے کہا کہ اس حجرے مین غلام آپ کا شوکت جادو قید
ہے اسکو رہا کیجیے وہ بھی ساحر بے نظیر ہے شاہزادے نے بڑھکر چاہا قفل توڑون یکایک
کرگدن جادو کہ نگہبان تھا اسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے جھٹکی کا ہاتھ
مار دیا ہاتھ کٹ کر گرا کرگدن نے منھ سے آگ چھوڑی شاہزادے نے لوح چمکا دی کہ
کرگدن نابینا ہوگیا شاہزادے نے ایک لات ماری کہ سر کرگدن کا پھٹ گیا کرگدن
کو مار کر شاہزادہ حجرے مین آیا شوکت کو رہا کیا شوکت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا

کہا اے شہریار حضور نے مجکو رہا کیا تھا مگر گردن سپر کیے لایا شاہزادہ شوکت کو ساتھ لیکر
حجرے سے نکلا تھا کہ ساحرون کا بلوہ ہوا اور ڈنکے پر چوب پڑی آگے آگے انجام جادو
پشت پر سب ساحران غدار سامنے آکر سحر کرنے لگے شاہزادے نے لوح کو جنبش دی
سحر ساحرون کے پلٹنے لگے شوکت و وزیر زادی دونون سحر کر رہے ہین شاہزادے کو
بچاتے ہین شاہزادہ خود بڑھ بڑھ کے لڑ رہا ہے مگر گلزار و گلبن و برگ دوسرے حجرے
مین قید تھین الماس نارنجی پوش بھی مقید ہے گلزار سے کہہ رہی ہے کہ اے گلزار اب خاتمہ ہے
جسقدر رات باقی ہے بس وقت ہماری زندگی مین باقی ہے اب کوئی صورت ہماری زندگی کی
نہین کہ گلزار نے اشارے سے کہا لو واری خدا نے فضل کیا سارے قلعے مین ہل چل ہو گیا ہے
کہ طلسم کشا آ گئے کہ دروازہ کھلا دیکھا شاہزادہ تیغ بکف آ کر پہونچا سب پر عکس لوح کا ڈالا
یہ بھی قیدی نکلے نکلتے ہی آگ برسا دی گلزار کو دیکھکر ہزارون جادوگر شریک ہونے
لگے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار جادوگر شریک ہوئے گلزار نے پکار کر آواز دی کہ جو
نہ شریک ہوگا وہ قتل ہوگا بڑا صدمہ اُٹھائیگا قلعے مین رہنے نہ پائیگا انجام جادو نے
دیکھا کہ جادوگر افسرون کو ساتھ لیکر شاہزادے کے شریک ہونے لگے تھوڑے عرصے
مین اِسقدر جادوگر جمع ہوئے کہ تمام صحن بھر گیا انجام نے وزرا سے صلاح کی کہ یون
اب فتح ہوتی نہین معلوم ہوتی طرف گنبد ارسطو کے چلتی ہون وہان چلکر حاکم سے صلاح
کرونگی کہ تمھاری کیا رائے ہے اب جنگ کرون یا نکلجاؤن سب نے کہا نکل چلیے انجام نے
سحر کیا کہ اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین تڑپ کر گری اپنی بیٹی کو اُٹھا لیا اور تخت پر ڈال لیا
چونکہ بادشاہ طلسم بھولا کھون جادوگر اِسکے ساتھ ہوے انجام نے فرار پر قرار کیا یہان
شاہزادے نے قلعے کو فتح کر لیا مگر تلاش جو کیا تو ملکہ کو نہ پایا گلزار نے کہا اے شہریار عجب
ہے ملکہ کو انجام لیگئی اِسی وجہ سے اُسنے سحر کیا تھا اندھیرے مین لیگئی شاہزادے نے
کہا ہرکارے جائین اور خبر لائین ہرکارے گئے شاہزادے نے تخت پر گلزار کو بٹھایا
لشکر آراستہ کیا اور فرمایا کہ اے گلزار مین آگے بڑھتا ہون تم لشکر لیکر آؤ طاؤس نے کہا
اے شہریار تامل کیجیے خبر تو آجائے کہ جاکر انجام نے کیا کیا اور کہان گئی گلزار نے کہا لیکن

یقین یہی ہے کہ یہان سے بھاگ کر گنبد ارسطو پر جائے وہان کا حاکم ارسطو نظرت لقمان حکمت ہے
وہ کوئی ایسی تدبیر بتائیگا کہ جس مین حضور کا نقصان ہو مگر کاؤس صورت بدلکر بھاگا گنبد ارسطو
پر پہونچا دیکھا اصلاح ہو رہی ہے ارسطو کہ رہا ہے ملکہ اب کوئی تدبیر نہین بن پڑتی ایک کام کیجیے کہ
سات خندقین کھدوائیے اسمین لکڑیان بھرواکر روشن کرا دیجیے جب شاہزادہ پہونچیگا تو آتش
سحر تصور کرکے اپنے کو گرا دیگا جلکر رہ جائیگا اور ملکہ کو قفس مین بند کرکے قفس کو ایک ستون
مین لٹکا دیجیے طلسم کشا معشوق کو دیکھکر بدحواس ہو جائیگا فوراً آنیکا ارادہ کریگا اسی آگ
مین تمام ہوگا انجام نے حکم دیا سات خندقین کھدکر تیار ہوئین لکڑیان اسمین بھروا دین
اور آگ روشن کرائی مگر شاہزادہ ابلق مجنون دریائی پر سوار ہوکر چلنے کو تھا کہ کاؤس نے آکر
پہونچا یہ سب خبر سنائی شاہزادے نے کہا اگر سات دریا آتش کے ہونگے تو اسکو طے
کرکے جاؤنگا مگر گلزار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور تامل کرین پہلے ہم لوگ جاتے ہین
جاکر آگ کو بجھائین تب آپ تشریف لائین آپ کے سوا کسکی مجال ہے کہ اُس مقام کو
طے کرے مگر یہ تو سمجھ لین کہ آتش سحر ہے تو اسکو بجھائین شاہزادے نے کچھ جواب نہین دیا
گھوڑے کو بڑھا کر چلا ابلق مجنون دریائی کا سا مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اگر کوئی
نخل سامنے پڑگیا تو اسکو ٹھوکر مار کر گرا دیا اور خود آگے بڑھا اسطرح شاہزادہ بہائم و نگی
راہ طے کرتا ہوا سامنے گنبد ارسطو کے پہونچا دور سے دیکھا کہ شعلۂ آتش آسمان کو پہونچ
رہے ہین شاہزادے نے سامنے خیال کرکے دیکھا ایک تالاب مین پانی جوش مار رہا ہے
گھوڑے کو تالاب مین ڈالدیا گھوڑا پانی مین تر ہوگیا قطرہ ہاے آب ٹپکنے لگے اور شاہزادے
نے یہ بھی دیکھا کہ برابر گنبد ارسطو کے ایک ستون پر پنجرا ملکہ کا ہے ملکہ نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکارکر آواز دی کہ ادھر نہ آئیے گا یہ سب آتش اصلی ہے کنیز کی رہائی ہو جائیگی آپ تکلیف
نہ کیجئے اور میرا تو یہ حال ہے کہ آتش فراق جلاے دیتی ہے قفس اسکے گرم ہو رہا ہے ہتھکڑیان
بیڑیان شعلۂ آتش بنگئین اصل ہین یہ کیفیت ہے نظم

پہونچی دروں سینہ سلگ کر جگر مین آگ	اے اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہے رات دن	کبکی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہاے حسن نے پائے نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو ثمر طول آہ شرربار کی مرے
ہنگام احتیاج ہو موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
اے چشم تر نہان ہو مگر اِس گھر مین آگ

ہی ناز سوز ہجر کو پھونکا ہی مین نے دل
کہتی ہو آہ مین نے لگائی جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہے
جو سنگ ہو ضرور رہی اُسکے جگر مین آگ

مین آپ جلگیا تپش التماس سے
بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ

بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
بھردی کہان کی عشق نے اِس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہو
ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ

کیا منھ ہو کیا مجال کسی کی ہو اب نسیم
پیدا ہو لطف سے جو ہر اِک شعر تر مین آگ

شاہزادے نے یہ اشعار دلسوز جو معشوقہ کی زبان سے سُنے بیقرار ہو گیا دل پر قابو نہ رہا مرکب بد لگام سیان کر رہا تھا شاہزادے نے کوڑا مارا وہ مرکب ہوا سے آگے چلنے والا بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا ہ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا یہ مرکب ہوادار تھا کوڑا کھا کے اُسنے جست کی خندق مین جا پڑا پھر شاہزادے نے کوڑا مارا اُس خندق کو فرا کر دوسرے خندق مین جا گرا وہان بھی شاہزادے نے کوڑا مارا شاہزادہ آگ سے محفوظ رہا چونکہ پانی مین ڈوبے ہوے تھے لباس جلتا نہین چھٹے خندق مین جو جا کر گرا اب گھوڑا بہت بے حال ہوا مگر شاہزادے نے وہ کوڑے مارے طرارہ بھر کے بر سر خندق آیا فوج ساحران لوٹ پڑی جا بجا سے تھے گھیر کر شاہزادے کو بالعین مگر یہ نہنگ بحر جرأت نعرہ کر کے لڑنے لگے جو مقابلہ مین آیا وہ الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو ساحر اُس مقام پر قتل ہوے مگر بچپان مین پڑھتے انجام انشا سے کر یہی ہر کہ گھیر کر گرفتار کر لو مگر برق شمشیر چمک رہی ہو کسکی مجال ہو کہ شاہزادے پر ہاتھ ڈالے یکایک آسمان سے

لکا ابر پیدا ہوا ابر آکر سپٹا سب نے دیکھا کہ سب کے آگے شوکت جادو اور برابر اُس کے
وزیرزادی پانی برساتے ہوئے نمایان ہوئے اب جو لشکر شاہزادہ آکر گرا ساحرون سے
سحر چلنے لگا بحکم انجام وگلزار نقیب ٹہلکے اشعار عبرت پڑھتے ہین بیچ لشکر مین آکر پکارتے
ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد بکوشش
نام وننگ باید کرد یارو آگاہ ہو کہ موت سے کسی کو چارہ نہین ہے بڑے بڑے شاہان جہان
تاج وتخت چھوڑ کر چل بسے کوئی شی کام نہ آئی فقط اعمال ساتھ ہوئے جب قبر مین پہونچے تو نکیرین
نے آکر سوال کیا کہ خدا تیرا کون ہے اگر مردہ با اعتقاد ہے تو اُسنے جواب باثواب دیا کہ اللہ جل جلالہ
ربی نکیرین نے پوچھا کتاب تیری کیا ہے جواب دیا قرآن ہے وکتابہ باب رسالت وامامت مین
بھٹکا اگر بوسے محبت حیدر کرار غیر فرار قلب سے آئی تو بیڑا پار ہے اگر بوسے محبت نہ پائی تو پھر
فرشتون نے سوال کیا کہ اپنے اعمال لکھو میت نے جواب دیا قلم دوات کاغذ کہان نکیرین
نے کہا انگلی تیری قلم ہے اور دہن تیرا دوات ہے کفن کاغذ ہے اب جو اُسنے ارادہ کیا کہ گناہ
لکھون جو جو دنیا مین کیے تھے وہ سامنے آئے سب اعضا دشمن ہو گئے تو یارو یہ دنیا
ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے جمکر لڑو نام روشن کرو طلسم کشا کو گرفتار کرو اور طرفدار طلسم کشا
کتنے ہین کہ اے سرداران نامی واے پہلوانان گرامی انجام کا خیال کرو جو کچھ کہہ گئے ہین یہی قبر
مین پیش آتا ہے نام کفر صفحۂ عالم سے مٹاؤ پروردگار کا اعتقاد کامل کرو دوپہر کامل جنگ رہی
مگر گلزار نے وہ سحر کیے کہ زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برس رہی ہے سب سے زیادہ شوکت
بڑھ بڑھ کے شاہزادے پر سینہ سپر ہوتا ہے کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا جس ساحر نے
چاہا کہ بڑھکر طلسم کشا پر ہاتھ مارون شوکت نے بڑھکر اُسکو جلا دیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا
قریب انجام پہونچا افسران فوج انجام شاہزادے پر گرے کہ تا یہ افسر اعلی نہ جانے
دین مگر شاہزادہ سب کو قتل کر کے قریب انجام پہونچا انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے
نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح کو چمکا دیا انجام نابینا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ مارا
کر انجام واصل جہنم ہوئی رہرو راہ عدم ہوئی مرنا انجام کا سب ساحر رومالون سے
ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے اطاعت اسلام کی شاہزادہ جنگ فتح کر کے جو پلٹا ابر سطوع

یہان کا جو حاکم ہو وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی یہ گنبد ارسطو ایک مقام بزرگ ہو اُس مین تشریف لے جائیے جو نیت کیجیے گا وہی سانحہ نظر آئیگا شاہزادہ اول بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوا مگر دل مین خیال گلشن بھرا ہوا ہو کہ اُس حریف آتش اشتیاق نے جان دی اُسکا کیا انجام ہوا اے گنبد ارسطو بحق اسماے حسینہ مین گلشن کو دیکھون یہ کہکر شاہزادہ بیٹھا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ دل وا ہوگئے دیکھا گلشن چادو ایک قفس مین بند بیٹھی ہو مقام باغ ہو ایک جادوگر سیہ فام جبر کر رہا ہو مگر گلشن شاہزادے کا نام لیکر یہ اشعار پڑھ رہی ہو

نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے لڑکپن مین رہا
پانؤن مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہوگئے
ایک ٹھہرا آنکھ مین اور ایک گردن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا
ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

سیخ ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکی
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گھٹتے گھٹتے تن بسان رشتۂ باریک تھا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین
بعد صیقل سو رچہ ویسا ہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے
فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم
انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

شاہزادے نے جو یہ حال گلشن کا دیکھا ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا کاؤس دوڑ کے اندر آیا عرض کی شہریار خیر تو ہو شاہزادے نے کہا مین نے گلشن کو اس حال مین دیکھا کاؤس نے کہا ارسطو سے پوچھیے اور تقریر کی تصویر کھینچیے کہ ارسطو بتائے کہ یہ مقام کون ہو ارسطو سے جو آکر پوچھا ارسطو نے کہا ایسا مقام طلسم مین نہین ہو کاؤس نے کہا مین تلاش کو جاتا ہون یہ کہکر کاؤس براے تلاش نکلا مگر حال گلشن اب تحریر کرتا ہون کہ جب گلشن کو آگ پر لیسرام نے بٹھایا ہو تو دھوان بلند ہوا ایک ساحر سحر مین زبردست بادۂ کفر سے مست اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک نازنین آگ پر بیٹھی ہو اور گرد شعلہ ہاے آتش بلند ہین دھوان پیچیدہ عقاب بنکر گرا گلشن کو اُٹھا لیگیا

اپنے باغ مین لایا شب کو جلسہ آراستہ کیا گلشن کو بلوایا اور سوال وصل کیا ملکہ نے جواب دیا
او ملعون اپنی صورت دیکھ مین تیرے لایق ہون تیری پوتی معلوم ہوتی ہون ہرچند عقاب
نے کہا مگر گلشن نے نہ مانا عقاب نے پوچھا ابھی تمکو کون جلا رہا تھا کسنے آگ پر بٹھایا تھا
گلشن نے کہا ہمسے خطا ہوئی ہمارے بزرگ سزا دیتے تھے تو کیون اٹھا لایا مین تڑپکر
اپنی جان دونگی تجھکو قبول نہ کرونگی جب اس مقدمے کو عرصہ گذرا تو اسنے کنیزونسے پوچھا
کیون صاحبو آخر کیا کرون کنیزون نے کہا جب آپ انہین کوٹھری مین بند کرتے ہین تو کسی کا
نام لیکر روتی ہین ہم لوگون نے سنا کہ ماہ عالم افروز کہکر روتی ہین عقاب نے کہا
دریافت کرو کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی مین اسکو پکڑ لاؤن اور سامنے اسکے قتل
کرون تب مجھسے راضی ہو آگاہ ہو جائے کہ معشوق قتل ہوا تو سوا میرے قبول
کرنے کے کیا کر سکیگی یہ سوچکر بالاے بام آکر بیٹھا سحر کو جگایا مگر ابتک نہین معلوم ہوا
کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی عقاب نے سر اٹھا کے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی اور دمبدم پکارتی ہی ای فرزند تم خاک کا پیوند ہوے آج چوتھا دن ہی کہ یہ
پالنے والی ڈھونڈھتی پھرتی ہی تمھاری صورت نہین دکھائی دیتی صورت اپنی دکھاؤ اس
ضعیفہ کو شاد کر جاؤ عقاب جادو یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گیا کوٹھے سے اترا جنگل مین آکر
اس ضعیفہ کا ہاتھ تھام لیا گوشہ چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک ضعیفہ نہایت گوری
جھریان پڑی ہوئی رونے سے آنکھین سرخ ہو رہی ہین عقاب نے پوچھا ای مادر مہربان
کیون روتی ہو تمھارے رونے سے دل کانپتا ہی بڑھیا نے بہ نگاہ غور عقاب کو دیکھا
دیکھتے دیکھتے اپنے مقام سے اٹھی عقاب کی بلائین لینے لگی کہا ای نور نظر تمھاری صورت
کا میرا بیٹا تھا بالکل یہی سن و سال یہی حسن و جمال آج چوتھا دن ہی کہ اسنے انتقال کیا
آج اسکی صورت کا نشان تم مین دیکھا تم بیٹا کون ہو مگر تمکو یکدر پاتی ہون مین محتاج نہین
ہون سب کچھ میرے پاس ہی یہ کہکر کمر سے بٹوا نکالا اسمین سے نگینے نکالے کہا لو بیٹا یہ صرف
کرو جب محتاج ہو آئے وہ کرو اور گھر مین سب کچھ ہی ایک گانوں تمھارا باپ چھوڑ گیا ہی اسکو

بیچو ناچ وغیرہ دیکھو شراب پیو عیش کرو مین اپنی جان تک تمھارے واسطے صرف کرونگی عقاب
نے کہا ای مادر مہربان مجھے خود سب کچھ میسر ہی مین آپ کا خرچ کرنا نہین چاہتا ہی چاہتا ہون
کہ چلکر یہ آرام بیٹھو جو کچھ مجھکو میسر ہو اُسے تناول کرو بڑھیا نے کہا بیٹا یہ نہ کہو میرا جان و مال سب
تمپر نثار ہی کسی بات مین کمی نہ کرونگی عقاب بڑھیا کو لیکر کوٹھے پر آیا مگر ملول و غمگین ہو رہا ہی
بڑھیا نے پوچھا بیٹا چپ کیون بیٹھے ہو عقاب رونے لگا کہا ای مادر مہربان ایک نازنین
کو لایا ہون کہ حسن مین بے مثال ابر و رشک ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال لیکن مہینون سے
قید ہی مجھکو قبول نہین کرتی اُسی غم مین ہون بڑھیا نے کہا بیٹا بیٹھو وہ کون سی عورت ہوگی
کہ تجھ ایسے جوان کو نہ قبول کریگی مین تو اُسکو دیکھون ایسا سمجھا دون کہ تمپر عاشق ہوجائے
سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کردیا کہ شوہر کو چھوڑ کر نکل گئین اور میرا فرزند یون بیقرار ہو
ذرا مجھکو اُس تک بھیجو ایسے دو ا نچھر پڑھون کہ تمپر مائل ہوجائے عقاب نے کنیزون کو
حکم دیا کہ مادر مہربان کو قفس کے پاس لے جاؤ کنیزین اُس بڑھیا کو بارہ دری مین لیگئین
بڑھیا نے جاکر دیکھا کہ گلشن قفس مین بیٹھی رو رہی ہو جھک کر سلام کیا گلشن نے کہا او بڑھیا
بیٹی تو کون ہی بڑھیا نے چپکے سے کہا آپنے غلام کو نہین پہچانا گلشن نے حیران ہوکر کہا
کوئی غلام لونڈی نہین ہو اس مصیبت مین سوائے پروردگار کے کون شریک ہی بڑھیا نے
کہا آپ کا غلام کاوس شبخیز رو عیار مفتاح طلسم آبگینہ شاہزادہ ماہ عالم افروز ہون نام
شاہزادے کا سنکر گلشن مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا ای کاوس تمھاری منظور نظر بھی قید
ہی کاوس نے کہا انشاء اللہ عقاب کو مارتا ہون اتنا کہدیتا کہ مین خود تجھپر عاشق ہون
گلشن [illegible] زبان سے نہ نکلیگا کاوس نے کہا خیر مین سمجھ لونگا یہ کہکر کاوس
[illegible] آیا کہا ای فرزند مین راضی کرآئی تمھاری عقاب کی کوتاہی ہی وہ تو خود
[illegible] تجھے [illegible] اُسپر ظلم کیا اُسکو بھی ضد ہوگئی تمھارا ہی نام لے لیکر
[illegible] حال بیان کیا مین نے کہدیا کہ اب تمپر بدعت نہ ہوگی وہ تمسے راضی ہی
[illegible] مین بلواتی [illegible] اپنے بچے کا دل بہلاؤنگی یہ کہکر عقاب کو
[illegible] قفس سے نکلوایا سامنے بٹھاکر پڑھی

بہ خوش آوازی یہ غزل گانے لگین نظم

تیرے جلوے سے جو یون ہر سپہر بیتاب ہو — کیون نہ ہر چاہ زنخدان بھی چہ سیماب ہو
گورے گورے گال تیرے دیکھکر سیم آب ہو — آب ہوکر جوش بیتابی سے پھر سیماب ہو
ہون وہ گریان جو نہ دم بھر اشک کا سیلاب ہو — چشم تر بیتاب مثل ماہی بے آب ہو
کان سے اپنے اتارے تو جو ای دریا شکن — بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو
برشکال ہجر ساقی ہین اگر نالہ کرون — رعد کا زہرہ بہ رنگ آب باران آب ہو
بیقراری کا ہون پتلا مثل موج ای بحر حسن — کیون نہ پھر بازو کی مچھلی ماہی بے آب ہو
تم سہی ہشیار ہم غافل سہی ای زاہدو — سمجھے بیداری جو تم ایسا نہ ہو وہ خواب ہو
جوش میرے آنسوؤنکا دیکھ لے دریا اگر — کان مین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو
سرکشی تیری ہو کیا نا ہو کہ اُس بت کے حضور — تیری مسجد کا منارہ ہو کے خم محراب ہو
مین بھی کعبے مین یہی اللہ سے مانگون مراد — میری طاعت کو اسی دروازے کی محراب ہو
واعظون سے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح — جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے — روزن دیوار جاگے دیدۂ بیخواب ہو

بڑھیا نے اِس مزے سے اشعار گائے کہ عقاب جادو بیقرار ہو گیا بڑھیا نے ایک جام لبریز کیا خواصون سے کہا تم بھی شراب پیو مین اپنے فرزند کی شادی کرونگی ایسا جلسہ ہو کہ تمام رئیسان شہر جمع ہون عقاب جادو نے جام لیا مادر مہربان کہکر سلام کیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ مین گانؤن بیچکر جلسہ کرونگی کہ تم بھی خوش ہو عقاب جادو جام پی گیا اور کنیزین بھی پینے لگین کنیزون نے جو شراب پی اور بیہوشی نے تاثیر کی دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کا دوپٹہ کھینچا دوسری نے کہا بوا تمہارے منھ پر سانپ لہرا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ بوا دیکھ رہی ہو کہ موذی لہرا رہا ہے تم مارتی نہین ہو اُس کنیز نے جوتا اُٹھا کر منھ پر کنیز کے مارا ہائے کہکر وہ گری دونون بیہوش ہوئین کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین عقاب جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مادر مہربان تم دیکھ رہی ہو ان خواصون نے محفل کو میری بازار بنا دیا بیہوشی کام کر چکی

تھی اُٹھنے اُٹھنے گرا کاؤس نے اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم منتر بن منتر بہ ہمہ کن محفل فرزند شاپور شیر دل خنجر مارا کہ عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک سب کنیز دلگیر بھی منتر کاؤس نے قتل کیا محفل کو خرابہ قصاب خانہ بنا دیا صبح ہوتے ہوتے کاؤس نے صبح کر دی صبح کو ملکہ گلشن اور وزیر زادی کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے لے چلا وزیر زادی نے ایک تخت سحر تیار کر لیا ہے آگے سب کے ملکہ گلشن پہلو میں وزیر زادی پشت پر کاؤس تخت اُڑاتا ہوا چلا یہاں ملکہ گلزار جادو خزانہ طلسمی نکلوا رہی ہیں کنارے پر لشکر کے اراد ہیر مال لدوا رہی ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا گلزار نے سر اُٹھا کر بیٹی کو جو دیکھا گلزار کا حال ہو گیا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا حیران تھی کہ اسکو تو جلا دیا تھا یہ زندہ کیونکر ملی جھپٹ کر شاہزادے سے خبر کی کہ منتر کاؤس ملکہ کو لیے ہوئے آتا ہے شاہزادہ رنگین و برگ و شوکت و شہرت سب برائے استقبال دوڑے ملکہ گلشن آ کر ملیں شاہزادے نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ تھا کیونکر اُس آگ سے جان بچی گلشن نے بیان کیا کہ عقاب جادو مجھکو اُٹھا کے لے گیا تھا مگر پروردگار نے اُسکے پنجۂ بدعت سے بچایا کاؤس خوب وقت پر پہونچا شاہزادے نے کہا اے ملکۂ عالم میں نے تمھارے دشمنوں سے انتقام لیا طلسم فتح ہوا مگر بجز اول کو آرام نہ تھا جب ارسطو نے بیان کیا کہ گنبد ارسطو میں جا کیجے پہلے تمھارا نام لیا معلوم ہوا کہ تم زندہ بیٹھی ہو تو کاؤس کو روانہ کیا کاؤس مثل اپنے باپ کے نامی و گرامی ہوگا اب جو خزانہ نکلا بارہ ہزار جوالوں کے سلاح جنجوگ موتیونکی پاکھریں سب سامان اسی طرح کا طلسمی خزانے سے نکلا اُن سب کو شاہزادے نے بار کروایا اور کوچ کیا طرف اپنے ملک کے چلے شکار کھیلتے ہوئے جاتے ہیں کہ ایک آہو سامنے سے شاہزادے کے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا پہر بھر تک اُسکے تعاقب میں گئے بعد پہر بھر کے اُس آہو کو شکار کیا اب جو چلے تو راستہ بھولے رات بھر پھری کی مگر منزل مقصد پر نہ پہونچے صبح کو ایک شہر معلوم ہوا اُس شہر میں داخل ہوئے شہر آباد رعایا دلشاد ایک مقام پر آ کر دیکھا ایک درخت میں کمان لٹکی ہے اور ایک توڑا اشرفیوں کا رکھا ہوا ہے چند سپاہی بیٹھے ہیں آواز دے رہے ہیں کہ یہ کمان

شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی جو اسکو کھینچے وہ یہ ہزار اشرفیاں لے شاہزادے نے کمان اُتاری سپاہیوں نے کہا بھی کہ یہ کمان شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی وہ اِس سے کام لیتے ہین اگر نہ کھینچ سکیگی تو شہباز قید کریگا شاہزادے نے کہا جن لوگون نے نہین کھینچی انھون نے کچھ خیال نہین کیا اب انشاء اللہ ہم اسکو کھینچین گے یہ کہکر شاہزادے نے کمان اُٹھائی تیسرے قلابے مین کمان کو توڑ کر پھینکدیا اور کہا اِس گنی کمان پر یہ گھمنڈ تھا سپاہیون نے وہ توڑا اشرفیونکا سامنے کر دیا کہا اب یہ آپ کا مال ہی غربا آکر جمع ہو گئے شاہزادہ اشرفیان تقسیم کر رہا ہی سپاہیون نے جا کر شہباز سے اطلاع کی کہ ایک شاہزادہ نہایت حسین وجمیل آوارہ ہو کر آیا ہی اُسنے آپ کی کمان توڑ ڈالی شہباز سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ اشرفیان بانٹ کر جا چاہتا ہی کہ سوار ہون کہ شہباز نے آکر صورت زیبا کو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہو گیا کہا اب آپ کہان جاتے ہین غلام کو سرفراز فرمائیے مین آپ سے امتحان کرونگا اگر آپ نے مجھکو زیر کیا تو ملک ومال سب نثار کرونگا اور اگر مین غالب آیا تو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا شاہزادہ شہباز کے ساتھ دار الامارۃ مین آیا جو افسر جمال بے مثال دیکھتا ہی حیران ہو جاتا ہی کہتا ہی امرا شہباز اِس صورت کا انسان آجتک نہین دیکھا شہباز کہتا ہی اب کل حال کھلیگا دار الامارۃ مین لاکر شاہزادے کو مقام صدر پر جگہ دی صحبت آراستہ ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ طبل کشتی بجواؤ اکھاڑہ درست ہو ملازم اِس خیر خواہی مین مصروف ہوے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہی نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار گا رہی ہین نظم

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہی دھوپ	وصل کی شب میرے ویرانے مین آجاتی ہی دھوپ
کیا شب وصل صنم کی چاندنی آئی ہی یاد	روز فرقت جب مری دیوار پر آتی ہی دھوپ
وصل کی شب صبح ہوتے ہی بندھا اشکو نکا تار	پیشتر از چشم تر بارش مین چھپ جاتی ہی دھوپ
وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال	میرے گھر مین چاندنی آتے ہی بنجاتی ہی دھوپ
منکشف خورشید ہو جاتا ہی آتے ہی ادھر	بار کب ظلمت کدے مین ان دنون پاتی ہی دھوپ

کسقدر پر نور ہی سایہ مرے محبوب کا
ہجر مین تاریک ہی رہتا ہی دیدہ مرا
ہوتی ہو برپا قیامت مہر و مہ ہوتے ہین جمع
جسدن اٹھ جاتا ہی تو اندھیر ہوتا ہی جہان
بیٹھتا ہون جب مین تیرے سایۂ دیوار مین
ہی سحر آفتاب آسمان حسن بھی

چاندنی کی کیا حقیقت ہی کہ شرماتی ہی دھوپ
رات کو گر چاندنی تو ونکو ترساتی ہی دھوپ
وصل کی شب ساتھ اپنے چاندنی لاتی ہی دھوپ
سایہ کے مانند بس تاریک ہو جاتی ہی دھوپ
چڑھتے چڑھتے ضد کے مارے پھر اتر آتی ہی دھوپ
کیا عجب ناسخ جو بندش مجھسے یون پاتی ہی دھوپ

شاہزادہ شب بھر مصروف صحبت رہا صبح کو شہباز نے شاہزادے سے کہا کہ اکھاڑا تیار ہی میرے آپ کے امتحان ہو جائے شاہزادے نے کہا بسم اللہ ہمراہ شہباز جو بارگاہ سے نکلے تمام خلقت کا جماؤ دیکھا گرد اکھاڑے کے لوگ بیٹھے ہین انکا انتظار کر رہے ہین کہ شاہزادہ آکر پہونچا سب اہل شہر جمال بے مثال دیکھکر تعریفین کر رہے ہین اور ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان شہباز سے کیا لڑیگا مگر سلطنت ملک کی لیگا شہباز جو کہتا ہی وہی کریگا کہ شہباز اکھاڑے مین کود اگیا رہ ڈنڈ پیلکر مٹی بازوون پر چڑھائی بیچ اکھاڑے مین کھڑا ہو کر جھومنے لگا پکار کر آواز دی ای شہریار آیئے شاہزادہ بھی اکھاڑے مین کود پڑا شہباز سے کشتی ہونے لگی شاہزادہ جہان پکڑ لاتا ہی خوب گھسے مارتا ہی شہباز خستہ شکستہ ماتھے سے خون جاری بدحواس ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ بھی دل مین کہتا ہی کہ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ پڑا تھا حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھیے کیونکر زیر ہو الغرض تین پہر شہباز سے لڑتے پہر دن رہے شہباز نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون شہباز سے شاہزادے نے کہا کوئی بات اٹھ نہ رہے شہباز شاہزادے کو لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان آکر ہکہ مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنا آشنا بہ زمین ہوا شہباز اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسے بھی اکھڑ لیتا مگر لنگر مین شاہزادے کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون شاہزادہ تڑپ کر اٹھا شہباز کو ریلکر لے دوڑا پچیس قدم تک ریلکر لایا وہان آکر ہکہ مارا کہ شہباز کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے شہباز نے چاہا

لنگر قائم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہو شاہزادے نے دونون ہاتھ
ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے رکھا بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ
مثل طاوس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا آخر پکارنے لگا ای شہریار الامان شاہزادے
نے ہاتھ سے رکھدیا شہباز قدمون پر گرا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہون شاہزادے نے فرمایا ماہ عالم افروز نواسا فغفور چینی کا نور نگاہ ایرج نوجوان
نبیرۂ قاسم عالیشان و نبیرۂ صاحبقران زمان حسب و نسب کا حال سنکر شہباز بہت خوش
ہوا جی مین کہتا ہو کہ ایسے کا رفیق ہوا کہ اس کمسنی مین جسکی یہ قوت و طاقت ہو خدا چشم زخم
سے بچائے شباب مین اُنسے کون مقابلہ کر سکیگا عرض کی غلام کے مسلمان ہونے مین
شرط ہو مجھسے عہد کیجیے کہ کل فوج کا سپہ سالار فرمایئے مجھسے بالادست کوئی نہ بیٹھے شاہزادے
نے قبول کیا شہباز مع اہالی شہر شرق بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج سے ہمراہ
شاہزادے کے ہوا شاہزادہ بشوکت تمام و کیفیت مالاکلام شہباز ایسے دلیر کو ساتھ
لیکر لشکر مین آیا یہان پر سب انتظار کر رہے تھے شاہزادے کا استقبال کیا دربار مین
آئے کاوس نے کہا بیٹے چلکر مان سے ملیے پھر اختیار رہو شاہزادے کے ہمراہ ساٹھ ہزار جوانان
گلگون پوش و دیگر جوانان پلیتن و پہلوانان تیغ زن بہ کیفیت تمام ہمراہ ہین اس شوکت و
شان سے اول شاہزادہ اُس شہر مین پہونچا کہ انجام جادو نے جسکے باشندونکو پتھر بنایا
تھا جب وہ ... تو اُن سب نے صحت پائی ہر ایک کہتا تھا ظاہر ا معلوم ہوتا ہو کہ ہمارے
آقا نے اُس سحر کرنے والے کو مارا جب تو ہم سب بہ صورت اصلی ہوئے کہ خبر سنی شاہزادہ
آتا ہو سب اہل شہر برائے استقبال آئے شاہزادہ داخل افغانستان ہوا حاکم مقرر کیا
ملکہ گلزار کو وہ ملک دیا کہا ای گلزار تم اب اِسی مقام پر رہو طلسم کا خراج آیا کریگا وہ
تمھارے پاس جمع ہوگا گلزار جادو و گلبن و برگ شہر افغانستان مین رہے کل اہل
شہر افغانستان حیران تھے کہ شہریار نے کیا کارنمایان کیا ہو کہ طلسم آبگینہ فتح ہوا انجام
و لیسرام کا مارے جانا ایک امر عجیب و غریب ہو اُنسے کون مقابلہ کر سکتا تھا اِسی تیر کا کام

تھا کہ ایسی ساحرہ کو مارا اور طلسم کو فتح کیا شاہزادہ سب سے رخصت ہو کر بعد قطع منازل
وطے مراحل قریب اپنے وطن کے پہونچا ماں نے جب خبر سنی اور کاؤس نے آکر خبر دی کہ تیرے
فرزند نے طلسم آبگینہ فتح کیا شہر مشرق کے شہریار کو سپہ سالار بنایا ہے اس دھوم سے
آتے ہین خزانہ بے حساب ساتھ ہے ماں کی محبت مادر کاؤس سے کہا کہ چلو کوٹھے سے آمد
فوج کا تماشا دیکھین شاہزادی و وزیرزادی و دانائین و دادائیان بالاے بام آئین
آمد فوج کا تماشا دیکھنے لگین جو ملازم ملک کے تھے وہ براے استقبال پہونچے شاہزادہ
بہ کیفیت تمام داخل شہر ہوا خزانے جمع ہوے شاہزادہ محل مین آیا ماں کے قدمون کو
بوسہ دیا کہا اے مادر مہربان اب ڈیڑھ لاکھ کا لشکر میرے ساتھ ہے اگر حکم ہو تو باپ کی
ملاقات کو جاؤن ماں نے کہا اے نور نظر تمھارے باپ ایسے مقام پر ہین کہ جہان بڑے
بڑے پہلوان غلامی کرتے ہین مین کیونکر حکم دون کہ تم وہان جاؤ مگر شاہزادے نے
نہ مانا یہ ماں سے پوچھ لیا کہ قبلہ و کعبہ کس مقام پر ہین ماں نے کہا بیٹا فی الحال طلسم نوخیز
جمشیدی پر چڑھائی ہے سب سرداراسی کی فتح مین مصروف ہین تم بھی وہین جاؤ باپ سے
بادب ملنا یہ غرور نہ کرنا کہ مینے طلسم آبگینہ فتح کیا وہ تمھاری کیا حقیقت سمجھتے ہین مگر
شاہزادے کو یہ خیال ہے کہ مین جاکر باپ سے مقابلہ کرون اس خیال مین شہباز کو حکم
دیا کہ لشکر تیار کرو شہباز نے لشکر تیار کیا شاہزادہ نقابدار گلگون پوش بنکر براے
مقابلۂ ایرج نوجوان چلا دو منزل شہر سے نکلے تھے کہ تمام شہرون مین خبر پہونچی قضا کا
نہنگ مردم در ایک پہلوان ہے اُسنے جو سُنا کہ فغفور چینی کا نواسا بے حساب مال لیکر
آیا ہے اس فکر مین چلا کہ جاکر خزانہ چھین لون اور ماہ عالم افروز کو مارون تین لاکھ فوج
سے چلا لشکر شاہزادے کا اترا ہوا ہے شہباز انتظام کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
نہنگ مردم در آکر پہونچا مقابلے مین اُترا کہلا بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو
خزانۂ آبگینۂ طلسمی میرے حوالے کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان
مین آؤ نہنگ مردم در نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکر میدان
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکھا کہ کرشتے نہنگ مردم در نے

گینڈا نکالا میدان مین آکر پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے شہباز یکہ تاز مشرقی
شاہزادے سے اجازت لیکر میدان مین آیا نہنگ مردم در ہے مقابلہ کیا بعد کلام نیزہ
چلنے لگا شہباز نے نیزہ نہنگ کا نکالا نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نہنگ لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین شاہزادہ تعریفین شہباز کی کر رہا ہی کہ کس لطف سے لڑ رہا ہی
تین پہر کامل کشتی ہوئی نہنگ بھی عاجز ہو رہا ہی شہباز ریلکر لے دوڑا نہنگ ہٹتا ہوا
چلا جاتا ہی بیس قدم تک ریلکر لایا وہان پر آکر نہنگ رکا کہا اب پیچھے نہ ہٹونگا مگر شہباز نے
زور کیا نہنگ بھی پلٹا کشاکش زور زورون کی ہونے لگی شہباز نے قدم بڑھایا وہان پر
سوش خانہ تھا دونون پانون شہباز کے اسمین جا رہے شہباز کا کولا اتر گیا غش طاری ہوا
سب پہلوانون نے دیکھ لیا کہ شہباز کا کولا اترا مگر نہنگ نے کچھ خیال نہ کیا شہباز کو نہنگ نے
گرا دیا اور مشکین باندھ لین ہر چند شاہزادے نے پکار کر کہا کہ اے نہنگ یہ کیا کرتے ہو
مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہباز کو گرفتار کرکے لے گیا اپنی بارگاہ مین لایا اور
حکم دیا کہ لیجا کر اسکو قید کرو صبح کو دربار سمجھونگا مگر مہتر کاؤس تیز رو واسطے بالا روی کے
نکلا طائران ہوائی کا شکار کیا ایک طائر کو ذبح کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھا کباب
لگا رہا تھا قضائے کار شاپور شیر دل ایک قزاق کی شکل بنا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا
ایک شاطر نخل کے نیچے کباب لگا رہا ہی سر سے گوپھن کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر کلہ گوپھن مین
دیکر للکارا کہ او طفل بے ادب کپڑے اتار دے توبڑا عیاری کا رکھدے کاؤس کو کچھ
بن نہ پڑا توبڑا اتار کر رکھدیا شاپور نے توبڑا اٹھا لیا اور کہا کپڑے اتار دے کاؤس نے
کہا او نا منصف ظالم اظلم جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا وہ سب اسی توبڑے مین ہی اب
لباس مین کیا رکھا ہی شاپور نے کہا تمھارا لباس نشانی رہیگا کاؤس ناچار ہوا کہ تلوار
کھینچے سر پر کھڑا ہی سر ہلانا دشوار ہی ہر چند اسنے فقرے دیے مگر شاپور فقرون مین کب آتا ہی
کاؤس چاہتا تھا کہ یہ منھ پھیرے تو مین نکلکر بھاگون مگر شاپور تمنچہ لیے سر پر کھڑا ہی شاپور
نے کہا لباس اتار دو ورنہ سر اڑا دونگا کاؤس کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہوا اول جامہ اتارا

شاپور نے جامہ لیکر ایک عرقچین دی کہا اسے باندھ لو اور زیر جامہ بھی اُتارو کاؤس مجبور ہو ناچار ہوا
بڑے بڑے فقرے کیے مگر شاپور بلاے روزگار ہی خواجہ کا تعلیم کردہ جو بات کہی اُسکو
نقرہ سمجھا زیر جامہ بھی اُتروا لیا باندھا سے عیاری بھی لیے اور کاؤس سے کہا جاؤ خبردار پلٹ کر
نہ دیکھنا ورنہ ایک پتھر ماردونگا کہ سر اُڑ جائیگا کاؤس مجبور ناچار طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا اُسی حال سے دربار مین آیا شاہزادے نے پوچھا ای مہتر کاؤس یہ کیا معرکہ ہی مین تمکو
کس حال مین دیکھتا ہون کاؤس نے عرض کی کہ جنگل مین براے شکار گیا تھا ایک قزاق نے
لوٹ لیا کپڑے بھی اُتروا لیے شاہزادہ بہت خفا ہوا فرمایا ای کاؤس وہ قزاق کہاں لیگا
عرض کی اُسکا وہان مسکن نہین ہی تنہا گیر تھا مگر جہان کہین پا جاؤنگا بدلہ لونگا شاہزادے
نے کہا اور لباس پہنو اور جا کر خبر لو کیونکہ شہباز کو نہنگ گرفتار کرکے لیگیا ہی دیکھو
کیا کر رہا ہی ایسا نہ ہو شہباز کو قتل کر ڈالے کاؤس چلا لیکن کاؤس نے اپنا لٹنا جو شاپور
سے بیان کیا تو شاہزادے نے سب حال سنکر کہا ای مہتر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ کوئی عیار
تھا کاؤس نے کہا ای شہریار اُسنے عجب ترکیب کی کہ جبتک دور رہا پتھر کلہ گوپھن مین دیا
اُس سے ڈراتا رہا اور کہا ہتھیار ڈالدے جب مین نے ہتھیار رکھدیے تو تلوار کھینچکر
سر پر آیا سب بانے وغیرہ لے لیے اور کہا کپڑے اُتارو ورنہ سر اُڑا دونگا مین نے ناچار
کپڑے وغیرہ دیدیے شاہزادے نے کہا مین جاؤن جا کر اُسکو ڈھونڈون کاؤس نے کہا
وہ یہان کا رہنے والا نہین تھا کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا یہ کہکے براے خبر بھاگا اور یہان
نہنگ نے صبح کو شہباز کو طلب کیا سر دربار سمجھا شہباز نے جواب دیا میرا کولہ اُترا تو گرفتار
کر لایا اسپر سوال مذہب کرتا ہی مین تجھسے لڑنے کو موجود ہون نہنگ نے جھلا کر حکم دیا
کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جو آیا اُسنے گردن پر کوے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا خنجر چمکاتا تھا
شہباز نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز بینا رحم کر نظم

یا لطیف و خبیر یا حافظ	یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس	یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا محیط یا باری	یا علی یا کبیر یا حافظ

یا غنی یا لطیف یا شاہد ۔ یا رضی یا نصیر یا حافظ
یا قریب و مجیب یا واحد ۔ یا مجید و منیر یا حافظ
یا رؤف عطوف یا قاضی ۔ یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا بدیع و سمیع یا واقع ۔ یا ہو اللہ نظیر یا حافظ
یا جلیل و جمیل یا خالق ۔ یا مبین و مجیر یا حافظ
پھر اسے روز عیش دکھلا دے ۔ رنج مین ہو اسیر یا حافظ

گرکاؤس بہ تشکل مبدل پہونچا یہ حال دیکھکر بھاگا آکر شاہزادے سے اطلاع کی شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا بقہر و غضب تمام چلا مرکب ابلق مجنون دریائی زیر ران طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی شاہزادہ سب راستہ طی کرکے دربارگاہ نہنگ پر پہونچا دربارگاہ پر جا کر گھوڑے سے اترا درگہ سالار نے روکا شاہزادے نے کہا ہم ضرور اندر جائین گے یہ سنکر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار روک کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا نہنگ نے گھبرا کر کہا ارے درگہ سالار کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ ماہ عالم افروز دربار مین آیا اول جلاد کو للکارا جلاد نے چاہا خنجر مارے شاہزادے نے جلاد کو بھی قتل کیا شہباز کی قید کاٹی شہباز جو رنجیدہ بیٹھا تھا اٹھتے ہی نعرہ کیا اور پکار کر کہا لے اژدہاب مین اپنے آقا کے ساتھ جاتا ہون نہنگ نے کچھ جواب نہین دیا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیکر باہر نکلا افسرون نے نہنگ سے کہا ابھی کہ اگر حکم ہو تو روکین مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا یہی کہے جاتا ہی کہ سر میدان سمجھ لونگا مگر شاہزادے کو دیکھکر حیران ہو گیا جی مین کہتا ہی کیا جری و بہادر ہی کس زور و شور سے آکر اپنے سردار کو لے گیا اگر اکیلے کو روکتا تو بہادر لوگ بدنام کرتے کہ عجب جرأت دکھائی اکیلے کو یون گھیر لیا میدان مین سمجھ لونگا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا جنگل پر جگہ دی مگر نہنگ بعد جانے شاہزادے کے تخلیے مین جا بیٹھا اور حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے اکیلا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ مین نے جو سمجھا تھا

اُسکے سراسر خلاف ہوا اگر شہباز کا کوئی اثر جاتا تو مین نہ لا سکتا اب اگر چلا جاؤن تو بدنامی ہے
اگر لڑون تو کیا سمجھکر لڑون جو ایسا جری دنہادر ہو کہ اکیلا میری بارگاہ مین گھس آیا اور کچھ بھی
جان کا خوف نہ کیا اپنے رفیق کو لے گیا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اسکا سرنگ قنبگرد
حاضر ہوا مالک کو رنجیدہ دیکھکر پوچھنے لگا کیون آقائے نامدار آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
نہنگ نے کہا اے رفیق و شفیق مین شاہزادے کو ایسا نہ سمجھا تھا وہ تو جرأت کا پتلا نکلا اب
مین سوچتا ہون کہ کیا کرون اگر لڑون تو زیر ہو جاؤنگا اُسکا سردار کہ اُسکا زبرکردہ ہے اُس سے
تو مین عاجز ہو رہا تھا اگر خود شاہزادے سے مقابلہ پڑے گا تو کیا ہوگا سرنگ نے کہا
اگر حکم ہو تو مین گرفتار کرلاؤن فوراً قتل کرڈالیے آپ کو کون روک سکتا ہے نہنگ نے
کہا اے سرنگ اگر یہ کام کرو تو احسان عظیم ہوگا مین طبل جنگی نہین بجواتا تیرا انتظار کرونگا
جب تو شاہزادے کو لے آئیگا اور اُسکو قتل کرلونگا تو دوسرون سے سمجھ لونگا پھر کس کی
مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرسکے سارے لشکر کو ٹھونک لونگا یہ جوان جو رہا ہوکر گیا ہے اسکو
دھوکا دیکر مارونگا سرنگ اُسی وقت باتہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا راہ مین
آکر صورت بدلی سرِشام کا وقت ہے بازار مین پھرنے لگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہے
کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز کس بارگاہ مین آرام کرتا ہے ایک شاگرد نے کاؤس کو خبر
دی کہ ایک ضعیفہ بازار مین شاہزادے کو پوچھتی پھرتی ہے کاؤس سمجھ گیا کہ کوئی عیار آیا
جست و خیز کرتا ہوا بازار مین آیا دور سے دیکھا ایک ضعیفہ بازار مین پھر رہی ہے اور
ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ شاہزادہ کس بارگاہ مین رہتا ہے کاؤس جھپٹ کر قریب آیا
پکار کر کہا بڑی بی صاحب ہمسے پوچھیے ہم بتا دین شاہزادے سے کیا کہوگی یہ کہتا ہوا قریب
آیا باتون مین لگا کر حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ بھاگا کاؤس نے پیچھا کیا کہ جنگل
مین پہونچا سرنگ نے زفیل بجائی اُسکے پانچ شاگرد سامنے سے پیدا ہوے اب کاؤس
گھبرایا جی مین کہتا ہے کس کسکو جواب دونگا بیقرار ہوکر دعا مانگنے لگا سرنگ نیمچہ کھینچکر سامنے
آیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا اب سرنگ کو یقین کامل ہے میرے شاگرد قریب آجائینگے
گھیر کر اُسکو پکڑ لونگا کاؤس نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ سبے نیاز بلند کیا اور پکار اٹھا

کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کرکہ ایک طرف سے گرد اٹھی مہتر شاپور شبیر دل
کہ بالا دوی کو نکلا تھا نمودار ہوا اُسنے بھاگ جھکے ہین نے کپڑے چھینے تھے اُسکو چھ عیار گھیرے ہوئے
ہین مگر وہ سب کو جواب دے رہا ہی شاپور نعرہ کرکے جا پڑا جاتے ہی پانچون عیارون کو
تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیا سرنگ بھاگا اب شاپور طرف کاؤس کے متوجہ ہوا
کہا کیون مہتر صاحب یہ عیار کون تھے کاؤس نے کہا نہنگ نامے ایک پہلوان ہی کہ وہ
مقابلے مین ہمارے آقا کے آیا ہی مگر مکار و جعلساز ہی روز اول شہباز کو لے گیا تھا ہمارے
آقا کو مار لائے شاپور نے پوچھا تمھارے آقا کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا ماہ عالم افروز
فرزند ایرج نوجوان شاپور نے پوچھا تمھارے باپ کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا مین اُسکا
فرزند ہون کہ جو فخر دو دمان مہتر مہتران کہلاتا ہی برہم کرنے والا ساحرون کی محفل کا شاپور
شبیر دل کاؤس نے پوچھا آپ کہان رہتے ہین شاپور نے بانہاے عیاری نکالکر کاؤس
کو دیے کہا یہ اپنے بانے لیجاؤ خیر انشاء اللہ ملاقات ہوگی کاؤس سامنے شاہزادے کے
آیا شاہزادے نے پوچھا یہ بانے کیونکر پائے کاؤس نے کہا اُسی قزاق نے مدد کی پانچ عیار
دم بھر مین مار کر ڈالدیے پھر اُسنے بانے پھیر دیے اور یہ کہہ گیا کہ انشاء اللہ ملاقات ہوگی
اب وہ اپنے لشکر کو گیا شاہزادے نے کہا تمنے ہمارا نام کیون بتایا ایسا نہ ہو کہ کوئی
جاسوس ہو مجھے منظور یہ ہی کہ اول نور الدہر سے مقابلہ کرون اُنکو زیر کرکے اپنے باپ
سے ملون اور عہد لے لون کہ ذنگل رستم کا نام اب نہ لینا کاؤس نے کہا سرکار کو اب اختیار
ہی اب مین کبھی نام نہ بتاؤنگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر سرنگ نے جاکر سب حال نہنگ
سے کہا نہنگ کو مایوسی ہوئی کہ عیار بھی پلٹ آیا سرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور چرا کر
اُنکو لاؤنگا ہر چند سرنگ نے کہا مگر نہنگ نے قبول نہ کیا طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے
شاہزادے کو خبر کی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوادیا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے نہنگ گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی مین
شاہزادے سے مقابلے کا خواہان ہون شاہزادے نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھرکر
مقابل نہنگ مین آیا ہر چند کہ سردار منع کرتے تھے کہ آپ اِسکے مقابلے مین نہ جائیے مگر

شاہزادے نے قبول نہ کیا نہنگ سے مقابلہ پڑا دونون نیزہ چلانے لگا بعد تھوڑی دیر کے
شاہزادے نے گانٹھکر نیزہ نہنگ کا نکالدیا جب نیزہ نہنگ کا نکلگیا تو گھبرایا دل مین کہتا
کہ یہ تو بہت نیزہ باز بردست ہی مین رفیق کو بھی نیزہ نہ کرسکا یہ تو افسر اعلی ہی اسکو کیونکر زیر
کرسکونگا تلوار کھینچکر تھم گیا دیکھکر کہا ای شہریار آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی مجھکو ڈر مارا ہی تیر
گوشے سے مارا چاہتا ہی اور تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہی شاہزادے نے جو پلٹ کر دیکھا نہنگ نے
ہاتھ تیغے کا مارا سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخمی کرکے حلقہ ہاے کمند مارے شاہزادے کے
سر سے خون جاری ہوا حلقہ ہاے کمند مین جو شاہزادہ پھنسا بیہوش ہوگیا نہنگ نے گرفتار
کر لیا اسی حال مین مسلسل و مطوق کیا شہباز نے چاہا جا پڑون مگر کاؤس نے روکا کہ حضور
تامل فرمائین مین خبر لاؤنگا نہنگ شاہزادے کو لے گیا اپنی بارگاہ مین آیا افسرونکو اشارہ
کیا کوچ چلنے کی تیاری کرو رات ہی کو افسرون نے تیاری کی کاؤس تو اس فکر مین رہا کہ صبح کو
خبر لاؤنگا مگر نہنگ رات ہی راتا چل نکلا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن صبح کو نہنگ
جو بے خبر گیا دیکھا سناٹا پڑا ہی چند لوگون سے جو باقی رہگئے تھے دریافت کیا تو احوال
معلوم ہوا کہ نہنگ کوچ کرگیا کاؤس پلٹ کر لشکر مین آیا شہباز جملہ افسرون کو لیے ہوے
بارگاہ مین بیٹھا ہی اسی فکر مین تھے کہ کاؤس پلٹ کر آئے تو مین جا پڑون ہرچند کہ میری کیا مجال
ہی کہ اس شہریار پر احسان کرون انھون نے مجھکو رہا کیا مین تو انکو رہا کر سکون مگر بلوہ ضرور
کرونگا کہ کاؤس روتا ہوا آیا شہباز نے پوچھا ای متروالا گھر خیر تو ہی کاؤس نے کہا کہ ای شہباز
ہم تو غافل رہے نہنگ رات ہی کو کوچ کرگیا شہباز نے حکم دیا لشکر تیار ہے جہان جائیگا
وہان جاکر مارونگا شہباز لشکر کو تیار کرکے تعاقب مین نہنگ کے چلا مگر نہنگ بارہ کوس
پر جاکر اترا خیال مین ہی کہ کوئی میرے تعاقب مین آئیگا اس خیال مین اترا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی حشام چوب گردان گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا
نہنگ نے پوچھا ای برادر حشام کہان سے آتے ہو حشام نے جواب دیا کہ برائے شکار
نکلا تھا تمھاری خبر سنکر چلا آیا مگر تم کہان سے آتے ہو نہنگ نے کہا ای برادر حشام مین
برائے گرفتاری نبیرہ حمزہ گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا ارادہ یہ ہی کہ اپنے ملک پر جاکر قتل کرون

حشام نے کہا کہ فرزندان حمزہ ایسے نہین ہین تمنے کسی مکر سے گرفتار کیا ہوگا نہنگ نے کہا مکر کیسا سرمیدان نکلا زور کر گرفتار کر لایا اب ارادہ یہ ہو کہ اپنے قلعے پر جا کر قتل کرون حشام نے کہا او نہنگ میرے سامنے تو شاہزادے کو بلاؤ مین اسکو دیکھون اور پوچھون کہ تم لوگ تو طبل یکتائی بجاتے ہو ہمارے دوست نے تمکو کیونکر گرفتار کیا یہ لوگ جری اور بہادر ہین انصاف بھی کرتے ہین صاف صاف کہدیگا کہ مین زیر ہوا نہنگ دربار مین لیکر حشام کو آیا افسرون کو حکم دیا کہ شاہزادے کو بارگاہ مین لاؤ افسر جا کر شاہزادے کو لائے سر مین زخم مسلسل و مطوق مگر زنجیرین ہلاتا ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی حشام نے کہا کیون اونبیرۂ حمزہ ہمارے دوست نے تمکو زیر کیا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا فرمایا اے پہلوان تمہارا دوست مکار ہے سرمیدان اسنے مکر کیا زخمی کر کے کمندون مین گرفتار کر لیا ہر چند کہ زخمدار ہون مگر اسکے امتحان کو موجود ہون حال کھلجائیگا حشام نے کہا اے نہنگ قید سے رہا کر کے اس جوان سے مقابلہ کرو میرے سامنے زیر ہو دیکھون تو کیونکر اطاعت نہین کرتا ان لوگون کا دستور ہو کہ اگر یہ زیر ہوتے ہین تو اطاعت مین انکار نہین کرتے نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا حشام نے کہا مین مقابلہ کرون زیر کر کے تمہارے قدمون پر گراؤن یہ کہکر اٹھا ہتھکڑی شاہزادے کی کاٹی کہا تامل فرمایئے آہنگر کو بلاتا ہون بالکل رہا کرونگا شاہزادے نے کہا اے پہلوان اگر وقت رہائی آگیا تو کچھ آہنگر کی ضرورت نہین یہ کہکر خانۂ زور مین آ کر قید کو توڑ ڈالا حشام تعریفین کرنے لگا کہ اے شہریار کیون جلدی کی مین تو آہنگر کو بلاتا تھا شاہزادے نے کہا اے پہلوان مین تمسے سب طرح موجود ہون اگر قصد کرون کہ چلا جاؤن تو کوئی روک نہین سکتا مگر تمسے وعدہ کیا ہو برائے مقابلہ موجود ہون حشام نے حکم دیا کہ جراح کو بلاؤ انکے زخمون مین ٹانکے دے اور اکھاڑا تیار کرو جب انکا زخم اچھا ہولیگا تب اسنے مقابلہ کرونگا شاہزادے نے کہا مین ابھی موجود ہون حشام نے کہا آپ کا زخم سر اعلیٰ ہو شاہزادے نے کہا ایسے زخمونکا کیا اعتبار ہو مین تمسے مقابلہ کرونگا حشام نہ مانتا تھا مگر شاہزادے نے ٹانکے دلوا کے کہا اے حشام اب مقابلہ کر لو یا تم میری اطاعت کرو یا مین تمہاری اطاعت کرون حشام خوش ہو گیا اور

جی مین کہتا ہو کہ اگر یہ شبر سبز تن اطاعت کریگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا شاہزادے کو ساتھ لیکر
اکھاڑے پر آیا مگر یہ کہے جاتا ہو کہ آپ ابھی خستہ ہین مین یہی چاہتا ہون کہ بعد دو چار دن کے
مقابلہ کرون مگر شاہزادے نے دنا حشام سے مقابلہ ہوا شاہزادہ اس زور و شور سے
حشام سے لڑا کہ حشام عاجز ہو رہا ہو سر سے خون جاری جہان پکڑ لائے دو چار گھڑی تک
حشام تنگ ہو جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو تین پہر کامل شاہزادے سے لڑا پھر دن رہے کہا اگر تو
آخر کرتا ہون بس اسی زور پر خاتمہ ہو شاہزادے نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے حشام دونون
سونڈھے شاہزادے کے تھام کر لے دوڑا اچھہ سات قدم تک شاہزادے کو لایا وہان
آ کر شاہزادہ پلٹا حشام کو پچیس قدم ریلکر لایا وہان آ کر پکڑ مارا کہ دونون گھٹنے حشام کے
آشنا بہ زمین ہوے ہاتھو ڈھیلے کر دیے فرمایا اے حشام لنگر قایم کر حشام نے تڑپ کر
لنگر مارا زمین کو تھام کر بیٹھا کہا اے شہریار اب تو میرے لنگر کو دیو بھی نہین اکھیڑ سکتا یہ سنکر
شاہزادے نے آستین چڑھا کر ہاتھ بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا حشام نے کہا اے شہریار مین
زیر ہوا اطاعت کو موجود ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا حشام نے بدل الفت
کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نہنگ سے کہتا تھا اے نہنگ تم بھی اب امتحان کرلو کہ حوصلہ نہ باقی
رہے نہنگ نے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھیے مجھے اب حوصلہ نہین ہو دونون کو لیکر بارگاہ مین
آیا دو جام شراب آغشتہ بہ دار وے بیہوشی منگائے ایک جام شاہزادے کے سامنے
لایا دوسرا حشام کو دیا اقرار تو یہی کر رہا ہو کہ مین آپ کا مطیع ہون شاہزادہ و حشام دونون
بیہوش ہوے نہنگ نے دونون کو گرفتار کیا قصد ہوا کہ قتل کرون مراہین استادگین
جلاد جمع ہوے دونون کو نہنگ لیکر میدان خونی مین آیا دونون کو دار پر کھینچا اور
تیر اندازون کو جمع کیا ارادہ ہو کہ تیر باران کرون کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کہ برائے شکار نکلے تھے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال دار پر
کھنچا ہوا ہو ایک پہلوان چاہتا ہو تیر اندازی کرون شبرنگ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ
جوان کون ہو کیون اسکو قتل کرتے ہین شبرنگ جھپٹ کر گیا اور خبر لیکر آیا عرض کی کہ :

شہریار فرزند ایرج نوجوان ہین نہنگ نے مکر سے گرفتار کرکے دار پر کھینچا ہی نور الدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون شاہزادے کو رہا کرون کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑتی شہباز ریکہ تا مشرقی کہ لشکر لیکر چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو دار پر دیکھا بیقرار ہوگیا نعرہ کرکے جا پڑا اُسکا لشکر ظفر اثر تین لاکھ فوج جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن تلوارین کھینچکر اپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی اور شہباز لڑتا ہوا قریب قیدیون کے پہونچا شاہزادے کی قید کاٹی حشام کو بھی رہا کیا مگر نہنگ نے جو دیکھا کہ شہباز نے آکر دونون کو رہا کرلیا فوج کو اشارہ کیا کہ اِن دونون جوانون کو گرفتار کرلو کل فوج کا بلوہ ہوا یہ دونون شیر لڑ رہے ہین نہنگ کا مقابلہ شہباز سے پڑا مکر سے اِسنے شہباز کو زخمی کیا شاہزادے نے دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا تلوار کھینچکر جا پڑے چاہا نہنگ کو مارون ایک جوان نے پشت سے آکر ہاتھ مار دیا شاہزادہ بھی زخمی ہوا حشام جو آکر لڑا یہ بھی آفتاد سے زخمی ہوا اب یہ جوان زخمون مین جھوم رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین شبرنگ نے نور الدہر کو خبر دی کہ وہ سب جوان زخمی ہوئے نہنگ بڑا مکار ہی یہ شاہزادہ فرزند ایرج نوجوان ہی نور الدہر کو تاب نہ آئی نام فرزند ایرج سنکر بیقرار ہوگئے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ با شیدائی کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند دلبند پہلوان جہان شاہزادہ بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شہسوار عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گز بمیش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
نقارا بہ یک دست برداشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے جا پڑے یا تو چہار جانب سے شاہزادے پر حملے پڑ رہے تھے نور الدہر پروانہ وار گرد شاہزادے کے پھرنے لگے جس کسی نے ارادہ کیا کہ شاہزادے پر ہاتھ مارے نور الدہر نے بڑھکر اُسکا سر اُڑا دیا کئی سو جوان افسران نامی ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے نہنگ بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افسرون سے کہتا ہی ہان یارو گھیر کر اِن سبکو

آ رہو اس جوان نے تو آکر قیامت برپا کی مگر فوج نہنگ کی بہت ہے نور الدہر جو بلوہ کئے ہوئے
بھی بلا ہے کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب بلوہ کر کے آتے ہیں مگر نور الدہر کے ہاتھ سے شکست
کھاتے ہیں اسقدر فوج ہے کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ
گھرا ہوا ہے ایسا نہ ہو بلوہ کر کے مار لیں تو بڑی بدنامی ہوگی تاجر زادہ کہیگا کہ میرے فرزند کی
خبر نہ لی ہم لوگ ہمیشہ دست چپیوں کی مدد کیا کئے شکر ہے پروردگار کا کبھی ان لوگوں سے
سر نہیں جھکایا یہ سوچ سے چکر لڑ رہے ہیں مگر نہنگ پشت پر سے آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا
جب نور الدہر اور حریف سے متوجہ ہوئے تو نہنگ نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر
نور الدہر کا بھی زخمی ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی نہنگ تو گھبرا گیا کہ شاید مسلمانوں کی مدد
آگئی سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار کئی لاکھ فوج
پشت پر اسنے جو دور سے دیکھا کہ نہنگ لڑ رہا ہے مگر بھاگتا پھرتا ہے نعرہ کر کے آپڑا آواز دی
کہ اے نہنگ نہ گھبرانا بدولت آپہونچے منم املاک ابلیس پرست میں اپنے بیٹے سے
یہی وعدہ کر کے چلا تھا کہ جہاں مسلمانوں کو پاؤنگا مثل نقش قدم مٹا کے چلا آؤنگا غرض
نہنگ نے جو املاک کو دیکھا کہ فوج بے شمار ہے آتے ہی اسنے ہنگامہ ڈالدیا تین لاکھ
فوج کا آنا اور بلوہ کرنا شاہزادہ بھی زخمی شہباز مشرقی بھی زخمی ہوا نور الدہر بھی زخمی اور
کثرت فوج سے بیقرار مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ ملازموں نے ماہ عالم افروز کو ہوادار
پر ڈال لیا ہے اور نور الدہر بھی سست ہو رہے ہیں سر سے اسقدر خون بہا ہے کہ لختے خون کے
سینے پر جمے ہوئے ہیں شبرنگ نے کاؤس سے ملاقات کی پوچھا اے منتر والا گہر تمھارے
والد نامدار کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا میں نے سنا ہے کہ میرے والد کا نام نامی و اسم گرامی
فخر دودمان خواجہ عمرو منتر شاپور شیر دل ہے میں انکے گلزار کا خوشہ چین ہوں شبرنگ نے
کہا سردار سب زخمی ہیں ادھر دو سردار نہنگ و املاک ابلیس پرست ایک ایک انکی
دیو ہے فوج ہماری دلدہی نہیں کرتی ایک ایک جوان پر دس دس کا بلوہ ہے کس کس کو روکیں
اب تمھاری صلاح ہو تو نکل چلیں کاؤس نے کہا میں خود اسی فکر میں تھا مگر تمھاری بھی
صلاح ہوئی ورنہ ہاتھ سے کفار کے جان بری نہ ہوگی شبرنگ نے آکر نور الدہر کو بھی

ہیو ادا اللہ پر سوار کیا اور طرف صحرا کے چلے کا فرون نے پیچھا کیا اسگے آگے اہل اسلام بھاگے
ہو سے جاتے ہین کفار تعاقب مین ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ کوئی قلعہ ملے تو اسمین پناہ لین
بارہ چودہ کوس چلے تھے کہ ایک کوہ بلند دکھائی دیا شبرنگ نے کہا اے کاؤس اس پہاڑ
پر پہنچ کر جلد کر زرا تو مہلت ملے کاؤس نے کہا آپ بڑے ہین جو آپ کی صلاح ہو وہی بہتر
ناچار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے ٹھہرنے نہ پائے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا آگے
آگے املاک ایک طرف سے نہنگ فوج کفار مثل موج ملخ کے نیزے چمکاتے ہوے
آپہونچے اہل اسلام کو جو پہاڑ پر دیکھا نہنگ سے کہا اے پہلوان ان مسلمانوں کی قضا
قریب ہو جب تو اس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مین عہد کر چکا تھا کہ جہان مسلمان جائین گے
گھیر کر مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا خداوند ابلیس نے عہد میرا قبول کیا چہار جانب سے
پہاڑ کو گھیر لو چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اہل اسلام خستہ و شکستہ و پریشان بلوہ کفار
کا دیکھ رہے ہین کاؤس نے کہا کیون مہتر شبرنگ اب کیا کرو گے چہار جانب سے
گھر گئے اب دشمنون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو شبرنگ نے جواب دیا پروردگار
مالک و مختار ہو ادھر کفار نے مورچے اپنے قایم کیے مہتر کاؤس و شبرنگ نے جابجا
گھاٹیون پر تیر انداز بٹھائے ہین زیر کوہ سے بھی تیر چل رہے ہین مگر پہاڑ سے جو تیر آتا
ہو وہ کام کرتا ہو کفار زخمی ہو رہے ہین اور جب یلغار کرتے ہین تو تمام کوہ ہلجاتا ہو مگر دونون
عیار اسطرح کی تیر اندازی کر رہے ہین کہ کفار بڑھ نہین سکتے بلوہ کر کے رہجاتے ہین غل
مچاتے ہین چہار طرف سے ہنگامہ ہو کہ مسلمانون کو گرفتار کر لو شاہزادہ و نورالدہر بیہوش
پڑے ہین زخمون مین ٹانکے بھی دیے گئے مگر ہوشیار نہین ہوتے پہر رات رہے کفار
نے ایسا غلغلہ کیا کہ نورالدہر کی آنکھ کھلی قریب اپنے ماہ عالم افروز کو پایا جوش محبت سے
گلے لگا لیا شاہزادے نے بھی آنکھ کھولی آپس مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے
پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو شاہزادے نے تمام معرکہ طلسم آبگینہ کا بیان کیا یہ سنکر
نورالدہر نے بہت تعریف کی کہ بڑا امر طے کیا حقیقت مین معرکہ عظیم تھا افغان کو بڑے
زور و شور سے مارا ماشاء اللہ ہمنے اخبار مین دیکھا تھا کہ فرزند ایرج نوجوان طلسم آبگینہ

گئے ہین نہین معلوم والد نامدار تمہارے کہان ہین اپنے باپ سے جرأت مین بہتر ہوگے
ماہ عالم افروز نے بگڑ کر کہا یہ آپ نے کیا کلمہ کہا نورالدہر نے کہا کہ تمنے ابتک بیس تیس
طلسم آبگینہ فتح کیا ایرج نے آجتک کوئی طلسم نہین فتح کیا اسوجہ سے تمہاری جرأت کو ترقی
ہے مین تمکو زیادہ جری جانتا ہون ماہ عالم افروز خاموش ہو رہا چار پہر رات اسی باتون
مین گذری کہ مہر عالم افروز سلح شعاع لیے ہوئے میدان چرخ زبرجدی مین آیا چاہتا تھا
تماشہ قتل خطا کا دیکھون مگر املاک و نہنگ سوار ہوئے کل فوج کو ساتھ لیا بلوہ کر کے
طرف پہاڑ کے چلے کاؤس و شبرنگ نے تیرونکی بوچھار کی اسطرح کے تیر مارے کہ دس
بارہ ہزار کفار مارے گئے فوج کفار پیچھے ہٹی املاک نے کہا کہ ای نہنگ ہم تم اکیلے
چلین پہاڑ کو فتح کرلین پھر فوج بھی آجائیگی ای نہنگ مین فوج کا بھروسا نہین کرتا مین
لاکھون سے اکیلا لڑچکا ہون اس پہاڑ پر جانا کیا سختی ہے یہ آپس مین صلاح کر کے آخر
دونون نے گینڈے بڑھائے پہاڑ سے تیر پڑنے لگے یہ دونون بنڈیلے تیرونکو قلم کرتے
ہوئے جاتے ہین جو تیر آیا اسے قلم کیا گینڈون کے تیرون کے انبار لگا دیتے ہین
مگر کاؤس و شبرنگ تیر اندازون کو اشارہ کر رہے ہین تیر انداز گھاٹیون سے تیر اندازی
کر رہے ہین مگر یہ دونون نہین مانتے کل میدان کو طے کر کے قریب کوہ پہونچے گینڈون سے
اترے دامن گردانکر جستجو کی پہلی گھاٹی پر آئے سپاہیون سے تلوار چلنے لگی مگر ان دیو
زادون کا سپاہی کیا کر سکتے ہین جب ادھر پھر کی مار دیتے ہین چار چار چھ چھ سپاہی غار کوہ
مین گر پڑتے ہین یہ دونون لڑتے بھڑتے کئی گھاٹیان طے کر گئے نورالدہر نے جو خبر سنی کہ
املاک و نہنگ گھاٹیون کو طے کرتے ہوئے آتے ہین گھبرا کر نکل آئے ماہ عالم افروز
نے جو دیکھا کہ نورالدہر باہر جاتے ہین تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا پیچھے نورالدہر کے
شاہزادہ بھی باہر نکلا دونون شیر باہر آئے دیکھا گھاٹیون پر تلوار چل رہی ہے نہنگ و
املاک اسطرح لڑ رہے ہین کہ اہل اسلام جان دیتے ہین چاہتے ہین انکو نہ بڑھنے دین
مگر وہ دونون پیل دیو خصال عفریت مثال بڑھتے چلے آتے ہین نورالدہر نے قصد کیا کہ
جا پہونچون ماہ عالم افروز نے دامن تھام لیا کہا پیر مرشد ایسا ارادہ نہ کیجیے غلام حاضر ہے تا خیر

نور الدہر نے کہا یہ تو غیر ممکن ہو کر میں اپنے سامنے تمھیں جانے دون دونون شمشیر زن کے
مگر جھپٹ کر جو اٹھے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹ گئے تھے خون سر سے جاری ہو اہل فوج نے
جو یہ معرکہ دیکھا عاجز ہو کر پکارنے لگے اسطرح سے دعائیں کرتے تھے کہ ای کریم کارساز
دای رب بے نیاز ان ظالمونکے ہاتھ سے بچا لے **نظم**

توئی کافریدی زیک قطرہ آب
گہرہاے روشن تر از آفتاب

پدیداری از لطف جوہر پدید
بہ جوہر فروشان نوادی کلید

جواہر تو بخشی دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را

نیارد ہوا تا نہ گوئی بیار
زمین آورد تا نہ گوئی بیار

جہان رابدین خوبی آراستی
بروزان کہ یاری گری ساختی

زگرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتی بہ اندازۂ یک دگر

چنان برکشیدی بستی نگار
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

چنان بہن خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

سب نے ملکر جو دعا کی چند گھاٹیان باقی ہین کہ املاک و نہنگ سر کوہ پر پہونچین
کہ تیر دعا اہل اسلام کا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی تقضاے کار تقدیر وح روان
قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان براے شکار آئے تھے شاپور نے خبر دی کہ
نور الدہر بن بدیع الزمان فلان پہاڑ پر گھرے ہوے ہین کفار کا بلوہ ہو یہ سنتے ہی
ایرج نوجوان کو کب تاب آتی ہو اسی وقت روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ نہنگ
و املاک چند گھاٹیان طی کر کے بر سر کوہ پہونچے ہین چاہتے ہین کہ اوپر بڑھکر پہاڑ کو فتح کرین
کہ صحرا سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا وای نابکاران پدر وعاشم شیرشیر
عربستان نبیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم نوجوان ایرج عالیشان نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر بلہ کہ صاحبقراعظم و آفاق گیر بلا او بے حیاؤ خبردار پہاڑ پر پہنچا
اگر دعوی جرأت ہو تو اُترا آؤ وہ دونون کب اُترتے تھے گھاٹیون پر لڑ رہے ہین ایرج
قریب پہاڑ کے پہونچے اور گھوڑے سے اُترے گھاٹی کو طی کیا نور الدہر دیکھ رہے ہین

کر ایرج نوجوان گھاٹی کو طے کرتا ہوا آتا ہی اور نعرہ کر رہا ہی۔ او بچیا آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوجکو برباد کر دونگا
ایرج نوجوان کی ہمراہی مین جو چار چھ ہزار جوان ہین وہ پرے باندھے ہوے کھڑے ہین
جب ایک گھاٹی قریب رہگئی تو ایرج نے للکارا کہ او نامردو وہین مین آتا ہون انشاءاللہ تم
سب سے سمجھونگا املاک نہایت آتشخو شعلہ مزاج ہی تلوار کھینچکر کود پڑا ایرج پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا
ایرج فنون سپاہ گری سے ماہر بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار املاک کی چھین لی اور
کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نہنگ کو للکارا کہ او بچا تیرے ساتھ والا تو یہ ہوا میرے
ہاتھ پر چڑھا ہی ادھر منہ چڑھ ہو تو تجھکو حال کھلے نہنگ نے جو بلندی سے دیکھا کہ املاک
ایسے کو اٹھا لیا سوچا کہ یہ جوان بہت بڑا زبردست ہی اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی اسوقت
املاک اسکے ہاتھ پر ہی جا کر مار لون یہ سوچکر کود پڑا اور ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے املاک
کو سامنے کر دیا پشت پر املاک کی تلوار پڑی پکار کر آواز دی او نہنگ دشمن کے بدلے
مجھے زخمی کیا نہنگ نے چاہا دوسرا ہاتھ مارے ایرج نے املاک کو ہاتھ پر تول کر
نہنگ پر پھینک مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے اس غار مین پہونچے کہ جہان کا نشان
نہین ملتا مار کر ان دونون کو ایرج پلٹے زیر کوہ آکر گھوڑے پر سوار ہوے اور فوج
پر جا پڑے شاپور نے دیکھا کہ آقاے نامدار فوج کفار پر جا پڑے ساتھ والون سے
اشارہ کیا کہ ہان یارو یہی وقت جنگ وجدل ہی آقا تمھارا اکیلا تنہا لاکھون پر جا پڑا ہی
تم بھی جانبازی کرو کئی ہزار جوان لڑے بھڑے ہمراہیان ایرج نوجوان فوج کفار پر
جا پڑے اول تیر مارے کئی ہزار کفار تیرون سے گرائے بعد تیرون کے نیزے پکڑکر
ہل گئے جسپر نیزہ مارا اسے گھوڑے سے گرا دیا مہتر شاپور شیر دل اپنے آقا کے قریب
پشتی بانی کر رہا ہی حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہی ہزارونکو جلا دیتا ہی تمام میدان دھون
دھار ساتھ والے ایرج کے لڑ رہے ہین ایرج نے قلب فوج مین پہونچکر دیکھا کہ
علمدار لشکر املاک فیل مست پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ
ہان یارو یہی وقت ہی جانبازی کرو اپنے آقا کو بچاؤ افسر تمھارے مارے گئے
اب جانبازی کرکے دشمن کو مار لو مہلت نہ دو تم لاکھون ہو وہ چند کس انکا مار لینا کیا

بات ہی یہ دیکھکر ایرج نے للکارا آکر اونامرد کیا فوجکو ترغیب دے رہا ہی کچھ اپنی جرأت تو دکھا
علمدار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا تیغہٗ دودمۂ سکندری
دست زبردست ایرج نوجوان برق شمشیر تڑپ کر گری علمدار کو مع علم کاٹا کفار پر عالم ماتم
گرا علم کو کاٹ کر تلوار نے ہاتھی کو کاٹا اور زمین میں آکر بوسہ دیا شاہزادہ ماہ عالم فروز نے جبینہ
کو زخمدار ہی سر سے خون بہہ رہا ہی کہا ای شہریار دیکھا آپ نے کہ قبلہ و کعبہ نے کیا ہاتھ مارا
ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی جہان قدم اُٹھا وہاں اُٹھا پھر کسیکے روکے سے رُکتے
ہین سکان بلند رکاب کہ فوج کا افسر اعلی ہی فوج کو لیکر بھاگا صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ
قلعۂ تریاق اُسکو کہتے ہین رواق تریاق نشین وہاں کا حاکم ہی اِسنے قلعے سے دیکھا کہ
ایک فوج شکست خوردہ آتی ہی سکان بلند رکاب آگے آگے فوجکے پاؤن نہین
جمتے پشت سے ایک جوان تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی رواق نے
سکان کو پہچانا اور پکار کر آواز دی ای سکان یہ کیا معرکہ ہی سکان نے ہاتھ اُٹھائے
اور پکار کر آواز دی کہ ہمکو قلعے مین آنے دو رواق نے قلعہ کھولدیا سکان مع فوج
قلعے مین پہونچا رواق سے سب حال بیان کیا کہ املاک مارے گئے نبیرۂ حمزہ ہمارا پیچھا
نہین چھوڑتا رواق نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا نہین ہی دیکھو کہ تین تین ضربین چڑھی
ہوئی ہین بڑے بڑے لوگ آئے اُنھون نے آکر قلعے پر دھاوہ کیا مگر ہین قلعے سے نہین
نکلا دم بھر مین شکست دی آخر ناچار ہو کر بھاگے تو تم بہ اطمینان بیٹھو یہان کوئی نہ
آسکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایرج نوجوان کرہ بن اشتر پر سوار تلوار علم کیے
پہونچا سکان کو جو بالائے قلعہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او حاکم قلعہ ہمارے چور کو
نکالدو اِسی مین بہتر ہی ورنہ مین آتا ہون رواق نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ
زیادہ جرأت کا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤگے یہ قلعہ ایسا نہین کہ جسکو لے سکو یہ
سنکر ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ارا دیے سے اُٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او رواق مین آپہونچا رواق نے اِشارہ کیا گولہ اندازون نے
نہین معلوم کان مین تو پون کی کیا کہکر پھونکا کہ توپین گرجین اور گرز کین آگ گانے لگین

اور ہمراہیان ایرج تو رک گئے مگر ایرج نوجوان شیر بیشۂ قاسم عالیشان کب رکتا
ہو گھوڑے پر کوڑا کیا وہ مرکب تیز رو طرارے بھرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے بائین گیا
اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا تھا نیچہ گرز کا مارا کہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر خندق مین گرا وہ
دناتا ہوا گر قلعہ بن گیا ایرج نوجوان راہ کو طی کر کے قریب خندق کے پہونچا آواز دی
کہ او رواق مین آگیا اب کوئی آکے روکے سکان نے کہا اے رواق اگر کہو تو جا کے
روکون قلعے مین نہ آنے دون رواق نے کہا اے سکان غیر ممکن ہو کہ تم جا کر اس جوان
سے مقابلہ کرو اول تو خندق مابین مین حائل ہو اگر فرا کر آیا تو ہم قلعے مین اُسکو مار لینگے
زندہ نہ چھوڑینگے ادھر ایرج نوجوان قریب خندق کے کھڑا تھا گھوڑے کو چوا بڑی تو
گھوڑا خندق کو فرا گیا قریب پھاٹک کے ایرج پہونچے گرز پھاٹک پر مارا پھاٹک
لہرا کر گرا ایرج نوجوان اندر قلعے کے آیا اہل قلعہ لڑنے لگے ایرج نوجوان بھی شیرانہ
لڑنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہوا اور ریلا ہو رہا ہے کہ اس جوان کو مارو مگر کوئی قریب نہین
آتا ایرج نے اُسی جنگ مین افسرونکو تاک تاک کر مارا جب کئی سو افسر قتل ہوے تو
رواق سامنے آیا للکار کر آواز دی او جوان اب کیونکر بچیگا ایک ضرب شمشیر مین
دو پرکالے کرونگا ایرج نے کہا او نامرد آتو مردان عالم کی ضرب تو قبول کر دیکھون
تو کیسا بہادر ہو رواق نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا کہ رواق
کے دو ٹکڑے ہوے رواق کے مارے جاتے ہی سکان نکل بھاگا ایرج نے قلعہ
تسخیر کیا شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ سکان نکل گیا ایرج نے اہل قلعہ کو مسلمان کر کے
سکان کا تعاقب کیا مگر سکان بھاگا ہوا جاتا تھا بارہ کوس پہ جا کر سکان کو ایک قلعہ
ملا کہ نہایت بلند و مرتفع حاکم وہانکا کوہسار صحرانشین اُسنے سکان کو پہچانا بالاے
قلعہ سے آواز دی کہ اے سکان ہمارے قلعے مین آؤ ہم تمکو دامن مین پناہ دین یہ سنکر
سکان قلعے مین گیا کوہسار حال پوچھ رہا ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم ایرج نوجوان
او بے حیا ہمارے چور کو نکالدے ورنہ قلعہ ویران کر دونگا کوہسار نے کچھ جواب نہ دیا
ایرج نے گھوڑا بڑھایا بالاے قلعہ سے تیر پڑنے لگے ایرج تیرونکو کب مانتا ہو

تیر دان کا قلم کرتا ہوا جاتا ہے تھوڑی دیر مین راہ کو طی و پر کر کے قریب خندق پہونچا کوہسار
کو تاب نہ باقی رہی قلعے سے نکل پڑا ایرج سے آکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
ایرج نے خالی دیکر ہاتھ مار دیا کہ کوہسار کے دو ٹکڑے ہوے اس جنگ کا حال
قابل ملاحظۂ ناظرین ہے کہ سکان سات دن برابر بھاگا اور ایرج نے پیچھا نہ چھوڑا
ساتوین دن ساتھ والون سے کہا کہ یارو کہان بھاگ کر جاؤن اب ٹھہرتا ہون اس
جوان سے عذر کروان دام مکر پھیلاؤن شاید پھنس جائے ایسا شیر دلیر میری نگاہ سے
نہین گذرا آج سات دن گذرے کہ ہمپر آب و دانہ حرام ہو گیا اور وہ نوجوان بھی
گھوڑے سے نہین اترا کلیجہ اور دل تو دیکھو کیا جرأت و شوکت ہے کہ تیور پر بل نہین
بھوکا پیاسا چلا آتا ہے ہمارا تو سب کے سب عجیب حال ہے خیر ٹھہر نے تدبائین گے پھر
جیسا کچھ ہو دیکھ لین گے سب ساتھ والے عاجز ہو رہے تھے سب نے کہا کہ بہت
اچھی صلاح ہے بس سکان نے رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالی راہ مین آکر
ایرج کی [illegible] پکار کر آواز دی فرد سر [illegible] تو ای ظل الٰہ آمدہ ایم ہمہ سایۂ
[illegible] آمدہ ایم یہ کہکر [illegible] ہون کے چلا یہ فرزند صاحبقران ہین خلق
مجسم [illegible] نے دیا مر سینے سے لگا لیا مگر سکان نے شاہزادے کے سامنے
[illegible] پڑھا ہاتھ باندھکر سامنے آیا اور فوج سے کہا لو صاحبو میری خطا معاف ہوئی
[illegible] نہ تھا کہ خطا معاف کرینگے مگر یہ گل گلزار صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی خلق
[illegible] ہین کہ [illegible] کی خطا معاف کی مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ ایسے نالایق کی خطا معاف
[illegible] مگر [illegible] کیا [illegible] بہا۔ یہ ہین بحر جرأت کے بے بہا در یہین سب اہل فوج
[illegible] کلمہ پڑھا ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا خدمت گذاری
[illegible] اب [illegible] ملا کر پلائی شاپور کو کسی کام کے حیلے سے باہر بھیج دیا
[illegible] ایرج کو شراب [illegible] ساتھ والون سے اشارہ کر دیا کہ عیار کو باہر ہی [illegible]
[illegible] شاپور [illegible] گرفتار ہوا دس کافر ٹوٹ پڑے خنجر بھی نہ کھینچنے پائے
کہ گرفتار ہو گیا سکان نے سب کو گرفتار کر کے ارابے پر سوار کیا اور لیکر چلا یہان

صاحبقران زمان کہ لشکر مین موجود تھے نور الدہر کے پلٹ کر نہ آنیسے بیقرار ہوئے اور ہرکارون سے حکم دیا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو خبر لاؤ کہ نور الدہر پر کیا گذری ہرکارے لشکر سے نکلے تین کوس گئے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان کو ایک پہلوان لیے جاتا ہو دیکھتے ہی پلٹے آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران سوار ہوئے چند سو اہمراہ اُسوقت پہونچے کہ سکان ایرج کو لیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا ہو ایرج سے کہہ رہا ہو کہ کیا تمھین زندہ چھوڑونگا ایرج نے جواب دیا او نامرد تیری کیا مجال ہو کہ ہاتھ لگا سکے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارنا چاہا ایرج نے ہاتھ اُٹھایا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ کر پھینکدیا ہتھکڑی گھما کر ایک سپاہی پر ماردی اُسکا سر پھٹ گیا اُسی کی تلوار اُٹھالی لڑنے لگے ہر طرف سے ایرج پر بلوہ ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ دیوان زپیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چاپ لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران درجہان نام شد

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے امیر کا لڑنا صفون کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوئے قریب ایرج کے پہونچے آواز دی او نور نظر پارۂ جگر یہ کیا معرکہ تھا ایرج نے کہا عرض کرونگا اِسوقت تو مغلوب ہو مگر مقبل وفادار کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر چلا تھا عین وقت پر پہونچا آتے ہی ایک سرا کا تیر ونکا مارا بارہ ہزار جوان گرائے تلوار کھینچکر آپڑا ہمراہیان مقبل جہاندیدہ کارآزمودہ اِسطرح جھکر لڑے کہ امیر مہلت پاکر قریب سکان کے پہونچے سکان کو اُٹھا لیا سکان بصدق مسلمان ہوا مگر ایرج نے کہا او جد عالی تبار نور الدہر ایک پہاڑ پر گھرے ہوئے تھے مین نے جاکر بچایا نہین معلوم اُنپر کیا گذری اگر حکم ہو تو جاکر خبر لون امیر نے فرمایا حریف کو تو تمنے مار لیا اب کیا خوف ہو خدا نے چاہا تو آجائینگے صاحبقران ایرج و سکان کو لیکر لشکر مین آئے مگر نور الدہر و ماہ عالم افروز کہ زخمدار تھے صحرا مین اُترے دوسرے دن صحرا سے گرد اُڑی صفاک خونریز نامی پہلوان ساٹھ ہزار

فوج سے پہونچا حال نور الدہر دریافت کرکے آیا اور شریک ہوا اور طوطے کیطرح سلمان
ہوکر دونون شاہزادون کو گرفتار کرلیا اور اسپے پر ڈالکر لے چلا مگر ایرج نوجوان شب کو
پڑے سو رہے تھے دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا کہ مین قلعۂ
ذوالامان مین آیا ہون ملکہ گوہر ملک جو سامنے آئین ایرج نے سلام کیا گوہر ملک نے
سر ایرج کا سینے سے لگایا اور فرمایا ای نور نظر اپنے ہمشیر کی بھی خبر لو سفاک خونریز انکو
اور تمھارے فرزند کو لیے جاتا ہی جاکر انکی خبر لو گیتی افروز سامنے سے آئین ایرج کو
گلے سے لگالیا فرمایا نور نظر نور الدہر کی جاکر خبر لو انکو جاکر قید سے چھڑاؤ ایرج نے
چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھلگئی بیقرار ہوکر اٹھا کہ شاپور سامنے آیا کہا ای شاپور ہمنے
یہ خواب پریشان دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی شاپور نے کہا مین جاکر خبر لاؤن ایرج نے
کہا مین خود چلونگا یہ کہکر سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیکر چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا
تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان نہایت زبردست ساٹھ ہزار فوج پشت پر
نور الدہر و ایک جوان نوخواستہ کو ایک اراسپے پر ڈالے ہوے چلا آتا ہی اور ایک
عیار کہ صورت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بلاے روزگار ہی اُس جوان حسین کے پیچھے ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے بیٹھا ہو مگر اپنے آقا کی خیر خواہی کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ آقا رہائی پائین تو
ہم بھی قید سے چھوٹین ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا شاپور سے پوچھا کہ یہ کس
کون شخص ہی شاپور نے کہا ای شہریار مین مدت سے خبر سن رہا ہون کہ آپ کے فرزند
نے خروج کیا اور الیاجری و بہادر ہی کہ شہر افغانستان مین گھسکر افغان بلند قامت
ایسے شخص کو مارا اور شہر تسخیر کرلیا ایک مرتبہ راہ مین وہ عیار مجھکو ملا تھا تو مین نے
قزاق بنکر اُسکا لباس وغیرہ چھین لیا تھا تو عیار نے یہ کہا تھا کہ میان قزاق صاحب
خیر مین اسی لایق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا مگر بدلا اسکا ملیگا جب لشکر اہل اسلام
مین خبر پہونچیگی تو کوئی ضرور تمھاری فکر کریگا یہ کہکر چلا گیا مین جانتا ہون یہ جوان وہی
شیر ہی اتفاق کی بات ہی کہ نور الدہر کے ساتھ گرفتار ہوا اب آپ تدبیر رہائی ضرور کرین
ایرج نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے نور الدہر کو رہا کر دن کشتی گیر زادے پر احسان

ہو کر یہی سمجھے ایرج نے آکر رہا کیا اور یہ اگر میرا فرزند ہی تو اسکے نفرت کریگا دلگل محبت کی اسکو ضرور رنگ ہوگی اسی سے ثابت ہو جائیگا کہ ہمارا نور نظر ہی شاپور نے کہا بہر نوع آپ آگئے ہین تو انکی کمک کیجیے ایرج نے کہا اے شاپور جسوقت سے اِس جوان کو دیکھا ہی خون رگون مین جوش مار رہا ہی شاپور نے کہا ہر چند کہ غلام نے فراق نبگر جیاری کی تھی مگر دل کو بیقراری ہوئی کہ اِسکو کیون ستایا مجھے اسکا ستانا ناگوار ہوا اب آج سب حال کھلجائیگا ایرج نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا واے نابکاران بیدرغا منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ بلے برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اور بہت سے اوصاف اپنے بیان کرکے ایرج جا پڑے ماہ عالم افروز نے جو اپنے باپ کے نعرے کی آواز سنی نہایت خوش ہوگئے مہتر کاؤس سے کہا اے رفیق شفیق کس خرابی سے باپ کا سامنا ہوتا ہی بیٹے تو اسباب شوکت پیدا کیا تھا کہ یون سامنے جائینگے سرداری عالی مین اپنی آبرو بڑھائینگے مگر ایسے مقام پر سامنا ہوا کہ دل کو شرمندگی حاصل ہوئی یہ کہکر انتظار مین ہوے کہ کیونکر رہائی پائون لڑبھڑ کر نکلجاؤن اِسی سوچ مین شاہزادہ بیٹھا ہی ایرج نوجوان لڑرہے ہین سفاک خونریز نے حکم دیا کہ یاروقیدیون کا تو سرکاٹ لو مین نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب اِنکا کوئی مددگار آئیگا تو اِنکو قتل کرڈالنا ایک سپاہی تیغہ لیکر دوڑا قریب شاہزادے کے پہونچا آکے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے جان کے خوف سے ہاتھ اٹھا دیے تلوار جو پڑی ہتھکڑیاں کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی شاہزادے نے خانۂ زورین آکے نعرہ کیا اور کہنے لگے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگرسوز من	گرمی بازار عشق از تف خون مین ہست
برسر دار فنا خانۂ غوغاے من ہلہ	بانگ شد از رمز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را از تف جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ منم سرو بوستان صاحبقران نور نگاہ ایرج نوجوان ایرج نے یہ آواز دور سے سنی مثل گل کے شگفتہ ہوگئے کہا ای شاپور نعرہ تمنے سنا شاپور نے کہا بڑی بات ہی کہ شاہزادے کو اپنا مخفی رکھنا منظور نہین ہی مگر ماہ عالم افروز نے نگہبانون کو مارکر بھگا دیا پہلے کاؤس کی قید کاٹی لڑتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا کہا اُٹھیے اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا خبردار اب ونگل رستم کا نام نہ آئے یہ کہکر نور الدہر کی بھی قید کاٹی نور الدہر جو نعرہ کر کے اُٹھے ایک سوار کو مارکر گھوڑا لیا اور نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم بقمر چہار شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر بہ نعرہ کر کے لڑنے لگے اب ایرج سے آنکھ مل رہی ہی ایرج نے جو نور الدہر کو رہا دیکھا پکار کے آواز دی بھائی صاحب بڑے بے غیرت ہو ایک لڑکے نے تمکو رہا کیا اور پھر لڑائی مین مصروف ہو جاؤ منھ چھپا کر بیٹھو نور الدہر نے جواب دیا کہ مین نے آنکی جان بخشی کی اگر انھون نے مجھکو رہا کیا تو کیا کمال ہوا مگر ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ ایرج و نور الدہر مصروف جنگ مین کاؤس سے کہا ای پدر اور اب نکل چلو باپ سے اِسطرح کا ملنا ہمکو نہین پسند ہی اور طور سے ملین گے کاؤس نے بھی عرض کی کہ بہت بہتر تجویز ہوا شاہزادہ لڑتا بھڑتا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا یہان ایرج نوجوان نے اور نور الدہر نے جنگ کر کے فوج کو شکست دی اِس عرصے مین شبرنگ بن عمرو فوج کو نور الدہر کی بھی لایا ہی جو فوج تازہ دم آکر شریک جنگ ہوئی لاشون کے انبار لگا دیے نور الدہر نے گھوڑا اپنا طرف سفاک کے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ نہین کرتا مکر کر کے گرفتار کر لیا تھا اب ہمنے رہائی پائی سفاک نے جو نور الدہر کی آنکھ سی سا تھرو الون سے کہا مین اِس جوان کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور قریب نور الدہر کے آیا ایرج نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر مقابلہ سفاک مین جاتا ہی دور سے للکارا کہ او کشتی گیر زادے خبردار حریف یہ ہاتھ نہ ڈالنا ایسا دہی کہ تجکو چشم زخم پہونچے مین اُس سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر سفاک نے آکے

نور الدہر پر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار خالی دیکر تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچکر ہاتھ مارا سفاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کاٹ کر تا بہ جگر گاہ پہونچی تھی کہ ایرج نے قریب آکر کمر پر ہاتھ مار دیا سفاک کا لاشہ زمین پر گرا نور الدہر نے کہا او تاجر زادے مردے کو مارنا تمھارے بزرگان کا کام ہو یہی حرکت تمنے بھی کی ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا او ایرج چھوٹے قبلہ و کعبہ کا خیال آتا ہو فرمائینگے کہ میرے فرزند کو مار ڈالا ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پہ روکا آپس مین تلوار چلنے لگی آخر نور الدہر کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ایرج کو چشم زخم پہونچے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی فوج نے جو دیکھا کہ یہ جوان آپس مین لڑ رہے ہین دہاڑ ڈالا مگر نور الدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ایسا نہو ایرج کو میرے ہاتھ سے ذلت فاش ہو تو یقین ہو اپنی جان دیدیگا کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے آکر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستۂ شیر جبار
بگیر تیغ صمصام و قمقام و نام	بگیر تیغ عقرب بگیر ذو الحسام
ہین کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندر ون ز چشم فراری شدہ	ز رسن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

آکر فوج کفار پر گرے کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی یا صاحبقران زمان وہ دونوں بچا لڑ رہے ہین ہمارے آقا کے نامدار بڑا پاس کرتے ہین ابتک زیر کر لیتے مگر انکو خیال آتا ہو کہ بڑے قبلہ و کعبہ آزردہ ہونگے اسوجہ سے دیر ہوئی حضور چلکر ان دونوں کو علحدہ کرین صاحبقران نے اول فوج کفار کو شکست دی جب وہ سب بھاگ گئے تو امیر نے سامنے آکر للکارا کہ او حیا ہو یہ آپس مین کیون لڑتے ہو اسکا انجام کیا ہوگا

کسی نے جواب نہ دیا تڑپ تڑپ کے ڈرنے لگے صاحبقران کو ناگوار ہوا نعرہ کر کے
بیچ مین آپڑے داہنا ہاتھ سینے پر نور الدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینے پر ایرج کے
اور فرمایا ارے جاہلو آپس مین جنگ کرتے ہو فوج کفار دبا کر ڈالتی تو جان بچانا مشکل
پڑتی دشمن پر شوکت نمائی کرو حال جرأت کھل جائیگا ہم جانتے ہین کہ تم دونون بہادر
ہو اب آپس مین ملجاؤ دونون کو بلوا کر صاحبقران نے اپنے ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی
لشکر مین آئے جلسہ آراستہ کیا کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی قطران شیر شکار
براے مقابلہ حضور آتا ہے فوج بھی بہت ساتھ ہے صاحبقران نے فرمایا خدا ے مانگر است
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی قطران شیر شکار گینڈے پہ
سوار تین لاکھ فوج پشت پر اکثر سر کٹے ہوے نوک نیزہ پہ رکھے ہوے اس زور و
شور سے قطران آکر پہونچا لشکر مقابلے مین صاحبقران کے آکر آتارا پہلے پیغام بھیجا
کہ اس سرحد سے چلے جائیے صاحبقران نے جواب دیا کہ بدون قتل جمشید ثانی قدم
نہ بڑھائینگے قطران نے طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا تمام
شب تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب لقاب
کر کے ہٹے قطران نے گینڈا اکالا لگکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ سنکر
شانا ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کی اجازت میدان ملے صاحبقران نے نور الدہر کو اجازت دی نور الدہر
مرکب بڑھا کر چلے قطران نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آتا ہے تین پھال کا تیر ترکش
سے نکالا نشانے پر نور الدہر کے بزور مارا قطران نے کئی تیر مارے دونون نشانے
نشانے ہوے ایک تیر پیشانی پر پڑا چاہا گینڈا بڑھا کر گرفتار کر لون ایرج نوجوان
نے وہین سے مرکب بڑھایا مالک سے کہا کہ لیاقت مقابلہ نہین رکھتے سامنے تک
نہ پہونچ سکے آخر زخمی ہوے تیر کیون نہ قلم کیے یہ کہکر مرکب اڑایا شبرنگ نور الدہر کو
پھیر لایا ایرج مقابلے مین قطران کے پہونچے قطران نے نیزہ مارا ایرج نے چند
تانون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار ڈھال پر بچا کر

کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قطران لپٹ پڑا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے
لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے دنگ کر دیا ہو اس زور و شور سے
لڑ رہا ہو کہ قطران اپنی جان سے بیزار ہو جب ایرج نوجوان پکڑ لاتے ہیں تو دو گھڑی تک
رگڑتے ہیں قطران کے ماتھے سے خون جاری ہو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کرون چار گھڑی
دن رہے قطران نے کہا اے نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان ہیں آپ سے ناحق لڑا
اگر آپ میری اطاعت کریں تو کیا تعجب ہو کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے کہا
او قطران بڑے بڑوں کو یہی حوصلہ رہا مگر یہ دن نصیب نہیں ہوا قطران ایرج کو
لے دوڑا سات آٹھ قدم لایا تھا کہ ایرج پلٹے چاہا ریلکر لے دوڑوں قطران نے
زور کیا کہ قدم نہ ہٹاؤں ایرج نے بکھ مارا قدم بڑھایا قضا سے کار وہاں پر موش
موش خانہ تھا دونوں پانوں ایرج کے موش خانے میں جا رہے قطران نے بکر
مارا ایرج کا کولا اُتر گیا قطران نے اسی حال میں ایرج کو گرفتار کر لیا ہر چند پہلوانوں
نے پکارا کہ او قطران یہ کیا کرتا ہو قطران نے کچھ خیال نہ کیا ایرج نوجوان کو گرفتار
کر کے لے گیا صاحبقران نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچانا ایسا نہ ہو کہ میرے
فرزند کو قتل کر ڈالے ہرکارے برائے خبر چلے مگر قطران نے ایرج کو مسلسل کر کے
رات کو قید خانے میں بھیجدیا صبح کو سرخ لباس پہنکر بیٹھا ایرج کو سامنے بلایا
کہا کیوں نبیرۂ صاحبقران اب اطاعت میں کیا دریغ ہو کہ سر میدان میں نے زیر کیا
سب نے دیکھ لیا اب اگر اطاعت نہ کروگے تو قتل کرونگا ایرج نے کہا او بیحیا
کیا بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے وہ کر قطران نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ بیرون بارگاہ جلاد
آیا خنجر چمکاتا ہوا شلنگیں لگاتا ہوا آواز دیتا ہو فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر
جلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۔ قریب ایرج کے آکر گردن
پر کونے کا خط کھینچا قطران اشارے سے کہ رہا ہو کہ جلد اسکا سر کاٹ تو جلاد کہہ رہا ہو
او گنہگار رجو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے ساغر عمر تیرا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع
ہوا ایرج نوجوان سرنگوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم اسکی بدعت سے

بجائے تیرے اوصاف حمیدہ کون بیان کرسکتا ہے نظم

خداوند ملک جہان کارساز	خداکار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست	نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہشت ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہمان میکند	بکنجشک بخشد پر و بال و باز
کند اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشند بہ دریوزہ گر ملکت	کند صاحب ملک سامان ساز
دہد دارو سے زرد بیمار را	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاصی قبول	پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

ایرج مصروف دعا تھے دربارگاہ قطران پر درگہ سالار بیٹھا ہوا اسنے دیکھا کہ سامنے سے نقابدار پشمینہ پوش گھوڑے کو بھگائے ہوئے آتا ہے دربارگاہ پر اسکے کود پڑا قصد کیا کہ اندر جاؤں درگہ سالار نے منع کیا کہ اس بارگاہ مین پہلوان دوران بیٹھے ہین جب پوچھ لونگا تب جانے دونگا نقابدار نے کہا ہم ضرور جائینگے غرض درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا یہ دیکھکر قطران نے کہا ارے یہ کون ہے جسنے درگہ سالار کو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا نقابدار بہادرانہ اندر آیا جلاد کو جھڑک دیا ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے قید توڑ کر پھینکدی ہرچند نقابدار نے للکارا کہ او قطران اٹھتا نہیں تو تو اس جوان کو گرفتار کرکے لایا تھا اب روک لے مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا پہلوان جو گرد قطران بیٹھے ہوئے تھے انھون نے کہا بھی کہ اگر فرمائیے تو نقابدار کو روکین مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا کہا انکو جانے دو میری بارگاہ مین آئے ہین نقابدار نے ایرج کا ہاتھ تھام لیا کہا جائیے کسکی مجال ہے کہ آپ کو روک سکے یہ کہکے نقابدار ایرج کو باہر لایا

بہت کوتل مرکب کھڑے تھے ایک مرکب پر سوار کیا کہا لیجیے خدا حافظ ہر چند ایرج نے کہا کہ اے جوان تو کون ہی نام نامی سے آگاہ کر مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اُڑا کر نکل گیا ایرج نوجوان طرف اپنے لشکر کے چلے جب وسط لشکر مین پہونچے تو فوج نے بلوہ کیا ایرج نوجوان اُنکے روکنے سے کب رکتا تھا اژدر بھڑ کر نکلا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا جب کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا نوشاپور شبیر دل سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا آپ نے کیونکر رہائی پائی ایرج نے آنا نقابدار کا بیان کیا کہا ایسی محبت صرف کی اُسنے کہ خون جوش مارتا تھا مگر مین نے لاکھ چاہا کہ نقابدار کا نام دریافت کرون صورت دیکھون اُسنے توجہ نکی یہ باتین کرتے ہوے ایرج بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران برائے رہائی ایرج نوجوان جانے ہے تھے کہ یکایک ایرج آکر پہونچے مگر دریائے خون مین نہائے ہوے صاحبقران نے حال پوچھا ایرج نے کل کیفیت بیان کی کہا دادا جان کیا عرض کرون اُس نقابدار نے ایسی محبت صرف کی کہ دل بیقرار ہو گیا مگر بعد جانے ایرج کے قطران نے پھر طبل جنگی بجوا دیا صبح کو میدان مین آیا ایرج نوجوان نکلے ہاتھ سے قطران کے زخمی ہوے قطران نے چاہا سر کاٹ لون کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی وہی نقابدار نیلم پوش آکر پہونچا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا ایرج کو ہٹا کر مقابل ہوا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر قطران کو زخمی کیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لیکن قطران پلٹ کر بارگاہ مین آیا کہتا تھا کیون یارو تم سب نے دیکھا یہ نقابدار کون تھا سرداروں نے عرض کی کہ بجنسہ صورت نہین دیکھی کیا بتائین نہین معلوم کون بہادر ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار نیلم پوش با فوج گران آکر پہونچا ایکطرف لشکر اُتار دیا یہان صاحبقران زمان شام کو بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہادی نے آکے لعل کاغذ ہاتھ مین دیا صاحبقران نے صاد بنایا مراد یہ تھی کہ آج طلایہ صاحبقران دینگے صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ اے مقبل تیاری کرو طلایہ لشکر کا ہم دینگے مقبل نے اپنے غلامون کو تیار کیا صاحبقران باہر آئے جابجا سوارون کو چھوڑ کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے قطران آیا امیر کو دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوے ہین

دل مین خیال آیا کہ اِنکو تو مار لون یہ بڈھا افسر لشکر ہی جو اِسکو مار لونگا تو سب بھاگ جائینگے
یہ سوچکر امیر پر جا پڑا آگئی ہاتھہ تلوار کے مارے امیر نے خالی دیئے بعد اُسکے تلوار کھینچی ہاتھہ
مارا کہ قطران زخمی ہوا سامنے سے بھاگا امیر نے پیچھا کیا قطران بھاگ کر لشکر نقابدار
مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی سوچا کہ شاید اپنے لشکر مین آگیا سامنے بارگاہ ہی نکلچلو
مگر نقابدار نیلم پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عیار نے خبر دی کہ قطران بھاگا ہوا آتا ہی
اور ایک بوڑھا شخص اُسکے تعاقب مین ہی نقابدار بارگاہ سے نکل آیا دور سے دیکھا
کہ قطران آتا ہی وہین سے للکارا کہ او بھگوڑے ادھر کہان آتا ہی قطران نے جو نقابدار
کو دیکھا ہاتھہ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھہ مار دیا کہ قطران کے دو ٹکڑے ہوکے
کر سامنے سے صاحبقران آئے امیر نے جو لاشۂ قطران پڑا دیکھا تو نہایت برہم ہوے اور
فرمایا اِسے کسنے مارا نقابدار نے کہا ہمنے اِسکو قتل کیا امیر کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا کہ
کیون نقابدار بڑا جرأت کا خیال ہی نقابدار نے اپنا گھوڑا بڑھایا کہا مین کیا آپ سے
باہر ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھہ تلوار کا مار دیا امیر نے
بڑھ کر بچا کر کلائی تھام لی نقابدار لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کود ے نقابدار بھی اُترا
آپس مین کشتی ہونے لگی رات تو کم باقی تھی آخر گریبان سحر چاک ہوا سرداران امیر کو
خبر ہوئی لندھور و مالک و بہرام و لنور الدہر و ایرج و جہانگیر تماشہ دیکھنے چلے
اُسوقت پہونچے کہ کل لشکر نقابدار جمع ہی صاحبقران کشتی لڑ رہے ہین اہل لشکر قصد
کرتے ہین کہ صاحبقران پر جا پڑین نقابدار نے منع کیا کہنے لگا کہ یار و جرأت کے خلاف
ہی تم لوگ دخل نہ دو کہ ان سردارون نے آکر اُس مقام کو گھیر لیا بدیع و قاسم بھی آگئے
آپس مین کہتے ہوے کہ آج مدت کے بعد ہمارے قبلہ و کعبہ نقابدار سے مصروف جنگ
ہین جب اُس مقام پر پہونچے تو دیکھا نقابدار بڑے تکلف سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا
ہی کہ صاحبقران پر زیادتی کرون مگر امیر باتوقیر بہ جرأت لڑ رہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے
ہین تو نقابدار نیلم پوش حیران ہوجاتا ہی بہ مشکل نکلتا ہی بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ ہانپ رہے ہین فرمایا او نقابدار کچھہ خوف خدا بھی ہی ہمارے قبلہ و کعبہ نحیف و ضعیف

تو نوجوان معلوم ہوتا ہی قبلہ وکعبہ کو چھوڑ دے مجھسے مقابلہ کر تو حال جرأت کھلے نقابدار امیر
کو چھوڑ کر طرف بدیع الزمان کے چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای برادر کہان جاتا ہی
مجھسے تو فیصلہ کر لے پھر یہ سب تجھسے لڑینگے نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے بدنام کرین
کہ بوڑھے کو زیر کیا صاحبقران نے فرمایا کوئی نہ کہیگا بڑا نام ہوگا لوگ کہین گے کہ نقابدار نے
کوچک سلیمانی کو زیر کیا آجتک کوئی مجھپر غالب نہین ہوا اگر اس ضعیفی مین شکست تقدیر مین
ہی تو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر ریکابلے دوڑے کہ رستم آکر پہونچے رستم نے بھی یہی کہا کہ او نقابدار
قبلہ وکعبہ سے کیا لڑتا ہی ہم لوگ موجود ہین جس سے چاہے امتحان کر لے بھائی بدیع الزمان
فرزند ہمارا آقا سہم ملازم ہمارے مثل لندھور مالک موجود ہین جس سے منظور ہو دو
امتحان کر لے مگر صاحبقران نے نقابدار کو نہ چھوڑا ایک طور پر کشتی ہوے گئی ملازمان
قطران لاشہ قطران اٹھا لے گئے ارتقی بنا کر بردے کو اٹھایا جا کر ایک مقام پر جلایا
اور روانہ ہو گئے آپس مین کہتے تھے اب ہم کسکے بھروسے پر شہر مین ہمارے آقا تو مارے
گئے یہان نقابدار دن بھر صاحبقران سے لڑا شام کو چھوڑ کر الگ ہوا کہتا تھا ای شہریار
اب رات کو جنگ کا مزا نہین ہی دن کو آپکے کامین مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای
نقابدار میر القب ستیزندہ نا گریزندہ ہی مین نے کبھی حریف سے منھ نہین پھیرا یا تم مجھکو زیر کروگے
یا شاید اس بڑھاپے مین پروردگار مدد کرے اور ہم تمپر غالب آئین تو ہماری اطاعت
کرنا نقابدار نے کہا شب تیرہ و تار مین کون دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا رات کا دن
ہوتے کتنی دیر لگتی ہی روشنی کراؤ نقابدار نے حکم دیا عیار نے سامان روشنی کرایا سرداران
صاحبقران نے بھی روشنی طلب کر لی اب دن سے بہتر ہو گیا سب جوان جگر بیٹھے تماشہ
دیکھ رہے ہین فراش ماہتابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین سوار و پیدل سب مصروف تماشہ ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ نقابدار کا زیر ہونا بہت دشوار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھین انجام کیا ہی
یہ حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ تین شبانہ روز صاحبقران کو جنگ مین گذر رہے تیسرے دن
نقابدار سست جنگ کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ جنگ ترک ہو کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا

کہ حضور بس اب کہانتک لڑیے گا تین دن تین راتین گذرین اب پھر مقابلہ کیجیے گا مین نے
تو اکثر کچھ کھایا پیا بھی انصاف کرتا ہون کہ آپ بھوکے ہونگے جاکر خواصہ نوش کیجیے امیر نے
فرمایا جنگ حریف مین کھانے کو لخت دل پینے کو خون جگر کافی ہی نقابدار نے کہا تو مین زور
آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے زور آخر بھی کیجیے نقابدار سینے
مین سر اڑا کر ریلیکے دوڑا صاحبقران چند قدم ہٹے وہانسے جاکر پلٹے نقابدار کو ریلکر
لے دوڑے نقابدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پانوٗن کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی پچیس قدم پر لاکر امیر نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بزمین ہوے امیر نے
ہاتھ ڈھیلے کردیے نقابدار نے لنگر قایم کردیا امیر نے فرمایا ای نقابدار مین کی زور کرون
نقابدار نے کہا تین زور رون کا آپ کو اختیار ہی امیر نے فرمایا ایک زور مین نے راہ خدا
مین چھوڑا تمام بندگان خدا جو دیکھ رہے ہین ایک زور انکی خاطر سے ترک کیا ایک
زور کرتا ہون اگر اٹھا لیا تو غالب آیا اگر نہ اٹھا سکا تو تم غالب ہوے لندھور وغیرہ
حیران ہین کہ آقاے نامدار کیا فرماتے ہین نقابدار لنگر جماے بیٹھا ہی صاحبقران یہ
باتین کرکے قریب نقابدار آئے کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر کو نقابدار کے جنبش
ہوئی نقابدار چاہتا ہی لنگر کو جنبش نہ ہو لنگر مار رہا ہی مگر صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد سیر منزل مصاف — کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بہ حلقش بہ در — کہ آہن دلے را دریدہ جگر

زور جو کیا جیسے پھول کو اٹھا لیتے ہین اسطرح نقابدار کو اٹھایا گرد سر کے جب چرخ د
نقاب چہرے سے ہٹ گئی چہرہ آفتاب تابان زمین پر حالہ پڑ گیا کہ مہتر کاوس نے بڑھ کر
عرض کی کہ اس نامور شہریار زمین پر نہ گرائیے گا آپ کا نور نظر ہی یعنی فرزند ایرج نوجوان شا
ماہ عالم افروز برجی شوکت سے یہ غلام آپ کا آیا ہی طلسم آبگینہ فتح کیا افغان ایسے باد
کو افغانستان مین گھسکر مارا کل طلسم آبگینہ بجرأت فتح کیا سب مال ہمراہ لایا ہی بارہ ہز
نیلم پوش ساتھ ہین سرداران تہمتن و دلاوران صف شکن آکر صاحبقران سے ملے اس
نے کلاہ فخر آسمان پر پہونچائی طرف نور الدہر کے دیکھکر کہا کہ کیا خدا نے فضل کیا کہ نو

اس شوکت سے آیا ہی کہ دیکھنے والے دلون مین جلتے ہونگے آپس مین کہتے ہونگے کہ بیشتر شیر مین
دوسرا شیر آیا اب روباہون کو مہلت نہ ملیگی نور الدہر نے کہا ایسے ایسے چھوکرے بہت
آتے ہین جیسے باپ شیر ہین ویسا ہی بیٹا بھی شیر ہوگا بھاگتے پھرینگے ایرج نے یہ نگاہ قہر
طرف نور الدہر کے دیکھا مگر چونکہ صاحبقران موجود تھے کچھ نہ کہہ سکے خاموش ہو رہے
بیٹے کو اشارہ ہو کہ ای فرزند انکو پہچان رکھو دنگل رستم نے بھی دیا ہے بیدار ہین اور وہ تمہارے
دادا کا دنگل ہی کشتی گیر نے کیسے کیسے قبیل کیے مگر قبلہ و کعبہ نے دنگل نہ دیا آجتک فساد چلا
آتا ہی مگر انشاء اللہ وہ دنگل تمھاری تقدیر کا ہی ای نور نظر افسوس ہی کہ تمنے صاحبقران سے
مقابلہ کیا کشتی گیر زادے کو نہ لوٹا تب مزہ ہوتا کہ سر میدان انکو زیر کرتے ماہ عالم افروز
نے کہا قبلہ و کعبہ آپ خاموش رہیے ہین اس مقدمے کو سمجھ لونگا دنگل بھی نوع لے لونگا
حضور پر واضح ہو جائیگا نور الدہر کہتے ہوے کہ باپ بیٹے دونون میرے ہاتھ سے
مارے جائین گے اور کچھ نہ ہوگا دربار مین آئے صاحبقران نے ایرج کے ماتحت
دنگل ماہ عالم افروز کو دیا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا یہان دو صفین ہین صف دست راست
و صف دست چپ صف دست چپ کے افسر تمھارے دادا جان ہین اور صف دست
راست کے افسر بڑے دادا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ماہ عالم افروز نے کہا مین
دست چپ مین بیٹھونگا ماتحت اپنے باپ کے آکر بیٹھے شاپور نے کاؤس کو گلے سے
لگایا چالاک وغیرہ کاؤس کو دیکھکر بہت خوش ہوے اُس شب کو محفل مین امیر کی
مغنیان خوش آواز و سازندگان افسون ساز حاضر ہوئین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان
خوش آئین تانین مارنے لگین نظم

سیر ار قیب کشتۂ ابرو ہی یار کا	طعمہ ہوا ہی خون شفق ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہی رخ تابان یار کا	بس ہی بہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہی عکس کسی گلعذار کا	صاف آئنے مین طور ہی صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہی کسی نو سوار کا	کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا
شعلون نے صاف سر و چراغان بنا دیا	اُٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

وحشت مین پھر ہی دشت نوردی کا اشتیاق
پھر خار خار ہی مرے تلوون کو خار کا

او محتسب سمجھ کے تو شیشے کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا

مضمون چشم یار کی ہر دم ہی جستجو
شوق ان دنون ہی مجھکو ہرن کے شکار کا

برسات ہی پلائے گلرنگ ساقیا
ہندوستان مین ہی یہی موسم بہار کا

جادے دکھائی دیتے ہین مانند اژدہا
کانٹون مین صاف زہر ہی دندان مار کا

رات بھر صاحبقران جلسۂ عیش و نشاط مین رہے صبح کو دربار مین آئے تھے کہ نہنگ کاؤس روتا ہوا آیا کہا ای شہریار شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہو گیا سارا لشکر پریشان ہوا ایرج رونے لگے کہ فرزند کی کون خبر لائے شاپور نے عرض کی حضور رنج نہ کرین غلام خبر لائیگا یہ کہکر شاپور چلا جا بجا پتہ لگا رہا ہی گانؤن گانؤن پھر رہا ہی مگر پتہ نہین ملتا ایک دن قریب ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز سنی خیال کیا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار قمر کے گا رہا ہی

نظم

مین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہانکی خبر
ہمیں وہ تکو نہ اگر دل ملی جہان کی خبر

اگر کسی نے کہی اُنسے کچھ یہان کی خبر
تو ہنسکے بولے یہ کہتا ہی تو کہانکی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر دردلے کا نام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

قمر کے حال پہ اب رحم یا علی کیجیے
ضرور لیجیے اب اپنے مدح خوان کی خبر

شاپور نے جو یہ اشعار سنے پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیاہ فام مسند پر بیٹھی ہی گائنین سامنے گا رہی ہین مگر وہ ساحرہ کہ رہی ہی کہ ہمشیرہ کی ملاقات کو جاؤنگی دیکھون جا کر گلبدن پر کیا گذری شاپور ایک گوشے مین آکر چھپا جب گائن واسطے پیشاب کے آئی اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر سامنے بیٹھ گیا تھا ساحرہ نے کہا کیون گلبدن کہو تم بھی باغ نیلوفر مین چلوگی شاپور نے عرض کی کہ حضور جہان جائینگی مین وہان ساتھ ہون ساحرہ نے تخت سحر تیار کیا اُسپر آپ سوار ہوئی شاپور کو بھی برابر بٹھالیا تخت اُڑتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے ایک باغ دکھائی دیا اُسمین

سناٹا اُڑا ہوا ہی کچھ طائر پنجرون مین بند چہکارے مار رہے ہین تخت سیمتن اُترا سیمتن نے
پکارا کہ بوا گلبدن کہان ہو پہلو سے آواز آئی کہ بوا حاضر ہون دیکھا تو ایک جادوگرنی
بڑے ٹھاٹھ سے سامنے آئی کہا بوا سیمتن اسوقت کہان چلین کہا بہن تمھاری ملاقات
کو آئی ہون کہو کیا گذری معشوق راضی ہوا گلبدن نے کہا بوا آج تین دن گذرے وہ
جاہل نہین مانتا گائن نے پوچھا حضور کیا معرکہ ہی مین تو سنون گلبدن نے کہا لشکر حمزہ
مین ایک جوان کو دیکھا نگوڑا آفت کا پرکالہ ہی مین اُسپر عاشق ہوئی اُسکو اُٹھا لائی تین
دن سے اُسکو وصل پر رضامند کرتی ہون مگر وہ نہین مانتا گائن نے کہا بلائیے ہمارے
سامنے تو بٹھائیے گلبدن نے کنیزون کو آواز دی کنیزین سامنے آئین اُسنے حکم ہوا
فرش بچھاؤ جب فرش بچھا گلبدن آکر مسند پر بیٹھی سیمتن پہلو مین بیٹھی گلبدن نے حکم دیا
کہ قفس اُس جوان کا لاؤ کنیزین قفس اُس جوان کا لائین شاپور نے دیکھا کہ شاہزادہ
ماہ عالم افروز قفس مین بند بیٹھا ہی گلبدن نے کہا لو بوا یہی ہین فرد اینست کہ خون
کردہ و دل بردہ بسے را ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ گائن نے جو شاہزادیکو
دیکھا بیقرار ہوگئی کہا بی گلبدن صاحب مین اِسکو راضی کردونگی یہ کہکر اول چند اشعار گا کے
اور قریب شاہزادے کے آکر اشارے سے کہا مین آپ کا غلام شاپور شیر دل
ہون آپکی رہائی کو آیا ہون یہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی مار لونگا شاہزادے
نے اِشارہ کیا کہ اے برادر یہ کلمہ میری زبان سے نہ نکلے گا کہ مین اُس فاحشہ سے کہون
کہ مین تجھپر مرتا ہون مگر تمھارے کہنے پر جواب نہ دونگا خاموش ہو رہونگا شاپور
گائن کی صورت پر محفل مین آیا کہا واہ بی گلبدن تمھاری عقل کی خوبی اپنے عاشق کو
دشمن سمجھتی ہو وہ تو تمپر خود مائل ہی بلاکر پہلو مین بٹھاؤ شراب کا چرچا ہو تو وصل بھی
ہوجائیگا گلبدن نے کنیزون کو اِشارہ کیا کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی پیش کین شاپور نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اور بیٹھکر یہ اشعار قمر کے
بخوش آوازی گانے لگا نظم مصنف قمر

آنکھونکو جانتے ہین پیالا شراب کا		مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

سیراب ہو بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا

ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
اب کے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا

پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
پتلہ وہ آگ کا ہی یہ پتلا شراب کا

طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

شاپور نے یہ اشعار گاکے اور جام لبریز کرکے سامنے گلبدن کے پیش کردیا گلبدن نے بے اندیشہ انجام پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اور کنیزون سے بھی کہا کہ تم بھی شراب پیو کنیزون نے بھی شراب پی دست درازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوگے شاپور خنجر کھینچکر اٹھا گلبدن و سیمتن کو قتل کیا شاہزادے کو رہا کرلیا شاہزادہ و شاپور باغ سے نکلے طرف لشکر کے روانہ ہوے کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی افہام تبر زن مع ساٹھ ہزار سوارون کے براے مقابلہ صاحبقران چلا تھا شاہزادے کو دیکھا اور دریافت کیا کہ پوتا صاحبقران کا ہی فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرلو ساٹھ ہزار جوانون نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے جا پڑا تلوار چلنے لگی افہام نے جو دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین چند افسر مارے گئے کوئی قریب شاہزادے کے نہین آیا ساتھ والون سے اشارہ کیا کمندون مین اسکو گرفتار کرلو سبنے کمندین اور زنجیرین پھینک کر شاہزادے کو گرفتار کرلیا شاپور یا تو لڑرہا تھا اسنے جو دیکھا کہ شاہزادہ گرفتار ہوا حقۂ آتشبازی مار کر نکل بھاگا ایک گوشے مین آکر صورت بدلی انھین سبھون مین آملا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ افہام کہہ رہا ہی کہ بندبست خداوند چلو اس قیدی کو قتل کرکے مقابلہ حمزہ مین جاؤنگا شاپور یہ خبر سنکر بھاگا اس فکر مین کہ ایرج کو جاکر خبر کرون وہ آکر رہا کرلین گے چشم زدن مین افہام کو شکست دین گے اس سوچ مین جاتا تھا ایک صحرا مین پہونچا کہ دیکھا گوشۂ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر ایرج نوجوان کو اپنے پر لادے ہوے

وہ پہلوان لیے جاتا ہے ایرج پر یہ معرکہ گذرا کہ بیٹے کی تلاش مین نکلے تھے صحرا مین بھٹک رہے تھے کہ قاموس بلند بالا اس راستے سے گذرا ایرج نے اسکو زیر کیا وہ اپنے ساتھ ایرج کو بارگاہ مین لایا شراب پلا کر بیہوش کیا اسکو بھی یہی فکر ہے کہ نبیرۂ حمزہ کو خداوند مین لیجاؤن اب شاپور گھبرایا کہ کیا تدبیر کرون تھوڑی دور چلا تھا کہ پھر صحرا سے گرد اڑتی دیکھا قاسم نوجوان ایک اراپے پر ایک پہلوان بارہ ہزار جوان سے قید قاسم لیے ہوے جاتا ہے اب شاپور گھبرایا کہ لو اور غضب دیکھیے تینون جوان گرفتار ہوے روتا ہوا چلا کہ صحرا مین آکر دیکھا علمشاہ نوجوان شکار کھیل رہے ہین بیچارہ نے عرض کی کہ شاپور آتا ہے رستم نے مرکب روکا شاپور کو جو بیقرار پایا پوچھا ای شاپور خیر تو ہے شاپور نے جملہ مفصل بیان کیا کہ قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز گرفتار ہوے کفار لیے جاتے ہین رستم نے مرکب پھیرا چند پہلے قراول جو ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر براے رہائی جوانان چلے راہ مین آکر دیکھا کہ قاسم کو ایک پہلوان قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ رستم از شدادولاد امیر عرب ہیبت علمشاہ جو رستم لقب ہے بکر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہا کہ بگذت سر زدوش افگند و شور بہ فوج سے تلوار چلنے لگی علمشاہ معروف جنگ تھے کہ صحرا سے گرد اڑی جو پہلوان کہ ایرج کو گرفتار کیے چلا تھا وہ بھی آکر پہونچا قاسم نعرۂ رستم سنکر دیکھے ہین بلا رہے ہین ایک سپاہی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ہتھکڑی سامنے کردی ہتھکڑی کٹتے ہی قاسم نے نعرہ کیا اور قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکا

نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از لف خون من است
برسر دار فنا خانۂ خوغا ـــ من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قاسم نے ایک سوار کو مار کر ورآب لیا باپ کے قریب آکر لڑنے لگے اب ان شیرونکو کون روکے ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ باپ اور دادا لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ قید توڑ کر جا پڑون مگر قید وہ بھاری ہے کہ نہین ٹوٹ سکتی افسر اعلی نے جو دیکھا کہ دونون

جوانون نے قیامت برپا کر دی لاش پر لاش گرا دی ہو گینڈا بڑھا کر قریب جگہ ستم کے آیا
کہا او خیرہ چشم صاحبقران یہی نہین چاہتا کہ آپ کو ایذا پہونچے مین بدل اطاعت کرتا ہون
علمشاہ ہنس پڑے پہلوان کو کلمہ پڑھایا وہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا ایرج کو بھی
رہا کر دیا تینون کو اپنی بارگاہ مین لایا شراب مین بیہوشی ملائی تینون کو پھر پکڑ لیا شب ہوئی تو
نکل بھاگا مگر سیارہ گرفتار رہا چارون کو اسا بے پردا الگ یہ دونون پہلوان لے چلے کوئی
دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ وہ پہلوان بھی آکر پہونچا کہ جسکے پاس ماہ عالم افروز ہین بھی
مین صلاح کر رہے ہین کہ ان مسلمانون کے مددگار بہت ہین اگر کوئی قلعہ ملے تو وہان
چلکر ٹھہرین کہ ہرکارے نے خبر دی تھوڑی دور پر قلعۂ قیلاب ہے قیلاب خارہ شکن
وہانکا حاکم ہے وہان چلکر ٹھہریے بہت آرام پایئے گا یہ تینون پہلوان چارون پانچونکو
لیے ہوے قریب قلعۂ قیلاب آئے قیلاب خارہ شکن کو خبر ہوئی کہ افہام نیزہ زن
و قتام بلند رکاب و قاموس بلند بالا مسلمانون کی قید لیکر قریب قلعے کے آئے ہین
قیلاب نے پھاٹک کھلوا دیا اور وزیرون کو بھیجا کہ جاکر استقبال کرکے لاؤ مین سب کو
قتل کر دونگا شہر آئینہ بند ہوا دوکانین رنگی جانے لگین وزرا امرا استقبال چلے شہر مین
تیاری ہونے لگی بیٹی قیلاب کی سلماے گوہر پوش محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکے
خبر دی کہ مسلمانون کی قید آتی ہے کنیزون کو حکم دیا کہ ہم بھی انکا تماشا دیکھین گے بالاے
بام آکر بیٹھی قیلاب تخت پر آکر بیٹھا ہے آمد کا پہلوانون کی انتظار کر رہا ہے کہ تینون جوان
آکر پہونچے چارون پانچون قیدی ساتھ ہین سب جوان زنجیرین ہلاتے ہوے آئے
مگر ماہ عالم افروز دل کرتا ہوا یہی چاہتا ہے کہ کوئی بے اعتدالی کرے تو قید توڑ ڈالون
میری بدنصیبی سے قبلہ و کعبہ وحید غالی تیار رہ پڑے دادا جان گرفتار رہے کہ افہام
نے بڑھکر سر زنجیر ماہ عالم افروز کو ہلایا شاہزادے نے کہا او بے ادب الگ رہ میرے
قریب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا قریب آکر کہا او جوان اگر تو میری اطاعت کرے تو مین
تجھکو رہا کر دون اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ماہ عالم افروز نے کہا قریب آکر سمجھایئے
افہام قریب آیا شاہزادے نے ہتھکڑی سر افہام پر مار دی کہ افہام کا سر پھٹ گیا اور

بارگاہ مین غریو ہوا سلما نے جھروکون سے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل قبہ امین مین سلسل وسطوق الیسا زبردست ہو کہ اس حال مین افہام کو مار او رپھر کسی سے خوف نہین کرتا تیر مژگان دل کے پار ہوگئے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار تھی کہ دل کے ٹکڑے کر دیے سلما نے کلیجہ تھام لیا پیشانی سے عرق ٹپکنے لگا دیر تک دیکھا کی قبیلاب نے پکار کر کہا ای فرزندان حمزہ لات ومنات کو سجدہ کرو جوانون نے جواب دیا او نامرد کیا سیمہ کے سوال مذہب کرتا ہو تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکالدے اور پھر پہنا دے قبیلاب حیران ہوگیا پہلوانون سے کہا یہ لوگ بڑے زبان دراز ہین جان کا خوف نہین کرتے کسی وزیر نے کہا یہ لوگ لڑائیان دیکھے بھالے ہوے ہین جانتے ہین کہ ہمین کوئی قتل نہین کرسکتا انکے بھائی بند سب جری وبہادر اگر خبر پائین تو قلعے کو اڑا دین ایک کو زندہ نہ چھوڑین ہم ان لوگون کو بڑا گھمنڈ ہو قبیلاب نے کہا مین انکو قتل کرونگا دیکھون تو کوئی کیا کرتا ہو ہمارا وہ قلعہ ہو کہ کوئی فتح نہین کرسکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو لے جاؤ قید خانے مین لیجا کر قید کرو کل سمجھا جائیگا یہ لوگ تو قید خانے گئے مگر سلما حیران وپریشان محل مین آئی دل نہ لگا آخر حکم دیا کہ محافہ منگاؤ ہم اپنے باغ مین جائینگے مان نے منع بھی کیا کہ بی بی آجکل باغ ویران ہوتے ہین یہین بیٹھکر کھیلو مگر سلما نے کہا ای مادر مہربان محل مین دل گھبراتا ہو یہ کہکر سوار ہوئی باغ مین جو پہونچی رنگ باغ دگرگون دیکھا شاخون مین ثمر وشین ٹوٹی ہوئی زیر نخل سوکھے پتون کا انبار زاغ وزغن کی پکار نرگس نے آنکھ چرائی لالہ نے داغ دل پیش کیا سوسن صد زبان شرمائی پھولون سے خوشبو نہ آئی غنچون کا نام نہین کہ حال پر سلما کے ہنسین حال باغ دیکھکر اور زیادہ مکدر ہوئی بال پریشان مثل آئینہ حیران یہ اشعار عاشقانہ زبان پر

نظم

پاس وہ طفل نے سوار نہین	نور آنکھون مین جز غبار نہین
آمد آمد ہو خود مسافر کی	مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہو شرارت نشان سختی دل	نرم پتھر مین بھی شرار نہین

غیر رگہا سے جسم زار نہاں	ای جنون پیرہن کا تار نہین
مثل شبنم جدا گیا ہی عرق	بار سے اب شکر ہی بخار نہین
روشنیون مین ہی جلوہ گر اک روز	دو لٹون زلفون مین روسے یار نہین
ہوسے بے نور دیدۂ ناسخ	ہاے وہ گرد رہگذار نہین

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین دل دہی کرکے پوچھتی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی سلما جواب دیتی ہی صاحبو دیکھو پنڈا اچھبکا ہی سر مین خلل باغ ویران کف دست میدان معلوم دیتا ہی نرگس ہمسے آنکھ چراتی ہی سنبل پریشانی دکھاتی ہی سوسن کلام سے عاجز نسرین ونسترن بوسے جسم نہین سنگھاتی ہین رنگ پھولون کا اڑا ہوا شاخون مین خم ہی میرے واسطے بھی خنجر دودم ہی پتے تالیان بجا کر درختون سے گرتے تھے طائران خوشنوا خوشی خوشی پھرتے تھے انکی زمزمہ سرائی دل کو بھاتی تھی نسیم باغ اپنا رنگ جماتی تھی یہی باعث پریشانی ہی آئینہ رخ کی یاد مین حیرانی ہی کنیزون نے گھبرا کر کہا باتون سے آپکی ثابت ہوتا ہی کہ آپ کہین عاشق ہوئین گلعذار وندیر زادی قدمون پر گر پڑی کہا واری آپ کا حال نمدار دیکھکر ہمارا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہمسے نہ چھپائیے صاف صاف فرمائیے ہملوگ کسواسطے ہین بچپن سے حضور کے ساتھ رہے مگر آج جو مزاج کا رنگ ہی ہمنے کبھی نہین دیکھا انھین باتون مین دن تمام ہوا شام کو ملکہ سلما بارہ دری مین بیٹھی ہی شمع ہاے سومی وکافوری روشن ہوئین پروانون نے آکر شمع کو گھیر لیا اپنے کو جلاتے تھے یہ حال دیکھکر سلما کو حیرت ہوئی کہا صاحبو دیکھو یہ عاشق صادق ہی جان کی ذرا پروا نہ کی جل جلکر اپنی جان دی گلعذار نے عرض کی واری آپ نہ ظاہر کیجیے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپ کی تو طبیعت پر بڑا بار ہی اِن سب مین یہ کنیز خدمت گذار ہی ہمسے تو حال دل کہیے ہم تدبیر کرین جنگل مین نکل جائین معشوق کو آپ کے ڈھونڈھ کر لائین آپ کا انتشار دفع کرین کوئی تو کام ہمسے ہو کہ نمک سے ادا ہون سلما نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو مین منھ سے کچھ نہ کہونگی تڑپ تڑپ کر جان دونگی گلعذار نے منھ پیٹ لیا کہ واری ایسی بات نہ کہیے آپ کے بعد ہمکو کون پوچھیگا مارے مارے پھرینگے براے خدا ہمسے نہ چھپائیے

سلما نے کہا صاحبو میں اسوجہ سے منھ سے نہیں نکالتی کہ لڑتے لڑتے طاق بیٹھے اور ماں باپ
کو خبر ہو جائے تو وہ کہیں گے کہ ہماری دشمن ہی کہ ہمارے دشمن پر عاشق ہوئی ہی ذلت کا سامنا
ہوگا کنیزون نے کہا واری کیا مجال جو ہم میں سے کوئی زبان سے نکالے ہم یہ نہیں چاہتے
کہ آپ کے دشمنون کے لیے خرابی ہو ہم لوگون کو کیا ملجائیگا ہر شخص آپ کا راز چھپائیگا
آپ نے ہمارے ساتھ وہ پرورش کی کہ مرتبے عطا کیے چین و آرام سے رکھا جب وزیر زادگی
نے مطمئن کیا تب سلما نے رو رو کر بیان کیا کہ آج جو مسلمان قید ہو کر آئے ہیں ان مین
ایک جوان ماہ عالم افروز نامے ہی اسپر جو نگاہ پڑی چھری دل کے پار ہو گئی بادشاہ
سے کیا سخت کلامی کی ہی افہام ایسے پہلوان کو مار ڈالا ایسے جری و بہادر نگاہ سے نہیں
گذرے آخر بادشاہ نے اُسکو قید کیا اور جبر یہ کیا ہی کہ اُسکے باپ و دادا کو الگ قید
کیا ہی اور اُسکو علحدہ مقید کیا ہی مین حیران ہون کہ باپ و دادا اور پردادا سب قید
ہو گئے یہ کیا باعث ہوا ایک کنیز نے کہا واری مین بخوبی جانتی ہون مجھسے سب حال سنئیے
یہ تینون جوان قیدی جانتے تھے کہ پردادا اُنکے علمشاہ آپڑے اپنے بیٹے کو رہا کیا
اُس پہلوان نے اطاعت کی اُن جوانون نے قبول کیا وہ بیچارہ بہادرون کا دشمن
دلیرون کا رہزن سب کو اپنی بارگاہ مین لایا دم دیکر شراب پلائی اسوجہ مین سب
قید ہو گئے لیکن وہ پہلوان ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی اُنکا معین آجائے سب کو قلعہ
قیلاب مین لے آئے آپ کے باپ نے حکم دیا ہی کہ کل صبح کو میدان خونی کی تیاری
ہو سب کو قتل کرونگا آپ کے باغ کے پہلو مین جو مکان ہی جس جوان کا آپ ذکر کرتی
ہین وہ اِس مکان مین قید ہی مین باہر گئی تھی تو مین نے دیکھا تھا کہ کئی افسر اور بارہ
سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے اُدھر سے راستہ بند کر دیا ہی کوئی آیندہ روند نہیں جاتا
اگر حکم دیجیے تو کنج باغ سے نقب لگا کر مین اُس شہریار کو نکال لاؤن آپ کے پہلو مین
بٹھاؤن سلما نے کہا مین بھی چلونگی آٹھ حبشنین ہمراہ لین اور چالیس کنیزین کنج باغ
مین آکر اشارہ کیا حبشنین نقب لگانے لگین سلما چاہتی ہی شراکت کرون مگر حبشنین
منع کرتی ہین پہر رات پچھلی باقی تھی کہ سلما قید خانے مین پہونچی دیکھا شاہزادہ سرنگون

حیران و پریشان فرش خاک پر بیٹھا ہو شاید جلوۂ معشوق نظر آگیا یا خواب دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہرا در یاد مین اپنے محبوب کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہو نظم

ای جنون ہجر مین کیا نالۂ دمساز نہین
ضعف ایسا ہو کہ زنجیر مین آواز نہین

کیون دو رنگی گل رعنا کیطرح کرنے لگے
گل رخ پر تو ابھی سبزے کا آغاز نہین

سکو بکو سرو خرامان نظر آتے ہین مجھے
حسن کو کون کہے صاحب اعجاز نہین

جان پر کھیلنے کو کھیل سمجھتے ہین ہم
یہ نہ کہنا کبھی تم کوئی بھی جانباز نہین

بلبلین چپکے کرتی ہین چمن مین ساقی
طوطی ساغر مو زمزمہ پرداز نہین

مجھسے کب فاش ہوا سِرِ محبت ظالم
تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین

رہگیا عشق ہمارا ترے پردے مین نہان
شکر ای جوش جنون فاش کوئی راز نہین

ناز اسکا ہو کہ عاشق مین ہوا ہون اسپر
حسن پر اس بتِ طناز کو کچھ ناز نہین

مست ناسخ مجھے رکھتا ہو کلامِ حافظ
میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

شاہزادے کی زبان سے جو ملکہ نے یہ اشعار سُنے اور دیکھا محبت ہوگئی آگے بڑھین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک معشوقۂ محبوب و مطلوب خوش اسلوب سرو قد غنچہ دہن فخر نسرین و نسترن چہرۂ زیبا ماہ چہاردہ پر طعنہ زن صف مژگان صاف ثابت ہوتا ہی کہ زنگیان بلا خیز صفین جمائے کھڑے ہین ابرو خمدار بل رہے ہین ناز و کرشمہ مثل کنیزان کمترین ہمراہ رکاب زلفون کو پیچ و تاب چند ذرے افشان کے جو زلفون مین ہین ثابت ہوتا ہی کہ شب تیرۂ و تار مین ستارے چمک رہے ہین شاہزادہ بے اختیار یکبار اٹھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جاودانی فرد ز فراق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ فرما کر بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے بیقراری مین زبان سے نکلگیا فرد بیا بیا کہ ز آغوش و در کنار کشم ✤ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✤ ملکہ شرما کر فرش خاک پر بیٹھ گئین پاے نازک سہلانے لگین کہ جشنون نے نقب سے نکلکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین ملکہ نے کہا چلیے مین آپ کو لینے آئی ہون آپ کی تکلیف مجھپر نشان ہوئی زیارت جمال بے مثال کی مشتاق ہوئی شاہزادہ ملکہ کے ساتھ ہو لیا اسی

نقب کے راستے سے نکلکر باغ مین پہونچین اب جو ملکہ نے باغ کو دیکھا تو عجب رنگ پر پایا
غنچون کا چٹکنا پھولون کا مہکنا مکان ہاے وسیع نخل ہر سبز و شاداب صبح قریب تھی لیلائے
شب نے نقاب سیاہ چہرے سے اُلٹی مجنون مہر افروز کا شانہ نجد سے چرخ زبرجدی پر
آیا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین مصروف خدمتگذاری ہوئین گائین خوش آواز سراپا نغمہ
مانند از مصروف نغمہ طرب ہین صبا لڑکھڑاتی ہوئی مینا ے شجر سے سر ٹکراتی ہوئی گل کا کٹورہ شراب
شبنم سے معمور نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور جابجا طاؤسان طناز سرگرم رقص ہوئے
ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئین شاہزادے کو مسند پر بٹھایا
گلعذار اور زیبرزادی نے جو روے زیبا ے شاہزادہ دیکھا رطب اللسان بتعریف
کرنے لگی کہتی تھی واری آپ جوہر شناس ہین حقیقت مین کیا نگینہ چھانٹ لیا جس کا
مثل غیر ممکن جواہر بین الماس ہو حقیقت مین آپ کا کیا قیاس ہو ملکہ خوش بیٹھی ہوئی ہے
رقاصان خوش مزاج و کنیزان خوشرو سامنے حاضر ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین محفل درست
ہر ایک چالاک و چست باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار بگر قیلاب خارہ شکن
جو بارگاہ مین صبح کو آیا ہرکارے نے پرچہ ہاتھ مین دیا قیلاب نے جو پرچہ پڑھا
اسمین لکھا تھا کہ فلان قیدی رہا ہو گیا کوئی قید خانے سے لے گیا قیلاب نہایت
برہم ہوا کہا یارو کیا غضب ہے کہ اندر سے قلعے کے کوئی قیدی کو لے گیا بڑا داغ دیکیا
ذرا شب آہنگ چرخ زن کو تو بلاؤ شب آہنگ قیلاب کا عیار مکار وطرار
غرض بلاے روزگار ہے وہ جو آیا قیلاب نے کہا اے شب آہنگ کوئی تمھارے
چونا لگا گیا شب آہنگ نے پوچھا کیا ہوا قیلاب نے کہا تمھارا اسکو تو وال
بیدار مغز چیرہ چکارہ قلعے مین رہنے نہین پاتا مین قیدی کو تمسے لونگا شب آہنگ نے
عرض کی غلام پتہ لگائیگا شب آہنگ بھاگا ہوا اپنے گھر مین آیا ماں اسکی زلفین
مکارہ بڑھی عیارہ ہے شب آہنگ نے اُس سے بیان کیا زلفین نے کہا اے نور نظر
بین کل تمکو خبر دونگی کسکی مجال ہے کہ میرے فرزند کی کوتوالی مین ایسا فتور کرے مین تو
گھرون مین جاؤنگی پتہ لگا لونگی صبح کو زلفین نے ایک چادر بچھائی کچھ کنتیان اور کچھ

مہر مین چند پائجامے سب کا گٹھر باندھکر نکلی گھر مین جانتے ہی اور پکارتی ہو کہ کوئی لیگا اِس
جیلے سے سارے شہر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا شام کو پلٹ کر آئی شب آہنگ نے
پوچھا ای مادر مہربان کہین پتہ ملا زلفین نے جواب دیا کہ سارا شہر چھان ڈالا اب کوئی
مقام باقی نہین ہی مگر کل جواب معقول دونگی البتہ ایک مقام کا کھٹکا ہی باغ سلما مین ہین
جاؤنگی ملکہ کی کنیزین جو ان جوان ہین شاید کسی نے ایسی حرکت کی ہو رات بھر اسی خیال
مین رہی جب صبح ہوئی اور ستارہ سحری چمکا تو وہی گٹھری لیکر نکلی باغ سلما پہ آئی دیکھا کہ
محلدار دروازے پہ بیٹھی ہی محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کیون عورت کیا ہی کہا
داری یہ لباس فروخت کرتی ہون اگر حکم دو تو اندر جاؤن محلدار نے حکم دیدیا یہان
وہ وقت ہی کہ ملکہ خوش بیٹھی ہین گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیروین گا رہی ہی نظم

کیا دیجے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب
آئینہ لیکے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب
مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہی — ہی اس کمان کا مثل نہ اُس تیر کا جواب
خط دیجیے لکھیوا اپنی زبانی یہ نامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
اللہ جانتا ہی اُسے خوب کیا کہون — میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب
زندان مین شب کو ڈر کے جو اُسنے کیا ہی غل — مین نے دیا ہی نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہون بیت ابروِ محبوب کی جو شرح — شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
آنکھ یار بان شعلے سے ہرگز ہوئی نہ شمع — تدبیر سے محال ہی تقدیر کا جواب
آتش کہانتک اپنے نوشتے کو روؤن — لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

زلفین نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین سلما کے بیٹھا ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ اس
شوخ دیدہ کا کام ہی شہر مین کیون پتہ ملتا دیکھکر پلٹی چاہا نکلجاؤن جاکر شاہ سے اطلاع
کرون اس گستاخی کی اسکو سزا ملے جیسے ہی پلٹی ملکہ کی نگاہ پڑگئی کہ ایک عورت غیر
آتی تھی ہمکو دیکھکر پلٹ چلی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اِس عورت کو لینا محلدار سے کہنا
کہ تو کیسی پہرے پر بیٹھی ہی کہ غیر اندر چلا آیا تو نے نہ روکا چند کنیزین دوڑین زلفین

بھاگی جب دروازے پر پہونچی تو محلدار نے ردیکا ہاتھ تھام لیا کنیزون نے آکر پکڑا اور کشتان
کشتان سامنے ملکہ کے لائین ملکہ نے کہا اسسے دریافت کرو کہ یہ کون ہو اور کس واسطے آئی
تھی ایک کنیز نے کہا واری مین اسکو بخوبی پہچانتی ہون یہ شب آہنگ کی مان ہو زلفین
سکارہ اسکا نام ہو یہ شاہزادے کی تلاش مین نکلی ہو دیکھکر چلی تھی یہ جا کر آگ لگاتی ملکہ نے
کہا گوشۂ باغ مین اسے لیجاؤ مارکر اسکو دفن کرو کنیزین کشتان کشتان زلفین کو گوشۂ باغ
مین لائین گٹھری وغیرہ چھین لی ایک حبشن نے سر اسکا کاٹ لیا اور اسی مقام پر دفن کر دیا
آکر ملکہ سے خبر کہی ملکہ نے دروازہ بند کروا دیا کہ اب کوئی غیر نہ آنے پائے مگر شب آہنگ نے
شام تک اپنی مان کا انتظار کیا جب زلفین سکارہ نہ آئی تو روتا ہوا سامنے قیلاب کے
آیا کہا حضور غضب ہوا مان میری پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہو اسپر کوئی آفت پڑی قیلاب
نے جھڑک دیا کہا اوبے حیا یہ سب تیری غفلت ہو کوتوال شہر ہو کر ایسی باتین کرتا ہو یہ سب
تیری حرامزدگی ہو اگر کل تک پتہ نہ لگایا تو کوتوالی نکلجائیگی دوسرے یہ کہ سنا ہو گی جو فکر کرتا ہو اٹھو
پہرہ مین کراو پھر کوئی عذر نہ سنونگا یہان ملکہ نے بعد قتل زلفین شاہزادے سے کہا اب
یہان سے نکل چلیے بڑی تلاش ہو کل شب کو باپ کے سلام کو جو گئی تو آنحضون نے مجھسے
بیان کیا کہ بڑا غضب ہوا ماہ عالم افروز البیا شاہزادہ نکل گیا حیران ہون کہ قلعے مین
اسکا دوست کون ہو کسنے یہ حرکت کی اب شب آہنگ پر تاکید ہوئی ہو مان اسکی ماری
گئی اسکے بھی دل کو لگی ہو ضرور تلاش کریگا شاہزادے نے کہا ملکہ مین تو نہ جاؤنگا قبلہ
و کعبہ و جہان عالی تبار تو یہان قید ہین مین اپنی جان بچا کر نکلجاؤن جرأت کے خلاف ہو
انشاء اللہ مین ان سب کو رہا کرونگا ہر چند ملکہ نے سمجھایا کہ کل چلیے مگر شاہزادے نے
نہ قبول کیا ملکہ خاموش ہو رہین مگر دستور تھا کہ اس باغ مین ملکہ کے میلا ہوتا تھا دوکاندار
عورتین سودا لیکر آتی تھین مگر آج جو گئین تو محلدار نے کہا کہ میلا نہ ہوگا عورتین پلٹی
ہوئی آتی تھین کہ راہ مین شب آہنگ ملا اسنے سب سے پوچھا کیون پلٹ آئین
سب نے کہا مہتر صاحب ملکہ کا مزاج نادرست ہو زمانہ ہمنے آج مین نقصان ہوا
بعد مہینہ بھر کے یہ میلا ہوتا تھا کچھ ملجاتا تھا آج بلا وجہ نقصان ہوا اسنے محلدار سے بہت

کہا کہ باہر باغ کے دو کانین لگائین عملدار سنے کہا ظاہر ہوگا ہماری ملکہ کے مزاج کے خلاف ہوگا
اسوجہ سے پھیر دیا شب آہنگ یہ حال سُنکر سوچا کہ سارے شہر مین تلاش کر چکا اب
یہی مقام باقی ہو اسکو بھی دیکھ لو پشت باغ پر آکر چھپا رات کو گانیکی آواز آئی کہ کوئی شخص
خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار سرون مین ڈوبے ہوئے گا رہا ہی نظم

جھڑتے ہین پھول منھ سے اس تنگیِ دہن پر
غنچے نثار تیری رنگینیِ دہن پر
بعد فنا کو مین کے پانی سے غسل دینا
کھوئی ہو مین نے جان شیرین چہ ذقن پر
دونون کلائیان دو پھولونکی ڈالیان ہین
گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
ہیے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہی
نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
کشتون کی تیرے قبرین دیکھین تو دیکھ لینا
زندونکو ہوگی حسرت مردونکی انجمن پر
ملنا ہی کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اِک دوئی جب زمین پر اِس اکدوگز کفن پر

یہ آواز سنکر شب آہنگ اس فکر مین خاموش ہو کے بیٹھا کہ اندھیرا ہو تو دیوار پر چڑھون
جب لیلاے شب نے چادر سیاہ سر پر ڈالی اور محمل مشرق سے نمایان ہوئی اور مجنون روز
بصد سوز دشت نجد مغرب مین داخل ہوا شب آہنگ کمند مار کر دیوار پر آیا اب سر
اٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین اور
یہی ذکر ہو رہا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ زلفین کو ہمنے گوشہ باغ مین دفن کر دیا ہی وہ مکان
پتہ لگانے آئی تھی اگر پلٹ جاتی تو آفت برپا ہوتی یہ باتین سُنکر شب آہنگ کو ایک
جوش ہوا پہلے تو خیال مین گذرا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون فوج جنگی آئے دونونکو
قتل کرے پھر سوچا کہ مین خود شاہزادے کو قتل کرڈالون اور اُنکا سر لیکر سامنے شاہ کے
جاؤن کہون کہ ملکہ آپ کی دختر ہی اُس سے بدلہ آپ لیجیے میری یہ لیاقت نہ تھی کہ مین اُنکو
ہاتھ لگاتا اور یہ بھی ظاہر رہے سرکار پر کہ میری مان زلفین مکارہ انھین کے باغ مین
جاکر ماری گئی اور ملکہ نے قتل کرایا اگر یہ حکم نہ دیتین تو کسکی مجال تھی کہ میری مان کو قتل کرتا
اُسکو مار کر کنج باغ مین دفن کر دیا ہی سرکار میری داد دین یقین ہو بادشاہ کو بہت ناگوار
ہوگا یہ باتین دل مین سوچکر باغ مین اترا نخل کی آڑ مین چھپا ایک کنیز جو کسی کام کو اُدھر آئی

اسکو بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھکر باتین کرنے لگا اِس سوچ مین ہو کہ یہ لوگ
سو وین تو شاہزادے کو گرفتار کرون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہین جام مے ارغوانی
گردش مین ہی جب دونون کو نشہ ہوا اور شاہزادہ انگڑائیان لینے لگا ملکہ نے کہا آرام
فرمائیے دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے ڈگمگاتے ہوے بارہ دری
مین آئے چھپر کھٹ پر جا کر لیٹے نشے مین چور رہو رہے تھے لیٹتے ہی سو گئے شب آہنگ
نے جب دیکھا کہ شاہزادے نے کروٹ لی تو بیہوشی شاہزادے کی ناک مین دی شاہزادہ بیہوش
ہوا شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور دبے پاؤن لے نکلا ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا
پہلو اپنا خالی پایا گھبرا کر آواز دی اری گلچہرہ دیکھ تو شاہزادہ کہان گیا ملکہ کو گمان ہوا
کہ کنیزین نوجوان ہین شاید کسی سے وعدہ ہوا ہوا ور جھلا کر کہا یہ چوری کیا ضرور ہی
سب کنیزین انھین کا مال ہین مجھسے فرماتے کہ مین نے فلان کنیز کو پسند کیا ہی مین کہدیتی کہ
فوراً خدمت مین حاضر ہو مگر گلچہرہ خبردار اپنی آنکھون سے دیکھکر چلی آنا جس خواص نے
ایسا کیا ہوگا اُسی کی ناک چوٹی کٹے گی تب مانے گی خواصین دوڑین تمام باغ کو چھان
ڈالا کہین نشان نہ پایا آکر کہا واری آپ کا صرف گمان ہی باغ مین انکا پتہ نہین ملکہ گھبرا کر
خود انھین ڈھونڈھتی ہوئی کنج باغ مین پہونچین دیکھا ایک کنیز بیہوش پڑی ہوئی ہی
ہلڑ ہوا کہ چمن آرا یہان بیہوش پڑی ہی ملکہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور پوچھا کیا معرکہ ہی
اُسنے بیان کیا کہ مین براے رفع حاجت آئی تھی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ ہوا
ملکہ وہان سے پھرتی ہوئی قریب دیوار باغ آئی شب آہنگ جلدی مین نکلگیا تھا
مگر کمند چھوٹ گئی تھی کمند جو ملکہ نے دیکھی اور پاؤن کا نشان پایا یقین کامل ہوگیا کہ کوئی
شاہزادے کو چرا لے گیا کنیزون سے کہا صاحبو اگر ہو سکے تو دریافت کرو شب آہنگ
نے اگر یہ کام کیا ہی تو سامنے شاہ کے لیجائیگا اور تو کسی پر میرا گمان نہین ہوتا لیکن
شب آہنگ جو شاہزادے کو لیکر بیرون باغ آیا سوچا کہ جنگل مین ہو کر شہر مین چلون
اگر سامنے سے گیا شاید کہ اِسکا طرفدار کوئی بیٹھا ہو تو باعث خرابی ہی یہ سوچکر طرف
صحرا کے چلا اُس جنگل کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضاے کار نعمان قزاق واسطے خبر ایاب قافلے

کے گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہی یہان سے تین کوس پر اِسکا مقام ہی یالاسے کوہ رہتا
ہی دور سے دیکھا ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ اِس پشتارے مین مال ہوگا
وہین سے للکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شب آہنگ نے جو دیکھا کہ ایک
شخص قزاق وضع تیر و کمان ہاتھ مین للکار رہا ہی کہ آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھیگا تو نشانۂ تیر
آفت ہوگا شب آہنگ کو بجز ٹھہر جانے کے کچھ نہ بن پڑا ناچار ٹھہر گیا لغمان نے قریب
آکر کہا اِس پشتارے مین کیا ہی شب آہنگ نے کہا ای لغمان مین تمکو پہچانتا ہون ہمارے
شاہ کی عملداری مین رہتے ہو مگر شاہ نے ہمارے کبھی کچھ خیال نہین کیا ورنہ تمھارا رہنا
دشوار ہوتا اِس پشتارے مین شاہ کا دشمن ہی مین اِسکو لیے جاتا ہون تم اِس مین دخل
نہ دو لغمان نے تلوار کھینچی شب آہنگ نے پشتارہ رکھدیا آمادۂ جنگ ہوا دونون
مین تیغ چلنے لگا مگر لغمان قزاق نہایت تیز دست ہی شب آہنگ کو عاجز کردیا ہی اب تو
شب آہنگ یہی چاہتا ہی کہ جان بچاکر نکلجاؤن مگر لغمان چہار جانب سے گھیرے
ہوے ہی بھاگنے نہین دیتا ادھر ملکہ سلما جب واقف ہوئی کہ شاہزادے کو کوئی چرالیگیا
فورًا نقاب چہرے پر ڈالی اور بادپای عربی پر سوار ہوئی کمان کاندھے پر ڈالی تیغچہ
حمائل کیا توکلت اللہ بیرون باغ نکلکر ایک جانب چل نکلی گھوڑے کو ڈالے ہوے
جاتی ہی خیال مین گذرا کہ صحرا کی طرف چلین غرض صحرا کی جانب گھوڑی کو ڈالدیا دور سے
دیکھا کہ جنگل مین دو شخص لڑ رہے ہین ایک پشتارہ رکھا ہوا ہی مگر خیال کرکے دیکھا گوشۂ چادر
منھ سے شاہزادے کے ہٹ گیا تھا ملکہ نے پہچانا کہ پشتارہ شاہزادے کا ہی بادپای
کو درختون کی آڑ مین لے چلی جب قریب پشتارے کے پہونچی تو کود پڑی اور پشتارہ
اٹھاکر گھوڑی پر رکھا لغمان و شب آہنگ دیکھتے رہگئے لغمان کو گمان مال کا تھا اب
گمان غالب ہوا کہ انسان اس پشتارے مین بندھا ہوا تھا اور شب آہنگ خوف
لغمان سے نہ بڑھ سکا ملکہ نکل گئین کنیزین انتظار مین تھین کہ دور سے دیکھا کہ ملکہ پشتارہ
لیے ہوے آتی ہی کنیزین نکل پڑین پشتارے کو لیکر باغ مین آئین مگر لغمان قزاق نے
شب آہنگ کو زخمی کیا شب آہنگ زخمی ہوکر بھاگا کہ جاکر [illegible]

اور کل حال کہون بڑا افسوس ہو کہ میرا شکار نکل گیا مین کس مشکل سے گرفتار کر کے لایا تھا معلوم ہوتا ہو یہ ملکہ تیقی کی محبت سے دوڑی آئی یہان ملکہ نے شاہزادے کو ہوشیار کیا سب حال بیان کر دیا کہ آپ کو شب آہنگ دیو لے چلا تھا مگر مین وہان سے اُٹھا لائی اب وہ شاہ سے اطلاع کریگا تھوڑی دیر مین فوج آئیگی شاہزادے نے کہا مین فوج سے نہین ڈرتا کسقدر فوج تمھارے باپ کے ساتھ ہو ملکہ نے کہا بارہ ہزار فوج جنگی ہو شاہزادے نے کہا مین اُنسے سمجھ لونگا تم تردد نہ کرو ملکہ نے کہا بہتر اسی مین ہو کہ یہان سے نکل چلیے آخر شاہزادے کو کچھ نہ بن پڑا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ بادبان پر سوار ہوئی دونون باغ سے نکلے طرف صحرا کے چلے وہان شب آہنگ روتا پیٹتا زخمدار دربار بادشاہ کے پہونچا سب حال بیان کیا شاہ کو بڑا غصہ آیا اسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا یلغار کر کے باغ پر پہونچا کنیزین گٹھری سٹھری باندھ رہی تھین کہ قیلاب پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ ساتھ اُس جوان کے نکل گئین قیلاب نے پوچھا کسطرف گئین کنیزون نے سمت بتا دی قیلاب اسی جانب چلا یہان تین چار کوس نکلکر ملکہ نے شاہزادے سے کہا مجھے پیاس لگی ہو سامنے ایک ٹیکرا تھا شاہزادے نے کہا تم تو اسپر ٹھہرو مین پانی لاتا ہون شاہزادہ پانی لینے گیا ملکہ ٹیکرے پر ٹھہرین کہ شاہزادہ پانی لے آوے تو پھر چلین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا قیلاب بارہ ہزار فوج سے آتا ہو خیال مین گذرا کہ ای سلما جرأت سے کام کر و جان کا خیال نہ ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری ترکش سامنے رکھ لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے اور فوج مین ہلڑ ہوا کہ ملکہ وہ ٹیکرے پر بیٹھی ہو ملکہ نے تیر اندازی شروع کی جسکو تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار ملکہ نے گرائے تو قیلاب نے حکم دیا کہ اِس ٹیکرے کو گھیر لو چہار طرف سے ملکہ نے تیرون کی بوچھار کر دی ہر چند سب فوج والے ارادہ کرتے ہین کہ ٹیکرے پر چڑھ جائین مگر ملکہ سب طرف تیر پھینک رہی ہو جب جسطرف سے کسینے ارادہ کیا ملکہ نے تاک کر اُسکو تیر مارا کہ وہ اُلٹ کر گرا ایک سوار گرا اور سب خوف سے پلٹے اسی طرح چہار طرف کا بلوہ روک رہی ہو صد ہا جوان مارے گئے یہان شاہزادہ جو پانی لینے چلا تھا قریب ایک چشمے کے پہونچا چشمے کے سامنے

ایک درۂ کوہ ہی اُسمین ایک ساحرہ نخل جادو نامے بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا
جمال بے مثال دیکھکر بیقرار ہوئی سحر کیا کہ شاہزادہ خود سامنے نخل کے آیا ساحرہ نے کہا او
جوان میرا وصل اختیار کر تو مین تجھکو مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچاؤنگی شاہزادے نے جھڑک دیا کہا
کیا بیہودہ بکتی ہی ساحرہ نے شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا درۂ کوہ مین لائی منتین کرنے لگی
شاہزادے کو یاد آیا کہ مہتر کاؤس نے اکثر نصیحت کی ہی کہ ساحرہ سے جرأت کرنا سراسر حماقت
ہی کہا مین تجھکو قبول کرونگا دل مین شاہزادہ کہتا ہی کہ تنہا عورت ٹیکرے پر بیٹھی ہی ایسا
نہ ہو کوئی اُسپر اُفتاد پڑے ساحرہ کو شراب پلانا شروع کی اِسقدر شراب پلائی کہ نخل جادو
بیہوش ہوگئی شاہزادے نے نخل جادو کو قتل کیا درۂ کوہ مین اندھیرا ہوگیا سامنے سے
ایک جوان زنگی یہ کہتا ہوا آیا منم ایقان زنگی تو نے میری معشوقہ کو مارا مین تجھے زندہ
نہ چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی ایقان زنگی
لپٹ پڑا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا کہ ایقان کو چکر آگیا کولے پر لاد کر دے مارا
چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا ایقان زنگی بصدق دل مسلمان ہوا نام و نشان بھی
شاہزادے کا پوچھا شاہزادے نے سب نام و نسب مفصل بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ
یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹیکرا ہی اُسپر میری معشوقہ بیٹھی ہی ایقان زنگی نے کہا
دو سو زنگی میرے ملازم ہین اُنکو بلا کر ساتھ لیتا ہون اُنکو ساتھ لیکر چلیے شاہزادے
نے ایقان کو مع دو سو زنگیون کے ساتھ لیا اور طرف ٹیکرے کے چلا ایقان گینڈے پے
سوار ہو کے چلا دو سو زنگی تیغہ برہنہ لیے ہوے ساتھ ہین آمادہ ہین کہ افسر ہمارا کسی سے
لڑنے کا حکم دے تو اُسپر جا پڑین یہان ملکہ نے جب دیکھا کہ تیر ترکش مین ہو گئے بیقرار
ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھی کہ اے کریم و رحیم فوج کا بلوہ
ہی میرے قریب دشمن آنا چاہتے ہین مجھکو ان دشمنون سے بچالے رحم اپنا شریک کر کسکی
مجال ہی کہ تیرے اوصاف حمیدہ بیان کرے نظم

قیام آموز سرو جوے باری — قصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خودپسندی — بلندی بخش ہر ہمت بلندی

گنہ آمرز رندان قدح خوار		بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران		رفیق روز در محنت گذاران

قیلاب دیکھ رہا ہی کہ اہل فوج آگے نہین بڑھتے ہین حالانکہ قریب موقوف ہین مگر خوف انپر غالب ہی ملکہ نیچے چمکا رہی ہین بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ پیچھے دو سو زنگی دور سے جو بلوہ فوج کا دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ یا شیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم گل گلزار ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ماہ عالم افروز تلوار کھینچکر آ پڑے دو سو زنگی بارہ ہزار جوانون سے مصروف جنگ ہوے لیکن شاہزادے نے افسرون کو چن چن کر مارا فوج قیلاب کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بار سر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر قیلاب کو اٹھا لیا قیلاب نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا غرض قیلاب بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان دائرہ اسلام مین آئے شاہزادہ اُن سب کو ساتھ لیکر ملکہ کو محافے مین سوار کر کے طرف قلعے کے چلے مگر ہرکارے نے دونون پہلوانون کو خبر دی کہ قیلاب مسلمان ہو گیا مع فوج اسطرف آتا ہی شاہزادہ ساتھ ہی دونون پہلوان لشکر لیکر باہر نکلے اور سوچے کہ قلعے پر قبضہ ہی ہمارا کوئی کیا کریگا ان خیالات مین لشکر لیکر باہر قلعے کے اترے بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہزادے کا پہونچا قصاصم نے جو دیکھا کہ لوگ شاہزادے کے ساتھ کم ہین فقط قیلاب ساتھ ہی انکے ساتھ فوج زیادہ ہی قصاصم نے طبل جنگی بجوا دیا شاہزادے نے فرمایا کہ ای قیلاب تم بھی طبل جنگی بجوا دو بڑا غضب ہوا کہ قلعہ اُنکے قبضے مین آگیا یقین ہی شکست کھا کر قلعے مین جائینگے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو قصاصم میدان مین آیا شاہزادہ مقابلے مین نکلا قصاصم سے نیزہ چلنے لگا بعد چند تا نون کے شاہزادے نے نیزہ قصاصم کا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے روک کر ایک خنجر مارا کہ قصاصم زخمی ہوا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر جا پڑے شاہزادہ

سے قلب فوج مین آکر قاموس کو بھی زخمی کیا جب دونون افسر اعلی زخمی ہوئے فوج بیدل
ہوئی آخر بھاگ کر سب قلعے مین گئے قلعہ بند کر لیا خندق کو پُر آب کر دیا پل تختہ اُٹھا لیا اور
توپین لمبچھڑ لگا دین شاہزادے نے قلعے کو گھیر لیا مگر شب آہنگ کہ مکر سے مسلمان ہوا
تھا بھاگ کر ان دونون پہلوانون کے پاس آیا کہا ای شاہزادو جو حکم ہو وہ مین بجا لاؤن
قیلاب نے تولات وسنات کو چھوڑا مین تو مذہب پر قایم ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن
پہلوانون نے کہا ای شب آہنگ اگر ہو سکے تو شاہزادے کو چُرا لاؤ شب آہنگ
چلا لشکر مین شاہزادے کے آیا کسی نے دیکھ لیا کہ ایک عیار پھر رہا ہے للکار کر اسکو بھگایا
شاہزادے نے طبل یورش بجوا دیا تھا صبح کو فوج ساتھ لیکر چلا قلعے سے توپ پڑنے لگی
شاہزادہ گولون کو کب مانتا ہے رد کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا اب دونون پہلوان گھبرائے
وزیرون نے صلاح دی کہ قیدیون کو زیر تیغ بٹھا دیجیے کیونکر شاہزادہ گوارہ کرے گا
کہ باپ اور دادا قتل ہو جائین اور مین قلعہ لے لون اس صلاح کو دونون نے پسند کیا
ایرج و قاسم و علمشاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا پکار کر آواز دی ای شاہزادے اگر نہ پلٹ
جاؤ گے تو ہم انکو قتل کرینگے علمشاہ نے پکار کر کہا ای نور نظر تمنے بڑی شفقت کی ہم ہین
قتل ہونے دو مگر تم قلعہ لے لو شاہزادے نے منھ پیٹ لیا اور پکار کر کہا ای جد عالی تبار
مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ کے دشمن تو قتل ہون اور مین قلعہ فتح کرون یہ کہکر شاہزادہ
پلٹا دونون پہلوانون نے قیدیون کو قید خانے مین بھیجدیا مگر ایرج نے جو یہ حالات
سُنے کہا دادا جان آپ دیکھتے ہین کمسنی مین کیا کیا کام کر رہا ہے اگر یہان آکر دادا جان سے
مقابلہ کرتا کیا تعجب تھا کہ غالب ہوتا اور دست راستیون کو تو خوب ٹھونکتا اُسوقت
صاحبقران کو معلوم ہوتا رستم نے کہا ای فرزند یہ حوصلہ دشوار ہے صاحبقران قدرت
پروردگار ہین اُنپر کوئی غالب نہین آسکتا قاسم نے کہا ای فرزند اصل یہی ہے مین نے
کیا کوئی بات اُٹھا رکھی مگر دادا جان کے ہاتھ سے زیر ہوا اُنپر نہین کوئی غالب ہوگا
مگر دیکھیے کیا اس جنگ کا انجام ہوا دھر دونون پہلوانون نے شب آہنگ کو بلایا
اور بُلا کر کہا ای شب آہنگ لشکر اسلام مین جاؤ اگر ہو سکے تو کسی کو جا کر گرفتار کر لاؤ

شب آہنگ بانہا سے عیاری لگاکر نکلا لشکر اسلام میں آیا بارگاہ کلاں جو دیکھی اسکی پشت
پر پہونچا سراچہ چاک کیا سرڈالکر دیکھا کہ قیلاب خارہ شکن پڑا ہوا سو رہا ہی خیال میں گذرا
انھیں کو لے چلو آکر قیلاب کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا نعمان تزاقی
کہ جسنے شب آہنگ کو زخمی کیا تھا جسدن سے پلٹ کر آیا تھا اسکو بڑا تردد تھا کہ یہ پشتارہ
کسکا تھا اور یہ عیار کون تھا اور یہ نقابدار کون آیا جو اسکو لے گیا اسی خیال میں کوہ سے
اترا جنگل میں پھر رہا تھا کہ صدا سے زنگ کان میں آئی ایک نخل کی آڑ میں سے دیکھا کہ وہی
عیار پشتارہ بدوش آتا ہی کمان اسنے کاندھے سے اتاری تیر جوڑ کر نکلا اور پکارا کہ آنوا تر
وہی او عیار معلوم ہوتا ہی تیرا بھی کام ہوا سدا ن بھی پشتارہ بدوش دیکھا تھا اور آج بھی
پشتارہ لیے جاتا ہی وہ کون تھا اور یہ کون ہی اور تونے کسکے حکم سے یہ کام کیا شب آہنگ
نے صاف بیان کر دیا کہا یہ میرا شاہ ہی مگر مسلمان ہو گیا میں اسکو پکڑے لیے جاتا ہوں یہ سنکر
نعمان نے پوچھا وہ پشتارہ کسکا تھا شب آہنگ نے بیان کیا کہ وہ شاہزادہ تھا
ماہ عالم افروز نبیرہ حمزہ اب قلعۂ قیلاب کو گھیرے ہوئے اترا ہی نعمان نام نامی سنکر
شاہزادے کا بہت خوش ہوا کہا میں تو مدت سے تلاش میں تھا کسی فرزند حمزہ کی اطاعت
کروں اب بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے اور جان کو اپنی غنیمت جان ورنہ ایسے ہٹ کر
ایک تیر مار دونگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرے گا شب آہنگ کو کچھ نہ بن پڑا آخر پشتارہ
قیلاب کا رکھدیا اور جان بچا کر بھاگا نعمان نے قیلاب کو ہوشیار کیا قیلاب نے
دیکھا ایک قزاق وضع قریب کھڑا ہی اور میں جنگل میں بیٹھا ہوں گھبرا کر کہا یہ کیا مقام ہی میں
تو سو رہا تھا یہاں مجھکو کون لایا نعمان نے سب حال بیان کیا اور کہا میں دل سے
آرزو رکھتا ہوں کہ تمھارے خویش کی اطاعت کروں قیلاب خوش ہو گیا نعمان نے
اپنے دو ہزار قزاق بلا کے قیلاب کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا بر سے
ملاقات ماہ عالم افروز چلا یہاں شاہزادہ صبح کو جو اٹھا ہرکاروں نے خبر دی کہ قیلاب
کو کوئی چرا لے گیا شاہزادے نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ قیلاب کو
کون لے گیا یہ کہتے ہوئے شاہزادے بیرون بارگاہ آئے دونوں پہلوان بالا سے

قلعہ بیٹھے ہین شب آہنگ نے آکر سب حال بیان کیا کہ نعمان نے پشتارہ قیلاب کا چھین لیا پہلوانون نے جھلاکر جواب دیا کہ ای شب آہنگ مقام تعجب ہی کہ جب تم جاتے ہو ایک نہ ایک گرفتار پڑجاتی ہی شب آہنگ نے کہا مین ناچار ہون اگر پشتارہ مین نہ دیتا تو وہ زندہ نہ چھوڑتا میرے قتل سے منھ نہ موڑتا اپنی جان کو غنیمت جان کر چلا آیا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بھی دیکھ رہا ہی دیکھا قیلاب تخت پر سوار دو تین ہزار قزاق مرکبون کو مہمیز کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین شاہزادہ بہت خوش ہوا قیلاب نے آکر نعمان کو شاہزادے سے ملایا شاہزادہ قیلاب و نعمان کے آنے سے بہت خوش ہوا نعمان نے اپنا اشتیاق بیان کیا کہ مین مدت سے خواستگار تھا کہ کسی فرزند صاحبقران کی اطاعت کرون شکر پروردگار کرتا ہون کہ آج آپ کی خدمت مین پہونچا شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای نعمان عجب مصیبت مین ہون باپ اور دادا قلعے مین قید ہین جب مین چاہتا ہون کہ قلعہ لے لون وہ انکو زیر تیغ بٹھاتا ہی مین ناچار پلٹ آتا ہون اگر نہ پلٹون تو وہ انکو قتل کرتے ہین ای نعمان کوئی تدبیر کر و نعمان نے کہا آج مین تدبیر کرونگا یہ کہکر رات کو ماہ عالم افروز کا پشتارہ باندھا اور در قلعہ پر آیا پکار کر آواز دی کہ ای نگہبانو اپنے آقا سے اطلاع کرو کہ نعمان قزاق دوستی مین دشمنی کر رہا ہی شاہزادے کو گرفتار کرکے لایا ہون انکو لے لو اور مجھے بھی قلعے مین آنے دو نگہبانون نے دونون پہلوانون کو خبر کی اُسنے حکم دیا دونون کو لاؤ نگہبانون نے کھڑکی کھولدی نعمان قزاق شاہزادے کو لیکے اندر آیا شاہزادے کا پشتارہ رکھدیا پہلوانون سے کہا ان قیدیون کو بھی بلاؤ اگر وہ مذہب ہمارا اختیار کرین تو فبہا ورنہ ابھی قتل کرین رستم و قاسم اور ایرج کو بھی بلایا نعمان نے پکار کر کہا ای جوانون لات منات کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا او بے حیا کیا بیہودہ بکتا ہی کسنے ہمکو یہ جرأت زیر کیا کہ تمھارے لات منات کو سجدہ کرین بیسون خدائیان دیکھین کہین جادوگر کا انتظام دیکھا کہین دیو جن تھا کیسے کیسے زور رہے ہین مگر ہمنے سب کو مٹایا یہانتک پہونچے جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی انسان ہو کر دعوی خدائی کرتا ہی بس تمھارے

مذہب کا کیا ٹھیک ہے اُس مذہب کو کیا اختیار کرین جسکا سر پیر نہ ہو نعمان نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ پہلے جسکو مین لایا اُسکو قتل کرونگا اُسکے بعد انکو قتل کرون فوج کو شکست دون میرے قزاق وہان آمادہ ہین مین نے قلعہ کھلوا دیا وہ سب بلوہ کرینگے مسلمانونکو مارینگے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا دربار مین سب افسر جمع ہین کہ قریب ماہ عالم افروز آکر نعمان نے چپکے سے کہا اے شہریار اُٹھیے یہی وقت ہے ماہ عالم افروز اپنے مقام سے اُٹھا نعرہ کرکے لڑنے لگا نعمان ساتھ ہی فوج نے جو باہر سے نعرہ شاہزادے کی صدا سُنی بلوہ کرکے آپڑی تلوار چلنے لگی پھاٹک توڑ ڈالا خندق کا پانی نکالدیا اب جو فوج قلعے مین آگئی ہر گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی جابجا لاشون کے انبار علمہا سے فوج جابجا کٹے پڑے ہین شاہزادے نے عین گرمی جنگ مین قریب رستم آکر سلام کیا رستم نے برخوردار کہا ایرج نوجوان نے تعریفین کین کہا اے فرزند ماشاءاللہ خوب جنگ کی کفار کو گھیر لیا ماہ عالم افروز نے اول رستم کو رہا کیا رستم جو قید توڑ کر اُٹھے تو قاسم کو رہا کیا قاسم نے اُٹھتے ہی ایرج کو رہا کیا ایرج نے سمک بیلدانی کو رہا کر دیا علمشاہ نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا کہ منم فرزند رشید

صاحبقران علمشاہ نوجوان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور — دیگر — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — ز زخم تیغ برابر نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری — دیگر — شہسوار لال پوش خاوری

ایرج نوجوان نے سب سے آگے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب سپہر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — زگاو زمین بیخ و بن برکنم

یہ تینون شیر جو لڑنے لگے علمشاہ نے بڑھکر ایک پہلوان کو مارا جسکا قصاصم نام تھا اور
قاموس تہمپ ایرج پہونچا ایرج لپٹ پڑے اسکو زیر کیا ایسا غصہ تھا کہ سوال اسلام
بھی نہ کیا اور چیر کر پھینک دیا بیٹے کو جو دیکھا کہ مثل شیر غضبناک مصروف جنگ ہو بہت ہی
خوش ہوے فرماتے تھے جناب قبلہ و کعبہ یہ جوان زبردست چھپا ہوگا قاسم عالیشان
بھی تعریفین کر رہے ہین مگر رستم فرماتے ہین کہ یار و کیا آپس مین باتین کرتے ہو افسران
اعلیٰ کو تو مارو لو پھر بھر کامل تلوار چلی کئی ہزار ایکا فر مارے گئے یہ جوان شیرانہ لڑنے لگے
جنگ عظیم واقع ہوئی آخر چند افسر کہ جو سر کردہ فوج تھے انھون نے دیکھا کہ ان جوانون پر
غالب نہ ہونگے رومالون سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے پکارتے ہوے کہ اے شہریار
الامان یہ فرزندان صاحبقران ہین جہان کسی نے عجز کیا دل بیقرار ہوجاتا ہے ان افسرونکو
گلے سے لگالیا کل فوج نے شمشیر زنی موقوف کی قلعہ تسخیر ہوا سب مسلمان ہوے دیر
گھنٹے مسجدون کی بنا ہوئی قیلاب کو بادشاہ لشکر کیا مگر شب آہنگ بھاگ کے
نکل گیا سیاہ قلب تھا مسلمان ہونا گوارہ نہ ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ
اسکو قلعۂ نردبان کہتے ہین وہانکا حاکم بادبان تاجدار ہے شب آہنگ وہان پہونچا
سب کیفیت قلعے کی بیان کی کہا اگر آپ میری کمک کرین تو افسرون کو پکڑ لاؤن حاکم
نے حکم دیا کہ اول علمشاہ کو لاؤ شب آہنگ صورت بدلکر لشکر اسلام مین آیا خدمتگار
بنکر رستم کے ساتھ ہوا رستم اپنی بارگاہ مین آئے تو یہ بے حیا زیر دنگل چھپ رہا جب
علمشاہ خاصہ تناول کرکے سوئے تو شب آہنگ نکلا رستم کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا قلعے سے نکلکر صحرا کا راستہ لیا جس قلعے والے سے کہگیا تھا اُس کے
دربار مین رستم کو لایا بادبان نے حکم دیا ہوشیار کرو شب آہنگ نے کہا اے شہریار
یہ جوان شیر دلیر ہین ہوشیار ہوتے ہی یہ جوان قیامت برپا کریگا آپ کے دربار مین
کوئی ایسا نہین ہے کہ اسکو روک سکے پہلے مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار کرونگا
بادبان نے آہنگر بلائے رستم کو مسلسل کیا شب آہنگ نے رستم کو ہوشیار کردیا
رستم نے ہوشیار ہوتے ہی نعرہ کیا کہ او بے حیاؤ تمنے مکر کیا انشاء اللہ پروردگار رہا کریگا

باد بان نے حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجاؤ کل قتل کرونگا شب آہنگ نے کہا مین جاکر
دوسرے کو لاؤن یہان صبح کو قاسم وغیرہ جو دربار مین آئے اور خبر سُنی کہ رستم کو کوئی عیار لے
گیا سب سے زیادہ ایرج بیقرار ہو گئے سمک سے کہا کہ جاکر جد عالی تبار کو تلاش
کرو سمک نے کہا آج کی شب تو تامل فرمایئے کل تلاش کرلاؤنگا خدا نے چاہا تو وہین پہونچونگا
جہان وہ ہون شام کو طلائے پز قاسم سے کے سمک مقرر ہوا طلایہ دے رہا تھا کہ دیکھا سامنے
سے ایک سیہ پوش آتا ہے سمک گوشے مین چھپ رہا وہ سیہ پوش ڈھونڈتا ہوا قریب بارگاہ
ایرج پہونچا سراپردہ چاک کیا سمک نے دیکھا کیا عیار اندر گیا سمک پیچھے آیا اسنے دیکھا کہ
یہ عیار ایرج نوجوان کو بیہوش کررہا ہے سمک نے تامل کیا شب آہنگ نے ایرج
کو بیہوش کرکے پشتارہ دوش پر لگایا آگے بڑھکر چلا سمک اُسکے پیچھے پیچھے تعاقب مین
چلا صحرا مین آکر سمک نے حلقہ ہائے کمند خس پوش کیے اور شب آہنگ کے آنے کی
شاہراہ دیکھکر سمک بیٹھا تھا جو ہین شب آہنگ پہونچا اور حلقہ ہائے کمند مین پاؤن
رکھا سمک نے شیر کی آواز دی شب آہنگ رکا سمک نے جھٹکا مارا شب آہنگ
گرا سمک کود کر چھاتی پر سوار ہوا حباب مار کر بیہوش کیا ایرج نوجوان کو بھی ہوشیار
کیا سب حال بیان کردیا کہ آپ کو یہ عیار لے چلا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا ہے معلوم
ہوتا ہے یہی رستم کو لے گیا اب مین اِس سے پوچھتا ہون یہ کہکر سمک نے شب آہنگ
کو درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا کوڑہ لیکر کھڑا ہوا کہا بتا تو کون ہے تب اِسنے
کہا کہ مین قیلابہ کا عیار ہون اُنکے ساتھ مسلمان نہین ہوا جاکر بادشاہ قلعۂ نرویان
سے ملا وہین رستم کو لے گیا ہون یہ اقرار کر آیا تھا کہ ایک شاہزادے کو روز لاؤنگا
آج ایرج کو لے چلا تھا کہ بدنصیبی سے اپنی گرفتار ہوا سمک نے شب آہنگ کو
پھر بیہوشی دیکر بیہوش کیا آپ اُسکی صورت بنا او اُسکو اپنی صورت بنایا ایرج
سے کہا آپ اپنے لشکر مین چلین مین جاکر رستم کو لاتا ہون ہر چند کہ ایرج نے کہا کہ اے
سمک مجھکو لے چل کہ مین دادا جان کو رہا کراؤنگا سمک نے نہ مانا ایرج لشکر مین آئے
سمک بصورت شب آہنگ طرف قلعے کے چلا جب قلعے مین آیا تو اکثر نے پوچھا

کہ مہتر صاحب کیسے لائے سماک نے کہا اس عیار سے مقابلہ پڑ گیا اسکو پکڑ لایا یہ کہتا ہوا دربار
بادبان مین پہونچا عرض کی حضور آج بڑا ستم ہوا کہ یہ عیار میری فکر مین تھا مین نے اُسے
گرفتار کرلیا اب آپ کو اختیار ہے مگر بہتر یہ ہو کہ قیدی کو بلوائیے وہ اپنے عیار کو دیکھے کیا
عجب ہو آپکی اطاعت کرے عیار کا گرفتار ہونا اسکو بڑا شاق ہوگا فرزندان عمرو مین
یہ نامی و گرامی عیار ہے یقین ہے یہ بھی سمجھاوے مگر اس مکار کی باتون پر نہ جائیے گا ہوشیار
ہوتے ہی کہیگا کہ مین شب آہنگ ہون بادشاہ نے رستم کو بلوایا داروغہ زندان خانہ
رستم کو لیکر آیا جیسے ہی بادبان نے رستم کو دیکھا کہا اے رستم نوجوان تمھارے عیار کو بھی
ہمارا عیار گرفتار کر لایا ہمارا مذہب اختیار کرو رستم نے جھڑک دیا اور کہا او بے ادب
اگر ہمارا عیار گرفتار ہوا ہو تو ہم رہا ہو جائینگے معلوم یہ ہوتا ہو کہ وقت رہائی آگیا ہے
سماک یلداقی کا گرفتار ہونا خالی از لطف نہین ہے یہ وہ عیار ہین کہ جنھون نے ہوشربا مین
قیامت کردی افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر دیا ملک فرنگستان مین تہلکہ اِسنے ڈالدیا
اِسکا گرفتار ہونا تمھاری موت کے آثار ہین سماک نے جو سُنا کہ آقا میری تعریفین کر رہے ہین
نہال ہو گیا نیمچہ پکڑ کر جھپٹا کہ مین اِس جوان کو قتل کرونگا بادبان نے منع بھی کیا مگر سماک
نے نہ مانا ہتھکڑی پر نیمچہ مار دیا اور اِشارہ کر دیا کہ مین سماک ہون علمشاہ شاد ہو گئے مگر
ہتھکڑی کٹتے ہی نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سماک نے شب آہنگ کو ایک نیمچہ مار دیا کہ سر شب آہنگ
کا اُڑ گیا بادبان نے جو دیکھا کہ رستم رہا ہوے افسرون کو اشارہ کیا سب افسر رستم پر
ٹوٹ پڑے سماک نے ایک حقہ ہاے آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہو گیا رستم لڑتے ہوے
بیرون بارگاہ آئے ایک سوار کو مار کر ایک گھوڑا لیا لڑتے ہوے چلے سماک ایکجانب
نکل گیا رستم نے دیکھا کہ جنگ فتح نہ ہوگی ایک طرف لڑتے ہوے چلے فوج نے پیچھا نہ کیا
علمشاہ نکلکر ایک جانب روانہ ہو گئے سماک نے دورہ جا کر دیکھا کہ رستم میرے ساتھ

نہ آئے الگ نکل گئے ناچار طرف لشکر کے چلا مگر رستم دریاے خون مین نہاے ہوسے جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار ادہر چلا آتا ہی رستم کو دیکھکر دریافت کیا مگر وہ تاجدار نہایت حسین وجمیل ہو رستم کا حال سُنکر فوج کو اشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کرلو فوج نے رستم پر بلدہ کیا رستم لڑتے بھڑتے قریب اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھہ تلوار کا مارا رستم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھہ ڈالکر اُٹھا لیا وہ جوان بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی حسین تاجدار نام بتایا جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے رقص ہونے لگا ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی اہل محفل کو لبھانے لگی

نظم

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہی … جو اُسکا نقش پا ہی پنجۂ خورشید محشر ہی

نہ جا اے نامہ بر اُسکی گلی مین جان کا ڈر ہی … کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی

قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھاے آستین گوری … صفاے ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی

وہ ہی چشمۂ آب بقا خط ہی خضر اُسپر … پھرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہی

لپیٹے خط مشکین کے تصور مین جو رویا ہون … مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہی

رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادی غم مین … خداوندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہی

اُڑا جاتا ہون اُس کوچے کو مین بے اختیارانہ … وُہ کھا ان ہون مین سبب بخت اور جذب بار ہی

شفا تدبیر سے کیا ہو گی مجھ بیمار ہجران کی … کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہی

لب و دندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر … صریحًا ایک پانی کا ہی قطرہ ایک پتھر ہی

بیابانون مین ہی ریگ روان حکم سوالی بنا … شہ اقلیم وحشت ہون بگولہ گرد لشکر ہی

نشان اُسکے قدم کے پڑ گئے جب میری تربت پر … یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہی

قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار اے ناسخ … فروزان پانون کا ہر آبلہ مانند اختر ہی

نازنین حسین و خوبصورت نیک سیرت خوش آواز حسب کرشمہ وناز رستم بھی بدل متوجہ ہین کل اہل محفل گانا سن رہے ہین کہ علمشاہ کے کان مین ہچکیون کی آواز آنے لگی بلکہ

دیکھا کہ حسین تاجدار رو رہا ہی علمشاہ نے گانے والی کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی رستم نے بہ محبت پوچھا کہ کیون ای برادر رونے کا کیا باعث ہی حسین تاجدار نے عرض کی حضور میرا حال نہ پوچھین آپ کو بھی ملال ہوگا رستم نے کہا تمھارے ہنسانے کی فکر کرینگے بیان تو کرو حسین تاجدار نے بیان کیا کہ ای شہریار میرا ایک بھائی مجھسے بڑا تھا مین اسکو بجای باپ کے جانتا تھا وہ بھی مجھکو فرزند کہتا تھا غیر جو کوئی آتا تھا وہ کہتا تھا یہ باپ بیٹے ہین یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ جسکو صحراے فرخارہ کہتے ہین فرخارہ دیو کش ایک پہلوان وہان رہتا تھا کہ شاہون کی زمینین دبا کر اب وہ بادشاہ بن گیا ہی ہمارے بھائیصاحب جنکا نام تکین تاجدار ہی واسطے شکار کے گئے اسکی دختر کو دیکھکر عاشق ہوے گھر پر آکر بیمار پڑ گئے مین نہایت ہی بیقرار تھا انکی بیماری مجھپر شاق تھی ایک دن نوجوانون کو بھیجا کہ یارو دریافت تو کرو ان نوجوانون مین چند انکے ہمسن بھی تھے انھون نے جاکر بہ محبت و الفت پوچھا کہ ای تکین تاجدار تم شاہزادے ہو ہر چند کہ چھوٹے بھائی کو تخت پر بٹھایا ہی مگر سلطنت کا تمکو اختیار ہی جو کہو وہ ہو جائے اگر تخت نشینی منظور ہووے تو حسین تاجدار کہتے ہین مین تخت سے اتر جاؤن بھائیصاحب تخت پر بیٹھین مجھکو گوارہ ہی سلطنت کسی کو دیدین بھائیصاحب کو آپ کی علالت کا بڑا خیال ہی وہ یہ نہین چاہتے کہ آپ ملول رہین بھائیصاحب نے مجھکو دعائین دین اور کہا وہ میرا فرزند ہی مجھکو اسکی سلطنت کیا ناگوار ہوگی مگر مین جو صحراے فرخارہ مین گیا اسکی بیٹی دریچے مین بیٹھی تھی مین اسکو دیکھکر مائل ہوا اسی دن سے بیمار ہو گیا ہون رفقا نے آکے مجھسے کہا مین نے فرخارہ کو پیغام دیا اسنے جواب صاف دیا کہ جو مجھکو سر میدان زیر کرے مین اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرونگا بھائی صاحب اسکے مقابلے مین گئے طبل جنگی بجے سر میدان نکلکر فرخارہ نے بھائی صاحب کو زیر کیا گرفتار کر کے لے گیا ایک قفس آہنی مین بند کیا ہی کئی مہینے گذرے اسپر بدعتین کرتا ہی اسوقت مجھکو وہ یاد آ گئے کہ اگر وہ ہوتے تو آپ کی بہت خاطر کرتے اور آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرتے اس ظالم نے میرے بھائی پر وہ بدعتین کی ہین کہ وہ پریشان ہو گئے ہین مین نے

اسوجہ سے لشکر کشی نہین کی کہ مین لایق مقابلے کے نہین ہون رُستم نے کہا اے برادر چلو خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرکے تمھارے بھائی کو رہا کرینگے اور معشوق بھی دلا دینگے حسین تاجدار خوش ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا اے شہریار شادی تو دشوار ہے مگر میرا بھائی رہا ہو جائے تو مین جانتون کہ مجھکو دوسرے ملک کی سلطنت ملی رُستم نے حسین تاجدار سے وعدہ کامل کر لیا سب اہل دربار کہتے تھے کہ اس جوان نے رستمانہ کام کیا ہے دیکھیے انجام کار کیا ہو فرخار دیو کش وہ پہلوان ہے کہ صحرا سے فرخار کے پہلو مین ایک بیشہ ہے کہ وہان دیو قاموس رہتا تھا بندگان خدا کو کھا جاتا تھا راستہ بند تھا مگر فرخار اُس بیشے مین گیا دیو قاموس سے لڑا اور اُسکو زیر کرکے باندھکر لایا کئی مہینے اُسکو قید رکھا وہ دیو انھین کی قید مین مرا اُسدن سے فرخار دیو بند نام ہوا اُس سے کیونکر مقابلہ کرینگے بعض نے کہا یہ فرزندان صاحبقران ہین دیو بند و دیو کش انکا لقب ہے یہ جو جائینگے تو ضرور اُسکو زیر کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو رُستم نے ہتھیار لگا حسین تاجدار کو ساتھ لیا طرف بیشۂ فرخار کے روانہ ہوئے جب بیشۂ فرخار مین پہونچے تو دیکھا بڑے بڑے درخت بے تھالے سرسبز و شاداب جا بجا چھوٹے چھوٹے نخل کہ اُن مین گل و بوٹے بعض مین پھل اسقدر ہین کہ شاخین بار اثمار سے سر بسجود ہین اظہار سامان قدرت رب ودود مین سامنے درۂ کوہ ہے حسین تاجدار نے کہا اسی درے مین فرخار رہتا ہے شاہزادے نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُتار و حسین تاجدار نے بارگاہ استاد کرائی رُستم کو لیکر بارگاہ مین آیا سمجھاتا تھا کہ اے شہریار ابھی وہ آپ کے مقابلے مین نہین آیا کوئی آپ کو بدنام نہ کریگا پلٹ چلیے رُستم نے کہا اے حسین تاجدار جو ارادہ کیا وہ کیا مردان عالم قول سے نہین پھرتے مگر فرخار دیو بند درۂ کوہ مین بیٹھا تھا نوبت نقارے کی آواز جو سُنی ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے جو ہمارے صحرا مین نقارہ بجا رہا ہے جا کر نقارہ وغیرہ توڑ ڈالو نگا ہرکارون نے عرض کی حسین تاجدار فرزند صاحبقران کو ساتھ لیکر آیا ہے فرخار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رُستم نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا سات ہتھیار

ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرخار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی فرزند صاحبقران کہان ہو نہین آگاہ کہ میرا دیو بند لقب ہو دیو قاموس کو مشکین باندھکر لے آیا کچھ اسکا زور نہ چلا تو بس یہ امر مقابلہ دشوار ہو کون فرزند حمزہ نامدار ہو علمشاہ نے جو آواز نعرہ فرخارانہ سنی مترمالا کبود فرنگی کو بڑھایا سامنے حسین کے آکے کہا ای برادر مین اجازت میدان مانگتا ہون حسین تخت سے کود پڑا قدمون سے لپٹ پڑا کہا ای شہریار آپ نے بڑا قصد کیا ہو اُس دیو خصال سے مقابلہ ہو خدا آپ کی جان بچائے ایسا نہو کہ مہرکار کو صدمہ پہونچے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون رستم سوار ہوکر طرف میدان کے چلے مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا بقول حقیر اشعار صنعت در صفت مرکب

قلم وصف توسن رستم کیا کرون ۔ کہ شبدیز خامے کا یا لنگ ہی
ملا ہو عجب رنگ مشکین اسے ۔ اِسی سے لقب اِسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار ۔ صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہو نیمچہ بے مثال ۔ قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون ۔ وہ کوہ گران ہو یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح ۔ کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین پہونچا فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوگیا سراپا کو دیکھکر کہتا تھا کہ مقام افسوس ہو ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے بڑا امن چلا ہو کہ میرے مقابلے مین آیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے فرخار نے کہا ای فرزند صاحبقران آپ لشکر سے کیونکر آئے کیا کچھ مان باپ سے فساد ہوا اپنی جان سے بیزار ہو آجتک جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا لہذا مین معاف کرتا ہون تم پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای فرخار زیادہ گھمنڈ نکرو یہ میدان کارزار ہو زبان تیغ سے کلام کرو فرخار نے کہا ای رستم خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو رستم نے کہا اُسپر تو مین لعنت کرتا ہون مکار و غدار اُسکو کیا سجدہ کرین سوا اسے لعنت اور کیا کہین جب رستم نے لعنت کی تو فرخار نے بگڑکے نیزہ مارا رستم نے

نیزنے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا رستم نے بعد تھوڑی دیر کے نیزہ فرخار
کا نکالا نیزہ نکلتے ہی فرخار کو بڑا غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا لگایا
رستم نے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار جبرگری فرخار نہایت طاقت دار تھا سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار سر تک درآئی رستم زخمی ہوے حسین نے جو دیکھا کہ رستم زخمی
ہوئے لینا لینا کہکر جا پڑا فرخار حسین کو کب مانتا تھا گینڈا بڑھا کر آپڑا حسین تاجدار نے
دو چار کو زخمی کیا کہ فرخار کا جو سامنا ہوا حسین نے ہاتھ تلوار کا مارا فرخار نے بازو
بچا کر کلائی پکڑلی اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا ملازمون سے کہا اسکو بھی لے جاؤ جس قفس
مین اسکا بھائی بند ہو اُسی مین قید کرو حسین کی گرفتاری کے بعد رستم نے بہت کوشش
کی مگر کچھ نہ ہوا سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین گھوڑے کی ہاتھ
ڈالدیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مرکب اصیل
اپنے راکب کا مزاج دان رستم کو لے نکلا کسی کے روکے سے نہ رکا مگر فرخار نے فوجکو
شکست دی بہ فتح و فیروزی پلٹا بیرون درہ اُترا دونون بھائی ایک قفس مین جب بند
ہوے تو مکین تاجدار نے کہا اے برادر حسین تمنے کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا ہم
جو گذرتی تھی وہ گذرتی تھی حسین نے کہا اے برادر وہ جوان زخمی ہوا کہ جسنے فرنگستان
فتح کیا تمام عالم مین مشہور رہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا مگر ہماری تقدیر اس زور
شور سے وہ آیا تھا مگر انجام بخیر ہوگا یہ فرزندان صاحبقران ہین کہین جائینگے لیکن
پھر یہین آئینگے مگر فرخار نے قفس سامنے منگوایا دونون کو سمجھانے لگا کہ میری
اطاعت کرو اے مکین تاجدار تم عرصے سے قید ہو بھائی تمھارا آج آیا ہے مین جانتا ہون
کہ میری بیٹی بھی تمپر عاشق ہے اگر اطاعت کرو تو شادی کردون مکین نے کہا میری شادی
اب قبر مین ہوگی اور یا شادی میری رستم کرینگے فرخار بہت جھلایا حکم کیا کل میدان خونی
کی تیاری کرو یہان تو یہ ذکر ہے مگر گھوڑا رستم کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا کہ اسلم قزاق
وہان کا حاکم کسی ضرورت سے زیر کوہ آیا دیکھا ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا
اُسپر ایک شخص بیہوش و مدہوش ہے اسلم نے رستم کو گھوڑے سے اُتارا چارپائی پر ڈالکر

اپنے قلعے مین لایا زخم دوزی کی زخم کو دھلوایا رستم کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہی اور مکھیان جھل رہا ہی رستم اٹھ بیٹھے فرمایا ای جوان تیرا کیا نام ہی اسلم نے کہا
مین تو نام بتاؤنگا مگر آپ اپنا نام بتائیے رستم نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہی شاید
کہ ذکر سنا ہو زلزلہ آفاقت ثانی سلیمان انکا فرزند ہون علمشاہ عالیشان فرخار دیوبند کے
ہاتھ سے زخمی ہوا گھوڑا نکال لایا نام رستم سنکر اسلم قدمون سے لپٹ گیا کہا آقائے نامدار
مین نے شب کو خواب دیکھا تھا کہ رستم میرے گھر مین مہمان آئے ہین میری نصیب وری کہ
خواب کا ظہور ہوا آپ نے سرفراز فرمایا مین چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون رستم
نے کہا مین اپنا بھائی تمکو جانونگا جتنے سردار وہان رہتے ہین انکے مرتبے اعلی ہین سبکو
بجاے برادر کے جانتا ہون لہذا تمکو بھی اسی طرح آبرو حاصل ہوگی اسلم قزاق کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا رات بھر مین رستم کا زخم خشک ہوگیا صبح کو اسلم سے کہا کہ ہم
طرف بیشۂ فرخار کے جائینگے اسلم نے کہا ای شہریار برائے مقابلہ فرخار نہ جائیے اس
اقلیم مین اسکا مثل نہین ہی اسنے دیو قاموس کو مارا دیوبند لقب ہوا رستم نے کہا ای
اسلم ایسے ایسے صدہا دیو قتل کیے ایک دیو کو اگر مارا تو اسپر ناز ہوا انشاء اللہ تم بھی
دیکھ لینا کہ بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا اسلم نے کہا مین ہمراہ چلونگا اب سرکار کا
ساتھ نہ چھوڑونگا اسی وقت مرکب رستم کا تیار ہوا اسلم قزاق دو ہزار قزاقونکو ساتھ
لیکر ہمراہ ہوا یہان وہ دن ہی کہ فرخار نے دونون کو بہت سمجھایا جب دونون نے
نہ مانا تو میدان خونی کی تیاری ہوئی جلادون کو طلب کیا مگر بیٹی اسکی شعبدۂ سحر ساز
کہ روز شب کو بہرا ملاقات ملکین تاجدار آتی تھی تسکین دے جاتی تھی کہ ای ملکین
نہ گھبراؤ زمانہ فراق کا گذر چکا مین نے ایسے ایسے خواب دیکھے کہ جس سے دلکو تسکین ہی
آج شب کو بھی آئی تھی کہہ گئی کہ ای ملکین گھبرانا نہین تمکو کوئی قتل نہ کر سکیگا مین نے
ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ ملکین کو تسکین دینا وقت پر رستم ضرور
پہونچین گے اسکو رہا کرینگے صبح کو فرخار نے دونون کو بلوایا اور خوب ڈرایا دھمکایا
[illegible] دونون نے جواب سخت دیے اور کہا جو تجھسے ہو سکے

قصور نہ کر خدا ہمارا معین و مددگار ہو فرخار نے جھلا کر کہا میدان میں لیجا کے دار پر کھینچو اور آپ تیر و کمان لیکر اُٹھا دونوں جوانوں کو حکم دیا ملازموں نے پائوں میں زنجیریں باندھکے دار پر کھینچا اُسوقت بھی فرخار نے حکم دیا کہ اب بھی یہ لوگ خداوند کو سجدہ کریں تو جان بخشی کروں حسین نے کہا بھائی بلا سے جمشید کو سجدہ کرکے جان بچاؤ نمکین نے کہا میری معشوقہ کہگئی ہو کہ وقت پر رستم آئینگے اگر اُنکے ہاتھ سے کوئی تیر چلگیا تو عقاب خیال ہمارا ہوگا مگر فرخار نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا چاہا کہ تیر باروں حسین تاجدار نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا اے کس بیکسان اے مددگار گم کردگان اس آفت آسمانی سے بچا نظم

برمسکین خدایا کن کرم	کن کرم اے شاہ والا کن کرم
اے ان کن اے بادشاہ دو جہان	اے شہنشاہ معلی کن کرم
کن کرم اے صاحب جود و سخا	فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش	بر دعا گویان رحیما کن کرم
رہ دوا اے چارہ ساز دردِ دل	بر مریض خود مسیحا کن کرم
کن کرم بر حالتِ ما بیکسان	بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
مہر کن بر ذرہ اے ذرہ نواز	خود برین قطرہ چہ دریا کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امید وار

ناگاہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی رستم پلٹن علمشاہ نوجوان مع اعظم قزاق آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ نمکین و حسین دار پر کھنچے ہوئے ہیں فرخار ہر تیر چاہتا ہو کہ تیر باران کروں علمشاہ نے وہیں سے نعرہ کیا کہ اے فرخار خبردار اگر سوے جسم اِن دونوں جوانوں کا کم ہوگیا تو قیامت برپا کرونگا یہ فرماکر گھوڑا اڑھایا کہ طرف قیدیوں کے چلے فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اڑھایا چاہا کہ میدان میں جاکر روکوں جیسے ہی فرخار قریب آیا رستم نے تیغہ کپیتان کھینچا کہا اے فرخار بہتر اسی میں ہو کہ اِن قیدیوں کو رہا کردو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا فرخار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپیتان پر روکا روک کر جو ہاتھ مارا فرخار نے گرد اسپر کا اُٹھایا

مگر تیغۂ کپیتان دست زبردست رستم تیغہ جو چپک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر
جو گرا سر اسر کلے و جبڑے کو کاٹا ذرا فرق نہ کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا فرخار کے مرتے ہی
ساتھ والے جو اسکے کھڑے تھے رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر لڑنے لگے آخر ان نے
شکست کھائی پرومال سے ہاتھ باندھکر قدمون پر رستم کے گرے چار ہزار آدمی مسلمان
ہونے حسین و تمکین کو رہا کیا فرخار کے یہان مال بہت کچھ نکلا وہ مال اراب پر
لدوایا دختر فرخار کو محافے مین سوار کرلیا تمکین تو پروانۂ جمال رستم ہی کہتا ہی آپ نے
احسان عظیم کیا کہ معشوقہ بھی ملی قید سے بھی رہائی پائی رستم آن دونون جوانونکو لیکر
قلعے مین آئے اکثر تیاری کی کہ مین رخصت ہون تمکین نے کہا ایک ہفتہ اور آپ
تامل فرمائیے کہ آپ کے سامنے شادی ہوجائے رستم نے منظور کیا بڑی دھوم سے
تمکین کی شادی کی برات لیے ہوے آتے تھے ہاتھی پر تمکین تاجدار ہی رستم تمکین
کو گود مین لیے بیٹھے ہین محافہ دلھن کا پیچھے ہو حسین نے اسقدر جہیز دیا ہی کہ اشتر و پیر
لدا ہوا ہی پشت پر چوبدار وغیرہ اہتمام سواری کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرنے لگے گرد محافے کے دھوان بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ دھوان غائب ہوا کہاریان روتی پیٹتی ہوئی سامنے رستم کے آئین اور
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جب دھوان بلند ہوا تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام قریب محافے کے آیا ہم لوگ خوف سے اسکے بھاگے
اسنے ہاتھ ڈالکر ملکہ کو نکال لیا کاندھے پر سوار کرکے لے بھاگا تب دھوان موقوف
ہوا تمکین تاجدار نے سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا رستم نے کہا نہ گھبراؤ انشاء اللہ اس
ساحر کا پتہ لگائین گے اور تمہاری معشوقہ کو تمسے ملائینگے تمکین خاموش ہوا رستم
آکر بارگاہ مین بیٹھے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو رستم سوچ رہے ہین کہ کیا تدبیر
کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دروازے پر حاضر ہی کہتا ہی مین رستم
کا عیار ہون سماک بلدا قی نام بتاتا ہی رستم سنکر خوش ہوگئے حکم دیا کہ بلالو چوبدار
نے بلایا سماک اندر آیا رستم نے پوچھا کہو امیر اور رفقا سمیر ماہ عالم افروز دانیوج

گئی کیا خبر ہی سمک نے بیان کیا کہ تینون جوان طرف لشکر صاحبقران کے جاتے تھے راہ مین بیشۂ فیض ملا گلنار جادو بیشۂ فیض کی حاکم ماہ عالم افروز پر عاشق ہوئی اُٹھا کے لے گئی قاسم و ایرج گئے اُسنے اُنکو بھی پکڑ لیا اپنے باغ مین قید کیا ہی شاید رشبہ دل آیا تھا وہ ہمراہ اُسکے رہائی کیا ہی مین اسطرف آپ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آیا آپ کی خبر سُنی کہ آپ قلعۂ تمکین پر ہین مین حاضر ہوا رستم نے کہا او سمک ایک کام کرو کہ معشوقۂ تمکین کو ایک ساحر سیہ فام لیگیا ہی اُسکو رہا کر کے لاؤ تو بڑی بات ہی سمک نے عرض کی غلام جاتا ہی اور ساحر کو مار کر معشوقۂ تمکین کو لاتا ہی یہ کہکر سمک چلا پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر تر پیدا | ہوے ہین شاخ شکستہ سے کب ثمر پیدا
وہ نخل باغ جہان مین ہو نہین کہ ہوتی ہی | ہر ایک شاخ پہ دستۂ تبر پیدا
کیا ہی آتش غم نے مرا یہ خشک لہو | کہ مثل سنگ رگون مین ہوے شرر پیدا
چمن سے اُڑ چلین اُس رشک گل کے کوچہ مین | ہوے ہین اِتنے لیے بلبلونکے پر پیدا
شگفتہ غنچہ نہ جبتک ہو یون نہین آتے | ہو چاک چاک اگر دل تو ہو شمر پیدا
ہین بے خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان | ہوے ہین داغ چھپانے کو موے سر پیدا
نہ داغ یاس سے کبھرا بر آئے گی امید | گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا
یہ سرکشی سے ہی اُفتادگی کی قدر بلند | کہ آگ سے ہوے اور خاک سے بشر پیدا
وہ آفتاب ہی پر تو فگن عجب کیا ہی | ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا
جہان مین جتنے تھے شبہ ہین ادا ہوئے خونریز | ہوئی ہی تیرے بنا گوش سے سحر پیدا
لگے ہین موتیون کے پھل تو سونیکے تتے | ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا
بلائے چشم ہی حسن اور نغمہ آفت گوش | کرین وہ چین ہوے ہین جو کور و کر پیدا

سمک نے جو یہ آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا دیکھا صحن باغ مین فرش بچھا ہی اور ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تخت پر بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ ملکہ تو لاؤ اگر آج نہ مانیگی تو وہ سحر کرونگا کہ مثل میرے عاشق ہو جائے دل اُسکا

دیکھے میرے آرام نہ پائے سمک نے جو یہ باتین سنین دیوار سے اُترا ایک گوشے مین
آکر بیٹھا ایک کنیز جو برائے رفع حاجت آئی سمک نے اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
محفل مین آیا کنیزون سے نام دریافت کرلیا بیٹھکر پوچھا کہ ای شہریار کیا غم ہی لونڈی سے بیان
کیجیے مین رفع ملال کرون ارباب جادو نے کہا ای شعلہ رخسار تو دیکھ رہی ہی کہ آج تین
دن گذرے کہ اُس نازنین کو لایا وہ مجھکو قبول نہین کرتی اب ارادہ یہ ہی کہ اُسکے معشوق
کو پکڑ لاؤن اُسکو اُسکے سامنے قتل کرون سمک نے کہا یہ بدعت کیا ضرور ہی آپ مجھکو
اُسکے پاس بھیجیے مین جاکر دریافت کرون کہ کسوجہ سے آپ کو قبول نہین کرتی مین باتون مین
سمجھ لونگی عورت سے عورت راز بیان کردیتی ہی کوئی پردہ نہ رہیگا سب حال ضرور
کھلجائیگا ارباب جادو نے کہا بارہ دری مین جاؤ کوٹھری مین بیٹھی ہی ابتک دُلھن
بنی ہی اسقدر روتی ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین سمک جھپٹ کر بارہ دری مین آیا کوٹھری
کے پاس بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون مہتر سمک بلدا قی عیار رستم نے کہا کیا
کر تدبیر رہائی ملکہ کردین آپ کو صحبت مین بلواتا ہون اتنا کہدیجیے گا کہ مین خود تجھپر عاشق
ہون مگر تو نے وہ بدعت کی کہ نفرت ہوگئی مین عقد کرونگی یون مجھے ہاتھ نہ لگا ؤ ملکہ نے
کہا ای عیار طرار اگر ہوسکے تو مجھسے کچھ نہ کہواؤ میری زبان سے یہ نہین نکلتا سمک نے
کہا مین سمجھ لونگا اور جاکر جادوگر سے کہا کہ وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے کچھ بدعت کی ساحر
نے کہا مجھسے غلطی ہوئی معاف کرین سمک نے کہا رہا کرکے ملکہ کو صحبت مین بلوائیے
ارباب جادو نے ملکہ کو بلوایا کنیزون سے کہا ملکہ کو رہا کرو کنیزین قریب قفس آئین
کہا ای ملکۂ عالم آپ نے ہمسے حال دل نہ کہا ہم صفائی کرا دیتے آپ نے بڑے صدمے
اُٹھائے ہم آپکو پاس ارباب کے لیے چلتے ہین وہ آپ کے ساتھ بڑی محبت صرف
کرینگے ارباب جادو کو آپ سے بہت محبت ہی آج عاشق معشوق بلین گے غنچۂ آرزو
کھلین گے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون کے ساتھ محفل مین آئی دیکھا سمک انتظام
کر رہا ہی شراب مین بیہوشی ملا رہا ہی سب اہل جلسہ کو بٹھا رہا ہی اور مژدہ دے رہا ہی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر جام بھرا اور ربنا الحان پکار کے آواز دی

فسرو بنوش بادہ کہ انجام غم نخواہد ماند ہ چنان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ہ اور جام لبریز ملکہ کے سامنے ارباب کے لایا اور کہا اے شہنشاہ مین کیا جانتی تھی کہ آپ اس غم مین مبتلا ہین نہین تو مین پہلے ہی تدبیر کرتی کہ عورت سے عورت اپنا دلی راز کہتی ہے مجھسے اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مین خود ارباب پر عاشق ہون ارباب جادو خوشی کے مارے پھول گیا کہ معشوقہ کے ساتھ ظاہر کر رہی ہے اگر اسکو کچھ عذر ہوتا تو جواب دیتی ارباب نے جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا ادھر سمک نے دورا باندھا تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلائی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھادیا آپس مین دست درازیان ہونے لگین تھوڑے عرصے مین سارے اہل محفل بیہوش ہوئے سمک خنجر پکڑ کر اُٹھا پہلے ارباب کو قتل کیا پھر جسکو جسکو مناسب جانا اُسکو قتل کرڈالا چند کنیزین باقی رکھین کہ اُنسے مال دریافت کیا جائیگا ملکہ نے کہا بھتیا اب نکل چلو سمک نے کہا ملکہ عالم چند کنیزون کو جو چھوڑا ہے اسواسطے باقی رکھا کہ یہانکا خزانہ مال انکی ذات سے ظاہر ہوگا ملکہ نے کہا بھتیا مال کو آگ لگے تمنے آکے وہ احسان کیا کہ مین عمر بھر تمھاری ممنون رہونگی تمھاری ہی وجہ سے یہ سب معاملے ہوئے کہ فرخار مارا گیا مین تکین سے علیحدہ برات مین سے یہ ملعون اُٹھا لایا تمنے آکر احسان عظیم کیا اُس دشمن کو مارا کہ جو میری آبرو کا خواہان تھا سمک نے کنیزون کو ہوشیار کیا اُنسے پوچھا کوئی سواری بھی یہان ہے کنیزون نے کہا گوشہ باغ مین ایک مادیان عربی بندھی ہے اکثر ارباب جادو اُسپر سوار ہوکر برائے سیر جاتا تھا اور مال اُس باغ مین بہت ہے اکثر اسنے قافلے لوٹے ہین جو قافلہ ادھر سے نکلا اُسنے سحر کیا اور لوٹ لیا وہ مال سب جمع ہے فلان کوٹھری مین رکھا ہے سمک نے وہ مال نکلوا کر چھکڑے پر لدوایا ملکہ کو مادیان پر سوار کیا مال کو ساتھ لیکر نکلا صحراؤن کو طے کرتا ہوا جاتا تھا کہ پہاڑ پر ایک ساحر بیدار بخت جادو نامے بیٹھا ہوا تھا دیکھا ایک نازنین مادیان پر سوار پشت پر ایک عیار مال لیے ہوئے جاتا ہے ساحر نے سحر کیا آہ سمک بیہوش ہوکر گرا ملکہ کی مادیان چلنے سے رکی چھکڑا بھی رک گیا بیدار بخت جادو پہاڑ سے اُترا آکر مال دیکھنے لگا سمک تو بیہوش پڑا ہے بیدار بخت نے آکر ملکہ سے پوچھا کیون شاہزادی تم کون ہو

یہ تمکو کون لیے جاتا تھا ملکہ ساحر کو دیکھکر ڈر گئی مگر ساحر منتین کر رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم مین یہ مال بھی لیے چلتا ہون اور بالاے کوہ میرا قلعہ ہی اس سرحد کی حکومت میرے نام ہی مین تمکو حاکم کرونگا ملکہ نے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی میری شادی ہوچکی ہی مجھے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی ساحر چاہتا ہی کہ سحر کرکے اُسکو بیجاؤن عورت معقول ہی اسپر قبضہ کرون ملکہ رو رہی ہی کہ اس دشمن خدا سے کیونکر جان بچیگی قضاے کار مہر عیار کی وقلب فلک خنجر گذاری کسی مسافر کی تلاش مین نکلے تھے اِس صحرا مین آکر اُسے مارا ہی مال اسباب کا قبضے مین کر چکے ہین کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر ایک عورت کی منتین کر رہا ہی اور چھکڑے پر مال بہت لدا ہی سوچے کہ اے خواجہ یہ مال کہان سے آیا اور یہ ساحر کون ہی اور یہ بیہوش کون پڑا ہی رنگ روغن عیاری کا لگایا اور ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار گاتے ہوے ہر قدم پر اٹھلاتے ہوے چلے

نظم

پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے

ٹھوکر اک پائے حنائی سے لگایا چاہیے
پھول کوئی میری تربت پہ چڑھایا چاہیے

چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون
وارکر اُسپر سے اب پانی پلایا چاہیے

دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین
آپ کو ان روزون دیوانہ بنایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد کرتا ہی یہی
مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتون کو کس توقع پر خدا بنایا چاہیے

طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ
پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے

محفل عشرت مین ناسخ یاد آتا ہی غنی
شمع ساں ہنسنے مین یارونکو رلایا چاہیے

ساحر کے کان مین جو آواز گانے کی پہونچی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آئیے ملکہ پر تو سحر کر دیا کہ ملکہ کی آنکھ بند ہو گئی گویا قریب آیا اب جو دیکھا کہ جو بیہوش پڑا ہی وہ سمک ہی حیران ہوے کہ یہ یہان کیونکر آیا مگر مال کا چھکڑا جو دیکھا کہ اسباب [illegible] ہی منھ مین پانی بھر آیا سوچے کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ یہ مفلوک اتنا مال بیجائے ساحر سے حال پوچھنے لگے اُسنے بیان کیا کہ مین بالاے کوہ بیٹھا ہوا تھا

کہ مین نے دیکھا یہ شخص جو بیہوش پڑا ہو ما دیان کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جاتا ہو اور پشت
پر یہ چھکڑا ہو مجھکو ناگوار ہوا کہ میری عملداری سے مال گذر جائے اور مین تعرض نہ کرون مین نے
وہین سے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو کر گرا چھکڑا چلنے سے رُکا مین نے آکر اُس محبوب کو دیکھا اور
مال کو بھولا خیال مین آیا کہ اِسکو اپنے قبضے مین کرون بڑے لطف سے بسر ہوگی اِس مین
آپ آگئے اِس عورت پر قبضہ کرنا چاہتا ہون عمرو نے کہا میرے پاس سیب باغ سامری
ہوا سکا رکھا لیجیے اور اس نازنین سے باتین کیجیے فوراً مائل ہو جائیگی جو آپ کو خواہش
ہو رہی اسکو بھی کاہش ہوگی ساحر نے کہا بڑے میان صاحب سیب باغ سامری
کیونکر پایا بڑے میان نے کہا مین ایک جنگل مین گا رہا تھا کہ سامری تشریف لائے
میرا گانا بہت پسند کیا پوچھا بڑے میان کیا سن ہی مین نے کہا یا خدا وند ایکسو چھتیس
سال کا ہون مگر اس حال مین بھی چھ بیبیان ہین سامری نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور سیب
نکالکر کہا کہ جب اِسے کھا کر کسی سے کلام کروگے وہ تمپر عاشق ہو جائیگا ابتک مین نے
امتحان نہین کیا مگر تمپر امتحان ہو جائیگا بیدار بخت خوش ہو گیا خواجہ نے جیب سے
سیب نکالا نصف سبز نصف سرخ تھا سرخ کی قاش کاٹی اور بیدار بخت کو کھلائی غرض
بیدار بخت نے بہت خوشی سے سیب کھایا یہ نہ سمجھا کہ سیب کھاتے ہی تہ آسیب
ہو جائونگا بے مغز نو انجام کھا گیا کھا کر بیہوش ہوا خواجہ نے اول وہ مال لیکر زنبیل کیا
کنکر پتھر اُس مین بھر دیے آکر ساحر کو قتل کیا مرتے ہی ساحر کے سمک ہوشیار ہوا خواجہ
کو جو سر پر دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ مال نہ بچا ہوگا ہاتھ باندھکر عرض کی قبلہ و کعبہ آپ کہانسے
آتے ہین خواجہ نے کہا مین ایک مسافر کی تلاش مین آیا تھا وہ تو نکل گیا تمکو بیہوش
دیکھا ساحر کو مارا اب تم باتین بناتے ہو سمک نے جھپٹ کر چھکڑے کو دیکھا آنکھین
کنکر پتھر پائے ہوش اُڑ گئے قریب آکر کہا قبلہ و کعبہ اِس چھکڑے مین مال تھا خواجہ نے
کہا مین تو چھکڑے کے قریب بھی نہین گیا مین کیا جانون مین کیا جانتا تھا کہ تم احسان
فراموش ہو مین نے تو ساحر کو مارا تمنے یہ جھگڑا نکالا اگر مین ایسا جانتا تو تمکو اِسی
آفت مین چھوڑتا جب تمکو آرام آتا کہ ساحر تمپر بدعتین کرتا اور قتل کرتا جب تم راضی

ہوسے تو سمک نے سر جھکا لیا ملکہ نے بھی کہا کہ ای سمک تکرار نہ کرو ایسا نہ ہو خواجہ بگڑ جائن
خواجہ تو ایک طرف روانہ ہوسے سمک ملکہ کو ہمراہ لیکر چلا مگر سمک نے جو ذکر کیا تھا کہ
شاپور شیر دل برائے رہائی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و ماہ عالم افروز روانہ
ہوا ہو اُسکا حال تحریر کرتا ہون کہ شاپور شیر دل تلاش مین شاہزادون کی نکلا ہو ایک صحرا
مین پہونچا دیکھا چند آہو دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک آہو نے آکر شاپور کو
گھیرا شاپور نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر اُس آہو نے بھاگنے نہ دیا تڑپ کر گرا شاپور
نے دیکھا ایک ساحر ہو اُسنے نعرہ کیا کہ منم غزال جادو او عیار تو کون ہی جو میرے دشت
مین آیا شاپور منتین کرنے لگا مگر غزال نے شاپور کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک دو تھپڑ
زمین پر مارا کہ شاپور زمین پر گرا آہو کی شکل بنکر نیا رہا اُس ساحر کے پاس ایک
چوب تھی وہ بدن مین چبھو دی شاپور جنگل مین پھرنے لگا مگر بیقرار ہی کہ اس حال
مین کہان جاؤن پھرتے پھرتے سامنے ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا شاپور اندر باغ کے آیا دیکھا مسند بچھی ہی ایک ساحرہ مکارہ غدارہ مسند پر بیٹھی
ہوئی سیر باغ کر رہی ہو آہو سامنے آکر ناچنے لگا ساحرہ کہ سامنے بیٹھی تھی ہنسنے لگی
گائن سے متوجہ ہوکر کہا ای گل اندام دیکھو یہ آہو تال سم پہ پانوٴن مار رہا ہی یہ کہکر ہاتھ
بڑھائے آہو نے منھ سینہ پر رکھدیا اور لپٹا جاتا ہی وہ ساحرہ بہت خوش ہوتی ہی اور
پشت و پہلو پہ ہاتھ پھیر رہی ہی گائن جو گانے لگی آہو پھر ناچنے لگا اُس ساحرہ نے پھر
ہنسکر کہا یہ آہو تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر پشت پر ہاتھ پھیرا کچھ ہاتھ مین چبھا خیال
کرکے دیکھا کہ ایک کیل آہن کی پشت پر اِسکے نصب ہی ساحرہ نے کہ مسمی بہ باغبان جادو
ہی اُسنے وہ کیل کھینچ لی جیسے ہی کیل نکل آئی شاپور بصورت اصلی ہوگیا مگر شاپور شیر دل
نے نکلتے ہی آواز دی کہ سدا ہمیشہ دای یہ سجان مبارک باشد یہ لوگ حیران ہوگئے
ساحرہ نے کہا کہ صاحبو یہ کیسی ساحر کے سحر مین تھا مین نے وہ سحر اُتار دیا مگر ای شخص تو کون ہی
شاپور نے کہا قدیم کا گویا ہون مین گا رہا تھا کہ ایک ساحر آیا اُسنے کہا میرے بیٹے کی شادی ہی
تو چل بہت کمو صحبت کچھ دونگا ہمتو اُسی کام کے عادی ہین اُسکے ساتھ محفل مین گئے

رات بھر ایسا گائے کہ کل اہل محفل خوش ہوگئے مگر اس ساحر نے چار آنے پیسے مجھکو دیے مین نے کہا حضور میرا مقرری مجرا اِس سے دہچند ہے تو مین نہ لونگا بس اُس ساحر نے سحر کرکے مجھکو آہو بنا دیا ہے مین جنگل مین پھرتا ہوا یہان آیا امیدوار ہون کہ میرا گانا سنیے یہ کہکر شاپور نے بایان اٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے اُس ساحرہ کے گانے لگا

نظم

بے رُخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی — چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی
کام ہی یہ گیا امید شفا مین آخر — دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی
کیا مزہ کالبد خاک مین اور روح ملا — اب نکلتی ہی نہین یا تو وہ بیزاری تھی
ایک سے پانون مین زنجیر تھی اِک گردن مین — یار سے مین نے بدی شرط وفاداری تھی
نہ ہوا مین تو ہی قسمت کا قصور اے قاتل — ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی
نالہ کرنے سے نہ کمظرف کہو جاتا درون — ضبط فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی
بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی — مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی
طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ — تیرے آتشکدۂ حسن کی چنگاری تھی
گاہ رونا کبھی ہنستا تھا نصیبون پر مین — خواب بد میرے لیے حالت بیداری تھی
چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوئین تنگ آتش — مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

گاکر جام لبریز کیا سامنے باغبان جادو کے آکر کہا کہ جام نوش فرمائیے باغبان جادو نے ہاتھ تو بڑھا دیے مگر جام پہ تیور ڈالے کہ شراب اڑ گئی شاپور کے سامنے آئینہ لگا تھا شاپور نے جو اُسے دیکھا صورت تبدیل پائی باغبان جادو نے کہا ارے تو کون ہے شاید شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکر خنجر لیکر اُٹھی کہا نگوڑے تجھے قتل کرونگی یہ سنکر شاپور منتین کرنے لگا ساحرہ نے کہا کہ او ظالم اتنا تو مین سمجھ گئی کہ تو کوئی دشمن ہے سچ بتا کہ تیرا مذہب کیا ہے شاپور نے کہا مین خداوند لقا کو خداوند جانتا ہون اُنکو نجوبی پہچانتا ہون شیطان درگاہ خداوندی نے کہا تھا کہ جب تم فلان صحرا مین پہونچو گے تو ایک ساحرہ گرفتار کریگی وہی ہوا ساحرہ نے کہا اگر تو شیطان تک گیا ہے اور اُنکی

صورت دیکھہ آیا ہی تو ایک کام میرا کر دے تین جوان فرزندان حمزہ کو مین نے گرفتار
کیا ہی چاہتی ہون کہ ان تینون کو راضی کر دے کہ میرا وصل قبول کرین تو مین تجھکو بہت
نہال کر دونگی شاپور نے کہا مین اصل مین ملک بختیارک کا عیار ہون انکی خدمت
مین رہا کرتا تین دیکھین جو فرمائیے وہ بجا لاؤن ان تینون جوانون کو ایسا آبراستہ کرون
کہ آٹھہ پہر آپ کی خدمت مین رہین آپ کا حکم بجا لائین تب آپ پر میری کرامت ظاہر
ہو مین خدمت قدرت مین مدتون رہا قدرت کا نظر کردہ ہون اور ملک بختیارک کا
بردہ ہون ساحرہ نے کہا مین ان تینون جوانون کو لاتی ہون یہ کہکر شاپور پر سحر کیا
کہا مجھکو خوف ہی کہ تو بھاگ نہ جائے اس مقام پر حصار کرکے روانہ ہوئی جا کے قفس
لائی قفس مین تینون جوان قید تھے وہ تینون پنجرے رکھے شاپور اول قریب ایرج
کے آیا کہا ای شہریار مین نے چاہا تھا کہ باغبان جادو کو مار لون مگر اُسنے شراب نہ پی اب
مین نے باتون مین رنگ جما یا ہی آپ اتنا کہدیجیے کہ ہم تجھسے راضی ہین جو کہیگی وہ
قبول کرینگے ایرج نے کہا ای رفیق و شفیق یہ تو میرے منھ سے نہ نکلیگا قبلہ و کعبہ
سے کہو یا میرے فرزند سے کہو وہ قبول کرینگے اگر مین کہونگا تو وہ ملعونہ مجھپر ضرور
دست اندازی ہوگی مجھکو ناگوار ہوگا اُسوقت کیا کرونگا شاپور نے کہا اِتنا وہ غافل
ہو کر جام پی جائے انجام کا خیال نہ کرے ایرج نے کہا ای شاپور تمنے بہت تنگ
کیا ہی خیر تمہارا حکم بجا لاؤنگا مگر نہایت برہم ہین غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہ چند
کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آشنا آپ کے فضیل جادو آتے ہین لیکن
بہت غصے مین ہین فرماتے تھے کیا باعث ہوا کہ باغبان جادو شب کو نہ آئی مین نے
رات بھر انتظار کیا آنکھین پتھرا گئین باغبان جادو نے کہا اِسوقت تو وہ خلاف آئے
ہین اپنی ضرورت مین ہون تین دن سے جنکے لیے بیقرار تھی وہ اب راضی ہوتے ہین
ان تینون سے مدعا حاصل کرلون اُنکا تو مال ہون جسوقت چاہین بلائین مین حاضر
ہونگی یہ ذکر تھا کہ فضیل جادو سامنے سے آیا قفس جو تینون جوانون کے دیکھے برہم
ہو کر کہا کمبخت او فاحشہ رات کو کہان رہی ان دھگڑون سے مصروف تھی باغبان نے

کہا او دیوانے یہ ایسے معشوق نہیں ہیں کہ فوراً مان جائیں مجھے خبر تمہارا آنا تا گوارا ہوا اسوقت
چلے جاؤ مین شب کو آؤنگی فضیل نے کہا میں تجھکو لیکر جاؤنگا باغ مراد میں سب سامان
کر کے آیا ہون شراب و کباب گائنین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہیں
جب رات بھر تیرا انتظار کیا اور تو نہ آئی تو خود دوڑا آیا میرے شغل میں فرق پڑتا ہو
اب اسیمین بہتری ہو کہ میرے ساتھ چلی چل بعد تھوڑی دیر کے چلی آنا باغبان جادو نے کہا
اے فضیل کیون تکرار کرتا ہی مین اسوقت نہ جاؤنگی یہانتک تکرار بڑھی کہ فضیل نے
تلوار کھینچی کہا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا معشوق کی مجھکو مشکل نہیں ہو جسکو چاہون
اُٹھا لیجاؤن مطلب دلی حاصل کرلون مگر تجھسے مدت کی آشنائی ہو اور تو آج ایسا انکار
کرتی ہو کبھی کی جان پہچان نہیں باغبان جادو نے کہا ارے دیوانے اسوقت میرا
مزاج درست نہیں ہو جو تجھے گمان ہو اُسکا یہان سامان بھی نہیں یہ فرزندان حمزہ مین
مگر نظر کردہ خداوند آگیا ہو اُسکی زبان کی تاثیر سے شاید مطلب حاصل ہو فضیل نے
ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے پکڑلون باغبان جادو نے اُلٹا ہاتھ مارا فضیل نے جھلا کے
تلوار کو جنبش دی اور پکار کر کہا یا سامری و جمشید باغبان جادو کا سر اُڑ جائے مین
اسکو قتل کرتا ہون تلوارین برسنے لگین کئی تلوارین گرین ایک تلوار نے سر اُڑا دیا
دوسری تلوار گری کہ اُسنے ہاتھ قلم کیے ایک تلوار نے کمر کو کاٹا کئی ٹکڑے جسوقت
باغبان جادو کے ہوے شاپور نے رہائی پائی کود کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا مگر
فضیل جادو حیران ہو کہ یہ عیار کہان گیا چہار جانب دیکھ رہا ہو کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی فضیل نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک کنیز سبزہ رنگ نوجوان سرو قد
خورشید خد سامنے سے آتی ہو کہتی ہوئی کہ صاحب ذرا ادھر تو آؤ ایک دشمن کو
بتادون کہ جسنے ہزارون جادوگر مارے آج تمھاری فکر مین آیا دیکھو مجھکو نیچا مار کے
بھاگا مین نے قصد کیا تھا کہ اسکو مار لون مگر وہ تو چھلاوہ ہو وہ جو سامنے کھچی ہو اُسمین
چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہو تم چلو مین تمکو بتا دون تم سحر کر کے پکڑ لو فضیل جادو اُس کنیز کو
دیکھکر بیقرار ہو گیا ساتھ اُسکے چلا راہ مین کہتا ہوا کیون صاحب تم باغبان جادو کی

لازم تھین اُس مہجبین نے کہا ہرچند کہ مین ملازم تھی مگر ایسی پرورش فرماتی تھین کہ لباس
اپنا مجھکو پہنا یا زیور اپنا اکثر مرحمت فرماتی تھین یہی اُنکا قول تھا کہ گلزار حسار بہری مین ہو یہ باتین
کرتے کرتے ایک مقام پر کنیز ٹھہری کہا لو میان فضیل جاد و وہ عیار صنچی مین بیٹھا ہو فضیل نے
کہا مین نے صنچی مین نہین دیکھا مقفل تھا کنیز نے ہاتھ بڑھا کر پٹے تھام لیے کہا او احمق
تجھے کیا سوجھے گا تو تو بالکل اندھا ہو دیکھ وہ سامنے بیٹھا ہو لنگا پھر یا ہین رہا ہو بس
تم نہین سے اسم پڑھکر ایک گولہ مارو زمین پا نؤن تھام لیگی جالکر قتل کرنا فضیل نے
گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر چاہا پھینکون کنیز نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور ایک جھٹکا مارا کر فضیل گرا شاپور نے حباب مار دیا بیہوش کر کے اُسے قتل کر ڈالا
تینون قفس ٹوٹ گئے قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز نے رہائی پائی جب یہ تینون جوان
رہا ہوے تو شاپور نے آکر سلام کیا سب خوشیان کرنے لگے شاپور نے کہا آقاے
نامدار یہان سے چلیے مگر مال یہان بہت ہو قاسم نے کہا مال مسروقہ نصیب غازی ہو نکال
مال لدوالو شاپور نے چند مزدور لدوائے مال وہانکا سب لدوالیا تینون نوجوان بھی
گھوڑون پر سوار مزدور مال لادے ہوے پشت پر شاپور رکاب پر ایرج کی ہاتھ
رکھے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اسباب جنگ سے آراستہ دور سے
جو اُس پہلوان نے اِن شیرون کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا گینڈا بڑھا کر قریب
آیا جھک کر قاسم کو سلام کیا کہا آقاے نامدار آپ کے نام نامی و اسم گرامی کا مشتاق
ہون قاسم نے نام اپنا بتایا ایرج کو پہچنوایا ماہ عالم افروز کا بھی ذکر کیا وہ پہلوان
موسوم بہ حسان کوہی بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یہان سے دو کوس پر غلام کا قلعہ
ہو قلعۂ دقیانوسی اُسکا لقب ہو سب کو مسلمان کیجیے جو کچھ تحفہ آتش حقیر کو ممکن ہو تناول
فرمایئے بعد دو روز کے حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب بقیہ زندگی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بسر کرونگا تینون جوان حسان کوہی کے ساتھ چلے حسان
اپنے بھائی نعمان کوہی کو اپنی طرف سے نائب کر کے براے شکار نکلا تھا مگر قریب

قلعے کے دشت پرخار ہے وہان کا حاکم سامان کوہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ حسان کوہی مسلمان ہوگیا فرزندان حمزہ کا مطیع ہوا یہ سُنکر سامان کوہی بہت
جھلایا افسرون سے کہا جلد تیار رہو مین انکو روکونگا آگے نہ جانے دونگا سب افسران
فوج تیار ہوے ساٹھ ہزار جوانون کا لشکر آگے سب کے افسر کلان بیرون قلعہ آکے
اُترے دوسرے دن حسان کوہی پہونچا تینون جوان ساتھ ہین حسان کوہی نے جو
دیکھا کہ بھائی باغی ہوگیا قاسم سے ذکر کیا قاسم نے کہا کچھ خوف نہ کرو مقابلے مین جاکر
اُترو انشاء اللہ وہ بھی یاد کریگا کہ مین نے کیون بھائی کو روکا بہت پچتائیگا حسان
نے لشکر مقابلے مین اُتارا سامان نے طبل جنگی بجوا دیا ببران بلا افگن سامان کا
پہلوان ہے اسی نے کہکر طبل جنگی بجوایا ہے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ببران بلا افگن نکلا پکارکر آواز دی
کہ حسان کوہی اپنے مددگار کو بھیجو قاسم نوجوان نے مرکب نکالا مقابلے ببران مین
پہونچے ببران نے جو جمال بے مثال دیکھا جرأت و شوکت دیکھکر دنگ ہوگیا جی مین
کہتا ہے یہ وہی جوان ہے کہ جسنے دولت گنجاب کو برہم کیا باختر مین بھی خوب لڑا ہر مقام
پر معرکہ بڑا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری قاسم پر تیرون کی بوچھار کرنے لگا جو تیر آیا
قاسم نے اُسے قلم کیا جب قاسم قریب پہونچے تو ببران نے کہا اے نوجوان میرے
پاس تیغۂ بلاکش ہے آج اُسکو لگا کر نہین آیا ہون کل آپ سے مقابلہ کرونگا یہ تو ان
لوگون کا دستور ہے کہ جو کوئی مہلت مانگے اُسکو مہلت دیتے ہین عذر حریف سُنا اپنا کام
گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ اے ببران کل ضرور آکر مقابلہ کرنا ہم تمھارے مشتاق
رہینگے ہمین میدان مین آئین گے انشاء اللہ لطف جرأت ملیگا ببران پلٹ گیا قاسم
اُسکے مکر کو نہ سمجھے یہ بھی پلٹ آئے مگر ببران جو لشکر مین آیا افسرون سے کہنے لگا
عجب شخص سے مقابلہ تھا اپنی جان بچاکر چلا آیا اگر مقابلہ کرتا تو بیشک مارا جاتا افسر
خاموش ہو رہے بعض نے کہا اگر حکم دیجیے تو ہم جاکر مقابلہ کرین مشکین باندھکر
اسی شخص کی لائین کہیے سر حاضر کرین کسی بات مین بند نہین ہین آپ رحم دل ہین

اِسوجہ سے پلٹ آئے آپ کو گوارہ نہ ہوا کہ ایسے خوبصورت کو قتل کرین ہم لوگون کے دین
درہ نہین ہی یہ یک ضرب شمشیر دو ہرکالے کرینگے کیا ہمارے ہاتھہ سے بچ سکتا ہی لیکن
ببران نے کسی کو جواب نہ دیا سر جھکا کر خاموش ہورہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا عیار
اِسکا طیران تیزرو آیا آکر پوچھا مزاج کیسا ہی ببران نے کہا ای رفیق کیا پوچھتا ہی
عجب مصیبت مین ہون مین نہ جانتا تھا کہ فرزندان حمزہ اِسکے شریک ہین وہ نہ لشکر
کشی نہ کرنے دیتا آقا کو منع کرتا کہ اِن لوگون سے مقابلہ نہ کیجیے نکلجانے دیجیے اب معرکہ
الجھہ گیا اگر تامل کرون تو لوگ نام رکھین گے میرے لیے بدنامی ہوگی اور اگر مقابلہ
کرون تو جان کا خوف ہی عیار نے کہا ای آقاے نامدار اگر حکم دیجیے تو اِس جوان کو
پکڑ لاؤن تنہائی مین قتل کر ڈالیے ببران نے کہا ای عیار طرار اگر یہ کام کر تو بڑا احسان
ہو عیار نے کہا غلام فوراً جاتا ہی اور قاسم کو لاتا ہی ہرچند کہ اُن کے لشکر مین بھی اکثر
فرزندان عمرو موجود ہین لیکن اُنکو خبر بھی نہ ہونے پائیگی اور مین لے آؤنگا یہ کہکر طیران روانہ
ہوا دن ہی کو لشکر اسلام مین پہونچا دریافت کرنے لگا کہ قاسم بارگاہ مین رہتے
ہین مگر شاپور شیردل کہ ہر وقت لشکر مین پھرا کرتا ہی ایک دوکاندار نے خبر دی کہ
فلان ضعیف مرد جو جاتا ہی آستے نشان خیمۂ قاسم پوچھا تھا شاپور تو بلا کا عیار ہی
فوراً سمجھہ گیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی پکارا کہ بڑے میان صاحب میرے پاس آئیے
مین آپ کو بتا دون بلکہ خیمۂ قاسم پر لے چلون چور کا دل کتنا شاپور نے جو پکار کر
کہا طیران بھاگا سوچا کہ شاید مجھے پہچان لیا شاپور تعاقب مین چلا جنگل مین جاکر
طیران نے صورت بدلی ایک گنوار کی شکل بنکر تیار ہوا لٹھہ کاندھے پر دھوتی باندھے
شاپور نے جو دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہی سوچا کہ یہ راہ گیر ہی مگر خیال کرکے دیکھا کہ
لشکر اسلام کو بہ نگاہ غور دیکھہ رہا ہی اور شاپور کو دیکھتا ہوا آتا ہی ہرچند کہ شاپور نے
نہین پہچانا مگر راہ کاٹ کے چلا طیران نے جو دیکھا کہ یا تو یہ شخص اِدھر آتا ہی اب اور
رستے پر جاتا ہی [illegible] طیران کے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے
اُستاد کی زنبیل سنکر [illegible] نے اشارہ کیا اِدہر عیار جو جاتا ہی اُسکو گھیر کر

مار ہو پانچون عیار شاپور پر آپڑے مگر شاپور رہزن بحر عیاری و گوہر صدف قلزم طراری
ہی بیچھ کھینچکر لڑنے لگا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو مار لیا ایک زخمی ہو کر بھاگا پلٹکر
دیکھا وہ عیار بھی نہین ہی شاپور حیران ہوا کہ یہ کہان گیا مگر طیران ایک غار مین چھپا
ہوا ہی کمند مین جنس پوش کر دی ہین سرا ہاتھ مین جیسے ہی شاپور وہان پہونچا طیران نے
شیر کی آواز دی شاپور رکا طیران نے جھٹکا مارا کہ شاپور گرا طیران نے آکر جباب
مارا شاپور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا پہلے تو خیال ہوا کہ اپنے لشکر مین لیجاؤن
لیکن خیال مین آیا کہ شاپور کو جنگل مین باندھ دون اسی کی شکل پر چلو شاپور کو ایک
درخت مین باندھا بہ شکل شاپور طرف لشکر اسلام کے چلا مگر شاپور بندھا ہوا ہی کہ
صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان بلند و بالا قوم کا زنگی بغدہ ہاتھ مین جست و خیز کرتا
ہوا آتا ہی شاپور نے پہچانا کہ یہ تو جانسوز بن فیران ہین پکارا کہ بھائی صاحب تم
کہان جاتے ہو جانسوز نے پلٹ کر شاپور کو دیکھا آکر شاپور کو کھولا شاپور فوراً
کھلتے ہی طرف اپنے لشکر کے بھاگا مگر طیران بہ شکل شاپور لشکر اسلام مین آیا طیران
کو شاپور جانکر کسی نے نہ روکا اسنے جا کر ایرج نوجوان کو بیہوش کیا سراچہ چاک
کر کے لے بھاگا بیٹھتا اٹھتا لشکر اسلام سے نکلا بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ادھر سے
شاپور نے دیکھا پکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر طیران نہ ٹھہرا بھاگا شاپور نے
پیچھا کیا ایک صحرا مین جا کر گھیر لیا طیران لڑنے لگا مگر شاپور نے دیکھ لیا کہ میرے آقا
کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر ایک ہاتھ مارا کہ طیران کا شانہ نشانہ ہوا اب تو طیران گھبرایا
آخر پشتارہ چھوڑ کر بھاگا مگر شاپور نے پیچھا نہ کیا طیران نکل گیا شاپور نے ناچار ہو کر
پشتارہ ایرج کا اٹھایا لشکر مین لا کر ہوشیار کیا ایرج نے پوچھا اے شاپور خیر تو ہی
شاپور نے کہا آپ کو عیار لے چلا تھا مگر غلام نے رہا کیا شکر ہی کہ وہ ملعون زخمی
ہو کر بھاگا مین حضور کو لے آیا ایرج کو نہایت ناگوار ہوا مگر قاسم وغیرہ بر لے
خبر آئے شاپور نے بیان کیا کہ آج دو مرتبہ عیار آیا مگر خدا نے آپ سب کو بچا لیا
قاسم نے کہا یہ کیا بات ہی ببران نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا

شاپور نے کہا وہ جاہ و جلال آپ کا دیکھکر گھبرا گیا حیلہ کرکے پلٹ گیا اوسکا یہ بدلہ کیا انشاء اللہ
اُس نامرد سے سمجھونگا یہ فطرتین کین کہ جا کر عیار کو بھیجا اگر شاپور نہ آگاہ ہوتا تو ایرج کو
لے ہی گیا تھا مگر کہان جاتا ہو سر سیدان سمجھا جائیگا طیران جو پلٹ کر گیا بہران سے سب
حال کہا کہ مین ایرج کو لایا تھا مگر زخمی ہو کر بھاگا اب آج شب کو جاؤنگا جسطرح بنے گا
کسی کو لاؤنگا ای شہریار بڑا ستم یہ ہوا کہ شاپور نے مجھکو پہچان لیا اب اگر پھر جاؤنگا اور
دیکھ پائیگا تو روکیگا شام کو ایک سپاہی کی شکل بنکر چلا قضاے کار کاؤس صبا رفتار
چاندنی کی سیر دیکھتا ہوا جاتا تھا طیران نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار کمسن آتا ہو فوراً
خنجر کمسن جانکر ایک گوشے مین چھپا کمند مین جس پوش کین کہ مہتر کاؤس پھرتا ہوا اُس
مقام پر پہونچا طیران نے انھین کمندون مین مہتر کاؤس کو پھنسایا اور بیہوش کرکے
لے بھاگا خیال مین ہو کہ اسکو لشکر مین قید کرکے پھر آؤنگا سمجھ لونگا یہ سوچتا ہوا کاؤس
کو لیکر بارگاہ بہران مین آیا بیان کیا کہ یہ عیار مسلمانون کا ہو اسکو قتل کیجیے یہ سنکر بہران
نے اول کاؤس کو مسلسل کرایا حکم دیا ہوشیار کرو طیران نے ہوشیار کیا کاؤس کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا سر اٹھا کر دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا حکم دے رہا ہو کہ اس عیار کو قتل کرو چند جلاد آکر کھڑے ہوے مگر کاؤس کو
دیکھکر انکی آنکھون مین آنسو بھر آئے آپس مین کہتے تھے کہ یارو یہ عیار بلاے روزگار
ہو مگر افسوس کہ اسکی مفت مین جان جاتی ہو مگر ایک جلاد کہ نہایت ہی صاحب بیداد تھا
خنجر کھینچکر قریب کاؤس آیا گردن پر کولے کا خط کھینچا کاؤس بیقرار ہو کر خدا سے دعا
مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اس آفت سے بچالے دشمن سے نجات دے نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم	بر غریبان رحم فرما یا رحیم
ہر کجا حامی توئی ای کردگار	او نمیدارد ز دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل می کنند	گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور	تو قدیمی و علیمی و حکیم
بہر خاصان ہست لطفِ خاص تو	بہر عامان ہر زمان لطفِ عمیم

مگر قضا سے کاربرکار سے جو لشکر اسلام کے موجود تھے مقدمۂ قتل کاؤس دیکھکر بھاگے
شاہزادہ ماہ عالم افروز کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا ہرکاروں کو جو دیکھا اس نے دیکھا بھاگ
کر بھائیو کہاں سے آتے ہو ہرکاروں کے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہریار غضب ہوگیا
کہ کاؤس دربار بہران میں قتل ہوتا ہے ماہ عالم افروز جوان کم سن نے اپنے عیار کا جو حال
سنا شعلہ کانوں میں بھینے میں مشتغل ہوا مرکب کو بڑھایا مرکب دریائی بہر ان ہر طرف سے
بھرتا ہوا چلا نشیب و فراز کو طے کرتا ہوا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے پر نہیں لگتے ہیں اگر کوئی
نخل سامنے آگیا اور شاہزادے نے ایڑ کی تو نخل کو فرا گیا اگر بلندی ملی تو اسپ پھلانگ گیا
اگر پانی ملا تو طرارہ بھر کر نکلا اس جوش و خروش میں شاہزادہ جاتا ہے مگر ہرکاروں نے
جو دیکھا کہ ماہ عالم افروز اپنے عیار کی محبت میں اکیلا چڑھ دوڑا ہے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑے آکر ایرج نوجوان سے اطلاع کی ایرج سنتے ہی
مرکب پری پیکر کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے اور لشکر سے نکلے یہاں وہ وقت ہے کہ
بہران جلاد کو حکم دے رہا ہے کہ اس عیار کا سر کاٹ لے کاؤس بیقرار و اشکبار دعائیں
مانگ رہا ہے کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دوجہان اس آفت ناگہانی سے بلا سے استخلاص
نجات دے رباعی اے آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ در دامن تیرہ شب نماینده
توئی ٭ دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ یکشائے خدا یا گرہ کشایندہ توئی ٭ بیقرار
ہوکر جو کاؤس نے دعا کی یہ دعا ہدف مراد پر پہونچا دربار کا پردہ ہلا ہوا بہران
نے کہا دیکھو تو دوارے پر یہ کیسا شور ہے شاہزادہ ماہ عالم افروز
مرکب کو اڑاتا ہوا قریب دربار گاہ پہونچا دو گرسالار جو دروازے پر بیٹھا ہوا تھا
اسنے روکا یہ کب رکنے میں چاہا کہ اندر جاؤں دو گرسالار نے ہاتھ تلوار پر مارا
شاہزادے نے کلائی تھامکر ایک طمانچہ مارا کہ مرد گرسالار کا سر اڑ کر دور جا پڑا ٭
ہنگامہ بارگاہ میں پہونچا بہران نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہے کہ یکا یک ہنگامہ
اٹھا شاہزادہ رستم خصال سہراب جلال نمایاں ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی اہل دربار نے چاہا کہ گرفتار کریں بہران نے منع کیا کہ یہ مسافر ہے

کرتا ہی ہمارا کیا نقصان ہی شاہزادے نے آتے ہی جلاد کو مارا کاؤس کو رہا کیا اور
پکارکر کہا او بہران اگر کچھ دعوی ہو تو روک لے مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تلوار
چلے جرات کا حال کھلے شاہزادہ چاہتا ہی کہ اگر بہران اُٹھے تو مین اس سے مقابلہ کرون
مگر بہران نہین اُٹھتا چپکا بیٹھا ہی کہ نعرہ شیر کی آواز آئی نقد روح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان تیغ برہنہ کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ شاہزادہ کلام
سخت کر رہا ہی مگر کوئی جواب نہین دیتا آکر کہا ای نور نظر یہ کافران بازیگر مقابلہ نکرینگے
تم جس واسطے آئے تھے وہ مطلب ہوچکا کہ کاؤس رہا ہوگیا اب چلو سر میدان
سمجھ لین گے جب ایرج نے اسطرح پر کہا تو شاہزادے نے کاؤس کو اُٹھا لیا ماہ عالم افروز
و ایرج و مہتر کاؤس بارگاہ بہران سے باہر نکلے افسرون نے کہا ای پہلوان جہان
اگر آپ حکم دین تو ان تینون جوانون کا سر کاٹ لین زبان سے بہران کی بے اختیار
نکلگیا کہ ہان یارو انکو مار لو ایرج و ماہ عالم افروز بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ لینا
لینا کی آواز آئی تمام فوج ان شیرون پر آپڑی اول ایرج نے نعرہ کیا کہ یا شیدای

کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغم بلے برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم | زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ماہ عالم افروز نے بھی نعرہ کیا دونون جوان لڑنے لگے مہتر کاؤس دونون جوانونکی
پشتی بانی کر رہا ہی کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی سو سوار جلے مگر ایرج نوجوان
و شاہزادہ والا قدر لڑتے بھڑتے لشکر بہران سے نکلے لشکر ناچار پلٹا بہران نے
جب سُنا کہ دونون جوان پلٹ گئے تب گینڈے پر سوار ہوکر آیا کہتا تھا کیون
یارو وہ جوان بھاگ گئے سب نے کہا دونون جوان لڑتے ہوے گئے ہین وہ
جوان بھاگنے والے نہین ہین آپ نے دیر کی بہران نے کہا اگر وہ ٹھہر جاتے
[illegible] نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ دیکھو یارو افسرکو

کیا جواب دین وہ جوان اسقدر لڑے کہ کئی ہزار جوان مارے گئے جب وہ جا چکے
ہین تب آئے ہین اب اظہار جرائت کرتے ہین لشکر بہران مین تو یہ ذکر ہے مگر یہ دونون
جوان لڑ بھڑ کر لشکر کفار سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے قاسم بھی یہ خبر سنکر تیار ہوئے
تھے کہ براے مدد فرزندان جاؤن انکو بچا کر لاؤن لشکر بھی تیار ہوا تھا کہ ساتھ قاسم
کے جائین اور اپنے پہلوانون کو بچائین کہ دونون جوان آکر پہونچے دریاے خون
مین نہائے ہوئے تیغہ ہاے خون آلود ہاتھ مین کھینوان سے خون ٹپکتا ہوا گویا کہ
ہولی کھیلکر آئے ہین قاسم نے پوچھا کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ اصل یہ ہے
کہ آپ کا فرزند ماہ عالم افروز نہایت جری ہے بارگاہ بہران مین قیامت برپا کر دی
بہران نے دخل نہ دیا جب وسط لشکر مین آئے تب فوج نے گھیرا کس زور و شور سے
ماشاراللہ غلام آپ کا لڑا ہے افسرون کو چن چن کر مارا یہ غلام آپ کا ہمراہ اسکے صرف
جنگ تھا کاؤس نے بھی بڑا کام کیا کسی کو ہماری پشت پر نہین آنے دیا قاسم نے
ماہ عالم افروز کو گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند باپ تمھارے تعریفین کرتے ہین بینکر
شاہزادہ براے تسلیم خم ہوا اگر بہران جو بارگاہ مین آیا عیار کو بلا کر کہا تو نے دیکھا
مین نے لیا صبر کیا کہ ان دونون کو جانے دیا اگر تجھسے ہو سکے تو گرفتار کر لا مین فورًا
قتل کرونگا عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری لگا کے روانہ
ہوا بہ صورت مبدل لشکر اسلام مین آکر پھرنے لگا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا
کہ ماہ عالم افروز کس خیمے مین رہتا ہے اہل باقہ ارہتا نہین سکتے بعض نے یہ کہا کہ وہ
سامنے جو بارگاہ ہے برنگ گلنار اسمین ماہ عالم افروز رہتے ہین طیران تیز رو یہ
خبر سنکر پشت بارگاہ شاہزادے پر سراچہ چاک کیا قصد سے کار وہ بارگاہ ایرج کی
تھی دیکھا ایرج پڑے سو رہے ہین طیران نے آ بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اسی
راہ سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے کہ میر طلایہ پھرتا ہوا آیا اسنے نگہبانون کو
پکارا کسی نے آواز نہ دی میر طلایہ اندر آیا پلنگ ایرج کا خالی دیکھا گھبرا کے نکلا
شاپور کو آواز دی شاپور بھی پھر رہا تھا آواز سنکر آیا میر طلایہ سے پوچھا میر طلا نے

بیان کیا کہ ایرج کو کوئی چرا لے گیا یہ سنکر بشتا پور گھبرایا تعاقب مین چلا مگر طیران پشتارہ
لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا وہ وقت ہی کہ صبح ہو چکی ہی صحرا تمام پر بہار طائرونکی
بجار پھولونکا جا بجا انبار بعض طائر منقارین کھولکر تعریف مین پروردگار کی زمزمہ سرا
ہوتے ہین بعض اُڑتے پھرتے ہین بعض آشیانون سے سر نکالے ہوے تعریف باغبان
قضا و قدر کر رہے ہین پھول دم محبت گل طراز عالم کا بھر رہے ہین طیران بہار صحرا
دیکھکر خوش ہوا سیر کرتا ہوا جاتا ہی پیاس کی شدت ہوئی ایک چشمے پر آکر پہونچا اور
پشتارہ رکھدیا منہ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا مگر چہرہ ایرج کا کھلا ہی معلوم ہوتا ہی آفتاب
عالمتاب مشرق سے برآمد ہوتا ہی اُس مقام پر روشنی ہو رہی ہی طیران کھڑا ہوا ہی
چاہتا ہی ذرا آنکھین سینکے تو روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار
بادلپوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی باز کو تیہو پر چھوڑا تھا باز کب باز آتا ہی پنجہ
مار مار کے تیہو کو زمین پر گرایا جہان پشتارہ تھا وہین آکر گرا باز بھی اُسی مقام پر
آکر پہونچا سینے پر تیہو کے چڑھ بیٹھا بال و پر شکار کے نوچنے لگا نقابدار بھی آکے
گھوڑے سے کودا اول تو باز کو اٹھا لیا پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غنچہ گردن
بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب بیہوش و بدہوش پشتارے مین بندھا ہی اور ایک
عیار ٹہل رہا ہی نقابدار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہ اِس جوان کو لیے جاتا ہی یہ
سنکر طیران نے کہا بہران بلا افگن جو پہلوان ہی اُس جوان سے لڑائی پڑی بہران
کے حکم سے مین اِسکو لیے جاتا ہون وہ انکو قتل کریگا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا کہ او
نالایق یہ جوان اِس لایق ہی کہ اسکو قتل کرے یہ تو اس لایق ہی کہ اِسکو پہلو مین بٹھائے
عیار نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو اس جوان کو یہان سے لیجائے اگر اپنی جان خیر چاہتا
ہی تو چلا جا یہ سنکر نیزہ نقابدار نے سینے پر عیار کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ نیزہ بھونکدون
عیار نے کہا میری جان بخشی کیجیے نقابدار نے نیزہ ہٹا لیا عیار تو ایک طرف چلا
نقابدار نے پشتارہ اٹھا کر مرکب پر رکھا اور روانہ ہو گیا مگر عیار خستہ و شکستہ حیران
پریشان بارگاہ بہران مین آیا وہ وقت ہی کہ شاپور شیر دل بصورت خدمتگار

بارگاہ ببران مین موجود ہی ببران نے پوچھا ای طیران کیا کیا طیران نے جواب دیا کرات کو
اپنی جان لگادی ایرج کو لیکر آیا تھا مگر راہ مین نقابدار نے چھین لیا مین ناچار پلٹ آیا
ببران نے کہا او دیوانے یہ نہ ہوسکا کہ مقام نقابدار دیکھکر آتا کہ مین لشکر کشی کرکے جاتا
اُس نقابدار کو ذلیل کرتا بلکہ سر کاٹ لاتا طیران نے کہا مین اب جاکر پتہ لگاتا ہون لیکن
شاپور شیردل نے جو یہ حال نقابدار کے لیجانیکا طیران سے سُنا تو اپنے آقا کی خبر سنتے ہی بھاگا
اِس خیال سے کہ چلکر اپنے آقا کو تلاش کرون اول اُس صحراے پُر بہار مین آیا دیکھا کہ
ایک جادوگرنی آتی ہو اور سحر کرتی پھرتی ہو شاپور سوچا کہ اِسی کے سحر کا یہ صحرا ہو اِسکو
مار لون تو شاید مطلب حاصل ہو ایک نازنین کی شکل بنکر ایک درخت کے سایے
مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

گھر کے تنہا مجھے او دوست گلفام گیا — غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی کہدون — قاصد ابتک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا
وعدہ کرکے جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز — انتظاری مین تری یہ سحر و شام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب — زندگی اُسکی کہان جسکا گل اندام گیا
نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام — رونا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا
ذکر و احمد علی کر رب کا ملا دیگا وہی — دام مین لیکے مجھے وہ بت خودکام گیا

اُس ساحرہ نے جو آواز گانے کی سُنی پلٹ کر قریب شاپور کے آئی منھ جو کھولا بجلی سی گر گئی
گھبرا کر پوچھا ای مہ جبین کہان سے آئی ہو اِس صحرا سے تمکو کیا کام وہ نازنین رونے
لگی کہا حضور میرا حال قابل سننے کے نہین ہو ساحرہ نے کہا ای نازنین مین ساحرہ ہون
جو حکم دو وہ بجا لاؤن ابھی کرکے دکھاؤن آسمان کے تارے لا سکتی ہون تب اُس
نازنین نے کہا ای ملکۂ عالم اصل کیفیت یہ ہو کہ میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے
آکر لوٹ لیا اور شوہر کو پکڑ لے گئے مین کئی دن سے اِسی مقام پر پڑی ہون شیر اور
بھیڑیے نے نہ کھایا کہ جان جاتی آرام تو پاتی آج کئی دن گذرے اِسی بھوک و پیاس
مین مگر موت نہین آتی شوہر کو گرفتار کرکے میرے سامنے لے گئے اِن آنکھون نے

وہ بدعت دیکھی کہ فلک کسی کو نہ دکھائے ساحرہ نے کہا میرے مکان پر چلیے وہان چلکر کھانا
وغیرہ پیش کرون بھوک و پیاس تمھاری ستاؤن نازنین نے کہا اے مہربان کھانے سے
زیادہ شراب کی ہوس ہے شراب ممکن ہو تو جان بچ جائے ساحرہ نے کہا مین ابھی لاتی
ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگی بھٹی سے شراب لائی لاکر سامنے نازنین کے رکھدی نازنین
نے اُس شراب کو اُلٹ پلٹ کیا اُس سے مراد یہ تھی کہ شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز
کرکے سامنے ساحرہ کے پیش کیا ساحرہ نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے کہا تم جان بخش ہو
پہلے تمکو پلا لونگی تب پیونگی ساحرہ اُس جام کو پی گئی پیتے ہی گھبرا کر بولی کہ یہ شراب
کیسی تھی کلیجہ دھڑکنے لگا معلوم ہوتا ہے بدن مین آگ لگ گئی کوئی آسمان پر لیے جاتا
ہے نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو ساحرہ اُٹھی کہ ٹہلون ہوا کھاؤن
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے خنجر نکالکر ساحرہ
کا سر کاٹا مرتے ہی ساحرہ کے ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
گلزار جادو بود ساحرہ کو مار کر شاپور آگے بڑھا مگر وہ نقابدار بادلہ پوش ایرج کا
پشتارہ لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی مسند آراستہ کی ایرج کو مسند پر بٹھا کر جمال
دیکھنے لگی حیران جمال و محو دیدار تھی جی مین کہتی ہے یہ جوان کون ہے کہ شعلۂ حسن دلفریب
نے کلیجے مین آگ لگا دی ایرج کے تلوے سہلانے لگی ایرج نے آنکھ کھولکر دیکھا
ایک نازنین خوبرو قد سرو لب جو آنکھین رشک دیدۂ آہو ہمین برحود پیکر ایرج
بھی مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے پوچھا اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے مین اپنے فرش خواب پر سوتا تھا یہان کیونکر پہونچا ملکہ نے کہا نام میرا دلفریب
ہے اس جزیرے کو جزیرۂ احراسیہ کہتے ہین احراس زحل پیشانی کہ پہلوان زبردست
ہے اس کنیز کا باپ ہے یہ باغ گلفشان مین نے بنوایا ہے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین
اُس سے چھین لائی یہ کہکر ملکہ نے جام شراب پیش کیا ایرج نے ہاتھ رکھدیا دلفریب
نے کہا مین جانتی ہون کہ آپ سے کسی نے قسم لی ہوگی مگر مین تو ایک غیر آدمی ہون
ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم یہ تو ثابت ہو کہ مذہب تمھارا کیا ہے دلفریب نے

کہا جمشید ثانی ہمارا خداوند ہو ایرج نے کہا وہ مکار وحیلساز ہمارے شہریار کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہو انشاء اللہ موت اُسکی قریب ہی بادشاہ جمجاہ برائے فتح مرحلہ جات گئے ہین انشاء اللہ وہان سے وہ پلٹین تو لشکرکشی ہو ایسے کو خداوند جانتی ہو اُسپر لعنت کرو اِس پروردگار کا مذہب اختیار کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان بنایا اُس کو سجدہ کرو دلفریب نے ایرج کے کہنے سے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اختلاط ظاہری ہونے لگا مگر شاپور ڈھونڈھتا ہوا سامنے اُس باغ کے پہونچا سنا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ چلا چلا کے گا رہا ہی قطعہ

رات دن رہنے لگین محو تماشا آنکھین	کہین آفت نہ کرین پھر کوئی برپا آنکھین
ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہی	کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین
ہر گھڑی یار پہ پڑتی ہی نظر خوف یہ ہی	کہین ایسا نہ ہو کردین تجھے رسوا آنکھین
سیر دریا کا ارادہ ہو اگر اے یم حسن	ابھی رو رو کے بہا دیتی ہین دریا آنکھین
شرمگین چشم اگر یار کی دیکھے ساحل	پھر دکھائے نہ کبھی نرگس شہلا آنکھین

شاپور شیر دل تھکا ہوا تھا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سو گیا مگر طیران صبا رفتار پھرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت باغ سے آکر دیوار پر چڑھا ایرج کو پہلوے دلفریب مین دیکھا جلگیا جی مین کہتا ہو کہ یہ شاہزادیپر عاشق ہو اگر بہران سن پائیگا تو قیامت برپا کریگا ان دونون کو زندہ نہ چھوڑیگا انکے قتل سے منھ نہ موڑے گا مگر یہی بہتر ہو کہ اپنے آقا سے اطلاع کرون کہ دختر احراس زحل پیشانی لپشتارہ مجھسے چھینکر لے گئی ہو ایرج کو پہلو مین لیے بیٹھی ہو چلکر دونون کو گرفتار کر لیجیے جو سزا ہو سزا دیجیے کہ اُسکو بھی سرکشی کا مزا ملے بہران اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلا مگر کہتا ہوا کہ دیکھو تو اِس گیسو بریدہ نے کیا گستاخی کی نام میرا سُنتا اور باز نہ آئی دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون جاکر دونون کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون اگر احراس دخل دیگا تو وہ بھی میرے ہاتھ

قتل ہوگا مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اور اگر احراس نے دخل نہ دیا تو مین بھی اُسپر
متوجہ نہ ہونگا اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا صبح کو سامنے باغ کے پہونچا یہان کنیزون نے ملکہ کو خبر
دی کہ ببران بلا افگن لشکرکشی کرکے آیا ہو شاہزادے کا مشتاق ہو کہتا ہو کہ اگر اپنی
خیر چاہو تو اُس جوان کو نکالدو مین سمجھ لونگا ایرج تیغہ ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ ای ملکہ
میرا جانا ہی بہتر ہو میرا ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہو ملکہ رونے لگین کہا صاحب میرا تو یہ حال
ہو دلپر ہجوم غم وملال ہو کہ جی نہین چاہتا کہ ایک دم آپ کو اپنے سے جدا کرون بموجب اشعار نظم

بہار لالہ وگل سے لگی ہو آگ گلشن مین — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
یہ سودا سے شہادت ہو ہمارے سر کو ای قاتل — تری تلوار کا دم بھرتی ہو جو رگ ہو گردن مین
نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو — نگاہ شوق رخنہ کرتی ہو دیوار آہن مین
طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا — گریبان مین بجھی ہو جب لگی ہو آگ دامن مین
جنون کے جوش مین اکجا نہین دم بھر قرار آیا — کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا — نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمنوا ای آتش — بتونکو گھورنے جاتے ہین اب دیر برہمن مین

شاہزادہ ملکہ کو سمجھا رہا ہو کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاءاللہ ببران کا سر لاتا ہون
تردد نہ کرو میرے فرزند کے ہاتھ سے اِسنے شکستین کھائین مگر عیار کے بھروسے پر
ہی یہی چاہتا ہو کہ مقابلہ نہ کرون اور مطلب نکل آئے انشاءاللہ آرزو دل کی دل مین
رہیگی یہ فرماکر ایرج نوجوان اسطرف سے چلے مگر نوبت نقارے جو بجے شاپور کی
آنکھ کھلی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ببران بلا افگن گینڈے پر سوار فوج کو درست کر رہا ہی
شاپور گھبرا گیا ببران نے چاہا باغ مین داخل ہون کہ دروازہ باغ کا کھلا شاہزادہ
ایرج نوجوان آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری نبیرہ
صاحبقران فرزند قاسم نوجوان برآمد ہوا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب عالمتاب اپنے
برج سے باہر آیا شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہوگیا اور للکارا کہ او
ببران آگے نہ بڑھنا ہمارا ناموس ہو ہم باغ مین نہ جانے دینگے جسطرح چاہو مقابلہ کرو

ببران نے جو ایرج نوجوان کو مثل شیر غضبناک دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت مین بھی
لاجواب طرف ایرج کے چلا مگر ہرکارے خبر لیکر بھاگے سامنے احراس کے آئے
کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ ببران بلا افگن باغ پر ملک کے چڑھ آیا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ باغ
مین چلے احراس نے پوچھا کچھ سبب بھی پوچھا کہ باعث کیا ہے شاید اُسنے تصویر میری بیٹی
کی دیکھلی عشق کے جوش مین آیا ہے ہرکارون نے کہا غلامون کو نہین ثابت کہ مطلب اُسکا
کیا ہے ہمنے جو دیکھا کہ وہ فوج لیکر آیا خبر لیکر بھاگے کہ سرکار خفا ہونگے کہ ہمکو خبر نہ کی
ہماری بیٹی کی رسوائی ہوگئی حضور کے خوف سے چلے آئے جو دریافت کیا وہ عرض
کرتے ہین احراس اُسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا اُس وقت پہونچا کہ
ایرج سے بعد نیزے اور تلوار کے کشتی ہو رہی تھی دونون لشکر تماشہ کشتی دیکھ رہے ہین
کہ احراس آکر پہونچا احراس نے دیکھا ایک جوان خوبصورت ببران سے لڑ رہا ہے
کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہے اور ایک عیار طرار نیچہ ہاتھ مین
لیے کھڑا ہے کسی کو پشت پر نہین آنے دیتا حیران تھا کہ یہ جوان کون ہے اور اِنکے اُسکے جنگ کا
کیا باعث ہے پکار کر پوچھا اے ببران تمنے اِس باغ کو آکر کیون گھیرا ببران نے کہا اے
شاہ مین متلاشی اس جوان کا آیا ہون میرا عیار اُسکو لاتا تھا آپ کی صاحبزادی سنے
بڑی گستاخی کی کہ میرے عیار سے پشتارہ چھین لیا مین خبر سُنکر آیا یہ جوان متعرض ہوا
مین اِس سے لڑ رہا ہون اِسکو زیر کر کے اہل باغ کو سزا دونگا یہ جوان کیون میرے
مقابلے مین آیا ایرج نے پکار کر کہا اے بادشاہ یہان کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو تھوڑی
دیر مین حال کھلجائیگا کہ یہ بھاگتے پھرینگے اور یہ لشکر بھاگے گا آپ تماشہ تو دیکھیے کہ کیا
گذرتی ہے ایک جانب یہ بادشاہ بھی ٹھہرا تماشہ دیکھنے لگا دونون جوانون سے کشتی
ہو رہی ہے دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر احراس کو حیرانی ہے کہ اِس جوان کو دلفریب
کیون لائی کیونکر دریافت کرون تین پہر برابر کشتی ہوئی پہر دن رہے ببران اِسقدر
عاجز تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہو گیا چاہتا ہے جلدی فیصلہ ہو دونون سونڈے تھا مگر
ایرج کو ریلکر لے دوڑا ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ روکون مگر نہین رُک سکتے کوئی

دس قدم ریلکر لایا وہان آکر ہکہ مارا پایان گھٹنہ ایرج کا آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا
سر پشت پا تک غرق ہوے بہران نے اوپر چھا کر کمر مین ہاتھ ڈالا اسطرح کے زور سے کھینچے
کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھ ہٹا لیا اور کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نے دونون مونڈھے تھامے
سینے مین سر اڑایا ریلکر لے دوڑے پچیس تیس قدم ریلکر لائے وہان پر لاکر ہکہ مارا دونون
گھٹنے بہران کے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا بہران پکارا
کہ مین مسلمان ہوتا ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون سرکار کے ہمراہ رہون
باطل پرستی مین ساری عمر کٹی اب حق پرستی کرونگا ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا بہران قدمون پر
گرا ایرج نے سر اسکا چھاتی سے لگا لیا کل لشکر اسکا مسلمان ہوا ایرج طرف باغ کے
چلے کہ احراس نے بڑھکر کہا ای شہریار باغ مین نہ جانے دونگا ایرج نے کہا مین ضرور
جاؤنگا احراس نے کہا جب تک مجھکو زیر نہ کیجیے گا جبتک نہ مانونگا بہران نے جو دیکھا کہ
میرے آقا کو روکتا ہے تڑپ کر قریب آیا کہا ای احراس آقا کا مرتبہ تو اعلی ہے مین تجھ سے
موجود ہون ابھی جنگ آغاز کر اگرچہ تھکا ہوا ہون مگر تیرے لیے کافی ہون اور آقا
سے تو کیا لڑیگا آقا کو خدا نے زور و قوت جلالت عطا کی ہے خوبصورت ایسے کہ جو دیکھے
وہ حیران ہو جائے دیکھنے والا یہی آرزو کرے کہ پروانہ وار گرد پھرون سایۂ دامن
دولت مین رہون جب احراس نے دیکھا کہ بہران آمادہ ہے کر لپٹ پڑون اسنے ایرج
کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا خیر یہ بھی جبر سہونگا آپ باغ مین جائین مین باہر رہونگا لیکن
صبح کو آفت برپا کرونگا ایرج نے کہا جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو یہ فرما کر ایرج داخل
باغ ہوے احراس باہر اترا بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین اپنی آکر بیٹھا سردارون
سے کہنے لگا کہ دریافت تو کرو کہ دلفریب اس نوجوان کو کیون لائی اسکو تو مردون کے
نام سے نفرت تھی چند سردار ٹہلتے ہوے در باغ پر گئے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کیا کر رہی ہین کنیزون نے کہا جبتک شاہزادہ باہر بہران سے لڑا وہ کوٹھے پر دعائین

کرتی تھیں جسوقت سے اندر آئے ہین نذرین نیازین ہو رہی ہین اب دونون صحن خانہ مین
ہین اختلاط ظاہری آپس مین ہو رہے ہین لہذا سابق مین نفرت تھی اب مردے رغبت
ہی مگر وہ جوان ایسا ثابت قدم ہی کہ اُسنے ابتک افعال باطن کی طرف توجہ نہین کی اُنکے
مذہب کا دستور یہ ہی کہ عقد و نکاح ہوتا ہی ابھی تک کوئی صورت عقد کی نہین ہوئی
مگر اقرار ہو رہے ہین سردار نے یہ سب دریافت کر کے احراس سے کہا احراس نے
دریا بار احراسی نامے عیار سے کہا کہ تو ملکہ کو چرا لا دریا بار نے کہا مین جا کے
لے آؤنگا اور فکر مین نکلا پشت باغ پر آیا کمند کے ذریعے سے باغ مین پہونچا ایک
کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھا رہا جب یہ دونون شیدائی یک دیگر محفل سے اُٹھے
اور چھپر کھٹ پر آکر آرام کیا دریا بار اُٹھا کنیزون کو تو بیہوشی دی تھی کہ جو جہان
گری بیہوش ہوگئی دریا بار بے خوف قریب پلنگ ملکہ کے پہونچا ملکہ کو بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا باغ سے نکلگیا پشتارہ بدوش جاتا ہی قضائے کار اِس
باغ سے قریب ایک پہاڑ ہی شداد قوی بازو نامے ایک پہلوان وہان رہتا ہی
کہ مدت سے دلفریب پر مائل ہی اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران یعنی
ایرج نوجوان کو دلفریب لائی اور باغ مین لیے بیٹھی ہی ببران بلا افگن آیا تھا کہ
شہزادون ایرج نے اُسکو زیر کیا وہ مسلمان ہوا اب احراس کوشش کر رہا ہی مگر
ایرج سے کچھ زور نہ چلیگا سامان تیزرو اُسکا عیار ہی اُس سے کہا اب مجھکو نا امیدی
ہوئی ابتک خیال تھا کہ شاید کبھی سرفراز کرے مگر اب دشوار ہی کہ وہ مجھپر توجہ کرے
مین نے سب کتابین مسلمانون کی دیکھی ہین کسی مین یہ نہین دیکھا کہ معشوق اِن کے
قبضے مین آکر نکلجائے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان والا تبار نے اسی تکرار پر جان دیکر
کر تہ و تین کامرانی خواہان تھا اُسنے قصد کیا کہ ملکہ پر قبضہ کر دن تب ملکہ نے ناچار ہوکر
جام زہر پی لیا ایسی مزاج کی جلیل تھین کہ ستر ہی خواصون نے ساتھ دیا سب نے
جان دی اور زوجین کے ساتھ جانا گوارہ نہ کیا پس اب غیر ممکن ہی کہ دلفریب
مجھپر توجہ کرے سامان تیزرو بانہاے عیاری لگا کر تیار ہوا کہا مین جا کر ابھی لاتا ہون

پھرتا پھراتا ہوا اُسوقت پہونچا کر عیار احراس ملکہ کو لیکر پشت باغ پر آیا ہو سامان نے اندھیرے مین عیار کا پیچھا کیا جب عیار جنگل مین پہونچا تو سامان نے حلقہ ہاے کمند سر راہ بچھا دیے گوشے مین بیٹھکر اُسے گرفتار کیا جنگل مین اُسکو باندھکر پشتارہ لیکر بھاگا مگر صبح کو ایرج نوجوان جو بیدار ہوے ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے ایرج نے شاپور سے کہا ای منتر والا گھر مقام افسوس ہو کر تم باغ مین موجود تھے اور کچھ فکر نہ کی شاپور نے کہا مین ابھی جاکر ڈھونڈ لگاتا ہون یہ کہکر شاپور بصورت مبدل بارگاہ احراس مین آیا احراس سرداروں سے کہرہا کہ رات کو عیار ہمارا آگیا تھا نہین معلوم اسیر کیا گذری لوگ کہ رہے ہین کہ باغ مین اُس نوجوان کا عیار بھی موجود ہو وہان کیونکر گذر رہا ہوگا شاپور باہر نکلا طرف صحرا کے چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک عیار درخت سے بندھا ہو شاپور نے اُسکو آکر کھولا اور پوچھا کہ تو کون ہو اُس نے بیان کیا کہ مین احراس زحل پیشانی کا عیار ہون دلفریب کو لے چلا تھا کسی نے مجھکو بیہوش کر کے یہان باندھدیا ملکہ کو لیگیا شاپور نے کہا کچھ آگاہ ہو کون لے گیا عیار نے کہا سامنے کوہ فلک شکوہ ہو اُسمین شداد قوی بازو نامے پہلوان رہتا ہو اُسکا عیار سامان تیز رو ہو کیا عجب ہو کہ اُسکا یہ کام ہو شاپور نے کہا خیر اب تم تو جاؤ کر یہ خطا ہو مین تدبیر کرونگا شاپور گھبرایا ہوا زیر کوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر سوال کیا کہ حضور کئی دن سے بھوکا ہون شداد غم مین ملکہ کے بیٹھا تھا کہ عیار جو ملکہ کو لایا شداد خوشی خوشی پاس ملکہ کے پہونچا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور غیر مکان دیکھا گھبرا گئی شداد جو سامنے آیا منھ چھپالیا کہا ای شخص میرے سامنے نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا مین تیرا فریب بیٹھنا قبول نکرونگی شداد اس غم مین بیٹھا ہوا تھا کہ فقیر نے سوال کیا جھلا کر کہا بڑے میان صاحب جاؤ ہم نہین معلوم کس غم مین بیٹھے ہین طبیعت اُداس عالم یاس فقیر نے کہا بابا کیا فکر ہو داتا پوری کریگا فقیرون سے تو بتاؤ شداد نے کہا بڑے میان صاحب دلفریب نامے ایک شاہزادی ہو کہ مدت سے اُسپر عاشق ہون عیار میرا لا

مگر مین جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مجھسے نفرت ہو کنارے ایک گوشے مین منھ چھپا کے بیٹھی ہی
فقیر نے کہا اگر میرا سامنا کرا دیجیے تو ایسے دو اچھر ماروں کہ آپ پر مائل ہو کر حلقۂ محبت کان
مین ڈالے اور افعال اصلی سے انکار نہ کرے بنے آپ سے چین نہ آئے میرے پاس ایک
تعویذ ہو آپ آگ منگوا لیجیے مین تھوڑا لوبان آگ مین ڈالونگا اُسمین سے دھوان نکلے گا
ایک شعلہ آواز دیگا کہ یہ تدبیر کرو شداد خوش ہو گیا ایک روپیہ نکالکر فقیر کو دیا اور کہا
شاہ صاحب اگر تمھاری کوشش سے میرا مطلب پورا ہوا تو نہال کر دونگا مجھکو بڑا اشتیاق
ہی دل بیقرار ہو کر کیا تدبیر کرون کہ دلفریب قبضے مین آئے یہ کہکر آگ طلب کی ایک انگیٹھی
مین آگ آئی جب آگ روشن ہو گئی تو بڑے میان نے لوبان جیب سے نکالا وہ لوبان
آگ پر ڈالا شداد جھکا ہوا دیکھ رہا ہی دھوان جو اُسمین سے نکلا دماغ مین پہونچا شداد
بیہوش ہو کر گرا شاپور نے شداد کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ بشکل شداد بنکر اُس
مکان مین آیا جسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر اتفاق سے سامان پھرتا ہوا قریب شداد کے آیا
دیکھا شداد بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا شداد کو ہوشیار کیا کہا ای شہریار آپ کو کسنے
بیہوش کیا تھا شداد نے کہا ایک فقیر آیا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ آگ منگوا لو مین نے جو
آگ منگوائی اُسنے لوبان ڈالا اُسی کے دھوئین سے بیہوش ہوا سامان نے کہا اب
آپ جلد جائیے معشوقہ کو دیکھیے ایسا نہ ہو وہ عیار دلفریب کو لے جائے تو باعث
خرابی ہو ترقی پر بیتابی ہو شداد تیغہ ہاتھ مین لیکر چلا یہان شاپور قریب ملکہ کے آیا
ملکہ نے وہی کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ اپنی جان دونگی شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم
آپ کا غلام ہون شاپور شیر دل آپ کو لینے آیا ہون ملکہ خوش ہو گئی کہا ای شاپور
جسطرح کہو مین چلون اُسنے عطر بیہوشی نکالا کہ سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کرون اور لے
بھاگون کہ دروازہ مکان کا کھلا دیکھا شداد آتا ہی شاپور بدحواس ہو گیا دوسرے
دروازے سے نکلکر بھاگا پہاڑ سے کودپڑا خدمت مین ایرج نوجوان کی پہونچا
ایرج برہم بیٹھے تھے شاپور نے آکر خبر دی کہ شداد قوی بازو نامے پہلوان ہی اُسنے
عیار سے چڑوا منگایا مین لاتا تھا مگر معلوم ہوتا ہی اُسکے عیار نے اُسکو ہوشیار کر دیا

وہ وقت پر آیا غلام بھاگ آیا یہ سنکر ایرج اُٹھے مرکب پر سوار ہوے باغ سے نکلے
طرف کوہ کے چلے شاپور نے بہران کو بھی خبر کی بہران بھی چند کس کو لیکر چلا مگر ایرج
نوجوان بڑے غصے مین تھے گھوڑا اڑالے ہوے جاتے ہین یہان عیار شدّاد نے
سب حال اسکو بتایا کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ایرج نوجوان کا
تھا آپ کو بیہوش کیا آپ کی شکل بنکر گیا تھا آپ کو دیکھکر بھاگا اب ایرج کو خبر ہوگی وہ
نوجوان شیر دل فنون سپاہ گری سے اور جرأت کی سب کیفیتون سے ماہر ہی مقدمۂ
ناموس کیونکر گوارا کریگا کر ناموس اُسکا یہان رہے شدّاد نے کہا اگر یہان آوے تو
اِسطرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو
ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر عیار پہاڑ پر آیا دور سے دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا
ایرج نوجوان یکہ و تنہا گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین مگر غصے مین چہرہ سرخ اور
آنکھین اُبلی ہوئین مرکب کرہ بن اشقر ایسا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی بقول شاعر صفت مرکب

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے
خوش خرامے ز آب نازک تر
راکب نے سانس لی کہ وہ کوسوں رواں تھا

دیگر

طرفہ دیوانہ و پریزادے
تیز گامے ز برق چابک تر
تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا

عیار نے بڑھکر شدّاد سے عرض کی کہ اے شہریار وہ جوان آتا ہی شدّاد اُٹھا دور سے
اُسنے بھی دیکھا افسردن کو آواز دی کہا یارو گھاٹیون پر جاکر ٹھہرو اِس جوان کو روکو
بر سر کوہ نہ آنے دو چند سردار گھاٹیان روک کر بیٹھے چند سپاہی بھی ساتھ لیے کہ ایرج
نوجوان قریب کوہ آکر پہونچے ایک سردار طاؤس تبردار نامے پہلی گھاٹی پر تھا
طاؤس نے للکارا ایرج گھوڑے سے کود ے جھنڈی تھام کر جست جو کی سامنے
طاؤس کے پہونچے طاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو از حد غصہ تھا بڑھ
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا غار مین کوہ کے ڈالدیا اور
سب سپاہی سے لڑے بھڑے بھاگے ایرج دوسری گھاٹی پر آئے کمیاب سپر گردان
دوسری گھاٹی پر تھا اُسنے کئی تیر مارے ایرج نے تیر قلم کیے کمیاب نے گرز اٹھایا

ایرج نے تربیب آکر گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز مارا کہ کمیاب پر اٹھا ہو گرز ہاتھ سے چھوٹا اسکے لڑنے لگے ایرج نے نعرہ کیا کہ او شداد ان بیچارے پیادونکو قتل کراتا ہی تو سامنے نہیں آتا ہی کہ مزہ شجاعت کا ملے کیسا پہلوان ہی شداد برسر کوہ کھڑا ہوا جھوم رہا ہی دو تلوارین حمائل سپر آہنی پشت پر مثل دیو کے چنگھاڑ رہا ہی یاد محبوب مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری دلکی بیقراری

نظم

ساتھ لائے جو رقیبون کو تو آنا کیا تھا
تمکو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا

خود وہ دل سوختہ تھے عشق مین ای آتش گل
آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تھا

صاف زلفونکو کیا دل کو مگر الجھایا
مجھ پریشان کا دشمن تھا یہ شانا کیا تھا

کیا ہی تیر نگہ ناز پڑا سینے پر
جان لینا تھا صنم آنکھ ملانا کیا تھا

تیغ ابرو سے اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے
جنبش لب سے پھر ای جان جلانا کیا تھا

سنتے ہین ہجر کے صدمو نسے گئی جان قبول
ایک نادان سے کیا عشق وہ ہانا کیا تھا

ایرج نے للکارا کہ او نامرد یہ کیا بیہودہ بک رہا ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہو تو آ کہ مزہ شجاعت کا ملے کچھ کیفیت حاصل ہو یہ سنکر شداد کو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر دوڑا ایرج نے کہا زیر کوہ اترا سیے پہاڑ پر مقابلے مین آپ کو تکلیف ہوگی شداد نے کہا آپ چلیے مین آیا ایرج دامنۂ کوہ مین آنے گھوڑے کو مہمیز کرنے لگے کہ شداد گینڈے پر سوار ہو کر آیا ملکہ دلفریب بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہین کہ ایرج نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او شداد جلد آ تلوار ہماری بنیام انتقام مین تڑپ رہی ہی تیر سے خون کی خواہان ہی شداد درۂ کوہ سے نکلا گینڈے پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو روکا چالیس طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ ایرج نے نیزہ شداد کا نکالا شداد نے دو دستی گرز مارا ایرج نے بھی گرز اپنا قربوس سے اٹھایا گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی تتق گرد بلند ہوا کہ شاپور آ کر پہونچا مگر شداد نے نعرہ کیا کہ دم دپست کرو ہم آگر چیلنی لیکر خاک چھانوگے تو اس جوان کی ہڈیان نہ ملینگی شاپور نے بڑھکر چھینٹا پانی کا مارا

گرو بیٹھی ایرج کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ ستون گرز ہین مگر دونوں آنکھیں بند ہیں جسم میں
رعشہ شاپور نے پکار کر آواز دی کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس غلام کو جواب
دیجیے خدا نخواستہ دشمنان حضور راہی ملک عدم ہوے ایرج نے آنکھ کھولدی
ملکہ بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کریم و رحیم تو حافظ حقیقی اور مالک
تحقیقی ہی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لیجیو شداد نے جو ایرج کو زندہ پایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی کہ بہران بلا افگن دو سو سواروں سے پہونچا اور
دیکھا کہ شاہزادے سے شداد سے کشتی ہو رہی ہی بہران کو بہت ناگوار ہوا گھس پڑا
کہتا تھا ای شہریار آپ ہٹ جایے مین اس بے ادب سے سمجھ لونگا ایرج نے بہران
کو ہٹایا مگر شداد بڑھا کہ بہران کو پکڑ لون اور کہا کہ آپ ہٹین پہلے مین اسیکو سزا دون گا
ایرج نے دونوں ہاتھ بڑھاے کہ دونوں کو اٹھا لون مگر بہران قدموں پر ایرج کے
گر پڑا کہا آقاے تاجدار مجھکو بہت ناگوار ہی کہ آپ ایسے ذلیل سے لڑین شداد کوئی
بادشاہ نہین ہی صرف ایک کوہ پر قبضہ کر لیا ہی شاہوں کی زمین دبالی اُن شاہوں
نے دخل نہ دیا کہ ایسے حقیر سے کون اُلجھے مین اِسکو ابھی سمجھا دونگا مگر احراس کہ دروازہ
باغ پر اُترا ہوا تھا اِسکو ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ کو شداد نے چرا منگایا تھا ایرج
نوجوان وہین پہونچے اور اُس سے لڑ رہے ہین احراس بھی سوار ہوا اِس خیال سے
کہ اگر شداد کو بھی ایرج نے زیر کر لیا تو مین اطاعت کرونگا ایسا شیر دلیر کہ ناموس کا جانا
اُسکو ناگوار ہوا فوراً اپنے کو پہونچایا دل مین یہ باتین سوچکر سوار ہوا مع فوج کے
چلا اُسوقت پہونچا کہ شداد و بہران مین تکرار ہو رہی ہی ایرج بیچ مین کھڑے ہین
دونوں کو روک رہے ہین جب شداد نے زیادتی کی کہ بہران کو تھام لون تو ایرج
نے دونوں کو ہٹا با دا ہنا ہاتھ کمر مین شداد کی اور بایان ہاتھ کمر مین بہران کی ڈالکر
زور کیا اور دونوں کو اُٹھا لیا شداد نے آواز دی ای شہریار مین آپ کا تابعدار
ہون اطاعت کرتا ہون ایرج نے دونوں کو رکھدیا مگر احراس نے جو یہ زور دیکھا
تخت سے کود پڑا آکر ایرج کو سلام کیا کہا آقاے نامدار یہ خوش نصیبی میری کہ آپ

ایسا خویش ملا مین نہال ہوگیا شداد کو بڑا غرور رہتا تھا مین اُس سے مقابلہ نہ کرتا تھا کہ ایک شخص خود بدولت چندے پیشہ قزاقی کیا آخر ہم لوگون کی زمین دبالی شاہ بنکر بیٹھا اِس ہمارے تامل نے اُسکو مغرور کیا تھا آج غرور سر سے نکلا شداد کہتا ہوا او آفاے نامدار مین مدت سے خواہان تھا کہ کوئی فرزند صاحبقران ملے تو اُسکی اطاعت کرون آج آرزو حاصل ہوگئی جو امید تھی وہ خدا نے پوری کی مین سمجھا تھا کہ احراس سے لڑنا پڑیگا مگر احراس بھی خود مسلمان ہوا اب کوئی کانٹا باقی نہ رہا ایرج نے آکر ملکہ کو سوار کرایا نوبت نقارے بجتے ہوے باغ مین آئے یہ تینون جوان مع فوج در باغ پر اُترے مگر عیار شداد کا نکل کر بھاگا ایک قلعہ تھا کہ وہان کا حاکم دیوانہ چوب گردان ہو سامان نے آکر سلام کیا دیوانے نے پوچھا کیون اے سامان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سامان نے کل کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ ایک جوان نے آکر معشوقہ پر قبضہ کرلیا تینون سردار مع فوج در باغ پر فروکش ہین اگر آپ قصد کرین تو یہ جنگ فتح ہو دیوانے نے یہ سنکر ایک چیخ ماری کہ بارہ ہزار دیوانے آکر جمع ہوگئے دیوانے نے اہل فوج سے کہا صاحبو وقت مقابلہ ہی سب دیوانے اُچھلنے لگے اور زنجیرین ہلانے لگے عرض کی کہ اے چوب گردان ہم تو جنگ کو رقص جانتے ہین تشریف لے چلیے دیوانہ چوب گردان زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اور سامان رہبری کرتا ہوا جاتا ہو اور کبھی کہتا ہو اے پہلوان اے افسر دیوانگان چلتے ہی آفت برپا کر دیجیے پہلے احراس کو ماریے بہران و شداد بھاگ جائین گے پھر باغ مین گھسکر نرزک پر قبضہ کیجیے ایسی عمدہ نرزک ہو کہ آپ خوش ہو جائین گے اور وہ بھی آپ کو پسند کریگی آپ ایسے جوان کسکو ملتے ہین اُسکی خوش نصیبی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھے احراس بھی راضی ہو جائیگا وہ چاہتا ہو کہ کسی زبردست کو بیٹی دو ان دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جاتا ہو کہتا ہو اے سامان میری چوبدست بے پناہ چلتی ہو میری چوبدست سے کوئی بچ نہین سکتا ہو یہان وہ وقت ہو کہ ایرج نوجوان باغ مین ہین اور بیرون باغ احراس و بہران و شداد اُترے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اِن سب نے دیوانون کی آمد جو دیکھی گھبراکر بھاگنے لگے احراس نے جب دیکھا کہ بے لڑے لوگ بھاگے

جاتے ہین تو یہ باغ مین آیا ایرج سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا دیوانہ چوب گردان
کہ سب شاہ اُس سے ڈرتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ سامان عیار اُسکو لیکر آیا ہو
اب لشکر پر آیا چاہتا ہو وہ مرد دیوانہ طرز جنگ کیا جانے اپنے زور پر نازان ہو ایرج
فورًا باغ سے نکلے ملکہ دلفریب رو کر کہتی ہو کہ اے شہریار مثل بہران وشداد وہ نہین ہو
مین بھی مدت سے سُنتی ہون کہ اُس دیوانے سے سب ڈرتے ہین کنیز کا تو یہ حال ہو قلب پر
ہجوم غم وملال ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کو دشمنون سے صدمہ پہونچے شداد و بہران ہی سے
کہلا بھیجیے کہ وہ بڑھکر اُسکو روکین باغ مین نہ آنے دین شداد کو اپنے زور پر بڑا دعویٰ ہو
جب اُنسے کچھ نہ ہو سکیگا تب آپ کو اختیار رہو ایرج نے کہا اے ملکۂ عالم اُن لوگون کے
حال تو کھل گئے کہ اُسکی آمد دیکھکر بھاگے جاتے ہین اُنکے روکنے سے وہ نہ رُکیگا اب
انشاء اللہ مین جاکر اُسکو زیر کرونگا یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے باہر جو آئے تو دیکھا کہ
دیوانہ چوب گردان آتا ہی بارہ ہزار دیوانے پشت پر زنجیرون کی جھنکار دیوانون کا
غل وشور فوج مین ایک ہنگامہ ہو کہ بڑا حریف آتا ہی بارو کیا کرین سوائے اسکے کہ ہم
سب بھاگ جائین مگر ایرج کو دیکھکر بہران وشداد بھی نکلے ایرج نے کہا تم لوگ ٹھہرو
فوج کی حیرانی وپریشانی مٹاؤ سب سپاہی بھاگے جاتے ہین اِنکو روکو مین جاکر دیوانے
کو روکتا ہون شداد باتین ایرج کی سُنکر دلیر ہوا سمجھا کہ آقا اُسکو روک لینگے کہا اگر
ارشاد فرمائیے تو مین جاکر اُسکو منع کرون کہ آگے نہ بڑھو سامنے صحرا مین اُترو جو کچھ ہوگے
وہی ہوگا ایرج نے کہا مین ایسا روکنا نہین چاہتا شداد نے کہا تو مین اکیلا نہ جانے
دونگا مین بھی ضرور ساتھ چلونگا ایرج نے غصہ سے کہا اہل فوج کو تسکین دو کہ گھبرائین
نہین انشاء اللہ مطلب دلی پورا ہوگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا سامنے دیوانے
کے آکر نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا دیوانے نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا خوب ہنسا کہا اے آقاے سرخ آپ کسواسطے آئے ہین یا نرزک کا پیغام لائے
ہین جو کہیے وہ قبول کرون ایرج نے کہا تمھین روکنے آئے ہین اور نرزک تمھارے
نام پر لعنت کرتی ہی خبردار اب نرزک کا نام نہ لینا ورنہ بہت پچتاؤگے سب دیوانون نے

غل مچا یا اور پکار کر کہا ای افسر مجکو حکم دے کہ اِس جوان کو ابھی سمجھا دین سامنے سے انکے
ہٹا دین دیوانے نے ہنسکے کہا ای نوجوان مین تیرے حال پر رحم کرتا ہون میری چوبدست کبھی
خالی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی عضو ٹوٹ جائے ایرج نے کہا تجھ ایسے کئی
دیوانے فرزندان حمزہ کے ساتھ بین بڑے بڑے بلوے کیے مگر شاہزادون نے انکو
سزا دی لشکر مین رہتے ہین ہوش وحواس درست بہت چالاک وچست ہر کام مین دکت
لہذا تو بھی ان مین شریک ہوگا یہ سنکر دیوانہ چوب گردان بہت جھلایا کہا کیون آقائے
سرخ ہین تو چاہتا ہون تمھاری جان بچے اور تم جان دینے کا ارادہ کرتے ہو ایرج
نے کہا او دیوانے بیہودہ جو تجھسے ہو سکے تقصور نہ کر انشاءاللہ ابھی میدان مین امتحان
ہو جائیگا اپنی سرکشی کی سزا پائیگا دیوانے نے چوبدست آہنی کو چرخ دیا اور ہاتھ چوبدست
کا مارا ایرج نے آڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا کشاکش کے زور ہونے لگے مگر
ایرج نے ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کھنچتا ہوا چلا ناچار ہو کر چوبدست کو چھوڑ دیا ایرج
نے چوبدست کو پھینکدیا سیدھے کھڑے ہوئے تھے کہ دیوانے نے آکر چنگل مارا زرہ
ایرج کی نوچ لے گیا ناخون اسکے تا بہ استخوان پہونچے ایرج کو جو صدمہ ہوا ایک
گھونسہ مار دیا دیوانے کو چرخ آگیا گھڑی بھر تک جھومتا کیا سر سے پانون تک ایرج
کو دیکھ رہا ہو کہ پھر ایک چنگل مارا ایرج کا جسم زخمی ہوا ایرج نے دوسرا گھونسہ
مارا کہ دیوانہ کانپ گیا لپٹ پڑا ایرج نے بال اسکے کہ بڑے بڑے تھے ہاتھون مین
لپیٹ کر دو جھٹکے مارے کہ دیوانہ فریاد کرنے لگا پکارتا تھا کہ ای آقائے سرخ میرے
حال پر رحم کیجیے ایرج نے بال چھوڑ دیے کشتی ہونے لگی مگر ایرج جب پکڑ لاتے ہین
تو ایسے گھسے لگاتے ہین کہ دیوانہ گھبرا جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو مگر اٹھتے ہی لپٹ پڑتا ہو ایرج
نوجوان ایک طرح پر لڑے جاتے ہین ایکبر تبہ دیوانے نے شانہ ایرج کا کاٹ کھایا
بوٹی نوچکر لے گیا ایرج نے فورًا تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکلکر گری جب دیوانہ منھ
کھولتا ہو ایرج نوجوان منھ کھولنے پر تمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ منھ بند کر لیتا ہو اور
ہاتھ سے اشارہ کرتا ہو کہ اب نہ کاٹونگا اِسی طرح تین پہر کامل دیوانہ لڑا پہر دن رہے

جھلا کر ایرج کو ریلکر لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہاں لا کر ہکہ مارا ایرج نے لنگر بارا کرتا نیز انو غرق زمین ہوگئے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر کو حرکت نہ ہوئی دیوانے نے تعجب کر ہاتھ ہٹا لیا کہا اے آقائے سرخ اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج ریلکر لے دوڑے جب دیوانہ چاہتا ہو کہ رکون تب ایرج ہکہ مارتے ہین مثل برگ کاہ اُڑا ہوا جاتا ہی پچیس قدم پر ایرج ریلکر لائے وہان آ کر ایرج نے ہکہ مارا دیوانے کے دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوے ایرج نے دونوں ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ اے دیوانہ چوب گردان لنگر اپنا بخوبی قایم کر لے کہ مین اُکھیڑ نہ سکوں ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین جسم سے ایرج کے خون جو جاری ہوا تھا پیٹ لیا کہ دیکھا ایرج نے کمر زنجیر مین دیوانے کی ہاتھ ڈالا اور نعرہ شیرانہ کیا نظم

یکے نعرہ زد وبیر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ شد آن زحلقش بدر	کہ آہن دلان را دریدہ جگر

پہلے ہی نعرہ زمین لنگر اُکھیڑا دیوانہ چیخنے لگا ایرج نے ہکہ دیکر سر سے بلند کیا چرخ دیکے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانے نے جو چمک خنجر کی دیکھی ہاتھ باندھنے لگا عرض کی ذرا خود تو سر سے ہٹا لیجیے ایرج نے جو خود سر سے اُٹھایا زلفین خلیلی ظاہر ہوئین دیوانے نے کہا آقائے سرخ کلان خواب مین آئے تھے آپ کا نشان دیگئے تھے کہ اُنکی اطاعت کرنا مین غلام ہوں ایرج نے چھوڑ دیا دیوانہ قدموں پر گرا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا دل مین سوچا کہ مین اپنے زور مین گر پڑا یہ جوان مجھے کیا زیر کرتا پھر لپٹ پڑا ایرج نے کولے پر لاد کر مارا کہ پھر چاروں شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور کان پکڑ کر کہا کان اُکھیڑ لوں دیوانہ پھر منت کرنے لگا ایرج نے پھر چھوڑ دیا کئی مرتبہ دیوانہ ایرج سے لپٹ گیا اور ایرج نے پھر زیر کیا پانچ مرتبہ کے بعد بخوبی مطیع ہوا کہتا تھا آقائے نامدار جو کوئی تمکو آنکھ دکھائے اُسکی آنکھ نکال لوں سامنے خولیچے والے بیٹھے تھے اُسپر دوڑا خولیچے والے

خوانچے اپنے چھوڑ کر بھاگے دیوانہ لوٹ مار کر کھانے لگا خوانچے والے فریاد کرنے لگے ایرج نے سب کو روپیہ دیا دیوانہ چوب گردان کو لیکر لشکر مین آئے ایک طرف اُتار دیا باورچیون کو بلا کر حکم دیا کہ دیگین چڑھادو اور گوشت اونٹ کا بڑے بڑے ٹکڑے کر کے پیالون مین ڈالدو جب اِسطرح کھانا تیار ہوا تو ٹاٹ بچھوا کر دیگین اُسپر انڈلوا دین تمام دیواسنے آگر گرے دیوانے کھا رہے ہین ایک کے ہاتھ سے ایک دیوانہ نوالے چھین لیتا ہی بعضے ہڈیان چبا رہے ہین بعضے ٹکڑا گوشت کا لیکر بھاگے عجب ہنگامہ ہی ایرج کھانا دیوانون کو کھلوا کر اندر باغ کے آئے ملکہ نے پوچھا او شہریار دیواسنے سے لڑکے بڑا صدمہ اُٹھایا ملکہ نے بہت نذرین نیازین کین ایرج آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے صحبت آراستہ کی جام چلنے لگا ایک خوش آواز قوم کی ڈومنی سامنے آکے بیٹھی بصد سوز وگداز یہ اشعار گانے لگی نظم

تاب ہر اِک آنکھ کب لاتی ہی تیرے نور کی
دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی

اوپری تجھکو خدا سنے دی ہی صورت نور کی
تیری ایڑی پر کرون صدقے مین چوٹی حور کی

بار عصیان سے خمیدہ ہو گیا ہی قد راست
بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہی مزدور کی

کسقدر تجھکو حسین پیدا کیا اللہ نے
اوپری تجھپر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی

مو چھٹنگی مجھسے کیونکر کو کا ہی میرا جگر
مجھکو گھٹی مین پلائی ہی شراب انگور کی

خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے
شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی

دل نہ دے اپنا پریزاد ونپہ دیوانہ نہ ہو
دیو کی خصلت ہو اُنمین گو ہی صورت حور کی

جلوۂ دیدار کا اِک شوخ کے کشتہ ہون رند
میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

دیوانون نے جو آوازین سنین دیوانہ چوب گردان یہ کہکر اُٹھا کہ آقا نرزک کے پاس بیٹھے ہین اور ہم لوگ یہان پڑے ہین ہم بھی جا کر تماشہ دیکھین گے اور ایک نرزک آقا سے لین گے یہ کہکر افسر آگے چلا پیچھے سو دو سو دیوانے ہوے جب دیوانے نے چاہا کہ اندر جاؤن تو محلدار نے روکا دیوانہ چوب گردان سنے محلدار کو اُٹھا کے کاندھے پہ سوار کر لیا سب دیوانے اندر باغ کے گھس پڑے کنیزون نے جو آتے ہوے دیکھا

بعض بھاگین بعض کو دیوانون نے اُٹھا لیا اور اُنکو اپنے کاندھون پر سوار کر لیا ہار اُنکے گلو نسے
اُتار کر اپنے سر پر سہرے باندھ لیے اور سارے باغ مین دوڑتے دوڑتے پھر رہے ہین
ہلڑ جو ہوا ایرج نے پوچھا کیا ماجرا ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ دیوانے باغ مین گھس آئے ہین
کنیزون کو اُٹھا کر کاندھون پر سوار کر لیا ہی اور باغ مین پھر رہے ہین سب کا افسر جو ہی دیوانہ
چوب گردان اُسنے محلدار کو لیا ہی ایرج نوجوان اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
برائے خدا اُن دیوانون مین نہ جایئے ایسا نہ ہو بگڑ جائین ایرج نے کہا بعنایت پروردگار
کیا کر سکتے ہین تم آکر تماشہ دیکھو ایرج نے چمن مین آکر دیوانہ چوب گردان کو للکارا
اور دیوانے تو کنیزون کو چھوڑ کر بھاگے مگر دیوانہ چوب گردان محلدار کو اُتار کر طرف
ایرج کے چلا دوڑ کر چنگل مارا ایرج نے کلائیان تھام لین ایک تمانچہ مارا کہ عارض
اُسکا سرخ ہو گیا دیوانہ منتین کرنے لگا کہا آقا شکایت کرتا ہون کہ تم تو نرزک کو لیکے
باغ مین بیٹھے اور ہم باہر پڑے رہین ہماری بھی شادی اِن کنیزون سے کر دیجیے
ہمارے ساتھ کے لوگ بھی خواہان ہین کہ ہمارے سہرہ باندھا جاوے ایرج نے کہا
اچھا کل تمھاری شادی کر دینگے دیوانہ خوشی خوشی بھاگا بیرون باغ یہی کہتا ہوا آیا
کہ کل ہماری شادی ہوگی سب دیوانے بھی کہنے لگے کہ آقا کے ساتھ ہماری بھی شادی
ہوگی نرزکون کو راضی کر آئے ایرج نوجوان نے بعد کئی دن کے ملکہ سے عقد کیا اور
محافے مین سوار کرا لیا شداد قوی بازو و ببران کو سپہ سالار کیا احراس زحل پیشانی
کو تخت پر سوار کیا تاجدار لشکر قرار دیا مع دونون سردار سپہ سالار کے دھوم سے کوچ
کیا طرف جمشید ثانی کے چلے کہ داخلہ اِنکا گذارش کرونگا مگر قاسم و ماہ عالم افروز کہ
مقابلۂ سامان کوہی مین اُترے ہین جب ببران کو عرصہ گذرا اور خبر پہونچی کہ ببران
مسلمان ہو گیا گھبرایا قاسم کو نامہ لکھا کہ مین حسان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون آپ
دخل نہ دین قاسم نے حسان سے کہا کہ تمھارے بھائی نے یہ نامہ لکھا ہی تمسے مقابلہ
کرنا چاہتا ہی حسان نے کہا خدا کے فضل سے آپ ایسا معین پشت و پناہ ہی پھر مجھے
کیا تردد ہی مین سر میدان مقابلہ کرونگا قاسم نے جواب مین لکھ دیا کہ بسم اللہ طبل جنگی

بجواؤ اپنے بھائی سے مقابلہ کرو مین دخل نہ دونگا سامان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت کہ شہنشاہ خورشید خاور نے علم زرنگار بلند کیا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان قلعۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی سامان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے حسان کو بھی قاسم کے سامنے آیا قاسم نے سمجھا دیا کہ سمجھ کے مقابلہ کرنا حسان گینڈے کو بڑھا کے سامنے سامان کے آیا سامان نے کہا ای برادر سننے برا غضب کیا کہ مسلمان ہو گئے اسی وجہ سے مجھکو خیال ہو کہ مذہب بزرگان روشن کرون حسان نے کہا ای بھائی تصدیر تو کرو کہ جمشید ثانی سحر کے گھمنڈ پر خدائی کرتا ہو پروردگار وہ ہو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین وآسمان پیدا کیا مین تو جمشید وغیرہ پر لعنت کرتا ہون سامان نے سنکر نیزہ مارا حسان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا حسان نے سامان کا نیزہ نکالا سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا حسان نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سامان بھی لپٹ پڑا دونون گینڈون سے کود کے کشتی ہونے لگی قاسم بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ حسان زیادتیان کر رہا ہی جب سامان کو پکڑ لاتا ہی وہ دو گھڑی رگڑ تا ہی تین پہر کشتی مین گذرے پہر دن باقی تھا کہ حسان سامان کو ریلکرے دوڑا بارہ چودہ قدم ریلکر لایا تھا کہ سامان نے چاہا پلٹون کشاکش کے زد ہونے لگے حسان چاہتا ہی ریلکرے چلون سامان پیچھے نہین ہٹتا آپس مین ایسے زور ہوے کہ حسان کا کولا اتر گیا سامان نے حسان کو باندھ لیا ہر چند قاسم نے آواز دی کہ ای سامان خلاف جرأت ہی کہ جسکا کولا اتر گیا ہو اسکی مشکین باندھتے ہو یہ زیر کرنا تمھارا خلاف ہوا لیکن سامان نے کچھ جواب نہ دیا اور حسان کو باندھکر لیگیا اپنے دربار مین لایا حسان کو قید خانے مین بھیجدیا کہا صبح کو دربار سمجھونگا یہان قاسم جو واپس آئے فرماتے تھے کہ سامان نے بہت خلاف کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ ہرکارے روانہ ہوے صبح کو سامان کو ہی لباس سرخ پہنکر بیٹھا حسان کو بلوایا

کہا اے حسان مین برہمن کو بلواتا ہون بچھیا کا گوبر گھول کر لائے وہ پی لو کہ مذہب قدیم پر قائم
ہو جاؤ حسان نے کہا او بے حیا یہ مذہب ہو کہ بچھیا کا گوبر پیے مین ایسے مذہب پر لعنت
کرتا ہون سامان نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد کا ہلڑ ہوا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون
خنجر برہنہ لیکر سامنے آیا گردن پر حسان کی کوئلے کا خط کھینچا سامان نے حکم دیا جلد سر
کاٹ لے ایسا نہ ہو اسکے مددگار آجائین مگر سرکار سے جو دربار مین حاضر تھے خوبین لیکر
بھاگے قاسم کے سامنے آئے عرض کی حسان کوہی قتل ہوتا ہو قاسم نے تیغہ ٹیک کر
فرمایا غیر ممکن ہو کہ حسان کو قتل کرے ارے مرکب لاؤ قاسم مرکب پر سوار ہوے طرف
لشکر سامان کوہی کے چلے یہان سامان کوہی حکم دے رہا ہو کہ جلد سر کاٹ لے اور
حسان کوہی دعائین مانگ رہا ہو کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے مین گرفتار
مصیبت ہون تو بچانے والا ہو نظم

بہر یک حالت است آن حافظ کون و مکان حافظ — بدل حافظ بجان حافظ نہان حافظ عیان حافظ
خبر گیر جہان است آن خبر گیر جہان ہر دم — بہر دور و بہر زمان است آن شہ دور و زمان حافظ
بہر درد و ست و ہر سختی بہر رنج است و ہر آفت — خداے راحم و ارحم حلیم و مہربان حافظ
بہر حالت توان ناتوانان نہ و رکمزوران — بہر صورت پئے روح و روان و جسم و جان حافظ
نبودی بر سخ گلزار سر سبزی و رنگینی — نبودی گر بہ بستان جہان آن باغبان حافظ
نگہبان ہمہ عالم بہر ملک و بہر معنی — بہر شہر و بہر قریہ بہر جاؤ مکان حافظ

کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا سامان نے پوچھا یہ کیسا ہلڑ ہو خدمتگار نے عرض کی کہ قاسم آتے
ہین اور در گہ سالار روک رہا ہو مگر وہ نہین مانتے یہ ذکر تھا کہ سر در گہ سالار کا ڈھلکتا
ہوا بارگاہ مین آیا سامان حیران ہوا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا آفتاب آسمان جلالت و
تاجدار اقلیم ریاست سردار بہادرون کے شاہ شاہزادون کے خاور سپاہ اندر بارگاہ
کے آئے اول جلاد کو مارا فرمایا اے سامان بہادرون کا یہی طریقہ ہو کہ مکر سے زیر کیا اور
اُسپر جبر کرتے ہو سامان نے کچھ جواب نہ دیا قاسم حسان کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ
نکلے پہلو مین بارگاہ سامان کے زنانہ خیمہ ہو بیٹی اسکی سحاب گوہر پوش کنیزون مین

بیٹھی تھی سحاب نے جو بلور شکاف سے خیمے کے دیکھا کہ ایک جوان رستم وقت آفتاب جمال
خورشید مثال تیغ برہنہ ہاتھ مین حسان کو ساتھ لیے ہوے جاتا ہی سحاب خاموش ہو رہی
مگر دل تڑپ گیا پسینہ آگیا بے اختیار یکبار اٹھی فرو مرا کشتی و تکبیرے نہ گفتی ہو عجب سنگین دلی
اللہ اکبر ہو وہ آواز کان مین قاسم کے پڑی قاسم نے پلٹ کر دیکھا ایک مہ جبین دلجو خوش خو
خوشمرو شگفتہ پیشانی حسن مین لاثانی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی قاسم بھی مائل ہوے لیکن
اسوقت محل نہ تھا سوار ہو کے روانہ ہوے پہلوانان محفل نے سامان سے کہا کہ شہریار
آپ اگر حکم دیتے تو اس جوان کو گرفتار کر لیتے سامان نے کہا وہ شیر نر ہی کہ لاکھون کو
قتل کیا پوتا انکا افغانستان فتح کرنے آیا ہی اور طلسم آبگینہ کو شکست کیا جا بجا تعریفین
ہو رہی ہین سامان کہتا ہی بارونہ گھبراؤ مین اور تدبیر کرونگا وہ فکر کرون کہ انکو خوب
عاجز کرون سب کافر آپس مین یہی کہ رہے ہین کہ وہ فکر کرین کہ مسلمان لوگ عاجز ہو جائین
مگر دختر سامان محبت مین قاسم کی بیقرار ہی کنیزین پوچھتی ہین کہ کیون دار ہی کیسا مزاج
ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ صاحبو مجھسے نہ پوچھو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی فلک نے عجب
سامان دکھلایا ہی جسوقت سے اس جوان کو دیکھا ہی جو حسان کو رہا کر کے لیگیا ہوش
میرے بجا نہین ہین دل بیقرار ہو رہا ہی دیکھو کس آن بان سے دربار مین آیا اور حسان
کو رہا کر کے لے گیا ایسا شیر نر تھا کہ کسی نے دخل نہ دیا اگر کوئی دخل دیتا دریاے خون
بہ جاتے اسی خوف سے والد تاجدار نے دخل نہین دیا سمجھ چکے تھے کہ اگر دخل دونگا
تو تمام بارگاہ لال ہو جائیگی جسوقت سے اس گل بوستان جلالت اور سرو روان
حدیقۂ جرأت کو دیکھا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی اصل مین یہ حال ہی قلب پر ہجوم
غم و ملال ہی طبیعت بد حال ہی نظم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھو یا مگر جو یا خدا کا ہو گیا
راز پسپر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا
لعنت بے ایمان آکے بندہ خدا کا ہو گیا

تا لنا منظور نہ تھا ہر چند پہلے سے وے	حیلۂ معقول صاحب کو جنا کا ہوگیا
پہلی بجھا اُس شوخ کے پر بنگئیے اُڑنے لگا	باد پا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہوگیا
تھا نہ خس ہوتے ہین پیدا جس جگہ نخلے سر و گل	کیا چمن مین اختلاف آب و ہوا کا ہوگیا
پا نو نہین اُس راست قامت سے کہ یہ پہونچا تھا وہ	وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سُنے حیران ہو کر کہنے لگین کہ واری آپ کا جوش وخروش دیکھیے کیا دکھاتا ہو دن سارا تڑپ تڑپ کے کاٹا ہر مرتبہ کہتی تھی کہ صاحبو گھڑیال بجانیوالے مرگئے آج دن تمام نہ ہوگا یقین ہو کہ نیر اعظم غروب نہ ہوا اور ہین اسی بلا مین پھنسی رہون ناگاہ نیر اعظم شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان سپہر نیلگون پر بکروفر جلوہ فرما ہوا ملکہ کی بیتابی اور بڑھ گئی پروانونکو دیکھا کہ لہرا کر آتے ہین شمع پر جان دیتے ہین جی مین کہتی تھی کیا جوش وخروش ہو کہ جان کا کچھ خوف نہ کیا اپنے کو گرد پھر کر جلا یا بہتر یہ ہو کہ مین بھی تلاش مین اُسکی نکلون اور معشوق کو ڈھونڈھون شاید کوئی مطلب نکل آوے یہ سوچکر لباس سیاہ پہنا ایک کنیز کو حکم دیا کہ ایک مادیان تیار کرا کے در دولت پر لاؤ اُسی وقت کنیز نے حکم دیا مادیان تیار ہو کر آئی ملکہ روتی ہوئی خیمے سے نکلی مادیان پر سوار ہوئی فقط وزیرزادی ہمراہ ہوئی ہر چند ملکہ نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آوے مین نہین چاہتی ہون کہ کسیکو تکلیف پہونچے جو مجھپر گذریگی جھیلونگی مین کسیکو ساتھ لینا نہین چاہتی ہون مگر وزیرزادی نے نہ مانا ہمراہ ہوئی ملکہ طرف شہر کے چلین اگر قاسم حسان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے سمک یلدراقی سے کہا کہ اے مہربان کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کراؤ اسباب عیش و نشاط وہان رکھدو سمک نے کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ کرائی قاسم سے عرض کی تیار کرادی قاسم اُٹھے آکر بارگاہ مین بیٹھے سمک سے کہا اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ سمک نے دائرہ بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

آرسے ہین سوتیا تو روش کہکشان چرخ	یہ چاندنی ہو مہر و گل زعفران چرخ
[illegible] بنت صحن چمن مین پھر آنکر	اے دل تجھکو دیکھین گے سیر و جوان چرخ

کوکب ہی چشم ماہ ہی رُخ ابرو ہی ہلال — خط شعاع مہر ہی گویا زبان چرخ
گردش لکھی ہی سر مین تو چکر ہی پانون مین — اک قصۂ زمین ہی تو اک داستان چرخ

سماک پلداقی گا رہا ہی قاسم گاؤتکیہ پہ سر رکھے ہوے لیٹے ہین آنکھون کے نیچے وہی صورت پھر رہی ہی گانا سُنتے سُنتے آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بیکنار ہی وہ محبوب خوب اور ایک اُسکی وزیرزادی دونون ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہین نام قاسم کا لے رہی ہین اور دمبدم فرماتی ہین کہ ای گلچہرہ مین وہانتک کیونکر پہونچون نہین معلوم کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہی یا نہین آنکھین تو لڑگئی تھین اُنھون نے میری جانب دیکھا مین نے اِشارہ بھی کیا مگر اُس سفاک نے کچھ خیال بھی نہ کیا یہ نہ سمجھے کہ ہمارا عاشق صادق کیا اِشارہ کر رہا ہی گلچہرہ کہتی ہی کہ واری اگر عشق آپ کا صادق ہی تو ضرور اُنکو خبر ہوگی دلکو دلسے راہ ہوتی ہی شاعر اسی مضمون مین کہتا ہی فرد دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر ہوا از سوے کینہ کینہ وازسوے مہر مہر یہ بات نہین ہی کہ آپ گھر بار چھوڑکر اِس صحراے ہول خیز مین آکر کھڑی ہین اور اُنکو خبر نہ ہو یہ غیر ممکن ہی قضاے کار سلطان حاکم قلعۂ دودمان رات کو اِسی جنگل مین رہگیا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا چند سوارون کو ساتھ لیکر براے سیر نکلا دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک سیاہ پوش کھڑا ہی سلطان گھوڑا بڑھاکر اُس مقام پر آیا پکار کر کہا او سیاہ پوش تو کون ہی کہ رات کے وقت ایسے جنگل مین کھڑا ہی مین حیران ہون کہ تنہائی مین آنیکا کیا باعث ہی ملکہ کی گھوڑی نے بدلگامی کی طرارہ جو بھرا نقاب چہرے سے ہٹ گئی سلطان کی جو نگاہ پڑی اپنے پیٹے اور اپنے آپ سے باہر ہوگیا دل تڑپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ چلیے مین قلعۂ دودمان کا حاکم ہون میری عجب کیفیت ہی جان دونگا مگر تمھارا پیچھا نچھوڑونگا اسکو خیال کرلو اِسکے خلاف نہ ہوگا مین سب طرح سے حاضر ہون قلعے کی حکومت لیجیے آپ کو اختیار ہی میری تو یہ صورت ہی نظم

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح
نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجھپر سے مین نثار کرتا
اگرچہ ہوتی مرے پیار سے اختیار مین روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم
نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہے گور کے بننے کی کچھ ہمین حسرت
رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح نفس
مریض ہجر کے آجائے جسم زار مین روح
اُسیکے حکم مین ہے موت و زندگی دونون
حقیقتاً ہے دلا دست کردگار مین روح

ہر چند سلطان بیقرار ہوا اور منتین کین مگر ملکہ نے جواب سخت دیا سلطان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے پیچھے مارا سلطان نے کلائی تھام لی اور کہا چلیے سوارون نے گرد آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا چلیے اِسی مین بہتر ہے ورنہ باعث خرابی ہوگا ملکہ وزیرزادی کو ساتھ لیکر چلی قاسم یہ خواب دیکھکر بیتاب ہوے کہا اے سمک مین نے ملکہ کو اِس حال مین دیکھا ہے جلد مرکب تیار کرو مین تلاش مین جاؤنگا سمک نے جو قاسم کو اتنا بیقرار پایا کہا کہ حضور تکلیف نہ کرین مین جاکر خبر لاؤن ملکہ بن پڑے تو عیاری کرون مگر قاسم نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے اور جستجو مین چلے یہان سلطان اُس صحرا کو طے کرکے اُس مقام پر پہونچا ہے کہ جہان اسکا لشکر اُترا تھا ملکہ سے کہا کہ بارگاہ مین چلو ملکہ نے کہا کہ ہم تو نہ جائینگے سلطان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو پرکالے ہونگے ملکہ نے کہا اے سلطان مین بھی چاہتی ہون کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر مین تنہائی مین نہ جاؤنگی نہین معلوم تو کسطرح پیش آئے تو مرد ظالم ہے اب وہ وقت ہے کہ سلطان تلوار کھینچے کھڑا ہے اور ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو معین و مددگار ہے تیرے نزدیک سب آسان ہے نظم

می کنند خرد و کلان از حضرت داوار خوف
رعب نیکوکار رو در دل دارد و بدکار خوف
مهربان باشد اگر گل شاد شو ای عندلیب
تو مکن اندر بهار بوستان از خار خوف
این یقین در دل که حق بخشد گناه بندگان
لیک در دل ہر دمی از لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم
اندر ان حالت مدار از دشمنان زنهار خوف

ہست شہراہِ طریقت راست تر از ہر طریق　　ہست رہزن ہر بہر منزل دگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی بیش حق خوف و رجا　　اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

ملکہ دعائین مانگ رہی ہین اور سلطان چاہتا ہے کہ اندر بارگاہ لے جاؤن تو دست انداز ہون دیکھون یہ کیا کرتی ہے بڑی سخت عورت ہے مین لاکھ منتین کرتا ہون لیکن خیال نہین کرتی تنہائی مین پاؤن تو مطلب دلی نکالون ملکہ نے بیقرار ہو کر ہر طرف آسمان کے دیکھا اور پکاری کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے دیکھا وہی جوان گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہے وہین سے نعرہ کہا کہ او شیدا و سلطان عورت پر یہ بدعت کرتا ہے خبردار تلوار نہ مارنا آگاہ ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دم تیغ شستن زمین
آفتاب مشرق دین پروری

دیگر

زخم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
شہسوار لال پوش خاوری

نعرہ قاسم نوجوان سے سلطان تھرا گیا حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر آیا مگر قاسم گھوڑا بڑھا کر قریب آئے سلطان نے جو جمال قاسم دیکھا منتین کرنے لگا کہا ای شہریار مین اِس نازنین سے ہاتھ اُٹھاتا ہون آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے فرمایا شاید سُنے نام سُنا ہو نبیرہ صاحبقران زمان فرزند رستم نوجوان قاسم عالیشان سلطان قدمون پر گر پڑا اور گرد پھرنے لگا اور کہا کہ ای شہریار مین مدت سے خواہان تھا کہ آپ کی قدمبوسی کرون سب حالات آپ کے سُنے آپ نے تخیاب کو شکست دی لقا کا دم ناک مین کر دیا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گیتی افروز آپ کی خدمت مین آئی کہ جس سے کہ خسرو [illegible] ایرج نوجوان ہین لہذا مین بھی چاہتا ہون کہ بقیہ عمر ہمراہ رکاب سعادت انتساب بسر کرون مثل اور سردارون کے حاضر خدمت رہون قاسم نے سر سلطان کا اپنے سینے سے لگا لیا ملکہ کو ساتھ لیا سلطان سے وعدہ ہو گیا سلطان نے عرض کی کہ مین صبح کو مع فوج حاضر خدمت ہونگا قاسم ملکہ کو [illegible] لشکر کے چلے [illegible]

اُدھر سامان کوہی گھبرا کر محل مین آیا کنیزون نے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی نکل گئین سامان یہ سنکر اور زیادہ گھبرایا باہر آکر عیارسے کہا ارے جاکر تلاش تو کرکہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان گئی اگر پاؤن تو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالون عیار جھپٹا اور سے دیکھا کہ قاسم جاتے ہین اور ایک سیاہ پوشش ہمراہ ہی پلٹ کر سامان کوہی سے خبر کی کہ قاسم ملکہ کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین سامان نے لشکر کو حکم دیا کہ جلکر گھیرلو چار جانب سے گھیر کر اُس جوان کو مارلو بڑی ذلت کی بات ہی کہ میری بیٹی مسلمانون مین جائے سننے والے کیا کہین گے اہل برادری حقہ پانی بند کردینگے بس مین حیران ہون کہ روٹی کچی دینا پڑیگی ہزارون آدمی برادری کے ہین لاکھون روپیہ صرف ہوگا سب فوج کو تیار کرکے اُسی وقت طرف قاسم کے چلا کہ قاسم قریب لشکر پہونچ چکے تھے سامان نے حکم دیا کہ سب فوج ملکر قاسم کو گھیر لو کل فوج نے بلوہ کیا قاسم نے اپنا مرکب بڑھا کر کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین	ہمہ با ختم شد بہ زیر نگین

قاسم لڑنے لگے ملکہ نے جو دیکھا کہ تمام فوج قاسم پر ہی کمان کاندھے سے اُتاری گوشے سے تیراندازی کرنے لگین قاسم رستمانہ لڑنے لگے قضاے کار ببران شیر سوار طلاے پر تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ آقا گھرے ہوے ہین فوج لیکر آپڑا ببران نے آتے ہی فوج کو تہ و بالا کردیا آخر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے سامان کوہی کے پہونچے سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا سامان مسلمان ہوا کل فوج نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا مسلمان ہوگیا رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ ہم لوگ اطاعت کرتے ہین قاسم نے سب کو مطیع کیا بہ فتح وظفر پلٹ کر لشکر مین آئے سامان کو احترا س سے ملوایا دونون بھائی ملے شکوہ ہاے گذشتہ کیے تمام سردارون نے عرض کی اب حضور یہان سے کوچ کرین شاہزادۂ خاور سپاہ نے سب سے کہا کہ کوچ کی تیاری ہو گھوڑے پر سوار ہوے لشکر تیار ہوا اب سردار پشت پہ قصد ہی کہ آگے بڑھین کہ صحرا سے گرد اُڑی

سوہان شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچا قاسم سے کہلا بھیجا کہ یہ مال جو لیے جاتے
ہو میرے حوالے کرو تو جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ یہ مال تو جان کے ساتھ ہی
سوہان نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات تیاری مین گذری صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان مین آئے برابر
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا سوہان نے گینڈا
اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین نکلے فرد گران ہر کرا بار سر بر تن است ✦ حکیم علاجش بدست منست ✦
یہ جو سوہان نے آواز دی قاسم نے قصد کیا کہ نکلون کہ ببران نے گینڈا اپنا نکالا
مقابلۂ سوہان مین پہونچا سوہان نے پوچھا کہ ای ببران شیر سوار تم نے کیونکر
اطاعت کی ببران نے کہا کہ آقا نے زیر کیا تب مین نے اطاعت کی ببران نے کہا
مجکو یقین نہین آتا اتنا جانتا ہون کہ تمھارا آقا بہت خوبصورت ہی تم اُس پر عاشق
ہو ببران نے کہا ای سوہان مین قسم کھاتا ہون کہ آقا نے مجھ کو زیر کیا مین اُنکے
خلق کا عاشق ہون آخر سوہان نے نیزہ مارا ببران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ببران بڑے لطف سے
نیزہ بازی کر رہا ہی کہ سوہان عاجز ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ببران تو بلاے روزگار
ہی دیکھیے کیونکر جان بچے آخر ایک مقام پر ببران نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ
نیزہ ہاتھ سے سوہان کے نکل گیا جب نیزہ سوہان کا نکلا تو اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
ببران نے سپر کو آگے کر دیا مگر سوہان جوان زبردست ہی سپر کٹی سپر کو کاٹ کے
تلوار سر پر گری تا دو ابرو پہونچی جب ببران زخمی ہوا سوہان نے ہاتھ روک لیا
پکار کر کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے لے جاؤ ملازمان ببران کہ سامنے کھڑے
تھے دوڑ پڑے مگر مغلوبہ ہونے لگی ببران نے بھی زخم سر باندھا آخر خون اسقدر سر
سے جاری ہوا کہ ببران نے دونون ہاتھ گینڈے کی گردن مین ڈالدیے گینڈے
نے جو اپنے مالک کو سست پایا لے کر بھاگا ببران کو نکالکر لے گیا ادھر سوہان

جنگ قاسم دیکھ کر حیران ہو گیا آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ ببران پلٹ کر نہین آیا سمک یلداقی سے پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ جو
ببران پلٹ کر نہین آیا سمک نے عرض کی کہ زخمداری مین گینڈا اُسکو نکال لے گیا
قاسم نے کہا اے سمک جا کر تلاش کرو سمک یلداقی باہنامے عیاری سے آراستہ
ہو کر تلاش مین ببران کی چلا مگر ببران کو گینڈا لیے ہوے رات بھر پھرا صبح ایک
دامنۂ کوہ مین پہونچا پہاڑ پر مرسوم قزاق بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گینڈا قوی اُسپر
ایک جوان زخمی جنگل مین پھر رہا ہی مرسوم پہاڑ سے اُتر آیا گینڈے کو پکڑا ببران
کو اُتار اپنی بارگاہ مین لایا جرّاح کو بُلا کر ٹانکے دلوائے جراح نے آکے زخم دھویا
پٹی چڑھائی ببران کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہوا ہی
اور رومال سے مگس رانی کر رہا ہی ببران نے پوچھا اے جوان تو کون ہی تیرا کیا نام ہی
مجھے یہان کون لایا اُس جوان نے جواب دیا کہ مرسوم قزاق میرا نام ہی مین اسی
پہاڑ پر رہتا ہون قضاے کار مین اپنے کوہ پر تفریح کے لیے پھر رہا تھا کہ آپ کو
گینڈا لیکر آیا مین نے کوہ سے دیکھا مجھ کو خیال آیا کہ بہادر کی بہادر ہی مدد کرتے ہین
مین آپ کو زخمدار دیکھ کر لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ مغلوبہ مین آپ زخمدار ہوے آپ کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ببران نے اپنا نام اصلی بتایا اور کہا کہ قاسم کا ملازم
ہون نام قاسم کا سُنکر مرسوم قزاق جل گیا یخنی منگوائی اُسمین بیہوشی ملائی ببران نے
وہی یخنی پی پیتے ہی بیہوش ہوا مرسوم نے ببران کو مسلسل و مطوق کیا اور قید خانے
مین بھیجدیا ساتھ والون سے کہا کہ مین اِس قیدی کو خدمت خداوند مین روانہ
کرونگا اُن کو اختیار ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے اُنپر سب حال روشن ہی
جو یہان گذری ہی وہ دیکھ رہے ہونگے مین تو بندۂ جمشید ثانی ہون صبح کو جو
مرسوم قزاق دربار مین آیا ایک قزاق نے خبر دی کہ قید خانے پر ببران کے
عجب آفت برپا ہوئی سب نگہبان مرے پڑے ہین قید خانہ خالی ہی ہتھکڑیان اور
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سُن کر مرسوم گھبرایا عیار اسکا خرطوم صبا رفتار سامنے

حاضر تھا اُس سے کہا کہ دریافت تو کرو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس شہر مین کوئی اُسکا دوست
ہی اُسنے یہ حرکت کی ہو خرطوم تلاش مین چلا مگر ببران پہ یہ معرکہ گذرا کہ نائب مرسوم محکوم
فیل کش ایک پہلوان زبردست فنون سپاہ گری مین طاق ہو اُسکو فعل مرسوم کا بہت ناگوار
ہوا رات کو کھانا آغشتہ بدارو سے بیہوشی لایا نگہبانون کو کھلا کر بیہوش کیا سب کے سرہانے
ببران سے آکر ملاقات کی کہا ای پہلوان دوران مجھکو حرکت اپنے آقا کی بہت ناگوار گذری
میرے مکان پر چلو تمھارے لشکر مین تمکو پہونچا دونگا ببران ہنسنے قید توڑ ڈالی اور محکوم
کے مکان مین آئے مردانہ مکان تھا اُسکے شاگرد جمع ہوتے تھے کیسے کیسے کشتی گیر محکوم
کو اُستاد کہتے تھے صبح کو وہ سب آئے اکھاڑے مین کشتی ہونے لگی سب نے محکوم سے
پوچھا یہ جوان کون ہو محکوم نے سب حال بیان کیا کہا مین جانتا ہون کہ مرسوم آفت
برپا کریگا مگر اب جو کیا سو کیا سب نے کہا اُستاد مرسوم کی بھلا کیا مجال ہو کہ آپ کو وہ
ستا سکے یا زبان ہلا سکے آپ نے تو بہادر کا ساتھ دیا اگر اُسکے خلاف گذرے گا تو
کیا کریگا چالیس پٹھے اُسکے ساتھ ہوے مگر خرطوم عیار صورت بدلے ہوے گھر
گھر ڈھونڈھتا ہوا دروازے پر محکوم کے آیا فقیر بنا ہوا ہو اُسنے آکر سوال کیا ببران
کہ صحبت قاسم مین رہ چکا ہو فقیر کی صدا سنکر بیقرار ہو گیا بازو پر اُسکے سونے کا جوشن
بندھا ہوا تھا وہ بازو سے کھولکر فقیر کو دیا فقیر نے جو ببران کو دیکھا کہا ای پہلوان
دوران آپ یہان کیونکر آئے کل تو آپ کو مرسوم لایا تھا ببران نے کہا محکوم نامے
پہلوان مجھکو قید سے نکال لایا مین اُسکا مہمان ہون کل لشکر مین اپنے آقا کے پہونچ
جاؤنگا مگر محکوم کا احسان مند رہا خرطوم یہ خبر سنکر سامنے مرسوم کے آیا کل کیفیت
بیان کی مرسوم نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ محکوم کو بلاؤ محکوم خود ہی حاضر ہوا مرسوم نے
کہا ای محکوم یہ تمنے کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی محکوم نے کہا ای
شہریار آپ کی جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ آپ اُسے اپنے گھر مین لائے مہمان کیا
اور پھر گرفتار کر لیا آپ کے غلام کو یقین ہوا کہ بہادرون مین آپ بدنام ہو جائینگے
اِسوجہ سے مین اُسے لے گیا جیسا حکم ہو بجا لاؤن ایک قزاق مرسوم نے محکوم کے

ساتھ گیا اور کہا بہتر یہ ہو کہ اسکے ساتھ قید کر کے بھیجدو ورنہ بہت پچھتاؤ گے محکوم قزاق
کو ساتھ لیکر چلا مگر راہ مین سوچتا ہوا کہ اگر اُس جوان کو دیدیا تو کیسی بد نامی کی بات ہو
اگر نہ دون تو مرسوم لشکر کشی کریگا یہ سوچتا ہوا مکان پر آیا بہران سے کہا آپ کی طلب ہو
مرسوم نے بہ قہر و غضب کہا ہو کہ اُس قیدی کو بھیجدو شاگرد محکوم کے بیٹھے ہوئے تھے سنکر
کہا آپ اُستاد نہ گھبرائین جواب صاف دیدیجیے ہم لوگ جان دینگے مگر ان کو نہ جانیدینگے
بہران نے کہا ای محکوم مین خدمت قاسم مین رہا ہون ایک اور دو ہزار کو برابر جانتا
ہون اگر مرسوم قزاقون کو لیکر آئیگا تو ہم لوگ ایسے نہین کہ اُس سے ڈر جائین ایسی
جنگ ہو کہ وہ بھی یاد کرے کہ غلامان نبیرۂ صاحبقران ایسے لڑے کہ سارے قلعے
مین ہنگامہ برپا ہوگیا اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہو کہ بہران بڑے لطف سے
لڑا کچھ خوف نہ کیا محکوم نے اُس قزاق سے کہا کہ مرسوم سے کہدو کہ قیدی نہ آئے گا
جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے قزاق پلٹ گیا اثنائے راہ مین ایک کوان ملا دیکھا
اُس کوئین پر ایک مسافر بیٹھا ہوا ہو اور ایک گٹھری اُسکے پاس رکھی ہو قزاق نے
قریب کوئین کے پہونچکر مسافر سے کلام کیا کہ ای بھائی تو کون ہو اور تیرا کیا نام ہو
کسکی چاہ مین بیٹھا ہو اور اِس گٹھری مین کیا ہو مسافر نے کہا ای برادر مین ایک تجارت
پیشہ ہون مال فروخت کرنے گیا تھا ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مال واپس لایا ہون
یہان سے چند سال کے راستے پر میرا مکان ہو تو اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ مجھکو یہ
ثابت ہوتا ہو کہ شاید تو کوئی قزاق ہو قزاق نے جواب دیا کہ بیشک مین قزاق ہون
مرسوم کا فرستادہ ہون تو یہ گٹھری مال کی مجھکو دیدے ورنہ مین جان سے ہلاک
کردونگا یہ سُنکر مسافر نے اپنا ڈنڈا اُٹھایا چاہا کہ قزاق کو مارون قزاق نے وہی
ڈنڈا چھینکر مسافر کو مارا اور کوئین مین مسافر کو ڈالدیا یکایک ایک گنوار کا گذر اُس
جانب سے ہوا اُسنے دیکھکر آواز دی کہ تو کون ہو اور کسکو کوئین مین ڈالدیا یہ کہکے
گنوار نے لٹھ اُٹھایا چاہا کہ مارون قزاق پہلوان زبردست تھا اِسنے لٹھ کو پکڑ لیا مار کر
گنوار کو بھی کوئین مین ڈالدیا اور گٹھری کو لیکر طرف مکان مرسوم کے چلا جاکر گٹھری کو مالخانہ

مین رکھا اور دست بستہ کل حال مرسوم سے بیان کیا مرسوم یہ سنکر اٹھا کئی ہزار قزاق تیار
کیے خود گینڈے پر سوار ہوا طرف مکان محکوم کے قزاقون کو لیکر چلا یہان محکوم کو خبر
ملی کہ مرسوم قزاقون کو لیکر آتا ہی ببران نے جو سُنا باہر نکلکر کھڑا ہوا تیغہ برہنہ لیے ہوے
جھوم رہا ہی چالیسون جوان سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے پشت پر ببران کے کھڑے
ہین مگر محکوم گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا آمادۂ حرب و پیکار ہی کہ سامنے سے مرسوم قزاق
نمایان ہوا آتے ہی قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گھیر لو قیدی کو گرفتار کر لو دو
ہزار قزاق لیبنا لیبنا کرکے بڑھے ببران نے بڑھکر وہ تین قزاق مارے اب کوئی قریب
نہین آنا چاہتے ہین کہ محکوم کو پکڑ لین اور کشتی گیرون کو باندھ لین مگر کشتی گیر جس کے
سونٹا مار دیتے ہین کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرض بیکار کر دیتے ہین ان سب
جوانون نے پانچ سو قزاق قتل کیے ببران چاہتا ہی کہ مین لڑتا ہوا قریب مرسوم
پہونچون مگر قزاق روکتے ہین اور دمبدم غل کر رہے ہین محکوم دیکھ رہا ہی کہ ببران
نے ہنگامہ ڈالدیا جسطرف پہونچا اسکو مار رکھا سو جوان ببران کے ہاتھ سے مارے گئے
مرسوم کہتا ہی اے خرطوم کیا تدبیر کرون خرطوم عیار نے کہا آقاے نامدار ایک تدبیر
ہی کہ مین جاکر ببران کو بیہوشی دون تب آپ مقابلہ کیجیے وہ گر کر بیہوش ہوگا اسوقت
گرفتار کر لیجیے گا مرسوم نے کہا کہ اے عیار اگر یہ کار نمایان تجھسے ہوا تو مین بہت ممنون
ہونگا جو مانگیگا وہ دونگا مرسوم کی ایک بیٹی ہی جسکا نام گل بہار ہی عیار نے کہا مین
اپنی جان لگاتا ہون مگر یہ عہد کیجیے کہ مجھکو اپنی فرزندی مین لیجیے اور گل بہار کو میرے
ساتھ منسوب کیجیے مرسوم یہ کلمہ سنکر بہت جھلایا مگر ظاہر مین چپ ہو رہا کہا اے خرطوم
مین نے قبول کیا جو تو کہیگا وہ کرونگا خرطوم صورت بدلکر ایک کشتی گیر کہ جو زخمی ہوکر
بھاگ گیا تھا اُسکی شکل بنکر قریب ببران کے آیا تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے ببران
سبحان اللہ کیا خوب لڑے ہو قزاقون کو دنگ کر دیا ہی ببران نے کہا اے برادر بسبب
زخمداری پیاس کی شدت ہی خرطوم نے جام پانی کا لبریز کیا اُس مین بیہوشی ڈالدی
ببران کو پلایا ببران جھومنے لگا اور آنکھین سرخ ہوئین مرسوم گینڈا بڑھاکے آیا

نیزہ مارا بہران نے چاہا روکو ن لیکن چکر آیا اور گھبرا کر گرا بیہوش ہو گیا ملازمان مرسوم نے بہران کو گرفتار کر لیا بہران کے گرفتار ہوتے ہی سب قزاق ٹوٹ پڑے اور محکوم کو بھی گرفتار کر لیا مکان پر آکے حکم دیا کہ کل انکی عورتون کو گرفتار کراؤنگا سر بارگاہ بلواؤنگا بہران اور محکوم کو لیے ہوئے آیا دونون کو قید خانے مین بھیج دیا مگر سمک یلداقی جسکو قاسم عالیشان نے بھیجا تھا وہ پھرتا ہوا اُس قلعے مین آیا بازار مین یہ سب خبرین سنین کہ بہران کا محکوم قزاق نے ساتھ دیا وہ بھی ساتھ بہران کے گرفتار ہوے یہ خبر سنکر حیران ہو گیا کہ کیا تدبیر کرون پریشان قلعے سے نکلا پہلو مین قلعے کے ایک باغ تھا اُس باغ مین سے آواز گانے کی بہ سوز و گداز آرہی تھی نظم

سب حسینون کی نظر ہے عاشق دلگیر پر	لوٹ ہے ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر
قد ہمارا طول سے ایسا خمیدہ ہو گیا	آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانونکی زنجیر پر

یہ آواز سنکر سمک یلداقی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار ہی پر سے باغ کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہے کیا باغ ہے جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہے آنکھونکو بصارت قلب کو قوت ہے گلونکی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے باد بہاری اپنا مزہ دکھا رہی ہے ایکجانب عشق پیچان کی عشقبازی سوسن کی زبان درازی چنبیلی کی مہک طائران زمزمہ سرا کی چہک گھاس پر شبنم مثل گوہر آبدار جیسے عاشق معشوق کے گلے کا ہار نہر لاجواب پانی صاف و شفاف مچھلیون کی آب و تاب سمک یہ تماشہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک چبوترے پر باغ کے نظر پڑی دیکھا ایک نازنین مہجبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین اُسکے سرگوشی ہو رہی ہے ایک کنیز برائے ضرورت آئی سمک اُس کنیز کو دیکھکر باغ مین آیا فوراً اُس کنیز کو درخت کی آڑ سے حباب بیہوشی مارا کنیز کو تو ایک جھاڑی مین ڈالدیا خود اُسکی شکل بنکر صحبت مین آیا ملکہ نے کہا کیون ہے صاحب کیسا غضب ہے کل وہ شیر قتل ہو جائیگا بہران کیسا ناچار ہو گیا مرسوم کے سامنے بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا خرطوم نے بہران کو بیہوشی دی ورنہ بہران مرسوم ایسے دس کو زیر کر لیتا نیزہ روکتے ہی گر گیا

نیزہ بھی نہ چلنے پایا ملازمان مرسوم نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ گرفتار کرلیا ورنہ اُس کی کیا مجال تھی کہ اُس جوان پر ہاتھ ڈالتا اُس مہ جبین نے کہا کہ ان تعریفوں سے کچھ مطلب نہین نکلتا اب وہ تدبیر بتاؤ کہ وہ جوان قتل سے بچے اور اُس کو رہا کرلاؤ سماک نے قریب آکر کہا اس کام کو مجھسے کیسے مین بجالاؤن کہا ای گلرخسار مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تجھسے ہوسکے کر مین سامان دینے کو حاضر ہون سماک نے اُسی وقت کھانا پکوایا سب مین بیہوشی ملائی کھانا خوانون مین لگاکر لیچلا در زندان پر آیا کہا ہماری ملکہ بیمار تھین نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلائین گے مین نے سُنا کہ دو قیدی یہان بھی ہین دروازہ کھولو تو اُن کو کھانا کھلادیوین ہماری شرط پوری ہو نگہبانون نے کہا کہ یہ وہ قیدی نہین ہین کہ جنکا دروازہ کھُل سکے سماک نے کہا پھر آپ ہی لوگ کھالیجیے ہم ملکہ سے کہدین گے کہ اُن قیدیون کو بھی کھلا آئے سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا اُتروا لیا آپس مین کھانا تقسیم کرلیا کنیز نے کہا اس کھانے کو رکھو نہین کھاہی لو سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوے سماک نے خنجر کھینچ کر سب کو قتل کیا اور کنیزین حیران ہین کہ یہ تو وہی گلرخسار ہی مرد کیونکر بن گئی سماک بلدا فی قیدخانے مین آیا دیکھا ببران و محکوم بیٹھے رو رہے ہین سماک نے آکر سلام کیا ببران نے پوچھا کہ ای بہتر والا گہر کیونکر آنا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی محکوم نے حیران ہوکے کہا کہ ای بہتر جبین باغ کا پتہ دیتے ہو اُس باغ مین میری بہن رہتی ہی سنبل گیسو کشا نام ہی سماک نے ببران و محکوم کی قید کاٹی اُن دونون کو ساتھ لیکر باہر نکلا یہان ملکہ سنبل دروازے پر کھڑی تھی ببران کو جو آتے ہوے دیکھا بے اختیار نکل پڑی اور پکار اُٹھی نظم

احسان کیا ہی دور نے ابر بہار کا	احسان مجھ غریب پہ شمع مزار کا
سینہ تھا اور ہاتھ تھا دیوار اور سر	عالم نہ پوچھ یار شب انتظار کا
انگلی سی ایک بات بھی مین نے نہین کہی	بیطرح کچھ مزاج پھرا ہی نگار کا

ان انکھڑیون نے شرم سی کی مجھسے بات کو — احسان ہی ای شراب یہ تیرے خمار کا
ملجائے پھر تو سینۂ گلگیر کو سزا — پیدا کرے جو شمع اثر نوک خار کا
خان لوٹتا ہو کل سے زمین پر میان ہجر — کیا پوچھتے ہو حال تم اُس خاکسار کا

مگر محکوم کو جو سنبل نے دیکھا تو بہت پریشان ہوئی ببران نے محکوم سے کہا کہ
ای برادر تم ہمارے محسن تھے اب عزیز بھی ہوے ملکہ کو کچھ نہ کہنا بخدا مین اس سے
واقف نہین ہون مگر اسنے احسان عظیم کیا کہ قید سے چھڑایا صبح کو مرسوم قیامت
برپا کرتا زندہ نہ چھوڑتا محکوم نے سنبل کو گلے سے لگا لیا اور کہا تونے احسان
عظیم کیا کہ اس وقت مین مدد کی مگر ای ببران اب باہر نہ نکلنا بعد دو چار روز کے
نکل چلین گے سماک بھی موجود ہی یہ رہبری کر کے لے چلیگا سنبل خاموش ہو رہی
ببران کو لیکر باغ مین آئی محکوم بارہ دری مین گیا ببران پہلوے سنبل مین بیٹھا
باتین ہونے لگین سنبل نے حال پوچھا کہ ای پہلوان محکوم سے تمنے کیا کہا ایسا
نہو میرے ساتھ بد بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہو ببران نے کہا اگر نہ کہدیتا
تو بارہ دری مین نہ جاتا مین نے اُس سے عذر کیا اور یہ کہا کہ تم ہمارے جان بخش
تھے اب عزیز بھی ہوے اِسپر محکوم نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہا ہی لیکن
بارہ دری مین جا کر بیٹھا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا ساتھ
دینا قبول کیا اور راضی ہوا انشاء اللہ صبح کو سب حال معلوم ہو جائیگا مگر
سماک نے کہا مین دربار مرسوم مین جاتا ہون وہانکی خبر لاؤن کہ وہ کیا کریگا
اور کیا کر رہا ہی سنبل نے کہا کہ ای مہتر والا گہر اُسکا عیار خرطوم نامے بہت چست
و چالاک ہی خوف ہی کہ یہانکا بھی پتہ نہ لگائے ببران نے کہا کہ مین جنگ سے
نہین ڈرتا مگر فریب ہم لوگ نہین جانتے لیکن مرسوم قزاق صبح کو دربار مین
آیا ایک ہرکارے نے خبر دی آج پھر وہ ہی معرکہ ہوا کہ کسی نے نگہبانون کو آکر
قتل کر ڈالا اور قیدیون کو لے گیا مرسوم طرف خرطوم کے متوجہ ہوا کہا ای یار
وفادار پتہ لگا کو خرطوم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہین دیا مراد اسکی یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی

شادی کرتے تو مین جانبازی کو حاضر تھا اب کس امید پر فکر کرون جنھون نے تمھارا کہنا
قبول نہین کیا مرسوم نے کہا کہ میدان مین جاکر بہران کو پیالہ پلایا اسپر گھمنڈ
چاہتا ہی کہ بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرین خبردار ایسا خیال نہ رکھنا تنخواہ تیری
دونی کردی جاکر پتہ لگا خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمارے سنگر کے نوکر ہوکر ہماری بیٹی پر
نگاہ ڈالتے ہو جاؤ جاکر پتہ لگاؤ خرطوم یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر کچھ کہہ نہ سکا
یہ کہہ کر چلا کہ مین ابھی جاکر پتہ لگاتا ہون دزد کی یہ مجال ہی کہ اس قلعے مین رہ کر
ایسی بغاوت کرے یہ کہہ کر خرطوم روانہ ہوا پھرتا پھراتا قریب باغ پہونچا لیکن
سماک یلداقی باغ سے نکلا ہی کہ خرطوم پہونچا پشت باغ پر آکر کمند ماری
بس اسنے دیکھ لیا کہ بہران بیٹھا ہی سنبل سے اختلاط ہو رہا ہی دیکھ کر اُترا مگر
حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو اسنے اپنے گھر مین جگہ دی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر
کرون اس گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا کہ چھپا کر بہران کو گھر مین لے آئی یہ سوچکر
خرطوم پھر بذریعہ کمند کے بیرون باغ آیا اور چلا کہ جاکر مرسوم سے خبر کرون سماک
نے جو خرطوم کو جاتے ہوے دیکھا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر کمندین بچھا دین آپ
مخفی ہوکر بیٹھا جب خرطوم وہان پر آیا تو سماک نے شیر کی آواز دی خرطوم
رُکا سماک نے جھٹکا مارا خرطوم گرا سماک نے نکل کر حباب مار دیا خرطوم بیہوش ہوا
سماک نے خرطوم کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑا لیکر ہوشیار کیا کہا کیون او
بدذات کہانسے آتا تھا خرطوم نے کہا ای چہتر والا اگر مجکو چھوڑ دو مین اطاعت کرتا ہون
مالک سے بیزار ہون اُسنے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اگر گرفتار کرلائیگا تو اپنی بیٹی کے
ساتھ تیری شادی کرونگا آج جو مین نے کہا تو بہت بگڑا اور یہ جواب دیا کہ تنخواہ
تیری دونی کی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب کو نکال لے چلونگا مالک کو ایسا
کیا دغل ہی مین اُسکو دھوکا دونگا یہ سنکر سماک نے خرطوم کو کھولا خرطوم قدمون پر
گرا اور سماک یلداقی کا مطیع ہوا سماک خرطوم کو ساتھ لیکر باغ مین آیا سنبل
نے جو خرطوم کو دیکھا گھبرا گئی سماک نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ یہ ہمارا مطیع ہوا دعوی

شاگردی رکھتا ہی ملکہ خاموش ہو رہیں ببران نے خرطوم سے پوچھا تمنے ہمارا ساتھ دیا
خرطوم نے کہا مجھسے اقرار کامل کیجیے کہ اگر قلعہ آپ کے قبضے مین آوے تو نوبہار کی
شادی میرے ساتھ کیجیے گا ببران نے اقرار کیا خرطوم نے کہا مین جاتا ہون جاکر
مرسوم کو دھوکا دیتا ہون رات کو آپ لوگون کو لے چلونگا در قلعہ پر بڑی روک ٹوک
ہی اگر دروازے سے نکل گئے تو پھر کوئی پوچھنے والا نہین ہی نکل چلیے گا ببران نے کہا
ای خرطوم اگر تیری پیروی سے نکل گئے تو سامنے آقا کے چل کر تیری شادی کسی اور
شاہزادی سے کر دونگا خرطوم نے کہا میری جان تو نوبہار پر جاتی ہی ببران نے
کہا قلعے کا فتح ہونا تو مشکل ہی اگر خدا کو منظور ہو تو شاید کوئی تدبیر ہو جائے مین
عہد کرتا ہون کہ اگر قلعہ قبضے مین آیا تو ضرور تیری شادی نوبہار کے ساتھ کرونگا
بشرطیکہ وہ شاہزادی بھی رضامند ہو خرطوم نے کہا ای شہریار وہ مجھپر عاشق
ہی اکثر اُسنے نامے بھیجے مین نے بھی جواب لکھا مگر آج تک کوئی ایسی وجہ نہ ہوئی کہ
مین اُس سے ملتا ہر چند کہ اُسنے محل مین بلوایا مگر مین خوف سے نہین گیا کہ ایسے
شخص کا محل ہی اگر جاکر گرفتار ہو جاؤن تو کیسی مشکل ہو ببران سے وعدہ لیکے
کہکے خرطوم روانہ ہوا مرسوم دربار مین بیٹھا ہی ہرکارون سے کہ رہا ہی کہ جلد
پتہ لگاؤ ببران کو کون لے گیا آج مین نے کہا تھا کہ ناموس محکوم کا لوٹ لونگا
اب آج تو معطل رہا کل دیکھا جائیگا کہ خرطوم آکر پہونچا مرسوم نے پوچھا کہ ای مہتر
کیا وجہ ہی جو تم خبر نہین لائے کیا مجھسے آزردہ ہو خرطوم نے کہا کہ میری کیا مجال
ہی جو آپ سے آزردہ ہون مین فکر مین گیا تھا ابھی پتہ نہین ملا مگر آج پتہ لگا لونگا
در قلعہ پر حکم دیدیجیے کہ جب مین رات کو جاؤن تو قفل کھولدین طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بیرون قلعہ نکل گیا کسی قریے مین جاکر ٹھہرا ہوگا اگر بن پڑیگا تو مین
اُس کو گرفتار کر لاؤنگا صرف محکوم رہجائیگا اُس کی بھی فکر کر لونگا مرسوم نے
کہا مین ببران سے دبتا ہون اور محکوم کو زیر کر سکتا ہون انھین باتون مین
سارا دن گذرا شام کو خرطوم باغ مین آیا ببران سے کہا کہ سوار ہو کر نکل چلیے

ببران سوار ہوا ملکہ کو مادیان پر سوار کر لیا محکوم بھی آمادۂ جانبازی ہو تیغ بکف
مین ہی ہمراہ رکاب ببران ہو چند کنیزون کو بھی ساتھ لیا خرطوم سب کے آگے آگے
اول بازار مین پہونچے میر طلایہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا اے خرطوم کہان
جاتے ہو خرطوم نے فقرہ دیا کہ آپ دوسری راہ پر جائیے مین براے کار ضروری
جاتا ہون اگر فراریون کا پتہ مل گیا تو پہلے تمھین کو خبر کرونگا میر طلایہ نے پوچھا یہ پشت
پر کون لوگ ہین خرطوم نے کہا یہ لوگ مخفی میرے ساتھ ہین میر طلایہ یہ سُن کر پلٹ گیا
مگر خرطوم بازار سے گذرا در قلعہ پر آیا جو نگہبانون کا افسر تھا کنجی اُسکے پاس تھی
خرطوم نے جو سپاہی پہرے پر تھا اُس سے کہا اُسنے اپنے افسر کو جگایا افسر نے
اُٹھتے ہی کنجی پھینکی خرطوم نے کنجی اُٹھالی قفل پھاٹک کا کھولا افسر نے دیکھ کر
آواز دی کہ یارو یہ پہلوان تو وہی ہو جو قید خانے سے بھاگا تھا تمام نگہبان
لینا لینا کر کے آپڑے ببران لڑنے لگا محکوم سے کہا تم میری فکر نہ کرو ملکہ کے
ساتھ رہو ملکہ نے جب دیکھا کہ لڑائی ہونے لگی تو کنیزون سے کہا کہ تم لوگ بھی
تیر مارو ملکہ و کنیزین گوشے سے تیر اندازی کر رہی ہین جسپر تیر پڑا وہ گرا اور ببران
رستمانہ مقابلہ کر رہا ہو ایسا ہلڑ ہوا کہ چند نگہبانون نے جاکر مرسوم سے خبر کی
مرسوم فوراً سوار ہوا یہان وہ وقت ہو کہ ببران لڑتا بھڑتا بیرون قلعہ
آچکا ہو کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہر مرتبہ نعرہ کر کے نگہبانون کو قتل کر رہا ہو
اور محکوم ملکہ کی رکاب تھامے ہوے ہو کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو قریب
آیا اُس کو ہاتھ مار دیا وہ جوان گرا اُسنے ملکہ کی مادیان کو بڑھایا جانتا ہو کہ بن
جسکا مطیع ہوا یہ اُسکا ناموس ہو کہ ڈنکے پر چوب پڑی مرسوم مع بارہ ہزار
قزاقون کے آکر پہونچا اسنے دور سے دیکھا کہ کچھ لوگ لڑتے بھڑتے بیرون قلعہ
پہونچ گئے ہین اور خرطوم کو بھی دیکھا کہ ساتھ ہو پکار کر آواز دی کہ او نمکحرام
تونے مجکو خوب دھوکا دیا تیرا بھی حال تباہ کرونگا خرطوم نے آواز دی کہ اے
پہلوان دوران تمنے خود مجکو اپنے پاس سے نکالا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کیا

ہین ان کا مطیع ہوا اگر خدا نے چاہا تو مراد کو پہونچونگا مگر ملکہ نے جو مرسوم کو آتش
رو دیکھا گھبرا گئین دعائین کرنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
میرے وارث کو بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کنند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بیادِ خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام
نہ آید بہوش آنکہ اندر جہان	ز مینائے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست	بفکر شب و روز و ہنگام شام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد	کند طرہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد	شود خادمش خلق عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق	ازو ابتدا و بدو اختتام
خدا واحد و لا شریکست بس	کسے را درین نیست ہائے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر	خدا حکمران بر قلیل و کثیر

بلک بلک کر ملکہ دعائین کر رہی ہین مرسوم نے کل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو
فوج نے بیران کو گھیرا مگر بیران اس فوج سے کیا خوف کرتا ہی اُسی طرح لڑ رہا ہی
جو قریب آیا اُس کو مار لیا لاشون کے اِستنے انبار کر دیے ہین لڑتا بھڑتا قریب
مرسوم کے پہونچا مرسوم نے ہاتھ تلوار کا مارا بیران نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر مرسوم کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون
مرسوم نے آواز دی الامان بیران نے جواب دیا امان بشرط ایمان مرسوم
نے جواب دیا کہ مین دل سے اطاعت کرونگا مجکو معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال
ہین جسقدر رکد کرتا ہون آپ کا اقبال بڑھتا جاتا ہی جو کوئی آپ سے دشمنی کرے
اُسکا انجام بُرا ہی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ کو خدا نے جرأت دی
ہی مین تابعدار ہون یہ سُن کر بیران نے مرسوم کو چھوڑ دیا مرسوم کلمہ پڑھ کر

بصدق دل مسلمان ہوا بہران نے تلوار روکی ہنگامۂ گیرودار موقوف ہوا محکوم نے سب کو منع کیا کہ مین تو مسلمان ہوا تم لوگ سب اطاعت کرو بارہ ہزار فوج کے دائرۂ اسلام مین آئے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے بہران ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا مذہب حق پرستی کو جاری کیا مسجدون کی بنا ہوئی صدائے صلوات بلند ہوئی محکوم خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا مگر بھانجا مرسوم کا دیوث شعبدہ باز بڑا مکار تھا مرسوم سے اقرار کرآیا تھا کہ جس وقت آپ بلوہ کرین گے تو مین ناموس محکوم کو گرفتار کرا دونگا اسنے جو دیکھا کہ بہران نے سب کو مسلمان کیا یہ ماموں کے اکہنے سے بہ مکر مسلمان ہوا دربار مرسوم مین پہونچا دیکھا مرسوم مصروف خدمت بہران ہی پوچھا کہ آپ مطیع ہوگئے مرسوم نے جواب دیا کہ جب کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کو جان بچائی اگر ایسا نہ کرتا تو جان نہ بچتی بہران بلائے روزگار ہی کیا تدبیر کرون دیوث نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ برق اندازان کہتے ہین وہانکا حاکم طولاب برق انداز ہی اُس کے پاس چلیے اُس سے فریاد کیجیے یقین ہی کہ وہ ان سب کو پامال کرے مرسوم نے جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی جو بہران کے خلاف کرون جو کہہ چکا وہ کہہ چکا دیوث گھبراکر قلعے سے نکلا طرف قلعۂ برق انداز کے چلا اس کو بڑا خیال ہی کہ جسطرح ممکن ہو بہران کو ذلیل کرون مقام افسوس ہی کہ بہران نے سارے قلعے مین قبضہ کرلیا مسجدین بنین ہماری پرستش گاہین ویران پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے روتا ہوا بیتاب و بیقرار سامنے طولاب کے آیا طولاب نے پوچھا کہ ای دیوث خیر تو ہی دیوث نے رو رو کر سب حال بہران کا بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ سارا قلعہ تسخیر ہوگیا طولاب نے کہا مین لشکر کشی کرکے چلتا ہون مگر اتنا سمجھ لو جس شخص نے مرسوم کو زیر کرلیا مین اُسکا کیا کرسکونگا ایسا نہو مین اُس کے سامنے ذلیل ہون دیوث نے کہا مین اُسکے واسطے عیاری کرونگا اور بہران کو پکڑلاؤنگا مین نے عیاری بھی سیکھی ہی پھر ہمارا جانا خالی از لطف

نہو گا طولاب نے دیوث کو مہمان کیا دوسرے دن چونتیس ہزار فوج لیکر طرف
ببران کے چلا مگر دیوث نے کہا آپ لشکر لیکر آئیے مین آگے بڑھتا ہون ہن پڑتا
ہی تو ببران کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صورت اپنی تبدیل
کی ایک مرد ضعیف کی شکل بنا اُسی صورت پر قلعے مین آیا ببران دن بھر بارگاہ
مرسوم مین رہتا ہی شام کو باغ مین جاتا ہی دختر مرسوم کا عقد خرطوم کے ساتھ
کر دیا خرطوم دعائین دیتا ہی مگر دیوث دن بھر پھرا کیا دیکھا کہ ببران باغ مین
گیا یہ پیچھے پیچھے ببران کے آیا ببران دروازے سے داخل باغ ہوا مگر دیوث
پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سنبل ببران کے پاس بیٹھی ہی
کنیزین برائے خدمتگذاری حاضر ہین اور رنڈیان سامنے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خفا تو کسلیے ای رشک حور ہمسے ہوا
ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا

جو ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی
کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

گلے سے ہنس کے لپٹ جائیے خدا کے لیے
معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا

یہ کیا مجال ہی جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہ ہو جیے اچھا قصور ہمسے ہوا

تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا

ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے کین شر کی
تمھین بتاؤ کبھی کچھ قصور ہمسے ہوا

تمھارے کہنے سے کیا ہم نہ جائین یار کے گھر
یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا

لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا

اُ قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے
الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا

گناہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد
ہوا تو جرم خدا سے غفور ہمسے ہوا

ہوا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہزیر
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

دیوث یہ ہنگامہ سُن کر دیوار سے اُترا ایک گوشے مین جا کر چھپا ببران کو جب
نشہ ہوا تو یہ اُٹھا ہاتھ ملکہ کا تھام لیا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی سو گیا دیوث گوشے
سے نکلا سنبے آکر ببران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر بارہ دری سے کود اپشت باغ سے

نکل کر طرف صحرا کے چلا مگر سماک پڑا ہوا سو رہا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ بہران
کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی گھبرا کر اُٹھا پہلے بارہ دری مین آیا پلنگ بہران
کا خالی پایا ملکہ سے جگا کر پوچھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ بہران پر کیا گذری مین
خواب پریشان دیکھا ہی ملکہ نے کہا کہ مین سوتی تھی مجکو حال نہین معلوم سماک گھبرا کر
نکلا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی چھپٹا کہ اس کو
گرفتار کرلون مگر دیوٹ نکل گیا سماک نے دیکھا جنگل مین ایک لشکر اُترا ہوا ہی
اُسمین ایک بارگاہ کلان استادہ ہی دیوٹ پشتارہ لیکر بارگاہ مین گیا سماک بھی
پیچھے آیا دیکھا طولاب برق انداز بیٹھا ہی دیوٹ نے پشتارہ سامنے رکھدیا
کہا ای طولاب یہ گناہگار حاضر ہی طولاب نے حکم دیا کہ ہوشیار کرو دیوٹ
نے کہا اگر یہ جوان ہوشیار ہوگا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکیگا اول اسکو مسلسل کرلیجیے
تب ہوشیار کیجیے طولاب نے حکم دیا آہنگر نے آکر بہران کو مسلسل و مطوق کیا
تب ہوشیار کردیا بہران بگڑ کر اُٹھا طولاب نے پُکار کر کہا کہ ای بہران تم کو
کچھ خوف نہ آیا پرائی اقلیم مین یہ ہنگامہ برپا کیا اب تم کو مناسب یہ ہی کہ میری
اطاعت کرو بہران نے کہا مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا طولاب نے جھلا کر
حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر چمکانے لگا طولاب
حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے جلاد چاہتا ہی سر کاٹون مگر پھر رُک جاتا ہی
طولاب دمبدم حکم دیتا ہی کہ او جلاد جلدی کر بہران نے جو دیکھا کہ میرا ساغر
عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز
دای رب کارساز رحم اپنا شریک کر **نظم**

چو کرد ذات احد در وجود خاک ظہور	چو خور بمطلع ایجاد گشت روشن نور
گہے بدام ظہورش نمود گاہ بہ دد	گہے بہ مار نمود ارشد گہے در مور
گہے بہ یوسف کنعان بچاہ کرد امداد	نمود گاہ بہ موسئے جمال خود بر طور
شناخت ذات خداوند پاک را عارف	گہے ز سنگ و گہے از شرر گہے از حور

گہے نمود ز نزد یک چہرہ گہ از دور		گہے زخانہ نمود ارشد گہ از بازار

سماک نے جو دیکھا کہ ببران قتل ہوتا ہی تاب باقی نہ رہی ایک گوشے مین آکر سر
سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا طولاب
نے کہا ای دیوث دیکھ تو یہ پتھر کسنے مارا دیوث نے کہا وہ سامنے ستون کی
آڑ مین پیادہ کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا سماک پیچھے ہٹ کر بیرون بارگاہ چلا دیوث
نے آواز دی یہ پیادہ جانے نہ پائے خدمتگارون نے سماک کو روکا مگر سماک کب
رُکتا ہی کئی کو مار کر گرا دیا مگر کہتا ہی افسوس ای سماک ببران کی رہائی کی کوئی صورت
نہ نکلی ناچار ہو کر لڑتا بھڑتا نکل گیا دروازے پر لاشون کے انبار ہین مگر طولاب
نے دیکھا وہ عیار لڑ بھڑ کر نکل گیا دیوث سے کہا ہو سکتا ہی کہ اس عیار کو تو لائے
بڑی گستاخی کر گیا دیوث نے کہا مین ڈھونڈھ کر اِس کو لاؤنگا طولاب نے
کہا ببران کو قید کرو مین جا کر مرسوم کو سزا دون لشکر لے کر مع ببران چلا
مگر ببران ارابے پر زنجیرین ہلا رہا ہی چاہتا ہی قید کو توڑ ڈالون لیکن قید بھاری
ہی زنجیرین نہین ٹوٹتین ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین ایک قریے کے سامنے سے گذر ہوا
انور نامے زمیندار ہی بیٹی اسکی گلفام اپنے قصر پر بیٹھی تھی یکا یک ہلڑ جو سُنا کھڑکی
سے سر نکالکر دیکھا کہ ایک جوان خوبرو و خوشخوار ارابے پر سوار مگر جلالت چہرے
سے آشکار ہی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی مگر ارابے والون نے جو زیادہ ہلڑ کیا ببران
نے لنگر مارا کہ ارابہ اُس مقام پر جم گیا ارابہ لے جانے والے بیلون کو پیٹ
رہے ہین مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم بڑھائین کوٹھے سے گلفام دیکھ رہی ہی
چند عورتین جو پشت پر ہین اُن سے کہ رہی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو
یہ کیسا پہلوان زبردست ہی کہ چلتے ہوے ارابے کو روک لیا کئی سی جوڑی
نرگاؤ کی لگی ہی مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قدم بڑھا سکے فتنہ نامے ایک کنیز پشت پر
کھڑی تھی اُس سے کہا دریافت تو کر کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی کیون قید
ہوا کنیز گئی اور خبر لائی عرض کی ای ملکۂ عالم اس جوان سے کوئی خطا نہین ہوئی

عیار نے اس کو گرفتار کیا ہے اب قلعے پر جاتے ہین کہ مرسوم سے لڑین اپنا مطلب
حاصل کرین لیکن مرسوم ایسا بہادر ہے کہ وہ انکا دباؤ نہ مانیگا ضرور لڑیگا یقین
ہے وہ ہی اسکو رہا کرے گلفام خاموش ہورہی مگر طولاب سے لوگون نے کہا
قیدی بگڑ گیا اب آگے نہ بڑھیگا طولاب نے گینڈا بڑھایا قریب ارابے کے
آیا کہا ای جوان کیون نہین چلتا بیران نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمارا
ارابہ سائے مین ٹھہراؤ مگر نگہبانون نے ضد سے ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
اب آج اسی مقام پر اتر پڑو طولاب نے دیکھا کہ ابھی اسکو قتل کرنا منظور
نہین ہی جو کہتا ہی وہ ہی کرو طولاب اسی مقام پر اتر پڑا ایک خیمے مین بیران
کو قید کیا چند نگہبان مقرر کیے گلفام نے جو یہ خبر سنی کہ سب اسی مقام پر اتر
پڑے ہین رات کو گھبرا کے باپ کو بلایا کہا حضور یہ بات جرأت کے خلاف ہے آپکے
گانون کے دروازے پر ایک بندۂ خدا قید ہی اور کوئی خطا نہین کی مناسب
جانیے تو شبخون مارے لطف حاصل ہوگا اگر آپ نے اس جوان کو رہا کر لیا تو نبیرۂ
حمزہ پر احسان ہوگا وہ بہادر نہایت انصاف پسند ہین عیار انکا دو کوشش
کر رہا ہی اس طرح بیٹی نے سمجھا کر کہا کہ زمیندار کو جوش جرأت آیا باہر آکر گنوار
جمع کیے آپ ٹٹو پر سوار ہوا دوپہر رات گئے گنوار کو ساتھ لیکر جو کئی ہزار آدمی
تھے چند پاسی کلہاڑے لیے ہوئے آکر گرے اور نگہبانون کو قتل کرنے لگے دیوث نے
جاکر طولاب کو جگایا کہ حضور اٹھیے اس گانون کا زمیندار شبخون آیا ہی طولاب
اٹھا اس وقت آکر پہونچا کہ اسنے دور سے دیکھا کہ نگہبانون کو قتل کرکے زمیندار
کا ارادہ ہی کہ اندر قید خانے کے جاؤن طولاب نے للکارا او گنوار خبردار
اس خیمے مین نہ جانا ورنہ قیامت برپا کردونگا زمیندار رک گیا طولاب نے
فوج کو اشارہ کیا کہ ان گنوارون کو مار لو مگر گلفام نے جب دیکھا کہ باپ
نے میرا کہنا مانا تو مردانے کپڑے پہن کر پیچھے باپ کے چلی طولاب کے للکارنے
سے زمیندار تو ہٹ گیا مگر گلفام ایک سپاہی کی شکل پر گھٹنا پہنے ہوئے انگرکھا

اونچی چولی کا پہنے ہوئے تلوار ہاتھ مین ہٹو ہٹو کرتی ہوئی در خیمہ پر آئی نگہبان جو
دو چار باقی تھے اُن سے کہا مین جاکر قیدی کا سر کاٹ لون یہ کہکر خیمے مین گھسی
سامنے ببران کے آکر کہا ہاتھ اُٹھائیے مین ہتھکڑی کاٹون ببران نے ہنس کر کہا
ای جوان مہربانی کا کیا باعث ہی گلفام نے سر جھکا لیا کہا ای ببران جس زمیندار
نے شبخون مارا ہی مین اُسکی بیٹی ہون کل تم کو لنگر مارتے دیکھا جرأت تمھاری پسند
آئی مین نے باپ کو راضی کرکے براے شبخون بھیجا تھا مگر وہ آپ کو رہا نہ کر سکے
طولاب اُن کے سامنے آگیا اُسنے اُن کو رد کا تب مین نے یہ قصد کیا یہ کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی ببران نے قید توڑ ڈالی اور نعرہ کیا نظم
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون منست + بر سر
دار فنا خانۂ غوغاے من + باک ندارم ز دار چوب ستون من است + خانۂ تاریک
و تنگ بستہ بزنجیر عشق + بشکنم این بند را وقت جنون منست + گلفام اسکی
طاقت پر نثار ہوگئی کہنی تھی ای پہلوان آج ہمنے دیکھا کہ زور تمھارا ایسا ہی
کسی پہلوان مین یہ طاقت نہین دیکھی حقیقت مین پہلوان زبردست ہو مگر وہ کیسا
شیر ہی کہ جسنے تم ایسے کو زیر کیا اور تم اُسکے مطیع ہوے ای ببران مجکو ہوس ہی
کہ مین تمھارے آقا کو دیکھون ببران نے کہا اُنکو خبر نہین ہی کہ مین ایسے مقام
پر پھنسا ہون اگر وہ آگاہ ہوتے تو فورًا آتے اور مجکو اس آفت سے بچاتے مگر
عیار اُن کا کدو کوشش کر رہا ہی گلفام نے کہا یہ تیغہ لیجیے اور باہر نکلیے نگہبانون
کو مار کر مصروف جنگ ہوجیے ببران تیغہ لیکر باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا فوج
نام ببران سنتے ہی بھاگنے لگی مگر طولاب کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہی گینڈا بڑھاکے
مقابلۂ ببران مین آیا للکارا کہ او جوان ہوشیار ہو منم طولاب برق انداز میری
تلوار سے آج تک کوئی نہین بچا ہی آئندہ تجکو اختیار ہی ببران نے کہا او بیحیا
مین تیری جرأت تو دیکھون طولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ببران نے خالی دیکر
تیغہ مارا گینڈے کا طولاب کے سر کٹ گیا طولاب گینڈے سے گرا ببران نے

جھپٹ کر طولاب کو دبوچ لیا چاہا مار ڈالون طولاب منتین کرنے لگا اور کہا ای
پہلوان دوران مین تمھاری تابعداری کرتا ہون ببران نے کہا مسلمان ہو تو
چھوڑ دون طولاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا زمیندار لڑ کر نکل گیا تھا
طولاب نے پوچھا ای ببران یہ کون تھا جسنے شبخون مارا ببران نے کہا ای
طولاب خدا کی قدرت ہی یہا نکے زمیندار کا مین نام بھی نہین جانتا ہون وہ
اس مصیبت مین شریک ہوا بیٹی اُس کی گلفام نامے قید خانے مین آئی اُسنے
آکر مجھے رہا کیا عورت کی یہ جرأت کہ کچھ خیال نہ کیا لڑ بھڑ کر مجھ تک آئی اور کس
آن بان سے مجکو رہا کیا مین اُسکا ممنون ہون تم لشکر اُتارو مین آتا ہون یہ کہکر
ببران طرف قریہ کے چلا راہ مین زمیندار سے ملاقات ہوئی زمیندار نے
کہا کہ ای پہلوان کیونکر رہائی پائی مین تو مجبور ہو گیا تھا قید خانے پر پہونچا
اور تم کو رہا نہ کر سکا اب آپ کہان جاتے ہین ببران نے کہا تمھاری ملاقات
کو جاتا تھا تمھارا شکریہ ادا نہین کر سکتا ہون تم نے اس مصیبت مین ساتھ
دیا کیونکر احسان نہ مانون وہ زمیندار بیٹی سے سُن چکا تھا کہا چلیے آج آپ کی
دعوت ہی بہ محبت ببران کو اپنے مکان پر لایا سامان دعوت مہیا کیا طائفے
عمدہ عمدہ بلوائے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

شتاب لکھے ثنائے رُخ نگار قلم + دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم +
کہان تلک وہ لکھے حال شہسوار و نگار + ہوا کے گھوڑے پہ کب تک ہے سوار قلم
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ + جو لکھین سیکڑون منشی بنین ہزار قلم

اِن اشعار کو سُن سُن کر ببران تعریفین کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین پردہ زنانی
ڈیوڑھی کا اُٹھا ایک کنیز آئی ترنج خوشبوئی سینے پر ببران کے مار دیا سب ملازم
زمیندار کو نذرین دینے لگے اور کہتے تھے کہ یہ داماد آپ کو مبارک ہو طولاب
کو خبر پہونچی کہ ببران کا عقد ہو گا طولاب بھی آکر شریک ہوا زمیندار نے بخوشی
خاطر اپنی بیٹی کا عقد ساتھ ببران کے کر دیا ببران نے گوہر مراد حاصل کیا وہان سے

کوچ کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف قاسم کے چلے یہان قاسم مقابلۂ سوہان
مین اُترے ہوے ہین سوہان نے کئی دن تامل کیا طبل جنگی نہ بجوایا کئی دن کے
بعد طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا ہی گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی قاسم کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون مگر سرداران قاسم روک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مقابلہ
مین نہ جائیے ہم جاکر مقابلہ کرین گے کہ صحرا سے گرد اُڑی ببران بلا افگن گینڈے
پر سوار پشت پر مرسوم قزاق و طولاب برق انداز و چند سردار ہین سوہان
کو جو سب کے آگے دیکھا تیور پر بل پڑ گئے گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کے
آواز دی او مکار خدا کی قدرت مین عین وقت پر آ گیا مین مشتاق تھا کہ تجھ سے
مقابلہ کرون لطف جرأت ملے سوہان نے کہا اے ببران تمھاری قضا لیکر آئی
ہی تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ببران نے کہا اب زیادہ کلام نہ کیجیے زبان
تیغ سے کام لیجیے سوہان نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ مارا ببران نے
تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سوہان
دو ٹکڑے ہو گیا فوج نے سوہان کی بلوہ کیا ببران فوج پر جا پڑا اور پکار کر
آواز دی کہ آقائے نامدار آپ تکلیف نہ فرمائیے گا مین جنگ کو سمجھ لونگا میری
آرزو پوری ہوئی یہ بے حیا میرے ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے قصد کیا تھا مگر
ببران کے کہنے سے رُک گئے سب کو منع کیا کہ کوئی مدد ببران کو نہ جائے وہ
منع کرتا ہی کوئی تو سبب ایسا ہو کہ ہمارے سردار کا نام ہو جائے صاحبو اکیلا
زخمی ہو کر گیا تھا وہان سے سردارون کو لایا ہی سب جلیل معلوم ہوتے ہین یقین
ہی کہ یہ ہمارا ساتھ خوب دیویگا مگر ببران جو فوج پر جا کر گرا تھوڑے ہی عرصے
مین سب کا خاتمہ کیا آخر سب بھاگ گئے چند مسلمان ہوے ببران بفتح و فیروزی
خدمت قاسم مین آیا سب سردارون کو قاسم کے قدمون پر گرایا قاسم نے
سب کو گلے سے لگایا اور ببران سے فرمایا ان سب کے تمھین افسر رہیے ببران
بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ تمنے ہمارے آقا کو دیکھا کیا جرأت

ہر کیا شوکت ہوا ایسے کا کیون نہ ساتھ دین جو ہماری قدر کرے اُسکے تابعدار ہین قاسم سب کو لیکر بارگاہ مین آئے صحبت جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر خدمت ہوے جام مئے ارغوانی چلنے لگا صداے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رات بھر جلسہ رہا صبح کو قاسم نے سبکو ساتھ لیکر کوچ کیا مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز قاسم سے رخصت ہوے چند سوار ساتھ لے لیے طرف صاحبقران کے چلے راہ مین ایک صحرا ملا کہ نہایت ویران تھا سوکھے ہوے پتون کا جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے زاغ و زغن کا جابجا جماؤ قاؤن قاؤن کر رہے تھے ماہ عالم افروز نے جو وہ صحرا دیکھا بہت پریشان ہوے فرماتے تھے یہ صحرا کسقدر ویران ہو حقیقت مین کف دست میدان ہو کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ نشے مین شراب کے چور ایک نرگاؤ پر سوار نرگاؤ کو بھگائے ہوے آتی ہو بال سر کے چھوٹے ہوے زمین پر لوٹتے ہوے اُس ساحرہ کی نگاہ جو ماہ عالم افروز پر پڑی عاشق ہوکر پکارنے لگی کہ او جوان میرے پاس آ منم مجنون جادو مین اس صحرا کی حاکم ہون میرے سحر کا یہ باعث ہو کہ صحرا ویران ہو رہا ہو مین روز سحر کرتی ہون تاکہ یہ جنگل آباد نہ ہونے پائے شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ کیا بکتی ہو مجنون جادو بلائین لینے لگی اور یہ اشعار پڑھتی تھی نظم

سنا کیا سبھے وہ باتین بد زبان کیا کیا
کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتے ہی چٹکا ہو جب کوئی غنچہ +
تو پھول پھول کے بیٹھا ہو باغبان کیا کیا

وہ کون ہو جو تری گفتگو نہین کرتا
سنے ہین ہمنے ترے تذکرے کہان کیا کیا

الٰہی دیکھیے یہ دیکھنا دکھائے کیا
بُری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا

شکایتین تھین بہت اور مجال وقت تھی کم
دم اخیر سناتا یہ نیم جان کیا کیا + +

زمین مین گاڑ کے اہل وطن ہوے رخصت
ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتو نسے غافل ہین
گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر | جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

ایسی واہیات باتین کہتی ہوئی وہ شاہزادے کے قریب آئی صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگئی دل مین کہتی ہو کہ اگر یہ معشوق پاس رہیگا تو بڑا لطف حاصل ہوگا حقیقت مین نک سکھ سے اچھا ہی کمر مین شاہزادے کی ہاتھ ڈال دیا سحر کرکے اٹھالیا اور لے بھاگی وہ لوگ جو شاہزادے کے ساتھ تھے بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہرا مگر سمک یلداقی ایک غار مین چھپ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ وہ ساحرہ شاہزادے کو لے گئی بیتاب و بیقرار ہوکر غار سے نکلا یہ دیکھ لیا کہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اُسمین لے گئی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر گاتا ہوا چلا نظم

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک | نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہمارے ہاتھ پہونچنے لگے گریبان تک | جنون کے دن گئے فصل بہار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے ملک دلمین آکے کہا | خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچہے کرتی ہی باغ مین بلبل | جو دن آگئے ہین جو فصلِ بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل و نہار کو دینا | یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر کو کیا بادشاہ سے مطلب | وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
غبار اُڑکے ہوا سے مرا تصدق ہو | وہ آئین گر کبھی میرے مزار کے نزدیک
پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا | جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
نجف مین دفن وہ ہوتا ہی جاکے اے سطوت | جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

سمک تانین مارتا ہوا قریب درۂ کوہ کے آیا سامنے بیٹھکر گانے لگا مجنون جادو جو شاہزادے کو درۂ کوہ مین لائی ایک لال چادر اوڑھکر گویا دلھن بنی شاہزادے کو سمجھا رہی ہو کہ پیارے مجھے قبول کر میری تجھپر جان جاتی ہی شاہزادہ سخت و سست کہہ رہا ہو کہ او بیحیا دیوانی ہوئی ہی اپنے حواس درست کر میری جان جائیگی مگر تیرا کہنا نہ مانونگا تجکو جو منظور ہو وہ کر مجنون جادو ناچار ہوکر بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہو کہ ہاے کیا کرون یہ جوان مانتا ہی نہین اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کیا کرون یکایک

گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک فقیر نحیف و ضعیف تانین مار رہا ہی
حیران ہو گئی کہ اس سن مین یہ آواز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب انھین اُٹھا
کو پھر کہو سماک نے دو چار تانین ایسی ماربن کہ مجنون بیقرار ہو گئی تعریفین کرنے لگی
کہتی ہی بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی اب تو سماک نے باتون کا تار
باندھ دیا مجنون نے کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد بھی ہی بڑے میان
نے کہا ایک سو بارہ بیبیان ہین کوئی دن خالی نہین جاتا کہ کسی کے پاس نہ جاتا ہون
کئی سو بیٹے ہین کپڑے عمدہ عمدہ پہنتے ہین جو کچھ کہین سے پاتا ہون مجکو مار کر چھین لیتے
ہین اور گھر مین جا کر کھانا وغیرہ پکواتے ہین بڑے بڑے پہلوان ہین بعضے پھنکیت
ہین بانک بھی سیکھی ہی مگر مین کسی کو اپنا فرزند نہین جانتا ہون یہی جانتا ہون کہ
اُن عورتون کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین خیر پڑے رہین مجنون ہنسنے لگی کہا
بڑے میان بڑے زندہ دل ہو عورتون کا تمھاری سن کیا ہی بڑے میان نے کہا
پانچ پانچ برس کے سن مین بیاہ کر لایا اب جو وہ جوان ہوئی ہین مجھسے محبت کرتی ہین
جو سب مین بڑی ہی اُسکو چودھوان سال ہی بڑی بد مزاج ہی ہر وقت مجھسے لڑا کرتی
ہی اُسکو بڑی ضد ہی مجنون نے کہا بڑے میان صاحب تم بڑے حُسن پرست ہو
مین ایک جوان کو لائی ہون وہ نہایت حسین ہی میرا وصل نہین قبول کرتا بڑے میان
نے کہا تم نے اُسکو کچھ ستایا ہوگا مجنون نے کہا مین اس صحرا سے اُسکو اُٹھا لائی
ہون وہ کہتا ہی کہ مجکو مار ڈالو مین نہ مانونگا بڑے میان نے ایک آہ کی اور کہا کہ
ای مجنون جادو کون ایسا مرد ہوگا کہ تم ایسی شلیلہ کو نہ قبول کرے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ جوان تمسے بیزار ہی ورنہ تمکو دیکھ کر میرا عجب حال ہی لیکن مشکل یہ
ہی کہ تم اُسپر عاشق ہو ایسا نہ ہو مین قصد کرون اُسکو ناگوار ہو یہ تو ضرور ہی کہ وہ
بھی تم پہ جان دیتا ہوگا مگر ضبط کرتا ہی حال دل کو چھپاتا ہی مین ایک تدبیر بتاؤن
میرے مرشد نے مجکو ایک منتر تعلیم کیا ہی اُسمین یہ صفت ہی کہ مین شراب پر دم کرون
اور تم پیکر اُس سے بات کرو تو مثل تمھارے اُسکو بھی محبت ہو مجنون نے کہا مین ابھی

شراب لاتی ہون یہ کہکر دوڑی اور بھٹی سے شراب لاکر سماک کو دی سماک نے
شراب اونڈیلی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھ پڑھ کر پھونک دیا
مجنون سے کہا لو اسکو پی جاؤ مجنون نے شراب پی اور بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
بڑے میان صاحب اس شراب نے بڑا نشہ کیا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہو سماک نے
کہا میرے عمل کی تاثیر ہو اب اُسکا بھی دل بیقرار ہوگا بعد تھوڑی دیر کے مدعائے
دلی حاصل کرو بڑا لطف ملیگا مگر اُٹھکر ٹہلو مجنون اُٹھی چند قدم چل کر گری گر کر
بیہوش ہوگئی سماک نے خنجر کھینچا چاہا قتل کرون پہلو سے آواز آئی کہ خبردار خنجر
نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک سیاہ کردونگا سماک نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ رو
و بدخو دوڑا ہوا آتا ہی اپنے نام کا نعرہ کرتا ہوا کہ منم ممنون جادو شوہر مجنون
سماک نے چاہا کہ کودکر بھاگون مگر کسی طرف راستہ نہ پایا ممنون نے سحر کیا خنجر ہاتھ سے
سماک کے گرا پاؤن زمین نے تھام لیے ممنون نے دیکھا درۂ کوہ مین ایک
جوان بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہو شاہزادے نے کہا مجکو یہ بیچیا گرفتار کرلائی
ہی اور وصل کی خواستگار ہی ممنون نے مجنون کو ہوشیار کیا جب مجنون کی
آنکھ کھلی تو اُسنے پکار کر کہا کہ کیون پیارے ابتو قبول کروگے ممنون نے ایک
لات ماری اور کہا کہ او لکاتہ تو روز جو غائب ہوتی ہی تو انھین فکرون مین رہتی
ہی مجنون نے کہا کہ ای ممنون یہ تو فیاضی ہی جو جیسا دیگا ویسا پاویگا کیون
اسقدر جھلاتا ہی دیکھ تو یہ جوان کیسا خوبصورت ہی اگر مین اسپر عاشق ہوئی تو
کیا نقصان ہی اسکے بارے مین کچھ نہ کہنا ورنہ تجھسے آشنائی چھوڑ دونگی ممنون
نے جھلاکر کہا او فاحشہ مدت سے میرے تیرے ملاقات ہی اُسپر رضامند نہین میرے
ساتھ چل باغ گلچین مین کیسی تیاری کی ہی چل کر شراب پی باغ کی سیر دیکھ
مجنون نے کہا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی ممنون نے ہاتھ تھاما کھینچنے لگا مجنون
کو جو صدمہ ہوا تو اسنے سحر کیا ایک تلوار ممنون پر گری ممنون کا شانہ نشانہ ہوا
زخم کھاکر ممنون جادو نے خاک اُڑادی کہ مجنون اندھی ہوگئی ممنون کو گالیان

دینے لگی کہ او نگوڑے بیہودہ مجکو اندھا کیون کر دیا ممنون نے کہا تو اسی لائق ہو مجنون نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ ممنون کا تھام کر ایک چکت ماری کہ ممنون کی بوٹی نوچ لے گئی ممنون نے جھلاکر کاردسحر ماری مجنون کے سینے کے اُسپار گذری شاہزادہ سحر سے رہا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ او ممنون اب کہان جائیگا ممنون نے کہا او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی غنیمت جان کہ اتنی دیر تیری جان بچی شاہزادے نے چاہا ممنون کی گردن پکڑ لون مگر ممنون نے سحر کیا کہ ہاتھ پائون شاہزادے کے بے قابو ہو گئے اب ممنون نے لاشہ اپنی معشوقہ کا دیکھا بڑا قلق ہوا دل مین کہتا ہی کہ ایسی عورت کہان ملیگی کبھی کسی بات مین انکار نہین کیا اس جوان کو اور اس عیار کو لے چلون چلکر ان دونون کو باغ گلچین مین قتل کرون جب مین نے اپنی آشنا کو مار ڈالا تو انکو کیون زندہ چھوڑون اسی کی وجہ سے یہ فتور ہوا ایک پنجہ کمر مین شاہزادے کے دیا اور ایک ہاتھ سے سماک کو اُٹھا لیا دونون کو لیکر چلا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمانکا
اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین صید بیجانکا

پریزادونکا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین یارو
ملے مجکو جو کشکول افسر شاہ سلیمانکا

جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھونسے
لڑکپن مین جو افسانہ سُنا کرتے تھے طوفانکا

مرے ہر وقت دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہی ان اوراق پریشانکا

وہ غیرون سے گلے ملتا رہے حق نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربانکا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہوتے ہین راہی
قمر مالک ہی تو ہی اندنون کوہ و بیابانکا

یہ آواز سُنکر ممنون نے پلٹ کر دیکھا کہ بالاے کوہ جلسہ ہی ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی کنیزین کام کر رہی ہین دو کنیزین کلعذار کبک رفتار شیرین گفتار پھولونکی پنکھیان ہاتھ مین داہنے بائین کھڑی جھل رہی ہین مگر نازنین خاموش بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی ممنون اُس صحبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا آیا تو اُڑا ہوا

جاتا تھا یا اُتر آیا کنیزون نے کہنا شروع کیا ارے یہ کون مردوا ہی کہ ہم عورتون
مین گھس آیا ہی صاحب خانہ نے بدمزاج ہوکر کہا او شخص تو کون ہی کہ ہماری
صحبت مین چلا آیا ممنون نے شاہزادے کو ہاتھ سے رکھدیا صاحب خانہ نے
جو جمال شاہزادہ دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا او ظالم اس بیچارے کو کہان سے
پکڑ لایا شاہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر سماک نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین آپکا
بھیک ہون مجکو بھی یہ پکڑ لایا ہی رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا
مین نے نہ لیے اُس پر بگڑ گیا اور کہا تجکو چل کر قتل کرونگا مالک صحبت کہ نام اسکا
شیرین عذار ہی بول اُٹھی کہ میان گوییے کچھ ہم کو تو سناؤ سماک یلداقی تو یہی
چاہتا تھا سنبھل کر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہی نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ ٭ چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم ٭ پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حسن کے دیدار کا مشتاق کیا ٭ نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا ٭ شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو ٭ بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل ٭ آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

ملکہ نے یہ گانا سنکر کہا کہ میان گوییے صاحب کیا خوب گاتے ہو سماک نے کہا ابھی
آپ نے میرا کمال کیا دیکھا ہی اور بہت سے کمال ہین حضور سنکر بہت خوش ہونگی
یقین ہی کہ جو مین صحبت مین بیٹھون تو آپ پسند کرین اور حکم دین کہ یہ حاضر رہے
ملکہ نے ممنون سے کہا کہ ای ممنون تم جاؤ ہماری صحبت مین نہ ٹھہرو اور ان
دونون قیدیون کو چھوڑ جاؤ ہم ان سے دل بہلائین گے ممنون نے کہا کہ ای
سلطان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین خدمت مین حاضر رہونگا یہ گویا نہین
ہی عیار ہی میری آشنا کو اسنے قتل کرایا ہی مین آپ پر جان دیتا ہون اس نازنین
نے جھلا کر کہا کچھ دیوانہ ہوگیا ہی جا سامنے سے دور ہو ممنون نے جھولی مین

ہاتھ ڈالا ارادہ ہوا کہ گولہ نکالوں شیرین عذار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری ممنون
کے دو ٹکڑے ہوئے ممنون کے مرتے ہی شاہزادہ قید سے چھوٹا اُٹھ کھڑا ہوا
سماک نے بھی ارادہ کیا کہ جست کرکے نکل جاؤں پھر سوچا کہ آقا رہجائینگے
شیرین عذار نے حکم دیا کہ لاش اس گستاخ کی پھینک دو لاشہ ممنون کا پھینکدیا
ابتو سماک نے خوب مسخرہ پن کیا کہ شیرین عذار نے شاہزادے کو اپنے پاس
بٹھالیا شاہزادہ بھی بہ نگاہ محبت شیرین عذار کو دیکھ رہا ہی شیرین عذار نے پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے کہا ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران
فرزند امیر ج نوجوان پہلے مجکو مجنون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر ممنون جادو
نے آکر اپنی آشنا کو مارا عجب ساعت نیک تھی کہ مین تم تک پہونچا شیرین عذار
نے مسکراکر کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہین گے تو بڑے آرام پائینگے ظاہرا کوئی
تکلیف نہ ہوگی آپ کو معلوم ہوگا کہ جمشید ثانی ہمارے خداوند ہین لیکن
آج کل بڑی مصیبت مین گھرے ہین مسلمانون نے چہار جانب سے گھیرا ہی طلسم ظاہر
سے بھاگ کر قدرت طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے پیچھا نہ چھوڑا ابھی میرے
پاس نامہ آیا ہی کہ ای شیرین عذار برائے مدد آؤ تو مین چلونگی اور آپکو بھی
لیچلونگی آپ کو زرہ بنا دونگی کہ آپ فرزندان حمزہ پر غالب آئیے جو حریف آپکے
سامنے آئیگا وہ گھبراکر بھاگ جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم وہ
سب میرے باپ اور چچا ہین میرے والد فرزند قاسم اور قاسم فرزند رستم اور
رستم فرزند امیر حمزہ اسی سال مین ہین نے خروج کیا ہی جابجا لڑائیاں پڑ رہین
لوحین بہت سی ممکن ہوئین طلسم آبگینہ کو توڑا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا آکر
والد سے ملا چچا سے ملاقات ہوئی دادا جان بہت چاہتے ہین تو ای ملکۂ عالم اُن
لوگون کی مدد کرین یا جمشید ثانی کی اُس بیحیا پر لعنت ہی ایک شخص مکار اُس کو
خداوند جانتی ہو اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتین وہ رحیم و کریم و سمیع و علیم
ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی

پر کہا یا اگر مجھسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو مگر جب سحر سے توبہ کر دگی تب مجھسے
عقد ہوگا شیرین عذار نے دین اسلام قبول کیا آپسمین عہد و پیمان ہوگئے شاہزادہ
شریک صحبت ہوا شیرین عذار خوش بیٹھی ہی سماک بھی صحبت مین حاضر ہوا اب
شیرین عذار نے کہا کہ اَی شہریار ایک بات کا قلق ہی کہ باپ میرا اسہراب جادو
سامنے قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی اگر وہ سُن پائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا شاہزادے
نے کہا اگر بغاوت کریگا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین یہ بھی نہین چاہتی کہ باپ
میرا قتل ہو شاہزادے نے کہا کہ اَی ملکۂ عالم اگر اُنھون نے مجھپر لشکر کشی کی
تو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین چاہونگا کہ میری اطاعت کرین مجبوری سے
قتل کا نام لونگا اگر انشاء اللہ وہ مطیع اسلام ہوے تو بڑا مطلب حاصل ہوگا
مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا نام کیاد بد باطن ہی جسوقت سے ملکہ اور شاہزادے سے
سامنا ہوا ہی اُس وقت سے جھلا رہی ہی آپسمین کہتی ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا
کیسا جلدی ملکہ دھگڑے سے ملگئین پھولی ہوئی بیٹھی ہین ہم لوگونکا کچھ خوف نہین
نہ یہ دھیان آیا کہ ہمارا باپ نامی وگرامی ہی اِس طرف کے جتنے شاہ ہین سب
اُس کو خراج دیتے ہین اور وہ خدمت خداوند مین بھی جاتے ہین یہ نہ سمجھین کہ یہ ذکر
تا بہ خداوند پہونچیگا وہ فرمائینگے کہ اِنکو قتل کرو کیون صاحبو جو ہم لوگون سے
پرسش ہوگی تو کیا جواب دینگے غریب کو سب ستاتے ہین ہمپر مار پڑیگی کنیزون
نے کہا کہ اَی کیاد خاموش رہ ایسا نہ ہو ملکہ سن لیوین تو باعث خرابی ہو خفا
ہونگی کہ ہمارے فعل پر طعن کرتی ہی پھر ہم لوگ کیا کہین گے مگر کیاد اسقدر بیقرار
ہی کہ بڑبڑاتی پھرتی ہی ایک ایک سے یہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ سے کہو
کہ اس جوان کو نکال دین باغ مین رہنا بہتر نہین کنیزین کہتی ہین کون اُنسے
کہے کیسی وہ جوش مین بیٹھی ہین ابھی کہین تو رنجیدہ ہو جائین آخر کیاد کو چین نہ
آیا گھر کا حیلہ سوچا سامنے ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ حضور لونڈی کی نواسی
بیمار ہی اگر حکم ہو تو دیکھ آؤن بیٹی داماد مین بھی بڑی لڑائی ہوئی ہی جاکر اُنکو سمجھا بھی دون

میل کرادون مین ابھی حاضر ہونگی ملکہ نے کہا ای کیاد جاؤ مگر جلدی چلی آنا یہ حکم
پاکر کیاد دروازے پر آئی پکار کر کہا کہ اے ڈولی لاؤ کہار ڈولی لائے کیاد
سوار ہوئی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھے باپ انکے کہان ملین ایسا
کہون کہ چل جاوین اور کہین کہ چل کر اُس جوان کو قتل کردن ملکہ کی بھی سرکشی نکلجائے
قضائے کار باپ ملکہ کا برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کہ دیکھا سامنے سے
کیاد کی ڈولی آتی ہی سہراب جادو ٹھہر گیا پکار کر کہا کہ ای کیاد کہان جاتی ہو
اس وقت تمکو دیکھکر شیرین عذار یاد آئی وہ کیا کر رہی ہی مین آج کئی دن کے
بعد پلٹا ہون اُس سے کہدینا کہ جلد آکر حاضر ہو سلام کر جائے مین دیکھون
تو خیر و عافیت سے ہی کیاد نے کہا کہ ای شاہنشاہ ساحران مین آپ ہی کی خدمت
مین چلی تھی اسی فکر مین تھی کہ کیونکر ملاقات ہو عجب معرکہ گذرا کہ ممنون جادو نبیرۂ
حمزہ کو قید لیکر آیا ملکہ نے ممنون کو مار الاشہ اُسکا پھنکوا دیا اُس شاہزادے
کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین ہمنے سمجھایا کہ بی بی تم سہراب جادو کی بیٹی ہو وہ مصاحب
خداوند ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کو خبر پہونچے تو وہ بہت رنجیدہ ہونگے آئندہ آپکو
اختیار ہی جھلا کر کہا اس کو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری ناصح ہی جو ہمارا جی چاہتا
ہی وہ کرتے ہین مین ناچار ہو کر چلی آئی چاہتی تھی مالک کی بُرائی نہ کرون مگر ایسی
مجبور ہوئی کہ حاضر ہوئی آپ جانتے ہین کہ مین نے اُن کو گودیون مین پالا ہی آپ
تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ اس فعل سے باز آئین نئی بات یہ ہی کہ وہ جوان تو انکار کرتا
ہی اور ملکہ ٹوٹی پڑتی ہین اُسکا یہ طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین
کرتا ملکہ مطیع اسلام بھی ہوگئین خداوند کو بُرا کہا ہم لوگون کو ناگوار ہوا اب
مجبور و ناچار ہو کر عرض کرتی ہون یہ سُنکر سہراب گینڈے سے کود پڑا اور
کہا تم چلو ہم آتے ہین آکر وہ آفت برپا کرونگا کہ زمین ہلا دونگا شاہزادے کو
تو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھ کو
ترس نہ آئے اور بی ملکہ کی وہ خدمت کرون کہ پھر آئندہ کبھی ایسا ارادہ نہ کرین

غیر شخص مذہب کے خلاف اُس کو پہلو مین بٹھالیا ہمارا کچھ خیال نہ کیا دیکھو اب ظاہر ہو جائیگا بعنایت خداوند جمشید ثانی وہ آفت برپا کرون کہ وہ جوان ساری جرأت بھول جائے باعث یہ ہوا ہی کہ چند ساحران ذلیل کو مار لیا ہی اُسی غرور مین ہی ابھی کسی ساحر سے مقابلہ نہین پڑا ہوگا کیاد نے کہا ایک ہوشیاری کیجیے گا کہ ملکہ ضرور سحر کریگی اسکی تدبیر کرتے لیجیے گا ملکہ کا سحر بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف پہونچے سہراب نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ اُسنے سحر قاعدے سے حاصل کیا ہی جشن مین جو گئی تو سند کامل حاصل کی ہی سب ساحر اُسے مانتے ہین تعریفین کرتے ہین جو ساحر مدت مدید سے اُترے ہوے تھے وہ سب نامنظور ہوے مگر اسکا سحر منظور ہوا ستارہ بنکر اُڑی تھی اسقدر بلند ہوئی تھی کہ کرۂ تاریک مین پہونچی وہانسے جو اُتر کر آئی بیان کیا کہ دریاے آتش موج مار رہا ہی مین آگے نہ جا سکی افسر نے اُسی وقت اُسکو سند دی اور یہ کہا کہ اب تمکو ضرورت نہین ہی مگر سمجھ لو نگا آسمان سے آؤنگا پہلے سحر کرکے اُس کی زبان بند کرونگا اور شاہزادے کی تو کیا حقیقت ہی فقط اشارہ کافی ہی غیر ساحرون کی ہم کچھ حقیقت نہین جانتے کیاد تو ہنستی ہوئی پلٹی باغ مین آئی یہان وہ وقت ہی کہ گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہار حُسن خداداد کو زوال نہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
یہ حُسن تو ہی خداداد اِسے زوال نہین

جواب دیکے نہ دل توڑ روز سائل کا
شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین

فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین

خدا نہ روز سیہ یہ کسی کو دکھلائے
گہن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین

مہیا زیست کا کھٹکا ہی ہر مہینے مین
نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین

ریاض حُسن کے میوے مین یہ لطافت ہی
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای بشر
مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مئے ارغوانی گردش مین ہی ملکہ شیرین عذار شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہین اور سماک یلداقی ایک طرف گوشے مین بیٹھا ہی کہ کیا دنے آگر عرض کی کہ واری مین کچھ کہا چاہتی ہون ملکہ نے کہا کیا کیا دنے کہا حضور اسطرح بیٹھی ہین کہ بالکل خوف نہین ایسا نہو کہ آپ کے والد کو اطلاع ہو جائے تو باعث خرابی ہو اگر مناسب ہو تو اس جلسے کو موقوف کیجیے شاہزادے کو حکم دیجیے کہ جاکر کسی کمرے مین بیٹھین وقتاً فوقتاً ملاقات کیا کیجیے یہ جلسہ اچھا نہین ملکہ نے یہ سُنکر حکم دیا کہ کیا دکو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری کیا ناصح ہی ہم کچھ نہین خیال کرتے جو مزاج مین آئیگا وہی کرینگے تیرا کہنا نہ مانینگے کیونکر ہو سکتا ہی کہ اپنے مہمان کو تکلیف دین تم لوگ بھی جانتے ہو کہ مین امورات باطنی سے بری ہون جب خدا فضل کریگا اور جمشید ثانی مارا جائیگا اُس وقت عقد ہمارا ہوگا انشاء اللہ جاکر شہزادیون سے ملین گے ہم جاکر جمشید ثانی کو خود گھیرینگے کسی طرح یہ مارا جائے کہ سر حد پاک ہو مکار نے سحر کرکے دعوی خدائی کیا اب اس مکاری کا حال ظاہر ہو جائیگا کیا د تو بڑبڑاتی ہوئی ہٹ آئی مگر سماک نے کہا حضور اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کے باپ سے اطلاع کرآئی اب آپ کو سمجھانے آئی ہی شیرین عذار نے کہا کہ مجکو کوئی کیا سمجھائیگا بقول شاعر

فرد حضرتِ ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ٭ پر کوئی مجھکو یہ سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا ٭

یہ عشق ایسا نہین ہی کہ کسی کے سمجھانے سے باز آؤن جو کیا سو کیا اگر زمین و آسمان ایک طرف ہو جائے تو مین محبت سے شاہزادے کی ہاتھ نہ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ ابر سیاہ نمایان ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم شاید کوئی ساحر آتا ہی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا دیا ابر پھٹا اپنے باپ کو دیکھا کہ آسمان پر ٹھہرا رہا ہی ملکہ کے تو ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگئین گھبرا کر کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جائیے سماک سچ کہتا تھا یہی کیا دنے یہ تدبیرین کین مگر سہراب نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا

کہ دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی شاہزادے نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ باپ پر
سحر کرو مگر سہراب جادو نے پہلے ہی سامان کر لیا تھا ایک شیشہ جو ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر دم کرکے لایا تھا وہین سے پھینک مارا وہ شیشہ جو ٹوٹا قطرے پانی کے ملکہ
پر گرے ایک قطرہ شاہزادے پر باقی چند کنیزون پر ملکہ بیہوش ہوکر گری شاہزادہ
بھی بدحواس ہوا تلوار ہاتھ سے چھوٹی سر زمین پر رکھدیا پائون دراز ہوگئے اور بیہوش ہوا
کنیزین بھی بیہوش ہوہوکر گرین سہراب جادو آسمان سے اُتر از مین پر ہاتھ ہلاتا ہوا
آیا اُس ہاتھ ہلانے سے تلوارین گرین کنیزون کے سر اُڑ گئے ملکہ کو اُٹھا کر ستون
سے باندھا شاہزادے کو بھی باندھ دیا منظور رہا کہ کوڑا ہاتھ مین لیکر اُس مہ جبین
کو مارون اور کھال اُڑا دون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اسطرف
آئیے ورنہ میری جان نہ بچیگی سہراب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین گندمی رنگ
جوڑا بھاری پہنے ہوے چیختی ہوئی آتی ہی شانے سے خون ٹپک رہا ہی سہراب نے
کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اِس گوشے مین ایک عیار مکار چھپا بیٹھا
ہی عورت بن رہا ہی جلد آئیے اُسکو گرفتار کر لیجیے ایسا نہو نگوڑا بھاگ جاوے
نگوڑا چھلاوہ ہی مجکو نیمچہ مار کر بھاگا اب جا کر اُس گوشہ مین چھپا ہی رنگ و روغن
نکال رہا ہی ننگا بن چکا ہی اب دوپٹہ اوڑھتا ہی سہراب جھپٹا قریب آ کے
اُس نازنین کا خون پوچھنے لگا اُس نازنین نے کہا مین حیران ہون کہ آپ ملکہ
کو تو قتل کرینگے یا قید کرینگے مین کدھر جاؤنگی کیونکر بسر کرونگی بچپن سے تو اُنکے
زیر سایۂ دامن رہی اب ہوش و حواس سنبھالا ہر چند کہ جابجا سے پیغام آتے ہین
مگر مین نے اب تک قبول نہین کیا ایک شاہزادہ شام کو جنگل مین آتا ہی مجھ کو
دیکھ کر چلا جاتا ہی سہراب نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا حضور شگوفہ نام ہی مدت
سے آپ کے محل مین ہون مگر آپ نے نہین پہچانا جلد چلیے اُس کو گرفتار کر لیجیے
ان عیارون نے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کل مین نے اخبار دیکھا تھا مہتمم
اودھ اخبار نے لکھا تھا کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوا چاہتا ہی سب دربند

شاہزادون نے فتح کرلیے اب چند مقام باقی ہین سہراب جادو اُس مہ جبین سے باتین کرتا ہوا چلا وہ ہنستی جاتی ہو کبھی شرما کے مُنھ چھپا لیتی ہو اس ادا کو سہراب دیکھ کر لپا جاتا ہو جی مین کہتا ہو حقیقت مین یہ شعلۂ جوالہ بس اسی لائق ہو کہ اس کو اپنی صحبت مین رکھون خاتون محل بناؤن ہر وقت خدمت مین رہیگی حقیقت مین بڑے لطف سے گذریگی یکایک چلتے چلتے وہ نازنین رُکی اور ٹھٹھکی کہا اے شہنشاہ وہ عیار سامنے بیٹھا ہو سہراب نے کہا مجکو تو نہین معلوم ہوتا ہو نازنین نے ہنس کر پٹے پکڑ لیے اور بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا سامنے تیرا باپ بیٹھا ہو تو سحر نہین کرتا سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے چلکر گرفتار کرین خوب جوتیان مارونگی اور پوچھونگی کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ تو نے تمانچہ مارا سہراب جادو اس ادا پر لوٹ گیا ہنسنے لگا اب تو نازنین نے ہر مرتبہ تمانچے مار مار کر سہراب کو راضی کیا سہراب بہت خوش ہو کہ کیا معشوقہ ملی ہو باتون مین اسکی بڑا مزہ ہو جب یہ گستاخ ہوجائیگی تو اور زیادہ مزہ ہوگا اُس مہ جبین نے کہا اب دیر نہ کیجیے جھولی سے گولہ نکالیے اور یہ کہکر مار دیجیے کہ فلان شخص گرفتار ہوجائے سہراب نے کہا مین خالی اشارہ کردون تو لاکھون آدمی غرق ہوجائین یہ کہکر آگے بڑھا مگر کہے جاتا ہو کہ اے مہ جبین مین نے ابھی اُس عیار کو نہین دیکھا تیرے کہنے سے گولہ پھینکتا ہون نازنین نے کہا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک آپ گولہ پھینکیے مین نگوڑے کو پکڑ لاؤن جوتیان مار کر اُسکو راضی کردونگی اور یہ بھی پوچھونگی کہ کیون رے مکار مجکو تمانچہ کیون مارا اب تک زخم سے خون جاری ہو ایسا درد ہورہا ہو کہ دل کانپتا ہو سہراب نے آگے بڑھ کر گولہ پھینکا وہ گولہ جاکر درخت پر پڑا مگر وہ نازنین پیچھے ہٹی پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر سہراب کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہتر سماک بیلداقی فرزند خواجہ عمرو مہتر بن مہتر سہراب بیہوش ہوکر گرا سماک نے زبان مین سوزن دی

اور کھینچتا ہوا لایا ایک درخت سے سہراب کو باندھا ملکہ بھی ہوشیار ہو گئی تھین
اب جو باپ کے تئین بندھے ہوئے دیکھا سحر کرکے قید توڑ ڈالی پکار کر کہا کہ ای
بہتر والا گہر تمنے اس ظالم کو کیونکر پکڑا سماک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے
قبلہ وکعبہ نے فرمادیا ہی کہ جہان ساحر کو پانا مارڈالنا جب مین نے دیکھا کہ آپ
بیہوش ہوئین اور چند کنیزین قتل ہو گئین تب مین نے اُسپر عیاری کی شکر کرتا ہون
خدا کا کہ عیاری میری پوری ہوئی مین نے اِسکو پکڑ لیا اب جیسا کہیے ویسا کرون
ملکہ نے سحر کرکے شاہزادے کو ہوشیار کیا مگر ملکہ نے کہا کہ ای سماک یلداق مین
سامنے اِسکے نہ ٹھہرونگی ورنہ یہ مجکو دیکھ کر بہت جھلائیگا غصّے مین بھرا ہوا ای
وہی جو تمنے کہا تھا سچ ہی حقیقت مین کیا دنے جا کر اطلاع کی بعد اُس کے مجکو
سمجھانے آئی مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمھاری عیاری چل گئی میرا گمان یہ تھا کہ یہ
اب سب کو قتل کریگا غصہ مین بیجیا نے چند کنیزون کو مار ڈالا نہین معلوم اس سے
کیا نفع ہوا شاہزادے کو مسند پر بٹھا کر ملکہ تو بارہ دری مین جا بیٹھی مگر سماک نے
سہراب کو ہوشیار کیا سہراب کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو بندھا ہوا پایا
زبان مین سوزن تھی شاہزادے کو مسند پر بیٹھا پایا ایک عیار کو دیکھا کوڑا
لیے کھڑا ہی کہتا ہی مارے کوڑون کے کھال گرادون شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ
ای سماک یہ ساحر جلیل ہی اسکو کوڑا نہ مارنا مگر پکار کر آواز دی کہ ای سہراب
جادو مجکو تمھارا بڑا خیال ہی ورنہ اس وقت تم میرے قبضے مین ہو ہی شرط کہ تمکو
قتل کر ڈالون مگر تمھاری دختر سے واسطہ ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ جمشید
پر لعنت کرو مذہب اُس پروردگار کا اختیار کرلو کہ جسنے زمین و آسمان بنایا
ہی جسکی صفت مین شعرا کہتے ہین نظم

قیام آموز سرو جوئباری	قصب بافِ عروسانِ بہاری
بہ پستی افگن ہر خود پسندی	بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بطاعت گیر پیران ریاکار	گنہ آمرز رندانِ قدح خوار

انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران

ای سہراب خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہمنے تمکو برائے عبادت
پیدا کیا تھا یہ کب حکم دیا تھا کہ جو شخص ہماری برابری کرے اُسکو سجدہ کرو ہمارا
ہمعصر جانو بخوبی پہچانو کہ خدا ایک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہ لاشریک
ہی اس طرح سے جب شاہزادے نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا زنگ کفر
آئینۂ دل سے سہراب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اطاعت
کرتا ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا شاہزادے نے طرف سماک کے
دیکھا سماک بلداقی نے بڑھ کر سوزن نکالی سہراب چھوٹا اور سامنے کھڑا ہوا
کہا کیون میان عیار صاحب کہو اب کیا کرون جلا کر خاک کردون سماک نے
ہنس کر کہا کہ ای سہراب یہ کیا کہتے ہو مین نے تم کو قید بھی کیا اور پھر رہا بھی
کردیا اب تمھین اختیار ہی سہراب نے ارادہ کیا کہ برق گراؤن اور اس کے
دوٹکڑے کرون سماک نے کہا ای سہراب دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی
سہراب پلٹا سماک نے حلقہائے کمند مار کر حباب مار دیا سہراب جادو
پھر بیہوش ہوا زبان مین سوزن دی درخت سے باندھا سہراب نے پھر
اپنے کو اُسی حال مین دیکھا سماک نے کہا ای سہراب بصدق دل مسلمان ہو
ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا سہراب نے اشارہ کیا کہ مین بصدق دل اطاعت
کرتا ہون سماک نے پھر زبان سے سوزن نکالی سہراب قدمون پر شاہزادے
کے گرا کہا ای شہریار شکر خدا ہی کہ مین راہ راست پر آیا انشاء اللہ آپ کی
خدمتگزاری کرونگا بڑی بات یہ ہی کہ دختر میری آپ پر مائل ہی بڑی ساحرہ ہی
کوئی اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہی سحر بخوبی حاصل کیا ہی جب سہراب بصدق
مطیع اسلام ہوا تو شاہزادے نے شیرین عذار کو بلایا اور بیان کیا کہ
لو ملکہ مبارک ہو کہ باپ تمھارے مسلمان ہوے اطاعت اسلام قبول کی ملکہ
نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای والد نامدار خطا میری معاف کیجیے مگر ابھی تک

دامن عصمت میرا غبار سے پاک ہی وعدہ ہو چکا ہی کہ جب طلسم فتح ہوگا تو مین سحر سے توبہ کرونگی ای والد نامدار جب ہی آپ بھی سحر سے تائب ہو جیے گا مجکو بڑا خیال ہی کہ جمشید ہم لوگون کو دیکھکر بہت پریشان ہوگا مگر انشاء اللہ ایسے طور سے مقابلہ پڑے کہ جمشید کو صدمہ پہونچے اور اپنے مقام پر گیے کہ اس زور و شور سے کوئی نہین آیا جس رنگ سے ان کا پہونچنا ہوا شاہزادے نے کہا ای سہراب جادو صاحبقران تمھاری بڑی آبرو کرین گے قدر شناس فلک اساس جو سردار اُنکے قبضے مین ہین اُنکی آبرو کرتے ہین کیسے کیسے لوگ حاضر دربار ہین سب عزیز ہمارے جادوگر نیون کو ساتھ لیکر آئین گے انشاء اللہ ہم بھی بشوکت پہونچینگے صحرا مین لشکر اُترا ہی طلسم آبگینہ جو فتح کیا تھا وہ سب مال بھی اُسی مقام پر پڑا ہی انشاء اللہ بروقت روانگی لشکر اُس فوج کو بھی ساتھ لے لیوینگے سہراب نے عرض کی ابتو غلام رخصت ہوتا ہی جاکر لشکر کو بھی تسخیر کرے وہ لوگ بھی سب آپکی اطاعت کرین ستر ہزار ساحر ساتھ ہین یہ کہکر سہراب رخصت ہوا ملکہ نے پھر صحبت آراستہ کی گائن سامنے آکر یہ اشعار گانے لگی

نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین — دیکھ ای ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتو نکی دیر مین — ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری + — ای شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا دوسرے دن سہراب جادو مع فوج حاضر ہوا ستر ہزار ساحر سامری عہد جمشید زمان ایک ایک اسباب سحر سے آراستہ آمادہ ہین کہ کسی سے مقابلہ پڑے تو جان دین وہ سحر کرین کہ زمین کو ہلا دین اپنے مقابل کو خاک مین ملا دین اگر کوئی کہے تو آسمان کے تارے توڑ لائین طبقات زمین آسمان پر پہونچا دین شاہزادہ بیرون باغ آیا سب ساحرون نے سلام کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ آپ سب صاحب اسی مقام پر اُترین انشاء اللہ تعالے کل کوچ ہوگا دوسرے دن شاہزادہ باغ مین بیٹھا ہی سہراب بھی حاضر ہی کہ چوبدار نے

بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہے نام اپنا کاوس بتاتا ہے شاہزادے نے بُلایا کاوس نے دیکھا کہ در دولت پر ہجوم ساحران ہے اندر باغ کے ملکہ ہین اور سہراب جادو بھی حاضر ہے جام مے ارغوانی گردش مین ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ لشکر تیار رہے کل شاہزادہ کوچ کریگا اُس شب کو ساحر تیاری کرتے رہے صبح کو شاہزادہ اُٹھا بعد فراغ نماز سلاح آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار ہو کر باہر نکلے سہراب نے کہا حضور یہ صین مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہزادہ لشکر کو لیکر بڑھا مگر سہراب نے ایک ابر تیار کیا کہ ابر گہربار کہنا چاہیے اُس ابر پر دو تخت بچھائے ایک پر خود سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ شیرین عذار مع کنیزون کے سوار ہوئین شاہزادہ کوئی کوس بھر نکلا تھا کہ گھڑگھڑاہٹ کی آواز آئی دیکھا ایک ابر تیرہ و تار موتی اور پھول برستے ہوے نمایان ہوا جس مقام پر وہ ابر ٹھہر جاتا ہے وہ جنگل آباد ہو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے پُر بہار ہے اس دھوم سے یہ شاہزادہ چلا انشاء اللہ ذکر ان کا وقت پر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ کہ برائے فتح مرحلۂ ہفتم گئے ہین ایک باغ مین اُترے وہاں سے روانہ ہونا اور شہر کمیاب مین پہونچنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ای ساقیِ آفتاب طلعت +
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
سب رند تو اشتیاق مین ہین
پھر تجھسے خدا ہمین ملائے
گلشن کی ہے سیر کسکو بھاتی
رندونکو مے خوشی کی ہے تاک
نہرونکو ہے بحرِ غم کا اک جوش

ہو شربِ شراب مثل شربت
ای ساقیِ ماہ رو کہان ہے
عاجز تیرے فراق مین ہین +
ہر وقت اسی خیال مین ہین
بلبل ہے عجب مزے اُڑاتی
سب نخل خوشی سے جھومتے ہین
ہین غم سے الگ خوشی سے مدہوش

مینائے قلم ہے بر سر جوش
آنکھوں سے قمر کی کیون نہان ہے
دیکھین یہ فراق کیا دکھائے
دیکھو تو عجب ملال ہین ہین
ہر نخل کی اب ہے سبز پوشاک
منہ پھول کا جھک کے چومتے ہین
ہر طائر باغ نغمہ زن ہے

چھولا یہ پھلا ہوا چمن ہی +
مجھ عاجز وخستہ کی مدد کر +
موے سر گل رخان کیا ہی
سلطان سریر ملک ہستی
ہوتے ہین جہاد کو روانہ

ای مالک بے نیاز میرے
ہون فرط قلق سے تار بستر
خاموش قمر کہ کم ہی مہلت
بنیاد دہر بلند و پستی

ای خالق کارساز میرے
اس ضعف نے یہ قلق دیا ہی
جاتے ہین جہاد پر یہ حضرت
یعنے شہ سعد خوش زمانہ

چہرہ فتاحان طلسم معانی ورموز داتان معجز بیانی اس
داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرے توسن طبع کے
پر سے لگے + اُڑا کر فلک پر مجھے لے چلے + جب بادشاہ جمجاہ زندانخانۂ طلسمی کو فتح
کرکے باغ نیرنگ مین ٹھہرے کئی سو جوان جو قید سے چھوٹے تھے اُسمین کچھ شاہزادے
بھی تھے اُن سب جوانون کو ساتھ لیکر دہ باغ پر اُترے لیکن نہال جادو کہ یہان کا
نگہبان تھا جب داروغہ فولاد جادو مارا گیا تو نہال جادو بھاگا ہوا سامنے
جمشید ثانی کے آیا کل کیفیت بیان کی جمشید نے جو سُنا کہ بادشاہ نے زندانخانہ
فتح کرلیا سب شاہزادے چھوٹے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر
شاہزادے کو گرفتار کرلائے ہرچند کہ مالک مرحلۂ ہفتم وہ ساحر ہی کہ جس سے کوئی
مقابلہ نہین کرسکتا وہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیگا مگر یہانسے مدد جانا ضرور ہی ایسا نہو
کہ مالک مرحلۂ ہفتم گھبرا جائے اور اپنے مقام پر کہے کہ کسی نے میری مدد نہ کی یہ
جو پکار کر جمشید نے کہا ہزار ساحر افسر حاضر ہین اپنے اپنے فنون مین کامل و اکمل
ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اگر سامنے کوہ فولا ہووے تو اُس کو بھی پانی کیطرح سے
بہا دیوین کمال سحر دکھا دیوین جب جمشید کی آواز بلند ہوئی اور کسی نے جواب نہ
دیا تب جمشید نے جھلا کر کہا کہ یارو مین تمھارے بھروسے پر خدائی نہین کرتا ہون
مین خود جاتا ہون اور جاکر مدد کرتا ہون یہ سُن کر ایک تاجدار کہ نہایت سلیس مزاج
ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور جمشید سے کہا کہ یا خداوند مین جاتا ہون اور بن پڑتا
ہی تو سر بادشاہ کا لاتا ہون یہ کہکر وہ جادوگر کمر باندھنے لگا اور ہتھیار درست
کرکے سامنے جمشید کے آیا جمشید نے کہا کہ ای شوکت جادو بہت سمجھ کر جانا کہ

بادشاہ کے پاس لوح طلسمی و لوح محفوظ موجود ہین سب شاہزادے رہا ہو چلے ہین
یاقوت جنی ہر بات کی خبر دیتا ہی کبھی اُنھون نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا
لہذا تم بہت سمجھ کر جانا شوکت نے کہا یا خداوند کیا کوئی بات اُٹھا رکھون گا
ایسے طور سے لڑون کہ اُن کو عاجز کر دون اور اگر بن پڑا تو لوح طلسمی چھین لون گا
بادشاہ یہان اُترے ہوے ہین شب کو جو سراے آرام گئے رونے کی آواز کانمین آئی
چونکہ دل بادشاہ کا نرم ہی آواز سُنکر بیتاب ہو گئے تنہا اُٹھ کر طرف آواز کے چلے
جب صحرا مین پہونچے دیکھا ایک جوان اندوہ ناک بال سر کے بہت بڑھے ہوے
ہین چہرے پر گرد بھی جمی ہوئی ہی بقول شاعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن ست
بر تن + آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن + سر جھکائے ہوے زار زار مثل
ابر نو بہار کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نالے کرینگی جو بندے کو اجازت ہوگی — حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہوگی
ای صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا + — کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا — کیا یہ سمجھے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ — صبح ہو جائیگی تو کیا مری نوبت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین — ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی — بحث ای طفل دبستان تری بابت ہوگی
خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین — تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
ای صبا عشق حقیقی نہ بتون کو ملجا سے — گر ہوا یہ تو امانت مین خیانت ہوگی

سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا ای گرفتار دام مصیبت ہمسے تو
اپنا حال کہو کیا گذرتی ہی تمھارے رونے نے دل بیچین کر دیا ہی جب شاہزادے
نے بہت کہا تب اُس جوان نے سر اُٹھایا جمال جہان آرا دیکھ کر حیران ہو گیا سلام
کیا اور عرض کی کہ آپ میرا حال زار نہ پوچھیے کیا کہون کہ مجھپر کیا گذری حال میرا
لائق عرض کرنے کے نہین ہی سعد نے کہا کہ ای برادر شاید وقت حل مشکل آیا ہو

اور تمہاری مراد حاصل ہو جب سعد نے اس طرح کہا تو اُس جوان نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا اے شہریار اصل کیفیت یہ ہے کہ مین فرزند ارتضاے جنگجو کا
ہون ہماے تاجدار میرا نام ہے اتفاق سے ایک دن براے سیر نکلا قریب شہر
کے صحرا مین ایک پہاڑ ہے اُسپر حسین قزاق رہتا ہے اُسکی بیٹی کو دیکھکر مین عاشق ہوا
آب ودانہ ترک ہوا آخر باپ نے مصاحب بھیجے اُنھون نے آکر دریافت کیا مین نے
بیان کردیا کہ حسین قزاق کی بیٹی پر عاشق ہوا ہون اُسی کے غم مین یہ نوبت پہونچی
ہے آٹھ پہر اُسی کی یاد کرتا ہون مثل بلبل فریاد کرتا ہون مصاحبون نے جاکر باپ سے
کہا باپ نے حسین قزاق کو پیغام دیا وہ خوش ہوا کہ شاہزادہ والا تبار سے میری
بیٹی کی شادی ہوتی ہے وہ پیغام قبول کرلیا حسین قزاق جو آیا باپ نے بلاکر مجکو
دکھلایا اُس دن کی خوشی کا کیا عرض کرون کہ پھولا نہین سماتا تھا بند قبا ٹوٹ گئے
پھر سامان شادی شروع ہوا حسین قزاق نے مانجھا بھیجا زعفرانی جوڑا پہنا
کئی مصاحب جوان جوان حاضر خدمت باپ نے بڑی خوشی کی شہر سے لیکر تا بہ کوہ
حسین قزاق روشنی کرائی گئی بازارین آراستہ ہوگئین معلوم ہوتا تھا کہ ایک
میلہ جمع ہوا ہے کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاریان ہورہی ہین ایک جانب سُرخ
وسبز وزرد پالین استاد ہین اُنمین نازنینین حسین وجمیل تخت پر بیٹھی ہین سامنے
حقہ رکھا ہے گانہاک چلے آتے ہین ہر شخص آواز دیتا ہے کہ اے جان جہان واے
آرام دل مشتاقان یہ روپیہ حاضر ہے تا ہے دم کی خبر رہے اپنے ہاتھ سے حقہ پلائیے
الغرض مین برات لیکر چلا باپ نے خوشی کی مجکو گود مین لیکر بیٹھے روپیہ لٹاتے چلے
فوجون کے ہنگامے جوانان سُرخ پوش ہمراہ مکان پر دُلھن کے پہونچے رسمین
ہوئے گلیون مین ہاتھی سے اُترا بارگاہ مین آیا تخت پہ بیٹھا قاضی نے آکر نکاح پڑھا
بعد اُسکے قاضی رخصت ہوے تھوڑی دیر کے بعد دس عورتین نظر آئین اُن عورتون
کو دیکھ کر مین نے پوچھا کہ ان سے کیا مطلب ہے حسین نے کہا کہ یہ ہماری بیٹی کے
ساتھ رہتی ہین دولھا کو دیکھنے آئی ہین باعث یہ ہے کہ دلھن بہت حسین ہے اگر دولھا

بھی ویسا ہی ہوگا تو یہ جاکر کہدینگی کہ ٹھیک ہے مجکو یقین کامل ہے کہ دولھا بھی ویسا ہی ہوگا
آپ کی عنایت سے اُن عورتون نے جاکر دلھن سے بیان کیا کہ دولھا بے مثل و بے نظیر
ہے حسن مین رشک ماہ منیر ہے غرضکہ رخصت کے وقت حسین قزاق نے بہت کچھ
دیا کئی سو چھکڑے جہیز سے لدے ہوے ساتھ ہوے جب مین نے عروس کو سوار
کرایا تو اُس وقت کی خوشی کیا عرض کرون بادشاہ تو آگے بڑھ گئے مین بدنصیب
تخت پر سوار ہوا باپ نے میرے کوئی بات نہین اُٹھا رکھی خوب روپیہ لٹایا اُس
پہاڑ کے آگے ایک پہاڑ ہے کہ اُسے کوہ قزاقان کہتے ہین تمام ملکون مین مشہور
ہوگیا تھا کہ حسین قزاق کی بیٹی کا عقد ہمارے تاجدار کے ساتھ ہوا ہے اُس
درۂ کوہ مین مثال نامے قزاق رہتا تھا جب برات اُسکے درے کے قریب پہونچی
تو وہ قزاق گینڈے پر سوار ہوکر نکلا نعرہ کرکے آپڑا ہرچند کہ باپ کے ساتھ بہت
لوگ تھے لڑائی کو روک رہے تھے کہ مثال بڑھا قریب محافے کے آیا مین نے جو دیکھا
تاب باقی نہ رہی پُکار کر کہا کہ او نالائق خبردار اُدھر نہ جانا تو مال کے واسطے آیا ہے
جسقدر چاہے مال لیجا اُسنے کچھ جواب نہ دیا پردہ محافے کا اُسنے اُٹھایا مثل مشہور
ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا مین جا پڑا مگر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا لوگ مجھے ہٹا لائے اُس
بیحیا نے محافے سے ملکہ کو نکال لیا گینڈے پر سوار کیا مین لڑتا بھڑتا پھر سامنے
مثال کے پہونچا اُسنے نیزہ توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
روکا روک کر اُسنے جو ہاتھ مارا تو میرا سر زخمی ہوا مصاحبون نے مجکو پھر ہٹا لیا
مثال قزاق لڑتا ہوا ملکہ کو لیگیا مین بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتا رہگیا نظم

وہ ناز نین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا +
جو پہنی پھولونکی بدھی تو دردشانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی +
ہر ایک بات مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرونکو مبارک ہو شمع کافوری +
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہے شیشۂ دل کو مئے محبت سے
خدا کا گھر تھا یہان دان شہ بخانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون — لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی — رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی — کہ بیکسون کے مزارونکا شامیانہ ہوا
یہ آج شام ہی سے وہ سورہے آتش — ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

والدہ نے جو مجکو بہت بیقرار پایا اُس ظالم کو نامہ لکھا کہ جسقدر کہو تم کو روپیہ دین مگر ملکہ کو دیدو اُسنے جواب دیا کہ جو کوئی مجکو زیر کرے تب معشوقہ لیوے ملکہ کے باپ حسین قزاق نے جاکر مقابلہ کیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرے باپ نے قصد کیا اور لشکر کشی کرکے گئے مثال قزاق جوشان وخروشان نکلا میرے باپ کو بھی زخمی کیا مین کئی مہینے بیمار رہا مگر وصل اُس نازنین سے آج تک نہین ہوا اُسی کے غم مین دیوانہ ہوکر نکل آیا اس نخل کے نیچے آکر بیٹھا ہون یہ میرا حال ہی سعد شہریار نے کہا کہ ای برادر ہم اُس سے مقابلہ کرین گے اگر خدا چاہیگا تو تمھاری معشوقہ تم سے ملادین گے ہمارے تاجدار یہ سنتے ہی اُٹھکر گرد پھرنے لگا کہتا تھا ای مسیحا زمان آپ کی باتون سے دل کو تقویت ہوئی سعد کے ساتھ ہمارے تاجدار آیا اِسکا باپ بھی سُنکر پہونچا اور سعد کے قدمون پر گر پڑا باپ بیٹے دونون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے دوسرے دن سعد شہریار نے کوچ کیا قریب کوہ مثال آکر اُترے مثال قزاق نے خبر سُنی کہ ہمارے تاجدار بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر آیا ہی اُنسے مقابلہ پڑیگا جوشان وخروشان درۂ کوہ سے نکلا میدان مین آکر آواز دی کہ وہ کون جوان ہی جو ہمارے تاجدار کی مددکو آیا ہی میرے مقابلے مین آوے تو حال معلوم ہو سعد شہریار نے مرکب بڑھایا سامنے مثال قزاق کے آئے مگر مثال نے جو صورت زیبا دیکھی عاشق ہوگیا کہتا ہی آپ مجھسے مقابلہ نہ کرین اور ای شہریار مین اُس کی محبت مین دیوانہ ہو رہا ہون کئی مہینے سے میرے پاس ہی مگر قبول نہین کرتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکو سمجھا دیجیے سعد نے فرمایا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا ہمارے تاجدار پیشتر مسلمان ہوا اب مین تمھاری فریاد کیونکر سنون بس اب بہتر

اسی مین ہی کہ صبر کرو مین مشتاق ہون کہ تمھارا زور دیکھون مثال قزاق نے نیزہ مارا سعد شہریار نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مگر مثال لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی لشکر جانبین کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ سعد نے تنگ کردیا ہی جہان پکڑ لائے دو چار گھسّے ایسے مارے کہ مثال قزاق کی زرہ پارہ پارہ ہوگئی پیشانی سے خون بہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی لڑتے لڑتے تین پہر گذر رہے پہر دن رہے مثال نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرکے دوڑا پانچ چھ قدم پر آکر سعد شہریار پلٹے پچیس قدم پر ریل کر لائے وہان آکر ہلہ مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے ملے سعد نے ہاتھ ڈھیلے کردیے اور فرمایا کہ لنگر تو قایم کرلو کوئی عذر باقی نہ رہے مثال نے لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہوا سعد شہریار نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار ہست منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + پہلے زور مین لنگر اُکھیڑ کر تا بہ زانو لائے دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر پھینکون مثال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تابعدار ہون جو حکم فرمائیے بجالاؤن سعد نے مثال قزاق کو کلمہ پڑھایا کہا معشوقہ کو لاؤ مثال رونے لگا کہا ای شہریار سامنے ایک قلعہ ہی کہ مبہوت دراز دندان وہان کا حاکم ہی بیٹی اُسکی مہتاب رخسار نام ہی مدت سے اُسپر عاشق ہون مین نے بہت پیغام بھیجے مگر مبہوت نہین قبول کرتا جواب دیتا ہی کہ مین قزاق کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہ کرونگا مین نے ناچار ہوکر عرضیان بھی لکھین مگر وہ مغرور ایسا ظالم ہی کہ جواب صاف دیے ہر ایک عرضی کی پشت پر یہی جواب لکھدیتا تھا حلوا خوردن را روے باید + ای مثال قزاق بادشاہون کی بیٹیان قزاقون کے گھر نہین جاتی ہین خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کرنا چاہیے ہو اب حضور سے اطلاع کرتا ہون امیدوار ہون کہ مراد اپنی پاؤن معشوقہ سے دل لگا یا اسنے ہمیشہ مجھسے نفرت کی

مجھے بھی زنہکا ساتھ منظور نہین ہی یہ کہکر قفس منگوا دیا سعد شہریار نے دھوم
سے ہمارے تاجدار کا عقد ساتھ محبوب کے کیا اور مثال کو مع قزاقون کے ساتھ
لیا طرف قلعہ مبہوت کے چلے مبہوت کو خبر ہوئی کہ مثال قزاق طلسم کشا کو
ساتھ لیکر آتا ہی رفیقون سے صلاح کی رفیقون نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہین علاوہ
ازین صاحب لوح ہین چاہتے ہین کہ اپنے کو تا بہ مرحلۂ ہفتم پہونچائین اگر وہ
یہان تک آئے تو بیشک قلعہ فتح ہو جائیگا مبہوت گھبرایا سب نے کہا قلعے سے
نکل چلیے صحرا مین بسر کرینگے جب وہ چلے جاوین گے تو ہم لوگ چلے آوینگے شاید
کوئی صورت پیدا ہو مبہوت نے اس بات کو پسند کیا فورًا کچھ اسباب لدوایا
دو چار سو خوان کھانے کے بھی ہمراہ لیے اس طرح سے مبہوت نے قلعے سے چلنے
کا ارادہ کیا بیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور بھانجے کو اپنے حاکم قلعہ کیا کہا جب بادشاہ
آئین تو تم جاکر ملاقات کرنا اور عرض کرنا کہ وہ بیٹی کو ساتھ لیکر براے شکار گئے
ہین مگر اب سال بھر مین آئین گے مین ناچار ہون اگر وہ معشوق میرے قبضے مین
ہوتی تو مین فورًا حاضر کرتا یقین ہی کہ اُن کو تمھارے حال پر رحم آئے اور کچھ نہ کہین
یہ سب سامان کر کے مبہوت روانہ ہو گیا جنگل دن مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا
کہ نہایت ویران کف دست میدان تھا بونڈلے گرد کے ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین
زاغ وزغن بیحساب ہر طرف انھین طائرون کا جماؤ ہی چونکہ دن کم باقی تھا اُسی
مقام پر اُتر پڑا ساتھ والون سے کہا اب اسی مقام پر اُترنا مناسب ہی رات
یہان بسر کرین گے صبح کو نکل چلین گے سب اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر ایسا صحرا
گرم ہی کہ کسی کو نیند نہ آئی اپنے اپنے بسترون پر بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی
یہ صحرا ہی یا کرۂ نار جب ہوا چلتی ہی تو منہ پھنک جاتا ہی مبہوت بھی گھبرا کے
خیمہ گاہ سے نکل آیا رات قلیل باقی ہی کہ آندھی سیاہ اُٹھی خاک اُڑنے لگی ہر سمت
ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب لوگ گھبرانے لگے سامنے درخت چنار تھا دیکھا اُسپر سے
ایک ساحرہ اُترتی ہوئی آتی ہی بال سر کے پریشان تہمد نیلی باندھے ہوے ایک

چادر سیاہ سر پر درخت پر سے جو مبہوت کو دیکھا کہا ای برادر تم قلعے کے رہنے والے
یہاں کیونکر آئے مبہوت نے کہا کہ ای ملکہ صحرا نورد عجب مصیبت مین ہون کہ
غریب الوطن ہوا جنگلون مین پھر رہا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد کہ فتاح
طلسم جمشیدی ہین قلعے پر آتے ہین اور خواہش یہ ہی کہ میری بیٹی کے ہمراہ مثال
قزاق کی شادی کرین ہمارے تاجدار بھی اُن کے ساتھ ہی جب مین سے دیکھا کہ
اُن کا مقابلہ نہ کرسکونگا قلعہ ہاتھ سے جائیگا بیٹی قزاق کے گھر مین جائیگی آخر
ناچار ہو کر آوارہ وطن ہوا اس صحرا مین پہونچا مجبور ہو کر اُتر پڑا تو ای صحرا نورد
اگر ہوسکے تو اس وقت مین ہماری مدد کرو صحرا نورد نے کہا کہ مین چلتی ہون
جاتے ہی وہ آفت برپا کرون کہ سب بھاگ جائین سامنے قلعے کے نہ ٹھہر سکین
سب نے کہا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب لوح ہین صحرا نورد نے کہا دوسری
تدبیر یہ ہی کہ اُنکے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین کیا تعجب ہی کہ وہ ہی سب ملکر
اُن کو قتل کرین مبہوت نے کہا ای ملکہ بڑا احسان ہوگا مہتاب رخسار
بھی اسی غم مین آٹھ پہر رویا کرتی ہی میرے ساتھ نہ آتی تھی اور کہتی تھی کہ آپ
مجکو یہان چھوڑ جاوین جب وہ جبر کرین کے تب مین اپنی جان دیدونگی یہ سنکر
صحرا نورد نے کہا آپ چلیے اور چل کر قلعہ کو آراستہ کیجیے مین بھی تھوڑے عرصے
مین آتی ہون مبہوت خوش ہو گیا خوشی خوشی پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ
یہ مدد خداوند جمشید ثانی ہی کہ تم لوگ آوارہ ہو کر نکلے تھے اب خوشی خوشی
اپنے وطن چلو دیکھا سب نے کہ کس طور سے وہ آئی تھی معلوم ہوتا ہی کہ رات
کو یہ اسی صحرا مین رہتی ہی غرض سب نے کوچ کیا پلٹ کر قلعے مین آئے اور یہ خبر
سُنی کہ کل وہ سب آجائین گے قلعہ بند کیا خندق پانی سے بھر دی توپین برجون
پر لگادین دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ جہجاہ آگے آگے پہلو مین
مثال قزاق اور ایک طرف ہمارے تاجدار پشت پر لشکر چار ہزار جرار مسلح
و مکمل آکر اُترے مبہوت کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای مبہوت ہم تم نے

کہتے ہین کہ مثال قزاق نے قزاقی ترک کی اب وہ ہمارا افسر ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی
بیٹی کا عقد مثال کے ساتھ کردو یہ جو نامہ بادشاہ نے تیار کیا پکار کر آواز دی
کہ تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ یہ نامہ لیکر جائے اور مبہوت کو سمجھائے
کہ سلطنت نہ بگاڑو تمھین کو حاکم قلعہ کرونگا کیا مجال ہی کسی کی کہ تم سے آنکھ ملا سکے
مثال قزاق اپنے مقام سے اُٹھا اور نامہ لیکر چلا اس خوشی مین کہ خبر در محبوب
تک تو پہونچونگا جب سامنے قلعے کے پہونچا وہان سے گولے پڑنے لگے مثال
نے رومال ہلایا اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ نامہ دار ہی اندر قلعے کے بلا لیا مثال نے
جا کر ادب سے مبہوت کو سلام کیا مبہوت مثال قزاق کو دیکھ کر بہت جھلایا
مگر بارگاہ مین جگہ دی مثال قزاق نے وہ نامہ پیش کیا مبہوت نے جو وہ نامہ
پڑھا جھلا کر نامہ چاک کر ڈالا مثال قزاق نے کہا کہ او بے ادب [illegible] یہ تو نے کیا
کیا ایک پہلوان سرکوب نامے پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اے مثال قزاق
ہمارے شاہ سے سخت گفتگو نہ کرو یہ نامہ اسی لائق تھا مثال قزاق نے کہا کہ
او سرکوب تو کیون دخل دیتا ہی سرکوب نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال قزاق
نے وار خالی دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سرکوب دنگل سے گرا پھر مثال نے اپنے
مقام سے اُٹھکر سرکوب کو چیر ڈالا قضائے کار مہتاب رخسار بالاے بام
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی کنیزون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو کیسا بہادر ہی
کہ اکیلا نامہ لیکر آیا اور سرکوب کو مارا سرکوب کے مرتے ہی اور پہلوان بگڑ گئے
مثال قزاق اُن سب سے لڑنے لگا دو چار جوان اسنے مار کر ڈالے مبہوت
چاہتا ہی کہ اس کو گرفتار کرون مگر کسی کی مجال نہین ہی کہ مثال قزاق کے
قریب آئے جو قریب آیا مثال کے ہاتھ سے مارا گیا مہتاب رخسار کوٹھے سے
دعا کر رہی ہی کہ اے مسلمانون کے خدا اے نادیدہ میرے وارث کو بچانے [illegible]

[illegible] جواہر میکند پیدا ز سنگ	قطرہ را بخشد [illegible] گوہر [illegible]
[illegible] را سازد ضعیف و ناتوان	زور بر سر پنجہ [illegible]

تازہ تازہ میدہد ہر دم شکار
بر د انسان را بران عالی مکان
گہ کند با صلح اصلاح جہان
میشود تعمیل احکام خدا
صاحب بینش چہ بیند قدرتش
بینوا را سلطنت بخشد خدا
میدہد از ابر رحمت کردگار
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر
اہل دولت را فراخی داد حق
جن و انسان جملہ وحش و طیر را
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب
ہندی آن صورت کجا آید نظر

رازق روزی بشیر تیز چنگ
مرکب اندیشہ بد جائے گر لنگ
انتظام خلق گہ سازد بجنگ
در زمانہ بیتوقف بیدرنگ
صاف مانند صورت آئینہ دنگ
او بہ گم نامان بہ بخشد نام و ننگ
سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
میشود ظاہر ازین کاخ دو رنگ
تنگدستان را بہ تنگی کرد تنگ
روزی ہر روز بخشد بیدرنگ
گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
تا نگردد دور از آئینہ زنگ

ای کریم و رحیم میرے دارث کو بچا لے اس بدعت سے امان دے کیسے نامنصف لوگ ہین کہ ایک اکیلے پر یہ بلوہ گروہ رستمانہ لڑ رہا ہی کسی سے نہین دبتا جمہور جمشید ثانی کو پکارنے لگا کہ یا خداوند میری مدد کیجیے مین نے کیون نامہ پھاڑا کیسے کیسے پہلوان مارے گئے میری طرف ہر مرتبہ قصد کرتا ہی لیکن نمک حلال جمع ہین وہ مجھ تک نہین آنے دیتے حقیقت مین جیسا اسکا سردار ہی ویسا ہی ملازم ہی قیامت برپا کردی تمام بارگاہ خون سے رنگین ہی مبہوت نے جو بیقرار ہو کر آواز دی وہ ہی آندھی سیاہ اُٹھی مبہوت نے کہا یاروا ب نہ گھبراؤ فقط اس کو گھیرے رہو ملکہ عالم آتی ہین وہ آتے ہی گرفتار کرلیونگی اُسوقت یہ مجبور ہوگا مبہوت نے دیکھا کہ صحرا نورد آسمان سے اُترتی ہوئی آتی ہی مبہوت نے سلام کیا کہا ای صحرا نورد اس جوان نے آفت برپا کردی ہی صحرا نورد نے دیکھا کہ ایک پہلوان رستم وقت بیچ مین گھرا ہوا ہی اُسکے قریب

کوئی نہین جانتا مبہوت سے کہا یہ جوان کون ہی مبہوت نے کہا نامدار طلسم کشا
ہی اے ملکۂ عالم اسکو گرفتار کرو صحرا النورد نے سحر کیا کہ مثال قزاق چرخ مار کر
گرا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبہوت نے اشارہ کیا لوگ ٹوٹ پڑے بیہوشی
مین مثال قزاق کو گرفتار کر لیا آہنگر کو حکم دیا کہ اسکو مسلسل و مطوق کرو جب
مسلسل و مطوق ہو چکا تو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو دیکھو صاحبو تم لوگون نے
ملکہ کا کمال دیکھا کہ ایک اشارے مین یہ جوان گرفتار ہو گیا صحرا النورد نے کہا
آج شب کو سحر روانہ کرونگی ہمراہیان شہریار اُن کے دشمن ہو جائین گے لوح
کام نہ آئیگی مگر ہرکارون نے سعد کے جو وہان موجود تھے بادشاہ سے
آکر سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ مثال قزاق کو سحر کر کے گرفتار کر لیا ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا قزاقون نے
کہا بھی کہ اگر حضور فرما دین تو بلوہ کر کے قلعے کو لے لیوین اپنے افسر کو رہا کرین
بادشاہ نے فرمایا مجکو قلعے مین چلنے مین عذر نہین ہی مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی
ضائع ہو مین خود تم سب کے ساتھ چلونگا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی مبہوت
کو خبر پہونچی کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوا دیا صحرا النورد سے کہا کہ بادشاہ نے
طبل جنگی بجوایا ہی صحرا النورد یہ سُن کر ایک گوشے مین جا بیٹھی سحر کرنے لگی
تیاریان ہونے لگین مگر بادشاہ اپنے سردار کے واسطے اسقدر بیقرار ہین
کہ شب بھر نیند نہین آئی پہر رات رہے دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برستا
ہوا نکل گیا صبح کو بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے اس انتظار مین تھے کہ سردار
آلین تو سوار ہون کہ [illegible] سردار آئے آتے ہی بادشاہ سے گفتگو کرنے لگے
کہ کیون حضور آپ نے [illegible] ہمارا کیون لیا ہم آپ سے اسکا بدلہ لین گے
بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرداران نامی تم اپنے ہوش مین نہین ہو سب نے
کہا ہم آپ کا کہنا نہ مانین گے اور آپ کو قتل کرین گے تھوڑے ہی عرصے مین
سب قزاق آکر جمع ہو گئے بادشاہ کو گھیر لیا بادشاہ ہرچند لوح چمکاتے ہین

مگر کوئی نہین مانتا چاہتے ہین کہ بادشاہ پر ٹوٹ پڑین اور بادشاہ کو قتل کرین لیکن
بادشاہ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے خاموش بیٹھے ہین ایک ایک کو سمجھا رہے ہین
کہ بھائیو سمجھ کر کام کرو گستاخ نہ ہو مین تم سب سے باہر نہین ہون ایسا نہین ہون
کہ مین تم سے ہٹ جاؤن کیون بلوہ کرتے ہو مگر ہمارے تاجدار اور باپ اسکا
دمبدم یہی کہہ رہے ہین ہم لوگ نہ مانینگے جس طرح سے ممکن ہوگا آپ کو قتل
کرینگے بادشاہ نے کہا مجکو قتل کرکے زندہ نہ بچوگے ہمارے تاجدار نے ارادہ
کیا کہ ہاتھ ادا کرون مگر بادشاہ اسی انتظار مین تھے کہ یہ لوگ حملہ کرین تو
مین جواب دون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ لوگ سحر مین ہین نہایت مشکل ہے کیونکہ یہ لوگ میرا کہنا مانین
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ اس تردد مین تھے کہ یکایک زمین شق ہوئی اور یاقوت جنی
پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا وہ پرچہ آکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا کہا
ای شہریار یہ سب سحر صحرا النور کا ہے اس پرچے مین اسم لکھا ہے اسکو پڑھکر ان
سب پر پھونک دیجیے وہ پرچہ بادشاہ ہاتھ مین لیتے ہی اسم پڑھنے لگے سب کے
پہلے ہمارے تاجدار پر وہ اسم پڑھ کر دم کیا کیونکہ یہ سامنے کھڑا تھا پھر اُس
پرچے کو سب کو دکھایا جسکی نگاہ اُسپر پڑگئی سحر اُتر گیا ہمارے تاجدار قدمونپر
گرا کہا حضور معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کو
قتل کرین لیکن وہ ہاتھ ٹوٹین کہ جن ہاتھون سے آپکے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ آنکھین
پھوٹ جائین کہ جن سے آپ کو بہ نگاہ بد دیکھا بادشاہ نے ہمارے تاجدار کو گلے
سے لگا لیا سب قزاق راہ پر آئے اُس پرچے کو بادشاہ نے کمر مین رکھا بارگاہ
سے نکل کر کھڑے ہوے حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ تھا سردار بھی سب گرد کھڑے ہین
پھر لکۂ ابر آسمان پر اُٹھا بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ وہ لشکر پر آکر محیط ہوا لشکر
اسلام کو گھیر لیا یکایک ہوا چلی بوندیان پڑنے لگین بادشاہ نے لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر لوح چمکی اُس مقام سے ابر ہٹ گیا مگر ہر طرف سے ابر سیاہ

کے ٹکڑے اُٹھ رہے ہین بادشاہ نے شیشہ پانی کا منگایا اُس پر لوح کو چمکایا اور
اسم حاشیہ پڑھ کر پانی پر دم کیا تمام لشکر پر دہ پانی چھڑکوا دیا اب قطرہ پانی کا
نہین برستا ہی ابر ٹرکا ہوا کھڑا ہی یاقوت جنی نے عرض کی کہ براے چند ساعت
لوح محفوظ مجھکو دیجیے تو مین جاکر اس ابر کو مٹاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ گلے
سے اُتاری اُتار کر یاقوت جنی کو دی یاقوت جنی لوح محفوظ لیکر بلند ہوا جاکر
ابر سے لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح ابر سے مس ہوئی ایک دَناٹا ہوا
ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا ابر کے غائب ہوتے ہی بادشاہ گھوڑے پر
سوار ہوے سب سردار پشت پر ہین مبہوت نے دیکھا کہ ابر بھی مٹا جو لوگ شاہ
کے دشمن تھے وہ ہی سب آتے ہین اور ایسے آمادہ ہین کہ چاہتے ہین جاکر قلعے کو
اُڑا دیوین ٹاپون سے پامال کرین مبہوت نے کہا ای صحرا النورد سحر کا تمہارے
خاتمہ ہو چکا اب مناسب ہی کہ گولہ اندازون کو حکم دو صحرا النورد نے کہا کہ ای
مبہوت مین نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ زخمی ہی گوشت کاٹ کاٹ کر پھینکا مگر کوئی زور
نہ چلا یہ کہکر طرف گولہ اندازون کے پلٹی اور کہا گولے مارو گولہ اندازون نے
توپون کو جھکایا صحرا النورد نے نہین معلوم کیا پڑھ کر پھونکا کہ توپین گرجین اور
کڑکین آگ اُگلنے لگین بادشاہ کے ہاتھ مین گرز ہی مگر پشت پر چند لوگ تھے وہ
اُڑ گئے بادشاہ نے یہ معرکہ دیکھ کر سب کو روکا فرمایا تم لوگ ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مہتاب رخسار بام پر سے دیکھ رہی ہی کہ بادشاہ آتے ہین
گولون کو رد کرتے ہوے کہنے لگی ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے تھے مبہوت
نے کہا ای صحر النورد اب کیا تدبیر کرون بادشاہ گولون سے نہین ڈرتے ہین
صحر النورد نے کہا تمہارے یہان مثال قزاق قید ہی اُسکو بالاے قلعہ لاؤ
اور زیر تیغ بٹھاؤ بادشاہ سے کہو مجھے ایک شب کی مہلت دو اگر نہ مانو گے
تو مین مثال قزاق کو قتل کر ڈالونگا قتل ہونا اپنے سردار کا گوارا نہ کرینگے اور
پلٹ جائینگے کوئی صورت جان بچنے کی اور نہین ہی مہتاب رخسار نے بھی کوٹھے سے

دیکھا کہ مثال قزاق کو سب کھینچتے ہوئے لائے بادشاہ مع سپاہ قریب خندق کے پہونچ
چکے تھے کہ مبہوت نے پکار کر کہا کہ ای شہریار آپکا ملازم قتل ہوتا ہی ہم کو ایک
شب کی مہلت دیجیے کل یا تو بیٹی کی شادی کر دینگے یا تو آپ سے لڑینگے مگر مہتاب رخسار
کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر ہین قطعہ

منزل گور اب مجھے ای آسمان درکار ہی — مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہی
ساحل دریاے ہستی ہی کنارہ گور کا — کشتی تن کے لیے کب بادبان درکار ہی
دیکھیے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوبجائے — یار کو پیراہن آب روان درکار ہی
کچھ علاج وحشت عاشق نہین جز خواب مرگ — ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہی

مہتاب رخسار نہایت بیقرار ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ ساحرہ نے کیا مکر کیا مگر
مثال نے پکار کر کہا کہ حضور مشقت کرکے آئے ہین اب میرے قتل ہونے کا خیال نہ
کرین سعد شہریار نے فرمایا ای مثال کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم قتل ہو جاؤ پھر مین معشوق
کو کسکے لیے لونگا یہ چاہتا ہون کہ قدرت پروردگار سے تم صحیح و سالم رہو اور
مین قلعہ فتح کرون ای مبہوت مین پلٹا جاتا ہون میرے سردار کو نہ ستاؤ مجھے شاق
ہی کہ میرے ملازم کو تکلیف پہونچے مہتاب رخسار نے جو یہ سب باتین بادشاہ
کی سُنین کنیزون سے کہا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اپنے نوکر کا کسقدر پاس ہی کہ
قلعہ لے کر چھوڑ دیا مگر مین خوب سمجھ گئی کہ باپ میرے اطاعت اُن کی کسی طرح
نہ کرین گے ساحرہ کی صلاح مین ہین وہ مکارہ جو کہتی ہی وہ ہی کرتے ہین خیر جو مجھسے
بن پڑیگا وہ کرین گے خواہ جان جائے خواہ رہے مقام افسوس ہی کہ ہمارا وارث
تو قید مین ہی اور ہم آرام سے بیٹھے ہین یہ کھانا بجاے زہر ہی معشوق تک نہ
پہونچنا قہر ہی یہ کہکر ایک گوشے مین جاکے بیٹھی آنکھون سے اشک حسرت جاری
ہین صورت مثال کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ وزیرزادی اسکی گل اندام
نامے سامنے آئی آتے ہی قدمون پر گر پڑی کہا واری جو آپ کے دل مین ہی
وہ ہم سے تو کہیے ہم سب آپ کے شریک ہین ملکہ رونے لگی کہا ای گل اندام تمنے دیکھا

کر صحرا النور دنے سحر کیا اُن کا کوئی حرج نہ ہوا آکر قلعے کو لیا مگر اپنے افسر کو زیر تیغ
دیکھا پلٹ گئے یہ نہ گوارا کیا کہ ہمارا ملازم قتل ہوا ایسے جری و بہادر نگاہ سے
نہین گذرے جو سنگے ہو گل اندام کیا تدبیر کرون کہ اپنے معشوق مثال قزاق
کو رہا کرون یقین ہی کہ ناظرین مجکو بُرا کہین اور اگر کوئی ثابت قدمی ہمسے سرزد
ہوئی تو میان قمر صاحب حال ہمارا کتاب مین لکھین گے کہ ہزارون کی نگاہ سے
گذرے پڑھنے والے کہین کہ عورت نے کمال کیا معشوق کے واسطے اپنی جان
دیدی مین تو مسلمان ہو چکی جمشید ثانی پر لعنت کرتی ہون کنیزون نے کہا آپکے
باغ کے پہلو مین قید خانہ ہی کنج باغ سے نقب دیجیے قید خانے مین پہونچ جائیگی
وہانسے اُن کو رہا کر لائیے اپنے باغ مین رکھیے پھر آگے اور تدبیر بتائین گے
ملکہ خوش ہو گئین اور اس بات کو بہت پسند کیا چند کنیزون کو ساتھ لیا گوشۂ
باغ مین آئی چند کنیزون کو اشارہ کیا اُنھون نے نقب دینا شروع کی ملکہ بھی
شریک نقب ہین تھوڑی دیر کے بعد چہرۂ نقب کا قید خانے مین ٹوٹا ملکہ ہمراہ
کنیزون کے قید خانے مین آئین دیکھا مثال قزاق زنجیر پر سر رکھے ہوے پڑا
ہوا ہی پاؤن کی آہٹ سُن کر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آفتاب عالمتاب سامنے
سے آئی آتے ہی قید مثال قزاق کی کاٹنے لگی مثال قزاق چہرۂ زیبا دیکھکر
حیران جمال و محو دیدار ہوا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی جو آپ نے مجھپر یہ پرورش کی یہ پرورش کا کیا باعث ہی مہتاب رخسار
نے سر جھکا کر کہا کہ مین میہوت کی بیٹی ہون مہتاب رخسار میرا نام ہی تمہاری
رہائی کو آئی ہون مثال قزاق کو اسقدر جوش ہوا کہ قید توڑ ڈالی زنجیرین توڑ کر
پھینکدین ملکہ نے مثال قزاق کو ساتھ لیا اور نقب سے نکال کر اپنے باغ
مین لائین مسند آراستہ کی اُسپر بٹھایا کھانا سامنے آیا ملکہ ساتھ کھانے بیٹھین مثال
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب تک آپ کلمہ نہ پڑھیے گا تب تک کھانا مین آپ کے ہمراہ
نہ کھاؤنگا مہتاب رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین پہلے ہی جمشید ثانی پر

لعنت کرچکی ہون میں نے دین اسلام اختیار کیا چاہتی ہون کہ بیان ختم کرون یہ سنکر
مشال قزاق نے کہا ملکہ بڑے خرابی کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ آقا سے اسلام نے
خلاف کر دے کیون معشوق کو ساتھ لیکر چلے گئے وہ جبری ولیہا در ہین اُنکے یہان
قاعدے مقرر ہین ملکہ نے کہا صبح کو جب مہوت سُنے گا تو بڑی آفت برپا ہوگی اور
لشکر کشی کریگا مشال قزاق نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین لشکر سے نہین ڈرتا ہون مین
سعد شہریار کا غلام ہون اگر دس لاکھ بھی آئین گے تو اُنسے سمجھ لونگا کسی مقام پر
رُکونگا نہین آخر کنیزون نے بھی یہی کہا کہ اسی مقام پر رہیے جب وہ لشکر کشی کریگا
تب دیکھا جائیگا گل اندام وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ ایک
نامہ لکھیے اور لکھ کر پیکان تیر مین باندھیے طرف بادشاہ کے پھینکیے بادشاہ کو خبر
ہوجائیگی مشال قزاق نے کہا کہ اے وزیرزادی یہ بات خوب بتائی مجکو بہت
پسند آئی جب بادشاہ کو خبر ہوجائیگی اور یہان جنگ شروع ہوگی خدا اُن کو
سلامت رکھے فورًا تشریف لائین گے ملکہ نے کہا صاحب تدبیر ہوچکی بس اب
کھانا کھاؤ مشال قزاق نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ساقی بچے حاضر ہوے جام
مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی گانیوالیان عمدہ
عمدہ سامنے آکر بیٹھین اور بجوش الحانی بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

دو نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا + جو یہنی پھولونکی بدھی تو دردِ شانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا + ہوا کچھ ایسی بندھی گُل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی + ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری + قدم سے یار کے روشن غریبخانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے + خدا کا گھر تھا جہان وان شراب خانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون + لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی + رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی + + کہ بیکسونکے مزارون کا شامیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے سو رہے آتش | ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

مگر صبح کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک تیر مورچے پر پڑا ہی اور پیکان تیر مین نامہ
بندھا ہی سعد شہریار نے حکم دیا کہ وہ نامہ میرے پاس لاؤ ملازم گئے اور جاکر وہ
نامہ اسے لاکر خدمت مین بادشاہ کی پیش کیا سعد بن قباد نے وہ نامہ پڑھا اُس
بارے مین لکھا تھا کہ ای شہریار دختر مبہوت مجکو اپنے باغ مین لائی ہی امیدوار ہون
کہ آپ تشریف لائیے قلعے کو فتح کیجیے بادشاہ جمجاہ وہ نامہ پڑھتے ہی فوراً ہتھیار
لگا کر تیار ہوے بادشاہ کے تیار ہوتے ہی سب تیار ہوے بادشاہ باہر نکلے
یہان مبہوت کو خبر ہوئی کہ قیدخانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان اور بیڑیان کٹی پڑی
ہین مبہوت بہت حیران ہوا اور صحرا نورد سے کہا کہ ای صحرا نورد وہ جو گمان
تھا آج غلط ہو گیا کل مثال قزاق کی وجہ سے وہ سب پلٹ گئے تھے اب وہ ہرگز
نہین پلٹین گے کیا تدبیر کرون صحرا نورد نے کہا نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی بادشاہ
نے گھوڑا بڑھایا مبہوت بالاے قلعہ آکر بیٹھا صحرا نورد بھی برابر بیٹھی ہی بادشاہ
یلغار کرکے چلے خیال ہی کہ ہمارا سردار مثال قزاق آرام سے ہوگا مبہوت نے
توپون کو حکم نہ دیا صحرا نورد سے پوچھا بتاؤ کیا تدبیر کرون صحرا نورد نے کہا کہ
ایک گنہگار کو بلائیے مین اُس کی صورت بدل دون اور مثال قزاق کی صورت
بنا دون مبہوت نے ایک گنہگار کو بلایا ساحرہ نے شکل بدل دی پھر اُسکو زیر تیغ
بٹھایا اور بادشاہ سے پکار کر آواز دی کہ آپ کا سردار قتل ہوتا ہی دو راتون
کی ہمکو مہلت دیجیے بادشاہ نے بڑا افسوس کیا اور پکار کر کہا کہ میرے سردار
کو تکلیف نہ دو مین پلٹا جاتا ہون دو روز مہلت مانگتے ہو مین مہلت دینے کو
موجود ہون بعد دو روز کے یا جنگ کرنا یا اصلاح کر لینا مبہوت نے مناسب
وقت جانکر بہتر کر دیا بادشاہ جو اپنے مقام پر آئے فیروزہ بن عمرو سے کہا کہ
ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ مثال پر کیا گذری فیروزہ نے کہا یہ مشکل ہی کہ
وہان تک جا سکون مگر حکم سرکار بجا لاؤنگا جس طرح سے ممکن ہوگا اپنے کو اندر

قلعے کے پہونچاؤ لگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی نامے مین یہ لکھا ہی کہ مین قید
سے رہا ہوگیا یہ کیا سبب ہوا کہ پھر بالاے قلعہ آیا فیروزہ نے کہا کہ اگر غلام
قلعے تک پہونچ گیا تو سب خبرین لا دیگا یہ کہکر چلا رات کا وقت ہی گرد قلعہ پھرنے لگا
ایک مقام پر دیکھا کہ کھڑکی ہی سلاخین لوہے کی لگی ہین فیروزہ نے بیٹھکر سلاخین
کاٹین اندر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مثال قزاق فرحان
و شادان بیٹھا ہی ایک معشوق خوبرو خوشخو و غنچہ دہن رشک چمن پہلو مین بیٹھی ہی
اور چند کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین فیروزہ دیکھتے ہی شاد ہوگیا دیوار سے
اُترا اصلی صورت پر سامنے مثال کے آیا مثال نے جو فیروزہ کو دیکھا کھڑا ہوگیا
ہاتھ ہاتھ مین ڈالدیے کہا ای ہمتوالا گھر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا فیروزہ نے کہا
آپ کا نامہ بملاحظۂ شاہ گذرا یہ کیا باعث تھا کہ پھر تم کو بالاے قلعہ قید مین رکھا
ملکہ نے ہنس کر جواب دیا کہ اِسکا یہ باعث تھا کہ صحرا نورد جادو صلاح کار
مبہوت ہی اُسنے سحر سے اور ایک گنہگار کو اِنکی شکل پر بنایا بادشاہ نے بڑا
دھوکا کھایا فیروزہ نے کہا کہ اب مین جاتا ہون صبح کو بادشاہ قلعہ تسخیر کرینگے
جب بادشاہ قلعے پر پہونچین تو ای مثال تم بھی نکل آنا اور جنگ آغاز کرنا مثال
نے سب باتین قبول کین فیروزہ باغ سے ملکہ کے نکلا یہان ملکہ نے کہا کہ کیون
ای مثال یہ عیار کیونکر آیا مثال نے کہا ہمارے شاہ ایسے خلیق ہین کہ میرا
قید ہونا اُن پر شاق ہوا اپنی سپہ گری بھی دکھائی پھر چین نہ پڑا عیار کو بھیجا عیار
نے آکر مجکو دیکھ لیا اب کوئی خوف نہ رہا یہان صحرا نورد کا دستور ہی کہ صبح کو
پھرنے جاتی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی کہ مثال قزاق پر نگاہ پڑی کہ باغ مین
ملکہ کے ٹہل رہا ہی تڑپ کر گری اور مثال کو لے گئی آکر مبہوت سے کہا کہ تمھاری
بیٹی کے باغ مین یہ تھا مبہوت نے کہا میری بیٹی کو مرد کے نام سے نفرت ہی کسی
کنیز سے یہ حرکت ہوئی ہوگی مگر بادشاہ پھر تیار ہوے صحرا نورد نے کہا کل تو نقدہ
تھا آج اصل قیدی موجود ہی جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہی کہیے کہ یہ قیدی موجود ہی

مین اسکو قتل کرتا ہون بادشاہ نہ گوارا کرینگے فورًا پلٹ جائینگے اگا یہ ذکر تھا کہ
نقارے پر چوب پڑی بادشاہ گھوڑا بڑھا کر چلے پشت پر سب قزاق مبہوت
نے کہا کہ جس طرح آتے ہین آنے دو خلاصہ یہ ہی کہ بادشاہ راستہ طی کرکے قریب
خندق پہونچے پکار کر آواز دی کہ کیون او مکار کل تو تو نے خوب ہی فقرہ کیا
ایک ساحرہ کے بھروسے پر مکر کر رہا ہی ایک گنہگار کو بصورت مثال بنا کر
یہان لایا مجھکو دھوکا دیا اب آج کیا کریگا مبہوت نے اشارہ کیا ملازم اسکے
مثال قزاق کو کشان کشان لائے جلاد کو سر پر کھڑا کیا پکار کر آواز دی چپ بیٹھے
ورنہ اس کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اختیار ہی قتل کر ڈالو فیروزہ
دیکھ آیا وہ روبراہ ہوگا انتظار کرتا ہوگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر ایڑ جو کی گھوڑا
طرارہ بھر کر خندق کو فرا گیا گرز ہاتھ مین تھا قصد کیا کہ پھاٹک توڑ من مبہوت
نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے
دونون ہاتھ اٹھائے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی مثال نے قید توڑ ڈالی
بالائے قلعہ لڑنے لگا سعد شہریار نے گرز سے پھاٹک توڑا اندر آتے ہی نعرہ کیا
نعرۂ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + بادشاہ آگے آگے اور
پیچھے ہمارے تاجدار وغیرہ بھی اندر قلعے کے پہونچے گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی عجب
ہنگامہ ہوا قزاقون کی لڑائی لوٹ بھی رہے ہین اور لڑ بھی رہے ہین تب مبہوت
نے کہا کہ ای صحر النور داب تم بھی سحر کرو مثال کو جانے دو مگر بادشاہ پر کوئی
ایسا سحر کرو کہ وہ بیکار ہو جائین صحر النور داُتری جس طرف سے بادشاہ آتے
تھے ایک گوشے مین کھڑی ہو کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ لوح محفوظ
پہنے ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
چمکایا گھوڑا قایم ہوا مبہوت جو گینڈے پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا بادشاہ نے
مبہوت کو دیکھا کہ جنگ کر رہا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک ایک سے

کہتا ہو کہ یارو اگر یہ جنگ فتح ہوئی تو نہال کر دونگا اسقدر زر و جواہر دونگا کہ
سپرین تمہاری بھر جائین اسکے ساتھ والے مصروف جنگ ہین مثال بھی لڑتا ہوا
قلعے سے نکلا بادشاہ کو دیکھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا جسنے آپ کی غلامی کی اُسنے
دولت کونین پائی بادشاہ نے پوچھا اے مثال یہ کیا معرکہ تھا کہ رات کو تمنے فیروزہ
سے ملاقات کی اور صبح کو بالاے قلعہ پایا مثال نے عرض کی یہی ساحرہ مکارہ
مجکو اُٹھا لائی اس وجہ سے مجکو یہ بھیجا پاگیا لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ یہ سُنکر بہت
خوش ہوے فرمایا اے مثال ہم کو تمہارا بڑا قلق تھا ہم کو تمہارا قید ہونا بہت
شاق تھا شکر ہو کہ تمنے رہائی پائی لڑتے ہوے طرف مبہوت کے چلے مبہوت
نے دیکھا کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین ہو تو سامنے بادشاہ کے آیا تیر مارنا
شروع کیے سعد شہریار نے سب وار رد کیے جب قریب پہونچے تو مبہوت نے
ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے پُکار کر کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین اس مکار
سے سمجھ لونگا مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتہا کا غصہ تھا ہاتھ تلوار کا مار دیا
برق شمشیر جو چمک کر گری مبہوت کے دو ٹکڑے کیے فیروزہ بن عمرو ہمراہ تھا اُسنے
مبہوت کا سر کاٹ کر بلند کیا سب نے جو سر مبہوت دیکھا تلوارین پھینک
پھینک کر حاضر خدمت ہوے مگر صحرا نورد نے دیکھا کہ مبہوت مارا گیا لوگ
اطاعت کرنے لگے بادشاہ سب کو سرفراز فرما رہے ہین خُلق بادشاہ دیکھ کر رعایا
بھی اطاعت کر رہی ہو آپس مین کہتے ہین کہ سردار ایسا ہو کہ اپنے ملازم کے لیے
کیا کوشش کی ابس صحرا نورد تڑپ کر زمین پر گری ایک عقاب کی شکل بنکر قصد کیا
کہ نکل جاؤن مثال نے عرض کی کہ حضور وہ جاتی ہو بادشاہ نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا صحرا نورد کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذر الاشہ صحرا نورد زمین پر گرا فیروزہ نے اسکا بھی سر کاٹ لیا صحرا نورد
کے مرتے ہی سب نے اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا اے مثال پاس اپنی معشوقہ
کے جاؤ اُسکو بھی خبر فتح سناؤ مثال نے عرض کی ابتو حضور کے ساتھ ہون

خلق نے حضور کے بندہ کر لیا میں تو وہ ہی تابعدار ہوں بادشاہ سب کو ساتھ لیکر
بارگاہ میں آئے وزیر سے کہا کہ عقد کی تیاری کرو مثال کا عقد دختر مهوت
سے ہوگا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر مثال کے مارا بادشاہ کو اُسی وقت
نظرین گذرنے لگیں ہر طرف یہی صدا ہی کہ ایسے سردار کی اطاعت کرین کہ جنھوں
نے اپنے ملازم کے واسطے کیا کیا تکلیفیں اُٹھائین مگر اُس کو قید سے رہا کیا شیکو
سامان عقد ہوا مثال نے بعد عقد جا کر گوہر مراد حاصل کیا صبح کو حاضر خدمت
ہوا بادشاہ نے وہا نکی سلطنت بنام ملکہ مقرر کی کہا نقاب چہرے پر ڈال کر
تخت پر بیٹھا کرو وزرا انتظام کرینگے یہی تدبیر ہوئی اپنے سامنے شاہ نے
ملکہ کو تخت پر بٹھایا وزرا سے کہدیا کہ اچھی طرح انتظام کرنا قلعۂ لو ہسار میں بھی
عملداری بادشاہ کی ہوئی ملکہ نے عرض کی کہ اگر خراج نہ پہونچے تو معاف کرنا
چاہیے کہ نئی نئی عملداری ہی اگر مناسب ہو تو میرے وارث کو واسطے تھوڑے
دنوں کے اسی مقام پر چھوڑیے ایسا نہ ہو زمیندار روپیہ نہ دین بادشاہ نے کہا
ای مثال تم اسی مقام پر رہجاؤ بعد چند دن کے ہمارے پاس چلے آنا مثال
نے عرض کی کہ میں قدم اقدس نہ چھوڑونگا یہ وقت حضور کے تردد کے ہین
ایسے وقت میں ساتھ چھوڑ دون تو خدا کو کیا جواب دون آپ کی پرورش سے
قید سے چھوٹا معشوقہ پائی کیا شکریہ حضور کا ادا کرون بادشاہ نے فرمایا مین
تو بر سر راہ ہون ٹھہر نہین سکتا ضرور کل جاؤنگا اور طلسم کشائی مین کوئی ساتھ
نہین ہوتا ہی جو لوح کہیگی وہ ہی کرونگا مثال قزاق ناچار ہو ا ساتھ ملکہ کے
معروف انتظام قلعہ ہی دوسرے دن بادشاہ نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور صحرا النور دقتل ہو تو قلعے
سے نکل کر باہین پر جو صحرا ہی اُس صحرا مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو یا قوت جنی
آئیگا کاندھے پر سوار کرکے جزیرۂ کمیاب مین پہونچائیگا کہ جہان کا حاکم و ناظم
میلاد خارہ شکن ہی بدون لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا میلاد خارہ شکن

ساحر زبردست ہو بادشاہ صحرا مین آگے خیروزرہ پیچھے پیچھے ہی یہی چاہتا ہی کہ
بادشاہ کے ساتھ جاؤن ایسے وقت مین ساتھ نہ چھوڑون بادشاہ نے زیر نخل بیٹھکر
اسم حاشیہ لوح پڑھا یاقوت جنی حاضر ہوا عرض کی کہ غلام کو کیون یاد کیا بادشاہ
نے فرمایا کہ لوح نے خبر دی اس وجہ سے تمکو بلایا یاقوت جنی نے عرض کی بسم اللہ
میرے کاندھے پر سوار ہو جیے اب صحرا ہائے مختلف دیر باد ملین گے بادشاہ جمجاہ
اسی وقت کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہوے یاقوت لیکر چلا بڑے بڑے
صحرا ملے یاقوت جنی نے وہ سب صحرا طے کیے بعد اُسکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
جا بجا درخت خشک لگے ہین پتے ندارد شاخین سرنگون ہین جا بجا ریت کے ٹیکرے
ہین گرد اُڑ رہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ غلام کو عرصہ گذرا کچھ کھانا نہین کھایا
اگر مناسب ہو تو اس صحرا مین اُتر پیے غلام کچھ کھا کر پھر حضور کو لیچلیگا جزیرہ کمیاب
بہت دور ہی بادشاہ اُتر پڑے یاقوت جنی نظرون سے بادشاہ کی غائب ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے غل مچاتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مجکو بچائیے
دیو نعمان نے میرا پیچھا کیا ہی بادشاہ چلے پشت پر سے دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا
دوڑا ہوا فکر مین یاقوت کی آیا یاقوت کو ایک چنگل مارا اور اُٹھا کر یاقوت
کو کھا گیا بادشاہ نے دیو نعمان پر ایک تیر مارا کہ شانہ نعمان کا نشانہ ہوا زخمی
ہو کر نعمان بھاگا یہ کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار اس جنگل سے نہ نکل سکوگے
تڑپ تڑپ کر مروگے یہ کہکر غائب ہو گیا بادشاہ کو مارا جانا یاقوت جنی کا بہت
شاق ہوا ایکطرف ناچار ہو کر روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کر کے ایک مقام
پر پہونچے دیکھا سامنے دریا ہی اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان ہی اُسپر
ہزارون طائر بیٹھے ہین بادشاہ کو جو دیکھا سب طائر درخت سے اُتر پڑے قدمون
کے بوسے لینے لگے اور اشارے کر رہے ہین کہ اپنے مقام پر بیٹھیے بادشاہ
ناچار ہو کر زیر نخل بیٹھے وہ طائر پرون سے مگس رانی کر رہے ہین بعض زمین کو
صاف کرتے ہین دن بھر اُن طائرون کو اسی خدمت مین گذرا شام کو وہ سب

طائر اُڑ اُڑ کر دریا مین گرے بادشاہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد چند ساعت کے جو ہوشیار ہوے دیکھا زیر مخمل فرش بچھا ہے مسند پر مین بیٹھا ہون اور بہت سی پریزادین عہدے ہاتھون مین لیے مصروف خدمتگذاری ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ طائر کہان گئے اور یہ پریزادین کہانسے آئین کچھ خاموش بیٹھی ہین اور کچھ مصروف کاروبار ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای شہریار ہماری مالکہ ملکہ شکیل پری آتی ہین بادشاہ نے کہا آنے دو ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد بھاری جوڑا پہنے ہوے خرامان خرامان آتی ہے حقیقت مین بادشاہ کی نگاہ سے ایسی صورت زیبا نہین گذری تھی اُس پریزاد نے آتے ہی بادشاہ کو سلام کیا اور پریزادون سے کہا کہ صاحبو آج وہ دن ہے کہ سامری و جمشید یہ خبر دے گئے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوگا جو بن پڑے وہ خدمت کرنا ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف گذرے خوش آواز پری کو بلاؤ سامنے شہریار کے رقص و سرود آغاز کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل آکر بیٹھی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
زن دنیا ہے عجب طرح کی علامۂ دہر	مرد دیندار کو بھی زیر و زبر کر دیتی ہے
تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجکو	تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے
بڑھتی جاتی ہے جو مشق ستم اُس ظالم کی	کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ہلا	اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہے
لو ئی غماز نہین میری طرفسے ای ذوق	کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

بادشاہ بیٹھے سُن رہے ہین شکیل پری پہلو مین ہے جام گردش مین ہے بادشاہ نے چاہا کہ جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے بہ منت کہا کنیز کو معاف فرمائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف ہو اب سحر بھی قریب ہے بادشاہ نے نہ مانا سب پریزادین بھی منع کرتی ہین جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ پریزادین

اُٹھ کھڑی ہوئین اور دریا مین پھاند پڑین بادشاہ کی آنکھ بند ہوگئی بعد تھوڑی دیر
کے یہ دیکھا کہ آفتاب بلند ہو چکا ہی دھوپ نکل آئی ہی ہزارہا طائر درخت پر بیٹھے
ہین بادشاہ اُس پریزاد کو یاد کر رہے ہین فرماتے ہین **نظم**

ای محبت تجھے جنون کی قسم	قیس کے سر کی ئل کے خون کی قسم
جان شیرین کو ہکن کے لیے	نالۂ بلبل چمن کے لیے
دلِ پروانۂ لہو کے لیے	لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بینوا کے لیے	کشش صدق کہربا کے لیے
پے سوز درون کباب دری	شاخِ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حُسن کی بہار رہے	عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دونیم	جز غم عشق ہو نہ کوئی ندیم
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ	قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
ضبط غم سے مرا لہو دل ہو	متصل خون آرزو دل ہو

بادشاہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین اور یاد مین شکیل پری کی بیتاب و بیقرار ہین
کہ لوح طلسمی یاد آئی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ مقدمات
طلسم ہین سب شعبدے آپ کے واسطے بانیان طلسم نے تیار کیے ہین یہی چاہتے ہین
کہ آپ کو دیوانہ کرین اب یہان سے آگے بڑھیے جو سامان دکھائی دے بموجب
حکم لوح کاربند ہو جیے گا اور رات کو جو سانحہ گذرا ہی اُسے دل سے بھلا دیجیے
بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر وہان سے اُٹھے کنارے پر دریا کے آئے اسم جانشبۂ لوح
کو یاد کیا پڑھنے لگے تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ دریا سے دھوان نکلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک کشتی خود بخود چلی آتی ہی کشتی کا کوئی کھینے والا نہ تھا
ہی کنارے پر آکر ٹھہر گئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون پایا کہ ای کشتی
پر سوار ہو جیے نہنگ دریا نشین آکر پہونچیگا اس صحرا سے کوئی صورت نکلنے کی
نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین جزیرہ کمیاب مین ضرور پہونچیے گا بادشاہ اُٹھ کر

کشتی پر سوار ہوئے کشتی چلی جب وسط دریا مین پہونچے کشتی چرخ مارنے لگی بادشاہ
حیران تھے کہ کیونکر اپنے کو بچاؤن دریا سے ایک مچھلی نکلی قریب آکر مثل انسان کے
آواز دینے لگی کہ ای شہریار اپنے تئین دریا مین گرا دیجیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا
اُسمین بھی یہی مضمون پایا کہ اپنے کو دریا مین گرا دو بادشاہ نے اُٹھکر اپنے کو
دریا مین گرایا جیسے ہی دریا مین گرے آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو
بیدار ہوے تو دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی اور سامنے دروازہ شہر کا کھلا
ہی خلقت کی آمد ورفت ہی بادشاہ بسم اللہ کرکے داخل قلعہ ہوے دیکھا شہر آباد
رعایا دل شاد ہی کوٹھون پر رنڈیان بیٹھی ہین بادشاہ سے اشارے کر رہی ہین
کسی مقام پر مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے — عاشق بزرگ لوگ ہین اُس خردسال کے
ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید — سوتا ہون ہاتھ گردنِ مینا مین ڈالکے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ — منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
سرمہ نہین بنا ہی تجلی سے طور کی — ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
سودائی جان کے تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
آئینے سے کلام یہ کیونکر کہا ہی صاف — حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

بادشاہ یہ آوازین سنتے ہوے گلی کوچون کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب کوتوالی
چبوترے کے پہونچے دیکھا ایک کوتوال ظالم کرسی پر بیٹھا ہی جو راہ گیر نکلتا ہی اُسے
بلوا کر ذلیل کرتا ہی سامنے لال خان کا لکڑا گڑا ہوا ہی اُس مین بندھوا دیتا ہی اور
ملازمون سے کہتا ہی اسکو مارو لوگ عاجز ہو رہے ہین کہتے ہین خدا اس کوتوال
کو غارت کرے اسنے راستہ بند کر دیا ہی اب اس طرف سے نہ آوینگے مگر کوتوال
نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا کرسی سے اُٹھا جھک جھک کر سلام کرنے لگا
کہتا تھا ای شہریار آئیے یہ مقام شاہراہ ہی بیٹھ کر تماشا دیکھیے بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ جب یہ کوتوال قریب آئے اِسکو قتل کیجیے بادشاہ نے کوتوال کو

قریب بُلایا جب وہ قریب آیا تو بادشاہ نے فرمایا او ظالم تو نے یہ کیا بدعت کر رکھی
ہی کہ راستہ بند کر دیا کوتوال نے کہا حضور کو اس سے کیا مطلب تشریف دیکھیے
مین خدمتگزاری کرون آپ کو کوئی آزار نہ پہونچا دیگا چلیے سرفراز کیجیے دیکھیے کیا
کیا عجائبات دکھائی دیتے ہین بادشاہ کوتوال کے ساتھ تشریف لیگئے کوتوال
نے راہ مین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ انھین گرفتار کر لو ایک سپاہی نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے پوچھا خیر تو ہی اُس سپاہی نے کہا کہ آپکی گرفتاری
کا حکم ہی بادشاہ نے ایک طمانچہ مار دیا اور فرمایا ہم کو کون گرفتار کر سکتا ہی
کوتوال نے تلوار کھینچی ہی چاہتا تھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون مگر بادشاہ نے
ایک ہاتھ مارا کہ کوتوال کا بھی سر اُڑ گیا کوتوال کے مرتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی
دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار مع فوج آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آتے ہی حکم دیا کہ اس ظالم نے کوتوال شہر کو مارا اسکو گرفتار کر لو
سب فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باشندہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پُر دغا کب تم کو چھوڑتا ہون بادشاہ نے کئی افسرون کو مارا تھوڑے عرصے مین
لاشون کے انبار ہو گئے بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح بادشاہ پیر
کو دکھا دو بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا وہ بادشاہ پیر تخت سے کود پڑا کہتا
ہوا چلا کہ ای شہریار زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا پہلے ہی کیون نہ
ظاہر کر دیا کہ مین بخدمتگزاری پیش آتا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
تشریف لے چلیے تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے ہمراہ لیچلا سامنے
مکان شاہی تھا اُسمین بادشاہ کو لایا کہا یہ تاج و تخت حضور کے واسطے
ہی حضور تشریف رکھین جیسے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھے وزیرون نے نذرین دین
بادشاہ نے سب کی نذرین لیکر سب کو خلعت دیے وزیر تعریف کرتے تھے کہ بادشاہ
عادل ہی دن بھر بادشاہ جلسے مین رہے شام کو اُس بادشاہ پیر نے آکر عرض کی
کہ تشریف لے چلیے سارا محل آپ کا مشتاق ہی بادشاہ اُس شاہ پیر کے ساتھ چلے

جب زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا چوبدارنیان اور چند کنیزین براے استقبال کھڑی ہین شاہ کو بیچ مین لے لیا ساتھ لیکر چلین جب محل مین آئے تو دیکھا جا بجا فرش بچھا ہی کنیزین ہر مقام پر عرض کرتی ہین کہ جہان مزاج مین آئے ٹھہریے یہ سب مقام آپ ہی کے لیے آراستہ کیے ہین ایک مقام پر چھپر کھٹ بچھا تھا فرش بھی بچھا تھا مسند بھی آراستہ تھی بادشاہ اُس مقام پر بیٹھ گئے کنیزین خدمت کرنے لگین ایک کنیز نہایت شوخ وشنگ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غضب ہی اُس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی　　نیا تابوت جسکے کوچے سے ہر دم نکلتا ہی
تری آنکھون پہ میرے آستین لطف ای ہمدم　　کہ اشک سُرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی
دکھا کر اپنی آرایش پری مجکو نہ دھوکا دے　　کسیکے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہی
نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو　　یہ سن رکھا ہی ظالم نے پھنسا دل کم نکلتا ہی
سمجھ کر اجنبی مین جسمین سے دلکا راز کہتا ہون　　خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی
بنا دیتا ہی کوچہ فقر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا　　کھنچا جب جنتری مین تار تو سب خم نکلتا ہی
شہیدی سے نہین واقف مگر اتنا تو واقف ہون　　کوئی رانو نکو بیان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بادشاہ دیر تک گانا سنتے رہے ہین جب نشہ ہوا تو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے چھپر کھٹ پر آسنے ارادہ ہوا کہ آرام کرون ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ہماری ملکہ یعنی ہماے مرصع پوش آتی ہین شام سے آپکی مشتاق تھین مگر مشاطہ نے دیر کر دی بادشاہ اُٹھ بیٹھے ایکطرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کئی سو کنیزین لالٹینین ہاتھ مین لیے ہین بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان کمال ناز سے خرامان آتی ہی بادشاہ کی نگاہ جو اُس حُسن وجمال پر پڑی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✣ بیا بیا و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✣ وہ نازنین یہ آواز سُنکر ہنس پڑی اور پکار کر کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے مین وہین حاضر ہوتی ہون جلدی قدم بڑھا کر آ کی بیٹھ گئی عرض کی کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا دعاے ترقی حسن وجمال مین مصروف رہتے ہین گھبرانا نہین انشاء اللہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا اُس نازنین نے

مسکرا کر کہا کہ شکیل پری میرا اصلی نام ہی اس بڈھے بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا مکر کیا مجکو حیران کر رکھا ہی ہر شب کو آتا ہی اور خواہان وصل ہوتا ہی اب تک تو مین اُس سے انکار کرتی رہی وہ یہی کہتا ہی کہ جبر کرونگا لیکن آج تک تو جبر نہین کیا منتین کرتا ہی مگر مین نے آج تک اُسکی منت کا خیال نہین کیا آج جب سُنا کہ طلسم کشا تشریف لائے ہین منظور ہوا کہ چل کر آپ سے تو حال کہون شاید مدد کرین مجکو بچائین بادشاہ نے فرمایا تمھارا وطن کہان ہی اُس نازنین نے کہا میرا وطن پردۂ قاف ہی ملکہ آسمان پری کی عزیز دار ہون ایک دن برائے سیر نکلی کسی طرح طلسم مین آگئی اس بادشاہ نے مجکو گرفتار کرلیا بادشاہ نے پوچھا کہ آسمان پری سے کیا رشتہ ہی شکیل پری نے کہا کہ وہ میری دادی ہوتی ہین بادشاہ نے کہا ای شکیل پری نہ گھبراؤ کل مین انشاء اللہ اس شاہ پیر کو سزا دونگا ملکہ اُٹھین کہا رخصت ہوتی ہون زیادہ ٹھہر نہین سکتی کیونکہ وہ ہی بیجیا آیا ہوگا اگر مجکو نہ پائیگا تو فساد برپا کرے گا بادشاہ نے کہا تم بیٹھی رہو اگر وہ یہان آویگا تو سزا دونگا ملکہ بیٹھ گئین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ ہی بادشاہ پیر جھلاتا ہوا آیا للکار کر کہا کہ کیون شکیل پری تم یہان کیون آئین تم کو ہمارا خوف نہین ملکہ نے تھرا کر کہا کہ صاحب تمھین نے کہا تھا کہ طلسم کشا کی ملاقات کرآؤ تب مین آئی تو مین نے کیا خطا کی اُس بادشاہ پیر نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون اور ملکہ کو لیجاؤن سعد شہریار نے منع کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور ایک ہاتھ مار دیا اُس شاہ پیر کے دو ٹکڑے ہوئے شاہ پیر کو مار کر سعد شہریار نے فرمایا ای ملکۂ عالم اب تو مطلب حاصل ہوا ملکہ نے کہا آپ نے بڑے شخص کو مارا جسکو بڑا ناز تھا کہ مجکو کوئی مار نہین سکتا مگر آج خاتمہ ہوگیا مرتے ہی اُس شاہ کے نازنین نے کہا اب میرے قصر مین تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ دوسرے قصر مین آئے دیکھا اُس قصر مین ہنگامہ ہی چند شاہزادیان بیٹھی ہین اُنھون نے استقبال کیا سعد شہریار آکر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی گرمیان کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آج آپ نے مجھے

ظالم کو مارا مجھپر احسان کامل ہوا ہمیشہ اس ظالم کی بدعت مین رہی پروردگار نے
آپ تک پہونچایا آپ کی زبان سے معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری سے آپ کو توسل ہی
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم وہ میری جدہ ہین تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا مفصل بتاؤ
اُس پری نے کہا کہ ای شہریار زمانہ بہار کا تھا چار جانب پھول کھلے ہوے تھے
نخل سبز پوش نہرون کو بحر الفت کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے
تھے مین گھبرا کر باغ سلیمان کی سیر کو گئی وہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی مین پھر رہی
تھی کہ دیو نعمان جو زبردستان روزگار سے ہی کہین سے لڑبھڑ کے اُڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا مجکو پنجے مین دبا کر لے بھاگا اور یہان لاکر رکھا پھر اس شاہ پیر نے مجھپر
قبضہ کیا اب دیو نعمان اس فکر مین رہتا ہی کہ صحراے ویران مین لیجا کر مجکو آزار
پہونچائے دیو نعمان کا نام سُن کر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہا میرے رفیق
یاقوت جنّی کو کھا گیا ہی مین صحراے ویران مین پریشان پھرتا تھا یہانتک پہونچا
تم سے ملاقات ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ تم کو پردۂ قاف مین پہونچاؤن تم
وہان رہو انشاءاللہ طلسم فتح کر کے تمھاری ملاقات کو آؤنگا شکیل پری نے
کہا کہ میری چند مصاجبین ہین کہ وہ سحر مین طاق و شہرۂ آفاق ہین اُن کو بلاؤن
پردۂ قاف چلیے گا بادشاہ نے فرمایا ہرچند کہ مہلت بہت کم ہی مگر اس کام کو
مقدم جانتا ہون یہ سُن کر شکیل پری نے کنیزون کو حکم دیا کہ گلنار و گلپوش
کو بلاؤ دو پریان حاضر ہوئین شاہ اور شکیل پری دونون تخت پر سوار ہوے
گلنار و گلپوش سحر کرتی ہوئین تخت لے چلین اُس صحرا مین پہونچین کہ جس مقام پر
یاقوت جنی مارا گیا تھا بادشاہ نے وہان تخت اُتارا کہ ایک طرف سے آواز
آئی او طلسم کشا کہان جاتا ہی میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی تجکو مین کھا جاؤنگا مین
سمجھا تھا کہ تو اس جنگل مین برباد ہوگا مگر تو پھر صحراے ویران مین پہونچا میری معشوقہ
کو ساتھ لیا سعد شہریار نے دیکھا کہ وہ ہی دیو نعمان چلا آتا ہی چوبدست ہاتھ مین
غصہ بات بات مین آکر چوبدست بادشاہ پر لگائی شکیل پری چلا چلا کر دعا کر رہی ہی

کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان میرے شہریار کو اس بچیا سے بچالے نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم
سبز کی مانند ہمیشہ گلشن بہار دم
از غم گل بلبل ا عندلیبین یا بد قرار دم
چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے
زانکہ ہر یار ست در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر
اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم
ہست تا وقتیکہ اندر گردش اینکار دم
خانۂ عمر ست تا روشن بنور فیض حق
روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی
زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش ناواقف نباشد سر معنی آشکار
محرم اسرار دانند ہند یا اسرار دم

سعد شہریار نے چوبدست نعمان کی چھین لی اُسنے جنگل مارا بادشاہ مجاہ نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو نعمان جھکا بادشاہ نے گھونسا مارا کہ دیو نعمان کا سر پھٹ گیا کمال غصے مین تھے شکم نعمان کا چاک کیا دیکھا یاقوت جنی گوشۂ شکم نعمان مین بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یاقوت کو نکالا ہوشیار کیا یاقوت اُٹھتے ہی قدمون پہ گر پڑا کہا ای شہریار یہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر اب آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ہمراہ شکیل پری کے جاتا ہون یہ سنکر یاقوت جنی نے کہا کہ ای شہریار یہ شکیل پری نہین ہی جو کچھ اُسنے آپ سے بیان کیا وہ فریب ہی اسکا نام جنجال جادو ہی جلد اسپر لوح طلسمی کا عکس ڈالیے صورت بدل جائیگی یقین ہی کہ آپ کے سامنے سے بھاگے مگر جانے نہ دیجیے گا یہان شکیل حیران و پریشان کھڑی ہی کہ سامنے سے سعد شہریار آئے اُسنے پکار کر کہا کہ خدا نے آپ کو اس ظالم سے بچایا مگر مجھے بڑا خوف تھا اب جلدی چلیے مین وہان چلکر آپ کی بڑی خاطر کرونگی بادشاہ نے قریب آتے ہی لوح طلسمی کو نکالا جیسے ہی اُسپر عکس پڑا سحر چہرے کا اُتر گیا بادشاہ مجاہ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم نمایان ہوئی بقول شخصیکہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بادشاہ نے فرمایا کہ او

ملعونہ اپنی صورت تو دیکھ اُسنے چاہا کہ سحر کرون مگر حیران ہو کے کیا معرکہ گذرا کہ بادشاہ
برہم ہوے جاہا سحر کرون اور نکل جاؤن بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام لی اور تمانچہ مارا کہ
جنجال کا سر اڑ گیا مرتے ہی جنجال کے دیکھا وہ صحرا سبزہ زار ہو گیا زاغ و زغن مر کر
گرے عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ سامنے سے ایک
زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود زاغ بھی جلکر
گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا یاقوت جنی قریب آیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے
صحرا سے نکیاب مین پہونچا دون بادشاہ یاقوت جنی کے کاندھے پر سوار ہوے یاقوت
لے کر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک پہاڑ معلوم ہوا یاقوت جنی نے عرض
کی کہ ای شہریار غضب ہوا سامنے جو کوہ معلوم ہوتا ہی اسکو کوہ بیتاب کہتے ہین ہین
کمیاب کی بیتاب جادو یہانکی حاکم ہی اس پہاڑ پر رہتی ہی اب میری طاقت زائل
ہوی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میری پشت سے گر پڑین تو باعث خرابی ہو اب اس
پہاڑ پر اُتریے جسطرح لوح خبر دے محفل مین جائیے جب اس کو ماریے گا تب راستہ
ملیگا ورنہ گذرنا یہانسے دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا تم مجکو پہاڑ پر اُتار دو پھر
قدرت خدا کا تماشا دیکھو یاقوت جنی نے بادشاہ کو ایک گوشۂ کوہ مین اُتارا بادشاہ
پہاڑ پر چلے سامنے دیکھا ایک نازنین آتی ہی جام شراب ہاتھ مین جیسے ہی اُسنے
بادشاہ کو دیکھا ایکبارگی آواز دی کہ ای شہریار مین تو عجب عالم مین ہون بیتاب
کا حکم ہی کہ طلسم کشا کو جاکر یہ جام پلا دو مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کے لیے باعث خرابی
ہو لیکن اوسکا جمال پر جبتو سے پڑ گئی دل بیقرار ہی کہ آپ کو کیونکر بچاؤن بادشاہ نے
فرمایا کہ ای مہ جبین اگر اصل مین تیری محبت ہی تو حال کھل جائیگا میرے پاس لوح
موجود ہی اگر لوح ... ... گا تو سب حال معلوم ہو جائیگا تیرا مکر نہ چلیگا نازنین نے
کہا مین جام پھینکے دیتی ہون آپ لوح ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا پایا ہر چند کہ یہ ساحرہ بڑی مکارہ ہی مگر تمپر مائل ہوئی ہی اسکی دوستی کو غنیمت
جانو یہ باغ بیتاب تم کو پہونچا دیگی اسکو دشمن نہ جانو بادشاہ نے اُس نازنین سے

باتین کرنا شروع کین فرمایا ای نازنین تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو استحکام جادو کہتے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ ای استحکام تیرا سن کیا ہی اُسنے کہا میرا سن یہی ہی جو ظاہر ہین ہی
لوح مین دیکھ لیجیے مین وہ ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ صورت
ہو شکیل بڑی بن کر آئی تھی وہ ہی آپ کو گمان ہی بادشاہ نے فرمایا تابہ بیتاب
کیونکر پہونچون استحکام بولی مین جاکر اُس کو دھوکا دیتی ہون اُسنے یہی کہا تھا کہ
بادشاہ جمجاہ بالاے کوہ آگئے ہین اُن کو جاکر یہ جام پلا دے اس شراب کا نام
مے خانہ خراب ہی جو اس جام کو پیے گا دیوانہ ہو جائیگا جب بادشاہ پی کر حرکات
لغو کرین تو لوح مانگ لینا جب لوح تیرے قبضے مین آجائیگی گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی مین نے یہ سب قبول کیا تھا مگر اقبال آپ کا یاور ہی طالع آپ کے مددگار
ہین لہذا مجکو محبت ہوئی اور یہی چاہا کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے مجکو اپنا سچا عاشق
جانیے تابہ جزیرۂ کمیاب ساتھ دونگی سب حالات یہانکے مجھپر روشن ہین اسوجہ
سے مین آپسے عرض کرتی ہون بیتاب جادو نے مجکو اپنا مصاحب بنایا ہی مین نے
وہ وہ کار نمایان کیے کہ صدہا بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ حقیقت
مین طلسم کشا ہین جو جو علامتین سُنی تھین وہ سب ظاہر ہین کن کن مقامون سے آپ
گذرے چھ مرحلے آپ نے شکست کیے اب یہ ساتوان مرحلہ بہت سخت وصعب ہی
انشاء اللہ تعالے تابہ کمیاب بھی آپ پہونچ جائینگے مگر کمیاب بڑی شعبدہ باز
ہی بڑے بڑے فتور کریگی مگر آپ لوح سے ہوشیار رہین مین اب رخصت ہوتی
ہون جاکر بیتاب سے کہونگی کہ مین راہ مین گر پڑی جام گر گیا مین نے بادشاہ کو نہین
دیکھا اگر دیکھ پاتی تو گرفتار کرکے لاتی آپ زیر نخل ٹھہریے مین بعد تھوڑی دیر کے پھر
آؤنگی آپسے حال بیان کرونگی کہ یہ تدبیر ہی بادشاہ زیر نخل ٹھہرے استحکام جادو
عشق مین بادشاہ کے مبہوت ہو رہی ہی دعائین دیتی ہوئی چلی کہ خدا اس شہریار
کو سلامت رکھے کسی کا مکر ان پر نہ چلے بعد قتل کمیاب جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی
تمام فوجین جمع ہو رہی ہین خدا اس شہریار کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کوئی

صدمہ انکو نہ پہونچے نسیم سبکرو بیٹی بیتاب جادو کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی اور کہہ رہی تھی کہ لو صاحبو غضب ہوا کہ استحکام جا کر بادشاہ پر عاشق ہوئی استحکام وہ ساحرہ ہو کہ آج تک کوئی اُس کے دام سے نہین بچا کیا باعث ہوا کہ بادشاہ سے میل کیا بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر جمال طلسم کشا نمونۂ قیامت ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا اسی طرح یہ بھی پہونچی جمال پر نگاہ جو پڑی عاشق جمال ہوئی جب بادشاہ نے لوح طلسمی دیکھ لی تو اُسکی بات کے پابند ہوے نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ شاہزادیان بڑی بیوقوف ہین کہ اپنے مذہب کو چھوڑتی ہین پرایا مذہب اختیار کرتی ہین غیر شخص پر مرتی ہین کسی کو کیا غرض ہی کہ غیر شخص سے محبت کرے ناحق کو مرے بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر واسطہ سامری و جمشید کا تم ان جھگڑون مین نہ پڑنا نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان مجکو کیا ضرورت ہی کہ اپنے کو آفت مین پھنساؤن دل کو اپنے غیر سے لگاؤن یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے استحکام آئی بیتاب کو سلام کیا بیتاب نے پوچھا کہ کیون ای استحکام کیا ہوا لوح چھین لائی کہ جس سے مطلب حاصل ہو استحکام نے کہا کہ جام شراب گر گیا مین نے سارے کوہ پر ڈھونڈھا مگر اُسکا نشان نہ پایا بیتاب نے ہاتھ تھام لیا کہا او مکارہ بادشاہ سے خوب راز و نیاز ہوے ہمارے قتل کی تدبیرین کین کہ چند جادوگرنیان اُٹھ کھڑی ہوئین ہاتھون ہاتھ استحکام کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کیا پھر حکم ملا کہ زندان تاریک مین جاکر لٹکا دو کہ اپنی حرکت کا مزہ پائے مگر نسیم سبکرو بیٹی اسکی جس وقت سے بادشاہ کا نام سنا ہی بیقرار ہو رہی ہی اُسی بیتابی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین کہتی ہی کہ قاصد ملے تو ہین نامہ روانہ کرون

نظم

یا الٰہی جلال کا صدقہ +	اپنے فضل و کمال کا صدقہ
رحمت عام کی قسم تجکو +	اپنے ہی نام کی قسم تجکو +
واسطہ شان کبریائی کا +	تجکو صدقہ تری خدائی کا
جلوۂ کوہ طور کی سوگند	تابش مہر نور کی سوگند

جلوۂ نو بہار کا صدقہ ✤ ترے نورِ نگار کا صدقہ
تجھکو اپنی نگاہ کی سوگند ✤ اور مری آہ آہ کی سوگند
مان لے تو مری قسم کوئی ✤ چشمک پرسش نہانی سہی
میری شبہاے تارکی نہ سہی ✤ میرے احوال زار کی نہ سہی
دوزخِ سوزِ عاشقان کی نہ مان ✤ جنت روح شاہدان کی نہ مان
کاوشِ نیش غم کی جانے دے ✤ تیغ تیز ستم کی جانے دے
رتبۂ ختم مرسلین کے لیے ✤ نالہ خاطر حزین کے لیے
اپنے محبوب کی قسم ہو تجھے ✤ اُس رُخِ خوب کی قسم ہو تجھے
روز محشر کی داوری کے لیے ✤ تیری اُس بندہ پروری کے لیے
ہادیانِ رہِ کرم کے لیے ✤ سالکانِ رہِ کرم کے لیے
تیرے قربان تیری قدرت کے ✤ عین کثرت مین عین وحدت کے
میری سُن لے ذرا مین تیرے نثار ✤ نالشی آئی ہون سرِ دربار
کس سے جز تیرے مین کرون فریاد ✤ ایک مین اور سیکڑون بیداد
ایسی غفلت مین کر دیا مجبور ✤ قرب سے جا پڑی کہانکی دور

اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر کوئی تو وجہ ایسی ہو کہ مین اُس ظالم کو دیکھون یہ چند شاہزادیان جو عاشق ہوئی ہین کونسی ادا ہے جسکی وہ سب شیفتہ ہین یہ بیان کرکے گوشے مین بیٹھی رو رہی تھی کہ وزیرزادی اسکی جہان آرا سامنے سے آئی ملکہ کو جو روتے ہوے دیکھا تو قدمون پر گر پڑی کہنے لگی کہ اے ملکۂ عالم آپ کا کیا حال ہے ملکہ نے کہا کہ اے جہان آرا کیا پوچھتی ہے مجھپر آسمان پھٹ پڑا حقیقت مین مشتاق جمال طلسم کشا ہون دل تڑپ رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کس سے کہون کون سنے واللہ ہے اس مصیبت مین کوئی شریک نہین وزیرزادی نے کہا آپ جو فرمائیے مین جاکر پیغام اُنکو پہونچاؤن تسنیم نے کہا کہ اے جہان آرا اگر تو ایسا کرے تو بڑا احسان ہو اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین ایک نگاہ اُن کو دیکھ لون استحکام جادو کیسی مکارہ دیوانی ہو کر آئی آخر

بیتاب نے اُس کو قید کر دیا وہ اپنے ہوش مین نہ تھی مین بھی یہی چاہتی ہون کہ جان ہی جائے
اگر سلسلۂ محبت نہ ٹوٹے یہی امید ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون اور کہدون کہ بس اب ملنا کیسے
کمیاب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ جسکے شعبدون کے سامنے لقمان و ارسطو طفلانِ
مکتب ہین سحر مین ایسی ہوشیار ہی کہ جو یہان گذرتا ہی اُسکو خبر ہو جاتی ہی طائر جابجا بیٹھے
ہین یہی سب خبردار ہین اپنی عملداری بھر مین اُسنے طائر پھیلا دیے ہین وہ ہی خبر دیتے
ہین کیا تعجب ہی کہ میری خبر بھی اُسکو پہونچ جائے مگر مجھے کچھ خوف نہین کیا کوئی اگر جان
لے لے تو خوب ہی یا اُس شہریار کی مدد کرون تو زندہ رہنا بہتر ہی جہان آرا نے کہا مین
جاتی ہون نسیم نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے وزیرزادی مین تیری ممنون ہونگی
جہان آرا نے کہا کہ اگر میری جان بھی کام آئے تو نثار کرون مجکو کچھ خوف نہین جب
آپ کو بدنامی کا ڈر نہین تو مجھے کیا خیال ہی جو کچھ ہو سکے وہ کرگذرون سر ہتھیلی پر رکھے
ہوے ہون جہان آرا روانہ ہوئی یہان بادشاہ استحکام کا انتظار کر رہے ہین کہ
سامنے سے جہان آرا نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ خیر
تو ہی تیرا کیا نام ہی وزیرزادی بیٹھ گئی کہا اے شہریار آپ انتظار استحکام مین بیٹھے
ہین وہ جاکر قید ہو گئی مگر نسیم سبکروح کہ بیتاب کی بیٹی ہی مین اُسکی وزیرزادی ہون
آپ کی مدد کو آئی ہون آج شب کو باغ گلعذار مین جلسہ ہو گا خرد و کلان پیر و جوان
ساحر و غیر ساحر سب جمع ہونگے آپ بھی تشریف لائین ملکہ آپ کو دیکھ لینگی دوسری صورت
یہ ہی کہ کل روز ہفتہ ہی قصر جہان نما پہلوے کوہ مین ہی ملکۂ عالم یعنے نسیم سبکروح بر سر
قصر جلوہ افگن ہوتی ہین ہزار ہا عاشق جمع ہوتے ہین پہلوے قصر مین باغ ہی کہ اُس مقام
پر اُن عاشقون کے مزار بنے ہین جو تڑپ تڑپ کر مرے ہین وہان اُن کو دفن کرا دیا اُنکی
قبرون پر حسرت و یاس برستی ہی لہذا زیر قصر آئیے کہ وہ مقام بہتر ہی ملکہ چند ساعت ٹھہرتی
ہین بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ مین زیر قصر کل ضرور آؤنگا جہان آرا یہ باتین کرکے
رخصت ہوئی خدمت مین نسیم کی آئی کہا حضور کل شہریار زیر قصر جہان نما آئینگے آپ کا
جمال دیکھین گے آپ اُن کو دیکھ لیجیے گا نسیم خوش ہو گئی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی مگر

مہتاب جادو استحکام کو قید کرکے براے ملاقات کمیاب گئی جب سامنے کمیاب کے پہونچی سب کیفیت استحکام کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا میری عملداری مین آگیا ہو یہ بھی خبر مین نے پائی ہو کہ بالاے کوہ جھونجھے مگر مین نے کوئی تدبیر نہین کی کمیاب نے کہا کہ اے ہمشیرہ تم کو خبر بھی ہو کہ کیا معرکہ گذرا تمھاری صاحبزادی نسیم سیکر دلا طلسم کشا پر بغیر دیکھے عاشق ہوئی ہین کل وہ شہریار زیر قصر جہان نما آویگا اے مہتاب اگر کچھ انتظام ہوسکے تو زیر قصر مار لو مہتاب نے کہا وہ آفت برپا کرون کہ اُس کو نکلنا مشکل ہو یہ کہکر مہتاب رخصت ہوئی پہر رات رہے اپنے قصر مین آئی دیکھا نسیم پلنگ پر بیٹھی ہو پروانون کو دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو ان پروانون کی جرأت دیکھو کہ صحرا سے آتے ہین اپنے کو شمع پر گرا دیتے ہین جل کر خاک ہوتے ہین محبت حقیقی کا کیا کہنا یہ عاشقان صادق ہین اپنے معشوق پر جان دیتے ہین یہ مجال نہین کہ منھ پھیر لین یا اپنے کو بچائین مہتاب نے پکار کر کہا کہ کیون نسیم مزاج کیسا ہو نسیم نے کہا کہ آج نیند نہین آتی دل گھبراتا ہو یہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھی اور پوچھا کہ آپ کہان گئی تھین مہتاب نے کہا کہ مین براے ملاقات کمیاب گئی تھی سامری نامہ بھی دیکھا اور بہت سے حال سُنے کہ اُن کا کہنا مناسب نہین جانتی نسیم یہ سُن کر چپ ہو رہی مگر سمجھ گئی کہ مان میری میرے عشق سے ماہر ہوئین پھر کہا میرا کیا کرینگی مین کیا اُن سے کسی بات مین کم ہون خیر کل وہ زیر قصر جہان نما آوینگے جیسا کچھ ہوگا خود ظاہر ہو جائیگا اگر مجھپر اعتراض کرینگی تو جواب شافی موجود ہو کہ مجمع عام مین وہ بھی آئے مجھسے کیا واسطہ ہی یقین ہو کہ میرا عذر قبول ہو اور چند کس مان کو قائل کرینگے کہ اُسنے کیا خطا کی اور اگر وقت بدی آگیا ہو تو یہ سر حاضر ہو اُس شہریار پر نثار کردینگے یہ سوچ کر پڑ رہی مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اب وہ وقت آیا کہ عاشق زار دہ ایام فراق دیدہ آزار کشیدہ گریبان پھاڑے ہوے قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا اور گریبان سحر چاک ہوا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب + شبِ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے اکیار +

مہ انجم سپاہ رو بہ فرار ہ نسیم اُٹھی لباس جسیم پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ زن ہو کی تخت پر سوار ہو کر چلی بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر آج قصر جہان نما مین نہ جاؤ ملکہ نے کہا وہ مشتاق جو مہینہ بھر تڑپ تڑپ کر کاٹتے ہین ایک نگاہ دیکھ کر شاد ہو جاتے ہین کیا کہین گے پس کیونکر نہ جاؤن آپ کیون منع کرتی ہین بیتاب نے جواب دیا ای نور نظر کیا کہون دل پر بڑا صدمہ ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی نسیم نے جواب دیا آپ کو ناحق کا تردد ہی ایسی تدبیر ہوگی کہ طلسم کشا کو پکڑ لیوینگے آپ نہ گھبرائیے بیتاب نے کہا کہ ای نسیم سکر و سامری نامہ جو مین نے دیکھا اُس مین صاف صاف لکھا ہی کہ طلسم فتح ہو جائیگا قدرت لشکر کشی کا سامان کر رہے ہین تمام شاہ و شہریار جمع ہو رہے ہین مین تو جانتی ہون کہ اُن کے لشکر کا کون جواب دیسکتا ہی خیال آتا ہی کہ لاکھ طلسم کشا کوشش کرے مگر کچھ زور نہ چلیگا وہ وہ ساحر جمع ہونگے کہ زمین ہلا دینگے کسی کی مجال نہین کہ اُس بلوے کو روک لے مگر نسیم سکر و قصر جہان نما پر آئی چلمن سے دیکھ رہی ہی کہ عاشق لوگ آتے جاتے ہین آہین کر رہے ہین بعض پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان صورت زیبا دکھاؤ ہم منتظر ہین دل دیجالنے مشتاق ہین نظم

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ‌+ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی ‌+ بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی

وصال یار سے دونا ہوا عشق ‌+ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے ‌+ خدا جانے ہماری خاک کیا کی

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی ‌+ کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی

وہ سہتے بے حیا یا نہ رہے رات ‌+ نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

نہ آیا وصل مین بھی چین ہم کو ‌+ گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی

شب وصل عدو کیا کیا جلا مین ‌+ حقیقت کھل گئی روز جزا کی

کہا اُس بت سے لو دیتا ہی مومن ‌+ کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

اِس وقت زیر قصر جہان نما عجب غل ہی کوئی روتا ہی کوئی گریبان چاک کیے چہرے

پر خاک ڈالے ہوے ہر کوئی جیرخ مار رہا ہر کوئی دھونی لگائے بیٹھا ہر کوئی قیر عاشقونکی دیکھ رہا ہی یہی سب صحبت تھی مگر ملکہ کی نگاہ لگی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار پشت مرکب پر سوار آئے تاج سر پر شوکت فصولت وحشم چہرے سے نمایان مرکب باد رفتار زیر ران چہرہ مثل آفتاب روشن نشیم نے جو بادشاہ کو دیکھا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ سبحان اللہ کیا روے زیبا ہی خدا اُن کو سلامت رکھے کس شوکت سے آئے ہین ہاے کیونکر قریب پہونچون اور حال دل کہون بادشاہ چاہتے تھے کہ اُسی مجمع مین آکر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تیغہ ہاتھ مین للکارتا ہوا آیا کہا کہ او طلسم کشا خبردار اس مجمع مین نہ جانا ورنہ بہت ذلیل ہوگا سعد شہریار بھی فوراً پلٹ پڑے اُس پہلوان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ سامنے سے بھاگا کہتا ہوا کہ خبردار میرے پیچھے نہ آنا مگر بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا ملکہ نے جو دیکھا کہ سعد شہریار جاتے ہین چلمن اُٹھا دی سعد کی بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوقہ نہایت حسین و جمیل ہر تابش برق رخسار سے کلیجہ جل گیا جتنے کھڑے تھے سب بیہوش ہو گئے مگر اُس پہلوان نے للکارا کہ اے شہریار میرے عقب مین نہ آو میرے وہ وہ ملازم ہین کہ تمھارے ٹکڑے اُڑائین گے وہانسے زندہ نہ آؤ گے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور تعاقب مین اُسکے روانہ ہوے ہرچند للکارتے ہین کہ او بھگوڑے ٹھہر جا مگر وہ گینڈا بھگائے ہوے جاتا ہی یہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرا مین پہونچاؤن وہان جاکر سعد کو گھیرون سعد پیچھے پیچھے اُس پہلوان کے چلے جاتے ہین وہ پہلوان ایک صحراے ویران مین پہونچا کہ جہان بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہزار ہا زاغ و زغن غل مچا رہے ہین اس پہلوان نے اُن سب سے اشارہ کیا کہ وہ سب زاغ و زغن قلابازی مار کر بشکل انسان ہوے بادشاہ پر ٹوٹ پڑے اور سحر کرنے لگے بادشاہ لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکائی ساحرون کے سحر باطل ہوے بعض اپنے سحر سے زخمی ہوے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر ایک ساحرہ گوشے مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسیم سیکرو

آسمان پر آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر گولہ پھینکا کہ تلوارین برسنے لگین جسکے سر پر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا سب کی افسر ایک زغن اور ایک زاغ ہی غل مچا رہے ہین کہ یار دہ نہ بھاگو یہ نسیم سحر کر رہی ہی دیکھو تو ہم کیا کرتے ہین اسنے صد با جادوگر قتل کیے نسیم نے بے اختیار ہو کر آواز دی کہ اور زاغ و زغن کیون ہلڑ کرتے ہو بھلا خیال تو کرو کہ مین کون ہون میرا تو یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چُرائین آنکھین
ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین

شعلہ رخسارون کے جا جا کے کیے نظارے
جسنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین

کشتۂ دیدۂ دلدار سمجھ کر مجھکو
آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین

اور کیا یار کوئی تم سے توقع رکھے
ایک بوسے کے لیے تمنے چُرائین آنکھین

بو سہ چشم کبھی ہمنے جو مانگا باقر
یار نے جین بجبین ہو کے دکھائین آنکھین

زاغ و زغن مل کر نسیم پر سحر کرنے لگے مگر نسیم ان کے سحر کو کب مانتی ہی دونون کا سحر بر طرف کر کے کار دسحر جھولی سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری وہ کارد جو گری سینے کو توڑ کے پار گذری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ و زغن جادو دیو دونون کو مار کر نسیم آسمان سے اُتری اِدھر بادشاہ نے اُس پہلوان کو مارا جنگل مین سناٹا پڑ گیا نسیم نے کہا کہ ای شہریار مین جانتی تھی کہ دشمن خدا آپ کو لگا کر لے گیا ہی ضرور فتور برپا کریگا وہ ہی ہوا شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچگئی اب آپ آج شب کو باغ گلفشان مین آئیے یقین ہی کہ بیتاب میرے ساتھ ہو خدا آپ کو سلامت رکھے مین جو قید ہو جاؤنگی تو آپ ہی رہا کرینگے بادشاہ نے فرمایا باغ گلفشان کس مقام پر ہی نسیم نے کہا کہ لوح آپ کو بتادیگی جتنے امور طلسم کے ہین سب لوح کے متعلق ہین جسدم قصد کیجیے گا آپ کو معلوم ہو جائیگا سعد نے فرمایا مین بہدایت لوح اپنے کو تا بہ باغ گلفشان پہونچاؤنگا نسیم رونے لگی کہا ای شہریار آج مین نے بڑی گستاخی کی کہ آپکی مدد کو آئی بیتاب کو بہت ناگوار ہوگا ہر مقام پر زاغ و زغن کا یاوہ ہی ایسا نہین ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو یہ طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے سب خبردار ہین ضرور اُس سے جا کر خبر کرینگے اب مین رخصت ہوتی ہون جیسے ہی نسیم بلند ہوئی بادشاہ

نے دیکھا آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم بیتاب جادو اور گیسو بریدہ فرب کوسنتے آفت
بر پا کی تراغ دوشمن کو قتل کیا پہلوان کا بھی بدلا گیا تجکو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا
شع کیا تھا کہ آج قصر جہان نما پر بڑا جا مگر تونے نہ مانا اس شہریار کے دیکھنے کا مزہ
اب عمر بھر چین نہ پڑیگا ملکہ سے نہ پکار کر آسمان سے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہے خدا
حافظ تردد نہ فرمائیے گا مجھ ایسی سیسیا لونڈیان ہین اگر آپ کوشش کرینگے اور
لوح سے غفلت نہ کرینگے تو سب مطلب پورا ہوگا اگر لوح کو فراموش کیا تو باعث
خرابی ہے سعد شہریار نے کمان کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر بیتاب
اسقدر بلند تھی کہ کوئی تیر اُستک نہ پہونچا بیتاب نکل گئی سعد شہریار یاد مین نسیم کی
سر جھکا کے بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

اے جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین +
گلزار ہو رہی ہے ہر اک گلی وطن مین +
قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہے
نو دولتونکو غرہ ہے خوش لباسیون پر
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہے
دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین
بیتاب ہو نہ اے دل حاضر ہین ڈھونڈنے کو
کیا حسن ناز اُنکا جلوہ دکھا رہا ہے
بگڑی ہین اُنکی زلفین بن آئی ہے صبا کی
آخر غریق رحمت اے بحر ہو گے تم بھی

پیدا ہے رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
پریونکا جمگھٹا ہے ہر ایک انجمن مین +
بلبل چہک رہا ہے ساقی کی انجمن مین
پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین
بالون سے منھ چھپایا یا چاند ہے گہن مین
گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہے ڈھاک بن مین
آفت کے پیچ و خم ہین گیسوے پر شکن مین
پانی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین +
تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ لوز تن مین
کیا کیا بسا رہی ہے نافے خطا ختن مین +
الفت کی سوت پھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

بادشاہ دن بھر اُسی صحرا مین رہے شام کو پشت مرکب پر سوار ہوے تلاش مین چلے کہ
دیکھین باغ گلفشان کہان ہے لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ پہلوے کوہ مین ایک قصر
ہے اُسکو قصر لعل نگار کہتے ہین وہانسے پتہ نسیم کا ملیگا پہونچ جائیے گا کیا عجب ہے کہ وہانسے

کوئی آپ کو ساتھ لیجائے اور تا بہ باغ گلفشان پہونچائے بادشاہ یہ مضمون دیکھکر طرف قصر لعل نگار کے چلے جب قریب کوہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک قصر سُرخ آراستہ ہی اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی **نظم**

مست ہو جاتا ہی بلبل جب کھلے دو چار گل ۔ یہ چراغ عقل ہو جاتا ہی اب ہر بار گل +
داغ مین سب تیرے ہاتھونکے وہ مین ای یار گل ۔ کھاتے ہین پہلو نکے تیرے آتشین رخسار گل
پھر بہار آئی امید رُخ مین دیکھین یار گل ۔ مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل
روبرو میرے چنگیر دنمین نہ رکھو یار گل ۔ یار بن کھٹکین گے آنکھونمین برنگ خار گل
گر بچھاتا ہو نمین فرش خواب پر بیمار گل ۔ خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل
زخم دل ہون اشک بہ نکلینگے آنکھونسے ابھی ۔ روبرو میرے نہ کا تو شمع کا زنہار گل +
غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار ۔ بلغ سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

بادشاہ یہ آوازین سُن کر قریب اُس قصر کے آئے بلا تکلف داخل قصر ہوے دیکھا چند کنیزین رو رہی ہین اور وزیرزادی ایکطرف پڑی تڑپ رہی ہی دمبدم بیقرار ہو کر پکارتی ہی کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہم کو خوب تباہ کیا خدا تم کو قید سے چھڑائے اس آفت سے بچائے سعد شہریار نے آکر وزیرزادی کو قید سے رہا کیا اور پوچھا کہ ملکہ نسیم کہان ہین یہ سنکر وزیرزادی نے کہا سامنے قصر تاریک ہی اُسمین ملکہ قید ہین بیتاب جادو نے آپکے دھوکا دینے کو بڑے بڑے سامان کیے ہین جو کچھ آپ کے سامنے آئے بدون لوح دیکھے ہوے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا آپ قصر تاریک مین ہو آئیے کہ شام مصیبت قریب ہی مین رہبری کرون آپ کو تا بہ باغ گلفشان لیچلون سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ سامنے قصر تاریک ہی جب اُس مکان مین جائیے گا تو کچھ نہ معلوم ہو گا جب لوح کو چمکائیے گا تب روشنی ہو گی اور قیدی معلوم ہو گا بادشاہ لوح کو دیکھ کر طرف قصر تاریک کے چلے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کلان ہی مگر آہن کا بنا ہی اسقدر تاریک ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی بادشاہ قریب اُس قصر کے پہونچے آکر دیکھا قفل مین مار سیاہ لپٹا ہی بادشاہ سمجھ گئے جیسے ہی لوح چمکائی وہ مار سیاہ گر ا زمین مین جذب گیا یہ ماران جادو طرف سے بیتاب

کے نگہبان تھا مہتاب سے نے کہدیا تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو مجکو خبر کرنا وہ ما ہسیاہ زمین
مین غرق ہوکر باغ گلفشان مین پہونچا مہتاب جادو مسند پر بیٹھی ہی اور گلفشان جادو
جو سردار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتی ہی اور نام پوچھتی ہی کہ ماران سے آکر خبر دی
کہ ای ملکہ عالم طلسم کشا قریب قصر تاریک پہونچ گیا مجھپر لوح کا عکس ڈالا تو مین گر پڑا
مگر اپنے کو ظاہر نہین کیا آپ کی خدمت مین پہونچا اب جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجیے مہتاب
نے گلفشان جادو کو بلایا کہا ای گلفشان تو جانتی ہی کہ بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہی
جشن سامری مین مین مصروف ہون سردار چلے آتے ہین ایسا نہو کہ طلسم کشا کسی کی
شکل بنکر چلا آوے مین جانتی ہون کہ تم قصر تاریک مین جاؤ نسیم کو اُٹھالاؤ اور تم بشکل
نسیم بن کر بیٹھو اگر طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور لوح کو نہ دیکھا تو گرفتار کر لینا اور اگر
لوح دیکھ لین تو بھاگ آنا اپنی جان بچانا گلفشان جادو یہ سُن کر تڑپی اور غرق زمین
ہوکر قیدخانے مین پہونچی نسیم کو اُٹھالائی مہتاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا بیٹا مین
خوب جانتی ہون کہ تمھارا دل اختیار مین نہین ہی لیکن صبر کرو دیکھو طلسم کشا گرفتار ہوکے
آتے ہین اُدھر گلفشان جادو نسیم کی شکل بن کر قیدخانے مین بیٹھی بادشاہ اندر قصر کے
داخل ہوے دور سے دیکھا کہ نسیم سبکرو قید مین بیٹھی ہی بادشاہ نسیم کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے
نسیم نقلی کو رہا کیا مگر نسیم کہتی ہی کہ ای شہریار مجھ سے الگ رہیے مجھپر مہتاب کا سحر
ہی آپ جو میرے قریب آوینگے تو مین جل جاؤنگی بادشاہ الگ کھڑے ہوے ہین نسیم
نقلی نے ماران سیاہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین حضور کو باغ
گلفشان مین لیچلون آگے آگے بادشاہ اور پیچھے پیچھے نسیم نقلی جیسے ہی بیرون قصر پہونچے
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جہان آرا ای شہریار لوح ملاحظ فرمائیے یہ نسیم سبکرو نہین ہی
بادشاہ نے لوح پر جو ہاتھ ڈالا نسیم نقلی غرق زمین ہوگئی مگر کہا ای وزیرزادی ملکہ نسیم
تمنے غضب کیا بادشاہ کو ہوشیار کردیا خیر تم سے اسکا انتقام لیا جائیگا گلفشان تو
بھاگی مگر وزیرزادی آسمان سے اُتری آکر بادشاہ سے عرض کرنے لگی ای شہریار اگر
آپ انکے ساتھ جاتے تو گرفتار ہو جاتے اب باغ گلفشان مین کیونکر جانا ہوگا نسیم اصلی

کو مہتاب سے بلوا لیا اپنے پاس بٹھایا ہو اُن کو سمجھا رہی ہو مگر وہ خاموش بیٹھی ہین دن
قلیل باقی ہو بادشاہ حیران کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر گھوڑے پر سوار آیا
پشت پر چند ملازم بادشاہ کو دیکھ کر تاجر نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای تاجر
مین نے تجھکو نہین پہچانا تاجر نے عرض کی حضور نے مجھکو قزاقون سے بچایا تھا اور مال
میرا مجھکو دلوایا تھا بادشاہ نے فرمایا خواجہ خورشید تمھارا نام ہو تاجر نے عرض کی اب
حضور نے غلام کو پہچانا آپ کیون صحرا مین حیران کھڑے ہین جو مجھکو حکم دیجیے بجا لاؤن سعد
نے فرمایا مین باغ گلفشان کے جانے کی تدبیر مین ہون کوئی صورت بن نہین پڑتی
تاجر نے کہا آپ میرے گماشتے کی شکل بن کر چلیے بادشاہ حیران تھے کہ صورت کیونکر بدلون
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا فیروزہ بن عمرو حیران و پریشان جست وخیز کرتا ہوا آتا
ہو تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا بادشاہ کو دیکھ کر دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا بادشاہ
نے فرمایا ای فیروزہ خوب وقت پر آگئے مین ان تاجر کے ساتھ اِن کے گماشتے کی شکل
بن کر جاؤنگا مجھکو گماشتے کی شکل بناؤ جہان آرا نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی فیروزہ
نے جہان آرا کی بھی صورت بدلی ایک دیوان کی شکل بنائی اور آپ خدمتگار بنا
خواجہ خورشید کے ساتھ سب مل کر چلے تاجر تے سامنے باغ گلفشان کے آکر اول
اپنی بارگاہ استاد کی مال وغیرہ رکھا آپ بارگاہ سے نکلا گماشتہ و دیوان وخدمتگار ساتھ
ہین باغ گلفشان مین جو شہریار نے داخل کیا دیکھا باغ سرسبز وشاداب ہو قفسون مین
جانور ہر طرح کے بند ہین بادشاہ جو روش پر سے گذرے طائر پھڑکنے لگے مگر منقار مین
گھول کر رہگئے کوئی آواز نہ دیتا تھا مگر سب تڑپ رہے ہین مہتاب جادو نے کہا کہ
ای گلفشان تمھارا مکر تو خالی گیا دیکھون یہ طائر کیون پھڑکتے ہین گلفشان نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم مین تو اپنا رنگ جما چکی تھی مگر جہان آرا نے آکر میرا رنگ مٹایا مین
ناچار ہو گئی آخر جان بچا کر بھاگی شکر ہو کہ آپ تک پہونچ گئی لیکن طائرون کا پھڑکنا
جانفی کے سبب سے ہو مہتاب نے کہا کہ ای گلفشان مین خوب جانتی ہون کہ
بادشاہ یہان نہین آسکتے اگر آئینگے تو گرفتار کر لونگی یہ جادو گر و جادوگرنیان جو اپنی

سعادت جا تکر آئے ہین یہ لوگ کبھی طلسم کشا کو ساتھ نہ لا دین گے کہ خواجہ خورشید آکر بیٹھا اگر گماشتے کو آگے بٹھا لیا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کو پیچھے بٹھا ئے آپ سر جھکائے پیچھے بیٹھا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ نسیم سیکروں مسند پر بیٹھی ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اور کئی سو جادوگرنیان بڑے بڑے ساحر صحبت مین حاضر ہین ایک ساحر نحیف و ضعیف عمامہ سر پر باندھے ہوے ایک طرف بیٹھا ہی ایک کتاب ہاتھ مین ہی اُس کا مطالعہ کر رہا ہی مگر بیتاب جادو سب سے کہہ رہی ہی کہ کیون صاحبو قاعدے مین تو مرقوم ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ وہ یہان نہین آسکتے اب کتابخوان کو حکم دون کہ ممبر پر جائے اور اوصاف سامری بیان کرے وہ شخص جو کتاب دیکھ رہا تھا ایکا ایک رونے لگا بیتاب نے کہا کہ کیون خیر تو ہی اُسنے رو کر کہا میری آنکھون کی بینائی جاتی رہی کوئی حرف مجھکو نہین سوجھتا ساری کتاب معرا ہو گئی اب مین کیا کرون بیتاب نے کہا کہ کیون صاحبو تم نے سنا غضب ہو گیا کہ تحریر کتاب ادا ایسا مجبور ہوا کہ وہ کہتا ہی کتاب معرا ہی سب نے کہا یہی علامت ہی کہ طلسم کشا باغ مین آگیا پھر سب نے کہا ای بیتاب جادو تمہارا حکم خلاف نہین ہی جو کہتی ہو یہی ہوا کہ طلسم کشا باغ مین پہونچگیا نسیم نے جو سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ مل گئی نسیم آنکھ ملتے ہی سمجھ گئی کہ یہی طلسم کشا ہین پکار کر بیتاب سے کہا کہ ای مادر مہربان وہ سامنے دیکھیے طلسم کشا بیٹھا ہی خواجہ خورشید کی روشنی ہی کہ یہ اپنے ساتھ لائے بیتاب نے سب ساحرون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو بادشاہ کو مار لو سب ساحر اُٹھے بادشاہ پر سحر کرنے لگے بادشاہ نے تلوار کھینچی تلوار کھینچ کر لڑنے لگے جہان آرا بھی پشت پر بادشاہ کے سحر کر رہی ہی بادشاہ کو بچاتی ہی اور فیروزہ بن عمرو حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی جب حقۂ آتشبازی مارا دو چار سی کے منھ پھونک دیے جہان آرا بھی جب سحر کرتی ہی دو چار کو جلا دیتی ہی سوداگر نے جو دیکھا کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار وای رحیم و کریم بادشاہ عالیجاہ کو ان دشمنون سے بچالے ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی چشم زخم پہونچے مگر بیتاب جادو نے جو نعرہ بادشاہ جمجاہ کی صدا سُنی بیقرار ہو گئی سوچی کہ طلسم کشا میری

فکر مین آتا ہو مین نکل جاؤن میری ہی فکر کرینگے اگر مین قتل ہوئی تو یہ تا یہ ہمشیرۂ کلان پہونچ جائینگے یہ سوچ کر مبتاب تو نکل گئی مگر سب ساحرون نے دیکھا کہ مبتاب تو چلیگئی اور بادشاہ لڑ رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا بادشاہ کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے جاچکے اور ساتھ مبتاب کے گلفشان بھی اسقدر گھبرائی کہ یہ بھی نکل گئی سب بھاگ گئے بادشاہ نسیم سے ملے نسیم لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی ای شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ سے زندگی مین ملونگی مگر قربان اُسکی مصلحت کے کہ آپ یہان پہونچ گئے بی مبتاب نے مجکو یہان بلوایا تھا سمجھا رہی تھین کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ مین نے کچھ جواب نہین دیا مگر یہ ساحر جو بھاگ کر گئے ہین باغ گلعذار مین سب کا مجمع ہوگا سب ساحر وقت پر بھاگے ہین دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار جادو سیکا استقبال کرکے لیجائیگی جب تک تحریر کتابدار وعظ نہ کہیگا تب تک ساحرون کو اطمینان نہ ہوگا اب مین حضور کو لیے چلتی ہون ابتو میری بغاوت ظاہر ہوگئی مین مبتاب سے کہتی تھی کہ مین قید مین نہ رہونگی خدا چاہیگا تو چھوٹ جاؤنگی خدا نے وہ ہی کیا کہ آپ وقت پر آگئے کیون ای خواجہ خورشید تم بھی ساتھ چلوگے ہم نہین چاہتے ہین کہ تمھاری بدنامی ہو تم ہر سال آتے ہو خواجہ خورشید نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مجھپر شہریار کا ایسا احسان ہی کہ عمر بھر ادا نہ کرسکونگا میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا تھا بادشاہ نے اُنکو سزا دی مال میرا دلوایا مین زندگی بھر احسان سے گردن نہین اُٹھا سکتا ہون اگر شہریار کے واسطے بہتری ہو تو مین اپنی جان لگادون مال کیا مال ہی یہ کہکر خواجہ خورشید نے کاروان تیار کیا ملکہ نسیم اپنی صورت تبدیل کرکے ایک تاجدار کی شکل بنی بادشاہ کو سپہ سالار قرار دیا فیروزہ وغیرہ خدمتگارون مین ساتھ ہین ملکہ نسیم حکم دے رہی ہی سپہ سالار حکم بجالاتے ہین اس دھوم سے بادشاہ ہمراہ خواجہ خورشید کے چلے مگر خورشید کو اس بات کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو چشم زخم پہونچے غرضکہ راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ گلعذار پہونچے بادشاہ نے دیکھا در باغ پر صدہا تاجدار اُترے ہین ملازم پھر رہے ہین جابجا اژدرہائے آتش فشان آگ منھ سے

چھوڑ رہے ہین کسی جانب درخت پھولون کے لگے ہوے ہین ایک جانب بیتاب جادو
پھر رہی ہے سب ساحرون سے ملاقات کرتی پھرتی ہے ہر ایک سے کہتی ہے کہ صاحبو مین نے کیا
کمال کیا کہ باغ گلفشان سے نکل آئی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ماری جاتی ساحرون نے کہا
آپ کے آنیکے بعد ہم لوگ بھی سب نکل آئے جانتے تھے کہ جب تک آپ نہ ہونگی تب تک
لڑائی فتح نہ ہوگی یہ بھی ضرور جانتے تھے کہ اب باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا بیتاب نے کہا
جب تک وعظ نہ ہوگا اور قاضی طلسم تعریف ساحری و جمشید نکریگا تب تک کچھ نہ ہوگا بتاؤ
صاحبو کہ سال کیونکر گذریگا ہزارون آفتین آئینگی ایسا نہ ہو کہ بی نسیم سبکرو نے رہائی
پائی ہو اور وہ طلسم کشا کو لیکر آئین بیتاب یہ باتین کر رہی تھی کہ ایک طائر نے خبر دی
خواجہ خورشید بازرگان کاروان سمیت آئے ہین لیکن دور اُترے ہین بیتاب کا دل
تمام اس سوداگر کا سُن کر کانپ گیا دل سے کہتی ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے گلفشان
سے کہا کہ اے گلفشان جاکر کاروان مین دیکھو کہ خواجہ خورشید کس امید پر آیا ہے اگر
براے تجارت آیا ہے تو ٹھہراؤ اور اگر براے بغاوت آیا ہے تو اُس کی تدبیر کرو اور
ایسی سزا دو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے گلفشان جادو واسطے دیکھنے کے چلی جب
کاروان خورشید مین آئی تو اسنے دیکھا کہ خواجہ خورشید اسباب تجارت نکلوا رہے ہین
گلفشان نے آکر پوچھا کہ کیون خواجہ خورشید تم نے بڑا ستم کیا طلسم کشا کو ساتھ لیکر
آئے خواجہ خورشید نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ہم تاجر پیشہ ہین ہم کو ان باتون سے کیا
کام ہے معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کشا کے عیارون نے یہ چالاکی کی تھی مگر بہتر ہوا کہ آپ بچ گئین
ابتو واسطے تجارت کے آیا ہون کچھ خوف نہ کیجیے اگر کہیے تو ٹھہرون ورنہ چلا جاؤن یہ
سُن کر گلفشان نے کہا کہ تمھارا حال ثابت ہوا کہ تم خداوند کے خیرخواہ ہو مگر خبردار کسی
غیر کو اپنے آدمیون مین نہ آنے دینا یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا بھی تمھارے ساتھ
چلے آوین خواجہ خورشید نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم میری کیا مجال ہے اور مجھے کیا مطلب
ہے کہ طلسم کشا سے میل کرون بدعت مسلمانان سب پر ظاہر ہے کہ تمام ملک لوٹ لیے تباہ و
برباد کر ڈالے گلفشان جادو نے جواب دیا کہ تم تاجر پیشہ ہو ہر سال آتے ہو اب وہ
وقت

قریب ہی کہ تحریر کتا بدار وعظ کہیگا سب مراد مند جمع ہین آپ بھی تشریف لائیے خواجہ خورشید
گلفشان سے وعدہ کرکے خدمت مین سعد شہریار کی آئے اور کہا کہ ای شہریار تشریف
لے چلیے سعد شہریار تیار ہوے کہ یکایک زمین شق ہوئی یاقوت جنی بھی آکر پہونچا اور
عرض کی کہ ای شہریار چلیے مگر تاجر کے ہمراہ رہیے باغ گلعذار مین اسوقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اور تدبیرین ہو رہی ہین مگر بیتاب کہتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آوینگے کل
ساحرون کا قول ہی کہ باغ گلعذار مین بھلا کیا آسکتے ہین وہ وہ مکار جمع ہین کہ انکا قول
ہی آج طلسم کشا بچ کر نہ جاسکینگے مگر بیتاب جادو کہتی ہی کہ اگر نسیم سیکرو ساتھ آئے
تو اُس کو زندہ نہ جانے دینا گلفشان نے سب کو مطمئن کیا ہی کہ مین نے سارا میدان
چھان ڈالا کہین طلسم کشا کا پتہ نہین بلکہ سب کی تلاشی لی مگر بیتاب جادو بہت بد حواس
ہی یہی کہے جاتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا صاحبو ہوشیار رہنا یاقوت جنی نے جو جلدی
کی تو سب تیار ہوے ملکہ نسیم سیکرو و وزیرزادی جہان آرا و سعد شہریار اور
خواجہ خورشید بازرگان یہ سب مل کر طرف باغ کے چلے جب دروازے پر باغ کے
پہونچے تو دیکھا کل امرا اور رؤسا اندر باغ کے جاتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ تحریر کتا بدار کیا وعظ فرماتے ہین سعد شہریار ہمراہ خواجہ خورشید داخل
باغ گلعذار ہوے اور دیکھا سب باغ آراستہ و پیراستہ ہی روشون پر سرخی کٹی
ہوئی ہی مگر جتنے درخت ہین بار اثمار سے سر بسجود ہین جملہ درخت طائرون سے بھرے
ہوے ہین ہرچند کہ رات کا وقت ہی مگر شاخین درختون کی بوجھ سے طائرون کے
جھوم رہی ہین جیسے ہی سعد شہریار اندر آئے اور روشون پہ راستہ چلے سب طائر
چہکار اُٹھے اور زبان انسان مین یہ اشعار گانے لگے نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین	یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر ہنس کے وہ کہتے ہین غیر دلسے	قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین +

مگر تحریر کتنا بدار منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہی ایک فقرہ کتاب کا پڑھتا ہی اور پھر اُسکا ترجمہ کر کے کہتا ہی کہ ای حاضرین باغ گلعذار سب آگاہ ہو جاؤ کہ قدرت کی قضا قریب ہی طلسم کا خاتمہ ہو چکا اب تم سب اپنی اپنی فکر کرو ایسا نہ ہو کہ عبادت مین فرق پڑے لہذا اپنے اپنے گھرون مین پوجا پاٹ کرو شاید خداوند سامری اپنا فضل و کرم کرین ورنہ بڑی مشکل درپیش ہی یہ ذکر تھا کہ سعد شہریار مع ہمراہیون کے داخل صحبت ہوے سب ساحر کھڑے ہو گئے مگر سعد شہریار کے ہاتھ مین کشتی ہی اُس مین جواہر رکھا ہی یہ کہتے ہوے طرف منبر کے بڑھے کہ ای تحریر کتا بدار مین نے ایکی سال نذر مانی تھی کہ یہ جواہر تمہاری خدمت مین حاضر کرونگا تحریر کتا بدار نے دیکھا کہ نگینے یاقوت و الماس کے اُس کشتی مین بھرے ہوسے ہین جواہر کو دیکھ کر مُنہ مین پانی بھر آیا ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار مین آپسے بہت راضی ہون کہ آپ نذر بہت معقول لائے سعد شہریار یہی باتین کرتے ہوے قریب منبر کے پہونچے ہاتھ بڑھایا کاہن نے چاہا کشتی لے لون سعد شہریار نے دوسرے ہاتھ سے ہاتھ اُس کا تھاما اور ایک جھٹکا مار کر نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے تحریر کتابدار کو کھینچ لیا باغ مین غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا آگیا بیتاب جادو طرف نسیم سبکرو کے چلی نسیم سبکرو نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے ایسا نہ ہو یہ مجکو گرفتار کر لیوے سعد شہریار آواز نسیم سبکرو سُنکر جھپٹے مگر بلوہ ساحرون کا بیحد و بے شمار ہی سعد شہریار طرف بیتاب جادو کے چلے بیچ مین ہزارون ساحر آگئے سعد شہریار تلوار کھینچے ہوے اس طرح لڑ رہے ہین کہ کوئی ساحر قریب نہین آتا نسیم سبکرو و جہان آرا سحر کر رہی ہین آگ برسا دی جسپر سحر کیا وہ جل گیا مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہی جملہ تاجدار دردمند ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اگر یہ جانتے تو اس محفل مین نہ آتے آکے پچھتائے یہان تو موت کا سامنا ہی لیکن یاقوت جبنی نے جو دیکھا کہ سعد شہریار پہ ساحرون کا بڑا بلوہ ہی مجمع سے نکل کر بھاگا نسیم سبکرو نے پُکار کر پوچھا کہ ای یاقوت جبنی کہان بھاگے جاتے ہو یاقوت جبنی نے

کہا اے ملکۂ عالم کئی سو تاجدار دن کے لشکر جمع ہین اندر چلے آتے ہین مین جا کر فوج جنات کو لاؤن کہ پھر لڑائی فتح ہو اس جنگ مین خدا طلسم کشا کو بچالے آج کی جنگ وہ ہی کہ خدا ہمارے آقا کو بچالے کل ساحر اسپر آمادہ ہین کہ طلسم کشا کو زندہ نہ جانے دین ملکہ یارکین اب بادشاہ کو لازم ہی لڑنے بھڑتے ہوے باغ سے باہر نکلین سعد شہریار منبر پر چڑھکے نہال کر کے دیکھا کہ سارا باغ جادوگرون سے بھرا ہی اور ہر طرف ہی ہلڑ ہی کہ جسطرح بنے طلسم کشا کو گھیر لو مگر یاقوت جنی بھاگ کر نکل گیا فوج جنات کو لے کر آیا دور سے دیکھا کہ سعد شہریار منبر پر کھڑے ہوے اذان کہہ رہے ہین یاقوت جنی نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ دیوارین باغ کی گرادو کل فوج نے دیوارین باغ کی گرادین اور سعد شہریار کو آکر منبر سے اُتارا سعد شہریار بھی بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے ان ظالمون سے نجات دے نظم

چو رمز نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح + کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح +
نشد زبان تکلم بشرح آن جاری + نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح +
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا + بیان ز بندہ عاجز نگردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت + کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نشد کسے واقف + فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد + نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار + کنند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
چہ از نکات عجیب است متن موجودات + چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
نہ عام و خاص بہوشند ہر آنکہ زاہد راز + کنند بر سر بازارگان ازان تشریح
سخن گوش بنظم تو اہل حق ہندی + اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

مگر یاقوت جنی فوج جنات کو ساتھ لیکر گرا جنون سے وہ جنگ کی کہ کیا عجیب تھا زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو مگر سعد شہریار نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحراے گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا نقابدار نے

آتے ہی مجمع ساحران کو درہم و برہم کر دیا اور سعد شہریار کو اپنے بیچ مین لے لیا عین گرمی جنگ مین نقابدار گلگون پوش کئی مرتبہ گھوڑے سے اپنے کود کود پڑا کہتا تھا ای شہریار گھوڑے پر سوار ہوجیے سعد شہریار نے فرمایا اب مرکب پر کیا سوار ہون تم مرکب پر سوار ہو مین پیدل ہی جنگ کرونگا مگر نقابدار گلگون پوش نے شاطر کو حکم دیا کہ اور مرکب لاؤ عیار فوراً جاکر مرکب لایا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا سجا سجایا زین و لجام سے آراستہ کنڈہ مثل ماہ نو کیے ہوے قریب سعد شہریار کے لایا سعد شہریار اُسپر سوار ہوے مگر نقابدار گلگون پوش ہمراہ سعد شہریار جنگ کر رہا ہی کسی کو قریب اپنے نہین آنے دیتا یہی چاہتا ہی کہ مین جنگ کرون کافرون کو قتل کر ڈالون مگر سعد شہریار افسرون سے جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین گھوڑا نقابدار کے قریب سے بڑھالون مگر نقابدار سایہ کیطرح سعد ساتھ ہی جو پہلوان سامنے سے آتا ہی اُس کو بڑھ کر قتل کرتا ہی کئی پہلوان اپنے اپنے گینڈے بڑھا کر آئے مگر ہاتھ سے نقابدار گلگون پوش کے مارے گئے سعد شہریار حیران ہین کہ یہ جوان کون ہی کہ دمبدم میری مدد کرتا ہی جو پہلوان آتا ہی اُس کو بڑھنے نہین دیتا مگر نقابدار جی دار ہی کر رہا ہی بیتاب جادو نے از روے بلو کے خواجہ خورشید بازرگان و جہان آرا وزیرزادی کو گرفتار کرالیا اور چندکس سے کہا کہ ان کو کشان کشان لیجاؤ ہم لوگ تدبیر کرتے ہین بی نسیم سیکرو کو گرفتار کیے لیتے ہین اگر یہ لوگ گرفتار ہو جاوین تو طلسم کشا کا زور کم ہو سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ گلعذار خواجہ خورشید و جہان آرا کو لیے جاتی ہی ادھر خواجہ خورشید نے پکار کے آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے ایسا نہ ہو کہ یہ بے گناہ قتل ہو جاوے سعد شہریار نے خود نقابدار گلگون پوش کو اشارہ کیا کہ گلعذار کو روکو نقابدار گلگون پوش جرأت کے خیال سے بڑھ گیا جیسے ہی سامنے گلعذار کے پہونچا گلعذار نے سحر کیا کہ گھوڑا نقابدار گلگون پوش کا بدلگامی کرنے لگا گلعذار نے پھر دوسرا سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے نقابدار کے گر پڑی نقابدار گلگون پوش نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد شہریار کے دیکھا سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا اور سمجھ گئے کہ نقابدار سحر سے عاجز ہوا اور نہ

یہ بہادر ایسا نہین ہی کہ کسی سے رک جاتا کمان کیانی کا تندے سے اٹھا رہی اور تاک کر گلعذار کو تیر مارا گلعذار کے سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا گلعذار کے زخم سی خواجہ خورشید وجہان آرا نے رہائی پائی مگر تقابدار گلگون پوش نگہبان تھی پر جاطرا گئی کہ جوانون کو قتل کیا جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے مگر گلعذار کے مرتے ہی تمام باغ مین آگ لگ گئی ہزارون درخت جلے اور صدہا ساحر جل جل کر مرے مگر بیتاب کو جو یہ معلوم ہوا کہ گلعذار قتل ہو گئی ساحر تندہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اپنی جان بچاؤ اسنے عورتون کو اشارہ کیا کہ ہان مدا جو تمھارے اظہار کمال کا یہی وقت ہی چار جانب سے طلسم کشا کو گھیر لو دم نہ لینے دو ایسا مکر تم سب مل کر کرو کہ طلسم کشا لوح طلسمی حوالے کر دے اگر لوح مل جاوے تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیوین وہ عورتین سامنے سے بیتاب جادو کے غائب ہو گئین جس مقام پر سعد لڑ رہے ہین کان مین آواز آئی کہ کچھ عورتین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین نظم

بھولے سے بھی نہ جانب گلزار دیکھیے — ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے
کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے — پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے
اب دل مین ہی کہ پرچۂ اخبار دیکھیے — لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے
اچھی نہین یہ کاوش بیکار دیکھیے — گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے
بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے — بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے
لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے — اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے
جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے — عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے
لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے — دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے
سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے — کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے
باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے — جب تک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے
حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے — سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے
لیکر غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے — کیا کیا ہی نظم حال دل زار دیکھیے

سعد شہریار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار
مذکور گاتی ہوئی آتی ہین ایک نازنین اُن مین سے بڑھی اُسنے قریب سعد شہریار آکر
عرض کی کہ ای شہریار باغ بہار احزان مین آپ کی طلب ہی سعد شہریار اُس نازنین
کو دیکھ کر محو ہو گئے ارادہ کیا کہ اس نازنین کے ساتھ چلون مگر لوح پر نگاہ پڑ گئی یہ مضمون
نوشتہ پایا کہ ای فتاح این طلسمات و ای سیار این عجائبات اس نازنین کی باتون پر نہ
جائیے جلد اس کے اوپر عکس لوح کا ڈالیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے
بادشاہ ذیجاہ نے اُس نازنین کو اپنے قریب بُلایا جب وہ نازنین بادشاہ کے قریب
آئی بادشاہ نے عکس لوح ڈالا جیسے ہی عکس لوح طلسمی کا اُس نازنین پر پڑا اُس نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی تھوڑی دیر مین جل کر وہ نازنین
خاک سیاہ ہو گئی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خوش ادا جادو
بود بیتاب جادو نے جو خوش ادا کے مرنے کی صدا سُنی بدحواس ہو گئی کہتی ہی
کہ صاجو کیا انقلاب ہی کہ ہماری خیر خواہ ماری گئی طلسم کشا کے مددگار آ گئے
یہ نقابدار گلگون پوش کہان سے آیا ہی کس طرح سے ساتھ دے رہا ہی مثل ہمزاد
کے ساتھ ہی ای تاجدار صاحبان مین تو اب جاتی ہون تم لوگ بھی اپنی جان بچا کر نکلو پھر
جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا مین اب جا کر کمیاب جادو سے صلاح کرون دیکھون
اُن کی کیا راے ہوتی ہی وہ کوئی تدبیر ایسی کرین کہ طلسم کشا سے لوح لے لین تب
جنگ فتح ہو گلعذار کا مارا جانا مجھپر بہت شاق ہوا وہ بہا نکی حاکم تھی شاید اور
کوئی تدبیر کرتی مین کیا جانتی تھی کہ گرفتاری خواجہ خورشید و جہان آرا پیام موت
گلعذار ہی اُسکا قتل ہونا کہ باغ کا جلنا سب ساحر کہہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم
اب دیر نہ کیجیے جلدی سے نکل جائیے ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے
بیتاب جادو نے تخت منگوایا تخت پر سوار ہو گئی سب تاجدار تخت پر آ گئے اِدھر
نسیم سبکرو نے دیکھا کہ بیتاب جادو نکلی جاتی ہی اسنے بڑھ کر سحر کیا اور گولہ مارا
تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بیتاب جادو تخت سے گری اپنے تئین بمشکل سنبھالا اور

پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا کہ میں نے گو تلہ پار ابہت دیر تک جنگین ہار ما کر زردی کمتی تھی صاحب
دیکھا تھا سے کہ صاحبزادی ہماری ایسی دشمن ہو گئی ہین ہم چاہتی ہین کہ جان قتل ہو جاوے
افسوس صد ہزار افسوس یہ انقلاب زمانہ ہی تیرہ میں اس کی کچھ نہ سمجھ کر پھر کردو لگی یہ کہکر
سحر کیا یکایک یاز وون پر پیدا ہوئے اڑ کر چلی نسیم سبکرو نے ایک پتھر پھینکا وہ پتھر
مہتاب جادو کے چلا مہتاب نے چاہا بلند ہو جاؤن وہ پتھر قریب سر آ کر لہرایا اُسکی
ٹکر جو سر مین مہتاب کے لگی مہتاب جادو زمین پر گری سعد شہر یار قریب تھے جلدی
سے گھوڑے سے کود پڑے مہتاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ساحرون نے چاہا قبضے سے
سعد شہریار کے مہتاب جادو کو رہا کر لیوین نسیم سبکرو نے سحر کر کے کئی سو ساحرون
کو مارا اور مہتاب پر سحر کیا کہ مہتاب جادو سحر بھول گئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای
مہتاب جادو تو میرے قبضے مین ہی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر اور لات و منات
پر لعنت کر وہ وحدہ لاشریک برحق ہی جسنے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان پیدا کیے یہ سنکر
مہتاب نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہو گا کہ دین سامری کو ترک کرون اور
دین خدا ے نادیدہ اختیار کر لون کہ یکایک یاقوت جنی سامنے سے آیا بادشاہ سے
اشارہ کیا کہ ای شہریار اتنا بڑا دشمن آپ کے قبضے مین آیا ہی اور آپ اسکے قتل مین
تاخیر کرتے ہین جلد اس کو قتل کیجیے فیروزہ بن عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے خنجر ماردیا کہ
مہتاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا صداے
دار و گیر بلند ہوئی برفباری و سنگباری ہوئی ساحر جو لڑ رہے تھے بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے
آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مہتاب جادو بود تاریکی دفع ہوئی بادشاہ نے دیکھا
وہ ہی نقابدار گلگون پوش سامنے کھڑا ہی اسنے قریب آ کر عرض کی کہ حقیقت مین حضور بڑے
جری و بہادر ہین آپ کا عدیل و نظیر نہین مگر مین جو آ کر شریک جنگ ہوا مراد یہ ہی کہ
حضور نے طلسم آبگینہ فتح کیا اور یہ طلسم بھی آپ کے قبضے مین ہی امیدوار ہون کہ اس
طلسم کا مال مجکو مرحمت ہو یہ سنکر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای محسن یہ تو غیر ممکن ہی مناسب
یہ ہی کہ اب مین فکر مین کمیاب جادو کی جاؤنگا بعد اُس کے جمشید ثانی پر لشکر کشی ہو گی

اسی لشکر کشی مین تم بھی آؤ وہان امتحان ہوجا ویگا ویسا مجھے پھر کبھی نہ ملیگا کیونکہ وہان صاحبقران عالیشان بھی ہونگے ایکطرف لشکر جمشید ثانی ہوگا جیسا کہوگے ویسا ہوگا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ مین آپ کو آگے نہ بڑھنے دونگا اب مین بیر سپرد ہوا ہون یہین سے آپ سکے مقابلہ ہو بادشاہ جمجاہ نے ہرچند سمجھایا مگر نقابدار گلگون پوش نے نہ مانا لشکر اپنا لیکر مقابلے مین سعد شہریار کے اتر پڑا بادشاہ جمجاہ بفتح و فیروزی پلٹے یاقوت جنی بھی مع فوج ہمراہ ہے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ ای یاقوت جنی تم جانتے ہو کہ یہ نقابدار گلگون پوش کون ہے یاقوت جنی نے عرض کی مین صرف اتنی بات جانتا ہون کہ یہ نقابدار پردۂ قاف مین جابجا جنگ کر رہا ہے کئی مرتبہ جب دیو قہقہۂ سہ چشمی لشکر کشی کر کے ملکہ آسمان پری پر آیا تو اسی نقابدار گلگون پوش نے اُس کی فوج کو شکست فاش دی یہ بڑا جری و بہادر ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل اسلام کا خیرخواہ ہے نہین معلوم کیا سبب ہو کہ حضور کو روکتا ہے سعد شہریار نے محل مکان بیتاب جادو کے ضبط کرائے بہت سا مال نکلا کئی سو چھکڑے معمور ہو گئے کہ ہر کارسے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ہ بگلی ہمرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو لشکر مین نقابدار کے طبل جنگی بجگیا کل ہیگے روز اُس کا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے بادشاہ اسلام پناہ نے یہ سُن کر حکم دیا کہ ای فیروزہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر سعد شہریار مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی نقارۂ جنگی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری حرب و پیکار مین گذری جس وقت کہ نقابدار زرین پوش سلطان فلک چہارم کاشانۂ مشرق سے نکلا تمام عالم روشن ہوا نظم

علم آفتاب نکلا جب ++ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ++ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار . مہ انجم سیاہ رو بفرار

تمام عالم منور و روشن ہوا سعد شہریار جب سوار ہونے لگے تو ملکہ نسیم عنبر مو نے آگر
رکاب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین
مجکو حکم دیجیے کہ مین جاکر سحر کرون ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش بھگادون
سعد شہریار نے فرمایا ای نسیم عنبر مو کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا کہ غیر ساحر کے لشکر پر
سحر کرو ہمارے دادا جان کا یہ قانون ہی کہ ساحر سے ساحر لڑے اور غیر ساحر سے
غیر ساحر لڑے غیر ساحر کے لشکر پر ساحر سحر نہ کرے اگر اُس کی طرف بھی کوئی ساحر ہوگا
اور وہ سحر کریگا تو خیال رکھنا نقابدار گلگون پوش پہلوان زبردست ہی وہ کبھی
اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ ساحر کے سحر سے ہم سے مقابلہ کرے یہ فرماکر بادشاہ
سوار ہوے نسیم عنبر مو کنارے آئی ساتھ والون سے کہتی تھی بادشاہ کے مزاج
مین چالبت ہی اتنے بڑے لشکر پر کیا ضرور تھا کہ تشریف لیے جاتے ہین مین ایک
سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش منتشر کرتی کہ سب کو بھاگتے راستہ نہ ملتا بادشاہ
بصد کر و فر میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ نقابدار
گلگون پوش جوشان و خروشان مع لشکر گران میدان جنگ مین آیا اور مرکب اپنا
سب سے آگے بڑھا کے ٹھہرا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا +	دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا +	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا +
رستم ہی نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی +

نقابدار گلگون پوش نے یہ آوازین سن کر مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا
سلحشوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا تو پُکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے نقابدار گلگون پوش
کے پہونچے نقابدار گلگون پوش نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے جواب
سلام دیا نقابدار گلگون پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے
ایسا نہ ہو کہ آپ کو سر میدان ملال پہونچے سعد شہریار نے فرمایا ای نقابدار

بس اب زیادہ یاوہ گوئی نہ کیجیے زبان تیغ و کلک عمود سے کام لیجیے یہ سنکر نقابدار گلگون پوش نے قصد کیا کہ نیزہ اٹھاؤن لیکایک صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا ایک دیو خونخوار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین تھا آتے ہی نقابدار گلگون پوش کو دیا نقابدار نے وہ کاغذ پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا ای شہریار مین مجبور و ناچار ہون کیا کہون میرے ملک پر ایک دیو نے بلوہ کیا ہی میرے ملازم نے مجکو طلب کیا ہی لہذا مین تو رخصت ہوتا ہون انشاءاللہ پھر کبھی کسی مقام پر آؤنگا آپ سے ضرور ضرور مقابلہ کرونگا بادشاہ جمجاہ کو بڑا صدمۂ عظیم ہوا فرمایا ای نقابدار خدا حافظ نقابدار گلگون پوش پلٹا لشکر کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ بھی پلٹے اپنے لشکر مین آ کے اسی مقام پر اتر پڑے بارگاہ مین آکر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوسے ایک گائن نہایت حسین و جمیل سامنے بیٹھکر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی + سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہی
لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اس سے + خط کو انکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی
ای گلو تمنے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی + جیسکے بدلے مجھے اسقدر رلا رکھا ہی
آئی ہی نکہت گل لیکے صبا کیا صیاد + شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی
کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری + کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی
آڑ کرتے ہین کہ مشتاق نہ صورت دیکھے + آئنہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی
تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن ای گل + ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی
چار دن مین سب اجڑ جائیگا گلزار جہان + باغ عالم مین وہ گل تم نے کھلا رکھا ہی
مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین + زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی
عشق کی تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے + جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی
دونون عالم ترے دیدار پہ عشق کھاتے ہین + اسقدر ساری خدائی کو لبھا رکھا ہی

منھ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین	ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی +
واہ کیا تیری دھواندھار مسی ہر ای شوخ	رنگ سوسن کا گلستان مین اُڑا رکھا ہی
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہزبر	دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ جمجاہ نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا جب بیتاب جادو قتل ہو جاے تو آپ کو مناسب ہی کہ طرف صحراے مشاک افشان کے جائیے مشاک افشان جادو بڑی مکار ساحرہ ہی اُس کے مکر و فریب سے بچیے گا وہ بڑے بڑے مکر کریگی اگر آپ نے مشاک افشان کو مار لیا تو آگے صحراے کمیاب ہی کمیاب جادو سے مقابلہ پڑیگا بعد قتل ہونے کمیاب کے سامان لشکرکشی ہوگا مقابلہ جمشید ثانی مین بہت ہوشیار رہیے گا کیونکہ ہزارون ساحران غدار جمع ہونگے اپنا اپنا کمال سب دکھائین گے وہ وقت نہایت سخت و صعب ہوگا مگر آپ لوح سے ہوشیار رہیے گا بادشاہ جمجاہ یہ حکم لوح دیکھ کر فوراً اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں سے رخصت ہوے ملکہ نسیم سیکرو آنکھون مین آنسو بھر لائین عرض کی کہ ای شہریار آپ کی دوری مجکو گوارا نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کب تک تری جدائی کے صدمے اُٹھائے دل	آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل +
الفت مین ان بتون کی مزے تو نے پائے دل	جاتی ہی جان کون یہ صدمے اُٹھائے دل
اُس شمع رو کی بزم مین عاشق ہوا اُسکا نام	پروانے کی طرح سے جو اپنا جلائے دل
سنبل کسطرح کھائے شب [illegible] جو کہ پیچ	پھندے مین زلف کے وہی اپنا پھنسائے دل
تیر نگہ سے کھیل رہا ہی وہ اب شکار	صید اجل گرفتہ یہ کہتا ہی ہائے دل
وہ گلبدن جو آئے مرے پاس رات کو	پھولون نہ اپنے جامہ تن مین سمائے دل
مذبوح کسطرح یہ نہ پیتا ہی خاک [illegible] +	[illegible] ہے دل +
دشمن کو بھی نہ ہو مرض لا دوا کبھی	[illegible] اپنا [illegible] کسی [illegible]
ہمدم نہین ہی کوئی مرا شہر عشق مین +	[illegible] نہ پھر کسے عاشق دکھائے دل
ہرگز کرے کسی سے نہ الفت کوئی بشر +	آگی ہو [illegible]

مجکو خیال اُسکا جو رہتا ہی رات دن ٭ تصویر یار پہلو مین ہو اب بجائے دل
ساقی نہین ہی بادہ نہین ہی چمن نہین ٭ کسطرح ای رفیق یہ بہلا چاہئے دل

سعد شہریار نے ملکہ نسیم سبکرو سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب مین صحرائے مشک بارستان کی طرف جاؤنگا تم اطمینان رکھو انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہوگی لوح نے مجکو خبر دی ہی یہ کہکر سعد شہریار نے سب کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا روانہ ہوے لیکن فیروزہ بن عمرو عقب مین بادشاہ جمجاہ کے مخفی ہوکر چلا دل مین کہتا ہی کہ شہریار کا ساتھ نہ چھوڑونگا مگر سعد شہریار تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر کے پہونچے دیکھا کہ وہ قصر مثل آفتاب کے چمک رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے جو وہ قصر دیکھا حیرت مین تھے کہ یہ قصر کیسا عمدہ بنا ہی مثل برق چمک رہا ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ قصر برقان رعد آواز ہی تم کو مناسب ہی کہ اسم حفظ لوح سو مرتبہ ورد زبان کرو اور لوح کو قصر سے مس کردو پھر تم تماشائے قدرت پروردگار عالم دیکھو دیکھو تو کیا ہوتا ہی سعد شہریار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی عکس لوح قصر پر پڑا اور لوح مس ہوئی ایک دناٹا ہوا اور قصر گر پڑا دیکھا ایک ساحرہ قصر کے بیچ مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی بادشاہ جمجاہ نے اُس ساحرہ کو دیکھتے ہی للکارا کہ او برقان رعد آواز اب مجھسے بچ کر کہان جائیگی تیری قضا قریب آگئی وہ ساحرہ یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھی اور بادشاہ جمجاہ پر سحر کرنے لگی کچھ تلوارین برسائین کچھ خنجر گرائے پانی برسایا آگ گرائی مگر سعد شہریار پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب تو برقان رعد آواز نے پکار کر آواز دی کہ ای معین و مددگار جلد آکر طلسم کشا کو کھالے بڑا غضب ہوا کہ اِسنے میرا قصر تک گرا دیا مین ظاہر ہوگئی یہ کہکر پھر پکار کر برقان نے آواز دی کہ ای خونخوار کیون دیر لگائی ہی جلد ہی آ مجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ ہی کہ یکایک صحرا سے صدائے مہیب آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دیو قوی تن و قوی من جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اور چہ بدست فولادی ہاتھ مین سرکشی بات بات مین وہین سے للکارتا ہوا آیا کہ ارے او

طلسم کشا آگاہ ہو کہ موت تیری دامنگیر ہو اب تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا
دار شمشاد جو ہاتھ مین پہنے ہوئے تھا اول اُس کو چرخ دیا چرخ دے کر بادشاہ جمجاہ
پر لگائی بادشاہ اسلام نے آگے سے کھڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا اور ایک جھٹکا
مارا دار دیو خونخوار سے چھین لی دیو خونخوار غصے مین لپٹ پڑا اسعد شہریار سے
اور دیو خونخوار سے کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ نے دو چار گھونسے ایسے مارے
کہ دیو خونخوار چیخنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ او آدمزاد میری خطا کو معاف کر اب
مین کبھی کسی کے ساتھ ایسا قصد نہ کرونگا اب تو مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ اسلام
نے دیو خونخوار کو کولے پر لاد کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال دین اسلام کیا
دیو خونخوار نے سعد کے منھ پر تھوک دیا بادشاہ جمجاہ کو بہت ناگوار ہوا بسبب
غصے کے کانپنے لگے اُسی غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر
رکھ کر جھٹکا مارا مع نرخرے دیو خونخوار کی گردن گھسیٹ لی برقان رعد آواز نے
جو یہ معرکہ دیکھا اور دیو خونخوار کو کشتہ پایا بدحواس ہو گئی چہرے پر ہوائیان چھٹنے لگین
دل مین خیال کیا کہ اب طلسم کشا پر زور نہ چلیگا یہ بڑا جری و بہادر ہی یہ دلمین سوچکر
پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اول مشکاب افشان کے پاس پہونچی مشک افشان
نے برقان رعد آواز کو بدحواس دیکھ کر پوچھا کہ ای برقان رعد آواز خیر تو ہی
برقان نے کہا کہ ای ملکہ عالم کیا عرض کرون عجب آفت برپا ہو گئی طلسم کشا کا مجھ
تک گذر ہو گیا دیو خونخوار ہاتھ سے اُس کے مارا گیا مین اپنی جان بچا کر بھاگ آئی ہون
اب آپ کے صحرا مین آویگا راستہ کھل گیا مشک افشان نے کہا اگر یہان آوینگے
تو وہ مزہ چکھاؤنگی کہ کچھ دلون کو یاد کرین گے کہ قدرت کی دشمنی مین یہ حاصل ہوا
مگر برقان رعد آواز نہایت بیتاب و بیقرار ہی اس کے خیال مین گذرا کہ جا کے
کمیاب جادو سے اس امر کی اطلاع کرون یقین ہی کہ وہ ساحرۂ زبردست ہے
کوئی نہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر چلی مگر کمیاب جادو یہان اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی
ہی رفیق و شفیق جمع ہین جام شراب چل رہا ہی کہتی ہی صاحبو دیکھا تم نے کہ کس

مدت مدید سے طلسم کشا کی آمد ہو مگر مجھ تک کسی طرح نہین پہونچ سکتا سب سردار
متفق ہوکر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم حقیقت مین یہ راستے ایسے سخت ہین کہ کوئی بہانے سے
گذر نہین سکتا طلسم کشا کی کیا تاب و طاقت ہو کہ آپ تک آسکے تمام عمر یونہی
بھٹکا بھٹکا پھریگا کمیاب جادو کہ رہی ہو کہ اول تو وہ مجھ تک پہونچینگے نہین اگر
پہونچین گے تو سالہا سال مین مجھ تک آوین گے یہ ذکر تھا کہ برقان رعد آواز آکر
پہونچی کمیاب جادو برقان رعد آواز کو دیکھ کر گھبرا گئی گھبرا کر پوچھا کہ ای برقان
خیر تو ہی اسقدر بدحواس کیون ہو تمھارا رنگ رو متغیر ہو رہا ہی برقان رعد آواز
نے کہا کہ ای ملکہ کمیاب جادو غضب ہوا طلسم کشا لڑتا بھڑتا میرے مقام تک
پہونچ گیا مین نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا یہان تک کہ دیو خونخوار کو اسکے
سامنے کردیا مگر طلسم کشا بڑا جری و بہادر و صف شکن و تیغ زن ہی اُسکی مین تعریف
نہین کرسکتی بڑی دلیری سے اُسنے دیو خونخوار کو مار لیا تب مین بدحواس ہوکر
بھاگی اگر نہ بھاگتی تو وہ مجکو بھی مار لیتا اول مین نے آکر مشک افشان سے
اطلاع کی پھر بعد اُس کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی جو انتظام کرنا ہو وہ کیجیے
ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آپ تک آجائے تو مشکل ہو یہ سُن کر کمیاب جادو نے کہا
کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے اگر آئیگا تو سزا پائیگا ایسی تدبیر کرون
کہ مشک افشان تک نہ آسکے وہین بھٹک بھٹک کر رہے یہ کہ کے میر منشی کو
حکم دیا کہ ایک نامہ قنطور آہن کلاہ کو لکھو کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ
جہان طلسم کشا قریب صحراے مشک افشان کے آپہونچا ہی یہ وقت مدد ہی اُسکو
گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کردو یا جس وقت قبضے مین آوے تو فوراً اُسے
قتل کر ڈالنا دیر نہ کرنا کوئی باز پرس نہ کریگا میر منشی یہ نامہ لکھ کر لایا کمیاب نے
اپنے دستخط اُسپر کیے دستخط کر کے ایک ساحرہ کو دیا اور حکم کیا کہ یہ نامہ صحراے
کمخواب مین لیجا تو وہانکی گھانس دیکھ کر یہ معلوم ہو گا کہ فرش کمخواب بچھا ہوا ہی
اُسی صحرا مین قنطور آہن کلاہ رہتا ہی نامہ دے کر زبانی بھی کہنا کہ ای قنطور یہی

وقت جانبازی و سرفروشی کا ہی تمھارے زور و طاقت کا ملکوں ملکوں مین شہرہ ہے
لہذا ایسی وقت ہی کہ جانبازی کرو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ
کردو یا سر بھیجو تا بہ صحرائے مشک افشان تم کو عملداری ملے گی اور خداوند
تم سے بہت راضی ہونگے طرۂ پیغمبری ملیگا کیا عجب ہی کہ بالاے آسمان لیجاوین
وہانکے عجائب وغرائب تم کو دکھلائین ساحرہ یہ نامہ لے کر چلی کہ اُس ساحرہ
کا متین جادو نام ہی نہایت نوجوان اپنے حسن و جمال پر نازان کہ مجھسے بہتر
کوئی اس جہان مین نہین ہی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی آتی ہی کہ ایک پہاڑ پر
آکے ٹھیری کوہ دخان اس پہاڑ کا نام ہی دخان جادو اپنی صحبت مین بیٹھا تھا
صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی کہ متین جادو آکر پہونچی دخان جادو نے پوچھا کہ ای
مصاحب ملک کمیاب جادو تمھارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا متین جادو نے
کہا کہ مین صحراے کمخواب مین جاؤنگی دخان جادو نے کہا آؤ بیٹھو کہان جاؤگی مجکو خبر
ملی ہی کہ طلسم کشا اسی طرف سے گذرے ہو گا متین دخان جادو کے کہنے سے بیٹھ گئی
دخان جادو نے جام شراب متین کے آگے پیش کیا متین جادو شراب پینے لگی
مگر سعد شہریار دیو خونخوار کو مار کے آگے بڑھے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی
دارا ے زرین ترکش کہ صحراے مشک افشان کا رہنے والا ہی یہ واسطے
شکار کے صحرا مین آیا ہی اسنے دور سے جو سعد شہریار کو دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ
جاکر دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی کہ جو بے خوف وخطر اس صحرا مین کھڑا ہی کچھ ہمارا
ابہی کو خوف نہین ہم کو دیکھا اور سلام نہ کیا اب اس کو مزہ چکھاؤنگا غربا کو مناسب
ہی بلکہ واجب و لازم ہی کہ جب کسی رئیس کو دیکھین تو بادب کھڑے ہون اُس کی تعظیم
کرین شاطر قریب سعد شہریار کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر دنگ ہو گیا رعب چھا گیا
جھک کر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ جمجاہ نے جوابدیا
کہ سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران میرا نام ہی فتاح طلسم ہوشربا جمشیدی سرکوب
جمشید ثانی ہون شاطر یہ سُنکر سامنے اپنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار یہ جوان

طلسم کشا ہو دارائے زرین ترکش نے یہ سُنتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ چہار جانب سے
اس جوان کو گھیر کر گرفتار کر لو یہ سُن کر کل فوج لینا لینا کہکر بڑھی بادشاہ اسلام نے جو فوج
کو آتے ہوے دیکھا تلوار کھینچ کر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ
شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان
صاحبقران + نعرہ کرکے جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سوار ہو کر لڑتے ہوے
چلے کئی سو افسرون کو مار کر سامنے دارائے زرین ترکش کے پہونچے دارا نے
جو سعد شہریار کو اپنے قریب آتے ہوے دیکھا اور افسرون کو اپنے کشتہ پایا سمجھا
کہ یہ شخص صاحب اقبال ہی جرأت و شوکت و لیاقت اسکے چہرے سے نمایان ہی مین
اس سے لڑکر سر برنہ ہونگا بوجہ خوف کے تخت سے کودا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض
کی کہ ای شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بادشاہ جمجاہ نے دارائے زرین ترکش
کو گلے سے لگا لیا کل لشکر دارائے زرین ترکش کا بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام
پر بادشاہ اُتر پڑے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین ایک گائن اُنمین
سے سامنے آکر بیٹھی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

ہمبا تری الفت مین ہین مرنا لہاے عندلیب — ہو شکست رنگ گل مین بھی تو اے عندلیب
مثل پروانہ جو اُس محفل مین جلائے عندلیب — آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب
تو ہی ایسا گُل کہ تیری خاک پا کے نقش کو — عارض گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب
دست جانان مین جو دیکھے طائر رنگ حنا — اپنے سر پر بازوؤن سے خاک اُڑائے عندلیب
ساعد و بازوے جانان ہین پر رنگ شاخ گُل — مرغ دل کا دم پھڑکتا ہی بجائے عندلیب
ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر — چومتے ہین غنچۂ گُل آج پائے عندلیب
ہمسایہ تیری زلفوں نے ہوا ہی رنگ گل — دام مین کیون آپکو ناحق پھنسائے عندلیب
ہو چلا ہی خشک ہر گُل رشک روے یار سے — اپنے آنسو گُل کے تھالون مین بہائے عندلیب
چھوڑ دے گلشن مین ای صیاد اپنے دام سے — یہ زر گُل ہی کف گُل مین بہائے عندلیب
رشک اُسے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گُل میرے ساتھ — وصل کی شب کیون نہ نالون سے جگائے عندلیب

گل پہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہوئی	ابتو گلگفند آفتابی ہی دواے عندلیب
ہی یہی مفہوم گلبانگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجراے عندلیب

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بادشاہ اسلام نے کوچ کیا داراے زرین ترکش نے کہا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا پہلو مین جو کوہ دخان کے دشت ہی وہان بھی میری عملداری ہی وہانکے بھی باشندون کو مسلمان کرتے چلیے سعد شہریار تخت پہ سوار ہوے داراے زرین ترکش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھ لیا اسطرح ہمراہ چلا بعد قطع منازل وطی مراحل کے زیر کوہ دخان پہونچے دخان جادو متین کو ساتھ لیے ہوے تماشا لشکر کا دیکھ رہا ہی اول کچھ شتر سوار گذرے اُن کے بعد کئی ہزار مرکب کوتل پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ہمراہ مگس رانی کرتے ہوے جاتے ہین متین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے نقیبون کے بعد متین نے دیکھا کہ تخت پر سعد شہریار سوار ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب متین نے جو یہ جمال دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار مُنھ سے آہ نکل گئی تھرانے لگی آنکھون مین اندھیرا آیا بیساختہ مُنھ سے نکل گیا کہ ای دخان کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زارا اچھا نہین	درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی	میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین	دلمین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا	کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین	ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے	دل کی لینا ہی ہے تیرا زلف یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت	لیو لتا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین
ہوگی بدنامی کہین گے عاشق ہرجائی ہی	بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین
ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائیگی شق	حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عادلِ آفاق تجھ کی داد دیتا ہی ضرور
روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین +

دیکھے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
بیخبر سونا تہِ خاکِ مزار اچھا نہین +

ناز سے ٹھوکر لگا کے یہ کہا اُس شوخ نے
رہگذر مین ہونا عاشق کا مزار اچھا نہین

مین ہوا جاتا ہون زردیدہ لگا ہوتے ہلاک
کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین

سو رہا ہی بے خبر گلشن مین میرا گلبدن
غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین +

تجکو آتا ہی اگر تو آ فراقِ یار مین
ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین

ٹھوکرین غیرونکی پڑتی ہین ہماری قبر پر +
کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

دخان نے کہا کہ ای متین جادو یہ تجنے اشعار کیسے پڑھے معلوم ہوتا ہی طلسم کشا پر عاشق ہوئین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو معلوم ہو جائے تو خرابی ہو متین نے کہا جو خوبی جس مین ہو کیونکر نہ بیان کرون دل اندر سے تعریفین کر رہا ہی حقیقت مین شاہزادیان جو انپر عاشق ہوئین اور گھر بار اپنا برباد کرایا بہت جا سے کیا دخان جادو نے کہا کہ ای متین تمھاری باتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تم ضرور بادشاہ پر عاشق ہوئی ہو متین نے کہا کہ ای دخان مین تو اُن کے حُسن کی تعریفین کرتی ہون عشق و عاشقی کیا چیز ہی دخان نے کہا مین ابھی اس لشکر کو پراگندہ کیے دیتا ہون متین نے کہا ای دخان یہ شخص بڑا صاحب اقبال ہی کن کن مقامون سے گذرا دشمن انکے دوست ہو گئے کل مقام فتح ہوے اب یہ کمیاب پر جاتے ہین مگر دخان جادو نے بلند ہو کے سحر کیا آگ برسنے لگی بادشاہ جمجاہ لوح کو جمکار ہے ہین مگر واضح ہو کہ نسیم سیکر و کو تاب ہجر نہ تھی یہ بھی تعاقب بادشاہ مین چلی آئی ہین یہ پشت پر دور تھین انھون نے دیکھا کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی آتے ہی سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی پھر نسیم نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو آسمان پر سے سحر کر رہا ہی نسیم نے للکارا کہ ادمکا کیون تیری قضا آئی ہی دخان نے جو نسیم کو دیکھا بہ مدت سے نام پر عاشق ہو بیتاب و بیقرار ہو کے پکار اُٹھا نظم

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سنا کیے ہم صبح عید کا

افسانہ سنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے
مقصود ہی یہی مرے گفت و شنید کا

حاضر ہو ملینگے جو کوئی نعمت فقیر سے
شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا

مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا

دیتا ہی بوسہ لے کے وہ سیمین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام ہین کرتے کلید کا

دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجیے
قیمت وہ ہی جو مول ہو مال مزید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا

کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوے گل
خط آ گیا بہار چمن کی رسید کا

شادی بے محل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا

موسے کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق
آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا

چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہی قطع و برید کا

بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا دو نیم
سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا

دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل
رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریزی جسقدر کہ ہو اس سے عجب نہین
آتش فراق یار ہی ثانی یزید کا

جب دخان جادو نے یہ اشعار عاشقانہ پکار کر پڑھے تو نسیم سبکرو کو بہت ناگوار ہوا
جواب دیا کہ اے کل مو ہے تیرا ابھی یہ لیاقت ہی کہ تو مجھپر مائل ہو آئین تیرے ساتھ چلون
یہ سنکر دخان جادو خوش ہو گیا اور سمجھا کہ میرے حال پر اس کو رحم آیا زمین پر آیا اور
دست بستہ ادب سے کھڑا ہوا [illegible] نے پکار کر آواز دی کہ اے ہوائے آفت خیز
جلد آ میان دخان جادو کو [illegible] کی خواہش ہوا اور آئی کہ اے ملکہ عالم
حاضر ہوئی ہون دخان جادو [illegible] پہلوے نخل سے ایک مہ جبین نہایت حسین
بے بدل حسن و جمال میں اپنا [illegible] سامنے آکر موجود ہوئی دخان جادو کا
ہاتھ تھام لیا [illegible] کہا کہ اے دخان جادو ہم تو مدت سے تمھارے

مشتاق تھے لیکن فلک کجرفتار کی نیرنگی سے تم تک نہ آسکتے تھے مگر آج مین نے ایسا جبر
کیا کہ تم تک آئی اب مین یہ چاہتی ہون وہ تدبیر کرو کہ ہمارے تمھارے تا قیامت
جدائی نہ ہو دخان جادو یہ سُن کر بہت ہنسا کہا ای پری جمال مجھے بھی یہی خیال ہی سامنے
کوہ دخان ہی وہان چلو وہان چل کر عیش و عشرت کرین آفت خیز نے جواب دیا کہ ای
دخان جادو یہ بات سچ کہتے ہو مگر کوہ دخان پر آتش افروز جمع ہو نگے ہمارے تمھارے
جدائی پڑیگی باغ غم فراق مین چلو وہان سواے ہمارے تمھارے کوئی دوسرا اور
نہ ہوگا دن رات عیش کرنا نہایت لطف سے بسر ہوگی دخان جادو ہواے آفت خیز
کے ہمراہ ہوا نسیم سبکرو نے ایک دستک دی اور پکار کر کہا ای ہواے آفت خیز
کیا کہنا خوب ہوا بندھی اس یاوہ گو کو لیجاؤ باغ غم فراق مین لیجاکر ڈال دو کہ یہ سر
ٹکراکر جان دے اور اسکو مزہ تو ملے کہ صاحبان عصمت و عفت کو ایسے کلمات نامناسب
کہتا ہی ہواے آفت خیز نے پلٹ کر جواب دیا ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین
ہواے آفت خیز دخان جادو کو لگا کر لے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی کہ
ای ملکۂ عالم کہان تشریف لے گئی تھین ہواے آفت خیز نے جواب دیا کہ گنہگار کو
لائی ہون اس کو باغ مین لے چلو کنیزون نے دخان جادو کو گھیر لیا اندر باغ کے
لے چلین دخان جادو جانتا ہی کہ اب باغ مین چل کر باغ باغ ہونگا مطلب دلی
حاصل ہوگا معشوقہ سے ملونگا یہ نہ سمجھا کہ باغ کا نام غم فراق رکھا گیا ہی عیش نہ
ملیگا کنیزون کے ساتھ دخان جادو باغ مین آیا دروازہ باغ کا بند ہو گیا دخان
نے پلٹ کر دیکھا ہواے آفت خیز کو وہان نہ پایا کنیزون کو دیکھا ہنس رہی ہین اور
یہ کہتی ہین کہ اب باغ کی سیر کرو ہم بھی جاتے ہین یہ کہ کر وہ سب کنیزین بھی یکایک
غائب ہو گئین دخان جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا وہ باغ یا تو پُر بہار تھا یا یکایک
ویران ہو گیا نخل خشک جابجا لگے ہین روشین برباد زاغ و زغن کا ہر سمت ہجوم ہی
دخان گھبرا گیا کہ معشوقہ کہان گئی اسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح ہو شفق سے مجھ پہ آتشبار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب + ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک شام سے کر پیشتر تیار صبح

حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینۂ پر داغ چاک پیرہن ہی وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح +

قہر ہو گر شملۂ پر زر ترا + دیکھ پائے ای پری رخسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھ کر کار چوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب نور سے ہی سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

ہی یہان کسکو شب فرقت مین ہوش ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب شام کو کرتا ہی نور یار صبح

ہی دعا ای خالق لیل و نہار + ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

دخان جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا کہ باغ سے نکل جاؤن دروازہ نہین ملتا چاہا دیوارین پھاند کر نکل جاؤن جس طرف جاتا ہی زاغ وزغن اس کے پیچھے پیچھے غل و شور مچاتے پھرتے ہین دخان جادو اپنی جان سے بیزار ہی کہ کس بلا مین آکر پھنسا ہون پُکارتا پھرتا ہی کہ ہاے معشوقہ کہان گئی کس سے پوچھون کسی درخت مین پھل نہین بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہی کبھی بیٹھاے نخلستان سے سر دھُنتا ہی اور داڑھین مار مار کے روتا ہی کہتا ہی ای جان جہان کہان گئین کیون صاحب یہ بے اعتنائی کوئی اپنے عاشق سے ایسا سلوک کرتا ہی کہ اپنے شیدائی کو تنہا چھوڑ کر چلی گئین ہم تمھاری جستجو مین مرتے ہین اے وہ کنیزین کہان گئین ہاے دروازہ باغ کا نہین ملتا ہی مگر متین جادو کہ بالائے

بکوہ بیٹھی ہوئی یہ سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی کہ دخان جادو نے جاکر لشکر
طلسم کشا پر سحر کیا طلسم کشا نے لوح کو چمکایا چند کس جل گئے نسیم سبکرو نے نکل کر سحر کیا
ایک نازنین نہایت حسین وجمیل پیدا ہوئی وہ دخان جادو کو اپنے ساتھ لگا کے
لے گئی ہرچند کہ متین بھی درد الفت مین سعد شہریار کے مبتلا ہی مگر اپنے تئین بمشکل
سنبھال کر اُٹھی حیران و پریشان تھی کہ دخان جادو کو وہ نازنین لگا کر کہان لے گئی
نامہ کمیاب جادو کا اس کے پاس ہی اسنے ہرچند سحر کیا مگر کچھ نہ معلوم ہوا آخر کو
مجبور ہو کر پرواز پیدا کر کے چلی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ یکایک دخان جادو
کی آواز کان مین آئی اسنے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان جادو
بدحواس مارا مارا پھر رہا ہی چہرے پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین متین نے پکار کر
آواز دی کہ ای دخان جادو کس حالت مین ہو اور ارادہ کیا کہ مین بھی اس باغ مین
جاؤن دخان جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای متین جادو خبردار ایسا اردہ نہ کرنا
یہان آنیکا قصد نہ کرنا ورنہ تم بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گی دیکھو مین کیسا مجبور اس باغ
مین مارا مارا پھر رہا ہون کسی کا نام ونشان نہین معشوقہ یہان آکر غائب ہوگئی ای
متین جادو تم جاکر قدرت سے اطلاع کرو وہ مجکو آکر اس بلا سے نکالین متین جادو
نے ہرچند سحر کیا کہ مین کسی طرح اس باغ مین جاؤن اور جاکر دخان جادو کو اس
باغ سے نکالون مگر کسی طرح سے دخان جادو کے پاس نہ جا سکی آخر مجبور وناچار ہو کے
متین جادو طرف جمشید ثانی کے چلی کہ جاکر قدرت سے اس امر کی اطلاع کرون مگر
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہی مصاحب
ورفیق جمع ہین شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین دل اس کا بہلا رہی ہین چند طائر
اُڑ اُڑ کر سامنے جمشید ثانی کے آتے ہین اور کچھ زبان مین اپنی کہ رہے ہین مگر جمشید
کہ رہا ہی کہ اس وقت قدرت کی تمام طلسم پر نگاہ ہی کوئی بندہ میرا کسی مصیبت سخت
مین پھنسا ہی مگر ایسی آفت مین ہی کہ میرا نام بھول گیا ہی افسوس ہی کہ مجکو نہین یاد
کرتا یہ ذکر تھا کہ متین جادو آکر پہونچی مگر رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی حیران وپریشان

چہار جانب دیکھتی ہوئی آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرضی کمیاب جادو کی پیش کی
جمشید ثانی نے وہ عرضی پڑھ کر کہا کہ ای متین جادو جاؤ مین تدبیر طلسم کشا کی کرونگا
یہ سُن کر متین جادو نے کہا یا خداوند عجب معرکہ گذرا ہین کچھ عرض نہین کر سکتی مین
کوہ دخان پر بیٹھی تھی دخان جادو سے باتین کر رہی تھی کہ لشکر طلسم کشا آ کے اُترا
دخان جادو نے کہا کہ مین ابھی اس لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر فورًا
بلند ہوا اُس شہریار کے لشکر پر سحر کرنے لگا چند آدمی چلے تھے کہ نئی ہوا بندھی
بی نسیم سبکرو نکلین اُنھون نے ایسا سحر کیا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آئی
میان دخان جادو اُسیر شیفتہ ہوگئے وہ نازنین دخان کو لگا کر لے گئی مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان پھر رہا ہی اور معشوقہ کو پکارتا پھرتا
ہی مگر نہایت حیران و پریشان ہی اپنی جان سے بیزار ہی مین نے ہرچند چاہا کہ پاس
اُس کے جاؤن اور اُس کو باغ سے نکالون مگر اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای متین
جا کر خداوند سے اطلاع کرو جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ نسیم سبکرو تو دختر بلند اختر
بیتاب جادو ہی اُس کو لشکر طلسم کشا سے کیا مطلب متین نے کہا بی نسیم طلسم کشا پر
عاشق ہوئین اور بیتاب کو قتل کرا یا اب طلسم کشا کے ساتھ ہین اس جوش و خروش
سے اُسنے سحر کیا کہ دخان جادو جا کر باغ مین گرفتار ہوا یہ سُن کر جمشید اپنے مقام
سے اُٹھا متین پیچھے پیچھے ہی اُس باغ پر آکر جمشید ثانی نے دیکھا کہ دخان جادو
بھوکا پیاسا سوکھے درختون کے نیچے بیٹھا ہوا پکار رہا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی
میری مدد کو جلد تشریف لائیے جمشید ثانی نے پکار کر کہا کہ ای بندۂ خاص کس آفت
مین مبتلا ہی کہ جو مجکو پکار رہا ہی دخان جادو نے سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا
منتین کرنے لگا عرض کی کہ ای خداوند مین معشوقہ کے ساتھ آیا تھا مگر یہان آکے
عجب مصیبت مین پھنسا اور معشوقہ غائب ہوگئی اب یہان سے کسی طرح نکل نہین سکتا
مگر جمشید ثانی کی جو آواز بلند ہوئی لوگون نے طلسم کشا سے اطلاع کی طلسم کشا
بھی بارگاہ سے نکل آئے جمشید کو للکارا کہ او بچیا اسطرف آ کہان تک تو مجھسے

بھاگیگا مجھسے تجھسے مقابلہ ہو جائے اور نسیم بھی پشت پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو کہ دخان جادو کو نہ نکلنے دو ہین مگر جمشید تڑپ کر گرا دیوارین بلند ہونے لگین جمشید نے آواز دی ای دیوار کیا تو میرے حکم سے باہر نہین ہی خبردار بلند نہ ہونا دیوارین گرین جمشید نے دخان کو اُٹھا لیا اور پکار کر آواز دی او طلسم کشا جب تو میرے مقام پر آئیگا تب مزہ طلسم کشائی کا ملیگا وہ فوجین جمع ہین کہ جب وہ لوگ غل مچائین گے تو یہ نوبت ہوگی کہ تمھارے ساتھ کے لوگون کے کلیجے پھٹ جائین گے کسکی مجال ہی کہ بادولت سے مقابلہ کرے آگ لگا دون زمین تپنے لگے اہل اسلام سٹر کرا کر مرین تب معلوم ہوگا کہ قدرت کے مقابلے مین پہونچے اور یہ انجام ہوا یہ کہکر دخان جادو کو لیگیا مگر متبین جادو کہ بدحواس ہو رہی ہی جمشید جب دخان کو لے گیا تو کھڑے ہو کر سوچنے لگی کہ خدمت طلسم کشا مین جاؤن یقین ہی وہ جلیل ضرور مجھکو جگہ دے پھر سوچی کہ یہ سب معرکہ چلکر کمیاب سے بیان کرون دیکھون اُنھون نے کیا تدبیر کی ہی اُس تدبیر سے طلسم کشا کو آگاہ کرون کہ طلسم کشا کو نفع ہو یہ سوچکر طرف کمیاب کے چلی مگر کمیاب نے جو قنطور آہن کلاہ کو نامہ لکھا تھا وہ ساٹھ ہزار فوج سے آیا کمیاب نے اول حکم دیا کہ ای قنطور مقابلہ طلسم کشا مین جاؤ مین وقتاً فوقتاً تمکو اطلاع دونگی اور جو کچھ غرج پڑیگا وہ بھی میرے ذمہ ہی مین اب سب طرح سے تمھاری مدد کرونگی قنطور نے جواب دیا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم کیجیے وہی بجا لاؤن کمیاب نے کہا ای قنطور جانتے ہی نوج شاہی پر گر پڑنا جہانتک ہو سکے طلسم کشا سے مقابلہ کرنا اگر تم غالب آئے تو تمام طلسم مین تمھارا نام ہوگا اور اگر مارے گئے تو مین اور فکر کرونگی قنطور نے کہا مجھسے آنکھ ملانا ہی دشوار ہی طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھپر غالب ہو یہ کہکر روانہ ہوا مگر متبین جادو چاہتی ہی کہ شاہ کی خیرخواہی کرون کہ میری طرف سے دل مین جگہ ہو ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اسمین یہی مضمون تھا کہ ای شہریار قنطور آہن کلاہ آپ کے مقابلے مین آتا ہی ہوشیار رہیے گا زفیرہ متبین مصاحب کمیاب مین بھی چاہتی ہون کہ حضور کی فتح ہو دشمن آپ کے مارے جائین آپ فتح وظفر سے رہین یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ جاکر نسیم کو دینا اور نسیم کو

لکھا کہ خبردار یہ نامہ خدمت شاہ مین پیش کردینا وہ طائر چلا خدمت نسیم مین آیا نامہ سامنے ڈالدیا نسیم نے وہ نامہ پڑھا مطلب سے آگاہ ہوکر نامہ تو جھولی مین ڈال لیا خدمت شاہ مین حاضر ہوئی کیفیت آمد قنطور بیان کی بادشاہ نے دارا سے زرین ترکش کو حکم دیا کہ اپنے لشکر مین حکم کردو کہ قنطور آہن کلاہ آتا ہو سب فوج ہوشیار رہے افسرون نے عرض کی حضور مطمئن رہین قنطور کی کیا مجال ہو کہ ہمپر آسکے افسرون نے لشکر کو تیار رکھا ہر وقت انتظار کیا کرتے ہین کہ قنطور کب آئیگا کہ اُس سے مقابلہ پڑے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر آیا آتے ہی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان انپر جا پڑو اہل اسلام کو قتل کرو مین طلسم کشا کو گھیر کر مار لونگا سب فوج آپڑی اِدھر والے بھی ہوشیار تھے فوج قنطور سے لڑنے لگے ہنگامہ جو ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ بھی بارگاہ سے نکل آئے مرکب طلسمی پر سوار ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم	
تجلی دہِ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران	

جب نعرۂ شاہ کی صدا بلند ہوئی فوج اسلام کو قوت حاصل ہوئی مگر کفار گھبرا گئے چاہتے ہین کہ شاہ کو تا بہ قنطور نہ جانے دین مگر شاہ جنگ کرتے ہوئے سامنے قنطور کے پہونچے اور للکارا کہ او مکار جنگ کا یہی طریقہ ہو یہان کے لوگ غافل تھے تو آپڑا قنطور نے بڑھکر کئی افسرون کو قتل کیا اور مقابلۂ شاہ مین پہونچا شاہ کے قنطور نے نیزہ مارا اسعد نے نیزہ قنطور کا توڑ ڈالا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد نے روک کر ہاتھ مار دیا قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا اٹر بھڑ کر لاش قنطور کی اٹھائی آپس مین صلاح کرلی کہ چلکر ملکہ کمیاب سے اطلاع کرین کہ قنطور کو قدرت نے بلوالیا دیکھیے اب وہان کیا ہو لاشہ قنطور کا لیکر چلے جب قریب قصر کمیاب پہونچے کمیاب نے حکم دیا کہ لاشہ میرے سامنے لاؤ چند کنیزین آکر لاشہ قنطور کا سامنے کمیاب کے لیگئین

کمیاب نے سحر کیا کہ قنطور کی شکل کا ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اور گنبد سے باہر روانہ کر دیا
بزور سحر قنطور بنکر نیا رہوا تیغہ ہاتھ مین کھینچا ہوا باہر نکلا اہل فوج نے اپنے آقا کو زندہ
پایا سب قریب آئے حیران ہوکر پوچھتے تھے کہ اے قنطور کیونکر صحت پائی پتلے نے کچھ
جواب نہ دیا اور گنبد آ بڑھا کر آگے بڑھا سب افسر پشت پر آگئے قنطور نقلی طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر بادشاہ اسلام کہ کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ وہی قنطور
جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہی پھر آتا ہی حیران حیران دیکھ رہے ہین قنطور نقلی
آکر مقابلے مین اتر امگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کرکے دربار مین آئی متین
نے پوچھا اے ملکۂ عالم قنطور کو جو لوگ لاے تھے اُسکا حضور نے کیا انجام کیا کمیاب
نے ہنسکر کہا اے متین مین نے حیران کرنے کے لیے بادشاہ کے یہ تدبیر کی ہو کہ ماش
کے آٹے کا پتلا بنا کر اُنکی طرف روانہ کر دیا ہو کہ بادشاہ ناواقف ہونگے اور پتلے سے
مقابلہ کرینگے پتلا اُنکو ٹوک لیگا اگر اُسکا وار چلگیا تو بادشاہ کو قتل کر ڈالیگا ورنہ مردہ
تو ہی ہو لشکر کشی ٹھیک ہوگئی ایسے ہی تعبدے کرونگی متین نے جھٹ پٹ گوشے مین
آکر ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہریار اب جو قنطور آپ کے مقابلے مین آوے
تو لوح طلسمی سامنے کر دیجیے گا سارا سحر کمیاب کا مٹ جائیگا تلوار وغیرہ نہ لگائیگے
یہ نامہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا اور الگ لاکر چھوڑ امراد یہ ہو کہ بادشاہ کو خبر ہو
طائر اڑتا ہوا جاتا تھا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کرکے بالاے بام آکر
بیٹھی تھی سناٹا جو طائر کے پرون کا ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر سفید رنگ
نامہ گلے مین بندھا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی سحر کرکے طائر کو اپنے پاس بلایا نامہ کھولکر
دیکھا حکم کیا کہ بی متین کو بلاؤ بی متین سامنے آئین نامہ سامنے ڈالدیا کہا کیون
اے متین یہ کیا حرکت ہی جو ہم فکر کرین اُس سے دشمن کو آگاہ کرو متین جادو نے
جواب دیا اے ملکۂ عالم مین نہین جانتی یہ نامہ کسنے لکھا ہی مین تو حضور کی خیر خواہ
ہون مین کب چاہتی ہون کہ آپ کا راز دشمن پر کھلے مگر کمیاب نے نہ مانا اُسیوقت
متین کی زبان مین سوزن دی کنیزون سے کہا اِسکو تہ خانہ مین لے جاؤ

وہان جاکر قید کرو کنیزین سنتین کو لیکر چلین قضاے کار فیروزہ بن عمرو بالادی کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل عجب آفت مین مبتلا ہو کر زبان مین سوزن مبتلاے قید وبند چند عورتین لیے جاتی ہین جی مین کہتا ہی ای فیروزہ یہ بیچاری کس بلا مین مبتلا ہی ای فیروزہ اگر بن پڑے تو اسکو رہا کرو یہ سوچکر کنارے آیا رنگ وروغن عیاری کا لگا کر ایک شکل مہیب بنائی کہ دو سر دو ہاتھ کاندھے پر جمے ہوے سامنے آکر نعرہ کیا کہ ای عورتو ٹھہر جاؤ کنیزین ٹھہر گئین مگر صورت دیکھکر کانپنے لگین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ منم ملک الموت قدرت اس گنہگار کی روح قبض کرنے آیا ہون یہ بتاؤ کہ اسنے کیا خطا کی کنیزون سے بیان کیا کہ ہماری ملکہ کمیاب جادو نے پتلہ قنطور آہن کلاہ کا بنا کر برای مقابلہ سعد شہریار روانہ کیا ہی اسنے شاہ کو نامہ لکھا مگر ملکہ کمیاب کا اظہار کر دیا ملکہ کمیاب نے حکم دیا ہی کہ اسکو لیجا کر قصر جہان پیما مین قید کرو تو ہم اسکو وہین لیے جاتے ہین اگر آپ کو حکم خداوندی ہی تو اسکی روح قبض کر لیجیے فیروزہ بولا تو اور حکم آگیا کہ تم سبکی روح قبض کر لون مگر خیال کرتا ہون کہ آپ لوگ بے خطا ہین اسوجہ سے تمکو چاہتا ہون کہ بری کرون اور اسکی روح قبض کر لون لیکن تم لوگون کو تکلیف پڑیگی سو سو برس عمر تمھاری بڑھا دون کہ تمکو کوئی نہ مار سکے سب نے کہا ای ملک الموت قدرت تمھارا احسان ہی ہم لوگ بندۂ حقیر خداوند ہین ہمپر احسان واجب ولازم ہی لہذا جیسا مناسب جانیے ویسا ہمارے حق مین کیجیے ہم آپ کے تابعدار ومطیع فرمان ہین یہ سنکر ملک الموت نے کہا مجھکو بڑا افسوس ہی کہ تم لوگون کے واسطے کیون حکم آیا مگر مصلحت خداوندین کسکو دخل ہی نہین معلوم کیا مناسب سمجھا کہ حکم بھیجدیا مین ناچار ہون مین نے عرض بھی کی مگر حکم ہوا کہ حکم خداوندی مین تکرار نہ کیا کر تمکو معلوم نہین کئی لاکھ فرشتے میرے ساتھ ہین انکو سمجھانا پڑے گا ورنہ میری یہ مجال نہین ہی کہ حکم خداوندی کے خلاف کرون لیکن تم سب لوگ آنکھین بند کرکے بیٹھو مین سب کو سمجھاؤن کہ یہ لوگ بے قصور ہین ادھر جاکر باغ سامری سے سیب حیات لاکر تم سب کو کھلاؤن سب نے کہا ای ملک الموت تمھارا سراسر احسان

ہوگا ہم ہمیشہ خداوند کو یاد کرینگے خداوند کا پوجا پاٹ کرینگے ملک الموت نے کہا سو برس سے
زیادہ کا مجھکو اختیار نہین ہو اُن سب نے کہا اے ملک الموت ایسی قدر بہتر ہے جو مناسب جانو
وہ ہمارے حق مین کرو ہم سب آنکھین بند کرکے بیٹھتے ہین تم سیب حیات باغ سامری سے
لاؤ وہ سب کی سب آنکھین بند کرکے بیٹھین فیروزہ نے سیب کمر سے نکالا اُسکے ٹکڑے
کیے وہ سب آنکھین بند کیے بیٹھی رہین کہ فیروزہ نے ایک ایک ٹکڑا سیب کا سب کے
منھ مین دیا سب کھا گئین فیروزہ نے کہا اب اسی طرح آنکھین بند رکھو کوئی ذرا بھی آنکھ
کھولدیگا اور مجھکو دیکھ لیگا تو ابھی روح قبض ہو جائیگی پھر میرا اختیار نہ چلیگا اُن سب نے
سیب کھاتے ہی کہا کہ اے ملک الموت ہمارا دل گھبراتا ہے ملک الموت نے کہا جب زندگی
بڑھیگی تب سب اعضا بھی ترقی کرینگے زندگی بڑھنے کی یہی علامت ہے وہ سب آنکھین بند کیے
رہین فیروزہ نے بہ اطمینان تمام سب کے سر کاٹ ڈالے متین حیران ہو کہ یہ کون شخص
ہے یا تو ہماری روح قبض کرنے آیا تھا یا اِن سب کو قتل کیا فیروزہ قریب متین کے آیا زبان
سے اُسکی سوزن نکالی اور حال پوچھا متین نے سب کیفیت بیان کی کہ اِسطرح سے سعد
کو دیکھا مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو دھوکا ہو مین نے نامہ لکھا وہ نامہ میرا
کمیاب کو ملگیا اُسنے مجھکو قید کرکے روانہ کیا تھا لہذا اُسی جرم مین گرفتار ہون تم اپنے نام
نامی سے مجھے آگاہ کرو کہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو قید سے رہا کر لیا فیروزہ نے سر زمیر
گرادیے ہاتھ شانون سے گرائے نام اپنا بتایا کہ مین عیار ہون شہریار کا متین نے کہا
اے عیار طرار جاکر شاہ سے اطلاع کرو کہ قنطور آہن کلاہ جو مقابلے مین آیا ہے وہ تلوار سے
قتل نہ ہوگا لوح محفوظ کا عکس اُسپر آپ ڈالیے گا تب وہ معدوم ہوگا یہ کہکر متین جادو
لرزان و ترسان چلی مگر حیران تھی کہ کمیاب سے جاکر کیا فقرہ کرون وہ ساحرہ جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ ہو نور آنجہ جاویگی کہ یہ فقرہ کرتی ہو اِس سوچ مین جاتی تھی کہ اِسکا ذکر
ہوگا مگر قنطور آہن کلاہ نے شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے
بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو قنطور آہن کلاہ نقلی بڑے زور و شور سے میدان
مین آیا للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نکلین بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا

سامنے قنطور کے پہونچے قنطور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بادشاہ ہرچند چاہتے ہین کہ نیزہ اِسکا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا پہر بھر کا ل گذر گیا بادشاہ سوسو تدبیرین کر رہے ہین کہ نیزہ اِسکا نکالون مگر ناممکن ہی جب نیزہ لگا نظر آتے ہین الیسی وجہ ہوتی ہی کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ حیران ہو رہے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ پہلوان الیسا کامل واکمل نہ تھا آج تو ایسے رنگ سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو میرا نیزہ نکلجائے شاہ بڑے انتشار مین ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو آتا ہی جست وخیز کرتا ہوا قریب شاہ کے پہونچا شاہ نے فرمایا ای عیار وفادار پہر بھر کا زمانہ گذرا کہ اِس سے نیزہ بازی ہو رہی ہی کیا کیا تدبیرین کر رہا ہون لیکن اِسکا نیزہ نہین نکلتا فیروزہ نے کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین پروردگار نے پہلے ہی سامان اِسکا مقرر کیا کہ متین جادو وزیرزادی کمیاب کی بندگان عالی پر عاشق ہوئی مگر کمیاب بلاے روزگار ہی اُسکو معلوم ہو گیا متین کو اُسنے گرفتار کر لیا کنیزین اُسکو لیے جاتی تھین آپ کے تصدق سے مین نے اُنکو مار کر اُسکو رہا کیا اب حضور لوح محفوظ چمکا دین تب اِسکا خاتمہ ہوگا اِدھر قنطور آہن کلاہ بادشاہ کے ساتھ نیزہ بازی کر رہا ہی کہ بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اُتاری اور قنطور نقلی پر عکس لوح کا ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا قنطور پر پڑا نیزہ ٹوٹ گیا اور قنطور نے آہ کی منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا اور جلکر خاک ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا ناچار ومجبور پلٹ گئے یہی ارادہ ہی کہ رات کو نکلجائین جاکر کمیاب سے اطلاع کرین غرض رات کو یہ سب رنجیدہ وکبیدہ تیار ہوے خیمے وغیرہ اُکھاڑ کر طرف کمیاب کے چلے مگر کمیاب جادو کہ آٹھ پہر اِسی فکر مین رہتی ہی کہ سعد شہریار کو نہ آنے دون جس وقت یہان قنطور جلگیا کمیاب کے سامنے ایک طائر آکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پھینکدونگا مین ابھی چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دلبر تو ہی قابو اپنا

نہین معلوم مجھے کس سے خصوصیت ہی
اہل ایمان سمجھے اپنا کہین ہندو اپنا

بوسے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اُنگلی لوکا
چھو نچلا رہنے دے ای یادِ سحر تو اپنا

جان جان جب سے ہو تجھسے مرا خالی آغوش	گو رہی مجھسے تہی کرتی ہو پہلو اپنا
یاد کرکے لب پان خوردہ کی تیرے سرخی	خون دل آج پیا ہو کئی چلو اپنا
پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند	شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

کمیاب سنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا کہ مکر میرا طلسم کشا پر کھل گیا تمام اہل دربار افسوس کر رہے ہین کہ حضور نے کیا تدبیر معقول کی تھی جسکا یہ انجام ہوا کمیاب نے کہا کہ کیا ہین کسی بات مین عاجز ہون مگر بی متین کا قید سے چھوٹنا مجھپر شاق ہوا لیکن اب کہان جائینگی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی اور رہر پرواز پیدا کرکے چلی متین اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو مجھسے خطا سرزد ہوئی دیکھیے کمیاب میرے ساتھ کیا کرے سب نے عرض کی اب آپ کا کیا ارادہ ہو متین نے کہا اصل تو یہ ہو کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر یہ مشکل ہو کہ عشق سے بادشاہ کے ہاتھ اٹھاؤن تم لوگون کو آگاہ کرتی ہون کہ اگر کمیاب مجھکو قتل کرے اور جنازہ میرا اُٹھانا تو طرف سے اُس شہریار کے لیجانا اور کہدینا کہ آپ کے جرم عشق مین یہ قتل ہوئی اگر ہو سکے تو مسیحائی فرمایئے اِس کشتۂ حسرت و یاس کو زندہ کیجیے ورنہ قبر مین پشت نہ لگے گی شاید سعد شہریار کو رحم آجائے اور مسیحائی فرمائین کنیزین بھی کہ رہی ہین کہ واری ایسے کلمات زبان سے نہ فرمایئے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کمیاب جادو غصے مین بھری ہوئی آسمان سے اُتری آتے ہی آواز دی کیون بی متین تمنے ہمارا راز کھولدیا ورنہ قنطور اسطرح نہ مارا جاتا متین نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم اگر مین ایسی خطا کرتی تو پھر یہان نہ آتی خدمت مین اسی طلسم کشا کے چلی جاتی میرے ساتھ لشکر کیجیے مین جاکر بادشاہ پر سحر کرون کمیاب نے کہا اے متین اب میرا دل تیری بات کو قبول نہین کرتا متین نے کہا آپکو اختیار ہو جو مناسب جانیے وہ میرے ساتھ کیجیے اسطرح یاس [illegible] کمیاب نرم ہو گئی دلمین کہا کیا تعجب ہو کہ سحر نے میرے کمی کی ہو یہ وزیر زادی میرے ساتھ کی پلی ہوئی ہو اسے فرزند کے مین نے پالا یہ میرے ساتھ کیون برائی [illegible] لگی متین کہنے لگی

لگا لیا اور کہا کہ اے متین جو کچھ ملال ہو اُسکو دفع کر ڈالو مین چلکر ہزبر جادو کو روانہ کرتی
ہون وہ ایسے سحر کریگا کہ بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین جو تجھسے ہوسکے تم بھی اُسکی مدد
کرنا اے نور نظر مراد یہ ہو کہ طلسم کُشا گرفتار ہو جائین تا کہ طلسم جمشیدی بچے اور اگر یہ طلسم فتح
ہو گیا تو باعث خرابی ہی یہ کہکر کمیاب نے کہا اے متین مین تو اب جاتی ہون ہزبر جادو
کو جا کر روانہ کرتی ہون وہ اِسی طرف سے آئیگا اُسکی خاطر کرنا اور شب کو اپنے یہان مہمان
رکھنا جب وہ کوچ کرے تو تم بھی ساتھ جانا اے متین خیال تو کر کہ مین نے بچپن سے تجھکو
کس محنت سے پرورش کیا کہ اپنی اولاد سے زیادہ تیرے ساتھ محبت کی اِسطرح پر جو
کمیاب نے کہا متین کا دل تو بھرا ہوا تھا چیخین مار کر روئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ بُرائی نکرونگی جہانتک مجھسے ہوسکیگا جان لگاؤنگی ہر دم یہی فکر
کرونگی کہ طلسم کُشا کو مٹاؤن اور آپ کو بچاؤن کمیاب مطمئن ہو کر اپنے قصر مین آئی ہزبر
کو حکم دیا کہ جسقدر فوج مناسب ہو لے لو مقابلۂ سعد شہریار مین جاؤ مگر طرف سے
باغ متین کے جانا شب کو وہین رہنا صبح کو اُسکو ساتھ لیکر کوچ کرنا مقابلۂ شاہ مین
پہونچکر جو تمسے بن پڑے وہ کرنا ہزبر جادو نے کمیاب سے کہا مجھکو فوج کی کیا ضرورت
ہو اکیلا جا کر لاکھون کو پراگندہ کر دون گا طبقۂ زمین کا آسمان پر پہونچا دونگا کمیاب نے
کہا لشکر کا ہونا ضرور ہی ساٹھ ہزار ساحر ہزبر جادو کے ساتھ کیے ہزبر جادو تخت پر
سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا متین جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہو مگر سوچ رہی ہو
کہ اے متین آج تو کمیاب نے ایسی باتین کین کہ دل بیقرار کر دیا لیکن اے متین کیا
کرون کہ دل نہین مانتا کہ شہریار کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤن ایسی ہی یہ باتین کر رہی
تھی کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ ہزبر جادو ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی قریب باغ
کے اُترا ہی اب حضور کی ملاقات کو آتا ہو قریب دروازے کے آچکا ہی ہر چند کہ متین
کا دل نہ چاہتا تھا کہ برائے استقبال جاؤن لیکن بڑا خیال یہ ہو کہ ایسا نہو کہ کمیاب
سے شکایت کرے یہ سوچکر برائے استقبال اُٹھی دروازے پر آکر ہزبر سے ملاقات
کی ہزبر نے جو متین پر نگاہ ڈالی دیکھا محبوب مرغوب ہی سر سے پا تک دریائے جواہر مین

غوطہ زن رشک چمن بستین نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
بھوین دست بازوے جلاد حسن

اجل کا نشان گوشۂ چشم مین
قیامت نہان گوشۂ چشم مین

جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پانُون مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگیا عرض کی ملکۂ عالم مین مدت سے مشتاق ملاقات تھا آج تقدیر سے پہونچا خدمت مین حاضر ہوا یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا متین جادو کو بہت ناگوار ہوا تیور اِسکے دیکھ رہی ہو چاہتا ہو کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ متین سر جھکاے ہوے ساتھ ساتھ ہنر بر کے باغ مین آئی ہنر بر نے دیکھا باغ کیسا آراستہ و پیراستہ ہو نخل سر سبز و شاداب چمن پھولے پھلے طائرون کے پنجرے درختون مین لٹکے ہوے ہین چونکہ شب ماہ ہو اکثر چہک اُٹھتے ہین فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ہے زاغ پر تھا گان بو تیار ہے یہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا مسند پر آکے بیٹھا ملکہ نے کنیزون کو اِشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئین جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک کنیز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ما گرفتاریم و داغِ عشق شد گلزار ما
از غمِ گل دارد این زینت سر و دستار ما

بسکہ لذت دارد از درد جراحت دمبدم
سودۂ الماس خواہد سینۂ افگار ما

شمع مہرت تا درون سینۂ من بر فروخت
طعنہ بر خورشید دارد سایۂ دیوار ما

مثل زاہد نیستم کو قبلہ دارد در نماز
صد شرف بر سبحہ دارد رشتۂ زنار ما

ہمت مخفی درین وادی کہ از تاثیر عشق
در بغل دارد بہارِ چشم گوہر بار ما

اِسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ ہنر بر جادو وارفتہ بیقرار ہوا آخر ضبط نہ ہوسکا بیقرار ہوکر کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمایئے ملکہ نے بدمزاج ہوکر جواب دیا کہ اے ہنر بر جادو کس کام کو آئے ہو جب تم اپنے ہوش مین نہ ہوگے تو کیونکر سحر کروگے بڑے جلیل سے مقابلہ ہو لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہو جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہنر بر نے کہا آپ مجھے قبول فرمائین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ وہ سحر کرون کہ بادشاہ حیران ہوجائین

متین نے کہا اے نہر بر خیال تو کرو ملکہ کمیاب نے بڑے بڑے شاہون کے نام میرے
واسطے منگوائے اور میرے سامنے پیش کیے مین نے نہین منظور کیا تم ایسی بات کہتے
ہو کہ جسکو قبول نہین کر سکتی اے نہر بر اب مین تمھارے ساتھ بھی نہین جا سکتی نہر بر نے کہا
ایک انتظام کیجیے کہ تشریف لے چلیے جب مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن تب مجھکو قبول کیجیے
متین نے کہا اے نہر بر اب مین ساتھ چلونگی رات بھر نہر بر منتین کرتا رہا مگر متین نے
جواب سخت دیے اور یہی کہا کہ اے نہر بر اب چلکر اصل کام مین مصروف ہو اگر تم بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین ضرور تمھین قبول کرونگی نہر بر نے بھی قبول کیا صبح کو لشکر تیار ہوا
نہر بر سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ متین سوار ہوئی گرد کنیزون نے گھیر لیا نقارے پر
چوب پڑی لشکر چلا یہان بادشاہ بعد فیصلہ اقنطور بارگاہ مین داخل ہین صبح کا وقت
ہو کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا نہر بر جادو مع ساٹھ ہزار
فوج کے اور ایک تخت پر ملکہ متین مقابلے مین آکر پہونچے لشکر اپنا اُتارا بادشاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ ساحر میرے روکنے کو آیا ہے آکر بارگاہ مین بیٹھے مگر فیروزہ نے جو متین جادو
کو دیکھا پہچان گیا کہ یہ وہی نازنین ہے جسکو مین نے رہا کیا تھا اِسکے آنیکا کیا باعث ہے
ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے متین کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین کچھ عرض کرونگی
متین کنارے آئی فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین نے حضور کو
رہا کیا تھا آپ اِس جادوگر کے ساتھ کیون آئی ہین متین نے کہا اے فیروزہ بن عمرو
مین اپنا حال کیا کہون دم دلاسا دیکر کمیاب کے ہاتھ سے بچی مگر نہر بر جادو دشمن خدا
رات سے یہی کہ رہا ہے کہ مجھکو قبول کیجیے مین نے اِس سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین تمھین قبول کرونگی تم بادشاہ کو سمجھا دینا کہ کسی وقت لوح سے
غافل نہ رہین اگر حضور لوح سے غافل نہ رہینگے تو کسیکی مجال نہین ہے کہ سرکار پر ہاتھ
ڈال سکے اگر لوح سے غفلت کرینگے تو البتہ حیرانی ہوگی فیروزہ کو متین نے سمجھا دیا
اور یہ کہا کہ مین بہ مجبوری اِسکے ساتھ آئی ہون احوال معلوم ہوگا مگر نہر بر جادو طبل
جنگی بجوا کر بیٹھا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین مگر نہر بر نے کہا

اے ملکہ متین مین تو سحر تیار کرتا ہون تم بھی کوئی شعبدہ بناؤ متین نے کہا یہی وقت ہم سحر کرونگی جب بادشاہ میدان مین ہونگے چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت ساحر زرین پوش آسمان سومنات مشرق سے نکلا اور بر سر آسمان آیا تمام دنیا کو منور روشن کیا ہنر پر جادو بھی سب کو ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر بادشاہ جمجاہ مع فوج میدان مین پہونچے متین ایک آہو پر سوار الگ کھڑی ہوئی تھی کہ ہنر پر نے اشارہ کیا ایک جادوگر موسوم بہ کلکال جادو میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین نکلین تو حال معلوم ہو بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا مرکب صبا رفتار طرارے بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا کہ ہنر پر نے پکار کر آواز دی کہ اے ساکنان صحرا جلد آؤ صدہا شیر و پلنگان صحرا و آہوان صحرا نورد جنگل سے پیدا ہوئے ہنر پر نے پکار کر متین سے کہا اے ملکۂ عالم اس سحر کو زور دو متین نے ماش کے دانے پھینکے جسقدر جانور آتے تھے آتے آتے نرنگ گئے ہنر پر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا کیا ملکہ متین نے پکار کر کہا اے ہنر پر بادشاہ لوح چمکا رہے ہین اسیوجہ سے سحر میرا تمھارا تاثیر نہین کرتا اے ہنر پر ایسے ایسے شعبدون کو وہ کب مانتے ہین کہ جنکے پاس لوح محفوظ اور لوح طلسمی وغیرہ موجود ہون ہنر پر نے کئی مرتبہ سحر کیے مگر شیر نہ بڑھے متین نے شاہ کو اشارہ کیا کہ یہ جو سب سامنے کھڑے ہین گھوڑا اٹھا کر انہین جا پڑیے بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا وہ شیر وغیرہ حملہ کرکے چلے بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری ان جانورون پر جو عکس ڈالا سب جلنے لگے ہنر پر نے پکار کر کہا اے ملکہ متین اب بادشاہ تو جانورونکو جلا رہے ہین لشکر پر انکے سحر کرو متین نے کہا مین تمسے زیادہ کیا سحر کرونگی اب تمھین سحر کرو ہنر پر نے کچھ ماش کے دانے نکالکر طرف لشکر کے پھینکے لشکر مین تلوارین برسنے لگین بادشاہ نے جو غلغلہ سنا پلٹ کر دیکھا کہ لشکر پر تلوارین برس رہی ہین متین جادو نے جو دیکھا کہ بادشاہ پریشان ہوکر پلٹے کہ جاکر لشکر کو بچاؤن بیقرار ہوگئی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُسکی سپرین کاٹ کر طرف لشکر کے پھینکین وہ سپرین لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے سینہ سپر کیا تلوارین اپنے

ادہر روک لین ہزبر نے زانو پر ہاتھہ مار کر کہا کہ صاحبو کیا غضب ہی متین میرے سحر کو دفع کر رہی ہین جنگل کے جو شیر وغیرہ آئے انکو بھی متین ہی نے روکا اپنا گھلا ہوا سحر کیا ہین آج رات کو اسکو پکڑ لونگا اسکو لیجا کر قید کرون تب لشکر شاہ تباہ کرون مگر شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر میرا محفوظ ہی مقابلہ کلکال مین آئے اسنے سحر کرکے دیکھا کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا البتہ بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے عکس لوح گھوڑے پر ڈالا گھوڑا قریب کلکال کے آیا کلکال نے ہاتھہ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو روکا روک کر ہاتھہ مارا دیا کہ کلکال کے دو ٹکڑے ہوئے ہزبر نے جو دیکھا کہ کلکال مارا گیا دوسرے جادوگر کو اشارہ کیا اسکا نام شہپال تھا بڑے جوش وخروش سے مقابلۂ شاہ مین آیا اور کئی سحر کیے متین جادو سحر کو شہپال کے روک رہی ہی جو سحر شہپال نے کیا متین نے اسے دفع کردیا ہزبر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو دشمنی کر رہی ہو شہپال کا رنگ نہین جمنے دیتین مین ناچار ہوا ہون کمیاب سے تمھاری شکایت کرونگا مگر کمیاب جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند طائر آکر کاندھے پر بیٹھے اور اپنی زبان مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وصف دہن مین محو جو ذہن رسا ہوا
ہاتھہ آیا دام فکر مین عنقا پھنسا ہوا

مرنے کے بعد پھر گیا منہہ سوے کوے یار
لاشے کو میرے رتبۂ قبلہ نما ہوا

یہ پست طالعی نے ملایا ہی خاک مین
سر سے کہین بلند مرا نقش پا ہوا

پرسان نہ ہوتا پھر کبھی بندونکے حال کا
صد شکر ہی بتون کا نہ عاشق خدا ہوا

بس کھلگئی صفائی کف دست یار کی
ظاہر جو پشت دست سے رنگ حنا ہوا

عقل وحواس وہوش دیے تونے ای کریم
کیا کیا نہ تیری ذات سے مجھکو عطا ہوا

روتا ہون راجہ غم مین جو حسن ملیح کے
دریاے شور کا مرا دل آشنا ہوا

کمیاب جادو نے جو یہ اشعار سنے زانوون پر ہاتھہ مارا کہا لو صاحبو بی متین ہزبر کے سحر کو مٹا رہی ہین یہ کہکر اٹھی اور چلی مگر چلتے وقت کہگئی کہ جا کر بی متین کو لاتی ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے دیکھون تو انکو کون رہا کرتا ہی

کمیاب اسوقت پہونچی کہ بادشاہ نے شہپال کو بھی قتل کیا نہر بہر جادو نے ناچار ہو کر طبل
بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے شہریار آج تو پلٹ جائیے کل آپ سے سمجھونگا بادشاہ پلٹے
متین جادو ہمراہ نہر بہر پلٹی ہے مگر نہر بہر شکایتین کرتا آتا ہے کہ اے ملکہ یہ جو چند ساحر مارے گئے
تمھاری تدبیر سے قتل ہوے متین نے کہا تم میرے روبرو ایسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
کہ کمیاب کے سامنے بھی یہی بیان کرو نہر بہر کہتا ہے اے ملکہ عالم مین تو کمیاب سے نہ کہونگا
مگر کمیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہے وہ طائر اسنے بنا رکھے ہین کہ ہر مقام کی خبر دیتے ہین انکو خود
معلوم ہو جائیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا متین بھی کرسی پر بیٹھی ہے اور یہی بات
کہہ رہی ہے کہ کمیاب سے کوئی راز چھپ نہین سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ زمین سے کمیاب نے
سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ اے متین مین نے سب حرکتین تمھاری دیکھین مجھکو معلوم
ہوا کہ تم درپے بربادی کے ہو مگر کچھ نہ ہو سکیگا وہ سحر کرون کہ لشکر شاہ انھین کا دشمن ہو جائے
یہ کہتی ہوئی زمین سے نکلی متین نے کہا اے شہنشاہ سرحد کمیاب مجھکو کیا ضرورت تھی کہ
سحر نہر بہر کا مٹاتی طلسم کشا خود صاحب لوح ہین ہر وقت لوح کو ملاحظہ کرتے ہین نہر بہر بھی
اپنے مقام سے اٹھا کہا اے ملکہ کمیاب متین کی کوئی خطا نہین میرے سحر نے کمی کی آج
تو انکو معاف کیجیے کل مین انکا خاتمہ کر دونگا اگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کریگا تو فوجون کو
مٹا دونگا جب بادشاہ اکیلے رہجائین گے تو بآسانی گرفتار کر لونگا تب آپکو احوال
معلوم ہوگا کہ کیسا سحر کرتا ہون کمیاب تو خاموش ہوگئی اور غصہ اتر گیا کہا اے نہر بہر مین
جانتی ہون کہ تم متین پر عاشق ہو اور یہ عاشق شاہ ہے جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا نہر بہر نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہیے آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا کمیاب تو چلی گئی
مگر نہر بہر جادو متین کی خدمت کرنے لگا کبھی جام بھر کر دیتا ہے کبھی کہتا ہے کہ حضور نے
دیکھا کہ مین نے کمیاب کو کیسا سمجھا دیا کسطرح غصے مین آئی تھین متین نے کہا ہم جانتے
ہین بی کمیاب یہی چاہتی ہین کہ مجھکو ذلیل کرین لیکن مین اپنی جان دینے کو آمادہ ہون
نہر بہر نے کہا کیا مجال کہ ملکہ کمیاب تمکو تکلیف پہونچائین مین کبھی شکایت نہ کرون گا
یہ کہکر نہر بہر نے جام شراب لبریز کیا بیہوشی ملا کر ملکہ متین کو دیا متین نے بلاتکلف

پی لیا مگر جام پیتے ہی پسینے پسینے ہوگئی گھبرا کر کہا کیون ای ہزبر اس جام مین کیا تھا کیا
انجام بد ہوا ہزبر نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اب بھی خیر ہی کہ جو مجھکو قبول کیجیے ورنہ وہ
حال کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی متین اٹھی کہ ہزبر پر سحر کرون جام ہاتھ سے ٹوٹ گیا
گھبرا کر گرین اور بیہوش ہوئین ہزبر جادو نے متین کی زبان مین سوزن دی اور
متین کو لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچا کہ اُس قلعے کا حاکم بینوش شہر اجواہ
تھا اُسکے پاس آیا کہا کہ ای بینوش یہ معشوقہ ہی میری مگر براے چشم نمائی قید کرتا ہون
لہذا ہوشیار رہنا بینوش نے قید متین لیلی اور ہزبر کو رخصت کیا ہزبر پھر بارگاہ
مین آکر بیٹھا قضاے کار فیروزہ بن عمرو بصورت خدمتگار بارگاہ ہزبر مین آیا دیکھا
جا بجا ذکر ہو رہا ہی کہ متین نے کوئی خطا نہ کی تھی نہین معلوم ہبان ہزبر اُسکو کہان
لے گئے فیروزہ نے ایک ساحر کو اشارے سے بلایا اُس سے سب حال پوچھا
کہا بھائی مین تو باہر تھا مجھکو نہین معلوم ہوا کہ ملکہ متین پر کیا گذری اُس ساحر نے
بھی اتنا حال بیان کیا فیروزہ سنکر باہر نکلا چاہتا تھا کہ ہزبر سے دریافت کرون کہ
متین کو کہان قید کیا مگر وہان ہزبر جادو پاس بینوش کے قید متین کی چھوڑکر
آیا بینوش متین پر عاشق ہوا قید خانے مین آکر سوال وصل کرنے لگا لیکن متین
کہ عاشق سعد شہریار ہی سر جھکاے بیٹھی رہی جب بینوش نے بہت تنگ کین تب
متین نے جواب دیا کہ ای بینوش کیسے عاشق ہو کہ ہمین تکلیف مین دیکھ رہے ہو
اور رہا نہین کرتے ہو بینوش نے سوزن زبان سے نکال لی متین کی زبان سے
جو سوزن نکلی کہا او بے حیا کیا کہتا ہی بینوش گھبرایا کہ اب تو یہ اپنے اختیار مین ہوگئی
کیا تدبیر کرون سحر کرنے لگا مگر متین تڑپ کر بلند ہوئی ہر چند بینوش نے روکا مگر
متین نہ رکی آسمان پر آکر ایک مٹھا ماش کے دانون کا قلعے پر پھینکا ہزارون ساحر
جلکر خاک ہوے بینوش منتین کرتا ہوا آتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین بدنام ہوجاؤنگا
مگر متین نہین سنتی اُڑتی ہوئی جاتی ہی ادھر کمیاب اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک
طائوس نے آکر کچھ کان مین کہا کمیاب کانپنے لگی کہا لو صاحبو ستم ہوا مین ہزبر جادو کو

سمجھا آئی تھی جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا اُس نالائق نے متیبن کو قلعۂ مینوش مین قید کیا اُسنے
وہان سے رہائی پائی اب اُڑتی ہوئی جاتی ہی یہ کہکر چلی اُسوقت پہونچی کہ متیبن حد
قلعہ سے نکل چکی ہی اور مینوش گھبرایا ہوا جاتا ہی پکارتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم مین بدنام
ہوجاؤنگا پلٹ آئیے متیبن نے آواز دی کہ او بے حیا اب مین خدمت سعد شہریار
مین جاؤنگی دیکھون تو کمیاب میرا کیا کرتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ ای متیبن تو
اب کہان جاتی ہی متیبن نے جو کمیاب کو دیکھا گھبرا گئی چاہا نکلجاؤن مگر کمیاب بلائے
روزگار رہی ایک موے سر توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر جاکر گلے مین متیبن کے پڑگئی کمیاب
نے کھینچ لیا اور بہت غصے سے کہا کہ کیون ای متیبن تمنے ہمارا پاس نہ کیا او مسلمانون
کی شریک ہوئین مین تمھین زندہ نہ جانے دونگی متیبن کی زبان مین سوزن دی اور
کھینچتی ہوئی لے چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ آواز آئی کہ ای بندی خاص ذرا ادھر خیال
کرو زیادہ بدعت نہ کرو کمیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ جمشید ثانی ایک نخل کے نیچے
کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ای کمیاب جلد میرے پاس آؤ کمیاب نے جو اپنے خداوند کو
دیکھا کچھ خیال نہ کیا اور آسمان سے اُتر آئی جمشید نے متیبن کی پشت پر ہاتھ پھیرا
اور کچھ زبان سے کہا متیبن سمجھ گئی کہ فیروزہ بن عمرو ہین اشارہ کیا کہ مجھکو کیون
قید کیا ہی مجھکو رہا کیجیے کہ مین جاکر سعد کا سر لاؤن کمیاب خوش ہوگئی کہ قدرت نے
کیا خوب تقدیر کی ہی متیبن کی زبان سے سوزن نکال لی اور کہا او وزیرزادی
جاکر شاہ سے جنگ کرو متیبن جادو اُڑتی ہوئی روانہ ہوگئی لیکن یہان وہ وقت
ہی کہ تہربر جادو طبل جنگی بجواکر آیا ہی میدان مین للکار رہا ہی سعد کا ارادہ ہی کہ مین
میدان مین نکلون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای تہربر جادو کیون گستاخی
آئی ہین ہم متیبن جادو یہ کہکر ہاتھ چمکایا ایک برق گری کہ تہربر کے دو ٹکڑے ہوئے
اور چند دانے ماش کے پھینکے کہ ہمراہیان تہربر جلنے لگے کئی ہزار آدمی جلے آخر لاش
تہربر کا اُٹھا لیا اور سامنے سے بھاگے بادشاہ نے آکر خیمے وغیرہ لوٹ لیے خزانہ
لدوا کر لائے مگر متیبن جادو شرمائی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا شہریار آپ کے

اقبال سے رہا ہوئی اور آپ تک پہونچی اب چاہتی ہون کہ خدمت مین رہون آپ کے
عیار نے کیا کیا احسان کیے ہین بادشاہ نے متین کا ہاتھ تھام لیا متین نے کہا اب
سرکار کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا ای متین یہی چاہتا ہون کہ تا بہ کمیاب پہونچون
اور اس مرحلے کو فتح کرون اور جمشید ثانی پر لشکرکشی ہو یہ بھی خبر سن چکا ہون کہ لشکر
بیشمار جمع ہوا ہی مگر حافظ حقیقی مالک ہو وہی نگہبانی کریگا اور ہمارے بھائی بھتیجے سب
آینگے جو آئیگا اس شان وشوکت سے پہونچیگا کہ جمشید بھی عاجز ہو متین نے کہا آج
شب کو باغ ہمیشہ بہار مین جلسہ ہوگا مین وہان حضور کو لیجاؤنگی اگر حضور کا پنجہ قابل
ہو تو کمیاب کو قتل کیجیے اگر حضور نے کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم کا خاتمہ ہو بادشاہ
نے فرمایا ای متین مین ضرور چلونگا بادشاہ بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہوے
محفل عیش آراستہ ہوئی شب بھر جلسہ رہا صبح کو متین نے کہا ای شہریار تشریف لے چلیے
دن بھر مین راستہ طی ہوگا شام کو قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچیے گا بادشاہ نے لوح
کو دیکھا اُسمین بھی یہی نوشتہ پایا کہ ہمراہ متین باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ اگر کمیاب کو
مار لیا تو مرحلۂ ہفتم بھی فتح ہوا بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ متین چلے
لشکر سے نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا
آتا ہی بادشاہ کو جو دیکھا برائے تسلیم خم ہوا عرض کی حضور کہان جاتے ہین بادشاہ
نے فرمایا ارادہ ہی کہ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤن فیروزہ نے عرض کی کہ حضور نے
لوح کو ملاحظہ کر لیا بادشاہ نے فرمایا جو متین نے کہا وہی نوشتہ بھی نکلا مجھکو خود
خیال تھا کہ ایسا نہو کہ کام نہ نکلے کمیاب کسی بات مین عاجز نہین ہی چھ مرحلے شکست دیے
لیکن مرحلۂ کمیاب پر کئی مہینے سے جنگ کر رہا ہون نہین معلوم صاحبقران زمان
وغیرہ کہان ہین فیروزہ نے کہا جسوقت آپ لشکرکشی کرینگے مین سب کو خبر دونگا
غرض بادشاہ جمجاہ ہمراہ متین جادو روانہ ہوے راہ مین ایک قریہ ملا کہ وہان بڑا
ہنگامہ تھا بادشاہ نے فرمایا ای متین ذرا ہم ان بھی دیکھ لین کہ کیا معرکہ ہی یہ فرماکر
قریے مین آئے دیکھا ایک اکھاڑا گھرا ہوا ہی ایک پہلوان دیو خصال جست وخیز

کر رہا ہو گرز ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ ایک ضرب مین سلاخ آہن کو پیوند زمین کرے یہ گرز بھی لے لے منم سماق عمو وزن سا اہا سال مین یہ کمال پیدا کیا ہو کہ ایک ضرب گرز مین سیخ آہن پیوند زمین کرتا ہون بادشاہ کو اسکی یاوہ گوئی بہت ناگوار ہوئی فرمایا او سماق گرز اپنا ہمین دو ہم سیخ آہن پیوند زمین کرین تم آنکھ بر لینا سماق نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل جو تیون کے مالے پہنے ہوے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین سماق نے کہا اگر یہ سیخ آہن پیوند زمین نہ ہو ویگی تو سب اسباب آپ کا اُتار لیا جائیگا بادشاہ نے قبول کیا اور گرز ہاتھ سے سماق کے لیا سیخ آہن جو زمین مین نصب تھی بسم اللہ کہکر گرز لگایا وہ سیخ آہن اِسقدر پیوند زمین ہوئی کہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا سماق حیران ہوا کہا مجھسے مقابلہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہ فرما کر اکھاڑے مین کود پڑے سماق سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے شروع سے سماق کو رکھ لیا جب پکڑ لائے دو چار گھستے مارے کہ پیشانی سماق کی غربال ہو گئی لباس پارہ ہوا تیسرے پیچ مین بادشاہ نے سماق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر پھینکون سماق نے آواز دی کہ مین غلامی اختیار کرتا ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھ دیا سماق قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ مین امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون بادشاہ نے فرمایا او سماق ذکر سنا ہوگا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین مین اُنکے فرزند کا فرزند ہون اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہون برائے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون یہ حال سنکر سماق قدمون سے لپٹ گیا کہا تقدیر غلام کی کہ حضور سے مشرف ہوا اب کہان جائیے گا بادشاہ نے فرمایا باغ ہمیشہ بہار مین جاؤنگا فکر مین کمیاب کی ہون سماق نے عرض کی حضور تشریف لے چلین دربان باغ پر میرا پہرا ہوگا نامہ کمیاب کا میرے پاس آچکا ہو مین آپ کو اندر پہونچا دونگا بادشاہ جمجاہ سماق کو ساتھ لیکر چلے سماق نے کہا پہلے غلام کو جانے دیجیے بعد اسکے آپ تشریف لائیے بادشاہ ٹھہر گئے سماق روانہ ہوا جب قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچا تو ملازمان کمیاب سماق کو ڈھونڈھ رہے تھے جیسے ہی سماق کو دیکھا کہا او پہلوان دوران چلکر پہرے پر بیٹھو سب تاجدار و ساحران غدار جمع ہین بے تمھارے حکم کے

کوئی جا نہین سکتا سماق جا کر پہرے پر بیٹھا اور تاجدارون کو حکم دیا تاجدار اندر جائینگے
کہ سامنے سے کمیاب آئی کہا او سماق آج کا دن عجب ملال کا ہو کتاب مین تو لکھا ہو کہ طلسم کشا
ضرور آئیگا مگر تم ایسا پہلوان پہرے پر ہو تو غیر شخص کیونکر آسکتا ہو سماق نے کہا کیا مجال کہ
کوئی غیر آجائے کمیاب خوب تاکید کر کے محفل مین جا بیٹھی سب تاجدار جمع ہین ہر ایک کی
زبان پر یہی ذکر ہو کہ ای کمیاب اگر طلسم کشا آگئے تو کیا تدبیر ہوگی کمیاب کہتی ہو اگر بادشاہ
آگئے تو فوجین جمع ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لونگی اور رہو میرا سحر چلگیا تو اسطرح گرفتار کرون
کہ تم لوگ حیران ہو جاؤ مین نے وہ تدبیر کی ہو کہ تم لوگ سُنکر پسند کروگے اگر مجھکو ثابت
ہو جائے کہ طلسم کشا آگئے تو مین انتظام کر لونگی لیکن سماق دروازے پر باغ کے بیٹھا ہو
جو تاجدار آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم کی پہچان لیا نام پوچھا حکم دیا کہ اندر جاؤ اندر باغ کے فرش
بچھا ہو کمیاب مسند پر بیٹھی ہو جو آتا ہو اُسکو بنگاہ غور دیکھ لیتی ہو اور دمبدم کہتی جاتی ہو کہ
تحریر کتابدار کو آج کیون دیر ہوئی ناگاہ ایک تخت آسمان سے ظاہر ہوا ایک شخص ضعیف
باریش سفید عمامہ سر پر باندھے ہوے ایک کتاب بڑی موٹی بغل مین دبی ہوئی آکر پہنچا
اول کمیاب اپنے مقام سے اُٹھی سب اہل صحبت کھڑے ہو گئے سب نے اُس سے مصافحہ
کیا تحریر کتابدار جس سے مصافحہ کرتا ہو اُسکو بغور دیکھکر کہتا جاتا ہو کہ آپ کا نام نامی کیا ہو
کسی تاجدار نے نام اپنا یاقوت تاجدار بتایا کسی نے نام اپنا الماس تاجدار بتایا کوئی
نیلم تاجدار ایک ہندو مہاجن لالہ چینی لال تھے مگر کمیاب کہتی ہو او تحریر کتابدار تجکو اب تک
تو طلسم کشا کا پتہ نہین اور کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہو کہ طلسم کشا ضرور تشریف
لائین گے کمیاب نے کہا ای تحریر بالائے ممبر جاؤ تحریر سامری کا کچھ اعتبار نہین قلم ہاتھ
مین تھا جو ذہن مین آیا وہ لکھ دیا دروازے پر باغ کے وہ نگہبان ہو کہ جس سے رستم و
اسفندیار بھی مقابلہ نہین کر سکتے اگر طلسم کشا آیا تو سماق عمود زن پسلیان توڑ ڈالیگا
اور اگر باغ مین آگئے تو تم لوگ موجود ہو مین آفت برپا کرونگی لالہ پنا لال نے مجھکو
خبر دی تھی کہ سماق زیر ہوا سراسر غلط ہو اگر وہ زیر ہوتا تو برائے نگہبانی نہ آتا مگر یہان
سماق عمود زن نے خبر سُنی کہ تحریر کتابدار آگیا ممبر پر بیٹھا ہو ابھی وعظ شروع نہین کی

سماق گھبرا رہا ہے کہ وقت خاص آ گیا اور بادشاہ جمجاہ ابھی تک تشریف نہیں لائے ایسا نہ ہو کر راستہ بھول جائیں اگر نہ تشریف لائے تو باعث خرابی ہے کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے بادشاہ عالیجاہ ایک طرف متین جادو دوسری طرف فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو دیکھکر سماق کھڑا ہو گیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور نے کہاں دیر لگائی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ داخل باغ ہوئے متین و فیروزہ بھی ساتھ ہیں سماق بھی ہمراہ ہوا چند شاگرد سماق کے جو ساتھ آئے تھے ایک کو اپنے مقام پر بٹھا دیا اور دس شاگرد ساتھ لیے سوٹنے سب کے ہاتھوں میں پشت پر بادشاہ کی مگر بادشاہ اسوقت محفل میں آئے کہ تحریر کتابدار منبر پر اور سامنے طائفہ گائن کا حاضر ہے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

شب وصلت جو ہیں پچھلے پہر تدبیر ہوتی ہے	موذن کی صدا حق میں ہمارے تیر ہوتی ہے
جو پھر فاتحہ آتا ہے وہ گور غریباں پہ	تو اٹھ اٹھکر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہے
خفا ہو کے مریجا نب سے کیوں منھ پھیر لیتے ہو	سوا بوسے کے مجھسے کونسی تقصیر ہوتی ہے
مرے پُر درد نالے سنکے پتھر تک پگھلتے ہیں	مگر دل پر بتوں کے کچھ نہیں تاثیر ہوتی ہے
قلم کرتا ہے سر کس جرم پر تو شمع محفل کا	خطا سرزد یہ تجھسے ناحق اوگلگیر ہوتی ہے
بناتے ہیں اِدھر اک میکدہ ہم بزم اے سطوت	اُدھر زاہد میں مسجد اگر تعمیر ہوتی ہے

تحریر کتابدار نے چاہا کہ کچھ شروع کروں دل کانپنے لگا زبان میں لکنت دل میں حیرت رک گیا کمیاب نے پکار کر کہا کہ اے تحریر سب تمھاری آواز کے مشتاق ہیں جانتے ہو کہ بعد سال بھر کے یہاں جلسہ ہوتا ہے یہ وہ باغ ہے کہ جہاں سامری رہتے تھے اور سامرن پھرا کرتی تھیں اکثر درختوں کے سایے میں سامری و سامرن سے رمز کنایے ہوا کرتے تھے تحریر نے سنکر جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم میرا بڑا حال ہے کتاب ہاتھ میں ہے مگر اشلوک پڑھا نہیں جاتا میں تو جانتا ہوں کہ طلسم کشا آ گیا انھیں کے آنکی ہیبت ہے دیکھو تو میرے منھ سے لفظ نہیں نکلتا کہ بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا اور متین نے سحر کیا فیروزہ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے سماق نے بڑھکر منبر کو اٹھا لیا تحریر کو قصد کیا کہ بھاگ جاؤں کہ سماق نے وہی منبر اٹھا کر پھینک مارا کہ تحریر کتابدار کی ہڈیاں

ٹوٹ گئیں اور نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی شاہ کی صداسے دیواریں کانپنے لگیں طائر جو قفس
میں بند تھے قفس توڑ توڑ کر نکلے اور آوازیں دیتے تھے کہ او کمیاب تحریر کتا یدار تو
مارا گیا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی قتل ہو جاؤ تو ہماری قدر کون کریگا ہماری
زندگی کا مزہ تمھارے دم سے ہی ہمارا اس باغ کی تمھارے قدم سے ہی کمیاب غلغلہ
کر رہی ہو کہ او ساحران نامی واو بندگان خداوند گرامی طلسم کشا کو گھیر لو سحر کر رہی ہی
تو سماق وفیروزہ لڑتے لڑتے تھم جاتے ہیں اسی سبب سے کہ سحر پا لوں تھام لیتا ہی
فیروزہ آواز دیتا ہو کہ شہریار غلام کو بچائیے سحر نے ہمکو روکا ہو بادشاہ لوح کو چمکا دیتے
ہیں لیکن متین نے سحر کر کے کئی ہزار ساحروں کو مار ا سرداروں کے سر جا بجا پڑے
ہوئے تڑپ رہے ہیں مگر بادشاہ اکبر تبہ سماق وفیروزہ پر لوح چمکا کر ایک مادیان
کھڑی تھی اسپر سوار ہوئے اور نعرہ شیرانہ بہ آواز بلند کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

اسطرح شاہ نے نعرہ کیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور طائر ہوا سے تھر تھرا کر گرے
کہ جانوروں کے سر پھٹ گئے جام شراب الٹ گئے کمیاب نے قصد کیا کہ نکلجاؤں
مگر تاجداروں نے بڑھکر کمیاب کو روکا کہا او ملکۂ عالم آپکی وجہ سے سب لڑ رہے ہیں
مگر سماق کو دیکھیے کہ کتایدار کو مارا اور کس زور و شور سے لڑ رہا ہو اور یہ متین
تو عاشق صادق ہیں آگ برسا دی ہی عیار نے ہزاروں کو جلا دیا یہ ہنگامے ہو رہے
ہیں کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ او کمیاب منم فیلان جنگی تیرے لینے کو آیا ہوں دیکھا
سب نے ایک مست ہاتھی چوب آہنی سونڈ میں دبی ہوئی آکر پہونچا اور زمین پر
قایم ہوا طرف کمیاب کے چلا کمیاب نے جو دیکھا کہ فیل مست میری جانب آتا ہی
اور اشارے کر رہا ہو کہ مجھپر سوار ہو تو میں نکال لے چلوں کمیاب جست کر کے فیل
کی پشت پر آئی فیل نے چاہا بڑھوں کہ سعد بن قباد نے مادیان کو بڑھایا مادیان
فیل کو دیکھکر بدلگامی کرنے لگی بادشاہ پشت مادیان پر سے کود پڑے اور طرف فیل کے

چلے فیل نے جو دیکھا کہ شاہ قریب آگئے سونڈ اٹھا کر مارا بادشاہ نے سونڈ اسکی پکڑ کر
لوح کا عکس ڈالا عکس جو پڑا ہاتھی چیخین مارنے لگا اور مثل انسان کے کہتا تھا کہ اے
طلسم کشا مجھکو چھوڑ دے کمیاب حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہے تھوڑے ہی عرصے مین اُس فیل
کے سر سے آگ پیدا ہوئی آخر کمیاب پشت پر سے کود پڑی طلسم کشا نے چاہا کمیاب کو
قتل کرون کہ زمین شق ہوئی ایک عقاب پیدا ہوا کمیاب عقاب پر سوار ہوئی عقاب
اُڑتا ہوا کمیاب کو لے چلا متین نے پکار کر کہا بھی کہ اے شہریار کمیاب جاتی ہے طلسم کشا
نے کئی تیر مارے مگر عقاب کمیاب کو لیکر نکلگیا تمام ساحر کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے
تھوڑے عرصے مین باغ مین سناٹا ہوگیا لاشین ساحرون کی جا بجا پڑی ہین نخل سب
خشک ہوگئے وہ جانور جو قفس مین سب بند تھے قفس توڑ کر نکل گئے بادشاہ جہاہ
متین وسماق وفیروزہ کو ساتھ لیے ہوئے باغ سے نکلے متین نے کہا اب کمیاب
کا ملنا دشوار ہے جیسے ہی ہاتھی چلا تھا اگر حضور کوشش کرتے تو کیا عجب تھا کہ کمیاب
دستیاب ہوجاتی اب کمیاب کسی جلسے مین نہ جائیگی اور وہ اپنے کو مخفی کریگی اب حضور
لوح ملاحظہ فرماوین میری واقف کاری کا تو خاتمہ ہوگیا بادشاہ آگے بڑھکر کھڑے ہوئے
متین سماق سے باتین کر رہی تھی کہ زمین سے دھوان نکلا بادشاہ لوح کو ملاحظہ فرماتے
تھے کہ متین نے آواز دی کہ کنیز کو بچائیے بادشاہ طرف متین کے چلے تھے کہ سماق
نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے بادشاہ طرف سماق کے چلے کہ اُس دھوئین نے
متین کو بلند کیا بادشاہ نے دیکھا کہ متین وسماق کی گردنون مین زنجیرین پڑین اور
بلند ہوگئے بادشاہ ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لوح مین حکم نکلا کہ اگر متین
وسماق غائب ہون تو اے طلسم کشا پریشان نہ ہو آتش بار جادو متین وسماق کو لیگئی
لہذا سامنے جائیے ایک صحرا ویران ملیگا اُسمین ایک گنبد ہے اُس گنبد مین وہ [illegible]
آپ کے قید ہین اُنکو جا کر رہا کیجیے بادشاہ نے فیروزہ کو رخصت کیا کہا اے فیروزہ تم
لشکر مین چلو انشاء اللہ ہم بھی آتے ہین فیروزہ کو یہ منظور نہین کہ شہریار کا ساتھ چھوڑے
مگر بموجب ارشاد ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا کہ باغ سے رونیکی آواز آئی کہ کوئی شخص

بلک بلک کر رو رہا ہی اور یہ آواز دیتا ہی

نظم

گھر دل مین کرکے سیر دل داغدار دیکھ
ای جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ

مین کیا وہان گور تلک یون اُٹھے ابھی
تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ

بعد فنا بھی وا رہین آنکھین نہ آیا تو
وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ

تو تیغ تیز کھینچے ہو مین سر جھکاتے ہون
اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ

در پے ہوے ہین جان کے ایمان تو لیچکے
بت کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ

کوتاہ عمر ہوگئی اور یہ نہ کم ہوئی
ای جان آکے طول شب انتظار دیکھ

بجلی گرائی غیر سیہ رو پرای قلق
تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

فیروزہ نے جو یہ آواز سُنی خیال کیا کہ باغ مین کوئی رو رہا ہی ایک ساحر کی شکل بنکے باغ مین آیا دیکھا جس مقام پر لاشہ تحریر کشتا بدار کا پڑا ہی ایک ساحر سیاہ فام بدانجام لاش پر تحریر کی رو رہا ہی فیروزہ نے پکار کر آواز دی ای بھائی کیون اِسقدر روتے ہو صبر کرو قدرت کو تحریر پسند آئے تحریر کی تقدیر مین یہی تحریر تھا کہ اِس باغ مین مارے جائین دیکھو کمیاب کسطرح نکل گئی طلسم کشا نے لاکھ جستجو کی مگر نہ روک سکے یہ کہتا ہوا قریب آیا اُس ساحر نے کہا بھائی مین نے تمکو نہین پہچانا فیروزہ نے قریب آکر کہا ای بھائی اِسوقت تمھارے ہوش درست نہین ہین مین ہون سکان جادو ہر وقت تحریر کی صحبت مین رہتا تھا آج برسون کا ساتھ چھوٹا اُس جادوگر نے کہا ای سکان سنم نکات جادو ہمیشہ تحریر کا ساتھ رہا آج اُسکے مارے جانے سے تنہا ہوگئے دیکھیے انجام کیا ہو فیروزہ نے جام مین پانی بھر کر پڑیا بیہوشی کی اُسمین ڈالدی کہا لو بھائی پانی پی لو کہ طبیعت ٹھہرے نکات نے وہ پانی پیا پیتے ہی گھبرایا کہتا تھا ای سکان دل میرا گھبرا رہا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر غم و الم نے گھیرا ہی فیروزہ نے کہا اُٹھکر مارا نکات جادو اُٹھا بیہوشی سے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا فیروزہ نے نکات کا سر کاٹ لیا مرتے ہی نکات کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا اُسنے نکلتے ہی فیروزہ کو پکڑ لیا گرفتار کرکے لے چلا ہرچند فیروزہ عذر کرتا ہی کہ مین ہمراہیان تحریر سے ہون

مجھکو کیون گرفتار کرتے ہو مگر اس ساحر نے نہ سنا اور فیروزہ کو لاکر ایک گنبد مین قید کیا
جہان بڑا اندھیرا تھا فیروزہ ایک گوشے مین پڑا ہو تاریکی سے دم خفا چہار جانب نگاہ
اٹھا کر دیکھتا ہو کچھ معلوم نہین ہوتا بعد عرصے کے جو نگاہ قایم ہوئی تو دیکھا کہ ستین و
سماق پہلوان ایک طرف قید ہین فیروزہ نے پکار کر کہا ای ستین و سماق ہم بھی تمھارے
پاس آگئے ستین نے اشارہ کیا کہ کشش جادو تمکو گرفتار کر لایا ہو مگر یقین ہو کہ شہریار
یہان ضرور آوین یہ ذکر تھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک ساحرہ ایک خوان مین
کچھ روٹیان تین آبخورے پانی کے لیکر آئی تینون کے آگے رکھدیے کہا ای قیدیو
کھاؤ تمھارے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا کہ قیدیون کو کھانا پہونچا دو ورنہ بھوکے
پیاسے مرینگے فیروزہ نے پوچھا ملکہ کون ہین ہمسے مفصل حال بتاؤ کہ انکا نام لیکر دعا دین
اس ساحرہ نے کہا سامنے گنبد کے باغ ہو کہ اسکو باغ گلرنگ کہتے ہین ہماری
ملکہ گلرنگ اس باغ مین تشریف رکھتی ہین یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا ملکہ کو جب
خبر معلوم ہوتی ہو کہ فلان شخص یہان آکر قید ہوا تو اسکو کھانا بھجوا دیتی ہین اسوقت
بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا کہ ای دفتر جادو کشش جادو نے تین ملازم طلسم کشا کے پکڑے
ہین انکو قید کر گیا ہو لہذا انکو کھانا پہونچا دو تو مین کھانا لیکر آئی ورنہ یہان کے
قیدی کا آب و دانہ بند رہتا ہو فیروزہ نے ہرچند فقرہ دیا کہ ای دفتر بیٹھ جاؤ مین
کچھ باتین کرونگا مگر دفتر نے کہا مین ملکہ کے حکم کی پابند ہون مین نہ ٹھہرونگی یہ کہکر چلی
گئی ان لوگون نے کھانا کھایا مگر سعد بن قباد جب لوح طلسمی کو دیکھکر چلے اور قریب
اس باغ کے پہونچے ملکہ گلرنگ بالاے بام بیٹھی تھی اپنے بام سے دیکھا کہ ایک
جوان آفتاب جمال در باغ پر آکر ٹھہرا ہو کنیزون سے کہا ذرا جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ کون شخص ہو کیا امید رکھتا ہو دو کنیزین بام سے اتزین قریب شاہ کے آئین اور
جھک کر سلام کیا جاہ و جلال دیکھکر حیران تھین بات نہ کرسکتی تھین بادشاہ نے پوچھا
نیکبختو تم کون ہو کنیزون نے کہا ہماری ملکہ پوچھتی ہین کہ آپ کا نام نامی کیا ہو سعد نے
فرمایا سرکوب جمشید ثانی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی کنیزین یہ سنکر بھاگ گئین آکے

گلرنگ سے کہا کہ حضور جنکا ذکر کرتی تھیں وہی تشریف لائے ہیں نام سعد شہریار گلسنگر
گلرنگ اپنے مقام سے اٹھی در باغ پر آئی بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ اندر تشریف
لایئے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مشتاق کو سرفراز کیجیے پھر آپ کو اختیار ہے بادشاہ نے فرمایا
میں گنبد تاریک میں جاتا ہون میرے رفیق وہان قید ہیں ملکہ نے کہا آپ تشریف لائے
ہیں میں آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی بادشاہ یہ مژدہ سنکر ساتھ گلرنگ کے باغ میں آئے
دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہر نخل لاجواب ہے روشون پر سرخی کٹی ہوئی سب چمن ہرے بھرے
ہر جانب پھولون کی مہک ہوا کی سنک طائرون کے چہکارے بادشاہ ہمراہ گلرنگ
کے وسط باغ میں آکر بیٹھے گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی پیش کیں اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

میرا نامہ اڑ کے بال ہند دتی شہپر ہو گیا
گر نہیں قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہو گیا

جب اڑائے اپنے منھ سے پھونک کر اس طفل نے
جان آنکھیں آ گئی ہر پر کبوتر ہو گیا

ہو رہا بیعت نہیں ہے ہاتھ میں جام بلور
معجزہ ہاتھ آ گیا ساقی پیمبر ہو گیا

از بہار عمر آخر ہو گیا وقت خزان
یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہو گیا

قطرۂ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے
دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا

مل گئے سب خاک میں کہنے کو دو دن کے لیے
کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا

آفتاب حشر کا اب اندیشہ کچھ نہیں
سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہو گیا

بادشاہ جوش میں بیٹھے ہیں کہ ایک نازنین نے جام دیا بادشاہ نے شراب کی تکرار
کی گلرنگ نے کہا اے شہریار میں کئی دن سے آپ کا ذکر سنتی ہون یہی چاہتی تھی
کہ صورت زیبا دیکھون میں اطاعت اسلام کرچکی ہون اب تو نام جمشید سے نفرت ہے
اپنے دل میں یہ سوچی کہ اگر جمشید کچھ اختیار رکھتا ہوتا تو ساحر کبھی یون نہ مرتے معلوم
ہوا کہ بے اختیار ہے پس میں نے اطاعت کی بادشاہ نے جام نوش کیا اور فرمایا کہ اے
ملکہ گلرنگ تمنے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی لہذا وعدہ اپنا پورا
کیجیے ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ تینون قیدیون کو لے آ کنیز روانہ ہوئی شاہ

فرمایا قیدی دو ہین تیسرا کون ہو ملکہ نے کہا کہ آپ کا عیار بھی آکر قید ہوا ہو بادشاہ جہجاہ
کو بڑا افسوس ہوا اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مین اپنے عیار کو یہ آرام چھوڑ کر آیا تھا ملکہ نے
کہا اُسنے باغ مین ایک ساحر کو مارا دفتر کشا پہونچ گیا اُسکو گرفتار کر لیا کنیز تو اُسطرف
چلی بادشاہ کے قریب گلرنگ بیٹھی ہوئی ہو کہ کنیز گنبد تاریک مین پہونچی سماق وتین
وغیرہ زہ کو رہا کر کے لائی یہ تینون بھی آکر بیٹھے شریک صحبت شاہ ہوے مگر رنگ ریسے
ملکہ اُڑا ہوا ہو خاموش بیٹھی ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دفتر کشا آکر پہونچا اِسنے جو قیدیونکو
صحبت ملکہ مین دیکھا نعرہ کیا کہ ای گلرنگ یہ کیا حرکت کی کہ قیدیون کو قیدخانے سے
بلوا لیا اور بادشاہ پر جو نگاہ پڑی جھلا کر کہا کیون ای ملکۂ عالم تمنے یہ کیا غضب کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے باغ مین جگہ دی ملکہ گلرنگ منتین کرنے لگی کہتی تھی ای دفتر کشا
کچھ مروت بھی شرط ہو مگر دفتر کشا کا غصہ دمبدم زیادہ ہوتا جاتا تھا کلمات سخت کہنے
لگا جھلاتا ہوا زمین پر آیا چاہتا تھا ملکہ کے بال پکڑ لون سعد نے نعرہ کیا کہ او بے حیا
وہ تو منت کرتی ہو اور تو ظلم کرتا ہو دفتر کشا نے کہا کیا مین تجھکو چھوڑونگا قصد کیا کہ
بادشاہ کی گردن پکڑ لون بادشاہ نے کلائی اسکی تھامی کہ دفتر کشا چیخنے لگا اور کہتا تھا
کہ میری زندگی پر حرف آتا ہو عبارت تحریر تقدیر مٹی جاتی ہو مگر بادشاہ نے کلائی تھام کر
ایک تمانچہ مارا کہ دفتر کشا کا سر اُڑ گیا مرنا دفتر کشا کا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار آپنے
غضب کیا یہ گنبد تاریک کا حاکم ہو اِسکے مرنے سے آفت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا
تمھارے ساتھ گستاخی کرتا تھا ہمسے نہ دیکھا گیا اُس گستاخی کا یہ انجام ہوا کہ مارا گیا
اور جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ملکہ نے کہا اور ساحر جو متعلقین گنبد تاریک باقی ہین
وہ ضرور آئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او گلرنگ تونے بڑا ستم کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی اور ہمارے افسر کو قتل کرایا اب ہم تجھے کیا
زندہ چھوڑینگے یہ کہکر آواز دی کہ ای نگہبانان باغ اِن گنہگارون کو گھیر لو کئی ہزار
ساحر گوشۂ باغ سے پیدا ہوے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ساحرون نے چہار طرف سے
بلوہ کیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم	
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران	

بادشاہ نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ متین جادو بھی سحر کر رہی ہی فیروزہ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے بادشاہ لڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے اسکا نام کشش جادو ہی بادشاہ پر کئی سحر کیے مگر بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا سحر اسکا باطل ہوا آخر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ کشش جادو کے دو ٹکڑے ہوئے افسر جو مارا گیا سب ساحر خوف کھا کر بھاگنے لگے تھوڑے عرصے مین وہ باغ ساحرون سے خالی ہوگیا بادشاہ بفتح و فیروزی پلٹے ملکہ گلرنگ نہایت خوش ہو کہتی ہی اے شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ ان ساحرون پر غالب ہونگے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ جب سے اس طلسم مین آیا ہون ایسے ایسے معرکے بہت پڑے اور انشاء اللہ معرکہ عظیم باقی ہی جسدن لشکرکشی ہوگی اسدن معرکہ عظیم پڑیگا مگر ہمارے بھائی بھتیجے جا بجا لڑ رہے ہین خود صاحبقران زمان در بندون کو فتح کرتے ہوے آتے ہین جمشید ثانی فوجین جمع کر رہا ہی انشاء اللہ تعالی اب لشکرکشی ہوگی فقط فتل کمیاب کا انتظار ہی کمیاب کے مرحلہ ہفتم نے بڑا طول کھینچا کئی مہینے سے اسی مرحلے پر لڑ رہا ہون گلرنگ نے کہا ہرچند کہ میرا حال کھلگیا مگر قصر جہان پیما مین ایک جلسہ ہونے کو ہی وہان جا سکتی ہون آپ بھی تشریف لے چلین کمیاب بھی آئیگی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہی لوشتہ پایا کہ گلرنگ بہت ٹھیک کہتی ہی اس سے وعدہ کر لیجیے کیا عجب ہی کہ قصر جہان پیما مین کوئی قصور نہ ہو ہرچند کہ کمیاب جادو بڑی ہوشیار ساحرہ ہی مگر آپ اسکے قریب پہونچ جائیے گا اگر اسکی موت آگئی ہی تو زیادہ ہوشیاری نہ کرے گی مگر تنہا جائیے کوئی ساتھ نہین جا سکتا بادشاہ نے گلرنگ و متین کو رخصت کیا گلرنگ سے وعدہ کر لیا کہ قصر جہان پیما مین ملاقات ہوگی گلرنگ اور متین صورتین اپنی بدلکر تخت پر سوار ہوئین اور طرف قصر جہان پیما کے چلین بادشاہ نے سماق و فیروزہ سے کہا تم لشکر مین چلو سماق پہلوان تو طرف لشکر کے روانہ ہوا

مگر فیروزہ بن عمرو ظاہر ہوئین تو بادشاہ سے رخصت ہوا مگر ایک غار مین چھپ رہا جب
بادشاہ آگے بڑھ گئے تو فیروزہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل مین یہ خیال ہو کہ عجائب و غرائب
طلسم دیکھون اور جہان کہین شاہ دغو کا کھائین بادشاہ کو آگاہ کرون آفت مین پھنسنے
دون پیچھے پیچھے شہریار کے چلا مگر بادشاہ راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحراے
وسیع مین پہونچے دیکھا ہزارہا تماشہ بین جمع ہین دوکاندار اپنی اپنی دوکانون مین
بیٹھے ہین جابجا فرش بچھے ہین رؤسا و امرا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تماشہ دیکھ رہے
ہین اور بیچ مین میلے کے انبار ہیزم ہو لکڑیان جل رہی ہین شعلہ ہاے آتش آسمان
کو پہونچ رہے ہین میلے کا ہنگامہ گاہکون کا دوکانون پر وہ ہلڑ کہ ایسا جمگھٹ بادشاہ نے اس
طلسم مین نہین دیکھا تھا یکایک سب دوکاندار اٹھ کھڑے ہوے تماشہ بین دیکھ رہے ہین
کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے کچھ لوگ اہتمام کرتے ہوے
آتے ہین کہ کوئی بیچ مین نہ آوے بادشاہ ایک گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ ایک
تاجدار سر برہنہ پا پیادہ ہاے فرزند ہاے فرزند کہتا ظاہر ہوا لوگ اُس تاجدار کو
سمجھاتے ہین کہ اے گرم تاجدار موت مین کسیکا اجارہ نہین ہو صبر کرو تمھارے
فرزند کے سبب بڑا فخر ہوا کہ بہو تمھاری ساتھ تمھارے فرزند کے ستی ہوتی ہو کل
خاندان مین تا بروز قیامت فخر رہیگا بعد اس تاجدار کے بادشاہ نے دیکھا ایک
تخت اور آتا ہو اسپر متین جادو سوار ہو لباس عروسانہ پہنے ہوے بال کھلے ہوے
پانؤن پھیلاے ہوے زیر پا انگیٹھی جسمین آگ روشن ہو پانؤن پر دیگچی رکھی ہوئی
اسمین کھیر پک رہی ہو اُسی کھیر کو ہاتھون سے بانٹ رہی ہو اور گلے سے ہار پھول توڑ
توڑ کر پھینک رہی ہو اور ایک نوجوان کے لاشے کو لیے ہو اُسکا سر زانو پر رکھا
ہوا ہو ستی ہونے آتی ہو بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مین نے تو متین کو
رخصت کیا ہو یہ معرکہ کیا ہو مگر مین گوارا نہ کرونگا کہ مطیع اہل اسلام آگ مین جلے یہ
سوچکر بڑھے کہ کسی نے دامن پکڑ لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو ہو
بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہو فیروزہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر مکر ہو آپ کہان

جاتے ہیں یا تو لوح کو ملاحظہ فرمائیے یا اسکو جانے دیجیے بادشاہ رک گئے مگر وہ تخت
کہاروں نے قریب آگ کے لاکر رکھا متین نقلی نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ میلہ
آخر کا ہو اب یہاں کا ہنگامہ آدھینگے مقام افسوس ہو کہ مین طلسم کشا پر عاشق تھی مگر میرا
عقد ساتھ مفتاح تاجدار کے کیا مجھ ایسی بدنصیب کون ہوگی کہ مین تو سوگئی جب
صبح کو آنکھ کھلی تو شوہر کو مردہ پایا مین انکے ساتھ جلجاؤنگی جسکو روکنا ہو وہ روکے
مگر بادشاہ جب قصد کرتے ہین فیروزہ دامن تھام لیتا ہو بادشاہ کو نہین جانے دیتا
مگر متین نقلی دیر تک پکارا کی کہ کوئی مجھکو نہ بچائیگا مین جلجاؤن بادشاہ کو بہت غصہ
ہو ہر چند چاہتے ہین کہ جاؤن مگر فیروزہ بادشاہ سے عرض کرتا ہو کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے
اگر لوح حکم دے تو تشریف لیجائیے وہ جو خبر ملی تھی کہ کمیاب جادو بڑی مکارہ ہو
اب اسنے یہ فریب پھیلایا ہو فیروزہ کے کہنے سے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ اگر متین جلتی ہو تو دخل نہ دینا اے مفتاح طلسم یہ متین اصلی نہین ہو متین کب گوارا
کرتی کہ مطیع اسلام ہو کر انکے رسم مین شریک ہوا ور یون جان دے بادشاہ لوح
کو دیکھکر مطمئن ہوے اور فیروزہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فیروزہ اسوقت تو نے
بڑا کام کیا تیری وجہ سے مین رک گیا ورنہ جا پڑتا فیروزہ نے عرض کی کہ غلام بھی اسی
امید مین ساتھ ہو کہ کمیاب کو قتل کرون بادشاہ نے فرمایا اب قصر جہان پیما مین
سامنا پڑیگا انشاء اللہ ابکے بچکر نہ جانے پائیگی یہ فرماکر گوشے مین ٹھہر گئے بعد تھوڑی
دیر کے پھر ہنگامہ ہوا ایکمرتبہ گلرنگ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ست پکارتی
ہوئی آتی ہو ہزارہا آدمی تخت کو گھیرے ہوے ہین کسی نے پھول پایا تو وہ نہال
ہو گیا ایک ایک کو دکھاتا ہو کہ ستی نے مجھکو پھول دیا بعض پر کھیر اٹھا کر پھینکی جسنے
ہاتھ ڈالدیا اسکا ہاتھ جلا ٹیڑھی کھیر ہو گئی پھنک گر بھاگا گلرنگ بھی ایک جوان کا
لاشہ زانو پر رکھے ہوئے قریب آگ کے پہونچی اور وہ آگ مین کودا چاہتی تھی کہ پکار کر
کہا کہ یہ طلسم اب نہ بچیگا فتح ہو جائیگا قدرت کی صورت قریب ہو طلسم کشا صاحب نصیب
ہو یہ کہکر جلگئی سب میلے والے چیخین مار مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا

کہ ستی حکم ہوگئی اب طلسم نہ بچیگا یہ کہتے ہوئے سب اہل میلہ غائب ہوئے سعد بن قبا و گمر کھڑے دیکھا کیے تھوڑی دیر میں سناٹا ہو گیا مگر فیروزہ نے کہ پشت پر بادشاہ کی کھڑا ہوا تھا آواز دی کہ او شہریار غلام کو بچا لیجے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مار سیاہ گردن میں فیروزہ کی لپٹا ہوا ہو اور ایک طائر سفید رنگ سر پر فیروزہ کے یہ اشعار عبرت آثار بآواز پڑھ رہا ہے

نظم

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا	یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیا چھپر کھٹ کا
کھون جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا	بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے	حجاب دور ہو لوٹے طلسم گھونگھٹ کا
کبھی تو ہو گا ہمارے بھی یار پہلو میں	کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی	کہ جس کو راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا
عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے	خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

ہرچند بادشاہ نے دوا دوش کی مگر وہ مار سیاہ فیروزہ کو لے ہی گیا بادشاہ کو بڑا افسوس ہوا پشت پر پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر تعمیر ہے چند شاہزادیاں سر کھولے کھڑی ہیں اور بادشاہ کو اشارے کر رہی ہیں بادشاہ نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ یہی قصر جہان پیما ہے بسم اللہ داخل ہو جیے مگر دمبدم لوح کو دیکھیے گا جب بادشاہ نے لوح کو دیکھا ان شاہزادیوں نے سر کھینچ لیے بادشاہ حیران کھڑے تھے اول تو فیروزہ کے جدا ہونیکا انتشار ہے دوسرے جلنا متین و گلرنگ کا آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے کہ دیکھا سامنے سے متین و گلرنگ آکر آتریں شاہ کو سلام کیا بادشاہ دونوں کو دیکھکر بہت خوش ہوئے فرمایا اے متین و گلرنگ عجب مجھے انتشار تھا کہ تمکو جلتے ہوئے دیکھا مگر شکر ہے کہ تمکو زندہ پایا متین و گلرنگ نے عرض کی کہ حضور کمیاب کوئی شعبدہ اٹھا نہ رکھیگی مگر حضور کو مناسب ہے کہ لوح سے غفلت نہ ہو بسم اللہ قصر میں تشریف لے چلیے مگر لوح میں اپنے سے جدا کیجیے کہ ہم آپ کی صورت بدلیں

بادشاہ نے لوحین اتارین جیسے ہی زمین پر رکھین کہ متین وگلرنگ نے کہا حضور ادھر سے منھ پھیرلین تو ہم سحر کرکے صورت حضور کی بدلین جیسے ہی بادشاہ نے منھ پھیرا ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا کہ اے طلسم کشا اسی منھ پر دعوی طلسم کشائی کرتا ہے سنو زلفین جادو دوسری نے نعرہ کیا کہ منم پریشان جادو دونون نے جھپٹ کے سحر کرکے بادشاہ کو گرفتار کرلیا کشان کشان لے چلین اور آواز دی کہ او ساکنان قہر جہان ہم یہان پہونچنے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا لوحین بھی چھین لین ہم جانتے تھے کہ متین وگلرنگ کی صورت پر دھوکا کھائینگے اول زر کثیر صرف کیا میلا جمو ایا اور صورت متین وگلرنگ بن کر بھی ہو اپنے کو آگ مین جلایا اُس بیلے ہی مین یہ دھوکا کھاتے مگر ایک عیار ساتھ تھا اُسنے دمبدم آگاہ کیا تب ہم سوچے کہ اب در قصر پر چلکر انھین کی صورت پر انکو دھوکا دین خداوند نے مدد کی یہ جو زلفین نے آواز دی کئی سو شاہزادیون نے قصر سے سر نکالے ان شاہزادیون مین متین وگلرنگ بہ صورت مبدل شریک تھین بادشاہ کو جو گرفتار دیکھا بیقرار ہوگئین پکار کر آواز دی کہ اے زلفین بڑا کام کیا طلسم کو بچالیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا کمیاب جادو بھی آکر پہونچی آواز دی کہ اے زلفین مین تمھاری جانبازی دیکھ رہی تھی اول اپنے کو بصورت متین وگلرنگ بیلے مین پہونچایا پھر یہان بہرکیف تمنے طلسم کو بچا لیا اب مین تو خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ خوشخبری پہونچاتی ہون کہ یا خداوند اب جشن کیجیے یہان آج جلسہ موقوف رہیگا تم انکو لیکر آنا اور لوح طلسمی بھی پہونچانا اگر مناسب جاننا تو لوح طلسمی کو مٹا کر آنا کہ قدرت کو کوئی انتشار نہ رہے زلفین نے جواب دیا کہ اے کمیاب ہماری سفارش کرنا کہ سرکار قدرت سے کوئی عہدۂ جلیل ملے کمیاب نے کہا اے زلفین اطمینان رکھو مین اپنے عہدے سے دست بردار ہونگی میرا عہدہ تمکو ملیگا تب غنچۂ آرزو کھلیگا کئی سو شاہزادیان موجود ہین جو اُنکی صلاح مین آئے وہی کرنا مگر لوحون کو مٹا کر آنا یہ کہکر کمیاب تو چلی گئی گو زلفین وپریشان جادو بادشاہ کو لیکر قصر مین آئین سب شاہزادیان جمع ہوگئین زلفین وپریشان کی تعریفین کرتی تھین مگر متین وگلرنگ حیران ہین

کہ فیروزہ بن عمرو کیا ہوا کہ ایک ساحرہ آئی فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے اور نعرہ کیا
کہ منم سرمست جادو زلفین نے کہا ای سرمست تو نے بڑا کام کیا کہ اس تشنغی کو شاہ سے
جدا کر دیا ورنہ ہر مقام پر یہ بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا کہ لوح کو دیکھیے اگر یہ ساتھ ہوتا تو
ہمسے کچھ نہ ہو سکتا متین وگلرنگ نے کہا کیون صاحب اب تو شاہ گرفتار ہوے عیار
بھی پکڑ آگیا لوحین تمھارے پاس موجود ہین لہذا ای کمیاب کنگئی ہین کہ لوحون کو مٹا کر
آنا لوحین توڑ ڈالین سب نے کہا لوحین ٹوٹ نہین سکتین زلفین نے کہا مین اپنے
پاس رکھونگی سب نے کہا ای زلفین سب تمھارے ہی دشمن ہو جائینگے اور ساری
دارگزاری ٹیکی لوحین تمسے لے لینگے اور تمھین جان بچانا مشکل ہوگی وہ تدبیر کرو
کہ لوحین مٹ جائین اور طلسم بچے کسیکی جان پہ نہ کچھ سبنے ایک نے کہا جبل اعلیٰ جو
پہاڑ ہی کہ اسطرف پردۂ دنیا اسطرف پردۂ آفت ہی اور نیچے پہاڑ کے دریاے قہار
بہ رہا ہی کہ جسکا آجتک کسی نے کنارہ نہین دیکھا وہان جا کر لوحین پھینکدو کوئی مچھلی
نگلجائیگی کوئی لاکھ پیروی کریگا مگر لوحین دستیاب نہ ہونگی ہم خوب جانتے ہین کہ بعد قتل
طلسم کشا آرام نہ ملیگا جتنے انکے بھائی بھتیجے آئے ہین وہ سب یہی تدبیر کرینگے کہ طلسم
توڑین اور لوح حاصل کرین قاعدۂ طلسم سے وہ مقام خلاف ہی کون انکو نشان دیگا
کہ جبل اعلیٰ پر جاکر لوح کو تلاش کرو زلفین وپریشان و سرمست جادو بڑی خوشیان
کر رہی ہین مگر متین نے گلرنگ سے کہا کہ کیون ای گلرنگ اب کیا ہوگا بادشاہ تو
آفت مین پھنس گئے فیروزہ بھی گرفتار ہوا اگر یہ رہا ہوتا تو شاید کوئی عیاری کرتا
وہ بھی قید مین بیٹھا ہی فلک نے ہمین لوٹ لیا ہمارا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم ملال ہی نظم

سنگھادی لا کے بو زلف رسا کی	یہ کیا تو نے قیامت ای صبا کی
کریمی نے وہ بینائی عطا کی	نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پہونچے منزل مقصود تک ہم	بہت کچھ منتین کین رہنما کی
مریض عشق کی بھی کچھ خبر ہی	کھبا ہی وہ نگاہون مین قضا کی
جگہ دی اُسنے خود پہلو مین ہمکو	اطاعت سے جب اُسکے دلمین جا کی

ہمارا دل وہ آئینہ ہے جسکو — نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر — محبت کی یہ ہمنے انتہا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم — تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے او نکیرین — کہ آمد ہے یہان شبیر خدا کی
جدھر مہکا گل داغ محبت — صدا آنے لگی صل علے کی
مقابل جب کیا میرے لہو سے — نہ ٹھہری اڑ گئی رنگت حنا کی
مقام ہو ہے گویا عالم دل — نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئے — نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی
نہ کیونکر ہو نہ ہو امید بخشش — محبت دل سے ہے شبیر خدا کی

گلرنگ نے کہا اے متین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے جسوقت دشمن شاہ کے قتل ہونگے صورتین ہماری بدل جائینگی سب اہل طلسم ہمارے نام کے دشمن ہین دیکھیے ہمارے ساتھ کیا کرین تمام مردمان طلسم پر ظاہر ہے کہ متین و گلرنگ نے بادشاہ کا ساتھ دیا ہر آفت سے اُنکو بچاتی ہین اپنا سینہ سپر کرتی ہین لہذا کیا کرین ادھر ایک شاہزادی نے کہا یہی تدبیر معقول ہے کہ جبل اعلی پر جا کر لوحین پھینکر بچادین کون دریا مین جستجو کریگا کسکی مجال ہے کہ دریا مین پتہ لگائے مگر لوحین لے جانیوالا بھی معتبر ہو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے ملجائے زلفین نے کہا مین خود لوحین لیجاؤنگی اور اپنے ہاتھ سے پھینکونگی مجھے کسیکا اعتبار نہین ہے مین نے بڑی جستجو سے لوحین لی ہین بیلے مین روپیہ صرف ہوا اور جان بھی اپنی لگائی تب لوحین ہاتھ آئین تدبیر مین کوئی کمی نہ ہونے پاوے سب نے کہا اے زلفین تمھارا سب پر احسان ہے حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا اب ویسا طلسم کیونکر تیار ہوگا زلفین نے کہا کہ اگر قدرت نے انتظام میرے سپرد کیا تو مین ایک ہفتے مین سب مرحلے تیار کر دونگی بلکہ اُس سے بہتر سامان ہوگا کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ گرفتار ہو جاوے دیو جو مارے گئے ہین اُنکے عوض اور دیو گرفتار ہونگے اور اُنکو مقرر کرینگے کوئی انتظام اُٹھ نہین رہیگا اور اگر قدرت نے اورکسیکے سپرد کیا

توسالہا سال مین یہ انتظام نبنے گا مین واقف کار طلسم ہون وہ انتظام کرون کہ قدرت یہ فرمائین کہ تونے کار نمایان کیا جسطرح لوحین چھینین اسی طرح انتظام بھی کیا سب وجد کرینگے اور کہین گے کہ بنانا طلسم کا دشوار تھا مگر مجھے کچھ بھی مشقت نہ پڑیگی ساحرون کو مقرر کرونگی وہ انتظام کرلینگے سب نے کہا ای ملکہ زلفین جو کرنا ہو وہ جلدی کرو زلفین نے کہا مین خود جاؤنگی آخر سب نے سمجھا کر کہا کہ ای ملکہ زلفین ہم طلسم کشا کی حفاظت کرتے ہین تم جا کر لوح پھینک آؤ زلفین و پریشان اٹھین متین وگلرنگ کو سناٹا آگیا ادھر بادشاہ وفیروزہ پر سحر کردیا تھا کہ ہاتھ پانوٴن اِنکے قابو مین نہ رہین ہماری زندگی مین کوئی ہاتھ نہ لگا سکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوئین اور قصر سے نکلین مگر جب یہ چلین تو متین وگلرنگ پریشان ہوئین متین نے کہا ای گلرنگ جو فکر کرنا ہو وہ کرو پھر متین نے کہا ای گلرنگ میرا ارادہ یہ ہی کہ مچھلی بنکر دریا مین رہون جب یہ لوحین پھینکیگے تب لوحونکو منھ مین لے لون اور وہان سے لیکر نکلون اور بادشاہ کو لوحین پہونچاؤن گلرنگ نے کہا وہ تخت اڑائے جاتی ہین جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ پہونچ جائین تو پھر کچھ نہ بن پڑے دونون شاہزادیان بیقرار ہوکر چلین آگے آگے زلفین و پریشان جاتی ہین پیچھے پیچھے متین وگلرنگ آپس مین صلاحین کرتی ہوئی جاتی ہین اور یہی ارادہ ہی کہ لوحون پر قبضہ کرین اور بادشاہ کو قید سے چھڑائین متین کہتی ہی ای گلرنگ بادشاہ نے بڑی غفلت کی گلرنگ نے کہا کہ ای متین انصاف کرو کہ ایک شخص کی فکر مین سارا طلسم ہو وہ کس کس سے بچے ایک ایک سے زیادہ شعبدہ باز سحر ساز آخر کو پھنس گئے ہمکو تو وہ اپنا دوست جانتے تھے اسی وجہ سے پھنسے ورنہ لوحین نہ دیتے مگر زلفین نے ایسا شعبدہ کیا کہ شہریار کو کچھ نہ بن پڑا آخر لوحین حوالے کردین دونون روتی ہوئی جاتی ہین اور دعائین کرتی ہین کہ ای کسِ بیکسان و ای حامی دوجہان ہماری آرزو پوری ہوجاوے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعا سے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر لوجین ہمکو بلجا دین کہ ہم شہریار کو رہا کرین یہ سوچتی ہوئین
جاتی ہین مگر جو شاہزادیان قصر مین ہین انھون نے آگ روشن کی ہو بیچ مین بادشاہ
دغیرہ وزرہ کو بٹھا دیا ہو اور آپ بعدۂ نگہبانی بیٹھی ہوین اسی خیال مین ہین کہ زلفین جادو
پلٹ کر آئے تو خدمت خداوندمین جائین آج دربار خداوندی مین کیسا جلسہ ہوگا
کہ دیکھنے والے حیران ہو جائینگے مگر کمیاب جادو خوشی خوشی سامنے جمشید کے
آئی جمشید نے پوچھا اے کمیاب آج کس فکر مین آئی ہو طلسم کشا نے کیا کیا کمیاب نے
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہوے لوجین دستیاب ہوئین جمشید نے
کہا اے کمیاب بڑا دھوکا کھایا کہ قیدی کو لیکے نہ آئین تم جاکر متین وگلرنگ کو دریافت
کرو کہ یہ دونون کہان ہین یقین کامل ہوا کہ قصر جہان پیما مین آوین اسی فکر مین ہونگی
کہ بادشاہ کو قید سے رہا کرین کمیاب نے کہا یا خداوند مین تو یہ حکم دے آئی ہون
کہ لوجین معدوم کرو طلسم کشا وعیار کی قید لیکر قصر ہفت رنگ مین آئو یہان انکو
قتل کرینگے جمشید نے کہا اے کمیاب ایک مرتبہ یہی انجام ہو چکا ہو کہ لوح کو طرف
قصر البحرین کے روانہ کیا تھا بی گلگونہ عاشق شہرت نے جاکر عقاب کو مارا اور
لوح کو پہونچایا ویسا ہی سامان آج بھی معلوم ہوتا ہو جتنی شاہزادیان نوجوان
ہین سب سعد شہریار پر عاشق ہین کس کسکو روکون جو گئی پھر پلٹ کر نہ آئی سعد کا
حسن سحر ہو جسنے دیکھا وہ پھنسا کون کون شاہزادیان جاجا کر شریک ہوئین اے
کمیاب جلدی جائو لوجین اور طلسم کشا کو لے آئو کمیاب پلٹی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اے
کمیاب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ زلفین و پریشان قصر مین موجود ہون اگر میرے
کہنے کے موافق کیا تو باعث خرابی ہو کیسی دل کو بیتابی ہو کمیاب تڑپتی ہوئی آتی ہو
پھر بھر کی راہ کو تھوڑی دیر مین طی کرتی ہو مگر راستہ طول و طویل ہو گھبرا رہی ہو کہ اے کمیاب
راستہ دور رہی کیونکر پہونچون اور طلسم کشا کو اٹھا لائون تابہ خداوند پہونچائون غرض
کمیاب تو اس فکر مین جاتی ہو مگر زلفین و پریشان راہ کو طی کرکے جبل اعلیٰ پر یہ دونون
جادوگرنیان پہونچین اب آپس مین صلاح کر رہی ہین کہ لوح کو کیونکر پھینکین کہ متین

و گلرنگ بھی پہونچین دیکھا دونون جادوگرنیان کھڑی ہین متین نے کہا مین مچھلی بنکر دریا مین
گرتی ہون گلرنگ نے کہا ایسا نہو تم دریا مین مچھلی بنکر گرو اور لوحین الگ گرین اور تم
انکو نہ پاؤ لوحین ڈوب جائین پس دریا سے تمھارے مین یہ لیاقت نہین ہو کہ تہ آب تک پہونچ
سکو بوا جو کچھ کرو سمجھکر کرو دونون آپس مین صلاحین کر رہی ہین ایک کہتی ہو مچھلی بنکر
گرو دوسری کہتی ہو کہ نہنگ بنکر گرو کہ وار خالی نہ جاوے لیکن زلفین و پریشان نے
لوحین جھولی سے نکالین اور پہاڑ پر پڑین اب ٹہل رہی ہین ایک سے ایک کہتی ہو کہ بوا
لوحین پھینک دو اور یہان سے چلو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے زلفین نے کہا
اب یہ مقام افتاد نہین ہو ہم تم ہزار ہا کوس نکل آئے اب یہان کون آسکتا ہو پریشان
نے حیران ہو کر کہا کہ ای زلفین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہو ضرور کوئی خرابی پڑیگی یہی دعا
مانگو کہ ہم تم لوحین پھینک کر بخیر و خوبی قصر جہان بیما مین پہونچین اور شاہزادیون سے
جا کر ملین زلفین و پریشان یہ صلاحین کر رہی ہین مگر متین و گلرنگ نے اس صلاح
کو موقوف کیا متین نے کہا کہ ای گلرنگ دریا مین گرنا تو مناسب نہین ہو اگر تم بھی
آمادہ ہو تو ایک بارگی ان دونون کو مارو اگر پڑ گئین تو مار لیا اور اگر وار
ہمارا خالی گیا تو تڑپ کر گرینگے اگر لوحین قبضے مین آگئین تو پھر کوئی ہمارا مقابلہ
نہین کر سکتا جو کوئی روکیگا ہم کیا موم کے ہین کسی سے نہ دبین گے سحر سے لڑینگے
متین نے کہا ای گلرنگ تم سحر کرو اور مین تڑپ کر گرون اگر لوحون پر ہاتھ پڑ گیا تو پھر کوئی
ہمسے مقابلہ نہین کر سکتا گلرنگ نے کہا اچھا تڑپ کر گرو اور لوحین اٹھا لو آپس مین یہ خوبی
صلاح کر کے گلرنگ نے دو کاردین نکالین خوب سحر کر کے وہ چھریان پھینک مارین
مگر نعرہ کیا منم گلرنگ جادو زلفین نے پلٹ کر دیکھا ساحرہ زبردست ہو اسنے ہاتھ
ہلایا دونون کاردین لوٹین اور چاہا تڑپ کر گلرنگ پر جا پڑون جیسے ہی منھ پھیرا
متین تڑپ کر گری اور لوحین اٹھا لین زلفین نے سحر کیا کہ متین کو جلا دون یہان
سے شعلہای آتش نکلنے لگے مگر متین نے جو لوحون کو چھپا لیا ایک شعلہ کہ قریب متین
آتا تھا پلٹ کر طرف زلفین کے چلا پریشان نے آواز دی کہ ای زلفین اپنے کو بچانا

دونون سنے دو منتر مارا کہ وہ شعلہ پلٹا دوچار سحر آپس مین ہوے مگر متین نے سحر پر
نگاہ نہ کی جب سحر قریب آیا لوحون کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا قریب تھا کہ زلفین وپریشان بھی
جلجائین مگر جادوگرنیان زبردست ہین اپنے کو بچاتی ہین اور یہی ارادہ ہے کہ لڑ بھڑ کے
لوحین چھین لین گلرنگ نے آسمان سے دیکھا کہ متین ہٹتی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ زلفین
لپٹ پڑے کود کر برابر متین کے آئی کہا ای ہمشیرہ سمجھکر سحر کرو اگر یہ بچکر نکل گئین تو جا کے
آفت برپا کرینگی خوف یہ ہے کہ جاکر شاہ کو ستائین متین نے کہا ستانا کیسا قتل کرڈالین
تو عجب نہین ای گلرنگ مجھپر عالم یاس ہے گلرنگ نے کہا تو اٹھکر لوحین انکے سامنے کردو
عکس انکا انپر پڑا تو زلفین وپریشان جھپٹین کہ یہ جادوگرنیان کمزور ہین لپٹ کے
لوحین چھین لین جیسے ہی دونون بڑھین متین نے لوح طلسمی سامنے کردی ایک شعلہ
چمکا زلفین پر گرا کہ زلفین جلنے لگی پریشان نے جو دیکھا کہ زلفین جلنے لگی ہرچند
اپنے کو بچاتی ہے مگر بچنا ممکن نہین دوسرا شعلہ چمکا کہ وہ جاکر پریشان پر گرا یہ بھی جلنے
لگی دونون جادوگرنیان جلکر خاک ہوئین متین وگلرنگ بہت خوش ہوئین بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زلفین وپریشان جادو بود متین نے کہا
مین تو بڑھتی ہون گلرنگ نے کہا مین بھی چلتی ہون یہ دونون کی دونون پریروانہ
پیبا اسکے طرف قصر جہان پیما کے چلین مگر کمیاب جادو ونراہ کو طی کرتی ہوئی آتی تھی
کہ دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین کمیاب نے پکار کر آواز دی
کہا اے تم کسکے سوگ مین ہو کہ پرون سے سر پیٹ رہے ہو مفصل احوال مجھسے کہو
اُن طائرون نے خوب سر پیٹا اور آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا کہین کہ کیا ستم برپا ہوا
متین وگلرنگ نے زلفین وپریشان کو مارا اور لوحین لیے ہوے آتی ہین یہ کہکر
ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جلگئے جلکر خاک ہوے مگر کمیاب حیران ہے کہ طائرون نے
اپنی خبر کہی کہ ہوش اڑگئے اب کچھ نہین پڑتا کہ قصر جہان پیما مین جاؤن یا نہ جاؤن
اسی سوچ مین کمیاب کھڑی تھی کہ سامنے سے دیکھا متین وگلرنگ آتی ہین کمیاب
نے متین وگلرنگ کو دیکھا غصہ آگیا مگر للکارا کہ او نابکارو تم دونون کہان سے آتی ہو

متین سنے آواز دی او کمیاب بعنایت پروردگار زلفین و پریشان کو مار آگ بھبوکا ہوئی
ہو تو کھڑی رہو ہم تمھارے مقابلے مین آتے ہین آج امتحان ہو جائے کہ ہمارا تمھارا ہنر
کیسا ہے کمیاب ڈری کہ انکے پاس لوح طلسم موجود ہے اسی کے گھمنڈ پر یہ میرا مقابلہ چاہتی
ہین مین کیا کر سکونگی آخر کو انکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا بڑی خرابی ہوگی یہ غالب آجائینگی
یہ سوچکر بھاگی مگر سوچی کہ مین اپنے کو قصر جہان پیما مین پہونچاؤن جاتے ہی بادشاہ کو
قتل کر ڈالون تو پھر یہ بیکار رہین گی یہ کہکر طرف قصر کے چلی اور متین و گلرنگ بھی
جھپٹین اسی خیال مین ہین کہ اپنے کو قصر مین جلد پہونچائین اور جاتے ہی بادشاہ کو کہین
چھپاوین کہ بادشاہ بچ جائین یہان بادشاہ و فیروزہ آگ کے بیچ مین بیٹھے تھے جس وقت
زلفین مری اور لوحین ہاتھ مین متین کے آئین تمام آگ بجھگئی شاہزادیان گھبرائین کہ
یہ کیا معرکہ ہوا ایک نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ زلفین پر کچھ آفت پڑی ایک نے کہا انتک
کون پہونچیگا انھون نے خود سحر اپنا مٹایا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ آگ بجھ گئی فیروزہ نے
کہا سنبھلیے بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جیسے ہی نعرہ کرکے اٹھے شاہزادیون نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤن
زمین نے تھام لیے شاہزادیان حیران کھڑی ہین کہ اب کیا کرین ہمارے سحر مین بادشاہ
مبتلا ہین مگر حیران کھڑے ہین اگر انھین قتل کرین تو کمیاب کے خلاف ہوگا اس تصور
مین تھین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم کمیاب جادو او شاہزادیو جسطرح تمسے ہوسکے
طلسم کشا کا سر کاٹ لو ایک زنگن تیغہ کھینچکر بڑھی آواز رین دیتی ہوئی کہ او طلسم کشا تیرا وقت
قریب آگیا مناسب یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون بادشاہ نے سر جھکا دیا
زنگن تلوار کھینچے بڑھی بادشاہ تو خاموش ہین زنگن تلوار کھینچے ہوئی آتی ہے کہ پہلو سے
آواز آئی کہ او سیہ فام خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا منم متین جادو او کمیاب بھاگنا
نہین کھڑی رہنا یہ کہکر لوح طلسمی جھولی سے نکالی کمیاب تو خوف جان سے بھاگی

متین نے تڑپ کر اپنے کو گرا دیا زنگین کو ایک تمانچہ مار دیا کہ وہ لڑکھڑا کر گری متین سے
لوٹین لگے مین شاد کے ڈالدین بادشاہ نے جھر جھرا کیا تلوار ہاتھ مین لیکر اُن سب
شاہزادیون سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی شاہزادیان قتل ہوگئین
گلرنگ بھی آکر آسمان سے آتش بہم کرنے لگی آگ برسا دی مگر کمیاب جادو والی بھاگی
کہ پلٹ کے بھی نہ دیکھا سوچی کہ اگر ٹھہر جاؤنگی تو قتل ہونگی مگر حیران ہے کہ متین و گلرنگ نے
زلفین کو کیونکر پایا کیا افتاد پڑی کہ زلفین قتل ہوگئی طائرون کی زبانی سن لیا مگر احوال
مفصل نہ معلوم ہوا ایک جنگل مین جا کر ٹھہری کہ چند شاہزادیان بھاگی ہوئی جلد آئین
کمیاب نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ زلفین کو اِن باغیون نے کہان جا کر گھیرا پیشکر
شاہزادیون نے کہا ہمنے دیکھا نہین مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قصر مین صلاح
ہوئی تو متین و گلرنگ موجود تھین یہ صلاح انھون نے سن لی کہ زلفین لوح کو
لیکر جبل اعلیٰ پر جاتی ہے اُن دونون نے پیچھا کیا وہان جا کر زلفین و پریشان کو مارا
یہ حال معلوم ہوتا ہے کمیاب نے منھ پیٹ لیا اور کہا تم لوگون نے بڑا غضب کیا یہ
صلاح کیون دی کہ لوح کو جبل اعلیٰ پر لے جاؤ اب قصر جہان پیما مین جلسہ نہ ہوگا
تم لوگ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ مین بھی وہین آتی ہون اگر خداوند نے تقدیر معقول
کی اور بن پڑا تو اُسی باغ مین شاہ کو دیوانہ کر دونگی تم مین کوئی ایسا ہے کہ فیروزہ
بن عمرو کو گرفتار کر لائے سرمست جادو تو اس بلوے مین مارا گیا مگر بدمست اُسکا
بھائی کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ آواز سنتے ہی روبرو کمیاب کے آیا کہا آپ باغ ہمیشہ بہار
مین چلیے مین فیروزہ کو لیکر آتا ہون کمیاب اُن شاہزادیون کو ساتھ لیکر طرف باغ
ہمیشہ بہار کے چلی بدمست جادو یہ اقرار کرکے براے گرفتاری فیروزہ چلا یہان
جب سعد کے سامنے سے سب بھاگ گئے تب بادشاہ قصر سے نکلے فیروزہ نے
عرض کی کہ اِس مکان کی تلاشی لیجیے یقین ہے کہ مال بہت نکلے بادشاہ نے فرمایا کہ تم
ڈھونڈھو فیروزہ ڈھونڈھنے لگا ایک مقام پر دیکھا بوتل شراب کی پڑی ہے فیروزہ نے
اُس بوتل کو اُٹھایا جیسے ہی وہ بوتل فیروزہ نے ہاتھ مین اُٹھائی اور ذرا اُسمین سے

شہر اب گری اس مین سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور فیروزہ کو لپٹ گیا فیروزہ بہت
چیخا رو یا پیٹا مگر بادشاہ کے کان مین آواز نہ آئی جب وہ مار سیاہ فیروزہ کے جسم مین
لپٹا ہوا باہر نکلا تو بادشاہ نے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک مار سیاہ لیے جاتا ہے بادشاہ پیچھے
لیکن مار سیاہ فیروزہ کو لیکر نکل گیا بادشاہ نے چاہا پیچھا کرین شیطین نے دامن پکڑ لیا
کہا اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا بادشاہ نے لوح
کو ملاحظہ فرمایا حکم نکلا کہ اے فتاح طلسم واے سیارہ این عجائبات بعد خالی ہونے قصر جہان نما
کے اگر فیروزہ کو مار سیاہ لیجائے تو فیروزہ اسکو مار لیگا اور رہا ہو کر تم سے ملیگا اور
کمیاب جادو باغ ہمیشہ بہار مین گئی ہے وہین تشریف لیجائیے لیکن راہ مین روکنے
والے ملین گے اُن سب سے بچکر جائیے گا ایسا نہ ہو کہ ساحر راہ مین ملین اور آپ کو
روکین جو ساحر ملین لوح کو ملاحظہ کر کے اُن سے مقابلہ کیجیے گا اور اگر لوح سے غفلت
کی تو دھوکا کھا لیجے گا بہت پچتایئے گا بادشاہ نے متین و گلرنگ سے کہا کہ تم لوگ
ہمارے لشکر مین جاؤ دونون نے بادشاہ سے بہت خوب کہا اور ایکطرف چلی گئین لیکن
خیال مین یہی ہے کہ بادشاہ کا ساتھ دین ایسا نہ ہو بندگان عالی کسی آفت مین پھنسجائین
یہ کہکر ایک گوشے مین چھپ رہین بادشاہ لوح دیکھکر باغ سے نکلے تلاش مین باغ
ہمیشہ بہار کی چلے مگر فیروزہ کو جو بدمست جادو لیکر چلا تھا جب بدمست جادو
در باغ ہمیشہ بہار پر پہونچا فیروزہ رونے لگا بدمست نے پوچھا او مکار کیون
روتا ہے فیروزہ نے کہا اے صاحب ایک بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون بدمست نے
پوچھا کسکی تقدیر کو روتا ہے فیروزہ نے کہا ایک بیٹی ہے اُسکی شادی کے لیے کچھ روپیہ
جمع کیا ہے کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ایک مرتبہ قزاقون نے لوٹ لیا ایک مرتبہ چوری
ہوئی ایسے بدبخت کا ہاتھ لگا کہ آجتک اصلاح نہ ہوئی اب جان پر بنی ہے یہ بتاؤ کہ اب
میری جان بچنے کی کیا تدبیر ہے بدمست نے کہا تجھے ملکہ اسطرح بیزار ہین کہ ضرور تجھکو
قتل کرینگی لیکن جو تو روپیہ مجھکو دے تو مین تیری سفارش کر دون فیروزہ نے کہا گوشہ
مین چلیے روپے کا مقدمہ نازک ہے ایسا نہ ہو کوئی دیکھے تو میرا تمھارا دشمن ہو جائے

بدمست جادو بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ اِسکے روپیّٔ کو کون پوچھیگا گوشے مین لاکر سحر آتا را ہاتھ پانوٗن فیروزہ کے کھولدیے فیروزہ نے کمر سے ایک رومال نکالکر دیا کہا اس مین روپیہ بندھا ہی اور کچھ کنکر پتھر بھی ہین یہ سُنکر بدمست نے کہا مین اِسکو کھولکر گن لون تمھاری بیٹی کو بھی دونگا لیکن پتہ بتا دو فیروزہ نے کہا وہ ایسی عرافہ ہی کہ جب لشکر مین جاکر پوچھوگے جوان بڑے لڑکے سب بتا دینگے میری بیٹی مین ایک بڑا کمال ہی کہ کسی سے اِنکار نہین کرتی مین بھی منع نہین کرتا کہ کیا نقصان ہی اور چار آدمیون سے ملاقات ہوتی ہی مین نے بھی کہدیا ہی کہ اے فرزند جسطرح ہو سکے چار پیسے پیدا کیا کرو بدمست اِن باتون پر ہنس رہا ہی کہتا ہی بیان فیروزہ بڑے دل لگی باز ہو اپنی بیٹی کے مقدمے مین ایسا کہتے ہو اگر اور کوئی کہیگا تو بُرا مانوگے فیروزہ نے کہا بُرا ماننے کی کون سی بات ہی جو کوئی آئیگا کچھ دیجائیگا مین نے تو یہی سمجھا دیا ہی کہ گھر کا خرچ اب تمھارے ذمے ہی جہانتک ہوسکے پیدا کرو واقعی دیر کی باتون مین بدمست جادو راضی بھی ہوا اور قسمین کھا رہا ہی کہ اے فیروزہ مین تیری سفارش کرونگا اگر بلکہ مان گئین تو تجھکو بچا لونگا اے فیروزہ مجھے تیری غریبی پر رحم آتا ہی مین تجھے ضرور قید سے رہا کراؤنگا یہ کہکر پوٹلی کھولنے لگا دیکھا گرہ مضبوط بندھی ہی زور کرکے جو کھولا رومال سے دھوان نکلا دماغ پر بدمست کے پہونچا بدمست بیہوش ہو کر گرا فیروزہ نے خنجر کمر سے نکالا خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فیروزہ نے جو دیکھا کہ مرنے سے بدمست کے غلغلہ ہونے لگا ایک غار مین چھپ گیا دیکھا چند کنیزین باغ سے نکلین بدمست کا لاشہ کھینچتی ہوئی اندر باغ کے لے گئین اِس خیال سے کہ کمیاب کو لاشہ اِسکا دکھائینگی اور کہینگے کہ آپ کے تشریف لانے کی یہ برکت ہوئی کہ دیو باغ ہمیشہ بہار پر بدمست مارا گیا مگر کمیاب جو طرف باغ ہمیشہ بہار کے روانہ ہوئی تھی راہ مین آتی تھی قریب کوہ نیرنگ پہونچی کان مین آواز آئی کہ کوئی شوقین خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ یہ آواز گا رہا ہی

نظم

کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے	اسی سے ڈھونڈھتے ہم تجھکو کو بکو نکلے

گھرون سے سنگ بکف طفل خوبرو نکلے | جو تیری زلف کے سودے مین گھر گھر نکلے
دیار حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جا کر | دل اسکو دیوین محبت کی جس مین بو نکلے
ابھی ہین شوق سے عشاق سرکشتہ | سر ابھی ادب تہ قاتل جو لیکے تو نکلے
شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہی | ابھی ہین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے
عجیب سیر ہو جائے جو شیخ رندون مین | پھر اسکا بس نہ چلے کھوکے آبرو نکلے
سحر نمود ہوی پیری کی چونک اے غافل | اخیر عمر ہوئی اب سفید مو نکلے
گواہ حشر مین اعضا ہوے گناہ پہ نکلے | جنھین سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے
فلک بھی آپ بھی دونون عدو سے عاشق ہین | یقین ہو نہ مرے دل کی آرزو نکلے
ہماری جان نکلتی ہی یون جدائی مین | بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے
اسی کی مجھکو شب و روز فکر ہی سطوت | نجف کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ آواز ین سنکر کمیاب جادو پہاڑ پر اتری دیکھا محفل عیش آراستہ ہی اور ایک شاہزادی نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزون کا جماؤ ہی گا ئنین سامنے گا رہی ہین بجا بجا کے بتاتی جاتی ہین کمیاب کو وہ جلسہ بہت پسند آیا قریب آکے دیکھا کہ ملکہ سرخمو ہے گیسو دراز مسند پر بیٹھی ہی کنیزین تو جوان جمع ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی کنیزون نے ملکہ سرخمو کو خبر دی کہ ملکہ کمیاب تشریف لائی ہین سرخمو برائے استقبال اٹھی کمیاب کو لاکر پہلو مین جگہ دی اور پوچھا کہ ملکہ کہان سے آتی ہو کمیاب نے کہا اے ملکہ عالم تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ سارا طلسم ٹوٹ گیا آج باغ ہمیشہ بہار مین جاتی ہون اے ملکہ عالم اگر ہو سکے تو آج پیروی کرنا طلسم کشا آج اسی راستے سے آئیگا اگر ہو سکے تو اسکو روکنا ہم تک نہ آنے پاوے تمکو آگاہ کرتی ہون کہ تم یہان بیجا خالی ہو گیا سرخمو نے کہا آپ تشریف لیجائیے کیا مجال ہی کہ یہان سے آگے بڑھ جائے کمیاب بخوبی سرخمو کو سمجھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئی سرخمو نے سحر کیا کہ صحرا نے راستہ بند کیا کہ اگر طلسم کشا اس راستے سے آئے تو بے شک کہ اسی مقام پر رہے ایسی ہی فکر کر رہی ہی مگر سعد شہریار رہبری کرتے ہوے آتے ہین

جب اُس صحرا میں پہونچے لیکن جانب روانہ ہوئے دن بھر راہ پیموی کی شام کو قریب ایک نخل کے پہونچے شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو اُٹھکر چلے پھرتے پھرتے پھر اُسی مقام پر پہونچے پھر رات وہین بسر کی مگر صبح کو خیال کرنے دیکھا کہ یہی درخت روز ملتا ہو آخر کو ایک تیر ترکش سے نکالا اُسی درخت پر تیر کو نصب کیا شام کو پھر اُسی مقام پہ پہونچے اب یقین کامل ہوا کہ مین کئی دن سے اِسی مقام پر پھر پھر کے آتا ہون لوح کو نکالکر دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا سرخمو نے گیسو دراز نے راستہ روکا ہو مناسب یہ ہو کہ یہ اسم پڑھتے ہوئے راستہ طی کرو تب اِس راستے سے نکلو گے بادشاہ اِس سوچ مین تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہو قریب آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہریار آج کئی دن سے اِسی صحرا مین پھر رہا ہون مگر اِس صحرا سے نہین نکلتا بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ تمنے کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے حال بتاکر کہا اِس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو بادشاہ نے فرمایا مین نے لوح کو دیکھا اُس مین حکم نکلا اب مین اسم پڑھتا ہوا چلتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ انشاء اللہ رستہ ملیگا فیروزہ بادشاہ کے ساتھ ہوا بادشاہ اسم پڑھتے ہوئے چلے مگر سرخمو بالاے کوہ بیٹھی ہو کہ ایکطرف سے معلوم ہوا کچھ روشنی چمکی حیران تھی کہ یہ روشنی کیسی ہو پہونگاہ غور دیکھنے لگی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل تیغ شمشیر در پوشیدہ سنبل گیسو خال عارض ہند وسر جھکاے ہوے چلے آتے ہین پشت پر ایک عیار طرار ہو اِس جاہ وجلال سے آتے ہین کہ چہرۂ پُرنور سے چھوٹ پڑ رہی ہو مین پریزاد پڑا ہو جمال بے مثال دیکھکر سرخمو کو پسینہ آگیا کنیزین جو قریب بیٹھی تھین اُنسے کہا دیکھو صاحبو یہی طلسم کشا ہین کس جاہ وجلال سے آتے ہین کئی دن سے اُس صحرا مین پریشان رہے آج اُس صحرا سے رہائی پائی ہو اگر باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے تو بہت پریشان ہونگے یہ کہکر کچھ سحر کیا ایک جمیل تھی ہاتھ دھونے کے لیے بادشاہ بیٹھ گئے اب سرخمو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ مجھکو انکے حال پر رحم آتا ہو اگر اِسی طرح باغ ہمیشہ بہار مین جائین گے تو وہان پریشان ہونگے

کمیاب نے بڑی بڑی فکر کی ہوگی مجھے گمان نہ تھا کہ اس صحرا سے اب نکلین گے اگر قصے چوبکے تو یہان بلا لو یہی خیال ہو کہ کہین ایسا نہ ہو باغ مین جائین اور جاکر کانٹون مین پھنسین کسی بندۂ خدا کو کیون آزار پہونچے یہ نہ کہنا کہ ملکہ تے یاد فرمایا ہو اور حیلے سے بلاتا بادشاہ ہاتھ منھ دھوکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہ سامنے سے چند کنیزین آئین انھون نے آکر سلام کیا سامنے کھڑی ہین رعب سے کچھ کہ نہین سکتین بادشاہ نے پوچھا ارے تم کون ہو کسواسطے آئی ہو ایک اُنمین بہت طرار و قرار تھی اُسنے ہنسکر کہا کہ بالا کوہ تشریف لے چلیے آپ کو نفع ہوگا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بیخوف جاؤ کچھ مقام تردد نہین ہی سرخمو کے دل مین تمھاری جگہ ہی بادشاہ اُنکے ساتھ چلے مگر فیروزہ نے اُس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا ہنسکر کہا تمھارے دل مین ہماری جگہ ہی اُس کنیز نے ہاتھ چھڑا لیا اور غصے سے کہا ارے اپنی صورت تو دیکھ بن مانس معلوم ہوتا ہی فیروزہ نے کہا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون مگر تمھین بُرا معلوم ہوتا ہون بادشاہ نے فرمایا اہو فیروزہ بالاے کوہ چلو چلکر دیکھو کن صاحب نے یاد کیا ہی کنیز نے کہا وہ بالاے کوہ تشریف رکھتی ہین بادشاہ نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک نازنین سرکش حسن مین مدہوش نہایت غرور سے اُنکی طرف دیکھ رہی ہی بادشاہ کو بھی توجہ ہوئی بالاے کوہ تشریف لائے سرخمو پر اسے استقبال اُٹھی بادشاہ کو لاکر مسند پر جگہ دی اور سامنے کنیز جو بیٹھی تھی اُسنے فوراً ساز کو چھیڑا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہی — رنگ بے رنگ رہا کرتا ہی
دل مرا اپکے محبت کی شراب — نشے مین بھنگ رہا کرتا ہی
جوہر تیغ دکھاتا ہی حسن — عشق جو رنگ رہا کرتا ہی
گفتنی حال نہین ہی اپنا — کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہی
حلبی رخ مین ترے خالونسے — لشکر زنگ رہا کرتا ہی
منزل گور کے دیوانون کے — سینے پر سنگ رہا کرتا ہی
بندش چست سے تیری آتش — قافیہ تنگ رہا کرتا ہی

بادشاہ لگا نا سن رہے ہیں کہ سرخمو نے جام مراد ارغوانی پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا
سرخمو نے کہا میں سمجھ گئی کسی نے قسم لیلی ہوگی کہ کیکے ہاتھ کی شراب نہ پینا بادشاہ نے
فرمایا یہ بات نہیں فقط مذہب کا اختلاف ہے اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو میں شراب
پیوں سرخمو نے جواب دیا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ہر رگ من
تار گشتہ حاجت زنار نیست ہے بادشاہ نے جام ہاتھ سے سرخمو کے لے لیا سرخمو نے
مسکرا کر کہا میں نے اطاعت اسلام قبول کی بادشاہ نے جام نوش فرمایا سرخمو نے
پوچھا حضور کا کیا قصد ہے بادشاہ نے فرمایا طرف باغ ہمیشہ بہار کے جاتا ہوں ملکہ
سرخمو نے کہا آپ کے واسطے وہاں دام مکر بچھے ہیں ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی وہاں
گرفتار ہوجائیں میں بھی چلتی ہوں میرے ساتھ چلیے یقین ہے کہ محفوظ رہیے گا یہ کہکے
ایک تخت تیار کیا اور عیار سے کہا تم کیسے عیار ہو بادشاہ کی صورت بدلدو فوراً
فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بادشاہ کی صورت تبدیل کی اور اپنی
صورت ایک کنیز کی بنائی تخت اڑتا ہوا چلا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آگ برسنے
لگی پھر پانی برسا آگ بجھ گئی اور آگے بڑھے تلواریں برسنے لگیں کچھ سپریں پیدا
ہوئیں ان سپروں نے تلواروں کو روکا سرخمو نے کہا یہ کیا معرکہ ہے کون سحر کرتا ہے
اور کون مٹا دیتا ہے بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ متیں وگلرنگ سحر کرتی ہوئی
آتی ہیں بادشاہ نے فرمایا یہ ہماری خیر خواہ ہیں کہ باغ ہمیشہ بہار معلوم ہوا یہاں
کمیاب مسند پر بیٹھی ہے صدہا تاجدار جمع ہیں کمیاب یہی ذکر کر رہی ہے کہ بادشاہ آتے
ہیں مگر بڑا غضب ہوا کہ سرخمو شریک ہوگئی ہیں ابھی آتی ہوں یہ کہکے اٹھکر چلی اور
ایک طرف روانہ ہوگئی جب بادشاہ اس دربار میں پہونچے سب تاجدار کھڑے ہوگئے
بادشاہ ایک جانب بیٹھے سرخمو نے پوچھا ملکہ کمیاب کہاں گئیں تاجداروں نے
کہا ابھی تشریف لے گئی ہیں تھوڑی دیر میں آتی ہیں بادشاہ نے فرمایا اے تاجداران
جلیل انصاف کرو کہ جمشید ثانی کو سجدہ کرتے ہو ایک شخص مکار جعلساز شعبدہ باز
خداوند بنکر بیٹھا ہے تم لوگوں کو مطیع کیا ہے مناسب یہ ہے کہ اسپر لعنت کرو سبنے بے اختیار

پکار کر آواز دی ہم آپ کا حکم مانتے ہین سب تاجدار مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے اپنے کو ظاہر کیا جمال بادشاہ دیکھکر حیران جمال ہو محو دیدار ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم تو آپ کے تابعدار ہین اب رخصت ہوتے ہین جنگ مین حاضر ہونگے یہی آرزو رکھتے ہین کہ آپ کے ہمراہ رہین لیکن اب حضور تشریف لائیے بی کمیاب جادو تو چلی گئین انکو یقین ہوا کہ طلسم کشا آتے ہین اسی سبب سے خمسو بھی کو گئین کہ سر خمسو شریک ہو گئین نہی سوچکر چلی گئین انکو خیال تھا کہ بادشاہ آکر آفت بپا کرینگے مگر حضور کو تشریف آوری آپکی باعث فخر و افتخار ہوئی بادشاہ نے انکو سب کو مطیع کیا مسند پر بیٹھے سب تاجدار بھی گرد بیٹھے اب فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگا

نظم

توسنے شہباز نظر کو جو ادھر چھوڑ دیا
تمنے بھی طائر دل باندھکے پر چھوڑ دیا

قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح
دام کاکل سے مجھے تونے اگر چھوڑ دیا

آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق
غم نے چکھتے ہی مزہ خون جگر چھوڑ دیا

سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جاکر
مین نے گو کینۂ پر بار سے در چھوڑ دیا

اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر
ہاتھ مین لیتے ہی بس مین نے تو زر چھوڑ دیا

ذبح کر ڈالونگا گر کہکے تو بولا شب وصل
مین نے سوبار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

خط نکلتے ہی ہوا اور بھبھو کا چہرہ
حسن نے کاہ کو شعلے پر مگر چھوڑ دیا

تونے جسرو ز سے قاتل مرے کوچے کاٹے
بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ
نہ کوئی ہاتھ سر دہی کا ادھر چھوڑ دیا

سب نے گانا فیروزہ کا بہت پسند کیا پھر سب نے کہا پہلو پر اس باغ کے ایک باغ ویران ہی کیا عجب ہی کہ بی کمیاب وہان جاکر ٹھہری ہون کچھ انتظام کرتی ہون بادشاہ اُٹھے سب تاجدار ساتھ ہین پہلو پر اُسی باغ ہمیشہ بہار کے ایک دروازہ ملا اُس دروازے مین داخل ہوے تاجدار آگے بڑھے ایک قصر شکستہ اُس باغ مین تھا تاجدارون نے کہا کہ بی کمیاب ایک گوشے مین بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چند کنیزین جو ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہی کہ صاحبو حیران ہون کہ کہان بھاگے

چھپون بڑا غضب ہوا کہ سب تاجدار بھی مطیع ہوگئے کہ تاجدارون نے آکر سلام کیا کمیاب کھڑی ہوگئی کہا صاحبو مین تمسے ملنا نہین چاہتی تمھارے جسم سے بو سے اسلام آتی ہو بس الگ رہو میرا تو یہ حال ہو کہ زندگی بیری مجھکو خود وبال ہو نظم

دم ہو بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا / قائل خلق ہو عالم تری عریانی کا

جاؤن وحشت مین کہان وادئ ایمن کے سوا / ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا

پہونچے کیا گوشہ نشینون کو ضرر دشمن سے / آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا

کھینچتا تھا وہ بہت قامت جانا کی شبیہ / حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا

کسلئے تو مجھے مین جبین سا تو ہوا ہو ناسخ / چاند سا داغ ہو روشن تری پیشانی کا

سب تاجدارون نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہو ہمنے اطاعت نہین کی ہم آپ کے تابعدار ہین کہ پہلو سے آواز آئی کیون او کمیاب تو کہان جائیگی یہ کہکر شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم / بہار گلستان کاؤس و جم

تجلی دہ بزم اسلامیان / نہال گلستان صاحبقران

کمیاب نے جو شاہ کو دیکھا گھبرا کر آواز دی کہ اے مہیب آتش ریز جلد آکر شاہ کو روکو کہ پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے آکر شاہ سے کہا آگے نہ بڑھیے بادشاہ نے نہ مانا اُس پہلوان نے ہاتھہ تلوار کا مارا بادشاہ نے اُسکی تلوار روک کر عکس لوح کا اُسپر ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا وہ پہلوان جلنے لگا بادشاہ اُس پہلوان کو چھوڑکر طرف کمیاب کے متوجہ ہوے کمیاب اتنے عرصے مین انتظام اپنا کرچکی فوراً غرق زمین ہوگئی سب تاجدارون نے عرض کی کہ حضور نے عرصہ کیا کمیاب نکلگئی اب کمیاب کا ملنا دشوار ہو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لونوشتہ پایا کہ باغ سے نکلو جو عجائب و غرائب نظر آئین بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرو یہ برا وقت ہو اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو بلا مین پھنس جائیے گا اِدھر سب نے کہا کہ حکم جمشید ہو جو بادشاہ کو گرفتار کرے اُسی وقت قتل کر ڈالے سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ

بندگان عالی کو قتل کرین بادشاہ نے فرمایا اگر قضا میری اُنکے ہاتھ سے ہو تو نہ
بچونگا اور اگر موت نہین ہو تو اُنکی کیا مجال ہو کہ مجھکو قتل کر سکین اب آپ لوگ
رخصت ہوں مین فکر کمیاب مین جاتا ہون سب تاجدار تو رخصت ہوگئے لیکن
وعدہ کر گئے کہ جنگ مین آکر شریک ہونگے بادشاہ نے سب کو رخصت کیا جب
سب تاجدار جا چکے تو بادشاہ نے سرخمو سے بھی کہا کہ تم بھی اب رخصت ہو جاؤ
سب تاجدار جا چکے اور ہم حسب حکم لوح تلاش کمیاب مین جاتے ہین سرخمو کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے عرض کی مجھکو آرزو تھی کہ حضور کے ساتھ رہون مگر کنیز
کو آپ جدا کرتے ہین ناچار جاتی ہون یقین ہو کہ کمیاب میرے ساتھ فتور کرے
بادشاہ نے فرمایا کیا مجال ہو کہ تمسے کوئی آنکھ ملا سکے لوح ضرور خبر دیگی مین تمھاری
رہائی کو پہونچونگا اگر شاید گرفتار ہو گئین تو مین رہا کرونگا سرخمو روتی ہوئی
رخصت ہوئی مگر دل پر بڑا جبر ہوا ناچار طرف کوہ کے چلی فیروزہ نے شاہ کا
ساتھ نہین چھوڑا عقب مین آتا ہو اور یہی کہے جاتا ہو کہ حضور لوح سے غفلت
نہ کرین بادشاہ جو باغ سے باہر نکلے ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار
گلگون پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ٹھہرا اور بادشاہ سے کہا میرے مکان پر
چلیے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش آیا وہی بارہ ہزار
فوج اسکے بھی ہمراہ ہو اُسنے بھی آکر کہا کہ مجھے سرفراز کیجیے مین نے سامان دعوت
مہیا کیا ہو نقابدار گلگون پوش نے تلوار کھینچی کہا او بے حیا مین تو آیا تھا تو کیون
آیا زمرد پوش نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھا آج صورت زیبا دیکھی چاہتا
ہون کہ اپنے کلبۂ احزان مین لیجاؤن آخر دونون مین تلوار چلنے لگی شاہ کھڑے
دیکھ رہے ہین زمرد پوش کہتا ہو کہ مین شاہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا گلگون پوش
کہتا ہو کیا مجال مین پہلے دعوت کرلون پھر تجھے اختیار ہو زمرد پوش کہتا ہو ایسا
نہ ہوگا فوجون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارے لڑنے لگے سب نے تلوارین کھینچین
مغلوبہ ہونے لگی تھوڑے عرصے مین صدہا لاشے گر گئے آخر گلگون پوش ہاتھ سے

زمردپوش سکے مارا گیا زمردپوش دریاے خون مین نہایا ہوا سامنے شہریار کے آیا عرض کی غلام نے اُس مغرور کو مار ڈالا اب امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے فیروزہ نے عرض کی کہ حضور لوح ملاحظہ فرمائین جو لوح حکم دے وہ کیجیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوشتہ پایا کہ ہمراہ زمردپوش جاؤ مگر دمبدم لوح کو ملاحظہ کرتا لوح سے غفلت نہ ہو بادشاہ ہمراہ زمردپوش کے روانہ ہوے تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا بقول شاعر نظم

باغ کا در لبسان دیدۂ وا
محو نظارۂ گل رعنا

اُس گلستان روح افزا کا
باغبان ازل چمن پیرا

جتنے گل ہین جہان کے اندر
سب ہین اُس بوستان کے اندر

ہر خیابان مین دوڑتی ہی نسیم
لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم

اکطرف حوض ہین پر آب وتاب
دیدۂ عاشقان کی طرح پر آب

مین فوارہ یہ اُچھلتا ہی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہی

اکطرف کو صنوبر طناز
سر بسر جلوۂ سراپا ناز

سنبل اسطرح گرد عارض گل
جیسے رخسار یار پر کاکل

تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
جیسے غنیا نزہ کش کوئی میخوار

خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
میکشون کو نوید دیتے ہین

سرو آراستہ ہین دوش بدوش
ق
شکل مینا سے سبز پر مدہوش

ہین جو مشتاق سیر باغ بڑے
دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے

نہین کوئی درخت طالب آب
صورت نخل شمع خود سیراب

داغ لالہ ہین اسقدر پیدا ہی
حسن اور عشق سب ہویدا ہی

اکطرف کو دو زلف پیچان ہے
سبزۂ خط یار سے بہتر

کہین گلشن ہین نخل داؤدی
کہین بلبل کی لحن داؤدی

کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم	غزل	اس غزل کی پڑھی ہی ہر جا دھوم	
باغ مین آمد بہار ہی آج		چشم نرگس کو انتظار ہی آج	
پا بہ زنجیر موج آب سے کیون		باغ مین سرو جو ئبار ہی آج	
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد		قمریون کا مگر شکار ہی آج	

بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین تشریف لائے دیکھا فرش بچھا ہی بی کمیاب
مسند پر بیٹھی ہین بادشاہ نے للکارا کر او جھگوڑی کہانتک بھاگے گی منم سعد بن قباد
چراغ لشکر اسلام کمیاب نے آواز دی ای بادشاہ اب نہ بھاگونگی تمسے مقابلہ کرونگی
بادشاہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو مجھکو دیکھکر بھاگتی تھی آج کیا سبب ہی کہ یہ برای
مقابلہ آتی ہی لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ نکلا کہ یہ کمیاب جادو نہین ہی اپنے
ہمشبیہ کو بٹھا دیا ہی لیکن سمجھکر مقابلہ کرنا بادشاہ نے کمیاب نقلی کا سامنا کیا کمیاب
نقلی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر بادشاہ نے خالی دیے خالی دیکر لوح کو چمکا دیا
عکس لوح کا جو کمیاب نقلی پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکے
خاک ہوئی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا نقابدار زمرد پوش کو بھی نہ پایا باغ سے نکلے
جب بادشاہ نے قدم باہر رکھا باغ بھی جلکر خاک ہوا اگر دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ
بلند و مرتفع کھلا ہوا ہی ہزار ہا شاہزادیان ایک سے ایک زیادہ حسین اور جمیل
مشتاق کھڑی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلانے لگین بادشاہ نے وہ مجمع دیکھکر قصد کیا کہ
اُنکے قریب جاؤن اُدھر متوجہ ہوے تھے کہ فیروزہ بیقرار ہو گیا آخر تاب نہ آئی
پکارا اُٹھا کہ ای شہریار بدون ملاحظہ لوح قدم نہ بڑھائیے بادشاہ ہوشیار ہو گئے
لوح کو جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ سراسر مکر ہی اپنے کو مکر سے بچاؤ لوح کو اُنکے بیچ
مین پھینکدو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو بادشاہ نے لوح گلے سے اُتاری اور
پکار کر کہا کہ تمکو مجھسے کیا کام ہی یہ لوح حاضر ہی اسکو لے لو وہ عورتین لوح پر گرین
جسنے ہاتھ ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوئی سب شاہزادیان جلتین اور آواز دیتی ہین کہ
او سنگدل جلاد تجھکو ہمارے مرنے کا افسوس نہ ہوا خدا و ند جمشید تجھسے سمجھین گے

یہ کہتے کہتے سب جل گئیں کرنقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار
فوج بے انتہا ہمراہ آیا آتے ہی اشارہ کیا کہ یارو اسنے بڑی حسین عورتون کو قتل
کیا اسکو مار لو ہمارا شہر ویران ہوگیا کوئی اب حسین عورت شہر مین نہ رہی کل فوج نے
بادشاہ پر حملہ کیا مگر وہ بادشاہ ترغیب دے رہا ہے کہ یارو بخوبی جانتے ہو کہ اگر ہم قتل ہوے
تو تم لوگ بھی نہ بچوگے جہانتک ہوسکے یہی کوشش کرو کہ انکو گھیر کر مار لو اگر انکو مار لیا تو
بڑے نیکنام ہوگے کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکو
ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ لڑتے ہوے طرف اُس بادشاہ کے
چلے لوح کو جو گردش دی دیکھا وہ بادشاہ نہین ہو کمیاب تخت پر بیٹھی ہو اور سب کو
پکار رہی ہو کہ ہان یارو جنگ کرو بادشاہ نے ایک سوار کو مارا اور گھوڑا اُسکا لیا
سوار ہو کر لڑتے ہوے چلے کمیاب نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی جانب آتے ہین
آئینہ اُٹھا کر دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا زانوون پر ہاتھ مار لیا مصاحب جو
قریب بیٹھے تھے اُسنے کہنے لگی کہ دیکھو صاحبو کیا خرابی ہی مین نے اپنے بچانیکو
صورت بدل لی تھی مگر عکس لوح جو پڑا بصورت اصلی ہوگئی اب طلسم کشا اسطرف
آتا ہی بے باندھے لو جمگر کھڑے ہو اہل فوج جمکر کھڑے ہوے بادشاہ حیران ہین کہ تا بہ
کمیاب کیونکر پہونچون اگر ایک صف کو توڑا تو چار صفین جم جاتی ہین اے رحیم و کریم
تو اس مشکل کو آسان کر بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی
اندر سے قلعے کے جادوگر آتے ہین بادشاہ نے بیقرار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ اے

رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر نظم

جادہ گر براوج خوبی نیر اکبر یکے است	روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است	شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
ہست یک جانان بجسم جزو کل مانند جان	مثل دل در پہلوے ہر اہل دل دلبر یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر	صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
وحدہ ایجاد موجودات عالم واحد است	بے گمان و ریب بیشک خالق اکبر یکے است

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی طرف سے صحرا کے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی سو تاجدار تختون پر سوار پشت پر فوج بیشمار آکر پہونچے نعرہ کرکے لڑنے لگے کمیاب نے جو اُن تاجدارون کو دیکھا گھبراگئی ساتھ والے جو بیٹھے تھے اُن سے کہنے لگی کیون صاحبو تمنے اِن تاجدارون کو پہچانا کہ یہ کون لوگ ہین سب نے کہا حضور نے پہچانا ہوگا کمیاب نے کہا یہ وہ تاجدار ہین کہ جو باغ ہمیشہ بہار مین جمع ہوے تھے سب مطیع اسلام ہوگئے دیکھو میری فوج کو قتل کر رہے ہین اب سعد بن قباد کے معین بہت ہوگئے جسوقت اِنسے خداوند سے مقابلہ پڑیگا اُسوقت یہ سب اِنکی مدد کو آئین گے مجھے یہ خیال تھا کہ شاید اِن لوگون نے مکر سے اطاعت کی ہو مگر آج ظاہر ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے دل سے شریک ہوے ہر چند فوج کو ترغیب دیتی ہو مگر فوج دلدہی نہین کرتی جب سعد پڑھتے ہین اور لوح کو گردش دیتے ہین تو ساحر دیوانے ہوجاتے ہین بہت سے نابینا ہوگئے ٹٹولتے پھرتے ہین بادشاہ صفونکو توڑتے ہوے سامنے کمیاب کے پہونچے کمیاب نے بیقرار ہوکر آواز دی یا خداوند جمشید ثانی کیا آج میری موت ہو مین ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوجاؤنگی یا خداوند بچائیے بیقرار ہوکر جو کمیاب نے پکارا زیر تخت کمیاب سے ایک طائر پیدا ہوا مشل انسان کے آواز دیتا ہوا کہ اے کمیاب کیون بدحواس ہوتی ہو تجھکو کون قتل کرسکتا ہو میرا تو یہ حال ہو

نظم

حصول مطلب دل کی طرح محال نہین
وہ بے نیاز ہین عادت سوال نہین

گئے فراق مین ہوش وحواس وتاب وتوان
عجیب وقت ہو کوئی شریک حال نہین

تمھارے عشق نے وارفتہ کردیا ایسا
خوشی خوشی کی نہین رنج کا ملال نہین

سمائین کیا مہ وخورشید اپنی آنکھون مین
ہم اُس حسین کے ہین عاشق جسے زوال نہین

تیونکے عشق مین پھرتا ہو کیا خراب اے الش
خدا سے ڈر تجھے اندیشۂ مآل نہین

وہ طائر زمین سے یہ آواز دیتا ہوا نکلا کمیاب کے لپٹ گیا اور کمیاب کو لیکے اڑگیا کمیاب کا غائب ہونا کہ ایک دناٹا ہوا وہ فوج اور سارا قلعہ غائب ہوگیا

بادشاہ حیران تھے کہ یہ کیا شعبدہ ہوا یا تو سب لڑ رہے تھے یا سب غائب ہو گئے
حقیقت میں یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز ہو نہیں معلوم کیا حکمت کی کہ کمیاب جادو
کو بلوا لیا اب دیکھیے کیا کیفیت ہو یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نوشتہ پایا کہ سامنے
ایک قریہ ہو اُس میں مسعود زمیندار رہتا ہو وہان جاکر کمیاب چھپی ہو آپ اپنے کو
وہان پہونچائیے یقین ہو کہ مسعود زمیندار آپکی بہت خاطر کرے اور جو آپ کے
سامنے خاصہ لاکر چنے وہی کمیاب ہو جسوقت سامنے آوے اُسکا ہاتھ پکڑ لیجیے گا
سب کھانے مین اُسنے سودۂ الماس ملایا ہو کہ بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرین بادشاہ
یہ حکم دیکھکر وہان سے بڑھے مگر مسعود زمیندار اپنے کھیت پر کھڑا استغاثہ است زراعت
کر رہا تھا کہ کمیاب آکر پہونچی کہا اے مسعود آج میری مدد کر وطلسم کشا آستے ہین
اور ضرور آج اِس قریے مین آوینگے یہ میں بتا دیتی ہون سب کھانون مین اسکو بلا دو
جب آئین تم براے استقبال جاؤ جاکر اطاعت کرو اور عرض کرو کہ غلام آپ کی
دعوت کریگا میں بہ شکل خدمتگار حاضر رہونگی آج بادشاہ کو یہ کھانا کھلاؤ لاکھ تدبیر
کرینگے مگر دسترخوان سے نہ اُٹھ سکینگے مسعود زمیندار چند آدمیون کو ساتھ لیکر
براے استقبال چلا دیکھا بادشاہ آتے ہین جھک کر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا
ایک زمیندار وضع ہو چند کس ساتھ ہین کہ اُسنے عرض کی اے شہریار غلام اطاعت
اسلام کرتا ہو بادشاہ نے کلمہ پڑھایا جب مسعود کلمہ پڑھ چکا تو خاموش کھڑا ہوگیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون اے مسعود کیون خاموش کھڑے ہو مسعود نے عرض کی
کہ حضور کی میرے یہان دعوت ہو بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا مسعود رونے لگا
کہا اے شہریار آپ ایسے صاف باطن کو مٹانے کا ارادہ کرون کمیاب میرے پاس
آئی تھی سودۂ الماس دیگئی ہو اور کہتی تھی کہ دعوت کرکے بادشاہ کو کھلا نا مین تو یہ
جانتا تھا کہ حضور دعوت کو نہ قبول کرینگے ضرور لوح کو ملاحظہ فرماوینگے مگر حضور
ایسے صاف باطن ہین کہ میرے کلمہ پڑھتے ہی آپ نے اقرار کر لیا مجھکو بہت گران
معلوم ہوتا ہو کہ آپ ایسے بزرگ کو آفت مین پھنساؤن لہذا عرض کرتا ہون کہ جب

کھانا حضور کے سامنے آوے تو کمیاب بشکل خدمتگار حاضر ہوگی اُسکا ہاتھ تھام
لیجیے گا مین جانتا ہون کہ آپ شیر دلیر ہین آپ کے پنجے سے کب نکل سکیگی اگر اُسکی موت
آگئی ہو تو آپ کے ہاتھ سے ماری جاویگی بادشاہ نے مسعود کو گلے سے لگایا فرمایا
تم مسلمان کامل ہوا اے مسعود یہ خوب تصور کرلو کہ مین طلسم کشا ہون میری مدد غیب
سے پیدا ہوتی ہو کئی مرتبہ لوح طلسمی چھین لیگئی مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ معین پہلے
سے پیدا کر دیے اُن لوگون نے لوح لاکر پہونچائی اور مجھکو قید سے رہا کیا میرے
محسن بہت ہین اے مسعود تمھارا بھی ذکر ہمارے احسان کرنیوالون مین ہوگا اور
صاحبقران تمسے بہت خوش ہونگے مسعود زمیندار بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے
مکان مین آیا بادشاہ نے دیکھا مکان خام بنا ہوا ہو مگر چھوٹی مٹی سے لیپا ہوا ہو بادشاہ
کو لاکر مسعود زمیندار نے مسند پر بٹھایا حکم دیا کھانا تیار ہو مگر کمیاب اندر موجود
تھی اُسنے پوچھا اے مسعود وہ سودکا ماس ملا دیا مسعود نے کہا اے کمیاب جبتک
ہم بادشاہ کے ساتھ نہ بیٹھینگے تنہا کھانا بادشاہ کیونکر کھائینگے کمیاب نے کہا بہت
جاسے کہتے ہو لیکن مسعود نے کہا مین وقت پر بادشاہ کے آگے ملادونگا کمیاب
خاموش ہورہی کھانا تیار کرا رہی ہو شام کو جب کھانا تیار ہوچکا تو مسعود نے
کہا مین جاکر بیٹھتا ہون اور دسترخوان بچھواتا ہون تم کھانا لیکر آؤ مسعود نے جاکر
دسترخوان بچھایا اور بادشاہ کو اشارہ کر دیا کہ اب کمیاب بشکل خدمتگار آتی ہو
حضور ہوشیار رہین بادشاہ نے لوح طلسمی ہاتھ مین لیلی کہ کمیاب جادو کھانا
لیکر آئی مسعود نے اشارہ کیا بادشاہ نے فرمایا او خدمتگار میرا ہاتھ دھلادے
کمیاب آفتابہ لیکر آئی بادشاہ کا ہاتھ دھلانے لگی بادشاہ نے کمیاب کا ہاتھ زور
تھام لیا اور لوح کو چمکایا صورت کمیاب کی بدلی ہوئی تھی سحر تو اُتر گیا وہ
بصورت اصلی ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ چھڑالون مگر شیر کے قبضے مین آئی بادشاہ نے
فرمایا اے کمیاب بڑے بڑے مکر کرتی رہی اب کہانتک مکر کریگی مناسب یہ ہو کہ
اطاعت اسلام اختیار کرو ورنہ اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے ہرگز منھ

نہ سوڑونگا کمیاب قدموں پر گر پڑی کہتی تھی میں کنیزی اختیار کرونگی میری کیا مجال ہے
کہ اطاعت سے منھ پھیروں بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا کمیاب جادو وہاں سے نکلی
بادشاہ کو ایک عرضی لکھی خدمتگار کو دی کہ یہ کاغذ بادشاہ کو جا کر دیدے خدمتگار
نے عرضی لاکر بادشاہ کو دی بادشاہ نے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ اے شہریار میں نے
کیا فقرہ کیا کیونکر رہائی پائی اب آپ مجھکو نہ پائیے گا میں اب جاتی ہوں اور آپ کے
عزیزوں کو جا کر قتل کرونگی بادشاہ نے عرضی پڑھکر زانوں پر ہاتھ مارا مسعود نے
پوچھا اے شہریار اس کاغذ میں کیا مندرج ہے بادشاہ نے فرمایا اے مسعود کمیاب نے
پھر دعوکا دیا خدمتگار سے پوچھا کمیاب کہاں ہے اُسنے عرض کی کہ مجھکو کاغذ دیکے
چلی گئی ہزار ہا کوس پہونچی ہوگی دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ نے فرمایا اے مسعود اگر
میں لوح سے غفلت کرونگا تو اُسکا شعبدہ چل جائیگا مگر میں نے یہ فکر رکھی ہے کہ بدوں
ملاحظہ لوح کوئی کام نہیں کرتا بادشاہ اسی تردد میں بیٹھے ہیں خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا
مسعود نے عرض کی حضور نے خاصہ نہیں نوش فرمایا غلام کو بڑا تردد ہے بادشاہ نے
ہاتھ بڑھایا کہ خاصہ نوش کریں کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار
اِس علاقے کا ناظم صفدر جنگ آزما ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہے اور داخل قریہ ہے
بدعت کر رہا ہے کہ تم لوگوں نے دشمن خداوند کو کیوں آنے دیا اب یہ ارادہ گرفتاری
حضور آتا ہے بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے باہر نکلکر دیکھا کہ فوجیں چلی آتی ہیں ایک
شخص نہایت بلند بالا گھوڑے پر سوار سب سے کہتا ہوا آتا ہے یارو ہوشیار رہو
جب میں اشارہ کروں چہار جانب سے گھیر لینا بادشاہ نے بھی صفدر کو دیکھا
مادیان زرہ بندارکسی ہوئی تھی بادشاہ اُسپر سوار ہوے اور نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار کی

شہنشاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہِ بزم اسلامیان	بہار گلستان کاؤس و جم نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کر کے جا پڑے صفدر ہر چند غل مچاتا ہے کہ ہاں یارو طلسم کشا کو گھیر لو فوج
کے لوگ نہیں بڑھتے بلکہ اور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں بادشاہ قتل کرتے ہوے جاتے

ہین کہ صفدر قریب آگیا بادشاہ نے للکارا کہ او نامردان بیچارہ دن غریبونکو تعذیب دیتا ہی تو سامنے نہین آتا کہ صفدر نے گینڈا بڑھایا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوے اہل قریہ نے چار جانب سے صفدر کے ساتھ والون کو گھیر لیا آخر وہ سب فریاد کرنے لگے کہتے تھے او طلسم کشا امان ہی بادشاہ نے سب کو امان دی دس ہزار جوان اور دو افسر کلان مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے سب کو امان دی اور ساتھ لیکر مکان پر مسعود کے آئے سب کو اتارا آپ اندر تشریف لائے لوح کو ملاحظہ کیا اب بادشاہ کو دمبدم تردد ہوتا ہی ہر مرتبہ لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین اب نوشتہ پایا کہ اپنے کو صحراے خشک مین پہونچائیے یقین ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو کمیاب لشکر جمع کر رہی ہی بادشاہ خاصہ نوش کر کے اپنے مقام سے اٹھے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو حاضر ہوا اور بادشاہ کو بصحت وعافیت دیکھکر بہت خوش ہوا عرض کی کہ اے شہریار راہ مین کمیاب سے ملاقات ہوئی تھی مین نے اس سے ساحر کی شکل بنکر پوچھا اسنے بیان کیا کہ بادشاہ کو مسعود زمیندار مار لیگا ناظم سے بھی کہ آئی ہون یقین ہی کہ بادشاہ کا خاتمہ ہوا ہو مین نے حضور کو بصحت وعافیت دیکھا اب حضور کہان جاتے ہین وہ کہتی تھی کہ صحراے خشک مین جاکر لشکر کشی کرونگی اب وہ سامان ضرور کر رہی ہوگی بادشاہ نے فرمایا لوح نے بھی خبر دی ہی کہ صحراے خشک مین جائیے کمیاب سے ملاقات ہوگی تو مین وہین جاتا ہون فیروزہ نے پھر عرض کی کہ لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا مناسب یہ ہی کہ دمبدم لوح کو ملاحظہ فرمائیے کسی مقام پر غفلت نہ ہو مین یہ چاہتا ہون کہ اب انجام طلسم ہی حضور کو تکلیف نہ پہونچے اور ایسا نہو وہ مکارہ کوئی ایسا مکر کرے کہ حضور اسکے دام مکر مین پھنسین بادشاہ نے فرمایا مین دمبدم لوح دیکھتا ہون مگر دیکھیے اس صحرا مین کیا انتظام ہو کہ لوح خبر دے چکی ہی کیا عجب ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو اسکے مرتبہ تو مکر سے رہا ہوئی

مگر اب اُسکا عذر نہ مانونگا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو اُسی صحرا مین قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا بادشاہ نے فرمایا الگ الگ رہو جب وقت کسی دعوے کا ہو تب خبر و الانشاء اللہ فوراً لوح ملاحظہ کرونگا یہ فرما کے بادشاہ بڑھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا ایک صحرا سے ویران کف دست میدان ہی درخت سوکھے ہوئے خشک پتون کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار صحرا سے پُرخار بادشاہ نے گھوڑا آگے بڑھا کے دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین اُسی صحرا مین سب جمع ہوتی جاتی ہین مگر کمیاب جادو کو دیکھا کہ لشکر آراستہ کر رہی ہی اور ترغیب دیتی جاتی ہی کہ صاحبو ایسی جنگ کرو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے سحر نہ کرو کیونکہ وہ صاحب لوح ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر ایسا بلوہ کرو کہ بادشاہ جنگ سے عاجز ہون بادشاہ نے جو دیکھا کہ کمیاب پھر رہی ہی آواز دی کہ او کمیاب مین آپہونچا کمیاب نے فوج کو اشارہ کیا کئی لاکھ ساحر تھے لپیا لپیا کہکر دوڑے مگر اُس نہنگ بحر جرأت نے کچھ خوف نہ کیا بے خوف جا پڑے جنگ کرنے لگے مگر ساحر تو سحر کے عادی ہین ہر چند چاہتے ہین کہ نیزے اور تلوار سے لڑین مگر قبضے ہاتھو نسے نکلے جاتے ہین اور کمانین کاندھونسے گری پڑتی ہین جب سحر کرتے ہین تب بادشاہ لوح چمکا دیتے ہین وہ سحر اُلٹا پلٹتا ہی اور سحر کرنیوالے کا کام تمام ہوتا ہی کئی سو ساحر اسی طرح مارے گئے کئی افسر نامی بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے کمیاب نے دیکھا کہ اس انتظام سے بھی کوئی نفع نہ ہوا منظور رہوا نکلجاؤن پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی ادھر بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اب اگر نکلجائیگی تو آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو بحر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ پڑھکر تاک کر مارا کمیاب نے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر موت گھیرے ہوئے تھی تیر نے خطا نہ کی سینے پر کمیاب کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا غل اور شور برپا ہوا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من کمیاب جادو لہو و قطرے خون کے جو اُسکے جسم سے گرے سب ساحر جلنے لگے چند زاغ تڑپ کر گرے لاش کمیاب کا اُٹھا کر لے چلے

پرون سے اپنا سر پیٹتے ہوئے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ کمیاب کا
لاشہ آکر پہونچا نذرانھون نے وہین ڈالدیا جمشید ثانی نے جو لاشہ کمیاب دیکھا گھبرا گیا
شاہزادیون سے کہنے لگا کہ آج وہ ساحرہ قتل ہوگئی جو اس طلسم کی پشت و پناہ تھی اب
شاہون کو اور پہلوانون کو نامہ لکھون کہ سب آکر جمع ہون وزیرانے فرمان روانہ کیے
ہرایک کے نام یہی حکم تھا کہ اپنے مقام سے مع فوج کوچ کرو اور آکر جمع ہوجاؤ مین یہ
چاہتا ہون کہ تا آنے بادشاہ کے لشکر سب جمع ہوجائے ایسا مقابلہ پڑے کہ بادشاہ کو
بھی شاق ہو اُنکے ساتھ اُنکے بھائی بھتیجے بھی ہین سب لشکر لیکر آئینگے نامے روانہ
ہوگئے جابجا سے پہلوان آنے لگے سامنے قصر ہفت رنگ کے اُترتے ہین جو
ملاقات جمشید کو آتا ہی سجدہ کرکے کہتا ہی یا خداوند مین طلسم کشا کو مارلونگا جمشید کچھ
جواب نہین دیتا خاموش ہو رہتا ہی ایک ہفتے مین لشکر بے حساب جمع ہوگیا چوتھے
دن ایک پہلوان آیا کہ بیناے سرجوش اُسکا نام ہی جمشید کو سجدہ کرکے اُسنے کہا کہ یا
خداوند مجھکو بہت شاق ہی کہ بادشاہ زندہ ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ لاؤن جمشید نے
کہا ای بیناے سرجوش صبح و شام مین وہ بھی آیا ہی چاہتے ہین جلدی نہ کرو بیناے نے
کہا یا خداوند مجھے بہت شاق ہی کہ آپ کو شگفتہ نہین پاتا یہ وہ قصر ہی کہ آٹھ پہر عیش و
جشن رہتا تھا اب اُس مکان مین سناٹا پڑا ہی آپ کے بندے کو بہت ناگوار ہی کہ آپ
پریشان ہین ہرچند جمشید نے سمجھایا مگر بیناے سرجوش اپنی ہی کہے گیا آخر جمشید
نے کہا ای بیناے سرجوش اچھا تم روانہ ہو جو خوشی تمھاری مگر بہت سمجھکر مقابلہ کرنا
بیناے سرجوش گینڈے پر سوار ہوا اور طرف سعد بن قباد کے چلا ادھر بادشاہ
نے بعد قتل کمیاب لوح کو جو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اب قصر ہفت رنگ پر لشکر کشی
کیجیے بادشاہ نے سب فوج کو جمع کیا اور صاحبقران کو عرضی لکھی کہ جہاندار عالی مین
طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون آپ کے اقبال سے کمیاب کو بھی قتل کیا اگر
حضور بہ اطمینان ہون تو قصر ہفت رنگ پر تشریف لائیے جو سردار حضور کے
قریب ہین اُن سب کو بھی خبر پہونچے عمر نامدار رستم پیلتن سے عرض کرتا ہون کہ بقوت

پروردگار ساتوین مرحلہ جات فتح کیے آپ کے اقبال سے کمیاب بھی قتل ہوئی اب
امیدوار ہون کہ قریب قصر ہفت رنگ کے تشریف لائیے شتر سوار نامہ لیکر چلا
صحرا ہے نوبہار مین رستم فروکش ہین کہ نامہ دار سے لاکر نامہ دیا رستم پڑھکر بہت خوش
ہوے ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج ہین مگر سعد نے اپنا نیز رگ جاکر
ایسے فقرات لکھے تھے کہ رستم نے سماک کو حکم دیا کہ لشکر تیار کراؤ ہم آج ہی کوچ
کرینگے حکم کی دیر تھی لشکر تیار ہوا رستم استر مالا کبود فرنگی پر سوار ہوے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان پشت پر کئی لاکھ کا لشکر گینڈا ابڑھاے ہوے آتا ہے رستم
کو معلوم ہوا کہ مینا سے سرجوش نامے پہلوان ہے براے مقابلۂ بادشاہ جاتا ہے اسی
مقام پر گھوڑا روک لیا مینا سے سرجوش نے بادشاہ کو نہین دیکھا تھا سمجھا کہ یہی
بادشاہ اسلام ہین اسنے بھی لشکر مقابلے مین اُتار دیا جب فروکش ہوچکا اور بارگاہ
مین آکر بیٹھا تب اِسکو معلوم ہوا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران طرف قصر
ہفت رنگ کے جاتے ہین میکار اُٹھا کہ اب تو ما بدولت نے قصد کیا جو سامنے پڑیگا
اسکو قتل کرتا ہوا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے رستم کو خبر دی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش شہنشاہ فلک اول کو شکست دیکر بالاے چرخ
آیا تمام عالم منور و روشن ہوا نظم

ستا یک ہوا وان سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرمخو اور روشن نگاہ
سپیدہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
نمایدید بہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

و اُدہر لشکر سپیدہ ان مین آ... مغین آراستہ ہو نقیبون نے نقابت کی اور
... ... مینا سے گینڈا اپنا بڑھایا سپیدہ ان مین آیا پکار کر آواز دی کرا ے

رستم میرے مقابلے مین آؤ مین برائے مقابلہ بادشاہ چلا تھا مگر تم راہ مین ملگئے خیال مین
آیا کہ تمھارا بھی خاتمہ کرتا چلون اب میرے مقابلے مین آؤ تو احوال معلوم ہو رستم
کو بہت ناگوار ہوا ہر چند کہ رفقا ساتھ تھے اور عرض کرتے تھے کہ حضور میدان مین ہرگز
نہ جائین ہم جا کر مقابلہ کرینگے مگر رستم نے نہ قبول کیا سب کو روک کر مرکب بڑھایا مینا
نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا کئی تیر مارے رستم نے تیر خالی دیے جب قریب پہونچے
مینا نے کہا اے رستم تو نے میرا حال سنا ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہو کئی قلعے
فتح کیے تم میرے مقابلے مین چلے آئے کچھ خوف نہ کیا رستم نے فرمایا او مغرور کیون
زیادہ غرور کرتا ہو زبان تیغ سے کلام کر کہ حال جرأت کھلے مینا نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ آپس مین چلنے لگا بعد چند طعنون کے رستم
نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینا کے سر جوش کے نکلگیا مینا سے سر جوش
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار خالی دیا اسیطرح متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
مینا نے مارے مگر رستم نے سب خالی دیے مینا کو معلوم ہوا کہ یہ جوان فنون
سپاہ گری سے خوب واقف ہی تلوار روک کر کہا اے رستم کسے ساتھ لیکر آئے ہو وہ
پشت پر کھڑا ہو تیر مارا چاہتا ہو رستم نہایت آتشخو و شعلہ مزاج ہین سمجھے محبت مین کوئی
سردار چلا آیا غصے مین پلٹے مینا نے ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زخمی ہوا انکو بہت غصہ آیا
کہا او مکار یہ کیا تو نے فریب کیا یہ کہکر تیغۂ کیبتان کھینچا تلوار جو چمکی مینا گھبرایا
آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا گینڈے کی باگ پھیری گینڈے کو
بھگایا رستم کے سر سے خون تو جاری ہو تعاقب مین چلے آگے آگے مینا جاتا ہو
اور پیچھے پیچھے رستم جاتے ہین جب وہ قریب فوج کے پہونچا تو پکار کر آواز دی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا مگر رستم سب کو درہم
و برہم کرتے ہوے جاتے ہین ملازمان رستم نے جو دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے
فوج نے فوج کو روکا مگر رستم کی نگاہ طرف مینا کے ہو اور فرمایا کہ اب مارے
بچھکو نہ پلٹو نگا آگے آگے مینا جا رہا تھا آخر لشکر سے نکلا اور ایطرف صحرا کے چلا تھا بین

بیناکے گذر اکہ ہفت کوہ زلازل قریب ہو زلازل مردار خوار وہان رہتا ہو سات
پہاڑ درمیان مین ہین وہان جاکر جان بچیگی یہ سوچکر بھاگا کوسون بھر راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا
زلازل مردار خوار شکار سے پلٹ کر آیا ہو اور اپنے گینڈے سے اتر رہا ہو بینا گھبرایا
ہوا پشت پر زلازل کے آیا مگر خوف سے کانپ رہا ہو زلازل نے پوچھا اے بینا خیر تو
ہو بینا نے کہا اے زلازل فرزند حمزہ میرے تعاقب مین آتا ہو جلد انتظام کرو یہ کہکر طرف
پہاڑون کے بھاگا زلازل نے ہنسکر کہا اے بینا اسقدر گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ
میرے ہفت کوہ کے سامنے آئے سب جانتے ہین کہ زلازل مردار خوار یہانکا
حاکم ہو ابھی کل کا ذکر ہو کہ کاروان تاجران یہان آکر اترا شب کو قزاق آئے کاروان
لوٹنے لگے اہل کاروان نے فریاد کی کہ زلازل مردار خوار کی دوہائی ہو مین کوہ سے
نکل آیا آتے ہی نعرہ کیا کہ اے قزاقو تم کیون غریبون کو لوٹتے ہو میرا نام سنکر سب
قزاق بھاگ گئے اور مال بھی چھوڑ گئے میرا نام ایسا روشن ہو کہ پہلوانان عالم
اس پہاڑ کی جانب رخ نہین کرتے ہین پسر حمزہ کی کیا لیاقت ہو کہ یہانتک آسکے
نام سے میرے بھاگیگا مگر بینا سے سرجوش ایسا خائف تھا کہ ساتون درے طی
کر گیا آٹھوان کوہ کہ مقام بارگاہ زلازل ہو وہان جاکر ٹھہرا مگر فوج سے کہ رہا ہو
کہ صاحبو جاؤ دیکھو وہ جوان آیا کہ نہین آیا یہان زلازل گینڈے کو چمکا رہا ہو بارہ
چودہ ہزار جوان جمع ہین اُنسے کہ رہا ہو کہ اگر پسر حمزہ آئے تو تم لوگ دخل نہ دینا
مین اکیلا اُس سے سمجھ لونگا سب کہ رہے ہین کہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ آپ کے سامنے
حریف آئے اور ہم تامل کرین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن
تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین گھوڑا اڑاے ہوے آتے ہین زلازل نے نعرہ کیا کہ او
پسر حمزہ یہان نہ آنا ایک وار مین کام تمام کرونگا مگر رستم کو نہایت غصہ تھا جواب
بھی نہ دیا اُسی طرح گھوڑے کو اڑاے ہوے روبرو زلازل کے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم

شہ اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زلازل نے بڑھکر نیزہ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا تلوار سے نیزہ اُسکا قلم کیا زلازل
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے وار خالی دیے آخر تلوار کا ہاتھ مارا
برق شمشیر جو چمک کر گری خرمن حیات زلازل کو جلادیا کر زلازل کے دو ٹکڑے ہوے
جب فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب رستم پر لوٹ پڑے رستم لڑ رہے ہین
مگر فرماتے ہین کہ مینا سے سرجوش کہان گیا بعض جواب دیتے ہین کہ وہ اندرون
ہفت کوہ ہی آخر سب سامنے سے رستم کے بھاگے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بالاے
کوہ ہفتم مینا کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ صاحبو خبردار رستم کو یہان نہ آنیدو وہین روکو
رستم طرف کوہ کے چلے اور آواز دی کہ او مینا مکار مین وہین آتا ہون مینا سمجھا کہ
ان درون کو کیونکر طی کرینگے کہ دیکھا سب بھاگے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای
پہلوان دوران ہمنے رستم سے شکست کھائی زلازل مارے گئے باہر جاکر رستم
سے مقابلہ کرو تم تو بڑی آفت لیکر آئے اُس جوان کی شمشیر زنی ایسی ہی کہ ہمنے کبھی
اِسطرح کسیکو لڑتے ہوے نہین دیکھا پشت وپہلو سے خبردار جو کوئی سامنے آیا
علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے مینا نے کہا مین تو سامنے
نہ جاؤنگا اگر یہان آوے گا تو سمجھ لونگا چند آدمی سامنے کھڑے ہوے تھے ایکنے
کہا ای پہلوان دوران ایک تدبیر ہی اگر کہو تو کرون مینا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی
اُس جوان نے کہا ایک فیل مست ہی کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہی ہمارے افسر جو مارے
گئے وہ اکثر اُس ہاتھی کو شکار مین لیجاتے تھے جہان صحراے شیران ہوتا تھا وہان
چھوڑ دیتے تھے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ چار چار شیرون نے آکر اُس فیل کو گھیرا
مگر اُس فیل نے اُن شیرون کو مارا تین درے تو رستم طی کر چکے ہین چوتھے درے
پر اگر کہیے تو ہاتھی کو جا کر کھڑا کرون رستم دیکھکر پلٹ جائینگے مینا نے حکم دیا
کہ جلد فیل کو لیجاؤ درۂ چہارم پر لیکر کھڑے ہو وہ جوان بھاگا آکر فیل کو زنجیرون
سے کھولا ایک فیلبان اُسکی پشت پر سوار رہا گجک ہاتھ مین لیے درۂ چہارم
پر آکر ٹھہرا سامنے سے دیکھا کہ رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین فیلبان نے

للکارا کہ او جوان پلٹ جا اگر یہان آئیگا تو فیل کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر رستم نے
کچھ اسکے کہنے کا خیال نہین کیا اور فرمایا کہ او بے حیا یہ ہاتھی مجھکو کیا روکیگا اگر دیوار
لوہے کی ہوتی تو اسکو توڑ کر نکلجاتا یہ فرما کر گھوڑے سے کود ے فیلبان نے فیل
کو اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی رستم نے سونڈ اسکی پکڑ لی ہاتھی تو سمجھا کہین نے
سونڈ مین لپیٹ لیا اور رستم دونون ہاتھون سے سونڈ اسکی تھامے ہوئے ہین
ہاتھی نے اپنی طرف کھینچا رستم نے دونون پانوٗن ہاتھی کے پانوٗن مین اڑا کے
ٹکّر مارا کہ مع نرخرے گردن کھسیٹ لی ہاتھی چرخ مار کر گرا رستم پھر گھوڑے پر
سوار ہوئے مینا نے جو یہ خبر سنی اور زیادہ بدحواس ہوا ہر ایک سے کہتا ہے کہ یارو
جا کر روکو لپسر حمزہ میری فکر مین آتا ہے بیس پچیس ہزار جوان سانوین درے پر آکے
ٹھہرے کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی دیکھا کہ وہی جوان آتا ہے کچھ فوج کا خوف نہ کیا اور
رستم جا پڑے جو سامنے آیا وہ مارا گیا چند کو مار کر صفون کو درہم و برہم کر کے رستم
نکلے دیکھا مینا سے سرجوش دربارگاہ پر کھڑا ہے مگر خوف سے کانپ رہا ہے رستم نے
للکارا او مینا کہانتک بھاگیگا مینا نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا فوج کو ہر چند
اشارہ کرتا ہے مگر فوج والے آگے نہین بڑھتے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ملک الموت
کے سامنے کون جائے جو اس جوان کے سامنے گیا وہ زندہ نہ پلٹا جب مینا نا چار
ہوا تب گینڈا بڑھا یا بڑھا کر سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار
خالی دی نہایت غصہ تھا ہاتھ تیغے کا مار دیا کہ مینا سے سرجوش کے دو ٹکڑے
ہوئے سر مینا کا کاٹ کر شکار بند سے باندھا چاہا کہ پلٹون کہ وزرا امرا دوڑے
ہوئے آئے عرض کی کہ اے شہریار افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بے سردار ہین اور
چاہتے ہین کہ حضور کی اطاعت کرین زیر سایۂ دامن دولت بسر کرین رستم نے
اُن سب کو مسلمان کیا وزرا نے چاہا دعوت کرین رستم نے کہا مین میدان جنگ
سے یہان آیا ہون ساتھ والے کیسے پریشان ہونگے انتظار کر رہے ہونگے
پھر لنوع سب کو سمجھا کر رستم درہ ہاے کوہ سے نکل آئے وزرا نے کہا کہ چند

سواروں کو ساتھ لیتے جائیے کہ آپ کا سر زخمی ہو رستم نے نہ قبول کیا اکیلے چلے مگر خون اسفندر سر سے جا رہی ہوا ہو کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہو مگر چلے جاتے ہین راہ مین دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہو خیال مین گذرا کہ اس باغ مین چلکر ٹھہرین چند ساعت بسر کرین جب زخم مائل بخشکی ہو تب طرف لشکر کے چلین یہ سوچ گھوڑے سے اترے باغ مین آئے دیکھا گلہائے رنگا رنگ وشگوفہائے بوقلموں ہین چمن سرسبز و شاداب سارا باغ نایاب تصفائے کاریہ باغ ملکہ شمس مہر طلعت کا ہو بیٹی مہران تاجدار کی بر سر بام بیٹھی ہو نظارہ باغ کر رہی ہو کہ اسکی نگاہ پڑی کہ ایک جوان دریائے خون مین نہایا ہوا آگے آگے آپ پشت پر مرکب ٹہلتا ہوا آتا ہو لیکن عجیب آن بان دیکھی کہ تیور پر بل پڑے ہوئے ہین مگر نہایت سست ہو ہر مقام پر یہی چاہتا ہو کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤں پتھر کی ایک چوکی بچھی ہوئی تھی رستم اسپر بیٹھتے ہی بیہوش ہوگئے ملکہ شمس مہر طلعت بام سے اتر ہی ٹہلتی ہوئی قریب رستم کے آئی اور بخوبی جمال دیکھا بقول شاعر نظم

جمالی دیدہ از حد بشر دور	نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز	ز مژگان بر جگرہا ناوک انداز
مقوس ابرویش محراب پاکان	معنبر سائبان بر خوابناکان

جمال بے مثال دیکھتے ہی شمس مہر طلعت کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا وہین بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا کنیزوں سے کہا کہ جراح کو بلاؤ اسکے ٹانکے لگائے ہین اس سے دریافت کرونگی کہ تجھکو کسنے زخمی کیا بڑی خرابی کی بات ہو کہ ہماری عملداری مین آکر زخمی ہوا اور ہم کوشش نہ کرین کنیزین جراح کو بلا کر لائین رستم کے ٹانکے لگائے حکم دیا کہ سب سامان تیار رہے کنیزوں نے یخنی وغیرہ تیار کر رکھی رستم کی جو آنکھ کھلی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سرہانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہو مگر خورشید جمال ابرو ہلال عارض ماہ کمال سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار سراپا خوب محبوب مطلوب ہو نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حُسن | بھوین دست و بازوے جلاد حُسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین | قیامت نہان گوشۂ چشم مین

رستم دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھے اُس نازنین نے کنیزون سے کہا کہ یخنی لاؤ اِس جوان کو پلاؤ کنیزین یخنی لیکر آئین رستم نے انکار کیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث ہی کہ آپ نہین نوش فرماتے رستم نے کہا تمھارا مذہب کیا ہی ملکہ نے کہا ہمارا خداوند جمشید ثانی ہی جاگتی جوت کا خداوند ہی رستم نے کہا اے ملکہ انصاف تو کرو کہ انسان خدا ہو سکتا ہی ایک شخص مکار و جعلساز شعبدہ باز سحر کے زور سے خدائی کر رہا ہی پروردگار وہ ہی کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا چاند سورج آسمان پر انسان زمین پر سب کو رونق ملی ہر ایک کے حال سے خبردار ہی قریب رگِ گردن اُسکا مقام ہی وحدہ لاشریک نام ہی اِس فصاحت سے رستم نے بیان کیا کہ شمس مہر طلعت کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین تب رستم نے یخنی پی ملکہ نے کہا کہ اے شہریار باپ میرا مہران تاجدار ہی نامہ جمشید کا پہونچا تھا کہ اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی تو باپ نے میرے لشکر گران جمع کرکے کوچ کا ارادہ کیا ہی مجھسے کہا تھا کہ تم بھی چلنا مین نے تو اقرار نہین کیا مگر کل باپ میرے قریب اِس باغ کے آکے اُترینگے ایسا نہ ہو کوئی دردانہ آنکے ذکر کر دے تو وہ بڑے بہادر ہین فوراً آفت برپا کرینگے رستم نے کہا ہمارے فرزند سے مقابلہ ہی سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین ہمارا ابھی ارادہ ہی کہ اُنکی کمک کو جائین انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑے کہ جمشید عاجز ہو جائے طلسم ظاہر سے بھاگکا طلسم باطن مین آیا مگر شہریار نے پیچھا نہ چھوڑا ملکہ نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے نام اپنا بتایا کہ رستم میرا نام ہی لقب علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران مین اُنکی شہریار کی مدد کو جاتا ہون ملکہ نے پوچھا آپ زخمی کہان ہوے رستم نے کہا مینا سے سرجوش نامے پہلوان تھا اُسنے مکر سے مجھکو زخمی کیا پھر بھاگا ہفت کوہ زلزل پر چھپا مین نے جاکر زلازل کو مارا اور وہین مینا کو بھی قتل کیا وہان سے

پلٹا تھا سر سے اسقدر خون بہا کہ یہاں آکر بیہوش ہوا تمنے مدد کی تو گویا جان بخش ہو
مین تمھارا ممنون ہون ملکہ نے حکم دیا کہ باہر وسط باغ مین فرش بچھاؤ وسط باغ مین
فرش بچھا جلسہ آراستہ ہوا جام مرارغوانی گردش مین آیا صدا سے ہو ہوشا ہوش اور
نوشا نوش بلند ہوئی ایک خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
ہماری خاک کو اے شہسوار درش دکھلایا
مآل کار ہے دعواے باطل کا پشیمانی
جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونیکا
بتون سے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اسکا
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
دلادین یا دخورشید قیامت کو وہ رخسارے
کفن خلعت ہے دولہا کا جنازہ تخت دامادی
زبان کو بند کر آتش لبِ سوا بلاس یا وہ گوئی سے

صفائے قلب نے حاصل کیا ہے پاکبازی کو
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو
یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہے گدازی کو
شہادت بھی بجاے فتح کے ہے مرد غازی کو
خدا بھی کام فرماتا ہے ہمسے بے نیازی کو
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم
آپ کے والد نامدار مع لشکر قریب در باغ اترے ہین یہ سنکر ملکہ کے منھ پر ہوائیان
اڑنے لگین گھبرا کر کہا کہ کیون اے شہریار بڑی خرابی کی بات ہے کہ آپ تشریف رکھتے
ہین ایسا نہ ہو کہ وہ یہان تشریف لائین اور آپ کو دیکھ لین تو بہت بد مزاج
ہونگے رستم نے فرمایا پھر مین چلا جاؤن ملکہ نے کہا یہ گوارا نہین کہ آپ یہان سے
تشریف لے جائیے اب رستم نے کہا مین تمھارے والد کی ملاقات کو ضرور جاؤنگا
ملکہ نے دامن تھام لیا اور رونے لگین کہا اے شہریار انکے مزاج مین بڑا غصہ ہے
ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ بدی پیش آوین رستم نے کہا جیسا سوال کرینگے ویسا
جواب پاینگے جب رستم نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا کہ کنیز کو قتل کرتے جائیے ورنہ

مجھکو آرام نہ پڑیگا رستم تیغہ ٹیک کر اٹھے اور فرمایا ای ملکۂ عالم کچھ نہ کہو خدا سے
دعا کرو ملکہ بہت روئین رستم نے جھڑک دیا اور یہ فرمایا کہ ای ملکۂ عالم صبر کرو ہم پروردگار
پر تکیہ رکھتے ہین اگر حیات باقی ہی تو اسپر غالب آئینگے اگر موت دامنگیر ہی تو یہی جان
جانیکی تدبیر ہی یہ فرماکر رستم روانہ ہوے مگر جسدن سے رستم آئے ہین ایک کنیز
ملکہ سے جل رہی تھی قریب آکر کہنے لگی کہ ای شہریار تھوڑی دیر اور ٹھہر جایئے اور
اشارے سے ملکہ سے کہا کہ آپ شاہزادے کو سمجھایئے مین ابھی تدبیر کرتی ہون
رستم کہنے سے کنیز کے بیٹھ گئے مگر وہ کنیز بے تمیز خیال کرتی ہوئی کہ جاکر شاہ سے
اطلاع کرون کہ یہ جوان قتل ہو دوڑی ہوئی باہر پہونچی دیکھا لشکر مہران تاجدار
کا اترا ہی ایک سپاہی سے کہا کہ جاکر شاہ سے عرض کرو کہ کنیز ملکہ کی حاضر ہی کچھ عرض
کیا چاہتی ہی سپاہی نے جاکر شاہ سے کہا مہران تاجدار نے حکم دیا کہ بلالو یہ کنیز
سامنے پہونچی شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا ای زرد رخسار اسوقت آنیکا
کیا باعث ہوا اسنے دست بستہ عرض کی کہ حضور اٹھیں تو مین عرض کرون مہران
تاجدار اٹھا کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ کل سے باغ مین بڑا اتلڑ ہی مہران نے
پوچھا کہ کیا ہنگامہ ہی کنیز نے کہا فرزند صاحبقران کہین سے زخمی ہوکر آئے تھے
ملکہ نے انکو باغ مین اتارا ہی خود پہلو مین بیٹھی ہوئی ہین ہمنے جو منع کیا تو ہمپر خفا ہوتی
ہین اور فرماتی ہین تمھین کیا کام ہی کیا تم ہماری ناصح ہو مین نے کہا حضور سے
چلکر اطلاع کرون اب سرکار کو اختیار ہی یہ سنکر مہران تاجدار بہت جھلایا کہا
تم جاؤ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر تلوار ہاتھ مین لیے ہوے جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا محلدار نے چاہا جاکر اطلاع کرون مہران تاجدار نے للکارا کہ خبردار
کہان جاتی ہی محلدار تھرا کر بیٹھ گئی مہران تاجدار محلدار کو مار کر اندر آیا روشونکو
طی کرتا ہوا سامنے پہونچا رستم کو دیکھا پہلو مین شمس مہر طلعت کے بیٹھے ہین وہین سے
للکارا کہ او پسر حمزہ تو نے غضب کیا کہ ناموس شہنشاہی مین دست انداز ہوا
یہان تیری قضا لیکر آئی ہی او گیسو بریدہ دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار

کھینچکر جھپٹا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار مہران کی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا چاہا زمین پر پھینک مارون کہ مہران تاجدار نے آواز دی امی شہریار مین اطاعت کرتا ہون رستم نے مہران کو زمین پر رکھدیا مہران قدمون سے لپٹ گیا قدمون کو بوسے دیتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیا عنایت کی ہو کہ مین سرفراز ہوا رستم نے مہران کو کلمہ پڑھایا مہران تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سب سے کہا کہ صاحبو مین نے انکی اطاعت کی تم لوگ بھی اب مسلمان ہوجاؤ سب نے قدمون کو بوسے دیے رستم نے سب کو کلمہ پڑھایا سب لوگ بصدق دل مسلمان ہوے رستم پیلتن نے دوسرے دن مہران تاجدار کو ساتھ لیکر کوچ کیا منزلین طے کرتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے یہان لشکر کا یہ معرکہ گزرا کہ جسدن رستم نکل گئے دو پہر تلوار چلی لیکن افسر کلان میقات چوب گردان طبل امان بجواکر پلٹا سب سے صلاح کرنے لگا کہ اگر تم سب کی راے ہو تو مین طبل جنگی بجواکر لشکر مسلمانان سے مقابلہ کرون سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے میقات چوب گردان طبل جنگی بجواکر میدان مین آیا طرف سے لشکر رستم کے جو پہلوان نکلا زخمی ہوا کئی پہلوان نکلکر زخمی ہوے شام کو طبل بازگشت بجا مگر میقات بلبلایا ہوا کہتا ہی ہمارے آقا ناحق بھاگ گئے مین سمجھ لیتا دوسرے دن پھر طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی میقات میدان مین نکلا ہرچند پکارتا ہی مگر مقابلہ مین کوئی نہین آتا یہ چاہتا ہی کہ مین لشکر پر جا پڑون مگر پھر خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو مغلوب ہون کوئی صدمہ پہونچے یہان اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس آفت سے بچالے اس ظالم کی ہیبت سے نجات دے بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی صحراسے گرد اٹھی میقات نے دیکھا کہ آگے آگے رستم تخت پر مہران پشت پر فوج ظفر موج ہی اور رستم نے بھی دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین

مبارز طلبی کر رہا ہی مگر ہمارے لشکر سے کوئی نہین نکلتا چند پہلوان ہمارے لشکر کے
زخمدار کھڑے ہین بیٹیان مرہم کی سرون پر چڑھی ہین رستم نے وہین سے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور نعرہ کیا کرا و مغرور منم رستم پیلتن نعرہ کر کے سامنے میقات کے پہونچے
میقات نے جو رستم کو دیکھا مثل بید کانپنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمکو تو
ہمارے مالک نے مار ڈالا تھا تم کیونکر زندہ بچے رستم نے کہا اسکو قتل کیا اور
ترلازل بھی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا بعنایت پروردگار مہران تاجدار مطیع اسلام
ہوا میرے ساتھ ہی میقات نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو کاٹھکر الجھا دے اسنے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مار دیا
میقات کے دو ٹکڑے ہوے میقات کو مار کر فوج پر جا پڑے اہل فوج نے
دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا رستم پر آپڑے ادھر فوج رستم نے جو بلوہ کیا کل فوج والے
گھبرا گئے آخر سب نے اطاعت کی بارہ ہزار آدمی مسلمان ہوے کچھ مارے گئے
اور کچھ بھاگے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے سب سردار
حاضر خدمت ہین کہ سماک نے سامنے آکر عرض کی فیروزہ بن عمرو در دولت پر
حاضر ہی حکم دیا کہ فیروزہ کو بلاؤ فیروزہ سامنے آیا رستم کو نامہ دیا رستم نے
نامہ سعد کا آنکھون سے لگا لیا پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ ای قبلہ و کعبہ آپ کے
اقبال سے اس حقیر نے گویا طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کر لیا طرف قصر ہفت رنگ کے
جاتا ہون امیدوار ہون کہ آپ بھی سرفراز فرمائیے لیکن خبر سن چکا ہون کہ
جمشید ثانی نے بڑی فوجین جمع کی ہین بروقت مقابلہ آپ کے حقیر کو مشکل نہو
اور راہ مین جو سردار ملجاوین انکو بھی ساتھ لیجیے امیدوار ہون کہ جب آپکا
لشکر آئے تو جمشید کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے قبلہ و کعبہ تشریف لائے اور
دادا جان کو بھی اطلاع دیجیے یہ مضمون پڑھکر رستم بہت خوش ہوے فیروزہ کو
خلعت دیا اور فرمایا کہ میری جانب سے عرض کرنا کہ امیر کو بھی خبر پہونچا دونگا یہ
کہکر فیروزہ کو رخصت کیا سماک کو حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو اسی وقت جلسہ

درست ہوا اور سمک بلداقی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانؤن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل
ہند سے کوچ جو کیجیے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہو تو کہتا ہو جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہو وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہو یہی پانؤنکو یان وان چلیے

رہتا جوش جنون سا ہو بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو رستم نے کوچ کیا اول راہ مین شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی جہانگیر نے جو رستم کو دیکھا یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ شاہزادہ جہانگیر دست چپ مین رستم کو جو یہ عظم و شان دیکھا برائے استقبال نکلے رستم کو لاکر بارگاہ مین جگہ دی آپ پائین بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا جہانگیر نے کہا کیون بھائی صاحب کیا قصد ہو میرے پاس نامہ سعد شہریار کا پہونچ گیا جس سے مراد یہ تھی کہ قصر ہفت رنگ پر آؤ مگر نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و نورالدہر بن بدیع الزمان کہان ہین رستم نے کہا بجا جگہین بیٹھین وہ شیر غالب آئے کئی ملک فتح کیے بہت لطف سے لڑے اب مین سمک کو روانہ کرتا ہون کہ انکو بھی خبر پہونچ جائے اسی وقت ایک نامہ بنام ایرج دوسرا بنام قاسم سمک کو دیا اور فرمایا ان نامون کو بہ خیر و خوبی پہونچاؤ مگر سمک کو بڑا خیال ہو کہ آقائے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑون دو شتر سوارونکو نامے دیدیے آپ لشکر مین رہا شتر سوار نامے لیکر روانہ ہوگئے انکے جانے کے بعد سمک

ومہتر چابک طلاے پر آئے چابک جہانگیر کی حفاظت کر رہا ہی سمک بلداقی اپنے
آقا رستم کی حفاظت مین ہی وہ پہر شب گذری تھی کہ صحراسے گرد اڑی چابک نے دیکھا
ایک عیار طرار آتا ہی پہلے تو خیال ہوا کہ سمک سے اطلاع کرون پھر سوچا کہ سمجھ لون
تو یہ کون ہی کہان سے آتا ہی یہ سوچکر ایک جھاڑی مین چھپا کمند بین خس پوش کمین
جب وہ عیار وہان پہونچا تو چابک نے شیر کی آواز دی وہ عیار رکا چابک نے
جھٹکا مارا کہ وہ عیار گرا چابک جست کرکے سینے پر سوار ہوا عیار کے ہاتھ مین
حباب بیہوشی تھے اُسنے مار دیے چابک گرا اُسنے چابک کو گرفتار کیا سوچا
اب تو آسان ہی اسیکی شکل بنکر چلون جہانگیر کو چرا لاؤن یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا چابک کی شکل بنا چابک کو درخت سے باندھ دیا طرف لشکر کے چلا راہ
مین سمک سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر پوچھا کہ بھائی کہان سے آتے ہو
اُس عیار نے کہا طلایہ پھرتا ہوا آتا ہون سمک خاموش ہوکر ایک طرف چلا گیا
عیار وہان سے در دولت جہانگیر پر آیا نگہبانون سے کہا تم لوگ طرف بازار
کے جاؤ مین آقا کی حفاظت کرتا ہون سب جانتے ہین کہ مہتر چابک عیار زبردست
ہی اُسنے جو ہمکو حکم دیا ہی تو کچھ مطلب ہوگا وہ سب لوگ طرف بازار کے گئے عیار
اندر آیا جہانگیر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا جست وخیز کرتا
ہوا جاتا ہی قضاے کار ایک صحرا مین پہونچا پشتارے کو ایک تختہ سنگ پر رکھا
آپ ٹہلنے لگا کہ صحراسے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاے
ہوے آتا ہی قضاے کار چادر چہرے سے جہانگیر کے ہٹ گئی نقابدار کی نگاہ
پڑی جمال دیکھکر بیقرار ہوگیا عیار سے پوچھا ارے یہ کون ہی اور تو اسکو کہان لیے
جاتا ہی عیار نے کہا سفاک تیز رو میرا نام ہی بیداد سرکش کہ سامنے قلعے کا حاکم
ہی اُسنے حکم دیا تھا کہ جہانگیر بن حمزہ کو گرفتار کر لاؤ مین جاکر گرفتار کر لایا تھک گیا
تھا اسوجہ سے یہان ٹھہرا اب جو یہان سے اُٹھونگا تو قلعے مین پہونچ جاؤنگا
نقابدار نے کہا تو بردہ فروش ہی جا دور ہو اِسکے لیجانے کا ارادہ نہ کر عیار نے کہا

غلام نے تو بڑی مشقت کی ہی یہان سے گیا اُسکے عیار نے قصد کیا تھا کہ مجھکو گرفتار کر لے مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر گیا اُسکو گرفتار کر لایا ایسا نہ فرمایئے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہ مارے دونون عیار پیچھے ہٹا نقابدار نے گھوڑے سے اُتر کے جہانگیر کو مرکب پر رکھ لیا عیار دور سے دیکھا کیا نقابدار جا کر ایک باغ مین داخل ہوا عیار نے دیکھ لیا کہ اِس باغ مین نقابدار گیا حیران ہی کہ یہ نقابدار کون تھا کہ جو میرے آقا کے نام سے نہ ڈرا آخر نہ چین پڑا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مسند پر بیٹھا ہی اور ایک مہ جبین پہلو مین ہی اور ایک نازنین خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

جال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کیطرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اِک یار نے
ہنسے یہ بیوپار دو کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مُردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے

کام مستی کی دھڑی ہو گیہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھکر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

عیار بہت عقلمند تھا دیوار سے اُترا کنیزون مین ملکر دریافت کیا کہ حسن آرا اسے شبیر بن کلام اِسکا نام ہی کلیم تاجدار کی بیٹی ہی جہانگیر کو شکارگاہ سے لیکر آئی ہی جہانگیر پر عاشق ہوئی اب صحبت مین لیکر بیٹھی ہی مگر عیار نے کنیزون کو دیکھا کہ بہت ناگوار ہوا ہی آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین سب حال بخوبی دریافت کرکے عیار

باغ سے نکلا طرف قلعۂ بیداد کے روانہ ہوا بیداد سرکش کہ عیار کے انتظار مین تھا جیسے ہی یہ سامنے آیا بیداد نے پوچھا اوسفاک کہو کیا کیا سفاک نے کہا ای پہلوان دوران مین جہانگیر کو چرالایا تھا مگر سامنے قلعے کے آکر شہر احسن آرا دختر کلیم تاجدار مجھسے چھین کر لے گئین باغ مین لیکر بیٹھی ہین دونون خوش ہین غلام نے سب کد وکوشش کرکے کل احوال دریافت کرلیا یہ سنکر بیداد سرکش بہت جھلایا کہا اُسکا باپ ہمیشہ مجھسے دبا کرتا تھا اُسکی دختر کی یہ مجال ہوئی کہ میرے عیار سے گستاخی کی ابھی جاکر باغ کو پامال کرڈالونگا اور قیدی کو لے آؤنگا یہ بھی مین نے سنا ہو کہ وہ بہت حسین وجمیل ہو اُسپر بھی قبضہ کرونگا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر گینڈے پر سوار رہوا طرف باغ کے چلا مگر یہی مشہور کیا کہ بیداد سرکش حسن آرا پر عاشق ہوا اُسی کو لینے جاتا ہو ہرکارے کلیم تاجدار کے جو برائے خبر گئے تھے اُنھون نے آکر کلیم تاجدار سے اطلاع کی کہ بیداد سرکش آپکی دختر کو لینے کو آتا ہو مگر ستر ہزار فوج ساتھ ہو کلیم نے حکم دیا اَسّی ہزار فوج تیار ہوئی تخت پر سوار ہوا بیداد آتے آتے جب سامنے باغ کے پہونچا تو اُسی مقام پر اُتر پڑا کہا اپنو شام ہوگئی صبح کو باغ مین جاؤنگا مگر خضاب تیار کرو جوڑا بھاری نکالو کہ معشوق جو دیکھے تو اُسکو بھی توجہ ہو دے مصاحبون نے کہا حضور آپکا ایسا جمال ہو کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگی پسر حمزہ کو بھول جائیگی بیداد تو تیاری کرنے لگا خضاب لگایا کپڑے بھاری پہنے تاج زرین سر پر رکھا ارادہ ہو کہ صبح کو جاؤنگا اُس قیدی کو اُسی کے سامنے قتل کرڈالونگا اور کہونگا کہ تجھکو خاتون محل قرار دونگا کل قلعۂ بیداد تیرے قبضے مین رہیگا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین خوشی خوشی تیاری کررہا ہو کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی باہر نکل آیا دیکھا کلیم تاجدار با فوج جرار آتا ہو یہ سنکر کہا کہ اسکی کیون شامت آئی ہو کلیم تاجدار بھی آکر مقابلے مین اُتر اجا نبین مین جب طبل جنگی بجے تو چند کنیزین خبر لیکر آئین اور سامنے ملکہ کے آکر عرض کی کہ بیداد سرکش بالشکر آیا ہو آپ کے باپ با فوج قاہرہ آئے ہین دونون طرف طبل جنگی بجے ہین ملکہ تو گھبرا گئین مگر

جہانگیر نے کہا کیوں اسقدر گھبراتی ہو اگر کوئی تمہارا قصد کریگا تو اُس سے سمجھ لونگا تم بہت گھبرا اور وہ خواصین جنکو انجہانگیر کا نا گوار ہوا تھا کہتی پھرتی ہیں کہ جہانگیر کی تلوار بر سارہے تھے گر نوجوں کا نام سنکر گھبرا گئے مگر وہ خواصین جو کہ موافق ہیں وہ کہہ رہی ہیں کہ یہ جوان نہایت بہادر ہی آتی بڑی خبر سنی مگر کچھ انتشار نہیں ہی وہاں لشکروں میں تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بیداد سرکش نے گھنڈا نکالا پکار کر آوازدی اے کلیم تاجدار بڑے تعجب کی بات ہی کہ میرا داماد ہونا نہیں قبول کرتے غیر شخص کو گوارا کرتے ہو کلیم تاجدار کو بہت ناگوار ہوا کہ سر سید اپنی بیٹی کا نام لیتا ہی تخت سے اتر گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ بیداد میں آیا بیداد نے دیکھتے ہی نیزہ مارا کلیم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بیداد نے جھلا کر نیزہ کلیم تاجدار کا توڑ ڈالا تلوار یں کھینچیں آخر کلیم ہاتھ سے بیداد سرکش کے زخمی ہوا لوگ کلیم کو پھیر لائے کلیم نے آکر زخم کو باندھا اور یہ کہہ رہا ہی کہ یارو اس مغرور کو جواب دو ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ جب خود کلیم زخمی ہوا تو ہم کیا کر سکتے ہیں اگر جائیں گے تو ہاتھ سے اسکے قتل ہونگے لاکھ بیداد پکارتا ہی کوئی مقابلے میں نہیں آتا کلیم کہ رہا ہی کہ کیا بدنامی کی بات ہی کہ وہ پکار رہا ہی کوئی مقابلے کو نہیں نکلتا ہی آخر وہ آپڑیگا مغلوبہ میں بڑی خرابی ہوگی مگر کنیزوں نے یہ خبر سامنے جہانگیر کے بیان کی جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ ایک مرکب چاہیے ہی کہ میں باہر نکلوں اُس مغرور کو جواب دوں کہ بڑا غرور کر رہا ہی ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار آپ کے دونوں دشمن ہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کی جانب پلٹ پڑیں مگر جہانگیر نے جواب دیا کہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اسکو جواب دونگا آئینہ رو مرکب تیار کر کے لائیں شاہزادہ سوار ہوا ملکہ دعائیں دینے لگیں کہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے دیکھیے ان دشمنوں سے کیا گذرے جہانگیر گھوڑا اُٹھا کر چلے کنیزیں پیچھے پیچھے روتی چلیں ہر مرتبہ پکارتی ہیں کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادہ کو مظفر و منصور کرنا

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید
کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ دہر پدید
نہ نیک ماند بہ ملکِ جہان نہ بد باقی
نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بدار دہر امید قیام خویش مدار
کہ فانی است درین باب خانۂ امید
نہ شد زیادہ زیک ہفتہ اش قیام نصیب
مسافری کہ زغربت درین سرائے رسید
چو ابر رحمتِ حق چار سو ہمین بارد
چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چہ انگرد بہ آغاز کار خود کاری بہ
کہ کار بندۂ نادان بہ انتہاست رسید
بجاست ناظم ہندی کہ نظم نو باشد
پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

مگر کلیم تاجدار گھبرا رہا ہو کہ بیدا دنے آواز دی ای کلیم مین آتا ہون اگر یہان نہ آؤ گے تو میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے بدون قتل کیے ہوے نہ جاؤنگا کلیم تاجدار گھبرایا کہتا ہی کیون یار و اگر مغلوبہ ہوئی تو اس مغرور کو کون جواب دیگا ساتھ والے کہ رہے ہین کہ فوج تو آپکی بہت زیادہ ہی اگر مغلوبہ ہوگی تو آپ غالب رہینگے کلیم کہتا ہو کہ یارو وہ خود زبردست ہی ہماری فوج کو شکست ہوگی اگر مین ایسا جانتا تو لشکر کشتی کر کے نہ آتا یہ شکست مشہور ہو جائیگی تمام تاجدار اپنے اپنے مقام پر ذکر کرینگے کہ بیداد سرکش لشکر کشی کر کے گیا اور کلیم تاجدار کی دختر کو لیگیا تو کیسی بدنامی ہوگی اس فکر مین کلیم رو رہا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ بے نظیر حسن مین ماہ منیر پشت مرکب پر سوار در باغ سے نکلا للکار کر آواز دی کہ او بیداد بہ کیا بیداد ہی اگر تیرے مقابلے مین کوئی نہین آتا تو کیون بلبلاتا ہی منم صاحب عظم و شان جہانگیر بن صاحبقران یہ نعرہ کر کے سامنے بیداد کے پہونچے کلیم تاجدار حیران ہو گیا کہ یہ جوان کون ہی جسنے وقت پر میری مدد کی اگر شریک ہوا مگر معشوق وضع ہی یہ بیداد سے کیا مقابلہ کریگا مگر نہایت جی دار ہو مرد جرار ہو کہ مقابلہ بیداد مین جاتا ہو خداوند اسکو مظفر و منصور کرین کلیم تاجدار تو اسی تردد مین ہو مگر شاہزادہ جہانگیر مقابلۂ بیداد مین پہونچے بیداد نے جمال بے مثال دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا

دیکھکر کہا او جوان تو کون ہو مگر جمال دیکھکر دل مین اپنے سمجھا کہ یہ وہی جوان ہو کہ جسکو سفاک گرفتار کرکے لاتا تھا معلوم ہوتا ہو کہ خبر شکست سنکر یہ جوان آیا ہو لیکن میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جہانگیر نے کہا او مغرور کیا حیران حیران دیکھ رہا ہو تو وار کر کہ لطف جرائت سے ملے تو تو مغلوبہ کا مشتاق تھا چاہتا تھا ان غربا پر جا پڑون پھر کیون دیر کرتا ہو یہ سنکر بیداد نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا روکا اب نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادے نے بیداد کو تنگ کردیا ہو ہر مقام پر نیزہ چاہتا ہو کہ نیزہ اسکا گانٹھکر نکالدون بیداد ہٹ جاتا ہو اپنے کو بچاتا ہو مگر جہانگیر نے نیزہ اسکا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ جو ہاتھ سے بیداد کے نکلا غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے وار اسکا خالی دیا برق شمشیر نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لکہ ابر سے پٹا برق جہندہ چمک کر نکلی للکارکر آواز دی کہ او بیداد ہوشیار ہو جا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا بیداد نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری مع گینڈے بیداد کے چار ٹکڑے ہوے بیداد کا مارے جانا کہ فوج کے رنگ کٹ گئے کسی کی یہ لیاقت نہ ہوئی کہ مقابلہ جہانگیر مین آتا ہر ایک کا قول تھا کہ آج وہ شخص مارا گیا جسکا مثل و نظیر نہ تھا ہملوگ اسکے مقابلے کی تاب نہین رکھتے ملکہ حسن آرا نے بھی دیکھا کہ بیداد مارا گیا کنیزون سے کہا صاحبو خدا نے بڑا فضل کیا کہ بیداد سرکش انکے ہاتھ سے قتل ہوا اب خدا انکو بہ فتح و ظفر باغ مین بھیجے کہ مجھکو تسکین ہو مگر شاہزادہ تو میدان مین تھا دو چار آوازین دین جب کوئی مقابلے مین نہ آیا تو گھوڑا اڑاتا ہوا پلٹا سامنے کلیم تاجدار کے آکر سلام کیا کلیم نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو شاہزادے نے فرمایا مین آپ کا تابعدار ہون مجھکو جو معلوم ہوا کہ بیداد بلبلا رہا ہو اور آپ زخمی ہوے تاب نہ رہی سنکر ہی یہ ورد گار رکھا کہ آپ کا دشمن قتل ہوا اب مناسب یہ ہو کہ باغ مین تشریف لے چلیے سب احوال آپ کو ظاہر ہو جائے گا کلیم تاجدار شاہزادے کے ساتھ ہوا ملکہ نے بام سے دیکھا کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار

آتا ہو ایک سفید دولائی اوڑھے ہوئے دروازے پر آکر کھڑی ہوئی کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار
اندر آیا کلیم نے حبشی کو دیکھا کہ برائے استقبال کھڑی ہو دعائے جان درازی شاہزادے
کلیم کو ساتھ لیے ہوئے محفل میں آیا کل کیفیت عرض کی کلیم تاجدار جرأت وجلالت کو
شاہزادے کی دیکھکر محو دیدار ہو رہا ہی حال سنکر قدموں پر گرا شاہزادے نے کلمہ
پڑھایا کلیم تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور باہر جاکر کل فوج کو مسلمان
کیا تین دن شاہزادہ قلعے میں رہا چوتھے دن فرمایا کہ بھائی صاحب میرے واسطے
پریشان ہونگے اب میں جاؤنگا کلیم تاجدار نے عرض کی کہ غلام ساتھ چلیگا شاہزادے
نے کلیم تاجدار کو ساتھ لیا اور طرف گرشتم کے کوچ کر دیا یہاں صبح کو جو گرشتم نے
سنا کہ جہانگیر چوری گئے بڑا افسوس ہوا فرمایا کیوں سماک یلداقی تمنے نگہبانی
نہ کی کہ میرے قوت بازو کو بچا لیتے سماک نے عرض کی کہ غلام بالکل نہیں آگاہ ہوا
چاپک کو تلاش کرنے جاتا ہوں مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اول چاپک پر
کوئی آفت اپڑی ورنہ چاپک بہت فہیم ہی اپنے آقا کا خیر خواہ عاشق صادق گرشتم
نے کہا جلد جاؤ اور چاپک کو ڈھونڈھکر لاؤ یہاں سفاک جو چاپک کو درخت
سے باندھ گیا تھا جب صبح ہوئی اور گاہ فروش جنگل میں آئے اور چاپک ہوشیار
ہوا بیہوشی اتر گئی گاہ فروشوں کو دیکھکر چیخا گاہ فروش بھاگے دور جاکر گھاس
چھیلنے لگے ہر چند چاپک پکارتا ہو مگر کوئی قریب نہیں آتا سب آپس میں کہتے ہیں کہ
آج اس جنگل میں کوئی بھوت پلید آیا ہی کہ ہمکو پکار رہا ہی ہم اسکی طرف نہ جائینگے
کہ چاپک نے [illegible] کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب ادھر آئیے میں یہاں
بندھا ہوں [illegible] نے جو چاپک کی آواز سنی قریب آکر کہا [illegible] حال تمہارے
[illegible] کہا [illegible] ہم [illegible] کرکے وہ [illegible] نہ سکا گیا اور آقا کو
[illegible] کرنے گیا [illegible] چاپک کو [illegible] گرشتم [illegible] بہت [illegible] تھا
اور [illegible] اپنے [illegible] ہوں کہ جب وہ [illegible] تو [illegible] نے کیوں نہ
حباب [illegible] گرشتم نے فرمایا کہ [illegible] مجھکو [illegible] قلق ہو [illegible]

قبلہ وکعبہ اگر سنینگے تو فرما دینگے کہ چھوٹے بھائی کی مدد نہ کی مجھکو بڑا حجاب ہوگا یہ سنکر
چابک نے کہا ای شہریار غلام کو بڑا حجاب ہو کہ عیار کہینگے اپنے آقا کی حفاظت
نہ کی یہ کہکر چابک روانہ ہو جائون یکایک صحرا سے گرد اڑی منقار تیز زن پہلوان
بارہ ہزار فوج سے مقابلہ رستم مین پہونچا ایسا بلبلایا ہوا تھا کہ طبل جنگی بجوا دیا یہان
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
مگر چونکہ رستم جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہی صرف پانچ ہزار فوج
اپنے ساتھ لی اور میدان مین آئے بعد صفوف آرائی منقار میدان مین آیا اور
پکارکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب نکالا مقابلے مین
منقار کے پہونچے اسنے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور چند
طعنون کے بعد نیزہ اسکا جیسے ہی نکلا اسنے تلوار کھینچی اور رستم کو دھوکا دیا کہ
آپ کی پشت پر کون ہی رستم پلٹے اسنے ہاتھ مار دیا سر رستم زخمی ہوا سردار رستم
کو پھیر لائے منقار نے پھر نعرہ کیا دو سردار اور آئے انکو بھی زخمی کیا اب کوئی مقابلہ
مین اسکے نہین آتا گینڈے کو مینبر کر رہا ہی اور نعرے کر رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ جہانگیر بن صاحبقران گھوڑا اڑائے
ہوئے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان کارزار مین
گینڈا مینبر کر رہا ہی وہین سے مرکب کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا کیون غرور
کرتا ہی جناب قبلہ وکعبہ کے زخمی کرنے پر اسقدر مغرور ہی کہ عقل و فراست سے
دور ہو گیا مین تجھکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہتے ہوئے سامنے منقار کے آئے
منقار نے جو رعب جہانگیر دیکھا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا نیزہ مارا جہانگیر کو بڑا
غصہ تھا نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ منقار کے دو ٹکڑے ہوئے منقار
کو مار کر جہانگیر فوج پر جا پڑے اور پلٹ کر رستم سے کہا کہ آپ تکلیف نفرمایئے گا
رستم کو بہت ناگوار ہوا جہانگیر نے تھوڑے عرصے مین سب کو شکست دی

گھوڑا اڑاتے ہوئے پلٹے آکر رستم کو نذر دکھائی اور یہ کلمہ کہا کہ چونکہ آپ ترخدار
تھے اسوجہ سے غلام نے اسکو مار لیا رستم کو یہ سب حرکتین ناگوار گذرین خیال ان
یہ ہو کہ یہ کسی مقام پر پہنچے تو مین جاکر اسکو رہا کرون تب اسکا غرور ٹے اس خیال
مین بیٹھے تھے کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک بادشاہ حاضر ہو خدمت مین آنا چاہتا ہو
رستم نے بلوایا بادشاہ اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ سیاہ پوش ہو کئی صندوقچے بھی
جواہر کے اسنے لاکر سامنے رستم کے پیش کیے عرض کی کہ سامنے کوہ فنا ہو مشہور
ہو کہ کوہ فنا نہین طلسم فنا ہو غلام کا نام احمر گلگون پوش تھا جسدن سے فرزند
سے جدا ہوا احمر سیاہ پوش نام رکھا آج خبر سنی کہ فرزند صاحبقران اس مقام
پر فروکش ہین یہ صندوقچے مملو از جواہر ہین خدمت مین پیش کرتا ہون کہ ملازمان سرکار
کو بطور انعام تقسیم فرمائیے غلام کا فرزند سعید گلگون پوش جو قید ہو گیا ہو اسکو رہا
کرا دیجیے رستم یہ حال سنکر خاموش ہوے سوچ رہے تھے کہ اسکو کیا جواب دون
کہ جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے کھڑے ہوے عرض کی
کہ غلام کو حکم ہو کہ جاکر اسکے بیٹے کو رہا کر دون وہانکے شاہ کو سزا دون رستم کو اور
ناگوار ہوا مگر سوچے کہ اسکو جانیدو یہ جاکر آفت مین مبتلا ہوگا مین جاکر رہا کر دونگا
مگر جہانگیر نے ملک احمر سے کہا کہ چلکر مقام بتا دو کہ مین تمھارے فرزند کو رہا کرلاؤن
شاہزادہ رستم کو یہ بھی ناگوار ہوا برہم ہو کر کہا اچھا بھائی جاؤ اس بیچارے کی
مشکل آسان کر دو احمر سے کہا یہ جواہر ہم نلین گے یہ کہکر صندوقچے پھیر دیئے گر سب سے
زیادہ جیابک صبا رفتار خوشیان کر رہا ہو کہ جب آقاے نامدار طلسم فتح کرنے
جاوینگے تو مین بھی جاؤنگا طلسم مین جاکر ہنگامہ ڈالدونگا دیکھو کیا کیفیت کرتا ہون
جلسے کے جلسے جادوگرون کے درہم وبرہم کر دون سمک بلدار افی خاموش کھڑا ہی
رستم سے اشارے کر رہا ہو کہ آقاے نامدار انکو روکیے آپ جائیے رستم نے
پکار کر کہا کہ ای یار وفادار مین مطلب تمھارا سمجھا مگر انکو جانے دو انکے بعد مین جاؤنگا
اس شاہ نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب شام ہو چکی ہو طلسم کی علامت صبح کو معلوم

ہو گئی بس یہ کہکر جہانگیر کو بٹھایا ملک احمر بھی بیٹھا مگر مضطر چاپک کہ بہت ہی خوش تھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا **نظم**

دل کی تڑپ دکھاتی نہیں کچھ اثر مجھے
خود گم کریگی یاد کسی کی اگر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو
جب آنکھ لگ گئی شب فرقت جگا دیا
کہتا ہو دل کہ ہوتی تھی شب یون وہان بسر
تقدیر کہتی ہو ابھی لا دون جواب خط
کیا پاس غیر ہو کہ وہ کہتے ہین ای جلال

ہنستے ہین بیشتر مرے زخم جگر مجھے
ڈھونڈھیگی بیکسی مری جاکر کدھر مجھے
دھوکے سے دیگیا ہو وہ ایک نامہ بر مجھے
سمجھا تھا فتنہ کیا یہ دل فتنہ گر مجھے
پہلو مین رکھکے سوتے تھے یار پر مجھے
تم آپ ہی بتاتے نہین نامہ بر مجھے
ملجاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو جہانگیر نے ملک احمر کو ساتھ لیا طرف کوہ کے چلے جب سامنے اُس پہاڑ کے آئے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ اس کوہ کے درے مین جاؤ وہ جوان چلا جیسے ہی سایۂ کوہ مین پہونچا درۂ کوہ کے اندر سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق مین خود تیری مشتاق تھی پہلے دو کنیزین آئین انھون نے دو کرسیان بچھائین جیسے ہی گنہگار قریب پہونچا ایک کنیز نے اُس گنہگار کو کرسی پر بٹھایا کہ درۂ کوہ مین روشنی ہوئی ایک نازنین خورشید جمال نکلی دوسری کرسی پر آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا وہ گلابی اور جام لیکر آئین جام لبریز کر کے گنہگار کو دیا وہ جوان بلا تکلف پی گیا پیتے ہی وہ جوان حرکتین خلاف کرنے لگا وہ نازنین منع کرتی ہو مگر اُس جوان نے چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ لون کا اندر سے کوہ کے آواز آئی او جوان خبردار بوسہ نہ لینا اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا اور بوسہ لے لیا ایک زنگی اندر سے نکلا تلوار چمکاتا ہوا للکارتا ہوا کہ او نامرد اُٹھ تو سہی وہ جوان بھی اُٹھا کہ زنگی نے ہاتھ مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا لاشہ اُس جوان کا اُٹھا کر لے گیا ملک احمر نے کہا ای شہریار یہی سانحہ

بیرے فرزند پر گزرے ا مین مایوس تھا کہ فرزند بیرا مارا گیا مگر نجومیون نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کا یہی طریقہ ہو وہ جوان زندہ ہو جہانگیر یہ دیکھکر خود بڑھے مگر چابک ساتھ ہو ملک احمر دیکھ رہا ہو کہ جہانگیر جو سایۂ کوہ مین پہونچے ایک جوان کوہ سے نکلا اسنے نفیر بجائی وہین دو کنیزین کرسی لیکر آئین لا کو بچھا دین جہانگیر و چابک بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے وہی نازنین آئی تیسری کرسی اور بچھگئی ایک جام اسنے جہانگیر کو پلایا اور ایک چابک کو دیا چابک نے ہاتھ باندھکر کہا اے آقائے نامدار آپ اِس سہ جبین پر نگاہ نہ ڈالیے جہانگیر نے کہا او بے ادب دیکھتا ہو کہ وہ مجھپر میل کر رہی ہو تو ایسا کلمہ کہتا ہو چابک نے نیچے کھینچا جہانگیر نے اٹھکر ایک ہاتھ مار دیا کہ چابک کے دو ٹکڑے ہوے کہ اندر سے آواز آئی او جوان تو نے اسکو کیون مارا وہی زنگی نکلا اسنے جہانگیر کو قتل کیا دونون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کہ دو سنہری پنجے آسمان سے گرے دونون لاشے اٹھالے گئے ملک احمر وغیرہ روتے ہوے پلٹے جہانگیر و چابک بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوے دیکھا چند زنگی ہمکو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے چابک سے کہا کہ کیون اوبے ادب تو نے بڑا ستم کیا کہ میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی چابک نے کہا اے آقائے نامدار اب کچھ نہ فرمائیے یہ مقدمۂ طلسم تھا اب اپنی رہائی کی فکر کیجیے جہانگیر نے کہا پروردگار رہا کرائیگا کہ سامنے ایک دروازہ شہر کا معلوم ہوا وہ زنگی شاہزادے کو لیے ہوے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہو دکاندار وہان نے جو جہانگیر کو دیکھا اپنی اپنی دکانون سے اٹھ اٹھکر سلام کرنے لگے اور زنگیون سے پوچھتے تھے کہ یہی جوان طلسم کشا ہو زنگی کہتے تھے کہ یہ جوان طلسم کشا تو نہین ہو لیکن بڑا بہادر ہو ہمنے اسکو بہ مشکل گرفتار کیا اب اسے بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین کہ مالک دربند اول ہو وہ انکو سزا دیگا تب انکو احوال کھلیگا وہ زنگی شاہزادیکو لیے ہوے ایک دربار مین آئے دیکھا ایک بادشاہ بر تخت پر بیٹھا ہو اور کئی ہزار جوان گرد اسکے بیٹھے ہین جہانگیر نے آتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت

کی ساحر بگڑنے لگے ادبارشاہ نے کہا تم سب خاموش رہو مین اِسکو سزا دیتا ہون
کتاب سوانحات تو لاؤ ایک وزیر جاکر کتاب لایا ادبارشاہ نے کتاب کو دیکھکر اپنے
زانو پر ہاتھ مار لیا کہا او صاحب غضب ہوا یہ جوان طلسم کشا ہی اِسکا قتل ہونا دشوار
ہی مگر جلاد کو بلاؤ ایک زنگی تلوار کھینچے ہوے آیا اُسنے آکر گردن پر شاہزادے کی
کوے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا ادبارشاہ نے کہا کیون دیر کرتا ہی اِسکو جلد
قتل کر جلاد نے چاہا ہاتھ مارے ان شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

خداوندا دو عالم را تو خلاق	کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را می پرستند جملہ عالم	شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہر وقت و بہر حال	کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین سنید ارد بہ دنیا	کہ با حق غیر حق رانیست الحاق
منہ بیرون ز صدق و راستی پا	کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
زنا پرہیزی ای دانا بہ پرہیز	کہ باشی تندرست و چابک و چاق

شاہزادے نے بیقرار ہوکر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین تخت
اُڑاے ہوے آتی ہی ادبار نے کہا لو یارو ملکہ ماہ رخسار آتی ہین سب ساحر
کھڑے ہوگئے وہ نازنین آکر اُتری ادبارشاہ نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا ملکہ
ماہ رخسار تخت پر بیٹھی پوچھا ای والد تاجدار آج کیا ہنگامہ ہی صبح کو جو مین اُٹھی
طائرون نے بہت غلغلہ کیا اور ایک طائر نے کہا کہ دربار مین باپ کے جلد
جائیے تو آپکو حال معلوم ہو ادبارشاہ نے کہا ای نور نظر یہ جوان جو سامنے
بیٹھا ہی مع عیار آیا ہی کتاب سوانحات مین لکھا ہی کہ یہ جوان طلسم کشا ہی تو مین
اِسکو قتل کرتا ہون کہ نام طلسم کشا پردہ دنیا سے مٹ جائے نہ طلسم کشا زندہ ہوگا
نہ طلسم فتح ہوگا ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر جو جمال بے مثال جہانگیر دیکھا ہاتھ
پانوون مین رعشہ آگیا دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم بیٹھا ہوا

زنجیر مین بلا رہا ہی ماہ رخسار جمال دیکھکر بیہوش ہوگئی ادبار شاہ رونے لگا کہا کہ
میری نور نظر کو کیا ہوا تلوے سہلائے گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب ماہ رخسار کو ہوش
آیا آنکھ کھولتے ہی طرف جہانگیر کے دیکھنے لگی ادبار شاہ نے پوچھا ای نور نظر خیر تو
ہی ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین نے کبھی اسطرح قیدی کو نہین دیکھا تھا
اس حال مین دیکھکر دل بیقرار ہوگیا اسی وجہ سے غش آیا آپ اسکو قتل نہ کیجیے مجھے
عنایت فرمایئے کہ مین باغ مین لیجا کر بدعت سے اسکو قتل کرون کہ اسکو بھی مزہ ملے
اور معلوم ہو کہ یہان آنے سے کیا نفع ہوا ارادۂ طلسم کشائی رکھتے تھے آخر تڑپ
تڑپ کے مرے تیسرے دن اسکی لاش بھیجونگی پہلے دن ہاتھ قلم کرون پھر پانٔون
کاٹون جب یہ صدمہ اٹھا چکے تب سر کاٹون اور یہ بہتر نہین ہی کہ آج ہی اسکو قتل
کروا لیجیے اسکو صدمہ کیا ہوگا جو شخص ایسا ہو کہ جس سے خوف جان و مال ہی اسکو
تڑپا کر قتل کرین کہ یہ بھی یاد کرے کہ طلسم کشائی کا مزہ پایا ادبار شاہ نے کہا بیٹا
لیجاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو سب اہل طلسم مردہ ہین اور یہی لکھا
ہی کہ اس جوان کو موت نہین ہی مین یہ چاہتا ہون کہ سر اسکا مجھکو ملے تو خدمت
شاہ طلسم مین بھیجون انھون نے بھی اس سال لکھا تھا کہ زمانۂ انتشار ہی اور آمد
طلسم کشا کی دھوم ہی ہمکو بخوبی معلوم ہی طلسم کی حفاظت کرو جو اس ارادے سے
آئے اسکو قتل کر ڈالو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار آپ مجھکو کیون اسطرح
سمجھاتے ہین جیسا مین نے عرض کیا وہی کرونگی تیسرے دن سر بھیجونگی یہ کہکر کنیزون
سے اشارہ کیا کنیزون نے جہانگیر و چابک کو تخت پر ڈالا کہا تم انکو لیکر چلو مین
بھی آتی ہون جب چلنے لگی تو باپ سے پوچھا کہ کیون والد اگر کوئی طلسم کشائی کا
ارادہ کرے تو کیا تدبیر کرے ادبار شاہ نے منھ پھیر لیا کہا ای نور نظر خبردار ایسی
بات پھر نہ پوچھنا ماہ رخسار خاموش ہوکر روانہ ہوگئی باغ مین آکر جہانگیر اور
چابک کی قید کاٹی کہا ای شہریار آپ کا حسب و نسب کیا ہی جہانگیر نے کہا میرا
جہانگیر نام ہی فرزند صاحبقران ہون ملکہ خوش ہوگئین کہا ای شہریار در حقیقت

سامری نامے مین بھی یہی لکھا ہی کہ طلسم کشنا فرزند صاحبقران ہوگا چابک کہہ رہا ہو کہ ای شہریار رفنا حی طلسم کی تدبیر کیجیے جہانگیر فرماتے ہین کیا مین غفلت کرونگا کیون ای ملکہ ماہ رخسار اب کیا کرنا چاہیے چابک باغ مین ٹہلنے لگا ماہ رخسار نے کہا اتنا جانتی ہون کہ اگر اظلم جادو قتل ہو تو راستہ کھلے لیکن آپ بیٹھیے مین تدبیر کرونگی یہ کہکر کنیزونکو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے آکر حاضر ہوے ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگی نظم

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا — اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا

ہمیشہ تنکے چنے مین نے مین وہ بلبل ہون — ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا

ہمیشہ آفت صرصر ہمین پر آ یا کی — وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپر آشیانہ ہوا

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری کور — اِک آنسوؤنکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا

قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو — صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

شاہزادہ بیٹھا سُن رہا ہی چابک سامنے ٹہل رہا ہو کہ زمین شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اُسنے چابک کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ ای ماہ رخسار تمنے غضب کیا کہ دشمن شاہ اظلم کو اپنے گھر مین جگہ دی چابک کو لیکر چلا ماہ رخسار نے بھی سحر کیا مگر اظلم نہ رُکا اور چابک کو لے گیا ایک پہاڑ پر لاکر ٹھہرا یا چابک رونے لگا اظلم نے پوچھا کیون روتا ہی چابک نے کہا اپنی تقدیر کو روتا ہون اظلم نے پوچھا آخر مطلب تو کہو چابک نے کہا میرے پاس کچھ جواہرات ہین وہ لے لو مجھکو رہا کردو اظلم سوچا کہ اِسکا مال اگر لے لونگا تو کون پوچھیگا چابک نے کمر سے ڈبیہ نکالی اظلم کو دی اظلم نے پوچھا اِس مین کیا ہی چابک نے کہا اِس مین تمھاری موت ہی یہ کہکر چابک بہت ہنسا کہا اسکو کھولکر دیکھ لیجیے آپ کو معلوم ہوگا اظلم جادو نے جو وہ ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی اظلم جادو بیہوش ہوکر گرا چابک نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اظلم کو مار کر اظلم کی شکل بنا اور کوہ سے اُترا ملازمان اظلم جو پہر رہے تھے اُن سب نے آکر سلام کیا چابک نے کہا تخت لاؤ تخت آیا

اظلم نقلی نے کہا تم سب میرے ساتھ چلو اب تخت بڑھتا جاتا ہی اور ملازم آستے جاتے ہین سب ملازمون کا مجمع ہو پوچھ رہے ہین کہ اے افسر تم بر اسے گرفتار ہو طلسم کشا گئے پہنچے چابک نے کہا مین فکر مین گیا تھا مگر طلسم کشا کو نہین پایا سب کے نام باتون مین دریافت کر لیے اس دھوم سے چابک قلعے مین آیا کہ سب دو کا نذار سلام کر رہے ہین سب کا سلام بندگی لیتا ہوا دربار مین آیا تخت پر بیٹھا امورات ضروری دیکھا کیا رات کو سو یا صبح کو تخت پر آیا بیٹھکر رونے لگا سردارون نے پوچھا آقا کیون روتے ہو چابک نے کہا مین نے رات کو خواب دیکھا کہ پونے دو سو خداوند جمع ہین بصورت ہاے مختلف کوئی گدہے کی شکل پر کوئی ہاتھی بنا ہوا ہی کوئی گھوڑا مگر لنگڑا تا ہوا اس صورت مین سب آکر جمع ہوے مجھسے کہا اے اظلم اب زمانہ انقلاب ہی تمکو مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچاؤ اپنے قلعے کی خیر مناؤ سب کو مسلمان کرو ہمنے قدرت سے بہت عجز کیے کہ آپ کا پرانا مذہب مٹتا ہی لات ومنات بہت روئے اور یہ کہا کہ ایسا وقت خلاف ہی کہ ہم خود تمکو ہدایت کرتے ہین کہ اطاعت اسلام قبول کرو ہمنے قدرت سے اقرار کر لیا ہی لہذا تم سب صاحب بدل اطاعت کرو آمد طلسم کشا کا انتظار کرتے رہو جب طلسم کشا آئے تو اسکے ساتھ ہو کر رہبری کرو فنا شاد جو بادشاہ طلسم ہی اسکے قتل کی جستجو کرو تب جان بچیگی یارو صاف صاف یہ ہی کہ اپنی اگر زندگی ہی تو سب زندہ ہین اگر خود مردہ ہوے تو گویا جہان مردہ ہی سب نے کہا جو آپ کی راے ہو چابک نے سب کو مطیع اسلام کیا اور کہا قلعے کے پھاٹک پر لکھدو کہ قلعہ اظلم اسلام آباد ہی کوئی غیر ساحر یہان نہ آئے ہم انتظار مین طلسم کشا یعنی شاہزادہ جہانگیر کے ہین ادھر جب اظلم جادو چابک کو لے گیا تو ملکہ نے کہا اے شہر یار اب اظلم جاکر والد نامدار سے اطلاع کریگا وہ ضرور فساد برپا کرینگے لہذا اب یہان سے نکل چلیے جہانگیر نے کہا مین فکر مین ہون کہ تمھارے باپ کو قتل کرون یہان سے جانا نہین گوارا کرتا ہون ملکہ نے بہت کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا وہان چابک نے جب دیکھا کہ سب سردار بدل

مطیع ہو چکے تو دیکھکر کہا یارو میرا ارادہ یہ ہی کہ چلکر بادشاہ دربند اول کو سمجھاؤن اُسکو
بھی مطیع کرون کہ اُسکی جان بچے اگر اُسنے میرا کہنا مان لیا تو بہتر ہی اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو ہین
اُس سے جنگ کرونگا سب نے کہا جو سرکار کی خوشی ہو وہی کیجیے ہملوگ آپ کے ساتھ
ہین جس سے جنگ کیجیے گا اُس سے جنگ کرینگے کسی بات مین کمی نہ کرینگے سبکو خوب
سمجھا کر چابک چلا ستر ہزار ساحر ساتھ تھے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب قلعے کے
پہونچا اودبار شاہ کو اطلاع ہوئی کہ اظلم جادو بہ تجہیز لشکر کشی کرکے آیا ہی حیران ہی کہ کیا
معرکہ ہی کہ اظلم تو خیر خواہ ہی یہ بھی خبر سنی تھی کہ اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو ڈھونڈھکر قتل
کرے یہان ملکہ ماہ رخسار نے تیسرے دن سر جہانگیر روانہ کیا ایک راہ گیر کو راہ
سے پکڑ لائے اُسکو بہ شکل جہانگیر بنا کر سر اُسکا روانہ کیا اودبار شاہ بہت خوش ہوا
سر اُسنے در قلعہ پر لٹکا دیا اُسکے بعد خبر ہوئی کہ اظلم جادو آیا ہی اودبار شاہ بھی نکلا اور
آپس مین طبل جنگی بجے رات کو چابک اکیلا اُٹھا اور لشکر اودبار شاہ مین آکر پوچھا
اودبار شاہ کہان ہین لوگون نے کہا بارگاہ مین بیٹھے ہین چابک بلا توقف اندر آیا
اودبار شاہ نے جو اظلم کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اظلم یہ کیا سرکشی ہی کہ لشکر کشی کرکے آئے
ہو چابک نے کہا اے اودبار شاہ میرے خواب مین سب خداوند آئے اور فرما گئے
کہ اپنی جان بچاؤ مسلمان ہو جاؤ مین اسی واسطے تمپر لشکر کشی کرکے آیا ہون مناسب ہی
کہ طلسم کشا کا ساتھ دو اودبار شاہ نے کہا اب طلسم کشا کہان ہی طلسم کشا تو مارا گیا غرض
چابک نے کہا اگر اِس حال مین طلسم کشا زندہ نکلے تو آگاہ ہو کہ مذہب بھی اُسکا صحیح
ہی اودبار نے کہا مین کیونکر کہون کہ وہ زندہ ہین چابک نے کہا ہم تمھین زندہ دکھا دینگے
اودبار شاہ نے کہا اگر مین طلسم کشا کو زندہ دیکھون تو اُسکے مذہب کا اعتقاد کرون اور
اطاعت بھی اُسکی قبول کرون چابک نے ہاتھ بڑھایا کہ پختہ وعدہ کیجیے اُسنے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اقرار کامل کیا چابک وعدہ کرکے وہان سے نکلا دوڑا ہوا باغ ملکہ مین
آیا شاہزادے نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بے قرار ہو کر اُٹھے چابک کو گلے سے
لگا لیا فرمایا اے برادر کہان تھے چابک نے سب حال بیان کیا کہ غلام نے ستر ہزار

ساحر مسلمان کیے اب تشریف لے چلیے ادبار شاہ سے ملاقات کیجیے شاہزادہ جہانگیر
دربار میں ادبار شاہ کے پہونچے ادبار نے جو جہانگیر کو دیکھا بے اختیار اٹھکے
کہا حضور آپ کیونکر بچے جہانگیر نے کہا میری قضا نہ تھی خدا نے بچایا چاپک نے
کہا اے ادبار شاہ تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا کبھی لات پرستون مین بھی اسطرحکا
اتفاق ہوا ہے ادبار شاہ نے اٹھکر جہانگیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کرتا تھا
اے شہریار حقیقت میں آپ طلسم کشا ہین مگر ایک مقدمے مین حیران ہون کہ آپ
کیونکر بچے جہانگیر نے کہا یہ بھی حال مفصل معلوم ہو جائیگا کیون گھبراتے ہو یہ
کہکر جہانگیر روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت چاپک نے کہا اے شہریار ہوشیار رہیے گا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ادبار شاہ کو بہت ناگوار ہوا اسپر پلٹ کر دیکھا کہ ایک
ساحر ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی چاپک نے ادبار شاہ سے پوچھا کہ یہ ساحر
جو گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ کون ہی ادبار شاہ نے کہا سرخ فام جادو اسکا
نام ہی اسکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جاکر ادبار کی مدد کرو تو یہ سحر تیار کر رہا ہی
یقین ہی کہ لشکرون پر آگ برسائے چاپک نے کہا بس جائیے سمجھ مین آگیا جہانگیر
تو طرف باغ کے روانہ ہوے مگر ادبار شاہ نے کہ اسکو طرف سے بیٹی کے شک ہوا
تھا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاکر باغ مین ماہ رخسار کے دیکھو کہ بیٹی میری کیا کرتی
ہی یہان چاپک نے جہانگیر کو رخصت کر کے اپنی صورت بہ شکل ادبار بنائی
سامنے سرخ فام کے آیا سرخ فام نے کہا اے ادبار شاہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی
کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہ جلا جائیگا چاپک نے کہا مین اسواسطے آیا ہون کہ
تم جب سے آئے ہو تمنے شراب نہین پی ایک جام شراب میرے ہاتھ سے پی لو
تب سحر تیار کرو یہ کہکر جام بھرا سرخ فام نے سلام کر کے جام پی لیا جام پیتے ہی
گھبرایا چاپک نے پوچھا کہ کیون گھبرائے ہوے ہو سرخ فام نے کہا اے شاہ
مجھکو پسینہ چلا آتا ہی چاپک نے کہا ذرا اٹھ کھڑے ہو ہوا لگے تو پسینہ خشک ہو
سرخ فام اٹھا اور کھڑا ہو کر چاپک نے اسکو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

مار کر اسکو چابک تو بھاگا مگر بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین سرخ فام جادو بود اد بادشاہ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر اٹھا اس مکان مین آیا دیکھا لاشۂ سرخ فام پڑا ہو اد بادشاہ نے اپنا منھ پیٹ لیا اور اپنے سردارون سے آکر کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کسی نے سرخ فام کو بھی مار ڈالا اظلم جادو ٹھیک کہتا تھا کہ اب یہ طلسم نہ بچیگا جسکا سر مین نے کنگرۂ قلعہ پر رکھا اسکو زندہ دیکھا کہ اسی عرصے مین وہ ساحر پلٹ کر آیا جسکو برائے خبر ماہ رخسار بھیجا تھا اسنے جا کر یہ دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین گاتا ہو رہا ہو جام گردش مین ہی ملکہ و کنیزین عیش کی کوشش مین ہین ساحر نے آکر اد بادشاہ سے بیان کیا کہ ملکہ کے باغ مین کوئی نہین ہو اد بادشاہ بہت حیران تھا کہ جہانگیر کیونکر بچا مگر اظلم کا کہنا قبول کر چکا ہون صبح کو اسی سے ملجاؤنگا یہ سوچکر خاموش بیٹھا سردارون کو اپنے سمجھا رہا ہو کہتا ہو کہ بارو اظلم نے ٹھیک کہا اب نو ہب غدیم چھوڑو شریک طلسم کشا ہو صبح کو جو لشکر میدان مین آیا اظلم نقلی تخت پر سوار آگے آگے فوج کے جہانگیر بن صاحبقران سترہزار ساحر پشت پر اد بادشاہ نے اظلم کو سلام کیا کہا ای نظر کردۂ بزرگان ہم تمھارے کہنے کے قایل ہوے اظلم نے کہا ملک الموت کہتے تھے کہ مین نے سرخ فام کی بھی روح قبض کی اد بادشاہ نے کہا حقیقت مین سرخ فام مارا گیا مگر قاتل اسکا ثابت نہ ہوا اظلم نے کہا جب قدرت خود مٹا رہے ہین تو کون انکو روک سکتا ہو اسی وجہ سے فرما گئے کہ بندے ہمارے زندہ رہین اگر ہم پر لعنت کرینگے تو نام تو زبان پر آئیگا جو شوالہ دیکھین گے تو یہ تو کہین گے کہ سامری وجمشید یہان رہتے تھے اد بادشاہ بھی جب مطیع و منقاد ہو چکا تب چابک نے پکار کر آواز دی کہ کیون صاحبو پہچانا سب نے کہا آپ ہمارے آقا ہین چابک نے کہا آگاہ ہو کہ آقا تمھارے مارے گئے ہین ہون منتر چابک صبار فتار فرزند عمرو نامدار شکر ہی پروردگار کا کہ تم سب بہ دل و جان مطیع اہل اسلام ہوے ہو اب مین نے اپنے کو ظاہر کیا یہ کہکر تخت سے اٹھا صورت اصلی سب کو دکھائی بیننے

بخوشی قدمون کو بوسہ دیا اور جہانگیر کے گرد پھرے عرض کی حقیقت مین حضور کے
عیار نے بڑا کار نمایان کیا ہم سب اِسی کے کہنے سے مطیع ہوے اب جہانگیر مقام
صدر پر بیٹھے اور بادشاہ نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہو کہ آپ صحرائے عشرت خیز
مین جائین وہان سے لوح محفوظ ملیگی جب لوح محفوظ دستیاب ہو اُسکے بعد لوح
طلسمی کی فکر ہو آپ صاحب اقبال ہین ہرچند کہ عشرت خیز جادو بلاے روزگار
ہو مگر یقین کامل ہو کہ آپ کا داخلا ایسے لطف سے ہو کہ فناشاہ کو بھی معلوم ہو کہ
طلسم کشا تشریف لائے اُسنے طلسم مین بڑے لطف سے حکومت کی ہو جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے چابک اُٹھکر قدمون سے لپٹ گیا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا
جہانگیر نے کہا یہ تو مخالفت ہو کہ دوسرا شخص ساتھ ہو چابک نے کہا غلام دور
دور رہیگا اتنا مجھکو ثابت ہوتا رہے کہ حضور پر کیا گذری شاید مجھسے کوئی تدبیر
بن پڑے جہانگیر آگے آگے چابک دور دور رہکر دیکھتا ہو کہ آقا جاتے ہین جب
جہانگیر سرحد لشکر سے نکلکر ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہایت سرسبز و
شاداب ہو سب نخل سبز پوش ہین عندلیبان چمن کا پہلوے گل مین جوش وخروش ہو
ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین

نظم

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنیکی دعا ہو — مین تنگ کے کہون کوسنے والے کا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اُس سے گلا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہی سانس — تار ایک ہو بس ایک ہی ہی اُسمین صدا ہو
آتی ہی پری بنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہین منھ سے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
سُنتا نہین فریاد جو کرتا ہون بتونکی — اللہ بھی اُنپر کہین عاشق نہ ہوا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہو کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر — مین ڈھونڈھ نکالون جو مری آہ رسا ہو

کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھو نہ ہمدم	کہہ نہ سکینگے ٹھکانے کی خبر اسکا ہوش ہوا ہو
کیا عشق کی سرکار میں ڈھونڈھو تو نہ نکلے	جو دیکھو مجھے آرام وہ سے جو درد دوا ہو
بیباک ہی ہو ناتنگ یارکا اچھا	ملتی ہو جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

جہانگیر سیر دیکھتے ہوئے ایک محل کے سامنے ہین کھڑے ہین کہ دیکھا چند شخصین ایک بارگاہ لیکر آئین اُسی صحرا مین اُستاد کی بعد تھوڑی دیر کے غول کے غول اور غٹ کے غٹ نازنینان مہ جبین و کنیزان مہرتمکین آکر موجود ہوئین چند نے آکر جہانگیر کو سلام کیا اور کہا حضور یہان کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے ملکہ عشرت خیز کی آمد ہی ہی فرمایا تھا کہ طلسم کشا کو یہ آرام بٹھانا تم لوگون کو بھی معلوم ہو کہ ہم طلسم کشا کی بہتری چاہتے ہین جہانگیر اُن کنیزون کے ساتھ بارگاہ مین آئے آکر مقام صدر پر بیٹھے کنیزین عہدے لیے ہوئے حاضر خدمت ہین و مبدم کہتی ہین کہ اب ملکہ آتی ہونگی جہانگیر حیران ہین کہ دیکھیے عشرت خیز سے کیا گذرتی ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند کنیزون نے عرض کی وہ سامنے دیکھیے ابر آتش فشان پیدا ہوا ہماری ملکہ آتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر رکا اور پھٹا دیکھا تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ بہ تکلف سوار ہی اور سیر کرتی ہوئی آتی ہی کنیزون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ملکہ کا استقبال کیجیے جہانگیر نے کہا مجھے کیا ضرورت ہی کہ ساحرہ کا استقبال کرون کہ وہ تخت زمین پر اُترا اور بارگاہ پر عشرت خیز ٹھہری کنیزون سے پوچھا طلسم کشا بڑا مغرور ہی کنیزون نے کہا نہین حضور غرور کا تو اُنکے سامنے ذکر نہین بڑے خلیق و حلیم ہین جب سے ہملوگ خدمت مین آئے یہی فرما رہے تھے کہ ملکہ کے تشریف لانے مین کیا دیر ہی ہملوگ عرض کر دیتے تھے کہ تشریف لایا چاہتی ہین ہمنے جو استقبال کو کہا تو یہ فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین ساحرہ کا استقبال کرون عشرت خیز نے کہا تملوگ سحر کرکے گرفتار کر لو مین سامنے نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو غرور رہو کنیزون نے عرض کی حضور کو نیرنگ پر چلین ہم طلسم کشا کو لیکر آتے ہین عشرت خیز

تخت پر سوار ہو کر طرف کوہ بیز رنگ کے روانہ ہوگئی مگر چابک دور سے دیکھ رہا تھا
کہ آقا ہمارے فلان بارگاہ مین گئے ہین نہین معلوم کیا کر رہے ہین طرف اُسی بارگاہ
کے چلا ایک کنیز کو مفرح دیکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا شاہزادہ مسند پر
بیٹھا ہے اور کنیزین شراب درست کر رہی ہین اُسمین بیہوشی ملاتی ہین چابک بھی اُنکے
ساتھ شریک ہو اور دسے وافع بیہوشی ملادی کنیزون نے جام بھر کر سامنے شاہزادے
کے کیا جہانگیر نے وہ جام پیا اور گلابیان جو رکھی تھین چابک اُنکے قریب
گیا اور سب مین بیہوشی ملائی کہا صاحبو تملوگ بھی پیو اب طلسم کشا نوش فرما چکے
کنیزین بھی شراب پینے لگین تھوڑے عرصے مین سب پی کر بیہوش ہوئین چابک
نے جہانگیر سے کہا غلام آپ کا حاضر ہے اب کسی کی صورت پر طرف کوہ کے چلیے
مین اُن سب کو ہوشیار کر دون یہی سب آپ کو لے چلین گی جہانگیر نے چابک
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے چابک تمنے خوب بچایا مگر نہین معلوم کوہ بیز رنگ کون
مقام ہے چابک نے کہا جب تشریف لے چلیےگا تب معلوم ہو جائیگا شاہزادے
نے کہا جس صورت پر چاہو مجھکو بنا لو اُن سب کنیزون کی افسر گلپوش تھی اُسکی
شکل جہانگیر کو بنایا اور گلپوش کو ایک صندوق مین بند کر دیا سب کو ہوشیار کیا
سب ہوشیار ہو کر اُٹھین حیران حیران کہتی تھین کہ کیا معرکہ ہوا کہ ہملوگ بیہوش
ہوگئے باہم سب نے کہا کوہ بیز رنگ پر چلو مگر طلسم کشا کہان گیا چابک نے کہا
جب تم لوگ بیہوش تھے تب طلسم کشا نکل گیا اب چلکر ملکہ سے اطلاع کرو کہ طلسم کشا
گرفتار نہین کیا گیا لہذا وہین سب حال کھل جائیگا ملکہ طلسم کشا کو بلوا لینگی سب نے
کہا ملکہ گلپوش تخت پر سوار ہون تو ہم تخت لے چلین مگر کنیزین بڑا افسوس کر رہی
ہین اور کہتی ہین کہ ہمسے بڑی غفلت ہوئی کہ طلسم کشا نکل گئے گلپوش کو تخت پر
سوار کر لیا اور چابک بھی ایک کنیز کی صورت پر حاضر خدمت ہے تخت اُڑتا
ہوا چلا مگر رستم پیلتن بعد جانے جہانگیر کے سمک سے فرمانے لگے کہ جہانگیر کے
مزاج مین غرور ہے اے سمک میرا ارادہ ہے کہ جاکر اُنکو قید سے رہا کرون علامت وا

انکو لے گئے ہین جاکر قید کیا ہوگا مین ایسے وقت پر پہونچون کہ جاکر پیدا کرون
تب سارا غرور نکلجائیگا یہ کہکر سوار ہوے سمک نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہو
اگر ذرا بھی فرق پڑیگا تو اوس مقام پر پہونچیے گا رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ مجھے
اس مین کیا دخل ہی یہ فرماکر سوار ہوے سمک بھی پیچھے پیچھے رستم کے ساتھ چلا
مگر سوچ رہا ہو کہ شاہزادہ بے قاعدے جاتا ہی دیکھیے کہان پہونچے بگر رستم جو
صحرا مین آئے جو درخت سامنے ملا اُسکو قلم کیا سامنے سے پہاڑ کے نیچے ہوتے
جاتے ہین ایک نخل کلان چنار کا تھا رستم نے اُسکو بھی قلم کیا جب نخل گرا تو وہان
ایک غار تھا دیکھا ایک شیشہ رکھا ہوا ہی اُسپر سوم کی ڈاٹ مضبوطی سے
لگی ہی ایک مار سرخ اُس شیشے مین بیٹھا ہی جیسے ہی رستم کو دیکھا فریاد کرنے لگا
کہ اے شہریار شیشہ نہ توڑیے گا ڈاٹ کھولیے تو مین نکل آؤن رستم نے ڈاٹ
کھولی وہ مار سرخ تڑپ کر نکلا زمین مین گر کر غلطک مارنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے رستم نے دیکھا ایک جوان خوشرو تاج شہریاری سر پر مگر چہرہ اُداس سامنے
کھڑا ہی رستم کو دعائین دے رہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین شہنشاہ جنات ہون
مجھسے کچھ خطا ہوئی تو ایک شاہ صاحب نے مجھکو سحر کرکے بند کر دیا آج کئی سو
برس کے بعد مین نے رہائی پائی آپ کو دعا دیتا ہون اب آپ میرے باغ
مین چلیے جو مراد آپ کی ہوگی وہ پوری کرونگا ہمیشہ حاضر خدمت رہونگا میرا
نام سرخ پوش جنی ہی رستم ہمراہ سرخ پوش کے چلے مگر سمک دور سے دیکھ
رہا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین مدد غیبی شریک حال ہوئی یہ بھی پیچھے
پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا سرخ پوش
رستم کو ساتھ لیے ہوے اُس باغ مین آیا رستم نے دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
سرخ پوش نے عرض کی غلام کے نہ ہونے سے یہ باغ ویران ہوگیا کہ پہلو ے
باغ سے دو جوان پیدا ہوے انھون نے آکر سرخ پوش کو سلام کیا اپنے
تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہا اے شاہ کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے

اشارہ کیا کہ اسکے تصدق سے رہا ہوا کیون شہریار آپ کی کیا آرزو ہی رستم نے
کہا ای سرخ پوش یہ آرزو ہی کہ اس طلسم کو تسخیر کرون اور جو قیدی یہان ہون انکو
رہا کردون سرخ پوش نے سر جھکایا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مفتاح طلسم
اور شخص دیگر جوان بد مزاج ہی اگر کہونگا کہ آپ مفتاح نہین ہین تو رنجیدہ ہونگے اور جو بات
کرینگے پھر سوچکر عرض کی کہ غلام فکر کریگا اُن دونون جوانون سے سرخ پوش نے
حکم دیا کوہ نیرنگ پر جاؤ دیکھو وہان کیا سامان ہی دونون جوان روانہ ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار کوہ نیرنگ پر
میلہ ہی دیر کا دروازہ کھلا ہی یقین ہی کہ عشرت خیز میلہ دھوم سے کرے یہ سنکر
سرخ پوش نے کہا تو آقا چلیے یہ نقش آپ کو دیتا ہون اسکو اپنے پاس رکھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا رستم سوار ہوے سرخ پوش ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور
راستہ طی کیا تھا کہ آدمیون کی آواز کان مین آئی سرخ پوش نے کہا آقاے نامدار
آپ بالاے کوہ جائیےگا ایک تصویر سنگ مرمر ہی وہی سب کو آواز دیتی ہی اُس
تصویر کو توڑ ڈالیےگا یقین ہی اُس مین سے ایک ساحر نکلے آپ پر سحر کریگا آپ بھی
نقش چمکائیےگا اُسکا سحر تاثیر نکریگا اُس ساحر کا نقش نگار جادو نام ہی حضور
پہاڑ سے اُتر آئین وہ ساحر نکل آئیگا آپ پہاڑ سے اُتر کر جب قصد کرینگے کہ نکل جاوین
تو اہل میلہ روکینگے اُنسے مقابلہ پڑیگا غلام شرکت کریگا بخوبی رستم کو سمجھا کے
بالاے کوہ لایا رستم نے دیکھا کہ زیر کوہ میلہ جمع ہی ہر طرف دوکاندار ہنگامہ کر رہے
ہین بازار مین ناچنے والیان ناچتی پھرتی ہین جو کوئی سامنے آیا اُسکا دامن تھام
لیا کسی نے پیسہ دیا کسی فیاض نے چوانی دوانی دیدی ہر طرف تماشبینون کے ہجوم
ہین یہی غل ہی کہ ظہور خداوند ہوا چاہتا ہی رستم قصد کر رہے ہین کہ دیر مین جاوین
کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ عشرت خیز آکر پہونچی دروازہ کھلا ہوا ہی تصویر سے
آواز آئی کیون عشرت خیز طلسم کشا کو لائین عشرت خیز نے جواب دیا کنیزین
لاتی ہونگی کہ آسمان سے برق چمکی گلفروش نقلی تخت پر سوار کنیزین تخت کو گھیرے

سے آکر پہونچی عشرت خیز نے پوچھا طلسم کشا کہان ہو گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ طلسم کشا نکل گیا یہ کہکر گلفروش نقلی کو ڈپٹی قریب تصویر کے پہونچی عشرت خیز نے کہا ای گلفروش تصویر کے قریب نہ جانا مگر گلفروش نقلی نے نہ مانا طرف تصویر کے چلی اب سماک سلے رستم سے کہا آپ اپنے کو قریب تصویر کے پہونچایئے دیکھیے گلفروش ہاتھ ڈالنے جاتی ہو اگرچہ گلفروش نہین ہو آنکھون سے معلوم ہوتا ہو کہ شاہزادہ جہانگیر ہو رستم نے جو نام جہانگیر کا سُنا بڑا غصہ آیا جھپٹ کر بڑھے عشرت خیز نے چاہا روکے لیکن رستم کب رُکتے ہین قریب تصویر کے پہونچے اور تصویر پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ تصویر ٹوٹی ایک دھوان نکلا مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای اہل میلہ یہی طلسم کشا آ گئے یقین تھا کہ وہ دھوان رستم کو گھیرے رستم نے نقش چمکایا سحر باطل ہوا اور رستم باہر نکلے عشرت خیز نے پکار کر آواز دی سب میلے والے آمادہ رہین کہ یہ شخص نیچے اُترے تو اسکو مار لین لیکن شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ رستم نے آکر تصویر توڑی بہت ناگوار ہوا چابک سے کہا کہ دیکھا تمنے بھائی صاحب وقت پر آئے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اس میلے مین جا کر گھر ینگے جب رستم کوہ سے اُترے کل اہل میلہ نے گھیر لیا رستم لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مگر جہانگیر نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب گھرے ہوے ہین تاب نہ رہی پہاڑ سے اُترے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کر کے جا پڑے سماک و چابک بھی لڑ رہے ہین مگر رستم عین گرمی جنگ مین انتہا کے زخمی ہوے آخر ناچار ہو کر ایک جانب لڑتے ہوے چلے ادھر عشرت خیز نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا حُسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ کمال شیرانہ لڑ رہا ہو عشرت خیز کو بڑی حیرت ہوئی کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر پہونچا مگر دل بیقرار ہو رہا ہو سوچی کہ ای عشرت خیز ایسا نہ ہو کہ اہل میلہ گھیر کر اس جوان کو مار لین تو بڑی خرابی ہوگی ای

عشرت خیز اگر ہو سکے تو دشمنون کے ہاتھ سے اِس جوان کو بچا لو مین یہ سوچکر بھاگی
باغ محفوظ مین پہونچی لوح محفوظ کو وہان سے لائی ہین گرمی جنگ مین ایک کنیز سے
کہا یہ تختی لیجا کر گلے مین اِس جوان کے جو لڑ رہا ہی ڈالدیو ایسا نہو کہ ساحر اسکو گرفتار
کریں تو بڑی بات ہی وہ کنیز مثل چابک تختی لیکر خوشی خوشی قریب جہانگیر کے
آیا کہا ای شہریار اِس تختی کو گلے مین ڈال لیجیے دشمن کو خدا نے دوست کیا کہ یہ تحفہ
ملا جہانگیر نے لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مصروف جنگ ہوے مگر رستم لڑتے
ہوے اُس میدان سے نکلے ایک صحرا مین پہونچے گوشے مین جیبل تھی گھوڑے
سے اُترے کہ زخموں کو دھوؤن خون پاک کرون جب قریب نہر کے آئے چاہا
زخمون کو دھوؤن کہ ہاتھ کانپا گر کر بیہوش ہو گئے مگر سرخ پوش جنی کہ تلاش مین
رستم کی نکلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا دور سے دیکھا کہ رستم بیہوش
پڑے ہین اور گھوڑا چرا مین مصروف ہی جھپٹ کر قریب آیا رستم کے زخمون مین ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین تب رستم کو ہوش آیا سرخپوش رستم کو ساتھ لیکر طرف
اپنے باغ کے چلا راہ مین کہا ای شہریار ایک بڑی مشکل ہی کہ آپ فتاح طلسم نہین
ہین مین لاکھ کوشش کرون مگر لوح طلسم انھین کو ملیگی رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیا بیہودہ بکتے ہو جب تلوار کھینچیگی تب ساری فتاحی رہجائیگی تلوار کے آگے کسیکا
زور نہین چلتا یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ رستم کے کان مین آواز توپ کی آئی
کہا ای سرخپوش کہین کوئی قلعہ لڑ رہا ہی کہ توپ موقوف ہوئی رستم نے کہا ای
سرخپوش توپ موقوف ہوئی اُسی طرف چلو سرخ پوش نے ہرچند روکا مگر
رستم اُسی جانب روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا بالاے قلعہ ایک
بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی کہ او تہارزنگی مین مجبور و ناچار ہون خراج میرے
کیسے ادا نہین ہو سکتا زنگی جواب دیتا ہی کہ یہ پیام پہلے کیا ہوتا اول مین تو سرکشی
کی اب عاجز ہوے تو یہ کلام ہی بدون فتح قلعہ باز نہ آؤنگا رستم کو بہت ناگوار ہوا
وہین سے للکارے کہ او مغرور خبردار آگے نہ بڑھنا وہ بیچارہ عذر کرتا ہی تو عذر کا

جواب سخت دیتا ہو اُس زنگی نے رستم کی آواز سنی للکار کر آواز دی کہ [illegible]
بد ولعنت کو کون روک سکتا ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے اُس زنگی کے پہنچے
لگا بادشاہ پیر نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال پیری مدد کو
آتا ہو اور زنگی کے مقابلے میں پہونچا قلعے کو کھولکر نکل آیا فوج کو ساتھ لیے ہوئے
صفیں باندھ کر کھڑا ہوا اُس زنگی نے نیزہ مارا رستم نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا
ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا تلواریں کھینچکر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج سے
لڑنے لگے وہ بادشاہ پیر بھی شریک ہوا آخر وہ شکست کھاکر بھاگے رستم نے
مال وغیرہ لٹوا لیا بادشاہ پیر کے ملازموں نے خوب ہاتھ صاف کیے بعد فتح وفیروزی
رستم پلٹے اُس بادشاہ پیر نے آکر سلام کیا کہا حضور سب کے جان بخش ہیں آج
دعوت قبول فرمائیے رستم نے کہا دعوت ہماری یہ ہو کہ مذہب اسلام قبول کرو
اگر کوئی تکرار ہو تو بیان کرو سوال کرو کہ میں جواب دوں وہ بادشاہ پیر کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج کو مسلمان کیا رستم ساتھ اُس بادشاہ کے
قلعے میں آئے سب اہل قلعہ رستم کو سلام کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے بڑا
احسان کیا ہم سب کی جان بچائی ورنہ نہیں معلوم تھا زنگی کیا قیامت برپا کرتا
ہم سب آپ کے آزاد کردہ ہیں رستم کہتے ہوے چلے کہ اب تم سب صاحب اعتقاد
اسلام کرو لات ومنات پر لعنت کرو سب دوکاندار بھی اسلام اختیار کر رہے
ہیں دار الامارہ میں آئے رستم آکر مقام صدر پر بیٹھے وہ بادشاہ پیر کہ نام جسکا
نیز تاجدار ہی رستم کی خدمت کر رہا ہی جام ارغوانی گردش میں ہی بے پاؤں
کے جام چل رہا ہی ایک خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب — چھوڑ کر گلشن ترے کوچے میں آئے عندلیب
تجھسے کہتے ہیں جو شک کر کے سحر گلزار میں — کیا ہنسی آتی ہو سنکے نالہ ہائے عندلیب
کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر — چومتا ہو غنچہ وگل جو جو پائے عندلیب

کر رہا کنج قفس سے ظلم یہ اچھا نہین — جا کے گلشن کی ہوا صیاد کھائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد گو آ جاے رحم — داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب
فصل گل آئی ہے مجھکو ای ستمگر چھوڑ دے — روز ہے صیاد سے یہ التجائے عندلیب
ہو گئے خوش چھوٹنا اچھا ہا میرے داغ دلکا آج — ارمغان لیجاؤنگا مین یہ برائے عندلیب
روضۂ شبیر بھی سطوت ہے اک باغ بہشت — نالہ ہر زائر کا ہے گویا صدائے عندلیب

رستم خوش بیٹھے ہین مگر سرخپوش نے عرض کی کہ حضور یہان آرام فرماہین غلام جاتا ہے جا بجا ملازمان حقیر مقید ہین مین اُنکو جاکر رہا کرون رستم نے رخصت دی سرخپوش روانہ ہوا اسی قلعے کے پہلو مین ایک گنبد تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا سرخپوش نے پہلو مین ایک درخت کے آکر تیر مارا کہ طائر گرا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود سرخپوش نے بڑھکر دروازہ کھولا کئی سو جوان قید آہن پہنے بیٹھے تھے سرخپوش کو دیکھکر خوش ہو گئے عرض کی کہ آقاے نامدار آپ نے کیونکر رہائی پائی سرخپوش نے کہا فرزند صاحبقران نے مجھکو رہا کیا اب مین اُنھین کے پاس جاتا ہون تم لوگ آراستہ ہو کر آنا رستم تو قلعۂ نیر تاجدار مین ہین کہ انکا ذکر ہوگا مگر شاہزادہ جہانگیر نے جب لوح محفوظ پائی جس ساحر نے سحر کیا وہ خود مارا گیا لوح محفوظ چمکا رہے ہین آخر سب شکست کھا کر بھاگے مگر عشرت خیز کہ عاشق جمال بے مثال ہوئی ہے جب جہانگیر لڑتے بھڑتے نکل گئے تو عشرت خیز اپنے باغ مین آئی مگر نہایت اُداس سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے کہا مین اپنا کیا حال بیان کرون فلک درپے آزار ہے دل بیقرار ہے آنکھین اشکبار ہین ہزار طرح کے خوف ہین فناشاہ کے حال سے تم لوگ بخوبی واقف ہو کہ کیسا جابر و قاہر ہے اگر خبر سن پائیگا تو آفت برپا کریگا تم لوگون نے ایسی غفلت کی کہ طلسم کشا تا بکوہ پہونچ گیا آخر کو مجھ بدنصیب نے اُنکو دیکھا حقیقت مین حسن طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہے جسوقت سے دیکھا ہے طبیعت قابو مین

نہیں ہو آخر جوش محبت میں لوح محفوظ حوالے کی اسی خیال سے کہ اپنی کوئی نہ وال نہ آجائے
اب اُنکے پاس لوح محفوظ ہو کوئی ساحر کچھ نہیں کر سکتا چاہتی ہوں کہ خبر معلوم ہو
ایک کنیز نے کہا اگر حکم ہو تو میں جا کر خبر لاؤں ملکہ نے کہا تمہیں رخصت یا بہر لیکن اگر
ملاقات کرنا تو میرا اشتیاق نہ بیان کرنا انکو غرور ہوگا مشہور کرینگے کہ عشرت خیز
مجھپر عاشق ہو کنیز واسطے خبر کے چلی یہاں جہانگیر جو جنگ میلہ سے پلٹے چابک
ساتھ ہو راہ میں شاہزادے نے ذکر کیا کہ کیوں چابک یہ لوح محفوظ کیونکر ملی ہو
چابک نے کہا اے شہریار ملکہ عشرت خیز آپ پر عاشق ہو انہیں آپ کو جنگ کرتے
دیکھا گھبرا گئیں کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر تسخیر کرکے گرفتار کرلے تو باعث خرابی ہوگا
مجھکو بلا کر لوح محفوظ دی کہا جا کر اپنے آقا کے گلے میں پہنا دو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
میں لوح لیکر آیا حضور تک پہونچائی میں دیکھوں کہ وہی تختی ہو شاہزادے نے
بلا تکلف حوالے کی جیسے ہی لوح چابک کے ہاتھ میں آئی زمین سے دھواں نکلا
چابک کو دکر الگ ہوا شاہزادہ خاموش کھڑا رہا کہ اسی دھوئیں سے ایک
ساحرہ سیاہ فام بد انجام پیدا ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالوں
کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پاؤں بیکار ہوے
ساحرہ نے کمر میں پنجہ دیا اور لے اُڑی چابک رونے لگا لشکر والے سب
دوڑے کہ کیوں چابک کیا ہوا چابک سب سے بیان کر رہا ہو کہ شاہزادے کو
ایک ساحرہ لے گئی لوح محفوظ میرے پاس تھی سب سردار رو رہے ہیں کہ اب
وہ کنیز فرستادہ عشرت خیز آئی اور مہتر چابک سے ملاقات کی اور شاہزادے کی
خیر و عافیت پوچھی چابک نے سب حال بیان کیا وہ کنیز بھی حیران ہوگئی لیکن
پلٹ کر خدمت میں عشرت خیز کی آئی تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر میں اُنکے رونا
پڑا ہو کہ اسطرح سے ایک ساحرہ آئی اور شاہزادے کو اُٹھا کرلے گئی مگر پہلے
دھواں اُٹھا تھا عشرت خیز نے کہا میں سمجھ گئی کہ دخان لوحدار تھی اسی نے
یہ کام کیا کیوں صاحبو اب کیونکر مجھکو چین پڑے دخان لوحدار جوان ساحرہ ہو

وہ ضرور اسپر عاشق ہوگی نہیں معلوم کیا صدمہ انکو پہونچائے لہذا جاتی ہوں کچھ
جاکر تدبیر کرون انکو قید سے چھڑاؤں لوح کے ملنے کی تدبیر ہو کر دخان ہی کے
پاس لوح ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے وہ مبتلا تھا آئی جب لوح محفوظ انھوں نے
چھپائی تب وہ اٹھا لیگئی لیکن تم لوگ بہ اطمینان رہنا میں جاتی ہوں اگر بن پڑے
تو جاکر رہا کرون یا اپنی جان دون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جانتی ہو
کہ دخان ضرور پوچھیگی کہ لوح محفوظ طلسم کشا نے کیونکر پائی اسکو عیار کے پاس
ہے خیر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ایسی باتیں کرتی ہوئی طرف قصر دخان کے چلی
یہاں دخان جادو شاہزادے کو لیکر چلی جب بلند ہو چکی تو دیکھا کہ نہایت حسین
وجمیل ہے قلب تھرا گیا دخان کا کلیجہ جلنے لگا چونکہ شاہزادہ بیہوش تھا راہ میں خوب
گلے سے لگایا تلووں کے بوسے لیے جی میں کہتی ہے اب بڑے لطف سے گذریگی
فناشاہ کو کون خبر کریگا بھلا سمجھونگی کہ میں نے طلسم کشا کو مار ڈالا ایسے معشوق
کہے ملتے ہیں ایسی ایسی باتیں سوچتی ہوئی اپنے قصر میں آئی پہلے سب کنیزوں کو
جمع کیا کہا دیکھو صاحبو باہر اسکا ذکر نہ کرنا کہ دخان جادو طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہے
میرے واسطے بدنامی ہوگی سب نے کہا حضور کیا مجال جو زبان سے نکالیں ہم
جہانتک ہو سکیگا چھپائینگے نہ کہ ذکر کرینگے یہ اقرار لیکر اور کنیزوں کو ہٹایا
آپ بنکر بیٹھی کہ نیلی کرتی پہنی ایک کھاروے کی تہمد باندھ لی اور گھونگھٹ نکال لیا
شاہزادے کو ہوشیار کیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہے اپنے کو
آراستہ کر رہی ہے چراغ کا تیل سر میں ڈالا ہے لہسن و پیاز کی گٹھیوں کے ہار بنائے انکو
پہنا ہے آخر اسنے ہنسکر ہاتھ بڑھایا اور کہا کن نگاہوں سے تو مجھے دیکھ رہا ہے دیکھ
میرا دل دھڑکتا ہے میرا سن بہت کم ہے تخمیناً تین سو چالیس برس کا ہے میرے پاس
غنچہ ناشگفتہ ہے ابھی تک کسی مرد کی شکل نہیں دیکھی اے جوان میں تجھپر عاشق ہوں
وہ مرتبہ تجھکو دوں کہ عالم عالم رشک کرے ایسی زرہ تجھکو بنا دوں کہ جس سے
مقابلہ کرکے وہ تمھیں زیر نہ کر سکے جہانگیر نے کہا آپ کی کمسنی پر میں نثار ہوا کیا بیہودہ

بلکی ہو غنچۂ ناشگفتہ پر تیرے آفت پڑتے مین الیسا غنچہ نہین چاہتا دخان جب جھلا
کبھی منتین کرتی ہو کبھی غصہ کرتی ہو آخر جھلا کر ایک قفس آہنی منگوا یا اسمین جہانگیر کو
بند کر کے قفس لٹکا دیا شب ہی سوچ مین بسر کیا کر روز کو برق جیسی عشرت خیز آئے
پہنچی عشرت خیز نے بڑا جا کر سلام کیا دخان نے پوچھا کہ ای عشرت خیز مین تو
تمھاری فکر مین تھی یہ بتاؤ کہ لوح محفوظ طلسم کشا تمک کیونکر پہونچی عشرت خیز نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کنیز ہماری طلسم کشا سے ملگئی ہی اسی فکر مین تمھارے
پاس آئی ہون جو کہو وہ کرون کیونکر لوح محفوظ ملے دخان نے کہا ای عشرت خیز
جس دن میلے مین یہ جوان لڑا اور مین نے دیکھا کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا تو مین
ناچار ہو کر بھاگی لیکن ساتھ ساتھ اسکے تابہ لشکر گئی جب اِسنے لوح محفوظ عیار
کو دی تب مین اسکو لے بھاگی مگر راہ مین جو اِس ظالم کی صورت دیکھی تو دیوانی
ہو گئی وہ مجھسے انکار کرتا ہی عشرت خیز نے کہا مجھکو حکم ہو کہ مین جا کر اسکو سمجھاؤن
دخان جادو نے عشرت خیز سے کہا کہ اگر کہین یہ خبر پاس بادشاہ طلسم کے پہونچ
گئی کہ لوح محفوظ طلسم کشا پا گیا تو وہ مجھسے بہت بگڑینگے یہی کہین گے کہ لوح محفوظ
کی حفاظت نہ کی مگر مین تمھارا راز چھپاؤنگی تم بخوبی جا کر سمجھاؤ عشرت خیز قریب
قفس آئی شاہزادہ ملول وحزین بیٹھا تھا عشرت خیز کا دل بیقرار ہو گیا قریب
آکر کہا کیون ای شہریار آپ دخان کو کیون نہین قبول کرتے ہین کسقدر کمسن
ہی کہ ابتک مرد کی صورت نہین دیکھی شاہزادے نے جھلا کر کہا ای عشرت خیز
تم مجھکو نہ سمجھاؤ دیکھو شاعر کیا خوب کہتا ہی فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل
فرش راہ ٭ یہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ٭ ای عشرت خیز تمھارا البتہ
مجھپر احسان ہی کہ تمنے لوح محفوظ دی عشرت خیز نے کہا مین آپ کی رہائی کے
لیے آئی ہون جسطرح سے کہیے وہ تدبیر کرون جہانگیر نے کہا جو مزاج مین
آئے مگر لوح طلسمی کسی طریقے سے ملے عشرت خیز جہانگیر سے باتین کر کے پلٹی
اور دخان لوحدار سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان تمپر مائل ہی

مگر عشق کو اپنے مخفی کرتا ہی یہ سنکر وخان خوش ہوگئی اور کہنے لگی ای عشرت خیز
تم جانتی ہو کہ اس کوٹھری مین لوح طلسم رہتی ہو کسکی مجال ہو کہ اس کوٹھری مین قدم
رکھے جلکر خاک ہو جائے عشرت خیز نے پوچھا وہ کیا صورت ہی وخان نے کہا
اس کوٹھری مین مار ان سیاہ بھرے ہین جو کوئی جائیگا اُسکو لپٹ جائینگے یہ سنکر
عشرت خیز نے پوچھا لوح کس مقام پر رکھی ہی وخان نے کہا بوا عشرت خیز
تم تو اسطرح پوچھتی ہو کہ معلوم ہوتا ہی لوح لوگی عشرت خیز نے کہا ای وخان
یہ خیال خام ہی مین بادشاہ طلسم کی برائی چاہونگی یہ کہکر کہا مین جاتی ہون وخان
نے کہا تمنے اقرار کیا تھا کہ اُس نوجوان کو راضی کر دونگی عشرت خیز نے کہا مین
آتی ہون تمسے کہونگی مگر یہ مقدمہ میری رائے پر چھوڑ و مین اقرار کرتی ہون کہ
اُسکو تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی اور تمسے راضی کر دونگی وخان نہ راضی ہوتی تھی
اور کہتی تھی کہ ای عشرت خیز بیٹھو شراب وغیرہ کا چرچا ہو عشرت خیز نے کہا مین
فکر مین لوح محفوظ کی جاتی ہون مین نے کچھ خبر پائی ہی کہ ایک کنیز نے قریب آکر کہا
کہ کیون ملکہ عشرت خیز کیسا مزاج ہی اور چٹکی لیکر کہا کہ مین ہون شاہزادے کا
عیار آپ جلسہ جمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ عشرت خیز کو بیہوش کرونگا غرض
عشرت خیز نے وخان سے کہا کہ اِسوقت تمھاری کنیز نے یہ کہا کہ مین لوح محفوظ
کا پتہ لگا دونگی لہذا مین حاضر ہون کہ جلسہ آراستہ کیجیے وخان نے خوش ہوکر
کہا ای عشرت خیز بڑا احسان ہوگا جو یہ جوان راضی ہو گیا مین اقرار کرتی ہون
کہ بادشاہ طلسم سے اِسکو چھپاؤنگی راز نہ کھلنے دونگی کیا تعجب ہی کہ اگر بادشاہ طلسم
بھیر لشکر کشی کرین تو لوح اِس جوان کو دیدون اور اِسی سے طلسم کشائی کراؤن
یقین ہی یہی ہی جو سب لکھ گئے ہین کہ یہ جوان طلسم کشا ہی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم
زیادہ جھیرو یا کونہ ڈالین مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اُس جوان پر عاشق
ہون مین نے اپنے پاس رکھا ہی یہ کہکر وخان مسند پر بیٹھی کنیزون نے لاکر
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا چاپک صبا رفتار دوڑ دوڑ کر کام کرنا عشرت خیز

تو اطمینان ہی ہو گیا کہ میں وقت پر عیاں آیا حقیقت میں اسنے تمہارا احسان کیا کیونکر بیہا ئشک آیا
حقیقت میں تمہارا میار ظاہر ہو مگر چالاک صبا رفتار شراب میں بیہوشی ملا کر لاتا ہو گا بیان
سنکر تر ہا جو کشتیاں کباب کی آراستہ کر رہا ہو دخان نے کہا کیوں شبو تجھکو کیا خوشی ہو کہ
دو شالہ و زر کا کام کر رہی ہو چالاک نے جواب دیا کہ کنیز کو یہ خوشی ہو کہ آپ معشوق کو لیکر
بیٹھیں تو ہم بہ الٹی ہوں دخان نے ہنسکر کہا تیرے منھ میں گھی شکر کنیز نے عرض کی کہ
بوٹی کا امتحان تو کیجیے خواب میں سامری و جمشید آئے تھے یہی کہہ گئے ہیں کہ دخان
نوجہدار کو طلسم کشا مبارک ہو طلسم کشائی تو موقوف رہیگی اور مجھسے فرمایا کہ ہم تجھکو
علم موسیقی کا بادشاہ کرتے ہیں یہ کہکر سامنے آبیٹھی باجا بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند گانے لگی

نظم

چین اک دم نہیں گردش میں برابر میں ہوں	یار کی آنکھ ہوں یا اپنا مقدر میں ہوں
لے کے دل تو چھپاتے ہو ستمگر میں ہوں	اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جانبر میں ہوں
کیوں گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہو وہ [illegible]	تیغ میں ہوں نہ چھری میں ہوں نہ خنجر میں ہوں
حشر میں کسکے ستم کی میں کرونگا فریاد	مجھسے کہتا ہو وہ بت داور محشر میں ہوں
ہوں وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہیں مجھکو	آپ کی بزم میں آج آپ سے بہتر میں ہوں
پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہو وہ ماہ	چاند سورج کی طرح دیکھ لو گھر گھر میں ہوں
پہلے قاصد سے وہ آئے جو سنا حال مرا	مضطر انکو بھی کیا جسنے وہ مضطر میں ہوں
آرزو یہ ہو کہ دم آ کے کہے میت پر	دیکھ لو کھول کے آنکھیں ترے سر پر میں ہوں
یوں مجھے شوق نے بیخود جو کیا کیا حاصل	آپ پہلو میں ہوں اور آپ سے باہر میں ہوں
کوہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب	طور سے آئے صدا دل نہیں پتھر میں ہوں
ایسے بیگانے کے میں غش میں ہم ای زاہد	جسکے ہر خم کا اشارہ ہو کہ کوثر میں ہوں
روک لوں اپنا گلا کاٹتے ہیں ہاتھ کہیں(؟)	یار کہتا ہو کہ زیر دم خنجر میں ہوں
موج دریا سے الگ [illegible] کہتی ہو حباب	آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر میں ہوں

عشرت بنت جنیہ وعدہ کر بیٹھی ہو جی میں کہتی ہو کیا گستاخ ہو کس لطف سے باتیں کر رہا ہو کسی

مقام پر تامل نہیں کرتا کس لطافت سے گا رہا ہے کہ دخان ابھی مصاحبوں میں تھی چھاپک نے
عرض کی کہ اور بلا لائیے ایک کلاونت بھیجا ہوا ہے حضرت عمر کا ساقی گری کرتا ہے
ایسی طرح ساقی گری کرتا ہوں کہ سر سے شیخ لب پلاؤں دخان نے کہا ای شخص بہت ہی
مشکل ہو چھاپک نے عرض کی ابھی ملاحظہ فرمائیے اگر خداوند عمر نے عطا فرمایا ہے تو ہرگز
شراب نہ گرے گی اور جو میرے دل میں فرق تھا تو کمال نہیں ملا یہ کہکر گھنگرو پانوں میں
باندھے اور سامنے کھڑا ہو کر گت ناچنے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہ چھاپک
نے جھک کر جام لبریز کیا اور جام کو لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے
دخان کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے دخان
نے جام پی لیا اب تو چھاپک نے دورہ باندھا عشرت خیز کو جام سادہ پلایا اور کل
محفل کو آغشتہ بدارو بیہوشی جام پلایا تھوڑے عرصے میں سب کو پلاکر بیہوش
کیا جب دخان جادوگر کر بیہوش ہوئی تو چھاپک نے عشرت خیز سے کہا کہ طلسم کشا
کو قید سے رہا کرو لوح محفوظ میرے پاس ہے شاہزادے کو دیکھ کوٹھری میں بھیجدو
عشرت خیز نے اٹھکر ایسا سحر کیا کہ قفل ٹوٹ گیا شاہزادہ نکلا چھاپک نے لوح محفوظ
گلے میں ڈالی شاہزادہ در دائرہ کھولکر جو اندر آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا ماران سیاہ بیٹھے
ہوئے ہیں شاہزادے نے لوح محفوظ چمکائی ماران سیاہ سب جل گئے مگر لوح طلسم کا
کہیں پتہ نہیں معلوم ہوتا ہے کوئی صندوق وغیرہ بھی نہیں ہے شاہزادے نے کہا ای
عشرت خیز لوح کہاں ہے عشرت خیز نے کہا یہ پتھر جو لگا ہے اسکو اٹھائیے کیا عجب ہے
کہ اسکے نیچے لوح ہو شاہزادے نے بہ قوت صاحبقرانی اور برکت سے لوح محفوظ
کی وہ سنگ اکھیڑا جیسے ہی پتھر ہٹا ایک روشنی ثابت ہوئی شاہزادے نے دیکھا
دوسرا تختہ سنگ رکھا ہے اسپر لوح طلسم فنا چمک رہی ہے شاہزادے نے وہ لوح
اٹھالی ملاحظہ جو فرمایا اسمیں لکھا تھا کہ لوح طلسم فنا شاہزادہ لوح کو گلے میں ڈالکر
باہر نکلا عشرت خیز کہتی تھی بس اب نکل چلیے مگر شاہزادے نے نہ مانا لوح پاکر چھاپک
سے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو چھاپک نے نہ مانا ایک خنجر مار دیا کہ دخان نرجدا نہ سکے

دیکھے مجھ سے عظمت نشین نے کہا ہے حضور بجا کہتی ہے خاتمہ ہو کر دیباچہ باب برات
طلسم کشائی کا ہے شہزادے نے کہا اے عشرت خیز تمہاری جستجو سے نہ ملی اب
بے شبہا مجھ کو اسی حرکات کی شکست ملی ہے عشرت خیز نے کہا قریب باغ سرخ پوش
جتنی کے تو لوح کو لیکر فنا شاہ کا کہا ابھی بھی وہ کب پہونچ گئی میں جا کر لشکر جمع کرتی
ہوں یہ کہہ عشرت خیز تو نمود ہو گئی شہزادے نے باہر آ کر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحرائے باد انگیز میں جا مگر لوح و اسم ملاحظہ کرنا اگر لوح سے غفلت کی تو بڑی
خرابی ہو گی غرض شہزادہ طرف صحرائے باد انگیز کے چلا اس صحرا میں پہونچ کر دیکھا ہوا
زور سے چل رہی ہے کہ قدم نہیں بڑھتا شہزادے نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ
سامنے قصر ہے باد انگیز جادو بیٹھی سحر کر رہی ہے شہزادہ سامنے قصر کے پہونچا باد انگیز
نے جو قصر سے دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہے گھبرا گئی ہر چند کہ ساٹھ ستر ہزار ساحر پشت قصر
پر موجود تھے مگر اپنے مقام سے اٹھی ساحروں کو تو اشارہ کیا کہ طلسم کشا آتا ہے اسکو
گھیر لو اگر ہو سکے تو قتل کرو میں جا کر بادشاہ سے اطلاع کروں وہ فوج لیکر آئیں گے
اور شعبدے کرینگے تو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا انکے ہاتھ سے پکڑا جائے یہ کہکر پرواز پیدا کیے اُڑتی
ہوئی چلی یہاں فنا شاہ اپنے قصر میں بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہیں کئی لاکھ ساحر
قریب قصر اترے ہوئے ہیں اسکو ابتک نہیں معلوم کہ طلسم کشا آگیا کہ باد انگیز آکر
پہونچی کہا اے بادشاہ طلسم فنا آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیا معرکہ ہوا طلسم کشا میرے صحرا میں
پہونچ گیا وہ صحرائے باد انگیز جس میں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا طلسم کشا کو آتے ہوئے
میں نے دیکھا میں بھاگی کہ آپ سے اطلاع کروں فنا شاہ نے پوچھا کہ دخان پر
کیا گذری باد انگیز نے کہا آپ کو کچھ خبر ہے فنا شاہ نے کہا میں نے اتنی خبر پائی ہے کہ
بی عشرت خیز بھی بادی طلسم کی تدبیر کر رہی ہیں اور بھائی طلسم کشا کا باغ سرخ پوش
جتنی میں فروکش ہے یہی چاہتا ہے کہ لوح طلسم میں حاصل کروں اور طلسم کو توڑوں
بھائیوں میں چشمک ہے اپنی اپنی جرأت کے حوالہ ہیں باد انگیز نے کہا میں ابھی
جا کر تدبیر کرتی ہوں فنا شاہ نے کہا تم لشکر لیکر آنا میں جا کر باغ سرخ پوش میں

آفت برپا کرون پھر طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لون یہ کہکر فنا شاہ اُٹھا طرف باغ سرخپوش کے
چلا مگر سماک بلدا قی بیرون باغ ٹہل رہا تھا فنا شاہ نے اول آکر سماک بلدا قی کو گرفتار
کیا اور ایک گوشے مین ڈالدیا سماک کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا رستم مسند پر بیٹھے مین
سرخپوش جنی عرض کر رہا ہو کہ غلام جاکر اپنے لشکر کو لائے اب وقت اختتام طلسم ہو نقش
دیا ہوا میرا آپ کے پاس ہو سحر کسیکا آپ پر تاثیر نہ کریگا جرأت مین آپ کسی سے پایہ
کمی کا نہین رکھتے غلام بہت جلد آئیگا رستم نے کہا اے سرخپوش تجنے بڑی کمی کی کہ لوح
طلسم ہمکو نہ دلوائی سرخپوش نے عرض کی آپ نے اکثر طلسم فتح کیے ہین طلسم کشا کی بدولت
سے ہوتی ہو آپ کے واسطے یہی بڑا مرتبہ ہوا کہ آپ بہ آرام بیٹھے ہین نقش کسی کو نہ دیجیے گا
یہ فہمایش کر کے سرخپوش روانہ ہوگیا فنا شاہ نے دیکھا اب رستم اکیلے بیٹھے ہوے
ہین بصورت سماک سامنے آیا کہا اے شہر یار مین ذرا نقش دیکھون رستم سوچے کہ
سماک مانگتا ہو نقش حوالے کیا جیسے ہی نقش پاس سماک نقلی کے آیا پکار کے
آواز دی منم فنا شاہ بادشاہ طلسم فنا یہ کہکر آواز دی چند جادوگر گوشہ باغ سے نکلے
رستم کو سحر کر کے گرفتار کر لیا رستم نے ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچون فنا شاہ نے سحر کیا
کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پانؤن بیکار ہو گئے فنا شاہ نے کہا تم لوگ
اس جوان کو لیکر طرف قلعے کے چلو مین طلسم کشا کو بھی لیکر آتا ہون یہان جہانگیر
جب برابر قصر باد انگیز کے پہونچے ستر ہزار ساحر نے آکر گھیر لیا جہانگیر نعرہ کر کے
لڑنے لگے لوح کو جو چمکایا ہزار ہا ساحر نابینا ہوے ہوا سے جادو کہ ہیکا افسر تھا
اسنے بہت سحر کیے مگر طلسم کشا پر تاثیر نہ ہوئی ناچار ہوا چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر
خیال ہو کہ باد انگیز کہیگی کہ ستر ہزار ساحر تمھارے ساتھ تھے ایک شخص کو گرفتار نہ
کر سکے اور یہان سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والے نابینا ہوے جاتے ہین یہ سوچکر
سحر کرتا ہوا بڑھا جہانگیر نے قریب آکر چاہا کہ اسکو گرفتار کر لون ہوا سے جادو
نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوارین برسنے لگین مگر جہانگیر نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی ہتو
ہوا سے جادو فریاد کرنے لگا کہ اے شہر یار اطاعت کرتا ہون عکس لوح کا مجھپر نہ

جلا جاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ استخوان جل جائیں مین غلامی اختیار کرتا ہوں شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ہوا سے جادو قدموں پر گرا اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی ساحر دنگو
منع کیا کہ اب نہ لڑو ہم نے بدل اطاعت کی سب ساحر شاہزادے کے قدموں پر گرے
شاہزادہ ان سب کو تسخیر کر کے مشغول رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا رستم پیلتن ایک
مرکب پر سوار آتے ہیں پکارتے ہوئے کہ بھائی صاحب مجھے تمسے کچھ کہنا ہی جہانگیر آگے
بڑھے چابک نے کہا اے شہریار لوح کا خیال رکھیے گا اگر مانگیں تو نہ دیجیے گا طلسم کا
خاتمہ ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم نے کوئی فریب کیا ہو جہانگیر نے کہا اے چابک مجھے بھی
خیال ہی کہ بھائی صاحب آتشخو شعلہ مزاج ہیں آج کیا سبب ہوا کہ اس مہربانی سے
تشریف لاتے ہیں کہ مجھکو بھائی صاحب کہا مجھکو اسکا خیال ہی لیکن شاید اصل میں ہوں
تو آزردہ نہ ہو جائیں جو فرمائیں وہ بجالاؤں حکم سے خلاف نہ کروں یہ کہتے ہوئے
قریب پہونچے رستم نقلی گھوڑے سے کود پڑے کہا بھائی مقام شکر ہی کہ تمنے لوح
پائی ذرا لوح مجھے دو ایک ساحر نے سحر کیا ہی میرے کلیجے میں درد ہو رہا ہی جہانگیر نے
لوح تو گلے سے اتاری مگر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ خبردار لوح نہ دینا یہ رستم
نہیں ہیں تمکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ رستم گرفتار ہو گئے یہ فنا شاہ ہی انھیں کی شکل بنکر
آیا ہی چاہتا ہی لوح لے لوں مگر اے طلسم کشا جب لوح دیکھ لوگے کسیکا مکر نہ چلیگا
ہرچند کہ جہانگیر نے لوح دیکھ لی اور مطلب سے ماہر ہوئے مگر خاموش کھڑے ہیں
رستم نقلی نے پھر کہا کہ بھائی صاحب لوح مجھے دیجیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر لوح کا مس
ڈالا تاثیر سحر کی موقوف ہوئی جہانگیر نے للکارا اور مکار اپنی صورت تو دیکھ یہ سنکر
فنا شاہ بھاگا سمجھ گیا کہ طلسم کشا ہوشیار ہی اب فوج لاکر اسکو گرفتار کراؤنگا مگر
جہانگیر نے ہوا سے جادو سے کہا کہ لشکر تیار کر دیں برائے ملاقات رستم جاؤنگا
چابک نے کہا آقا آپ لشکر تیار کرائیے میں آگے بڑھکر دیکھتا ہوں کہ کیا رنگ
ہی یہ کہکر آگے بڑھا ایک مقام پر آکر ٹھہرا بلندی سے دیکھا کہ چند ساحر قید رستم لیے
ہوئے جاتے ہیں اور رستم مسلسل اراب پر بیٹھے ہیں مگر زنجیر میں ہلا رہے ہیں رستم کو

بڑا قلق ہوا کہ ای رستم اگر جہانگیر نے جھکو رہا کیا تو اور زیادہ مغرور ہوگا مگر جہانگیر بیلا اتفاقی
پر نہین معلوم کیا گذری کہ فناشاہ اُسکی شکل بنکر آیا اور نقش جلے گیا اب مین کیا کرون
مگر جابجا قید رستم دیکھکر بولا آکر جہانگیر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کے قید ہونیکے
مگر یہ ہم اپنے پر بیٹھے ہین جہانگیر نے کہا یہ بڑی بات ہوئی مرخوش جتنی اُنکا مددگار
تھا کچھ نہ ہو سکا آخر گرفتار ہوئے یہ کہکر گھوڑا اڑھا با چھوڑے جادو نے کہا ابھی کہ
حضور ٹھہر جائے لشکر کو لیکر چلتا ہون ساحر تیار ہو رہے ہین جہانگیر نے کچھ جواب
نہ دیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے سامنے آکر پہونچے نعرہ کیا کہ بھائی صاحب آپ
نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا رستم کو بہت شاق ہوا ہر چند زور کرتے ہین لیکن
زنجیرین نہین ٹوٹتین کہ سحر فناشاہ کا ہی جہانگیر آکر ساحرون کو قتل کرنے لگے جسپر
ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لوح کو جو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے کہ
صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فناشاہ ایک تخت پر سوار آتا ہی بادانگیز لشکر کی منتظم ہی
جو دیکھا کہ طلسم نشانگیں ہین کہ بھائی کو رہا کرون فناشاہ نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مگر جہانگیر پہ تاثیر نہین کرتی ساحر جلے جاتے ہین سب نے آواز دی کہ ای شاہ کیا
خوب سحر آپ نے کیا ہی کہ ہم لوگ مٹے جاتے ہین فناشاہ نے ہاتھ روک لیا مگر
تین لاکھ فوج کا بلوہ ہی جہانگیر ہر چند چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچون
اور بھائی صاحب کو رہا کرون مگر ساحرون نے پرے باندھے ہین جہانگیر کو نہین
جانے دیتے ہین ہر صف مین روکے جاتے ہین جہانگیر نے جو مجمع ساحران دیکھا بیقرار
ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کردے کہ مین اِس
آفت سے نجات پاؤن

نظم

میکند خرد و کلان از حضرت داوار خوف	رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خوف
گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب	نیست اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان	لیک در دل زان جناب لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم	اندران حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمین لرزد زمین و آسمان
داند ہمہ بدل زبان خدا وند جہان امید و خوف

ہست شہراہِ طریقت راست تر از ہر طریق
ہست از زہر زن بہر منزل مگر امید و خوف

اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا
اہل ایمان را بود امید قوی بسیار خوف

جہانگیر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لکہ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین پشت پر آتی ہین نعرہ کیا اور لڑنے لگی وہ سحر کیا کہ زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے لگا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوے مگر جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای ملکہ اپنے کو قریب بھائی صاحب کے پہونچاؤ انکو قید سے رہا کرو عشرت خیز یہ سنتی ہوئی صفون کو چیرتی ہوئی طرف رستم کے چلی اور آگ برساتی جاتی ہو ساحرون نے جو عشرت خیز کو آتے ہوے دیکھا اپنے کو چھوڑ کر بھاگے مگر ساحرون کا بلوہ بیحد و بیشمار ہو یا فناشاہ کہکر آیا ہو کہ یارو یہ جنگ آخر ہوا کر تماشہ دیکھو لو دشمنون نے اپنا کام کیا کہ لوح طلسمی دلوائی دخان کو قتل کرایا کہا ریلے ای شاہ عشرت خیز کو روکیے اُسکے ہمرے ہم چلے جاتے ہین مگر فناشاہ جو کہکر آیا تھا رعایا والے سب چلے آتے ہین پانچ چھ لاکھ ساحر جمع ہین مگر ساحرون نے جو فناشاہ سے فریاد کی یہ جھپٹ کر قریب ارابے کے آیا پکار کر کہا ای عشرت خیز پلٹ جاؤ برائے رہائی رستم نہ آؤ ورنہ تمکو مٹا دونگا عشرت خیز نے نہ مانا فناشاہ نے سحر کیا کہ زمین نے پاؤن عشرت خیز کے تھام لیے ایک طوق آہنی گلے مین پڑگیا فناشاہ نے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمہاری معین کو تو مین نے گرفتار کر لیا انکو تو قتل کرتا ہون پھر تمسے بھی سمجھ لونگا آج اس جنگ مین خاتمہ کرونگا کیا مجال ہو کہ اس جنگ کو چھوڑ کر جاؤن اب جہانگیر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز ایک مقام پر حیران کھڑی ہو طوق آہنی گلے مین پڑا ہو آنکھین نکلی آتی ہین حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہو سحر یاد نہین آتا ہو مگر گھبرا رہی ہو جہانگیر جو بڑھے کہ جاکر عشرت خیز کو رہا کرون ساحرون نے جہانگیر کو روکا جہانگیر کو بہت شاق ہوا کہ مقام افسوس ہو جو ہماری معین تھی وہ لیون

گرفتار ہوئی کیسی ناچار ہو رہی ہو یہ ہر چند کہ وہ کوشش کر رہے ہین مگر ساحر نہین جانے
دیتے ہین جہانگیر نے پھر دعا کی کہ صحرا سے گرد اٹھی وہ دیکھا سرخپوش جنی مع بارہ ہزار
فوج کے آکر پہونچا دیکھا مغلوب ہو رہی ہو آکر شریک جنگ ہوا جہانگیر نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب عشرت خیز کے پہونچے جب نوبت گلس
ٹا الاطوق آہنن کنگر گیا عشرت خیز نے رہائی پا کے وہ سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر مرے
ہرکارون نے [illegible] شاہ کو خبر دی کہ طلسم کشا نے عشرت خیز کو رہا کر لیا اب اسنے آفت
برپا کی ہو سرخپوش جنی کے جنات عجب رنگ سے لڑ رہے ہین کہ ساحر کو مار کے وہ
غرق زمین ہوے دوسرے مقام پر جا کر نکلے دوسرے ساحر کو مارا بارہ ہزار
نے ساٹھ ستر ہزار جادوگر مارے مگر عشرت خیز لڑتی بھڑتی سامنے رستم کے پہونچی
رستم نے چلا کر کہا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین رہائی قبول نہ کرونگا عشرت خیز
رک گئی جہانگیر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز قریب بھائی صاحب کے پہونچگئی
تھی کیا سبب ہوا کہ رک گئی چالاک سے کہا ای چالاک دریافت تو کرو کہ عشرت خیز
نے بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا اب چالاک صبا رفتار ساحر کی شکل بنا ہوا
بیچ سے ساحرون کے نکلتا ہوا قریب عشرت خیز کے پہونچا پوچھا ای ملکہ عالم شاہزادہ
پوچھتا ہو کہ بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا عشرت خیز نے کہا وہ منع فرماتے ہین
کہ میرے قریب نہ آؤ چالاک نے آکر جہانگیر سے کہا ہر چند کہ جہانگیر کو ناگوار ہوا مگر
جانتا ہو کہ بھائی صاحب انتہا کے آتشخو ہین جہانگیر لڑتا ہوا چلا مگر سرخپوش جنی ہمراہ
رکاب ہی بڑھ بڑھکر ساحرون کو قتل کر رہا ہو اور کیا مجال ہو کہ کوئی ساحر قریب آسکے
جو پشت سے آیا اسکو مار لیا اور جو سامنے آیا چاہا بڑھون مگر جہانگیر نے بڑھکر اسکو
مار لیا کئی سو ساحر ایک مقام پر مارا گیا اب کوئی قریب طلسم کشا کے نہین آتا ہو
دور سے لینا لینا کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ دور سے طلسم کشا کو ماریں مگر جہانگیر
کو یہ خیال ہو کہ بھائی صاحب کو رہا کرون جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب آیا یہ پہونچا
رستم نے کہا ای جہانگیر میرے قریب نہ آنا مجھکو اپنی رہائی منظور نہین جہانگیر نے

کچھ جواب نہ دیا اور قریب پہونچکر عکس لوح کا اثر الامرستم چو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے وہ زنجیرین ٹوٹین رستم اٹھے جہانگیر نے تلوار ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیش کی مگر رستم کا غصہ نہ اترا تلوار اٹھائی اور اٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب	
علمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرز وتن افگندہ شور	

سامنے ایک پہلوان آتا تھا اسکو چیر کر پھینکدیا فرمایا او برادر دیکھو یون لڑتے ہین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب سرخپوش جنی لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ عشرت خیز نے سحر کیا ہے جس غول کو زیادہ دیکھا اسی غول پر سحر کیا ہزارون کو عشرت خیز نے جلایا تیغ سحر سے قتل کیا مگر عشرت خیز یہی چاہتی ہے کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ پہونچین کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اس ابر سے آگ برسنے لگی اور آواز آئی کہ سنو نقش نگار جادو جیسے ہی نقش نگار کا نعرہ ہوا جنات جلنے لگے مگر عشرت خیز نے جو سر اٹھا کر نقش نگار کو دیکھا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین حیران تھی کہ دیکھیے اب کیا ہو یہ وہ جادوگر ہے کہ کئی سال سے بالاے کوہ پر خدائی کرتا ہے طلسم کشا کے ہاتھ سے حال کھلا کہ جادوگر اندر نقش پرستگ کے رہتا تھا ناچار ہو کر نکلا اب مدد فناشاہ کو آیا ہے دیکھیے کیا آفت برپا کرے طلسم کشا سے اشارہ کیا کہ آپ کسی پر توجہ نہ کرین اسم لوح پڑھکر نقش نگار پر تیر مار دیجیے یہان طلسم کشا خود حیران ہین کہ کئی سو جنات جلگئے سرخپوش آگے نہین بڑھتا اشارے سے عشرت خیز کے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارو دیکھا عجب ہے کہ یہ مارا جائے نہایت ساحر زبردست ہے مگر اسم کو بصحت پڑھنا جہانگیر نے اسم حاشیۂ لوح ورد کیا اور کمان کاندھے سے اتاری تیر پر اسم دم کر کے طرف نقش نگار کے تیر پھینکا نقش نگار نے اپنے کو بچایا مگر عشرت خیز نے دیکھا کہ شاہزادے نے کئی تیر مارے اور تیر خالی گئے ایک سحر کیا کہ ایک سنگ کلان قریب سر نقش نگار آکر ٹھہرا پاشاہزادے نے پھر تیر مارا نقش نگار نے چاہا کہ بلند ہو ن پتھر کی ٹھوکر لگی کہ الٹ گیا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پر کینہ پر پڑا کہ توڑ کر

پشت کو پار گئی الفقش نگار زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ کے پہونچے فناشاہ نے جو دیکھا کہ الفقش نگار مارا گیا بہت گھبرایا چاہا کہ نکلجاؤن مگر ایسا بلوہ تھا کہ اسنے موقع نہ دیکھا جہانگیر برابر پہونچ گئے فناشاہ نے پہلوانون کو اشارہ کیا پہلوانون نے بڑھ بڑھکر جہانگیر کو روکا مگر جو روبرو جہانگیر کے آیا وہ مارا گیا چند پہلوان جب مارے گئے تو فناشاہ نے تلوارین برسائین مگر جہانگیر پر تاثیر نہ ہوئی آخر جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے فناشاہ کے پہونچے ایک طرف سے عشرت خیز سحر کرتی ہوئی آئی ایک طرف سے سرخپوش نے گھیرا جب فناشاہ نے دیکھا کہ کسی طرف سے نکلنے کا موقع نہیں ہر تب ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ادھر عشرت خیز نے بھی سحر کیا سرخپوش جنی نے وار کیا مگر تلوار جہانگیر کی جو تڑپ کے گری فناشاہ کی سپر کٹی سپر کو کاٹکر جو تلوار گری فناشاہ کے دو ٹکڑے ہوے فناشاہ کا فنا ہونا کہ ساحر گھبرا گئے اطاعت کے خواہان ہوے سب ساحر جمع ہو گئے جمع ہو کر قریب عشرت خیز کے آئے کہا ای ملکۂ عالم آپ تو ہماری افسر ہین اب ہماری خطا معاف فرمائیے ہم فناشاہ کے ملازم تھے اسکی طرف سے لڑے اب جو حضور سے لڑیگا اُس سے لڑینگے جہانگیر نے سب کو گلے سے لگایا کئی لاکھ ساحر تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اَسّی نوے ہزار ساحر مطیع ہوے مگر رستم نے جو دیکھا کہ جہانگیر غالب آیا خداوند طلسم بھی مارا گیا بادشاہ بھی قتل ہوا جہانگیر نے چاہا تھا کہ بھائی صاحب کو نذر دون کہ لڑائی فتح ہوئی مگر رستم نے جہانگیر سے ملاقات نہ کی لڑتے ہوے ایکطرف نکل گئے راہ مین سمک سے ملاقات ہوئی سمک بلدانی نے دیکھا کہ رستم بڑے غصے مین ہین پوچھا اسنے کہ ای شہریار آپکا مزاج کیسا ہر رستم نے کہا جہانگیر نے طلسم فتح کر لیا سرخپوش جنی بھی جہانگیر کے ساتھ ہو گیا اُسی نے مجھکو محروم رکھا ورنہ مین ہی طلسم فتح کرتا سمک نے عرض کی طلسم جسکے نام کا ہوتا ہو اُسی سے فتح ہوتا ہو مگر حضور اُسکے معین تو رہے اگر آپ

اعانت نہ کرتے تو لڑائی فتح نہ ہوتی رستم خوش ہو گئے فرمایا ہو سماک نے بزرگو بہتر بات کہا خیر چھوٹا بھائی ہو جو اُسنے کیا اچھا کیا مین تو لشکر مین جاتا ہون دیکھو جہانگیر کسطرح آتا ہو اگر مین پڑیگا تو اسکو مین روکونگا چاہتا ہون کہ مال طلسمی چھین لون دیکھون کیا کرتا ہو سماک تو اُدھر واسطے خبر کے چلا رستم لشکر مین آئے مگر سماک بصورت سیلہ قلعہ طلسمی پر آیا دیکھا بڑی گہما گہمی ہو لشکر اُترا ہوا ہو جہانگیر داخل بارگاہ ہین عشرت خیز پہلو مین ہو چابک بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو وہ انکو لبھا رہا ہو نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہو میان کوے دوست	ہر بیوں پہ پھیری اُٹھتے ہین سگان کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی	ذکر کو جنت کے ہین بھاییان کوے دوست
تشنہ خون جہان ہو یہ تو وہ قتال خلق	آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہو ہر مردہ مجھے	جھلکو گورستان کے اوپر یہ ہو گمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے سے آجاتی ہو نیند	پھر کہ شب مین سنونگا داستان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مین نے صاف اُسسے کچھ نہ	صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین	آشنا سے در نکلا پاسبان کوے دوست
قاصد و نکے پاؤن توڑے بدگمانی نے مگر	خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہو یہ	ای خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

سماک رات بھر لشکر مین پھر اکیا اُدھر طلسم سے مال بہت نکلا چھکڑے لدے ہوے کھڑے ہین صبح کو جہانگیر اُٹھے لشکر کو تیار پایا قصد ہوا کہ روانہ ہون مگر سماک کو بڑا تردد ہو کہ جب یہ چلین گے تب رستم روکین گے جہانگیر ایسے نہین ہین ضرور مقابلہ کرینگے خدا دونون کی آبرو رکھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر فوج بیحساب سامنے جہانگیر کے آیا پکار کر کہا کہ آپنے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم فنا کو فتح کیا منم شہباز بلند پرواز اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مال طلسمی حوالے کرو جہانگیر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر وہ سامنے آکر مقابل مین اُتر پڑا سماک بھاگا کہ اب جاکر رستم سے کہون کہ شہباز نامے پہلوان مقابلہ

جہانگیر مین آیا ہو اگر بس چلے تو جاکر اسے قتل کیجیے جہانگیر کو بچا لیے یقین ہے کہ جہانگیر بہت
شرمندہ ہونگے یہ سوچکر خدمت رستم مین آیا سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ
تیار رہیے ہم پہر رات رہے سوار ہونگے یہان شہباز نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر کے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجا ساری رات تیاریان رہین صبح کو شہباز میدان مین آیا عشرت خیز
نے عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرماتے ہین مین ایک سحر کرکے ان سب کو بھگا دیتی
ہون جہانگیر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا ہمارے لشکر مین یہ قاعدہ ہے کہ غیر ساحر
سے ساحر مقابلہ نہین کرتا بھائی صاحب رنجیدہ ہو رہے ہین اور طعن و تشنیع کرینگے
فرمائین گے ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کیا مین کیا جواب دونگا وہ پکارے تو مین
مقابلے مین جاؤن ای عشرت خیز تم لشکر سے الگ رہو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی باعث
بدنامی ہو لاکھ تم کہو گی کہ مین نے سحر نہین کیا مگر وہ نہین مانین گے مین یہ نہین چاہتا
کہ تم ان مین قبلہ و کعبہ کے فرق پڑے بھائی صاحب اور زیادہ غصہ کرینگے جہانگیر
تو یہ باتین کر رہے ہین مگر شہباز نے گینڈا منیر کیا اور پکار کر کہا کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ شہباز مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی
جہانگیر نے دیکھا کہ رستم آتے ہین مگر نہایت برہم تیور پر بل پڑے ہوے ہین آکر
مقابلہ شہباز مین پہونچے شہباز نے جو جمال رستم دیکھا مثل آئینہ حیران ہو کے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے فرمایا او مغرور تو مال طلسمی لینے آیا ہے وہ میرا چھوٹا
بھائی ہے مین کب گوارا کرونگا کہ تو اسے قتل کرے یہی فکر تھی کہ تجھکو جا کر سزا دون
شکر ہے کہ وقت پر پہونچا وار کر باتین نہ بنا شہباز نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے
لگا بعد تھوڑی دیر کے نیزہ رستم نے شہباز کا نکالا شہباز نے غصے مین تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز
لپٹ پڑا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے رستم نے اترتے ہی دنگل کر دیا
جب پہلوان ہین تو وہ دو گھڑی نہین نکلنے دیتے ہین پہر کشتی ہوئی پہر دن رہے
شہباز نے کہا ای جوان دونون لشکر پریشان ہو رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون

رستم نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے شہباز رستم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر
لاکر پٹک مارا کہ رستم کا بایان گھٹنہ جھکا شہباز اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
لنگر رستم کو جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا سوچا کہ جو مین نے لنگر نہین اکھیڑا
تو میرا لنگر بھی یہ نہ اکھیڑ سکینگے آواز دی کہ اے رستم اب تمھارے زور کا مشتاق
ہون رستم اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے شہباز کے تھامے ریلکر لے دوڑے
پندرہ سولہ قدم پر لاکر پٹک مارا کہ دونون گھٹنے شہباز کے آشنائے زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زمین تھرا گئی درخت کانپنے شہباز کو اٹھا لیا چاہا زمین پر مار دین کہ شہباز نے
عرض کی کہ مین تابعداری کرتا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اسلام تعلیم فرمایئے رستم
نے رکھدیا شہباز کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے آکر نذر دی رستم
بہت خوش ہوے کہا اے فرزند حقیقت مین کیا کار نمایان کیا ہے اور وہ بادشاہ جو
اپنے فرزند کی فریاد لیکر آیا تھا بیٹے کو باپ سے ملوایا رستم نے کہا اے ملک احمر تمنے
دیکھا کہ ہمارے بھائی نے کیا کار نمایان کیا جہانگیر عذر کر رہے ہین کہ آپ کے
بھروسے پر سب کام ہوا جانتا تھا کہ اگر کوئی مشکل پڑیگی تو بھائی صاحب آسکے
شریک ہونگے اسوجہ سے طلسم ٹوٹا ہر مقام پر آپ ہی کو یاد کرتا تھا سرخیدوش
جنی نے بھی قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے کہا یہ مال طلسم موجود ہے اپنی فوج کو
تقسیم کیجیے رستم نے کہا مین نے شہباز کو زیر کیا ہے وہ بھی ضرور خراج دیویگا اب
رستم بہت خوش ہوے سمجھے کہ جہانگیر اپنے مجھسے دبتا ہے فوج گران ساتھ شکار
کھیلتے ہوے چلے ایک دشت مین آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت گرم ہے کہ درخت
سوکھے ہوے کھڑے ہین پتونکا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار بگولے گرد کے
اٹھ رہے ہین رستم نے فرمایا آگے بڑھ چلو یہ صحرا اس لایق نہین ہے کہ رات یہان

ابر بہار کے سامنے سے رستم کے ایک آہو نکلا جست وخیز کرتا ہوا چلا رستم نے گھوڑا
پیچھے اسکے ڈالا فرمایا او جہانگیر تم میرے پیچھے نہ آنا جہانگیر کو اطاعت منظور ہی جانتے
ہین کہ بڑے بھائی بجاے باپ کے ہین انکا حکم ماننا ضرور ہی جہانگیر تو رک گئے مگر رستم
آہو کے پیچھے چلے ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ تیر مارون مگر آہو نکلجاتا ہی ناچار اسقدر طو
کیا کہ سواے سمک کے اور کوئی نہ جاسکا سمک الگ چلا آتا ہی مگر حیران ہی کہ
شاہزادے کو کیونکر روک لون کہ اس آہو کا ناحق تعاقب کرتے ہین مگر جانتا ہی
کہ اگر عرض کرونگا تو خلاف گذریگا خاموش چلا آتا ہی مگر آہو بھاگتا ہوا سامنے ایک
باغ کے پہونچا باغ مین گھس گیا رستم غصے مین گھوڑے سے کود پڑے باغ مین آکر
داخل ہوے دیکھا آہو روش پر جاتا ہی تیر مارا کہ آہو شکار ہوا آکر اسکو ذبح کیا کہ
سامنے سے ایک مرد پیر دھوتی باندھے ہوے بیلچہ ہاتھ مین انتظام کرتا ہوا سامنے
سے آیا جمال رستم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے نام اصلی نہ
بتایا کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اسکو قزاقون نے لوٹ لیا مین اسطرف نکل آیا
مگر تمہارا کیا نام ہی اور یہ باغ کسکا ہی باغبان نے کہا میرا نام فولاد باغبان ہی مین
اس باغ کا منتظم ہون یہ سرحد قلعۂ صفدر یہ ہی حاکم یہانکا صفدر جنگ آزما ہی
بیٹی اسکی گلچہرہ ہی اسی کے نام سے یہ باغ ہی مین نے ملکہ کو پرورش کیا ہی اسوجہ
سے یہ باغ میرے سپرد ہی ملکہ شکار کو آئی ہوئی ہین یقین ہی تشریف لائین مگر ملکہ جب
تشریف لائین تو کنج باغ مین جو بنگلہ پڑا ہی وہ میرے رہنے کا ہی وہان جاکر اپنے کو
مخفی کیجیے گا آپ بیٹھیے مین نے آپ کو اپنا فرزند کیا رستم بھی بہتر ہی کہہ رہے ہین کہ
دروازے پر پلڑ ہوا کہ او فولاد کیا مر گیا دروازہ نہین کھولتا فولاد نے جو سنا
کہا آپ تو نکلجائیے بنگلے مین جاکر بیٹھیے رستم تو گئے فولاد نے جاکر دروازہ کھولدیا
ملکہ داخل ہوئین کنیزین ساتھ ہین کنیزون نے کہا کہ او فولاد ایسا غافل رہتا ہی کہ
آواز بھی نہین سنتا فولاد تو کنارے ہو گیا مگر کنیزین نوجوان چہلین کرتی ہوئین باغ
مین پھرنے لگین کوئی کسی سے گیند اکھیلتی ہی کوئی چھوئی چھلیا کوئی آنکھ مچولا کھیل رہی ہی رستم

قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ چند کنیزون کو دیکھا قریب بارہ دری کے پہونچگئی ہین رستم کو کچھ نظر نہ پڑا بارہ دری مین چلے گئے پردہ اٹھا کر جو اندر آئے تو دیکھا کہ تخت بچھا ہوا اسباب عیش و نشاط مہیا جھاڑ وغیرہ لگے ہین رستم خاموش کھڑے تھے کہ کنیزین پردے باندھنے لگین رستم گھبرائے پلٹ کر دیکھا کہ سب کھڑکیان بند ہین ناچار ہو کر چند سیڑھیان طے کین وہان پر موڑ تھا روشندان بنا ہوا تھا وہان رستم ٹھہرے روشندان سے دیکھنے لگے کہ دیکھا گلپیرہن گلشنہ چست پہنے ہوئے نیچہ ہاتھ مین اکڑتی ہوئی بارہ دری مین آئی رستم کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین کچھ بنی گلشن جمال کی کر رہے ہین ملکہ نے قصد کیا کہ جا کر تخت پر بیٹھون کہ آندھی سیاہ اٹھی جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ غل مچاتی ہین کہ روشنی لاؤ کنیزین جو لالٹینین لیکر چلتی ہین جھونکے سے ہوا کے گل ہو جاتی ہین ملکہ ناچار ہو کر طرف کوٹھے کے چلین ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے ادھر رستم بھی کھڑے تھے ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے بڑھا ہوا رستم کا ہاتھ تو سینے پر پڑا اور ملکہ کا ہاتھ چہرہ زیبائے رستم پر پڑا ملکہ نوارے چور کہکر پیچھے ہٹین رستم کود کر بھاگے اسی بنگلے مین آئے آکر بیٹھے مگر جوش محبت مین ملکہ کے کانپ رہے ہین وہان آندھی دفع ہو گئی کنیزون نے دیکھا ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین اور کہ رہی ہین نگوڑے فولاد کو بلاؤ کوٹھے سے چور آتا میرا طوق اتارتا تھا مگر مین نے نیچہ جو چمکایا بڑا نامرد تھا کہ بھاگ گیا ورنہ نگوڑے اڑا دیتی ایک کنیز نے کہا واری یہان چور کہان کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑ گیا ہوگا ملکہ نے ایک نیچہ مار کر اس کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے اب کوئی کنیز قریب نہین آتی دور سے کہ رہی ہین کہ حضور فولاد کی یہ غفلت ہے حکم ہوا کہ فولاد کو لاؤ حبشنون نے آکر فولاد کو [illegible] کیا فولاد روتا ہوا سامنے آیا ملکہ نے کہا کہ اسکو قتل [illegible] نے [illegible] فولاد گھبرایا دست بستہ عرض کی کہ حضور [illegible] رخصت ہو آؤن [illegible] نے کہا تو [illegible]

فولاد کا بیٹا طہران میں نوکر تھا نوکری چھوڑ کر آیا ہو مگر حضور بہ نہایت خوبصورت ہو ملکہ نے کہا
جا دور ہو اسکی خوبصورتی سے مجھے کیا کام ہو جاؤ جاکر مل آؤ فولاد روتا ہوا سامنے
رستم کے آیا رستم نے جو فولاد کو روتے ہوئے دیکھا بے اختیار ہنس پڑے فولاد
نے کہا آپ تو ہنس رہے ہیں میری جان پر بنی ہو رستم نے پوچھا کیا ہوا کہا ملکہ فرماتی
ہیں کہ چور کو سیرے سے اترا میرا طوق آتار تا تھا تو فرماتی ہیں کہ تو نے چور بٹھا رکھے
اب آپ تو تشریف لیجائیے آپ بڑے مبارک قدم ہیں کہ آپ کے آتے ہی میرے قتل کا حکم
ہوا للہ اب آپ رخصت ہوں رستم نے کہا تم جا کر کہو کہ میرا فرزند طہران میں کوتوال
رہا ہو چوروں کو ڈھونڈھ کر لائیگا فولاد نے کہا وہ نہایت بدمزاج ہو ایسا نہ ہو کہ مجھکو
قتل کر ڈالے رستم نے کہا مجھکو گوارا ہو کہ میں قتل ہوں مگر آپ بچ جائیے فولاد نے
کہا میں جاکر کہتا ہوں فولاد آنسو پوچھتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ایک غلام کی
عرض ہو کہ میرے فرزند کو بلا کر خلعت کوتوالی بارگاہ دیجیے وہ جہاں النظر بازہے چور کو پکڑ
لائیگا ملکہ نے حکم دیا چلمن ڈالدو میں چاہتی تھی کہ فولاد قتل نہ ہو خیر سبب نکل آیا اگر
اُسکا بیٹا کارنمایاں کریگا تو اُسکو نوکر رکھوا دونگی فوج شاہی میں رہیگا فولاد نے
آکر رستم سے کہا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو رستم ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے ملکہ نے
جو دیکھا کہ دیر ہوئی چند کنیزوں سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو فولاد دم دیکر چلا گیا بیٹا
اُسکا آتا ہی یا نہیں چند کنیزیں جو ان چلیں راہ میں آکر دیکھا کہ رستم آگے
آگے فولاد پیچھے پیچھے مگر ہاتھ باندھے ہوئے آتا ہی کنیزیں حیران ہوگئیں آپس میں
کہتی تھیں کہ ارے یہ فولاد کا بیٹا ہی ایک نے کہا ماں کا پیٹ اور کمہار کا چاک
ایک ہوتا ہی ایک نے کہا بوا دیکھو مثل غلاموں کے آتا ہی یہ اُسکا بیٹا نہیں ہی
فقرہ بنایا ہی مگر ایسا حسین ہی کہ ملکہ دیکھکر بلک جائینگی ایک نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا میاں تمھارا کیا نام ہی باپ پیچھے اور بیٹا آگے رستم نے کہا او خبیثہ تیرا ہی باپ
ہوگا کنیز پیچھے ہٹی دوسری نے کہا میاں کیوں خفا ہوتے ہو بڑے تعجب کی بات ہی
کہ بیٹا آگے باپ پیچھے رستم نے اُسکو بھی جھڑک دیا سب سے باتیں کرتے ہوئے جب

سامنے بارہ دری کے آئے ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہو سپاہی پیشہ تلوار ہاتھ مین حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہو جمال بیمثال دیکھکر ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پسینے پسینے ہوگئی سر جھکا لیا رستم جب سامنے ملکہ کے آئے کنیزون نے کہنا شروع کیا کہ سلام کرو ملکہ نے کہا کیون اُسکا پیچھا لیے ہو وہ سلام و بندگی کیا جانے رستم کرسی پر بیٹھ گئے ملکہ نے نام پوچھا رستم نے حسین نوجوان بتایا ملکہ نے کہا تم چور کو پکڑ لاوٴگے رستم نے کہا حضور کا اقبال گرفتار کریگا ملکہ نے خلعت منگایا رستم کو خلع کیا رستم خلعت پہنکر بیٹھے ہاتھ باندھکر رستم نے عرض کی کہ مین اب رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا باہر جاکر بستر لگاوٴ رستم جب چلے تو ملکہ کا دل دھڑکنے لگا کنیز سے کہا کہ اس جوان کو پھر بلا لو بخوبی اِسکو سمجھا دون رستم قریب آئے اور تنکر کھڑے ہوے ملکہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کہ کسی گانوٴن مین خبر سنکر چور رہو اور وہان اکیلے چلے جاوٴ کیونکہ گنوار گھیر لیتے ہین ایسا نہو کہ کچھ صدمہ پہونچے رستم نے کہا گنوارون کی کیا مجال ہو کہ ہم کو گھیر لین سبکو سمجھا دونگا ملکہ نے کئی مرتبہ اسی طرح رستم کو بلایا کوئی بات کہدی رستم بھی جواب دیتے ہین کہ سرکار نہ گھبرائین غلام سمجھکر جائیگا ملکہ اس شائستگی پر تڑپی جاتی ہین وزیرزادی سے کہتی ہین کہ زبان تو اسکی اچھی ہو زبان سے تو نہین معلوم ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہو وزیرزادی نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا ملکہ کنیز کو تو یہ جوان بڑا عالی خاندان معلوم ہوتا ہو غرضکہ رستم رخصت ہوکر باہر آئے سپاہیون نے سلام کیا رستم کرسی پر بیٹھے فرمایا صاحبو تمسکو بیدار رہنا چور نہ آنے پائے سب عرض کر رہے ہین بسر وچشم آپ کی خدمت مین حاضر رہینگے اب ایسا افسر ہمکو ملا ہم سب خوش ہوگئے جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائین ستے رستم انتظام کر رہے ہین مگر بعد جانے رستم کے ملکہ کی بیقراری بڑھی یہ اشعار زبان سے بیساختہ بیقراری مین نکل گئے

نظم

شب فراق صنم مختصر نہین ہوتی ٭	یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران ہون	کبھی ادھر کی تو دنیا ادھر نہین ہوتی
غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت دوست	کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی

اثر لبونکا نہ پائے نگاہ زہر آلود ۔۔۔ کہ سنکھیا کبھی مثل شکر نہین ہوتی
بیان مین نہین آتی کشش کچھ اسکی صفیر ۔۔۔ لسان دام کمند نظر نہین ہوتی

وزیرزادی نے گھبرا کر پوچھا کیون حضور کا مزاج کیسا ہی یہ کیا فرمایا مین اسکا مطلب نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے گلپاش مین کیا بیان کرون جس جوان کو خلعت کوتوالی دیا ہی جب سے اسکو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی یہی خیال آتا ہی کہ باغبان کا بیٹا اسپر طبیعت مائل ہوئی کل کو اگر یہ ظاہر ہوا تو تم لوگ کہو گے کہ باغبان بچے کو لیکر بیٹھی ہین کیسی ذلیل مزاج ہین وزیرزادی نے کہا واری آپ کو اختیار ہی جو چاہے فرمائیے مگر یہ فولاد کا بیٹا نہین ہی نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ یہ طائر عنقا دام مین پھنسا ہی آخر کو حال کھلیگا کہ یہ کسکا فرزند ہی ملکہ نے کہا اے گلپاش یہی مجھکو بھی خیال ہی لیکن جو امر ظاہر ہی اسپر خیال کرتی ہون چاہتی ہون کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ مین اسکو دیکھون وہ مجھکو نہ دیکھے ایک کنیز بول اٹھی کہ آجکل آپ کے والد نامدار لشکرکشی کا سامان کر رہے ہین پہلوان کو دیکھکر خوش ہونگے اسکو افسر کرینگے آپ جاکر باپ سے کہیے کہ ایک جوان اسطرح آیا ہی اسکو نوکر رکھ لیجیے آپ کے والد کو ضرورت ہی وہ ضرور نوکر رکھ لینگے کوٹھے سے آپ دیکھا کیجیےگا وہ آپ کو نہ دیکھ سکے گا ملکہ نے اس رائے کو قبول کیا حکم ہوا کہ جلد سواری لاؤ محافہ در باغ پر آیا رستم کو جو معلوم ہوا کہ ملکہ جاتی ہین آ کھڑے ہوے ملکہ سوار ہوئین اور محافہ چلا رستم بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہین ملکہ نے جو چلمن سے دیکھا کہا وزیرزادی منع کر دے کہ تم کیون آتے ہو تم ٹھہرو ملکہ تمکو بلوا لینگی رستم ٹھہر گئے محافے کو دیکھا کیے محافہ نظر سے مخفی ہوا رستم آکر بیٹھے ملکہ جاکر محل مین اتریں ناظر سے حکم دیا کہ ابا جان کو بلاؤ ناظر نے جاکر شاہ سے کہا شاہ فوراً تشریف لائے کہ بیٹی کو بہت چاہتے تھے جیسے ہی اندر تشریف لائے ملکہ نے سلام کیا ملکہ سے فرمانے لگے بین ہاتھ ڈالدیا اور یہ کہا میرے اچھے ابا ایک جوان نہایت حسین و جمیل میرے باغ مین آیا ہی مین نے اسکو عہدہ کوتوالی دیا اسنے ایسا انتظام کیا کہ پھر چور نہین آیا لہذا آپ سامان لشکرکشی کر رہے ہین اگر مناسب ہو تو اسکو بھی نوکر رکھ لیجیے وقت پر کام آئیگا

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی بلوا تا ہون باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ حسین نوجوان کو
بلا لاؤ چوبدار طرف باغ کے چلا یہان رستم انتظار مین تھے کہ چوبدار آکر پہونچا رستم
سے کہا اے حسین نوجوان چلو تمکو شاہ نے بلایا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوے ہتھیار
لگا کر چلے یہان بادشاہ دربار مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رستم آکر پہونچے ملکہ
گلچہر ہن بھی جھروکون سے دیکھ رہی ہی مگر رستم جب دربار مین آئے تو بادشاہ خود ہی
کھڑے ہوگئے کل اہل دربار اُٹھے سب نے استقبال کیا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ
افبالمندی دیکھو بادشاہ نے استقبال کیا صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص بادشاہزادہ
ہی سب ملازم ہین کنیزون نے کہا ہم اری جسپر طبیعت آتی ہی یہی رنگ ہوتا ہی کہ وہ سب سے
بہتر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا اری بیوقوفو تم ہی انصاف کرو کہ وہ قریب تخت بیٹھے ہین
کیسے رعنا و زیبا معلوم ہوتے ہین آخر بتاؤ کہ بادشاہ نے استقبال کیون کیا لیکن
بادشاہ یعنی صفدر جنگ آز ما رستم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض
کی کہ دروازے پر ایلچی حاضر ہوا امیدوار باریابی ہی مگر بہت جلدی کر رہا ہی بادشاہ نے
پوچھا نامہ کہا نسے لایا ہی چوبدار نے عرض کی کہ شداد قوی ترکیب اپنا نام بتاتا ہی خونریز
تیغہ ہاتھ مین جھلا رہا ہی اور آپ جس بادشاہ کے خراج گذار ہین اُسکا نامہ لایا ہی بادشاہ
نے حکم دیا بلالو پہلوے تخت مین دنگل ہی اُسپر رستم بیٹھے ہین کہ شداد نے آتے ہی
بہ غرور رسلام کیا ہر چند کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر جانتا ہی کہ جسکا مین خراج گذار ہون
وہان سے نامہ لیکر آیا ہی سوچا کہ طرح دینا چاہیے بروقت ملاقات اُسی شاہ سے شکایت
کرینگے اُسنے جواب معقول ملیگا یہ شخص مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی مگر ایلچی
نے بیٹھتے ہی فرمان سر سے کھولا بادشاہ کیطرف پھینک دیا کہا اِسکو ملاحظہ فرمائیے
اور جو اس ... تحریر ہی اُسپر کاربند ہوجیے ملک آفاق شاہ اِسقدر بیقرار تھا کہ
دو دن خاصہ نہ نوش فرمایا تھا مجھکو حکم تھا کہ جلد جانا اور جلد آنا لہذا تحریر شاہی ملاحظہ
فرمائیے اور بہت جلد کاربند ہوجیے باتین ایلچی کی رستم کو بہت ناگوار ہین مگر خاموش
بیٹھے ہین ... نامہ ... جس مین القاب و آداب شاہی کچھ نہین صرف مہربانی

سلامت لکھا ہو بعد اسکے لکھا ہو کہ اے بادشاہ عالیجاہ تمھاری بیٹی کی تصویر ایک تاجر سے
مین نے لی جس وقت سے تصویر پر نگاہ پڑی ہوش وحواس پراگندہ ہو گئے ہر چند چاہا کہ
ضبط کرون مگر نہ ہو سکا لہذا آپکو لکھتا ہون کہ نامہ ہذا ملاحظہ فرما کر بطور ڈولے کے ملکہ کو
ہمراہ پہلوان مذکور روانہ کرو رستم قریب شاہ بیٹھے ہین نامے پر نگاہ پڑی اور معشوق
کا نام دیکھا نہایت غصہ آیا اور بادشاہ خود سوچ مین تھا کہ مین کیا جواب دون
ایسے ظالم کے ساتھ تو بیٹی کی شادی نہ کرونگا کرون تو باعث خرابی نہ کرون تو باعث
خرابی بادشاہ یہ سوچ رہا تھا کہ رستم نے نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اور پھاڑ کے
سامنے شداد کے پھینکدیا شداد نے جو نامہ پھٹا ہوا دیکھا کہا او جوان تو نے ہمارے
شاہ کا نامہ پھاڑ ڈالا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بادشاہ ہان ہان کر رہا ہو کہ شداد
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ توڑ دیا شداد لپٹ پڑا ریل
پیل کے زور ہونے لگے جب شداد ریلکر لے جاتا ہو تو رستم چار پانچ قدم سے زیادہ
نہین ہٹتے اور جب خود ریلکر لے جاتے ہین تو پندرہ بیس قدم تک بیجاتے ہین شداد
عاجز ہو رہا ہو ماتھے سے خون بہ رہا ہو زرہ پارہ پارہ ٹکڑے اڑے جاتا ہو یہی چاہتا ہو
کہ زیر کرون مگر جو پیچ باندھتا ہو رستم اسکا توڑ کرتے ہین دیکھنے والے تعریفین رستم
کی کر رہے ہین کہتے ہین حسین نوجوان بڑا طاقت دار ہو شداد کو تنگ کر دیا ہو مگر
ایک مقام پر رستم نے بکہ مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین پر گرے شداد کو یقین ہوا
چینیان نعل گئین ہین مگر ضبط کیا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن کشندہ

قول رودویل ہندی نعرہ رستم

ار شد اولاد امیر عرب	کہ بست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرنہ وفق افگندہ شود

نعرے سے رستم کے بارگاہ تھرا گئی سر کھینچکر شداد کا پھینکدیا ہمراہیان شداد جو بارگاہ
مین آنے لگے بڑھکر رستم نے روکا ملکہ کوٹھے پر خوشی کر رہی ہو کہتی ہین صاحبو تمنے
سنا وہ جو مین کہتی تھی میرا قول الحق ثابت نشین ہوا کنیزین آتی ہین کہ واری ہم تو پہلے کہتے تھے

کہ نگوڑے فولاد کی کیا حقیقت ہے یہ جوان کسی نسل اعلیٰ سے ہے رستم جو لڑنے لگے ملازمان شاہی بھی شریک ہوے جب رستم لڑنے ہوے باہر نکلے تو دوکانداروں نے بھی رستم کا ساتھ دیا بنیوں نے دکانیں بند کیں پتھروں سے سپاہیوں کو مارنا شروع کیا آخر سپاہی گھبرائے لاشہ شداد کا لیکر بھاگے یہاں شاہ نے وزرا سے کہا کیوں صاحبو اب کیا ہوگا کہ ایلچی شاہ کا مارا گیا اور آفاق تاجدار نہایت زبردست ہے اور مغرور انتہا کا ہے اُسکو بہت ناگوار ہوگا ملک نکال لیگا میں کیا تدبیر کروں سب نے کہا جب یہ جوان لڑکر پلٹے تو اِسکی خوب خاطر کیجیے اب وہ جو لاشہ ایلچی کا لیکر گئے ہیں یقین ہے کہ آفاق تاجدار خود آئے اور فساد برپا کرے اُس وقت آپ اِسی جوان کو پیش کر دیجیے گا کہ یہ ہمارا نوکر نہیں اِسنے شداد کو مارا ہے یا گرفتار کرکے دیدیجیے گا بادشاہ خوش ہو جائیگا آپ کی خطا معاف کریگا اور بیٹی کو سوار کرکے دیدیجیے گا بیشک بادشاہ کچھ نہ کہیگا سلطنت آپ کی قایم رہیگی بادشاہ اِسی پر آمادہ ہوا مگر جب رستم لڑ بھڑ کر پلٹے تمام افسران فوج رستم کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس دبوخصال کو آپ نے مارا فوج کو آپ نے شکست دی بادشاہ نے رستم کی تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھا لیا کہتا تھا نہ ہے نصیب وری کہ آپ نے مجھکو سرفراز کیا آپ فرزند صاحبقران ہیں مگر اب میں آپ کو جانے نہ دونگا سامنے کمرہ ہے اُس میں آرام فرمائیے خادم خدمتگار برا سے خدمت حاضر ہیں کوئی تکلیف آپ کو نہ ہوگی مگر ملکہ نے جو یہ خبر سُنی کہ بادشاہ کا یہ ارادہ ہے بیقرار ہو کر کہا میں اپنے باغ میں جاؤنگی ملکہ سوار ہوئیں رستم نکل آئے مگر ہمراہ محافے کے نہ جا سکے کہ ملازمان شاہی کھڑے تھے بحسرت دیکھتے رہگئے پلٹ کر آئے کمرے میں بیٹھے مگر صورت زیبا سے گلپیرہن آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہیں نظم

جلوہ مہر جو پھیلا ترے رخساروں سے	روشنی اُڑ گئی جگنو کی طرح تاروں سے
بہ چلا بار پسینہ ترے رخساروں سے	باس پھولوں کی نہ جائیگی ترے باروں سے
لپٹے رہتے ہیں گلے سے ترے ایجان شب بھر	رشک ہے دست تمنا کو ترے ہاروں سے
عشق کے واسطے ہم لوگوں کی خلقت ہے صفیر	بس یہی کام تو بن پڑتا ہے بیکاروں سے

آخر رستم اسقدر بیقرار ہوسے کہ نیند نہ آئی آنکھ نہ بند ہوئی آخر اُٹھے کمندین ہاتھ مین لیکر قصر سے اُترے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان ملکہ باغ مین بیقرار ہو رہی ہو کنیزون سے کہ رہی ہو کہ کیا مشکل کی بات ہو کہ جس شخص نے مدد کی اِن بھونکا ارادہ ہو کہ اُسکو گرفتار کر کے حوالے کرین اگر باپ ایسا کرینگے تو مجھکو بھی صبر نہ آئیگا اپنی جان دونگی لڑبھڑ کے مرونگی مگر فراق نہ سہونگی

نظم

رو رہا ہون انتظار لعنت دوتا سے پہلے	منھ پہ ستا ہو مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر ہو عشق نہ نہ لعنت دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پلنے کہ آجاتا ہو یار	میری امید بر آتی ہو دعا سے پہلے
لعل سی جان دی رو رو کے لہو عاشق نے	اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
اے طبیبو ہو چین بیار رخط سبز صنم	زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن	باغ مضمون مین پہونچتا ہو صبا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

اسقدر بیقرار ہوئی کہ آخر دروازے پر آکر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی ہو کنیزین کہتی ہین واری رات کا وقت ہو اسوقت وہ کہان یہان آوینگے مگر ملکہ کی بیقراری نہین کم ہوتی ہو ہر مرتبہ فرماتی ہین جو میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آوینگے یہ کہہ رہی تھین کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی کنیز سے کہا جاکر دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہو معلوم ہوتا ہو کہ جنگل مین چاند نکل رہا ہو کنیز دوڑی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ دیکھا رستم آتے ہین کنیز نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کیون گلرو تو اسوقت کہان تھی کنیز نے عرض کی ملکہ حضور کا انتظار کر رہی ہین اور فرماتی تھین کہ اگر میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آئینگے حقیقت مین واری وہ عاشق صادق ہین جو وہ فرماتی تھین وہی ہوا رستم نے پوچھا ملکہ کیا کرتی ہین کنیز نے عرض کی دروازے پر کھڑی ہین اور آپ کو یاد کر رہی ہین رستم بڑھے مگر کنیز بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری آپ سچ کہتی تھین وہ جو سنا تھا وہ آنکھون سے دیکھ لیا فرد دل را بدل رہست درین گنبد سپہر

از سوے کینہ کینہ وار نسوے مہر مہر ملکہ یہ سنکر بھاگین کہا اگر وہ یہان مجھکو دیکھ لینگے تو عاشق صادق جانین گے اور چار مین مشہور کرینگے کہ ملکہ مجھپر مرتی ہی مین یہ نہین چاہتی کہ مجھکو مطعون کرین یہ ذکر تھا کہ رستم آپہونچے ملکہ براے استقبال اُٹھین رستم کو لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا اسوقت آپ کیونکر تشریف لاے ہین اس اندھیری رات مین رستم نے کہا اے ملکۂ عالم جب مین آنکھ بند کرتا تھا تو دل آواز دیتا تھا کہ باغ کو چلو مین نے دن کو دیکھا تھا کہ آپ محافے پر سوار ہوکر آئین ملکہ نے کہا اے شہریار مجھکو اسوجہ سے آپ کی ملاقات کی ضرورت تھی کہ آپ یہان سے نکلجائیے دشمنون نے صلاح کی ہو کہ جب آفاق شاہ آوے تو آپکو اُسکے سامنے گرفتار کرکے بھیجین اور اپنی سلطنت بچائین لہذا آپ نکلجائیے جہان جائیے گا مین اپنے کو پہونچاؤنگی رستم نے کہا مین بھاگونگا نہین شاہ سے کہدونگا کہ جب آفاق شاہ آوے تو مجھکو اُسکے مقابلے مین بھیجدیجیے اور کہدیجیے کہ انھون ... نے ایلچی کو مارا ہی اس سے سمجھ لیجیے جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھلجائیگا ملکہ نے کہا مین واسطے بھلائی کے کہتی ہون آیندہ آپ کو اختیار ہی یہ کہکر کنیز کو اشارہ کیا کنیزین اسباب عیش و نشاط لیکر آئین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر پیش کین اور ایک خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطفِ شراب کیا ہوگا
پڑا نہ عکس تو جامِ آفتاب کیا ہوگا

ابھی سے قہر ہو فتنہ ہو اِک قیامت ہو
ہو کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا

ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہو گالون پر
عروجِ حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا

برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل
خموش وہ بُت حاضر جواب کیا ہوگا

کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہو
طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا

جو دوگے عارض سیمین کا اِک ہمین بوسہ
خسارہ واے صنم لاجواب کیا ہوگا

فراق یار مین سنکے چھٹے وطن چھوٹا
اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا

ذرا سے رنج کی اے جگر جسکو تاب نہین
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا

نہین ہو ڈر ہمین روزِ شمار کا اے نور
حساب پاک ہو اپنا حساب کیا ہوگا

رستم بیٹھے گانا سن رہے ہیں جب دو پہر شب گذری رستم لیٹتے ہیں اُٹھے ملکہ کا ہاتھ تھا
لیتے ہین لڑکھڑاتے ہوے پلنگ پر جا کر لیٹے لیٹتے ہی سو گئے ملکہ نے بھی آرام کیا سوتے
سوتے آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آفتاب بلند ہو آیا ہی رستم سے فرمایا ای ملکہ بڑا غضب ہوا کہ
تمنے ہمکو جگایا بھی نہین دن چڑھ آیا ہی یقین ہی کہ بادشاہ تلاش کرتا ہوگا کیا تعجب ہی کہ
لشکر کشی کرے ملکہ کو بھی سناٹا آگیا کہا ای شہریار باعث خرابی ہی یہان تو یہ ذکر تھا اودھر
صفدر جنگ آ کر ماجود ربار ہین آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ رستم کہان ہین سب
خدمتگارون نے عرض کی غلام سو گئے رستم نہین معلوم کہان گئے صفدر نے اپنے
عیار کو کہ برقان تیز رو نام ہی حکم دیا کہ ای برقان دریافت تو کر کہ رستم کہان گئے ہین
برقان چلا گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہی جب سارے شہر مین پھرا اور کہین نشان نہ پایا تو
خیال مین گذرا کہ باغ ملکہ مین بھی دیکھ لون شاید کسی کنیز نے بلایا ہو یہ سوچکر پشت باغ
پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا برقان نے دیکھا کہ رستم بیٹھے ہین ملکہ سے باتین کر رہے
ہین برقان کو نہایت ناگوار ہوا دیوار سے اُترا مگر سمک بلداقی اپنے آقا کی تلاش
کرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک عیار وضع دیوار باغ سے اُتر رہا ہی مگر غصے مین
کانپ رہا ہی سمک سوچا کہ شاید اسنے کچھ ایسا دیکھا کہ نہایت غصے مین ہی صورت اپنی
تبدیل کر کے سامنے برقان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا منتر صاحب کہانسے آتے ہو
برقان نے کہا ای برادر کیا کہون عجب زمانے کا رنگ ہی بیٹی نے باپ کے دشمن کو گھر
مین جگہ دی ہی سمک نے پوچھا وہ کون شخص ہی برقان نے کہا رستم فرزند صاحبقران
ہمارے ملک مین مکر سے آیا ایلچی کو آفاق شاہ کے مار اشاہ نے ارادہ کیا کہ اُسکی
خاطر کرون جب آفاق شاہ آوین اُسوقت رستم کو حوالے کر دون اور آفاق شاہ
سے یہ کہدون کہ یہ قاتل ایلچی ہی شاہ سزا دیگا ہماری سلطنت بچ جائیگی رات کو وہ جوان
غائب ہوا اب آ کر مین نے دیکھا کہ گلپیرہن کے پہلو مین بیٹھا ہی اب جا کر شاہ سے اطلاع
کرونگا کہ وہ آ کر اُسکو سزا دین سمک نے کہا منتہ صاحب وہ شخص فرزند صاحبقران ہی
کسی سے زندہ بیگا چلو ہم تم چلین دونون ملکر گرفتار کرلین سامنے بادشاہ کے لے چلین

بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے برقان نے کہا کہ خوب بات بتائی برقان آگے بڑھا
سماک نے پیچھے سے حلقۂ پائے کمند مارے برقان گرفتار ہوا سماک نے برقان
کو درخت سے باندھا اور طرف باغ کے چلا کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا رستم پہلوئے
گلپیرہن میں بیٹھے ہیں سماک بصورت اصلی سامنے آیا کہا ای شہریار بڑے افسوس
کی بات ہے کہ آپ تو یہاں شاد ان و فرحان بیٹھے ہیں اہل لشکر انتشار میں ہیں یہاں کی
بھی کچھ آپ کو خبر ہے عیار صفدر جنگ آزما کا آیا تھا میں نے اسکو گرفتار کیا ورنہ وہ
جا کر شاہ سے اطلاع کرتا اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے نکل چلیے میں نے عیار کو درخت سے
باندھ دیا ہے رستم تلوار شتاب کر اٹھے کہا ملکہ عالم نکل چلو ملکہ نے کہا میں آپ کے ساتھ
ہوں سماک نے گھوڑا رستم کا تیار کیا ملکہ نے مادیان کسوائی چند کنیزیں ساتھ ہوئیں
سماک بلدا قی تو رستم کو ساتھ لیکر چلا کہتا ہوا کہ اپنے لشکر میں چلیے وہ لوگ سب
انتظار میں ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی افتاد پڑے مگر یہاں برقان کو جو ہوش آیا غل
مچانے لگا کہ مجھکو کوئی رہا کرو ایک رحم دل کا ادھر سے گذر ہوا اسنے آکر برقان
کو کھولدیا برقان رہا ہوتے ہی بھاگا سامنے صفدر کے آیا کہا ای شہریار رستم باغ
گلپیرہن میں بیٹھے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کی بیٹی کے پہلو میں بیٹھے ہیں
یہ سنکر صفدر نے حکم دیا کہ تیار ہو بارہ ہزار جوان تیار کر کے گینڈے پر سوار ہوا
طرف باغ کے چلا برقان آگے آگے جاتا ہے دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار
پشت پر آگے آگے رستم جاتے ہیں برقان پلٹا آکر صفدر سے کہا کہ وہ سامنے
دیکھیے رستم جاتے ہیں صفدر نے گینڈا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای رستم تم
کہاں بھاگے جاتے ہو میرے مقابلے میں آؤ سماک نے عرض کی کہ حضور جواب
نہ دیں اور نکل چلیں مگر رستم کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھایا صفدر کا لشکر جم گیا جیسے ہی
رستم قریب پہونچے صفدر نے یہ کہکر نیزہ مارا کہ او جوان تیری وجہ سے میری سلطنت
جاتی ہے رستم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چالیس وار رد و بدل
ہوے تھے کہ رستم نے نیزہ صفدر کا نکالا صفدر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا

رستم اسکی تلوار کب کھاتے ہین خالی دیکر ہاتھ مارہ دیا کہ صفدر کا سر زخمی ہوا لوگ صفدر کو سامنے سے لے گئے اب رستم نے مرکب مہمیز کیا سمک بھی کھتا ہو پلٹ چلیے مگر رستم کو انتہا کا غصہ ہو آواز دے رہے ہین کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کوئی پہلوان مقابلہ رستم مین نہین آتا ہو ملازمان صفدر بیقرار ہو رہے ہین کہ بالا ت و مناجات بچاسیئے کوئی سامری و جمشید کو پکارتا ہو کوئی پکارتا ہو کہ یا خداوند جمشید ثانی آکے بچائیے سب بیقراریان کر رہے ہین اور رستم نعرہ کر رہے ہین کہ مین وہین آتا ہون وہان آکر سب کو قتل کرونگا صفدر نے ٹوکا اور زخمی ہو کر پلٹ گیا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ آفاق شاہ ایک فیل پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مگر سب مسلح و مکمل وہ لوگ جو ایلچی کے ساتھ تھے انھون نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہی جوان ایلچی کا قاتل ہو آفاق نے پوچھا کہ یہ جوان تو طرفدار صفدر کا نظر آتا ہو اسی شخص نے بڑھکر عرض کی کہ گلپیرہن کو لیے جاتا ہو اسی بات پر فساد ہوا اور آفاق شاہ نے یہ بھی دیکھا کہ رستم تو میدان مین ہین اور ایک نقابدار ایک طرف کھڑا ہوا ہو رستم کو پکار رہا ہو کہ ای شہریار پلٹ آئیے رستم جواب نہین دیتے آفاق نے کہا بڑے غضب کی بات ہو کہ میری معشوقہ کو لیے جاتا ہو مین اسکو سمجھا دونگا یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا مقابلہ رستم مین آیا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا یہ کہکر مارا کہ اپنی پشت سے تو خبردار ہو جیسے رستم سمجھے کہ کوئی پشت پر آگیا رستم پلٹے آفاق نے ہاتھ مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا فوج نے جو آفاق کی دیکھا کہ ہمارے آقا نے حریف کو زخمی کیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے رستم نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہو گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے نعرہ رستم

ارشد او لاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مغلوبہ مین لڑتے لڑتے قریب آفاق کے پہونچے للکار کر کہا کہ او مکار اب تو میرے مقابلے مین آ آفاق نے بڑھکر پھر ہاتھ مارا رستم نے خون چہرے کا پونچھکر ہاتھ تلوار

کا مار دیا کہ آفاق بھی زخمی ہوا فوج آفاق کو ہراس ہوا اگر ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ رستم انتہا کے زخمی ہیں سوچی کہ یہ لوگ رستم کو گرفتار کرکے پھیر بلوہ کرینگے باگ کو پھیر اندر مکان حیران ہو کہ میں کیا تدبیر کروں آفاق کے ساتھ رہوں کہ ملکہ کے ساتھ جاؤں ایک درہ کوہ میں جا کر چھپ گیا یہاں رستم جو دیر تک لڑے زخم سر اور کھل گیا آخر رستم نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لیکر نکل مرکب دولتیاں مارتا ہوا اور ٹپکیں اچھالتا ہوا رستم کو لیے نکلا جسنے راہ میں روکا اسکو ٹپک ماردی وہ منھ کے بھل گرا گھوڑا آگے نکل گیا اسطرح لڑتا بھڑتا رستم کو لیے نکلا سماک نے دیکھا کہ رستم کو گھوڑا لیے جاتا ہے پیچھے پیچھے چلا ایک صحرا میں جا کر پشت مرکب سے رستم گرے گھوڑا ٹہلنے لگا سماک نے آکر جو رستم کو اس حال میں دیکھا ٹانکے لگائے رستم نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو بالین پر پایا پوچھا اے سماک تم کیونکر پہنچے سماک نے کہا میں درہ کوہ سے دیکھ رہا تھا جب آپ کو گھوڑا لیکر نکلا میں پیچھے پیچھے آیا شکر ہے کہ آپ کو پا گیا اب گھوڑے پر سوار ہو جیے طرف اپنے لشکر کے چلیے رستم نے کہا میں گھوڑے پر سوار ہونے کے لایق نہیں ہوں اگر کسی مقام پر رہنے کی جگہ ملے تو میں صحت پا کر چلنے کے لایق ہونگا قضاے کار آفاق شاہ کا بھائی وفاق تیغ زن کہ آفاق شاہ اِسکو اپنے ملک کا حاکم کر آیا تھا کسی کام کو نکلا تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل بیٹھا ہے اور ایک عیار خدمتگزاری کر رہا ہے گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا رستم کی شوکت دیکھکر گھوڑے سے اترا اور پوچھا مزاج آپ کا کیسا ہے رستم نے کہا میں زخمدار ہوں میرے عیار نے ٹانکے لگائے ہیں مگر میں ابھی اُٹھنے کے لایق نہیں ہوں وفاق نے کہا غریب خانہ قریب ہے مجھکو سرفراز فرمایئے میں خدمت کرونگا یہ کہکر وفاق نے ہوادار منگایا رستم کو سوار کر کے لے چلا سماک بھی ساتھ ساتھ ہے راہ میں وفاق نے پوچھا کہ شاید آپ کو قزاقوں نے گھیرا تھا مگر آپ نے بڑا کام کیا اِسقدر زخمی ہوے مگر مال اپنا بچایا رستم نے کہا اے تاجدار قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ مجھکو گھیرتے مگر آفاق شاہ سے مقابلہ پڑا اُسنے

تلے سے مجھکو زخمی کیا وفاق کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہو بڑے غضب کی بات ہو یہ حال جب سنا
کہینگے کہ میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی کہا اے شہر یار آپ کو مین قلعہ آفاقیہ مین لیے چلتا
ہون کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ مین آفاق کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہون ورنہ آپ کے ساتھ
لوگ دشمنی کرینگے رستم نے کہا کیا فخر کی بات ہو کہ مین ذکر کرونگا مقابلہ پڑا اسکا مکر چلگیا مین
زخمی ہوا گھوڑا ادہر نکال لایا مگر وفاق کو غیرت آئی کہ اپنے ساتھ لیکر آیا ہون اب کیونکر
پھیر دون اس غیرت مین رستم کو لیکر قلعے مین آیا مقام معقول پر رستم کو لا کر اتارا اسباب
عیش و نشاط مہیا کیے خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب کئی دن گذرے تو رستم نے
کہا ہم براے شکار جاوینگے وفاق نے کہا ایسا نہو کہ آپ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین
تو غلام کو بڑی ذلت ہوگی رستم نے کہا مین شکار کھیلکر بہت جلد پلٹ آونگا وفاق ناچار
ہوا رستم کو حکم دیا رستم سوار ہوکر براے شکار چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے سمک سے
اشارہ کیا کہ پانی پینے کو لاؤ سمک ادہر گیا کہ ایک آہوے نیزخوردہ سامنے آیا رستم نے
اسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاے
ہوے آتا ہی قریب پہونچکر آواز دی کہ او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار
کیا ہو شرط کہ تجھکو بھی شکار کرون رستم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہو جو ہو سکے وہ کر نقابدار
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار ٹہر بچا کر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نقابدار کو اٹھالیا
مگر بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حورمثال پری تمثال نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست اعجاز دے جلاد حسن	
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین	

حسین وجمیل اپنے عاشقونکی کفیل ہو رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی اور
زمین پر گری رستم بھی غش کھا کر گرے اس نازنین نے سر رستم کا زانو پر رکھ لیا آنکھون
سے آنسو گرنے لگے عارض پر جو رستم کے پڑے ان اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم
کی آنکھ کھل گئی سر اپنا زانوے محبوب کے پایا چاہا آنکھین بند کر لون وہ نازنین شرمائی
زانو سر کے نیچے سے ہٹا لیا سامنے سے دیکھا ایک عیار آتا ہو شرما کر اٹھی اور اپنے

مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی مگر سمک سنے آکر دیکھا کہ رستم خاموش بیٹھے ہین کچھ کلام نہین کرتے سمک سنے پوچھا اے شہریار مزاج کیسا ہی رستم نے کہا اے یار روفادار فرود نہ پوچھ حال کہ مین جب خشک صحرا ہون ✤ لگاکے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا ✤ حقیر نے بھی اسی قافیے مین عرض کیا ہی لایق ملاحظہ ناظرین ہی فرد قمر نے آہ جو کھینچی شپک پڑے آنسو ✤ صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا ✤ سمک سنے عرض کی کہ غلام نہین سمجھا کہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا رستم سنے کہا اے سمک کیا پوچھتا ہی عجب رنگ ہی اگر معشوق سامنے ہوتی تو کہتا فرد زلیس کہ حسن نزد وغمش گداخت مرا ✤ نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا ✤ حقیر نے اس شعر کا بھی بدر نظم کیا ہی لایق ملاحظہ ہی فرد چپکا یا انکو حسن نے ہم غم سے ڈھلگئے وہ بھی کچھ اور ہوگئے ہم بھی بدل گئے ✤ ایک شاعر نے مصرعہ لگایا ہی اسی مصرعہ پر حقیر نے بھی مصرعہ لگایا ہی وہ یہ ہی فرد دو دو بیٹھ تم اپنا ملبل کا ✤ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ✤ اور حقیر مصرعہ اول یہ عرض کرتا ہی فرد عکس ڈالو تم اپنے آنچل کا ✤ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ✤ مطلب سے الگ ہوا جاتا ہون الغرض رستم سنے جو اسطرح کے اشعار پڑھے تو سمک سمجھا کہ وہی نازنین جو مادیان پر سوار ہوکر گئی ہی اُسپر آفا مایل ہین اور یہی وردِ زبان ہی جاری ہی

نظم

ہین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہانکی خبر	پھیرون کو نہ ایدل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر دردسے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

سمک بلداقی نے عرض کی حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے سمک روانہ ہوا النقش پا دیکھتا ہوا سامنے باغ کے پہونچا چند کنیزین کہ در باغ پر تھین ایک کو بیہوش کرکے اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا مگر حیران تھا کہ اپنا نام نہین دریافت کیا کہ ایک خواص نے پکار کر کہا او غنچہ دہن ایسی مغرور ہی کہ بات کا جواب نہین دیتی سمک نے کہا خاموش رہو مین نہین معلوم کس فکر مین ہون یہ سوچتا ہوا سامنے ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ خاموش بیٹھی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

وصل لیجیے اسے یہ مال ہی سستا ٹھہرا
بھیجکر خط مین گنہگار سرا پا ٹھہرا
مبتلاے غم جانکاہ رہا فرقت مین
باہمی بحث عنادل سے ہمین کیا مطلب
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا
تو ڑکر جو ڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے
یار کی عشر پہ موقوف ملاقات رہی
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین
نور آسنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر

دل کا اک بوسۂ گیسو یہ ہی سودا ٹھہرا
میرا نامہ کوئی اخبار کا پرچا ٹھہرا
درد سینے مین اٹھا اور وجود لکا ٹھہرا
قصۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا
ای حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا
اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
اب تمھارا انکو نہین مال ہمارا ٹھہرا
کسطرح طو پہ یکھیٹرا ہوا اب کیا ٹھہرا

غنچہ دہن نقلی نے عرض کی جب سے حضور شکار سے پلٹ کر آئی ہین حضور کو بہت پریشان پاتی ہون لونڈی سے تو بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا ای غنچہ دہن کیا بیان کرون کہ دل کی کیا کیفیت ہی عجب صورت ہی کہ اگر ضبط کرتی ہون تو دل بیقرار نہین ماننا رہا اور محبت کو کیونکر چھپاؤن اور کیونکر ظاہر کرون دل مثل ماہی بے آب طپان ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دلپر ہجوم غم والم ہی کچھ عجب عالم ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی حضور نہ چھپائین کنیز سے ظاہر کر دین کنیز علاج کر دیگی دامن مدعا گوہر ہاے مدعا سے بھر دیگی یقین ہی کہ کنیز کے عرض کرنے سے حضور کو تسکین ہو ملکہ رونے لگین کہا ای غنچہ دہن مین جو واسطے شکار کے گئی خود شکار ہو کے آئی ایک جوان آفتاب جمال سے دوچار ہوئی لیکن اسکو بھی نیم بسمل چھوڑا ہین بھی تڑپتی ہوئی آئی اسی بیقراری مین دل کو چین نہین یہ جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑون اور اسی جنگل مین جاؤن اور پہاڑون سے سر ٹکراؤن مثل فرہاد جان شیرین تڑپ تڑپ کر دون غنچہ دہن نقلی نے کہا ذرا گوشے مین چلیے تو مین عرض کرون ملکہ گوشہ مین آئین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین آپ کا غلام ہون ملکہ گھبرا گئین کہ یہ لونڈی ہی غلام کیسا گھبرا کر کہا مین نہین سمجھی سماک نے کہا جس شہر یار کو آپ دیکھکر

آئی ہین رستم پہلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران ہین بین آنکا عیار ہون مہتر سمک میرا
نام ہی آقا کو جو بیقرار دیکھا آپ کی تلاش مین نکل آیا آپ کو اُنسے زیادہ بیقرار پایا حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے کہا محبوب گیسو دراز میرا نام ہی بیٹی آفاق شاہ کی
ہون وہ سفر مین ہین مین براے شکار گئی تھی تو یہ سودا لیکر آئی مگر اے مہتر والاگہر اگر ہوسکے
تو شاہزادے کو یہان لاؤ ہر چند کہ باپ کا یہ حکم ہی کہ پہلو مین اِسی باغ کے ایک کوہ فلک
شکوہ واقع ہی اُسپر ایک طائر صبح کو آکر بیٹھتا ہی زمزمہ سرائی کرکے مثل انسان کے آواز دیتا ہی
کہ افسوس صد افسوس دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت باپ نے اکثر حکیم ندیم بھیجے جو
گیا وہ پلٹ کر نہ آیا تو باپ نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی مجھکو خبر دے کہ یہ طائر کون ہی اور
کیا آواز دیتا ہی تو اپنی بیٹی کی شادی کر دون اسباب جہیز وغیرہ اُسی مقام پر رکھوا دیا ہی
کئی ہزار سپاہی مقرر ہین اکثر جوان آئے شاہزادے وزیرزادے بڑے بڑے تاجر
جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا میری مجال نہین ہی کہ بے طائر کی خبر دیے کسی سے ملون مگر اُنکے
واسطے اِس شرط کو موقوف کرونگی جو فرمائینگے وہ بجا لاؤنگی سمک نے کہا مین جاکے
شاہزادے کو لاتا ہون مگر اِس شرط کی رستم کے سامنے تشریح نہ کرنا ورنہ وہ فورًا
آمادہ ہونگے مین اُنکو آپ کے پاس پہونچاؤن اور مین طائر کی فکر مین جاؤن اگر
خدا چاہے تو خبر مفصل لاؤن ملکہ نے کہا مین ذکر نہ کرونگی سمک جو پلٹا خدمت مین
رستم کی آیا دیکھا فرش خاک پر بیٹھے ہوے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سمک نے
قریب آکر کہا چلیے تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات کرایا حضور رصاحب نصیب ہین
رستم نے سمک کو گلے سے لگا لیا اور بیقرار ہو کر فرمایا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید بلا درحیرتم کہ جان بکدام کنم نثار بلا اے سمک تونے وہ خوشخبری سنائی ہی
کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا یہ کہکر اُٹھے ساتھ سمک بلدادتی کے چلے یہان ملکہ نے بعد جانے
سمک کے جلسے کو آراستہ کیا کنیزون سے کہدیا کہ ساتھ ادب کے کام کرنا نیا آدمی
صحبت مین آتا ہی ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین کہ سمک نے آکر خبر دی کہ شاہزادہ آگیا ملکہ
براے استقبال اُٹھین دیکھا رستم روشون کو طی کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے جو

رستم کو آتے ہوے دیکھا چند قدم آگے بڑھ گئین ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا رستم کو دولت کونین ہاتھ آگئی سراپا کو دیکھتے ہوے آکر مسند پر بیٹھے ایک کنیز خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز گانے لگی نظم

دل کی امید نہین ہوتی جو شب ہوتی ہی — ہجر محبوب مین تکلیف غضب ہوتی ہی
آشنا لب سے اگر بنت عنب ہوتی ہی — بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی
چشم عاشق مین نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر — الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہی
گالیان دیتے ہین مین لیتا ہون بوسے منھ کے — سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی
ذائقہ تا دم مردن نہین جاتا دل سے — وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی
دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہین نقاب — زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی
خوف عشاق کے نالون سے تمھین لازم ہی — آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی
آبلہ دل کا ٹپکتا ہی خدا خیر کرے — ٹیس اس پھوڑے مین رہ رہ کے غضب ہوتی ہی
خاک کاٹے سے کٹے تو رشب تار فراق — غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

ملکہ نے باتین کرتے کرتے کوہ طیران کا ذکر کیا کہ صاحب یہان پہاڑ پر ایک طائر آکے بیٹھتا ہی وہ آواز افسوس دیتا ہی آخر کو پکارتا ہی کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہ پیدا ہوکر نابود ہوے دروغ گو معبود ہوے اسکی خبر پر باپ نے میرے مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اسکی خبر لائے اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون رستم یہ باتین سنکر طرف سمک کے دیکھا سمک نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا مسکن ہی غلام جاکر اسکو مارتا ہی یہ کہکر سمک چلا اسی صحرا مین آیا دیکھا بالاے کوہ روشنی ہو رہی ہی اور درہ کوہ سے گانے کی آواز آتی ہی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

طالب نہ دفن کے ہین نہ جویا کفن کے ہین — اے ترک ہم شہید ترے بانکپن کے ہین
وحشت جنون مین ہی گل خود رو سے کیا بہار — شاید کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہین
جگنون اڑے جو کوہ سے شیرین نے دی صدا — شعلے بلند آہ دل کوہکن کے ہین

سمک بلدافی پھرنے لگا کہ چند کنیزین نکلین سمک نے ایک ساحر کی صورت بنکر ایک کنیز
کو اشارے سے بلایا الگ لاکر اسکو بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا ایک جادوگرنی
سیاہ فام بد انجام مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزین ہین سمک نے آتے ہی سلام کیا اُس جادوگرنی
نے دیکھتے ہی کہا اے گلفروش کیا خبر لائین سمک نے دست بستہ عرض کی کہ آج وہ طائر ہما
پر نہین آیا ساحرہ نے ہنسکر کہا کیون گلفروش تجھے کیا کام ہی مین تیرا مطلب سمجھی جو اُسکو
تو پوچھتی ہی مین خبر پا چکی کہ طلسم کشا کا بھائی باغ محبوب گیسو دراز مین آیا ہی تحقیقات
کو وہ ہو رہی ہی تو کوئی مکار ہی سمک نے کہا حضور مین تو آپ کی کنیز ہون یہ کہکے چاہا
اُٹھکر بھاگون کہ اُس جادوگرنی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے کہا بگیر زمین نے
پانوئن سمک کے تھام لیے اور رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون مین غل ہوا
کہ ارے یہ تو بنی مانس ہی طیران جادو جو مسند پر بیٹھی ہو اُسنے حکم دیا کہ اسکو لیجا کے
قید کرو کنیزون نے سمک کو لیجا کر ایک مکان مین قید کیا رستم نے رات بھر سمک
کا انتظار کیا صبح کو ملکہ سے کہا شاید ہمارے عیار پر کوئی اُفتاد پڑی کہ پلٹ کر نہین آیا
اے ملکہ مین جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار اکثر لوگ گئے اب تک پلٹ کر نہین
آئے مین افسوس کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین آپ پھنس جائین تو کیسی مشکل ہو گی
رستم نے کہا اے ملکہ عالم مت گھبراؤ انشاء اللہ ساحرہ کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے رستم
روانہ ہوے سامنے درۂ کوہ کے آئے طیران جادو نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال اسطرف آتا ہی اپنے مقام سے اُٹھی اور کوہ پر آکر طائر بنی پہلے تو خوب
زمزمہ سرائی کی پھر پکار کر آواز دی کہ اے مردمان دنیا دنیا عجب مقام ہی گذرگاہ اسکا
نام ہی یہ کہکر تڑپ کر گری رستم کو اُٹھا لائی درۂ کوہ مین لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ اے
شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے بگڑ کر جواب دیا کہ اے بیحیا تجھکو نام بتانے سے
کیا نفع طیران نے کہا اے جوان میری تجھپر جان جاتی ہی اگر میرا وصل اختیار کریگا تو وہ
مرتبہ تیرا کرونگی کہ بڑے بڑے پہلوان رشک کرین جو تجھسے مقابلہ کرے تیرے ہاتھ
سے مغلوب ہو تو سب پر غالب رہے رستم نے کہا اے بے حیا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے

قصور نہ کر طیران نے جھلا کر حکم دیا کہ اس جوان کو اسی مکان مین لیجا کر قید کرو جہان وہ عیار قید ہو کینزون نے رستم کو کشان کشان اسی مکان مین لا مین سماک نے جو رستم کو دیکھا بیتاب ہو گیا کہا او شہریار اکثر قبلہ و کعبہ نے آپ کے سمجھایا ہو کہ جادوگرنی سے تکرار نہ کیجیے اگر کیجے تو فکر کرون ظاہر مین کہدیجیے کہ مین تجھپر مرتا ہون اور علحدہ لیجا کر اسکا علاج کیجیے رستم سر جھکائے سن رہے ہین کہ طیران جادو خود آئی کہا او جوان مین بہت بیقرار ہون مجھکو قبول کر رستم نے کہا مجھکو تجھپر توجہ ہو لیکن ڈرتا ہون کہ تو ساحرہ ہو ایسا نہ ہو فتور برپا کرے طیران قدمون پر گر پڑی کہا او جوان کبھی تجھپر بدعت نہ کرونگی ہمیشہ محبت صرف کرونگی رستم نے کہا پھر مجھے لے چل کیون قید رکھا ہو مین نے جس وقت سے تجھکو دیکھا ہو کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہو تجھ ایسی خوبصورت کہان ملیگی طیران بحال ہوئی نہال ہو گئی رستم کو قید سے رہا کر کے محفل مین لائی کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ اب میرا معشوق راضی ہوا لطف زندگی حاصل ہوگا کنیزین ہٹین رستم نے طیران کو شراب پلانا شروع کی طیران کہتی ہو آپ بھی شراب پیجیے رستم جواب دیتے ہین کہ تم خوب پی لو پھر مین بھی پیونگا دو چار جام بڑے بڑے طیران کو پلائے طیران کی آنکھین نکل آئین رستم نے ہاتھ تھاما کہا ملکہ کنارے چلو طیران لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی نکر شاد ہو رہی ہو کہ اب رستم سے وصل ہوگا رستم اسکو گوشے مین لائے طیران نے اپنے کو گرا دیا کہا دیکھو صاحب مجھکو ہاتھ نہ لگانا ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکلجائے رستم نے قاعدے سے بیٹھکر ارادہ کیا طیران نے منھ ڈھانپ لیا نگر ہائے وائے کیے جاتی ہو رستم نے گلے پر ہاتھ رکھکر ایک گھونسہ مارا کہ سر طیران کا پھٹ گیا سماک بلدافی بھی قید سے چھوٹا اسنے آتے ہی طیران کا سر کاٹ لیا رستم سے کہا چلیے رستم چلنے چلے سر طیران کا لیکر نکلے کئی ہزار سپاہی جوانمرد تھے انھون نے جو دیکھا کہ ایک جوان سر لیکر ساحرہ کا نکلا کوہ پر جو درخت تھا وہ بھی جلگیا اور سپاہیون نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اسی جوان نے جا کر طیران کو مارا عیار سر لیے ہوے ساتھ ہو سب سپاہیون نے آکر رستم کو سلام کیا کہا او شہریار ہم لوگ آپ کے جھنڈے کے ہین مندھا ہیون نے سب

اسباب نکالا باجا بجنے لگا یہاں وفاق شاہ رات سے انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارہ سے نے
آکر خبر دی کہ آپ کے مہان نے جا کر ساحرہ کو مارا اسب جہیز نکالا ہو وہ جوان طرف باغ
ملکہ کے جاتا ہو وفاق یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر بھائی صاحب یہ خبر سنینگے
تو بہت رنجیدہ ہونگے مگر اشتہار عام دیچکے ہین کہ جو اس طائر کو مٹائے محبوب کے
ساتھ نکاح کر دون اسباب جہیز بھی رکھوا دیا ہو ادھر کنیز نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اُس
جوان نے جا کر جادوگرنی کو مارا اب برات لیے ہوے آتے ہین ملکہ تیاری کرنے لگین
کہ رستم آکر پہونچے ارادہ ہوا کہ اندر جاؤن کہ وفاق شاہ آکر دروازے پر کھڑا ہوا
کہا اے شہریار ملکہ محبوب گیسو دراز بیشک آپ کا ناموس ہو مگر مین نے خدمت کی ہو
معاوضۂ خدمت یہ چاہتا ہون کہ مین شاہ کو عرضی لکھون کہ فرزند صاحبقران نے آکر
اُس طائر کو مٹایا ایک ساحرہ تھی کہ وہی آواز دیا کرتی تھی دیکھون وہ کیا لکھتے ہین
رستم نے کہا اے وفاق تمھاری خاطر ہو ورنہ شرط تو مین پوری کر چکا سپاہی کہنے لگے
آپ مقابلہ کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہین کئی جوان یہان مارے گئے جنھے انکو قتل کیا
اب کیون نہ اطاعت کرین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم نے کہا یہ جوان محسن ہو
جو کہیگا وہ کرونگا وفاق شاہ اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا مین بھی
آپ کے ساتھ ہون برات لیکر چلیے راہ مین آفاق شاہ آجائیگا جیسا چاہیے لیا
کیجیے یہان فساد نہ ہو مین نہین چاہتا کہ آپسے جنگ ہو مگر مجھے بدنامی سے بچا لیے
یہ کہکر عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب آپ تو معشوق لینے گئے ہین مگر رستم نے
یہان آکر طائر کو مٹایا برات لیے ہوے آتا ہو ہر چند کہ کوئی کلام آپ کو نہین ہو
مگر اطلاعاً گذارش کی شتر سوار کو نامہ دیا شتر سوار نامہ لیکر چلا یہان آفاق شاہ
خواہش مین معشوق کی آنا ہو باپ کو ملکہ کے پیغام بھیجا ہو شاہ نے ناچار ہوکے
جواب دیا ہو کہ مین بیٹی دونگا مگر ملکہ نے جو سنا تو پیٹنے لگین کہتی تھین مین اسکے ساتھ
نہ جاؤنگی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا آفاق شاہ نے نامہ پڑھا جلگیا کہا او رغضب
دیکھو کہ وہ جوان زخمی ہوکر میرے ملک مین پہونچا اُسنے شرط پوری کی مگر مین نے

شرط واسطے مسلمان کے نکی تھی اوسے گینڈا اسیر اختیار کرو مین راہ مین اُسے مار ونگا
یہ کہکر مسالہ ہوا فیوج کو ساتھ لیکر چلا رستم برات لیے ہوے آتے تھے وہی جوان
جہیز اسکے ساتھ مین اسباب جہیز ہمراہ سونیکا پلنگ چھپر کھٹ وغیرہ اور باقی جملہ
اسباب بھی بڑی بڑی دیگین اور تانبے کے مٹکے اونٹون پر لدے ہوے کشتیون مین
اسباب چنا ہوا صندوق پٹارون کے چھکڑے ہمراہ آفاق نے جو دیکھا گینڈا اسیر
کیا میدان مین آیا پکار کر آواز دی او جوان مین نے تیرے واسطے شرط نہین مقرر
کی تھی انہو سے مقابلے مین آ رستم نے مرکب بڑھایا آکر آفاق کو سلام کیا آفاق
اور بھی جل گیا کہا کیون سلام کرتا ہے مین کوئی عذر تیرا نہ مانونگا اور تجھکو قتل کرونگا
رستم نے کہا آپ بزرگ ہین جو چاہیے سزا دیجیے مین عذر نہ کرونگا مگر انصاف شرط
ہے کہ جب آپ نے شرط مقرر کی تھی وہ مین نے پوری کی اسباب سب ساتھ ہے آفاق نے
کہا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب آئیگا تو ملکہ کو لے جانا کہ سامنے سے بوندلا گرد کا اُڑا
دیکھا خواجہ عمرو رستم کو تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے یہ حال جو سُنا اور رستم کو
دیکھا کہ سامنے آفاق کے چپ کھڑے ہین آفاق کہتا ہے وار کیجیے رستم کہتے ہین کہ
میری کیا مجال ہے کہ آپ پر وار کرون عمرو نے کہا او جوانمرگ پرائی بہو بیٹی پر
نگاہ ڈالتا ہے کچھ تجھکو شرم نہین آتی آفاق شاہ انکو قتل کرو ہم انکے باپ سے
سمجھینگے آفاق شاہ نے ہاتھ تلوار کا اٹھایا رستم نے سر جھکا دیا کہ آفاق رک گیا
عمرو نے کہا بیٹا اب کیون رکتے ہو مقابلہ کرو اگر اسپر غالب آؤگے تو معشوقہ ملیگی
ورنہ ٹاپتے رہو گے رستم نے مرکب مہمیز کیا کہا اے آفاق بسم اللہ جنگ شروع ہو
و آفاق نے تیر [illegible] آکر کہا بھائیصاحب آپ بدنام ہوجائیے گا اور یہ بھی عرض کرتا
ہون کہ آپ [illegible] غالب نہ آسکیے گا اسنے جاکر ساحرہ کو مارا اور طائر سے کوہ کو پاک
کیا [illegible] اگر مناسب ہو تو مسلمان ہوجائیے آفاق سمجھ گیا کہ اب
معشوق بھی ہاتھ آئی [illegible] گئی اسی جوان کی اطاعت کرو کہ جان بچے قدمون پر
گر پڑا کہا [illegible] ہون معشوق بھی لیجیے اور بیٹی بھی لیجیے مین آپکا تابعدار

ہون رستم نے آفاق رو وفاق کو مسلمان کیا بالاے قلعہ آئے دو نون معشوقون سے
عقد کیا خواجہ نے عقد پڑھا اور بہت کچھ زر لے کے لیا بیٹی کے باپ سے الگ لیا اور
رستم سے الگ لیا نامہ صاحبقران و یار رستم نے جو پڑھا یہ مضمون تھا کہ اے فرزند ارجمند
مضطر شہریار طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین مین بھی کوچ کرچکا تم بھی اپنے کو پہنچا
لیا نہ ہو کہ بادشاہ سے مقابلہ پڑجائے سنا ہی کہ جمشید ثانی نے فوجین بہت جمع کی ہین معرکہ
عظیم پڑیگا رستم نے خواجہ کو خلعت دیا خواجہ رخصت ہوے رستم نے حکم دیا سب
سردار ہشیار ہون ہمارا کوچ طرف قصر ہفت رنگ کے ہوگا جہانگیر نے کہا بھائی صاحب
مین پہلے جاؤنگا اسباب طلسمی مین مجھکو تقسیم کرنا ہی یہ کہکر اول جہانگیر روانہ ہوے بعد
اسکے رستم چلے مگر فوج بے حساب ساتھ ہی منزل درمنزل جاتے تھے ایک صحرا مین
پہونچے تھے کہ پہر رات رہے لشکر مین غل ہوا کہ آدمخوار لشکر مین گھس آئے ہین لوگون کو
مار رہے ہین چند آدمیون کو کھا گئے رستم جھلا کر اٹھے تیغہ پکڑ کر چلے سامنے آکر دیکھا کہ
دو آدمخوار لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم نے للکارا ایک آدمخوار طرف رستم کے چلا
آکر چنگل مارا رستم نے دونون ہاتھ اسکے قلم کیے ہاتھ کٹوا کر خون بہتا ہوا وہ آدمخوار
بھاگا دوسرے نے جو دیکھا کہ ایک کے دونون ہاتھ کٹے وہ بھی بھاگا رستم پلٹن نے
گھوڑا اڈالا لوگ منع کر رہے ہین کہ آگے نہ جائیے وہان بیشۂ آدمخواران ہی رستم نے
کہا وہان بیشۂ آدمخواران ہی تو یہ بیجا کیا سمجھے ہین کہ میرے لشکر پر آگرے یہ فرما کر مرکب
بڑھایا وہ دونون آدمخوار سامنے اپنے افسر کے پہونچے اخلاق آدمخوار اپنے مقام پر
بیٹھا جھوم رہا تھا دونون نے عرض کی کہ وہ جوان آتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
جھومتا ہوا سامنے رستم کے آیا بڑھکر چنگل مارا رستم نے کلائی تھام لی گھوڑے سے
کود دے اخلاق لپٹ پڑا تمام زرہ وغیرہ نوچ ڈالی مگر رستم نے تمام بال اسکے نوچکر
پھینک دیے ہین اخلاق بھی عاجز ہو رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی رستم نے دونون مونڈھے
تھام کر پٹکا مارا کہ اخلاق گرا رستم چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا حالا در شناختن پروردگار
چہ میگوئی اخلاق نے عرض کی تا زندہ ام بندہ ام بدل سے اطاعت کرتا ہون رستم نے

کلمہ پڑھایا اخلاق آدمخوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اخلاق نے ایک چیخ ماری کہ بارہ ہزار آدمخوار آکر جمع ہوگئے رستم کو ڈرانے لگے جسنے ڈرایا رستم اسپر جا پڑے تمام جسم مین ان سب کے بال ہین کہ وہی ستر جسم مین جب دو چار زخم ہوئے سب ڈر گئے آپس مین کہتے ہین کہ یہ آدم زاد بڑا زبردست ہے یہان اہل لشکر سب رو رہے تھے اور غلغلہ تھا کہ آقا نے غضب کیا بقیہ آدمخوار ان مین گھس گئے وہ تو آدمخوار ہین چیر پھاڑ کر کھا جاینگے اس انتظار مین کھڑے تھے یہ کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مدد کو جائے مگر سمک بیقرار ہوکر گھس گیا دیکھا رستم آتے ہین سارے بدن سے خون بہتا ہے اخلاق مع کل آدم خواروں کے ساتھہ ہے سب آدمخوار خاموش چلے آتے ہین اب جو لشکر کو دیکھا پھر ہر یان لینے لگے کہتے تھے یہ سب ہماری خوراک ہین رستم نے تلوار کھینچکر سبکو ڈرایا اور فرمایا کہ اگر ایک کو انہین سے کھاؤ گے تو سب کو مار ڈالونگا آدمخوار سب سے ملنے لگے ہاتھہ پھیلایا اور لپٹ گئے رستم نے لاکر سب کو اتارا اور فرماتے تھے کہ یہ فوج خوب ملی یقین ہے کہ جمشید ثانی پرست ان سب کو دیکھکر بھاگین جو نہ بھاگیگا اسکو یہ کھا جائینگے رستم نے شب کو اسی مقام پر مقام کیا اخلاق کو لاکر محفل مین بٹھایا جام جو گردش مین آیا اور ساقی نے جام اخلاق کو دیا اخلاق نے اس شراب کو پھینکدیا اور ساقی پیچھے کو ڈرانے لگا رستم نے اخلاق کی پھر گردن پکڑی اور کہا یہ کیا حرکت ہے پھر گائن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

کسے دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے	گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
قلم کرتے ہین وہ سر عاشقوں کے اس صفائی سے	یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار مین آئے
ہمین جلوہ دکھوہ طور پر بھی تمنے دکھلایا	یہانتک ہم تمھاری حسرت دیدار مین آئے
عدم مین آکے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی	کہان سے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اس سے کرے وعدہ	ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہیون مین دھکے اگر خنجر پہ نیکی	ابھی تو خون کی بو سرخی سوفار مین آئے
ملک ہر سمت اسکے سر وقد تعظیم کی خاطر	ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزم یار مین آئے

سنا ہو ہمنے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی	مراد ین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے
مسیحا سے حقیقت درد دل کی کہنے جاؤنگا	ذرا ہوش آئے مجھکو جان مجھ بیمار مین آئے
ملا ظلم ہو گیا ہر سمت اُنکی آمد آمد سے	قیامت ہو گئی برپا جو وہ دربار مین آئے
یہان تو اے بشر بر اکثر قیامت رہتی ہی برپا	ہمارا ساجگر کر لے تو کوئے یار مین آئے

سب آدمخوار اُٹھکر ناچنے لگے اور گائن کو لپٹے جاتے ہین وہ گائن بھاگ کر پیچھے رستم کے چھپی رستم نے سب کو منع کیا رستم جب دیکھتے ہین کہ یہ لوگ نہین مانتے تو اُٹھکر کھڑے ہوتے ہین کسیکو دے مار اتب وہ لوگ مانتے ہین سردارون نے عرض کی کہ اِنکو صحبت مین جگہ نہ دیجیے رستم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ اِنکو انسان بنائین یہ سب چلکر لشکر جمشید ثانی سے مقابلہ کرین دوسرے دن رستم نے کوچ کیا سب کو ساتھ لیکر چلے مگر شاہزادہ جہانگیر جو آگے بڑھ گئے تھے اِنکو ایک صحراے ویران ملا اُستخوان انسان جا بجا پڑے ملے کہین ہڈی سرکی پڑی ہی کہین اُستخوان پا پڑے ہین بوے بد آرہی ہی چابک نے لشکر کو اِشارہ کیا کہ اِسی مقام پر اُترو جہانگیر نے کہا بھی کہ یہ مقام اُترنیکا نہین ہی مگر چابک نے عرض کی کہ یہ صحراے غولان ہی یہان لشکر کو آزار نہ پہونچیگا آپ شیر بیشۂ جرأت ہین آپ کے لشکر مین غول نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو صدمہ اُٹھائیگا لشکر اُتر پڑا سب سردار مشغول رہے ہین دیکھا چند غول درۂ کوہ سے نکلے دور سے دیکھکر پھر بھاگ گئے کہ چابک نے عرض کی حضور دیکھیے غول نکلے تھے مگر آپ کو دیکھکر بھاگ گئے جہانگیر نے کہا اے چابک تم مجھے بناتے ہو چابک نے عرض کی میری کیا مجال ہی کہ خلاف ادب عرض کرون آپ نے اِس سِن مین کیا کیا کارہاے نمایان کیے جسکا ذکر مصنف طلسم نوخیز جمشیدی لکھ رہے ہین اب وہ کتاب شایع ہوگی آپ نے طلسم فنا فتح کیا ایسا فتح کیا کہ آپ کے بھائیصاحب شرمندہ ہو گئے جہانگیر نے کہا کارہاے نمایان بھائی رستم سے سرزد ہوے کہ جسکا آجتک ذکر ہوتا ہی لندھور ایسے شخص کو مع ہاتھی اُٹھا لیا تمام فرنگستان کے لوگ نام سے رستم کے کانپتے ہین یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے صحبت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز حاضر ہوے گائیں خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگیں نظم

رانا کیا ہی تونے جدا ای آسمان سے مجھے — پیسینگی دانت دیکھکے سب چکیان سے مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان سے مجھے — معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان سے مجھے

بیشک وہ حسد سے دیکھتے ہین آسمان مجھے — اللہ نے دیا ہی جو نام و نشان سے مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقون کا خود ہون قید — حداد بین بیٹھاتے عبث بیڑیان سے مجھے

ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور — ہیوچہ آج آتی نہین ہچکیان سے مجھے

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی — یکسان فراق مین ہی بہار و خزان سے مجھے

جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند — سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان سے مجھے

کیونکر رہون مین چشم حسینان مین حسن ہی — سرمہ بنائے پیس کے گر آسمان سے مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اٹھانی جو سختیان — بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان سے مجھے

پہلو سے چھینکر دل بیتاب اٹھ گئے — لیکن بتا گئے نہ وہ نام و نشان سے مجھے

بلبل پھڑک کے کہتی ہی فصل بہار مین — گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان سے مجھے

ای یار اب تو آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین — اندھیر ہی فراق مین سارا جہان سے مجھے

ہی خوف مثل گرد کہین رہ نہ جاؤن مین — رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان سے مجھے

تیر مژہ سے دل کو بچانا ضرور رہی — غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان سے مجھے

بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے — تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان سے مجھے

کہتی ہی ہجر گل مین ہر اک بلبل نحیف — لیجائیگی اڑا کے ہوائے خزان سے مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار — رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان سے مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین — آکر بچائیگا شہ انس و جان سے مجھے

جہانگیر مصروف عیش و نشاط ہین زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی جہانگیر نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیسا ہلڑ ہی کہ چابک دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای آقائے نامدار جلد چلیے ہزارہا غولان بیابانی لشکر مین گھس آئے ہین سیکڑون بندگان خدا کو نبطا مار ڈالا ہر چند کہ پہلوان لڑ رہے ہین

سیکڑون غول بھی مارے گئے مگر وہ بھاگتے نہین اور صحرا سے تار بندھا ہوا ہو کہ جب وہ غل مچاتے ہین تو اور غول چلے آتے ہین اسوجہ سے مجمع بہت ہو گیا ہو غلام نے بھی آپ کے دس بیس غول مارے مگر وہ کسیطرح بھاگتے نہین جہانگیر تیغہ ٹیک کر اُٹھے باہر آ کر دیکھا کہ ہزار ہا غول بیابانی موٹے جسم لٹکتے ہوے چوبدستین ہاتھ مین جسکے چوب ماردی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر سرداران جہانگیر اُنسے لڑ رہے ہین جہانگیر نے فوراً آتے ہی نعرہ کیا نعرے سے زمین تھرائی غول حیران ہوے جہانگیر کو جو آتے ہوے دیکھا ایک اُنمین غول کلان تھا اُسنے ایک چیخ ماری سب جمع ہو کر اُسی کے قریب آگئے وہ غول بھاگا سب اُسیکے پیچھے چلے جہانگیر نے پیچھا کیا وہ غول بھاگ کر طرف صحرا کے نکل گئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تب رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہو کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہہ فریاد رس فریاد رس	نفس شیطان میکند بر من ستم
ز آتشِ غم سینہ سوزد مثل برق	دیدہ مثلِ ابر گرید دمبدم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون	نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
از رجوعِ دل نماندم ای دریغ	بر طریق بندگی ثابت قدم
بر مآل کار خود و آخر تا	در دل اندیشہ نکردم بیش و کم
نیست اندیشہ ز بدخواہان مرا	تو کنی بر من اگر فضل اتم
وار چون گردون دون ای کردگار	گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای مصدر جود و عطا	کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

جہانگیر نے یہ صدای دردناک جو سنی سوچے کہ کوئی اہل اسلام فریاد کر رہا ہو گھوڑے سے اُتر کر جیسے ہی اندر آئے دیکھا ایک جوان تاجدار زنجیرون مین بندھا پڑا ہی

اور بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہی سر جھکائے ہوے رو رہا ہی جہانگیر نے پکارا ای جوان
کس مصیبت میں ہو جیسے ہی اس جوان نے سر اٹھایا پکار کر آواز دی کہ ہو نہ ہو صاحبقران
خوب وقت پر آپہونچے میں تو آپ ہی کو یاد کر رہا تھا جہانگیر نے قریب آکر زنجیرین
کھولین کچھ توڑ ڈالین وہ جوان اٹھتے ہی قدموں سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ پائون
جہانگیر کے تر ہوگئے کہتا تھا ای شہریار مفتون تاجدار میرا نام ہی مین یہان شکار
آیا تھا ان غولون نے گرفتار کر لیا بیتالک غول کہ سب کا افسر ہی اسنے یہ کمکر سب سے
لے لیا اسکو مین کھاؤنگا اگر تمکو یاد خبیثہ غولنی مجھپر عاشق ہی جب بیتالک نے
ارادہ کیا کہ مجھکو ذبح کرے خبیثہ نے آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا کیون غریب کو مارتا ہی
ابھی قید میں رہنے دو پھر آکر کھائینگے تب بیتالک باز آیا کل شب کو جو تڑپتے
تڑپتے سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ آئے انھون نے مجھکو مسلمان کیا اور
آپ کے آنے کی خبر سنائی کہ فرزند صاحبقران تمکو آکر رہا کریگا آپ ہی کی یاد مین
بیقرار تھا ناگاہ جوان پیرو مرد تمارا کہ آپ تشریف لائے مذہب اسلام بھی اختیار
کیا جہانگیر نے مفتون تاجدار کو ساتھ لیا باہر لشکر والون نے جو جہانگیر کو
آتے دیکھا سب نے دوڑ کر قدمونکو بوسہ دیا عرض کرتے تھے ای شہریار بہلوگ
خوب خوب لڑے اور غولون کو مارا لیکن نہ بھاگتے تھے آپ کے ایک نعرے کی
آواز سے بھاگ گئے یہ ذکر تھا کہ پھر اسے گرد اڑی آگے آگے بیتالک و خبیثہ
پشت پر تھا رہا غولون کا بیتالک پکارتا ہوا او جوان خبردار ہماری خوراک
کو کہان لیے جاتا ہو جہانگیر نے پھر نعرہ کیا تلوار کھینچکر بڑھے بیتالک نے آگے
جھکر چوبدست لگایا جہانگیر نے چوبدست کو قلم کیا دوسرا ہاتھ مارا کہ بیتالک کے
دو ٹکڑے ہوے خبیثہ چیخ مارکر دوڑی کہتی ہوئی کہ او جوان بڑا غضب کیا میرے ہمدرد
کو مارا اب تجھکو کھا جاؤنگی قریب آکر جہانگیر سے لپٹ گئی جہانگیر نے ایک طمانچہ
مارا کہ خبیثہ کانپ گئی دوسرا گھونسہ مارا کہ خبیثہ کی پسلیان ٹوٹ گئیں منھ کے بل
گری جہانگیر نے اسکا بھی سر کاٹ لیا سب غول بھاگ گئے جہانگیر مفتون کو ساتھ

سب لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے پھر بارگاہ آراستہ ہوئی جام مرار غوانی گردش مین آیا صدائے ہو شاہوش و نوشانوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی

نظم

مضمون آہ کیون میرے دہانسے دور ہون ‏— ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے ‏— میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون

صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے ‏— رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین ‏— شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

رو باہ بازیون سے فلک کے قریب ہی ‏— شیرون کے نام و فتنۂ سلطان سے دور ہون

پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے ‏— کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین روشن رہا ہی کیا ‏— سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

سب خوش بیٹھے ہین گانے والی کی تعریفین کر رہے ہین کہ پلٹ کر جہانگیر نے دیکھا مفتون تاجدار بیٹھا ہوا رو رہا ہی جہانگیر نے پلٹ کر پوچھا کہ کیون ای مفتون خیر تو ہی مفتون اور زیادہ بیقرار ہوا کہا ای شہریار سامنے درۂ کوہ ہی اور نیلم نامے قزاق بالاے کوہ رہتا ہی بیٹی اُسکی بلاے روزگار ہی کوٹھے پر آتی تھی مین دیکھکر چلا جاتا تھا ایک دن جو آیا نظارۂ معشوق کر رہا تھا اور اشارون مین باتین ہو رہی تھین طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مجھکو چاہتی ہی جب غولون نے آکر مجھکو گھیرا اور مین مصروف جنگ ہوا تو وہ سرپیٹ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ بام سے اُتر آئے اور مجھکو بچائے مگر ہزارہا غول مجھپر ٹوٹ پڑتے تلوار چھین لی گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا گئے بیتال کک نے مجھکو لے لیا کہ حضور نے مجھکو رہا کیا اسوقت جو گائن نے اشعار عاشقانہ گائے غلام کو معشوقہ یاد آئی نام اُسکا ماہ رخسار ہی حقیقت مین اسم بامسمی ہی ایسی حسین عورت میری نگاہ سے نہین گذری اسوقت میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اُسی خیال سے روتا ہون یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون جہانگیر نے کہا ای مفتون نگھبراؤ کل ہم تمکو ساتھ لیکر چلین گے قزاق سے پیغام کرینگے اور کہین گے مفتون تاجدار شاہزادہ ہی اسکو بہ دامادی قبول کرو اگر نہ قبول کریگا

تو اُس سے مقابلہ کرینگے اور بیٹی کو اُسکی لینگے تمھارے ساتھ عقد کرینگے انشاء اللہ تمھارا
مطلب پورا ہوگا مفتون تاجدار خوش ہوگیا شب بھر عیش و آرام مین بسر ہوئی صبح کو
جہانگیر مسلح ہوے مفتون سے کہا چلو وہ مقام ہمین بتاو مفتون نے عرض کی غلام
نہین چاہتا کہ آپ کو آفت مین پھنسائے وہ قزاق بلاے روزگار ہے اُسکو اپنی جرات پر
بڑا ناز ہے جہانگیر نے کہا وقت پر معلوم ہوجائیگا دو تین سو جوان ساتھ لیے اور مفتون
کو تخت پر سوار کیا سامنے درہ کوہ نیلم قزاق کے آئے اور اُترپڑے نیلم نے بالاے
کوہ سے جو فوج کم دیکھی پہاڑ سے اُترا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر مقابلے مین آگیا
جہانگیر نے نامہ تیار کیا نامہ چوکی پر رکھا پکار کر کہا او اژدری او سرداران نامی و او پہلوانان
گرامی ایک بہادر نامہ بیرا لیکر جائے مگر نامہ ذلیل نہ ہو شرطین پوری کرائے کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ جہانگیر نے کہا ہان یارو مین ایک جوان چاہتا ہون کہ نامہ بہا
لیکر جائے اور جواب باصواب لائے چالاک صبا رفتار کرسی سے اُٹھا جام پیا
نامہ سر سے باندھا جہانگیر نے کہا اے مشہر مین پہلوان کو چاہتا تھا تمسے نہین کہا تم
کیون اُٹھے چالاک نے عرض کی اب تو غلام اُٹھ چکا جام بھی پی گیا اب تو ضرور جاؤنگا
آپ کے اقبال سے شرطین پوری کراؤنگا کوئی بات باقی نہ رہیگی یہ نہ ہوگا کہ آپ کا
نامہ ذلیل ہو بہت آبرو سے لیکر جاؤنگا جہانگیر ناچار ہوے آخر اجازت دی چالاک
نامہ لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے نامہ سر سے بندھا ہوا دیکھا قلعے سے ایک
جوان آتا ہے گینڈے پر سوار اسباب شکار ساتھ چالاک نے بڑھکر اُس جوان کو
سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے اور نیلم قزاق سے آپ کو کیا واسطہ ہے اُس جوان
نے کہا ولیم قزاق میرا نام ہے اور نیلم کا بھائی ہون براے شکار جاتا ہون تو کسکا
عیار ہے چالاک نے کہا شاید آپ نے نام سنا ہو چالاک بن عمرو عیار جہانگیر ولیم
گینڈے سے کود پڑا کہا اے مشہر والا گہر مین نے شب کو تمکو خواب مین دیکھا ایک
بزرگ نے آکر تمسے ملوایا اور مجھکو کلمہ پڑھایا فرمایا تھا کہ تم براے شکار جاؤگے راہ
مین چالاک سے ملاقات ہوگی جو وہ کہے سو کرنا اے مشہر والا گہر کہان جاتے ہو چالاک نے کہا

نامہ آقا کا لیے ہوے جاتا ہون اور چاہتا ہون کہ طریقے مین فرق نہ پڑے دیلم نے کہا آج شب کو میرے یہان مہمان رہیے صبح کو جب مین بارگاہ مین جاؤنگا تب آپ آئیے گا مین نیلم کو منع کرونگا کہ سرکشی نہ کرو الیاس کو چاہیے کہ نے خفیر جانا کر عیار کو بھیس بن لیجی کے بھیجا ہو یقین ہو کہ میرے کہنے سے سرکشی نہ کرے اور نامہ داری تمھاری مع شروط پوری ہو جائے چابک نے دیلم کا کہنا قبول کیا ساتھ دیلم کے اسی مقام پر آ ٹہیرا دیلم نے بارگاہ استاد کرائی بڑی دھوم سے شب کو چابک کی دعوت کی جس وقت جلسہ آراستہ ہوا تو چابک سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگا **نظم**

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین	چھپتا نہین ہو کوئی تمھاری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین	کٹنے سے کب رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہو تو	ہے تیغین گے ارض و سما ایک آہ مین
ہر روز کون کہتا ہو آنے کے واسطے	ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے	ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمھین ای جان دیکھکر	پھرتی ہو کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے	دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
اک دم کے دم نہ جاؤ تو کچھ اور لطف ہو	بسمل کا رقص دیکھ تو تو قتل گاہ مین
لازم ہو جستجو سے نہ ہون ہم کبھی دست کش	ملجائین گے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ	قصہ تمام ہو تری ترچھی نگاہ مین
مشکل نہین ہی چاہ ہزار دلنے بن پڑی	ہو لطف ای صفیر تو اسکے نباہ مین

رات بھر مکان پر دیلم کے جلسہ رہا صبح کو دیلم نے کہا مین بارگاہ مین جاتا ہون آپ میرے بعد آئیے یہ کہکر دیلم روانہ ہوا اُسکے بعد مہتر چابک صبا رفتار قنطورے وغیرہ لگاکر زلفے کو سر سے باندھکر طرف بارگاہ نیلم کے چلا مگر دیلم جب بارگاہ مین آیا تو نیلم نے پوچھا بھائی صاحب آج آپ سویرے کیون چلے آئے سنتا ہون کہ شکار کو نہین گئے مین نے خبر پائی ہو کہ آپ مکان ہی پر رہے ہرکارے نے مجھکو خبر دی ہے

ویلم نے کہا غلام آپ کا برائے شکار جاتا تھا راہ مین فرزند صاحبقران کے ایلچی سے
ملاقات ہوئی مین نے دریافت کرکے اسکو روک لیا شب کو اپنے مکان پر اُتارا
اب آتا ہوگا مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ پسر حمزہ نے آپ کو ایسا حقیر سمجھا کہ عیار
کی معرفت نامہ روانہ کیا اب آپ کی جلالت یہ ہو اور سب پر ظاہر ہی ہر شخص آپ کی
جرائت سے ماہر ہی عیار کی کیا حقیقت ہی اگر آپ کا جی نہ چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہی
اندر نہ بلائیے دروازے پر کھڑا رہے ذلیل ہو کر جائے مگر جرائت یہ چاہتی ہی کہ اسکو
سامنے بلوائیے جو کہے وہ شرط پوری کیجیے اور خلعت دیکر روانہ کیجیے کہ فرزند حمزہ
کو بھی معلوم ہو کہ نیلم قزاق نہایت جری و بہادر ہی یہ سُنتے ہی نیلم نے کہا ای برادر
سب کچھ تو مجھکو گوارا ہی لیکن دروازے پر جو درگہ سالار بیٹھا ہی اُس سے کہدو
کہ اگر ایلچی آئے تو اُسکو روکے پہر چار گھڑی نہ اندر آنے دے اگر اُسکو آنا منظور ہوگا
تو سو صورتین ہین ورنہ یقین ہی کہ بہت خفیف ہوگا ویلم نے کہا ای برادر یہ بھی بات
ہتک ہی نیلم نے کہا اچھا مین حکم دیچکا زنبور نامے پہلوان دروازے پر بیٹھا ہی
خدمتگار کو اشارہ کیا کہ جا کر زنبور سے کہو کہ اگر کوئی جوان بطور ایلچی آوے تو
اُسکو دروازے پر روکنا بدون اطلاع نہ آنے دینا خدمتگار نے جا کر زنبور سے
کہا زنبور نے جواب دیا کہ میرا بھی یہی ارادہ تھا اتنے حکم آیا اگر خود فرزند حمزہ آئے
تو نہ آنے دون خدمتگار تو چلا گیا مگر زنبور بیٹھا جھوم رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ
مُنتر چابک صبا رفتار جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی زنبور اور زیادہ تنا کہ چابک نے
آکر سلام کیا زنبور نے جواب بھی نہ دیا چابک سمجھا کہ یہ مغرور ہی عقل و فراست
سے دور ہو کہا ای پہلوان دوران مین اپنے آقا کا نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون
اندر جاؤن زنبور نے کہا ٹھہر جاؤ کوئی معقول آدمی آئے تو اُس سے کہلا بھیجین یہ سُنکر
چابک ٹھہر گیا کثر چوبدار اندر سے آئے کچھ باہر سے اندر گئے چابک نے کہا
ای پہلوان یہ چوبدار جو اندر گئے اِنسے نہ کہلا بھیجا یہ سب نامعقول تھے دیکھین
معقول کون آتا ہی ہم تو جاتے ہین ہمین دیر ہوتی ہی یہ کہکر چابک چلا زنبور نے

ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے خالی دیا وار جو خالی گیا زنبور جھکا چالاک نے ہاتھ مارا
کر زنبور کا سر کٹ کر گرا اور دھڑ ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا نیلم نے کہا ارے دور کہو سالار
کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا چالاک اندر آیا پکار کر آواز دی ایہا الناس سلام
میرا اسپر ہو جو خدا کو واحد جانتا ہو مین مشرک پر سلام نہین کرتا نیلم بہت جھلایا
دیلم نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کیون غصہ کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے
مگر چالاک ٹہلتا ہوا قریب دیلم کے آیا کہا ای پہلوان دوران آپ ذنگل پر سے تھوڑی
دیر کے واسطے اٹھ جائیے کہ ہم آپکے مالک سے کلام کرینگا نیلم نے اشارہ کیا
نہ اٹھنا مگر دیلم نے اپنے مقام پر بیٹھنے کی جگہ دی چالاک نے بیٹھتے ہی اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو

منم چالاک خوش میان خوش لقب	گل باغ اسلام شاہ عرب
غلام جہانگیر والاشان	کہ او ہست دلبند صاحبقران
مین عیار و طرار و فرار ہون	مین ابن عمر شاہ عیار ہون

یہ نعرہ کرکے آواز دی کہ منم نامہ دار و منم نامہ دار نیلم نے کہا نامہ لاؤ
چالاک نے کہا پہلے شرط یہ ہی کہ جو کچھ میسر ہو موافق اپنی حیثیت کے اس نامے پر
نثار کرو قضاے کار خواجہ عمرو پاس جہانگیر کے آئے جہانگیر کو بارگاہ مین دیکھا
چالاک کو نہ پایا پوچھا کہ آپ کا عیار کہان ہی جہانگیر نے کہا برسم سفارت دربار
نیلم مین گیا ہی خواجہ نے کہا یقین ہی کہ ہمارا ابھی کچھ حق ہو فوراً روانہ ہوے
خدمتگارون مین ملکر کھڑے ہوے چالاک نے کہا اس نامے پر زر نثار کیجیے
نیلم نے دیلم سے پوچھا دیلم نے جواب دیا جو کہتا ہو وہی کیجیے آپ کی جرأت مین
فرق نہین پڑتا نیلم نے چند کشتیان سوا ہر اشرفی منگائین سامنے چالاک کے
رکھین چالاک نے کہا اسکو لٹا دیجیے مین کیا محتاج ہون خدمتگارون نے کشتیان
اٹھائین کہ لٹائین کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور آواز دی کہ ای جال تو
جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ باہر نہ جانے پاے جیسے ہی جال مارا سب کشتیان مع

جواہر جال مین اور خادم خدمتگار ون کی پگڑیان بھی جال مین آگئین خواجہ نے ایک مٹھی مٹر کے دانون کا اور چند کنکر پتھر بارگاہ مین پھینک دیئے لوٹنے والے اسیر گرے ایک نے کہا مین نے تو کچھ گول گول پایا ہی دوسرے نے کہا میرے ہاتھ مین تو کچھ چوڑا سا آیا ہی کہا بھائیو تم ہاتھ کھولو جسنے گول گول پایا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا تو مٹر کا دانہ ہاتھ مین تھا اور جسنے چوڑا کہا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا کوری ٹھیکری اُسکے ہاتھ مین تھی دونون نے سر پیٹ لیے کہا یارو جواہرات لٹا ہماری تقدیر مین کنکر پتھر لکھے تھے مگر تم ننگے سر کھڑے ہو اُسنے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میری پگڑی دیدو آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی نیلم نے جھلا کر کہا ان سب کو نکالو تم سب ننگے سر ہو چابک سے کہا اب نامہ بھیجا ایک نے کہا سوتے کا میر بھیجوا ئیے پڑھنے والا اسیر بیٹھے تو نامہ دون نیلم طرف دلیم کے متوجہ ہوا دلیم نے کہا او شاہ آپکو یہی مناسب ہی جو ایلچی کہتا ہی وہی کیجیے نیلم نے دلیم کو اشارہ کیا چابک نے دلیم کو نامہ دیا دلیم مہر چاک کے پڑھنے لگا مگر خواجہ مال لوٹ کر چلے گئے فرزند کی خبر بھی نہ لی آکر جہانگیر سے کہا کہ آپ کا عیار دربار نیلم مین بڑی گستاخی کر رہا ہی ایسا نہو کہ مارا جائے جہانگیر نے کہا آپ نہ ٹھہر گئے خواجہ نے کہا مجھے کیا مطلب ہی کہ ایسے نالائقون کے واسطے ٹھہرون آپ کو غرض ہو جائیے جہانگیر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے یہان دلیم نے نامہ شروع کیا اول تعریف پروردگار مرقوم تھی نظم

	کو راست چہ عرش بارگاہی بنیاد نہ بلند و پستی		طغراست بنام بادشاہی سلطان سریر ملک ہستی

ای نیلم آگاہ ہو کہ مفتون تاجدار بادشاہ جلیل ہی تمھاری دختر پر عاشق ہوا در مین نے مفتون کو فرزند کہا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ساتھ مفتون تاجدار کے کردو ورنہ سمجھ لونگا نظم

	یکے نور صلح و دوم نار جنگ حکایت برین ختم شد والسلام		دو شعلہ نہ یکسہ ترا دارم چنگ ترا ہر چہ بایستہ کردم پیام

نیلم نے چاہا کہ نامہ ہاتھ سے دیلم کے لیکر چاک کر دن کہ چابک اپنے مقام سے اُٹھا اور جست کر کے نامہ لیا نیلم نے کہا اسکو مار لو تمام اہل دربار تلوارین لیکر طرف چابک کے چلے دیلم ہر چند منع کرتا ہی کوئی نہین مانتا آخر دیلم نے دیکھا کہ چابک لڑنے لگا اور دربار بارگاہ پر انتہا کا مجمع ہی مگر چابک مثل برق چمک رہا ہی نیلم کہتا ہی یا رو ایک شخص ہی اسکو گرفتار کر لو مگر چابک مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی جو قریب آیا اسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کبھی بیٹھکر نیمچہ مارا دو دو تین تین کے پانوٗن اُڑا دیے کبھی جست جو کی کسی کے کاندھے پر پانوٗن رکھا دوسرے کا سر اُڑا دیا صدہا جوان مار کر چابک نے گرا دیے دیلم بھی بدحواس بلوے مین لڑ رہا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ غش کھا کر گرا اب چابک کو بڑی مشکل پڑی دل مین کہتا ہی کہ ایک معین تھا وہ بھی بیکار ہوا نیلم کہتا ہی کہ دیلم کا سر کاٹ لو مین کیا جانتا تھا کہ ہمارا دشمن ہی اسی نے اپنے گھر مین شب کو مہمان رکھا مجکو سمجھا کے زر وغیرہ لٹوایا استقبال کرایا یہ تو میرا دشمن ٹھہرا اگر چابک گرد دیلم پھر رہا ہی کہ دربارگاہ پر بلوا ہوا سوارون کے گھوڑے جرانغ پا ہونے لگے بیدل منہ کے بل گرے سُنا سب نے کہ نعرے کی شاہزادہ جہانگیر کے آواز آئی نعرہ جہانگیر

بہ شوکت جوان و بہ تدبیر پیر	سکندر حشم شاہ گردون سریر
جہانگیر نامم بہر انجمن	منم تاج بخش شہان زمن

نعرہ کرنے کے جہانگیر لڑنے لگے دور سے دیکھا کہ ایک جوان زخمی پڑا ہی اور چابک اُسکے گرد پھر رہا ہی انتہا کا زخمی ہوا ہی مگر قریب سے اُس جوان کے نہین ہٹتا ہی جو چاہتا ہی کہ اُسکا سر کاٹ لے چابک بڑھکر نیمچہ مار دیتا ہی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین گرد چابک لاشے بہت سے پڑے ہین مگر چابک آقا کو دیکھکر چمک چمک کر لڑنے لگا جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب چابک پہونچے گھوڑے سے کود پڑے چند جوانون کو مار کر چابک کا ہاتھ تھام لیا فرمایا اے چابک تمنے بڑا کار نمایان کیا چابک انتہا کا زخمی تھا غش آنے لگا جہانگیر نے چابک کو گود مین اُٹھا لیا اور گھوڑے پر سوار ہونے لگے چابک نے آنکھ کھول کر کہا حضور مجھکو چھوڑ دیجیے

مگر ولیم کو بچایئے جہانگیر نے آکر ولیم کو بھی اٹھایا دونون کو گھوڑے پر ڈال لیا اور
خود بھی گھوڑے پر سوار ہوئے لڑتے ہوئے چلے قضائے کار ولیم کا ایک بیٹا تھا
تدبیر جنگ آزما دور سے دیکھ رہا تھا کہ باپ میرا زخمی ہوا اور زخمی ہو کر گرا اور
جہانگیر ڈپٹ کر قریب اسکے پہونچے اور اسکو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا ملازمان
نیلم جانتے ہین کہ اسکو چھین لین زندہ نہ جانے دین اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کے
تدبیر جنگ آزما بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے لڑنے لگا لڑتا ہوا قریب جہانگیر کے
آیا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا آقائے نامدار باپ میرا غلام ہوا مین نے بھی اطاعت کی
لڑتے ہوئے باہر نکلیے غلام کے ہمراہی بارہ ہزار جوان دروازے پر مسلح کھڑے
ہین وہ سب شریک ہونگے مگر یہان سے نکلیے یہ کہکر آگے مرکب کے بڑھا نعرہ
کر کے آواز دی اے جوانو سنو مین تمھارا افسر ہون میرے شریک ہو ایسا آقا ملا ہی
کہ اپنے ملازم کے واسطے اپنی جان دیتا ہی تم بھی شریک ہو بارہ ہزار جوان سب
تلوارین کھینچکر آپڑے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ملازمان جہانگیر بھی آگئے اب
مغلوبہ ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا لاشے گر گئے کسی نے جہانگیر کو نہ روکا اب
جہانگیر لڑتے بھڑتے اپنے ملازمون مین پہونچے سب نے شاہزادے کو گھیر لیا اور
جنگ کرتے ہوئے نکلے نیلم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہانگیر کو روک سکے جہانگیر نے
جنگ رستمانہ کی جو قریب آیا وہ مارا گیا لشکر مین اپنے پہونچے مگر نیلم کو بڑا قلق ہی کہ
ولیم و تدبیر جنگ آزما زندہ نکل گئے رفقا سے کہ رہا ہی کہ اس جوان سے جنگ
مین مشکل پڑیگی کیون صاحبو تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا ظاہر مین اطاعت
کیجیے باطن مین گرفتار کر لیجیے خدمت خداوند مین پہونچا دیجیے وہان جا کے یہ قتل
ہو جائینگے نیلم کو یہ فریب پسند آیا چند تحفہ جات ساتھ لیے تلوار گلے مین ڈالے
خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوا عرض کی میری دعوت قبول کیجیے مین مسلمان
ہوتا ہون جہانگیر نے نیلم کو گلے سے لگا لیا نیلم نے عرض کی کلمہ تعلیم فرمائیے
جہانگیر نے کلمہ بتایا نیلم بہ مکر مسلمان ہوا عرض کی کہ دعوت قبول فرمائیے یہ کہکے

جہانگیر کو اپنے قلعے میں لایا سامان دعوت مہیا کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا ایک گائن کو اشارہ کیا کہ اسنے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

حسرتوں کا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ — سانس اب سینے میں آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑوں دیں گالیاں — یہ کلامِ سخت کچھ اچھے نہیں سائل کے ساتھ

اسقدر فرطِ محبت ہی کہ بعدِ مرگ بھی — روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہیں — آہ مجنون اسطرح ہی نجد میں محمل کے ساتھ

کوئی او ظالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی — حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

ہیں بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے پھرے — شعرگوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

نیلم نے چابک کو تو کسی فقرے سے باہر بھیجا جام شاہزادے کو آغشتہ بداروے بیہوشی دیا پیتے ہی شاہزادہ گھبرایا کہا کیوں او نیلم اس جام میں کیا تھا کہ پیتے ہی دل گھبرانے لگا نیلم نے کہا او جہانگیر وقت مرگ تمہارا قریب آگیا جہانگیر تیغہ ٹیک کے اُٹھے کہتے ہوئے کہ او بے حیا تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو روک سکے یہ کہکر جب اُٹھے لڑکھڑا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے ملازموں نے چابک کو گرفتار کرلیا آقا و ملازم دونوں گرفتار ہوگئے نیلم نے لشکر تیار کیا لشکر جہانگیر پر شبخون مارا اسپ جوان زخمی ہوئے آخر شکست کھاکر بھاگے نیلم جہانگیر و چابک کو ارابے پر ڈالکر چلا ایک صحرا میں جاکر پہونچے دھوپ پڑرہی ہی جہانگیر نے کہا ہمارا ارابہ بھی زیر نخل ٹھہراؤ مگر ملازموں نے نہ مانا جہانگیر نے عاجز ہوکر لنگر مارا نیلم کو خبر ہوئی کہ جہانگیر نے لنگر مارا ارابہ ٹھہر گیا لاکھ نگہبان کوشش کرتے ہیں مگر ارابہ نہیں بڑھتا اسنے ملازم کو اشارہ کیا کہ جہانگیر کا سر کاٹ لے ایک سپاہی تلوار کھینچکر بڑھا کہ جہانگیر کو قتل کرے چابک گھبرا گیا دعائیں مانگنے لگا کہ الٰہی کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

خداوندِ دو عالم ہست خالق — کریم و پاسدہ و فتاح و رزاق

خدا را می پرستند جملہ عالم — شب و روز و صباح و شام تا شرق

خدا دارد بہر وقت بہر حال — کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق دین شمید ار دبد نیا | کہ باحق غیر حق را نیست الحاق
سند پیرون ز صدق و راستی پا | کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز نا پرہیزی او دانا بہ پرہیز | کہ باشی تندرست و چابک و چاق
شود این نظم دلچسپ و تو ہندی | بہ فضل ایزدی مشہور آفاق

وہ سپاہی ہشو ہشو کرتا ہوا قریب جہانگیر پہونچا دیلیم و تدبیر تڑپ گئے پکارتے تھے کہ او جلاد صاحب بیداد پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قریب نہ جا مگر سپاہی نے آکے جہانگیر کو ہاتھ مارا جہانگیر نے ہاتھ اٹھا دیئے ہتھکڑیان کٹین بس شاہزادے نے وہی ہتھکڑی سپاہی پر پھینک ماری کہ اُسکا سر پھٹا نعرہ کرکے قید توڑ ڈالی لڑتے ہوے قریب دیلیم پہونچے دیلیم نے کہا بھی کہ آقاے نامدار پہلے میرے فرزند کو رہا کیجیے جہانگیر نے کہا تم پہلے شریک ہوے لہذا تمہارا رہا ہونا واجب و لازم ہی یہ کہکر دیلیم کو رہا کیا مگر نیلم نے جو دیکھا کہ دیلیم بھی رہا ہو گیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ تدبیر جنگ آزما کا سر کاٹ لے وہ سوار نیزہ اٹھا کر چلا باپ نے جب دیکھا کہ بیٹا قتل ہوتا ہی بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہا اے کریم و رحیم میرے فرزند کو بچا لے مین یہ چاہتا ہون کہ آقاے نامدار کے ساتھ رہے راہ خدا مین جہاد کرے

نظم

بود مرد خدا مشہور آفاق | بہ خلق نیک و الطاف و باشفاق
عزیز خالق و مخلوق گردد | بنی آدم بہ آداب و با اخلاق
بہر نامہ نوشتہ حمد باری | بہر نسخہ چہ از توحید اوراق
زمانہ ہر زمان محکوم فرمان | جہان حلقہ بگوش خلق مشتاق

مگر سوار نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مارون دیلیم کلیجہ تھام کر جا پڑا اُس سوار کو مار بیٹھے کو رہا کیا مگر ملازمان نیلم نے گھیرا ہر تلوار چل رہی ہر اوہ جہانگیر بن صاحبقران بیخوف لڑ رہے ہین مگر چابک جیب چید تا خنجہ ہاسے آتشبازی مارنے لگا سیکڑون کو جلا دیا جہانگیر نے خیال کرکے دیکھا کہ فوج بیحساب ہے فرمایا اے دیلیم انتہا کا جہاد ہے اگر تابہ نیلم مجھکو پہونچاؤ تو لڑائی کو فتح کر دوں دونون باپ بیٹے کوشش کر رہے ہین لیکن نیلم

دور سے فوج کو اشارہ کر رہا ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہی نقیب آواز لگا رہے ہین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بقول شاعر نظم

گئے کل سوے گورستان جو ہم باختہ حالی تھے | سکندر جیسے دیکھے خستی پائمالی سے
یہ دو مصرعے لکھے اسجا پہ مضمون خیالی تھے | مہیا گرچہ سب اسباب ملکی او رمالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

جسنے دیکھا ہو تواریخ مین ای اہل نظر | دیگر | ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر | | یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد بر ہیچ ندار یم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی جہانگیر نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے متوجہ ہوے پکار اٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای مالک دیر و پروردگار نظم

خداوندا شہم برار و زگردان | چو روز اندر جہان خیر و زگردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید | درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
تو ئی یاری دہ و فریاد ہر کس | بہ فریاد من فریاد کن رس

بیقرار ہو کر جہانگیر نے جو دیکھا کی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا رستم پلٹین آگے آگے آتے ہین اور لشکر پشت پر رستم نے جو دور سے دیکھا کہ جہانگیر گھرے ہوے ہین نعرہ کر کے آپڑے نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | | کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور | دیگر | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

رستم جو آکر گرے تلوار چلنے لگی رستم کو بڑی خوشی ہوئی کہ جہانگیر کو گھرا ہوا پایا لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر پہونچے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا جہانگیر نے کہا ملک کفار سے گرفتار ہوا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا آپ بجاے باپ کے ہین رستم بہت خوش ہوے لیکن کہنے لگے کہ برادر

یہ کلمات خوشامد ہین یا دراصل شاہزادہ جہانگیر نے کہا قبلہ و کعبہ ہین تو آپ کا تا بعدار ہون بلکہ اکثر خواہش رکھتا ہون کہ آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرون مگر ایسا موقع نہین آیا کہ آپ کو تکلیف دیتا رستم نے گلے سے لگا لیا کہا ای بھائی تمکو اسیرج سے محبت ہی مین بھی چاہتا ہون کہ ہر مقام پر تمھاری شوکت بڑھے اب بڑھو نیلم کو لو جہانگیر نے مرکب بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب نیلم پہونچے نیلم نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نیلم کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور رستم سے آنکھ ملائی رستم نے کہا ای سماک تو نے دیکھا ابھی خوشامد ین کرتا تھا اب جو الگ ہوا جرأت دکھاتا ہی سماک نے کہا آپ اسکا خیال نکیجیے آپ کے فرزند نے کیا کیا جرأتین دکھائین ہوشربا مین کس زور وشور سے راستہ طی کیا عجائب وغیرہ مٹاتے ہوے ہوشربا مین پہونچے جہانگیر کا قول تھا کہ کوکب کی کیا حقیقت ہی ایک مرتبہ لوح لے چکا ہون پھر جا کر دبا وُڈالونگا مگر سب مجبور و ناچار ہوے جب حضور پہونچے ہین تب آپ کو دیکھکر نہ وجہ کوکب نے ساتھ دیا آخر کی عیاری خواجہ کی حقیقت مین کرامت تھی کس تکلف سے کوکب کو تسخیر کیا اور طلسم فتنۂ نور افشان مین کیا کیا کارنمایان کیے آپ کا بڑا مرتبہ ہی یہ صاحبزادے آپکا کیا .ما منا کر سکتے ہین جس مقام پر کام پڑیگا آپ کو شوکت نہ دکھائین تو پھر کسے دکھائین آپ انکے باپ ہین رستم خاموش ہو رہے مگر جہانگیر نے نیلم کو قتل کیا اور لڑتے بھڑتے طرف قلعے کے چلے یہان فوج والے بھاگ کر جاتے تھے ہین کہ قلعے مین جائین نگہبانان قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نیلم طرف صحرا کے بھاگے مگر شاہزادہ جہانگیر لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ فریاد کرنے لگے ای شہریار ہم بصدق دل اطاعت کرتے ہین ہمارا افسر مارا گیا اب آپ ہمارے مالک ہین جہانگیر نے گھوڑا روک لیا لیکن مفتون ناجدار شاہزادے کے ساتھ ہو دست بستہ عرض کرتا ہی کہ آقا سے نامدار قلعے مین جانیکا ارادہ

نہ کیجیے ایسا نہ ہو حضور کو کچھ صدمہ پہونچے کہ باعث خرابی ہو جہانگیر نے کہا اے مفتون مجھکو تمھاری پریشانی کا خیال ہے ادھر ماہ رخسار دختر نیلم اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین روتی ہوئین سامنے آئین عرض کی واری بڑا غضب ہوا باپ آپ کے مارے گئے مگر مفتون تاجدار جہانگیر کے ہمراہ آیا ہے نگہبانون نے فقرہ کرکے روکا ہے مفتون تاجدار عاشق جمال جہانگیر ہے منع کر رہا ہے کہ قلعے مین نہ جائیے مگر شاہزادہ ہرگز نہین مانتا ماہ رخسار یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی نقاب چہرے پر ڈال لی نیچہ ہاتھ مین لیے ہوئے بالائے قلعہ آئی نگہبانون سے کہا کیون صاحبو تمنے بصدق دل اطاعت کی ہے یا کچھ مکر منظور ہے سب نے کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو فرمائیے وہ بجا لاوین ملکہ نے پکار کر کہا اے شہریار آپ بلا تکلف تشریف لائیے مین آپ کی تابعدار ہون مفتون نے جو آواز معشوق کی سنی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے یار جانی واے محبوب جادو ادائی اپنا تو یہ حال ہے کہ اسکا بیان محال ہے جینا وبال ہے

نظم

اے شہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا	کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ساتھ ہو لیتے کہ معلوم نہین راہ ہمین	قافلہ ملک عدم کا جو کوئی مل جاتا
بھیجتا اسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ	چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
پہلوے غیر مین کیون بیٹھنے کو جاتے تھے	کیا مرے دل کے دکھانے سے تمھین مل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا مطلق	گر لطافت سا نہ استاد مجھے مل جاتا

ملکہ نے جو معشوق کی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ سنے دل پکڑ لیا نقاب چہرے سے اٹھا دی مفتون نے جو معشوقہ کو دیکھا شاہزادے سے کہا قلعے مین چلیے اب کچھ مقام خوف نہین ہے مین حضور سے عرض کرتا تھا کہ معشوق عاشق مزاج ہے اسکو بھی مجھپر توجہ ہے جہانگیر نے بڑھکر پھاٹک توڑا اندر قلعے کے چلے ملکہ نے آکر استقبال کیا کل نگہبان پشت پر دار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے ملکہ کو شاہزادے نے تخت پر بٹھایا طرف وزرا کے دیکھکر فرمایا کہ صاحبو یہ انتظام تمام ملک کا ہو کہ تم سب کا تابع ہو اگر کوئی حریف چڑھ آوے تو قلعہ بند کر لینا ہمکو نامہ لکھنا ہم آئینگے

اور دشمن سے تمہیں بچا لینگے کل کی تاریخ عقد مفتون تاجدار ہوگا مفتون یہ باتیں تحسین سنکر شاہزادے کے نثار ہورہا ہے کہتا ہے اے شہریار آپ نے کیا احسان کیا ہے یہ وہ وقت تھا کہ کسی نے ساتھ نہ دیا مگر حضور نے کیا بندہ نوازی کی کہ اگر عمر بھر خدمت میں رہوں تو بھی احسان ادا نہ ہو شاہزادے نے فرمایا تم ہمارے رفیق ہو جو ہم سے ہو سکے اسمیں قصور نہ کرینگے وزرا اطرف ملک کے ہوئے شاہزادہ طرف مفتون تاجدار کے ہوا بڑی دھوم سے مانجھا آیا مفتون تاجدار زعفرانی جوڑا پہنکر بیٹھا شاہزادہ مصروف اہتمام ہے جام ہوا رغوانی گردش میں محفل عیش آراستہ ہے ایک خوش گلو بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

وہ دل میں آئے اور ہمیں کچھ خبر نہ ہو	کیونکر جان مرض طرب کہیں درد جگر نہ ہو
تا لہ مراد عا ہے کہ پیدا کرے یہ وصف	بس تو ہی سن لے اور کسیکو خبر نہ ہو
کہتے ہیں ہمنے آپ ہی پردہ اٹھا دیا	تیری سی بیقرار کسیکی نظر نہ ہو
اللہ رہی بیخودی کہ وہ پہلو میں بیٹھکر	لیجائیں دل نکال کے ہمکو خبر نہ ہو
لے ڈالے خاک کعبے کی یاد دیر کی جلال	کوشش کرے وہ لاکھ نہ دلمیں گھر نہ ہو

لیکن ملکہ ماہ رخسار سانجھے کا جوڑا پہنے ہوئے باغ میں پھر رہی ہیں چند کنیزیں پیچھے کہ زمین باغ کی شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا باغ میں غل ہوا کہ ایک جادوگر آیا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا چند کنیزیں روتی ہوئیں سامنے شاہزادے کے آئیں اور عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا ایک جادوگر زمین سے نکلا اور ملکہ کو اٹھا کر لے گیا یہ سنکر مفتون تاجدار دیوانہ ہو گیا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے مفتون تاجدار کیوں گھبراتے ہو کسکی مجال ہے کہ تمہاری معشوقہ پر قبضہ کرے چابک صبا رفتار کو حکم ہوا کہ مہتر صاحب جاؤ اور دریافت تو کرو یہ کسنے بے ادبی کی ابتو ساحر بہت بڑے بڑے فساد برپا کرینگے کیونکہ اب وقت لشکر کشی ہے چابک صبا رفتار داخل باغ میں آیا کنیزوں سے دریافت کیا کنیزوں نے کہا چمن لالہ زار میں ملکۂ عالم پھر رہی تھیں کہ زمین شق ہوئی اور ایک جادوگر نکلا

ملکہ کو اتنی جلدی نے کیا کہ ہم لوگ قریب نہ پہونچ سکے چالاک نے پوچھا پھر وہ جادوگر کس طرف گیا کنیزون نے اشارہ کیا کہ طرف مغرب کے گیا چالاک باغ سے نکلا اور تلاش مین ملکہ کی چلا دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر پو منتظر بھاگا ہوا جاتا ہی ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا اور پھر بھاگا چالاک نے پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مین تم سے کچھ بات کرونگا وہ جادوگر ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا بھائی یہ دھوپ شدت کی پڑ رہی ہی اور لون چلتی ہی ابھی ایک راہگیر گرا تھا گاؤن والے اُٹھا کر لے گئے ایسا نہ ہو کہ جان پر بنے ایسی کیا ضرورت ہی اُس جادوگر نے کہا کہ ہمارے آقائے نامدار بہزاد زمین کن ایک شاہزادی پر عاشق ہین لاکھ تدبیرین کین مگر وہ نہین مانتی اُنھون نے اپنے بھائی کو نامہ لکھا تھا کہ کوئی سحر ایسا بھیجو کہ وہ عورت مجھسے راضی ہو جائے اُنھون نے خط لکھا ہی وہی جواب لیے جاتا ہون اگر دیر ہوگی تو آزردہ ہونگے تو ای بھائی ہمکو دھوپ اور سایہ سب برابر ہی چالاک نے باتون مین لگا کر ایک حباب مار دیا کہ وہ جادوگر بیہوش ہوا نامہ اُس کی کمر سے نکال لیا اُسی جادوگر کی شکل بن کر طرف بہزاد زمین کن کے چلا قلعے مین جو پہونچا ہر شخص سلام کرتا ہی اور پوچھتا ہی کہ ہمارا جواب نامہ لائے چالاک اشارہ کر دیتا ہی کہ تمھارا خط نہین ملا وہ دکاندار خاموش ہو رہتا ہی اب لوگون سے پوچھتا ہوا چالاک چلا کہ بہزاد زمین کن کہان ہی لوگ کہتے ہین سامنے باغ ہی اُسی مین سیر کر رہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین لیکن دیکھیے انجام کیا ہو چالاک پوچھتا ہوا در باغ پر آیا نگہبانون نے کہا کہ کیون میان خط رسان تم نے تو بڑی دیر لگائی بادشاہ ہمارے تمھارا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ پوچھ چکے کہ خط رسان نہین آیا جلد جاؤ مگر کوئی بات معقول بھی لائے چالاک نے جواب دیا ایسا فقرہ لایا ہون کہ فوراً فیصلہ ہو جائے یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ بہت معقول سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین سامنے بہزاد زمین کن ایک چمن کی سیر کر رہا ہی چالاک نے جھک کر سلام کیا اور بڑھکر خط دیا بہزاد زمین کن نے فوراً کھول کر پڑھا سر ہلانے لگا چالاک نے کہا حضور زبانی بھی مجکو ایک فقرہ بتایا ہی اور یہ فرمایا ہی کہ معشوق عاشق ہو جائے بے تمھارے دیکھے چین نہ پڑے

بہزاد زمین کن نے کہا کہ وہ کون بات ہے چاپک نے کہا کہ انگیٹھی منگوائیے مین ابھی
آگ روشن کرون تو آپ کو معلوم ہو خاص سحر سامری ہے فرمایا ہو کہ ایک بیر سے دھوئین
سے نکلےگی ایسا فقرہ بتائیگی کہ معشوق کے دل پر تاثیر ہو تمھاری محبت کا دم بھرے یہ دم
سحر ہو کہ جس نے سامری سامرین کو لائے سامرین ہمیشہ تابعدار رہین بہزاد یہ سنکر
خوش ہو گیا اور انگیٹھی منگوائی چاپک نے آگ سلگائی لوبان کمر سے نکالا کہا یہ لوبان
آگ مین ڈالیے اور بغور دیکھتے رہیے پریزاد پیدا ہوگی اور آپ کو کوئی سحر تعلیم کریگی
بہزاد زمین کن نے وہ لوبان لے کر آگ پر ڈالا اب جو دھوان اُس کا بلند ہوا منھ پر
بہزاد کے پڑا بہزاد بیہوش ہو کے گرا چاپک نے اُسی مقام پر زمین کھودی اور
بہزاد زمین کن کو زندہ درگور کیا آپ بہزاد کی شکل بن کر بارہ دری مین آیا کنیزون کو
بلایا کہا قفس اُس نا شائستہ کا لاؤ کنیزین جو کمرے مین گئین دیکھا ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کنیزون
نے کہا چلیے آپ کے واسطے ہمارے مالک نے سحر تیار کیا ہے آپ کا رونا وغیرہ سب موقوف
ہو جائیگا ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم ورحیم فضل و کرم اپنا
شریک کر اس ظالم کے مکر و فریب سے مجھے بچالے مگر کنیزین قفس لے کر بہزاد نقلی کے پاس
آئین بہزاد نقلی نے سب کو بٹھایا کہا سب مل کے شراب پیو کنیزون نے شراب پی
سب کی سب شراب پی کر بیہوش ہوئین بہزاد نقلی نے سب کنیزون کو بھی قتل کر ڈالا ملکہ کو قفس
سے نکالا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے عاشق کا عجب حال ہے غلام اُنھین سمجھا کر آیا ہے اب آپ
تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ نے کہا بھیا باعث یہ ہوا کہ اس ظالم نے آکر سحر کیا کہ تمام
قلعہ آگ سے بھر گیا والد گھبرا رہے تھے کہ بہزاد سامنے سے آیا کہا ای تیلم اپنی بیٹی کی
شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا بسبب خوف میرے
باپ نے اُس بے حیا سے وعدہ کیا تھا کہ بعد سال بھر کے شادی کر دین گے اب جو اُسنے
سُنا کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہے دوڑ پڑا مجکو اُٹھا لایا جب لایا تب مین بیقرار ہوئی ہر چند
اُسنے کہا کہ میری تجھپر جان جاتی ہے مگر مین نے کہا کہ او بے حیا اگر مجھے ہاتھ لگائیگا تو مجکو
زندہ نہ پائیگا اُس کو بھی یقین ہوا کہ یہ اپنی جان دے دیگی تب میری آبرو بچی ای چاپک تمنے

بڑا کمال کیا چلو اب نکل چلیں در باغ سے نکلے چاپک نے ایک مادیان کوہ کُن کی ملکہ کو اُس پر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ بارہ ہزار جوان ساتھ ہیں شکار کھیلتا ہوا آتا ہے دور سے ملکہ کو جو دیکھا دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہسوار ذرا ٹھہر جائیے چاپک نے کہا کہ ای ملکہ عالم بڑا غضب ہوا کہ یہ تاجدار تم پر عاشق ہوا اب یہاں سے کیونکر نکاسی ہو ملکہ نے کہا کہ ای چاپک اگر جان لے لے تو اختیار ہے میں تو تیر مارتی ہوں یہ کہکے ملکہ نے کمان کیانی اپنے کاندھے سے اُتاری مگر اُس تاجدار نے جو کمان دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای معشوقہ سرکش اب تو میرا یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

رو رہا ہوں الم زلف دوتا سے پہلے	مینھ برستا ہے مرے گھر میں گھٹا سے پہلے
سر مو عشق نہ تھا زلفِ دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
قصد تو دل میں یہی ہے کہ بروز پرسش +	شکوہ اُس بت کا کرونگا میں خدا سے پہلے
ای طبیبو ہوں میں بیمار خطِ سبز صنم	زہر دو گھول کے شربت میں دوا سے پہلے
یوں کیوں مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے +

مگر ملکہ نے تیر مارا اُس تاجدار نے قلم کیا چاپک نے بھی گوشے سے تیراندازی کرنا شروع کی اب یہ دونوں تیر مار رہے ہیں تاجدار نے جو دیکھا کہ معشوقۂ سرکش یوں قبضے میں نہ آئیگی فوج کو اشارہ کیا سب بلوہ کر کے چلے ملکہ نے جو سواروں کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی اور بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگی پکارتی تھی کہ ای ربّ بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس بلا کو رد کر نظم

گر از عذاب غم و رنج بایدت تخفیف +	مکن ریاضت دنیاے دون مباش خفیف
رضاے خالق اکبر چو در نکوکاری است	مباش بد دل و بد خو و بد مزاج و عفیف
بزور و شور جوانی و قوتِ بازو + +	مپیچ پنجۂ ہر زیر دست و طفل و ضعیف
رفیق راہ تو در راہ آخرت آخر +	بود نہ یار نہ ہمدم نہ مونس و نہ الیف
شود زمانہ مسخر بحسن اخلاقت + +	جہان مطیع تو گردد بجا دوے تالیف

نوشت ناظم ہندی پارسی دیوان	ان نیک ندارد چو مال و دولت و جاہ		چرا برائے حصولش تو میبری تکلیف	کہ خلق فائدہ حاصل کنند ازین تصنیف

ملکہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار تاجدار تخت پر سوار اور
چند کس پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عورت کو ہزار ہا آدمی
گھیرے ہوے ہین وہ ناچار مادیان کو بھگاتی پھرتی ہی ایک عیار حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی
مگر جب مالک حکم دیتا ہی تب سوار گھوڑے بڑھاتے ہین وہ عورت فریاد کرتی ہی کہ او تاجدار
مین صاحب شوہر ہون میرے قریب نہ آنا مگر وہ تاجدار نہین مانتا نقابدار تاجدار نے جو یہ معرکہ
دور سے دیکھا پکار کر آواز دی او بادشاہ یہ کیا زبردستی ہی عورت فریاد کرتی ہی کہ مین صاحب
شوہر ہون اور تو نہین مانتا تاجدار نے جواب دیا او مفلوک تو کون ہی جو اس مقدمے مین
دخل دیتا ہی تو ہی آکر اس کی حمایت کر یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھوڑا طلب کیا اور ساتھ والون
سے اشارہ کیا کہ ہان یارو اس کو مار لو اور گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا کہ منم پشت پناہ لشکر اسلام
بس اب ہٹ جا کیون قضا دامنگیر ہی ہر چند کہ نقابدار کے ساتھ چند کس تھے مگر نیزے
اُٹھا کر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا جسکو نیزہ مارا گھوڑے سے گرا دیا دوسرے نے آکر سر
کاٹ لیا مگر نقابدار لڑتا بھڑتا سامنے تاجدار کے پہونچا تاجدار نے نعرہ کیا کہ او نقابدار
میرے قریب نہ آنا میری ضرب سے حریف نہین بچتا مگر نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا جا ہی پڑا
ہر چند تاجدار پکارا کیا کہ منم شبرنگ تاجدار اسقدر فوج رکھتا ہون کہ گاو زمین جسکا
بار نہ اُٹھا سکے مگر نقابدار نے قریب آکر اشارہ کیا کہ تلوار کھینچ کیون باتین بناتا ہی تاجدار
نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ قلم کیا تاجدار نے تلوار کھینچی وار تلوار کا کیا نقابدار نے
تلوار کو تلوار سپر رد کا جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے
کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے چالاک نے آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے
پوچھا تو کسکا عیار ہی چالاک نے جواب دیا کہ مین شاہزادہ جہانگیر کا ملازم ہون یہ
نازنین اُن کے رفیق کی معشوق ہی نقابدار نے ہنس کر کہا کہ ای مہتر چالاک ہماری طرف
سے جہانگیر کو دعا کہنا اور یہ خبر دینا کہ ہم بھی تمھاری لشکر کشی مین آوینگے وجہ یہ ہی کہ

کہ شہریار لشکر اسلام فتاح طلسم ہین اُن کی مدد کرنا ضرور ہو تم لوگون نے طلسم مین آ کے
بڑے بڑے کار ہاے نمایان کیئے خود صاحبقران طلسم مین موجود ہین سب بھائی بھتیجے اُنکے
آ گئے سب نے مل کر طلسم فتح کرایا لہذا ہم بھی مدد کو ضرور آئینگے چابک نے خیال کیا کہ
سامنے نقابدار کے سر جھکا جاتا ہی وہ رعب و دبدبہ ہی کہ سر نہ اُٹھ سکا نقابدار چند باتین
کر کے رخصت ہوا کہا ای چابک جاؤ تا یہ لشکر پہونچنے کا تمہارا خیال رکھونگا جہانگیر
سے کہنا کہ اپنے کو جلد قصر ہفت رنگ تک پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ سعد بن قباد وہان
پہونچ جائین اور جنگ آغاز ہو جمشید ثانی نے فوجین بیحساب جمع کی ہین ایسا معرکہ پڑیگا
کہ بہت مشکل پڑیگی یہ کہکر نقابدار روانہ ہو گیا چابک ملکہ کو لیکر چلا دن بھر رہروی
کی شام کو باغ مین پہونچا ملکہ جو باغ مین آئین سب کنیزین دوڑ پڑین کہتی ہوئین کہ کیون
واری یہ جادوگر کون تھا جو آپ کو لے گیا تھا ملکہ نے کہا یہ اُس لائق تھا جو چابک نے
اُس کے ساتھ سلوک کیا ملعون واصل جہنم ہوا خدا نے مجھکو بخیر و عافیت یہان تک
پہونچایا مگر چابک جو سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت عرض کی جب حال نقابدار پر
آیا تو کہا ای شہریار یہ شوکت و جلالت کسی مین نہین دیکھی جو اُس نقابدار مین تھی یہ جو کہا
کہ وہ نقابدار کہ گیا ہی کہ مین براے مدد سعد بن قباد آؤنگا جہانگیر کو بہت ناگوار
معلوم ہوا کہا وہ نقابدار کیا مدد کریگا ہم لوگ اُس کی خدمت کو حاضر ہین جادوگریان
بھی وہ وہ مہیا ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہ دیسکیگا ایسا معرکہ پڑے کہ جمشید ثانی
بھی یاد کرے اور ہمارے شہریار زور مین طاقت مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ سنکر
چابک نے کہا ای شہریار اُس کی باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے بڑا ہی اور آپکے
کچھ عزیزون مین ہی جہانگیر نے کہا خیر کسی مقام پر ملیگا تو سمجھا جائیگا یہان دوسرے دن
رسم حنابندی ہوئی بعد ساچق مفتون تاجدار کو دولھا بنایا خود جہانگیر گود مین لیکر
بیٹھے طرف باغ کے چلے راہ مین آتشبازیان چھٹتی ہوئین روپیہ لٹتا ہوا اس دھوم سے
جا کر در باغ پر پہونچے دیکھا بیرون باغ ایک بارگاہ کلان استادہ ہی وزرا جو منتظم ہین براے
استقبال کھڑے ہین جہانگیر نے آکر دولھا کو اُتارا قضاے کار خواجہ عمرو راہ مین تھے کہ

خبر ملی کہ رفیق جہانگیر کی شادی ہوتی ہی قاضی بن کر بیٹھے قاضی اصلی کو نکال دیا اُس سے
ایسے ایسے سوال کیے کہ وہ عاجز ہو گیا پوچھا قاضی صاحب یہ تو بتائیے کہ جب قاضی گھر سے
چلتا ہی تو کیا پڑھتا ہی اور جب قریب مکان دلھن پہونچتا ہی تو کیا پڑھتا ہی قاضی سنے کہا یہ
تو مین سنے کسی کتاب مین نہین دیکھا خواجہ عمرو نے کہا تم قاعدہ نہین جانتے ہو ہماری کتاب
مین لکھا ہی تم کو خطبہ بھی نہ یاد ہوگا آخر قاضی بیچارے نکالے گئے اور سب سنے کہا یہ جو
قاضی نو آیا ہی سب کچھ جانتا ہی خواجہ عمرو نے کہا چند نقل اُس کو بھی دیدو تاکہ محروم
نہ جائے اُس کے لڑکے بالے انتظار کر رہے ہونگے کہ بابا جان عقد پڑھنے گئے ہین غرضکہ
خواجہ عمرو نے قاضی بیچارے کو رخصت کرا کر خوب رنگ جمایا جہانگیر سے کہا مجھ مین اور
ایک کمال ہی قاضی لوگ گانے سے بھاگتے مین مجکو سب کچھ یاد ہی چابک سمجھ گیا مگر ہان
ہان کیے جاتا ہی پہچان گیا کہ یہ قبلہ و کعبہ ہین اگر کچھ دخل دونگا تو آزردہ ہونگے حکم ہوا
کہ اندر جاؤ دلھن سے اجازت لے کر آؤ خواجہ عمرو اندر گئے شاہزادیان بھر رہی تھین
کسی سے چوڑی مانگ لی کسی کا کنگن اُتار لیا کسی کا ازاربند کاٹا آخر اُس مقام پر آئے کہ جس
مقام پر دُلھن بیٹھی تھی پکار کر پوچھا کہ مفتون تاجدار سے تمھارا عقد ہوتا ہی صاف صاف کہو
رضامند ہو ماہ رخسار کہ خود مفتون تاجدار پر عاشق ہی بول اُٹھی کہ مجکو قبول ہی
اِدھر شاہزادیون مین ہلڑ ہوا کوئی کہتی ہی کہ میری چوڑی جاتی رہی کوئی کہتی ہی کنگن کی
چوڑی کیا ہوئی کوئی کہتی ہی ازاربند کٹ گیا قاضی صاحب ہنسے کہا صاحبو آخر تم سب
شربت پلائی دیتین کہ نہ دیتین ہمراہیان دولھا نے قبل سے لے لی زیادہ غلغلہ نہ کرو
ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤ سب خاموش ہوئین خواجہ عمرو باہر آئے مفتون تاجدار
سے آکر کہا کہ ملکہ ماہ رخسار دختر شاہنشاہ نیلم سے تمھارا عقد ہوتا ہی تم کو قبول ہی
مفتون مدت کا عاشق ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ مجکو بدل و جان قبول ہی خواجہ
نے بیٹھ کر عقد پڑھا شاہزادہ جہانگیر نے چند کشتیان پیش کین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا کہ فرزند صاحبقران ہو کر ایسی خست نکرو اور سب صاحب کچھ نہ دین گے سب سے
لڑ لڑ کر خواجہ نے لیا جب عقد پڑھ چکے اور رقم بھی حاصل ہوئی تو نذر نیل کرنے لگے

تب چابک نے ہاتھ تھام لیا عرض کی کہ قبلہ و کعبہ یہ نہ کہیے گا کہ مجکو کسی نے نہین پہچانا
غلام اول ہی پہچان چکا تھا مگر اس وجہ سے دخل نہین دیا کہ حضور کے نفع مین فرق پڑیگا
اب توکل اہل بارگاہ کو ظاہر ہوا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کچھ گائیے خواجہ عمرو نے سامنے
بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے
ہو مدت سے رقیبون کے مقدر اُلٹے
مئےکشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس
کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح
باغبانون کو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
ہم بھی حاضر ہین تہِ تیغ گلا رکھنے کو
ٹوٹتا ہی کوئی تارہ تو سمجھتا ہون یہین
غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہمزبر

وصل کے نام سے اب پڑتے ہین تیور اُلٹے
خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے
سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے
ساری تاریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے
فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے
آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے
چرخ سے ہو کے شرر آہ کے اخگر اُلٹے
خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

خواجہ عمرو کے گانے سے سب تعریفین کرنے لگے مگر خواجہ عمرو نے جہانگیر سے کہا کہ اب
اپنے کو جلد تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچاؤ صاحبقران کوچ کر چلے صحراؤن کو طے کرتے
ہوے جاتے ہین جہانگیر نے کہا آج ہی کوچ کر دونگا مگر اے عم نامدار یہ تو فرمائیے آجکل
ایرج نوجوان کہان ہین اور نورالدہر کیا کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا اب مین
سب کے پاس جاؤنگا تب حال معلوم ہو گا مگر سنتا ہون نورالدہر نے کارہاے نمایان کیے
ایرج کے ساتھ فوج کم ہی جہانگیر نے کہا ایرج نوجوان کو فوج کی کیا ضرورت ہی
وہ اکیلے کافی ہین خواجہ نے کہا ان جھگڑون کو تو مین نہین جانتا سب کے لیے خطرے کر
نکلا ہون یہ فرما کر خواجہ عمرو جہانگیر سے رخصت ہوے ایک مقام پر دیکھا چند سپاہی
جمع ہین سولہی پھنک رہی ہی خواجہ ایک شہدے کی شکل بن کر شریک جلسہ ہوے اور
اپنی کوڑیان نکال کر ڈالین سب کو جیت لیا جب صحبت مین روپیے نہ رہے تو کہا ہم
کھیل چکے جواری بگڑے کہ یہ کیسا کھلاڑی ہی مال موجود ہی اور نہین کھیلتا ہم نہ جانے دینگے

جواریوں سے تکرار ہونے لگی سب نے مل کر خواجہ عمرو کو گھیر اچاہا مال چھین لیں خواجہ عمرو فریاد کرتے لگے کہ دوہائی ہے جہانگیر کی جگہ دیہ سب لوٹے لیتے ہیں کہ چابک آیا اُس نے پہلے ہی پہچان لیا سب کو منع کردیا کہ خبردار ان سے تعرض نہ کرو سب ہٹ گئے خواجہ عمرو نکل کر بھاگے چابک نے چلتے وقت کہہ دیا کہ آپ قبلہ و کعبہ ہیں یہ نہ فرمائیے گا کہ کسی نے نہیں بچایا تا خواجہ نے کہا وہ دیکھو سامنے جہانگیر آتے ہیں چابک جیسے ہی پلٹا خواجہ نے کلاہ چابک کی لی اور جست کر کے بھاگے چابک غل مچاتا رہگیا جواریوں نے کہا مہتر صاحب ہمارا بدلہ آپ کو ملا کہ آپ کی بھی کلاہ لے گیا چابک نے کہا وہ میرے قبلہ و کعبہ تھے جو مناسب جانا وہ کیا چابک رنجیدہ پلٹا مگر خواجہ جو لشکر سے نکلے سامنے سے دیکھا ایک مسافر آتا ہے مگر کمر اسقدر بھاری ہے کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے سمجھے کہ اس کی کمر میں روپیہ بہت کچھ ہے ایک مسافر کی شکل بن کر دوڑے ہوے آئے کمر پر مسافر کی ہاتھ مارا کہا بھائی میں آتا تھا ایک بیل نے دھکا مارا جس مقام پر میں نے تمھارے ہاتھ رکھا تھا اُسی مقام پر دھکا لگا تھا دیر تک بیہوش پڑا رہا جب دن چڑھا تو اُٹھا کنوئیں پر پانی پی لو تو جانا مسافر کو کنوئیں پر لائے کپڑے اُسنے اُتار کر رکھے لوٹا پانی کا کنوئیں میں ڈالا خواجہ عمرو نے اُس مسافر کو ڈھکیل دیا کپڑے اُسکے لیکر بھاگے مسافر بیچارہ کنوئیں میں ڈوبا خواجہ عمرو نکل گئے لیکن جمشید ثانی کہ بیرون قصر ہفت رنگ آکر اُترا ہے فوجیں چلی آتی ہیں جمشید بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر ہفت رنگ آسمان پر آیا جمشید دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار ہے تاج سر پر چند کنیزیں گھیرے ہوے بیچ میں وہ آفتاب تابان گرد کنیزیں مثل سیارگان ہنستی ہوئی آتی ہیں جمشید نے جو اُس مہجبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا گھبرا کے پوچھنے لگا کہ یہ بندی قدرت کہاں ہے وزیر اعظم اسکا شمیم آسمان سیر کہ پہلو میں بیٹھا ہوا ہے بولا اُٹھا کہ یا خداوند یہ شاہزادی حسین و جمیل طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے شاہ تو آپ کی پریشانی معلوم ہوئی اُسنے برائے مدد بھیجا ہے جمشید ثانی یہ سُن محبت میں کھڑا ہو گیا اور پکار کے آواز دی کہ اے سردار حسینان آؤ تشریف لاؤ اس نازنین نے سب سے پوچھا کہ تمھارے

خداوند کہان ہین سب شاہزادیان بول اُٹھین کہ یہی خداوند ہین کہ جو تمھارے استقبال کے
لیے اُٹھے وہ نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا یہی تمھارے خداوند ہین کہ جو تمھارے استقبال کے
واسطے اُٹھے ہمارے خداوند کو کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جب لوگ جمع ہوتے ہین تو پھر آواز آتی
ہی اُسی پر لوگ سجدہ کرتے ہین ایسے خداوند نہین دیکھے کہ سامنے بیٹھے ہین جمشید ثانی نے
ہنس کر کہا ای ملکۂ عالم قدرت نے تم کو کیسا جمال دیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو فوراً رال
ٹپک پڑے وہ نازنین خاموش ایک کرسی پر بیٹھی کئی سر تاجدار جمع ہین مگر شمیم آسمان سیر
بہت بیقرار ہی ہر مرتبہ جمال دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی ادھر جمشید نہایت
پریشان ہی دمبدم سراپا دیکھتا ہی اور سر جھکا لیتا ہی آخر تاب نہ آئی کہہ بیٹھا کہ ای معشوقہ
قدرت تجھپر مائل ہوے یہ سب شاہزادیان جو بیٹھی ہین یہ سب قدرت کی معشوق ہین دیکھو
ان کے کیا مرتبے ہین لہذا تم بھی ان مین شریک ہو کہ تم کو بھی مرتبۂ معشوقی ملے اور تمھارے
خداوند میرے بندے ہین مین نے اُن کو یہی حکم دیا ہی کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤ پردے
مین رہو اور بادولت سامنے اپنے بندون کے بیٹھتے ہین کہ سب بندے زیارت سے
مشرف ہون مگر آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنس کر کہا یا خداوند اپنی زبان
سنبھالیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے مین آپ کی بندی نہین ہون آپ نہین جانتے
نام میرا گلفام ہفت رنگ ہی در دولت پر اپنے قدرت کے نگہبان رہتی ہون
کہ اگر کوئی حریف آنیکا ارادہ کرے تو اُس کو قتل کردون کیسا ہی سرکش ہو مگر میرے
ہاتھ سے نہین بچ سکتا آج قصر سے آواز آئی تھی کہ ای گلفام جاکر جمشید ثانی کی مدد کر
ورنہ آخر مین بھاگ کر یہان آئیگا تب حال کھل جائیگا مین تو آپ کی مدد کو آئی ہون اور آپ
ایسا فرماتے ہین مین رخصت ہوتی ہون مجھسے یہ باتین نہین سُنی جاتین یہ کہہ کر اُٹھی ارادہ کیا
کہ تخت کو اُڑادون شمیم آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم کہان
چلین ملکہ گلفام نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ دربار بیٹھنے کے لائق نہین ہی ہمارے خداوند
کے یہان کیا مجال ہی کہ کوئی بات کرے جسکو قدرت آواز دیتے ہین وہ اندر جاتا ہی یہ
کیسے قدرت ہین کہ بندون سے اپنے باتین کرتے ہین ہم جاکر الگ اُترین گے یہ دربار

قابل بیٹھنے کے نہین تھی معلوم ہوا اسی وجہ سے تمھارے قدرت نے شکست کھائی اور بھاگ کر
یہان آگئے مگر سنتی ہون کہ مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا سب یہان بھی چلے آئے اور
در بند فتح کر لیے مین یہ چاہتی ہون کہ اب لڑائی میرے سپرد کیجیے مین سمجھ لونگی طلسم کشا کا سر
لاؤنگی یہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر شمیم ساتھ ساتھ ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ مطلب دل کہون
مگر پھر سوچتا ہی کہ قدرت کا تو اِسنے ادب نہین کیا مجکو بھی جواب صاف دیگی بڑی مغرور ہی
عقل و فراست سے دور ہی باہر آکر اشارہ کیا کہ آپ اس مقام پر اُترئیے گلفام نے دیکھا
کہ مین براے مدد آئی ہون میرے خداوند نے حکم دیا تھا کہ مدد کرنا اب یہان ٹھہرنا ضرور
ہی گلفام نے اشارہ کیا کنیزون نے بارگاہ استاد کی گلفام جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی
اور دروازے پر کنیزون کو مقرر کیا کہ کوئی اندر نہ آئے وزیر نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن
کنیزون نے روکا اب شمیم ناچار ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ملازم سب جمع ہوے سب کے
سامنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا + نہین دیتا لہو تک زخم تو چاکِ گریبان کا
جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی + گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا +
گلون کی زخم بو دینے لگے اُٹھو باغبان جلدی + پڑا ہی جلوہ کہ رخسار کس ماہِ درخشان کا
لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان کا عالم سے + مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوشِ زندان کا
کدورت سے تعلق کیا انھین جو پاک طینت ہین + نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا + اثر ہی وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا
نہ کیونکر بلبلین چہکین وفور گریہ سے میرے + نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

مصاحبون نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہی وزیر نے جواب دیا جس وقت سے گلفام
آئی ہی ہوش میرے درست نہین ہین مین اُس کی بارگاہ مین گیا تھا وہان روک ٹوک
تھی ارادہ یہ ہی کہ شب کو جاکر اُسے اُٹھا لاؤن زبان مین سوزن دیکر اُس سے مدعاے
دلی حاصل کرون سب نے کہا بہت مناسب ہی شمیم آسمان سیر نے تمام دن تڑپ تڑپ کر
کاٹا رات کو اُٹھا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا بارگاہ گلفام

مین آیا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین سحر کیا کہ سوتے مین بیہوش ہو گئی شمیم نے ملکہ کو اُٹھا لیا
طرف صحرا کے روانہ ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر سر کوہ ٹھہرا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ
کی جو آنکھ کھلی زبان مین سوزن پائی اور شمیم ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہے کہہ رہا ہے کہ اس
غلام کو اپنی غلامی مین قبول کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملکہ نے ہنس کر اشارے سے کہا
کہ کیون شمیم تم کیسے عاشق صادق ہو ہماری زبان مین سوزن دی کون عورت ایسی ہوگی
کہ تم کو نہ قبول کرے ہم نے جس وقت سے تم کو دیکھا ہوش درست نہین رہے شب کو کھانا
بھی نہین کھایا تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی تھی کہ تم گرفتار کر لائے زبان سے سوزن نکالو تو
باتین کرون اشتیاق میرا ظاہر ہو تم بھی بخوبی ماہر ہو یہ کیا حرکت ہے کہ جو زبان مین میرے
سوزن دی یہ سنتے ہی شمیم کا جوش و خروش بڑھ گیا اور زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی
سوزن نکلی ملکہ نے سحر کیا تمام قید بدن سے دور ہوئی طرف شمیم کے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او بے حیا دور ہو کوئی خیال خام دل مین نہ لانا مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے مین یہ نہین
چاہتی کہ کسی کی تابعداری کر رہون لے مین جاتی ہون اب تو مجکو روک دیکھون تو کیسا
وزیر خداوند ہے یہ کہکر اُٹھی اِدھر شمیم منتین کر رہا ہے کہ مین تو غلام ہون مگر ملکہ مین تمکو ہرگز
جانے نہ دونگا دیکھیے بیٹھ جایئے میرا سحر غضب خداوند ہے گلفام نے کہا کہ وہ غضب تیری ہی
جان پر ٹوٹیگا کیا آپ کے خداوند ہین کہ سب کے سامنے بیٹھے ہین سب بندے دیکھ رہے
ہین ہمارے خداوند کو کوئی نہین دیکھ سکتا سال بھر کے بعد باہر نکلتے ہین سب دیکھ لیتے
ہین اگر تم کو میرا روکنا منظور ہے تو اپنے مقام سے اُٹھو یہ کہکر جست کی زیر کوہ ایک نخل
تھا اُس پر جا کر بیٹھی شمیم سحر کرنے لگا مگر گلفام پر تاثیر نہین ہوتی ایک مقام پر وزیر نے
سحر کیا گلفام نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری وزیر کے دو ٹکڑے ہوے وزیر کو مار کر
چاہا روانہ ہو جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گلفام
دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے بعد
ان کے کئی ہزار مرکب تازی و کچھی و یمنی و عراقی پشت پر اُن کے پاکھرین موتیون کی
پڑی ہوئین دو دو سائیس مگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اُن کے بعد

دیکھا کہ کئی سو تاجدار تاج شاہی بر سر جابر قبہ شہنشاہی در بر سب کے آگے ایک نوجوان ہی
تاج الماس سر پر چہرہ آفتاب عالمتاب وضع میں لاجواب صاحب جاہ و جلال ابرو ہلالی
عارض ماہ آسمان کمال آنکھیں رشک نرگس شہلا پشت مرکب پر سوار تیغۂ ہلالی داہنے ہاتھ
میں سپر مدور پشت پہ ہلال اور بدر کا ساتھ ہی کمر چست ارادہ درست گلفام نے جو چہرۂ زیبا
شاہزادہ دیکھا مثل زلف پریشان و بشکل آئینہ حیران ہو گئی دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کون شخص
ہی جسنے متاع صبر و شکیب لوٹ لیا ہاتھ پاؤن میں رعشہ آگیا قلب تھرانے لگا پیشانی عرق
عرق ہو گئی چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل میں درد مگر اپنے کو سنبھالا وہ لشکر بھی آکر اُسی
صحرا میں اُتر آئی سو شاہزادیان سحر و ساحری میں طاق حسن میں شہرۂ آفاق بارگاہوں
میں داخل ہوئیں وہ شہریار انتظام کرتے پھرتے ہین مگر گلفام حیران جمال و محو دیدار
ہو کر نخل سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ جوان
جو سب کو اُتار رہا ہی یہ کون ہی اس کا کیا نام ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ یہ لشکر طلسم کشا
کا ہی اور یہ شہریار سعد بن قباد ہین چراغ لشکر اسلام بر سر جمشید ثانی جانتے ہین یہ سب
جادوگرنیان شاہزادیان ہین عاشق ہو کر ساتھ آئی ہین یہ دریافت کر کے گلفام سامنے
کوہ تھا اُسپر ٹھہری دو پہر رات گئے دیکھا کوہ سے آگ نکلنے لگی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا
گلفام نے دیکھا کہ آگ کو دمبدم ترقی ہوتی جاتی ہی اہل لشکر جل رہے ہین فریاد فریاد کی
صدائیں آتی ہین گھبرا کر بادشاہ بھی نکل آئے ہین لوح طلسمی چمکاتے پھرتے ہین گلفام نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا درے سے اُسی کوہ کے آگ نکل رہی ہی آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر سے
اُتری درۂ کوہ میں آکر دیکھا ایک ساحرہ جو اس صحرا کی حاکم ہی لیلائے شبگرد اُسکا نام
ہی بال کھلے ہوے آگ سامنے روشن سحر کر رہی ہی اسی وجہ سے شعلے نکل رہے ہین گلفام
نے قریب آکر کہا کہ کیون ای لیلا تم کو اس سے کیا فائدہ ہی کہ بے گناہون کو جلا رہی ہو لیلا
نے کہا ارے تو کون ہی میں دشمنان خداوند کو ہلاک کرونگی تو کیون منع کرتی ہی گلفام کو
غصہ آیا کہا ای لیلا بس اب سحر موقوف کر دے لیلا نے کہا میں تجکو بھی جلا دونگی یہ وہ آگ ہی
کہ جسے سامری روشن کر گئے ہین اس آگ کو کوئی بجھا نہین سکتا ہی گلفام نے لپک کر ایک

ٹھوکر ماری انگیٹھی گری اور زیادہ شعلے بھڑکے لیلا اپنے مقام سے اُٹھی کہا میں نے تمہیں پہچانا کہ تم طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہو میں تم کو بھی جلا دونگی گلفام نے ایک تمانچہ مارا اور کہا ہمارا کہنا نہیں مانتی ہو میں مرد جمشید کو آئی تھی مگر جمشید نالائق ہو میں نے طلسم کشا کا ساتھ دیا یہاں تو آپس میں تکرار ہو رہی تھی وہان سعد شہریار لوح چمکاتے پھرتے ہین کہ فیروزہ سامنے آئی بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہتر والا گہر ذرا دریافت تو کرو یہ کس کا سحر ہو لوح محفوظ پہن لو کہ آگ تم پر تاثیر نہ کرے فیروزہ لوح پہن کر درہ کوہ کی طرف چلا اُس وقت آکر پہونچا دیکھا ایک شاہزادی حور مثال پری تمثال ایک ساحرہ سیہ فام سے کلام کر رہی ہو فیروزہ نے للکارا کہ او بے حیا شاہزادی سمجھاتی ہو اور تو نہیں مانتی لیلا نے کہا ارے تو کون ہو فیروزہ نے بیخوف قریب آکر خنجر مارا کہ لیلا کا شکم چاک قصہ پاک ہوا گلفام نے فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہو فیروزہ نے کہا کہ میں عیار فتاح طلسم ہون مجکو چھوڑ دو ورنہ میں تم کو بھی قتل کرونگا گلفام نے ہنس کر کہا ای مہتر معتران دوست و دشمن کو نہیں پہچانتے ہو مگر بہن لیلا کی کہ اس کا شب پیکر نام تھا اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ اس کو دریافت ہوا سحر نے اس کے خبر دی کہ کسی نے لیلا کو قتل کیا اپنے مقام سے اُٹھی اُس وقت آکر پہونچی کہ گلفام فیروزہ سے باتین کر رہی ہو اور عشق اپنا سعد سے ظاہر کر رہی ہو فیروزہ کہہ رہا ہو کہ بارگاہ میں تشریف لائیے بادشاہ سے ملاقات کیجیے گلفام کہتی ہو ای فیروزہ میں اُس خداوند کی معتقد ہون کہ تمام عالم کا حال جانتا ہو اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ گلفام نے یہ حرکت کی فیروزہ نے کہا چالیس شاہزادیان حسین و جمیل سحر میں مشاق اپنے کمال میں طاق بادشاہ پر عاشق ہین جمشید نے کیسے کیسے زور مارے اکثر کو قید بھی کیا لیکن یہ عاشقان صادق اپنے قول سے نہیں پھرین آخر رہا ہو گئین اور آکر بادشاہ سے ملین اگر آپ ایسا قصد کرینگی تو ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ ضرور طلسم زعفران زار کا جو خداوند ہو ساحر زبردست ہوگا اُس کے علاج کو صاحبقران زمان موجود ہین کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا جس وقت وہ پہونچین گے تمہارے خداوند بھاگتے پھرینگے مگر گلفام کہتی ہو ای عیار طرار وہ مقام ایسا نہیں ہو

کہ کوئی وہان جا سکے یا زبان ہلا سکے کہ شب ہجر آکر پہونچی دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہی اور ایک
شاہزادی اور ایک عیار کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین شب ہجر نے للکارا کہ ارے تم کون
ہو کہ میری بہن کو مار کر پھر یہان کھڑے ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی یہ سُن کر فیروزہ بن عمرو
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شب ہجر کے آیا کہا سحر کر کہ حوصلہ نہ باقی رہے
شب ہجر نے پنجہ کھینچ مارا فیروزہ نے لوح محفوظ چمکائی تلوار ٹوٹ کر گری فیروزہ سے کہا
اور سحر کر شب ہجر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور خود کہتا ہی کہ سحر کرو جو
سحر کرتی ہون وہ مٹ جاتا ہی مگر فیروزہ نے کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہوا ہی
شب ہجر پلٹی فیروزہ نے نیچہ مارا شب ہجر کے بھی دو ٹکڑے ہوے کہا ای ملکۂ عالم اب مین
رخصت ہوتا ہون مگر آپ کچھ خوف نہ کیجیے گا ضرور تشریف لائیے گا مین بادشاہ سے اس
بات کا ذکر کرونگا وہ خود انتظار کرین گے یہ کہکر فیروزہ درۂ کوہ سے نکلا دیکھا سب
لشکر آرام مین ہی آگ وغیرہ موقوف ہوئی بادشاہ خود اہتمام کر رہے ہین سب شاہزادیان
خیمون سے نکل آئی ہین اور افسوس کر رہی ہین کہ حقیقت مین یہ کوئی ساحر زبردست
تھا کہ جسنے یہ برائی کی ہم لوگ بیخبر رہے کہ فیروزہ نے لاکر دونون سر قدمون پر بادشاہ
کے ڈال دیے اور سب حال بیان کیا مگر بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ اس وقت مین تم کو
عجب حال مین پاتا ہون کچھ کہنے کا ارادہ کرتے ہو مگر رک جاتے ہو فیروزہ نے کہا
بارگاہ مین چلیے تو مین عرض کرون بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے تخلیہ ہوا فیروزہ
نے سب کیفیت عرض کی کہ ایک شاہزادی طلسم زعفران زار سے آئی ہی مگر شکر ہی کہ
آپ پر عاشق ہوئی اول اُسی نے جاکر لیلا کو روکا تھا مگر مین نے جاتے ہی اُس بے حیا کا
خاتمہ کر دیا دوسری بہن اُس کی آئی وہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر اُس شاہزادی
نے وعدہ کیا ہی یقین ہی کہ حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا یہان جادوگرنیون کی کیا کمی
ہی کیسی کیسی شاہزادیان موجود ہین کیا کوئی ان مین سے سحر مین کم ہی فیروزہ نے عرض کی
جو مجھے عرض کرنا تھا وہ کہہ چکا آئندہ حضور کو اختیار ہی مگر آج بارگاہ مین تخلیہ رہے
وہ ضرور تشریف لائین گی بادشاہ نے دوسرے دن شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ سامنے

بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُنکے آنیکے بھروسے پر جو شاداں دل ہوا
زندگی خوش ہوکہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے
جو یہ سمجھے اپنے جی ہین مین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بُری شے ہو امید
جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

نوجوانی کا بُرا ہو اُس کو ہر جائی کیا
جی ہٹا جاتا ہو جب وہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج
رو دیے اُس شخص پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا

گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُنکے اُنھین
اے نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

محفل عیش و نشاط آراستہ ہو کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی در دولت پر ایک شاہزادی آئی ہین امیدوار باریابی ہین سعد شہریار نے حکم دیا بلا لو گلفام اندر آئی بادشاہ جمجاہ کو جھک کر سلام کیا بادشاہ نے سراپا دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب طالب مطلوب زلفین پرشکن فخر سنبل عارض رشک گل غنچہ دہن سیمتن رشک چمن بھولی بھولی صورت دریاے جواہر مین غوطہ زن سامنے کھڑی ہو مگر گھبرائی ہوئی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیون ملکہ عالم یہ حواس کیون ہو یہان کوئی نہین آسکتا گلفام نے جواب دیا اے شہریار ہمارے خداوند کو سب خبرین گذرتی ہین بعض خداوندون نے مقرر کیا ہو کہ طائر آتے ہین وہ خبر دیتے ہین مگر ہمارے خداوند جس قصر مین رہتے ہین کیا کسی کی مجال ہو کہ اُس قصر کے سامنے مین جائے زمین سے دھوان نکلا کرتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ وہی دھوان خبر دیتا ہو غیرون کی خبرین قدرت کو دیا کرتا ہو نہ کہ مین تو صحبت کی بیٹھنے والی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہو کہ قصر مین گھس گئی دیکھا تخت پر ایک جوان بیٹھا ہو مگر چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی صاف معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب عالمتاب کی ضو ہو کرنین نکلی ہوئی ہین ہزار ہا بندے کہ جنکو ہم نہین پہچانتے سجدے کررہے ہین اُنکا خداوند خورشید تابان لقب ہو جسنے سر سجدے سے اُٹھایا اُسکا سر کٹ کر گرا اور پھر سر جسم سے مل گیا وہ جوان سجدے کرنے لگا اور بہت سے پتلے پتھر کے چھت مین لٹکے ہوے ہین فریاد فریاد کررہے ہین اور قدرت ہنس ہنس کے فرماتے ہین تم لوگون نے

دعوی باطل کیا اُسی کی سزا پائی ایک شخص گران ڈیل چھت مین لٹکا ہی اور پکار رہا ہو کہ منم
زبرجد شاہ مالک زبرجد لگار یا خداوند معاف کیجیے قدرت کہتے ہین او بیحیا اب دعوی
خدائی نہین کرتا ایک طرف قیطول لقا بنے ہوے ہین لقا بھی توبہ توبہ کر رہا ہی ایک طرف کو
فرعون شکاکی کے قیطول آراستہ ہین وہ بھی فریاد کر رہا ہی ادھر جو لوگ بیٹھے ہوے ہین اُنکے
سر گر رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک باغ ہی جنت نظیر ایک جانب آگ جل رہی ہی ہزارہا
انسان سیہ فام اُس مین جل رہے ہین اور پکارتے ہین یا خداوند برحق ہماری خطا معاف کیجیے
فرشتے اُن کو گرز مار رہے ہین ایک جانب ایک بندریا بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چہرہ سیاہ حال
تباہ دھوان جو زمین سے نکل رہا ہی اُس مین سے آواز آتی ہی کہ یا خداوند فلان بندہ آپ کا
جو بیچارے شکار گیا تھا اُس کو شیر نے مارا دوسری طرف سے آواز آئی اُس شیر کو ہاتھی نے مارا
مگر ہاتھی سر ٹکرا کر مرا جنگل مین عجب قیامت برپا ہوئی سارا جنگل ویران ہو گیا خداوند نے جواب دیا
کہ ایک بندہ بے گناہ مارا گیا اُس کا بدلہ یہ ہوا کہ سارا جنگل ویران ہو گیا اب کسکی مجال ہی
کہ اُس جنگل کو آباد کرے اس طرح خبرین دھوان دیتا رہتا ہی اور بہت سے عجائب وغرائب
ایسے ہین کہ جنکے بیان کرنے مین طول ہی یہ مقام وہ نہین ہی کہ اُن سب کو اس وقت حضور
کے سامنے بتفصیل عرض کر سکون اگر حضور کی نظر پرورش کنیز پر ہو گی اور حضوری کا افتخار
حاصل ہو گا تو عرض کرونگی بس ای شہریار مجکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ وہ دھوان خداوند سے
کہدے کہ گلفام ہفت رنگ محفل مین بادشاہ اسلام کی بیٹھی ہی تو ابھی آفت برپا ہو
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم مین نے بھی تم کو بہت پسند کیا اب اسی مقام پر رہو وہان نہ جاؤ
گلفام نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو وہان نہ جاؤن قدرت بلا بھیجینگے اور آپ روک
نہ سکینگے بادشاہ نے فرمایا یہ خیال خام و تصور نا تمام دل سے دور کرو یقین ہی یہان
تمپر کوئی دست انداز نہ ہو سکیگا گلفام نے کہا کہ اگر مین قلعۂ آہن مین چھپونگی تو بھی قدرت
کو معلوم ہو جائیگا مجکو کوئی نہ روک سکیگا جس وقت سے دربار حضور مین آئی ہون خوف
سے قلب کانپ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کوئی لینے کو آتا ہو گا وہی پتھر کے پتلے جا کر لے
آتے ہین اُس شخص کو پہونچا دیتے ہین جو کہ قدرت سے بھاگا اُس کا کہین ٹھکانا نہ لگا مین کہان

جاکر چھوون مجھسے بڑی گستاخی ہوئی دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بادشاہ نے ہرچند سمجھایا گر گلفام
رو رو کر کہتی تھی کہ ای شہریار اپنا تو یہ حال ہی کہ بیان اُسکا اسوقت میری زبان سے محال ہی نظم

پھر غلغلہ ہی آمد فصلِ بہار کا + بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب اس مین کیون + کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہی یار کا +
بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لیے + برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور + بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائے گی بر خیز حشر کی + احسان نہ لیتے راحتِ خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو + کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا +
وصلت کی راحتو نسے شبِ غم نہ بھولنا + ای دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر + میرا اسا اتھو حال ہوا روزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہین نہین + شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر + بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
آتے نہین وہ پاسے یہان حال غیر ہی + اقبال اوج پر ہی شبِ انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب + پھر حوصلہ بلند ہوا اپنے غبار کا +
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو انسیم + مُنھ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

آخر محفل عیش سے اُٹھکر سعد شہریار سے رخصت ہوئی مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین
کہا ای شہریار مین رخصت ہوتی ہون مگر خیال رہے کہ اگر کنیز کے آنے مین دیر ہو تو آپ
جانیے گا کہ کنیز رخصت ہوئی راہی ملک عدم ہوئی امیدوار ہون کہ دریافت کرکے قبر
پر اس کنیز کی تشریف لائیے گا قبر پر فاتحہ خیر پڑھیے گا بقول شاعر فرد چو آید بمروت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال او مستانہ بر خیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے کنیز
کی آواز آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پر آنکل + ابھی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب
مین + شاہزادے نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم تو اتنا کی بدحواس ہو کیون گھبراتی ہو کچھ نہوگا
مگر جمشید ثانی بعد جانے ملکہ گلفام کے اسقدر پریشان ہوا کہ عیار سے کہا ارے جاکر

خبر تو لاکہ ملکہ کہان چلی گئین اِس عیار طرار کا نام بہرام تیز رو ہی بہرام بارگاہ سے نکلا باہر آکر خبر سُنی کہ وزیر اعظم اُسپر عاشق تھے وہ کہین لے گئے بہرام ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان لاشہ وزیر کا پڑا تھا لاش وزیر دیکھ کر بہرام بہت گھبرایا ایک بلندی کے اوپر چڑھ کر دیکھا کہ سامنے ایک لشکر اُترا ہی ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا سعد شہریار کا لشکر سات لاکھ غیر ساحر ہین سردارون کے نام ناظرین کو یاد ہونگے غیر ساحر چالیس شاہزادیان ہین ایک ایک بلاے روزگار ہین وہ ایک طرف اُتری ہوئی ہین ایک شخص کو کون دیکھے یہ پھرتا پھراتا دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگار بن کر اندر آیا دیکھا ملکہ گلفام پہلو مین سعد شہریار کے بیٹھی ہین باتین رخصت کی کر رہی ہین بہرام یہ دیکھ کر پلٹا سامنے جمشید کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وزیر صاحب آپ کے مارے گئے گلفام کو دیکھا کہ پہلو مین سعد شہریار کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم زعفران کو نامہ لکھیے یہ سُن کر جمشید بہت جھلایا اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ بی گلفام جو میری مدد کو آئی تھین مین نے اُنھین لڑنے سے منع کیا میرا وزیر اعظم یعنے شمیم آسمان سیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن کو اُٹھاکر لے گیا برابر کوہ نینوا ز کے آپس مین مقابلہ پڑا وہین لاشہ وزیر کا پڑا ہی بی گلفام نے وزیر کو مارا اور آپ جاکر خدمت سعد شہریار مین پہونچین اطلاعاً تحریر کیا نامہ کو ملفوف کرکے بہرام کو دیا کہا ای بہرام برابر قلعۂ زعفران زار کے جانا آگے قلعے کے چمن زعفران زار ہو خبردار اُس طرف نہ دیکھنا ایک نخل کے نیچے خیال کرنا کہ زمین سے دھوان نکل رہا ہی وہان اِس نامہ کو ڈال دینا اور آواز دینا کہ یہ نامہ بخدمت خداوند زعفران زار پہونچے نامہ ڈال کر تو چلا آنا عیار نامہ لے کر چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا تو اول نگاہ اِس کی چمن پر پڑی بے اختیار ہنسنے لگا مگر پلٹ کر دیکھا کہ نخل کے نیچے دھوان زمین سے نکل رہا ہی نامہ اِسنے پھینکا اور ہنستا ہوا بھاگا جب لشکر مین اپنے آیا جو کوئی پوچھتا ہی کہ مہتر صاحب کہان سے آتے ہو بہرام ہنستا ہی اور کچھ جواب نہین دیتا شاگرد اِس کے بھاگے سامنے جمشید کے آئے کہا عیار آپ کا ہنستا ہوا آتا ہی ہر بات پر ہنستا ہی بات کا جواب نہین دیتا جمشید نے کہا اُس کو میرے پاس بُلا لو ورنہ ہنس ہنس کر اپنی جان دیدیگا لوگ بہرام کو پکڑ کر سامنے جمشید کے لائے جمشید نے بہرام کا بازو پکڑ کر

یا خداوند طلسم زعفران زار کہا بہرام کو فوراً ہوش آگیا جمشید ثانی نے کہا صاحبو نام
خداوند زعفران زار مین کیا برکت ہی مین تو اُسی کا معتقد ہون مگر گلفام ہفت رنگ
سعد شہریار سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ چلی بادشاہ بھی اشتیاق مین چلے آتے ہین پلٹ پلٹ کر
گلفام بادشاہ حجاہ سے کہہ رہی ہی کہ آپ تشریف لیجائیے بادشاہ فرماتے ہین اے
ملکہ گلفام ہفت رنگ تمھارا جانا دل پر بہت شاق ہی مگر جلدی آنا ہم کو فراموش نہ کرنا
ہم کو تمھاری بڑی یاد رہیگی تمھارا جانا بہتر نہین دل یہی چاہتا ہی کہ پلٹ چلو ہم چاہتے ہین کہ ہم
اور تم ایک جگہ بیٹھین کچھ حال دل کہین ملکہ گلفام جواب دیتی ہین کہ اے شہریار اگر آپکی
مہلت پاؤنگی تو ضرور حاضر ہونگی یہ کہکر گلفام ہفت رنگ نے قصد کیا کہ آگے بڑھین
یکایک زمین سے دھوان نکلا کمر مین گلفام کی لپٹ گیا گلفام نے آواز دی کہ اے شہریار
یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیدوار ہون کہ کنیز کو بچائیے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی آپ کا فرمانا
کنیز کو بہت پسند آیا کہ سراسر سامان سحر ہی مگر ایسا انتظام بندھا ہی کہ اس کو کوئی سحر نہین
کہتا اب کنیز سامنے اُسی شعبدہ باز کے پہونچیگی جسنے یہ سب سامان بنا رکھے ہین دیکھیے
میرے ساتھ کس طرح پیش آئے بادشاہ حجاہ دوڑے جادوگرنیون نے بڑھ کر سحر کیے مگر
اُس دھوئین نے گلفام ہفت رنگ کو نہ چھوڑا جس شاہزادی نے زیادہ بہادری کی
کہ جاکر گلفام کو لپٹ جاؤن جب قریب پہونچی تو خود دل مچانے لگی کہ کنیز کو بچائیے کنیز جلی جاتی
ہی دوسری شاہزادی نے آکر اُس کو کھینچ لیا اگرچہ چالیس شاہزادیان ہین ایک سے ایک
سحر مین زیادہ ہی مگر کسی کا زور نہ چلا اپنی جان بچانا دشوار تھی بڑی دور تک شاہزادیون نے
پیچھا کیا مگر اُس دھوئین پر کوئی غالب نہ آیا اور ایک آواز مہیب آئی کہ اے جادوگرنیو کیون
شامت آئی ہی پلٹ جاؤ یہ مقدمہ طلسم زعفران زار ہی کسکا خیال ہی کہ مقدمہ [illegible] مین
دخل دے اگر قریب آؤگی تو تم سب جل جاؤگی یہ صدا سنکر جادوگرنیان بیٹھ رہین وہ دھوان
گلفام کو لے کر نکل گیا مگر کچھ حال مختصر گلفام کا عرض کرتا ہون کہ وہ دھوان [illegible]
اول چمن ہاے زعفران زار مین پہونچا ایک قہقہے کی آواز آئی اُسمین یہ صدا تھی کہ [illegible]
یہ طلسم زعفران زار ہی دربند اول پر پہونچی ہو دیکھا دو پتلے پتھر کے لٹکے ہین [illegible]

آواز دے رہے ہین کہ اے گلفام تمنے غضب کیا خداوند آفتاب تابان سے منھ پھیرا ہم نافرمانی کر کے شرمندہ ہین دیکھو لٹکے ہوے ہین وہ دھوان لیے ہوے گلفام کو دوسرے دربند پر پہونچا دیکھا زبرجد شاہ بھی فریاد کر رہا ہے قفس آہنی مین بند ہے اُس کے بعد قیلوس لقا ملے اُسنے بھی یہی آواز دی کہ اے گلفام خداوند آفتاب تابان سے بغاوت کی توبہ کر داور آگے بڑھی نمرود مردود شکاکی ملا اُسنے بھی یہی سمجھایا گلفام خاموش ہے کسی کو جواب نہین دیتی چاہتی ہے سحر کرون مگر سب سحر فراموش ہو گیا اسی طرح سات دربند طے کر کے اُس قصر تاریک مین دھوان پہونچا گلفام کو ڈالدیا گلفام نے دیکھا تخت پر ایک شخص بیٹھا ہے صورت اُسکی ظاہر نہین ہوتی اسقدر روشنی ہے کہ چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہزارہا ساحر جمع ہین سر کٹ کٹکر اُن کے گر رہے ہین اور پھر سر مل جاتے ہیں ایک جانب آگ جل رہی ہے اُس مین ہزارون آدمی جل رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک طرف ایک باغ بنا ہے اُس مین جو لوگ بیٹھے ہین وہ فرحان وشادان ہین دمبدم پکارتے ہین کہ یا خداوند آفتاب تابان تیری قدرت کے صدقے ہم آرام کر رہے ہین بہشت کے میوے کھاتے ہین اور تجکو یاد کرتے ہین اُس تخت نشین نے ایک آواز دی کہ او گلفام جب تونے وزیر کو جمشید کے مارا ہے تو ہم دیکھ رہے تھے یہان تک توعصمت دارتھی تیرے سحر نے وہ تاثیر کی کہ شمیم آسمان سیر نہ بچ سکا پھر کیا حماقت کی کہ بارگاہ سعد مین پہونچی اب توبہ کر اور سجدے کو جھک ورنہ جہنم مین پھنکوا دونگا گلفام کے تمام اعضا کانپ رہے ہین مگر کچھ جواب نہ دیا اُسی تخت سے ایک قفس آہنی نکلا اُس مین گلفام بند ہو گئی حکم ہوا کہ اس کو باغ شداد مین لیجاؤ تکلیف بھی اُٹھائیگی اور راحت بھی پائیگی وہ قفس بلند ہوا ایک مکان مین جاکر قایم ہوا اُس قصر کو گلفام نے دیکھا کہ جواہر کے مکان بنے ہوے ہین اور جواہر کے درخت لگے ہین قفس آکر ایک درخت مین لٹک گیا ایک جھونکا ہوا کا آتا ہے کہ بدن مین آگ لگ جاتی ہے دوسرا جھونکا آکر فرحت دیتا ہے گلفام تو اس مصیبت مین ہے مگر بعد جانے گلفام کے بادشاہ جہجاہ دیوانے ہو گئے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین اور یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

عقدۂ تن جیسے دیکھتے رہے اخگر ہو کر ؎	پرورش روح نے پائی تو خنجر ہو کر ؎

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہو کر
تیغ ملتی ہو گلے سے مرے خنجر ہو کر
کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے بڑھے پر نہ بڑھے یہ قاتل
رہ گئے زخم جگر حد مقدر ہو کر
روح بھی کوئی دلھن تھی کہ مرے قالب سے
منھ چھپائے ہوئے نکلی تہ خنجر ہو کر
یہ تمنا ہو کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
جی مین ہو خلق کو لون دامن محشر ہو کر
غیرت آتی ہو شب ہجر مین مرنے سے مجھے
رنج دیتی ہو اجل طعنۂ دلبر ہو کر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر
اب تو شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل
سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہو دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر
دود پیچیدہ جو اٹھے تھے مری آہون کے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
کیا اثر ہو لب شیرین جو ترے چوسے تھے
زہر گھلتا ہو دہن مین مرے شکر ہو کر
مر کے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم کے سفری
حشر تک قبر سے اٹھتے نہین بستر ہو کر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورے رو رو کے قضا دیدۂ جوہر ہو کر
سر کٹا کر تجھے دکھلائین گے جلوے قاتل
شمع بن جائین گے ہم قامت بے سر ہو کر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہو نسیم
شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

گرد بادشاہ کے تمام جادوگرنیان جمع ہین مگر بادشاہ حجاہ دیوانہ وار وحشی مثال حرکات خلاف کر رہے ہین جادوگرنیان چاہتی ہین سحر کرین اور بادشاہ کو ہوش مین لائین لیکن ممکن نہین ہوتا دمبدم بیقراری کی ترقی ہو فیروزہ حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا سب تاجدار روکے ہوے ہین ورنہ بادشاہ چاہتے ہین کہ گریبان پھاڑ کر طرف جنگل کے نکلجاوین مگر تاجدار نہین چھوڑتے فیروزہ بن عمرو دعائین مانگ رہا ہو کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیری صفت کیا بیان کرون تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہو۔ نظم

بر دولت نقش است چون نقش نگار
سرنگون کن تا بہ بینی روے یار
سیر این گلزار بے انوار کن
ورنہ روزی بگذرد وقت بہار

چند روز راست آب و تاب این چمن
هست چون امروز وقت کار تو
از متاع زندگی بردار سود
میکند آخر سفر در چند روز ++
فکر امروز و غم فردا مکن ++
ناگهان رحلت ازین دنیا کنی ++
از عزیزان بیر زبان تا رد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان ++

بار نیاید در نظر جز نوک خار
کار کن صبح و مسا ای کردگار
زانکه این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سرائے جسم زار
نیست چون یکدم دمت را اعتبار
با غم و افسوس و رنج و اضطرار
نام تو بار دگر اے نامدار +
بار دیگر تا قیامت در جہان ++

سب سردار بیقرار ہین کہ کیونکر بادشاہ کو اس آفت سے بچائین اور بادشاہ چاہتے ہین کہ سب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جنگل مین پہونچون فرماتے ہین کہ یارو مجھے کون روک سکتا ہی مین گلفام کے پاس جاؤنگا اُس کو قید سے چھڑاؤنگا مین سامنے دیکھ رہا ہون کہ گلفام قفس مین گرفتار ہی مجکو پکار رہی ہی اگرچہ وہ مقام ایسا نہین ہی کہ مین پہونچ سکون مگر تا امکان کوشش نو کرون سب تاجدار بلک رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے کہ صاحبقران زمان اشقر پر سوار گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین سب سرداروں نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار ہمارے بادشاہ کا عجب حال ہی یہ سنکر صاحبقران قریب آکے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ای فرزند تم فتاح طلسم ہو اپنے کو سنبھالو معلوم ہوا کہ طلسم زعفران زار پر بھی جانا واجب و لازم ہوگا وہانکے حاکم نے یہ شعبدہ دکھایا ہی مگر انشاءاللہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری معشوقہ کو چھڑا لاؤنگا اور تم سے ملاؤنگا بادشاہ ہوش مین آگئے صاحبقران بادشاہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے بادشاہ سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر سارا طلسم تمنے فتح کیا مگر آسمان سپر ی رہا نہین ہوئین لوح ملاحظہ کرو بادشاہ نے لوح دیکھی مگر نہایت ملول و حزین ہین ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ وہ قیدخانہ میری آنکھون سے مخفی ہو گیا مجکو بڑا قلق ہی اُسنے میری محبت مین یہ آفتین اُٹھائین مگر کوچۂ عشق سے قدم نہ ہٹایا لوح کو جو ملاحظہ کیا

اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واے سیار این عجائبات طرف مشرق جاؤ مگر لوح کو قدم قدم دیکھنا اگر دھوکا پڑ گیا تو لوح نکل جائیگی کچھ زور نہ چلیگا بادشاہ اُٹھے مگر فیروزہ بن عمرو کہ عیار کامل ہو اور عاشق جمال ہی یہ پیچھے پیچھے چلا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ تم بھی ساتھ جاؤ خواجہ بھی چلے مگر الگ الگ جاتے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ ایک جنگل مین پہونچے وہان ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوے فیروزہ گھبرایا کہ اندر کا حال کیونکر کھلے خواجہ عمرو نے فرمایا تم جاؤ مین دیکھ رہا ہون فیروزہ جیسے ہی بڑھا ایک شیر سامنے سے پیدا ہوا فیروزہ نے چاہا بھاگون مگر زمین نے پاؤن تھام لیے وہ شیر فیروزہ کو لے کر غائب ہو گیا خواجہ عمرو پیچھے شیر کے چلے آگے بڑھ کر اور ایک بارگاہ استادہ تھی وہ شیر فیروزہ کو لیکر اُس بارگاہ مین گیا اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا کرون اسی حیرانی مین کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا یاقوت جنّی ظاہر ہوا قریب خواجہ کے آکر عرض کی کہ اب جلدی کیجیے اپنے کو بارگاہ مین پہونچائیے ورنہ بادشاہ کے پاس سے لوح نکل جائیگی یہ کہکر یاقوت جنّی تو چلا گیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڈھے گوتیے کی شکل بنکر اُسی مقام پر بیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

کیا کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج + گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج +
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے + زخم کے مُنہ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر + جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج +
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین + آرہی ہی میرے نالو ںسے صدائے صور آج
ہٹ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا + ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تامقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان + ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج +
بر چھیان کھائین نظر کی اسقدر بیہم نسیم + دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج +

خواجہ کی جو آواز بلند ہوئی جانور درختون سے اُترنے لگے خواجہ عمرو کو گھیر لیا کہ اندر سے بارگاہ کے ایک جادوگر نکلا خواجہ کا گانا بیٹھ کر سننے لگا جب خواجہ نے نَے کو ہاتھ سے رکھا اُس جادوگر نے کہا بڈھے میان صاحب آپ کا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا اُستاد دل کشا میرا نام ہی

صحراے پر بہار مین بیٹھا تھا کہ خداوند جمشید ثانی آ گئے اور فرمایا کہ فلان صحرا مین جاؤ وہان جو
بندے وہان موجود ہین انکو شراب پلاؤ کہ سب کی عمر سو سو برس بڑھ جائے وہ جادوگر قدمون پر
گر پڑا کہتا تھا کہ اے اُستاد دلکشا مجکو دو جام پلائیے گا مین فکر کر رہا ہون کہ طلسم کشا
سے لوح چھین لیجائے اب وقت قریب ہی خواجہ عمرو اُس جادوگر کے ساتھ اُٹھے اور
بارگاہ مین آ کے دیکھا سعد بن قباد بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر بیٹھی باتین کر رہی ہی کبھی گاتی
ہی کبھی بتاتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ دونون لوحین مجکو دیدیجیے بادشاہ جمجاہ فرماتے ہین کہ میرے
ساتھ چلو بعد وصل تختیان دیدونگا کہ خواجہ عمرو نے آ کر اُس نازنین کو سلام کیا اُس
جادوگر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اُستاد کو حکم ہوا ہی کہ شراب پلا کر سب کی عمر بڑھاؤ یہ وہ شخص
ہی کہ سامنے خداوند کے گاتا ہی قدرت کو شراب پلاتا ہی یہ کہکر گلابیان لایا خواجہ عمرو
نے سب مین بیہوشی ملائی اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے پھر جام بھر کر سر پر رکھا اُس نازنین کے
قریب آ گئے یہ کہکر جام دیا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مگر وہ جادوگر
جو خواجہ عمرو کو ساتھ لے کر آیا ہی دمبدم کہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم پی جائیے اے اُستاد
دلکشا مجھے بھی جام دیجیے مین دو جام پیونگا مجکو زندگی کی بڑی ہوس ہی اب شادی کرونگا
اُستاد تم بھی شریک ہونا خواجہ عمرو فرماتے ہین پہلے ملکہ پی لین تو تمکو بھی دون آج کوئی
محروم نہ رہیگا قدرت نے حکم دیا ہی مین بدون حکم نہین آیا اُس نازنین نے جام ہاتھ مین لیکر
کہا کیون اُستاد پی جاؤن خواجہ عمرو نے کہا قدرت نے تو یہی حکم دیا ہی کہ پہلے مالکۂ صحبت
کو پلانا مین نام تمھارا بھول گیا قدرت نے بتایا تھا کئی سو کوس کا راستہ جو طے کیا بھول گیا
نازنین نے کہا اُستاد میرا نام دلفریب ہی مین طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہون یہ کہکر جام
پی گئی دوسرا جام بھر کر اُس جادوگر کو دیا وہ تو جام لیکر بہت اُچھلا اور کودا کہتا تھا جب میری
شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے مین باہر بیٹھا ہونگا دوست جمع ہونگے کہ پردہ اُٹھا کے لڑکا
نکلے گا کہیگا ابا جان ایک پیسہ دیجیے مین کہونگا دور ہو یہ کہکر جام پھینکدیا خواجہ نے کہا
یہ کیا غضب کیا تمھاری عمر گھٹ گئی میرا مطلب تو ہو چکا مین قدرت سے کہدونگا کہ اُس نے جام
پھینکدیا وہ جادوگر زمین سے شراب اُٹھانے لگا زمین کو چاٹتا تھا خواجہ عمرو نے دوسرا جام

اور دیا اب تو وہ جادوگر بھی پی گیا کہا کیون اُستاد اب تو مطلب ہوا جو تمہاری خوشی ہو دعا
کرون مگر زندگی بڑے بڑی حسرتین دل ہی مین ہین خواجہ عمرو نے کہا اب سب حسرتین تمہاری
نکل جائین گی دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر خواجہ نے دورہ باندھا مگر بادشاہ سر جھکائے چپکے
بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے کہ اُس نازنین کو شبہ ہوا انکار کر کہا کہ ای شہریار مین لوح
نہ لونگی قدرت منع کر رہی ہی مین اب مین جاتی ہون قدرت سے پوچھ آؤن دیکھون اب کیا
حکم دیتے ہین خواجہ نے کہا جلدی جائیے وہ جادوگر تو کودتے کودتے گرا بیہوش ہو گیا مگر
وہ نازنین کچھ بکتی ہوئی اپنی مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خواجہ نے بادشاہ
سے اشارہ کیا اس کو قتل کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار بیہوشی مین جادوگرنی کو
قتل کرون انیسانہ ہو کہ دادا جان کے خلاف ہو عمرو نے کہا ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی یہان
پابندی قانون نہ چلیگی مناسب یہ ہی کہ اس کو جلد قتل کیجیے ورنہ مجکو حکم دیجیے کہ مین خنجر
مارون اس کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نے زمین سے سر نکالا نکلتے ہی
اُس ساحرہ کو قتل کیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا ہو گیا ایک پہلو سے فیروزہ
بن عمرو نکلا بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خدا نے آپ کو بچایا قبلہ و کعبہ
نے بڑا کام کیا خواجہ نے سب مُردون کے کپڑے اُتار لیے وہ خیمہ بھی جل گیا اور سب جادوگر
شعبدے کے بنے ہوے تھے صرف دلفریب دعوی کر کے آئی تھی اُسی کا لاشہ پڑا ہی جب
بادشاہ اُس مقام سے اُٹھے تو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی بادشاہ کی نظرون سے مخفی ہوے
بادشاہ جہجاہ آگے بڑھے فیروزہ بھی الگ ہوا کہ بادشاہ جاتے تھے کان مین رونے کی آواز
آئی دیکھا سامنے سے ایک ضعیفہ کمر مین خم کوزۂ آب لیے ہوے روتی ہوئی آتی ہی بادشاہ
نے پکارا کہ او ضعیفہ تھوڑا پانی ہمین پلا دے ضعیفہ نے کوزہ ہاتھ سے رکھ دیا اور غل و شور
مچانے لگی کہ کیسا ستم ہی پانی لیکر گھر نہین جا سکتی ہون اور چند مسافر جمع ہو گئے سعد کو
سمجھاتے تھے کہ اس ظلم سے کیا فائدہ غریب کو کیون ستاتے ہو مگر بادشاہ نے آ کر کوزہ کو
اُٹھا لیا ضعیفہ غل مچا رہی ہی کہ خبردار پانی نہ پینا ورنہ کلیجہ کٹ کر رہ جائیگا بادشاہ نے چاہا
کوزہ دہن سے لگاوین کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نکلا بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا کہا پانی نہ

پہنچے گا ورنہ پناہ پانی مشکل ہو گی آبرو نہ بچیگی دریاے مکر کا جوش و خروش ہر دیکھیے وہ مکارہ بھی غائب ہوگئی سمندر جادو اسکا نام ہو غلام بھی اپنی جان لگا رہا ہو مگر اب حضور پر بڑی سختی پڑیگی زندان طلسمی قریب ہو خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ کہکر یاقوت جنی نے وہ کوزہ توڑ ڈالا پانی جو زمین پر گرا زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا چند کیڑے جو ریگ سے نکلے تھے اُن کے جلے ہوے سر پٹک پٹک کر مرے بادشاہ اسلام نے یاقوت جنی کو گلے سے لگا لیا یاقوت جنی نے قدمون سے لپٹ کر عرض کی کہ حضور لوح سے غفلت نہ کرین بیچ مین کئی مکار آئین گے سو سو طرح کے دھوکے دین گے مگر حضور کو مناسب یہ ہو کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اگر ایکی مرتبہ لوح گئی تو بڑی خرابی ہو گی بادشاہ نے فرمایا ای یاقوت جنی دل مین یہی سوچ لیتا ہون مگر وقت پر کچھ ایسا اختلاف ہوتا ہو کہ لوح دینے کا ارادہ کرتا ہون یہ فرماکر آگے بڑھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رو رہا ہو ماں سے کہتا ہو کہ اپنی جان دونگا ورنہ لوح طلسم مجکو دیجیے ماں اُسکی بہ نگاہ حسرت طرف بادشاہ کے دیکھنے لگی بادشاہ نے لوح اُتاری چاہا طفل کو دیدون وہ لڑکا ہاتھ پھیلاے ہوے کھڑا ہو مگر روئے جاتا ہو بادشاہ کو رونا اُس کا ناگوار ہو کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار خبردار لوح نہ دیجیے گا یہ طفل نہین ہی پیران جادو ہو لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسے غافل نہ ہوجیے بادشاہ نے فوراً لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ لڑکے پر لوح پھینک ماریے بادشاہ نے لوح اُس طفل کے سر پر رکھدی اُس طفل نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی پھر ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے وہ لڑکا جلنے لگا جل جل کر خاک ہوا مگر بادشاہ حیران تھے کہ یہ صدا کسنے دی پلٹ کر دیکھا کہ یاقوت جنی پکار رہا ہو پھر یاقوت قریب آیا قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا عرض کی براے خدا حضور کے ہوش و حواس درست رہین بہت چالاک و چست رہین ایسا نہو کہ لوح نکل جائے اب زندان طلسم قریب ہو کئی لاکھ جادوگر جمع ہین غلام نے جاکر دیکھا تو جمشید ثانی نے الکن مردار خوار کو بھیجا ہو وہ ملعون دعوی کرکے آیا ہو جادوگرنیون کو بھیج رہا ہو جب مین گیا تھا تو کہ رہا تھا کہ کسکی مجال ہو جو قریب اس قصر کے آئے مگر خدا آپ کو سلامت رکھے اگر آپ ہوشیار رہے تو کوئی کچھ نہین کرسکتا

آپ نے ساتون مرحلے شکست کیے ساحرون سے کیا کیا مکر کیے مگر آپ ہوشیار رہیے اب کیا ہی کہ حضور بیقرار ہو جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا اے یاقوت جنی گلفام ہفت رنگ کا قید ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا یہی مشتاق ہون کہ اپنے کو وہان تک پہونچاؤن اور اُس کو چھڑاؤن یاقوت جنی نے عرض کی یہ بسا دشوار ہی کوشش بیکار ہی بادشاہ نے فرمایا ہم جان دین گے ہجر مین گلفام کے زندہ نہ رہین گے اُس کی جدائی ہم کو بہت بیتاب کرتی ہی اُس کی مجبوری و ناچاری دیکھیے کیا دکھاتی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ ضبط اُسکا محال ہی نظم

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے
پھر طاقتِ پرواز مری پوچھنا صیاد	آزاد تو کر بہر خدا دام سے پہلے
اب مُنھ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ	تدبیر بیان ہو گئی الزام سے پہلے

یاقوت نے عرض کی کہ حضور صبر کرین اتنا عرض کرتا ہون کہ وہ معشوقہ حضور کو ملیگی مگر بڑی کوشش پڑیگی طلسم زعفران زار عجب مقام سخت ہی اب بادشاہ جمجاہ یاقوت جنی سے بخوبی باتین کر کے بہدایت لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو دور دور آتے تھے کہ راہ مین ایک طفل سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر کہا کہ میرے ماں باپ مر گئے مجھے اپنی غلامی مین لیجیے خواجہ عمرو نے اُس لڑکے کا ہاتھ تھاما مگر اُسنے خواجہ کی کمر مین ہاتھ دیا خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر اُسنے نہ چھوڑا اپر پرواز پیدا کر کے لے اُڑا نعرے کرتا ہوا جاتا تھا کہ منم پرواز جادو اُدھر سے گذرا کہ جدھر سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے تھے خواجہ عمرو نے جو سعد شہریار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اس غلام کو بچائیے بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر بڈھا خواجہ کو لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھا تاک کر تیر مارا اُس ساحر نے چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤن مگر تیر قضا کب خطا کرتا ہی سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو اُس کے پنجے سے چھوٹے بادشاہ ہاتھ پھیلا کے دوڑے کہ خواجہ زمین پر نہ گرنے پائین ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم یاقوت جنی خواجہ عمرو کو روک لیا سعد شہریار تو بڑھ گئے لوح مین جو حکم دیکھا ہی اُسی راہ پر جاتے ہین مگر یہ

خواہش ہی کہ آج جدہ کو رہا کرون مگر الکن مردار خوار تین لاکھ فوج لیکر آیا اندرقید خانے کے گھسا ہوا آسمان پری سے کہتا ہی مین آپ پر عاشق ہون مجکو قبول کیجیے آسمان پری نے غصے مین جواب دیا اوم مردود کیا بیہودہ بکتا ہی الکن نے کہا ایسا سحر تیار کرون کہ تم بھی مجھپر عاشق ہو جاؤ یہ کہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ برگ سبز کچھ غنچہ کچھ گل نکالے سحر کرنے لگا گلدستہ بنا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم یہ تم کو سنگھا دونگا جب اسکی بو دماغ مین پہونچیگی مثل میرے عاشق ہو جاؤگی ملکہ آسمان پری نے گھبراکر طرف قریشہ سلطان کے دیکھا قریشہ سلطان بیقرار ہو گئی خیال کیا کہ ساحر بہانکے غضب کے ہین اگر اس بیحیا نے مادر مہربان کو گلدستہ سنگھایا تو بیشک ان کا قلب اُلٹ جائیگا قبلہ و کعبہ کو کیا مُنہ دکھاؤنگی وہ فرمائین گے تونے ہماری آبرو نہ بچائی ای کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آبرو مین فرق نہ آئے تیری ہی ذات کا سہارا ہی نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفا است نورانی	بخاک عجز ہر آنکس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد کمال روحانی	کند بجسم عنایت جمال جسمانی
خدا بہ بندۂ کمزور زورمی بخشد	خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی
خدا بآدمی او صاف آدمیت داد	عطا نمود بانسان کمال انسانی
خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار	کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خدا ست مالک املاک ملک ہر دو جہان	کہ ہست قصر دو عالم بنائے یزدانی
رسد بہ مطلب خود طالب خدا ہندی	زمدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

سب سردار بیقرار ہین جو کہ ملکہ کے ساتھ قید ہین سب دعائین مانگ رہے ہین الکن جادو چاہتا ہی کہ گلدستہ ملکہ آسمان پری کو سنگھا دون ملکہ نے ناک بند کر لی ہی کہ بو پھولون کی ہمارے دماغ مین نہ جائے مگر الکن جادو گلدستہ لیے ہوئے پھر رہا ہی چاہتا ہی سنگھا دون مگر ملکہ اپنے کو بچا رہی ہین کہ بیرون قصر غلغلہ ہوا الکن جادو نے گھبراکر کہا ارے دریافت تو کرو یہ ہنگامہ کیسا ہی کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا اُسنے عرض کی ای افسر اعلےٰ طلسم کشا آگئے جنگ کر رہے ہین آپکے لشکری فریاد و الغیاث کر رہے ہین الکن جادو گلدستہ پھینک کر باہر نکلا

مگر جھلاتا اور کہتا ہوا کہ اگر چند ساعت طلسم کشا اور نہ آتا تو میرا مطلب ہو جاتا لیکن یہ سلامت
بڑے صاحب اقبال ہین باہر نکل کر دیکھا کہ طلسم کشا الوار ہے ہین اور لوح چمکاتے جاتے
ہین لوح کا عکس جو ساحرون پر پڑتا ہی تو سحر فراموش ہوتا ہی دریاے حیرت کا جوش ہوتا ہی
بھاگتے پھرتے ہین الکن جادو نے سحر کرنا شروع کیا آگ برساتا جاتا ہی غل مچاتا ہی کہ ہان
یارو تم بیحساب ہو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو سعد شہریار نے دیکھا کہ فوج کا اسقدر بلوہ ہی کہ
مرکب بڑھ نہین سکتا جب لوح چمکاتا ہون تب راستہ ملتا ہی گھبرا کر درگاہ خدا مین دعا مانگنے لگے
کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم +	سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بیخار دم ++
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص +	چون برآید از گلستان وجود ش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے	زانکہ ہر یار است در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر	اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم +
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم	ہست تا وقتیکہ اندر گردش این پرکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق +	روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی	زانکہ باشد زیستنش قایم باستقرار دم
پیش نا واقف نباشد سر معنی آشکار	محرم اسرار داند ہند یا اسرار دم +

ناگاہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا تلوار کھینچ کر جا پڑا
بارہ ہزار جوان نے جو آکر حملہ کیا چند حملون مین فوج کو درہم برہم کر دیا مگر سعد شہریار جنگ
رستمانہ کرتے ہوے سامنے الکن جادو کے پہونچے الکن نے بہت سحر کئے مگر کسی سحر نے
سعد شہریار پر تاثیر نہ کی جب سب سحر کر چکا تو ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا سعد
نے لوح کو چمکا دیا تلوار ہاتھ سے الکن کے گری اوپر سے شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ
الکن مردار خوار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی الکن کے سب ساحر بھاگے چند کس جو
گھرے ہوے تھے وہ اسباب سحر پھینک پھینک کر قدمون پر سعد شہریار کے گرے اطاعت
اختیار کی سعد شہریار اندر قید خانے کے آئے ملکہ آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے

گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند مین جانتی تھی کہ تیرا قید ہونا آفت برپا کریگا خدا تم کو سلامت رکھے
کہ تم نے آکر رہا کیا شعبدہ قہر بار سے قید کی تھی ملکہ قریشہ سلطانہ نے آکر سلام کیا قریشہ سلطانہ
نے شعبدہ قہر بار کی بلائین لین اور زنجیرین توڑ ڈالین شعبدہ شہریاران سب کو ساتھ لیکر باہر نکلے
ملکہ آسمان پری کو تخت پر سوار کیا قریشہ سلطانہ مرکب پر سوار ہوئین پائے تخت آسمان
پر ہاتھ رکھ لیا صحرا سے گرد اڑی صاحبقران مع فوج آکر پہونچے اتنا بڑا لشکر آیا کہ تمام صحرا
فوج سے مملو ہو گیا مگر آسمان پری نے جو صاحبقران کو دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون ای
عرب طوطا چشم ہماری رہائی کو تم نہ آئے ہمارے فرزند نے ہم کو رہا کیا صاحبقران نے
فرمایا وہ فتاح طلسم ہے لیکن ملکہ یہ تو جس وقت مین نے خبر پائی کہ تم گرفتار ہو گئین اور
طلسم نوخیز جمشیدی والون نے تمہارے ساتھ بے ادبی کی کئی دن تک کھانا نہین کھایا
محلات مین نہین گیا شکر ہے پروردگار کا کہ تم نے رہائی پائی اب ایک جنگ اور باقی ہے
کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ پر فروکش ہے بائیس لاکھ فوج جمع کی ہے اور آ
نوسو نامدار ہین بڑے بڑے پہلوان جمشید نے بلوائے ہین کہ وہ سب دعویٰ رکھتے ہین کہ سب کو
گھیر کر مار لین گے اس جنگ مین البتہ لڑائی کا انتظام ہوگا تمام فرزندان نامی و سرداران گرامی
کو مین نے نامے لکھے ہین خواجہ سب کو نامے پہونچا آئے ہین وقت پر وہ سب آئینگے سب کی
جرأت کا امتحان ہوگا مگر یقین ہے فرزند میرا رستم بڑے جاہ و جلال سے آئے بدیع الزمان
و قاسم و ایرج و نور الدہر و جہانگیر و لندھور و مالک وغیرہ یہ سب وقت پر آئین
جمشید کو معلوم ہوگا کہ اہل اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہر چند کہ فوج اس کے پاس بہت
مگر حال جرأت کھلیگا ملکہ آسمان پری باتین صاحبقران کی سن کر بہت خوش ہوئین کہ
آپ کے دم سے پردہ قاف مین میری سلطنت ہے ہمیشہ قہقہہ سنہ حشمی لشکر کشی کر کے آتا
مگر پھر بھاگتا ہے ابکی مرتبہ قلعہ بلور پر سے ایسی شکست کھائی کہ کئی دن جنگل مین پڑا رہا مگر
نقابدار زرین پوش بڑے زور و شور سے جا کر قہقہہ سنہ حشمی پر گرا اور نقابدار زرین پوش
کو بڑا غرور ہے اس نے نعرہ کر کے اپنے کو صاحبقران عصر کہا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا
اڑا کر سامنے نقابدار کے پہونچی اور کہا ای بہادر ہر چند کہ آپ نے ہماری مدد کی مگر اپنے

صاحبقران حق کیسے ہمکو ناگوار ہوتا ہو خدا صاحبقران کو سلامت رکھے جنکی ذات سے
تمام دنیا مین اسلام ہوا نوشیروان ایسے شاہ سے لڑے آخر کو شکست دی بہرام جیسا
ایسا ملک فتح کیا گنجاب کو شکست دی عجم ہوتے ہوے باختر مین پہونچے لقا ایسے شخص کو
شکست فاش دی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے لقا بدار سے سر جھکا لیا اور کہا میری کیا مجال
کہ آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا معقول شخص ہو مگر مجھی سے لڑنے کا
دعوی رکھتا ہو اکثر میرے فرزندون نے بھی اُس کو ٹوکا مگر وہ سب کو یہی جواب دیا
کہ مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا مجھسے کہتا ہو بانی صاحبقرانی کے مجکو دے دیجیے مجھسے مقابلہ
نہ کیجیے کسی دن مقابلہ ہوگا تو حال کھل جائیگا قریشہ سلطان نے کہا قبلہ و کعبہ آپ مجکو اُس سے
لڑوائیے صاحبقران نے فرمایا مین خود مقابلہ کرونگا حوصلہ اُس کا نکل جائیگا بادشاہ
نے حکم دیا لشکر اُسی مقام پر اُترا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے
آسمان پری کے لیے تخت الگ بچھا سب سردار آکر بیٹھے آسمان پری نے فرمائش کی کہ
خواجہ عمرو سے کہیے کچھ گائین صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا کسی
گوئیے کو حکم دیجیے مین گویا نہین ہون میرا تو اور کام ہو اگر حکم ہو تو ساری محفل کو بیہوش کرون
سب کے کپڑے اُتار لون آسمان پری نے کئی لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے سے
اُتار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا حمزہ دیکھ فیاض ایسے ہوتے ہین اب مین ضرور گاؤنگا یہ کہکر
بیچ مین آبیٹھے زنبیل سے نکالی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یقین ہو ذرون کو ہو آفتاب شیشے مین
ہنوز رہی کئی ساغر شراب شیشے مین
وہ میرزا منش آ نکلے شاید اے ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہو آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہیگی دُرد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالہ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
بتائے رکھنے ہین ساقی اگر دیا چاہیے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہوے ترک قدح کشی کیجے	عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
بیاسے نشے مین ہو وینگی بے محل حرکت	شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آسکے تو دورے مین اپنے حاضر ہو	کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ سب کے پہلے کوچ کر گئے اُنکے ساتھی اُنکے ساتھ گئے یہان جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی فوجین چلی آتی ہین کہ رہا ہی کہ ان فوجون کا کون مقابلہ کر سکیگا اشقال مردم در دمیکال فیلسوار یہ دونون پہلوان جمعیت کثیر آئے ہین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک طرف اُترو پھر جواب جرأت کا کام ہی ایسے لڑو کہ طلسم کشا کو قتل کرو اشقال کہہ رہا ہی یا خداوند میری تلوار کی پناہ نہین ہی دوسرا بھائی کہتا ہی کہ مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری عملداری مین کوئی ایسا نہین بچا کہ جسکو زیر نہ کیا ہو دیکھیے چالیس پہلوان ساتھ ہین اور تاجدار آتے ہین راہ مین تمام جنگل فوجون سے بھرے ہین سب یہین آتے ہین اور سب یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو مارین جمشید ثانی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی جسکے اسقدر بندے ہون اُس کو طلسم کشا سے کیا خوف ہی کسقدر فوج لائین گے جنگل میرے بندون سے بھر گئے اور باقی کی آمد ہی مین حیران ہون کہ یہ سب کہان اُترین گے نمبردارون کو حکم دے رہا ہی کہ جنگل کاٹو میری فوج کیواسطے جگہہ ہو جنگل کٹ رہے ہین خیمے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین دکاندار دکانین درست کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک میلہ عظیم الشان ہی سب طرح کے لوگ موجود ہین ایک طرف گل فروش بسے ہوے آوازین دے رہے ہین کہ بیلا پلنگ توڑ ہی البیلا اس کو لے ہار پہنے تو دماغ معطر ہو جائے ایک جانب ایک دیر بنا ہی اُس مین تصویر جمشید رکھی ہی پوجا پاٹ کرنے والے صبح کو نہا دھو کر لُٹیا پانی کی ہاتھ مین لیکر آئے ہین برہمن وغیرہ سنکھ بجا رہے ہین یا خداوند جمشید ثانی کا ہلڑ ہی کسبیون نے جو سُنا کہ فلان مقام پر بڑی لشکر کشی ہی لاکھون آدمی جمع ہین پہلیان چلی آتی ہین پالین استادہ ہو رہی ہین جا بجا طبلہ ٹھنک رہا ہی زٹا سارنگی کا بلند ہی تماشبینون کے جماؤ ہین کوئی جاکر بیٹھ گیا نائکہ نے نوچی کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر مجرا کرنے لگی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پی کر گلابی ہو گیا ++ صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا +

تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہو گیا + لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا

کسقدر خوش رنگ ہی ساقی مئے رنگین عشق شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا

سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا

جس نے شیدائے رخِ گلرنگ کو زخمی کیا + یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا +

آئینہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا

دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھون مین کھبی روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا ++

اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی استقدر + لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا + +

کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین ہمارے صبح کو دیکھا کہ سب بستر گلابی ہو گیا

جمشید یہ ہنگامے سُن کر مغرور ہو رہا ہی کئی سو تاجدار گرد بیٹھے ہین پہلوان دنگلون پر بیٹھے ہوے جُھوم رہے ہین قبضون پر ہاتھ رکھے ہوے لاف وگزاف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسی تلوار سے طلسم کشا کو مارین گے ہمارا وار خالی نہین جاتا جمشید کے سامنے دعوی کر رہے ہین کہ یا خداوند ہم کو بتا دیجیے گا کہ وہ طلسم کشا ہی ہم اُسی کو مارلین گے جمشید نے جواب دیا کہ طلسم کشا خود ظاہر ہو جائیگا کہ سب کے آگے ہوگا لوحین گلے مین ہونگی یہی طلسم کشا کی پہچان ہی سب کہ رہے ہین کہ یا خداوند اس لڑائی کو یون فتح کرین کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بارگاہ مین جمشید کے عجب ہنگامہ ہی بڑے بڑے پہلوان جمع ہین اپنا اپنا دعوی کر رہے ہین کہ ہم طلسم کشا کو مارلین گے صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید نے دیکھا کہ سعد شہریار آگے آگے پشت پر تمام لشکر چالیس شاہزادیان ایک جانب سو تاجدار اُن کی پشت پر ایک ابر پر ملکہ ہمائے نازک ادا اور ایک ابر پر اوج میثاق کوہ گردان کہ وزیر جمشید ہی سعد شہریار کا مطیع ہوا ہی جمشید ثانی نے جو اپنے وزیر کو ہمراہ سعد شہریار دیکھا سبھون سے کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو میرا وزیر طلسم کشا کا شریک ہو گیا لشکر سعد نہ ٹھہرنے پایا تھا کہ پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان

استقر دیوزاد پر سوار پشت پر تمام پہلوان اور کلی ذی لٹکائے زنجیرین ہلاتے ہوئے پھر رہا
ہین اور یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران اشارہ کرین تو ہم لوگ جا پڑین جنگ شروع ہو جاے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس گروہ سے صاحبقران بھی ایک جانب آکر فروکش
ہوئے ایک طرف لشکر طلسم کشا اُتر رہا ہی ہر چند کہ جمشید کا خیمہ گیا مگر کہ رہا ہی کہ دیکھو صاحب
طلسم کشا کو دیکھا یہ شاہزادیان جو ساتھ آئی ہین جا بجا ٹہل رہی ہین سب کی بارگاہین الگ
الگ استادہ ہوئی ہین سب ہمارے ساتھ کی ہین ہماری صحبت مین بیٹھتی تھین بس اسی قدر
لشکر مسلمانون کا ہی ہرکارون نے عرض کی اب سب شاہزادے آتے ہین فردًا فردًا آئین گے
آپ نے کا مقام ذلیگا بھائی بھتیجے بھی سعد کے سب آئین گے جمشید نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا نہین ہی کہ سعد کو گرفتار کر لائے اشراق کوہ شکن ایک بادشاہ بیٹھا ہی کہ حیا
اُس کا طرار تیز رو تھا آگے بڑھ کر عرض کی اگر غلام کو حکم ہو تو غلام سعد کو لائے یہان بادشاہ
کی جو بارگاہ استادہ ہوئی تو ملکہ قمر عذار و ملکہ لالہ عذار اور چند شاہزادیان پہرے پر
آکر بیٹھین لالہ عذار نے کہا بہن قمر عذار بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی ایک
بالاے بارگاہ جا کر بیٹھی اور ایک مثل نگہبانون کے در بارگاہ پر بیٹھی فیروزہ بن عمرو نے جو
یہ نگہبانی دیکھی کہ جملہ شاہزادیان کمر باندھے پھر رہی ہین فیروزہ نے سب کی تعریفین کین
اور اطمینان ہوا کہ بادشاہ کی بارگاہ کے قریب کوئی نہین آسکتا لشکر مین پھرنے لگا مگر طرار تیز رو
جو برائے گرفتاری بادشاہ آیا تھا دور سے دیکھا کہ جادوگرنیان گرد بیٹھی ہین اور کچھ پھر رہی ہین
کیا مجال ہی کہ ہوا کا بھی گذر ہو حیران تھا کہ کیا کرون دور سے اُسنے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا
پہچانا کہ یہ عیار بادشاہ ہی ایک ہرکارے کی شکل بن کر سامنے آیا کہا مہتر صاحب مین ایک
خبر دینے آیا ہون ایک عیار جنگل مین چھپا ہی چلیے اُس کو بتا دون آپ گرفتار کر لیجیے فیروزہ
نے کچھ خیال نہ کیا اس کے ساتھ چلا جب فیروزہ لشکر سے نکل آیا تب طرار تیز رو نے حلقہ ہاے
کمند مار کر فیروزہ بن عمرو کو گرفتار کیا اور آپ فیروزہ کی شکل بن کر در بارگاہ پر آیا ملکہ
لالہ عذار کہ دروازے پر بارگاہ کے بیٹھی تھی فیروزہ نقلی کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
مہتر صاحب کہان سے آتے ہو طرار تیز رو کہ یہ بڑا عیار مکار ہی تعریفین کرنے لگا کہتا تھا

ای ملکۂ عالم آپ نے خوب انتظام کیا اب کسی کی مجال نہین ہو کہ آسکے لیکن ایک تغلت کی سا
تو کوئی نہین آسکتا اگر کوئی عیار نقب دے کر اندر جائے تو شہریار کو گرفتار کرلے آپ کو خبر
بھی نہ ہو لالہ عذار نے جواب دیا کہ اس کا بھی کچھ انتظام کرو فیروزہ نقلی نے کہا مین
اندر جاکر بیٹھون حفاظت شہریار کرون لالہ عذار نے کہا بسم اللہ اندر جاؤ تمسے زیادہ
کون نگہبانی کریگا طرار تیز رو اندر آیا بادشاہ حجاجہ کو بیہوش کیا اب سوچا کہ باہر کدھر سے نکلون
سب طرف سے بارگاہ گھری ہو آخر نقب کھودنے لگا ایک درخت کے سائے مین منھ نقب
کا توڑا قضائے کار میثاق کوہ گردان وزیر اعظم پھرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص زمین سے نکلا مگر پشتارہ بدوش ہو پکار کر آواز دی کون جاتا ہو طرار تیز رو
بھاگا میثاق کوہ گردان سمجھا کہ یہ کوئی دزد ہو اسنے سحر کیا کہ طرار تیز رو منھ کے بل گرا
میثاق کوہ گردان نے آکر پشتارہ بادشاہ کا کھولا بادشاہ کو دیکھکر حیران تھا کہ یہ ملعون
کیونکر لایا بادشاہ کو طرف بارگاہ کے روانہ کیا مگر طرار تیز رو کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
طرار تیز رو دیوانہ ہو گیا کہتا تھا ای وزیر اعظم کیا حکم ہو کہ بجا لاؤن میثاق نے کہا
بہتر یہ ہو کہ جمشید کو پکڑ لاؤ طرار یہ کہکر چلا کہ حضور تامل کرین مین ابھی لاتا ہون سحر مین
میثاق کے پھنسا ہوا بھاگا لشکر جمشید مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ جمشید ثانی
پر پہونچا آکر جمشید کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا طلائے پر وزیر جمشید ثانی کا کہ
ابلیس آوازہ زن نام ہو جب آواز دیتا ہو زمین تھرا جاتی ہو طلایہ پھر رہا تھا کہ طرار کو
آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہو طرار نے چاہا کہ بھاگون ابلیس نے سحر کیا
طرار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ابلیس قریب آیا پشتارہ کھولا جمشید ثانی کو پشتارے
مین پایا حیران تھا کہ یہ عیار ہمارے لشکر کا قدرت کو کیون لیے جاتا ہو طرار سے باتین جو کین
طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہو اُس کے پاؤن کی خاک اُٹھائی اُس پر
سحر کیا کہ اُس خاک سے آواز آئی کہ یہ سحر میثاق کوہ گردان کا ہو ابلیس آوازہ زن
سوچا کہ میثاق نے تو فتنہ کیا اب مین بھی کوئی تدبیر کرون یہ سوچ کر اسنے پشت پر
طرار کے ہاتھ رکھا اور کہا جاکر میثاق کو لاؤ طرار تیز رو روانہ ہوا لیکن یہان

فیروزہ بن عمرو درخت سے بندھا ہوا تھا کاہ فرو شون نے فیروزہ کو کھولا فیروزہ حیران کھڑا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار آتا ہی حلقے کمند کے بچھا دیے ایک گوشے مین آپ چھپ کر بیٹھا جب طرار وہان آیا تو فیروزہ نے شیر کی آواز دی طرار ڈر کا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار تیزرو گرا فیروزہ نے نکل کر خباب مار دیا کہ طرار تیزرو بیہوش ہوا فیروزہ نے اس کو درخت سے باندھا کوڑا پکڑ کر کھڑا ہوا طرار کو ہوشیار کیا پوچھا اے عیار تو کون ہی یہ سحر مین ابلیس کے تھا بول اُٹھا حضر صاحب مین ملازم خداوند ہون سعد شہریار کو چھڑانے آیا تھا مگر میثاق کوہ گردان نے پشتارہ چھین لیا اور مجھسے کہا کہ خداوند کو لاؤ مین نے جا کر خداوند کو بیہوش کیا راہ مین ابلیس مل گیا اُسنے حکم دیا ہی کہ میثاق کو لاؤ مین برائے گرفتاری میثاق جاتا ہون فیروزہ نے پھر اس کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کر چلا قضلے کار بیٹی اسکی نمکین شیرین ادا اسنے جو خبر سُنی کہ باپ میرا برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہی سوچی کہ ایسا نہ ہو اُن پر کوئی افتاد پڑے بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلی تھی اس وقت پہونچی کہ فیروزہ پشتارہ لیے جاتا ہی شب ماہ تھی نمکین شیرین ادا نے پہچانا کہ میرے باپ کو کوئی لیے جاتا ہی پکار کر آواز دی او جانے والے ٹھہر جا فیروزہ نے جو یہ آواز سُنی ٹھہر گیا دیکھا سامنے سے ایک عیارہ آفت جان نہایت حسین وجمیل نیچہ تھامے ہوے آتی ہی اور یہی نعرہ ہی کہ پشتارہ رکھدے فیروزہ کو کچھ بن نہ پڑا پکار کر آواز دی کہ معشوقہ کی خاطر واجب ولازم ہی اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان یہ کون ہی جو پشتارے مین ہی نمکین شیرین ادا نے کہا میرا باپ ہی مجکو خبر معلوم ہوئی کہ دو وزیر دن نے اسیر سحر کیے یہ اپنے ہوش وحواس مین نہین ہی مین اس کو قدرت کے سامنے لیجاؤنگی وہ اسیر سے سحر اُتارینگے اب مین خود آمادہ ہون طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر تم طلسم کشا کے کون ہو فیروزہ نے کہا مین اُن کا عیار ہون ہر چند کہ اس مکار نے میرے ساتھ یہ حرکت کی لیکن جو مجھسے کیے وہ کر سکتا ہون نمکین شیرین ادا نے کہا اس کو سامنے خداوند کے لیے جاتی ہون دیکھون وہ کیا تقدیر کرتے ہین اُن کی تقدیر ہماری تدبیر جمشید ثانی کے سامنے طرار تیزرو کو جو لائی جمشید نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا طرار ہوش مین آیا کہا

ای خداوند فیروزہ نے مجکو پکڑ لیا تھا اگر مین رہا ہو کر لشکر مین حضور کے آیا اب جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
جمشید ثانی نے کہا یا تو میثاق کو لاؤ یا سعد کو گرفتار کرو طرار نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا یہان فیروزہ بعد جانے تمکین شیرین ادا کے جنگل مین دیوانہ پن کر رہا ہی
کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار پھر آتا ہی فیروزہ نے پھر حلقے کمند کے خس پوش
کیے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ طرار تیز رو اُس مقام پر پہونچا فیروزہ بن عمرو نے شیر کی
آواز دی طرار رُکا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار گرا فیروزہ نے آتے ہی حباب مار کر اسکو
بیہوش کیا اور طرار تیز رو کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہا ای طرار مسلمان ہو طرار نے
کہا مین جاگتی جوت کے خداوند کو نہ چھوڑونگا فیروزہ نے طرار کو قتل کیا کپڑے اُس کے
اُتارنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی اب دیکھا وہی معشوقہ خوبرو جست و خیز کرتی ہوئی آتی
ہی اپنے باپ کا جو لاشہ دیکھا تیغ کھینچ کر لڑنے لگی مگر فیروزہ وار روک رہا ہی اپنا وار
نہین کرتا کہ ابلیس کو جو خبر ہوئی کہ ملکہ تمکین شیرین ادا ابھی برای گرفتاری سعد شہریار
گئی ہین یہ بھی تمکین پر عاشق ہی مگر بخیال جمشید ثانی آج تک خاموش رہا جب اس کو یہ
معلوم ہوا کہ ملکہ بھی گئی ہین تو اس فکر مین چلا کہ جا کر معشوقہ کی مدد کرون اُسوقت پہونچا
اور دور سے دیکھا کہ تمکین شیرین ادا فیروزہ پر برس رہی ہی مگر فیروزہ کہتا ہی ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین سر جھکا دون تو ہاتھ تلوار کا مار میرا سر کٹ کر قدمون
پر گرے کہ سر کو قدمبوسی نصیب ہو مگر تمکین کب مانتی ہی جھلا کر جواب دیتی ہی کہ او بیحیا
تو نے غضب کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا مین ضرور تجھسے بدلہ لونگی ابلیس نے دور سے اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ ملکہ تامل کرو مین اس کو آکر ابھی گرفتار کیے لیتا ہون فیروزہ نے جو ابلیس
کو دیکھا جست کر کے بھاگا تمکین نے آواز دی کہ او مکار کہان جائیگا تجکو تلاش کر کے
مارونگی ابلیس نے قریب آکر تمکین شیرین ادا کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکہ عالم مین فیروزہ
کو لاتا ہون اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا تم مت تکلیف کرو تمکین شیرین ادا نے ہاتھ
چھڑا لیا کہا ای ابلیس جو تمہارے دل مین خیال ہی اُس کو نکال ڈالو مین کیا کسی سے پایہ کمی
کا رکھتی ہون مین اُس کو گرفتار کر لاؤنگی ہر چند ابلیس نے روکا کہ ای ملکہ عالم تم نہ جاؤ مین

ابھی اُسے لاتا ہون لیکن غمگین شیرین ادا نے نہ مانا ابلیس کو رخصت کیا کہا اے وزیر اعظم مین غم مین اپنے باپ کے ہون مجھسے زیادہ مسخرہ پن نہ کرو مین قبول نہ کرونگی دل چاہے تو خداوند سے کہنا مین سامنے خداوند کے گفتگو کر لونگی ابلیس ناچار ہو کر پلٹ گیا مگر غمگین باپ کا لاشہ جلوا کر تلاش مین فیروزہ کی چلی فیروزہ کو کب چین پڑتا ہے لشکر جمشید مین داخل ہوا کسبیون کی پالون مین جا کر ایک نازنین گلنار پوش نامے کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بن کر بیٹھا کہ داروغہ نے آکر حکم دیا کہ گلنار پوش جاؤ فیروزہ اُس کے ساتھ ہوا ڈھلینے بجنے ساتھ ہین دربار مین جمشید کے آیا سامنے جمشید ثانی کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہے + خاک پا کے سوا بھلا کیا ہے +

نہین کھلتا ہے ماجرا کیا ہے دل پھڑکتا ہے کیون ہوا کیا ہے

کچھ نفس کا شمار باقی ہے + تیرے بیمار مین رہا کیا ہے +

ابھی کمسن ہے وہ نہین واقف ناز کیا چیز ہے ادا کیا ہے

نکلی جاتی ہے کیون یہ قالب سے روح کو آج ہو گیا کیا ہے +

جان لیتی ہے کیون شب فرقت مین نے اس کا گنہ کیا کیا ہے +

مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا جان کی خیر ہے ہوا کیا ہے

جان لینی تھی لے چکے صاحب جائیے اب یہان دھرا کیا ہے

محتسب گر نہین ہے شیشۂ مے + یہ بغل مین تری چھپا کیا ہے

کیون ہر ہر آہ و نالہ کرتے ہو خیر تو ہے تمھین ہوا کیا ہے

فیروزہ گا رہا ہے کہ غمگین پلٹ کر آئی دیکھا کل اہل دربار گانے پر مبہوت ہو رہے ہین آنکھ ملائی پہچان گئی کہ یہ تو وہی مکار ہے مگر گانا سُن کر بیقرار ہو گئی دل سے کہتی ہے گانا تو اس کمبخت کا سحر ہے کیا خوش آواز ہے صدا مین سوز و گداز ہے مگر تاب نہ باقی رہی پکار اُٹھی کہ او مکار مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا فیروزہ اُٹھ کر بھاگا غمگین شیرین ادا لینا لینا کرتی ہوئی چلی مگر فیروزہ خود کہنا جاتا ہے کہ چور آگے گیا ہے جانے نہ پائے لوگ جانتے ہین کہ کوئی آگے گیا ہوگا فیروزہ نکل جاتا ہے غمگین آکر کہتی ہے کیون صاحبو تمنے گرفتار نہ کیا

وہ جواب دیتے ہین کہ وہ تو خود چور چور کرتا ہوا چلتا ہو کسکو گرفتار کرین اسی وجہ سے ہم نے
اُس پر ہاتھ نہین ڈالا کہ چور آگے گیا ہوگا نمکین حیران ہوتی ہو اور دل سے کہتی ہو بڑا مکار
ہو حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین ان کا باپ کیسا چالاک ہوگا جیسے ہی اسنے
عمرو کا نام لیا خواجہ عمرو براے بالا دہی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل
کھڑی ہو اور سوچ رہی ہو سمجھے کہ فیروزہ اسی کے غم مین پریشان ہو ایک ضعیفہ فقیرنی کی شکل
بنکر سامنے آکر سوال کیا کہ حسن وجمال کو ترقی ہو عاشقون کی زیادتی ہو دشمن پامال ہون یہ
فقیرنی کئی دن سے بھوکی ہو نمکین نے جیب سے روپیہ نکالا چاہا فقیرنی کو دون فقیرنی نے
کہا واری آپ کے پیچھے کون کھڑا ہو نمکین پلٹی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارکر نمکین
کو بیہوش کیا فیروزہ گوشے سے یہ سب معرکے دیکھ رہا تھا روتا ہوا سامنے آیا کہا قبلہ و
کعبہ اس کو چھوڑ دیجیے عمرو نے کہا تیری معشوقہ ہو اس کو لیجا فیروزہ نے کہا مین اسکو
گرفتار کرلونگا یہ نہین چاہتا کہ حضور کے ہاتھ سے گرفتار ہو اور مین قبضہ کرون خواجہ نے
نمکین کو ہوشیار کردیا نمکین جو اُٹھی دیکھا باپ بیٹے دونون کھڑے ہین فیروزہ نے کہا ای
ملکۂ عالم مجھے قتل کیجیے مجھسے بے ادبی ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے کہا ای نمکین یہ تیرے
اوپر عاشق ہو ایسا نہ ہو گرفتار کرلے نمکین نے کہا کہ تم دونون مجھپر حملہ کرو مین تم دونون
کو گرفتار کرلونگی خواجہ عمرو نے کہا بی بی یہ بہت دشوار ہو یہ تمھارا کہنا سراسر بیکار ہو
کہ تم ہم دونون کو گرفتار کرلوگی نمکین نے کہا ای فیروزہ ایک شرط میری محبت مین ہو
کہ ابلیس آوازہ زن جو وزیر جمشید ثانی کا ہو وہ مجھپر جان دیتا ہو آج چلکر مین اپنی
محفل مین جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کرتی ہون تم اپنے کو پہونچاؤ اور اُس کو گرفتار کرکے
لیجاؤ اگر تم نہ پہونچوگے تو مین گرفتار کرلونگی پھر مجھسے دعوی عشق نہ کرنا فیروزہ نے کہا
جائیے مین آؤنگا جب نمکین چلی گئی تو خواجہ نے کہا مین جاؤن فیروزہ نے کہا نہین
مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا مگر نمکین نے اپنی بارگاہ مین آکر جلسۂ عیش آراستہ کیا
طائفون کو حکم دیا کہ حاضر ہون ابلیس سے کہلا بھیجا کہ آج آکر صحبت مین شریک ہو ہمنے
تمھاری دعوت کی ہو ابلیس یہ سُن کر خوش ہو گیا فوراً روانہ ہوا صحبت مین نمکین کی آیا

مسند پر بیٹھا ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کہوں سر رکھکے قدموں پر انھین سے
یہی شکوہ ہی بخت شرمگین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین
مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
جُھکاتی ہی جو میری آنکھ تم کو
لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
خبر لیگا بام یار کی بھی
ادھر دیکھو نگاہ شرمگین سے
چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو
بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
کبھی دست جنون کو جز گریبان
اگر نالہ پھرا عرش برین سے
مرا خط دے کے کہنا اُس سے قاصد
پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
نہین دیکھا نکلتے آستین سے
جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق
کہ پڑھ لو آسکو تم کچھ تو کہین سے
کسی بت کی نگاہ اولین سے
بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

وہ نازنین اس زور وشور سے گا رہی ہی اور جتاتی جاتی ہی کہ سب محو ہو رہے ہین ہر چند کہ تمکین نے پہچانا مگر خاموش ہو رہی خیال مین یہ ہی کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے کہا ای ملکۂ عالم ایک دن مین دربار مین صاحبقران کے گئی تھی خواجہ عمرو نے ساقی گری کی ساری محفل کو شراب سر سے پلائی بڑی تعریف ہوئی مین نے بھی گھر مین آکر کثرت کی معلوم ہوا کچھ بات نہین جب چاہون اس کام کو کر لون لہذا میخانہ میرے سپرد ہو کہ مین بھی یہ کمال دکھاؤن آپ کو راضی کرون تمکین نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو دی فیروزہ میخانے مین آیا سب شراب کو خراب کیا اُس مین بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کہ صاحب ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے کہ نہین اور خدمتگار دوڑے گلابیان اُٹھا کر لے گئے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہوئی فیروزہ بن عمرو نے سو گلابیان بنا کر کشتی مین لگا کر محفل مین لایا تمکین نے دیکھا کہ بڑے سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جو جس رنگ کی گلابی ہی اُسی رنگ کی اُسمین شراب بھری ہی ٹکڑے اُن کے تمامی سے باندھے ہین کس تکلف سے

شراب لایا ہی کہ دیکھنے والون کا دل للچا تا ہی کہ ضرور شراب پئین فیروزہ نے لا کر کشتی رکھی اور کھڑے ہو کر گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا + وجد کرنے لگا تھر رپادا +
قوالئہ آسمانکا تھا غول + ایسا نہ تھا بار بد کبھی لاحول +
گنجِ مرقد مین تانسین کی روح + تڑپی مانند طائر مذبوح
سرپہ رکھا الٹ کے جب آنچل + ماہ تابان پہ چھاگیا بادل
جسکی جانب بتا کے رسکی لی + جان اُسنے سسک سسک کر دی

پہلے جام فیروزہ سامنے ابلیس کے لایا ابلیس نے اسم سحر پڑھ کر جام پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بن کر اُڑ گئی رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے فیروزہ کے اُتر گیا ابلیس نے للکارا کہ او ناعیار مین نے تجکو پہچانا فیروزہ بھاگا ابلیس پیچھے پیچھے چلا جب فیروزہ لشکر کفار سے نکلا ابلیس نے اپنے شانون پر سحر کیا پر پیدا ہوے اُڑ کر آسمان پر آیا فیروزہ ذرا رکا تھا کہ ابلیس کڑک کر گرا پنجہ کمر مین دے کے لے اُڑا لیکن خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ فرزند کو ابلیس نے گرفتار کیا اور لیے جاتا ہی رنگ و روغن عیاری کا لگایا تمکین کی شکل بن کر تیار ہوے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہو کر آواز دی ای عاشق صادق و ای یار موافق اس لنگوڑے کو کہان لیے جاتے ہو تمھارا رقیب ہی مین نے اسی واسطے جلسہ آراستہ کیا تھا کہ تمھارے سامنے عیاری نہ کر سکیگا تم نے خوب پہچانا اسی لنگوڑے نے صورت بنائی کہ مین نہ پہچان سکی مگر تم نے خوب پہچانا ابلیس نے جو معشوقہ کو دیکھا خوش ہو گیا آسمان سے اُترا آیا فیروزہ کو ڈال دیا معشوق سے لپٹنے لگا ملکہ نقلی نے کہا او دیوانے کیون گھبراتا ہی مین نے تجکو قبول کیا عمر بھر ساتھ رہیگا لیکن ادر مزہ دیکھو قدرت بھی آتے ہین ابلیس پلٹا مگر فیروزہ بن عمرو کی آنکھین کھلی ہین یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے ابلیس گرا خواجہ نے حباب مار کے کہا ای فیروزہ بھاگو فیروزہ نے کہا مین تو اس کے سحر مین ہون بغیر اسکے مرے رہائی نہ پاؤنگا خواجہ عمرو نے پہلے ابلیس کے کپڑے اُتارے موتیون کے مالے پہنے تھا وہ سب

اُتار لیے اور خنجر مارا کہ ابلیس کا شکم چاک ہوا مگر شمکین بعد جانے ابلیس کے
جو چلی تھی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ابلیس آوازہ زن بود سمجھی کہ عیار نے اُسکو
مار لیا اُسی آواز کے نشان پر چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ فیروزہ و خواجہ کھڑے ہین اور لاش
ابلیس کا پڑا ہی خواجہ عمرو تو ہٹ گئے سمجھے کہ یہ دونون باتین کرینگے فیروزہ کا حال غیر ہی
ہم دو چار کوڑی کا روزگار کر چکے صبح صبح بُہنی تو ہوئی شمکین شیرین ادا نے آکر کہا کہ اے
فیروزہ تونے بڑا کام کیا کہ اتنے بڑے جادوگر کو مارا دربار مین جمشید کے اسکا بڑا نام
تھا مجھے یقین نہ تھا کہ یہ یون مارا جائیگا اب یقین ہوا کہ جمشید ثانی بد اقبال ہی مگر زمین
اور چلی آتی ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بھائی بھتیجے شہریار کے سب آئین گے مگر تم ہم کو کب
سرفراز کروگی شمکین شیرین ادا نے وعدہ کیا کہ مین کوئی کام کر کے آؤنگی یہ کہکر شمکین
روانہ ہوئی فیروزہ پلٹ کر لشکر مین آیا سعد شہریار نے حال پوچھا فیروزہ نے سب
حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ شمکین وعدہ کر کے گئی ہین مین بھی جا کر دیکھون کہ وہ کیا کرتی
ہین یہ کہکر فیروزہ چلا لشکر سے نکلا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین فیروزہ نے سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا اب تو معشوقہ تمھاری راہ پر ہی دربار مین
جمشید ثانی کے ہنگامہ جشن ہی آج تو خود شمکین گا رہی ہی جمشید بیٹھا سُن رہا ہی مین بھی
وہین سے آتا ہون لیکن تم کیا عیاری کروگے فیروزہ نے کہا وقت پر جو بن پڑیگا وہ کرونگا
خواجہ عمرو نے سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا وہ سمجھ کر کرنا آج جمشید بہت آراستہ ہی اور شمکین پر
توجہ کر رہا ہی اسی فقرے مین وہ جمشید کو لیگی یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوے مگر شمکین
نے دربار مین بیٹھ کر سامنے جمشید ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا	نہین تو دوست دشمن کا بگلا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری	اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجکو مبارکباد بے سود	بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُن کو یہ مشکل	نصیب اپنے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو	ارادے ہین اگلی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
معاذ اللہ گر ہی نوجوانی +
کہان ہی درد دل مین جو کہون ہاے
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی +
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو +

محبت ہی تو پھر ہم سے حیا کیا
مرے سینے مین اونکا لم رہا کیا
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
مزہ دیگا ہمارا ماجرا کیا
تعجب ہی یہ مجکو ہوگیا کیا
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

تمکین یہ اشعار اس طرز سے گائی کہ جمشید اشارے کرنے لگا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا تمکین نے بھی اشارہ کیا کہ تخلیے مین چلیے میری بھی یہی مراد ہی کہ آپکی خدمت مین رہون لوگ مجکو بھی سجدہ کرین جمشید نہایت خوش ہوگیا تمکین کو ساتھ لیکر تخلیے مین آیا تمکین کی ادائین اور عیاری کی باتین سن کر جمشید دیوانہ ہو رہا ہی اشارہ کیا کہ ای تمکین شراب پیو تمکین نے گلابی اُٹھائی اور اشارہ کیا کہ ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے بڑی فرحت حاصل ہوگی جمشید خوشی مین جام پی گیا تمکین نے باتون مین ٹالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر اُٹھا کہتا ہوا کہ مین آسمان پر جاتا ہون تمکین نے کہا جائیے جا کر آسمان پر بیٹھیے زمین کی خبر لائیے جمشید گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا تمکین نے پشتارہ باندھا اسقدر پشتارہ بھاری تھا کہ تمکین سے نہ اُٹھ سکا گھبرا کر کہا مقام افسوس ہی پشتارہ نہین اُٹھ سکتا کہ پہلو سے فیروزہ آیا پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی مین پشتارہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر فیروزہ نے پشتارہ اُٹھایا نیچہ لیکر تمکین ساتھ ہوئی سراچہ چاک کرکے فیروزہ پشتارہ لیکر چلا کہ سامنے سے دیکھا اہل طلا بہ آتے ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بڑھ کر ان کو منع کرو کہ اس طرف نہ آئین ورنہ حال کھل جائیگا تمکین نے بڑھکر آواز دی کہ میر طلایہ کا کیا نام ہی سپاہیون نے آواز دی عشاق شبگرد کوتوال ہی تمکین نے کہا کوتوال صاحب سے کہو اُسی جانب پلٹ جائین کیونکہ وقت ہی طلایہ والے اُس طرف ہٹے فیروزہ آگے بڑھا جب

خبر کرتا ہوا لشکر سعد مین پہونچا میثاق کوہ گردان طلا کے پر تھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا
ہو فیروزہ نے کہا منم فیروزہ بن عمرو ای وزیر اعظم جمشید کو مین لایا جا کر بادشاہ کو خبر کرو
یہ سنتے ہی میثاق کوہ گردان خوش ہو گیا جا کر بادشاہ کو جگایا سعد شہریار اٹھکر بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع ہونے لگے سب شاہزادیان بھی آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین
جب دربار آراستہ ہو چکا تو فیروزہ آکر پہونچا تمکین نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے
کہا ای تمکین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا آپ کے دشمن کو لائی ہون اور منظور یہ ہے
کہ خدمت مین حضور کی رہون بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ تمھارا گھر ہی جس طرح چاہو رہو
ہم چاہتے ہین کہ تم کو تکلیف نہ پہونچے فیروزہ نے پشتارہ ڈال دیا میثاق نے کہا اسکو
درخت یا ستون سے باندھو جمشید کو ستون سے باندھا یہان لشکر جمشید مین خدمتگارون
نے ہلڑ کیا کہ قدرت کو کوئی لے گیا لشکر مین ہلڑ جو زیادہ ہوا سب تاجدار دوڑ کر آئے
مختار تاجدار کہ ہم تاجدار و ہم عیار ہی ہمراہ خبر دوڑا تھوڑی دیر مین آکر خبر دی کہ قدرت
باندھے گئے ہین جسکو جانبازی منظور ہو وہ جائے مگر دربار شاہی جما ہوا ہی یہ سنکر بڑے بڑے
ساحر کوئی غرق زمین ہو کر چلا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑا یہان بادشاہ نے فرمایا کیون ای
جمشید خدائی کرنے کا مزہ ملا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو اپنے اوپر لعنت کرو
ورنہ ای فیروزہ جلاد کو بلاؤ سب شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ آسمان سے برقین چمکین اسقدر
اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا تاجدار زمین سے نکلے اور چند آسمان سے اترے
جمشید کو اٹھا لیا مگر میثاق کوہ گردان نے سحر کیا کہ اکلیل تاجدار کا سر اڑ گیا لاشہ
جو اکلیل کا گرا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین سب جمشید کو لیکر نکل گئے جمشید ثانی نے
راہ مین کہا ای اندھو تمکین بھی کھڑی تھی اس کو نہ اٹھا لیا سب نے کہا یا خداوند ہم کو آپ کی
جان کی پڑی تھی جلاد آچکا تھا ہم کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو آپ پر ہاتھ مار دے مگر جب
حکم دیجیے گا تب تمکین کو اٹھا لائین گے جمشید قریب لشکر آکر رکا کہا یارو جب تک معشوقہ
نہ آئیگی مین بارگاہ مین نہ جاؤنگا طیفور تاجدار کہ یہ سامنے کھڑا تھا اسنے کہا یا خداوند مین
ابھی جاتا ہون تمکین شیرین ادا کو لیکر آتا ہون یہ کہکے طیفور روانہ ہوا یہان تمکین دربار مین

طیفور

حاضر ہو بادشاہ جمجاہ فرمارہے ہین کہ مین اپنے عیار کا دھوم سے نکاح کرونگا فیروزہ نے
عرض کی کہ جب سب سردار آلین تب اس غلام کا عقد ہو بادشاہ نے فرمایا ای تمکین ہم تمھارے
طرفدار ہین میثاق کوہ گردان نے عرض کی کہ فیروزہ ہمارا فرزند ہو ایسی دھوم ہو کہ سرکار
بھی فرمائین کیا خوب سامان کیا سعد شہریار نے فرمایا بعد قتل جمشید یہ سامان زیبندہ ہوگا
مگر تمکین شیرین ادا یہ سُن سُن کر دل مین خوش ہو رہی ہو کہتی ہو کیا قدردانون سے جاؤن ایک
سے ایک بہتر ہو ملازمون کے اِن کے کیا خوش نصیب ہین اتفاقاً تمکین کسی کام کو باہر نکلی
تھی کہ طیفور آکر پہونچا کڑک کر گرا اور تمکین شیرین ادا کو اُٹھا کر لے گیا خدمتگارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ایک ساحر آیا ملکہ تمکین شیرین ادا کو اُٹھالے گیا یہ سُنکر
میثاق کوہ گردان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور سامنے سے جمشید کے تمکین شیرین ادا
کو لاتا ہون یہ کہکر میثاق نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
ای وزیر اعظم ہم خود جاتے ہین اور بنتا ہو تو تمکین کو لاتے ہین میثاق نے کہا غلام ضرور
آئیگا میرے فرزند کی شادی کسکے ساتھ ہوگی یہ سُن کر بادشاہ جمجاہ سوار ہوے سب شاہزادیان
رو رہی ہین اور کہتی ہین کیا غضب کی بات ہو کہ ہمارے حضور بارگاہ دشمن مین جاتے ہین
کل خبر پائی تھی کہ سترہ ہزار تاجدار و پہلوان دربار مین جمشید کے بیٹھتے ہین وہ سب شاہ پر
حملہ کرینگے فیروزہ مرکب تیار کر کے لایا بادشاہ سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے
ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی صاحبقران بھی سوار ہوے فرماتے
تھے کہ سعد کے مزاج مین بڑی جہالت ہو مین بھی جاتا ہون اشقر پر سوار ہو کر چلے مرکب
بادرفتار ایسا عمدہ سوار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو اگر راہ مین کوئی نخل مل گیا تو
اُسے ٹھوکر مار کر گرا دیا اگر کوئی نالہ ملا تو اُسے فرا گیا اس طرح جاتا ہو کہ ہوا پیچھے رہی جاتی ہو
سایہ مرکب کا پیچھے رہا جاتا ہو بقول مصنف

نظم

قلم وصف گو سن رقم کیا کرون +	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہو +
ملا ہو عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہو
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہو

ہر اک نعل ہو نیمچہ بے مثال + قدم با قدم مائل جنگ ہو
قدم کی روانی کو دریا لکھون + وہ کوہ گران ہو یہ پاسنگ ہو
نہ کا وے کا محتاج ہو کس طرح + کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہو

لیکن طیفور نمکین شیرین ادا کو لیے ہوے سامنے جمشید ثانی کے آیا جمشید تخت پر بیٹھا ہوا ہی تمام امرا و وزرا حاضر ہین نمکین کو طیفور نے سامنے بٹھا دیا جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت ٹُبرے ہین کہ تمنے یہ مکر کیا اگر قدرت تقدیر کرتے تو سب مسلمانون کو پتھر کا بنا دیتے مگر پھر رحم آیا کہ اِن کو پیدا کیا ہی اِن کو کیا مٹاؤن نمکین شیرین ادا نے کہا یا خداوند خاموش رہیے آپ کے سب مکر کھُل گئے اگر آپ کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو آپ سعد شہریار کو زندہ نہ چھوڑتے لیکن اُن کا خدا نگہبان ہی میرا ابھی کچھ نہ کر سکیے گا یقین ہی کہ بادشاہ جمجاہ تشریف لائین اور مجھ کو رہا کر کے لیجائین جمشید ثانی نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ اگر مسلمان آئین تو سب گرفتار ہو جائین یا قتل ہون مین نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی اگر میرا لشکر غل مچائے تو لشکر اسلام کے کلیجے پھٹ جائین وہ زمانہ نکل گیا کہ بارگاہ مین گھس آتے تھے اب مشکل پڑیگی وہ جماؤ ہین کہ ہیاب صبا کا نکلنا دشوار ہی ہان سردارو اپنا اپنا لشکر تیار کرو اور ساحرون کو حکم دیا کہ ہوا پر ٹھہراؤ میثاق کو بڑا گھمنڈ ہی اگر وہ ہوا پر آئے تو اُس کو روک لینا سب سردار اُٹھے لشکر تیار کر کے کھڑے ہوے اور بڑے بڑے پہلوان دعوی کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین لو حین گلے مین پڑی ہوئین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین وہین سے نعرہ کیا کہ ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہِ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے فوج پر آ پڑے دو چار کو جو قتل کیا سب سامنے سے ہٹے لڑتے ہوے بادشاہ صف اول سے گذرے دو پہلوان مریخ تیغزن و عقاب جنگ جو صف سے نکلے اول مریخ نے للکارا کہ ای سعد آگے نہ بڑھنا سعد شہریار پلٹ پڑے مریخ نے

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر تلوار علم کی اور للکارے کہ او
نامرد پیچھے نہ ہٹنا دوسری طرف سے عقاب جنگ جو آیا کہ صف اول پر نعرۂ امیر ہوا
نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار * بحکم خدا بستہ شمشیر چار * ایک تیغ صمصام
و قمقام نام * ایک تیغ عقرب یکے ذو الحجام * دور سے آواز دی کہ او عقاب خبردار آگے نہ بڑھنا
ای شہریار ہوشیار رہیے بادشاہ جمجاہ پلٹے سامنے سے تو مریخ نے وار کیا پشت پر سے
عقاب نے ہاتھ مارا بادشاہ نے جب دیکھا کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہوے آتے ہیں دونون
کی کلائیان پکڑ لین تلوارین چھین کر پھینک دین اور پکار کر آواز دی دادا جان آپ تکلیف نہ کیجیے
مین ان سے سمجھ لونگا یہ فرما کر دونون کو اُٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تلوار
ماردی دونون کو چورنگ کیا صف اول کو درہم و برہم کر کے دوسری صف پر آئے کئی
پہلوانون کو مارا صاحبقران زمان بھی لڑتے ہوے آئے انھون نے آ کر صف دوم کو
درہم و برہم کیا ایک طرف سے نعرۂ سرداران صاحبقران ہوا امیثاق کوہ گردان
مع چالیس شاہزادیون کے لڑتا ہوا آیا آ کر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شاہزادیون نے سحر کیا
کہ ایک ابر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا پانی ہو کر بہہ گیا کئی لاکھ آدمی شاہزادیون
کے سحر سے مارے گئے مگر سعد شہریار لڑتے بھڑتے تا بہ دربارگاہ جمشید ثانی پہونچے جمشید
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے کہ ہرکارون نے آ کر خبر دی کہ سعد شہریار لڑتے ہوے دربارگاہ
پر پہونچ گئے ہین اور شاہزادیون کے سحر سے لشکر مین قیامت برپا ہے جمشید جھلا کر باہر
نکلا سعد شہریار کی جو نگاہ پڑی سعد نے للکارا کہ او نامرد کہاں تک دعوی خدائی کریگا
بندگان خدا کو گمراہ کر چکا آج تیری قضا ہے جمشید ثانی نے دیکھا لشکر پر پانی برس رہا ہے فوراً
سحر کیا کہ پانی برسنا موقوف ہوا امیثاق کے سحر سے آگ برس رہی تھی وہ آگ اہل اسلام
پر پلٹی اہل اسلام جلنے لگے کل لشکر آ گیا ہے خوب جم کر تلوار چل رہی ہے ہزارہا اہل اسلام
جل جل کر گر رہے ہین خواجہ عمرو لڑتے ہوے قریب صاحبقران کے آئے عرض کی ا...
شہریار غضب ہوا سب اہل اسلام جل رہے ہین صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم الہی
پڑھا اور بادشاہ نے لوح طلسمی کو گردش دی تب وہ آگ موقوف ہوئی اہل اسلام بچے امیر نے

سعد کو اشارہ کیا کہ بارگاہ مین گھس جاؤ مین تمھارے ساتھ ہون مین بھی آتا ہون سعد نے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا دیکھا نمکین سامنے بیٹھی ہی گر ماران سیاہ نمکین کو لپٹے ہوے ہین نمکین دعائین مانگ رہی ہو کہ ای مالک لیل و نہار و ای پروردگار مجھے اس آفت سے بچالے نظم

خدا ہستی باقلیم خدا وندی خدا وندا	تو ئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا	چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاقی تو خلاقی خدا ے جملہ آفاقی	تو ہستی و الی عقبےٰ تو ہستی مالک دنیا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی	تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
تو ئی حاضر بہر محضر تو ئی ناظر بہر منظر	تو ئی ساکن بہر مسکن تو ئی قایم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری	عطا پوشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
تو ئی اول تو ئی آخر تو ئی ظاہر تو ئی باطن	نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

نمکین نے جو بادشاہ کی صورت دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپ کی بلا مین مبتلا ہی بادشاہ نے بڑھکر لوح کا جو عکس ڈالا وہ سب ماران سیاہ جسم سے نمکین کے گرے بادشاہ نے فرمایا پیاری نمکین خود عیار بھی ہی تڑپ کر جو اُٹھی کئی ساحر قتل کیے پیچھے پیچھے بادشاہ کے نیچہ لیے ہوے پیشنی بانی کر رہی ہی جو پشت پر بادشاہ کی آیا اُسے نیچہ مار کر گرا دیا ۔امیر بھی لڑتے ہوے اندر آگئے فرمایا ای سعد کیا جرأت کی ہی تمھاری جرأت کا مین قائل ہوا حقیقت مین کس زور و شور سے آئے ہو صاحبقران زمان نے جو سعد شہریار کی تعریف کی اور زیادہ چمک کر لڑنے لگے مگر جمشید نے دور سے دیکھا کہ میرا سحر باطل ہوا میری فوج کے لوگ چلے جاتے ہین آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر بارگاہ مین آیا دیکھا تمام بارگاہ لاشون سے معمور ہی دریاے خون بہہ رہا ہی بعضے تڑپ رہے ہین پکارتے ہین یا خداوند فریاد ہی جمشید نے آکر زندون کو اُٹھوایا مردون کو جلوایا افسردن سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو کیا صلاح ہی کیا صورت فلاح ہی سب نے عرض کی طبل جنگی بجوائیے ابھی فقط دو سردار آئے ہین اول صاحبقران زمان دوسرے سعد بن قباد دونون کے ساتھ فوج بہت کم ہی ہم لوگ یلوہ کرکے مار لین گے آج کی جنگ کا خیال نہ فرمائیے ساحرون نے کہا وہ سحر کرین کہ کل لشکر کو

جلا دین پھر دو کس کا مارنا کتنی بڑی بات ہی جمشید بھی غصے مین تھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاردن
سے پوچھا کہ فوج ہماری کسقدر رہی ہرکاردن نے عرض کی کہ فوج خداوند اس وقت پچاس لاکھ
ہی اور مسلمان دس لاکھ ہین جب ہم لوگ سحر کرین گے تو اہل اسلام کے کلیجے پھٹ جا دین گے
پہلوانون نے عرض کی ہم لوگ دعوی کرتے ہین کہ صاحبقران و سعد کو مار لین گے اس گھمنڈ
پر جمشید نے طبل جنگی بجوا دیا یہ ایک مرد مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی سب نے یہ بھی کہا
کہ آج ہم لوگ بے سامان تھے جب تک تیار رہون تب تک وہ پلٹ گئے یا خداوند حکم دیجیے
کہ دس دس لاکھ کی پانچ صفین جمین جب اہل اسلام آئین تو ہر صف پر روکے جائین انکی جرأت
ہم دیکھین کہ کیونکر گذرتے ہین ہر صف مین چار چار سردار نامی موجود رہین جمشید کو یہ صلاح
پسند آئی اور حکم دیا کہ پانچ صفین جمین اہل اسلام کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کے بندون
نے بڑا سامان کیا ہی وہ تلوار چلے کہ اہل اسلام بھی دنگ ہون اپنی زندگی سے تنگ ہون
لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبر لیکر بھاگے دربار صاحبقران
مین آئے دیکھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین اور صاحبقران زمان دنگل آصفی پر ہین تمام سردار
بیٹھے ہین جن دیوانون کو صاحبقران زیر کرکے لائے ہین بیٹھے جھوم رہے ہین زنجیرین ہلا رہے
ہین کہ ہرکاردن نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد
چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو جمشید ثانی نے طبل جنگی بجوایا ہی اور پانچ صفین جمین گی صاحبقران
نے فرمایا خدا اسے ما بزرگ است ہان خواجہ عمرو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو
نقارخانے مین آئے داروغہ نقارخانے کے قلابہ چینی وکیابہ چینی برائے استقبال عمرو
اٹھے دو دو اشرفیان نذر کی دین خواجہ عمرو نے نذرین اٹھالین اور فرمایا مین جانتا ہون
کہ تمھاری آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی جو تم نے پیش کیا وہ ہی ہم نے بھی قبول کرلیا یہ کہکے
چوب اٹھائی نقارے پر لگائی سات سو نقارہ بجا بقول شاعر نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	ز ناہید مریخ کرد این سوال +
جہان را اگر روز آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید

بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است
کز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر مین آواز پہونچگئی سب کو معلوم ہوا کہ کل جمشید سے مقابلہ ہو دیکھین کل گردش دوران وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہو نظم

در اندیشہ گردن کشان یک بیک
کہ فردا بکام کہ گردد فلک +
کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا تخت تابوت در بر کشند

دیکھین کل کون نام پیدا کرتا ہی طلسم کشا کی مدد مین کون کون مرتا ہی حقیقت مین لشکر اسلام کا بڑا نام ہی مگر مقام افسوس ہی کہ رستم و جہانگیر وابرج و نورالدہر و بدیع وقاسم و مالک دلشد ہور وغیرہ سب اسطرف آئے ہین مگر یہان نہین پہونچے لشکرون مین تیاریان ہورہی ہین اور تلوارین بر چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی بعض لوگ تیرون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کل ایسا لڑین کہ دشمن کو بھی معلوم ہو ایسے ایسے سردار ہین کہ جی چھوڑوا دیے بعض جو کہ نامرد ہین ڈنڑ بیل پیل کے اپنے کو تیار کیا ہی اپنی زندگی بہت عزیز جانتے ہین کہہ رہے ہین بھائیو یہ نوکری تو جان کی آفت ہی ابھی دان کو لڑ چکے ہین تمنے دیکھا ہوگا کہ ہم مبین جوان تھے چار کو گھیر کر مار لیا ایک نے نیزہ مارا لیکن مین نے دور سے تیر ہی مارے مین حریف کے قریب نہین جاتا یہ ضرور نہین ہی کہ تلوار سے جنگ کرے چاہیے کہ دشمن کو خوب تنگ کرے ہم تو ہرا سے سیر جاتے ہین دوسرے نے کہا بھائی ہم بھی چلین گے اور لڑنے والا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی کہ ای نور نظر قدم پیچھے نہ ہٹانا میرے سامنے سرخرو ہو کر آنا تب مین راضی ہونگا نمک شاہی ادا کرو مدت سے نمک کھاتے ہین ہمارے شاہ بہت آبرو کرتے ہین بس بات مین فرق نہ آنے پائے آج تک خدا نے بات رکھی ہر مقام پر سرخرو رہے اب ایسا نہ ہو کہ بدنام ہو جائین بیٹا کہہ رہا ہی ای والد نامدار آپ ضعیف ہین ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جائین مین لڑونگا غرضکہ سب طرح کے لوگ جمع ہین بقول شاعر فرد کند ہم جنس با ہم جنس پرواز :.
کبوتر با کبوتر باز با باز. لشکر کفار مین تلاطم ہو رہا ہی ایک سے ایک کہتا ہی کہ بھائی ہم تو سحر جانتے ہین تلوار کی لڑائی کو ہم کیا جانین اور اہل اسلام اسی جنگ کے عادی ہین دیکھیے کیا کیفیت ہو ہمنے کیسی کیسی مشقت کی ہی تب شانون پر گوشت چڑھا ہی سپاہی بیدرد ہاتھ مار دیتے ہین سپر دون خون

سمجھا تا ہو لہذا ہم تو دور سے لڑتے ہین اگر سحر چل گیا تو سبحان اللہ اگر تاثیر نہ ہوئی تب بھی دور رہے تلوار کی لڑائی سے خداوند بچائین وہ وقت نہ دکھائین مگر سحر تیار کر رہے ہین اگر سحر بن گیا تو کل آگ برسا دین گے مسلمانون کو جلا دین گے بعضے بھاگے جاتے ہین کمیدان نے پوچھا خالقصاحب کہان جاتے ہو خالقصاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیٹ مین درد ہے دوا کھانے جاتے ہین بروقت جنگ آجائین گے کمیدان نے کہا بھائی وقت جنگ ضرور آجانا قدرت نے تاکید کی ہے ورنہ روزگار جاتا رہیگا وہ جوان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ہم نوکری سے باز آئے ہم وقت جنگ نہ آئین گے سامنے گاؤن ہے وہان ہمارے چچا رہتے ہین حال ہمکو دریافت ہو جائیگا اگر فتح ہوئی تو پھر آکر شریک ہونگے دونون لشکرون مین یہی ہنگامے ہین چار پہر رات تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب ++	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا +	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار	ہوا انجم سپاہ رد بفرار

لشکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے ہین مگر صاحبقران جو بارگاہ سے نکلے لشکر کفار کا جماؤ دیکھ کر دل ہل گیا در دولت شاہنشاہی پر آئے تسبیح خاک شفا ہاتھ مین ہے یہی دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

نیست این حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع	بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع +
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند	انچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چون نداری در جہان یک لحظہ امید حیات	چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب	مال در دست سخی و آب در غربال جمع
چون سفر در پیش میداری تو پس دور و دراز	زادرہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع +
ہند یا روز قیامت پیش پیش حق شود +	انچہ ز افعال تو گردد د فتر اعمال جمع +

چوبدار جو باہر آیا صاحبقران نے پوچھا برآمد ہونے مین سلطان گیتی ستان کے کیا دیر ہے چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے اب برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران کھڑے ہو گئے تا جدار د

سردار آکر جمع ہوے کہ سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار نور الدہر
آتے ہین فوج کثیر ساتھ ہی تبلیغ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے ہمراہ ہی اور قحطاس مردم در
ساٹھ ہزار فوج سے ساتھ ہی یقین ہی کہ وقت جنگ پہونچ جائین کہ لال پردہ چرخیون پر کھنچا آمد
سعد شہریار اس رنگ سے ہوئی کہ آگے آگے طفلان مہرصورت اشعار حمد الٰہی پڑھتے ہوے

وہ اشعار یہ ہین نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک	خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
فی الحقیقت ہست خاکت ابتدا و انتہا	خاک بودی و دگر بارہ شوی ای یار خاک
جسم خاکی را چگونہ باشد امید قیام	زانکہ گردد جوہر این خاک آخر کار خاک
در تلاش مال دنیا بندۂ خاکی چرا	میکند برباد در ہر کوچہ و بازار خاک
خاک جسمت حق برای کار کردن آفرید	حیف باشد گر بود یک لحظہ این بیکار خاک
سرمۂ چشم دل دجان میکند از صدق دل	ہر کہ حاصل کرد زان در بار گوہر بار خاک
ماندہ روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم	فائدہ زین خاک بیزی یافت دنیا دار خاک
قطرہ دُر گردد بہ تاثیر نگاہ اولیا	زر شود در دست مردانِ خدا ہر بار خاک
دولتِ عقبیٰ اگر خواہی و کنج عافیت	بر سر دنیا بیفشان ہمندیا ہر بار خاک

سامنے سے وہ طفلان ماہرو گذر گئے اُن کے بعد چند کہاریان تخت شاہنشاہی کاندھونپر
رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سنہری مچھلیان سرون پر لگی ہوئین پیدا ہوئین اول
صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے
دل مین ہی باقی جملہ سرداروں نے سلام کیا سب کا سلام لیتے ہوے سواری کوچۂ سلامت
سے چلی فرد سوِ دشت شہ کی سواری چلی * کہے تو کہ بادِ بہاری چلی * طبل سکندر بجتا ہوا اس
دھوم سے بادشاہ لشکر کو لیکر میدان مین آئے اور ایک جانب میثاق کوہ گردان چالیس
شاہزادیان مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئین اسباب سحر جھولیون مین گاتیان باندھے ہوے ملازم
اُن کے ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر کھڑے ہین مگر صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ کے
ہی ہر صف کے آگے چار چار پہلوان گینڈون پر سوار چوڑے تیغے ہاتھ مین مثل فیل جھوم رہے ہین

مگر صاحبقران مجمع کفار دیکھ کر متردد ہین خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ لشکر کفار بحساب ہو دیکھیے کیا ہو مجکو بڑا خیال سعد شہریار کا ہی اب لشکر مجے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی بعد یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا +
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی + کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا +
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے + گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا +
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال + جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا +
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا + ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم + کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار + جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا +
اُنکی صورت کو ترستی ہی نگاہ افسوس + صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح + خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین ہم اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین + کیون مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو بہم رہتی تھین + کیا ہوا ہم نفسو رابطۂ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط + نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا +
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے + دفعتہً ہم سفر ایسا ہین بھول سے گئے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے غازیون کے چہرے سرخ ہو گئے قبضون پر ہاتھ پڑے کڑکیتون نے کڑکا کہکر آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹا دے یہ کہکر کڑکیت ہٹے جمشید کا تخت صف آخر سر ہی گئی سو پہلوان اسکو گھیرے کھڑے ہین جمشید نے سر اُٹھایا اشغال خارہ شگاف نامے پہلوان گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان جمشید نے کہا جا تجھ کو اپنے قدرت کے سپرد کیا اشغال گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے قصد کیا تھا نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف فیروزہ تاجدار ایک طرف قحطاس مردم دراور ایک جانب دیوانہ بلند بالا زنجیرین ہلاتا ہوا ایک سمت اسلم قزاق پشت پہ دو لاکھ فوج آئے دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین مجھوم رہا ہی نور الدہر نے مرکب بڑھایا مقابلے مین اشغال کے پہونچے اشغال نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال سامنے آیا اشغال نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُس کا ردکا آپس مین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ اشغال کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ اُس کا ہوائی ہوا اشغال نے تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نور الدہر نے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جو چمک کر گرا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مصاحبون نے جمشید سے کہا کیون یا خداوند جنگ مغلوبہ کا سامان کرین کہ لشکر اہل اسلام پامال ہوجائے کوئی مسلمان بچنے نہ پائے جمشید چاہتا ہی کچھ جواب دون کہ ایک پہلوان ہی جسکو شاہور بلند قد کہتے ہین گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند اجازت میدان جمشید نے کہا ای شاہور جلدی کیا ہی یہی صلاح ہو رہی ہو کہ ابھی مغلوبہ نہ کرو بعد چند ساعت دیکھا جائیگا اچھا میدان مین جاؤ مگر الگ سے مقابلہ کرو جہانتک ہو سکے قریب اس جوان کے نہ جاؤ بلکہ مناسب یہ ہو کہ جاکر بادشاہ کو للکارو یقین ہو کہ تمھارے مقابلے مین آئینگے پھر تمھین اختیار ہی جس طرح سے چاہنا مقابلہ کرنا ہر طرح غالب آؤ گے مگر لوح کے سلائے سے بچنا شاہور نے کہا کہ یا خداوند آپ طرز جنگ میرا جانتے ہین کہ حریف کو حربہ نہین کرنے دیتا فوراً مار لیتا ہون صدہا پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوے مجھپر کوئی وار نہ کرسکا مین جاکر طلسم کشا کو للکارتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا ان جوانون کے بھروسے پر طلسم کشائی کو آیا ہی میرے مقابلے مین تو آ مین بھی تو امتحان کرون کہ تمھاری جرأت کیسی ہی نور الدہر نے جو آواز شاہور کی سُنی جواب دیا کہ او مغرور تجھے بادشاہ سے کیا کام ہی مین تیرا مقابل موجود ہون میدان مین تو آ یہ سُن کر شاہور نور الدہر پر جا پڑا تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا نور الدہر روک رہے ہین جب کئی وار کرچکا تب نور الدہر نے بھی تیغہ کھینچا پکار کر کہا او پہلوان تجکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی کئی وار کرچکا دستور یہ ہو کہ ایک وار کرتے ہین

دوسرا حریف کا چاہتے ہین اب میرا وار تو قبول کر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شتاہور نے سپر
آگے کر دیا تلوار جو پڑی شاہور کے دو ٹکڑے ہوے وہ ٹکڑے زمین پر تڑپے بعد تھوڑی دیر کے
ویسے ہی دو پہلوان پیدا ہوے اور نورالدہر سے لڑنے لگے نورالدہر نے پھر ایک کو مارا
وہ بھی مرکر گرا اب تین ہوے جون جون نورالدہر قتل کرتے ہین وہ جوان بڑھتے جاتے ہین
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ پایا کہ یہ جوان ساختۂ سحر جمشید ہین
مناسب ہی تم خود مقابلے مین جاؤ لوح چمکا دو تب ان جوانون سے مہلت ملیگی بادشاہ نے مرکب
بڑھایا دیکھا نورالدہر گھرے ہوے ہین چار طرف سے وہ جوان حربہ کر رہے ہین نورالدہر
اپنے کو بچاتے ہین کہ بادشاہ نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار ؎ منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
اُن جوانون نے جو صداے نعرۂ سعد شہریار سُنی طرف صحرا کے بھاگنے لگے بادشاہ نے گھوڑا
بڑھایا ایک پر عکس لوح کا ڈالدیا جیسے ہی عکس لوح کا اُسپر پڑا ایک چیخ ماری اور جلنے لگا
سب جوان دوڑکر اُسی سے لپٹ گئے سب جل کر خاک ہوے جمشید نے حکم دیا کہ ان جوانون کو
گھیر کر مار لو گھٹا کفر کی چلی بادشاہ نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب بڑھا دیا تیغۂ طلسمی کھینچکر
جا پڑے نورالدہر کے برابر ہو پہنچے صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین
اشقر بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران ؎ امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار +
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر
سرکشان جملہ درخاک کرد + نعرہ کرتے ہی فوج کفار پر جا پڑے مگر ساحرون نے آگ برسائی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو سحر سے نہ لڑو جنگ شمشیر و نیزہ کرو سب ساحر سحر کرنا موقوف کر کے تلوار سے جنگ
کرنے لگے مگر دیوانۂ بلند بالا جو کہ ساتھ نورالدہر کے آیا ہی اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کہ آقا گھر گئے ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوا ہمارے آقاے سُرخ کو گھیر لیا ہی چل کر
اُن کو بچاؤ یہ کہکر چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا بارہ ہزار دیوا نے اس کی پشت پر چوبدستین ہلاتے
ہوے غل مچاتے ہوے فوج مخالف پر جا پڑے جسپر چوبدست پڑی وہ پیوند زمین ہوا ان

بارہ ہزار سنے جو بیس ہزار جوان ہارے جمشید نے ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ ابن دیو اسپہ
کو تو پکڑ لا وہ جوان جھومتا ہوا سامنے دیوانے کے آیا جیسے ہی دیو اسپہ نے چوبدست لگائی اُس
پہلوان نے چوبدست تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی اُس پہلوان نے
دیوانے کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کر کے اُٹھالیا چرخ دیتا ہوا لیچلا دیوانہ غل مچاتا ہی کہ اے
آقا اے سُرخ یہ مجکو لیے جاتا ہی مقام افسوس ہی کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجکو رہا نہین کرتے یقین
ہی کہ قتل ہو جاؤن نورالدہر نے جو دیکھا کہ دیوانے کو ایک جوان لیے جاتا ہی گھوڑا بڑھا کر
قریب آئے چاہا اُس جوان پر ہاتھ مارون اُس جوان نے کلائی نورالدہر کی تھام لی اور کمر
مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور لیکر چلا قحطاس مردم دریہ معرکہ دیکھ رہا تھا دیکھا آقا کو لیے جاتا
ہی بڑھ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان نے قحطاس کی بھی تلوار چھین لی اور قحطاس کو
بھی اُٹھالیا بادشاہ نے بھی دیکھا کہ تینون جوان گرفتار ہو گئے اور وہ جوان نعرے کرتا ہوا
جاتا ہی کہ منم پہلوان قدرت خداوند مجکو کون مارسکتا ہی میری قضا ہی نہین کوئی کیونکر قتل
کریگا اُدھر سے لڑتے ہوے صاحبقران آتے تھے دیکھا کہ نورالدہر و قحطاس و دیوانے
کو اُٹھائے ہوے وہ جوان جاتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھ کر آواز دی وہ جوان رُک گیا اور خود گینڈا بڑھا کر سامنے صاحبقران کے
آیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پکار کر
آواز دی او جمشید ان مکرون سے کیا ہوتا ہی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے صاحب لوح
ہین کوئی مکر تیرا مخفی نہ رہیگا سب حال کھل جائیگا جمشید نے للکار کر آواز دی او حمزہ مین نے
اپنا تجکو نام بتا دیا کہ یہ جرأت نصیب ہوئی ورنہ کیا مجال تھی کہ میرے سحر مین دخل دیتا لے یہ
سامنے آتا ہی اس سے تو مقابلہ کر ایک پہلوان آہو پر سوار پہلو مین کھڑا تھا اشارہ کیا کہ حمزہ
کو ٹوک لے وہ جوان بڑھا صاحبقران نے اُس کو دیکھ کر چاہا کہ اسم اعظم پڑھون اسم اعظم
فراموش ہو گیا صاحبقران حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہین مگر سعد شہریار نے دور
سے دیکھا کہ دادا جان حیران کھڑے ہین یقین کامل ہوا کہ دادا جان اسم اعظم بھول گئے اسی وجہ
سے حیران کھڑے ہین گھوڑا بڑھا کر قریب صاحبقران آئے لوح کا تکمہ [illegible] ڈالا جیسے ہی لوح کا

عکس پڑا امیر کو اسم اعظم یاد آ گیا اسم اعظم پڑھ کر اُس جوان پہ ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان
کے دو ٹکڑے ہوئے جمشید یہ معرکہ دیکھ کر نہایت اُداس ہوا اور کہا یہ تقدیر قدرت نے
ایسی ہی لکھی کہ حمزہ بیکار ہو جائیگا مگر لوح سے کوئی چارہ نہین لوح کا جو عکس پڑا اسم اعظم
کھل گیا اب دوسری تدبیر کرونگا یہ کہکر اسم سحر پڑھنے لگا ایک دستک دی کہ صحرا سے آواز آئی
معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے اُس آواز مین یہ صدا تھی نظم

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا — مٹانے کے لیے ہم کو بنایا +
بشکلِ اشک ہون یا قدر و بیقدر — وہ گوہر ہون کہ کھو کر جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام — عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا
ہماری چشم کوئی آبلہ تھی + — جو نشتر نوک مژگان سے لگایا
وہ مشتاقِ شہادت تھا دمِ ذبح — گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے — عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا اسرمہ بھی شاید حسن اغیار — جو ایسا تیری آنکھو نہین سمایا
مزہ جوش محبت نے یہ بخشا + — گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور — خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے — کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
تسنیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ — ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

صاحبقران نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار مذکور گاتی ہوئی
آتی ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا جو سب کے آگے ہے اُسپر لوح کا
عکس ڈالو یہ نمود بے بود ہے بادشاہ نے لوح چمکائی اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای شہریار
آپ مجکو کیا سمجھے ہین میرا نام ہے جام محبت جسنے میرے ہاتھ سے جام پیا وہ دیوانہ ہوا بادشاہ
نے فرمایا جو لوح مجکو حکم دیگی وہی کرونگا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شہریار آپ ایسا کلمہ
فرماتے ہین میری محبت دل مین نہین سمائی اگر میری محبت آپ کے دل مین رہیگی تو ہمیشہ
آباد رہیے گا لیکن آپ نے نوشتۂ لوح پر عمل کیا جو خوشی آپ کی مگر لوح کا عکس جو اُس نازنین

پہر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور سب عمود زمین اُس سے لپٹ کر غیر معمولی جلنے لگے اور آواز آئی کشتی مرا نام من جام محبت بود مرتے ہی جام محبت کے کل لشکر بل گیا ہو جمشید شعبدے کر ہا تھا مگر جو شعبدہ کیا حکم نے لوح سے اُس کو مٹایا آخر جمشید نے حکم دیا کہ سب کو گہیر کر بار لو بچاس لاکہ فوج نے بلوہ کیا بادشاہ بہت متنفر ہین فرماتے ہین کہ فوج جیسا ہے اُن کی بدعت سے بچائے دیکھیے انجام کیا ہو اے کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کرانیا نہ ہو کہ سرداروں کو انتشار رہوا اے بے نیاز وقت مدد ہے نظم

چون ید بیضا چو آید در ضیا روشن چراغ	روشنی بخشد دل تاریک را روشن چراغ
صورت خورمی شود نورش محیط سرزمین	چون برافروزد ز حسن بے لقا روشن چراغ
کی بود انوار ذات از دیدۂ مردم نہان	ماند اندر پردہ پوشیدہ کجا روشن چراغ
ہست ز انوار الٰہی در شبستان جہان +	ابتدا روشن چراغ و انتہا روشن چراغ
سرزمین را حق عطا فرمود زان سان روشنی	کرد از خورشید بر اوج سما روشن چراغ +
زین تجلی مطلع انوار ہر روز و شب است	ہست زین خورشید ہر صبح و مسا روشن چراغ
این غزل موزون نوشتی در زبان پارسی +	کردہ از طبع روشن ہند یا روشن چراغ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکہا رستم پیلتن مع اپنے سردارون کے آکے پہونچے ایک ساحرہ موسوم بہ گلپوش اتر پر سوار ساتھ ہزار ساحر دو لاکہ غیر ساحر اور بہت سے آدمخوار غل مچاتے ہوے آکر پہونچے آدمخوارون نے جو مجمع النسان دیکہا منہ کہول کر جا پڑے اور آدمخوارون نے جو آواز سنی کہ آقا نے نعرہ کیا سمجہے کہ ہم کو بھی حکم جنگ ہے جو سامنے آیا اُسکو چیر پہاڑ کر کہانے لگے رستم نے جہڑکا کہ تم کو منع کر دیا ہے کہ آدمیون کا گوشت نہ کہایا کرو آدمخوارون نے کہا آقاے نامدار بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمین گوشت کہانے کو منع کرتے ہین ہم کیونکر باز رہین ہماری تو یہ خوراک ہے یہ کہ کر لڑنے لگے کسکی مجال ہے کہ آدمخوارون سے مقابلہ کرے رستم پیلتن نے آکر صفون کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب پکیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + جس صف پر پہونچے پہلوانون کو مارا اور آدمخوار غل مچاتے پہرتے ہین یارو یہ نعمت کبھی نہین پائی تہی آدمی کو

پھر اور حیرکر رکھا لیا مگر رستم کو دیکھکر مخالف بھاگتے ہین جسطرف حملہ کیا صفون کو درہم و برہم
کردیا ہرطرف یہی ہلڑ ہو کہ آدمخوارون سے کون مقابلہ کرے یا خداوند بچائیے کہ دوسری گرد
صحرا سے اڑی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مع اپنی فوج کے آکر پہونچے اور نعرہ کرکے لڑنے لگے
پھر ایکطرف سے گرد اڑی شاہزادہ خاور سپاہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچ گئی سحر
سرداران ساتھ ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ✦
زنم تیغ برابر دو نیزہ بہ ماہ ✦ ز آب دم تیغ شستم زمین ✦ ہمہ باختر شد بزیر نگین ✦ دیگر آفتاب
مشرق دین پروری ✦ شہسوار لال پوش خاوری ✦ ہمراہ ان کے نیرنگ تاجدار اور
آزر بت شکن و شاخسار جادو و سیماے گوہر پوش ہین دھلال دیوانہ بھی زنجیرین
ہلاتا ہوا آتا ہے دونون شاہزادیون نے جو دیکھا کہ جنگ سحر ہو رہی ہے بڑھ کر سحر کیا کہ آگ
برسنے لگی اس کے بعد پھر گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان بھی ڈیڑھ لاکھ فوج
سے آکر پہونچے ملکہ میمونہ نازک ادا ایک آہو پر سوار آتے ہی سحر کرنے لگی ایکطرف
بدیع الزمان کے ہلال دیوانہ ایک پہلو پر بہمن بلند بالا مع ساٹھ ہزار جوانون کے ساتھ
ہو سحاب ابر شکن باپ ملکہ کا و امواج قطرہ زن ماں ملکہ کی شریک ہو کر یہ بھی آتے ہی سحر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے مالک و لندھور بھی آئے پہلے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ لندھور ؎ جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندوستان ✦ اگر نامم نمیدانی منم
لندھور بن سعدان ✦ مالک نے جو نعرۂ لندھور کی آواز سُنی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ مالک ؎
منم مالک اژدر خشمگین ✦ سپہ دار در لشکر اہل دین ✦ مگر شاہزادۂ بدیع الزمان جو جنگ کرتے
ہوے آتے تھے قاسم و جہانگیر کو جو دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان ؎
بدیع الزمانم کہ در روز کین ✦ کشم آسمان را برو سے زمین ✦ ز تیغم بسے ملک اسلام شد ✦
کہ سر فتنۂ باختر نام شد ✦ دیگر مہ بُرج خوبی شہ انجمن ✦ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✦ بدیع الزمان
کے نعرے کی صدا سُن کر قاسم نے جہانگیر کو اشارہ کیا کہ کشتی گیر کو آگے نہ بڑھنے دو جہانگیر تلوار
کھینچ کر بڑھے مگر ہمراہ بدیع الزمان جو جادوگرنیاں ہین اُنھون نے بڑھ کر سحر کیا کہ مجمع ہٹ گیا
بدیع الزمان بیچ صف مین لڑ رہے ہین اور جہانگیر کنارے پر ہو گئے قاسم نے اشارہ کیا ان

عمر نامدار برجہ جادو جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای فرزند دیکھتے ہو فوجون کے کسقدر جادو
گھوڑا ابڑھ نہین سکتا قاسم کو بہت ناگوار ہوا سیارہ سے فرمایا کہ ای یار وفادار دیکھتے ہو کہ یہ
کشتی گیر تو وسط صف مین پہونچ گیا اور شاہزادۂ جہانگیر کنارے پر لڑ رہے ہین سیارہ نے کہا
ای آقائے نامدار جرأت بدیع الزمان کا آپ ہی جواب دیسکتے ہین ادھر جمشید نے بلندی پر سے
دیکھا کہ فرزندان صاحبقران کس زور وشور سے لڑ رہے ہین ایک طرف رستم ایک طرف بدیع
و قاسم و جہانگیر دھاک کل دست چپیون کا جادو ہی اور جس طرف بدیع الزمان لڑ رہے
ہین لندھور بن سعدان ان کی پشت پر لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسقدر تیر کھائے ہین کہ تمام بدن غربال بنا ہی مگر مصروف جنگ ہین جس غول پر
ارادہ کیا جا پڑے بڑے بڑے ساحرون کو صاحبقران نے قتل کیا جو سامنے آیا ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا کئی دیوا سے امیر نے زیر کیے ہین وہ دیوانے بھی لڑ رہے ہین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ جنگ مسلمانان کا کون جواب دے یا تو سب سردار الگ الگ تھے یا وقت پر
آکر شریک جنگ ہوگئے جو سردار آیا اسی طلسم کے تاجدارون اور پہلوانون کو مطیع کر کے
لایا وہ ہی ہماری جان کے دشمن ہین جمشید نے جو طرز جنگ مسلمانان دیکھا کہا کیون صاحبو اب
تم سب کی کیا صلاح ہی لڑائی تو یہ فتح نہ ہوگی رستم کے آدمخوارون نے قیامت برپا کی ہی جس
غول پر گرے ہزارون کو کھاگئے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے اور جنگ دیوالون کی وہ
آفت ہی کہ کوئی ان کو روک نہین سکتا جس غول پر گرے مارے چوبدستون کے پامال کردیا یہ کہکر
بہت گھبرایا آخر سب نے کہا یا خداوند ہم آپ کی وجہ سے لڑ رہے ہین مسلمانون کا سامنا نہین
کرسکتے کہ سامنے گئے اور قتل ہوے آپ نکل جائیے ہم لوگ سمجھ لین گے خواہ اطاعت کرین گے
خواہ بھاگین گے جمشید نے جھولی سنبھالی پر پرواز پیدا کیے تخت کو اڑایا مگر میثاق کوہ گردان
نے جو دور سے دیکھا روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا جمشید جاتا
ہو اگر یہ نکل گیا تو بڑا فساد کریگا حضور تیر مارین مین جا کر گھیرتا ہون چالیسون شاہزادیونکو اشارہ
کیا سب شاہزادیان و میثاق متفرق ہوے سب نے الگ الگ سحر کیے ان شاہزادیون کا
سحر ادھر میثاق کوہ گردان کا سحر جمشید کو معلوم ہوا کہ سامنے دیوار سنگ کھنچی ہوئی ہی اور

جمشید نے پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ ہاں یارو گھیر کر سعد کو مار لو اول اشقال مردم در کنار
چھیڑ کر آیا بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اشقال کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے بعد مینکال پیلتن
آیا اسنے مکر سے ہاتھ مارا کہ سعد شہریار کا شانہ نشانہ ہوا سعد تھم تھا کر مثل شعلۂ جوالہ کبھی کبھی وار
کرنے لگے آواز دی او بے حیا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہو وہ پہلوان پلٹا سعد شہریار نے
ہاتھ مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف سے آواز آئی ای سعد بن ای شہریار تلوار
تلوار پھینکدو سعد نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو للکارتا ہوا آتا ہی فیروزہ برابر کھڑا تھا
آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ کر کے اس سے مقابلہ کیجیے سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ یہ زنگی سحر ساختۂ جمشید ہی لوح کو اسکے بدن سے مس کرو جل جائیگا کہ زنگی برابر
آیا سعد حیران ہین کہ کیونکر لوح مس کرون وہ زنگی برس پڑا مہلت نہین لینے دیتا آخر سعد نے
بمشکل تمام لوح کو اُس کے جسم سے مس کیا زنگی جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میرا
سیہ تاب جادو بود واضح ہو کہ اسی پہلوان اسی طور سے مقابلۂ سعد مین آئے اور مارے گئے
جمشید کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور سحر پڑھنا موقوف نہین کرتا سعد گھوڑے کو ٹھکرا کر قریب جمشید
کے پہونچے جمشید نے آگ مُنھ سے چھوڑی صدہا شعلے بھڑک بھڑک کر گرے سعد پر تاثیر نہوئی
جمشید نے نعرہ کیا ای اژدر ان جادو وقت سخت ہی جلد آؤ یہ کہتے ہی صحرا مین روشنی ہوئی
ایک اژدہا مثل کوہ مُنھ سے آگ چھوڑتا ہوا سامنے آیا فیروزہ نے پھر پُکارا ای شہریار
کو ملاحظہ کیجیے سعد نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اژدہے پر لوح پھینک مارو جب وہ
قریب آیا تو سعد نے لوح پھینکی جمشید نے چاہا مین لوح کو روک لون جیسے ہی ہاتھ ڈالا اُسمین
پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے لوح کو چھوڑا لوح کے گرتے ہی جھکا کہ اُٹھا لون سعد نے اوپر سے
مارا جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی سو سپرین فولادی سر پر اس کے جم گئین گویا سینہ
ہوئین مگر کیا ہو سکتا تھا تیغہ طلسمی نے سپرون کو کاٹا تڑپ کر جو وہان سے گرا جمشید نے
سر آگے کر دیا جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی جمشید کے ہنگامۂ عظیم ہوا اگرا
وزیر اسکا ہیران فیل کش باقی تھا اسنے لاشۂ جمشید کا اُٹھایا طرف طلسم زعفران زار کے
بعد مرنے جمشید کے سب تاجدار آکر قدمون پر سعد کے گرے کچھ بھاگ گئے کچھ ساتھ ہیران کے

ہر طرف امن و امان ہو گیا جنگ برطرف ہوئی اب بادشاہ و ہالنے نعتح و فیروزی قلعۂ طلسمی میں آئے یہانکے عجائب و غرائب ملاحظہ کیے یہ ہزار شنکر بیٹی اسکی ملکہ مہتنگ دریا لشغون محل سے نکل اور سعد شہریار پر عاشق ہوئی اسنے خزانے بتاکے مال نکلوایا کئی ہزار چھکڑا اسباب سے بھر اس سب سامان کو ساتھ لیکر صاحبقران زمان مع اپنے سردارون اور جان نثارون کے طرف غروبیۂ باختر کے روانہ ہو گئے ادھر سعد شہریار نے انتظام کیا کہ سارے طلسمین جسقدر زیر تھے اُن سب کو منہدم کرا دیا اور اُنھین مقامات پر مسجدین تعمیر کرائین جابجا حاکم و ناظم مقرر کیے اس انتظام سے فراغت فرما کے فیروزہ بن عمرو کا عقد ساتھ ملکہ نمکین شیرین کلام کے بڑی دھوم سے کیا اب یہ حقیر عرض کرتا ہو کہ اگر فیروزہ کی شادی کا بیان بتفصیل تحریر کرتا تو طول ہوتا اور ناظرین کا وقت عزیز فضول رائگان جاتا اس وجہ سے ساتھ تیسری جلد کو ختم کرتا ہون فقط

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب تخلص بہ سہیل فرزند مصنف

بعد حمد محمود کل عالم معبود جن و ملائک و بنی آدم و نعت جناب سرور انبیا حبیب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی و منقبت شیر بیشۂ ہیجا معین و مددگار اشرف انبیا جناب علی مرتضے علیہم السلام یہ حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ حقیقت مین بمثل و وحید ہین ناظرین تصور کرین کہ بعد طلسم ہوشربا دو جلدین اُسی ہوشربا کی بقیۂ طلسم ہوشربا نام رکھکر تحریر کین جو کہ ناظرین نے ملاحظہ فرمائین اس بقیہ مین کوئی مضمون نہین چھوٹا احباب کو حیرت تھی فرماتے تھے کہ بعد ہوشربا پھر قلم اُٹھائیے گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ قبلہ و کعبہ نے تار باندھ دیا کہ فتنۂ نور افشان تین جلدون مین لکھا بعد [illegible] طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے طلسم خیال سکندری تین جلدون مین تصنیف فرمایا ہومان نامہ کا ترجمہ کیا طلسم نوخیز جمشیدی یہ بھی کس آب و تاب سے تین جلدون مین نئے رنگ پر تحریر کیا لطف یہ کہ ہر جلد اور ہر داستان کا نیا مضمون ہر ایک کا دوسری [illegible] جدا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ذی کمال کا انتقال ہو گیا حقیر کے نزدیک نو داستان گوئی اور سخن طرازی کا چراغ گل ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون نئے نئے منا مین اور عیارون کی عیاریان اور بہادرون کی نبرد آزمائیان اس طرح قلم برداشتہ تحریر فرماتے تھے

504